

تاريخ إدب إردُو

جلددوم حصته اول (انهارویں مدی)

.

داک رجبیل جالبی

مجلس ترقّي ادبْ ° لايُو

#### چىلە خۇق ھلوظ

#### طبع سوم: شارع ١٩٩٩ع

## تمداد : ۱۱۰۰

) احدد لدیم فاسمی ناظمر مجلور ترقی ادب ، لاپدور

مطح : معادت آرث پريس 19-4 ايث روڈ لاپور ال

طابع : توفيق الرحمان ليمت : ۲۰۰ روغ

محد سمیل خاں (سمیل جالبی) کے نام جو بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی ع ثم سلامت رہو ہزار برس

ترتيب

μ		بیش لفظ تمہید: بہلاباب
	اخاردی صدی : سای منظره طرز تکر	ېپيد : پېلاباب
1	تهذیبی ومعاشرتی روید اگردد شاهری : رواج بمشکش، اثرات،	دوسراباب
4	مو کات و میلانات	فصل اول:
rr	شاعری کی ابتدا فی روایت (الف) مذہبی شاعری	ستمالی مند میں آزدو پسلاباب
ro	دوش علىدش : ماشور ام	
کافرقسم 	(ب) سال خصوصیات ، شمال و دکنک زاؤد (ج) مرشے کی دوایت	
44	دنم ناھے۔۔۔۔۔۔۔	دوسراباب
Al	جنگ ارهالم علی خان و خضنفر حسین وقائع ننا : مسید زاید ننا	
	طنت بح کی داری و معند کال	تبسراياب

فصل دوم: پېلام

دومرا باب

تيسراب

فاری کے ریختہ گو ہے ۔۔۔۔ میرزامعزا لدین محد دوسوی فطرت ۱۳۲ ؟

نحاجزهدا للامد، وصدت وگل ۱۹۲۳ میزاهدادها در پیدل ۱۹۳۳ پیرواحدالشن بیگستبول تیمیزی ۱۳۲ میشین صداند گهش ۱۳۲۸ شرف الدیری علی مال پیلم اکرالیادی ۱۳۱۱ برزاعی دشا تزلیاش

ر الما المدينة المنظمة المنكسان الما المنظم المنظم

قاری مصدر پیشته تو ؟ - - - - - - ۱۳۹۰ مراج الدری علی خان آزود ۱۳۶۱ انتدرام تقص ۱۹۲۱ ؟

لالژیک چند مبارد بلوی ۱۹۰۸ ؛ فواب فروانقد دنگاه قطی خال دگیاه ۱ در برندام طل از دیگرای ۱۵۲۲ –

د با چروندم ما الدجنون الماء -د الد د کن که اشرات م تغلیقی روسید، شاعری که

در میرستان با ۱۹۷۳ تا خود او استان شون ۱۳۵۱ تا ۲۵۰۰ تا ۲۵۰ تا ۲۵۰۰ تا ۲۵۰۰ تا ۲۵۰ تا ۲

خیرامیام گوشعرا ۱ - - - - - - - - - - - ۲۸۸ اشرت مجراتی ۲۹۱ بر محدوثی دی ۲۹۱ بر منادشتنا سر ۶

ا مرت برق بهر : فواب صداد ارب محدثال قائز ۱۳۹۱ به بیدانشفان سیّاد ۱۳۹۱ شناه ترایس با ۲۰۰۷ برجمودن بر ۱۳۹۱ دستین مدانولی نزلت ۱۳۰۵:

> جعفر على حرب و ١٨٠٤ بير تحدي بييار ٩٩٩ ؟ قدمت الشرفذريت ٩٠٨ بالميات الذبرايت ١٩١٠ ؟

بيبت كل خال حسرت ٩٢٠ -

قوال پاپ به پیند اورشوا : - - - - - کانوری ۱۹۳۲ : میشین فرآن ادریه شمن ۱۹۳۳ : مرز انجرانی خروی ۱۹۳۹ : میشین خفام طاراس ۱۹۳۵ : محد درش دوشش ۱۹۹۱ : محد ما بدول ۱۹۷۰ : شرکتر نان ایران ۱۹۳۱ : و

> رولی صدی میں اُردوشر بهلاماب اُردونیا

مسينعيالاني بزات: اگدود ديوالغايه بيان گدودربان ۱۰۰۹ مرزا طلقی انسان جدد ايادی ۱۰۰۱ : مرزا مخدد فيع مودا ۱۰۰۹ محد افتراکه والمجذوی کندگذود دیبا چید ۱۰۱۰ -معربی تعدانیدن اوداسالیس: ۱۰۰ - - - - - - - - - - - -

ارلیب مندسی تصانیف ادر اسالیب: . - - - - - - - ۱۰۲۵ فضل می افسان بحری کتف ۱۰۰۵ شاه میرالین چین ملی: فترح المعین ۱۰۲۱ شاه مراد اشد انصادی تبعی آغیر برای ۲۰۰۳

شاه خوامیدهایی: (دوترکزانه ۱۹۰۹ شاه عداهای بردو مرضح قرآن ۱۹۰۳ بر نیم نیمرزید نسان ترو دنشرقران ۱۹۰۰ بخی نشورسا تراج پایش دنشده مردو ۱۹۰۱ بر نیمون شام کدیدید: و فروش با پسترن از دونسسسردانه با فراتی کافی، چرشیانگش دیشد، ترکس، بسیدی بدران با درسای میگذار

بر سي يعرب بيت بروي إي بيدوي و الماري المراجعة والماري المراجعة والماري المراجعة والماري المراجعة والماري المراجعة والمراجعة المراجعة والمراجعة و

يتوتحلاب تارين نثر ادراس كااسلب : - - - - - - ١٠٤٧

مىيدىتىمىلى بمنورى : قعته واحوال رد ميله م ١٠٠٠ -اضافق تعانيفهان إساليب ميسرى خان ، تصرم را فردرٌ و دلر ١٠٨٢ ؛ محدين خان معامين : نوط زيرمتع ١٠٩٢ خشق برچندگفتری قامِری : قرآ ثینِ بندی ۱۱۰۸ ؛ شاه عالم الى آقاب ، عمام القصص سيدشاوسين حقيقت ، منب مثق ١١٢١-شاریه : تقالت \_ \_ \_ تالا سامل وجرائد سانات. . . . . . . . . . . . . . . . . . على ادبى ادارى د كتب خاف، يراس دفيره -- - - - ١١٢٩ اشانزی کردار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲۳۲ مطے ، عمارات ، إ فات ، دریا ، سار وغیرہ . . . . . - - - ١١٢٢ اشانوى مقامات وميرو . . . . . . . . . . . . . . .

## پيش لفظ

"تاریخ ادب اردو" کی جلد دوم آپ کے سامنے ہے جسے ، پڑھنے والوں کی آسانی کی خاطر ، دو حصوں میں تنسم کر دیا گیا ہے۔ یہ جلا ، جو کم و یش الهاروین صدی عیسوی کا احاطه کرتی ہے ، اپنی جگه مکمل بھی ہے اور اگلی پھلی جادوں سے بوری طرح مربوط بھی ۔ جاد اول ہے، واع میں شائع ہوئی تھی اور جلد دوم پر میں نے سرم وع میں کام شروع کر دیا تھا ، جو لقريباً ۾ سال بعد مارج ١٩٨٦ع مين مکمل ٻوئي ۔ يه عرصه ايسے گور گيا جیسے کل کی بات ہو ۔ اس طویل مدت کی وجہ یہ تھی کہ میں نے ادبی ٹاریخ لویسی کی بنیاد دوسروں کی آراء یا سنی سنائی باتوں پر نہیں رکھی ، بلکہ سارے کلیات ، ساری تصالیف ، کم و بیش سارے اصل تاریخی ، ادبی و غیر ادبی مآغذ سے براہ راست استفادہ کرکے روح ادب لک چنچنے کی کوشش کی ہے اور بوری قسد داری و شمور کے ساتھ ، کم سے کم لفظوں میں ، اسے بیان کر دیا ہے ـ ویسے بھی جب آپ کسی ایک شاعر یا مصنف کا ڈوب کر مطالعہ کرتے ہیں تو بھر دوسرے شاعر یا معیف کا مطالعہ کرنے کے لیے ڈپن کو اٹے سرے سے تیار کرنا پڑتا ہے تاکہ زیر مطالعہ شاعر یا مصنف آپ کی تغلیق و تنذیدی شخصیت کا حصہ بن جائے ۔ تاریخ لکھتے ہوئے میں نے ہر شاعر و مصنف کے ساتھ اسی طرح شب و روز بسر کیے ہیں ۔

 $I_0$  "(w<sub>0</sub>)" (w<sub>0</sub>)" (

کاور ہے . ادب میں زلدگ کے انزع کو دربانت کرکے ، نفیم ادب کو وصف دیتر کی کوشش کی ہے ۔ آپ کو ان صفحات میں اس لیے تحقیق میں انتیادی عمور اور تشید میں تعقیر دوشی نظر آئے گی ۔ ہی استزاج ''اظرفج ادب آورہ'' کا کابان پلو اور اس کی الفرادیت ہے ۔

اسی امتزاج کے ساتھ آپ کو اس "تاریخ" میں گئی سلحیں ملیں گی۔ تقیدی و فکری سلح بھی اور تحقیق و تہذیبی سطح بھی۔ روایت و تبدیلی کا سفر بهی اور شاعرون ، مستفون کا تجزید بهی - سوائعی حالات بهی اور تصالیف کا مطالعہ بھی۔ اسلوب و طرز کا تجزیہ بھی اور لسائی تبدیلیوں کے ساحت بھی ، اور ان سب کے ساتھ ایک اسلوب بیان بھی ۔ ایسا اسلوب جو آلینر کی طرح ماف و شناف ہو ، رواں و شکفت ہو اور عام بول چال کی ڈبان سے قریب ہوتے ہوئے بھی "ادبی" ہو ۔ ٹاریخ ادب لکھتے ہوئے میں نے رانگین ، شاعرالہ اسلوب سے حتی الوسع دامن بجایا ہے تاکہ اسلوب کی رنگینی اصل تاریخ کو سائد لہ کردے ۔ جہاں بے ضرورت فارسی و عربی الفاظ سے گریز کیا ہے وہاں حسب ضرورت اخالتوں کا استمال بھی گیا ہے اور کمیں غیر عربی و فارسی لفظوں میں اضافت و عطف استعمال کرکے اُردو انٹر کے لحن اور آبنگ کو ابھارا بے تاکد پڑھنے والا ، شاعری کے آہنگ کی طرح ، تنر کے لعن سے انھی لطف الدوز ہو سکے اور یہ اثر ایسی ہو جو ادبی تاریخ کے مزاج سے پوری مطابقت رکھتی ہو ۔ یہ کام طویل اور پیجیدہ جملوں سے بھی لیا گیا ہے اور چھوٹے جملوں سے بھی۔ اگر تاریخ پڑھتے ہوئے آپ کو جملوں کی طوالت اور پیچیدگی کا احساس نہیں ہوا تو اس کے معنی وہ ہیں کہ میں نثر لکھنے میں ناکام نېي ريا -

الزرع كا كام صرف به بندى ہے كد وواضات وطائل كا علم العزاج كردے بقد شروع ہے كہ شاہر بروال کو باہر پر اقد و بر باعد كار الكہ الدین المسلم علی اللہ اللہ اللہ بنا اللہ ب واصات و رجعالات شخصيتون کو جثم دے رہے ہیں ، وہاں ادبی شخصيتيں بھی واقعاب و رجعافات کو جنم دے کر تاریخی دھارے کو نئی جہت دے رہی یں ۔ زندگی میں جو حرکت و عمل نظر آئے ہیں ان کی واضح جھلک ادبی تاریخ میں بھی نظر آئی چاہیے ۔ ادبی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آئی جاہیے کہ عال کا ماضی سے گیا رشنہ ہے اور یہ بات بھی کہ حال ماضی کو کیسے بدلتا رہنا ہے ؟ یہ رشتے تظام اندار میں بھی ملیں کے اور انلیقی عمل میں بھی -روایت پرسی میں بھی اور روایت شکٹی میں بھی۔ ادب کے مورخ کے آپے ضروری ہے کہ اس میں بیک وقت تاریخی شعور بھی ہو اور قوت تجزید بھی . نتائج الهذكرنے كى صلاحيت بھى ہو اور كبرى تنقيدى نظر بھى - تحقيقى مزاج و اربیت بھی ہو اور گہرا لسائی شعور بھی ۔ اس نے ٹدصرف اپنے ادب کا ''مربوط''' مطالعہ کیا ہو بلکہ ندیم و جدید بلکہ جدید ٹر ادب پر بھی گہری انثار رکھتا ہو ۔ اس میں واقعات کو منطقی ترتیب سے بیان کرنے کی ایسی صلاحیت ہو کہ روایت کی تشکیل ، تعمیر اور پھر مختف عوامل کے زیر اثر پیدا ہونے والی البديلي کے تدریبی سفر کو بھی ٹاریخ ادب سیں واضح طور پر دکھا سکے ، تاریخ ادب نہ صرف ادب کی بلکہ ساجی تبدیلبوں کے زیر اثر زبان و نیان کی البدیکیوں کی تاریخ بھی ہوتی ہے۔ ادب کی تاریخ میں ان تفلیقات کا مطالعہ بھی آ جاتا ہے جنھوں نے اپنے دور میں معاشرے کو متاثر گیا اور ساجی تبدیلی کے ساله بے جان ہو کر تاریخ کی جھولی میں جا گریں اور ان کا بھی ، جو تدیم ہوتے ہوئے بھی ، آج اس طرح زائدہ و موجود ہیں۔ تاریخ کا کام ادبی روایت کو اپنے اصل غدوغال کے ساتھ اجا گر کرنا ہوتا ہے اور بھر اس روایت سے پیدا ہونے والی اس انفرادیت کو بھی جس سے ایک تفلیقی شخصیت اور دوسری قلیتی شخصیت میں لطیف و نازک فرق پیدا ہوتا ہے ۔ کامیں بہ الفرادیت محض تجریح کی الفرادیت ہوتی ہے اور گلمیں یہ الفرادیت، زمان و مکان سے آزاد ہوگر ، آفاقیت بن جاتی ہے ۔ اس سے مختلف شخصیتوں کا ، ان کے اپنے دور میں اور پھر آج تک کی تاریخ میں . منام متعین ہوتا ہے ۔ اس سے یہ مسئلہ بھی طے ہو جاتا ہے کہ کس ادبی شخصیت کا ذکر تاریخ میں کیا جانا چاہیے اور کتنا ؟ ادبی تاریخ لکھتے ہوئے یہ اور اس قسم کے بے ثبار مسائل سامنے آتے ہیں ۔ میں نے "تاریخ ادب اردو" میں متی الوسع یمی کوشش کی ہے -

میں نے ادوار کی (مانی تنسیم کے ساتھ ، روابت کی نشکیل و تعمیر اور رد ِ ممل و تبدیلی کو بنیادی طور پر سامنے رکھا ہے تاکہ زمانی ترتب ، روایت .

کا سفر اور روح ادب بیک وقت سامنے آ جائیں ۔ جدید ادبی تاریخ کے ادوار گی قسیم امی طرح بوری جاہیے - منابدین ، منوسطین اور مناشرین کی جو تقسم ، چیلی بار قائم چاند بوری ہے اپنے تذکرے "مغزیز اکات" میں کی تھی ، وہ اب بینیا ہے منی بورگی ہے ۔

یں میڈ آئی کا جو بائی ہے کہ اس بائی کے دائی ہی معیشی اور دائی گریئے کے گرانی ہی معیشی اور دائی الحکوم کی کو تحقیق کی کو تحقیق کی ہی جو بی ہم میٹ اور دور میں میں میٹ کو حرائی افرو میں میں میٹ کے جو بیٹ کو جو میٹ کو حرائی افرو میں میں میٹ کی جو بیٹ کی کی جو بیٹ کی جو بیٹ کی گھری کی گھری کی گھری کی گھری کی گھری کی گھری کی کہ جو بیٹ کی کی کر دوست کے دیا گھری کی گھر

برارے بوان براک شاہروں اور معنوں کے حصد و مربوط بالان کر آئی۔ پھی مرتب ہوں جو کہ والان ہو اور موالین والی موالین کے حصد میں بھی میں جو بو بو کہ اگر انسانیات و دواوی کے النا انسانیا بھی میں میں بی بہت میں جو جو جو بیں بی اواغ کے دواد اور انسانیات میں اس میں میں کا میں میں جو جو جو بیں بی اواغ کے دواد اور انسانیات کی بیان میں بیا میں انسور اس کا میل و کہ اس اور انسانیات کی بیا ہے دو سب کو بہتا کی جو سک کو بہتا کی جو بیان کو دیا گھی جو بیان کا دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو سک کو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو سک کو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو دیا گھی جو دیا گھی جو دیا گھی جو بیان کو دیا گھی جو دیا گھی جو

زیر لظر دور کا بیادی ۔۔۔ ہجری ہے ، اس لیے اس کو بیادی طور پر احتابال کیا ہے لیکن آج کے بڑھر والوں کی سپولٹ کے لیے عسوی میں بھی جاتھ دے دیے بین۔ بڑھنے والوں کی آسانی کے لیے سارے عواشی بھی پر باب کر کے آخر میں جس کر دیے یہ اور ان کی تراب کے سوالے متن دوج کر دیے ری خراب نیوانی می است کی اظهر اعلی میشی چناب احمد ادیا مسمور کیا در است کی اظهر اعلی میشی چناب احمد ادیا می می کا اتبال شکر گزار بول چنون کے دیرے اس کام میں بسیشہ داجسی ل ، موصد بڑھایا اور مس و خون کے دائم اے دائم کیا ۔ میں سینمی مطبوعات چناب احمد وفا صاحب کا ایمی عنون بون چنون کے دوری داجسی ہے اس

ور جون جاري جالين

# اثهارویں صدی : سیاسی منظر ، طرز فکر ، تہذیبی و معاشرتی رویے

الهارویں صدی عبسوی کی پہلی صبح کا سورج طلوع ہوا او برعظیم میں وقبے ، آبادی اور دولت کے اعتبار سے ایک ایسی عظیم سلطنت قامم تھی جس کے حدود کابل و کشمیر اور کوء بہالیہ کی فلک ہوس چوٹیوں سے لے کر محم و بیش واس گاری تک نهیلے ہوئے نیے ۔ استی سالہ اورنگ زیب عالمگیر اس عظم الشان سلطنت کا شہنشاہ تھا ۔ خود برعظم کی تاریخ میں اس سے پہلے ایسی عظیم سلطنت وجود میں میں آئی نھی ۔ مغلوں نے برعظم کو نہ صرف سیاسی اتحاد سے روشناس کرکے ایک نیا قومی معازر دیا بھا بلکہ ایک وسع تہذیبی ہم آہنگ پیدا کرکے ایسا سیاسی و تهذیبی ڈھانچا بھی نبار کیا تھا جس میں معاشرے کی تخلیفی و فکری صلاحیتیں نھل نھول سکن ۔ سترہویں صدی اس تبذیب کا تقطعہ عروج ہے اور اٹھارویں صدی اس عنام سلطنت کے ژوال کی داسان ہے ۔ وہ نظام بحیال جس نے اس عظم سلطنت كو جد ديا بها اب تؤتر عمل اور آكے بڑھنے ، بهيلنے كى صلاحيت سے محروم ہو چکا تھا اور اسی لیے تاج عمل والی سذیب کی دیو بہکل عارت کے ستون ایک ایک کرے گرنے لگے سے ۔ اوراک زیب عالمگر کی وفات (۱۱۱۸) عدده) اس صدی کا پہلا اور سب سے اہم واقعہ ہے جس کے عد ، ہاس سال کے عرصے میں ، قابل جاتشینوں کی نے طاقتی ، خاند جنگی ، عش رست امرا ک باہمی آویزش ، عسکری توت کی کمزوری اور سلطنت کے رسیم تر مفاد میں اتحاد کے جذبے کے قتدان نے اس وسیع و عریض سلطنت الو دارہ ابارہ کر دیا ۔

جیسے ہی اورنگ زیب کی آلکھ بند ہوئی جائشینی کی جنگ شروع ہوگئی اور الرا بیٹا معظم کامباب ہوکر بھادر شاہ کے لئب سے عنت سلطنت تر بیٹھ گیا۔ جار سال کزرے تھے کہ ۱۱۲۳ه/۱۱۲ ع سین وہ وفات با کیا ۔ بیادر شاہ کے مہتے ہی اس کے بیٹوں میں جالشبنی کی جنگ شروع ہوگئی اور باپ کی لائل پفیر دفنائے ایک سپینے تک یوں بی رکھی رہی ۔ اس جنگ کے لنجے میں جہاں دار شاہ تخت سلطنت تر منعکن ہوا ۔ وہ البم کا عادی اور شراب کا رسیا تھا ۔ اس کے عادات و اطوار مین له شاپاند وقار ایما اور نه وه تواژن و حوصاد جو اب تک مقل بادشاہوں کا غاصہ رہا ، یہا ۔ وہ دن رات لال کنور کے ساتھ داد عیش دیتا اور شراف و شائسنگل کے سارے حدود اوڑ کر مبتدل جنسی اطوار میں ملوث رہنا ہ رتلی بهؤدے اسے گھیرے رہنے - امرا و عائدین کی مکڑیاں اُجھلیں - اتتظام سلطنت چند ہی ماہ میں بکھر کر نباہ و برباد ہونے لگا . بادشاہ کے ان طور طریقوں نے سارے معاشرے کو متاثر کیا ۔ ابتذال نے شائستکی کی جگد لے لی ۔ اغلاق فنویں نے وقعت ہو کو نامال ہونے لگیں۔ گیارہ سینے کی حکومت میں خزالہ غالی ہوگیا اور مقل بادشاہ کے جلال و جبروت کا تصوّر ہوا ہوگیا۔ سرموره/ ا ١١ م مي جيان دار شاه قتل كر دبا كبا اور سادات باربه كي مدد م فرخ سي خت سلطنت در ایشها . فرخ جبر خیر مستقل مؤاج ، کورور طبیعت کا ا**تسان تها .** وہ النظامی صلاحیت سے عاری اور امراء کے پالھوں میں کٹھ نتلی تھا۔ فرخ میں نے مادات ہاویہ سے جان چھڑانے کے لیے جب ان کے علاق سازش کی تو کتیجر میں وہ آبد ہوا ، اندھا کیا گیا اور ڈات و رسوائی کے ساتھ ۱۹۴۱م/۱۱۴۹ میں قبل کر دیا گیا۔ اس کے دور حکومت میں سلطنت کا توازن اور بکڑ گیا۔ دی ہوئی سنی فوٹس سر اُٹھانے اکب اور النشار کے بادل معاشرے در چھانے لگے۔ فرخ سر کے دور سلطت میں ایک ایسا اہم واقعہ بیش آیا جس نے آگے جل کو برعظم كى ناريخ كا راسند بدل ديا - ١١٣٨هـ١١٢٨ع مين ايسك الليا كميتى نے تجاری مراعات حاصل کرنے کے لیے فرخ سیر کے دربار میں اپنی سفارت بھیجی جس میں والم بہدائن بھی شامل تھا - بادشاہ بیار تھا ، بیمائن نے اس کا علاج کیا اور وہ صحت بنب ہوگیا ۔ بانشاہ نے خوش ہوکر ایسٹ انڈیا کمپنی کو ساوی مطاویہ عباوتی مراعات دے دیں ۔ ان مراعات کی رو سے ، بقعر معمول ادا کیے انہیں بنگال میں عبارت کے حنوق مل گئے ۔ کلکے کے اطراف میں مزید زمین مل کی ۔ ۵ درآباد کے صوبے میں بغیر عصول ادا کیے تجارت کے حقوق جال کر دے گئے ۔ مدراس میں معمولی کراید اور ۔ورت میں دس ہزار رومے سالانہ ادا کرکے پر مسم کے معمول سے معالی مل گئی - ساتھ ہی ساتھ کمپنی کے سکتے 'کو سازی مقل سلطنت میں چلانے کی اجازت بھی مل گئی ۔

''بھد شاہ کے لشکر میں سوانے آصف جاد کوئی دوسرا شخص حکم صادر نہیں کر سکتا اور مبلغ دو کروڑ روپے کیا حثبت رکھتے ہیں کہ اا نان کی اش سے دولب یو قناعت کو

پندوستان کی انٹی سی دولت پر تنامت کر ئی جلئے۔ دوکووؤ ورمیخ کا تق تاہم بہ مخام اینے گئیں ۔ دائی کا عبد کرتا ہے اور سے بھار دولت یادشاہ ، امراہ ، میاجنوں اور تاجروں کے کہر سے مالد سرکار کی چا سکتی ہے بدئوسیکہ شاہجیاں آئی انگ کسک تھی جالیں توس سے وَعَادَهُ مِسَاعَتِ بِرَ جَنِ اَبِ لَشَرِفُ کَے جَنِی ، نادوشاہ یہ غیر میں کر

میں میں میں ہوئے ہے۔'' اگر میں الملک معادت بدن یہ شداری از کرنا اور تادہ کو دیل آئے کی دھوٹ ند دینا تو جال کہ تباہی و روادی کہ وہ سائٹ بیش ند آتا جس لے مطاب ملفت کی کمر توؤ کم روکہ دی اور جس میں برازا اور اقبال فریززا ایک لاکھ بیس بزار سے لے کر ڈاؤہ لاکا ہم دھ مورت بندو حسائل تدریا کہ تائیٹ معاشی مرکزان ، مال و دولات کار براء دورت بدو حسائل تدریا جبیعی

سپلیں واٹھتے تھے لوگو امیر ، دولت مند سوآمد ان کی تو جاگیر سے بول ہے بند کیا ہے ماک انو مدت سے سرائشوں نے نسند جو ایک شخص ہے بائیس صوبے ی خاوٹد

رہی نہ آس کے اسٹری میں میں طرح کاری کولی میں مداوی کولی کے مسئری بودی ما مداولہ کے میں ماسد شاہد کیا گیا ہے۔ اجمال کے حاول کا طبابہ سرح پر دا استراح کے حاول کا ایک اندا میں انداز کیا ایک اندا اسامان کا اسٹری انداز کیا کہ اندا میں کے حاول کا ایک اندا مسلمان انداز کے مداول کا ایک اندا مسئلہ انام کیا ہے۔ برقیکی اور کشییر ، خواب و دعال اس کے اید کی انداز کے اسٹری کا کے داروں کے مداوروں انداز اور اسراک کی رہند کو انداز کی رہند دوالوں ، عداوروں

اور خود غرضیوں کی داستان ہے۔ ١٩٦٠ه/١٥١٦ع میں عادالملک غازی الدین خال اور صفدر جنگ کے درمیان چھ ماہ تک نمانہ جنگی ہوئی رہی ۔ ادھر مرہئے ، سکہ ، روپیلے اور جات اننی شورشوں سے ساءلنت کے در و دیوار پلاتے رہے۔ عد ١١ه/١٥١١ع مين عادالملك اور بولكر ن امند شاه بادشاء كو معزول كرك اسے اور اس کی ماں دولوں کو الدھا کردنا اور جہاں دار شاہ کے بڑے بیٹے ، عزيز الدين كو عالمكير ثاني كے خطاب كے ساتھ تخت بر جھا ديا۔ ١٩٥٠هـ ے دے و کی جنگ بالاسی میں بنکال کے تواب سراج الدولہ کو شکست دے گر الگریزوں نے بنگال میں امنا افدار قائم کر لنا ۔ ۱۱۵۰ مرده ۱۵۵۹ میں عادائساک نے عالمگیر ٹانی کو کسی فاہر باکرات سے مالانات کے بہانے قیروز شاہ کے كوللے ميں لے جا كر اتل كراديا اور انكى لاس كو دريائے جمنا كے كتارے پھنکوا دیا ۔ عالی گہر نے ، جر اس وقت بہار میں تھا ، وہیں اپنی بادشاہت کا اعلان کیا اور ادھر عادالملک نے کام بخش کے ہونے ممی السلت کو شاہ جہاں الل کے خطاب کے ساتھ تات او بٹھا دیا ، لیکن جری و ۱۹۱۸مروع میں ، تیسری جنگ باتی بت میں فتح یاب ہوکر ، احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم ٹائی کو یادشاہ ہند تسلیم کر لیا ۔ شاہ عالم ثانی اُس وقت دیلی سے دور اپنے مندر سے لڑ رہا تھا۔ ١١٤٨ مراهم عن شجاع الدول ن بادشاء كي اجازت سر الكريزون ير حمله کیا اور اس جنگ میں ، جو 'جنگ بکسر' کے نام سے تاریخ میں موسوم ہے ، الگریزوں نے شاہی افواج کو شکست دے کر شاہ عالم ٹائی کو اپنی حفائلت میں لے لیا اور ۱۱۵۹ه/۱۵۵ میں جگال ، بیار اور اڑیسہ کی دیوائی کی مند اس ہے حاصل کر لی ۔ شاہ عالم ثانی کو الد آباد میں قیام کے لیے گیا گیا اور جنرل استه کو بادشاہ کی لکرانی کے لیے وہاں چھوڑ دیا گیا ۔ بادشاہ شہر میں رہتا تھا اور جنرل اسمته تلحے میں قبام کرٹا تھا ۔ کچھ عرصے بعد انکریزوں نے بھاس لا كه روم ك بدلي اوده شجاع الدول كو دے ديا - ١١٨٨ ١١٨٨م مين شجاع الدولد نے الکریزوں کی مدد سے روبیلہ سردار حافظ رحمت خال کو شکست دی \_ رحمت خان میدان حنگ میں مارے گئے اور اسی کے -اتھ روبہلوں کا زور بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا ۔ انکریزوں اور فرائسیسروں کی جنگ اقتدار میں گرناڈک کی تیسری جنگ کے بعد فرانسیسیوں کی طاقت بھی ختم ہوگئی۔ ۱۲۱۳ مردور میں الکریزوں نے ثبو سلمان کو شکست دے گر اپنے اس وبردست حریف کو بھی راسنے سے بٹا دیا۔ جا ۱۳۱، ۱۸۰ کو اانا فرانویس بھی وفات پاگٹے اور اسی کے ساتھ مربثہ قنزت بھی بکھر گئی ۔ اب صرف الگریز

ر طلم کی سب سے بڑی طاقت ان کار آبادر آئے نئے۔ ۱۹۱۸ (۱۹۵۰ فاوم میں ہیں۔ جب جدایا (۱۹۵۰ فاوم میں میں ہیں۔ جب جدایا آبادہ فاوم انسان میں اس اور انسان المحافظ میں اس میں میں میں اس میں میں میں ہیں۔ اس میں کہ دائم میں کے دائم میں بھتے ہوئے قابلے کے لیجے اس کے استیار کے اس میں اس کے استیار کی اس میں اس کے استیار کی اس میں اس کے استیار کی میں اس کے استیار کی طرف میران کے اس میں اس کے استیار کی دیا ہے۔

اور اس کے ساتھ پر عظیم کا انقلار اطلق الکربورٹ کے باتھ میں چلا گیا۔
ان والمنات کا لاکر اس انے شرورٹ لیا کہ سی دو واقعات میں میہوں ہے
اس مدی کے ساتھے اسرائی سے اسٹائی ساتھوں کو میر و حیالا کرتا کے
اتھارویں صدی کے روزت اور سیلانات کی تشکیل کی ۔ آئے دیکھوں کہ اس دور با علائی میں روزت کا انتہار کہ رہا ہے اور یہ روزے اید بین کمی مورت بین
علائی ہو رہے ہا

(Y)

اٹھارویں صدی کے ان حالات و عواسل کا اثر بد ہوا کہ اس رواہتی معاشرے کے فرد کے کردار میں عران بدا ہوگیا ۔ کردار کے اس محران کی وسد ہے نود کی زلدگی سے وہ توازن جاتا رہا جو خبر و شر کے درمیان امتیاز بہدا گرتا ہے اور مثبت اصول زندگی اور اخلاق اقدار ستون کا کام کرتے ہیں جن کے الفظ کے لیے فرد جہدوجہد کرتا ہے ، مثنی اؤٹوں کا مقابلہ کرتا ہے اور کردار کی بلندی کو معاشرے میں قائم کرکے اسے زندگی میں اہم مقاء دبتا ہے ۔ اس کا ایک انتجہ یہ بوا کہ حکمران طبلے کے اللہر اقت عمل مفاوج ہوگئی۔ عیش پرستی ، گروہ بندی ، خود غرضی اور تنگ نظری نے اس کی جگ لر لی .. ملک و ملتّت کے اہم اور بنیادی مسائل لظرائداڑ ہوئے لگے ، سیاسی فہم اور بصیرت عثقا ہوگئے ۔ فرد کو اب کسی ایک چیز پر یقین نہیں رہا اور ''لویت بھاں نک پہنچی کہ اورنگ زیب، عالمگیر کے بجائے ایک عد شاہ دیلی کے تخت پر بیٹھا اور آمف جاہ لظام الماک جیسے دائش مند سننظم کے نظم و نستی میں دربار کے سخرے اور انسبنے روڑے الکانے لکے ۔ وہ سلت جو سابی بیدا کرتی تھی اب بالکے بیدا کرنے لگ ۔ پیشہ ور سبہ الار بھی سیدان جنگ کی طرف پالکیوں میں جانے لگے ۔ ملہب کی جگد اوہام برستی نے لے لی ۔ ملی اور ملہی والداریان خود غرض کا شکار ہوگئیں ۔ صرف ایک سلطت میں کو زوال نہیں آیا تھا بلکہ ایک مالت اپنے بلد اعلاق منام سے پسٹی کے گڑھ میں کر گئی تھی اور اس نے

وہ سبت گڑھیے خاک میں ملا دبا تنیا جو اس کی عندت و قوت کے باعث تہا ہے۔ ایسا معلوم ہوقا ہے کہ سازہ معاشرہ اندھا ، درہ اور گرنگ ہوگیا ہے ۔ تع دیکھتا ہے ، آمہ ستنا ہے اور انہ سے بوانا ہے ۔ اس زیرزنگ کاربائے کمایاں انجام دینر میں

مصروف ہے: لعل خیسہ جو ہے میں اماس بالیں یہ رافلیوں کی اس کے پاس ہے زفا و شراب نے وسواس رعب کر لیجے ییں سے قیاس تعمد کوالہ رئیس ہے عالمی

(درحال لشكر ؛ عد تقي مير)

اگر اس معاشرے کو مجموءی حبثیت سے دیکھا جائے تو عسوس ہوتا ہے کہ احساس اقدار ختم ہوگیا ہے ۔ فرد کے طرؤ عمل میں فرض شناسی کے بجائے خود غرضی آ گنی ہے۔ اوباء برستی اور ضیف الاعتنادی نے حقتی مذہب کی جگ لے لی ہے ۔ عمل کی جگہ ، جس اور اور معاشرے کی اترق کا دارومدار ہے ، عواب ، تعوید کناوں اور جہاڑ بہونک نے لے لی ہے ۔ عدم تحلظ کے احساس نے ، جو مسلسل النشار کا لازمی تنبجہ ہے ، بے بیٹینی کو فرد کے مؤاج کا حصہ بنا دیا ہے . آنے والے کل پر بنین نہیں ہے اسی لیے وہ اپنے لیے سب گلجہ آج ہی کر لیتا چاہتا ہے ۔ ساوا معاشرہ عدم توازن کی بیاری میں مبتلا ہے ۔ اسی ابر ، جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے ، بداوار اور "صرف کے درمیان کوئی تعلق اق نہیں وہا ۔ جن گروہوں کو معاشرے کی فلاح و جبود کا محافظ ہوتا چاہیے تیا وہ اس کا خون چوسنے لکے ۔ جو کجہ وہ صرف کرتے اس کے معاوضے میں گوئی خدمت انجام دینے کے بجائے اُٹھوں نے اپنی حالت اس قدر تباہ کور لی کا، غارت گرانه استحمال یا محض بیکاری کو ابنا و نیره بنا لیا . ۹ اس بیاری میں جو طبقه مبتلا تها وه حکمران طبقه تها جس مین درباری ، امراه ، وزراء ، عائدین اور عال شامل تھے ، جن کے پاس طاقت بھی تھی اور دولت بھی۔ اس لیے وہ جو گوہ کرتے تھے اس کا اثر معاشرے پر ، عوام در اؤٹا لازمی تبا ۔ سارا معاشرہ ان سے مثاثر ہو رہا تیا ۔ تنجہ یہ ہوا کہ سارا معاشرہ نہی ویسا ہی ہوگیا جیسے وه خود تهر ۱۰۰

اس آموری صدی میں مترمویں صدی کا بوڑھا انتام خال دم توڑتا ہوا تلفر آتا ہے۔ اس میں ہر سطح بر وقات کے قاناموں کے مطابق البدلی کی شرورت تھی لیکن کوئی ایسا بادشاہ با رابیا سامتے نہیں آیا جو اس ضرورت کو دورا کر مکتا۔ للکام خیال کے متجد بو جائے کی وجد سے سارا انتام سلطت میں تاکارہ ہوگیا ۔ فوج بھی قائزارہ ہوگئی۔ نتنے سر آٹھائے لکے۔ فرقد برستی اور گروہ بندی نے اغرتوں کو گہرا کردیا ۔ کسی کے سامنے کوئی مقصد نہیں رہا ۔ زادگ مے جہت ہوگئی ۔ بلے ابرانی و تورانی امراکی آویزشوں نے سلطنت کو محمزور محیا ، بھر اس میں انعانی اور ہندوستانی امرا شامل ہوگئے۔ ان کی رقابتیں محمزور مقل بادشاہوں کے دور کی تمایاں خصوصیت بن گئیں اور ان کے زوال کا بنیادی سبب بھی ۔ بھی صورت حال عباسیوں کے دور میں ایرانی امرا نے بیدا کی تھی ۔ ۱ ا اسی کے ساتھ فرسودہ جاگیرداری اور منصب داری تظام کی خرابیاں اس طور ہر أبھر گر سامنے آئیں کہ وُرغبز وُسینیں بنجر ہونے لگیں ۔ گسان ، جو محلام کا سا درجہ رکھتا تھا اور زمین سے کسی وقت بھی ہے دخل کیا جا سکتا تھا ، زمین سے لاتعلق ہوگا۔ اکان کی جبری وصولی کے ظالمانہ تظام نے اسے مجبور کو دیا کہ و، عنت مزدوری کے لیے شہروں کا رخ کرے ۔ امراء و وزیر اسے فرائض سے غاقل ہوکر انے عبدے اور اندار بڑھانے کے لیے سلطنت کی سیاست میں دخل الداز ہونے لکے ۔ احکامات شائبی بجے اثر ہوگتے ۔ بادشاہ فام کا بادشاہ اور امرا کے ہانھوں میں کٹھ پہلی کی حیثیت رکھنا تھا جسے میلے کروں کی طرح کسی وقت بھی بدلا جا سکتا تھا ۔ بدعتوانیاں اور رشوت ستانی عام ہوگئی۔ اصراف یے جاکی وہائی بہاری میں سارا معاشرہ مبتلا ہوگیا ۔ حکومت کی آمدئی اتنی گھٹی کہ سوسلین اور انواج کی تنخواہیں ادا کرنا ممکن نہیں رہا :

گھرڑا لیے ، آگر نوکری کرتے ہیں کسوکی خلواہ کا پھر عالمے بالا س مکان ہے (سو

راوین) باہر مردوا ، دیر دفاہ سام وقیر کے قبیر آنوین اس مورٹ سال ہر روین اور التم الاک برا میں الدین اور باہد کی کہا ہے آٹ الوائوں مدی کے تعدف آخر کا درائع ایک جبکی مداری ہونا ہے جس مع دوات الدین دوائی ہے اور دائیں ہے ہیں۔ بہت بھا الدوری کی سے خود خربی اور اندین میں اس کی کا حرفی الدین ہے۔ جس مع سام تعدد کے حصول کا فورس ور سامل معامل ہے جب جب ہے علمانہ ہے جس کے سام کر ایون ایس مزال نہیں ہے جس سے اور ادر اور معامل کی واقعاتی

نھارویں صدی میں یہ محسوس ہوتا ہے نہ نکر و ڈین ایک جگہ ٹھیں گئے بیں - سارا معاشرہ ماسی کے شاہلوں ، اصوابوں اور قوائین کو بھیر کسی آلبدائل کے قبول کرنے ہوئے ہے - رسہ رسی اس نہ مراج ہے۔ وہ مستقبل کے

#### (4)

ابنا اقتدار قائم كرابا ـ

بھی دیکھتے چلیں تاکہ اس کے بالمن کی تصویر بھی سامنے آ جائے ۔ اس معاشرے میں شرافت و تجابت کا تعلق خون کے رشتے سے وابستہ تھا۔ "سیٹ اپنی لڑکی ایسے مفل زادے کو دیتا جس پر مرزا کا اطلاق ہوسکے اور خواجہ زادہ کو بھی۔ شیخوں میں سادات ، مرزا اور خواجہ سے قرابت داری نہیں ہوتی ۔۱۵۰۰ ذات پات کا بھی وہ تصوّر تھا جو پندو معاشرے میں ہمیشہ سے مذہبی اہمیت کا حامل ویا ہے۔ یمی صورت مسالوں کی عملی زندگی میں بھی پیدا ہوگئی تھی۔ "رکاب دار ، باورچی ، کبابی ، دان بائی یہ سب ایک مرتبے کے اور آبس میں بھائی ، بھیجے ، مادوں ، بھانجے ، سالے ، بہتوئی ، خسر داماد سپ ہی ہوتے ہیں اور قبل بان بهي رذيل الاصل بين ١٦٠٠ مقد ، سائيس ، ديگين ماغينے والا ، کیار ، باورچی ، پالکی کے کہار یہ سب مسلمان بین اور ان سب پیشہ وروں سی رذیل یں ۔"٤- "پیادے ، شاگرد پیشہ ، چوب دار ، فاراق ، خدست گار کو کوئی بھی اپنے ساتھ ایک ہی بربن سی کھاٹا نیس کھلاتا ۔ ۱۸۳ ادلاک (الدی) جو جراح با دوکان دار ہوگئے ہیں ان کو ہندو مسلمان حکیم صاحب کہتے ہیں لیکن الهين اشراف سير شار نهين كيا جاتا ١٩٠٠ اس معاشرك مين يهي حيثيت كسان کی تھی ۔ "کسان درحایات اشراف کی صنف ہی سے باہر ہیں ۔ ان کو قصبات کے شرفاء بھی لاوارث خدمت گار سمجھتے ہیں ۔ ۲۰۴ لیکن اس کے برخلاف صاحب اروت لوگوں کے معاشرتی درجے کا الدازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ "مجب ہولی جلانے میں اپن دن باقی رہ جانے ہیں تو زرد رنگ جھوڑ کر قالر کا کیجڑ ، عام طور پر بلا کسی تغریق کے ، اچھالنے ہیں چاہے اس کی زد میں میندو ہو یا مسلمان ، وذيل بو يا شريف ، بشرطبكه وه صاحب أروت له بهو ٢١٠٠ يه سارا معاشره بیشوں کے اعتبار سے غناف طبقوں میں تقسیم ہوگیا تھا اور اعال کے بجائے بیشے سے قرد کا معاشرتی درجہ متعین ہوتا تھا ۔

سال آمار دی معار آماد کر آماد کر شده یک تا است این " بدخوان بید و معار می است از می است از می است از می است از می می می در معامی کا در می در می است از می در است از می در

و یا غیرمندی انگرن خروری بات یه تهی که در بادشاه کے دوبار میں با امریا کی سرکار جمع بین رکھتا ہو و ساہیوں بعن کار کی المرون کا عضائب ہو اور کسی دوکان میں اس اس کی طرح اس اس اس کے دورک لیسلی ہوں ۔ اس کے بیاس دور کے عمار شراکت تیم اس اے اس دور کے شام رادیب اور ایش علم کسی نہ کسمی دواز دے اباست بیٹ تیم ۔ بیر اور سودا ساری عمر کسی امیر ، کسی نہ کسمی دواز دے اباست بیٹ تیم ۔ بیر اور سودا ساری عمر کسی امیر ، افراب با راجب کے دواز دے اباست و

اس معاشرے میں توہات اور رسم پرسٹی نے اصل منہب کی جگہ لے لی تھی ۔ رسم و نویم پرستی کا یه عالم نها که "اگر کوئی رسم ره جائے تو خصوصاً عورتیں کسی بھی بعد میں بیدا ہونے والی انکلیف کو اس رسم کے توڑنے کے سب سے سجھی ہیں ۔ عور توں کے نزدیک جو گچھ ہونا ہے اس کی وجہ رسومات کا ترک کرنا ہوتا ہے ۔ ۲۳۲ اشاء مدار کی بدھی ہر سال کالے نشان کے ساتھ طول عسر اور سلامتی کے لیے بجوں کے گلے میں ڈالنے ہیں اور شیخ سندو کی نیاز کا بکرا ذبح کرنے ہیں۔ یعنی یہ علم دین کا عدم رواج ہے کبوں کہ اگر ان شہروں میں علم دین رام پوتا تو یه سب رسمین گیون رواج پانین ۲۵٬۰ ان رسوم و توبهات میں ہندو مسلمان سب شریک بھے۔ اکثر ہندو ''حضرت شیخ عیدالقادر جیلائی کے نام کی بنسلی اپنے بیوں کے گلے میں ڈالنے ہیں اور نباز کا کھانا پکوائے ہیں اور اپنے بہوں کے نام کا تعزیہ سابانوں کے گھروں سے اٹھوانے ہیں۔ کجھ لوگ صوفیوں کے عقائد کی ہیروی کر کے اپنے بھائیوں سے 'چھپ کر مسلمانوں کو عرس کے لیے روپے دیتے ہیں اور کسی چشتہ ، قادریہ یا سہروردیہ بزرگ کا عرس كرائے ہيں - ان ميں سے كچھ لوگ اپنى عوراوں كو بردے ميں بٹھاتے ہيں اور مسالنوں کی تقلد میں انہیں جربالہ کی سواری میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں بھیجتے ہیں ۔ شاہ مدار کی تذر کے لیے اپنے بجوں کے سر پر چوٹی رکھتے ہیں ۔ جب بچہ اس عمر کو پہنچ جاتا ہے جس کی لیت انھوں نے چوٹی رکھواتے وقت کی تھی تو اسے شاہ مدار کے مزار پر لے جاتے ہیں جو سکن دور میں واقع ہے اور وہاں جا کر اس کے بالوں کو مثلوائے ہیں اور دیکوں میں نذر کا کھانا پکوا کر سماکین و غربا کو کهلواتے ہیں ۔ شاہ مدار کی پرستش زیادہ تر پورب کے ہندوؤں میں اور نماس طور سے کائستہوں کے فرقے میں ہوتی ہے۔ پنجاب کے پندو سرور سلطان سے عقیدت رکھتے ہیں۔ شاہ مدار کی طرح سرور سلطان بھی وڈیل مسابانوں اور شریف ہندوؤں کے حاجت روا سمجھے جاتے ہیں ۔۳۶۳ اصل ملہب سے چٹنے کی ایک عام سی مثال یہ ہے کہ " ہوہ الزی کو دوسری شادی سے محروم

رکھنے بیں چاہے وہ سولہ سال یا اس سے بھی کم عمری میں ببوء ہوگئی ہو ۔ ایسا کرنے والے کو نہایت ذلیل ، کمینہ اور کم رتبہ سجھتے ہیں۔ اگر اڑک بذات عود بزار مردوں سے تعلق دیدا کرے تو اس سے نہیں جیجھکتے مگر اپنی عوشی اور دلی رغبت سے اس کا تکاح ایک دوسرے مرد سے نہر کرتے ۔۳۵۳ رسم برسی کا بہ عالم تیا کہ ساری زلدگ چیوڈ بڑی رسموں سے عبارت تھی اور ان رسموں ہر بے دریخ روید خرج کیا جاتا تھا ۔ مرزا تنیل نے لکھا ہے گ هادی براہ کے موقع بر لڑکی اور لڑکے کو زرد کیڑے پینالا ، کلائی میں ریشمی کلاوا بالدهنا ، عقد سے فارغ ہوئے لک دولھا کے ہاتھ میں اورے کا ہنھیار بکڑے ربنا ، ان کے علاوہ ساچق ، مائیوں پٹھاٹا ، مسندی لے جاتا ، سہرا بالدهنا ، راسته روکنا ، نیک مانکنا ، سلامی لینا ، رقص و سرود ، روشن چوکی ، بابا فرید کا پرژه ، جمیز ، پنجری اور چوتهی کی رسمی عام میں ۲۸۰۰ نادی بیاء پر کثی کئی دن تک ساری برادری اور دوست احباب کو کهانا کهلانا ایک عام بات تھے۔ بست آنا او سب نوگ عام طور پر بسنت کی تہنیت ایز صاحب مزار کی مدح میں اشعار گائے - بندوؤں اور مسائوں کی ٹولیاں تماشے کے لیے ان کے ساتھ نکاس ۔ بری پیکر لولی بھڑ کیلے لباس پین کر قبروں پر جا کر رقص کرتے۔ ہر شہر کے بزرگوں کے مزاروں پر جا کر مطربوں اور لولبوں کے رقص و سرود کرنے کا مقصد تمام سال کے بابرکت گزر جانے کا شکرید ادا کرنا ہوتا ۔ پنجاب کے شہروں میں عورت اور مرد ، کیا بندو اور کیا بازاری اور نوکر پیشہ مسلان ، سب کے سب پیلے لباس من کر کاغذ کے ہزاروں بیلر بننگ زرد گوری سے ہوا میں اڑائے ۔ پنجاب کے شہروں میں سے کوئی بھی شہر ایسا نہیں ہے چهال ید تماشا لد پوتا پو ۳۹۰۰ عورتی یا تو رسم و رواج ، نذرنیاز میں مصروف وہتیں یا تعوید گلوں کے لیے بیروں کی خلبت میں ماضر ہوتیں تاکہ ان ک مرادین بر آ سکیر . لذیذ غذائی کهانا ، شوخ اور بهژکیلے لباس بیننا اور دن رات کی آرائش میں مشغول رہنا اس دور کی عور توں کی عام روش تھی ۔ ایر پرستی اس معاشرے کا عام پسندیدہ رویہ تھا جس میں امیر و غریب،

ور برش استامترے کا عام پستیدہ رویت تا چی برا میں در فرزی ہا فدار کا اسب قابل تھے ، یہ بندار رایکلا کا پرارے میں تا ہے کہ ''بہ چوالی کی آگئی کہ سمیر در ایکن اور دکتار میں مشامل ہوگی ادارات میں میں تقال کے مستحرکا تا تھا اور ان کے ساتے بیٹنا تھا '''' کہ استکیر تانی حضرت تاتیم الدین اولیا کے مزار پر اکثر ماشر ہوتا ۔ عالی الدین عاداللہ کے عالمیکر تانی کو کسی تجر الارات کے حالات کے جائے میں ایروز قدام کے کوئیل میں کوئی گرا

دیا تھا ۔ بزرگان دین و صوفیائے کرام میں اچھے لوگ بھی تھے لیکن عام طور پر معاشرہ جنوعے ، مکار اور نام کے ایروں سے بھرا ہوا تھا جنان پر قسم کے کل کھلتے ۔ اس نسم کے وانعات عام تنے کہ مشائخ شہر یا ان کے غلیفہ طالب و سطلوب کا بائے پکڑ لیتے اور دونوں کو اپنا مرید بنا لیتے ۔ بھر ان دینی بیائی اور دینی بین گو اپنے جد اعبد کے عرس کے دن اپنے گھر بلا کر حضرت مقرب درگام النبی کے حجرۂ عبادت کو شاہی عیش محل کا باعث بنا دیتے ۔ شاہجمال آباد میں تو بزرگوں کے عرس کے موقع پر سینکڑوں کی مشکلیں آسان ہو جاتیں ۔۳۱ حضرت ساطان الشائخ کے مزار پر بر چہارشتید کو جمہور شواص و عوام احرام زبارت باندھنے جائے اور وبان "مطربون کے نفات کی گئرت کانوں کو گران گزرتی بے اور پر گوشد و کنار میں تفال و رفاص خوش ادائیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ "۳۲۰ اور "مسابان مدنو آداب زیارت بجا لانے میں یکساں ہیں۔"۳۳ احضرت شاہ ترکان بیابانی کے مزار پر چراغوں اور تندیلوں کی گٹرت سے صحن فلک متور ہو جاتا ہے اور لاتعداد پیوارں کی خوشبودار ہوا کی موجیں ان کی درگاہ کو سرہ اید' سکون بنا دبتی ہیں ۔'''' حضرت شاہ حسن رسول نما کے مزار پر ''طرح طرح کی آزاین و آرائش کی جاتی ہے ۔ عرس کی صبح کو دہلی کے تمام ثقال شام تک عبرا کرتے ہوئے زیارت کرنے والوں کو بہت مطوظ کرتے ہیں ۔''84 بھادر شاہ اول خلد منزل کے عرس کے موقع پر ''عشرت پسند لوگ پر طرف اپنے عبوبوں کے سات بنل میں باتھ ڈالے اور عیاش پر کوچہ و بازار میں نفسانی شہوت کی قترت میں رقعال (نظر آئے بیر) ۔ شرابی مے خوف عتسب سیاہ مسی کی تلاش میں اور شہوت طلب ، بغیر جھجک کے ، شاہد پرسی میں مصروف رہتے ہیں ۔ زاہدوں کی توبہ توڑنے والے توعمر اؤکوں کا بجوم (ہوتا ہے) - آبو بسران عشق نے مثال سے ژید و تقویل کی بنیادیں برہم کرے ہیں . . . کوچہ و بازار لواب اور رؤساء سے بھرے ہوئے ہیں اور چاروں طرف امیروں الميرون كا شور بواا ب - مطربون اور توالون كى المداد مكهبون سے اور عمامون فغیروں کی تعداد عبہروں سے زائدہ ہوتی ہے ۔ مختصر یہ کہ اس شہر کے وضع و شریف لفسانی خواہشات کے وسوسوں کو ترتیب دیتے ہیں اور جسانی لذت سے فائز ہونے ہیں۔۳۹۲ حضرت شاہ ترکیان کے عرس کے موقع پر ساٹویں رات کو ''سب فاچنے والے ایک عزیز کی بر پر ، جو اعدی بورہ میں دفن ہے ، حاضو ہوتے ہیں اور اس کی مبر کو شراب ناب سے غسل دیتے ہیں ۔" " تاجی کا شعر اس دور کے اسی روے کا اظہار کرتا ہے:

صاح حشرکوں دفع غار گلابی خوب ہے شع مزار کی عاطر

جا جا سره ، تماشا ، باغ اور معشوق و مے

آس تقصیل سے التیاروں صدی کے مؤاج ، اس کے طرفر معاشرت ، اس کے استدانی اور اس کے موراخ کا الدارہ کریا جا ساکت ہے ۔ بہادری ، تعابات اور مسکرت کے عاصر مانام ہو جو کیے مرب مدینہ طالح کے اساس کے معاشرے کی م سے صل و مقادج کرد دیا ہے ۔ اس لئے یہ معاشرہ وہ راحتہ اعتبار کرنا ہے جس سے صل و مقادج کرد دیا ہے ۔ اس لئے یہ معاشرہ وہ راحتہ اعتبار کرنا ہے جس کے لئے وہ ایک طرف تراب پر نکرہ کرنا ہے ، میل نواندیک ، ماس دور اعمادی گائے بھانے اور عیش کرشی میں ناہ ڈھوٹڈا ہے اور دوسری طرف تالاش سکون میں تصوف اور بیری مریدی کا سهارا لیتا ہے ۔ بادشاہ سے لے کر عوام تک سب یمی کور رہے یہ ۔ اس معاشرے نے برم آرائی ، صببا برسی آور عبق کوشی کو تصوف سے ملا کر ایے بھی اننے لیے مقید مطلب بنا لیا ہے۔ یہ معاشرہ تنویت کا شکار ہے ۔ اس کی شخصیت اور جذبین وحدت دو ٹکڑے ہوگئی ہے ۔ عورت اور مرد دولوں اسے عبوب بیں . عشق عبازی اور عشق حتنی ساتھ ساتھ چل رے یں - صوق بزرگ عاء ترکیان کے مزار کو عراب قاب سے غسل دیا جا رہا ے ۔ ایک طرف مجازی و حقیقی معنی کو ملا کر صنعت اجام کو اس نے ابنا میوب تخلیق وجمان بنا ایا ہے اور دوسری طرف ضلع مجکت سے منلین زعفران زار ین رہی ہیں ۔ ان تمام مشاغل میں وہ روح موجود تہیں ہے جس سے معاشرہ آگے . پڑھتا ہے ۔ اس کے سامنے تہ کوئی جبت ہے اور اہ عظم اجتاعی مقاصد ۔ قوم و ملک کی فلاح و ترق کا تصور فرد کے ذہن سے معدوم ہو چکا ہے ۔ اسی لیے اس صدی میں پسمیں سورما اور بہادر لٹار نہیں آنے بلکہ ان کی جگہ سازشی ، سللے ، بالکے ، رنڈی بھڑوے اور خواجہ سرا ملتے ہیں جنھوں نے سرکار دربار پر اپنا قبضہ جا رکھا ہے ۔ معاشی حالات ابتر ہیں ، خزاند خالی ہے ، تجارت بحران کا شکار ب ، دستکار اور کاریگر بریشاں حال بین ۔ کسان کے لیے بیٹ بالٹا اور محصول ادا کرنا نامکن ہوگیا ہے ۔ ملک کی دولت غمر مفید اور غیر بیداواری کاسوں نر صرف ہو رہی ہے۔ ذرائع بیداوار اس طور نر ٹاکارہ ہوگئے ہیں کہ لئے ڈرائع یداوار کی تلاش وقت کی ضرورت بن گئی ہے۔

ام مروح مل کے ماہ الحاریق مدی کی ایک ادر اطلاق کرتے ہیں ہے۔
یہ کہ مراکبوں کے خم بورے انجا میں وطبقہ کے ادر مؤسسی ہے۔
یہ کہ مراکبوں کے خم بورے انجا میں وطبقہ کی ادر اس کے خاتی موروط کے دوروں کے انجاز میں انجاز کی اور ادروں کے انجاز کی اور ادروں کی بات یہ ہے
مورول کی ادرواری بخباب اداری خیاب انداز کی خیاب کی بور اس کی بات یہ ہے
مورول زبان اور بردری بخباب لے انتی ہے ۔ اس کی ان بی وار اس کی بات میں مورول کی انداز کی بیٹر کی والے میں کی بات کے انداز کی بیٹر کی والے میں کی بات کے انداز کی بیٹر کی والے کی بیٹر کی انداز کی بیٹر کی انداز کی بیٹر کی بیٹ

کی اس مددی کے خم بوسنڈ سے بلے ہی آرد واؤنا انہ صوف فارس کی چکہ کی لوئے ہیں۔ کی لینی ہے ایک اندواؤنا کی اگر حراصل مراجلے کے ایک کردی جو محرسے کسکے کا کہ کا خواج کی اتحاد انہا ہے کہ خواج کی اتحاد انجا ہے جو بینی اور میڈیٹ کے وائد کیا تحاد انجا ہے اور اور اندواؤنا کی انداز خام میں اندواؤنا کی انداز خام میں اندواؤنا کی انداز خام کی انداز خام میں معاشرے کی جاروں تک چیزے کے لیے خود انگریز بھی اس زیان کو سیکھ کر دیا تھے اندواؤنا کی انداز خام کی دور اندواؤنا بھی اس زیان کو سیکھ کر دیا تھے اندواؤنا کی در اندواؤنا بھی اس زیان کو سیکھ کر دیا تھے اندواؤنا کی در اندو

اس صدی میں یہ عمل کرسے ہوا ؟ وہ کون سے عوامل بھے جن کے باعث آودو نے فارسی کی مجمد لے لی ؟ کہا یہ عمل ابتدائی تاریخی و تہذیبی تظاموں کے مطابق تھا ؟ اگلے باب میں ہم اٹھی عمرکات ، سیلانات ، کششکش اور اس دور کے تخلیل سرچشوں کا مطالعہ کریں گے ۔

#### حواشي

"خاتم السلاطين بابريد است چه بعد او سلطنت غير از نام چيز ديكر ندارد"
 سور العناخرين (جلد سوم) معيند، محلام حسين خان طباطبائى ، ص . ٨٤ ،
 مطبوعه لولكشور لكهنؤ ١٨٩٦ ع -

ب. سير المناخرين : غلام حسين خان طباطبائي (جلد دوم) ، ص سهرس ، مطبوعه تولكشور لكهنئر ٢٨٩٠، ع -

و تسور مجهو ۱۹۸۹ ع -و- تاریخ جهان کشائے نادری : بخد مهدی استر آبادی ، ص ۲۲۹ ، مطح حیدری بحبی ۲۲۹۵ م -

جہ دی ہسٹری اوف نادر شاہ : جیس فریزر ؛ ص ۱۸۵ ؛ مطبوعہ لندن ۔ ۵۔ بدائم وقائم : انند رام علس ؛ ص ۱۸۱ ، مطبوعہ اورینٹل کالج سیکڑین

ہ۔ بداع وقاع : اند رام عنص ، ص ، یہ ، معبوعہ اوربنتیں کاج سیتراین لاہور ، شارہ ، . ، ، اگست ، ۱۹۵ ء ہ۔ دی کیمبرج پسٹری اوف الڈیا (جلد چہارہ) (مفید دور) ، ص جمج ،

مطبوعہ کیمبرج ہوٹیورشی پریس ۱۹۳۸ ء -یہ ایشآ ، ص حبح -

۸. ارعظیم پاک و چند کی ملت اسلامید ؛ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ،
 ۳ من ۲۲۲ ، مطبوعہ کراچی بولیورشی کراچی ۱۹۹2 -

p- برعظم باک و مند کی ملت اسلامید : ص p- p

. .. بسترى اوف دى قريد بووسك (علد اول) ، ص جر ، باكستان مستاريكل سوسائشی کراچی ۱۹۵۷ع -و ۱- اے الریری ہسٹری اوف پرشیا (جانہ اول) - ایڈروڈ جی براؤن ، ص جہ ۳

كيمبرج يوليورسي اراس ١٩٦٣ع -۱۳ بسٹری اوف نریڈم مووسٹ ان انڈیا (جلد اول) : ڈاکٹر تارا چند ،

ص ٥٠ ، يبليكيشن ڈويزن گورنمنٹ اوف الديا ، دېلي ١٩٦١ وع -

سور ابد الله السلامسلاي اوف اللها • مرتبه آر سي عمدار وغيره ، ص مربه ، مطبوعه ميكمان ايند كمني لعيثد ، ليو يارك ٨٥٩ م - -

The Lessons of History ; Will and Ariel Durrant p. 93, Simon -1 or and Schuster, New York (Seventh Printing) 1968. ما و مقت تماشا و مرزا عد حسن قنيل ، ترجمه داكش عد عمر ، ص ١٣٠٠

مكتم د بان أردو بازار ديل ١٩٦٨ ع -

رود انظأ و ص و و و د بران مفت تماشا - ص روا -٠ . . ايضاً ، ص ١٥٩ -مرد الضاً ، ممد -ورب انشآ و ص جو ب - ١٦٢ ص ١٦٢ - ٠

ج. ايضاً ، ص ١٣٠٠ -وود الشآء ص رو د معد الشأع ص و يد . سعد ایشآ ، ص و س و عدد -ربد ايضاً ، ص ١٣٥٠ -وروانشآ وصيرون وروا

مدر الشأع صيمه عمده معد ايضاً ، جمر تا جمد -و بود سعرالمتاغرين (جلد سوم) ، ص و برد و برد بفت تماشا ، ص ١٩٥٥ -

وبهد مرقع ديلي و تواب دوالقدر درگه قلي خان سالار جنگ ، ص به ، مطبع و سنم اشاعت تدارد .

سے۔ ایضا ، ص م ۔ وجد ايضاً ، ص ر -وجد الشأء ص وو و ه ب ايضاً ، ص و -رح - ايضاً ، ص رح -ريد ايضاً ۽ ص ٢٧ -

. ہے۔ ایشآ ، س جج ۔ ہ ج۔ ایضاً ؛ ص ہے ۔ وبيد يفت كاشا وص وو -وسرد ايضا ، ص سرد - ۵۵ -

بربر مرتع ديلي : مقدم ص ۲۹ -سب الفآء ص سور ،

هم- مرقع ديلي : ص ۵۵ -

### اصل اقتباسات (فارسي)

\* 3 \* 15

~ 0

17 00

17 00

17 00

180

ur ce

"که دولنگری قد شاهقیر آصف چه اهدی صدو امریت نمی نوااند قد چه دو کرور رویدی ماه، آمینو رفتانی یافت که از دولت پدسوستان بایان شر قاصد قوان دو در کرور رویدی تها علام تعید بر عبد می کایان که در بده دو رو پایا خیا تا باز تعید این باشناه و امرا و جیابیان و قبل می ماند مرکار می مساف افزاد شده برخیکه تا خیاجیان آباد کامی میها کروه فاقد مساف افزاد و تهنی بعدل آید، قادر شاه باسناج این خبر میشر کند، به

\*ااز بوقلواییائے الدیر این گونہ ائی چشم رشمی ردید کہ اکتون عمر طویلر می بابد کہ این دارائشتی کک باور جائٹ اصلی آید ۔\* ''میوں آئش حدت جراق فرو افست شکست خاطرجابائی گرفت بود ۔ در اوائمز عمر به محیت قراء خوش بود یا اینها می انست د'' ''از کٹرے لفات طوبان ساحت گرائی چم می رسالد و در پر

گوشه و کنار نتال و رقاص داد خوش ادالیها می دهند ـ" "مسلمین و هنود در تقدیم شرائط زیارت یکسانند." "از کثرت جراغان و تنادیل صحن فلک نورانی می شود و از ونور

" او خوات چراعان و قادایل صحن ملک اوران می شود و از ولور کمها موج انکبت کل در روانی آزام کابش جمعیت آباد است ." " اوخه ترازین و آرائش بکار می رود - صبح عرص جمع تفالان دیلی تا شام بحجرا برداخته احتفاظ وانی بزائران می رسالتد ."

"معتدران با عبوبان عود در بر کوشه و کنار دست در بقل و عبادان در کرچه و بازار بهای مشتبات لنسان در رضی صدا ، برخواران کے الدیشہ "منسب در تلاق سید مستی و شہیری فائنان کے وابعہ "مزامت سرکرم شاید برمین - بعوم المائل برمین رف فوشنان توبد مکن زیاد و آبو رسان بعشی بے مطال برمین رفی بنیاد صاح . . . کرچه و بازار از تواب و خوانین البریز و گرچه دیمان از مدین در انظر دورانگر: مطرب و توان از کمین زیادہ

ار و عناج و سائل از پشه افزون تر ـ قمید غنصر باین ترتیب

وشيع و شريف اين ديار يواجس نفساني الرئيب سي دهند و بمستلفات جــالى قايز مى شولد ـ"

"الرباب رقص بهبئت مجموعي ير قبر عزيزى گاء در احدى پوره مدفون ست حاضر گشته قبرش را بشراب ناب می شویند ـ" المبيعتش امارد پسند است و مزاجش بمحبت ساده رويان در بر جا

از مردے راکبنی خبر می بابد در کمند رفاقت خود می الدازد -" ''درین فن سحرکاریها یکانه ، اکثرے از امرازاده یا احکام ضروری

این علم ازو یاد می گیرند و از شاگردیش فیشر می کنند .... "بدن اسفل را برنگ آمیز پائے خامہ تقاش باسلوب قطعہ پایجامہ

رنگین می کنند و بے شائبہ " ثفاوت کل و برگ کہ در تھان کیسخاب

بند روسی می باشد بقلم می کشند و در عاقل امرا میروند ـ ا

## آردو شاعری : رواج ، کشمکش ، اثرات ، محرکات و میلانات

اس پس منظر میں ، جس کا مطالعہ ہم نے بچھلے باب میں کیا ہے ، یہ بات فرا دیر کو حیرت میں ڈال دیتی ہے کہ عین اس دور انتشار میں ، جب عظم مغلیه سلطنت کے در و دیوار کر رہے ہیں اور معاشرہ زوال کی انتہائی پستیوں کو چھو رہا ہے ، اُردو ادب اور اس کی روایت کیسے ظہور میں آ گئی ؟ اُردو شال کے لیر کوئی اجنبی زبان نہیں تھی۔ یہ بہیں کی زبان تھی اور صدیوں سے برعظیم میں ایک عام و مشترک زبان کی حیثیت سے رام تھی ۔ خود دکن میں پندرهویں صدی عیموی کے اوائل سے اس میں باقاءدہ ادب کی روایت کا آغاز ہو چکا تھا اور تین سو سال کے عرصے میں وہاں اُردو زبان و ادب کی کم و بیش ویی ایمیت ہوگئی تھی جو دیال میں فارسی زبان و ادب کی تھی ۔ فارسی مفلید سلطنت کی دفتری و سرکاری زبان اور شائستگی ، تبذیب اور تعلیم بافته ہونے کی علامت تھی۔ دربار سرکار تک رسائی کے لیے فارسی دائی ویسے بی ضروری تھی جیسے الگریزی عبد میں الکریزی داتی ضروری تھی ۔ فارسی زبان سے معاشر ہے كا معاشى مسئله وابستم تها ، اس لير يد أس وقت تك رامج ربى جب تك مفليد سلطنت اپنی مرکزیت کے ساتھ قائم رہی ۔ جیسے ہی اٹھارویں صدی عیسوی میں صل زوال شروع ہوا فارسی کا اثر بھی کم ہونے لگا اور اس کی جگد ملک گیر زبان کی حیثیت سے اُردو لینے لگ ۔ زباتیں بھی ، تہذیبوں کی طرح ، آرام سے رفتہ رفتہ ہیں پردہ جاتی ہیں ، اسی لیے فارسی کے پورے طور پر منظر سے بشے اور أردو كے پورے طور پر سامنے آنے میں لعبا عرصہ لكا ۔ ایک مدت لک یہ دونوں دھارے ساتھ ساتھ بہتے رہے ۔ نارسی کو ریختہ اور ریختہ کو فارسی میں شعر کھیتے رب لکن اس مدی کے غائمے لک قارسی زبان کا دھارا سرچشمہ اقتدار سے کے الر قریب قریب عشک ہو گیا اور اُردو کا دریا باٹ دار ہو کر بہنے لگا ۔

اکیر ، جہانگیر ، شاہجہان :ور اورنگ زیب ا اُردو زبان سے واف ٹھے اور حسب ِ ضرورت اسے بولتے لھے لیکن جہاندار شاہ کی تخت نشبنی کے بعد عوام كا اثر و رسوخ قلعه معلى مين اثنا بؤها كه لال كنور ملكه بن كئي ـ انوپ بائي نے عزیز الدین عالمکبر ثانی کو اور ادھم بائی نے بد شاہ کے عمل کی زینت بن کر احد شاہ بادشاء کو جنم دیا ۔ اس زمانے میں اُردو سرکار دربار کی تمیر سرکاری ژبان بن کر تلده معالی میں باقاعدہ رائح ہوگئی ۔ جلد ہی اس کا ٹکسالی روزمرہ و محاورہ عوام و خراص کے لیے مستند بن گیا اور تلمہ معلیٰ کی اُردو ''اُردوئے معالی'' گہلانے لگی۔ خود بد شاہ نے اُردر میں طبع آزمائی کی ہے۔ آ آبرو ، قابی ، یک رنگ وغیرہ اسی دور کے شاعر یں ۔ احمد شاہ کے دودہ شریک بھائی اشرف علی خان فغان کا دیوان بھی شائع ہو چکا ہے ۔ عالمگبر ٹائی نمود اُردو کا شاعر تھا ۔ اس کے اشعار بیاضوں میں ملتے ہیں ۔ " عالمگیر ثانی کا بیٹا ، شاہ عالم قاتی تم صرف أردو ، پنجابی ؛ پندی اور قارسی کا شاعر تھا بلکہ اس نے 'عجائب النصص' کے نام ہے ایک طویل داستان بھی لکھی جو اُردو اثر کے ارتفا میں تاریخی ابنیت کی حاسل ہے ۔ قامد معلیٰ میں اُردوئے معلیٰ کی یہ روایت باتاعدہ طور پر بدشاہ سے بیادر شاہ ظاہر الک جاری رہتی ہے اور اُردو ادب کی روایت کو 'برو تار اور بارتبد بناتی ہے ۔ أردو زبان كى سربرستى اور تغليتي استمال نے عوام و خواس کے درمیان اُس وسیع خلیج کو بھی پاٹ دیا جو اب تک دونوں کے درمیان حائل تھی ۔ اسی کے ساتھ عوام کی تغلبتی صلاحیتوں کا سوتا اس طور پر 'بہوانا کہ گلی کوچوں میں شعر و شاعری کا چرچا ہونے لگا۔ تمواص اور ایل علم و ادب اب بھی قارسی ہی میں داد ِ مخن دے رہے تھے اور اردو میں عض تفانن طع کے طور او کبھی کبھار دو چار شعر کب لیتے تھے ۔ لیکن ان بدار ہوئے عالات میں ایک واقعہ ایسا بیش آبا جس نے نئی السل کی توجه فارس سے پٹا کر اُردو زبان کی طرف کردی ۔ یہ واقعہ "معارضہ آرزو و حزین" تھا ، جو بیش تو اس صدی میں آیا لیکن اس کی ناریخ بہت برانی تھی .

ر عظم کے اوگوں کے اجازہ دے جان میں مسئال اور بھو دولوں تمال تھے۔ فارس فارس سکینے اور اس میں بروی سہارت و ادارت اساس گرنے کے لیے واری عندی کی تھی۔ انہوں نے پر اید لفاۃ عادرہ و روزم، کو بھایت توہید سے بھایا افدار و مشاور و مسال کی اولکھوں سے افار زائن می کا طرح واقع ہوگئے تھے۔ لمات اورسی کا جو کام چان ہوا ہ اوران میں ایس کے یہ وسکا۔ رسرف و کس در پہلی اعظی دورج کی تصابات اواس فاران میں لکھی کیو۔ انہ شدرہ نیاس اوالتمثل جب شامر و الشا پرواز برطام ہے آئے لیکن ایران بیشہ ان کی الیون بیشہ ان کی الیون بیشہ ان کی الیون بیشہ ان کی الیون برشار کے الیون برشار کی الیون الیون الیون کے الیون میں موان اور کی الاقوامی میں موان اور کی الاقوامی میں موان اور کی الاقوامی میں موان اور الاقوامی میں موان اور الاقوامی میں موان اور اگر کون الاقوامی موان کی موان کے الیون الاقوامی موان کی موان کی موان کی الیون کی الیون کی موان کی الیون کی موان کی کی موان کی موان

"بيندوستان ہوئے كى بنا پر ابران ميرى قدر نہيں كرئے ۔ بات پہ ہے كا،
"بيندوستان ہوئے كى بنا پر ابران ميرى قدر نہيں كرئے ۔ بات پہ ہے كا،
كى قدر د سنوات اس كے جوہر اللہ ہے ہوئى ہے، السان كى قدر د سنوات اس كے جوہر اللہ ہے ہوئى ہے،
كى قدر د سنوات اس كے جوہر اللہ ہے ہوئى ہے، اور زبان ہے اور زبان ہے
كما نہيں لينے اور آگر زبان ہے كام نہيں ليے تو ملائق سفن ہے الا آتستا

ابرابین کا آمذات کر عد دوبرد تیم . ایک به که ابل پید در قاری تکویز بر گافترد کا دختری کا درس کا برای کا بختری بر گافترد کا که کا مقدمین اور معلی کا معنوان میزاند و برای کا بختی کا معنوان میزاند و برای کا بختی کا برای کا برای کا بختی کا برای کا برای کا بختی کا برای کا ب

ساته می جب فارس کو زوال ہوا اور ایرانی احساس برائری میں اب بھی اسی قسم

 (۱) "ایران کی تری ، بعض الفاظ و تراکیب میں ، "دوران کی تری سے غناف ہے ، سالانکہ تری توران و ترکستان کی زبان ہے ، اله گلہ ایران کی زبان ۔"۱

(۳) (الد صرف) عربی و ترکی بلکہ ارسی زبان کے الفاظ کا استعمال فارسی
 زبان میں سلٹم ہے ۔ باتی رہے بندی الفاظ تو وہ بھی مؤلف کے

مذہب میں ، اس زمانے میں ، ممنوع نہیں ہیں ۔'' ا (م) ''مستند فارسی کا الملاق اُس فارسی بر ہوتا ہے جو (بان اُردو اور

دربار شاہی میں بولی جاتی ہے ۔ ہر فارسی گو کے لیے ، خواہ وہ ابرانی ہو با غیر ابرانی ، زبان اُردو میں شعر کمینا ضروری ہے ۔ ۱۱۳

(ع) ابران محرا کی کردالہ شاند جارٹے ہیں۔ فاض میں میر م فاتی اور ایک کی فود ادر رسمل انقاقی و سنوی الترانات کے ایست آواست زبان کی خلاص ورزبان اور وزیرہ اور عاورے کی غلطان پوئی روئی میں - بھر جب یہ دیکھا جائے ہی دیشوٹ میں والیے بارے جہ کر قطام میں میں کی دادوری زبان واجسے یہ انظام ویا میں میں نظیات کر جائے ہی تو قصرائے ایران سے نظام قارمی جب غلطان اور اکاروں سند مسابح بائے جائے

(a) غیر زبان کے اکتساب کی استعداد میں پندوستانی ایرانیوں پر فوقیت
 رکھنے یں ۔ اس جبت ہے کہ پندوستانی قارسی دان قارسی (بان کا

وسيع اور عالر مطالعہ کرنے کے باعث یکسر مغرص ہوگئے - ان کا

رتبہ یہ لحاظ زبان دانی ایرانیوں سے پرگز کم نہیں ہے۔ ۱۳ ان باتوں کو آرزو نے مشر میں بھی لکھا ہے۔ 'داد سخن' (١١٥٩ه/ ٣٩١٤هـ) ١٣ مين بھي تحرير کيا ہے اور اپنے تذکرے عبع التفائس (١١٦٨م/ ٥١- ١٥٥ ع ١٥ مين الهي جابجا اشارے كيے بين - اپنے تقطع للم كو واضح كرنے كے ليے آرزو نے شيخ على حزين كے اشعار ير ، جن كى تعداد والد داغستانى ے . . 6 بتائی ہے ، اپنے رسالے 'تنبید الفاظین' میں تنقید کی اور زبان و بیان اور فکر و معنی کی غلطیاں واضح کریں ۔ 'عجم النقائس' میں بھی حزیں کے دیوان کے بارے میں جی لکھا ہے کہ <sup>19</sup>یہ دیوان جو مشہور ہے چوتھا دیوان ہے اور پہلے تین دیوان افغانوں کی شورش میں ضائع ہوگئے ۔ بهرحال بعد دیوان بھی کہ دوبارہ میرے مطالعے میں آیا ، اس درمے کا نہیں ہے جیسا کہ شیخ اور ان کے معتدین گان یا یةن کرنے ہیں ۔ ۱۹۳ ایرانی اور پندوستانی فارسی دانوں کے اس تنازعے کی گویخ سارے ہر عظم کے علمی و ادبی حانوں میں سی گئی ۔ آرزو نے بہاں کے شعرا کو بیائے فارسی کے اُردو زبان میں شاعری کرنے کی ترغیب دی ۔ بد شاہی دور کے سب سے بڑے شاعر آبرو ان کے شاکرد تھے -14 - ائی اسل کے شعرا میں سیر و سودا نے ان کی بسی صحبت سے لیض آٹھایا تھا ۔ مضمون و درد بھی ان کے تربیت یافتہ تھے ۔ یک رنگ ، ٹیک چند بہار ، نے نوا ، انند رام مخلص وغیرہ بھی ان کے شاگرد و تربیت ہافتہ تھے ۔ اس دور میں آرزو نے ایک مشہور اللا اور ادبی راینا کا کام البام دیا ۔ نوجوانوں میں ریختہ (اُردو شاعری) کا ڈوٹی پیدا الرنے کے لیے ہر سینے کی بندرہ نارع کو اپنے گیر پر عفل مراخته کا ابتام کیا ، جس کا ذکر حاکم لاہوری نے اپنے تذکرے 'مردم دیدہ' میں بھی کیا ہے۔ ۱۸ مشاعرہ کے وزن پر مراختہ کا لفظ بھی اسی زمانے میں تراشا گیا ۔ 11 اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئی نسل کے شعرا نے فارسی میں گہنا ترک کر دیا اور پوری توجد رخته پر صرف کردی . جال لک که فارسی گو بھی ، رواج زمالہ کے مطابق ، مند کا ذائقہ بدلنے کے لیے رہنتہ میں شاعری کرنے لگے۔

سنگا فائشہ بیشنے کے لیے رفضہ بین عامری کرنے لگے ۔ اس میں بیاد میں ہمیں ایرال اور ایران میں ہورا و میکن کا سارشد '' ہوا تو اس کی بیاد میں ہمیں ایرال اور ایران اور بیٹوسٹان فارس گرویں کا سنٹلہ موجود بنا ہے ۔ حوال نے جو تقدہ الکیا و، ایک طرف آرز کا اور دوسری طرف اس موری بنی اسل کے عمراکا تقطء 'تقل بین 'کرتا ہے ، جس ہے یہ بات واضح طور ہے سامنے آبان ہے ''درنوبوان عمرا اس دور بین تا ہی روح ہے ہے ، اود عامری کے بارے میں ان کا کیا رویہ تھا ، فارسی کے سلسلے میں ان کا اٹھاڑ لظار کیا تھا اور اب ان کی تفلیقی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے کمون سا واستہ ٹھا ؟ سودا کے شعر یہ بچہ :

جو چاہے یہ کک کیے بعد کا زبان دان شعر تر چنر اس کے لیے روشہ کا ہے آئیں مرکز آئی کیے کو وہ کورٹر الریان پیشہ قارمی دان کا جو مورٹر الریان پیشہ قارمی دان کا جو مورٹر الریان زبان ٹر میں اور کچھ متحصر حضن تو نہیں آئی سے بات تو پیشہریائے کے کو تو اطر زبان کا مرکز مصد میں کے کے الا بعدس یوئے کا کتاب الک تو ان کا زبان کو دوست یوئے کا کتاب کا کہ تو ان کا زبان کو دوست یوئے کا زبانے الیاس میں یوئے کا

در اکان می در دو برای بر کان کے بعد قال در صوب کے دربان جو در اکان کی میں دو دو برای اور اور دو دو برای دو برای کان میں گئے ہو۔ اکان کی مشہور کے سرم انداز کی کامری کے زان و دوان در تقل اوراد در میں افزان کا اگر کابان ہے۔ نالز دربارہ از در ایس اور شام کام کے دربان اسکا وی دادر میں اسکان وی دربان میں اسکان وی دربان ممامی را در امار کی بادی افزان در دان میں در شام کے انداز کان افزان کی امران کے اسکان افزان کی امران کی دربان اس میں زبان تو أردو تھی لیكن بندش و تراكیب ، استعارات و تشبیعات كا حمن ؛ لفظوں كا جاؤ اور استعال كرنے كا الداز ، سادگى و ثازه كوئى ، مضمون آفريني و ابهام میں وہی دلکشی تھی جو قارسی شاعری کا طرة استیاز تھی ۔ ولی کی غزل صرف عورتوں سے باتیں کرنے تک عدود نہیں تھی بلکہ اس میں فارسی غزل کی طرح صوفیاند و حکباند اور اخلانی مضامین بھی باندھ گئے تھے۔ اس میں عمزل کے علاوہ دوسری اصناف مخن بھی تھیں ۔ شالی بند کے شعرا کو اس دیوان سیں اپنی تخلیق آرزوؤں اور اپنے شاعرائہ آدرش کا جلوہ نظر آیا ۔ اس دیوان نے ذرا سی دیر میں ایک آگ سی لگا دی ۔ ہر علل میں اس کے چرچے ہوئے لگے اور ہر جگ ولی کے اشعار پڑھ جانے لکے۔ نوال اور گوبے بھی ولی کی غزابرں گانے لگے۔ مصحفی نے شاہ سانم کے حوالر سے لکھا ہے کہ "افردوس آرام کاہ (مجد شاہ) کے دوسرے سال جلوس میں دیوان ولی شاہجہاں آباد آیا اور اس کے اشعار جھوٹے بڑوں کی زبان بر جاری ہوگئے ۔ ۲۳۴ مرزا مد حسن تنیل نے بھی کلام ولی کی مقبولیت اور کلی کوچوں میں بڑھے جانے کی گواہی ان الفاظ میں دی ہے : ''کابستوں کا فرقہ ہندوؤں کے باتی ممام فرقوں سے زیادہ ان چنزوں کا ابتام کرتا ہے ۔ شراب بی محر ، مستی کے عالم میں بیروب بھرتے ہیں -

بھر قارسی کی عبار تیں ، گلستان کے اشعار یا ولی دکھئی کے ریخت کی غزلیں کا کا کر اڑھتے ہیں ۔""

دیوان ولی نے شالی ہند کی شاعری پرگہرا اثر ڈالا اور ذکن کی طویل ادبی روایت شال کی ادبی روایت کا حصہ بن گئی ۔ اٹھارویں صدی شال و جنوب کے ادبی و تهذیبی اثرات کے ساتھ جذب ہوکر آیک نئی عالمگیر روابت کی تشکیل و ترویج کی صدی ہے ۔ اُردو شاعری کی پہلی ادبی تحریک یعنی ایبام گوئی بھی دیوان ولی کے ڑیر اور پروان چڑھی ۔ ان سب ہذیبی ، سیاسی و معاشرتی عوامل نے مل کر اس صدی میں اُردو کو وہ رواج دیا کہ صدی کے خم ہوئے تک یہ بر عظم کی سب سے مناز ادبی زبان بن کئی اور اس کا ادب نہ صرف دوسری علاقائی زبانوں کےلیے ایک تمولد بن گیا بلک سارے برعظیم میں اس زبان میں ادب تخلیق ہونے لگا ۔

اردو شاعری کے سلسلے میں ایک بات بار بار کسی جاتی ہے کہ یہ دور ڑوال کی بیداوار ہے لیکن اس بات کو اگر تارخی و تہذیبی تناظر میں دیکھا جائے تو اس دور کی فارسی شاعری کو تو دور زوال کی شاعری کمید سکتے ہیں کیولک یہ اُسی تبذیب کی ترجانی کر رہی ہے جو ٹھنڈی ہوگر منجمد ہو رہی ہے۔ أردو ژبان و شاعری تو اس دور مین ان نثی انقلابی ، ساجی ، معاشی ، معاشرتی و

لسانی تبدیلیوں کے براول دستے کی حبثیت رکھنی ہے جو تیزی کے ساتھ برعظیم میں بھیلنے والی ہیں ۔ فارسی کے زوال کے ساتھ ہی اُردو کا رواج و عروج وہ پہلا انقلاب تھا جس کے آئینے میں آنے والے دور کا عکس دیکھا جا سکتا تھا۔ أردو زبان و ادب نے ایک طرف مرنے والی تہذیب کے سارے زندہ عناصر اپنے الدر جذب کر کے برعظم کی تہذیب کا زائدہ حصہ بنا دیا اور اس طرح شود یہ زبان دو عظیم تهذیبوں کا منگم بن کر ، آئی تخلیق قوتوں کے ساتھ ، ایک بدیسی ربان پر غالب آگی اور دوسری دیسی زبانوں کے لیے بھی راستہ صاف کردیا ۔ طبقه خواص پس بشت چلا کیا اور طبقه عوام نئے خواص اور نئی تؤتوں کے ساتھ ؛ اس زبان کے وسیلے سے ، اس دور کی تخلیق سرگرمیوں میں شامل ہوگیا ۔ اٹھارویں صدی عوامی او توں کے ابھرنے کی صدی ہے ۔ اگر اردو تحریک میں عوام شریک اللہ ہوئے تو اس دور زوال میں ، جب عظم مغلبہ سلطنت تیزی ہے ٹوٹ رہی تھی ، اس معاشرے کے تملیقی جوہر مردہ ہو جانے اور انہیں بیدار کرنے میں اثنا طویل عرصہ لگتا کہ وہ آزادی جو برسہ وع میں حاصل ہوئی ، بہت لمبے عرصے کے بعد حاصل ہوتی ۔ اس دور میں اٹھنے والی اس عوامی اُردو تحریک نے معاشرے کی تخابق روح کو مردہ ہونے سے بچا لیا ، اسی لیے یہ تحریک آگ ک طرح بھیلی اور سلک گیر تحریک بن گئی۔ وہ لوگ جو ٹھذیبی تؤتوں کی تاریخی اہدیت کو جالتے ہیں اس بات کی اہدیت و معنویت کو سمجھ سکتے ہیں ۔ الگریزوں نے اس کی اہمیت کو سعجھ لیا تھا اور اسی لیے اس عواسی تحریک کا زور نوڑنے کے لیے ، جس میں ہندو مسابان سب شریک ٹھے ، متوازی ہندی تحریک کی پیٹھ تھیکی اور ایسے مناصر کو اُبھارا جو ہندو مسلمانوں کو تہذیبی و لسانی سطح ہر الک الک کر کے ، ان میں الک الک قومی شعور پیدا کرنے میں مدد دہے سکیں ، جس میں بالآخر وہ کاسیاب بھی ہوئے۔

 دوسری زانوں کے منابلے میں سب سے قریب تھی ۔ اس زبان کی روایت ادب اس دور کے برعظیم کے تہذیبی مزاج کا حصہ تھی۔ اس لیے جب اُردو شاعری کا آغاز ہوا تو اس کے شاعر نمونوں اور سانھوں کے لیے قطری طور پر فارسی زبان و ادب ہی کی طرف رجوع ہوئے ۔ بالکل جی عمل خود فارسی زبان و ادب کے ساتھ أس وقت ہوا تھا جب عربوں نے ایران فتح کیا ۔ اُس وقت ، اُردو کی طرح ، فارسى مين يهى ادب و شعر كا كوئى باقاعده لظام با روايت نهين تهي ـ قبل اسلام کی فارسی شاعری ہم تک نہیں چنھی بلکہ اسلام کے دو سو سال بعد تک فارسی شاعری کے قابل ذکر نمونے نہیں ملتے اور جو نمونے ملتے ہیں ان سے "پتا چلتا ہے کہ وہ لوگ ، جنہوں نے قارسی شاعری کے یہ کمونے چھوڑے ہیں ، خود عرى زبان ير يورى قدرت ركهتے تھے - أنهوں نے اپنى شاعرى ميں عربى شاعری کے استاف و بعور اور موضوعات کی بیروی کی ہے ۔ عرب حکومت کے استحکام کے ساتھ ہی اہل وارس عربی زبان کے مطالعے میں روز افزوں دلھے لینے گئے ۔ اس وقت عربی دربار سرکار اور سذیب و شائسنگی کی زبان تھی ۔ وہ فارسی شعرا جو عرب حکمرانوں کے سامنے قصیدے پڑھتے تھے ، عربوں ہی کی زبان میں پڑھتے تھے ۔ "٢ اسی لیے جب ایران میں فارسی شاعری کا آغاز ہوا تو فارسی شعرا نے عربی شاعری کے اصناف ، موضوعات ، اسالیب ، اوزان و بحور اور نظام عروض کو اغتیاو کر لیا ۔ متوجہری اپنے تصیدوں سیں پوری طرح عربی قصائد ک پیروی کرتا ہے ۔ اس دور میں چونکد عربی زان اور اس کا ادب عجمیوں کے تہذیبی مزاج سے تواہب تر تھا اسی اسے فارسی زبان عربی زبان کے سانیے میں ڈھل گئی اور اس دور میں یہ ایک بالکل قطری تہذیبی و نخلیتی عمل تھا۔ بالکل جی صورت اُردو کے ساتھ پیش آئی اور اس نے بھی تہذیبی سلح پر اپنے سے قریب ترین ژبان قارسی کے اصنف و بحور ، موضوعات و اسالیب انتتبار کر لیز ۔ قارسی شاعر انوری کے لیے جسے عربی شعرا ایک شالی محونے کا درجہ رکھتے تھے : شاعری دانی کدامین قوم کردند آنکه بود

ابتدا شان امراء النيس أنبا شان يو فراس (الوری) اسی طرح أردو شاعرون کے لیے فارسی شعرا محمولے کا درجہ رکھتے تھے : بہارا حسن ہے شوق معلم ذہن کون تیرے

ہورا حسن ہے شوق معدم دہن دون امرے سبق کچھ عنصری کا یا درس کچھ انوری کا ہے (حسن شوق)

فعیرتی جیاں فطر کے ساتھ یدکیتا ہےکہ ''دکن گاکیا شعر جیوں فارسی'' ، وہاں اپنی شاعری میں فارسی کے پتر کو ملا کر 'شعر تازہ'' کی بنیاد رکھنے گا بھی

دعوی کرتا ہے :

دگر شعر 'پندی کے بعضے بنر اندسکتے بیں لیا فارسی میں سنور میں اس دو بنر کے خلاصے کون با کیا شعر انازہ دونوں فن ملا جی لے میں ولی کے بال سناتی دانی ہے :

ترا مکھ مشرق ، حسن انوری ، جلوہ جال ہے نین جاسی ، جیس فردوسی و ابرو خلال ہے

عــرق و الـــوری و غــــاالــــال یه کو ونتے بین بـــ بـــ مدابر سائز په قارمی روایت آودو زبان و ادب کے مزاج کی تشکیل و تعدیر بین وہی گردار ادا کرنے ہے جو عربی روایت کے فارمی زبان و ادب کے مزاج کی تشکیل میں کما تھا - بخ تی مربر بھی ایش شعری روایت کا سراخ متر پوسے بی گھیتے ہیں: کہت ہے اپنے کے تالمی کے جو جر بین نے بندی تصریحے میں گھیتے ہیں:

بعیت سے فارسی کے جو دین نے بنائی شعر کیے سارے ترک بچے اب ظالم بڑھتے ہیں ایران کے بیج

الرسى زبان و ادب كے يہ اثرات صرف اردو تک عدود نہيں تھے بلکہ برعظيم كى مختلف علاقائی زبالوں مشا؟ مریشی ، تلکو ، پشتو ، کشمیری ، پنجابی اور سندھی وغیرہ اور بھی واضح ہیں۔ تہذیبی اثرات کے رنگین خوشبودار دریا میں جب کوئی معاشرہ نہاتا ہے تو اس کا رنگ اور خوشبو اس کے جسم و روح میں اُتر جاتے ہیں۔ بھر جی رنگ اسے اچھے لکتے ہیں اور جی خوشبو اسے بھائی ہے۔ ساری تهذیبوں کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے ۔ اس دور میں فارسی شعر و ادب کی ٹاریخ الٹی ہڑی تھی کہ نہ صرف اُردو پر بلکہ عثانی دور کی ترکی شاعری پر بھی اس كے اثرات اتنے كہرے بڑے ك، وبال بھى تركى زندگ اور اس كے مناظر كے بجائے قارسی آوازیں ، خوشبوئیں ، علامات و رمزیات ، تراکیب و بندش شامل شاعری ہوگئیں ۔ ۲۵ بر عظیم کے معاشرے نے اس دور میں فارسی کو ترک ضرور الر دیا تھا لیکن ید معاشرہ اندر سے فارسی زبان و ادب اور تہذیب کا اسی طرح واله و شیدا تھا ۔ اس نے اسے ترک کرنے وقت اس سے نفرت نہیں کی بلکہ یہ راستہ نکالا کہ اپنی زبان میں اس تہذیب کے سارے عناصر ، اس کے سارے سانچر ، اس کا طرز احساس ، اس کے اسالیب بیان ، اس کے استاف سخن ، اس کے بحور و اوزان ، اس کے علامات و رمزیات جنب کرکے اپنی زبان کو اس جیسا بنا کر فارسی کی جگہ بٹھا دیا ۔ اس طرح وہ فارسی زبان ، ادب و بہذیب سے وابستہ بھی ریا اور ساتھ ساتھ اس سے الگ و عناز بھی ۔ اب کسی ہندی تراد شاعر کو کسی فارسی زبان و ادب کے اثرات کو اس دور سیں جنب و تبول کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اُردو زبان و ادب نے بہت کم عرصے میں خود کو دریافت کرلیا اور اس کا دریا فارسی کے سرچشمے سے فیض یاب ہو کر باٹ دار ہوگیا ۔ أودو نے آپ بھرتش کی قدیم ترین صنف دوہے کو بھی ابنایا ۔ میر نے قارسی مجر کے ایک رکن کو گیٹا کر ہندی جیسی ہر میں بھی غزلب کیوں لیکن ہندی بحور چوٹکہ محدود تھیں اس لیے نارسی لظام عروض کو اننا کر اُردو شاعری میں وسعت اور تنوع پیدا ہوگئے ۔ نظام عروض اور اصناف سخن میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے ۔ فارسی میں اظہار کے سانچے وسیع اور وقت کے تقاضوں کے مطابق تھے اس لیے اُردو نے قصیدہ ، مثنوی ، غزل ، رہامی ، قطعہ ، مستح اور اس کی آلهول قسین یعنی مثلث ؛ مربتع ؛ غیشن ؛ مستدس ؛ مسبتع ؛ مثبتن ؛ متستع اور معشر کو بھی ابنا لیا ۔ ان کے علاوہ ترکیب بند ، ترجیع بند ، مستزاد اور ارد کو بھی قبول کیا اور ساته ساته حمد ، نعت ، متقبت ، بجو ، واسوخت ، مرثیه ، شمر آشوب اور تاریخ گوئی کو بھی زندگ کے راکا رائک تبریات کے اظہار کے لیے بوری روایت کے ساتھ ٹیول کر لیا ۔ اٹھارویں صدی ہی میں یہ سب اصناف سخن استعال میں آنے لکتی ہیں ۔ کلیات میر ، کلیات میر حسن اور کلیات جعار علی حسرت میں عیثیت مجموعی یہ سب اصناف سخن موجود ہیں۔

ر فراند على خوات المناوى كي بنادى روابت هي الزامى بي راود بين الزامى بي راود بين الزامى بين راود بين الزامى بين راود بين المورد بين الزامى بين راود بين الزامى بين راود بين الزامى بين راود بين الزامى بين راود بين الزامى بين بين راود بين بين الزامى توانى تمونك بين بين الزامى بين المونك في بين بدان الزامى بين المونك في بين بدان الزامى بين بدان بين في بين بدان بين في بين بدان بدان بدان بين بدان بدان ودين بدان بين بدان بين بدان بدان بدان بين بدان بين بدان بدان بدان بين بدان بين بدان بدان بدان بين بدان بدان بين بدان بدان بين بدان بدان بدان بين بدان بدان بين بدان بين ب

مثالي 'مونم بن جانا ہے۔ غزل ابندائي دور ميں على قطب شاه ، حسن شوق ، شاہي اور نصرتی وغیرہ کے ہاں عورتوں سے باتیں کرنے تک عدود تھی ، لیکن ولی کی شاءری میں وہ مخامین اخلاق و حکت ، نند و انصاع ، تصوف و سلوگ ، عشق و عبت ، تبربات و مشاہدات بھی شامل ہوگئے جو قارسی غزل کی خصوصیت رہے ہیں ۔ یہی عمل قصیدہ ، رہاعی ، مثنوی ، ہجو ، شہر آشوب اور واسوخت میں ملتا ہے ۔ اسی طرح فارسی کے سارے صنائع بدائع بھی اُردو شاعری کا حصہ بن جاتے ہیں . شاعرانہ تعلی ، تجاہل عارفائد اور سالفہ بھی اردو شاعری کے مزاج سین شامل ہو جائے ہیں ۔ اسی کے ساتھ وہ تلمیحات مثار جمشید و سکندر ، شیرین خسرو ، فریاد ، رستم و سهراب اور عربی شاعری کی وه ساری المیحات ليلي مجنوں ، يوسف زايخا ونحيرہ ، جو فارسي مبر مستعمل تھيں ، اردو شاعرى میں آ جاتی ہیں ۔ حسن و عشق کے تصورات اور ان کے اظہار کے بتیادی الفاظ مثلاً جور و ستم ، وفا و جفا ، غمزه و ادا ، گربیان ، دامن ، ساق ، جام و سبو ، رشک ، رئیب ، جنوں ، شکوه و شکایت ، اشک و آه ، کل و بلبل ، جذبات و احساسات کے اظہار کا ڈریعہ بن جاتے ہیں ۔ اسی طرح آب حیات ، آئینہ " سکندو ، سد سکندری ، جام جم ، چاه نخشب ، دیوار چین ، دار و منصور ، صبر ایوب ، گریه ٔ یعقوب ، برق تجلی ، موسیل و طور ، دم عیسیل ، سحر سامهی ، جوئے شیر ، البشم' فریاد ، فغفور چین ، گنج قارون ، کوه قاف ، کوه ب عنون ، کوه کن ، اصحاب کیف ، گزار خلیل ، آتش ممرود ، ماه کنعان ، تخت سلیان ، طوفان ِ لوح ، عدل ٍ فوشيروان٢٦ وغيره تلميحات اردو زبان كا ذخبره بن كر اس کے اظہار کا وسیلہ بن جاتی ہیں ۔ محسب و واعظ ، زاہد و ناصح ، اور ساتی و پیر مغان بھی فارسی کے اثر سے اُردو سین آ جانے بیں ۔ عشق اور رنگ ِ عشق حتی که امرد برسی بهی فارس می سے اُردو شاعری میں آن ہے۔ بدشاہی دور کے فوراً بعد کی شاعری اس امرد پرستی کا بلا جھجک اظہار کرتی ہوئی فارسی ہی کی طرح عشق بجازی کو عشق حقیق کا زینہ بنا دیتی ہے۔ مجبوب کے لیے فعل مذکر کا استعال بھی فارسی شاعری کے زیر اثر می اُردو شاعری میں آتا ہے۔ نثر میں بھی فارسی جملے کی ساخت کا اثر اردو جملے کی ساخت پر اس صدی میں حاوی رہنا ہے ۔ فارسی کا یہ اثر اس دور سیں ایک ایسا ہی فطری تہذیبی عمل ے جسے الیسویں صدی کے آخر سے آج تک انگریزی ادب اُردو ادب کو مناثر كر ربا يه اور اثى احتاف ادب مثار سوتيث ، آزاد تظم ، اللم معترا ، الول ، لاولت ، مختصر کمهاتی ، رپورتاز ، ڈراسہ ، تنقید ، بروزپوئم وغیرہ أردو میں

اس دور میں لہ صرف ہزاروں قارسی تراکیپ اردو زبان کا حصہ بن گئیں بلکہ ہارے شاعروں نے مے شار ایسی تئی تراکیب خود بھی وضع کیں جن سے زبان کا اظہار اور اس کی شائستگل دوچند ہوگئی ۔۲۴ ایسی تراکیب کی مثالیں ہم نے میر و سودا کے ڈیل میں آئندہ صفحات میں درج کی ہیں ۔ ان کے علاوہ اس دور میں دو کام اور ہوئے۔ ایک یہ کدے شار فارسی عاورے ترجم ہو کر اردو زبان و عاوره کا حصد بن گئے اور دوسرے یہ کہ قارسی کے سینکڑوں ، بزاروں اشعار اردو میں ترجمہ ہو کر بارا شعری سرمایہ بن گئر ۔ یہ فارسی شاعری کو اردو شاعری کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش تھی ۔ جب ایک تہذیب دوسری تہذیب کو اپنے الدر جلب کرتی ہے تو اس کی ہمیشہ جی صورت ہوتی ے۔ جب ابرانی شاعری نے عربی زبان کی تہذیب کو اپنے اندر جنب کیا تو وہاں بھی سی عمل ہوا ۔ شبلی نے لکھا ہے کہ "اول اول ایرائی شعرا عربی شاعری سامنے رکھ کر کہتے تھے ۔ مشق کی ابتدا یہ تھی کہ عربی ادمار کا لفظی الرجمہ کرتے تھے ۔ آج بہت سے فارسی الطعے ، فرد بلکہ انسیدے موجود ہیں جن کو عام لوگ ایران کا سرمایه سنجهتے ہیں لیکن درحقیقت وہ عربی اشعار کے الرجعے ہیں۔ ۲۸۳ یہی صورت اس دور میں اردو میں ہوئی جس کی چند مثالیں چاں درج کی جاتی ہیں لاکہ ان اثرات کی نوعیت واضع ہو سکے :

ایسا بسا ہے آگر تیرا خیسال جیسو میں مشکل ہے جیو سوں کوں اب امتیاز گرانا

لد چنان گرفتد ای جان بد سیان جان شهرین (تطيرى) که توان ترا و جان را ز هم استار گردن اینم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج (eb) ہے تقور قسدم صفحہ سیا ہے لکھا ہوں تحقیق حالہ ما زنگہ می تواں محسود (نظری) حرقے ز حال خویش بہ سیا نوشتہ ایم راز دیر و حرم افشا نسه کرین بیم برگز ورنہ کیا چیز ہے یہاں اپنی نظر سے باہر (b+) مصلحت لیست که از پسرده برون افتد راز وراله در عفل راندان خبرے نیست کہ ٹیست (مانظ) کیلیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا (سودا) ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں بسوئے بسار من اڑیں سست وفسا می آید ساغر از دست بگیرید سب از کار شدم (لظرى) ألبودة قطيرات عبرق ديكه جبيب كو (سودا) اغتر ہؤے جھانکے ہیں فلک پر سے زمیں کو ألسودة قطسرات عرق ديسته جيير... را (**ا**نسی) انحتر أز فلسك مي الكسود رونے زميس را بوا سوار وو شاید مها شهنشد حسن (مودا) التاب نے زرنے نشان کھول دیے سوار شد مکر آن بسادشاء گشور <del>حسن</del> که آنداب گناده اشان زریب را عام حکم شراب کرتا ہوں عصب کو کاب کرتا ہوں عام حكير شراب مي خواهم عنسب را كياب مي خواهم (امعر خسرو)

(امیر حسری) کهلا نشے میں جو پکڑی کا پیچ اس کے میر صنابر نا از بدہ اک اور تبازیالے پوا از فوالم اشہ جو واکشت طارہ پر دستار حصد قبال ترار البازیالیے دیگر شد

پایا نہ یوں کہ کرمے اس کی طرف اشارہ (مبر) يوں تو جہاں ميں ہم نے اس کو کہاں لد بايا مشكل حكايتسے است كه ير ذره عين اوست اماً نمی توال که اشارت بساو گنند (قفانی) کیا بدن ہوئے کا کہ جس کے کھولتے جامے کے بد ہرگ کل کی طرح پر الفت معطشہ ہوگیا (يتين) الف المسام كثت معطر جدو برك كل (علمر) بند فيساخ كيست كدوا مي كنبرسا ہم نے کیا گیا اد ترے غم میں اے عبوب کیا صبر ایتوب کیسا ، گرید منوب کیا (c) در نسراق تسو چہا اے بت محبوب کم مبر ايتوب کنم ، گريــه معنوب کنم (مظیر یا عظمی کاشی) خال اب آفت جال تها عبي معلوم ند تها (طاء الله بنا) دام دائے میں نہاں تھا بھے معلوم اسم تھا عمال لب آفت جماب بود عمى دائسم دام در دالسم نهایی بسود کمی دالسم دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ اثر صرف آردو شاعری تک عدود نہیں تھا بلکہ عود بیاری لال جیسر ہندی کے بڑے شاعر نے بھی کثرت سے قارسی اشعار کا دوہوں کی مورت میں ترجد کیا ہے : يسار پر سو که رود ديسته هان سو گردد چشم می غاصیت قبله نما پیدا کرد سب ہے تئیں سمیات نہیں جلت سی دی بیٹھ وا بے لین گہرات یہ قبلہ مما یو دیدہ (جاری) غم عشقت زيس بكداخت جسم الاتوانم را ها عینک نهم د نسا بساز بینمد استخواتم را (A. B.) کرے یسرہ ایسے تساکیل اجھائسات تیج (جاری) دیتی ہوں چشان جکت چاہے لے محمد

ز بسكه درد تو در جان ااتوان سن است

ملاک می طلبد ہر کہ سہرہاں میں است

(تقر اوجدي)

کیا گھوں وا کے دسا پر را پرے کے ایس پسرہ احوال لکیہے مریحو بھیسوا میں (بہاری) هر که زما پیسام برد دید بیشم مسا رغش

مرت چشم قاصد است عبنک دوربین سا (ناصر علی) واپس کے چت چڑھ گئے مل مندیس وہ بال

دور بیرے عینک کیے ، قامد کے درک لال (جاری) ز پائے تابہ حرش ہر کجا کہ می لگرم

ر پسد دامن دل می گشد که جا این جاست (خان ژمان اماتی) جت دیکھوں لت بی رہوں انگ الگ تسیار

تکه سکه اون گیرن حکمی سک نه گنت نبار (بیاری) اسی صدی کے ایک غیرمدول شاعر پوشف علی خان نے اپنی کتاب "کشن پند" میں استادان فارسی کے دو سو پانچ انصار دوپروں کی صورت میں قرحس گیر بین ا"! قرحس گیر بین ا"!

یہ چند اشعار ان فارسی اثرات کا ثبوت ہیں جن کا ذکر ہم نے اُوبرکیا ہے۔ یہ اثرات اردو شاعری پر بھی ویسے ہی بڑے جسے بندی شاعری بر اور اس کی وچه یه ثنهی که قارسی کا دائرهٔ فکر وسیع تنها ، اردو اور پندی کا محدود ــ قارسی شاعری حیات و کاثنات کے بے شار موضوعات کا احاطہ کرتی تھی جبکہ یہ وسعت اردو اور دوسری زیانوں میں نہیں تھی ۔ اس قسم کے ترجموں کے علاوہ یے شار اشعار ایسے ہیں جن میں فارسی شاعری کے مضامین کو اردو شاعروں نے اپنے تجربے کے ساتھ ملا کر پیش کیا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے مشاہدات ، تجربات ، احساسات اور جذبات کو بھی بالکل نئے انداز سے بیان کیا ہے ۔ جیسے جدید اردو ادب پر انگریزی اور مغرب ادب کے اثرات واضح بیں اسی طرح اٹھارویں صدی فارسی الرات کا آئینہ ہے ۔ انسان جیسے اکیلا نہیں رہ سکتا اسی طرح کوئی معاشرہ بھی دوسرے معاشروں سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتا ۔ یہی اثرات خلاق فهنوں سی تخلیق محرکات کو جتم دیتے ہیں ، فکر و خیال کی نئی دلیائیں آباد کرتے ہیں اور بدانے زمانے کے تفاضوں کے مطابق خود کو ڈھالنے کی صلاحیت کہ زندہ رکھنے ہیں ۔ انھی اثرات سے مثبت تبدیلی کا عمل معاشرے میں جاوی و ساری رہتا ہے جس سیں روایت کا السلسل بھی ہوتا ہے اور زندگی کو آگے الرهانے کا حوصلہ بھی ۔ روایت یوں میں بنتی ہے ، بوں میں بدلتی ہے اور یوں می معاشرے کو آگے بڑھا کر زالدہ رکھتی ہے۔ جیسے آج ہم فارسی اثرات کو اس طور و قبل کوسٹ کی گوشش ایس کوس اور نیز کی کر کئے ۔ اس طبح اس مور میں اگر آئیں کوک کرنے کی کوشش ایس کرنے تو کیا کہ اس اس ان اساس اور اس اور کشش میں کوکیا کر اس ان اساس اور افزائی فوری پر معاطرے کی افزائی کا اس کے اور اس کا ان آئی اس اس اس کا خاتمی اور اگر گوشش بور، میں بھر برائی قام ہے اور اس کا ان افزائی اس کا سال کی سائٹ کے اس کا سال کی سائٹ کی

برخمیم میں بھیں تھی ۔ ماہی ہے 'بہہ : بلندی 'سن کے قاجی ریخنے کی ہوا ہے پست شہرہ فارسی کا اور جب معجنی کا زمانہ آیا تو الہوں نے لکھا :

''ہندوستان میں فارسی شعرکوئی کا رواج ریخنے کے مقابلے میں کم ہے اور ریخنہ بیارے زمانے میں فارسی کے اعلیٰ مرتبے کو پہنچ چکا ہے

بلکھ اس سے پہتر ہوگیا ہے۔''' ۲۰۰۳ ان خالات میں اُردو زبان و اداب نے ' تیزی کے ساتھ ، نارسی کی جگد لیے ٹی اور ادب کی روایت اپنے نشق و اکار بنانے لگی ۔ اگلے باب سے پم اُردو ادب کی ابتدائی روایت اور تشایلات کا خطالات کریں گے ۔

### حواشي

و. تاریخ ادب اُردو (جلد اول): ۱۵کثر جبیل جالبی ، ص ده نا . ی ، مطبوعه مجلس ترق آدب لامور ۱۹۵۵ و

٣- بزم تيموريه ، مرتبه سيد صباح الدين عبدالرحسين ، ص ٢- يه ، اعظم گؤه. ١٩٣٨ع -

ہـ ايشاً ، ص ۽ ۽ ۽ ـ

جـ مشروات ممنا عظم آبادی، لسعه کنی عاله " شرید شد عطوطه ورق ۱۳۶۰ و هواله "فعید شاه جهانی کا ایک ادبی مناشد اور غالب" از ناشی عبدالودود، می ۱۵۶ معاصر ممیر د پشد.

ه - صفیته ٔ خوشکو : بندرا بن داس خوشکو ، مرتب عظا کاکوی ، ص ۱۹۳۹ ، مطبوعه ادارهٔ تعقیلات عربی و فارسی پشد ۱۹۵۹ ع ـ

سعبرت اداره علیات عربی و دارسی پسد ۱۹۹۹ ع . ۱۳ غزن الفرائب (قلمی) : س ۳۰٫ بحوالد معاسر حصد ۵ : س ۱۵۹ پشد . ۱۲ مردم دیفه : ماکم لابوری ، مرتبه ڈاکٹر سید عبدانند . س ۴٫۰ ، مطبوعه

اوريئشل كالج سكرين لابور ـ

یر. دادر سخن : سراج الدین علی خان آرزو . بیشگفتار ص وی ، مطبوعه مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۱۹۵۳ع -چه داد سخن : ص بر -

پ داد العمل : سراج الدين على خان أرزو ، ص ٢٠٠ ، پتجاب يوليورستى لالديدى لابور ـ

۱۱ ت ۱۲ ت ۱۳ معارضهٔ حزین و آرزو : منویر سیائے انور ، ص . ب و ۱۲ ت معاصر حمید و نشد

مور- داد مخن ، پیش گفتار ص وج -

۵۱- مجمع الثقائس (نلمی) نخزولہ توسی عجائب خالہ کراچی ۔
 ۲۰۰۰ بیضاً • ورق ۱۰ و ب ۔

ء١- عيم التفائس (فلمي) ، ص ٢٤٦ -

۱۸- مردم دیده : س ۸۰-

4- اکتات الشمرا : بدلتی میر ، مراتب شروانی ، ص ۱۵۹ ، نظامی پریس بدایون ۱۹۲۰ -ب- سودا و مکن : ناش عبدالودود ، ص به تا ص ۲۸۰ ، معاصر حصد اول

پشد اور "معارضه" سودا و سكين پر كچه لئى روشنى العمر الفولد قياض الدين حيدو ، س به تا چي معاصر چه پشد -

و - تذکرهٔ بندی : غلام بمدانی مصحفی ، ص . ۸ ، انجمن ترقی أردو (چند) دول ۱۹۳۳ع -

وبه ایضاً : ص . ٨ -وبه بفت انماشا : مرزا بد همن قبل ، ترجه، ذاكثر بد عمر ، ص به ، مكبد

- الميان ديل مديد - عبان ديل المديد المديد

Daudpota, p. 14, Bombay 1934. مع المالامک کاچر : عزیز احمد ، ص ۲۵۷ ، مطبوعه آگسفورڈ بولپورسٹی

ادانس ۱۹۹۳ - ۱۹۹۹ -۱۳ به فارسی شاعری کا اثر اُردو شاعری بر : ڈاکٹر عبدالعق ، ص . . ۲ ، شعبہ تحقیق و اشاعت مدرسہ عالیہ ڈھاکہ ۱۹۹۴ مے ۔

ے ہے۔ یہ معیمی نے اعتراف کیا ہے کہ ''این مید شیر بنی که در ریخت دارم طفیل قارسی است'' لذکرہ بندی ، ص ۲۸۸ - ۸ به شعر العجم (جلد چهارم) : شیلی امانی ، ص ۱۳۱ ، معارک پریسی اعظم گؤه طبع دوم ۱۹۱۸ ع -

ہ۔۔ اُردہ ہے تمدیم ۔۔ دکن اور پنجاب میں : ڈاکٹر مجد باقر ، ص ۲۰۰ ۔ ی ، مجلس ترقی ادب لاہور ۲۰٫۶ م ۔

. ي. تذكرة بندى كوبان : غلام بمداني مصحى ، ص برم، و حاشيه .

#### اصل اقتباسات (فارسی)

"جد اگر قارسی در فارسی صد بنا نحلط کنند در سعنن او سعنن کمی گزنند و پندی فزادے چون لیلم بندی جویر ذاتی را آشکار سازد دم از قسمین کمی زنند درین صدر صاحب سختے کمد لؤاد گاہ او ملک بالا تبود کار او بالا نمی گیرد و پایاماً فصاحت والا کمی کردد با

ص چې "ايراليان مراچندى ازاد بودن بخدار ـ له نجه . . . هرف الست كد ايرالي د پخدى بودن نخر را حد دكرده به پايه مرد به نسبت ذاتى باشد و اگر ايراليان زباني خاص كشاييد كد فارسي زبان ماست و زبان را بكام لبابد و اگر زبان بكام لباشد بمالى سخن آشنا لوده"

ص به "اگویا علت غالی لوشان رساله منست بند و ایل بند است ـ" ص به "ارکی ایران در بعض الفاظ و تراکیب غالف ترکی توران

است و حال آن کد تری زبان توران و ترکستان است له زبان ایران "" "آوردن الطاط عربیه و ترکیه بلکم زبان ارامنه در فارمی مسلم ست ـ باق مالد الطاط بعدی و آن ایز پخیمی مؤلف دری زمان

ست یا به ماه اهام چدی و ای نیز بههمی و ماه دری وان عنوم لیست ۱۰۰ ص م به ۱۱۰ این دیوان که شهرت دارد دیوان چیارم است و سایق سه

۰۰۰ "این دلون که تمرت دارد دلونال چهارم است و حالق سد دیوان در فترت اظامته تلف شد ـ بهرحال دیوان مذکور بم که مکرر به مطالعه درآمه به آن درجه که مظنون با متین ؛ شیخ و جامه نصیریان اوست ایست ـ" س به "الوحد درم تردس آرام که دوران ول در شابهبان آباد آند. و العامل فی زان خرود در برگ بازی گشته "" س به "اولچ بدر الارس در بدرسان به استان روشت کم است و رفته به فی زبانا به باید الفی قارس رسامه بنگه از پیتر کردید ."

## فصل اول

شہالی مند میں آردو شاعری کی ابتدائی روایت

جلا باب

# (الف) مذهبي شاعري

## ( ب ) لسانی خصوصیات ، شمال و دکن کی زبانوں کا فوق

سترهویں صدی عیسوی کے دکئی ادب پر لظر ڈالیں تو پسیں اُردو ادب کی ایک جان دار روایت ملتی ہے جس کا طویل ماضی بھی ہے اور شائدار حال بھی۔ مفلوں کی قتح دگن کے بعد ، جو فتح بیجابور (۱۰۹۵/۵۱۰۹ع) اور فتح گولکنله (۱۹۸ م/۱۹۸۹ع) کے ساتھ مکمل ہوگئی ، دکن پر گیرے سیاسی ، معاشرتی ، تہذیبی و لسانی اثرات مرتسب ہوئے جن کے زیر اثر وہاں کا تہذیبی ڈھانیا بدانے لگا ۔ ان اثرات نے ایک طرف اُردو کے رواج کو تیز کیا اور دوسری طرف شال و جنوب کھر آنگن بن گئے ۔ شال کی زبان ، جو پہلے سے اورنگ آباد میں بولی جاتی تھی ، دکن کے دوسرے علاقوں میں بھی ادبی زبان بننے لگی ۔ ولی دکتی نے اس لسانی روپ کو نئے شمری رجعانات سے ملا کر استیاز پیدا کیا ۔ اس بدلی ہوئی سیاسی صورت حال نے دکن کو ٹڈھال کر دیا اور اس کا تخلیتی اعتباد زائل ہونے لگا ۔ اگر دکان کی اس دور کی زبان کا شال کی زبان سے مثابلہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جت قریب آگئی ہیں۔ ولی دکنی ، سراج اورنگ آبادی ، امین گودهری اور آبرو ، تاجی ، مضمون کی زبان میں دکنی و شال کا زبادہ فرق باتی نہیں رہا ۔ ایک طرف سیاسی فتع نے دکن کو وہ دکن لد رہنے دیا جو وہ فتح سے پہلے تھا اور دوسری طرف خود شال بھی زوال کی لیٹ میں آگیا ۔ اوراک زیب کے فوراً بعد ، جس کے شخصی تدبئر سے سیاسی و تہذیبی زوال اُرکا ہوا تھا ، ثبال کا روحانی خلقشار اور داخلی التشار ابهر کر ماستے آگیا ، جا جایا معاشرتی و سیاسی نظام اپنی معنویت کھوئے

سیاسی و معاشرتی سطح پر اب سارے برعظم میں ایک سی صورت حال تھی۔ معاشرہ التشار کا شکار تھا اور فرد کا سکون دالوں کی طرح بکھر گیا تھا۔ اس 'پر آشوب دور کا فرد تلاش سکون س ایک طرف تصوف کی چھٹری کے لیجے آ کھڑا ہوا اور دوسری طرف سنہیں رسوم کی ادائیگی کو اپنی خواہشات کے بورا ہونے کا وسیلہ سنجھنے لگا . اس دور میں مختلف مذہبی رسوم مثا\$ للمر لیاز ، میلاد ، مجلسوں نے مقیقی مذہب کی جگد لے لی اور ان رسومات کے ساتھ ایسے توبیات وابسته بو گئے کہ فرد ، انہیں ترک کرکے ، ذاتی پریشانیوں اور آفات و بلیتات کا خطرہ مول لینے کو تبار نہیں تھا ۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ منشوں کا رواج عام ہے ؛ دزاروں پر چادریں چڑھائی جا رہی ہیں ، ٹونے ٹولکے کیے جا رے ہیں ، اللہ اباز ولائے جا رہی ہے ۔ دلیوی خوش حالی کے لیے وظیتے پڑھ جا رہے ہیں اور تعوید کشوں سے مرادیں ہر آنے کے خواب دیکھیے جا رہے ہیں ۔ بکھرتی ہوئی تہذیبوں میں اس تسم کی رسومات حقیقی مذہب کی جگد لے لیتی ہیں۔ لسى ليے سرھوين صدى كے اواخر اور اٹھاروين صدى ميں بميں اس قسم كى ا شار نظمین ملی بین جن میں میلاد تامے ، معراج تامے ، بند تامے ، شهادت نامے ، وفات ثامے اور جنگ ثامے شامل ہیں ۔ یہ جنگ نامے یا شہادت نامے کسی ائی جنگ کو بیان نہیں کرتے ، جیسے "فتح ناسه نظام شاہ" میں حسن شوق نے جنگ تالیکوٹ یا "علیالمد" میں نصرتی نے علی عادل شاہ ثانی کی جنگوں اور دس سالہ دور حکومت کو موضوع سخن بنایا تیا۔ اب یدجنگ نامے رسمی ملہبی جذبات کو آسودہ کر رہے ہیں جن میں خیالی سعجزات کے بیان سے ایمان گویختہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان سب نظموں میں گرامات اور نحیر مستند روایات کو اہمیت دی جا رہی ہے ۔ منتار کا مولود نامد ، معراج قامہ ، فتباهى كا مولود ناسه (١٠٩٥ م/٨٨ - ١٩٨٣ع)، اوليا كا قصه ابو شعمه (١٩٠ مم) ١٩١٦ع) ، عب كي مثنوي معجزة فاطمه ، خواص كي مثنوي قصه حسيتي

( . و . و / و م و و ع) ، سيوک كا جنگ نامد ، يحد هنيف ( و . و و م / و م و ع) ، العمد " الاوقات المد حضرت الطماء (ع١١٣٠ مر١٥٠ - مر١٥١ع) ، روشن على كاعاشور اللمه (. . ۱۱هـ / ۱۹ - ۱۹۸۸ ع ، اسميل امروپوي کي مثنوي وات تاسه يې فاطمه (ه ۱ ۱۵/۱۹ - ۱۹۲۳ ع) اور مثنوی معجزة اثار (۱۱۲ م/۱۱۸ ع ع) کسم کی مثنویاں پکساں طور پر دکن و شال میں ملتی ہیں ۔ مذہبی نظموں میں ، ان کے علاوه اس قسم کی مثنویاں بھی سلی ہیں جن میں انسان کو تصبحت کی جا رہی ہے یا عبرت دلا کر اصلاح احوال کی ترغیب دی جا وہی ہے۔ حسین ذوق کی مثنوی وصال العاشقین (۱۰۹ه/۱۹۰ - ۱۹۹۵ع) ، نزیت العاشقین (۱۹۱۹ه/ ٠ . ١ - ١٦٩٩ ) ، قانس محبود بحرى كى مثنوى من لكن (١١١١ه/ و . . . و م ان كل منتوى مراة العشر (١٣٣٠ م ٢ م ١ ع ع ع م م پندو تصوف کا امتزاج سانا ہے ۔ ان کے علاوہ سنہب کی رسمی ضرورت پوری کونے کے لیے شال و جنوب میں مرتبوں کا رواج بھی عام ہو گیا ہے ۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان مذہبی تفلموں میں عام طور پر کوئی گھرا روحانی تجربہ شامل نہیں ہے ۔ ان کا متصد ، جذباتی سطح پر سنتے یا پڑھنے والوں کے عقیدے کو کرامات اور غیرمستد افسانوی روایات کے بیان سے آسودہ کرنا ہے۔ یہ کام واقعات کربلا کو افسانوی روایات نے ذریعے ، غم و الدوہ کی فضا پیدا کرکے ، مرثیوں میں اس طرح العام دیا جا رہا ہے کہ سننے والوں ہو وقات طاری ہو جائے اور وہ آء و بکا سے ثواب حاصل کر سکیں ۔ اس قسم کی نظموں کی روایت اٹھارویں صدی عیسوی میں ذکن سے شال پہنچئی ہے ۔ ذکن کی مذہبی نظموں کا ذکر ہم جلد اول میں کر چکے ہیں ۔ یہاں ہم ثبال کی مذہبی لظموں کا مطالعہ کریں کے اور چونکہ ان نظموں کی کوئی خاص ادبی ایسیت نہیں ہے اس لیے اس دورکی زبان اور دیال و جنوب کی زبان کے فرق کو سجھنے کے لیے ان کا تقابلی لسائی جائزہ بھی لبن کے ۔

روشن علی روشن نے ''عاشور السا'' است ۱۹۰۰ مرا ۱۹۸۰ میں لکھا ، جیساک ان دو اشعار سے ظاہر ہواتا ہے :

جارغ دسویں و ماہ صفر پوا اس کا انجام وقت نجر (شعر ۱۹۳۳) ہزار اوپر یک صد میں بیتن کمام پروز دو شنبہ، صفر، وقت شام (شعر ۱۹۵۳) رو۔ علی کا ڈکر کسی تذکرے میں نہیں ملنا ۔ دہ اپنے دور کے کوئی معرف تعلم نویں تھے ۔ ان کی ایسیت یہ ہے کہ ایک ایسے دور میں، جب آدود زنان کا امیں روا جان میں ہوا، انسان میں میں امار اسان میں سے معرمہ انصار اس مشعر دل اللہ تعیدن کیا جو اس دور کی عام زنان کی ترجان کرنا ہے۔ علمتوں نان کے مطالعے سے معذم ہوتا ہے کہ ان کا بورا تام روفان علی اور تعلمی رفتن تھا :

اے روشن علی عنصر کیہ کتاب کیاں تک کیے معیزے باسواب (شعر ۲۸۳) روشن عنصر کر شہیدوں کی بات

روشن مخمر در شهیدوں بی بات بیاں وار بولے ہو صد جزو کتاب (شعر ۱۳۸۳)

منتبتر 'چار بار' سے معلوم ہوتا ہےکہ روشن علی سٹنی العقبدہ مسلمان تھے <sup>7</sup> ۔ ان کا بیٹ امامت تھا اور وہ معجد کے ایک حجرے میں روٹے ٹھے <sup>7</sup> ۔ اس تعمر سے بھی معلوم ہوتا ہے گاہ آلھوں نے ''اسھارلاگ پور'' میں سکولت انتجار کر آن ٹھی : کر آن ٹھی :

یہ کر سیر دلیا موافق تدر سکونت کیا تھا سہارنگ یور شہر (شعر ۹۳)

عاشور اللہ کے مرتشب و مقدم لگار مسمود سین خان نے سہارلگ ہورکری سپاران پور مسجع کر یہ سوال آنھایا کہ ''سپارن پورکو روشن علی سپارلگ پور کموں دکتا ہے ؟ س کی وجہ سمجھ میں نہیں آن'''' ۔ حالالکہ سپارلگ پور ایک الگ شہر کا تام ہے جس کا ذکر فارشون میں تانہ

آثار التجويد من المحاج كم "الدائران (الذان) أكد عدام بعد رفت يجود المحاج الدون الموجود الموجو

کا ۔ ابھی چھے ارس بھی نہ گزرے تھے کہ شیر شاہ نے ، جو بالیوں کے چلے جانے کے بعد دہلی کی بادھاہت پر قبضہ کر چکا تھا ، مائلو پر حملہ کیا۔ قادر شاہ نے اطاعت قبول کر لی اور شیر شاہ نے اپنے وزیر اور عزیز شجاع خال کو جاں کا حاکم مقرر کیا اور وہ علاقہ ، جو أجين اور سارتک ہور كے جاروں طرف ہے ، اس کے سپرد کر دیا" ۔" حاکم مالوہ ، سلطان باز بیادر اس شجاع خان کا بیٹا تھا۔ ان حوالوں سے یہ بات واضع ہوئی کہ سہارتگہ ہور سہارت ہور میں ہے بلکہ یہ مالوہ کے علاقے کا شہر سارنگ ہور ہے جو امین اور بھوبال سے قریب ہے اور جہاں روشن علی نے اقامت اختیار کر لی تھی ۔

روشن علی نے بار بار اپنے اشعار میں لکھا ہے کد وہ مندوی زبان میں اپنے خیالات کا اظمار کر رہا ہے ۔ کمیں وہ اس زبان کو ، جو آج اُردو کے نام سے موسوم ہے ، پندوی کمیتا ہے اور کمیں پندی یا پندوستانی ، جیسا کہ ان اشعار س غاد ب:

دیکھا ٹھا گتابوں میں یہ ہی کلام نظم بندوی گرکے بولا تمام (شعر ۲۸۲) يم عاشور تايم بم بندي زبال

کہوں گربلا کی لڑائی عیاں (شعر . ٤) یہ روشن علی نے سنا تھا بیاں

(شعر ١١٥٥) رُبان بندوستاني مين بولا عبان

(شعر جم)

وہ اپنی اس تعنیف کو کہیں "عاشور نامد" کہتا ہے ، جیسا کد اُوپر کے شعر ے ظاہر ہے اور کیس "جنگ نامد" کہتا ہے : کہ اس جنگ لاسے کو ہندی کروں

قهم عقل اتنا نہیں میں دھروں

درحقینت یہ عاشور نامہ بھی ہے اور جنگ نامہ بھی ۔ اس میں روشن علی نے والعات کربلا اور جنگ ناسه عد سنف کو سلا کر ایک کر دیا ہے ۔ بد سنف ظالم یزید کو ہلاک کرنے ہیں اور سنے والے عاشور نامہ کو سن کر اطبینان کا سائس لیتے ہیں ۔ روشن علی نے واقعات کر بلا اور واقعات بجد حنیف کو سلا کر نہ صرف داستان کو مکمل کر دیا ہے بلکہ واپن کو ہلاک کرکے ٹرمیڈی کو کامیڈی میں بدل دیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عاشور نامہ اپنے دور میں مقبول رہا ہوگا ۔

روشن علی نے عاشور ناسہ میں ان معتبر و غیر معتبر روایات کو استمال گیا ہے جو اس زمانے میں مروح تھیں ۔ اگر واقعات کربلاکا ابتدا سے بیسویں صدی تک مطالعہ کیا جائے تو ان میں ایک ارتفا نظر آتا ہے۔ یہ بذات خود ایک دلوسپ موضوع ہے۔ زیر نظر "عاشور نامہ" میں مثنوی کی روایت کے مطابق پہلے حمد ہے ، بھر احت اور علقائے راشدین کی منتبت کے بعد وجم تصنیف بیان کی گئی ہے۔ عاشور نامد کا آغاز امام حسن و حسین کے معجزات و خواب سے ہوتا ہے ۔ بیال رسول م خدا ، حضرت علی و حضرت فاطند کے ذکر سے مثنوی کی فضا تیار کی جاتی ہے ۔ اس کے بعد روشن علی نے لکھا ہے کد ایک دن امیر معاوید نے بزید کو بلا کر کہا کہ مدینے میں ایک شخص زید رہتا ہے جو بہت خوب صورت ہے اور میں بہت دن سے اس پر مبتلا ہوں ۔ غدا کے واسطے اس سے ملاؤ ۔ یہ سوال روشن علی کے لیے ہے معنی کے کہ عربوں کا امرد پرستی کی طرف وجعان نہیں تھا ۔ بھر باپ بیٹے کو بلا کر ایسی بات كيس كهتا ؟ پهر امبر معاويد خود خليف وقت تهي ، وه براه راست ۋيد كو بلوا سکتے تھے ۔ انھیں بزید کا وسیلہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ بہرحال روشن علی نے لکھا ہے کہ بزید یہ سن کر فکرمند ہوا اور ایک نوشتہ لکھ کر حاکم مدینہ کو روالہ کیا ۔ تامد وہاں پہنچا تو حاکم نے زید کو بلوا کو گیا کہ یہ تیرے فائدے کی بات ہے اگر ٹو بزید کی بین کو تبول کر لے اور ابنی بیوی کو طلاق دے دے ۔ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور ہزیاد کے پاس ملک شام پہنچا ۔ زید کو دیکھ کر یزید اپنے عل میں گیا اور واپس آ گر گھیا کہ "مبری بین یہ کہتی ہے کہ تو نے اپنی حسین و جدیل بیوی کو کیوں طلاق دی ؟ اگر طلاق دینے کی وجہ حاکم وقت کا حکم یا ٹیرا لالچ تھا تو بھر تو مجھے بھی کسی لااچ میں آ کر طلاق دے سکتا ہے ۔ زید یہ سن کر پہت افسردہ ہوا اور مدینہ واپس آگیا ۔ امیر معاوید سے زیدگی ملاقات ہوئی یا نییں ، اس بات کا کوئی ذکر نہیں ملتا ۔ البتد یہ بتایا گیا ہے کہ بھر بزید نے موسلی اشعری کے ذریعے زید کی عورت کو پیفام نکاح بھیجا لیکن اس عورت کے افزید کو قبول کرنے سے الکار کر دیا اور اسام حسن سے نکاح کار لیا ۔ موسنی اشعری نے بزید کو خبر دی ۔ اس نے سنا تو آگ بکولہ ہو گیا اور کہا :

جو میں بادشاہی کا قابض بنوں اول میں حسن کو سو جہو سے گئوں

(499 )

دویم میں حسین کو اہ چھوڑوں کیھی ماروں ان کو ایک ایک کرتے سیھی

اور چین سے دششنی کی بیناد گھری ہو گئی۔ جب لارید قت پر بینی اور اسمر رہے) امام حسن و حسین سے انتخام کے لیے متعربے بتائے ۔ واقعہ کرولا اس دشمنی کا لیجیت تھا ۔ آئٹ انشین کے بعد برید نے عیب کو انکہا کد وہ دھوکے اریب سے افہاں کئل کردئے :

، قتل کردے : حسن اور حسین کو توکچھ فند گر

سن ووجیت نو خو بعد است در موجه است است می می است است می در حید شده این است می است می

لکھا کہ اگر تم حسین سے دوستی کرو کے تو میں تمہیں فتل کرا دوں گا اور اگر حسین کو مکہ سے نکال دو کے تو انعام و اکرام سے نوازوں گا :

حسین مبرا دشمن ہے جانی سدا کیا اس نے بجہ کو بیو ہے جدا (شعر ۱۸۵۵) بغیر اس کو مارے نہیں مجھ کو چین

عجمے قتل اس کا ہوا ارض عین (شعر ۱۸۹)

سرداروں نے سوج کر طم کا کہ کوفیوں سے کہا جائے کہ وہ حسین کو خلط لکھیں۔ عاد نے الھیں ایک خط لکھا کہ اللہ ایل کوفہ آپ کے باتا ہو پر پست کونے کے لیے نے چین بین اور اگر وقت بڑا تر وہ آپ کے ساتھ ما کر دھس جب جبک کوئے نے بھی درخ نجی کریں کے حسین ان کے فریس میں آگئے اور اہل خانہ کے ساتھ کوفہ روانہ ہوگئے ۔ اس کے بعد روین علی نے جنگ کی انعمیل دی ہے جو 'حرکی شہادت کے بیان سے شروع ہوتی ہے اور پھر باری باری سب سیدائر جنگ میں جانے ہیں اور شہید ہونے ہیں۔ جب قاسم جانے لکر تو حسین نے کامیا :

ہوئے شد تد تیرا ابھی کام ہے حسن عبنی کا تو ہی نام ہے (شعر ۱۵۱۵)

ہاری رضا تم اوپر ہے نہیں ان جاؤجدا ہو کے لڑنے کے تئیں (شعر ۱۵۱۸)

کہ میدان خالی ہے آؤ شناب الٹو آن کر ہم سٰی ہے جواب (شعر ۱۵۹۵) بہت وقت گزرا نہ آیا کوئی

بہت وقت ازرا انہ ایا کوئی سبھی مرگئے یا بجا ہے کوئی (شعر ۱۵۹۹)

ستر دو پیتر ہوئے ہیں شہید

يه حكم اللهي يد نير يزيد (شعر ١٤٣١)

اس کے بعد شنقہ روایات ، واقعات اور خواب بنان کیے کئے بین - بیان عنہ چنگ بچہ حیف اعلانور اللہ ، بین عامل ہو جائے ہے - اس بین روشن علی نے بیان کیا ہے کہ 'کس طرح بزید تیل کیا جاتا ہے اور کس طرح مضرت اور العابدین کو تف پر بنیا کر ان این کے حر پر رکھا جاتا ہے اور ان کے الاکم غلطہ بڑھا جاتا ہے - دعا پر 'عاش کے حر پر رکھا جاتا ہے اور ان کے

منصور المدى مصوحيت به بهت اس به بها مى المان معام كلى المصوحية المان بوالد بها من كل معام كلى المواجعة المناسب المواجعة المناسب المواجعة المناسب المواجعة المناسبة ا

کروں پیلے توجید ابرد تمال دے ڈاٹ کو اس کی برگز ژوال (شعر ۱) الی تـری ڈاٹ ہے لـم بنزك چپان سب بین معمور تحد بر شکل (شعر ۲)

نوئی ذوالجلال اور توئی والکرم ہوا ایسک پسل میں سو تیرا رحم (شعر م) تو نے چون چگولست قادر کرم تو واخذ داخذ ، ایک ، دراخم ، دحم نرین آمال ، بین تجھسی سے مقبم ازال سے ابند تبک ہے تو ہی کرم نبی الخالائنی ، علیح الاسم نبی الخالائنی ، علیح الاسم

ازَل ہے اید تک ہے آو ہی کرم (شعر ہ) نی الخالاتی ، شیاح الاسم اس ذات ہے نہیں سیاد (شعر ۔۳) آن م در سال سیاد شعر علام

(شعر م)

الی در سے بی یہ روشن مدام اور کے فور سے بی یہ روشن مدام سنوارے ظلک ماتوں آخر تمام (شعر عم)

ترے نور سے عرش و کرسی کیا شرف سب لیبورے کا تمہ کسو دیا (شعر ۲۸)

ارے اور سے سب کلیے یہ عبال نہ طاقت زبان کو جو بولوں بیاد (شعر . س) سبھی مرسلان میں تو ہے تاج سر

شفاعت کرو کے بے روز مشر (شعر میہ) درودیں ہزاروں ہیں تمہہ ذات پر

و بسر آل مجسم کسالات بسر (شعر ن م) و فارس الفاظ زیاده استمال به در بعد لکن بد وه الفاظ بعد

حمد و نعت بن عربی و فارسی الفاظ زیادہ استبال ہوئے ہیں لیکن یہ وہ الفاظ بین جن ہے ان بڑھ اور اتعام بالنہ دواول، مشہبی عناست کی وجہ سے ، مالوس ہوئے بین - لیکن آگئے جل کو الطبار بیان میں عام زبان شامل ہو جاتی ہے ؛ شکار میدان جنگ کا بیان دیکھیے :

کا لرفه ، ان کی رافیا یه دند ہوئے کرد سلم کے سب آن کرد پر ، ششیہ ، جندم، کاار بر این کی میٹر کے بیٹ کوفیاں انداؤوں سے مارے بیٹ کوفیاں انداؤوں سے کوئی آوے بھی لگتے بہلا کے کمیت سب کوبان کئے بھار کر کمیت سب کوبان بیاری ریے شوا اس کے گا

دروازے شہر کے کیے سارے بند الزارد و ایسادہ دیگر الزارد کی السادہ دیگر الزاری تھے ہاد ہوارات ہے سار ساز کرتے تھے جہادر ہوارے ہیں جہاد ہوارے ہیں جہاد ہمادر کے جہادر ہوارے ہیں جہاد ہمادر کے الزار ہمادر ہیں جہاد ہمادر الزار ہمادر ہیں جہادر ہیں جہادر الزارد کے الزارد ہمادر ہیں جہادر الزارد کے الزارد ہمادر ہمادر ہمادر کے وہ سب جنے وہ سب جنے

اگر پید منے گا پزندگی نیز کی چاہیں امراوری ہے لنگر بنا پولا پی گر دائم کی بعد گرکز کر کے بعد کار کر باشدی پید بن ایک افزار کی جلدی پید از کر جلدی پید اٹان کیا مارے لنگر کر ہے کہا پید اٹس کیا انکر کے لاچ کہا پید اٹس کے جو آئی ہورے کا لکتر کی اس کوارہ اٹک سسلم نے ان کسر میں کوارہ اٹک سسلم نے اے کوارٹ کی سبتہید پیدست گوؤوں نے لگا کہ سٹن جواب سست گوؤوں نے لگا کہ سٹن جواب سست کورٹ میں جو بالٹ کے سر کا کست میں کست سے بھید کست سطح بھو بالٹ کے سٹن جو کست کست سے بھید کے کورٹ کی کست کے سر کے کورٹ کی کست کے سر کے کورٹ کی کست سے بھید کے کورٹ کی کست سے بھید کے کیرٹ کی سٹن جو ایسوں کے سر کے سر کے کرٹ کی سٹن جو ایسوں کے سر کی سے سر کے سر کی سر کے س

ر افت کرے گا جارے گا جارے آوپر کے گا جارے آوپر کے بھا کا بہتر کا واقع کی جائے ہیں جائے کی گا میں کا بھا کہ کا خوا کے کہا گے کہ اس کے خوا کی کہا گے ک

سامور الله " کر اکلم پرما" فرد سر حال ہو چکے یہ باکن اس کی زیافت ا پاس کا فرد اور سی جم ہو ایک اس کا تی براہ کے اس اس کا جی اس اس کا جی اس کا سے اس کا سے اس کا سیار کی کا اس کی ب " مولیل مشوی چیا آبید روز کرنے چیا چیا ہے جہ اس کی در اس

#### (ب) لسانی خصوصیات ، شال و دکن کی زبانوں کا فرق :

شاہ حاتم نے ۱۱۲۹ء/۲۵-۲۵۵ء میں جب ''دیوان ژادہ'' کا دیباچہ لکھا تو بتایا کہ آردو میں تارسی فعل و حرف کو استعال کرنا صحیح نمیں ہے اور آبرو (م ۱۱۳۰ء/۴/۱۲۵۰ع) کا نہ شعر بھی لکھا :

#### جو کہ لاوے ریختے میں قارسی کے قعل و حرقت لغو ہیں گے فعل اس کے ریخر میں حرف ہے

لیکن یہ تقریباً لعبف صدی بعد کی بات ہے ۔ حاتم کے "دیوان قدیم"، میں خود اس کی مثالیں مل جاتی ہیں ۔ روشن علی کے دور میں فارسی کے قمل و حرف عام طور پر ادبی زبان میں استعمال ہوئے تھے ۔ عاشور نامد میں اس کی جت سی مثالیں ماتى يىن ، شاك :

#### فارسى حرف "ابر" كا استعال the " or to still dot a ...

(^ >~)	2
	قارسی حرف (از" کا استعال
(شعر جے	ع که کیا حکم ہو "از" امامان مگر
	March 18 18 - 31 - 4 - 31

(شعر . جن) ع و "در" روم شام و شرق و غرب

1. ...

حاتم نے اپنر دور کی زبان کے اصولوں میں ایک اصول یہ بھی بتایا ہے کہ عرب و فارسی کے الفاظ محیح تلفظ کے مطابق استعال کرنے چاہیں لیکن روشن علی کے دور میں یہ الفاظ آسی طرح لکھے جائے تھے جس طرح یہ بولے جائے تھے۔ عاشور تامے میں کثرت سے اس کی مثالیں ملتی ہیں ، مثال :

(شعر چ) ء جيان سب سي معاور تو ير شكل شكل خُلُق (Dag 41) ع ہے خالق خاتی کا رب العالمين نڌ ء حشر تک جو کوئی لیوے اس کا قام (may park)

<u>::</u> ع اسی ڈاٹ پر ہے لبوت ختم (شعر ۲۰) مُرْثُ شَرْفُ (شعر ٥٠) ع دیا شرف حق نے سو ان کو لہ مال

د ظلّم (شعر ۲۳) یہ غربت اوتھوں کے ظلم ظالماں

فكر دل مين ابنے تو اب مت دھرے فكر (n., per) آصاً.

ہے تعبیر اس خواب کی یہ اصل (nrw (nrm) (249 )

ع بغض اس کے دل میں ہے سوگیان کر

ع و درخت ہے جس دم أنارا أنے (شعر چرو) (شم ۱۹۹) ع سبو اپنے اُوپر تیر اور جیر ایک جگہ صَنْتُ بالدها ہے اور دوسری جگہ صحیح تلفظ کے ساتھ صَنْتُ بھی بالدها ي: ع تری جگ میں ہے صفت لیکن عبان (mag 11)

ع زبان کو سکت دے صفت بولنا (tre (1)

جت سے الفاظ جو آج تشدید کے ساتھ ہولے جائے ہیں ، روشن علی کے دور سیں بغیر تشدید کے بھی مستعمل تھے۔ اسی طرح وہ الفاظ جن میں تشدید نہیں ہے ، تشدید سے بھی ہولر جانے تھے ، خصوصاً ضرورت شعری کے لیے اس قسم کے تصرقات جائز ٹھر ، مثال :

بغیر تشدید کے ۰

قضا اور قدرت یہ صادق "منیوا (شعر ۲۳) جو کچھ ٹو کرے کا بجھر وہ اچتھا

قما عندمر پیاس کا جوش تها (شعر س. ۵) جان لفظ سجا ، آجها اور قصا بدير تشديد كے استمال ہوئے بين .. تشدید کے ساتھ ؛

(شعر چېوو) ہوئے پاک کیڑے گودی اب سوں

رنگا رنگ گیؤ سبھی بین کر (r.r pa) (tac ) (tac) دے وہ شہیدوں کی جگہ خدا

وه کدبانو سکرم آ کر کیما

(ma , ara) کری بات قبول یہ شاہ کی

(11.7 =4) عاشور نامد میں اسائے ضائر کی مختلف صورتیں ایک ساتھ استعال میں آئی ہیں جن میں سے بہت سی بعد کے دور میں ترک ہو گئیں ۔ چند صورتیں یہ ہیں : وہ (شعر ۲۵۴) ، تو ، عبد ، میں (۲۸۶) ، میرا ، تم ، (۲۰۶) ، میرہے ، ميرى (١٥٦) ، يم (١٨٥) ، يمن (١٨٥) ، اولهول (١٩٦) ، اليو (٨٨) ، ال

67 الم ( ( ١٩٥١) من ( (٢٩٦) ) ورد ريود ( (١٩٢) ند ( (١٩٨) ) أ د ( (١٩٠١) ( ۸۸۹ ) ، عرے (۲۲ ) ، تمهاری (۵۰ ) ، تیرے (۲۰ ع) وغیرہ -

اسی طرح اس دور میں تون غند کا استعمال عام طور پر ہوتا تھا۔ یمی

صورت ممين عاشور المد مين ماتي ي ، مثال : ع لبى جا دلاسا ديوؤ فاطان (na. )

ع پونجها سوز سيني اے دل بند س (شعر ۱۹۲) چلے کوم در کوم وے ظالمان (mag (mag)

بهاں ٹون غنہ کا استعال زائد ہے لیکن اب بھرئش میں ں عام طور اد اسی طرح استمال ہوتا تھا اور زبان ہر یہ اثرات ابھی باقی تھے -"عاشور نامه" میں واحد لنظ کی جسم زیادہ تر "وں" اور "ی ں" لگا

کر بنائی گئی ہے ۔ شاع : سالوں (شعر عم) ، نبیوں (۸۸) ، دوستوں (۵۵) ، عاشوروں (۸۸) ، شاہزادوں (١٨١) ، گيژون (٢٠٠) ، سردارون (٢٩٥) ، سوكنون (٢٥٠) ، تيفين (١١٦٣)

وغیرہ ، لیکن بعض الفاظ کی جمع ''اں'' لگا کر بھی بنائی گئی ہے۔مثار : مرسلان (سم) ، شميدان (١١٨) ، بزاران ، سواران (١٠٨) وغيره . ان تے علاوہ سارک بادیاں (۱۳۵) ، دختریں (۱۳۹) بھی ملتی ہیں - اسی دور میں واحد سے جمم بنانے کی یہ سب صورتیں ایک ساتھ رام تھیں -

جہاں تک مرف کا تعلق ہے ، ان میں نے (وس) ، سبتی (ادہ) ، ستی (۱۵۲) ، منر (۲۲۱) ، أواد بمني در (۲۸س و ۱۱۲۸) كے علاقه بيتر ، كدهى ، انا ، سون (سے) ، مون (مين) ، انى ، كون (كو) اتے (اتنے) وغيره بھى ملتے ہیں۔ اس دور میں کم و بیش سب حرف ایک ساتھ استمال ہو رہے ہیں۔ قارمي حرف از ، ير ، در ، يه بهي ساته ساته حسب ضرورت استمال يو ربي ين -بہت سے الفاظ جو آج مؤلث ہیں اُس زمانے میں مذکر بولے جانے تھے ۔ شا؟

ع وجد اس کا میں نے یہ ظاہر کرا (شعر ۵۲) وجد ع ولے علل اتنے کہاں ہے مرا (mac AT) عقل (شعر ۹۲۰) م اسی وقت حتی ہے یہ آیا لدا 141 (شعر ۲۰۹۱) ہے ادبی کری تھی سزا یہ ملا

علاست فاعلی '' نے '' کا استعال دکنی اُردو کے برخلاف شال کی زبان سیم عام تھا ۔ یہی صورت عاشور نامہ میں ملتی ہے۔ شا؟ :

( may ped) ع فرمایا الهوں نے تو سن اے قابر

ع کیا عرض میں نے کہو تم بیاں (شعر ۲۵) م عجب حتى تعالني نے كى تھى وہ رات (1.4 ) ليكن كردي كلي علامت فاعلى " في المدن الهي كر دي كلي عيم - مثا؟ : ع قرمایا انهون تو سن بات عین (mag ps) ے موافق قصول کے غیر میں دیا اسی طرح "کر" یا "کے" بھی کمیں منف کر دیے ہیں۔ مثا؟ : (na (na ) ع يه سن بات ايسا بوا شاد دل (mar 29) ع اسی وقت آٹھ میں قدم پر گرا (ma , np) لیکن آکثر موجود بھی ہے جیسے : (mac \_ma) ع رضاحق کے اُوپر سو رانبی رہیں

ع رضاحت کے اور اس کے اوار سو رانس روی (مدر ۱۸۸۷) حرف کی ایک دائیب مورت بہ مثلی ہے کہ دو حروف ایک ماتھ اسمال کیے گئے چین - بہ صورت قصہ الامهر الروز و دلیزا اور کاربل کھایا امین اللہ ملتی ہے ، جو بعد کے دور میں ترک کو دی گئی ۔ مثاؤ :

کے بد بد بعد کے دور بین ترک کر دی گی ، مداؤ :

م سوال ان کے کا کچھ دیا نہیں جراب

ع سوال ان کے کا کچھ دیا نہیں جراب

ع کرامت شہری کی کا حد ہے گیاں (شعر جمع)

ع به مغیری کی کا حد ہے گیاں (شعر جمع)

ع یہ مغیری کک کر کے اقداد بلا (شعر چمع)

م نیاز کرد ان کے کرامت آنا مان کے دی انتقاد کے انتقاد بلا (شعر چمع)

ع تربان گرد ان کے کے بھرتا تھا میں (شعر ۱۹۰۳) عاشور نامہ میں تھے ، تھی، تھا کے ساتھ ساتھ کچیں کچیں اتھا ، اتھی ، اتھیں بھی استعال ہوئے ہیں۔ شاہ : م ترے بھید میں کنت کنزا اتھا (شعر ۱۵)

ع کدہ تندیر اب کی انہی سو ہوئی (شعر ۱۹۵۹) ع کد گور بیچ بیٹیوں انہیں اناقال (شعر ۱۹۰۹) فعل کی دوسری سرورازی دو بی ہو سرو در دودا کے دور کہ ملکی ہیں ۔ ۔ ۔ ٹاؤ : آف کے (۱۰، ۲) ، سووٹ (۱۵، ۲) ، مؤفل (۱۹۹۱) ، کابوڈ کے (۱۹۲۹) ، بین کے کر (۱۳۶۷) ، سمجھائے کر (۱۳۲۵ ) ، ہے گا (۱۸۳۸) ، بین کے

(۵۰) ، ہے گ (۸۰) وغیرہ -ماننی مطلق کی وہی شکل ماتی ہے جو شال سے تفصوص ہے اور آج بھی آردو میں اسی طرح مستعمل ہے - مناکز :

ع کتب معتبر سے سنا یا بڑھا (شعر ۱۱۵) ع مدینے کو بھیجا ثبتاہی چلا (شعر ۹۹۹) ع لکھے کو جو دیکھا تو اس زیاد نے (شعر ۱۰۰۱) ع وہ بیالہ شہادت انھوں نے چکھا

یہ صورت دکئی آردو کے ماضی مطلق سے غنظف بچہ جہاں سنا کے بیائے سیا ، بڑھا کے بیائے بڑھیا ، بہیجا کے بیائے بہیجیا ، چلا کے بیائے چلیا ، دیکھا کے بیائے دیکھیا اور چکھا کے بیائے چکھیا استہال ہوتا ہے ۔

دیکھیا اور چکھا کے بجائے چکھیا استعال ہوتا ہے ۔ عاشور نامہ کے چند اور لسانی پیلو قابل نمور ہیں :

(۱) ایک جگه بار لکا کو مرکب بنایا ہے ۔ یہ دکنی میں عام ہے لیکن شال کی زبان میں اس کا استعال کم ہے :

ع حکم تب ہوا اس کرنیاز کا (شعر ۲۳۲)

(+) واؤ عشت کا احتمال عربی و فارسی الناظ کے علاوہ بیندی اللاظ کے
ساتھ بھی عام طور برکیا گیا ہے۔ یہ صورت اس بوری صدی بین نائر اور شاهری
دداوں بین ملتی ہے۔ اس کو بہتی بھر اختیار کر لینا چاہیے۔ اس سے زبان کی
قوت اظہار کے حاتم اجھی نائر اکھنے بین آسانی بھیا ہوئی - عادور فائدہ بین واؤ

عطف کی چند صورتین یه بین : ع این سووتے بین و دل جاکتا (شعر سم)

ع اینم موں کے بیاہے و تشنہ سبھی (شعر ۲۳۰) ع که بھائی و چاکر سبھی ان کرے (شعر ۱۵۹۱)

امی طرح رات و دن (۱۹۳۰) ، جورو اپنی و لڑکے (۱۹۳۱) ، حسین سے و تم سے (۱۹۳۰) ، دلیا و دکھ (۱۹۳۵) وغیرہ ملتے ہیں ۔

(۱۱۳۰) ، دلیا و د نه (۱۳۰۷) وهیره ملتے یوں -(۳) لفظوں کا املا اسی طرح لکھا جا رہا ہے جس طرح وہ بولے جا رہے بدر ـ شکر .

، مثاری بنگل ( بالکل ) ع لکهو پم کو احوال بلکل سیهی

الودا (الوداع) ع بوئے شاہ نائی سٹی الودا شرد (شروع) ع صبح ہوئے س نے شرو ہی کیا (شعر ۱۰۵)

واہ وبلا ( واویلا ) ع کیا واہ ویلا این بہت سا (صر م، م)) اس طرح زم کو "زوم" لکھا کیا ہے۔ بغل کو بکال (۱٫۲٫)، سنبھالی کو سمبال (م،م،) دکالیا کو دیکھایا (ہ.ہ)، تشیر کو تاغیر (۱٫۲٫) شیرینی کو شرین (م،م) و شدہ۔

(n) ''بھی'' کا استمال بھی دلیجسپ ہے ۔ یہ بخد شاہمی دور میں مستعمل تھا خصوماً اس دور کے مرثیہ گویوں کے بان عام تھا ۔ 'عاشورِ فامع' میں اس کا استبال اس طرح ہوا ہے: ع بھی اللاک ساتوں پڑی محملیل (شعر ۱۱۵) ع بھی صندوق کے قتین طلب شد کیا (شعر ۱۸۵۸)

"ابھی" کا یہ استمال دکتر میں بھی ملتا ہے۔ مثا؟ : ع بھی بھر باڑیا ہے جگ شور و شر میں^ (عشقی)

(۵) عوام میں آج کی طرح اس دور میں بھی 'لمع'' کے بھائے "مِعمد'' رامج تھا۔ بھی صورت عاشور ناسہ میں ملتی ہے۔ مثالاً :

ع بمعد كلتي تينون كو ركم ايك جا (شعر مهه) ع ركابا بمعد اسب دونون قلم (شعر ١٣٠٦) ع بمعد گهرژون دونون گرے تابكار (شعر ١٣٠٠)

ع بحدہ تھوڑوں دونوں کرے ااباد 'عادور نامہ' میں دوسرے الفاظ بھی اسی طرح استمال کیے گئے' بھی جیسے وہ بولے جانے تھے ، مناکز سہربائی کے بیائے سہربائی ، اٹنی کے بیائے آئی ، گئتے کے بھیٹا کئر وغیری :

ع سپرہالگی ہے و رخمت گیا (شعر 172) ع میرے دل میں تب فکر آئی ہوئی (شعر 1979) ع کئے مارے موذی وہ دونخ گئے (شعر ۱۹۳۸) در انداز الاہادائائ

(p) اس دور میں '''ڈ'' کا استمال کثرت نے تھا ۔ ''انوادر الالفاظ'' میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں ۔ عاشور للمہ میں ، جو . . , , ہہ کی تصنیف ہے ، ڈ کا استمال بہت کہ ہے ۔ ممکن ہے تفاطر لے کے کالٹ نے اپنی طرف ہے یہ تدبیل کر دی ہو . تدبیل کر دی ہو .

صر ۱۳۷۳) (۵) روفن علی نے قانیوں کے استال میں بھی آزادی کو روا رکھا ہے: شاؤ علل اور دل کا تائیہ بالدھا ہے (۲٫۸) ، الروا اور غائدلا (۲٫۹۰) ، حر الو پذیر (بد،۸) ، آخے اور بائن (۱٫۹۰) طلل اور علل (۱٫۵۰) کو باشتمال

ت ہے ۔ (٨) عاشور تامہ میں بہت سے الفاظ ایسے بھی قظر آئے جو دکئی أودو میں عام طور پر استمال ہوتے ہیں ۔ شکر :

ىيى هام طور بر استهال بوت بين - شار ; يىگى (بهم) ، سيائے (۸۸۸ ) ، دلد (س. ۲) ، گبت (۱٫۱ ) ، برگٹ (۱٫۱ ) ، ادهك (۱۵۳ ) ، چت (۱٫۲٫ ) ، بلهار (۸۸۵ ) ، اجرج (۱۸۰۵ ) وغیره اور ان كا

استعال شال کی زبان میں کم ہے۔

ف، السلعيل اسروبه كے رہنے والے تھے جس كا ذكر انھوں نے اپنى مشويوں ميں خود كيا ہے :

- ع وطن امروها ميرا ب شهر نام (شعر ٢١١) ؛ وفات قامد بيبي فاطمه ؛
- ص ۱۳۹ ، مجلس ترقی ادب لاپور ، ۱۹۹۹ع ۔ ع کم ہے امروہا شہر میرا وطن (شعر ۱۹۲۰) ، مثنوی معجزۃ انار ،
- ص ۱۹۵۵ء عبلس ترتی ادب لاہور ، ۱۹۹۹ع -ف-ر. اتھے سال ہجری لیمی کے عیاں + گیارہ سو اور باغ تھے بوجید جان (۱۵.۵۵)

۱-۱- آقیے سال پنجری تبی کے عبال+ قبارہ سو اور بانچ تھے بوجیه جان (۱۱۵۵) اُردو کی دو قدیم مثنوبان ، تالب حسین تنوی ، ص .م.، ، مجلس ترق ادب لاہور ، ۱۹۲۹ء -

فت - گیارہ سو آویر بیست من تھے لیں + اس روز قصد کیا میں سبھی (۱۹۲۰) ، ایشا - فاضل مرتثب نے میر اسمبیل امروبوی کا حو شجرۂ نسب دیا ہے

ایشاً - فاضل مراتب نے میر اسمعول آمروہوی کا جو شجرۂ نسب دیا ہے (میر: ﴿ مِنْ مِنْ الهِنِ سِنْدُ شَرَفُ اللَّذِينَ شَاءُ وَلاَيْتُ (مِ ٢٨ع/١٥/١٥٩ع) (بقید مائید، اکلے مفتح پر) ی قامه این اعداد طراقته به را فرره بره به اس دور که دوسری دکلی شراط الا فراه سه به دوستان به اس دو به به اس دور که براد تسری به حیدی فوق که سرون وحال الطاقتی (۱۰-۱۱/مومدیند) فرد الربت المشاقین (۱۱-۱۱/مان - ۱۹۰۹) که تا بیات کو به کونی اماری فارز کرد شوی الدوری که به دونی بازی بازی که بازی به کونی اماری "ستون بولکه کرد فرمها اس دوری در کار داده به کامی گی به اس این "ستون الده" که بازی افزاد که اس از میران که المی در میران که این اماری استون است و مثال المی در این اماری از میران که المی در این دولون که از دولون که بازی که دولون که دولون که المی دولون که که از دولون که که از دولون که بازی دولون که دولون که که این دولون که که از دولون که که این دولون که خواند که دولون که که این دولون که که از دید که دولون که که از دید که که داده که دولون که که از دید که دولون که که دولون که که دولون که که خواند که داده که دولون که دولون که دولون که که دولون که که داده که دولون که خواند که دولون که دولون که دولون که خواند که دولون که د

(ز) "عاشور نامم" میں ماشی مطلق پڑھتا ہے بڑھا، چلتا ہے چلاء دیکھتا ہے دیکھا بتایا گیا ہے جب کہ "فرقت نامہ بیبی فاطمہ" اور مشوری "معبورة اثار" دولوں میں لینا ہے لیوا، بڑھتا ہے بڑھیا، دیکھتا ہے دیکھیا ہے چکیا ہے کہیا بتایا گیا ہے اور ماضی مطلق بتائے کا یہ طریقہ دکھی أودو کے ساتھ تحموض ہے، بھیے :

ترا نام بردم کوئی ایوتا (شعر ب وفات نامه)

ع پڑھا نعت جو میں کمپیا دل کمد زود ع دیکھا ایک بارات عرض کے آوپر ع دیکھا ایک بارات عرض کے آوپر ع دوجھی بات تم شرف جو بانا (شعر یہ وقات تاسہ) ع خسط کے مسابق کو دکھلائیا (شعر یہ وقات تاسہ) ع خسط کے مسابق کو دکھلائیا (شعر یہ وقات تاسہ)

ع خدا نے منافق کو دکھلائیا (شعر یہ وفات تامه) ع عصبے ہو گیا بولیا آنسکار (شعر سم معجزۃ الار) (۲) "عاشور نامه" میں لفلوں کی جمع عام طور پر ''ال'' لگا کر نہیں پتائی

### (پقیم حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کی چینی پست میں دکھایا ہے۔ شاہ ولایت اور اسٹمبل امروہوی کی وقات میں روم سال کا وقت ہے۔ ایک معلیٰ میں بن پشین میار بولی بیں۔ اس طرح اسٹمبل کو شاہ ولایت کی اوری پشت میں بولا چاہے لکن میاں اسٹمبل جوئی بشت میں والا چھو والان وہ جاتا اسٹمبلی جوئی بشت میں آ جائے ہیں۔ اس لیے بعد صوال بھو والان وہ جاتا ہے کہ بد کون ہے اسٹمبل میں ؟ وہ جن کا ذکر قائل مراشب نے کیا م بدن طبوتو کا آثر بن مستخبر (شرم) و واق الله)

ع بر طبار اللهر و شرک لویت (شرم, و واق الله)

از ) اللغور الله مدین ع ام تاکندی بنن "مه" (مو دکانی بدن مرفق

گذار هم آن به اور او مراب کا تاکندی بنن "مه" (مو دکانی بدن مرفق

گذار هم آن به اور اور اصدار کانی همای بازی می استخبار الله الاستخباری الله می ایکان المسلول

من و تختی اور وی پوای می ایک بازی که ایک بازی می ایکان المسلول

من و تختی ایک وی اور الوامل این ایک بازی که ایک بازی که ایک ایکان که بازی المی ایک بازی که بازی الاستخبار الله می ایکان که بازی الدور این می کنان الله الله می ایکان که بازی الاستخبار اس کانی این از استخبار اس کانی این از است وی در وات الله این الاستخبار می کانی این الاستخبار اس کانی این از است وی در وات الله این الاستخبار استخبار اس می این از استخبار می این الاستخبار استخبار استخبار

ع اے بھی منانے موں بھریاج ٹھا (شعر 20 وفات فاسہ)
ع بیبی کو دھیج اپنا دیتاج سب (شعر 20 وفات فاسہ)
ع دنی ایاغ دن کا ہے سنیاج جان (شعر 20 وفات فاسہ)
کہا میں مدینے میں رہتاج ہوں
شعر 20 معدودۃ المار)
عین بات سج مان کہناتے ہوں (شعر 20 معدودۃ المار)

یں بات سے بات سے مان کرینانج ہوں (شعر ۵۸ معرفۃ اتاز) (م) اسعمیل کی متنویوں کی زوان ہر وہ اثرات بھی تقل آلے ہیں جو کھوات ہے دکئی تکے تھے ۔ شان معداد ایمیا : اوا اوجی ، ابھی ، قروت وغیرہ ۔ یہ دکئی میں عام بین اور اسعمیل کے بان عام طور پر ملتے ہیں ۔ شانڈ

ع تجهازا شکم بہج اولا آجیے (شعر ہو وقات ثانہ)
ع تحویم ہم س حالہ کرتے آجی (شعر ہو وقات ثانہ)
ع تحویم ہم س حالہ کرتے آجی (شعر ہو وقات ثانہ)
ع حالک موت بد آئے بطیع تر وقت (شعر جمہ وقات ثانہ)
در ایک ملح المسامل کا متوورہ میں ، دوسری دکانی شعر باتہ اللہ بہدائر القات اللہ اللہ اللہ اللہ میں میں دعوسی دس میں دعوسی میں دعوانہ

دهرتری ، سنگت ، انوپ ، ایتال ، ایجال ، باج ، بکهان ، تبروت ، جهانذر ، جهوسک وغیره الفاظ ملنے بیں جو دکنی میں عام بیں ۔

(r) جہاں لک فیانر کا تعلق ہے، وہ کتم و بیش درا سی بدنی ہوئی شکل کے ساٹھ شیال اور دکن دولوں جگہ یکسان ہیں ۔ عاشور نامہ کے خاتیر ہم لکھ آئے ہیں ۔ وقات للمہ اور مجزء افار میں اسائے خاتر اور ان کی مختلف صورتیں

یه بین : وفات الحد : تون (۳) ، تین (۹) ، بسن (۳۸ ، ۲۹) ، یو (۳۱) ، الون (۳۰ ، ۱۵۵ ) ، اون (۱۵ ) ، اونو (۲۸) ، مین (۱۲۹) ، تمین (۱۳۹) ، تمتان

( س ) 102) الون ( ۱۵ ) الونو ( ۱۸ ) سین ( ۱۱۱ ) ، کان ( ۱۳۳ ) ، کتاب ( ۱۳۳ ) کتاب

ع ثوابان مشر گون نمو سین جوئی (شعر ۱۲۵) عاشور نامه مین وه ، تو ، تم ، مین ، پم کا استهال نسیناً زیاده ہے ـ

مشور فامہ میں وہ تو ام کی ایم ایم عید ایم کا مشابل اسیاد زیادہ ہے۔ ( ) ہے، میں صورت حرف کے ساتھ ہے۔ ( (واقت اللہ ) کے د ) میس کی ، سیتی ، بسی ، سوری ، شیز ، موں ، انگر کے خلاوہ 'لوین' پخش 'بھٹ اور 'مدین' پخش بھی ایم اسلام کے اس جیال تک فارس حروف کا تعلق ہے اُن کا استمال عادور قلدی طرح اسمیل کے بال بھی عام ہے ۔ شاکر :

ع کیا کوئی ایسا میں در جبان (شد ۲۷ ، معجرۂ الار) ع دیکے کیا بیان کون جو در خواب میں (شعر ۲۸۰ ، وفات لاسہ) (۸) عاشور لاسہ میں آٹھا اور آٹھی وغیرہ کا استعمال کے ہے۔ اسمعیل کے

ہاں اتھا ، انھی اور "اے"کا استبال دکئی آردو کی طرح عام ہے ۔ فعل کی دوسری صورتین کم و بیش ، سوائے ماضی مطلق کے ، وہی ہیں ۔ مثلاً بین کے (وفات اللہ ۲۰) ، آئے کے ، جائے کے (۲۰) ، دیوؤ (۲۲) ،

 $x^{2}V$   $y_{1} = (x_{1}, x_{2}) \cdot (x_{2}, x_{3}) \cdot (x_{1}, x_{3}) \cdot (x_{2}, x_{3}) \cdot (x_{3}, x_{3}) \cdot (x_{$ 

یں - مثالاً : یں - مثالاً : ع بر اک آرزو کی پوراٹا ہے آس (ص ، ، معجزۂ اثار)

ع پر اک آرزو کی بوراثا ہے آس (م) جہاں تک عضرک لفظوں کو حاکن اور ساکن کو منصرک استمال کرنے کا تعلق ہے ماشور للہ اور اسمبل کی دواوں شنویوں میں یکساں صورت ہے ۔ عاشور اندم کے مطالعے میں ہم ایسے الناظ کی عالی دے کے بی ہے اسمبع کے بان رِزْق (وفات فاسه ۹) ، آبَر (۱) ، بَشُتْ (۱۱) ، وَلَتْ (۵۰) ، بَشَق (۲۰) صُحْر ، دَرْد (۹۰, ۲) ، غَتَل (۲۰٫۳) مُحَمَّم (۲۴) وغیره - یه عمل ثبال اور داکن میں کا در ، در

، ہے ۔ (..) تمال و دکن میں مشتدہ و غیر مشتدہ الفاظ کے استعال کی توعیت

بھی یکسان ہے ۔ شاؤ : ع محمے ہو گیا بولیا آشکار (معجزۂ اللر مِیم) ع برکت اس معجزے کا خدا (معجزۂ اللر مِیرہ)

(ور) جهان که تلقط (مالا کا نشل به اسمیل کے بان بھی، ورف میل (۱۹) کی طرح ، للقط امی طرح اکتیا جا رہا ہے جس طرح وہ بولا جا رہا ہے مثار دھیج (چیز) وقاف اللہ ہے ، یہ ، یمی (یدید) ۲۰۰ میر مشکل (شکید) ، ۸ ، قست (قمد) یہ ۱ ، الدینا (مر) ، ملک مرت (ملک الدوت) ۱۹۵۵ ، ۱۳۹۵ میر کا کولار (کیلڈ) ۲۰۱۰ و قضو ۔

العبرابي ( العبيقي) ٢٠٠٢ وحير-(٣٠) دكني مين زياد، اور شال مين كم انبافت كے بجائے "اے" كا استعال ہوتا ہے ـ استعمال كے بان بھى يہ صورت نظر آتى ہے ـ مثلاً :

سخن یو سنیا کافرے نابکار (سرم معجزۂ اثار) (۱۳) ذکنی میں حرف گراکر مرکب بنانے کا طریقہ عام ہے۔ یہ صورت

(۱۳) دلی میں عرف اور اسمیل کے بان کثرت سے ماتی ہے - شائز : عاشور قامه میں کم اور اسمیل کے بان کثرت سے ماتی ہے - شائز : م أم كالما حت رہے اوس درنا ا

ع أله كال جنت بيج اوس ديوقا (٣ ولات ئاسه) ع بيدائش كرين أن أوبر بيوترى ( ولات ئاسه) ع كد بد نفس لاكا بيم السان دنبال (١١ ونات ئاسه)

ع که به شده از ۱۵ که انسان دنبان (۱۱ وات تامه) 
ع واسالت شده حد کرو جا انهی (مه وات تامه) 
ع ام حر فاطمه کون الون پاس خ (۸۵ و ذات تامه) 
ع ام حوران تیرے لینے کیڈی بین انوب (۱۵۱ و دات تامه)

اسٹمیل نے جہاں 'کے' 'کو' استہال کیا ہے وہ عض بھرتی کے لیے ہے تا 'کد شعر حافظ الوزن نہ ہو جائے - شاک معر حافظ الوزن نہ ہو جائے - شاک

ع سحر گوں اذاں کے وقت کے اُوپر عاشور نامہ اور اسعمیل کی شنویوں کے مطالعے سے ید بات واضح ہو جاتی

ہے کہ روشن علی شال کی زبان لکھ رہے ہیں اور آسممیل امروہوی آس کا دکری روپ استمالکو رہے ہیں۔ یہ بات باد رہےکہ اس دور میں لفظوںکو اسی صورت یں اصبالی گرفاء جن طرح وہ دولے جارے یہ یہ اس اٹ کی الحل ہوں۔ یہ میں مائی کی طرف ہوں۔ جس طرح کی اور داعری میں میں حصر کے حصور میں میں میں میں کہ میں کہ میں کہ اس کی استانی کرتے ہیں۔ اس العام کر وہ اپنی فارسی مصد کے اس الم المسائل کرتے ہیں۔ اس المائی کرتے ہیں۔ اس میں استانی کرتے ہیں۔ جس طرح میں میں اس کی میں میں میں اس کرتے ہیں۔ جس طرح میں اس کی جس طرح اس المائی کرتے ہیں۔ اس میں میں مسائلہ کرتے ہیں۔ میں اس کی جس طرح اس کی اس کے جس طرح اس کی ہے۔ اس میں ہے۔ اس میں کہ ہیں اس کا اس طرح ہے۔ اس میں کہ ہیں۔ اس میں کہ ہیں اس کی وورٹ کی طرح ہیں۔ اس میں کہ ہیں۔ اس میں کہ ہیں اس کے وہدا میں کہ ہیں۔ اس میں کہ ہیں اس کے وہدا میں کہ ہیں۔ اس میں کہ ہیں اس کے اس کی اس کی ہیں۔ اس کی ہیں کہ ہیں کہ ہیں۔ اس کی ہیں کہ ہیں کہ ہیں کہ ہیں۔ اس کی ہیں کہ ہیں ک

پان بھی تشکی ہے۔ اس دور ی اربان مو پووی عزم تصبیح کے تیے ہی دور کے قارسی کے رہندہ گوہوں کے بال سے چند مثالب درج کرتے ہیں : حاکمن و منجرک اور کے محزوف کی مثالیں :

غَلَقُ کو تشنگی دیدار تجہ کل کی حابی ہے (انند رام غلص) زُلْفُ بِی بوں بڑی اوس گردن اُوپر (علس)

ع حجوث کس سالھ ایسی فصل کل میں دل کو پرچاوے

(لک چند بیار) الدر (غلص)

ع بہرا ہے درد مندی کا دھواں اس کے شماغ اللہر علامت قاعلی ''نے''' کو عزوف کرنے کی مثال ہ

ع (فلف کے کھول جب تم بال ڈالے (غلص) اسائے شائر میں سے (بسیر) ، کاریں ، یو ، تمارے ، اون ، اوس مخلص کے

اماے طار میں بھے (ہمیں) ، عاربی ، یو ، عاربے ، اور، ، اوس عصل ہے پاں ملتے ہیں ۔ وو (وہ) بیدل کے باں اور 'مج' گشن کے پاں ملتے ہیں ۔ مخلص کے پان ڈکا استمال ملتا ہے جسے تجھوڈا ، اوڈن وغیرہ ۔ اسی طرح

معاس في بادر ختي سائن بعد به جودا دانون ديوب. من طرح مي المواد المواد ويتم من طرح كل بها مراو ختي سائن على المواد ويتم كل بها مراو ختي المواد بها ويتم حرف مي دين المن على المواد المواد ويتم دارون من بي دين المن على من المواد المواد ويتم دارون المواد ويتم دين المنافع ويتم المواد وي

بالدها ہے۔ اب اگر فارسی کوبوں نے بان بسی سی صورتیں ملتی ہیں اور وہ الفاظ کو جس طرح بول رہے ہیں اس طرح اپنی أردو شاعری میں نائدہ رہے ہیں . سلاکو و مؤاٹ کو انے دور کے مطابق استبال کو رہے ہیں ، جمع بھی اسی طراقے سے بتا رہے ہیں جس طرح خارا مطائرہ بنا رہا ہے اور طائر ، عرف ، قبل کی دیم شکیل امشال کو رہے ہیں جو ان کے دور جین مربح بین او اس کے معنی یہ بین کام اس دور جین زائل کی ہیں مرجہ صورت تھی اور بین زائل اس دور میں مسئل تھی ۔

(و) دکنن کی زبان پر براکرتوں اور مقامی بولیوں کا اثر زیادہ ہے اس لیے وہاں کی أردو میں ان زباتوں کے الفاظ عام طور پر استبال ہوئے بیں ۔ شال میں ان کی جگہ زیادہ تر فارس ، عربی اور ترکی کے الفاظ

اپنی اصلی یا ہکڑی ہوئی شکل میں استمال ہوئے ہیں۔ (﴿) دکنی میں ماضی مطلق جانے کا طریقہ شال سے نختف ہے۔ شال میں سمیدر پڑھنا سے بڑھا اور سننا سے سنا بنایا جاتا ہے اور دکن میں

مصدر بؤهنا ہے بڑھا اور سنا سے سنا بنایا جاتا ہے اور دکن میں پڑھیا ، سنیا بنایا جاتا ہے ۔

(ع) دکنی میں ، مریئی کے زیر اثر ، انظ کے ساتھ ج یا ج لگا کو (اہم)\*
 کے معنی پیدا کیے جاتے ہیں ۔ جیسے رہتاج ، کاج ۔ یہ صورت شال
 میں نام کو خین ملتی ۔

(م) شال کی زبان زبادہ باعادوہ ، صاف اور رواں ہے ۔ یہ زبان عبال کے جن ملاقوں میں بول جائی ہے وہاں یہ دوسری عالمی بولیوں پر غالب ہے ۔ لیکن دکن میں یہ صورت بمیں ہے ۔ وہاں یہ زبان دوسری حادی و عام زبانوں کے درجان بولی جا بھی ہے ۔ اس لیے دکھی آودو میں ا ان زبانوں کے افزات کی وجہ ہے ، بھاری بن ما پیدا ہو گیا ہے ۔

نییں ملیں گی ۔ اسی طرح دکنی أردو میں بعض الفاظ ایسے ہیں جو عام طور پر استمال چوتے ہیں لیکن تبال میں یہ الفاظ عام طور پر استمال نیوں چوتے ۔ شا؟

مشاء أوهنا (پولا) ، اخ رافتر) ، تهج (بَحْنَى ہے) ، بور (ادر) ، چوکدمن (چاروں طرف) ، تھ آرفرے ، ایک رجانہ ، جاندی البڑیا (داخل بول) ، پینجا) ، تجهالا اغور ہے دیکھنا) ، دھرارا (دھران) ، جم رہیشہ ، دکتر (سویج) ، اتال (ایس) ، اکک رزیادی ، نی (دائنہ ، طال) وغیرہ

#### (٣)

ام بها کا اعاده عید مل آن بودگا کند دکتی اور شال کی زوان چوکند آورد برای کی می با کا اعاده عید مل آن و در استانجری بین جب شال او بردن این کی این زوان می کلی در وی بردن کو سیاس شایر کا سال کرنگ داکی زیان در کاری کا این زوان بین کلی کاری در وی کلی در وی این کلی کاری در وی کلی در وی کلی

سندوستان میں ہاتھوں ہاتھ اوتے ہیں۔ ۱۱۰۰ اس بات کا ثموت ایک قدیم بیاض ۱۳ کے اس شعر سے بھی مثنا ہے: او دکھن بیت عم آلود رسیدہ است مرا

اے عبان بمہ ما دل سی منظور کرو د کن میں مرثبے کی طویل ووایت تھی اس لیے جب یہ مرتبے شال میں پہنچے مو بہت مقبول ہوئے ۔ اس مقبولیت کی وجہ بد علی تھی کد ان مرقبوں کی زبان أردو تھی اور شال میں مجلس خواتی قارسی سب ہوتی تھی جو عام طور پر اہلے۔ على كى سج ميں له آن تهى - فشل نے "كريل كتها" اس ليے أردو ميں لكھى تھی کہ المعانی اس کے افارسی روف: الشهدا) نساء و عورات کی سجھ میں ند انے تھے" ۔ ۱۳ دکتی مرثیوں کو دیکھ کر شال کے عامروں نے بھی اُردو میں مرقع محینے شروء کیے . ابتدائی دور کے ان مرتبوں کی زبان پر فارسی کا اثر النا كبرا بى ك. بون معدم بونا بى كه فارسى مين درا سى أردو ملا دى كئى ہے ۔ ان س نیوں کو بہ کری ہوئی فارس کے مرقبے کہد سکتے ہیں . اس دور تے عال کے مرتبوں ، اگر دکن کے مرتبوں سے مقابلہ کیا جائے تو دکئی مرتبر اردو کے مرابع اظر آنے ہیں جن میں زبان و بنان کا سلیقد اور اظہار کی رجاوث بھی ہے ، لیکن عال کے مرثبے آدے نیٹر آدے ہیر ہیں جن ہر فارست الٹی غالب ہے کد یہ کھیڑی بضم نہیں ہوتی ۔ شال و دکن کے مرتبوں کے اس باری نظر دو بانوں پر پڑتی ہے ۔ ایک "بیاض مرائی" علوکه پروفیسر مسعود حسين رضوى اديب اور دوسرى "بياض مراثى" مرابد افسر صديقي امروبوى . بیلی بیاض میں زیادہ تر عال کے مرثبہ کویوں کے اور دوسری میں دگن کے حراقه گويوں كے مران بان - بهلي ياض كا سند كتابت ١١٥١هم١٩٨ عه . اس میں . 18 مرثیے شامل بیں جن میں ٩٨ صلاح کے ، 6 قربان علی کے ، ثمن قبن قاسم ، خادم اور سعید کے ۔ دو دو صادق اور کام کے اور باق م و دوسرے شاعروں کا ایک ایک مرثبد ، باق مرثبوں میں شاعر کا نام نہیں ہے . ان مرثیوں میں ایک مرثبہ المثلث" ہے ۔ دو مثنوی کی ببت میں ہیں . چھ مربع ، گیارہ نفس اور م ۽ غزل کی بیئت میں ہیں ۔ ۱۳ دوسری بیاض میں مهم شعرا کے ۳۳ و مرتبے ، ۸ سلام ، ایک مستزاد ، ب مثنویان ، ایک اور مثنوی کے ۲۰ شعر اور ج اوج فارسی کے شامل ہیں - ید باش 1114 م/1 . 1 ع - ي لکمي جا زمي تھی اور اس میں کل اشعار کی تعداد ہو وہ سے ما اگر ان دونوں بیانبوں کے مرقبوں کو ایک ساتھ پڑھا جائے تو شال اور دکن کے مرتبوں کے رفک روب ، زبان و بیان کی صورت اور نوعیت سامنے آ جاتی .... :

حالی ہند نے مرتبے

مرقد کو صلاح

چا فال عمیری و چشم عزب دانان تین دن ملاح
دو الم زین باجرا ہے ؛ یا امر الدوستی
دلٹے الا زائدگائی لیست عید کردن اے صلاح
زائدہ مرا یادی و ریمر کیا ہے الرداح
دز گریہ فائل لیست دان علم جمیے ، مباح
دل از انتقا و صلی رمیان کرات باؤ
جہ آؤرٹ نخوالدینے یہ مرابہ صلاح
در کردا کے خوالدینے یہ مرابہ صلاح
در کردا کے خوالدینے یہ مرابہ صلاح
در کردا کے انداز کردا کیا یا دیا گراہ کا دیا

پهر دیا آیا ، الها آهوب عشر ، یا امام ایل مالم سب بودگ عم بے مکتر یا امام می دسید علاق اصرافیان بر دو اشتر جب گرا توی دوبیان پر دو اشتر یا امام در حضور تو گئے مارے ژ جور کوفیان دو پسر تیرے علی اگیر و اصنر یا امام چون صلاح آیاد یہ پھت روز عشر، تشد لب کر اے حیات تون از عشر، تشد لب کر اے حیات تون از عشر، کوئر یا امام کر اے حیات تون از عشر، کوئر یا امام کر اے حیات کوئر از عشر، کوئر یا امام

مرایه گو فربان علی می شنب قربانز شه قربان علی کر 'بدے اُس وقت حاضر پائے پائے مراید کو عادم

میں سے خوام مرابقہ کو عادم عبان مد انسوس در کربلا سر از پیکر شد ز تغے جنا جدا ہے جدا ہے جدا ہے جدا

مرتبد کو صادق

جس وقت شد کرا تھا بیتاب کربلا موں برسا ڈیشم<sub>ر</sub> اتجم خواناب کربلا موں خورشیدر دیں چھیا ہے نے سہری فلک سوں گرید از اشک شبتم سہتاب کربلا موں

مرثید کو پدایت پوسف زغم در چاه شد، یونس به پطن ماه شد آدم کا دل بر آه شد ، سلطان دین کا جل بسا

مرثید کو غلام سرور جنازہ آج شاہاں کا بنایا یا رسول اللہ ملائک سیس دے روئے اٹھایا ، یا رسول اللہ جنازہ آج بے شمیزادگان پردو عالم کا

جے جبریل کہوارہ جھلایا یا وسول اللہ لا اطلم ٹان از لختہ جکر آئٹر غم سوں یہ بزید

مرتبد کو احمد

دن از مصر چنو انس عم مون به بوید خون دل سرن خورش دس دن عاشور کرو

#### دکن کے صافیے

کانیا نبی کے دل کے جمن کے نہال کوں کیا دیوے کا جواب صبا ذوالمبدلل کوں کیوں حشر میں کئرس کے شفاعت تبھے رسول سنمیں توں بٹ پکڑ کے دوکھا ہے آل کوں

مرثیدگو اشرف جو گود میں نبی کی اتبا سر حسین کا کیوں خاک میں بڑا ہے سو انسر حسین کا

عمکیں قلم ہوا ہے رقم لکھ کے مانمی شم سے بھریا ہے لوح سو دفتر حسین کا مرثہ کہ اکبر

اے سرور انبیا سو کھاوا حسین ہے تربت میں جا پڑیا سو کھاوا حسین ہے تنہا غریب و ہے کس و نے موٹس و رابق دلدار کوئی تہ تبا سو کھاوا حسین ہے اؤتا ہے کافران حوں اکیلا وو شیسوار سلطان کربلا مو تمهارا حسین ہے

مرتبه گو رؤهی جب گیر منے ته ایائے پیارے حدیث گوری رو رو کے اہل بیت ایکارے حدیث گوری گوری گھراں کر دئے پین بلابل وو ظائان دیکھر حسن کا حال بلارے حدیث گوری روحی ٹین کے لیر گھری میں گوری میں گوری جب لک نہ دیکھر شاہ بیارے حدیث

اقسوس جب کد مشر میں آورن گی فاشد گرخون جامد پاتھ جی لاوین گی فاشد رو رو کے سب نفک کون رادون گی فاشد پیپات کیا گوون کہ خدا کے لیک چا پاپا پکڑے عرف کا پلاوین گی فاشد جن جن نے جو امام کے اوپر نفا گی رحت کا خملت آن کو جوری کی فاشد

مرٹیہ کو مربدی آیا بحرم دہاؤں کر شد کے بڑے سب ہاؤں پر دونوں جہاں میں ٹاؤ کر جب یا علی موسٹی رضا حضرت نبی کی ذات سے قرآن میں آبات ہے

مائد که ماا

کوار پرشہ کا بات ہے جب با علی موسی رضا مرابعہ کو قادر السلام اے شاہ مردان السلام السلام اے شیر بزدان السلام

السلام اے بازوئے حیدر حسن زیر قائل کے توں سیاں السلام دکن اور ثبال کے مرٹیوں کو ایک ساتھ پؤھیے تو یہ چند باتیں سامنے آئی یں :

 (۱) شال کے مرثبوں میں فارسی بین النا زیادہ ہے کہ انھیں بکڑی ہوئی فارسی کے مرتبے کہا جائے تو مناسب ہے ، جب کہ دکن کے مرتبوں میں اُردو بین ژیادہ ہے۔

(+) شَالًا کے مرتبوں میں ایک اُکوڑا اُکھڑا بن محسوس ہوتا ہے جب کہ دکتی مرتبوں میں ایک جاؤ اور طویل روایت کی ہشتہ بناہی کا احساس ہوتا ہے۔

(٣) شال کے مرابوں میں موقع و عمل کے مطابق مجروں کے انتخاب میں کوئی شعوری عمل نہیں مثنا ، جب کا. دکان کے مرابوں میں نسبتاً شعریں اور روان مجروں کا انتخاب کیا گیا ہے تاکد انھیں مجلسوں

میں پڑہ کر اثر بیدا کیا جا سکے ۔ (س) شال کے مرنیوں کی کوئی ادبی ایسیت نہیں جب کہ یہ دکئی مرابعے مرثید نکاری کے ارتقا کی ایک کڑی ہیں ۔

رول المان منظراً نظر نے بھی بنائے کر مرابوں کی کول ایسٹ نہیں ہے
لکہ اس دور کی زبان کی کاملائی طراب میں ایامہ بورس ہے۔
ماملوں ادیرائی میں مالوں کے جو اوران امان کی ہو، میال
کاملہ اوران ہے، دکان کے مرائی کی ایانا، بہد العلاقات
پیوا گڑی اس ایانان ہے دکان کے مرائی کی ایانا، بہد العلاقات
پیوا گڑی اس ایانان ہے دکران کے مرائی کی ایانا، بہد العلاقات
بیوا گڑی اس ایانان ہے کرمانا کرم بیاس سال بیلے کے بدر

ایک آسان فریعہ آگیا ۔ جس ناعر کا کسی دوسری صند سخن میں چرالح اند جلنا وہ مرٹیہ کمنیز لگنا ، اس لیم ''بگڑا شامر مرٹیہ گو'' ایک سجائی میں گو جب کی زنان پر طرفہ گیا اور پہ نشرہ اسلام بعد اسل اس دور سے ہوتا ہوا ہم لگ چہنچا ۔ عزائے نے افتے مرتبے میں یہ شعر کہہ کر اس صورت حال کی طرف انداء کی آنیا ،

خام مضمون مرثیه لکھنے سوں چپ رہنا بھلا چند درد آمیز عزلت ات تو احوالات ہول

عوات جایے تھے کہ سرتے ہیں کوئی ابا مضبون مرتی ادا ہما ہا اور الیے ہیں شامری کی سطح ایلد ہو سکے لیکن ایک کارکٹے شامر سرٹیہ گو وٹا کے جب موان کا یہ امتراض سا تو جواب دیا کہ ادی عموی سطح مرتجے کے لیے خوروں ہے 1،1 سرائے کا المعند تو سوٹ یہ ہےکہ "مطافور سطح سرائے بالد کا کیا جائے کا محمولات کی اور جائین :

اے عزبارات کوجہ مزات برئے میں بول کیا غام مضدی برایہ لکفی سال جب ہوایا بھار لکن اس مظاور ہے سر کا بال کرکا ہوا کاکٹ سن کر اور بیال بودیل میاں اشک بار دکتی مرثیہ کو اگر نے بھی اس ایک کی طور کیا ہے دار شک کی مائی کا ہے شر ترکی بارات میں کی منامی کا ہے شر ترکی بارات میں کی منامی کا ہے شر ترکی بارات

چگل میں پکڑا کر سب کو دکھایا جائے۔ ان مرٹیوں میں لسائی و ادبی لفظہ نظر سے گوئی غموصیت ایس تین ہے ہو اس سے چتر صورت میں اس دور کی دوسری امتائی مسان میں اد مائی مذہبی شاعری کے ساتھ ساتھ اس دور میں رزم تامے بھی لکھے گئے جو

مرثبوں سے زیادہ شال و دکن کے زبان و بیان کی ترجانی کرتے ہیں ۔ اگلے باب میں ہم ان رزم ناموں کا سلامہ کریں گے ۔ - عاشور قامه : روشن علی ، مرتبه ڈاکٹر مسعود حسین خان و سید سقارش حسین رضوی ، شعبہ الصالیات مسلم یولیورسٹی علیگڑھ مرہ ، م

ب اینا : شعر بم تا وم - اینا : شعر دے و عے -

ہے۔ ایضا ؛ ص ہے۔

ہ۔ آثار اکیری (تاریخ فتح یور سیکری) : سید احمد مارپروی ، ص ۱۹۷ ، اکبر پریس آگرہ ۱۳۳۳ھ۔

ب. مائلو : غلام بزدانی ، شرجم مرزا بد بشیر ، ص . به ، (منید عام پریس آگره) و انجمن ترق آردو دیل ۱۹۳۳ م -

عبدالرحسن ، ص ۲۹۵ ، معارف پریس اعظم گڑہ ۱۹۹۳ع -۱۸- بیانجد مراثی : مرتبہ افسر حدیق ، ص ۲۵ ، اغین ترق أودو پاکستان

الراجي 1920ع -الراجي 1920ع -الراج كردو التي بالديالات الله والتي التي التي الله على الكرية

ب أردو كي دو قديم مشويان : ثائب حسين تقوى ، ص A ، دائش عل لكهنؤ

. ١- غزن لكات : ص ١٥ ، عجلس ترق ادب لايور ١٩٦٩ع -١١- تذكرة شعراخ أردو : ص ١٩٠ ، انجمن ترق أردو (بند) ديلي ١٩٣٠ع -

۲- کاهی التحریر" دلی ، شاره ۲۰ ، ص ۲۰ -۲۰ کربل کتها : فضل علی قضلی ، مرتب مالک رام و بخنار الدین احمد ،

ص عم ، ادارة تعقبات أردو الله ١٩٦٥ ع -

--- "عامی "غریر" ؛ دنی : شاره ۱٫۱ ؛ ص ۵ و ۱۲ -۱۵- پیاض مرائل : مرتب افسر صدیتی امروبوی ؛ متنب ص ۲۵ ؛ اغین ترق أودو

پاکستان کراچی ۱۹۵۵ -

و. - أردو شد يارے : عمي الدين قادرى زور ، ص ١٥٠ ، مطح مكتبہ" ايرابيميه ، حيدر آباد ذكن ١٩٣٩ع -١٥- ياض مرائي : مرتبه افسر صديقي امروهوي ، ص ١٩ ، انجين ترقي أردو پاکستان کراچی ۱۹۵۵ع -برور مخزن لکات و قائم جاند بوری ، مراتبه افتدا حسن

#### اصل اقتباسات (فارسى)

- E1977 J

"ابرین پنجاه سال ابیات مرئید اش در بلاد پندوستان اشتهار البیشتر مرابع می گفت . در ولایت بندوستان دست به دست

امراثید بالفعل کد گفتن احوال مے ادبائد دلنشین مردم است ۔"

# رزم نامے

مذہبی شاعری کے مطالعے کے بعد اب ہم اس دور کے رژم ناموں کی طرف آتے ہیں ۔ رزم نامے کے بارے میں بد بات باد رکھنی جاہیے گد ید رزمید تظموں (ایک) سے مختف نظم ہے ۔ "رؤم نامه" اس طویل بالیہ نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر نے کسی ایسی جنگ کا حال بیان کیا ہو جس کا وہ عود عینی شاہد تھا یا اس نے یہ سالات کسی معتبر راوی سے سے تھے۔ رژم ثامہ مشوی کی بیئت میں یا تو خود فاخ کی فرمائش پر لکھا جاتا تھا یا شاعر فاخ ہے العام و اكرام بان كي ابيد مين خود لكه كر بيش كرانا الها يا پهر اس عاكب کے حالات و واقعات سے متاثر ہو کر سب کے فائدے کے لیے افھی از خود موضوع سخن بناثا تھا ۔ برخلاف اس کے رزمید اس جامع ، طویل ، بیالید نظیم کو کہٹے ہیں جس میں کسی قوم کی شجاعت و جادری کے کاراناموں کو اس طور پر بیان کیا گیا ہو کہ اس قوم کی تہذیب کی روح ، شاعراند اظہار بیان اور کرداروں کے قریعے، بوری گیرائی کے ساتھ ساسنے آ جائے۔ رژمید نظم (ایک) كے ليے ضرورى بے كه اس كا اسلوب أبر وقار اور علويت ليے ہوئے ہو اور اس میں واقعات ، فن ، شاعراله جادت اور نظم کی ساخت گهل مل کر ایک جان ہوگتے ہوں ۔ یونانی شاعر ہومر کی نظمیں ایلیڈ اور اوڈیسی یورپ کے ادب میں شابکار رزمید تظمین شار ہوتی ہیں ۔ مشرق کے ادب میں سیا بھارت اور شاھمہ قد دوسى اسى دَيل مين آتي يين \_ تصرتي نے "على المم" مين على عادل شاه گاتي. نشامیکی جنگوں اور دس سالہ دور حکومت کو موضوع سٹن بنایا ہے۔ یہ طوانی بیائبہ نظم شاعرائد حسن بیان ، اسلوب ، ماخت اور واقعات کے اعتبار سے اردو زبان کی پہلی رزمید نظم اکبی جا حکنی ہے۔ حسن شوق نے ''افتح تامہ 'نظام شاء'' میں جنگ تالیکوٹ (۲۵۹ / ۱۵۲۵ع) کو موشوع مخن بنایا ہے ؛ جس میں دکن کے بادشاہوں نے وجانگر کے راجہ کو شکست دی تھی ، لیکن یہ طویل بیالید نظم رؤمید (ایبک) کے معار بر پوری نہیں اثرتی ۔ ''جنگ المہ

عالم علی شمان'' میں اس نسم کی ایک طویل نظم ہے جس میں ٹواپ آمف بلہ نظام الملک اور عالم علی شان ، صوبیدار دکن کی ایک جنگ کو موضوع شاعری بتایا کیا ہے۔ یہ نظم بھی اپنی ساخت اور النے مزاح کی وجد سے رزم آلمے کے قبلی جبر آئی ۔ ۔

چنگ المدا مالم علی خلان ، وہ العالم رمتدان ، ایک جھوال الاسوال عالم خصیل حین کی بالہ اللہ جے جب ہی اوارک طالع حالم علی خان کو پرو با کر اس جنگ کے واقعات بیان کرنے گئے ہیں۔ اللہ بڑھ کر عالم علی خداج میں میں دو بطوری چیا ہو جان تحفیظ حسن میں دید لفاح کی کی الاسوالی در بری تکامی بلکہ چیک کے واتمان اور عالم علی کمان کی بادری سے مثال ہو کر آخر خود انے انکہا سے دعر خ

ند ہے دل کوں راحب انہ خاطر کوں چین

کیا ہے ہے قصہ منظر مین (غیر ہے)

چلیا گھر سے شمشر بکتر کوں بائد (شعر ۱۹۲) کہا جا کے ڈیرا دیو میدان میں

جدى باغ ك غوب اوجان مين (شعر ١٣٩) بزاو بوو ـ و تبن تهے دو أبر

عدا کی مجرت کون من کان دهر (شعر ۱۹۸۵) پرایا جائد ربیم الاران کا آبا تنظر

ہوایہ جات واضح اداری کا ان تعبر (شعر ۱۹۸۹) دوا آغرت کا پیر حکابت محبر (شعر ۱۹۸۹)

الها دن عزیزان جمعرات کا ہوا شہر وا غتم اس بات کا (شعر ۱۳۸۵)

ویم اوون نے اس بنگ کو اپنی "'انج" میں تنصیل ہے بیان کیا ہے اور اے ۱۹۶۳ء امام محموم کا بن والدہ باتنا ہے "کا وزم لائے کے مطالعے ہے معموم ہوتا ہے کہ یہ اس واقع نے بہت عرصے بعد نہیں لکھا گیا است مالیہ غفیقر حسن اس ملک میں موجود تھا یا در طالات اس سے گئیس مدسر اوی ہے سنے تھے ۔ یہ مشوی دکتی اردو میں لکھی گئی ہے اور اس میں دکتی زبان کی وہ علم خصوصیات ، جن کا ذکر ہم پچھلے باب میں کر چکے ہیں ، موجود ہیں ۔

مثنوی کی روایت کے مطابق حمد ، اعت اور منتبت چہار یار کے بعد جنگ قامد شروع ہوتا ہے ۔ عالم علی خان بخشی المالک امیر الامراء حسین علی خان کا بھتیجا اور سبنی تھا اور بیس سال کی عمر میں دکن کا صوبیدار بناگر بھیجا کیا تھا ۔ غضغر حسین کو اس عالی لژاد لوجوان سے پوری ہمدردی ہے ۔ وہ اس کے حسن و جال ، شجاعت و جادری ، سخاوت و کشادہ دلی اور اعالاص كى تعريف كر ك اس كے كردار كو ابھارتا ہے - جب سيد عالم على غال كو یہ خبر ملتی ہے کہ نظام الملک نوج کے ساتھ دریائے ٹربدا پار کر کے دکن کی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ ارکان دولت کو مشورے کے لیے طلب کرتا ہے اور جنگ کی تیاری کا حکم دیتا ہے۔ عمل میں جا کر عالم علی شاں ساری روئداد مال کو سناتا ہے ۔ ماں سالاروں کو بلا کر انہیں کک ملالی کی قسم دیتی ہے اور بیٹے کو شہر سے باہر تک رخمت کرنے کے لیے آتی ہے ۔ عالم علی خان بدی باغ کی اولچائی ہر اپنے خیمے نصب کرا دیتا ہے ۔ جالیس ہزار نوج اس کے سالھ ہے۔ لظام الملک کو جب معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بتینی ہے تو وہ عالم علی خاں کو پیغام بھیجا ہے کہ جنگ کرنے نے کیا حاصل ہے ؟ میں دکن کا صويدار ہوں ؛ بہتر يہ ہےكہ نم اپنے چوا كے پاس وايس چلے جاؤ . ليكن عالم على غال اس بيغام كا يه جواب لكهوانا ہے كد ميرى عمر كم ضرور ہے ليكن میں لڑکا نہیں ہوں اور دکن کا صوبیدار ہوں ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو ۔ اور یہ بھی لکھواتا ہے کہ:

اگر لاکھ دو لاکھ نوبيان بلين (شعر بهود) که جس ہے طبق سب زمين کے بلين (شعر بهود) بين دو شخص بيون جو آن وار از بين هميامت بيري که بر المباراز چين اگر جه جان تو غم نجين مجهے (شعر ۱۹۹) اگر حيت جهان تو ديم نجين مجهے (شعر ۱۹۹)

وہی ہوئے کا جو کرے کا خدا (شعر ۱۹۸٪) اس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر لدی پار اثر جاتا ہے اور دولوں بلانے لکے تو ج کوں اُل رہے ہے۔ بلانے لکے تو ج کوں آؤ رے فتح ہے فتح کوئی سٹ جاؤ رے پیرو رے پیرو لنگ سوں دور ہے کہ کہا کے بھاگے سو مزدور ہے کہڑا رن بین سیدا ہی ڈاٹ سوں گی فوج ساری لکل پات سوں

 علی خان کی روح پرواز کر گئی ۔ جب مان کو بٹے کے مربنے کی غبر ملی تو لیاست گزر گئی ۔ اس موقع پر تحفیظر حسین نے مان کے جذبات کا پر اثر انداز بین اظہار کیا ہے :

بوا غل برڑا 'کل عل میں کام جو کھانا و پائی ہوا سب حرام (شعر ۲۵۹) کجی مان نے فرزند میرے توٹیال

جبی مان کے فروند میرے لوجان بسوا دیکھنا عبہ کون تیرا عمال (شعر ۱۳۵۸) گھان ہے وہ فرزلد عالم علی

همیان ہے وہ فرزاند عالم علی تیرے دو کہ سوں سر ہاؤں لگ میں چلی (شعر ۲۵۸) دوط لا میں میں کے اداران کا

دوجا لا میرے جیسو کے ایوان کا ستارا میرے ملک میدان کا (شعر ۲۸۰) میرے زیب زینت کا تھا کل گلاب

اثرًا کر کیا سب چین کون خواب (شعر ۱۳۸۱) بوا عیش آدام مین کیا خلل

عجب جیو تن سوں ته جاوے تکل (شعر ۱۹۸۳) پسزار آرزد اور ارمان سوں بعد پائی تھی عالم علی خان کون (شعر ۱۹۸۳)

مین کهی طبی الله علی خان خون (شعر ۱۹۸۳) گهان او کهان اوس کی خانی گئی (شعر ۱۹۸۳) سکل خاک مین اوس کی جوانی گئی (شعر ۱۹۸۳)

سکل شاک میں اوس کی جوائی گئی (شعر <sub>۱۹۸۳</sub>) پکڑ پات سولبی تھی یا رب تھیے سبب کیا سو بھر تا ذکھایا بھیے (شعر <sub>۱۹۹</sub>۳)

سبب کیا سو بھر کا دکھایا بھیے (شعر سهب) تھی امید ید دل میں دیدار کی سعام قدم اشکا کا سادار کا

میرے اوج لشکر کے سردار کی (شعر ۲۹۵) ارے کوئی اس غم کی دارو بناؤ

عهے اس عذابان سون بیک چھڑاؤ (شعر ۱۹۹۰) یو کے ہوش سو بار یک بار بار الکھیان کے لیر روئے وو زار زار (شعر ۱۹۸۵)

جب عالم علی خان کے مرنے کی الحلاع حسین علی خان کو پہنچی تو وہ نظام العلک سے انتخام لینے کے لیے اپنی نوج کے ساتھ دگن کی طرف چیل پؤا لیکن راستے ہی میں اسے بھی قتل کر دیا گیا ۔ اس کے بعد غضنفر حسین نے بے تیاتی دیر اور بے وفائی دلیا کے بارے میں متعدد اشعار لکھ کر متنوی کو شمر کر دیا ہے :

یو دنیا دغیاباز مسکّار ہے ہوس اب جتانے میں عبّار ہے (شعر

ہوس اب جنانے میں عبار ہے (شعر ۱۹۸۸) امہم نے خبر اور عقل حیران ہے

دیکھو دوستان کیا یو طوقان ہے (شعر ۲۹۹) دنیا کی عبت ہے بالکل خراب

دنیا کی محبت ہے بالحل خراب یو دستا ہے پائی اوپر جیوں حباب (شعر . ۲٪)

اگر مال دهن لاکھ در لاکھ ہے سمجھ دیکھ آغر وطن خاک ہے (شعر دے۔)

ہے گچھ سجھ بوجھ ادراک ہے

جے لچھ معجب بوجب (دوات ہے دنیا کی آلائش سوں وہ پاک ہے (شعر سے،،)

مرے گا مرے گا رے مرجائے گا جو کچھ بھاں گیا ہے سو وہاں پانے گا (شعر سے۔،)

من مدوری کی ایک ایسید به بر کد اس بعد الرقی والفات کو سند ،
این م « دن او دری حراولی کے حدج الاس کے انتقاب ایک کا کی جر با اس کا جدا یا ان کا کی کے برائے اور کا ایک کی کی برائے اور ایک کا ایک میں مدین میں ایک میں

سید زاید آننا ایک اور جیول الاحوال شاعر بین جنهوں نے بان پت کی تیسری جنگ کو موقوع رستان بنا کو، ۱۹۱۹ العمار پر مشتمل الاوالم ثنا<sup>نا</sup> کے تام ہے ایک وزیر اللہ میریرہ اور ۱۹۱۱م (۲۰۵۰ع اور ۱۳۵۲ع) کے دوسال لکھا ہے جید زاید ثنا تعمیہ کراری اند آباد کے رویز والے تیم - جنتوی جی ایتا للم ، تفلص ، وطن اور خالدان اس طرح بیان کیا ہے : معشق کا 'من لام چو نا 'اسٹ اسم والیہ ہے اور تخلص ثنا ہے سادات کا کستریں خادماں او پشتین ہے ہے کراری مکان موضوع اور تازیخ تصنیف کا ذکر ان انصار میں کیا ہے :

سنو عرض میری اے صاحب کیال حدیث سفن کا ہوں میں نوتبال

کہا جنگ میں شاہ دران کی خلیفہ نبی ظائر سیحان کی

خلیفہ نبی ظالر سیحان کی کیا نظم در ریخہ بیت پا حقیقت تمام ، ابتدا ، انتہا سا تھا جر کچھ اور آلکھوں دکھا

سنا تھا جو گچھ اور آلکھوں دکھا جدا گر حقیقت ونائع لکھا

جدا کر حقیقت وفاقع لکها تهی سن پجران سیند نامدار

پزار اور صد اور بفناد چار (مه۱۱۵۰) گرو سید جو تم وناثم ثنا

کیبن بہت کے بیج دیکھو خطا بنوش روز شنبہ بوقت سعر

و در چار سن شاہ عالی گہر نھے ہجرت کے سن باز پنتاد وشش

نہے ہجرت کے سن یار ہفتاد و شش او تاریخ شعبان کی بھی دو شش (۱۱۵۹)

راکیا ہے کیا یہ وقائم کمام انتا نے کیا یہ وقائم کمام پد نبی اور درود و سلام

'' اواقع تما'' ( ایسته به به که به من مال کشی جان خروج بوش چین ما چیک رایان به اوی کشی آمه رین رو داشته بین چی کسی تا چی بین امن تقیید نے خبود دیگر کی جائے تی اور در در داشتان بین چو کسی تاثیر کی جین امن تقیید نے خبر نظر اما استفارات به ایک مدین در ماصد واقع بین اما تا کار نے خبر بیان نے کا ایست کی در داور دو حرب می ایک امن امن استان میں امامی مرحد اور در اعظم کر میز کر در داور در دری طرف مقدام شامل شامل استان میں امسی مرحد اور در اعظم کرد کرد در داور در دری طرف مقدام شامل شامل استان کار

کاسیاب ہونے لکے ۔

مثنوی کی روایت کے مطابق ''وقائم ثنا''<sup>ن</sup> حمد سے شروع ہوتی ہے اور قعت ، منقبت چہار یار و ا<sup>ن</sup>ک، معصومین کے بعد سبب ٹالیف بیان کیا گیا ہے جس میں مصنف نے اپنا نام ، وطن اور سال تصنیف وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد وقائع شروع ہوتے ہیں جنھیں سات حصوں میں تقسیم گیا گیا ہے اور ر مسے کے تحت واقعات جنگ بیان کیے گئے بیں :

وقائم اول : در صفت ثانها و عملداری او . در تغیر گردن سلمار از بندوستان .

بمال شدن جهنکو و جنگ تمودن جهنکو در سکرتال ـ وقالع دوم

و قرستادن ابلجي غازي الدين خان بطرف شاه دراني ـ جواب آوردن ايلچيو رخمت شدن غازي الدين خان از بادشاه برائے شجاع الدول چادر بنابر صلح نجیب خان و جهنکو در سکرتال ـ

و متوجه شدن ظل سبحاتي خليفة الرحاني احمد شاه دراتي بطرت وقالع سوم بندوستان ـ

وقائم چهارم : شنیدن وژیر (عاد الملک غازی الدین خان) آمدن شاه درانی و مصلحت کردن با مصاحبان خود و گشتن بادشاه عالمگیر

وقائم پنجم : شنیدن راؤ جهنکو آمد آمد شاه درانی و مقابل شدن میدان تر تال

در شاه جهان آباد و شکست خوردن جهنکو و غازی الدین خان و غارت شدن شاء جهان آباد ـ

ير كه خوالد دعا طمع دارم زالكم من بنده گنم گارم"،

ف ید اجمل خان مرحوم نے تمامی بندو شائی الد آباد کے اگتوبر ۱۹۳۶ ع ، جلد م شارہ م میں اس تعلوطے کے بارے میں ایک طویل تعارف مضمون لکھا تھا جس سے ہم نے استفادہ کیا ہے۔ اس مضمون میں فاضل مقالد لگار نے بتایا ہے کہ یہ مخطوطہ انھیں اپنے وطن قصبہگوائی میں ملا تھا جو دریائے گنگا کے کنارمے کڑے اور مانک ہور کے درمیان واقع ہے اور پٹھائوں کی يراني بستى ہے۔ "وقائم ثنا" كا ترقيم يہ ب "بمون الله تغالى بتاريخ دواؤدہم ربيم الثاني سنه ٢٠٠٠ مجري بخاطر داشت نجد نتي خان ، ساكن گوتني از خط نحام میر عدل جائسی در پر کند حسن بور منام بهاری پور متصل سرسا برائے خاطر برخوردار ڈوالفتار خاں تحربر بافت ۔ بساعت لیک با ممام رسید ۔

وقائع ششم : رسید برکاره در دکن خبر رسالیدن نانها جبو از بزیمت جهنگو و غازی الدین خان و رواند شدن بهاؤ جی ویسواس راؤ بمنابله "شاه دراق ـ

وقالع پلتم : برآمدن مربشہ از ننگر و جنگ کردن شاہ درانی و کشتہ شدن بھاڑ وبسواس راؤ و ضح یافتن شاہ درانی ۔ ''تونائے ثنا'' شالی پند کا پہلا معلوم رزم العم ہے جس میں تفصیل سے تیسری

جنگ یانی پت کو موضوع سخن بنایا گیا ہے ۔ ملیار راؤ پند کا صوبیدار تھا لیکن ثانا فرلویس نے اس کے بیائے جھنکو راؤ کو پند کا صوبیدار مقرو کر دیا ۔ ملهار راؤ بند سے واقف تھا اور بندو مسابان دونوں میں متبول تھا ۔ جھنکو راؤ بد نطرت تھا۔ ثنا نے اس ع "بہت بد ہے یہ طفل ٹاکردہ کار" کہا ہے۔ چھنکو راؤ نے آئے ہی دلّی پر حملہ کر دیا ۔ اس وقت عاد الملک نمازی الدین خان وزیر تھا اور مغلبہ سلطنت کمزور تھی ۔ اس نے صلاح کر لی اور طے پایا کہ شمشر و خامت کے ساتھ پنجاب کی دیوائی جھنکو راؤ کو دے دی جائے۔ پنجاب کی دیوانی کی سند یا کر جهنکو راؤ پنجاب کی طرف رواند ہو گیا ۔ نجیب الدولہ نے جب مرہٹوں کے آنے کی خبر سنی تو اس نے بھی جھنکو راؤ سے صلاح کر لی اور طے کیا کہ غازی الدین عال کو نکال کر بنشی گری تجیب الدولہ کو دلوائی جائے۔ باغیت کے قریب جب جھنکو راؤ نے اودہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تو نجیب الدولہ وہاں سے چلا گیا اور سکرتال کے منام پر مرہٹوں سے جنگ میں پسیا ہوا ۔ شکست کے بعد اس نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی لیکن ابدائی نے موسم برسات کے بعد آنے کے لیر کہا ۔ ادھر غازی الدین خان کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے بھی زر و جواہر کے ساتھ ابدالی کو پیغام بھیجا کہ آپ کے آنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ بال مرائے فوج اور سوداروں کے ساتھ داندفاتے بھر وہ یں۔ احمد شاہ ابدائی نے اس بات کا سخت جواب بھجوایا ۔ عاد الملک غازی الدین خاں نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ باہر لکل کر ابدالی سے جنگ گریں تو ہم اے شکست دے دیں گے ۔ بادشاء نے جواب دیا کہ ہارے پاس لد فوج ہے لہ رویہ ۔ ہم کیسر جنگ کر سکتر ہیں ۔ ثنا نے اس بات کو مثنوی میں جس طرح بیان کیا ہے اس سے مقلیہ سلطنت کے تیاں نمانوں کی تصویر

سامنر آتی ہے:

جھیا کردہ نہیں تجھ سوں اے لور جشہر لگہ کر تو ہی کچھ بھی ہے خیل و حشم لے ماہی مراتب نے حیناً انثان رے اے مے ہاتھ گجنال بان نے نوب تتاری ، نے کرنائیاں السه جهانجين تقيرين ، المد سرتائيان اللہ شریق ریق اب اللہ گھلوڑاالیاں لے روزو لے لیچھر لے چھوچھکٹیاں نہیں ساتھ میرے رسالر بل نے الا شہاں اور نہیں کابل اسم احمدی رہے ، نا رہے گرزدار اسم ساتھی رہے وے مغل پنج ہےزار المع فسراش بين ، اور نهين خيمه گاه تبیر ساته مردان جنگ ساه ئے لشکے کہیں اب نے اردو بےزار نے باتال ، مرّراف ، نے بلدار نے آب کین کی نے گنجانہ ہے۔ رے اسم مرے ساتھ منسدوق زر ایسے طالع میرے بہنسے پاید کل ہوئے سنگ سوں سنگ بھی سنگ دل جـوابــر کئے اپنی بھــر کھان کــون چار سوتی دریائے عاب کروں ربا لسر مرے ماته کجه ساز سول ہے دو گےش و بنے کہاں کا سکوں سید مغلی سوں گئی روٹھ گھسروں چهتر تخت کیا لر میں سر پر دھروں اگر مرض ہے تیری اب خواہ عنواہ يــروب بــاير اب چهور آرام گاه غلق دیکه محری بلند افسری کریں کے جت ریش خندی تری

کریں گے ایس میں یہ سب قبل قال وزیــر نے گیـــا بادشاہ کا یـــه حال

رون نے جانوں کی افزائد کی جاری الدون کی باور الدون کی برائی الدون کی برائی الدون کی برائی الدون کی برائی الدون کے اصدار کی جانوں کی اختیار ہے جانوں کی جانو

شهنشد سوق اؤنے کی طاقت ٹیس مری بات تدنیق جانو تمهیں اكيلا كوئى فوج كون موأتا كين يك چنا بهاؤ كون يهوؤتا غازی الدین خاں نے بادشاہ کا یہ جواب سنا تو طے کیا کہ اب اس کالٹے ہی کو راستے سے بٹا دینا مناسب ہے۔ ایک دن اس نے بادشاہ کو بتایا کہ خراسان سے دو خدا رسیدہ فلیر آئے ہیں۔ ان سے چل کر دعا کے لیے کمیر ک کسی طرح احمد شاہ ابدالی کی بلا ٹل جائے۔ بادشاہ جو مزاجاً قدیر پرست تھا ، راضی ہو گیا ۔ نیا دھو حمد وضو کیا اور کوٹلہ پہنچا ۔ فقیروں نے بادشا، کا استقبال کیا اور ذرا سی دیر بعد خنجر سے پلاک کور کے اسے قصیل سے باہر پھینک دیا ۔ اس کے بعد غازی الدین خان نے جہاندار شاہ کے ہونے کو شاہ جہان ثانی کے لئب سے تخت پر بٹھا دیا اور خود دیلی سے سکرتال آ گیا ۔ راؤ جھنکو نے اس کی پیشوائی کی۔ ادھر سے ابدالیوں کی فوج بھی آ گئی۔ زبردست مقابله بنوا اور مریثون کو پهر شکست کا منه دیکهنا پڑا ۔ غازی الدین خان نے مریثوں کو دئی چانے کا مشورہ دیا ۔ ان کا تعاقب کارتے ہوئے احمد شاہ ابدالی کی فوج بھی دلی پہنچ کئی اور شہر میں گھس کر وہ قتل عام کیا کہ ابل دیلی نادر شاہ کو بھول گئے ۔ اسمد شاہ ابدالی کو خبر ملی کہ اب جھنکو اور ملمار راؤ نے نارلول میں کہر، ڈالا ہے ۔ وہ وہاں بہنجا اور اس جنگ میں بھی

سرباون کا فکست برقی ، پیدار اکر جب مداو بوا که جینکار والا کو شکت بر کلی بیدار والا کو شکت برگی بها اور وقع شرح الله بیدار می بیدار می با بیدار می بیدار می

سجه خواب کری ات بیدی رواید تا اس سرت مدن یمان کر گیروید تا به می است کا این می باشد کری بود. تا به می است کا ا کم او کری در به این است کی بیدی خالت اس بر کوان جین اگر مراب به نو کلی که مرد خین کری کر شد و مالی جون در امری نگر میه اول شد کرد است در این می کرد کست می است در امری که کست می ان است در امری کا که کست می ان است داد ادال کی در میگری کا در امری کا کا در میگری کا در داد می امری کرد.

دیکھیں خواب میں لقمہ دیتا کوئی

جو جاگے تو ہے مشت خاکی ہوئی

ہے ۔ چیزوں کے نام ، آلات جنگ اور ساز و ساءان کے وہی نام دیے گئے ہیں جو

اُس وقت مروج و عام تھے ۔ بوری مثنوی کے اسلوب پر اردو بن حاوی ہے ۔ آک نے جہال نوٹر کے انشے جانے بید افرو اُن کے بیان پر توجہ دی ہے وہاں بوم کا انشہ بھی سلنے سے جانا ہے ۔ راؤ جہنکو نے بنجاب فتح کر لیا ہے اور اس فتح کی نمونی میں جشن منایا جا رہا ہے۔ اس کا اظہار کا بوں، کرتے ہیں : فتح کی نمونی میں جشن منایا جا رہا ہے۔ اس کا اظہار کا بوں، کرتے ہیں :

ایشے جشن میں بہت آرام سوں او جا ہے کا شیشہ و ساغر لیا الابين بسسا مازيا راكني كوئىدهند هين، ڈهولكين ، جهنجهتون کوئی تال مردنگ سهور مورچنگ چھوڑیں سکھ اوپر زاف کی ٹاگئی لیا شب نے گویا سورج کی پناہ ندی بهسه چلی درمیان دو کوه چمکت زمرد و بیرا چنی كــرليــول بهي خــوب ســوتي الكا كريسا متعل ساه تساره بسوا او پاؤن میں پازیب چــورامیان تمسودار تها قسوس پسر آفتسامیه کنسول میں چھے بچگاں سیساہ مسار سيد ژاغ بيٹھا كلمتان يسر شنق نے لیا دیکھ کو منہ چھیا

گرویسا رات کسون شعله اکشین

کی خاطر جسے ملک کے کام سوں كسها ميرے عامے مصاحب بلا بلا اب جــو بين مطــرب دكهني محسوق لے کانجے ریاب ارغنسوں کوئی دف ، دوتاره ، کوئی جائرنگ بسوا راسم سب چلی گنجنی گولنه او شالد کر خوب مولے سیاہ رکھا فرق ٹازک بسر با کوہ عن سر اويسر سور اور سورا بن باليان اور ايكا ح ایسا زیب رخ گسوشواره بسوا سجا بازود: د اور جهانگيريان لگایا بشائی میں غازہ شناب كهنچا آنكهوں ميں سرمہ دنبالہ دار رکھا خال مشکیں زنخدان پسر گیا سرخ پاتھوں کو مہندی رچا یمن ژر و ژیسور جهمک کسر چلیں

اس منتوی رک وان انیز دور ک کافته زبان ہے۔ اس میں الخبار کی روبارٹ بھی ہے اور دائم اس منین ایک ہی در و الناظ بھیج کوں ، او د میں ، دوں کا مجموع کے میں وقیل کی گروک ہوگئے دیں اگر اس واسلام میں امد معارای اور کشدال بان کا حصہ تھے ۔ "وائین کنا <sup>یک ا</sup> اس دور کی اکامین میں میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں کو بیان کرنے کی صافحیت بیدا ہو گئی تھی اور دوسری طرف اس کا ایک ادبی میدار بھی مار رو بان کے اس کے اس میشوں سے کہتے ہیں اس مشتوی سے میں اپنی ساخت ، واقعات کی ترثیب اور الدائر بیان کی وجہ سے اس دور کی ایک تابل ذکر تعنیف ہے۔

اس دور کے ادب کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اردو ادب نے له صرف اس دور کی زندگی کی ترجانی کی ہے بلکہ اس کی روح کے نیاں عالوں کو بھی آئینہ دکھایا ہے ۔ یمی کام اس دور میں جعفر زئٹلی نے انجام دیا ۔

## حواشي

پ. تاریخ ادب أردو (جلد اول) : ۱۶ گثر جمیل جالیی ، ص ۱۳۳ ، مجلس ترق 1cy Kret 62913 -

پ. جنگ نامه عالم على خان : غضنفر حسين ، مرتبه مولوى عبدالحق ، انجمن ترق

أردو اورلگ آباد ۱۹۳۲ع -ي. ليش مفاز : وليم ارون ، ص ٢٩ - ٠٠ ، مرتبد جادو ثاته سركار ، يونيورسل

بكس لاپور -

## طنز و بنجوکی روایت : جعفر زٹلی

شال میں سترعوبی صدی کے آخر اور اٹھارویں صدی کے شروع کا پہلا بھربور شاعر مرزا بحد جعفر ہے جو اپنی روایت کا خود ہی خالق سے اور خود ہی غانم . جعفر نے طنز و پنجو سے اپنے دور کے روح و مزاج کی ایسی ترجانی کی کہ پونے تین سو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس کا فام آج بھی زلام ہے۔ مرزا بد جند نے ، جو عرف عام سی جند زلل (م ١٠٥٥ه/١١١٥) ك نام سے موسوم ہے ، جب شاعری شروع کی تو مغلبہ تہذیب کی اکائی ، بطاہر البت و سالم نظر آنے کے باوجود ، الدر سے ٹوٹ رہی تھی ۔ انسانیت اور عبت و غلوص کے رشتے بوسیدہ ہو رہے تھے ۔ شر ، فساد اور بفاوت کے بادل گھرے کھڑے تھے ۔ عدل و اعتدال معاشرے سے رخصت ہو رہا تھا ۔ شمشیر و سناں ، اور طاؤس و رباب کے درمیان توازن ختم ہو رہا تھا ۔ بیرونی طافتیں پرعظم کے ساحلوں پر قدم جا رہی تھیں اور شالی سرحدوں پر موقع کی قاک میں تھیں ۔ معاشرتی رشنے بکھر رہے تھے اور صلاحیت بھٹے کیڑوں پیدل چل رہی تھی اور مکاری و عیاری ، خدام کی جمعیت کے ساتھ ، پالکی میں سوار معاشرے میں اسب حاصل کر وہی تھی ۔ تہذیب کے اس موڑ پر السان کے تین رویے ہو سکتے ہیں ۔ ایک به که وه بهی اسی رنگ میں رنگ جائے اور خارش زدہ گئے کو سنہری جھول کے ساتھ عنمل کے گدے اور اٹھائے رکھے اور ''کاسیاب'' زندگی بسر کرنے کے لیے منفی توتوں ، بدمعاشیوں اور بے ایمانیوں کو فریعہ ' نجات بتائے ـ دوسرا رویہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان برائیوں کو برا سجھ کر ٹرک ِ تعلق کا رویہ اختیار کر لے ۔ تیسرا یہ ہو سکتا ہے کہ ان قوتوں کا مقابلہ کرے اور سھائی كا علم باند وكور . شاہ ولى اللہ نے اس دور ميں بھى رويہ اختيار كيا . جعفر بھی اسی تیسرے رویے کا السان ہے جو اس دور میں معاشرے اور اس کے بگڑے ہوئے انراد کو کاٹنے ، بھنبھوڑنے ، زخمی کرنے اور الھیں ان کی اصل شکل دکھائے کا کام کو رہا ہے۔ جعفر نے معاشرے سے مسجھونا نہیں کیا بلکہ طنز و بچو کی تقوار سے اس معاشرے کے رویوں پر ، اس کی کاریوں ، عباریوں اور مناقشوں پر کمبرا دار گیا ۔ ایک ایسے دور میں بھوں برال اور طنز ہمی وہ فریعت ہے جس سے منافقت کے جبرے سے قالب آٹھا کو معاشرے کو آئید، کاریایا جا سکتا ہے۔

جعفر کے مالات زلدگی کسی تذکرے یا تصنیف میں نہیں ملتے۔ لگات الشعرا ، عنزن لكات ، چىنستان شعرا ، تذكرة شورش ، تذكرة مير حسن اور مجموعه النز وغيره مين جو سالات درج بين وه بيت عنصر بين اور ان سے صرف بد معلوم ہوتا ہے کہ جعفر ، جعفر زائلی کے نام سے مشہور تھا ۔ نادرۂ ژمان اور اعجوبہ دوران تھا ، زبان گزیدہ رکھتا تھا ۔ ا تائم نے لکھا ہے کہ "سخن وری کی بنیاد زیادہ تر بزل پر تھی ، اس بنا پر وہ زلل کہلائے لگا تھا اور اس باعث اس کے کلام نے عوام میں مقبولیت حاصل کر لی تھی۔''۲ شفیق اورنگ آبادی نے لکھا ہے کہ "منہ پھٹ اور شوخ مزاج آدسی تھا . . . ـ اس کے اشعار مشہور عالم اور محتاج تحرير نہيں ہيں ۔ مضامين صاف اور روزمرہ کے مطابق ہوتے تھر۔ مجد اعظم بادشاء كا قول تهاكه اگر جعفر زئل له كهنا قو ملك الشعرا كا درجه ہاتا ۔ بنینا اس کے روزمرہ کا الداز جداگانہ طرز رکھتا ہے . . . ۔ اس کے وقائم اور رقعات مشہور آفاق ہیں ۔"؟ شورش نے لکھا ہے "ساکن شاہ جہاں آباد . . . اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا ۔ استعداد درست رکھتا تھا ۔ اس فن میں اپنے وقت کا كامل بوگيا تها ."" فرخ سير كا سكه لكهنے پر "ابادشاء كا مزاج بريم بنوا ـ ان کو جنگت بھجوا دیا ،''ہ مجموعہ' نفز میں لکھا ہےکہ ''جعفر زُلْمی سادات نارلول میں سے تھا ، طبع رسا رکھتا تھا ۔"٦ روز روشن میں لکھا ہے کہ "مردے مزاح و بزال و ذی علم و موزوں طبع از نواح دیلی بود "، مرف یہ حالات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارنول کا رہنے والا تھا اور دہلی میں مدت سے سکونت رکھتا تھا۔ ڈی علم و موزوں طبع تھا۔ اپنے فن میں نادرۂ زمان تھا اور اس کا كلام عالمكير و مشهور تها - زلل له كمهنا تو ملك الشعرا بوتا . اس كا طرز علیمدہ و منفرد ہے ۔ اس نے نظم اور نئر دونوں میں اپنے جوہر کا کال دکھایا ے۔ انیسویں صدی کے آخر میں ''زر جعفری''۸۵ کے نام ہے جو کتاب شائع ہوئی تھی اس میں جعفر کے کلیات کو سامنے رکھ کر عش قصہ کھالیوں کے تحالی بیج الزائے گئے ہیں ۔ جعفر کا پورا نام بد جعفر تھا ۔ وہ سیر نہیں میرزا تھے جساکہ اس مثنوی سے ظاہر ہوتا ہے جو جعفر نے ''کتخدائن میرڈا جعفر''

کے نام سے اپنی بیوی کی ہجو میں لکھی تھی ۔ مرزا بچہ جعفر خود کو بھی جعفر زالی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جیسا کھ

مہر یہ جسر عود مو بھی جمد رہی ہے ، اگٹر اشعار اور رقمات ِ تار سے معلوم ہوتا ہے :

کشتی جعفر زقلی در بهنور افتاده است الایکون فیکون می کند از یک توجه پار گن (عرضداشت) شد در بری هامن مسکم از المرحمه

غریب ،، عاجز مسکیب زالی ام چعفر پیزار شکسر کسہ زور و اسہ زیسرہ دارم من (ادبات نامہ نے جدہ داری)

(ابیأت ثابت نے بیره داری) "مفلس یکرنگ جعفر زائی آنکہ چند دام از پر گنم گفرآباد حال اسلام آباد در چراگاه فدوی تنخواه بود -'' (عرضداشت)

مسود غیران نے لکھا ہے کہ ''اورلگ (یب کی تخت لشبی اور میر مبشر کی ولادت ایک ہی سال کے واقعے ہیں ۔''ا لیکن اس کا کوئی ٹیوٹ بیم نہیں بہنوایا ۔ مرزا جمشر کے دور کا تمین کرنے کے لیے بیاری لفٹر ''کلیات جسفر زقلی'' ا

اس تطعے پر بڑتی ہے: بیان دائش آمد ، یہ پہندرستان چو ڈاغ زیان کار در یوستان من اورا یہ خبرے چہ نسبت کم کہا سرکجا کالد اے دوستان اس آبادہ میں آباد میکا اللہ نے دکھا ہے کام دائد کا اللہ ہے۔

کی تنت نشینی ایک ہی سال کے واقعے بین کسی طرح صحیح نہیں ہے ۔ جعفر کے دور حیات کا تعین چند اور قطعات وغیرہ سے بھی ہوتا ہے ۔ "کیات بعثر زقل" میں "نازغ ابید خال" کے عنوان سے چار مصرعوں کا بیہ فلمہ مثا ہے : چو ابھہ خالق آسد بوطن را "کہ بست از شوم طبعی سخت معرک بهتساوی خطاب باقی او یکوش دل نجر گنا "چنل سک" چنسانی خطاب باقی او یکوش دل نجر گنا "چنل سک"

کلیات میں ایک سجع ، اورنک زیب کے تیسرے بئے اعظم شاہ کی مدح میں بھی ملتا ہے :

لکین سایان کد تابنده بود بسین اسم اعظم برو کنده بود اورنگ ژبب عالکبر کی وانت پر بسی اس نے ایک تفله تائیخ وفات کیا: شام اورنگ ژبب عالکبر بود قدسی سرشت اثر لیک گفت تازیخ رطنقی جدشر باشنامے چنت از لیک

الفت الزجر وخلش جندر الانشائع : آخری مصرع سے ۱۱۱۸ه/۱۰، ۱۵ برآمد ہوتے ہیں :

کلیات بین بینو بیادر شاہ کے نام سے بھی ایک قطعہ ملتا ہے: اے شاہ زنان تاج شہاں ہر سر تو باجوج و ساجوج بود لشکر تو آئسار قیساست ڈ جبینت آئسسکار دجٹال توٹی و خان خانان خر تو

ایک اور نظم ''کاندو ناسہ'' میں یہ شعر ملتا ہے : بادشاہی ہے بہادر شاہ کی بن بنا کر کند مرزا کھیلیر

بالارديك (التنافي بداره هي سريات ( (بدره هي سريات) كلادي و في مريات ( الدرية و المساوي كلادي و في مريات ( الدرية و الدر

به انظم شاہ کے بٹے والا آبار کو اور اپنے جیوے ٹیان بیاون بٹت کو ، بس کی صدر دس اس میں اندا ماکر کا باتیا کہ مور مرسے بدد شادان عواص اور بیشتر آئیل کو بیش کی باطعات کی تسخید کر ہوتا کر ایاد ، واقد در کری نسسہ مختمی سے بلاک کرائے گئے ۔"ا اس سے سارے شہر میں کم و شعبہ اور نشود و براس بیشن کم اس جیشر آئیل میں اس قوار شام کا میں شاہد تیا ۔ فرخ سرد کے اندا کا شخصہ میسکوکی ہوا تو اس بھ بھر کریانگا ہے۔

ک زد از نشل حق بر سم و زر پادشاه خر و بر نسرخ سرما جعفر زالل نے اس کے جواب میں یہ اسکتہ اللہ اللہ عم و عصد کا

جسرون کے اس کے چواب میں یہ است. ان کو حر اپنے عم و عصد ا طہار کیا :

سکتر زد کند و مرفرہ و سرفی اداشاہیہ تسد کلی اشرع سرج یہ شعر جسے ہی معلق زائل کے مدیرے لائلا لوگوں کے جانات کاندربال ان کو مشہور پر کیا ۔ بالفتہ کو خبر چاہی او اے بھی قال کرا دیا ۔ ایک باشر ۱۸ یہ جعفر زائل کی بہ الانج واقات ملی ہے : چھے جعفر زائل کے سیار خسال کے شد

خرد گفت ''غس کم جیان یاک شد'' لیکن اس سے ۱۱۰۹ه-۱۹۶۹ع ارآمد بوتے بین اور عوام الا شواپد کی

روشنی میں یہ ٹارخ پر گز صحیح نہیں ہو سکتی ۔ ایک اور بیاض ا میں یہ نظمہ'' ٹارخ وفات ملتا ہے : چھوٹے سب با وفا جیون کے ساتھی ۔ لگل تن من میں اب ویناک کی آگ

"مویل" چهوژ ، یو بولا زائی "الدمبری کور میں لٹکن لگے پاک"

چوتھے مصرفے ہے۔ ۱۹۱۸ھ تکانے ہیں ۔ اس میں سے حویلی کے یہ تکالئے ہے سنہ وفات ۱۹۵۵ء/۲۰۱۵ء ارائد ہوئے ہیں ۔ شورش لے لکھا ہے کہ عباد فرخ سپر میں انجاف کمتر کرسٹے پر تکا کرا وفا کہا تھا ۔ '' جعفر نے لیسی عدر ہائی ۔ ایک قطعے میں خود آئین عمر ، یہ سال ہائی ہے :

> جعفر بدلهو و اهب جهان عمر باغته یک دم بد فکر توشه عقبی ندساخته در عمر شعبت ال دو ژن کرده بابلے هست این مثل ندیج کد یک گز دو فاغند

ان حوالوں سے جعفر زائل کے دور کا کسی حد تک تعین ہو جاتا ہے گ وہ شاہ جہان کے آخری دور میں جوان تھا ۔ شاعری کرتا تھا اور فرخ سیر کے دور میں ۱۱۲۵ه/۱۱۲۵ع میں کل ہوا۔

مرؤا بد جعفر زُلْل قدين ، طباع ، تيز مزاج ، حاضر جواب اور اكرُ فول والي السان تھے۔ زبان میں ایسی کاٹ کہ جس بر جل کئی لکڑے ٹکڑے کر دیا۔

قادر الكلام ايسا كد جس بات كو جس طرح چابا ادا كر ديا ـ قوت اختراع ايسي الله اظهار بيان كے ليے يہ شار اتے الفاظ و تراكيب وضر كو ڈاليں \_ يدل كے

دوست و معاصر بندراین داس خوش کو نے لکھا ہے کہ : ایک رات جنفر زالی ، جر اپنے دور کا ہجو نگار اور فعش گو ٹھا ، ان

(بیدل) کی تعریف میں ایک مثنوی کہد کر لایا ۔ ابھی یہ بہلا مصرع بى "چە فىضى جە عرق بە بىش تو بھش" بڑھا تھا كد (بيدل نے) قرمايا "آپ نے بڑا کرم کیا کہ تشریف لائے۔ ہم فتیر بیدل ہیں۔ ہمیں یہ حق نمیں پہنچتا کہ ایسی حکایات سنیں جو استادوں کے حق میں گلمیں جائیں ۔ جبب سے دو اشرفیاں لکال کر اپنے مداح کو عنایت کیں اور خاموش ہوگئے ۔ حاضرین مجلس نے بشمول فقیر خوشگو پرچندگزارش ک کہ اگر آپ اجازت دیں تو وہ اس کا مصرع ثانی پڑھے جس سے پنا چلے کہ لفظ بھش کا قانیہ اس نے کیا نظم کیا ہے مگر قبول ند کیا

میر حسن نے لکھا ہے کہ ایک روز بیدل کے ہاں گئر . میرزا شعر گوئی میں سیمک ٹھے ۔ متوجد لد ہوئے . مرزا جعفر نے پوچھا کد صاحب و قبلہ کون ا مصرع قرمایا ہے۔ بیدل نے کہا :

ع لاله بر سنه داغ چون دارد تبعفر نے کہا اس میں تاسل کی گیا بات ہے اور برجسہ یہ مصرع پڑھا :

ع چوبکے سبز زیر کوں دارد"۲۲ شفیق نے لکھا ہے کہ یہ ایک سیع "عد اشرف" نام کے کسی شخص کے لیے لکھا :

ع عد اشرف پيغمبران است

ہد انسرف نے نوجہ لد دی ۔ جعفر نے دل برداشتہ ہو کر یہ مصرع کہا ، ع ند این اشرف که مردود زمان است

لفخر النساء بیکم خان جہاں بہادر کی بیٹی تھیں ۔ جعفر نے مدھرہ اشعار لکھا اور بھیجر ۔ انواب زادی نے دیوان کو حکم دیا کہ مرزا جدر کو تہی رونے دے دیے جائیں ۔ دیوان کی نیت میں فتور آ گیا اور ۳۰ کے بجائے باغ ووٹے تھا دیے ۔ جعفر کو بنا جلا تو فتح خان کی بچو اور فخر النساء بیگم کی مدح میں بہ قطعہ لکھا :

ہو ہیں نے مدے یکم کی بنال الکھی اور جائے کو میں بڑہ سائی (پے دھربالا کا کہ کی سٹی دانا چادر کی جہ بئی (عصت مریم و پائیس کا نے کائی کی ماشان دولوں (کائے ٹیس کی باج اکلے اللی تح خان کی کابج کائے ہند رکن میں شہزال کی جم بقش کے سواروں میں کے شاس کے اور سرویل کی خدمت پر ملوری جامع اس کے میں کہ کائے کا اور افضائیاؤالد سے میں

کی لیکن شنوائی لم ہوئی ۔ ایک تنام اکمی اور لوکری چھوڑ دی : بر خس و خاشاک بسر نوکری لزد خرد بیٹر ازیں لوکری جعفر ازیں کتبج اکھسی مورچل شرم حضوری مکن اور چھوڑ چل

جعفر آزیں کتیج تکھسی مورجل شرم حضوری مکن اور چھوڑ جل نوکوی چھوڑ کو شہزادہ کام بخش کی بجو لکھی : (نے شام والا گہر کام بغش کا تحکیر بز کرد و پیی و پخش

'در 'بر ایک دست پهیلائے 'کر دیا 'فیل ڈنو کو پہنائے 'کر انفول مکن جملر اکتون خصوص 'کدخی پردہ پوش است میں پردہ پوش انوکری چھوڑنے کے بعد مالی مالت شراب پور کلے بعد وہاں ہے بھاگا بڑا جس کا اظہار ایک للغام 'احسب خود گفت شد' بین کیا ہے۔ بیانی حصف کی مذہر نظموں میں شارا کی ما سکتر ہے۔ خد شد درکھ

واوں سے بھا ماہ ہور بیس ی اصبار ایک امیم احساب عود العد اللہ اللہ ہے ۔ یہ انظم جعفر کی بیٹرین اظامران میں شار کی جا سکتی ہے - چند شعر دیکھیے : در ایکسی افسادی ایسا درد و غسم آبیادی ا

از لفظ ہے معنی خود از حرف لایعٹی خود عتاج از ار خشک و تر کنید جندر آب کیسی بنی

جعفر کو اب تک صرف بزال و زئلی صعبہ کر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ کسی نے تاریخی ، تہذیبی و لسانی زاویے سے جعفر کے کلام کا الدازہ نہیں لگایا ۔ وہ ایک منفرد شاعر بے جس کے کلام سے نہ صرف اس دور کے حالات و عوامل کا پتا چاتا ہے بلکہ معاشرتی و تہذیبی گراوٹ اور سیاسی و اخلاق زوال کے بتیادی اسباب کا بھی پنا چاتا ہے ۔ جعفر نے غزل کو اپنے اظہار کا ذریعہ نہیں بنایا بلکم اپنے غصوص مزاج کی تندی و تیزی ، راست بازی و حق گوئی کے باعث بے باکی کے ساتھ ایسی لظمیں لکھیں جن کے احاطہ ' اثر میں سارا معاشرہ اگیا . اس دور میں جعفر زالی ہی ایک ایسا شاعر ہے جس کے ہاں اپنے دور کی اعراور ترجانی ہوئی ہے ۔ اس کے کلام سے اس دور کی روح کی تصویر آثاری جا سکتی ہے ۔ اورنگ زیب کا پورا دور اس کی نظروں کے سامنے گزرا تھا ۔ اس نے اس کا عروج بھی دیکھا تھا اور ڈھلتے سورج کے سائے کو بھی اور اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس انتشار کو بھی جس نے اس عظیم سلطنت اور صدیوں پرائی جمی جائی تہذیب کی بنیادوں کو ٹیز آلدھی کی طرح بلا کر رکھ دیا تھا ۔ اس کا کلام شالی بند میں لسانی ارتفا کی پہلی کڑی اور تہذیبی و تاریخی اعتبار سے ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوائی جعفر کی سب سے اڈی خوبی ہے :

ع کیٹ کھوٹ میرے سخن میں نہیں اس سچائی کے اظہار میں جہاں وہ دوسروں کو نہیں بنشتا وہاں خود کو بھی معاف شہیں کرتا ۔ اس سجائی کا اظہار اس کی ساری شاعری اور نئر میں ہوتا ہے :

جعفر زالي از لب تو جوت بہتر است در آب داری سخت موت بیشر است

در حتى بنسدگان غسدا آنهه گفت، اى لاحول می کام گد ز تو بهوت بهتر است

ایک جگہ وہ اس بات کا اشہار کرتا ہے کہ یہ عجیب زمانہ آیا ہے جہاں سنجيدگل ہے معنی ہوگئی ہے اور برزہ گوئی عبوب بن گئی ہے : مرا عجب ز تناشائ وقت مي آيد

که به زه گوئی عزیز و مظار و منصور (دراختلاف (ماله)

اس دور میں جہاں برزہ گوئی عزیز و ملفار و منصور ہوگئی ہو ، جعفر کی آواڑ ایک ایسے انسان کی آواز ہے جو اپنی آلکھوں سے معاشرے کی گرق دیواروں او دیکھ کر غم و عصد میں زور زور سے قبلتے لگا رہا ہے ۔ وہ اس لیے ہنس رہا ہے کہ آپ کو رلائے۔ وہ اس لیے چیعٹنا اور چنگیاڑتا ہے کہ معاشرے کے برے کانوں تک اس کی آواز بہتج سکے ۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں لوگ اندہے اور بہرے ہو گئے ہوں ، جہاں سنجیدگی فکر مفقود ہوگئی ہو ، ہجو و طنز اور زئل سے بہتر اظہار کا اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے ؟ وہ معاشرہے کو أثيته دكها رہا ہے اور اس ليے جو بات اس كے منه سے لكاتى ہے ، كوٹھوں چڑھ جاتی ہے اور سب کی زبان بن جاتی ہے ۔ بیٹیت مجموعی اس کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زوال پذیر معاشرے کے ڈھیر پر کھڑا بنس رہا ہے۔ اس کی ہنسی غموں کی اس النہا سے پیدا ہوئی ہے جبان السان پر چیز سے بے لیاز ہو کر بنستا ہے ۔ اس کی بنسی اور اس کا طنز اپنے اندر اتنی کڑواہٹ رکھتا ہے کہ آدمی کے لیے اس کا لگانا دشوار ہو جاتا ہے ۔ جعفر کو احساس ہے کہ قدریں بدل گئے ہیں ۔ ٹیکی و غیر ، بہادری و شجاعت کی جگہ شر ، بزدلی اور سازش نے لر لی ہے۔ ہر شخص بغیر محنت کے وہ سب کچھ حاصل کر لینا چاہتا ہے جس سے زندگی عیش و عشرت میں بسر کی جا سکے ۔ کوئی اخلاقی جرم ایسا نہیں ہے جس کا ارتکاب اس معاشرے میں تہ ہو رہا ہو - شرفا رذیل ہو گئے ہیں۔ بادشاہ طوائفوں کے ساتھ داد عیش دے رہے ہیں ۔ شراب اور طاؤس و رہاب نے قدر اول کا درجه حاصل کر لیا ہے اور وہ توازن ختم ہوگیا ہے جو ایک صحت مند معاشرہ محنت اور عیش کے درسیان قائم رکھتا ہے۔ جعفر کی بنجو ، اس کا طنز و قبیشہہ ہے ہسی کی اس انتہا ہے پیدا ہوتا ہے جہاں انسان پر چیز سے بے لیاز ہو کر گالیاں بکتے لگتا ہے ، ہنسنے لگتا ہے یا بالکل غاموش ہو جاتا ہے ۔ اس لیر اس کی شاعری میں زہر بھرا طنز اور اتنی کڑواہٹ ہے کہ معاشرے کے لیے اس کا ٹگانا دشوار ہو جاتا ہے۔ یوں عسوس ہوتا ہے کہ اس نے زوال پذیر معاشرے کو لٹگا کر دیا ہے جہاں مربوط ہذیبی رشتے اس لیے بکھر رہے ہیں کہ حاکم و حکمران مننی قدروں کے مام میں ایک ساتھ نہاتے ہوئے تہذیب کے خاتمے کے بندویست میں مصروف ہیں ۔ اس صورت حال میں جعفر کرتی دیواروں کے ملبر اہر کھڑا طنز و ہجو کے تیر برسا رہا ہے ۔ ابتذال و پسٹی کے اس دور میں ایک يے باك ، سوے السان كے ليے ابنى زبان پر قابو ركھنا مشكل ہوتا ہے۔ ايسے میں معاشرے کا پردہ اسی انداز سے قاش کیا جا سکتا ہے : ع 'کسے جعفر پورکھ سیانا عجب یہ دور آیا ہے جعفر اپنی پیجو کمون کا ابھی جی جواز پیش کرتا ہے :

له المدين وجود فرق کا علمي مي موال يمام 30 ميد.

المدين الموري و المرحمي و الموري و

جسٹر کے گائی ہے سلام ہونا ہے کہ تخیاب کا دس مل ہو الدی مصروح کے دو بھار کیا ہے ساتھ ہونے ہونے ہونے کا بھار جار امورہ خالیہ ایک دوری کالیہ بعد خالیہ ہوروں ہے۔ حالیہ خالیہ علوات امورہ خالیہ ایک خالیہ بعد اللہ ہوروں ہے۔ حالیہ خالیہ بطورہ گرد فرط ہے خالیہ بالک خالیہ ہوروں ہے۔ گرد فرط ہے کہ اللہ ہی ہے۔ اس اللہ علی مراحل خالیہ ہورا ہے۔ مصروبہ ہے۔ حمل کی افراد کی اس اللہ عمل کو خالیہ ملے دورائی ویال کا آواز المبر ہے۔ ہورائے کہ اس کے فائیں کی اس اللہ عمل کو خالیہ ملے دورائی ویال ویال کے مسافرہ ہورائے کہ اس کے فائیں کی اس اللہ عمل کو خالیہ ملے دورائی ویال ویال کے مسافرہ ہورائے کہ اس کے فائیں کہ اس اللہ عمل کو خالیہ ہورائے کہ دورائی کا خوالیہ ہورائے کہ کو جس طرح اسافرہ کی جارہ اس میں ایک دورائی ایک دورائی کی دورائے کا دورائے دورائے کے فائی دورائے کہ دورائے کی دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ اس کے دورائی کہ دورائی کہ دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ اس کے دورائے کہ دورائے کہ دورائے کہ اس کے دورائی کہ دورائے ک موسیقی کی دھنیں ، راگ راگنیاں ، ساؤ ، لباس ، کھانے ، وہن سہن کے طریقے ، رسم و رواح ، باغات اور نهرین سب بر یهی طرز احساس حاوی ہے ۔ یہ تبذیبی عمل جو امیر خسرو کے ہاں پھیلتا بڑھتا نظر آتا ہے جعفر زلمی کے ہاں اس کا متضاد رخ ساسنے آتا ہے ۔ امیر خسرو کے دور کا کاچر طلوع آنتاب کا منظر پیش کرتا ہے اور جعفر کا دور غروب ِ آفتاب کا منظر بیش کرتا ہے ۔ اس دور میں وہ کاچر مفلوب ہو کر دوسرے کاچر میں جذب ہو کر ایک ٹیسرے کاچر کے عد و خال أبھار رہا ہے۔ یہ تیسرا کاچر أردو زبان کا کاچر تھا جس میں فارسی کنچر کے زندہ مناصر بھی شامل تھے اور دیسی عناصر کی بتبادیں اور روح بھی۔ یہ اس کاچر کی نشان دہی گر رہا ہے جس میں برعظم کا قومی کاچر بننے کی صلاحیت تھی۔ جنفر کے زبان و بیان کو دیکھیے۔ اس کے انداز بیان میں ، لفظوں کی ترتیب و انتخاب میں ، مرکبات اور بندشوں میں ، فعل و مشتقات فعل میں دیسی اثر چھایا ہوا ہے۔ وہی الفاظ لطف دے رہے ہیں جو اس تیسرے کاچر کی ترجانی کر رہے ہیں - امیر خسرو دیسی کو بدیسی سے ملا کر جوکھھ بنا رہے ہیں اس پر فارسی طرز احساس غالب ہے ۔ افضل کی ایک کہائی میں جہال فارسی آ رہی ہے وہال اظہار میں روائی بیدا ہو رہی ہے اور جہاں مصرع أودو ميں ب وبان اكهڑا اكهڑا بن عسوس بونا ب - جمنر كے بان ديسي لفظون میں توت اور زندگی کی لیک محسوس ہوتی ہے اور فارسی الفاظ پھیکے بھیکے ، أثرے أثرے سے معلوم ہوتے ہیں ۔ جعفر كا ایک شعر بے :

اربوژه و عربوژه ارسد گر ترا بلست کی در دران کی دارا از در ا

بک سبز پھالک کھیرہ بالم غنیت است پہلے مصرع میں تربوزہ و خربوزہ کی اہمیت مسلئم ہے لیکن اس شعر کا ساوا مزا

''یک مبز بھالک گھیرۂ بالم'' ہے پیدا ہو رہا ہے ۔ دوسرے مصرمے کی تہذیب پہلے مصرع کی تہذیب پر غالب ہے ۔ ایک اور شعر دیکھیے :

ے مصرع فی تہدیب پر غالب ہے ۔ ایک اور شعر دیکھیے : رہے شاہ شاہاں کہ روز وغا نہ بائند نہ 'جنبد نہ ٹائند زجا

چان فارسی زبان اور نهذیب بندوی مزاج مین ڈمل کو لیا روب دھار رہی ہے۔ چلا معمور ووایش ما معلوم پوقا ہے لیکن دوسراء معموم ، جس مین فارسی انساز ہر باتا ہے پائد اور لگنا ہے لئلہ باپا کیا ہے ، انہیں دو اور لنظوں سے گہر آئر اور پھر لینا کیا ہے ۔ بلند اور للہ دائن مارسی و بیشن مزاجوں کے وسل ہے تعرب کھور کی اشافتہیں کر رہے ہیں ۔ اوراک زوب کے مرئے کے بعد اس عظیم منطقت جی جو گرم ہوا جنمر اے یوں بیان کرتا ہے ·

بسر اسباب و صندوق است پر سو صدائے توپ و بندوق است ہر سو جهثاجها و بهثابها است بر سو كثاكا و لثالث است بر سو جر جا مار مار و دهاؤ دهاؤ است اوچهل چال و تبر خنجر کثار است جعفر فارسی زبان میں انظم لکھ رہا ہے لیکن پندوی زبان کا اثر فارسی پر غالب آ رہا ہے ۔ اس کے کلام میں جی رنگ اور جی اثر تمایاں ہے ۔ امیر خسرو تہذیب کے ایک موڑ پر اور جعفر زالی تہذیب کے دوسرے موڑ اور کھڑے ہیں ۔ آگے چل کر اکبر الہ آبادی تهذیب کے ایک اور موڑ ہر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اكبر الدآبادي تک آتے آردو زبان سارے برعظم كى زبان بن چكى تھى جسے پتدو ، مسابان ، سکھ ، عبسائی ، ہارسی ، انگریز سب استعبال کر رہے تھے لیکن آب اس پر باہر سے آنے والی ایک ٹئی زبان اور اس کا کاچر اثر انداز ہو رہا ے۔ اکبر الد آبادی بظاہر انگریزی لفاؤں اور تہذیبی علامتوں مثار ڈاس کا جوتا ، پائیٹر ، ٹی ، لیمولیڈ ، کالج ، مس ، ویسکی وغیرہ الفاظ طنز و تفنن کے طور پر استعال کر رہے تھے لیکن بیماں ان کی وہی حیثیت ہے جو جعفر کی فارسی میں مندوی لفظوں کی تھی۔ جیسے جعفر کی شاعری سے پتا چلتا ہے گا۔ قارسی (بان و تہذیب پر دیسی زبان و تہذیب عالب آ رہی ہے اسی طرح اکبر الہ آبادی کے وان دیسی تہذیب پر مغربی تہذیب غالب آئی دکھائی دیتی ہے۔ اکبرکی شاعری میں الکریزی الفاظ ویسے ہی شعر کی اثر الکریزی میں اضافہ کر رہے ہیں جسے جعفر کے بان بلند و اللہ ، اٹکنڈہ و مٹکنڈہ اثر بیدا کر رہے ہیں۔ جیسے اکبر کی شاعری کا مبالفہ آج مدینت بن کر بہاری تظروں کے سامنے ہے اسی طرح جعفر زُلْل کا مبالف اسی صدی میں بہت جلد حقیقت بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ کسی تہذیب کی روح کا مطالعہ اس کے ادب کے ذریعے کیا جا سکتا ہے اور جعفر کی شاعری اس اعتبار سے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے ۔

 نے کا کی فکر کرن چاہیے ۔ "ارمی بشر" میں طویلی سے خالمیہ ہو کو کرنیا ہے۔ کہ اس الجمورة اور" سے جات کال سے کار ہے ۔ اس میں ان اور ہے کا افرو اند یہ چیزہ ، اس طاعری سے کالی میں حداثی اور انداز میں کا انساس ہونا ہے ۔ اسساس فاتا کا بھی موضوع ہاں اور آرا انا ہے ۔ "سے آبائی میر" کی روہان اگلہ آئر عاکم میں چاہات اہم کی فضا میں فائسا ، عیرت اور موٹ کے انساس کو آجارگر کائن ہے : کے انساس کو

ے: آگر طائل سو تو ہووے ، امد میں رات دن روفے لیک بھر نید کیوں سووے کہ آخر خاک ہو جاتا جوں کے لاکھ تھے گھوڑے ، مدا زرانت کے جوڑے اولیوں کو موت نے توڑے کہ آخر خاک ہو جاتا ہزاروں شہر کے راجا ، جنو مکھ چائد ہے لاجا اسارہ موت کا باجب ان کرتا تھے۔

السنان میں انسان ہوت کا باجستا ) کمہ آخر نحسان ہو جاتا 'کاؤ اللہ دریان ضغی' کا دوخوع بھی ہی ہے ۔ دہوار کو کائٹر انکہ گیا ہے جس سے آثار کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے ، ایسٹین برانی ہو کر کیس گئی ہیں، مئی گرنے انکی ہے ۔ اس صورت حال کو دیکھ کو شاعر خود سے پوچھتا ہے کہ اب

ک کول بائیے اور اس بات کو در اسل طرح ہے جان کرتا ہے : ورف ہوا ہے جمہورات اگا تلفنے کاموریم کا سنبان کسار کردی کہد جنر اس کا کہیے جون چلا ہے دی ورف گر کمید اور سازا مراج گر اورجا نئی مساکر کون کامید بیشتر کے اورجا نئی مساکر کون کامید بیشتائے گا تاکیر جن کا مطارکون کامید جند کی چان چانائے گا تکتے جن کا مطارکون کو چان چیشائے گا تکتے جن کا مطارکون کو چان چیشائے گا

تکتے حین کی علم توں کوب جید اب کیا کیجی مرکب او تیر الک ہے کوئی انہ تیرے حمک ہے کیوں کر چلو کے باز کون اکمیہ جدفر آپ کیا کیجیے اثر الکیزی جیٹر کی ایک ایسے مصدومت ہے جو پر رنگ حاض میں یکمان طور پر نظر آپ ہے اس ایل ماس کی اعلان جیت جو تاثر

کرتی ہے -دوسرا حصہ وہ ہے جس سے اس دور کے حالات و واٹمات پر روشنی بڑتی

ے۔ بہاں وہ بے خوف و خطر اپنی بات کو سچائی کے ساتھ بیان گر دیتا ہے۔ اللہار میں فحش و غیر فحش الفاظ ساتھ ساتھ استمال ہوتے ہیں۔ بنیادی اہمیت اس معائی کی ہے جو بیان کی جا رہی ہے - رالمیان ، لوٹلٹ اور پیجڑے سارے معاشرے پر جھائے ہوئے ہیں اور سارا معاشرہ انھی بازیوں میں مصروف ہے ـ جمغر دیکھتا ہے توکمہتا ہے :

رواج پایا و پو بو در چمن بسیار و نار لولی و پیجڑ، پیر گجا مونور

کی آماوس مال ہے حصیہ یہ دور آیا ہے اس میں میں اور اللہ میں امراق کی اللہ میں اللہ کی اللہ کی اللہ کی اللہ کی اللہ کی براہ دور آیا ہے اللہ کی براہ دور آیا ہے اللہ کی براہ دور آیا ہے اللہ اللہ کی براہ دور آیا ہے اللہ اللہ کی براہ دور آیا ہے اللہ کی اعمر سب میون میں انکون کی المحل کے اللہ میں انکون کی اللہ سے میر دور آیا ہے کہ میں امراق کے اللہ کی ال

خصم کو جورو أله مارے ، گریباں باپ کا پھاڑے زلوں سے مرد بھی بارے ، عجب یہ دور آیا ہے بہت لڑکے بھریں کوئی کہ دیئی ڈھونڈے سوئی مراویں کون نے دوئی ، عجب یہ دور آیا ہے

ایک ار الله "مستری" السال و انسیت الده مواق زیاده بیگوریه" بین بیشتر ایک ایسیا از ایک بری بهای کا مطابق کری ایک کا مطابق کری ایک کا مطابق کری ایک کی بیشتر ایک این این ایک بیشتری می موان بری بری کی بیشتری کی ایک بیشتری کی بیشت

جعفر زبان را بند کن باراستی پیچند کن دل خسته را خورسند کن ژبن شیوه رایابکزار به

 کر آبات بنیا بھی باپ کے رائے پر بھا او بلندا کا سکتہ جائد ہی ہفا ۔ ان تطون میں بعدر کے ہو کہہ صدرس کا سیال ہے لیان کو دیا ۔ اس کے مالیکر کے کسی در کو تین بلکہ سیال کاسپ ہو کو جب بیاور شد اول کے فاتے کہ ان برائز کے میں اس کے کران کیمہ کو سامن سیال کے جائزہ کی اس کول دی ہے ۔ وہ اورکان زیب کو سامک و ملٹ کے ابھی ایک اس و فوران حقید کیا وہ اورکان زیب کو سامک و ملٹ کے اپنے ایک اس و فوران حقید کیا رائے دیا

ورباۃ مثل و دربی ہے او دو تم است کمروس مطعقت ہے او حتج است کے دورہ است است است کے اور حتج است است کی است کے دربی است کی است است کی است کی دربی است کی دربان ایون کی دربان ایون کی دربان ایون کی دربان ایون کرتا ہے ۔ اس برت کیری منبودات کے ساتھ برائ کے دربات کی دربان میں کرتا ہے ۔ اس برت کیری منبودات کے ساتھ برائ کے دربات کی دربات است کی دربات کی دربات کی دربات کی دربات کے بیٹر وی است کے بیٹر وی است کے بیٹر وی است کے بادی وی ۔ بیان منتر است ہیں میں تم رویا دائل اور دربات کے بیٹر وی است کے بادی وی ۔ بیان منتر است ہیں منتر پر ویا است کے بادی وی

الرهانے كا وسيلہ بن جاتا ہے ـ

جعفر کی شاعری کا تیسرا حصہ ہجویات پر مشتمل ہے جس میں اس نے ظالم حاکموں ، جاہر حکمرانوں ، نے ایمان وزیروں ، بزدل فوجیوں ، رشوت خور دیوان اور کوتوالوں کی ہول کیول کر ان کے ظلم و جبر ، غفلت شعاری ، منافقت و ریاکاری پر طنز و پنجو کے زیریلے تیر برسائے ہیں۔ وہ بے خوف و خطر پوری نے باکی سے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے ۔ الھیں رسوا و ڈلیل گرٹا ے اور ایسا لہجہ اور ایسے الناظ استمال کرتا ہے کہ اس کی بات لوگوں ک آبان پر چڑھ جائے۔ اس مصہ شاعری میں بھی مزاح یا تقریح کے بجائے عصہ و بیزاری اور گہرے خلوص کا احساس ہوتا ہے۔ وہ عصد و بیزاری میں گ ل ج کا استمال اسی بے ٹکانی سے کرتا ہے جس بے تکافی سے وہ دوسرمے الفاظ اپتا مانی الضمیر اور اپنے اُبلتے ہوئے جذبات کے اظہار کے لیے کرانا ہے۔ اس کی ہجویات میں درد ، کرب اور گہرے دکھ کے ساتھ اس دور کی روح نظر آتی ہے جو مسخ ہو کر نے حوصلہ ہو گئی ہے ۔ اس کے لہجے میں تندی ہے ؛ اس ى زبان ميں ٹھوكنے ، كائنے ، بينبھوڑنے اور كھوكے دينے كى قوت بے . وہ أردو فارسی کو ایک سانہ استمال کرنا ہے جس سے اس کی شاعری میں ایک الو کھی دل کشی پیدا ہو گئی ہے ۔ جعفر اپنی ہجویات میں لفظوں کی لیٹی ہوئی سلاخوں سے روح پر چرکے لگانا ہے اور معاشرے کو ، حاکموں کو غیرت دلانے ك

لیے ان کے سد پر تھوکتا ہے ۔ اس نے اپنی شاعری سے اُردو زبان کو ایک لئی توانائی دی ہے اور شاعری کا ایک مقصد بھی متعین کیا ہے ۔ ایک ایسے دور میں جب خلوص ہے معنی ہو چکا ہو ، عبت ، مروت ، شرافت و لیکن کی قدریں مرده بو چکی بون ، اور مکر و فریب ، لوث کهسوٹ ، امرد پرسی ، ژناله پن ، یے حیائی و اوباشی زندہ ندریں بن گئی ہوں ، جعفر کی آواز ایک سچے انسان کی زندہ آواز بن کر آبوری بے اور اپنی طرف 'بلاتی ہے ۔ اس کی شاعری میں تسری و بلبل کی نفسہ سنجیاں نہیں ہیں ۔ وہ خیال کے طوطا مینا نہیں اُڑاٹا بلکہ واقعاتی شاعری سے اپنے دور کی ترجانی کرنا ہے - اس کی شاعری میں ایک ہنگامر ، ایک شور ، اکھاڑ بجھاڑ اور چلت بھرت کا احساس ہوتا ہے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اھیڑ میں ، جہاں شور سے کان بڑی آواز سنائی نہیں دبتی ، جعفر چیخ چیخ کر لوگوں کو اصل حقات سے روشناس کوا رہا ہے - ایسے میں اس سے صرف شائستہ و پاکیزہ روابق زبان کی توقع رکھنا ایک بے جا مطالبہ ہے ؟ کیا آپ بھیڑ میں صرف آپ جناب سے گفتگو کرکے لوگوں ٹک اپنی بات بہنچا سکتے ہیں۔ بھوسری نامه ، كند مروا ، هجو خان جهان جادر سهم دكن را ، هجو كوتوال شهر ، هجو فتح تحان ، بنجو رائے رایاں ، بنجو دھرم داس ، بنجو دائم تحان ، پنجو شاکر خان فوج دار ظالم ، بجو چوکی نویس ، بجو سبها چند دیوان ، بجو عصمت بیگم نواسی معمور خان ، بجو رحمت بالو ، بجو مرزا خدا بار خان کوتوال دیلی وغیرہ اسی نوع کی تظمیں ہیں ۔ جعفرکی شاعری کا چوتھا حصہ وہ ہے جس میں طنز ، ظرافت میں چھیا

جائر کی اداری کا جوابا مصده ب جس میں طرز عراقت میں جہا ہوا ہے جا ان این کافیاد میں بہت ہے اور دوروں کو بھی ہستا ہے اور دوروں کو بھی ہستا ہے اور دوروں کو بھی ہستا ہے اور بہت ہیں ہے ہے۔ ہے کہ کشفال جوابا ہیں ان ہم اور اداری زائد کی بھی ہا ہے بھی ہے اور ہے کہ باتا ہی ہیں ہے اور ہے ہیں ہے ہے۔ مؤد بعشر کی ابنی علی ہے بہت ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں ہے۔ مؤد بعشر کی ابنی علی ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں ہے۔ ہمار کروا ، املی ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں ہے ہیں ہے۔ ہمار کروا ، املی ہے ہیں ہے۔ اس ہے ہیں ہے ہیں ہے۔ ہمار کروا ہے کہ ہم میں باتا ہی ہوئے ہی اس دور بین کسی ایک عامر یا ادرب کے ان کانا ہم و انہ میں استان ہوئے وں اس دور بین کسی ایک عامر یا ادبیا کے ان کانا ہم و انہ میں استان ہوئے وں اس دور بین کسی ایک عامر یا ادبیا کے ان کانا ہم و انہ میں استان ہوئے وں اس دور بین کسی ایک عامر یا ادبیا کے ان کانا ہم و انہ میں استان ہوئے وں اس دور بین کسی ایک عامر یا ادبیا کے ان کانا میں دائر میں کسی ہے۔

یے اس کے اسلوب کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ لفظوں سے ایسی

آوازیں بیدا گرنا ہے جن ہے ایک طرف بیڈیو و خیال واضع ہو جاتا ہے اور دورس طرف اس کی شاہری میں چلت بھرت کا احساس بیڈا ہو جاتا ہے۔ اس عمل ہے ایک فشا بنتی ہے اور طنز ر بھو کا کہرا اثر بیدا ہوتا ہے۔ ادورتک زیب کی جادری ، مردائی اور پامردی ہے ہم کر لڑنے کی صلت کو ان دو معروب ہے اس طرح ایوانا ہے:

ز ہے شاہ شاہاں کہ روز وغا لہ ہائد نہ جبد لہ ٹائد زجا اورنگ زیب کے بعد پر منظیم میں جو صورت حال پیدا ہوئی اس کی تصویر ان

اورانک زیب کے بعد برعظیم میں جو صورہ آوازوں سے بوں اُجاگر کرتا ہے :

رواون سے بون ماہ در دن ہے: مطابق تحریر بندول است پر سر مجھچھٹے و ایمائیڈسٹ است پر سر ''کا'ٹ و قائلہ است پر سر چھچھٹے و ایمائیڈسٹ است پر سر ''کارات است پر سر سر ہم بر جا بار دو مطابق میں میں استہ ہے۔ ہم بر جا بار دو رکھے جی دی تاثیل آواون سے معنی سمجھے باہر مشہوم واضع ہو بائل اور دیکھے جی دی تاثیل آواون سے معنی سمجھے باہر مشہوم واضع ہو بائل

چفل کرتے ہھریں جفلے ، بھکل کرتے بھریں بھکلے دغل کرتے پھریں دشلے ، عجب یہ دور آیا ہے (دور نامہ گوید)

توبد ازین مسکن روز فراخ روز و شب آوازه بهس یون پٹاخ (در اموال نوکری) تهکا تهک تهک است بر حال او

y gat  $y_{ab}$   $y_$ 

ر المراقب في حدثون كاف الرواح و المنفي بدا وقد به .. بيتر كلي كليد من المراقب الموقع في حدثون كاف المدرس لم الله وقد من المراقب في من المراقب المراقب في المراقب في

جینسز زئل نے آردو میں ہجوبہ و طنزیہ شامری کی بھربور روایت نائم کی ۔ لہ اس دور میں اس کا کوئی ہریاف تھا اور نہ آج ہے ۔ اس کی ہجوبہ شامری کا مزاج شہر آفروس کا مزاج ہے ۔ اس کے لیچے سے آئنامہ دور میں لکھے جائے والے شہر آفروس کا البحب متین ہوتا ہے ۔ اس کے موضوعات اور زبان و بیان مزر بوسے بنی ۔ مثالہ میں چیند شمر دیکھی ج

ہم ام کروں اسدار ہیں ، یہ نوکری کا خط بے اور میشہ خوار ہیں ، یہ نوکری کا خط بے نوکر بدائی خدان کے ہ عملے آدمہ الدین کے تاوین نے ایمانت کے ، یہ نوکری کا خط بے دویل کل جینے آدم میں کی دیس کا بین دید بداؤل کے بینے ، یہ نوکری کا خط بے کووال کا بیوکل مسا در فاقد شد میارٹ کا کا مرکزی کا بیوکل مسا در فاقد شد میارٹ کا مرکزی کا حید نے شدا یہ نوکری کا خط بے مرکزی سرے خدا یہ نوکری کا خط بے مرکزی سرے خدا یہ بردی کا میں خوادی کا خط بے مرکزی سرے خدا یہ نوکری کا خط بے

اوز بھر ان اشمار کے لھچے ، طرز ادا اور موضوع کا مثابلہ حاتم ، سودا ، ناہیں ، میر وغیرہ کے شہر آشوبوں سے کہجے تو آپ اس اثر و ممالک کو عمسوس کر حکیں گے ۔ اس کی شاعری میں اس کا اپنا دور بھرپور انداز سے موجود ہے۔ سمجت نظام با دامان د دورے اور طفات بھی ہیں اور شیواں د نظیرہ ، امامیت نظام ، افائلے ، نظر لئے اور بودری بھی ہی یہ ایک براہ بھر ہی اس کے مصفیت کی کمری مواب ہے ۔ اس کی شاری مانواں میں دی گئی ان کے اس کا میں میان کی شال ہے ۔ جہنے جہنے شام سے خواب ہے ہو اور کمین میانوں ہے ۔ وہ ان وی روایت خود بھائے ہے اور خود ہی اس میں امامی کر شریط ان میان بھی جہنے ہے ۔ وابسی بھائے ہے اور خود کو رواز اور اور دوران کر دوران کی دوران

اعلاق رنگ غالب ہے اور جی جعفر کا بنیادی رنگ ہے۔

"گهرْگهژایت الرعد تی الکتبرام" به "سوسلادهار و ایل الکتبوثر والبوچهژان" "افزیل المارات و گزیزات الکتباشرات"، "افزیق اوثیه خشمت دس بیشه عبرا"، "ابرسا برسی"، "ابات بهولی بهالی"، "ایجهیت چهالت":

یعشر انفلوں کو اپنے مزاج کی مناسب اور اللہار کی شرورت کے اطاق ہے جس طرح جاہتا ہے استمال کر کا ہے اور وہ پانے بالدے اس کی خدمت کے لیے پر دم آماندہ رہتے ہیں - اس استمال ہے اس کے انزی سائوں کی بہ شکل بیتی ہے: "مگام شدیدہ کو جب اور آئے اور اشدی و، گئی - عالا کجا مطالح راگ و کاجا سیاک د پھاک ۔ گئے کہ دیکر گئٹ الد ہے درد قبطائی تو کیا جانے ہیر پرائی ۔ باساع ازیں نفعہ جم برآمدہ گفت انچہ کہ دلائی بده ، گفتم ارے میرا تھا سو تیرا ہوا ۔ از برائے غدا ٹک دیکھن دے۔ كقم كهاؤ است - مرده دوزخ جائ يا بهشت ، عيم علوه ماللے سے كام -اپنے لین بجیے دے تو کھلاونی بھر بھر مال ۔''

اس نثر کو دیکھیے تو اس میں أردو ضرب الامثال اظهار كا بنهادى وسيله بين اور فارسی کی حیثیت اس تھالی کی سی ہے جس سیں یہ شیرینی رکھی گئی ہے۔ جدار زائلی کی نائر کو پاغ عنوالات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) وقائع دربار معلیل (y) عرضداشت (y) رقس جات (w) شرح (a) وقائع چهره

"وقائع دربار معلیٰ" میں جعفر نے شاہی روزنامے کا بیراید اختیار کیا ہے۔ دربار جا ہوا ہے ، ہادشاہ کے حضور میں مسائل و مقدمات پیش کیے جا رہے ہیں اور بادشاء سلامت مقدمه سن كر جامع و مختصر حكم صادر فرما رب بين اور يم حكم موقع و محل كے مطابق ، كسى أردو كمهاوت يا ضرب المثل كى شكل ميں ہوتا ہے جس کا تعلق ان وافعات ، شکابات و متنمات سے بھی ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ طنز و کمسخر بھی اس میں موجود ہوتا ہے۔ "وقائم دربار معلم!" کا طرز اور الدار و لہجہ وہی ہے جو شاہی ونائع لویس کا ہوتا ہے۔ ان ''وقائع'' کی تعداد کم و بیش 128 ہے۔ ان میں سے چند وقائع ایسے ہیں جن سے دور عالمگیری پر روشنی بڑتی ہے اور زیادہ تر ایسے بیں جن سے بحد معظم بہادر شاہ اول کے زمانے ح حالات و التشاركا پنا چلنا ہے ۔ "وقائع دربار معلیٰ "كى ابتدائی سطور مى میں جعفر نے واضع کو دیا ہے کہ یہ بہادر شاہ کے دور حکومت میں لکھے - UI 25

الوقائم دربار معلئے ، حضرت ظل سبحانی ، غلید: الرحانی ، حاقت پناہ ، نحفلت دست گاہ ، پادشاہ ہے ہوش ، بحد معظم شاہ بهادر ، انتہازات دریار معلیلی ، ڈھولک ڈھانگ \_ \_ \_ \_ ''

سبب تالیف بیان کرتے ہوئے جنفر نے لکھا ہے کہ ،

"بعوض رسيد كه مرزا جعفر زللي بيكار تشسته است ـ باليف الفاظ لایعنی مشغول می باشد و واقع بائے اشال بدایع جمع می سازد ۔ حکم شد بیٹھا بنیاں پلڑے تولے ۔''

اس کی شاعری کی طرح ''و تاالع'' سے بھی جعفر کی ڈیانت و طباعی ، جودت و ذکاوت کا بنا چاتا ہے ۔ چھوٹے چھوٹے والعات کے بیان سے ایک طرف ظرافت الیک جایا گائے ہے اور سال مال جائے زمانہ ار طرح تیز برسائے کے ہیں۔
اس دورج بدہ وقتے چت خطیل بونے اور رست ہے بھیوں اور خاطروں کے آمی
اس دورج بدہ وقتے چت خطیل بونے اور رست ہے بھیوں اور خاطروں کے آمی
اور المح جین اس مارائی آگئیں ہے جسٹر کے انسان کے رسول ہے اس ایک بروائے میں
اس کے جائے میں اس امالے اسکانی کی اس میں اس اس مالے اس اس میں اس میں
اس کی جہا کے بات جیانے کہ آئی موردان کے زمانے میں امالی اور اور اور دور
اس میں میں میں میں اس میں اس میں اس میں میں اس میں

''انظر صفاً حَشَنَّا النَّاسِ نُمُود کُد لاپور ارم ثانی است ـ صوبه دار این جا خان جهان بهادر مقرر شد ـ حکم شد : باندر کے باتھ ناریل ۔''

اورٹک زیب عالمگیر نے اپنی بادشاہت کا زیادہ وقت سیات رکان میں صوت کیا۔ غیال بند میں بادشاہ کی مسلسل مدم موجودتی سے صورت مال خواب ہونے کل اور افتتار کا دھواں انداز میں انداز گھائے لگا ۔ جنفر نے اس بات کو کئی ''وقائم'' جن بان کیا ہے :

(الف) ""كتول بيك بانو عرض تمود كه از منت مديد تدم مبارك حضرت در ملك دكان روز بروز بيشتر است - مبادا سلمان مجد غان اگر با گئے ديگران بطرف ملك مرورت بتازد و باخيال قائمت پردازد ـ قرمودلد : راجا جهوارك لكرى جهو بهارے سو بووے ـ "

ربونوند زربه چهورت سری جو پهنوت سو بووت : (ب) "عصمت بناه بیبی چرخا چورش الناس تدود کد حضرت در تسخیر ملک چنان مشغول الدکته از خرابی پندوستان خبر لدارند : فرمودند :

او کھلی میں سردینا ، دھمکوں سے کیا ڈرنا ۔'' ( ج ) ''روز آلت بیگم عرض کود کہ بدولت شہنشاہی دکن بسیار دیدند۔

ر ع ) مالا به بندوستان مراجعت فرمایند ـ فرمودند : ان لینون کا چی بسیکه ، وه بهی دیکها به بهی دیکه ـ"

وتائم میں جنس نے تاریخ و وقت کا بھی النوام رکھا ہے لیکن بیاں از رامر سزاح کیمھی وقت کو گر، جریب ، بالشت سے ناہا جاتا ہے اور کیمھی تخرہ ، دھول ، مسکر ، جابی سے جس کی یہ مروت بنتی ہے :

- ۔۔ لفایت یک گز دو توڑہ دور برآسد، دیوان عام فرموداند ۔ ۔۔ لفایت ام نخرہ و جہار بلک روز برآسدہ عدالت فی داند ۔
- ــــــ لغايت يک بولد و چهار چهينٽ روز برآمدء غسل عائد قرمودند ...

  - --- بتاریخ ،- بوم الجمهائی یک پیچی و پنج خمیاز، روز برآمده دیوان

--- بتارخ مم ہوم الجمہانی یک ہچی و پنج شمبازہ روز برآمدہ دیوان قرمودلد -یہ انداز سارے "وقائم" میں قائم رہنا ہے - کچھ وقائع ایسے ہیں جن میں جعفر

زائلی کے اتنے بارے میں لکھا ہے: (الف) ''بعرض رمید که مرزا جغر زائل از جمعا خاک روب قرض گرفتہ بود ، الحال پر چہ او میکوید، بہان منت قبول میکند ۔ فرمودلد :

بوده ۱۰ مامان پر چه او می توده : چین منت میون می تند .. فرمودند : "دبی ایلی جووبون پاس کان کتراوے" ــ" ( ب ) "دېموش رسید که دولت سندان به جعفر زالی سوالر عنایت و رعایت

تابه شکوه اند پردازد و بهجو بهج نکوید \_ فرمودلد : "دهنور سک بد لقد. دوخته به" \_" ( ج ) "ابعرش رسید کدمیر به جعفر معنف ژائل ناد. مدح الامراگذته

 (ج) "بعرض رسيد تعمير في جمعر مصف إنل للمد مدح الامرا تذ بود - يك صد و پنجاه رويد بالنه است - فرمودند -الواقع كي مويد إيرا ""
 أصد طح "كام الواقع" كي ما الدار الده ـ ما ال حدة كراه

اسی طرح ممام 'وفائع' کے ساتھ ایک ضرب النشل تنھی ہے اور جعفر کی لئر میں یہ بوٹی تعداد میں عفوظ ہو گئی ہیں۔ اپنے سارے محمخر و ہزل کے باوجود ان وقائع میں بھی اعلاق منطح پر بیٹاک موجود ہے۔ حد دائم کئے کہ '' محمد طبحات' میں مال ہے۔ سال میں ادار از ادامی در تعدادت

 $p_{ij}$  ( $Q_{ij}$ ,  $Q_{ij}$ )  $q_{ij}$   $q_{ij}$ 

المفلس بک راک جعفر زائل آنکہ چند دام از پرگنہ کفر آباد حال

اسلام آباد در چراگه قدوی: تنخواه بود ، بعضے کساں سرکار بنست او ير ايس ي لاڻهن اس ي يهينس' شداند و بند عصول او را غين الدود چٿ پخم کردانه . ازين سبب احوال قدوى ثوثرون كشته ایک تو نهی اثبرن دوجر کهائی بهاگ

بر چند گهڙ گهڙايٽ تمودم پيش رفت قشد معرا تھا سو تیرا ہوا ہوائے قدوی سکن دے

لاجار شده جزار كروقر اوله چل كبود، در جناب عالى رسيدم قرموده بودند که بروانه مع از تنخواه عنایت خواهد شد . تاحال بهادری کام

> دویدها میں دوؤ گئے مابا ملی لد رام انهه مبلغ شعبت روبيه عنايت شده بود جيسر تئر توے پر ہوند

قرض داران بعد دست بدست بردند تابير غلمي لشد اودھار کا دیا سیاتی کیے ، لونڈوں مار دیوانی کئے از آمد و رقت قدوی را سر گردانی بسیار دوداده

تیلی بیل کو گھرٹی کوس بیاس جیسے ملے مل ، گوس کاس ، علی الخصوص در موسم کھیٹچ و کھانج

كود كو لامخ از حد زياده كشيده منه:

دوی کا کتا کہ کا اند گھاٹ کا هیات هیات برچند بریشانی کشیدم داله مقمود از قبض نمیدم

مه م سيندر که کها باله

چو دریں دھوم مالا کلام دارد أسيدوار است تا كشتى جھكڑ جھول بار يار گردد . الالتظار اشد الموت و بھوک گئر بھوجن ملر جاڑا گئر قبائے

جوین گثر رتریا ملے یہ تینوں دیوبہائے کشتی جعفر زالی در بهنور افتاده است ڈبکوں ڈبکوں سی کند از یک توجہ پارکن"

ایک عرض داشت میں اتنے ضرب الامثال استعال ہوئے بیں اور سارا مفہوم ،

سارا مدعا ، سالانکه عرض داشت فارسی میں ہے ، الھی کی مدد سے بیان ہوا ہے ..

چاں بھی فارس کی حیثیت عض اس کاغذ کی سی ہے جس پھر یہ عرض داشت لکھی گئی ہے ۔ ان ضرب الامثال کو دیکھ کر الداؤہ پوتا ہے کہ أردو زبان کی جڑیں برعظیم کی مٹی میں کٹنی گھری ہیں ۔

بڑھ کیا ہے: ''الٹاس فایر حقیر جعفر زائل تکھٹو زمانہ چکتا چور، فقط مال بخت زبوں طالع لکون توبئر ٹووں 'کتبہ مال کو'کٹروں'کون ، بستہ بول غائر غوں پہنی مرزا جعفر جھڑک چوں آلکہ ۔

ميكريم الفسطين وبقد من بالدسة جون المام كان كالمراب الوقد في المستحد دون بينكم كيمنا كان التحجراء مخطوطات الموسود من والمداور من المستحد دون بينكم كيمنا كان مداور من طراحات دون موسم بولاء الانت حيدات التحجود المواجهة براما برما ومن في اللغ يقم على مناسبة كان كان بالمراب المراب الم

کشتی جعفسر (ٹیلی در بھٹور افتادہ است ڈیکون ڈیکون ٹیکون می گند از یک توجہ بار گن'' 'کا مذافہ اور آڈ کا امتادہ سے اس میں میں

''شرح'' کا مزاج بھی نثر کے اعتبار سے بھی ہے ۔ اس میں جعفر نے پروالہ ، تعلواء اور لکاح قامد وغیرہ کو اپنے عضوص الداز میں لکھا ہے ۔

الوقائع چهره" میں جعفر نے تنتق شخصینوں کے الچهرے" لکھے ہیں۔ یہاں بھی ہر ہر سطر پر اس کے مزاج و شخصیت کی چھاپ لگ ہوئی ہے۔ ایک وقائع میں سھاراجہ سبھاچند بیش کار میر بخشی ڈوالفقار محال کا چھرہ بیش کیا ہے۔ دوسرے میں دو غارہ بالو دغتر میرزا ڈوالفقار بیک کا چہرہ لکھا ہے۔ **تیسرے میں میرڈا موسل کے خد و خال واضح کیے ہیں۔ جعفر نے ڈوالنڈار خان کا** ذکر شاعری و تثر دونوں میں برائی سے کیا ہے ۔ وہ وہی میر بنشی ڈوالفلار خان ہیں جنہیں فرخ سیر نے تسمہ کشی کے ذریعے کتل اگرا دیا تھا اور ان کی لائق

کو اولدھی کرتے ہاتھی کی دم سے بندھوا کر سارے شہر میں پھروایا تھا۔ جعفر نے نظم و ائٹر دولوں میں ہجو ، طنز اور بزل کی روایت قائم کرکے اسے اثنا آگے بڑھایا کہ وہ خود اس دہستان کا منفرد نمائندہ بن گیا۔ یہ روایت اس کے دور ہی میں نہیں بلکہ آنےوالے دور میں بھی مقبول و قائم رہی۔ اس نے موضوعات ، امہجے اور طرز بیان کے اعتبار سے اُردو کی مجویہ شاعری کو بھی

مثاثر کیا ہے ۔ اُردو کے بڑے ہجو نکار مرزا رفیع مودا کے موضوعات اور لہجے پر جعفر کا اثر تمایاں ہے ۔ رنگین کی شاعری اور نثر پر بھی جعفر کا اثر واضح ے - بر کت اللہ عشتی (م ۱۱۳۲ م/۱۵۲۹ ع) \_ 2 "عوارف بندی" میں ، جس کا ذکر آگے آئے گا ، جعفر زُنْل می کی شرح ضرب الامثال کو اپنے بحیالات کے اظہار کا وسیلہ بنایا ہے ۔ جعفر کے راتک میں وقعے لکھنے کا رواج انہ صرف اس کے دور میں عام ہو گیا تھا بلکہ بعد کی ٹسل بھی اسی کے نتش قدم پر چلی ہے۔ قائم چالد پوری نے خواجہ اکرم کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اکثر رقعات میر جعفر کے انداز میں تحریر کیے ہیں ۔\*\*\* یہ وہی خواجہ اکرم میں جنھوں نے "مخزن لکات ' کے الفاظ سے قائم کے تذکوے کا مادہ تاریخ نکالا تھا۔ جعفرکا اثر شاہ ماتم ع أس مزاميد نثرى نسخ بر بهى واضح ب جسي شاه كال ف ابنى تذكر "عبع الانتخاب" مين درج كيا ب اور جسے يم \_غ حاتم كے ذيل مين آگے درج کیا ہے۔ جدند کے اثرات کا مراغ لگایا جائے تر وہ نظیر اگیر آبادی کے ہاں انھی نظر آئے ہیں اور اودہ بنج کے ایڈیٹر سنشی حباد حسین کے پال بھی۔ کلیات

جعفو میں اٹمل کا ڈکر کئی جگہ آیا ہے۔ ایک، رتعہ میں لکھا ہے کہ : "اے اٹل زن کہ ازیں کہ غیب چرا ملامت می بری و کجا بھطیڑہ

میخوری ، وکہاوت نشید کد جہاں در خت تہیں تہاں ارتذی درخت ہے ۔ ایک رقعہ "کلیاد ہ" میں درج ہے جو اٹل تارا ولی نے جنفر زلل کو لکھا ہے۔ یہ رقعہ ''اپناہ ؛ ڈائی و چوڑائی میں جعفر اڑے نے بھائی'' سے شروع ہوتا ہے ، جس  $q_1$  of  $q_2$   $\leq 2$   $k \leq n$  (10,22)  $k \in \{0, 1\}$  (21)  $k \in \{0, 1\}$  (22)  $k \in \{0, 1\}$  (23)  $k \in \{0, 1\}$  (23)  $k \in \{0, 1\}$  (24)  $k \in \{0, 1\}$  (24)  $k \in \{0, 1\}$  (24)  $k \in \{0, 1\}$  (25)  $k \in \{0, 1\}$  (26)  $k \in \{0, 1\}$  (27)  $k \in \{0, 1$ 

شاعری پر جعفر زائلی کا اثر تمایاں ہے۔

بیشتر کا فقور کم تشدید مور قباء ایک دلانی تهذیب متبالا لم ربی تھی۔ بیشتر قبلی طنز و بھور کے فوریع اس کی مسعم دو کو آئیدہ تکابالا جہ اور دوری فران امیام کو تشدیل اس جنن ما بین شریک ہور کو اس کی توانیل بھی ۔ اللہ اور اینام کوئی میں اس دوری کے ارتبادات من سکتے تھے اور دیں ہوا۔ میکن اس مدید کے محمد میں اس کا باری کا باری اس دوری ہے کہ تک معارف کا مطالعہ کرنے جاری مو جامادی طور پر تو افزان کے طاح بین بیانی کا کا کا کھر شد میں کرمی کم آزاد دوری کارون کی دائیں

## حواشى

و. لكات الشعرا : بجد تنى مير ، مرتبد حبيب الرحمين خان شرواتى ، ص وج ،

نظامی بریس بدایوں ۱۳۰۶ع -۲ـ غزن لکات : قائم جالد پوری ، ص . ۳ ، مجلس ترق ادب لاپور ۱۹۹۹ع -جـ جنستان شعرا : لعهمی نران شنیق ، ص یه و ۹۹ ، انجمن ترق أردو

یہ چمنستان شعرا : لجھمی نراان شفیق ، ص یہ و ہم ، انجمن ترقی آردو اورنک آباد ، ۱۹۲۸ع -ہہ ہے۔ دو تذکرے (جلد اول) ، مرتبہ کام الدین احمد ، ص ۱۹۲ ، ۱۹۳ ،

هد دو ددترے (بند دون) ، حرب دیم اندین اعتد ، حل ۱۹۹ ، ۱۹۹۰ معاصر اثناء ، ۱۹۴

یہ عبوعہ' نفز ; میر ندرت آٹ قاسم ، مرابع عبود شیراق ، می ۱۹۵ ، پنجاب ادادورسی لاہور ۱۹۳۶ ع -یہ روز روشن : بح مظفر سمین صبا ، می ۱۹۸ ، کتاب شالد' رازی ، طبران ،

- 150

۸. أو جعفرى: پندوستانى سيكوليثر ، ملك چنن دين الجر گتب لابور ،
 ۵. د. د. د. .

۱۹۹۰ ع -۱۹- ایتجاب میں اُردو : محمود شیرانی ، ص ۲۵۸ ، طبع دوم ، مکتبه معین الادب

لاہوو ۔ ۔ و۔ غلطولہ کابات جنٹر زئل ۱۹۱۱ء کا کائب شجاعت علی حسیتی ساکن موضع کڑکاواں ، مخزولہ انڈیا آئس لالبریری لندن (نمبر ۱۹۷۵ یہ) ۔ ہم نے اسی

منطوطے سے استفادہ کیا ہے۔ 13۔ سرور آزاد میر خلام علی آزاد بلکرامی ، ص عرد ، ۸۸ ، مطبع رفاہ عام

اوه سور اورد : میر صارم علی ورد بصورهی ، س ۸۸ ، ۸۸ مطبع وقت عام لابود ۱۹۱۳ع -۱۶- قاموس المشابع : (جلد اول) مرتبه نظامی بدایوق ، س ۲۳۰ ، نظامی

ادريس بدايون ١٩٦٠ع -

ور مقتاح التواريخ : ص . و م ، مطبع لولكشور لكهنؤ سروره . سرد ايضاً : ص ـ ۲۸ -

10ء دی گئیبرج ہسٹری آف اللیا : (چلد چیارم) ، ص ۹۳۲ء مطبوعہ گئیبرج 1972ع -197ء اس کی تفصیل میں المنتاخرین (جلد دوم) ص ۹۹۵ پر ملتی ہے - مطبوعہ

۱۹ مل کی تصفیل شیر المصاری اولکشور ۱۹۸۹ع -۱۱- مفتاح التواریخ : ص ۲۰۱

راء مصح الموارع : على ٢٠٩٠ -٨١- تذكرة غطوطات ادارة ادبيات أردو (جلد بنجم) : ڈاگٹر سيد محي الدين

الدری زور ، می مرد ، ادارهٔ ادبیات أردو حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ م -

. بد تذکره شدوش : (دو تذکرے ، جلد اول) ، ص ب، ، . . و بد سنینه موشکر : بندرا بن داس خوشکر ، مرتب عطا کاکوی ، ص ج و ، ،

۱ پ معینه خوشخو : بندرا بن داس خوشخو ، مرتب عطا کا نوی ، سی ۱۱۹۰ به بندرا در ۱۱۹۰ م بند جار ۱۹۵۹ م -۱۲۷ تذکرهٔ شعرائے آردو : میر حسن ، س . س ، انجمن کرتی آردو (پیند) دیلی

- 2110

سپ - چینستان شعرا : س و ۹ ، البین ترق أردو اورتک آباد ۱٫ ۲۹۶۸ م ، غزن کابت : تانج چالد پوری ، مرتبد افتنا حسن ، س ۱٫۵۰ ، عبلس ترق ادمه لابور ۱۹۹۱ م . ۱٫۵۰ - سرة آباد : غلام علی آزاد ، انگراس ، س ۱٫۵۰ ، منطح وقاد عام لاپور

۱۹۱۳ م - ۱۹۱۳ م - ۱۹۱۳ مصد دوم ، ص ۲۵ ، وام تراثن لال الد آباد

اصل اقتباسات (فارسي)

	-	-	
ناء" عليه زِلْلِش مي	اکثر بر بزل گزاشت ب	ودچون اساس سخن وری آ	1100

گفتند و ازانجا که کلامش در عوام شهرت تام می بافت ۲۰ ۱۹ ، دمردے درید، دھن و شوخ مزاج بودہ است . . . اشعارش عالیکیر

و مستفنی از تحریر است ـ مضامین صاف روزمره او اکثر بهم می رسند ـ مجد اعظم شاه بادشاه می گفت که اگر جعفر را زلق بدرت ماک الشعرا بودے ـ حاشا که طرز روزمره او طرز علیصد می داود ـ . . وقائم و رفتانی مشهور آقاق است "

الساكن شابجهان آباد . . . مثل خود قداشت ، استعداد درست داشت ـ درين فن كاسل وقت خود كرديد ـ"

ض ۹۱ "مزاج پادشاه برهم گشت ـ ایشان را ببنت فرستاد ـ"

91 00

ص 11 "بعقر رَقِل مردے بود از سادات لارتول ، طع رسا داشت \_" ص 11 "دردے مزاح و بزال و ذی علم و موزون طبح از تواس دیل بود \_"

سی ۹۱ "مرده مواح و ایران و دی علم و مورون هیم از نواح دایل بود ..." الاکثر رقعات بروید میر جعلو بر طرازد" ...

س ۱۱۱ "در آغاز عهد شباب برخے اشعار بتیاند در سلک تقلم کشید." س ۱۱۹ "بلا ریب زادہ لکر ایشان است ،"



بيلا باب

## فارسی کے ریختہ گو : بیدل ، شاہ گلشن وغیرہ

موسم بدلتا ہے تو بہت پہلے سے جانے والے موسم اور آنے والے موسم میں کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔ یہ آنکہ بجولی التی آہستہ رو ہوتی ہے کہ الے موسم کی خبر بسیں اُس وقت ہوتی ہے جب وہ وائمی آ چکتا ہے۔ یہی صورت روابت کے ساتھ ہے جو موسم کی طرح وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی جاتی ہے اور معاشرے کو اس تبدیل کی غیر اُس وقت ہوتی ہے جب وہ اسے قبول کر چکتا ہے ۔ فارسی کے عدم رواج سے اُردو کے رواج تک ہمیں معاشرتی و تہذیبی سطح پر یمی کشمکش نظر آتی ہے ۔ اوراک زیب عالمگیر کے دور حکومت میں پند و ایران کے سفارتی تعلقات منقطے ہو گئے تھے اور اسی کے ساتھ شعرا اور علما وغیرہ کی آمد کا سلسلہ بھی بند ہو گیا تھا ۔ اورنگ ژیب کے اس سیاسی فیصلے نے بھی فارسی کے اثرات کو مناثر و بمروح کیا ۔ اس دور میں بظاہر فارسی کا افتدار قائم تھا لیکن زیرسطح لئی لہریں اٹھنے کے لیے تیار ٹھیں۔ اہلہ علم و ادب فارسی کو سنے سے لگانے ہوئے تھے لیکن اُردو کی تحریک بھی ساٹھ ساٹھ ڈور پکڑ رہی تھی - فارسی کے قاسی گراسی شاعر ، تفتن طبع کے طور پر ، اب اردو میں بھی شعر کہ رہے تھے۔ ان کا یہ عمل آنے والے موسم کی نشالدہی الر رہا تھا ۔ اٹھارویں صدی کے وسط تک یہ صورت ہو گئی کہ اُردو شاعری کا رواج عام ہوگیا اور فارسی گوہوں کی تعداد کم سے کم ٹر ہونے لگ ۔ اس کی المديق آرزو بهي ان الفاظ مين كرية بين :

''سعلوم ہوکہ اس سرگزشت کا مطبع اللہ پندوستان کے شعرائے وقتہ کے حالات بین اور وہ (ویک) ایسا شعر ہے جو اوار اووٹ بند بیشتی زبان میں عالباً شعر فلاس کے انتخاز میں کمیتے بین اور وہ اس وقت بندوستان میں زباد رائج ہے اور زمانہ' سابق میں ویس کی زبان میں ہ دکن میں مرتج تھا ۔'''

فارسی گویوں نے عش الذور طبع کے لیے رہند میں شاعری کی لیکن عبوری دور

مبرنا معزالدین مج موصوری " (.ه. ۱۵ ما ۱۰ ما ا کا ذکر (مو ما المکبری مبردا اور فارس کے ماسم دوران نامر کیم جنویں ہے چھے لیٹر آب دس به اینا اسم بائنس کی سرکے کے سور میں انسان انسان اور اور و ورد و ورد و ورد و رود مارا کے انکاروں میں جب سے پہلے بحد تنی بہر نے اپنے "الوحاد و ورد و ورد و کہا اور "والہ المار" کے افتاد کے ساتھ ان کا بہ شد ورد النظامی کے حوالے سے کہا اور "والہ المار" کے افتاد کے ساتھ ان کا بہ شد ورد کا

از زاقد سیار تو بلک دھوم بڑی ہے۔ در خانہ 'آلینہ گیٹا چھوم بڑی ہے اس کے بعد ہے یہ شعر اور موسوی کا ذکر عام طور اگر وقد شعرا کے تذکروں میں آنے ڈاک عدون آنامہ '' نے آاپن ٹائٹرے میں اس نمس کر کو آزار ہے متعرب کیا ہے اور مرزا بخد زنج سودا کے لڈگرے کے حوالے ہے اس کی بعد دی در در در در در در دی سودا کے لڈگرے کے حوالے ہے اس کی بعد

صورت دی ہے : اوس زانس سیاہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے آئینہ کے گشن میں کھٹا جھوم بڑی ہے

ادر تکتابی کی دولا شاملی به شم آبان تکتابی بن آبا یا برآن بروز ا نے تصرفی بران بروز استفاده استفاده کی بران بود استفاده کا در آن اگر آن ایس ایس کرد خودی بیش کی فالین به ایک را گرد آن ایس کا در بیش بران را گرد آن ایس کا بیش بران را گرد آن ایس کا بیش بران را گرد آن بران بیش بران را گرد آن بران بیش بران ایس کا بران میش بران را گرد آن بیش بران میش بران می

شاعرون میں وہ اعتاد پینا کیا جس کی اس وقت الهیں ضرورت تھی۔

(سعایب) ان فی نصابیت ہیں۔ ان فی شاعری میں نصوب کے زبات عالب ہے۔ شاہ کل کی ایک اردو غزل میر عمدی مائل دیلوی کے اُس قطع '' میں ملتی ہے جو مائل نے آردو شاعری کی منظوم تاریخ کے احوال میں لکھا ہے ۔ مائل

آستاد شعر ریخد گزرے ہیں عام گل پر اک کی شاعری کا ملا جن سے سلسلا گشن سلا آن سے فیس اٹھایا ہے مدتوں جن کے جراح ستی ویل کا دیا جلا پڑھتا ہوں شاہ گل کا میں اک رختہ ولے دے داد اس مخن کی تو اب اس کی عائلا

دے داد اس سخن کی تو اب اس کی عاقلا پھر شاہ گل کی یہ غزل دی ہے : ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکاٹا ہے

لگل ہی جب کیا تن سوں تو بھر آپیا پڑتا ہے۔
سفار توں ہے اور دلیا سرائے ، بھول سے عامل سنہ عامل سے سے عامل سنہ سفر سکت میں مم آخر نجے ہے۔
180 ہے جب دولت یہ کیوں دل ایکوں کہ اب المحق اللہ جائے ہے۔
انہ بھائی بند ہے کوئی ، انہ باز و آشنا کوئی کہ اکہ کوئی ہے۔
انہ بھائی بند ہے کوئی ، انہ باز و آشنا کوئی کہ اکہ کوئے طریحے دلیا ہے۔
انہ بھائی بند ہے کوئی ، انہ باز و آشنا کوئی کہ اکہ کوئے طور سے دیکھر تو مطلب کا زبانا ہے۔
انکو یاد در اس کی کھائے انہی آگر چاہد میں اس کی کھائے انہی آگر چاہد ہے۔

عبث دلیا کے دهندے میں ہوا کل کیوں دوانا ہے اس غزل میں نفر و درویشی ، نے آباتی دہر اور تنا و موت کو موشوع سطن بانا کی اس اور اور میں دور در اور انتا و اس ان کو موشوع سطن

بنایا گیا ہے اور یہ وہی موضوع اور لہجہ ہے جو اس نوع کی شاعری میں جمفر زئلی کے ہاں بھی ملتا ہے ۔ اس غزل میں جو مزاج کی سعیدگی لظر آتی ہے و، الشبنديد سلسلم کے شعرا کی ایک مصوصیت رہی ہے ۔ بیان شعر اتفاق طبح کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ لکر و المساس کی حیاتی کا اظہار ہے ۔ متعبد گرلی کا اید وہ رجعان ہے ہو آئند، دور میں مرزا مظہر جانباناں کے زیر اثر ایک تحریک بن کر آھونا ہے ۔

ر بیرون جید می اعدالات و بعال را در ۱۰۵ را دید ۱۹۳۱ و ۱۹۳۰ را برا در ۱۹۳۰ رسود کرد. بر بیرون بیرون کی بر بیرون کی این کی بر بیرون اعتمالات بر بیرون کی بر بیرون کی بر بیرون کی بر بیرون کی برای کی برای برای کی برای برای کی برای برای بیرون کی برای کی برای برای کی برای بیرون کی برای کی برای بیرون کی برای کی برای بیرون کی برای بیرون کی برای بیرون کی برای بیرون کی برای کی برای بیرون کی برای کی برای بیرون کی ب

ف پچاپ بولیورشی لاتیربری میں بیٹل کی دو مشتویوں 'محیط اعظی' اور 'طور معرف' کے تلکی استفی میرون ہے یہ اس اعظاظ سے خمد امیست کے مامل بین کہ ان کے امیان مالک بیرزا اسد انتخابی میں امیان میرود ہے جس پر 'تازی 1911ء پہلے صفحے پر طالب کی سہر کا شان موجود ہے جس پر 'تازی انتخابی میں 11-11-11 درج ہے ۔ اس سرے کے افراد اساس کے اتنے باتھ سے تحکمت

آؤل صحیفہ بنوعے ظہور معرفت است کہ ڈو ڈوہ چراغان طور معرفت است اسی طرح غالب نے مثنوی بحیط اعظم کی ٹعریف میں یہ شعر لکھا ہے: هر حبائے راکھ موجش کل کند جام جم است

آب میوآن ، آب موٹ آن عبط اعظم است ۱۳۳۶ میں یہ متنوبال غالب کے زیر مطالعہ تھیں جب کہ ان کی عمر ۱۹٫ سال تھی۔ ("روح یدل" از ڈاکٹر عبدالفتی ، ص یرم، ، مجلس ٹرق ادب

(rec + AF P13) -

ور ، جو العبرى المسئلا كامل اور منكر شاعر كينج بين ، يبدل كي اثرات واضع بين . الممالات كا الدائر بيان مين معذر به اور ان كي خيالات بهي ادر به الدائر اين ا بهالات كا الدائر بيان الحياج في الحياج والمن المراكب و دوخ كر دي العبني خيال بي الكنا نهي كر الدائر ان بي بيا موجد في الدائر الدائرة . بين خيالات كي وشور الدائن في بيا موجد في الدائرة لي دائر الدائرة . بين ما يت جن بين حركت كا المسامن والله .

بیل آبنی دو بی خام (و اسان دوران میتوان به الراز محمد المحدد الم

دیدی که چه با شاه گرامی کردند تاریخ چو از خرد بجستم فرمود تاریخ این از خرد بجستم فرمود

تو اتنا مشہور ہوا کہ وہ اپنی جان کے غوف سے نواب عبدالعبد خان کے پاس لاہور چلے گئے اور حادثت بارے کے زوال کے بعد دیلی واپس آگر چند ماہ بعد وقات پاکے اور اپنی حوایل کے صدن ہی جن سرح خاک کر دئے گئے ۔ میرزا عبدالتلار بیدل ، جنیوں نے قارس میں یہ پارار العامر لکھے۔10

حیروا عیدانا دو بیان ، میتوان که اوران کا دارم مین ، چه وارا متعاد (میشی " ۱۰ مین می سازی از میتوان میشی " ۱۰ می میچه المستوجین ، ما ای وازار نے زائد المنار قرار آن ایس امساله (انسد در میتیت) ، ویامیان ، مناسب تاریحی به ند ترجیح به در مقادات ، میتوان می سازد در میتیت شامل می اور چیون کے اثار فارس مین "چهار شامر" لکھی اور "رامات بیمال" کے الا ہے آئی مقالیات مراتب کم یہ ان کے آورد میں مرات باور ضعر بنائے کے الا ہے آئی مقالیات مراتب کم یہ ان کے آورد میں مرات باور ضعر بنائے جع ہے: شہرۃ حسیں ہے از بسکہ وہ عجوب ہوا افغ چہرے ہے جاگڑتا ہے کہ کیوں غوب ہوا اور ایک گیت رسالہ اردوما میں شائع ہوا تھا: سر اوپر کوئی نہیں تب دشمت آبدت کیں

113

ے وروہ دل گیاں دو دل گیاں ہے ہم جی
اس تھم نے اللہ کا خاص گیاں ہے ہم جی
موبور کی کر در سی آئی جیہ کشنی بدن
جر شنا پائل اسل کوسائی ہے ہم جی
جر سے پائل اسل کوسائی ہے ہم جی
جر سے بہ کائان داخل گیاں ہے ہم جی
جر سے بہ کائان داخل گیاں ہے ہم جی
جر سے بہ کائن داخل گیاں ہے ہم جی
جر سے ہم کائی داخل کیاں ہے ہم جی
جر الی جی کا دائل کی جائل اللہ
جہ دل کے التان ہے شش آل کے بوکارا

به مدن وبالد فیات که روشد کا روان یا دو با نیم او برای کری بی گیر به گیر وبد به به مدن و گیر و کل روک در اثر روک در از گرفت و گیر روک در اثر بیمان در باشد به کا روک در از گرفت و گیر کرد و اثر بیمان در باشد به کار وی گرفت و کلی به کلید کرد به مردن این مدار به گیر کرد وی گرفت و کلید کرد به کرد و کلید کرد به کرد و کلید کرد و کلید کرد کرد و کلید کرد و ک

میرزا ہمباللغی یک فیول کشمیری : (م ۱۹۳۶ ما آ آ یا ۱۳۳۰ مع) ن سے دو شعر وشته اور ایک ریامی مدتوب ہے لیکن به بات بھی اب واقع جوگئی آ آ ہے کہ ایک شعر ان کے بیٹے میرزا کرامی کا ہے اور ویامی تام چاہد پوری کی ۔ دوسرا به شعر جے لاکرا باشدی میں معمنی نے ، مجبوعہ ان تین میں سے خ صفاء متخبہ میں سرور نے اور کاشن بینغار میں شیئنہ نے قبول سے مسوب

صدة منتخبه میں سرور نے اور کاشن یعفار میں شیقتہ نے 8 گیا ہے : دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے لعرہ زن

تاریک شب میں جسے کوئی پاسبان بھرے تاریک شب میں جسے کوئی پاسبان بھرے

 لله مقارم الراقة الكراس عارض آلام من وه و المروم و و الما مكاني علم المكاني على المكاني على المكاني المواجع و الموا

> کیا کہوں تمبے قد کی خوبی سرو عرباں کے حضور خود بنود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسواکروں

ماثل کے قطعے میں گلشن تنامیں اس طرح آیا ہے : آرزو دل میں یمی گلشن کے بے مرنے کے وقت

سرو قد کون دیکھ سیر عالم بالا کرون

ديوان ولى مين ولى كا تخلص اس طرح آيا ہے:

آرزو دل سیں جی ہے وقت مرنے کے ولی سرو قد کوئی دیکھ سیر عالم بالا کروں

گشن کے باں مقطع کے پہلے مصرعے میں جستی ادر روان ہے اور تقلص محدعے کا جزو بن کر آیا ہے۔ ولی کے مصرحے میں ادیری بن کا احساس ہوتا ہے ادر تقلص لائے کے لیے لفظوں کو آگے بیچھے کیا گیا ہے ۔

اب اس موال کے لیے جس پر بہت جت ہو جگ ہے ، ' کہ بلد کشن کے سلاحات والے سالات کے ساتھ کشن کے سلاح اور اؤدگی سرافات فول کے کہا ہونے کے سالات اکر بادشا کی تعری کاروں کے جمہ پر افقر اللی بورگ ۔ دانا کامل کے سالات اور داخش کی تعری کارات الدرا بدا افغر سرموش کے ساتھ سن کرنے کار ' یہ ند میں بیان کے وابعت بدائش کے دائشتہ بدا افغر سرموش کے ساتھ کی کہ نام بدن میں بیان کے وابعتہ بدا کشن سرموش کے ساتھ کی تاری افغالا کے دائم موسد کرتا ہے کا اور امد تذكرے كے ایک دوسرے تلمی نسخے كے الفاظ سے كه "آزادانہ طبع و صاحب فكر جوان ب ، سات آله سال سبرے سامنے مشق كى ب ٢٩٠٠ يد بات سامنے آتى ے کہ وہ جوانی میں ہی دہلی آ گئے تھے۔ بہاں کچھ عرصہ قیام کر کے وہ "ارادة ساحت" " ي نكل كهڑے ہوئے اور " ٢٠ سال احد آباد ، كجرات و اورنگ آباد اور دوسرے بلاد ِ دکن میں گھونتے رہے۔ اس کے بعد بیس سال دیلی میں رہے "۲۱ اور یوں ۱۱۳۰ مرد ۲۱ میں وات بائی ۔ خوشکو ہاہ گلشن کا شاگرد اور ان سے بہت قریب تھا جس کا ثبوت ان تفصیلی معلومات کے علاوہ ، جو شاہ کلشن کے ذیل میں خوشکو نے دی ہیں ، یہ جبلے بھی گہر ہے مراسم اور قربت پر روشنی ڈالتے ہیں ''اکثر میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائے تھے اور بندوانہ کھانوں کی فرمائش کرتے۔ میں نے دو ہزار سے زیادہ مرتبه حاضر خدمت ہوکر ان کے گاشن لیض سے گل جینی کی ہے۔ ۳۳۳ اس محت سے یہ بات سامنے آئی کد ۱۱۲۰ه/۱۱۲۰ع سے وفات ۱۱۶۰ه/۱۲۰ع تک شاہ کشن دیلی میں رہے ۔ اس سے پہلے کے ۲۲ سال یعنی ۱۰۹۸م۱۸۸۱۹ ے . ۱۹۲ م/م. ، ۱ع تک وہ احمد آباد گجرات ، اورنگ آباد اور دوسرے بلاد دَكن ميں گھومتے رہے ۔ مجد افضل سرخوش نے جب كابات الشعوا ميں ان كا حال درج کیا اس وقت وہ گجرات میں تھے (فی العال گجرات میں زندگی بسر کوٹا ع) ٢٠٠ كان الشعرا ٩٠ . ١٩/ ١٨٨ وع مين مكسل بوا ليكن ١١١٥ه/١٠٠٩ع تک اس میں اضافے ہوتے رہے ۔۳۵ اس کے معنی یہ ہوئے کہ سرخوش نے شاہ گلشن کا حال ۹٫۱۹۸ اور ۱۱۱۵ع کے درمیان لکھا جب کہ وہ گجرات میں تھے اور ولی سے شاہ کلشن کی ملاتات م ، ، ، ، اور ، ، ، ، ع کے درسیان احمد آباد یا اورنگ آباد میں کمبیں ہوئی ۔ واضع رہے کہ ولی کا سال ونات ، جیسا کداپ تک کہا جاتا رہا ہے ۱۱۱۹ھ/2003 نین ہے بلکہ ۱۱۳۳ھ کے بعد اور ١١٢٨ = على (١٢١١ع - ١١٢٥ع ك درميان) متعين بولا ب ٢٦٠

 شرف الدين على خان يهام اكبر آبادى : (م ١٥٥١ عفرمم ١٥٥) بد شابي دور میں فارسی کے زیردست ۳۵ صاحب دیوان شاعر اور الشا پرداز تھے ۲۸ تاتم چالد پوری نے مکھا ہے کہ النظم بائے رنگین و نثر بائے سنین دارد۔ ۳۹۱ شورش نے ان کے دیوان ریختہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''ظاہرا دیوان ریختہ بھی مرقب کیا تھا لیکن وہ دستیاب نہ ہو سکا ۔" ۳۰ میر نے بھی جی لکھا ہے کہ "ریختہ میں بھی صاحب دیوان (ہے)"" لیکن کسی نے بیام کے دیوان ریختہ کو دیکھنر کا ذکر نہیں کیا اور نہ اب تک یہ دریافت ہو سکا ہے۔ تذکروں میں بیام کے چھ سات قدر ملتے ہیں جن میں سوائے رنگ ایام کے کوئی تاہل ذکر خصوصیت نہیں ہے۔ اس کی تصدیق میر حسن کے اس جلے سے بھی ہوتی ہےکہ \* ریختہ بھی ایہام کے انداز میں کہا ہے جو اس وقت رائج تھا ۔\*\* ۳۲۰ پیام ، آرزو کے ہم وطن اور ہم علم تھے ۔ آرزو نے ان کی فارسی شاعری کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ٣٣ ہے کہ ہم وطنی و ہم مملک کے باعث بیام ان کے ساتھ محشور تھا اور ساتھ بیٹھ کر شاعری کرتا تھا جس میں ان کا مشورہ بھی شامل ہوتا تھا۔ پیام نے دو ایک رسالے بھی ان (آرزو) سے بڑھے تھے - جب بیام کا رتبہ شاعری استادی کے درجے پر پہنچا اور دوست احباب جیسے میاں علی عظیم خلف شاہ فاصر علی وغیرہ بیام کی تربیت شاعری کو آوزو سے نسبت دینے لگے تو اس نے

امد قرائد ما المدارس و الآخر ما الآخر مد المدارس مطوسه الموضاة الرواقات و الاسترات الرواقات و الاسترات الواجه و الاسترات و الموضاة ال

اس نسبتر شامری ہے اکثار کرنے ہوئے یہ رائمی لکھی از کانے خوش نمود از خواب مدم پہار تا چشم کشود کسیس مصرف خوش اور اسلسند ہود انقیر کرتی بشتر کے حکومت غیر سعونے خوش اور حساسند ہود فادر شاہ کے کتال عام کے واقعے سے متاثر ہو کر رائک ایجام میں بیام نے یہ دو شعر کئے تھے جو الند وام غلمی نے اینی تعنیف ''اوقائع بدائے'''ہم'' میں درج کسر کیے کہ کس جو کسیس کے لینی تعنیف ''اوقائع بدائے'''ہم'' میں درج کسر میں کے کسی کسیس کے لینی تعنیف ''اوقائع بدائے''ہم'' میں درج

سے بہتا : دیلی کے محکم کادہ اواکوں نے کام حشاق کا ممسام کیا ایک حاصق نظر تہیں آ تا کربی والوں نے نتان عام کیا قدرت اللہ قاسم 70 نے لکھا ہے کہ بلے شعر کا دوسرا مصبح دلی ڈکئی کے اس تعر کا سے شاید توارد ہوگیا ہو ز

یے او ایوں زکاتِ حسن کی دے او میاں مال دار کی صورت لام استعملی کا ہے اس بتر کافر کی زنف بہم توکافر ہوں اگر بندے لہ یوں اسلام کے

آج کوئی ایسیت میں رکھتے لیکن اس دور میں ، اور دوسرے فارس کے رشتہ کیوں کی شرح ، افون نے بھی اور فریک کو بالواسلہ آگے بڑھایا ہے۔ اسید کا تا بھی اس دور کے ایسے ہی شاعروں میں فابلر ذکر ہے۔ مراز بدر رما قرابان خان امید بسدان ( ۱۹۸ راہ ہے 19 راہ شام ۱۲۵ مے۔

ت . "صاحب تاریخ بجدی کے بیان کے سٹانی ونات ۱۹۵۹ء کے وقت امید کی عمر الاریکا ۔ بے برس تھی ۔ اس حساب سے ۱۹۸۹ء مال پیدائش ارار پاتا ہے ۔" مرزا مجد الزابان خان امید : مشافق خواجہ س ۴۶ مائیہ ، مطبوعہ

(بتيد مائيد اكلے صفح إد)

در مدوع کا ایش بی کا او دیشته کورد به من عنی جو براه شاه ایل کا داد انتخاب می این می است. و ماشته کا در است کا سازی به می در می کا در این که سازی بی می می کند و در می که می در می کند و در می که می می کند و در می که می می کند و در می که می کند و در می کند و در می که می کند و در می

عوام و خواص سب پر پڑ رہا تھا۔

أساء وسائم من أنا أن وشيل الوائحة والقائد والدور بنا، بيادر روسري بيك كل هذا من الوائع فائل كل خالية المن معبد إذا في الوائع في المائم المنك الله من المناز المناز الميك المناز المرح مع منا تعالم المناك المناز المناز

(بقيد عاشيد صفحه گزشته)

نوائے ادب بمبئی اکتوبر ۱۹۵۹ع -

خلاج مِنْ أَلَّهُ لِلْكُلُّ مِنْ عَلَيْ مَا مِنْ حَالَهُ وَلِيْلُقَ مِنْ اللّهِ وَلِيْلُقَ مِنْ اللّهُ وَلَمْ  $V_{ij}$  مِنْ اللّهِ وَقَدَّ 10 مِنْ أَلَّمْ مِنْ اللّهُ عَلَمْ لَا لِمُورِ وَلَقَا مُعَالِمُ لِللّهُ عَلَمْ لِللّهُ وَمِنْ لِللّهُ عَلَمْ لِللّهُ وَمِنْ اللّهُ عَلَيْهِ مِنْ اللّهُ عَلَيْهِ مِنْ اللّهُ وَلَيْنَا مِنْ اللّهُ مِنْ مِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ عَلَيْهِ مِنْ اللّهُ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ اللّهِ وَمَنْ اللّهُ اللّهِ وَمَنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ ولِيلّهُ وَمِنْ اللّهُ وَاللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُولِيلَّا اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ اللّهُ وَمِنْ اللّهُ ول

چر چرد آن او دخیرا سال معدال کے استدے میں اسے اکبار مارکی تھے تھے تھا کہ اس کے بعد کا استداد کے بعد کہ اس ک

ریشتری کرنیا اسد کا مزاج مین اس وجہ رہے ہی کی تھی کہ در پہلے کہ اور امام کی تھی کہ در بحل کے اس البحادی استان میں میں کہ اور امام کی استان کے کہا ہے کہ استان کہ کی امام کی استان کے دوران کے استان میں بہت تھا یہ استان کی دوران کے مطالب سے بہت تھا یہ استان کی مال ہوا تھا ہے کہ استان کی مسلم اور امام کی استان کی استان براہ کے ہے ۔ دو تصر کی استان کی استان براہ کے جہ دو تصر کی استان کہا ہے کہ استان کی مسلم اور امام کے استان کی مسلم اور امام کے استان کی مسلم اور امام کی مسلم کی امام کی مسلم کی مسلم کی مسلم کی مسلم کی مسلم کی امام کی مسلم کی مسلم کی مسلم کی مسلم کی مسلم کی امام کی مسلم کی مسلم

ف اور غزل یه ب :

با ناز مور و حسن ملک ، جلوهٔ بری بامن کی بیٹی ایک مری آلکھ میں کھڑی وتم یہ بیٹی و گفتم جانم فدائے تست غصہ کیا و کل کتم جانم فدائے تست ایسی له سینا اور له بهوائی له رادهکا کرتار نے له ایسی کوئی دوسری گهڑی گئم کد تبرے باؤن بڑم اور بلا لیم گفتا کہ ڈاڑھی جار مغل تجھ کو کیا پڑی گفتا کہ ڈاڑھی جار مغل تجھ کو کیا پڑی گفتا کہ جار برے وئی مارے تجھے مری

دوسرے دو شعر<sup>م</sup> فہ ہیں : جری آگنوں کو دیکھ فرانا ہوں الطبق العقبظ گئے۔ آئال دینا ہے بنس کے رانوں میں رو کے کہنا ہوں جب میں حال اپنا الشرف علی نفان افاد و شعر ، جس میں امید کے مصرح پر گرہ انگائی ہے ، ام ہے :

شاید حال ب به مصرع البد فغان کلب کو بولتے بین مردم آگاه غلط

ان اشعار کو بڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قیام دیلی کے ارسانے میں رواج۔ ریختہ کے زیر اثر امید نے اردو میں شاعری کی تاکہ وہ جاں کی صحبتوں میں اپنی جگہ بنا سکیں ۔ ان کے ذہن میں ریختہ کا اب بھی وہی تصور ہے جس میں ایک مصرع فارسی کا اور ایک مصرع اردو کا ہوتا تھا اور جس کے ممونے پسیں اکبری دور اور اس کے بعد کثرت سے ملتے ہیں ۔ وہ اسی انداز میں اردو الفاظ کو فارسی قواعد کے مطابق ڈھال کر اپنی ریختہ شاعری میں استمال کرتے ہیں ، مثلاً پاؤں پڑم اور بلا لیم ـ ساٹھ ساٹھ فارسی روزمرہ و محاورہ کا اردو میں لفظی ترجمه کر کے بھی اپنے شعر میں استعال کرتے ہیں جیسر آلکھ میں کھڑی (پڑی) در نظر افتادن کا ترجمہ ہے یا ڈاڑھی جار ، ریش سوختہ کا ترجمہ ہے۔ بعض الفاظ ان کی ژبان سے صحیح ادا نہیں ہوتے اس لیے انھیں شعر میں اسی طرح بالدهتے بين جس طرح وہ انهيں بولتے بين ، مثارٌ "كودهب" بيائے كلهب\_ ان کے لہجے اور تلفظ کے بارے میں حاکم لاہوری نے لکھا ہے کہ "تقریباً چالیس سال سے اس ملک میں ہے (لیکن) اس کی زبان سے پندوستانی لہجہ اچھی طرح ادا نہیں ہوتا ، البتد اس ملک کی زبان خوب سجھتا ہے ۔ ۵۸ أميد كے مصرعوں کی ساخت کو دیکھیے - جیال وہ فارسی ترکیب سے مصرع کو سنوار تا ہے مصرع چست رہتا ہے اور جیاں وہ اردو زبان استعال کرتا ہے مصرع مست ہو جاتا ہے شاق ع : ایس حاصل ہوئی گئے صحبت ہے ۔ ایید کے بان رہند میں ہندوستانی تالیجات بھی استیال ہوئی ہیں شاق سیا ، بھوائی ، وادھکا ، اور گرٹار وغیرہ۔ جمیس جموعی ایید کی شاعری فارسی و اردو کا کوجا پکا مرکب ہے لیکن الجام کے پان زبان و بیان بیٹر صورت میں ملتے ہیں ۔ کے پان زبان و بیان بیٹر صورت میں ملتے ہیں ۔

تواب عددة الملك لمير خان الجام (م م، ذالحجد و ١٥ وه؟ ٥/٤، دسمبر ٢٠١٠ع) جن كا اصل نام بهد اسحاق تها ، عالدگيري سردار ، صويدار كابل تواب امير غال كے بيٹے اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولى كرمائي كى اولاد ٣٠ ميں سے الم . بد شاہ كے عبد ميں دربار سے منسلك بوئے اور فيالت و قطانت ، ظرافت و حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کی وجہ سے بہت جلد بادشاہ کے منہ چڑھ گئر ۔ اس دور میں علم عبلسی بر چیز سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا اور العبام اس میں طاق تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بزم نے رزم کی اور سیج نے میجف کی جگد لے لی تھی۔ سهذب السان وہ سجھا جاتا تھا جو رقص و موسیقی سے گہری دلھسی رکھتا ہو ، عشق پیشہ ہو ، شاعر ہو ، حاضر جواب اور لطیفہ باز ہو ۔ اپنے چست فقروں سے محفل کو متوجہ کر سکتا ہو۔ اصراف ہے جا کا شکار ہو۔ طمطراق سے رہتا ہو ، خدمتگاروں کے ساتھ پالکی میں چلتا ہو ۔ تلوار کے بجائے زبان سے کام لیتاً ہو ۔ انجام میں یہ سب خصوصیات موجود ٹھیں اسی لیے وہ تیزی سے نرق کے زینے چڑھتا چلا گیا اور اس کا شار امرائے کبار میں ہونے لگا ۔ اس کا حلقه احباب بهت وسع تها . آرزو ، حاتم ، السان ، زکی ، ناجی ، خوشگو ، والد داغستانی اور احسان وغیرہ اس سے وابستہ تھے ۔ شبخ علی حزین دہلی آئے تو انجام کے بال ٹھیرے اور انجام ہی نے الھیں بادشاہ کے حضور میں پیش کیا ۔ ٦١ موتمن الدولد اسحاق خان شوسترى اور اسد الدولد اسد يار خان انسان بهي انجام کے ماختہ و پرداختہ تھے ۔ علم موسیقی اس حد تک جائتے تھے کہ اس فن کے استاد ان کی شاگردی پر ضغر کرنے تھے ۔۹۳ اس دور کے بیشتر نامی گوے اور خوش ادا رقاصائیں ان سے واسطہ رکھنے تھے۔ ٹوربائی ڈومٹی کا ذکر ''مرتم دیلی'' سیں آیا ہے۔ وہ بھی انجام کی منظور نظر تھی اور انجام ہی ک طرح فقرہ بازی میں طاق تھی۔ ایک دن انجام کم خواب کا پاجاسہ پہنے ہوئے تهر كه نور بائي آ كئي - نواب صاحب كو ديكه كر كيا "نواب صاحب آيم

انہ - 'سیج' میں نے یہ انظ سیج کے قائیہ پر سیدائر جنگ کے معنی میں وضع کیا ہے - (ج - ج) کیا کافر پاجامہ بہنا ہے۔" انجام نے سنا تو بے ساختہ کہا کہ ''درو اللہ کے مسابانی ہم ہست'''7 یعنی اس کے اندر تھوڑی سی مسابانی بھی ہے ۔

بهد شاه کا دربار اکبر و عالمگیر کا دربار نہیں تھا جہاں اسور سلطنت لمے ہوئے تھے ۔ اب نہ سلطنت رہی تھی اور نہ امور ۔ اسی لیے دربار معلیٰ میں تقره بازی اور لطیفه گوئی ہوئی ۔ ہر امیر بادشاہ کو ایسی ہی دلپذیر باتوں سے لبھانے کی کوشش کرتا ۔ دربار معلی میں امرامے عظام جع تھے ۔ کسی نے کہا کہ 'ملا دو بیازہ کا قول ہے کہ جس بیشہ ور کے نام کے آخر ؑ میں 'بان'' يا "گر" آتا ہے وہ مفسد ہوتا ہے جسے رتم بان ، فيل بان ، آبن گر وغيرہ ـ انجام نے بخاطب سے فوراً کیا ''یاں سے کہتے ہو سپریان'۳۳۳ بادشاہ اور امراے عظام بنس بڑے ۔ دربار معالی کشت زعفران بن گیا اور امور سلطنت طے ہو گئے ۔ بانشاہ کے پاجامے میں مکھی گھس گئی ۔ انجام نے کہا جہاں بناہ آپ کیوں سلول ہوتے ہیں ۔ آپ ہی گوہ کھائے کی اور نکل جائے گہہ" ۔ بادشاہ پنس بڑے ۔ ملال ڈرا دیر کو دور ہو گیا۔ ایک دن بادشاہ نے انجام سے سوال کیا کہ ہوت ، سپوت اور کہوت میں کیا فرق ہے۔ انجام نے فوراً جواب دیا حضرت ا پوت اسے کہتے ہیں کہ اس کا باپ بھی بادشاہ ہو جیسے حضور والا یں ۔ کیوت اسے کہتے ہیں کہ باپ تو ہفت ہزاری سردار ہو اور اس کا بیٹا دانے دانے کو عناج ہو جسے یہ آپ کا غلام ۔ سپوت اسے کہتے ہیں کہ پاپ لو دانے دانے کو مختاج تھا لیکن بیٹا صاحب حشمت و جاہ ہو جیسے نواب يربان الملك . سعادت خان في سنا تو بهشنا كيا اور نوراً شيخ سعدى كا يه شعر برها .

پسر اوج یا بدان بنشست خاندان نبوتش کم شد

انجام نے جواب دیا اور وہ جو شیخ سعدی نے کہا تھا :

سک اصحاب کهف روزے چند ہٹے لیکان گرفت و مردم شدا<sup>11</sup>

لسی حاضر جوابی ہے اتجام ہو۔وں تک سارے دوبار پر چھایا رہا ۔ مہابوں نے امیر الامرا کے بھائی منظر خان کے لشکر کی رسد بند کردی اور مجبور ہو کر امیر الامرام نے لشکر کاو واپس بلا لیا ۔ واپس آنے تو انجام نے اس واقعے کی یہ تاریخ ۲۳ کسی :

رفتند بر مریش و نموردند بر دو گوه تاریخ گفت پاتف بخشی وزیر اوه (۱۱۳۵) ایک اور موقع پر جب مریشوں کے ہاتھوں شامی نوج کی خواری ہوئی اور شکست کہا کر نواب شائر دوران دلی آئے تو انجام نے کہا : نواب آئے بھارے بھاگ آئے ۲۸

ار میں ان البار عالی البار میں اور مالا میں الد منسی ہے آبات مالا کی اور میں ہے۔ آبات مالا کی کا وی ہے سروالو کی اور اسم انسان الدی وی ہے سروالو کی وی ہے سروالو کی وی ہے سروالو کی وی ہے سروالو کی اور اسم انسان کان کے مرکن کرنے ہے جس انسان کی دیران اور ایسان کی انسان میں میں میں انسان کے بیان انسان کی انسان کی دیران ان کی انسان ہے انسان کو انسان کی انسان کی دیران کی انسان کی انسان کی انسان کی انسان کی انسان کی دیران کی کہ انسان کی دیران کی کہ انسان کی دیران کی دیران کے دیران کے دیران کے دیران کے دیران کی دیران کے دیران

کیوں شہید عشق کے تاہوت پر کرنے ہو جنگ لے چلے ہو دھوم سیں بارو یہ سوڑا ہے مگر

شاہ ماتم نے ہ شعر کا قطعہ تاریخ وقات لکھا جس کے اس مصرع کے آخری چار الفاظ سے ۱۱۵۹ھ/ ۱۳۸۶ع ارآمد ہوئے ہیں : ع

ہائے حاتم امیر خان جی مرد<sup>2</sup>

انجام اپنے دور کا کمائندہ امیر تھا اسی لیے ہم نے اس کے حالات زندگی اور واقعات کو تدرے تفصیل سے لکھا ہے تاکہ اس دور کے تمینیں مزاج اور اس دور کے سینب السان کی تصویر اماکر ہو سکر ۔

دور کے سہنب السان کی تصویر ابناگر ہو سکے ۔ الفیام بتیادی طور پر فارسی کے شاعر تھے لیکن اپنی ذیالت اور طویل قیام کی وجہ سے اردو زبان پر بھی عبور رکھتے تھے ۔ آٹھوں نے بہت سی چیلیاں اور

ی وجہ سے اردو زان پر بھی حبور رکھے تھے ۔ انھوں نے بہت سی چینیاں اور کہم 'سکرلیان بھی کہیں'' - پہیل اور مکرتی اس دور میں علمی عبلس کا ایک حصہ تمی اور عوام و خواص ان کے 'موجھتے میں یکسان دلچسی لیتے تھے ۔ فارسپے شاہری میں وہ بینل کے شاگرد تھے اور رہند میں آزاد سے مشورہ کوسے تھے۔ شاہری ان کی عبلس خرورت اور دوسری تبنیمی سرگرمیوں کا صرف ایک حصہ تھی اس نے آئھوں نے جو کچھ کہا اس کے کوسے فارسی و آردو تذکروں میں عفوظ میں اور چی ان کے معلوم کلام کی کل کا نکانت ہے۔ مرزا علی اطف نے الیے تذکیرے ''گلشن بنت'' میں اتبار کی ہدو غرابوں دی ہی :

دوسری غزل یہ ہے :

 $V = \sum_{i=1}^{n} (i, j) \sum_{i=1}$ 

ان کے چند ستفرق شعر<sup>44</sup> یہ ہیں :

ہم سوں چھیا کے اور سے آنکھیں ملا گیا ظالم کسی کو مسار، کسی محمد جملا گیا باست کی (در عمی کے اوبرد آئیل کی قابری میں مجیکن اور انہم اللہ کے اللہ میں اللہ کی در انہم اللہ کے راکبہ میں کا اسلم ہو اے والوں میں اوبرد کی درات ہوں میں اللہ ور آئیل ہوا ہے۔ ویلی میں وہ کرتا ہی اللہ وہ رسکتی کا انہوں اللہ میں در ایک ایک اللہ وہ اللہ کی درات کی درات کے اللہ وہ اللہ کی درات کی درات کے اللہ وہ اللہ کی درات کے اللہ وہ اللہ کی درات کے اللہ وہ اللہ کی درات کے اللہ کی درات کے اللہ وہ اللہ کی درات کے اللہ میں اللہ کی درات کے اللہ کی درات کی درات کے اللہ کی درات کے اللہ کی درات کے اللہ کی درات کی درات

در بین میں بہت ہوں ہو ہیں۔ ج سانے پورا کرنے کے لیے ، جس میں مردالہ بن کا ختا کے والد کر کا خیاب کے سانے میں ایک کئی عیامتے والد این بیدا ہوگیا تھا ، اقبام نے رفت کے مثالے میں ایک کئی مشخب مشن (میش ) کے اللہ ہے دائل کی ۔ دیدن انتقاد کی ڈکھا ہے کہ الرفت کے نظامے میں جو مذکائر لفظ ہے (اس نے) رحتی تصنیف کی۔ اللہ یہ بدولی مشخر مشن ہے جو اود کہ کہیں جان میٹرل ہو کی دولیا تور مشخر مشن ہے جو اود کی ایک میٹرل لفظ ہے (وس نے) رحتی تصنیف کی۔ اللہ عدد الرفت کے کا دولیا تور مشاخرے کہ دولیا ہو لگا ہے ایک میٹرل ہوئی۔ انتہا کہ کریش کے کا دولیا تور ئیں پینچے لیکن امباد و اؤلیت کا سیرا انھی کے سر ہے ۔

کا جھارتی مدی تازیباً آئمی گرز چکی ہے ۔ آروز شامزی ہوں پر طرف اینام کا جوہا ہے اور اس کے آراف سازے پر نظم می شائل ہے کی بک بھیل گئے یہ یہ فائس مقامی کا رواح لڑھی ہے کم ہو روا ہے لیکن آب ابھی ہیں ہے ہے اپنے قابل ڈکر فائس شدا موجود دیں جو رفت ہیں شدن ہی کہا ہے ہیں اور آرود شائل ڈکر فائس شدار موجود تریہ ہوں ۔ آگے آباب ہیں ہم فائس کے ایسے ہی دوسرے رفت کو شدار کا فائسا کرنے ہے کہ

## حواشي

اسلامک کلچر : (الگربزی) عزیز احمد ، ص ۱۹۹ ، آکسفورڈ یونیورسٹی
 ابداس ۱۹۹۱ء -

داد سخن (۱۵۹ هـ): سراج الدین علی خان آرزو، مرتشبه ڈاکٹر سید بد
 اکرم ص ے، مرکز تحقیقات فارسی ایرانی و پاکستان، راولینڈی ۱۹۵۳ ع ۔
 "افضل الهار زماند" تاریخ ولادت ہے اور "معتر الدین بمد موسوی رفت"

سطبوعد شيخ مبارک على لابور . سـ مغناح التوارع : طاسن وليم بيل ، ص ٢٨٦ ، تولكشور بربس كالبور ١٨٦٤ع -

هـ نكات الشعرا : ص بر ، لظامى يربس بدايول ١٩٣٢ع -يـ عيموعه لغز : قدرت الله قاسم ، (حصه اول) ص ٢٥ ، مرتب حافظ محمود

شيراني ، سلسله نشريات كايد پنجاب لايور ۲۰۰ م ع ـ

ے۔ کابات الشعرا : بجد افضل سرخوش ، ص ۹۸ ، شیخ مبارک علی ، لاپهور ۔ ۸- روز روشن : ملفنر حسین صبا ، ص ۱۹۸۸ ، کتب شانه رازی ، طهران

۹۱۳۳۳ میلان و مرتبه مولانا عبدالله بمان و پروفیسر ڈاکٹر علام مصطفی

خان ، ص م ، ادارهٔ عبدیه لاظم آباد کراچی ۱۹۹۹ ع -. و. ماثل دبلوی کا ایک ایم تاریخی تطعہ: مجد آکرام چفتان ، ص ۲۹۰ تا

مائل دابلوی کا ایک ایم الرامی تفضہ : قبد اگرام چنتانی ؛ صی یوم کا هم مطبوعہ فنون لابور ؛ شارہ تبر ے ، دسمبر یہ ہم یا مائل کا یہ تاریخی قطعہ اگرام چنتانی کو اس قلبی بیاض سے ملا جو پنجاب پرابورسی لابور کے ذخیرہ کئی دہاوی میں موجود ہے اور جارلے مرتب پہ تقصه

١١٤٩ ع نبل كا ب-

۱۱۔ فنظ "الصفاب" نے تاریخ ولادت اور ع "از عالم رفت میرز بیدل گفت"
 نیز وقات لکلتی بین - سنینہ خوشکو : بندراین داس خوشکو ، مرتبد
 مطا کاکوی ، س ۲۰۰۵ اور ص ۱۶۲ ، پائنہ بنار ۱۹۵۹ -

۱۲- سفیته ٔ خوشگو : بندواین داس خوشگو ، ص ۱۱۵ ، مرتبه عطا کاکوی ، پشته جار ۱۹۵۹ء -

بهار ۱۹۵۹ع -۱۱۰ اینیا : ص ۱۱۰

م. . جلوة خضر (حصد اول) : سيد فرؤلد احمد بلكراسي ، ص هه ، مطبع ثور الافوار آره ب. ۴۵۰ -

ه ۱- سفیند ٔ خوشگو : ص ۱۲۳ -

۱۹- جلوهٔ خضر : ص ۹۸ -۱۵- رساله أردو : ص ۵۸ ، اورنگ آباد ، جنوری ۱۹۲۲ع -

۱۸- دیواند خواجه میر درد (قلمی) : غزواه برلش میوزیم لندن ، عکس مملوک داکار وحید تربشی لامور -

19- جلوة غضر : ص 12 -

. به نخون لکات : قائم چاند پوری ، مرتبه ڈاکٹر افتدا حسن ، ص ۱۹۰ ، مجلس ترق ادب لاہور ۱۹۹۱ع -

ور الكيم معنى بود كرد اللاك در زير زمين" سے ١١٣٩ه برآمد بوتے بين س

سرو آزاد : غلام علی آزاد بلکرایی ، ص ۱۳۵ ، وفاه عام پرمین لاپور ۱۹۱۳ -۱۳ برداز میدافتی یک قبول : ڈاکٹر آکیر سیدری کاشیری ، ص ۸۲ ، ۸۲ سه مایی ۱۹رود کرایی شاره بر، ۱۹۹۹ -

وب. دیوان ولی : مرتب نور الحسن باشسی ، ص ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، انجسن ترق أردو پاکستان کراچی ۱۹۵ ع -

وم. طبقات الشعرا : قدرت الله شوق ، مرتبد لثار احمد فاروق ، ص به ، مجلس قرق ادب لابور ۱۹۲۸ م -

۵۶- سفینه خوشکو : ص ۱۹۵ -

۳۹- لکات الشعرا : بحد تنی میر ، مرتبد حبیب الرحمان شروانی ، ص مره ، لظامی بریس بدایون ، ۹۹۳ وع -

بديس بديون ١٩٣٠ ع -٢٠ـ سرو آزاد : غلام على آزاد بلكرامى ، ص ١٩٩ ، مطبح رقاء عام لاپور ١٩١٣ ع -

- ه ۳- کلیات الشعرا : مجد افضل سرخوش ، ص ۴۹ ، شیخ مبارک علی تاجر گشب لامور ــ
  - وج- ايضاً : ص وو عاشيد ص وو -
  - . بد سرو آزاد : ص ۱۹۹ ۱۹۰ سفیند عوشکو : ص ۱۹۵ -
  - ١٣٠ اينياً: ص ١٦٨ ٢٣٠ اينياً: ص ١٦٠ -
  - ج- کابات الشعرا : ص ۹۹ ۔ ۱۳۰۰ ایشاً : ص ۱۹ ۱۹۰۰ -۱۳۰۰ اس بحث کے لیے دیکھیے وئی کا سال وفات ۔ ڈاکٹر جمیل جالمی ۳۵ تا ۹۸ جن نامہ یونیورشی اوربشنل کالج لاہور دسمبر ۱۹۲۷ء اور تازیخ ادب
- جسی قامد وویورسی اوربسان تاج دیور نسمبر ۱۹۷۶ع اور تاریخ ادب اُردو (جلد اول) ڈاکٹر جنیل جالبی ص ۵۳۵ تا ۵۳۹ ، عبلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۷۵ع -
- یرجہ طبقات الشعرا : یرجہ طبقات الشعرا : ترق ادب لاہور ۱۹۰۸ء -
- ترق ادب لابور ۱۹۳۸ع -۱۸ میند" بندی: بهگوان داس بندی ، مرتب عطا کاکوی ، ص ۴۰ پثند
- یمار ۱۹۵۸ وع -۱۹۷۸ تخزن نکات : قائم چاند بوری ، مراتبد اقتدا حسن ، ص ۲٫۹ ، مجلس ترق ادمیه
- لابدر ۱۹۹۱ع -.ج. تذكرهٔ شورش ؛ دو تذكرے ، جلد اول ، مرتبع كليم الدين احمد ، ص چه ،
- یشته جار ۱۹۵۹ع -باسم. لکات الشعرا: مرتب حبیب الرحملن خان شروانی ، ص برج ، نظامی پریس
- بدایون ۱۹۳۶ م -بهد تذکرهٔ شعرات آردو : میر حسن ، مرتبه حبیب الرحمین خان شروانی ،
- وبه بعد المساعل رسمي، عربي على على طرود و المال المساعد عجالب خاله كراچي . عجالب خاله : انند رام غلص ، ص م ، مطبوعه اوربنتثل كالج ميگزين لاهور
- اگست . ۱۹۵۵ م -وید محموصه لفز : حکیم قدرت الله قاسم ، مرتبه حافظ محمود شیرانی ، ص ۱۳۶ ء
- رب. مجموعه" لغنز : حكيم قدرت الله قاسم : مرتب حافظ محمود شيرانى : ص ١٣١ : ترق أردر بورد دېلى ١٩٤٣ -په ـ.ـ تذكره كل رعنا : لچهمى لوائن شفيق (ئين تذكريــــ : مرتب نتار احمد فاووق)
  - ص ۲۰۶ ، مکتبه بربان دېلي ۱۹۹۸ع -

رجم وادر ابتدائے سلطنت خلد منزل جادر شاہ یہ مندوستان رسد و بدستگدی لواب دوالقار خان تصرت جنگ خف العبدق آصف الدولم اسد خان منصب بزاری و خطاب قزلباش خان معزز و ممتاز گردید" - تاریخ مطفری (ظمی) مصنف عد على غان الصارى ، سند تصنيف ج. ج.ه ، غزوند البين ترقى أردو باكستان كراجي -

ہے۔ لکات الشعرا : عد تقی میر ، ص ے ، لظامی پریس بدایوں ۱۹۲۳ع ۔ وبهـ سرو آزاد ، ص ۲۱۰ -

. هـ. صحف ابرابيم ، قلمي اسخد بران (شاعر نمبر ١٥٠) ، عكس مملوك. مشقق غواجه كراچى -

و هد تعند الشعرا : مرزا العشل يك عان قاتشال ، ص ١٠١ ، مرتبد دا كثر منيظ قتيل مطبوعه اداره ادبيات أردو , ٩٩, م -

چه. سفينه عوشكو : بندرابن داس خوشكو ، ص . ۵ چ ، مرتب عطا كاكوى ، پئته - 51909 34

 عقد ثربا : خلام بمدانی مصحی، مرتبه مولوی عبدالحق، ص ، انجمن ترق أردو اورنگ آباد م، ۱۹۰ م -

س. سفیته ٔ بندی : بهگوان داس بندی ، مرتبه عطا کاکوی ، ص به ، مطبوعه بلته جار ۱۹۵۸ع -

٥٥- قفد الشعرا : ص ١٠١٠ - ١٠١ -

- م - تكات الشعرا : ص ع ، ٨ - غزن لكات : مرتبه التدا حسن ، ص ٥٥ - كلشن بند : مرزا على لطف ، ص . + ، دارالاشاعت پنجاب - . و ، ع -

عد- عبوعه نفز میں أسد كے ترجم ميں (ص ١١) ايك اور شعر ماتا ہے . یار گھر جاتا ہے یارو کیا کروں ہائے گھر جانا ہے یارو کیا کروں یہ شعر اس لیر مشکوک ہو جاتا ہے کہ گردیزی نے تذکرہ رعتم گردیاں ، (ص ١٠١) مين اسے مغل خان سبقت از اقربائے تواب نظام الملک آمف ماہ كا بتايا ہے اور تحدد الشعرا ميں قائشال نے اسے مير عيني غاطب بد عاشق على خان أيما كا بتايا ہے جو خوشحال خان قانشال كا صبيد زاد، تھا

٨٥- مردم ديده : حاكم لابورى ، مرتبه داكثر سيد عبدالله ، ص ٨,٠٠ مطبوعه

اورپششل کالج میگزین لابور ، فروری ۱۹۵۵ع تا تومبر . ۱۹۹ ع -

وهـ الريخ مظفرى (قلمي) ص ١٩٢ ، مخزولد انجنن ترق أردو باكستان كراچي -

. ۳- احوال و آثار مضرت شاه نعبت الله ولی کرمانی : مرزا ضاه الدین بیگ : ص ۲۵۳ ، گراچی ۱۹۷۵ ع -۲۵- عقد تریا : غلام بمدانی مصنی ، ص . ب ، انجمن تری أردو اورنک آباد

- 21177

۹۳- گذکرهٔ سَسوت افزا : مرابه ناشی عبدالودود ، ص ۹ ۲ ، مطبوعه «معاسر» پشند -

٣٣- ٣٠- طبقات الشعرا : قدرت الله شوق ، ص ٢ ٤ ، عبلس ترق ادب الإمور

٠ ١٩٦٨ - - ١ علم ١١٠

ه- ۲۹ حلمقات الشعرا : ص . \_ . ۱۳- ۲۸- مفتاح التواریخ : طامس ولیم ایل ، ص ۱۳۲۰ ، مطبع نولکشور کالپور ۱۸۲۵ -

. یـ کل رهنا : لوجه ی تراثن شقیق ، ورق مهم ب ، عنطوطه پنجاب یوتیورشی

لائبربری لاپور -۱۵- "یک بزار و یک صد و پنجاه و دو په صویداری الدآباد متر کرده مهشش نمود" تذکرهٔ به جگر (قلم) الذیا آنس ، عکس عملوک ڈاکٹر وحید قریشی

لأبور -

٧٥- منتاح النوارع : ص ٢٠٥ -

دیوان قدیم شاه حائم : مخطوطه انجین ترق أردو پاکستان کواچی ـ
 ح.ر. گشن بند : مرزا علی لطف ، ص ج. \_

هده شعر ۲۰۱ کلشن سخن (مردان علی خان مبتلا ، مرتبه سید مسعود حسن

مین افر حمر ۳۰ ، ۵ ، به طبعات الشعرا (قدرت الله شوق ، س ۱۹۹ ، مجلس ترقی ادب لابور ۱۹۹۸م) مین درج بین. ـ ۱۹ ـ مطبقات الشعرا : قدرت الله شوق ، س ۱۹۸۸ م ۲۹ ، مجلس ترقی ادب لابور

## اصل اقتباسات (فارسی)

می ورود "او ترزیدان" کنظر این مایرا احوال معراث روشه پند است و آن شعرے است به ژبان چندی ایل اردوئے بند غالباً پطریق شعر فارسی و آن الحال بسیار رائع بندودنات است و سابق در داکن روز کاهات به زبان پهل ملک "

ص ۱۹۱۹ "اکثر آستادان آن وقت از راه بوش شعر رفتد موزون می کود . چنامی قدود السالکین ، زیمته الواسلین میرزا هیدالماندو بیدل رحمت الله علیه ایز درین زبان غزلے گذتہ کد مطلع و مقطع اش این ست -"

ص ۱۲۸ "الين بعد مضامين فارسي كه بيكار افناده الله در وبخته خود بكار وبر ، از تو كه محاسبه خوابد كرفت \_" هد هد ... الساه درست دادد "

ص ۱۳۹ "الحبيے درست دارد ." ص ۱۳۰ "اجوائے آزادالہ طبع و صاحب فکر است ، ہفت ہشت سال

پیشور فقیر مشق کرده ..." "اکائر به ویراند ام قدم رنجه می فرمود و فرمالش اطعمه" پیندوانه می محود - فقیر زیاده از دو بوار بار کلهائے نیش از صحبت آن

کلشن نیش چینه ـ می . په و (العال در گجرات بسر می برد) یا

ص ۱۳۱ "ظاهرا دیوان رغته می تب یم ساخته ، دیوانش بیم لرسیده ـ" ص ۱۳۱ "ساست دیوان رخته ند" ـ"

ص ۱۳۱ "ماحب دیوان ریخه نیز ـ" ص ۱۳۱ "ریخه نیز به طور ایهام که رائج آن وقت بود می گفت ـ"

ص ۱۹۶۶ ''بومعتر مشرب عبرداله و نے قیداله زندگی می کود ۔'' ص ۱۳۶ '''به قالونے سرود میخواند که مطربان کسبی باساع توائے آن ]

درمام حیرت می آمداد ، در کلید اش محمد خوبان می شد . بدیدن

180 0

"باآنکه ولایت زا بود اما از عقل رسا مضامین کبت و دوبره می فهمید ـ" "الرب چبل سال "كد درين ملك است زبانش بلبچه" بندى غرب
 "كى گيرد و ليكن زبان اين ملك را غرب می قيمه ـ"
 "الربان ماسب! المروز چه ازارگال پوشده الله"
 "كل عملة اللك در حضره مي الله بردار يكي مده"

ص ۱۹۹۰ "نواب صاحب! امروز چد ازارکار پوشیده الله..." ص ۱۳۶۸ "۲۱گر عملة الملک در حضور می باشد بودند مانمی شود ..." ص ۱۹۰۸ "مقابار رخته که لفظ است مذکر وغفی تصیف نموده ..."

## فارسی کے ریختہ گو: آرزو ، مخلص وغیرہ

سراج اللين على خال آرزو (١٠٩١هـ – ١١٦٩هـ/٨٨-١٦٨٠ – ١٥٤١ع) جن كما يورا نام شبخ سراج الدين على ، خطاب استعداد خان اور تخلص آرزو تها ، بیادی طور پر فارسی کے شاعر اور عالم تھے ۔ اُردو میں انھوں نے تقریباً ۲۷ شعر کہے ہیں۔ اشعار کی یہ تعداد ہرگز ابسی نہیں ہے کہ ان کے حوالے سے آرزو کو تاریخ ادب میں کوئی جگہ دی جائے لیکن اس دور کی ایک پر اثر علمی و ادبی شخصیت کی حیثیت سے اُنھوں نے ایسے گہرے اثرات جھوڑے کہ ریختہ نے فارسی کی جگہ لر لی ۔ انھوں نے اس دور کے نوجوان شعرا کو ریخہ کی طرف متوجد کیا ، ان کی ٹربیت کی ، انہیں راستہ دکھایا اور بقول میر ''اس لن یے اعتبار کو ، جسے ہم نے اختیار کر لیا ہے (آرزو نے) سعیر بنایا ۔'''آ میر نے یہ بنی لکھا ہے کہ ''تمام ثنہ استادان فن رختہ بھی انھی بزرگوار کے شاگرد ہیں ۔"" میر نے آرزو کو "اوستاد و پیر و مرشد بند" کہا ہے۔ سودا ، میر اور درد نے ان سے نیض تربیت پایا ہے ۔ ۵ شاہ مبارک آبرو کو خود آرزو نے اپنا شاگرد بتایا ہے ۔ " سضمون، یک رنگ ، اثند رام عناص اور ٹیک چند چار بھی ان کے شاگرد ہیں ۔^ اگر اس دور پر نظر ڈالی جائے تو آرزو اس پر چھائے ہوئے ہیں ۔ انھوں نے ائی نسل کے شعرا کو اند صرف ریختہ گوئی ی طرف مائل کیا بلکہ انہیں اصول ِ ان بھی سنجھائے اور ایک ایسا اعتاد پیدا کیا کہ وہ ریخت گوئی پر نیخر کرنے لگے۔ ریختہ کی ٹرویج و اشاعت کے لیے اپنے سکان پر ہر سپینے کی پندرہ تاریخ کو مشاعرے کے مقابلے میں "مراختے" کی مفلیں منطقہ کیں۔ میر درد سے حاکم لاہوری کی دو بار سلاقات ہوں ہوئی تھی۔ ا شال میں اُردو شاعری کا آغاز ایہام گوئی سے ہوا اور برسوں اس کا ایسا ڑور شور رہا کہ دوسرے رنگ سخن اس کے آگے ماند پڑ گئے ۔ آرزو نے خود بھی اسی رنگ میں شعر کہے لیکن اس دور میں ان کا ایک کارلاسہ یہ بھی ہے

کہ افاقیسی علموں کا برخ محملی گرفی ہے دوگر تر انوگر کی طرفت کو کی با "" ام من کا تجبہ بہ ہواکہ ہے بیا ہم گرفی کا زور ٹرانا اور اردو دامری کا بن بہر میں کے سرفیل مرابل علمیہ بیان بیادان ہے ، " فاؤ کرکی کی طرف ہوگا کر بہر میں الجام چاہ اور ایک والکہ سیار کے شاہد کے رہی سرخ المستحق کی اور ان اردو الموسط کے اور ان المستحق کی الراز دوسرا ریک جسن رائی میں اور اس کی بخاد حس میں آوڑو کا از موجود تھا ہے ہے ریک جسن الی کا انسان میں اس اور ان اور دور دین ہو کہ آوڑو میں کا ماگرو دور اور میں کا ماگرو دور میں کا ماگرو دور میں کا ماگرو دی کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دی کے شاگرو دین چوٹ کے انور دین چوٹ کے آوڑو دی کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے شاگرو دین چوٹ کے آوڑو دین کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین چوٹ کے آوڑو دین کے آوڑ

عان آرزو نے جس دور میں شعور کی آنکھ کھولی وہ 'پرآشوب دور تھا۔ مفلیم سلطنت کا سورج غروب ہو رہا تھا۔ مرہٹوں کا عروج و ژوال ، صوبے داروں کی خود مختاری ، جاٹوں اور سکھوں کی شورشیں ، ثادر شاہ کا حملہ اور اتل عام ، احمد شاہ ابدائی کے بے در بے حملے سب ان کی آنکھوں کے سامتر ہوئے لیکن آرزو ، جو مجد شاہ کی تخت نشینی کے فوراً بعد ۱۱۳۱ھ/۱۱۹م میں دیل آئے ، تقریباً ہے سال تک (سوائے ۱۱۳۵ه/۱۳۵۱ع میں تواب موتمن الدولہ اسحق خان شوستری کے ساتھ دکن جانے کے) یہیں تصنیف و تالیف میں مصروف رہے ۔ اس زمانے میں ان کی شہرت سارے برعظیم میں بھیل چک تھی ۔ جب حالات بکڑے اور اواب سالار جنگ کو ، جن کے والد مونمن الدولہ اسحق نماں شوشتری سے وہ ایس سال وابستہ رہے ، دیلی چھوڑ کر لکھنڈ جانا پڑا تو وہ خان آرزو کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ۔ یہ فاقلہ ۱۱۲۵ھ/۱۱۵ کے بالكل آخر ميں لكھتۇ پينچا ۔ ا أرزُو جانے كو تو چلے گئے اور مير نے ان پو الطبع ١٢٠٠ كا الزام بهي لكابا ليكن سول مبينے بعد وابع الثاني ١١٦٩ه/٢٠ جنوری ۱۵۹ م کو وہیں وفات یا گئے اور وصیت کے مطابق ان کی میت تدفین کے لیے دہلی لائی گئی اور بیس اپنے سکان میں ، جو سرون و کیل پورہ ۱۳ اثند رام غلص کے مکان کے قریب بنوایا تھا ، دفن کر دیے گیر ۔ اکبر آباد ان کی جائے پیدائش تھی ۔ گوالیار میں ان کی تنهیال تھی ۔ باپ کی طرف سے مضرت تصیر الدین چراع دیلی کے بھائیے شیخ کال الدین سے اور ماں کی طرف سے عضرت غوث گوالیاری شطاری سے ان کا سلسلہ اسب ملتا ہے ۔ ان کے والد شیخ حسام الدين بھي شاعر تھے اور حسامي تخلص کرتے تھے جنھوں نے ایک مثنوی "مسن و عشق" کے نام سے لکھی تھی ۔ خود آرزو نے اپنے تذکرے میں ۱۵ اپنی والا کا ڈاگر کا بے اوار اٹھا ہے کہ انہوں نے ''اسمہ کاربی' و کہ پانیا ہے۔ متری - بروزر الدار میں موزن کیا تھا ۔ ابیا معلیم ہورائے کہ کے متریم متری - بروزرز کی بدائل میں میں کارون اور الدی امران کینی رکنی ان کے مائی میں ان کی طرح نے میں کارون و کام کا کے داخل میں کو ان کارون کے ان کے مائی میں ان کی کارون و کام کا کی داخل میں کی کارون کی میں میں کارون کی کارون کیا کی کارون کارون کی کارون کارون کی کارون کی کارون کی کارون کی کارون کی کارون کی کارون کارون کارون کارون

ن - اس مثنوی کا لام ''مسن و عشق'' ہے جیسا کہ اس شعر سے واقع ہے : سخن کو حرف حسن و عشق خوالدم ہم او را لام ''حسن و عشق'' مالدم (ورق ۲۰٫۹ ب)

به مثنوی ۱۱-۱۹/۱ - ۱۹۰۰ میں تصنیف ہوئی : ژ تسماری عدرت کسردم شارے ژ تسماری عسرب کسردم شارے

ات بفتاد و یک افزودم بزارے (۱۰۵۱ه)

(ورق ۱۰۸ الف) اس مشوی میں ''کامروب و کاملنا'' کی نمیں بلکد منوبرو مدمالت کی داستان نظم کی گئی ہے جیسا کلد ان اشعار سے واضح ہے :

ز لیکوئی متوپر کرد نامش بنست تربیت داد التظامش (ورق ۱۹۰۹)

حفن دائے کہ تاریخ جہاں عوالد سفن از حال مدمالت چین رائد (ورق ، ، اللہ)

مثنوی میں حسامی اور حسام الدین دونوں بطور تخلص آئے ہیں : حسام الدین چھ داری استطاعت

ک گوئی است او ۱ اے بے بشاعت (ورق ۹) حساسی بال بمطلب زود باشی زبان را کند کن در خود تراشی (ورق ۲۰ س)

اس میں سنے بادشاہ کے تحت اورنگ زیب عالمگیر کے دکن سے آگرہ آنے کا بھی ذکر ملتا ہے ۔ اس متنوی کے اختتامید اشعار سے یہ بات بھی سامتے

(بقید عاشید اگلے صفحے اور)

خان آرزو شاعر بهی آهے اور عالم ، تقاد ، ماہر اسانیات ، عقق اور لغت

دواوین : دیوانر آرزو ، جس مین غزلیات ، قصائد اور منتصر مثنویان شامل بین -

شامل ہیں ۔ دیوائے آرزو ، شفیمائی شیرازی کے دیوان کے جواب میں ۔ دیوائے آرزو ، دیوائ<sub>ے</sub> سلیم کے جواب میں ۔

دیوان ِ آرزو ، دیوان ِ فقانی کے جواب میں ۔

دیوان ِ آرزو ، آخری عمر کا کلام ۔

(بئید حاشید صفحہ گزشتہ) آتی ہے کد حسام الدین

آن ہے کہ حسام الدین حسامی اکبر آباد کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ ان کا تعلق حصار سے تھا :

چو در خاک مصار این لاله بشگفت مصار سیز گلشت آفریاب گفت

حصار دلکشا شهبر دل افبروز که باده پمچو نام غویش فیروز

وطنگه من و نزیت گ دیر زمین فیش بش و عنبریس بسو

یہ نسخہ ، جیسا کہ اس کے ترقیعے سے ظاہر ہوتا ہے ، ''انتج اللہ العمیش الجائسی نے روز دو شنبہ نہم شہر رہیج الاول سنہ ہزار و اود ہجری در بلدہ نمیرہ بندر سورت'' میں لکھا ۔ یہ مخطوطہ (نف ہے'') الجنس ترق اُردو کراچی

کے ذغیرمے میں موجود ہے ۔ (ج - ج)

مثنونات ٠

: OW

على لغت :

دیوائر آرزو، دیوائر کمال خجندی کے جواب میں ۔ یہ صرف ردیف دال تک ہے ۔ مشتوی 'اشور عشق'' ، معروف بہ ''سوز و ساز'' ۔ زلالی کی

ستوی شعود ( ایماز کے چواب میں ۔ مشتوی "دبوش و خروش"، اومی کی مثنوی "اسوز و گذاز"، کے حواب جن ۔

جواب میں ۔ مشتوی ''منجر و ماہ'' شاعر سلیم کی مثنوی ''افضا و تدر'' کے جواب میں ۔ مثنوی ''عالم آب'' ؛ مال نامہ' ظہوری کے جواب میں ۔

سراج اللغات ـــ قديم فارسى الفاظ كے بيان ميں ـ اس ميں تقريباً چاليس بزار الفاظ شامل ہيں ـ

 $A_{ij}$  Apison —  $an(L_i)$  Mind  $A_i$  (I Mind  $A_i$   $B_j$   $A_j$   $A_j$ 

قارسی گویان چند کے لیے یہ نسخہ مذید ہے۔ 124 ''انوادر الانتانا'' میں آرزو نے عبدالواسے پانسوی کی تالیف ''عماریہ اللغات'' کی تصدیح د ترمم کی ہے۔ اس میں آردو کے انٹریتا بالچ براز الناظ کی قارسی زبان میں نشرع کی گئی ہے۔ ۲۱۵۔ ۱۵–۱۳۲۵ میں یہ زیر تالیف تھی۔ 14

مندر \_\_ یه کتاب جلال الدین \_وطلی کی تصنیف ''الدوم'' کے طرز پر اکمکی گئی ہے لیکن اس کا دائر، زیادہ وسیح ہے۔ یہ ہور اصلوق پر مشمل گئے جرابری فصیح و ردی ، مفرد و خاذ ، آشنا و غریب ابدال ، اسالہ ، ٹوالنی الفاظ ، تعریف الفاظ فارسیہ ،

قر بلاغت -

شرح :

تقدو تطر :

لذكره:

ستترک و مترادف اور توابع کے اصولوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۱۹ عطبہ "کبری ــــ علم بیان میں ۔ عطبہ" کبری ــــ علم بیان میں ۔

عطیہ گرک ہے علم بیان میں ۔ موہبت عظمیٰ ہے علم معانی میں ۔

خیابان سے شرح کاستان سعدی، شکوند زار سشرح سکندر ناسه، شرح قصائد عرفی -سراح و عاج سے حافظ کے ایک شعر کی تشرع میں۔ شرح کل کشتی

سراع و ہاج — خاط کے ایک شعر فی نشرع بین۔ شرح کل کشتی اور شرح مختصر الممانی کا ذکر بھی آیا ہے لیکن کوئی تسعد معلوم نیوں ہے ۔ ۲۰

سوم میں ہے۔ تنبیہ الفاقین سے حزیں کے اتصار اپر تنقید ۔ ''جمع الفائس'' میں آرزو نے اپنی تصالیف کی جو فہرست دی ہے اس میں ''نتیبہ المارفین'' لکھا ہے۔ ۱۱ مکرز ہے تہ کابات کی غلط میں۔

امیں ارووے اپنی تصابیف نی جو فہرست دی ہے اس میں۔ ''انتیبہ العارفین'' لکھا ہے۔ ا ۴ ممکن ہے یہ کتابت کی تملطی ہو۔ سراج منہر ۔۔۔۔ ابوالبرکات منبر لاہوری نے عرفی ، طالب ، زلالی افد ظہوری کے کلام ہر جو اعتراضات کمیے بین آرؤو نے ان کا

رد لکھا ہے۔ داد سخن ہے ''سلا'' شیدا نے قدسی کے کلام پر سنظوم تشید لکھی - منیر لاہوری نے اس کا محاکسہ کیا ۔ لرزو نے متبر کے اس منظوم محاکمے پر تشید لکھی اور ابتدا س تین مقدمر اور

آخر میں خاتمہ لکھا ۔ عبد الفائش ۔۔۔ اس میں ۱۵۲۵ فارس شعرا کے حالات اور ان کے گلام کا الفائب فرج ہے ۔ کید ۱۵۱۲ء ۵۰ ۔ ۱۵۵۵ تاب منطق بار ازوز کے ایک شاکر ساتھ سکتھ بیدار ہے ۔ تاب الدما کا ارکام ۔ ایک شاکر ساتھ سکتھ بیدار ہے ۔ تاب الدما کا ارکام ۔ اس کا انہ سکتھ بیدار ہے ۔

پیام شوق ۔۔۔ خطوط کا مجموعہ۔ گلزار خیال ۔۔۔ موسم جار اور ہولی ۔

الزار خیال ــــ موسم جار اور پول -آبروئے سخن ــــ در صفت حوض و قوارہ و تاک ــ

آرزو شاعروں کے شاعر اور ناقدوں کے ناقد تھے۔ اٹھوں نے لساتی ، علمی اور ادبی و شعری مسائل پر ناقدالہ انداز سے اس طور پر رجعالات و خیالات کا اصالہ کیا ہے کہ اس دور کے تسرا اور ابار علم و ادب نے ان سے روشتی مامل کی ۔ اُردو کے تمانی ہے ان کی ادلیات یہ بین : (۲) آرزو نے آردو زبان کی السانی تقیقی کی بچیاد رکھی اور فارسی ہے۔

ارزو کے اردو زیال تی نسان مفیق تی چیاد رکھی اور فارس بیے آررو الفاظ کا مقابلہ کرکے اتقابل حطائسے کی بنیاد ڈالی ۔ الھوں نے لہ صرف آورد و فارس کے لوالون کا مطالعہ کیا بائکہ مستمرت و فارسی کا بھی مطالعہ کیا ۔ ''مشر'' جی خود اس بات کا اظہار کیا ہے ۔

(ب) 'أردو' كا لنظ زبان أردو كے منى ميں سب سے پہلے آرزو نے لوادر

الالفاظا ٢ مين كئي جكد استمال كيا ہے ، شاك :

(الف) °و در أردوئ معلى مى باشع شنيده ايم ـ" ( ب ) °اليكن لفظ مذكور ومتعارف اردوئ بادشام. و زبان اكبر آباد و

شاہ جہاں آباد نیست ۔'' (ج) ''لیکن تکھتوڑا در عرف أردو وغیرہ یہ معنی حرف ناز و

غرور است ـ'' ( د ) "ليكن بؤيهنا زبان أردو و ابل شهرباليست ـ''

ر د ) "جين بريهه (بان اردو و ابن سهر بالست ... (+) آراو نے أردو شعرا میں اعتباد بیدا كركے الهيں رفت ميں بطرق نارسي

شعر کینے پر مائل گیا ۔ (») آرزو نے سبک پندی کو سبک ایرانی کے منابلے میں کھڑا کرکے ، برعظم کے خصوص تہذیبی ، معاشرتی و لسانی آثرات کے پیش انظر ،

وہ ایمیت دی جس سے امرائی اے اب لک عمروم کیے ہوئے تھے۔ اس بحث کے قبل میں اردو زبان کے اوامد ، اس کے میراں و غیر اور لفات کے بارے میں بھی جا بھا اشارے کیے ۔ اُردو اسلا کے اسول بھی ساتھ ساتھ متر کئے ۔

(ہ) آرژو نے لفت ٹویسی میں بھی الفاظ کے معنی ، نہایت اختصار لیکن صفائی کے ساتھ بیان کرنے کی طرح ڈالی ۔

ان مدمات اور ان آثرات کے علاوہ ، جن کا ذکر اُوپر آ چکا ہے ، اُردو لفت نویسی اور اُردو شاعری کے ذیل میں آرزو کی ممدمات کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

میر عبدالواسع بالسوی نے عبد اورنگ زیب سے "غرائب الفات" کے قام

سے طلبہ کے فائدے کے لیے ایک لفت لکھی جس میں تفصوص اُردو الفاظ کے معنی فارسی زبان میں اور ہم معنی فارسی الفاظ کے حوالے سے درج کیے .. عبدالواسع بانسوى كا مقصد يد تها كد "غير معروف لام ، ببت سي اشيا أور نامانوس الفاظ کے معنی عام نوگوں کے لیے صاف عبارت اور واضع اشارات میں بیان کرے تاکہ اس سے پورا فائدہ اور عام نفع حاصل ہو ۲۲۰۱ خان آرزو کی نظر سے ''غراثب النفات'' گزری تو انہیں محسوس ہوا کہ اس میں ثہ صرف لفظوں کی تشریح جامع نہیں ہے بلکہ بعض الفاظ کے معنی بھی صحیح بیان نہیں کیے گئے یں ۔ آرزو نے اس لفت میں بہت سے ایسے الفاظ شامل کیے جو سنسکرت ، قارسی اور ترکی کے الفاظ ہوئے ہوئے بھی اُردو زبان کا حصہ بن چکے تھے ۔ اور اڑ سر لو "غرائب النفات" کے معنی کی تشریح کی اور اس کا نام "نوادر الالفاظ" رکھا -اس لفت کا مقصد بیان کرتے ہوئے آرزو نے لکھا ''مهندوستان جنت تشان کے ایک فاضل کاسگار اور عالم نامدار نے فن لفت میں ایک کتاب ٹالیف کی ہے جس کا الم "غرالب اللفات" ہے اور ہندی کے ایسے الفاظ کو ، جن کے فارسی عربی کا ترکی متبادل الفاظ بیاں کے لوگوں میں زیادہ مستعمل نہیں ، ان کے معنی کے ساتھ درج کیا ہے ۔ ان معانی کے بیان کرنے میں کہیں محمیس غلطی اور تساہل نظر آیا اس لیے اس باب میں ایک اسخد ترتیب دیا ۔ جس جگد کوئی غلطی معلوم ہوئی اس کی طرف اشارہ کر دیا اور اپنی ناتمیں رائے کے مطابق اس پر اضاف بھی · \* \* \* 45

آرز کا دارائز در ادارائی را ادارائی را اداری کی در در با از می با از اس الفته استواد کی دوران در بین اداری کی در در استان الفتار اس الفتی استواد بین در این کی در در استان کی شده منتقد در سال کی در در سیل کی در سال کی

میں اسے انھی سنی میں استمال کیا ہے : مرو وہ دولنگی جو ہو دھر سیمیں شکر در دہاں اُسٹرہ آستیں

ر مران مادسی و و امر میہیں۔ سام در در ایس اسیدہ میں جائے در اور در ایس اسیدہ میں جہتے کے خود آور در در ایس اسیدہ میں جہتے کے خود آور در ایس اسیدہ اسیا ہے۔ ۳٪ اللہ ایس کی جائے اس ایس کی اللہ ہے۔ ۳٪ اللہ ایس کی کا بعد اللہ ایس کی انداز کی اسیدہ کی اللہ کی بعد اللہ کی اللہ کی بعد اللہ کی اللہ کی بعد اللہ کی بعد اللہ کی بعد اللہ کی اللہ کے بعد اللہ کی بعد اللہ کی بعد اللہ کی بعد ا

(۱) آرزو نے لشرم الفاظ کے دوران فارسی و أردو الفاظ کے غارج پر بحث کرکے تقابلی لسانی مطالعے کی بنیاد رکھی جسے وہ ''ٹوافق لسانین'' کا تاء دیتے ہیں۔ جس لفظ کے نحت یہ بحث آئی ہے آرزو یہ بھی بتائے ہیں کہ یہ لفظ ترکی ہے ، عربی یا فارسی ہے یا ہندی کتبی (سنسکرت) ہے۔ لفظ "بری" کے تحت بتایا ہے کہ ترکی میں اسے "ساجق" کہتے ہیں - چکو ، ترکی لفظ "چٹو" کا أردو روب ہے ۔ "پہلون" کے ذیل میں بنایا ہے کہ اس کا فارسی مترادف "چیق" ہے جو ترکی لفظ "جے" کی فارسی شکل ہے ۔ لفظ "چیرا" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اُردو لفظ ہے جو ''بسبب علمیت'' فارسی میں مستعمل ہوگیا ے - "دلال" کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ لفظ عربی ہے ۔ "غول" ترکی لفظ ہے ۔ کجاوا ، جس کے معنی "محمل شتر" ہیں ، فارسی لفظ ہے ۔ اسی طرح سعنی کی تشریح کرتے ہوئے یہ بھی واضع کرتے جاتے ہیں کہ فارسی روزمرہ کے لیے اُردو میں کیا روزمرہ ہے ، مثا؟ "ابر شود" کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس کا أودو مترادف "بادل أنهے" ہے - "جنبت" كے ذہل ميں لكها ے کہ جنیت پنجابی کا لفظ ہے اور اس کے لیے ہندوستان میں 'برات' کا لفظ مستعمل ہے ۔ جیاں کمیں کوئی لفظ "غلط عوام" ہوتا ہے آرزو اس کی بھی لشان دہی کرنے جاتے ہیں مثلاً "روش" عوام میں "روس" ہوگیا ہے ۔ کنگرہ ، عوام میں کنگورہ ہوگیا ہے ۔ اس طرح وہ بندی کتابی (سنسکرت) ، گوالیاری ، جیسے وہ افسح زبان بائے ہند گہتے ہیں ، راجستھاتی ، کشمیری ، پنجابی ، زبان

اکبر آباد ، زبان شاہ جہاں آباد کا بھی جا بھا حوالہ دیتے جاتے ہیں ۔ ''ٹوافقر لسانین پر آرزو نے بہت زور دیا ہے اور اسے اپنی اؤلیت شار

کیا ہے ۔ ''مشعر'' میں لکھا ہے کہ ''فارسی و پندی کے کئیر التعداد اہل نفت اور اس فن کے دوسرے مفقوں کے باوجود ہندی و فارسی (بان کے توافق کو (y) معانی کی تشریح کرنے ہوئے آرزو دلجے معلومات بھی قراہم کرنے جاتے ہیں ، شاکر آڑو کے ذیل میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ بھل پہلے مندوستان میں نہیں ہوتا تھا لیکن اب شاہ جہان آباد کے باغات میں ہوتا ہے ۔ جاں کا آؤو الرش ہوا ہے جب کد کابل ، کشمیر اور ولایت کا شیریں ، وس دار اور ملائم ہوتا ہے۔ ارتھی بمنی جنازہ موتے لکھ کر یہ بھی وضاحت کرتے ہیں کہ مسائلوں کے جنازے پر اس کا اطلاق نہیں ہوٹا ۔ تنباکو کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اکبر بادشاہ کے عہد میں اس کا رواج ہوا ۔ پہلے یہ ملک ترنگ سے دکن آبا اور اس کے بعد ہندوستان میں مروج ہوا ۔ جبھر کے سلسلے میں چھاں یہ بتاتے ہیں کہ یہ ایک زبور ہے جسے ہندو اور دہنانی عورتیں ہیر سی چنتی ہیں وہاں یہ بھی بنانے ہیں کہ "گوجری" بھی اسی طرح کا زبور ہے اور "نہاو رنجن" بھی اسي ميل كا زيور ب جس كا گجرات و راجيوتاند مين رواج ب ـ " لك" كي تشريج كرتے ہوئے يہ بھي بتاتے ہيں كه "ڈلى" دراصل شاہ جمان آباد كا قديم نام تھا اور دال سمعلد سے بدل کر دلی ہو گیا اور دہلی اسی لفظ کا معترب ہے ۔ کھاٹ کے سلسلے میں لکھنے ہیں کہ یہ نارسی لفظ کت کی شکل ہے جس کے معنی لقت میں تخت و سریر کے بیں ۔ تاریخ کی کتابوں میں آبا ہے کہ جب شاہ رخ مرزا کے ایاجی اور دوسرے بادشاہ زادے منک خطا و غتن پہنچے تو شاہی ملازمین نے شاہی حکم کے مطابق پر ایک کے لیے "کت" سہا کیے ٹاکہ وہ رات کو ان ہر سو سکیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے علاوہ بھیکھٹ کا رواج تھا ۔ الشريج کے دوران کمپر، کمپر، کوئی واقعہ با لطبنہ بھی لکھ دیتے ہيں ، مثلاً لفظ "بگهار" کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ لواب مفقور و میرور موکن الدواء

سے بہور نے دیں میں مجھے ہی کہ نوب معمور و مبرور مو بن اسوام

اسے فارسی میں کیا کہتے ہیں ۔ چونکد اسے معلوم لد تھا یا بھول گیا تھا ، بہت دیر تک سوچنا رہا ۔ بھر کہنے لگا کہ ''بگار'' تو خود فارسی کا لفظ ہے اور اہل۔ پند نے اسے اغتیار کر لیا ہے حالالکہ یہ بات محیح نہیں تھی۔ اسی طرح بیسن کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ایک ظریف نے سلاطین پندکی کسی بیگم کو لکھا کہ سنبوسہ کے سن کی خواہش ہے ۔ بیکم سعجھ گئیں اور لکھا کہ سنبوسہ بے سن پیغام سے کبھی میں ملتا ۔ نکته یہ ہے کہ اسبوسہ اگر بغیر س اور ن کے پڑھا جائے تو بوسہ رہ جاتا ہے۔ ظریف نے بوسے کی خواہش کی تھی اور بیگم نے جواب دیا تھا کہ بوسہ یہ پیغام کہاں مل سکتا ہے؟

(w) "نوادر" میں آرزو اصول املا و اصول لغت کی طرف بھی آکثر اشارات کرتے ہیں ، مثار ایک اصول وہ یہ بتائے ہیں کہ جہلا کے لہجے اور تلفظ کو سند کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ۔ کسی لفظ کو سند کا درجہ اسی وقت دیا چا سکتا ہے جب وہ لفظ عوام و خواص ، جاہل و تعلیم یافتہ میں یکساں طور پر ہولا جائے لگے ۲۸ ایسی صورت میں یہ لفظ اسی تلفظ کے ساتھ داخل لفت ہوتا باہم جس طرح وہ بولا باتا ہے ، مثار "غط زن" دراصل "قط زن" ہے اور چولکہ اہل مند قاف ، صاد ، خاد ، طا ، ظا ، عین ، غین ، فا کو صحیح ادا نہیں کر سکتر اس لیر افظوں کی بگڑی ہوئی شکل کو لفت میں لانا ہے جا ہے جیسر جہلا مسجد کو سہجد کہتے ہیں لیکن سہجد کو سند کا درجہ پرگز نہیں دیا جا سكتا .. البته سهجد كو اگر عوام و خواص يكسان طور پر استمال كرنے لكين تو اس صورت میں یہ لفظ مستند ہو جائے گا ۔٢٩

 (م) آرزو یہ بھی لکھنے ہیں کہ اگر کوئی قادر سخن جسے امیر خسرو وغیرہ کسی اُردو لفظ یا روزمرہ کا قارسی میں ترجمہ کرکے استعال کرے تو بالزے لیکن غیر قادر سعن کو اس کی اجازت میں دی جا سکتی ۔ ۳۰ داد سعن (۱۱۵۹ه/۲۰۱۹) کے نقدمت دوم ۲۱ میں بھی آرزو نے اسی لقطنہ للر کی وضاحت کی ہے۔

 (۵) املا کے سلسلے میں آرزو بتائے ہیں کہ وہ لفظ جو ہائے شخفی ہر ختم ہوتا ہے اہل ہندانف لاتے ہیں جسے لالا (لالہ) ، جالا (چائد) لیکن فارسیاں ایسے پندی لفظ کو ، جو الف پر ختم ہوتا ہے ، پائے نختی سے لکھتے ہیں جیسے بنگالا کو بنگالہ ، مالوا کو مالوہ ، روپیا کو روپیہ ۔ اس لیے اُردو میں اس قسم کے الفاظ کو پائے تمتنی سے لکھنا غلط ہے ۔ آ چیجا فارسی لفظ ہے کہ اہل بہتا ا الف سے اولنے اور لکھتے ہیں . ٣٢ اسی طرح پھندنا ، نفشا الف سے لکھا جاتا

ہے''' اور غلولہ ، جو نارس لفظ ہے ، اسے بھی غدولا ہی نکھا اور بولا جاتا ، ہے کا اور یہ صحح ہے ، طالکی نے اپنے دفال کر ایہ بدایات دی امی کہ مارے ہندوی افظ شاہ چاکانہ مالوں ، لسوارہ وغیرہ کو پائے عنمیٰ کے بھائے نارس عبارت میں اللہ ہے لکھنا چاہیے ۔ آروں کی رائے یہ ہے کہ اسے الناظ کو بندی میں بائے غمل ہے اور فارس میں اللہ ہے کہنا علم غدا اور قابلی

ے غفلت کا لتیجہ ہے ۔٣٦ (٦) لوادر کے مظالمے سے بہ بات بھی سامنے آنی ہے کہ وہ کون سے الفاظ

تھے جو دوسری زبانوں منہ؟ تارس، انری و عربی کے آگر اُردو کا جزو بن کئے ، منگا اداء آن، اسپنول ، التاوا ، اوریب ، بنجا ، پناوا ، چہاتی ، چاکو ، خود ، نواغ ، سوغات جلایہ ، شاہ ، بالاکم وغیرہ اس زمانے میں اُردو زبان کا سعد بن چکے تھے ۔

In  $(j, J, \omega, \mu, \omega) = \lim_{n \to \infty} \lim_{$ 

(ے) لواور الالفاظ کی ایک مصوصت یہ ہے کہ اس میں لفظوں کی لشرخ اور معنی لویسی اس طور ہر کی گئی ہے کہ فعل بخال یا چیز کی تصویر الور معنی کا باویک فرق ماشتے آجائا ہے ، مائل بہ چید الناظ اور ان کی لشرخ دیکھیے : طائے کہ بہ سبب کابلی یا مرض دست بالا کردہ مخشیدگی در بدن پہلا شود ۔ (اس میر)

| (n - n) | (n

و ساختن رو بوائے گریہ چنانکہ اکثر اطفال را

و شاکستر سوزال که در آتش مانده باشد . (س ۸۵)

- 414

: کم کم باران ابر -

41,000

بولدا باندى

(س ۲۰)

(ar va)

(2400)

(49.00)

'پڑی یا 'پڑا : کاعذے کہ چیزے درآن تبادہ پیچند مثل
قراقل و الأچى ـ (ص ١١٥)
الله : ير دو دست يهم زدن كه صدا برآيد . (ص ١٣١)
چٹاخ سے چومان لینا : بوسد گراتن باآواز ۔ (س .٠٠)
دیورانی جثهانی : دو زن که در نکاح دو برادر باشند ـ زن
برادر کلان را جثمانی و زن برادر خورد
را ديوراني خوالند ـ (ص ١٣٦)
كيان : يسر شوئ از زن ديكر و يسر زن از شوئ
دیگر - اگر پسر باشد "پسندر و اگر دغتر
باشد "دختندر
لغت اویسی میں تشریح معنی سب سے اپنے کام ہے ۔ حالت ، کیفیت ، اشیا
اور فعل کو کم سے کم افغاوں میں اس طرح بیان کیا جائے کہ اس کے معنی
لفت دیکھنے والے کے سامنے روشن ہو جائیں ۔ اس لحاظ سے بھی آرزو ایک اہم
لغت نگار یں ۔
آرزو اس دورکی ایک عظیم علمی و ادبی شخصیت تھے جس میں ان کی
''خوش طبعی ، لطیفہ کوئی ، ظرافت اور رنگین مزاجی''۲۸ نے چار چالد لگا دیے
تھے۔ تدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے کہ "ان کا مرتبہ" والا ریخہ سے بالا تر بے
لیکن کبھی کبھی تفتور طبع کے طور پر ایک دو شعر اپنی طبع عالی سے کہ
لیتے ہیں ۔" ٢٩ اردو میں ان کا کوئی دیوان نہیں ہے لیکن غنف تذکروں میں
کلام کے جو کونے ملتے ہیں ان کے مطالعے سے ، فارسی کلام کی طرح اُردو کلام
میں ایک ٹھیراڈ اور سنجیدگی کا احساس ہوتا ہے ۔ روزمرہ و عاورہ کے
الله الله الله الله الله الله الله الله
برجت استمال سے ان کے شعر میں حسن کا اضافہ ہو جاتا ہے - ان کے مضامین اور
تراکیب و بندش پر فارسی اثرات واضح بین . آرزو کی اُردو شاعری فارسی کے

ہوسرے ریختہ گوبوں کے مقابلے میں زیادہ پخنہ شاعری ہے ۔ یہ چند شعر دیکھیے : جان تجھ پر کچھ اعتباد نہیں ﴿ وَلَدَكُنَّى كَا كَيَا بِهُرُوسًا ہِـ

اس شعر میں ''جان'' سے صنعت ایہام پیدا کی گئی ہے لیکن بیان ایبام جزو شعر بن گوا ہے ۔ ایک اور غزل کے یہ چار شعر دیکھیے :

وات بسروائے کی اُلسفیت سی روئے روئے فتح کے جارت دیا صبح کے ہوئے ہوئے داغ مجھوٹا نیس ، یہ محل کا البو ہے قائل اقلاق بھی دکھ کئے داخیہ ترا دھوئے دھوئے کس پربرو ہے ہوئی شب کو مری چیتم دوچار کام میں دورات اٹیا خواب ہے موٹ موٹے

غیر لسوئے بے صنم منت تسرمے خط کی چہار ہم ہوئیں اشک کے دانے رہے ہوتے ہوتے

ان اشعار میں جذبات و احساسات پخشکی اظهار کے ساتھ مل کر آئے ہیں اور معلوم تمہیں ہوتا کہ یہ اشعار شہالی پند کے ابتدائی دور میں لکھیے گئے ہیں ۔ جب آرزو حمیتے ہیں :

عیث دل بیکسی پہ اپنی توں ہر وقت روتا ہے اُن کر غم اے دورانے عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے سے خالے بہج جا کسر شیشے تمام تسوڑے زاہد نے آج اپنے دل کے بھیھولے بھوڑے

تو وہ اُردو غزل کی ابتدائی رواہ ت کو آگے بڑھانے بیں اور لئی ٹسل کے شعرا میں ایک اعباد بیدا کرتے ہیں۔ ان کی ایک غزل ہے :

آتا ہے میں آئا کے تیزی ہزاری کسو کی اداری کسو کی مودیکہ خاری کو اس مودکیکو خوارشہ خاری کو کا اس مارے کا اس مودیکی جائے کہ کا کہ کا مودیکی جائے کہ اس کی کہ کا کہ

اب خواب میں ہم اس کی صورت کو ہیں ترسے اے آرزد ہـوا کیا بخوب کی یـاوری کــو

آرزو کی ایک اور عزل ہے:

نسلک غذ فی آمید آد سے میرے اوس کیوپیدا لیون که دائے میں الاح کو بین نے اور می کیپیدا میرے خوخ میرابال کی کیابت است کو یہ پورٹ کیپیدا ہوار حصرت کو دی آب اس اس کو بین ہورٹ کیپیدا چین بین دستر کھوں سے مجبر فی اس اور سرک کیپیدا کہا بورت ماصیر میل خد سرک کروز خورٹ کا لاگان کیپا جو الماضے علی خد میل میں کیپیدا لاگان کیپا جو الماضے علی خد میل میں کیپیدا لاگان کیپا جو الماضے نے اثر میل جو بین کیپیدا لاگان کیپا جو الماضے نے اثر میل جو بین کیپیدا لاگان کیپا جو الماضے نے اثر میل جین کیپیدا

میرود آزود کنگ گرم کر داتر آئین کلیمیتا به در این کلیمیتا به در گرفت این کلیمیتا به در کرد این کلیمیتا به در این کلیمیتا

برگز نظر آمد آیا ہم کو حجت بسارا گرچا کہ تھا چھلاوا وہ من بردت ہسارا ایرے دین کے آگے دم ساراتا عشل بے شخصے نے گائی پائندہ آخر سخت بازا درہا عرق میں ڈویا تجہ ہم تن کے آگے موں نے گان پکڑے ایرے مشن کے آگے گھول کر بند تیا کو ملک دل غارت کیا کیا مصار تیدوں کیا وعدے تھے سب دروغ ہو اس فہ سے ہم سنے کیا لعل تینی دیکھو جیوٹنھا تکل گیا رکھے سیارۂ دل کھول آگے عندلییوں کے چمن کے بیج گونا بھول بیں تیرے شہیدوں کے

آرزہ نے لیام گرویوں کی بھی راجائی کی اور اس دور کے پسندیاں ریکسینین میں تمر کہت کر ان میں میں اعاد ایسا کیا جا امریک کو بک معاشری وظیمہ ان کے داکرہ تھے ۔ ساتھ امالہ اور ایکٹ میں میں محر کے جے اوق کو کیا ''کہا جاتا ہے اور جس سے لیام گرویوں کے بعد کی اسل میں اعتبالہ پیما ہوا۔ سودا میں اور دود دیدیا میں آئے گرویت بات دئیے ۔ مرزا مظہر جان جاتان

اس دور میں آرزو کی خدست یہ ہے کہ اُنھوں نے شاعروں کی دو تسلوں کی آبیاوی کی اور فکر و فن کی سلح پر اس طرح رابنهائی کی که تخلیقی ڈین ان واستوں پر چل لکلا جو آرزو نے مترز کیے تھے ۔ فن شعر میں ان کی رائے سارے برعظیم سین مستند مانی جاتی تھی ۔ دہلی کے فارسی و ریخنہ گو ان کی رائے کو حديث قدسي كا سا درجه دبتے تھے۔ شعرا اور اہل علم و ادب اپناكلام اور مسودات انھیں اصلاح کے لیے بھیجنے لئے۔ خوشگو نے اپنا تذکرہ سفینہ ا خوشكو اصلاح كے ليے ان كى خدمت ميں بيش كيا تھا ۔ ا" غلص ان سے مشورہ سطن کرتے تھے۔ ۲؍ حاکم لاہوری نے لکھا ہے کہ المیں نے اپنا دیوان ان کی عدمت میں پیش کیا کہ غور و لکر کی نظر سے دیکھ کر اس کے حسن و قبح سے آگاہی بخشیں ۔'''' خواجہ ہے برسی خان خرد نے بھی اپنی نحزل آرزو کے سامنے اصلاح کے لیے پیش کی ۔ "" عالمتی نے نشتر عشق میں لکھا ہے کہ میرزا بچد رابع سودا ''موزونیت طع کی وجہ سے ابتدا میں فارسی میں شاعری گرتا تھا اور سراج الدین علی خان آرزو سے اصلاح لینا تیا ۔"۵" گردیزی نے لکھا ہے کہ ومیاں آیرو و میاں مضمون ، جنھوں نے ریختہ کی بنیاد رکھی ہے ، ان سے استفادۂ سطن کیا ہے اور انھی سے زبان ریخہ حاصل کی ہے ۔ ۳۹۴ ٹیک چند چار نے اپنی مشہور لغت ''بہار عجم'' سیر ان سے استفادہ کیا ہے۔ اند رام مخلص ن المراة الاصلاح" مين بني ان سے فيض الهايا ب - ايسے رابتا ، جو اپنے دور کواس طور برستالر کرنے بین ، کبھی کبھار پیدا ہوتے ہیں۔ میر قدرت اللہ قاسم نے کتنا صحیح لکھا ہے کہ "جسے امام ابو منیفہ علیاے ابل حق کے امام کہلاتے یں اسی طرح شعرائے اُردو خان آرزو کے عبال کہلائے جاتے رہیں کے یہے۔ الند رام غلص اور ٹیک چند بہار بھی رواج ِ ژمانہ اور آرؤوکی تحریک ِ ریختہ کے ؤیر اثر میں ریختہ کوئی کی طرف مائل ہوئے ۔

الند وام غلص ١١١١ ممم - ١١١٨ ( . . ) - ١٦٩٩ - ١٥٠١ م د د د د ١٦٩٩ بنیادی طور پر فارسی کے شاعر اور انشا پرداز تھے ۔ این پشتوں سے فارسی زبان اس خاندان کی روزی کا وسیلہ اور عزت کا ڈریس تھی ۔ بدائم وقائم میں علم نے لکھا ہے کہ اس کے دادا گیبت رائے کی بدولت امیر الامراء صمصام الدولہ کے والد امارت کو چنجے تھے اور ان کے والد راجہ بردے رام نے صفحام الدوا۔ کو پھاس ہزار روئے دربار سے دلوائے تھے اور اسعد آباد کا صوبے دار مقرر الرابا تها - واجه بردے رام إد شاه كے وزير اعظم اعتاد الدول بدامين خال بهادر نصرت جنگ کے وکیل تھے ۔ اس خاندانی پس سنظر میں مخلص ۱۹۲۲هم - ۲ - ۱۹ - ۱۹ میں اعتاد الدولہ کے و کیل کے عہدے پر مامور ہوئے اور ١١٥٣ ه ١١٥٠ - ١١٥٠ مين "وائ رايان" كا خطاب ملا . ٥٠ غانداني عزت ، شاہی ملازمت اور ڈوق شاعری مخلص نے ورئے میں بائے تھے ۔ گتابوں کے ایسر رسیا کہ اپنے ذوق کی پر کتاب اپنے گئب خانے کے لیے نقل کرا لیتے۔ ہنمس ئے خود لکھا ہے کہ 'اکتب خالہ میری زندگی کا حاصل ہے ۔''ا ہ چلے بیدل سے مشق سخن کی اور بھر آرزو سے ''بمشور و مربوط''''۵ رہے ۔ آرزو نے لکھا ہے کہ "اس کے حسن اخلاق ، انسانیت اور وفا کوشی کے بارے میں کمیاں لک لکھا جائے ۔ شاہ جہاں آباد میں نقیر آرزو کا قیام اسی کے اشلاص کے باعث میں ہ گزشتہ میں سال سے آج تک اس نے عبت و مودت سے پہلو تھی نہیں کی ہے ۵۳ خوشکو نے لکھا ہے کہ بہلے طرز صائب میں دیوان مرتشب کیا اور اس کے بعد میرزا رضی دانش کے طرز میں شاعری کی ۔ فارسی دیوان تقریباً دس ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔ ''اس کی طرح کا معنی تلاش اور خوش بیان شاعر موجودہ وقت میں کمیاب ہے . " ۵ آرزو نے لکھا ہے کہ " نن شعر و الشا میں اس کی جت می کتابیں بیں ۔ " د الیکن اکتابوں کی تفصیل میں دی ۔ لجھمی تراثن عفیق نے لکھا ہے کہ "اس کی فارسی شاعری کہ بہت مثیاس رکھتی ہے ، عوام و خواص کی آثان پر جاری ہے ۔ "۵۱ غلص کی شہرت کے دو اسباب تھے۔ ایک ان کی غالدانی وجایت اور دربار ہے وابستگی اور دوسرے فارسی دانی ، شاعری و الشا پردازی ۔ ان کی تمانیف نثر سے جہاں اس دور کے حالات و واقعات پر روشنی نڈتی ہے وہاں تاریخ کے وہ گوشے بھی سامنے آنے یوں جو عام طور پر گئے تاریخ میں نہیں سانے - علص کی تصالیف یہ ہیں :

اور ملکہ مملوکات کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ (y) وقعات (ومروره/ مرور مرورع ) . اس مجموع مين دم خطوط شاسل ہیں جن میں سے ہر آرزو کے ٹام ، تین وزیر اعظم قمر الدین اعتباد الدولہ کے نام ، دو شرف الدین علی بیام کے نام اور ایک ایک

فقیر اللہ آفریں لاہوری ، مجد یار ، قزلباش خان اُسید وغیرہ کے نام ہیں۔ (m) گلسته اسرار ۱۸ ، اس میں وہ خطوط شامل ہیں جو قادر شاہ نے صوبے دار کابل کو بھیجے اور صوبے دار کابل نے تعمیل حکم کے لیے تخلص کو بھیج دیے۔

(س) بنگامه عشق (۱۵۱ه/.م - ۱۲۹۹ع) ، اس مین ملک بد جاشمی کی پدساوت کے اس قصہ کو ، جو کنور سندر سین اور رائی چندر پربھا کی داستان عشق پر مشتمل ہے ، نخلص نے اپنی مثنوی کا موضوع ہایا ہے۔

(٥) مرآة الاصطلاح (١١٥٨ه/٥٥٥ع) ، اس مين غلص نے ان ثارہ فارسي اصطلامات و عاورات کی تشریح کی ہے جو قدیم قارسی لفات میں نہیں ملتے ۔ اس میں دلچسپ واقعات اور حکایات و اقوال بھی دوران تشریح درج کر دیے گئے ہیں اور کمیں کمیں فارسی الفاظ و اصطلاحات کے أردو مترادفات بھی دیے گئے ہیں۔ اس میں معاشرتی و تاریخی واقعات ، سوانحی اشارے ، ادبی لکتے ، رسوم و رواج اور منید معلومات بھی جابجا ملتی دیں ۔ <sup>ور</sup>یہ کتاب تہ ہوتی تو مخلص کے بعض معاصر شعرا کے متعلق ایک حرف بھی لکھنا دشوار تھا ۔"٥٩،

 (۲) چمنستان (۱۹۵۹ه/۱۳۹۱ع) ، اس مین زیاده تر وه حکایات و اتوال درج بين جو "مرآة الاصطلاح" اور "وفائم بدائم" مين آ چكى بين .. (۵) وقائع بدائع ، ۳۰ اس میں ایسے اہم تاریخی و معاشرتی حالات درج ہیں جو اور کمیں نہیں ملتے ۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے ، مخلص ان کا عینی شاہد ہے۔ اس میں وہ مصد خاص طور پر قابل ذکر ہے جس میں اادر شاہ کے حملے اور قیام دیلی کا ذکر ہے۔ اس سے برہان الملک سعادت خان کی وہ سازش بھی سامنے آئی ہے جو اس نے لظام الملک اور بادشاء کے خلاف نادر شاہ سے مل کر کی تھی ۔

(A) دیوان فارسی مع رباعیات ، اس کی تاریخ کتابت عرا ۱۵/۱۳/۱ع سے

اور اس کا ایک نسخہ الذیا آئیل لائیریری میں موجود ہے۔ (د) سفر العد، عمل دروا امارے افروزی دعیت کو کو بد اللہ نے لواب سید علی جمد عالی بادر نے خاص العلاق چنگ کرتے بن گرہ اور سمالہ کیا ، یہ بد العدای آخری اشکار کشکری تھی جس میں دہ شود شریک کہ تھا ۔ خانص نے اس سفر و چنگ کا وزوائیات لمگھا ہے۔ اس سے حالات منز کے ساتھ ساتھ اس آئی باہمی آوروزئوں ورشد دوابوں سے حالات منز کے ساتھ ساتھ اس آئی باہمی آوروزئوں ورشد دوابوں

ک طائناً اور حالی اور ماکی بورد کال بھی سائے آئی ہے۔
(۱) پری خالفہ (درب اجارت - برون) کا مشکل کی مشکل و صدوری کا
بھی فوق تھا۔ "ایری خالفہ انتظامی و مصوری کا مرتب ہی جی
کا دوایہ حالی کا کتا ہے۔ یہ اس کے برای می بی بی ہی کے برای جی
مؤکر کے لاکھا ہے کہ اس موری کا کراچیا تھا تھے ہی کے
مؤکر کے لاکھا ہے کہ "اس موری کا اگراچا تھا تھے ہی جو
"الرمس کے اور خالف کی ہے کہ "الرمس کی دیاج تھے ہی ہو "الرمس
کوری" اس کا لیکن کی دیاج حضر ابھی شئے بیں جو "الرمس
کوری" اس کا لیکن کے دیاج شعر ابھی شئے بیں جو "الرمس

علمی کے مقدمت اور اس کے آن کا لوگ ماں کہ وکھا جائے کہ رو ایک اللہ وکھا جائے کہ رو ایک اللہ وکھا جائے کہ رو ایک اللہ وکھا جائے کہ وہ ایک مسابقہ کے خواد اس کے مسابقہ کی حافزہت راکھا ہے۔ اس کی مسابقہ کے خواد اس کے اس کی حافزہت راکھا ہے۔ اس کی حافزہت کی مسابقہ کی حافزہت کی حافزہ

کریں کے فصار کل سے دھوم ، آشنا ہے باغباں اپنا قدیمی صاحب اپنا ، مشفق اپنا ، سیریاں اپنا غفا ہے تک تو قر دیریں د خبر لے اس بیجارے کی
ہوا کی آخوہ ادر کیتے ہے ہوں لیسان اپنیا
ہوا کی آخوہ طرح ہے اور کلی خیر کی بلار ہے
ہوا کی آخوہ طرح ہے اور کلی خیر کی بلار ہے
ہوا ہے رحمت خالیات اس آخیات اپنیا کی ابنا بھرا ہے رحمت خال خال موال اس کے دماخ المسر دکھایا چاہیے لالہ کول دائو کی کا بات کا جاتے ہے
ہوا ہے کہ دکھارات ہا ہے ہوئے کہ اباد کا بات کا بات ہے ہوئے کہ اباد کا ہوا ہے کا ہے
ہے بھی تک دکھارات ہے اس کرکھان کو اباد کا کا ہے
ہے بھی تک دکھاراتے ہا ہے ہوئے کرکھان کو اباد کا کا ہے۔

اور پھر یہ چند قسر دیکھیے: چشو دنبالہ دار بیارے کی من برن جد برن منارے کی زائف پٹھے سے جہال کیا ہم سے بھی بیچ اے کارے کی جنوب پیدا کر اے دل ، مقدل اگر ہے

 $\frac{1}{2} \sum_{i=1}^{n} M_i C_i \int_{\mathbb{R}^2} \left\{ \sum_{i=1}^{n} M_i C_i \right\} \right\} \right\} \right\} \right\}$ 

را میں بشک اس کل کا یہ ایری کا اکرنے فہٹولا ہے سیا یون مرض کر ان لائل زائون کی مندمت میں بھلا ہے یا یرا ہے ، دل دواتا بھر کھارا ہے چھیا ست آرتی ہے تون صیا اس کل کے کوچے میں بیان بارے تو کر کس مال س کانس چارا ہے

غلس کے آردو کلام میں کوئی خاص بات نہیں ہے ۔ اس کے زبان و بیان ایمام گریوں سے ملتے جاتے بیت ہر ولی کی شاعری اور زبان و بیان کا گھرا اگر تھا لیکن تفتر طبح کے دیورو منجیڈن کا السناس ہوتا ہے ۔ ریخہ میں بھی غلس وہی علازات و اشارات مالاً فیصل کل ، بانبان ، میسن ، عمدلیپ ، گشن ، گری ، فرعادہ تیشہ ، لیو ، مرکزان ، اورہ ترکزی ، کان ججمع مجنون ، دل و مثل م بار و خط و لب و آل ، قتس ، مشک ، مثا ، مبا ، کورجه ، طاح ، در طور مثال کرتا چر و مال کی قاسی عاشون میں مثلی یہ - اس کے موفودات بھی اوری بت - فقس اور اس کا کل اس مور کے برورود یہ د – اس کینیمیا کی معربے اور فائگل اس جسا رہا جایتا ہے - بی علاس کی قوت ہے اور متنقی مطح بر میں اس کی کشوری میں - لیکن کیک چند جاو کی وقت میں بہن چذیے کی کیک کا ور احساس کی گرب سی عسوس بول ہے -

ت ـ بيار كے سنين ولادت و وفات نہيں مشے ليكن وہ اشارات جو خود بيار نے البہار عجم'' میں دیچ ہیں ان سے ان دونوں سنین کا تعین ہو سکتا ہے۔ بهار عجم . بر سال کی مسلسل منت کے بعد ۱۱۵۲هم/. سر ۲۰ ۱۲۹ میں مکمل ہوئی ۔ ''بادگار فقیر حقیر جار'' اس کا مادۂ تاریخ ہے ۔ جیسا کہ خود "بهار عجم" کے دبیاجے (ص م ، جلد اول ، مطبع سراجی بد معادت علی تمان ١٨٦٧ع) مين لکھا ہے کہ "خاکسار بے اعتبار بھار کہ اس نيازمند کو آغاز شعور سے اس وقت تک کہ عمر طبعی یہ سال ہو چکی ہے۔" گویا ۱۹۶۶ میں بارک عمر ۲۵ سال تھی ۔ اس طرح سال پیدائش وہ ، وہ بنتا ے - ۱۱۵۲ ه کے بعد بھی بهار مسلسل "بهار عجم" میں ترمیم و اتسیخ کرتے رہے اور جیسا کہ "بہار عجم" کے خاکمے سے معلوم ہوتا ہے ، اُٹھوں نے اسے سات بار صاف کیا اور آٹھویں بار پھر صاف کرٹا چاہتے تھے کہ قرئ نے ضعف بیری کی وجہ سے جواب دے دیا . آغری وقت میں ان کے شاگرد الدرمن نے یہ آغری اور ساتواں مسودہ کچھ اور کتابوں کے ساتھ لیک چند بهار سے حاصل کر لیا (بهار عجم ، جلد دوم ، ص ۲۰۸) اور ۱۹۸۲ هم ١٢-١٤٦٨ع مين اس كي نقل تياركي - اگر نقل كرف مين اسے دو سال كا عرصہ بھی لگا جو دولوں جادوں کی ضغاست کو دیکھتے ہوئے گچھ زیادہ نہیں ہے تو جار کا سال وفات ۱۱۸۰ه/۱۲ - ۲۶،۱۹ ستین کیا جا سکتا

الم نصوب على الدول ، الخاصة دورت الوار المساد ، بالر يصاف الذي كل المجاهد ، بالر يصاف الذي كل المجاهد ، بالا الكركية بالدورة الكركية ، الاستخدام المواد الكركية ، والمراكز الكركية ، المجاهد من الدورة كرد المواد المجاهد من كانسون المواد المواد المجاهد من المواد المجاهد من المواد المجاهد كانسون المواد المواد المجاهد المواد المواد المجاهد المجاهد المواد المجاهد المجا

کرے وہ سلطنت ، یہ عشق میں شیریں کے سر دیوے تکاتف بر طرف غسرو کو کیا فرهاد سے نسبت کہتے ہیں عندلیب گرانسار مجھ کو دیکھ أميد جهولتے کی نہیں اس بیار ہے دل سارا لے کے کبور الکار کرتے ہو سجن کس سے یہ سیکھے ہو تم لے کر مکر جائے کی طرح وہی یک ریساں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں کیب تسبیع کا رشته ، کمیب زنتار کیتے ہیں اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر سلیاتی کے خط کو دیکھ کیوں زاتار کیتے ہیں نهسیب اس شدوخ سا راسکسیب ادا کل اگر رنگیں ہوا تبو کیا ہوا گل گیا ہے عشق کی رہ ایسج پا بسریشہ جار عمام دشت ہے اسرخار دیکھیے کیا ہو لازے جا و لطف ہے سولم دلبروں کی ادا ہے کیا کیا کہ کوئی کس ساتھ تعمل کل میں دل کو پسرچاوے الدساق ہے ، اند ساغر ہے ، اند مطرب ہے ، اند ہمدم ہے : میں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوڑخ کے عذابوں سے معاصی کو ہارے پیش ہوں کوچھ مغفرت کم ہے نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش میں ميس ايسا غراباق كيا ، أبه كوب مناجاتي بیار کے کلام میں فارسی روایتر غزل کے واضع اثرات نظر آنے ہیں لیکن ساتھ ساتھ آرد و بن بھی کابان ہے اور میں اُردو بن اُن کے بان ایک لمبحے گو ہم دے رہا ہے ، یہ دو دو ہے کہ ہر طرف لیام گوئی کا ہروہا ہے ۔ یہار کے بان بھی ہر دیکٹر عامری مقا ہے :

اسی درگاہ ہے حاجت روا ہوتی ہے عالم کی جہاں دہتے ہو این مالکے قضول ہے طلب لالا منظور سرتر لالسہ جو ہو اس جہار اپنج پھولا ہے خوب دیکھ دل داغ دار بچ کلمان نے ماہ مصر میں کئب سطانت کری کلم ہی کوئی مزیز ہوا ، ہو وہاں کے اپنج کم ہی کوئی مزیز ہوا ، ہو وہاں کے اپنج

ہار کے بان زبان و بیان صاف ہیں۔ نظوں کو موقع و عمل کے مطابق برتنے کا سلید بھی ہے۔ زبان کی بعد صورت ان شعرا کے بان نظر آئی ہے میں کی بجادی زبان آورد ہے ، اس اپنے جہم ہم ہم جار کے کلام کما مقابلہ ترنیائش عال آمید یا عظمی سے کرتے ہیں تو بیس جار کے کلام میں تقدرت اظہار اور وجادث کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی زبان آورد کی زبان جسمی ہے۔

 یک رخا ہوگیا تھا اور نے اخلانے لوگ ؛ جو اعلیٰ صنات سے عاری تھے ، بادشاہ اور امرائے کبار ک شکل میں اعلیٰ منصبوں پر قائز تھے ۔ مرقع دہلی آیک عیثی شاہد کا روزااعمد ہے جس میں وہ سب کچھ درج کر دیا گیا ہے جو اس نے اپنی آلکھ سے دیکھا ۔ درگاہ قلی خان جوائی میں نظام الملک آصف جاہ کے ہمراہ ۱۱۵۱ه/۳۹ - ۲۹/۵۱ مین داکن سے دنی آئے۔ الدر شاہ کے حطے کے وقت وہ دیلی میں موجود تھے ۔ لادر شاہ کے حملے اور قتل عام کے بعد جو کچھ ملک و توم پر گزری اس کا اثر بحد شاہ پر بد بڑا کہ اس نے ساز و توا کو یکم قلم موتوف کر دیا ۔ ''سوانح نادر شاہی ہے بادشاہ دین پناہ کا مزاج ساز و لوا ہے منحرف ہوگیا اور ارباب تغمہ کو بالکابہ موقوف کر دیا ۔"٦٨٠ مرتع ديلي سے يد بھي معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں ریختہ کا رواج عام ہوگیا تھا۔ مثلبت کہنے میں جاوید خان ، ۹۹ مرثیہ گوئی میں سکین ، حزین اور غمگین شہرت وکہتے تھے۔ \* 4 بد تعیم ریفتہ میں ایسی شاعری کراتا تھا جیسے فارسیاں قارسی میں الرح تھر .١ = عفاوں ميں فارسي اور ريخنه كے اشعار ساتھ ساتھ بڑے جاتے تھے . خود مرقع دہلی کا مصنف فارسی تار میں اپنی بات کے اظہار کے لیے اُردو الفاظ و مرکبات کا سہارا لیتا ہے ، مثار "در بدیں ممثل چہل پہل ڈھاڑے وارد شدہ 4411 39

اسد غان اورنگ آبادی نے درگاہ کے ید ٹین شعر اپنے ٹذکرے میں دوج

یفیر اس کے کہو کون شاہ مرداں ہے عدا نے سف دیا اور رسول نے دختر

مرتبے کے دو شعر یہ ہیں : پکھراج غم سے زرد ، زمرد ہے زیر نوش

کے ہیں :۳

سوتی کے دل میں چھید ہے ، لیلم سیاہ یوش اس دکھ سے آئش دل بائوت ہے خموش مرجاب ليو و لعل بدختان ليو ليو

پہلا شعر درگہ کے اس تصیدے کا ہے جو متنبت میں لکھا گیا ٹھا ۔ یہ قصیدہ گسی ایسے سفر کے دوران لکھا گیا جو درگہ کو ''بلائے ناگھائی'' کے طور پر پیش آیا تھا ۔ حالات خراب ٹھے ، تنحط و تلت نے ایسی صورت پیدا کر دی تھی کہ جنس جوابرات کے مول بک رہی تھی اور درگا، کو کسی ایسی جنگ ہے واسطه لها جس میں ند نتج ہوتی تھی اہ شکست ۔ گولہ ٹوپ اور حدائے بان

کے ہر وقت کے شور سے کان پہٹے جاتے تھے ۔ درگا، اسی انردہ میں تھے کہ الکھ لگ کئی ۔ خواب میں ایک ''اپہر نوران'' کو دیکھا جنھوں نے :

کہا کال عنایت ہے کیا ہے فکر بجیے ہے ٹیرے کام کا حامی امام ہمیں" و پشر شہ سریسر گلسرانت ، اسپر کل اسپر ولی حسنسسرت مسولیل وصبی، پیشیر

ان کے بعد حضرت علی کی مدح میں 1,4 اشعار لکھے ہیں۔ اس تعمیدے کا ابتدائی حصہ اس لیے قابل ذکر ہے کہ اس سے اس دور کے معاشرتی و کمدنی حالات پر روشنی لڑتی ہے :

> اسر پنجه تعذیب صامت و اساطق عُمريق لجه \* تضريب ہے گا سب لشكير نہیں ہے آئنہ بازار پر اٹاج کی جنس نہ غلہ بلکہ سبھی لقد و جنس ہے گمتر گیہوں کی جنس ہے اایاب مثل آدم خوب مثال 'بن نظر آئی نہیں ہے اب تور مگر ذخیرہ کیا ہوئے ماش خوروں نے ہے دال ان کی رکاکت یہ باکال ہنر ہوا ہے قعط سے دیکھو دو پاجرا عالم نہیں ہے ہمت اک جو کسی میں بل کمتر نظر بچا کے لکانے لہ ہوویں قرب و جوار قبر و سائسل و محساج توگر و چماکر جوار رحمت حق میں ہوئے بین سب غربا کیمیں جوار جوار از رجوع جوع بھر عنی فتیر سبھی مبتسلا بسرغ بسرغ دھیان ہوش نہیں ہے کسی میں سب مخطر اکمل گیا ہے رئیسوں کا بھی پلیتھن اب تلاش دال اُڑائے ہیں۔ دوڑنے کھر کھر غراب حال ہوا ہے دواب پیچا سب أبون و غمته و مجمروح ، فنك اور لاغمر

 $q_1^{\dagger} = \chi^{\dagger} Q_1 \left[ \log 3 \text{ TeV}_2 \right] \times 2 \text{ eV}_2$   $M_1^{\dagger} Q_2^{\dagger} = \chi^{\dagger} M_1^{\dagger} \sum_{ij} Q_{ij}^{\dagger} \sum_{ij} Q_{ij$ 

اس فیصلہ کے زانان دولانا اتنے مائٹ کی کہ بد فرر مواد دیر کا کروا: شاہری مطوم پوئٹ ہے۔ قانوں کر آگئی کا باؤ، 10 افاظ کا دورست ، ایس کی گری فور شائز کی بلانے دی آئی کہ شائز کرنے تیں۔ اس والیس فیصلے کی بچید پوئٹ کا از کابان ہے۔ اور وائن کے کہ آئی جرب کے جائے اس میں دیا تی کی چید پوئٹ کا از کابان کر روانے ہے۔ اس میں میں دیا گیا گے ہے جائے بیس میں شہر آئیس کا دارائے وکٹ بور رہا ہے۔ یہ اسید اس دور کے افرانی کے ایک روانے کا قابل کر کر کری بور رہا ہے۔ یہ اسید اس دور کے فارسی کے

 جانے ہیں ۳۳ اور آزاد بلکرائی کے بد دو شعر دنے ہیں : باغ سب جالتا ہے سیرا کام کا فسوق ہے جبہ کسو گلابی جام کا کیوں کیا اُس کی ہے ہوائیوں نے دل پریشاں ہے تہ آیا ایک دم بج پاس جس کا نام جاناں ہے

کا الرکاف الاقتحاق کے آباد نے بنا ہے کہ آزاد ایگرامی ہے ابنا آزاد دیوان میں ترتب جا بنا ہے اس وقتی ہے ۔ خان آزاد ہے اپنے الکرکے میں گریڈ النے آباد ہو اگر ہے ۔ جان آزاد ہے اپنے اللاکرے میں گارے کے آباد بھرائی ہے کہ ''اسیام میں اور ایک بیادی داران کے اور خواب بھیجا ، جان سے اگری کے اور ایک اللہ ہے کہ ''الیخ میں کی حق کے کے اس چواب بھری میں جو اپنی کے کانی اور بیانے کا اسان کے اس کے اس کے اس کے اس بھری میں جو اپنی کی کانی اور بیانے کا اسان کی اس کے اس کا اہم میں ان بھری میں جو اپنی کی کانی اور بیانے کا اسان میں ہے اس کا امری اس بھری میں جو اپنی کی کانی ایک اس کے اس کا اس کے اس کے اس کے اس مشار کر اس کا امریکسی اس کی اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کی میں اس میں کام کر کی اس کی اس کی اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کر ایس کی کار میں میں کی کانی انسان میں دین اور بالی ہے۔ اس کے اگر میں ایک میر میں اور کے موابات کو میں کانی کی میں میں اس کے اگر میں ایک میر میں اس کے مواباح میں کانی میں میں کانی ہے دیں میں کی کسر میں ایک میر میں اس کے موابات میں کانی میں میں کانی میں اس کے اگر میں ایک میر میں اس کے مواباح میں کانی میں میں کانی میں اس کے اگر میں ایک میر میں اس کے مواباح میں کانی میں میں کانی میں اس کے اگر میں ایک میر میں اس کے میں کی کسٹ اس کی کی میں کانی میں اس کے اگر میں ایک میر

بھلی ٹاویکھ ہندی موں انجھائی رہے آنند سوں یہ پتر گیائی اور کیمی کیمی حسب رواج زمانہ اُردو میں بھی فرمایا ہے۔ چناتچہ ایک شمر تذکرہ ''سفن شعرا'' میں لکھا ہے:

کیا دھوان دھار اوس سی سے اوس کے بے تربراب دل جالسوں کا بسہ بے دود آہ داست گیر لب ۸

ان شواید کے بعد متبول صعدان کا یہ کہنا کہ ''آزاد ہندی یا ہندوستانی میں شعر نین کہتے سے ، وہ اس کو اپنے مرتبہ' عالی سے بست و دون سعجھتے تھے "A14 کسی طرح صحیح نہیں ہے ۔

آزاد بالکرآس، وجنوں نے اتریا پوری بارہویں صدی بچری ابنی آکہ سے دیکھی تھی، عالم و نشل کے امتیاز سے اس مدی کی ایک عالم صدیدت تھے۔ معمنی نے کہا ہے کہ 11ان کی عربی کر دوسرے فون پر ترجیح عاصل ہے۔ ان کی عربی تصانیف عرب ہے بن تک جتے چی س، اور نصحا و بلکا میں مقبول  $\frac{1}{2} \sum_{i,j} N_{i} A_{i,j,j} \sum_{i,j} N_{i} A_{i,j} \sum_{i,j} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_{i} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_{i} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_{i} N_{i} N_{i} \sum_{i,j} N_{i} N_$ 

اٹھارویں صدی عیسوی سیں اُردو فارسی کی جگد ضرور لے رہی تھی لیکن اثر کے اعتبار سے نارسی زبان و ادب کی اہمیت باقی تھی اور نئے اُردو شعراً و ادبا اسی ادب سے فیض حاصل کر رہے تھے - دلیا کے ہر ادب میں جب ایک زبان ک جگہ دوسری زبان لیتی ہے تو ہمیشہ بہی عمل ہوتا ہے ۔ الگلستان میں جب الگریزی نے فرانسیسی کی جگہ لی تو چوسر اپنے اسالیب ، اظہار کے ساتھوں ، امناف سعن و موضوعات کے لیے فرانسیسی ادب کو تحولہ بنا کر انگریزی ڈیان میں اپنی تخلیقات کو ایک صورت دیتا ہے ۔ یہی کام آگے چل کر اسپنسر کرتا ہے ۔ ایران میں فارسی نے عربی کی جگدلی او فارسیوں نے اسالیب ، اصناف ، موضوعات ، بحور و اوزان کو عربی سے لے کر اپنے ادب اور طرز احساس کا حصہ بنا لیا۔ اٹلی میں جب اطالوی زبان نے لاطینی کی جگہ ٹی اور دانتے نے ''طربیہ' محداولدی'' اطالوی زبان میں لکھی تو گہا کہ اس نے لاطینی کے بیائے اطالوی زبان اس لیے استمال کی ہے گہ "ان لوگوں کے علم میں اضافہ کرے جو اتدھوں کی طرح یہ سجھتے ہوئے گلیوں میں بھرنے بیں کہ جو چیزیں واقعی ان کے سامنے ہیں ، وہ ان کے پیچھے یں ۔ ۸۳٬۲ لیکن اس کے باوجود موضوعات ، اسالیب اور اظمار کے بنیادی سانھے لاطینی ڈیان ہی سے حاصل کیے ۔ بھی صورت رومبوں کے ساتھ اُس وقت پیش آئی تھی جب انھوں نے بونانی کے بجائے لاطینی کو فریعہ اظہار بتایا ۔ الهوں نے بھی اپنے ادب کے چراغ کو یونانی ادب ، اصناف ، موضوعات اور اصولوں کے جراغ سے روشن کیا ۔ ہوریس نے کہا المبرے دوستو ! جی بد کیوں گا کہ آپ دن رات بونائی شاہکاروں اور نمونوں کا مطالعہ کریں ۔'۴۳۰ جی صورت اٹھارویں صدی میں اُردو زبان و ادب کے ساتھ بیش آئی - یہی صورت اس سے پہلے دکنی اردو ادب کو پیش آئی تھی - اس لیے اس دور میں وہ تمام فارسی شعرا جو أردو ميں صرف تلنن طبع كے ليے لكھ رہے تھے ، خاص المميت كے حاصل ہیں ۔ اٹھوں نے اس دور کے اُردو شعرا اور ان کے فکر و احساس کو براہ راست مثاثر کیا ۔ فارسی شعرا أردو شاعروں كے ليے ایک تمونے كا درجه ركھتے تھے اسی لیے اُردو شاعری پر ان کا گیرا اثر ایرا ہے ۔ ایہام گونی کے پیجھے عبدالنفی قبول کشمیری کی شاعری نهی - ممثیلیه شاعری کے پیچھے بیدل اور دوسرے قارسی شعرائے مناخرین کی شاعری تھی ۔ انازہ گوئی کے بیجھے خان آرزو اور مرزا مظیر کی فارسی شاعری تھی۔ اگر یہ فارسی کو شعرا اُردو شعرا کے درسیان شاعری له کر رہے ہوئے تو اننی جلد میر ، سودا اور درد جسے شاعر پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ یہی وہ صورت حال تھی جس سبر شاہ گلشن نے ولی دکنی کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ''یہ سب مضامین ِ فارسی کہ اب تک کام میں نہیں آئے ہیں اٹھیں اپنے رختہ میں کام میں لاؤ۔ "۵۵ اور اس پس منظر میں اس کے معنی بھی سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ یہ مشورہ تہذیب کے اسی موڑ پر دیا جا سکتا تھا اور اسی موڑ پر قبول بھی کیا جا سکتا تھا۔ سترھویں صدی میں یہ مشورہ یڈیناً بے معنی و بے اثر ہوتا۔ فارسی شعراک سی ایست ہے کہ انھوں نے اُردو شعوا کو واسته دکھایا ، الهیں أردو زبان میں شعر کہنے کے گئر سکھائے ، ان کی ٹریت کی اور ان کے تغلیق مسائل کو حل کرکے آردو شاعری کو قارسی شاعری کا نعم البدل بنا دیا ۔ اس سے معاشرے کی وہ 'چیدی ہوئی خواہش بھی ہوری ہوگئی کہ وہ فارسی کو سنے سے لگائے رکھنا چاہتا تھا لیکن ساتھ ساتھ اظهار میں دشواری بھی محسوس کر رہا تھا اور اس عنوان ایرالیوں کے طمنے سننے کو بھی تیار تہ تھا ۔ اس دور ک اُردو شاعری نے اس معاشرے کی یہ خواچش بھی پوری کردی ۔ یہ وہ صورت ِ حال تھی جس میں ولی دکنی کا اثر اک کی طرح بھیل گیا۔

## حواشي

۔ 'الاول غیب'' سے ٹاریخ ولادت برآمد ہوئی ہے ۔ سفیم' خوشگو : بنداران داس خوشگو ، ص ۱۳۰ ، پشت ببار ۱۹۵۹ع ، ''ابکو ، آن جان مدنی آرزو وقت'' سے تاریخ وقات انگانی ہے ۔ سرو آزاد : غلام علی آزاد بلکرامی ، ص وجه ، مطبع رفاه عام لايور جوو وع -

يـ لكات الشمرا : فِدَ لتى مير : مرتبد حبيب الرحمن غاك شرواتى ، ص ج ، تظامى يريس بدايون ١٩٣٣ع -

م. ثكات الشعرا : ص م -

ہـ اینیا : ص م -۵- بمبوعه انفز : حکیم ابوالناسم میر قنوت اللہ قاسم ، مرتبہ محمود شیرانی ، ص میر ، ترق آردو بورڈ دیلی 1927م -

س ۱۳۹ مری اردو بوود دینی ۱۹۷۳ -به عبد النقائس (قلمی) : سراج الدین علی خان آرزو ، ص ۲۷۹ ، غزوند تومی

عجائب خاند ، کراچی -یـ نکات الشعرا : ص ۱۹ -

ہر۔ غزن لکات : تائم چالد پوری ، مرتبہ افتدا حسن ، ص پ م ، م په ، م په ، چېر ، مجلس ٹرق ادب لاہور په په وع ۔

۱۹۰۰ ، عبلس ترق ادب لابور ۹۹۱ وع -۱۹ مردم دیده : حاکم لابوری ، ص ۸۰ ، مرتبه ڈاکٹر سید عبدالله ، اورینٹل

کالج میکزین لاہور -. . . أردو دائرة معارف اسلامیہ (جلد اول) ص ۹٫ ، لاہور مہووع -

۱۱. دادر سخن : سراج الدین علی خان آرزو ، سرتبه سید فه اکرم ، بیش گفتار ص ۱۸ ، انتشارات سرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ح.۵ ، ع - -

۱۳- ذکر میر : فاد تنی میر ، ص ۵۵ ، انجین أردو پریس اورنگ آباد دکن

۱۹۲۸ع -۲۰ سفینه مخوشگو : بندراین داس خوشکو ، ص . ۲۰ ، ادارهٔ تحقیقات عربی و

فارسی بشنہ بیار ۱۹۵۹ع -۱۲- سرو آزاد : خلام علی آزاد بلکراسی ، ص ۱۳۶ ، مطبع دخانی رفاء عام لاپور

۱۹۱۳ع -د۱- مجمع النفائس (قلمي) ورق ۲٫۹ ، نفزواند قومي عجائب خالد کراچي -

ه۱- مجمع التفائس (ظمی) ورق مرم ، غزواند قومی عجائب خالد کراچی ۲۹- الذکره مجمع التفائس (ظلی) ، آرزو ، ورق به ب ، قومی عجالب خاند

کولچی اور ''داد سخن'' آرزو ، مرتبہ دکتر سید بخد اکرم ، ص ۹۹ ، ۱۹ ، التشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میره وع -۱۰ ما دالت آراز ، ص بر ، مطاعت ما دیدان شده عا اللہ گھند

 براغ بدایت : آرژو ، ص ۲ ، مطبوعه علی بهانی شرف علی ایناد کمینی پرائیویت نمیند بمبئی ، ۲۰۹۵ .

14- لفظ بیساکھی کے ڈیل میں اس سنہ کی طرف اشارہ گیا ہے ۔ دیکھیے اوادر

الالفاظ : مرتب ڈاکٹر سید عبداللہ ، ص یہ ، انجین ترق أردو پا گستان کراچی ۱۹۵۱ع -

9 - أودو دائره معاوف اسلامہ (جلد اول) س 70 ، لاہور 1977ء - "مشر" ڈاکٹر سید عبداللہ نے پنجاب یوایورسٹی لائبریری کے تنطوط سے مرتب کے کے اورنشال کالے مگزار مور قبط دار ڈائر کے روز م

کرکے اوربنٹل کالج میگزین میں قسط وار شائع کر دی ہے۔ . ہـ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (فجد اول) ، می ہے۔

. بد دود دخره معدوت معدوت مدریه روید اون ۱ به جمع النفائس کی وه عبارت به به "(رساله تنبیه العارفین مشتمل بر اعتراشات بر اشعار شیخ علی حزین توپیه حد بزار بیت" (قلمی) (ورق جه ب) غزولد تومر عجائب شاله کردارد.

٢٣- نوادر الالفاظ ، آرزو ، مرتبد ڈاکٹر سد عبداللہ (الف) ص ٢١٠ ، (ب) ص ٢٨٥ ، (ج) ص ٣٦ ، (د) ص ١٩٦١ ، الفين ترق أردو پاكستان

کراچی ۱۹۵۱ع -۳- غرائب النفات (قلمی) : انجین ترق أردو پاکستان کراچی ـ

٣٠٠ لوادر الالفاظ: ص ٣ -

ہ - مثنوی گئم راؤ پنم راؤ : فخر دین نظامی ، مرتبہ ڈاگٹر جمیل جائی ، شعر کبر ۱۹۲۵ ، ص ۵۵ ، افین ترق آودو پاکستان کراچی ۱۹۷۳ = -

٢-- اوادر الالفاظ: ص ٠٠٠ -

ے ہـ مباحث : ڈاکٹر سید عبداللہ ؛ ص ہے ؛ بجلس لرق ادب لاہور ہـ ۹۹۹ ع -۲۸۔ نوادر الالفاظ : ص ۲۲ - ۹۲۔ ایضاً : ص ۲۲۹ -

. ب ایداً : ص ۱۵ و ۲۰۲۰ ۱۹۰۰ داد سخن : ص ۱ ۵

به. توادر الالفاظ ، ص به ، ، ص به ، ، - سه - ايضاً : ص ۱۹۳ - سه ايضاً : ص ۲۹۰ - سه ايضاً : ص ۲۰۰ -

وج- ايفاً : ص . و -

ے۔ مقدمہ نوادر الالفاظ : مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ ، ص ۲۹ ۔ ۱۸۔ کلشن چند : مرزا علی لطف ، ص ۲۱ و ۲۲ ، دارالاشاعت لاہور ۔ ۱۹ م ۔

ه م. مجموعه ا نفز : قدرت الله قاسم ، ص ۲۰۰ ، پنجاب بوليورسني لابور ۱۹۳۳ م -... جدس : دلو كلان كه گاوان كشند ـ توادر الالفاظ ۲۰۰ -

. -- چوس : داو کال که کاوال تشکد ـ توادر الانعاظ ۲۰۰۹ ـ باب سفینه خوشگر : بندراین داس خوشگو ، س ۲۹۸ ، مرابد عطا کاکوی ،

اداره تحقیقات عربی و فارسی پثند بهار ۱۹۵۹ع -بهر. اینمآ و ص وجع ـ سهر مردم دند.

- ايشاً : ص ١٣٠ - ١٩٠٠ مردم ديده : ص ١٥ -

س، ايضاً: ص ده ، ۵۵ -

ه... دستور الفصاحت : سيد أحمد على بكنا ، مراتبه أمتياز على خان عرشي ، ص ۾ ۽ ۽ پندوستان پريس رامپور جي ۽ ۽ -

۹- تذکره ریخته کوبان : سید فتح علی حسینی گردیزی ، ص ، انجمن ترقی أردو اورلک آباد ۱۹۳۳ع -

رہے. مجموعہ ؑ ثغز ؛ قدرت اللہ قاسم ، ص ے ، مرتبہ حافظ محمود شیرانی ، پنجاب يونيوزشي لامور ١٩٣٣ع -

Are مراة الاصطلاح لكهتے وقت علم ١١٥٩ مرد ١٤٥١ع ميں اپني عمر ۵، سال بتاتے ہیں جس سے ان کا سال پیدائش ۱۱۱۱ه/۱۹۹۹ع متعین ہوتا ہے۔ دیباچہ سفر تاءہ علمی : ڈاکٹر سید اظہر علی ، ص ے ، مندوستان پریس

נותפנ רחדוץ -الشتر عشق (قلمي) : حسين قلي خان، جلددوم، ورق ۲۰ ب ، غزوله پنجاب وليورشي لائبريري لاهور مين سال وفات ١٩٦٨ درج ب اور الفاظ يدين :

"وقات غلص بعارضه نفث الدم در سنه یک بزار و یک حد و شعبت و چهار واقم شد ـ" وبر سفرتامه مخلص : ص بر (دیاچه) ـ

. ٥٠ ايضاً : ص . ٣ -٨٠. ايضاً : ص م ٢ -

۱۵، ۵۰ عبع التفائس: آرزو (قلمي) ورق ۲۳۹ ب ، قومي عجائب خاند کراچی پاکستان ۔

سهـ سفينه خوشكو : ص ٣٣٣ - ٥٥ مجمع التقائس : ورق ٣٣٩ ب -٥٥- چنستان شعرا : لجهمي تراثن شفيق ، ص ١٨٥ ، انجمن ترقي آردو

اورنگ آباد ۱۹۲۸ع -عـ٥٠ ادبيات قارسي مين مندوؤن كا حصه : دَاكثر سيد عبدالله ، ص ١١٠ ، مجلس

ترق ادب لابور ١٩٦٤ع -

٨٥٠ سفرنامه علص : ديباچه ص . س ـ

وه - سفرتاسه عنص : (ديباچه) ص سم -. ٣- اقتباس وقائع بدائع ، مرتبه مولوى عهد شفع ، مطبوعه اوريشتثل كالج ميكزين

لاہور ، شارہ نومبر ، م و وع تا نومبر . ه و وع -۱۹۱ سفیته خوشکو : ص ۲۲۰ -

ج. الند رام مخلص کے أردو شمر : امتباز على خال عرشي ، ص . ٥ - ٥٩ ،

معاصر حصه اول ، پشته ، جار . جهد محموعه تغز : ص ۱۱۳ ، ۱۱۵ -

سرد کلشن بند : ص سرد .

ه به - تذكرة آثار الشعرائ يتود : منشى ديبي برشاد بشاش ، حصه دوم ، ص ٢٠، مطبع رضوی دیلی ۱۸۸۵ع -

٣٠. ادبيات فارسي مين مندوؤن كا حصه و لاكثر سيد عبدالله ، ص ج١٠ ، مجلس

ترق ادب لابور ١٩٦٤ع -ے۔۔ مرتع دیلی : درگاہ قلی خان (متدسه) ص ۱۹ و ۲۰ ۔ مطبع و سند لدارد ۔ ٨٠- ايضاً : ص ٨٠-مهد ايضاً وص ٥٠ -

. ي. ايضاً (مقدسه) ، ص ٥١ -

جے۔ ایشاً وص ۔ یہ ۔ ريد ايشاً : ص ده -

٣٥٠ کل عجالب : اسد خان تمنا اورنگ آبادی ، ص ۵۱ ، انجمن ترق أردو اورنگ آباد ۱۹۳۹ع -

سء آزاد بلکراس : عبدالرزاق قریشی ، ص ۲۵ ، معارف ، جلد 🗚 ، اعظم گزه ، جنوری ۱۹۹۲ - "آء غلام علی آزاد" سے سال وفات برآمد ہوتا ہے ،

٥٥- "ترجمه خود را در كتب تعنيف و تاليف تفعيها مرقوم ساعتم و درميان احوال و كسب كال خود خوب برداغته" - كل عجالب : الله الشفان تمنا اورنگ آبادی ، ص م ، انجمن ترقی أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۹ م

جرد ايضاً : ص ج -ے ہے۔ مجمع النفائس (قلمی) ، ص ۽ ، مخزوند قومي عجائب خالد کراچي پاکستان ۔

رردم ديده : ص مرح - ويد ايشاً : ص ه- -. ٨- جلوة خضر : (جلد اول) ، ص ع. و ، مطيع نور الاتوار آره ، ٠ . و . ه .

، ٨. حيات جليل (حصد دوم) : سيد مقبول احمد صمداني ، ص ١٤٥ ، ١٤٦ ،

ناشر رام نرائن لال الد آباد ٢٠٩٩م -

٨٠. عند ثريثا : ص ۽ ، انجن ترق أردو اورنگ آباد ، ١٩٣٠ م -٣٨٠ اوسطو سے ايليث تک ۽ ڈاکٹر جميل جالبي ، (طبع دوم) ، ص ٣٢٢ ،

نیشنل یک فاؤلڈیشن کراچی ۵،۹۱ ع -٣٠٠ ايضاً وص ١٣٠ -

٨٥- لكات الشعرا : بهد تني مير ، ص م ۽ ، لظامي يريس بدايون ١٩٣٢ع -

#### ۱۸۱ صل اقتباسات (فاد

صل اقتباسات (فارسی)
یے اعتبار را کہ ما اختیار کردہ ایم اعتبار دادہ ۔"،

ص ۱۹۰۸ "این فن بے اعتبار را که ما اختیار کرده ایج اهنیار داده ." ص ۱۹۰۸ "بسد استادان مضبوط من رخته هم شاگردان آن بزرگرارند ." ص ۱۵۲ "ففات مندرجه این کتاب دو قسم است . قسماول الفاظیست که

اشات مندوس این کتاب دو ضیر است . ضبوایل القائلیت که سخل برد در آنیان این برد آن الدون الفتید . خس من آن اگرچه مرفود و منابع برد لیکن در سمیح برد الکن در سمیح بردی آن از ورقدیم برستان کان این امید با در اوردیم برستان بردی آن از ورقدیم برستان کان این میده را در وید می برستان می از این می می در این در این

ایی تسخد مفید ست می قارسی کوبان پند را لد زبان دانان ابران و توران ــ" ۳ساے غیر مشهور و اشیاے موفورہ و الفاظ غیر مانوسہ معانی

بین الانام مذکروره را به عبارات واقحه و اشارات لائه بیان نماید تا نائده آن عام و نفع آن تام باشد ..." "محکر از نشیلاخ کاسگار و علاق نامدار بعدوستان جنت نشان san a

100 0

1070

107.0

17.00

- چر او طعیقت ویدوا و علیت استان استان بیدان بیده سبت سنان کتاب دوران لفت تالیل کی داده سنتی به غالبا استان و لفتای پیشتر بدور در آن با معانی با عربی با عربی با عربی با نظری بدان معانی الفاظ تسایل با مشتح به بداند آمند امنیا ناسخه دوران باب بالم آورد، میآیکد سود و خطائع مطوع کرد اشارت اسان کرده و لیز آنهم به تشیم سید. و را میزان کال مدت داشته دران اماد در ان اید در ان ایدان کرده و لیز آنهم به تشیم سید. و از کال در حد داشته دران اماد در ان اردی با

ا اليوم پيچ كس به دريافت توافق زبان پندى و فارسى با آن پسه كثرت اېل لفت چه فارسى و چه پندى و دبگر محلقان به ايس فن سهته له شده الد الا فقير آرزو ."

ن . "مرتبه والايش از ريخه بالاتر است اما كاه كاه به تقريح بنا بر

ص ۱۹۳

تفنن ِ طبع یک دو بیت از طبع عالیش سر می زد ۔'' الديوان غود را بخدمتش بردم كه بنظر تعنق و تامل مطالعه

موده از حسن و تبحق آگامی باید بخشید ـ" "ابسبب موزونیت طبع بآغاز حال تلاش نظم فارسی می کرد و از

175 00 سراج الدين على خان آرزو تخلص اصلاح مي گرفت ـ"، ''میان آبرو و میان مضمون که بنائے ریختہ ایشاں ریختہ اند استنباط

177 0 سخن باو دادلد و زبان ریخته ازو گرفته آند ـ"

الاكتاب خالد حاصل عمر من است ـ" 1700 "مسنر الحلاق و آدمیت و وفایش تا کجا نوشته شد. باعث 1700

بودن فغیر آرژو در شاپجهان آباد دیلی اغلاص اوست . از مدت می و سد سال تا اليوم سررشته كيال عبت و مودت را از دست تداده \_"

شماعرے معنی تلاش خوش (بانی مثل او درین جزو زمان کمیاب 1700 "\_ cul

«در فن شعر و الشا گئنب متعدد، دارد ـ» 1700 <sup>رو</sup>شعر فارسیش که خیلے عزویت دارد برائسته عوام و خواص جاری 1700

"بخوبی آل بهج دیباچه بنظری لیامده ـ" 1110

"الشعار ريخته كه كايم بنا بر تغريج طبع گفته مي شود ..." 1770

'' خاکسار مے اعتبار جارگہ ابن لیازمند را از بدو شعور تا ابن زمان 174 00 که سال پنجاه و سوم از عمر طبعی است ـ" "از سواغ لادر شامی مزاج پادشاه دین پناه از استام ساز و لوا 141 000

المراف ورؤيده و ارباس نفسه را يک قلم موقوف گرديده ... 147 00

"اشعاريك الرديوان فصيح البيان او التقاط و اقتباس ياقته ، برتظارگیان ِ این سیرگا، چنین عرض می شود ۔''

"ما قصیده عربی و یک غزل بندوی جوایم قرستاده ـ" 1400

### LAF ''سابق از گال شوق پندوی جوایم قرمتاده ـ''

اروزے بخالد عان منفور آرؤوٹ مرحوم اتفاق افتاد۔ در بران ایام پندوی ایشان مع سه جزو لقل برداشت و در نسخه سمی

"عربیش بر فتون ِ دیگر ترجیح :ارد ـ تصافیف او بد لغت عرب تا

"این بعد مضامین فارسی که بیکار افتاده الد در ریخته خود

به یمن رسیده و مقبول نصحا و بلغا گردیده ."

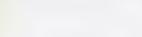
به "انتخاب حاكم" مرقوم نمود ـ"

140 00

1400

1400

147 00



فصل سوم

# ولی دکنی کے اثرات ، تخلیقی رویے شاعری کی پہلی تحریک: ایہام گونی

ولی دکنی کا دیوان جعفر زالی کی وفات کے سات سال بعد ۱۹۳۰ه/. ۱۵۲۹ میں دلّی بینچا اور ایسا مقبول ہوا کہ اس کے اشعار چھوٹے بڑوں کی زبان پر جاری ہوگئے ۔ ا اس دیوان کو دیکھ کر شال کے شعرا میں یہ ولولہ ' پیدا ہوا که وه بهی ایسی بی شاعری اور ایسا بی دیوان مراب کرین - اس سے: بطے شال والوں نے فارسی الداؤ سے مرتب کیا ہوا دیوان اردو نہیں دبکھا تھا ۔ ولی کا دیوان ان کے مامنے پہلا ہاقاعدہ اردو دیوان تھا جیسا کہ مائم کے بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''جس شخص نے اس فن میں سب سے پہلے دیوان مُرتب کیا وه (ولی) تها ."؟ اس دیوان کی غزایی تو اردو میں تھیں لیکن مزاج ، آہنگ ، تراکیب و بندش اور مضامین کے اعتبار سے وہ فارسی غزلوں کی طرح تھیں۔ اس دیوان میں ، قارسی شعرا کے دواوین کی طرح ، حقیقی جذبات و احساسات کی ترجانی بھی تھی ، فلسفہ و تصوف ، حسن و عشق بھی تھا اور زلدگی ے عام غبریات و مشاہدات بھی ۔ اس میں مسابات شاعری بھی وہی تھے جن کی اس دور کے شعرا نے تعلیم ہائی تھی اور جن کے وہ عادی تھے ۔ اس کلام گلو دیکھ کر ائے شعرا کو یوں مسوس ہوا کہ بھی وہ شاعری ہے جس کی انہیں تلاش تھی اور یہ کہ وہ غود بھی ایسی ہی شاعری کر سکتے ہیں کیونکہ یہ شاعری فارسی کے بیائے اردو میں تھی۔ دیوان ولی نے ان کی جہت متعین کر کے تخلیق قرتوں کو ایک کھلا راستہ ذکھا دیا ۔ دیوان ولی کا یہ اثر ہر عظیم کے سارے اودو شعرا پر بڑا اور دیوان ولی سب کے لیے ایک کوام بن گیا ۔ دکن میں سراج اورنگ آبادی ، داؤد اورنگ آبادی ، فتیر اللہ آزاد ، شاہ ناسم علی قاسم اور شاہ تراب وغیرہ اسی راگ سفن کی پیروی کر کے اس پر فخر کر رہے ہیں۔ گیرات میں اشرف ، تناعات ثنا ، رضی ، عبدالولی عزلت ، پنجاب میں

شاہ مراد؟ ، سندہ میں میر عمود صابر ، دیل میں آبرہ ، ناجی ، مضمون ، سامی ، یکولک اور نائز وغیرہ دیوان ول کو آنکھوں کا سرمہ بنائے ہوئے بیں ۔ ولی وکھی تج اس اثر کا اظہار و امتراف مام طور پر اس مورتے شعرا نے اپنے کلام میں کیا ہے ۔ یہ چند انسار دیکھیے جن ہے اس اعتراف آثر کا گاجه الدائرہ چین کیا ہے ۔

تب مثال اے سراج بعد ولی محموق صاحب مغن نہیں دیکھا

سوق صف محت بین حیدید (سراج اورتک آبادی) کهتر بن سب ایل خن اس شعر کون سن کر

قبھ طبح میں داؤد ولی کا انسر آیا (داؤد اورنگ آبادی)

حتی نے بنعبہ اڑ ول مجھے داؤد صنوبسہ " شناهنری بجنال گئینا

(داؤد اورنگ آبادی) عــلی کی ہے قسم سرے شعر تیرا 'کہنے عــالــم ولی ثــانی ہـــی ہے

(داؤد اورنگ آبادی)

سب ریخد ول کا د دل غرش ہوا ہے ماہر مثا ز فکر روشن ہے السوری کے سائند (میر عمود ماہر) گر ریخد ولل کا ایرانز ہے شکر سوب مشہورتی شمر حاہر قند و شکر اتری ہے (میر عمود ماہر) ا

آبرو غصر بے تبوا اصحباز گو ول کا عخن گیراست بے (آبرو) ول رضنے بینچ اشاد ب گہرے آبرو گیولکہ اس کا جواب (آبرو)

و لیکن تبع میں محسینا سغن کرے فیض موں فکس میں کامیاب (آوو)

حاتم یہ فزر شعر میں گنچھ ٹو بھی گم نیوں لیکن ولی ولی ہے جہال میں حض کے بیچ (حاتم) ہے جب ون شعر تیرا شعر ولی سے ہم رنگ اسرف ترے سخن کی نت آرزو ہے دائی (اشرف گجراتی)

ولی کے طور پر عبد سا نہیں کوئی رہند بولیا سخن ہے مبتدل جگ میں زبان اصفہانی کا (اشرف گجران) جو قبرسنالسیں کوئی شعر ناجی کا پڑھے جاکر

کنن کو جاک کو کر گر آفرین کجہا ولی ٹکلے (قاجی) پروالہ جبل ٹراب پسوا سو عجب ہے کیا روشرے سراج دل سوں ولی کا سخن ہوا (شاہ تراب)

تھی اس میں ایمام گرتی کر روسٹان کا بروائد کرشنا ایک طوری مثل ہا۔ یہ دور ر عظم کی کافیا ہو اگر ایک الدین چراف کر دور تھا ۔ بران الدان چر یہ معاشرے کا کافیانی افاز ایدان جانب ہو جائے کی وجہ سے بے اگر د چر معنی ہو گئی تھی اور معاشرے کے طاق اور اس کی روح سے ان کا واضد محرور پڑکے اس جان تخلی میں انداز کی مطابق استحد کے عائم ان کے خات چراف و طبق میں تخلی دیدا کر دیا تھا ۔ در کہنا کامو تھا کہ کرتا کہتے تھا ہے۔

۔ معاشرتی رشتے کمزور اور گئے تھے ، اجتابی سناد کا موتی کوڑے کو کٹ میں گم ہو گیا تھا اور شاخوں کا تعلق تنے ہے انہائی صحودر اور گیا تھا : دلی میں درد دل کوں کوئی بوچھتا نہیں

عه کون قسم ہے خواجہ قطب کے مزار کی (آبرو)

، تاریخ کے ماقلے میں عفوظ ہے۔ آدمی درکار نئیں سرکار میں حیوان ڈھونڈھ

 میں زیادہ مزا دیتے - جو اس فرے میں جتنا طاق ہوتا اتنا ہی کامیاب ہوتا ۔ عدة الملك امير خان انجام كى كامياب كا بهي يهي راز تها - ايهام كوئي اسي تهذيبي طناک کوکھ سے پدا ہوئی اور بد شاہی دور سے بوری طرح ہم آہنگ ہو گئی -اس دور کی ساری زندگی خود ایهام کا درجه رکھی تھی ۔ ہر جیز اور ہر عمل کے دو معنی ہوگئے تھے۔ مثا؟ بادشاہ اب بھی موجود تھا لیکن بادشاہ وہ بادشاہ نہیں رہا تھا جو کبھی اکبر ، جہالگیر ، شاہ جہان اور اورنگ زیب تھا ۔ چلے بادشاہ انتظامی امور اور مبدان کارزار سے ٹھک کر کچھ وقت ٹفریج میں گزارنے کے لیے داد میش ضرور دیتا تھا لیکن وہ صرف عباش نہیں تھا ۔ اس کے میش اور ذمه داری میں ایک توازن ثانم تھا ، لیکن اس دور میں بادشا، اور عیاش ایک ہی تصویر کے دو رخ تھے ۔ اسی طرح امراء کا کار منصبی بھی وہ نہیں رہا تھا ۔ تلوار بالدهنا امراء کے لیے ضروری تھا تاکہ وقت ییرد اسے استعال کوسکیں۔اب زرلگار تلواریں نیام میں رکھی جاتی تھیں تاکہ انھیں دیکھ کر امیر کے منصب كا تسن كيا جا سكے ۔ اب تلوار صرف دكھاوے كى چيز بن گئى تھى - سبامى بائنا بن گیا تھا جس کی زبان میں تلوار کی کاٹ آ گئی تھی ۔ عیش پرسی اس تہذیب کا عام رویہ تھا۔ یہ عام مشاہد ہے کہ جب فرد عیش پرسی کی دلیا میں داخل ہوتا ہے تو وہ ایسے موقعوں پر اشارے اور کنائے استمال کرتا ہے۔ وہ اپنے دل کی بات چھپاتا بھی چاہتا ہے اور اس کا اظہار بھی کرانا چاہتا ہے ۔ اس کے لیے وہ ذو معنی الفاظ استعال کرتا ہے جس سے جالنے والے پر تو الکشاف ہو جائے لیکن دوسروں سے وہ بات چھیں بھی رہے ۔ عشقی و عاشتی کے سلسلے میں تو ایسی زبان اور بھی ضروری ہو جاتی ہے ۔ ایام گوئی اس معاشرے کی اسی لیے معاشرتی و تہذیبی ضرورت تھی۔

آیام کی (وحت یہ یہ کہ ماتر روزے شدر با اس کے جرورے دو مش پیا کرتا ہے یہ یہ روکٹ فرنس نظر کے شعابی ہے مطالب ہم پیچائے ہے۔ یہ دولوں مروزی سنام چید فلط ہی ، اول الڈکر کو ایسان ور ہم پر انداکر کو لیام کے بین بایا کے سفن یہ بی کہ رو نظار فرش کو جمہر شمر کے بنام رکھی گئے ہے اول اور فرون مین جن ہے ایک مثنی الوب یہ بی یہ بات والے میں بیٹ کام کی مار کا مثنی بیٹ ہے وہ کو بورے کے یہ اب والی میں کہ کا رفت سکترے کے اسلامات میں بیول بائے یہ دو گوئی جو ایک ہو ہے مورٹے میں بیول بائے تین چار چار معنی ہونے ہیں جبکہ ایمام میں صرف ایک معنی ہوتے ہیں ۔ یہ ضرور ہے کہ ایمام کا شعر بڑھ کر ذہن دولوں معنوں کی طرف جاتا ہے لیکن جلد میں ایک معنی کو تلاش کر لیتا ہے اور اس تلاش کے عمل سے وہ شعر سے لطف الدوز ہوتا ے . اس دور کے لیام گوہوں نے عام طور پر لنظوں می سے ایام پیدا کیا ہے ۔ دو ہے میں ، جو اپ بھرنش کی قدیم ترین صنف شاعری ہے ، عام طور پر چی صورت ملتی ہے ۔ اس کا اثر بھی اس دور کی شاعری نے قبول کیا ہے ۔

صنائع اگر شعر میں اعتدال کے ساتھ استعال کیے جائیں تو شاعری میں اثر الكيزى بڑہ جاتى ہے ۔ "صنائع اس وقت زيادہ موثر ہوں كے جب اس بات كا بتا

له چلے که یه مناثع ہیں ۔"، اس دور میں جب ایام گوئی کا رواج شروم ہوا تو ہر شاعر اس کوشش میں لگ گیا کہ وہ ابیام گوئی میں ایک دوسرے سے ہاڑی لے جائے۔ اعتدال ، جو اس معاشرے کا مزاج نہیں تھا ، ایہام کوئی میں بھی باتی اند رہا اور تلاش ایہام میں سبتل و بازاری مضامین شاعری میں در آئے اور ایهام کی یہ خوبصورتی ہ عجے ان کہند افلا کوں میں رہنا خوش نہیں آٹا

(آيرو) بنایا اپنے دل کا ہم نے اور ہی ایک نو مملا اِس پست سطح بر آگئی : دکھنی بسر کے زخم حائل محوب سو کتا

(Thee) بولا کہ میں کٹنا ہوں ترا اور کلے پٹا نان جو بھیجے تو سیدا ظلم کا ست رکھ روا حشر میں ظالم کا آلینہ ہے دوزخ کا لوا (ناجي)

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہر شعر میں ابهام لانے کی کوشش ک diamel کا سرا ان کے ہاتھ سے جھوٹ گیا تھا۔

صنعت ایجام ایسی کوئی قابل مذمت چیز نہیں ہے۔ تہذیب باقت درباروں میں ایام تہذیب و شائستگی کی علامت اور بات کو کھل کر کہنے کے بیائے مكتهم مين بيان كرنے كا يستديده طريقه سنجها جاتا رہا ہے . انگلستان مين ملكه ایلیزہے کے دربار میں ایمام کا بہت زور تھا ۔ اس دور کے شاعر اور ڈرامہ تکار اس صنعت کو عام طور پر استال کر نے تھے۔ شیکسیٹر کے ڈراموں میں ایام (PUN) کثرت سے استمال ہوا ہے ۔ یہ رجعان ، بد شاہی دور کی طرح ، جب ویال بھی بہت بڑہ گیا تو آئندہ دور میں ، مرزا سلیر جانبال کی طرح ، ڈاکٹر جواسن نے اس کے خلاف معہم چلائی اور اسے مبتثل کمیہ کر رد کر دیا ۔ فرانسی میں لوئی چہاردہم کے عہد میں بھی ایام کا عام رواج تھا۔ ادبیات عالم کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب ایک وجعان کثرت استعبال سے پامال ہو جاتا ہے تو لئی تسلیں اللے رجعانات کی تلاش میں اس رجعان کو مبتذل کہہ کر رد کر دیتی یں ۔ یعی صورت عدشاء کے آخری دور میں بھی بیش آئی ، ورند ایمام بھی ایک ایسی می صنعت شعر ہے جیسی مراعاة النظير ، حسن تعليل اور مبالغه وغيره ين -جہاں ایام ملقے سے استعال ہوا ہے وہاں الفاظ کی ترتیب سے معنی میں آند داری پیدا ہوگئی ہے۔ ایمام گو شعرا الفاظ کو ہٹرمندی کے ساتھ استعال کو کے الفاظ کی لفظی و معنوی مناسبتوں سے ایک معنوی ربط اور موسیقیات آبنگ پیدا کرتے ہیں ۔ اکثر اشعار ایسے ملتے ہیں جن میں خوبصورت نقش أبھرتا ہے ۔ یہ فن ژر دوزی اور در و دیوار پر پھول پتیاں بنانے کے فن سے قریبی سناسبت رکھتا ہے - جسے لفش و نگار کا ان آرٹ کے درجے سے کر کر محف دستکاری (Craft) کے درجے پر آگیا تھا اسی طرح شاعری میں لفظوں سے معنی کے نشش بنانے کا عمل بھی ''دستکاری'' کی سطح پر آکر زوال پذیر ہوگیا ۔ شاعر فطری طور پر آمنگ اور مناسبتین تلاش کرتا ہے ۔ عظیم شاعری میں الفاظ کے اسی تخلیقی عمل سے ایک ہم آہنگی پیدا کی جاتی ہے جس سے معنی آفرینی اور اس کے اظہار میں مدد ملتي ہے ۔ ع : "از جان و جہان بگزر تا جان جہان بيني" ميں مولانا روم نے جان و جہان اور جان جہاں میں لفظوں کے آگ پھیر سے معنی پیدا کرکے اس منیتت کا اظہار کیا ہے جو تصوف کی جان ہے۔

 تصورتی ہو آگر میں اگر میٹری دارن کا ایک طرف طرف طرف ہو لیکن جہا رسید کی میں ایک سال میں اس کے شراع اگر دیں میں استعمال کا و میزائر اس کا تحقیق میں استعمال کا و میزائر کی دول می پاسل میں کر کی میٹل کی امر کے شراع اور میٹری کی ادار میں کی ادار میٹری کرنے کی طور میٹری کی جائے کہ اس کے مالان ایک میٹری کی دور دور میں میں کا تجان میں میں میں میٹری دیک روست میں اس کا میٹری کا میٹری کی دیسے درگزار کا گیا کہ کا بات کی میٹری کی دیسے درگزار کیا گیا ہے کہ تعرین کی میٹری میں ایشور کا میٹری کی دیسے درگزار کیا ہے اس کا دیا کہ اس کا میٹری کا میٹری کی دیسے درگزار کیا ہے۔ درگزار کے حکم کر کر تھی میں کا کے میرا کا دیا دیا ہے میں کا دیا ہے میں درجدان میں اسے تباہدی

ہنس باتھ کا بکڑنا کیا سعر ہے پیارے

یہوگنا ہے تم نے منٹرگویا کہ ہم کون 'چہو کر لکے ہے شیریں اس کو ساری انہای عمر کی لفض مزہ بایا ہے جن عاشق این تبرے من کے گال کا اس عشق میں ، جو عشق جسم کی آگ بھیائے کی خوابش کا طریقات لما ہے ، عیشی و طرب اور جوش و مستی شامل ہے جس کو آسودہ کرنے کے لیے ایک

ہے ایک طرح دار رندی ، تک سک سے درست لونائے اور عاشقوں کا قتل عام کرنے والے پیجڑے موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بالکے ہیں، چھبلے ہیں، چھل چھیلے ہیں ، تظر باز ہیں جن سے سارا معاشرہ مزا لے رہا ہے ۔ یہ ساری تہذیب مزے لینے کی خواہش میں مبتلا ہے۔ یہ مزا گھر میں نہیں بازار میں ملتا ہے جہاں ایک طرف طوائف ہے اور دوسری طرف امرد یوں :

مِل كِياً تِهَا بَأَءِ مِينِ معشوق اك لك دار سا رنگ و رو میں بھول کی مائند ، سج میں نماز سا

(آبرو) اس تہذیب کے باطن میر گھپ الدهیرا ہے - ظاہر بھی تاریک ہے - باطن میں روشنی بیدا کرنا بڑی جاندار اور صحت مند تہذیبوں کا کام ہے ، اس لیے یہ تہذیب بردم "پراغان" ہے اپنی آنکھوں کو غیرہ کرنے میں مصروف ہے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عرس کے موتع بر ، مذہبی تقاریب پر مزاروں کو بقعہ اور بنایا جا وہا ہے۔ کلی کوچے روشن کے جا دے ہیں۔ "مراع دہل" کے حوالے سے اس کا ذکر ہم پھلے صفعات میں کر آئے ہیں۔ سزا اپنے میں یہ تہذیب اتنی دیوانی ہو گئی ہے کہ مزاروں کو بھی شراب ناب سے تحسل دیا جا رہا ہے ۔ اس کے عشق میں ، شراب نوشی میں ، عرسوں اور میلے ٹھیلوں میں ، ھاؤ ہو میں ، ضلع 'مگت اور اور ابیام میں ''مزا'' لے کر اپنی تندیز کو بھلانے کی کوشش کا احساس ہوتا ہے۔ اس بے فکری میں ، جو ہمیں اس معاشر سے میں انظر آتی ہے ، بنیادی طور پر فکر سے تظریں جرانے کی 'چھبی ہوئی خواہش اپنا کامکر رہی ہے۔ ''بالیر بعيش كوش ك. عالم دوبارہ نيست'' اس تهذيب كا مزاج ہے ۔ مجد شاہ گو جب نادر شاہ کے دلی میں داخل ہونے کی خبر ملتی ہے تو یہ کہتے ہوئے کہ ''این دفتر مے معنی غرق منے ناب اوالی" نامد کے ہاتھ سے بروالہ لے کو اسے شراب میں ڈیو دیتا ہے۔ یہ خبتت سے آنکھیں اند سلانے اور فکر کو بے فکری میں ڈبونے کا تفسیاتی اظہار ہے ۔ یہی سزاج اس دور کے عشق میں بھی موجود ہے اور بھی انداز عثق اس کی موسیقی میں ، اس کے ملہب اور رسوم مذہب میں ، میلے ٹھیلوں اور اس کی شاعری میں ظاہر ہو رہا ہے ۔ عاشق کا مزاج یہ ہے کہ اگر معشوق ہانے نہیں آیا تو زیادہ سے زیادہ جی اقصان ہوا کہ معشوق کی کلی میں دوچار چکر اگانے کی منت اکارت گئی ۔ آبرو چونکہ اس نہذیب کا مماثندہ شاعر ہے اس ایے اس کے بال اس عشق کی ساری صورتھی سامنے آتی ہیں :

عاشق کا کیا گیا جو کیا بوالمهوس این شوق دن چار تجه کلی منیب آ کر بهنگ گیا شمشیر کھینچ جب کہ چلا بوالہوس کی اور تب چھوڑ آبرو کوں کلی سیں سٹک گیا

معشوق بھی عائنوں کے ہجوم میں گھوا ہوا ہے اسی آنے اپنے کرآپ کرنے باڑنے ہیں کہ جان بھی رہے ع ''اتیری جو بات ہے اے مکشی سو ان سے خال نیں'' ۔ بال عشق کے بالگل اوری مدنی ہیں جو آج کل سازیہ بور محان کے بین جو یکسر جنسی وجبال ہے - عشق جائزی ہے مشی مقبل کہ پہنچر کی بات اس ٹیڈیس میں ہے مئی ہے۔ یہ ان چرجہ کا مطاور ہے اور جینی اس کی سنزل ہے :

بیار سے پرگسز نسد آیا بر میں وہ تازک خیال

عماشتی کمرنا ہمارا سخت بے حماصل ہموا (آبرو) جو لونڈا پاک ہے سو خوار ہے ٹکڑے کے تئین عاجز

وہی راجا ہے دل میں جو عاشق کے تلے پڑ جا (آبرو)

وی رب کے مان میں ہو اس کے کے اوب وہ بے سونا جسو ہووے نموب کس میں وہ بے دائیر جسو بسووے اینسر بیں میں (مضمون)

و. بے والی حجر بسو بحول التي اس بس (مضرن) اس لمورش بود، في ادر مقارض التي واکن علاق التي والی معتقب بيد الو معتقباً بين معتقباً بين معتقباً بين المورش بين الم معتقباً بين المعتقباً بين بين بين المعتقباً المعتقباً بين بين بين بين المعتقباً المعتقباً بين بين بين بين المعتقباً المعتقباًا المعتقباً المعتقباً المعتقباً المعتقباً المعتقباً المعتقباً الم

ن مها در به دور بعد ایرای جدیب نے روان کا تلفتہ عروج مها . اس دور اور اس دور کی شاعری کا ایک اور 'کایان رجعان ''امرد پرستی''

ہے۔ پیشن مادور مور مادور مور کے الطابور مشتی کوئی ہے۔ دوم پورسید ، میرو پوسی مورٹ ہے الطابور مشتی کرنا ہے۔ فائن ہے المادور ہیں مرد النے بنابات مشتی کا اظہار المرد کے الکی المدی میں مرد النے بنابات مشتی کا اظہار المدی مدین ۔ مالان اعلاق المدین المدین میں المدین میں المدین المدین میں المدین المدین میں المدین المدین میں المدین کے المدین میں المدین کے المدی

میں لکھا ہے گدایک ترکی غلام نے ، جس پر وہ عاشق تھا ، اسے قتل گر دیا تھا ۔ ۸ سراج الدین علی خان آرزو نے اپنے تذکرے میں بہت سے فارسی شعرا کے ایسے ہی واقعات لکھے ہیں ۔ کلیم سوزنی سعرتعدی کے بارے میں لکھا ہے کہ عاشق پیشکل میں مشہور تھا۔ ایک موزن کر کے لڑکے پر عاشق ہو گیا اور اسی متاسبت سے سوزنی تخلص اختیار کیا ۔ 9 "ملا" شمسی بعدائی کو اس کے عبوب بابوں نے قتل کر دیا تھا ۔ ا بد ابراہیم شوکتی جب ہندوستان آیا تو ایک راجیوت لڑکے پر عاشق ہو گیا اور اس سے حرکت ناشائستہ کی درخواست کی ۔ ار کے نے اسے اتال کردیا ۔ ۱۱ ممالا" طاہر نائینی شاہ عباس صفوی کے ایک خانہ زاد پر عاشق ہو گیا اور اسے اپنے حجرے میں لے گیا ۔ یہ خبر جب بادشاء کو ملی تو ملا طاہر كو بلوايا اور تيتے ہوئے او ہے كو أنها كر ملا طاہر كو ديا كد اسے ہوت دے ۔ اس نے ہوت دیا تو اس کے لب و دہن جل گئر اور اس ترتیب سے اس کے دوسرے اعضا بھی جلا دیے ۔ بعد میں کسی غواص کے محمنے سے اس کی جان بخش دی ۔ ۱۳ رشکی ہمدانی کسی علاقہ بند کے لڑکے پر عاشق ہو گہا اور اسی سبب سے علاقہ بندی (رسٹی بنانے) کا بغر سیکھا اور اس میں استادی کا درجہ حاصل کیا ۔۱۳ تجد سعید سرمد اُلھٹھہ کے ابھی چند تامی ایک لڑکے پر عاشق ہو گیا ۔ ترک دنیا کر کے سیاسیوں کی مائند مادر زاد برہند اپنے معشوق ح دروازے پر جا یٹھا ۔ اڑکے کے باپ نے عشق کی پاکی کے خیال سے اسے اہنر گھر میں جگہ دے دی اور بیٹے کو اس سے ملنے کی اجازت بھی دے دی ۔ ویں سرمد نے ابھی چند کو ٹوریت ، ژبور اور دوسرے صحائف کی تعلیم دی۔17 امرد پرسی کا یہ رجان آئدہ دور میں بھی نظر آتا ہے۔ میر اور سوداک شاعری میں بھی امرد پرسی کی طرف واضع میلان ملتا ہے ۔ السخ کے دو لوثلوں ، میرزائی اور بانکے بہاری شجاعت ، کے قام سعادت نحان قاصر نے اپنے تذکرے میں دیے ہیں۔١٥ آنتاب رائے رسوا کے بارے میں لکھا ہے کہ ولولہ عشق سے ترک تنگ و تام کر کے کوچہ و بازار میں بھرانا تھا اور یدشمر پڑھتا تھا ١٦٠ رسوا پسوا ۽ شيراب پسوا ۽ دريندر پسوا

رصور میں احسان کے کہے میں جس کا گسزو ہموا اس مانٹی کے کاکے میں جس کا گسزو ہموا بحد شاہی دور سے پالے میں امریز پرسٹی کا رجنان عام ہوگیا تھا ۔ جعلو زائل ؓ نے بھی کئی تظموں میں اس کا ذکر کہا ہے :

لونڈے پھریں ہیں گھر یہ گھر کھاویں نوالے تربتر بھوکے پھریں جاکر نفر ، پہر برے احوال میں

غرض که فارسی و اُردو تذکرون میں اس نوع کی عاشتی کے حوالے عام طور پر ملتے ہیں لیکن بحد شاہی دور امرد برسی کی مقبولیت کا نقطه عروج نها ۔ اس دور میں لڑکوں نے غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی ٹھی۔ ان کو اپنے ساتھ رکھنا اور ان کے بیچھے دیوانہ ہوانا ایک عام بات تھی۔ دلجسب بات یہ ہے کہ لڑکوں سے عشق کی ایک ہوری روایت اس دور میں جم لیتی ہے ۔ بعد شاہی دور کے امرائے عظام میں اعظم خال کا نام بھی آتا ہے۔ وہ اپنی امرد پرستی کی وجہ سے خاص شہرت رکھتا تھا ۔ مرزا سناو اس دور کے ایک اور اسر زادے تھر جو ان امرد ہوستی میں اتنے طاق تھے کہ اکثر امیر زادے اس علم کے ضروری گئر ان سے سیکھتے تھے ۔14 اس دور میں ان امرد پرسی نے اتنی ترق ک کد اد صرف استادی شاگردی کے رشتے قائم ہوگئے بلکہ لڑکوں کی سجاوٹ ، وضع قطع ، آرائش اور حسن و جال کے طور طریقے بھی مارر ہوگئے۔ آبرو نے پوری ایک مثنوی ''در موعظہ' آرائش معشوق'' کے عنوان سے اس موضوع پر قلم بند کی ہے جس میں بتایا ہے کہ حسن و جال کو ٹکھارنے کے لیے لڑکے کو کون کون سے طریتے اختیار کرنے چاہشیں اور اپنی شخصیت کو 'برکشش بنانے کے لیے کون سا لباس اور کیا وضع قطع اغتیار کرنی چاہیے ۔ یہ مثنوی معاشرے کے مزاج و ضرورت کے عین مطابق تھی اسی لیے بہت مقبول ہوئی ۔ عاشقوں نے سر دھنا اور معشوقوں نے حرز جان بنا کر گلے سے لگایا ۔

میں جب حقیق مسرتوں سے یہ معاشرہ محروم ہونے لگا تو اس نے خوشبوں کا عارضی بدل تلاش کر لیا ۔ امرد برستی بھی خوشیوں کی ٹلاش میں ایک بدل ک حیثیت رکھتی ہے۔ ہر طرف کٹھل کھیلا جا رہا ہے ، مخلیں سجائی جا رہی ہیں اور صدیوں کی دولت ، جاگیریں ، جائدادیں جھوٹی نحوشیوں کے حصول پر اڑائی با رہی ہیں ۔ کوئی منزل ، کوئی جہت اور متعد چولکہ اس معاشرے کے سامنر نہیں تھا اس لیے اس کا ہر عمل اور ہر فعل فکر و خیال سے عاری تھا ـ سارا رور موسیتی راگ ، رنگ ، رامن و سرود ، نالک ، داستان ، سرالک اور شراب و دلارام پر تھا ۔ یہ عمل ایک صحت مند معاشرے میں بھی ہو سکتا ہے لبکن یہ ساری چیزیں ژاندہ و متحرک انظام خیال کی ایک شاخ کے طور پر پھاتی بھواتی یہ -خود سارا پیژنمیں بن جاتیں ۔ یہاں سارا پیژانو سوکھ رہا تھا صرف ایک آدہ شاخ ہری تھی ۔ ادب چونکہ زندگ کا آئینہ ہے اس لیے اس معاشرے کے سارے رویے اس دور کے ادب میں ظاہر ہو رہے ہیں ۔ آبرو اس دور کا کائندہ شاعر ہے جس ک شاعری میں اس تبذیب کی روح رنگ رلیاں سائی ، بواتی ، چیکٹی اور چیلیں کرتی نظر آتی ہے . آبرو کی شاعری میں ، اس دور کی عام تہذیب کی طرح ، ازدواجی رشتوں کی مسرتوں کا سراغ نہیں ساتا ۔ یہاں عاشق بھی جھوٹا ہے اور معشوق بھی ۔ دونوں عبار ہیں اور خوش وقتی اور وقتی رشتے کے طلب گار ہیں ۔ جب بھی کوئی بڑی تہذیب گرتی ہے تو یہ عمل اسی صورت میں نظر آتا ہے۔ دن رات سورج کی روشنی میں رہنے والی برطانوی سلطنت آج ایک جزیرے میں عصور ہو گئی ہے - وہاں بھی امرد پرستی کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا گیا ے . یونانی تہذیب کو دیکھیے تو ہوم والے معاشرے میں خاولد کے لیے بیوی اور یوی کے لیے خاوند ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں ، لیکن ہوم کے چھ سو سال بعد ہم دیکھتے ہیں کہ عورت اس معاشرے میں الگ تھلگ ہو کر تہذیبی دھارے سے کٹ گئی ہے اور زن بیزاری ایک عام رجحان بن کر سارے سعاشر ہے ع رگ و بے میں سرایت کر گیا ہے ۔ عورت کی جو ذمہ داریاں ہوس کے دور میں تھیں وہ اب باتی نہیں رہی تھیں۔ وہ تہذیبی سطح پر سے آواز اور معاشرتی سطح پر تاکارہ تھی ۔ بخد شاہی دور کی ''بیگم'' کے ساتھ جو تصور وابستہ ہے بونان کے اس دورکی عورت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے ۔ خاندانی اکائی کمزور پؤگئی ہے اور مرد عورت کا رشته شریفاله مجبوری کا ہو کر رہ گیا ہے - بد شاہی دور ک عورت سچی عبت کی بیاس میں تؤپ رہی ہے ۔ باپ اور بھوں کا رشتہ کمزور باغ گیا ہے اور سب ایک بے یتینی کے خوف میں مبتلا ہیں۔ یونانی معاشرے

رسان مور مین این جبائل الشون او برخو فرانی کے لیے مطابق (آبات کرکے را سال (آبات کرکے کے اس کی افران کے اس کی میں رسان کی اس کی میں رسان موران میں امار و کرتا ہے کہ اس کی میں رسان کی اس کی میں امران کی اس کی میں امران کی اس کی میں میں امران کی امران کی اس کی امران کی میران کی میران کی میران کی میران کی میران کی امران کی امران کی امران کی میران کی امران کی امران کی امران کی امران کی امران کی میران کی امران کی امران

صباحت بهج کویا ماء کشمانی ہے وہ لولڈا سلاحت بیسج سرٹا یا کمک دانی ہے وہ لسونسڈا بدنی مخمل سبتی اس کا مغا اور لورکیں تر گسویا سر تا قسم بانات سلطمانی ہے وہ لسونسڈا (الرو) گسویا سر تا قسم بانات سلطمانی ہے وہ لسونسڈا (الرو)

سر أويسر لال چيرا اور دين جون غنوم ونكين چار مدعما ، لعمل بدخشان يه يمه لمركا (الجي) قيامت قامت اوس كا ديكه كے اتجم كے جون خوبان

چکتا ہے برلیگر مہسر تسورانی ہے یسد لسڑکا (ثامی) چلا کشی میں آگے ہے جو وہ محبوب باتا ہے کبھی آنکویں بھر آتی ہیں کبھی جی ڈوب جاتا ہے (مضون)

یں مورت دوائن معاشرے میں تدار آئی ہے۔ آزارتین (Ckenophou) نے سپریزی بنی لاطار ہے۔ (کارفین (Ckenophou) نے سپریزی در بیان کا ایک ایک برکیزی کا ایک انداز کی در ایک انداز کی در ایک انداز برای کا انداز کی در ایک انداز برای کا انداز برای انداز کی در ایک انداز برای کا در ایک انداز برای کا در ایک انداز برای کا در ایک تحقیم بیان میں مطار کی کا در ایک انداز برای کا در ایک میں انداز میں کا در ایک میں انداز میں کا میں انداز کردی کو دیگر کا در انداز کردی کو دیگر کا در کا دیگر کا دیگر

کر مناتی آیا کسدگرد رکان ۔ رقابت ہے مادی میجور بیٹے لگا ۔ میری بھا بٹے کے لیے طیزی (کہاں ۔ اس کی کی کے بکر ڈاٹل ا ۔ انئی بادوائی کی مسیر کے کہاں اس کے آفتان کی بہت مائی کرنے اور ایک بھائے تو اور بہتا ہو بھی۔ در بائی بھی چوکک عبودب لڑکا ہے اس نے جاناکو بھی ہے اور جانا جو بھی۔ در بائی بھی ہے اور خواج اس می حامل طور اس جمع جرے در میں آئے کے کچھوٹ کھی در اس کا میں اس کے کھوٹ کھی لیا اور مدین کے مداک کھوٹ کی بلائی کر اس کو بائی ویا اور مدین کے مداک کھوٹ کی بلائی کر کی کو بائا اور مدین کے مدکن کو برائی کے مداک کھوٹ کی دوران کر کر لیا اور مدین کے مداکن کے بیا اور مدین کے مداکن کے مداک کھوٹ کی بائی کی مدین کے دوران کی مدین کے دوران کے بائی کو بائی اور دوران کے مدین کے دوران کی دوران کے دوران کی دوران کے دوران کے

دواوں طرف سیں داؤھی خورشید رو کے دوڑی

ديسكهمو زوال يسارو ، آيا 'بسرا زمسانسم اسی لیے حسن کا تصور یہ ہے کہ وہ قائی ہے ۔ عشق بھی واتی و عارضی ہے ۔ افلاطون نے اپنے ابتدائی مکالات میں لڑکے سے عشق کے تصور پر ایسی بلند و بالا عارت تعمیر کی ہے کہ وہ روحالیت کو چھونے لگتی ہے۔ اس نے لڑکے کی عبت کو حقیقت اعلیٰ تک چنچنے کا ایک طریق بتایا ہے ۔ ا ا چی وہ تصور ہے جسے ہارے صوفیائے کرام نے عشق مجازی سے عشق حقیق تک چنچنے کا قریعہ بتایا ہے اور جبر ''المجاز قنطرۃ العقیقة'' کے فقرے سے ادا کیا جاتا ہے۔ اپنی تہذیبی و فکری روایت کے زیر اثر افلاطون نے اس روایت کو علویت عطا کی۔ یہ تعبور یونان سے ایران آیا اور وہاں سے برعظیم آ کر مذہبی و معاشرتی سطح پر خوب پروان چڑھا ۔ لیکن عدشاہی دور میں نہ کوئی ستراط تھا ، انہ گوئی اللاطون اس لیے بیان امرد پرسی خوش وقتی اور دل بہلاوے کے دائرے سے باہر لہ لکل سکی ۔ اس دور کی شاعری پر حقیق تصوف کا بھی کوئی گہرا اثر نہیں ہے ۔ اس میں تموید گنامے والے صواب تو نظر آتے ہیں لیکن کوئی جراع دیلی ، کوئی گیسو دراز پاکوئی نظام الدین اولیا نظرتهیں آتا ـ بهرحال امرد پرستی کی بھی فارسی روایت بد شاہی دور کے سازگار تہذیبی مامول کے زیراثر ، اردو شاعری میں جلب ہوکر اس کی روایت کا حصہ بن گئی جس کا واضح اظہار اس دور کے ایہام گویوں کی شاعری میں ہوا ہے ۔ آبرو اسی تہذیبی فضا اور ڈپنی ماحول کا ترجان ہے ۔

### (4)

اب ایک مسئلہ ، جس پر ابار علم و ادب بہت بحث کر چکے بین ، یہ ب کر تبالی بند میں اُردو شاعری کے اس پہلے بالماهد، دور میں ، دیوان کی ترتیب کے اعتبار سے ، اولیت کا شرف کس شاعر کو حاصل ہے ؟ جعفر زائل کے علاوہ

تها - دیوان زاده کے ایک اور نسخے "۲ میں عاتم کا ایک شعر ملتا ہے : اٹھنیس برس ہوئے کہ عاتم مشتاق قدیم و کھند کو ہوں

یں عدر الیکیس کے بیائے بالیٹر مدد کے سال اس ادیوان (آراد اکسد انکورز میں الے دوران میں موران کے ساتھ ہو واک کہ با بدارہ کے قد مدا است ما است دار ادارہ ایکی ابا ، مد سدورا سدوران کے دارہ واراک کہ با کے برائے میں المراک کر رہے ہیں کہ ان المراک کے اس کے اس کے انکورز کے اس کے المراک کر اور استے کے برائے میں موران کیا گئی میں موران کی المراک کے اس کے اس کا میں اس اور کے رہے کیا ہے کہ اس کے اس میں اس کے سرائے کہ دوران کے دوران کر اس کے اس کے دیا کہ دوران کے دوران کر اس کے اس کے دوران کے دوران کر اس کے اس کے دوران کے دوران کر اس کے اس کے دیا کہ دوران کر اس کے اس کے دوران کر اس کے دوران کر اس کے دوران کے دوران کر اس کے دیں کہ دوران کے دیا کہ دوران کے دوران کے دوران کی دوران کے دوران کر اس کے دوران کے دوران کے دوران کے دوران کی دوران کے دو

سال (جاوس) میں ولی کا دیوان دہلی چنچا اور اس (دیوان) کے اشعار پر چھوٹے ٹرے کی زبان پر جاری ہو گئے ۔ (جان کے) دو تین شاعروں ٹے، جن سے نامی ، مضمون و آبرو مراد ہے ، پندی شعرکوئی کے لیے ایمام کو بیناد قرار دیا ۔''17

اس بیان ہے دو بالیں سامنے آئی ہیں - ایک بد کہ ولی کا دیوان بعد شاہ کی تخت نشینی کے دوسرے سال بعنی ۱٫۳۳ ہا, ۲٫۲۰ میں دلی آیا اور جمعوث بڑے کی زبان پر چڑہ گیا ۔ دوسرے بہ کہ ساتم نے ناجی ، مضمون و آبرو کے اسالة ما کر وفته مین ایجام گوئی کی بیناد رکمی . جیبان تک اردو شامری کا اسال چه ده دولار دیل کی المد چه یلی بهران اور خصصوما قدای به یو وری نخل = "A جادا ۱۹۰۱ کا ۱۹۰۱ با ۱۹۰۱ (۱۹۰۶ با ۱۹۰۹ میاه ۱۹۰۱) در المدام کاز ارتقاد جن شاهری کر رجم افرد – آرو اینا دوسرا دیوان بهی ، جس کا انتخال آگر آگا » حسان نفوق افوجه کا به اتبان ایگر کیکر کی افزاد اینا شامالی کی روشتی بین پرولیس مسعود حسن نفوق افوجه کا به اتبان ایگر اساله

"ستاج ۱۰ و عد آمار میک آماری کار بدو قبی مگر مید به تشایی " ستا که هرچ سال میگری برا و بدایم به تابید و قدار می آباد اور از از کر کا کاکلام اور شرخ مید شویل بورا توسطی شاید این در شعول اور از از کا سال اور در مید کر شیاط نورش کار ، ناوز اینا کلمان به برسی اروز میدان این با شایل بیمه بر با رو مین مراسی کرخ کی و ، اس بی به تیجه کلام کاکل کاکل کاکل میک رستی بور چکنز کے ایک سال بید میدان مید اور این کاس از میدان سال بدور دو میکند کی با دری سال اس طرح مام اور ان کام کان اور شایدی شری خروج کرنے والے کام اس طرح مام اور ان کام کان اور شایدی شری کرنے والے کام

آو اس بیان کا خالف آخسین کی عراد الاقتمان کی عراد کا اجبان نے جائے کے اس بی بنام ہے اور کا اس کی حالم کا اگر بیش کا باستان کا اگر بیش کا باستان کی اگر بیش کا باستان کی اگر بیش کا باستان کی امر کی باستان کی امر کی باستان کی امر کی باستان کی می باستان کی بی بیان کی باستان کی بیان کی بیان کی باستان کی بیان کی

اب اس بات کو بھی دیکھتے جایں کہ فائز کا اردو دیوان کیا واقعی ۱۹۲2ء میں مرتب ہو چکا تھا ؟ فائز نے اپنے غطبے میں ترتیب و ٹکمیل کلیات کے بارے میں لکھا ہے کہ :

الهويشد دري كده رساله، حيال مساكن وبواء خيران كي آغاز بين كلها با بخا آباء أن الفاسر بين عبد إلى كامت المراب الهوال فيح الصالب كر كران الا يمان الحال وموشون كه أن كلام منتشب كي اللين كر لى الدين الور فتر بن ميانال عالى كان كلام منتشب يابي سب كمها بوديا عيده المراب قطل المواد الم

اس عبارت سے یہ بتا چلا کہ فائز نے اپنا کلیات مرتب کرنے کا کام م م م م ا - - - ۱۷۲۹ میں شروع کیا اور ۱۱۳۱ه/۲۰ - ۱۷۲۰ع میں اپنے سارے کلام پر نظر ثانی کرکے اسے ترتیب دیا ۔ پندرہ سال پہلے ان کے منشی نے ایک التخاب ، اپنی پسند کے مطابق ، تبار کیا تھا جس کی نفلیں بھی لوگ لے گئے تھے لیکن مصروفیت کی وجہ سے یہ خود اپنے کلام پر نظرتائی انہ کر سکے تھے ۔ اس اقتباس کے پیش نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ۱۱۲۵ھ کے کلیات میں فارسی کے علاوہ اردو کلام بھی شامل تھا - ١١٢٥ ه/١٥ - ١١١١ع كے كابات ميں اردو كلام ك لد بون كا ايك ثبوت يد ب كد كليات قائز ك معلوم نسخون مين سے ايك اسخد ایسا ہے جس میں اردو کلام شامل نہیں ہے اور جس کا ذکر پروفیسر ادیب نے خود ان الفاظ میں کیا ہے کہ "نیسرا (استخم) پنجاب یونیورشی لاہور میں ہے جس سیں فائز کا اردو دیوان نہیں ہے۔ ۲۵٬۰ کلیات نائز کا ایک طلائی جدولوں والا تسخم گیلانی لاابریری أج (پاکستان) میں عفوظ ہے ٢٨ جس پر تاريخ كتابت تو درج نہيں ے لیکن صدر الدین فائز ک مرا ۱ ۲۸/۵۱ ع ک ممر ثبت ہے ۔ اس میں بھی اردو کلام موجود نہیں ہے ۔ نسخہ دیلی اور نسخہ لاہور کے سلسلے میں قابل تیجہ بات یہ ہے کہ ان دونوں کے نارسی اشعار کے زبان و بیان میں جا بجا المتلاف ملتا ہے جس سے اس بات کو مزید تنویت پہنچتی ہے کہ اسخہ الاہور لظر ثانى سے پہلے كا وہى لسف بے جو ١١١٤ه/١٥ - ١١١٨ع ميں مراتب ہو چکا تھا اور جس پر پندرہ سال بعد تظرفانی کر کے فائز نے لئے کلیات میں سم ١١هم

٣١ - ١٥٣٠ع تک كا سارا كلام شامل كرديا تها ـ

اب رہا یہ سوال کہ فائز نے اردو شاعری کب شروع کی ? تو خود ان کے دیوان ِ اردو کو دیکھ کر اندازہ ہونا ہے کہ وہ ولی دکنی سے بہت متاثر ہیں۔ اردو دیوان کی میم غزلوں میں سے ۳۳ غزلیں ولی کی زمین میں کہی گئی ہیں -فالز کے لبحے ، آہنگ اور ذہیرۂ الفاظ پر ولی کا واضع اور گہرا اگر ہے۔ اس بات سے یہ بھی نتیجہ لکانا ہے کہ فائز نے اردو شاعری دیوان ولی کی آمد ع بعد ۱۹۲۲ه/ . ۱۷۲۶ میر یا اس ع بعد شروع کی اور جب ۱۹۱۳ه/ ٣٠ - ١٥٣٠ ع مين ابنا كليات مرقب كيا تو دس كياره سال كا اردو شاعرى كا اينا سرمایه بھی آغر میں شامل کردیا ۔ فالز بہت زود کو تھے ۔ غطبہ کلیات میں خود لکھا ہے کہ ''اکثر ایک دن میں ایک سو بیس آشمار اور دماغ چاق و چوہند ہو او اس سے بھی زیادہ ہو جاتے تھے ۔۲۹ اس بات کا مزید ثبوت کہ فائز نے اردو شاعری کا آغاز ۱۹۲۰ه/، ۱۵۲ع یا اس کے بعد کیا ، چند اور

باتوں سے بھی ملتا ہے۔

قاضی عبدالودود " نے لکھا ہے کہ فائز نے اپنی ایک مثنوی میں عالمگیر ک وفات کے بعد بادشاہوں کے عبرت ناک انجام کا ذکر کیا ہے ۔ اس میں سارے بادشاہوں کا ذکر آلا ہے۔ ایک مصرع میں "اپس اڑ وے بحد شد آمد پدید" بد شاہ کا بھی ذکر آیا ہے جس کا سال تخت لشینی ۱۹۲۱ه/۱۱۶ع ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ملتوی ۱۱۲۵ه/۱۱۵ - ۱۵مرع میں نہیں لکھی گئی ہوگی ۔ آکسفورڈ یونیورشی کی فہرست نخطوطات میں آیک مثنوی کا ڈکر ہے جو م ١١٣٨ - ٢١١ م ين لكهي كني جس كاسال تصنيف "دولت خانه" والا" سے ارآمد ہوتا ہے - ظاہر ہے کہ یہ مثنوی بھی ۱۱۲۵\*(۱۵ - ۱۵م ع میں موجود نہیں ہوگ ۔ فائز نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں بکرلگ کا ایک مصرع تضمین :445

### فائز کو بھایا مصرع یکرنگ اے سجن "كو تم ملوك غبر سے ديكھو كے ہم نہيں"

گویا کہ جب فائز نے اید بحزل کامبی اس وقت بکرنگ بجیئیت شاعر مشہور نهے - اگر فائز ١٥/١١٤ - ١٥/١٠ ع مين اينا ديوان اردو مرتب كر چكے ہوتے لو ید کیسے ممکن تھا کہ دلی میں جہاں آبرو ، حائم ، مضمون، ناجی اور یکرنگ وغيره موجود تهي ، اس كاكوئي ذكر نه كرت . پهر مير ، گرديزي اور قائم خ اپنے تذکروں میں بجبتیت اردو شاعر فائز کا ذکر تک نہیں گیا جس سے اس بات کم لائیں مطالع کے کہ الاز آنے دور میں ادارس کی حجیث ہے تو معرف تھے۔ کہ کان کا لازور کالم اس دور میں ادارل کرنے رہا ہے ۔ انھوں کے روانے زائدا سے کہ مداورو کے ساتانی دولان کر رفاع کے کے بعد مہدا والم میں جمع جدیا اس کے بعد اورو میں علاوری شروع کی دائم میں افزادور بھی اس تعلیج دور بہتو کو ''یاد انتہد لگانا تو رفتار کیا گیا ہے کہ انجاز کی سے دولان اورو کے میں میں میں انداز کی اور کہ جاتا ہے جدیا میں مالاکی کی دولی کی جاتا ہو بہ کمیا تھی میکن تھی کہ میں ادارہ ۔ ۔ جدیا میں جب میں فائز کی

اب ہم آبرو کی طرف آتے ہیں۔ دیوائی آبرو کے اب تک جنے قلمی تسخے دستیاب ہوئے ہیں ان میں قدیم قربن عطوطہ وہ سے جو انجین ترق اردو پاکستان میں عفوظ ہے۔ اس عطوطہ کے است کتابت ہم، مغر سم، ۱۰۹ پر اگست ۱۹،۹ عجے ہے افر ترقیع کی عبارت یہ ہے۔

رابعے بی عبوت یہ ہے : ''کمت دیوان ریخد بجد مبارک آبرو سائنہ اننے تعالیٰ بروز یکشنیہ بتاریخ بست و خمم صفر ۔خم اننہ بالخبر والظفر در عمید بجد شاہ بادشاہ غازی

سته م م جلوس والا قلمي شد ١٠٢٠ مهد شاه کا سال نفت نیشنی ۱۱۳۱ه/۱۱۱۹ سبه اور تیرهوان سال جلوس ٣٣/١١٣٣ - ٢١ء ١ع مين پڙ تا ہے جو اس ديوان کا سال کتابت ہے۔ اس • وقت آيرو (م ١١٣٦ه ١١٣٦ع) زلده تهي - الجين كا يد غطوط لد صرف فاقص الاول و آخر ہے بلکہ غلظ جلد بندی کی وجہ سے اس کے صفعات آگے پیچھے جڑ کتے ہیں ۔ اسی لئے فیرست غطوطات انجین کے مؤلف افسر صدیقی امروہوی نے اسے "اے ترتیب عبوعہ" کلام" " کہا ہے ۔ اس میں دراسل آبرو کے دو دیوان شامل ہیں۔ محولہ بالا ترقیمہ دیوان اول کا ہے۔ دوسرے دیوان کا ترقیمہ ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے موجود نہیں ہے ۔"' خوشکو نے لکھا ہے کہ ''دیوائے ضخیم و خوب تازہ اڑیں عالم جمع کردہ ۔''۳۵ شفیق نے لکھا ہے کہ ''بمشق ریخت . . . دیوانے ضخم از ریختہ جمع کردہ بسیار متین و مملو ۳۹۳ ۔ لیکن موجودہ مطبوعہ و قلمی دواوین کے عتلف نسخوں کو دیکھ کر اٹھیںکسی طرح بھی قابل ذکر مد تک ضغیم نہیں کہا جا سکتا ۔ انجسن کے اس مخطوطے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آبرو کے یہ دولوں دیوان ایک ساتھ سمادہ امراءع میں گتابت ہوئے جس کے معنی یہ ہیں کہ کم از کم پہلا دیوان دوسرمے دیوان سے بیلے مرتب ہو چکا تھا ۔ اگر دوسرے دیوان کے سال کتابت ہی کو سال ترتیب مان لیا جائے تو پہلا دبوان اس سے کم از کم پاغ سات سال پہلے مرتب

اکلے باب میں ہم ثبالی بند کے آسی پہلے صاحب دیوان شاھر ، بجد شاہی تہذیب کے کمائندہ اور ایمام کویوں کے سرخیل تجم الدین شاہ مبارک آبور کا مطالعہ

محرین کے ۔

## حواشي

- ۔ تذکرہ پندی : غلام پمنائی مصحفی ، ص . بر ، انجین ٹرق اردو اورنگ آباد دکن (طبع ادل) ، ۱۹۳۲ء -
- اے کیٹالاگ اوف دی عربیک ، پرشین اینڈ ہندوستانی مینوسکریش : اے اسپرنکر ، ص ۱۱۱ کلکتہ ۱۸۵۰ع -
- احبر نفر على ١٩١٦ علمت ١٨٥٨ع -ج. نارغ ادب اردو: ڈاکٹر جمیل جالبی (جلد اول) ص ١٣٦ - ١٣٩ ،
  - مجلس اترق ادب لابور ۱۹۷۵ ع -
- ب. اردر شاهری مین ایهام گوئی : مولوی عبدالحق ، تومی ژبان کراچی ۱۹۹۱ع -۵- ارسلو سے ابلیث تک : ڈاکٹر جمیل جالبی ، ص ۱۵۷ ، لیشنل بک لاونڈیشن کراچی ۱۹۵۵م -
- الراجى ١٩٤٥م -٣- سير المتاخرين : غلام حسين طباطبائي (جلد سوم) ص ٨٤٠ ، مطبع نولكشور
  - EIATT/AITAT

ے۔ مرقم دیلی : درگاہ لیلی نمان ، ص جہ ؛ (مضرت شاہ رسول تما کے ڈگر میں) مطبع و سند قدارد ۔ پر۔ آلشکدۂ آفر : لناف علی بیک آذر ، مرتبہ حسن سادات تامیری ص مطبوعاتے

امیرکئیر ۱۳۳۹ -- مجمع الفائس : سراج الدین علی خان آرزو ، ص ۱۳۳ قلمی ، عزولد توسی عجائب غالد کراچی -

م. ایشاً: ص ۱۷۳ -ه. خوش معرکه زیبا : سعادت خال لاصر (جلد دوم) مراب ستای غواجه :

ص ۵۸ - . - ، على ترق ادب لابور ۱۹۵۷ع -۱۹ - ایشاً : ص ۱۹۵ -

ے 1۔ مرتع دہلی : درگاہ قلی نمان ؛ ص ے ۲ ؛ سند و مطبع لدارد ۔ ۱۸ ۔ دی نیچرل پسٹری اوف لو : مورثن ایم پسٹ ؛ ص ۲ ہم ، گرووانک ؛ لیو یارک

۱۹۵۶ع -۱۹ - ایشا : ص عبر -

. بد اے کینالاگ اوف دی عربیک ، پرشین اینڈ پندوستانی مینوسکرپشی : اے امیر لگر ، ص ۱۱، کاکند عدہ ، ع -۱ بد دیوان زادہ شاہ حاتم ، مراتبہ ڈاکٹر خلام حسین ذوالنذار ، ص به ، مکید"

خیابان لاپور ۱۹۷۵ ع -۱۳۷۰ دیوان زده : شاه مانم ، مخطوط انجمن ترقی اردو پاکستان ، کراچی ـ

ے ہے کیٹالاگ : اسپرلکر ، ص ۱۹۱۰۔ حجہ تذکرہ بندی : علام بسدانی مصحف ، ص ، یر ، انجین ترق اردو ، اورنگ آباد

م- تعدو بسی : صدم بسین مصنی ، س ، ۸ ، اجمن تری اردو ، اورند اید دگان ۱۹۲۳ م -ه- قائز دبلوی اور دبوان قائز : مراتب مسعود حسن رضوی ادیب (طبع دوم)

ص عد ، ١٩٠٨ الحبين لرق أردو بيند ، على كُوْه ١٩٦٥ع -٢٩- ايضاً : ص ١٩٠ - عرب ايضاً : ص ٩٩ -

۳- ایضا : ص .۱۹ -۲۰ عظوطات گلائی لائبریوی آج : مرتئبہ ڈاکٹر غلام سرور ، اندراج نمبر ۲۲۸ ، ص ۲۲ ، اردو اکادمی جاولپور ، ۹۲ ، ۵

۲۹- فائز دېلوی اور دېران فائز : ص ۱۸۵ -

. ٣. عيارستان : قاضي عبدااودود ، ص ١ تا ١٤ ، سلسله مطبوعات ادارة

تعقیقات اردو ، پشه بهار ، اکتوبر ۱۹۵۰ع -

۱۳. ایشآ و س پر -۱۳۰ دیوان آارو : (شطوط) انجین ترق اردو پاکستان ،کراچی -۱۳۰ فیرست بخطوطات انجین ترق اردو : مرتثبه افسر صدیقی امرپوی ، جلد اول

هم. مهرست همدوست اجماع تون اردو باکستان کراچی ۱۹۲۵ ع -ص ۱۵۷ ، انجین ترق اردو پاکستان کراچی ۱۹۲۵ ع -۱۳ - جائزه تفطوطات اردو ز مرتبه مشفق خواجه ، ص ۱۹۶ - ۲۰ - ۲۰ مرکزی

اردو بورڈ ؛ لاہور 124ء -8۔ سنینہ خوشکو : بندا بن داس خوشکو ، مرتبہ عطا کاکوی ، س 148 ،

یشه بیار ۱۹۵۹ء -۱۳۶-کار رفتا : لجھی نرائن شغیق (تین تذکرے ، مرتشبہ ثنار احمد فاروق) ص ۱۳۱۰ ، مکتبہ بربان دیلی ۱۹۹۹ء -

#### اصل اقتباسات (فارسی)

144 130

T.T 00

7 . T 00

8000

\* . 5 . 10

''اول گسے گہ دریں تن دیوان ترتیب نمود او بود ۔'' ''دیوان قدیم از بیست و پنج سال در بلاد ِ ہند مشہور دارد ۔''

"اروزے بیش نمتیر لفل میکرد که در سنه دویم فردوس آرام که دیوان ولی در شاهجهان آباد آمده و اشعارش بر زبان خورد و بزرگ جاری گشته . با دو سه کس که مراد از لاجی و مضعون و

آور باشد ، باطرغ شعر بندی را بد ایمام گرفی باده داد".

"اختی کااد که این وباد در ابتدا یک بن شیاب چیان چه مذکری 
شد مراوم شده بود ، در جید آن انتشار منشج داشتر که موافق 
طح خود باره انتخاب کرده بود ، از رحید آن منتخب اکثر 
مزارت قبل وباد مودد فرد فرد بر این کرد کرد وباد وباد 
کلام می بشد اواده نظر آقان بران داشت ، لیکن تا بابلاده مال میسر 
نیاست کلام می بشد اواده نظر آقان بران داشت ، دید از اقساعات کار می بشد اواده نظر آقان بران دود ، بد از اقساعات کار نامی 
در میمیک براز رویک مید دوجیار د و در احد استال نام داشت

برآن مجموعه کردم ـ تربیب یک حال دربین کار کشید ـ'' ''آکثر در روزے صد و بیست بیت و زیاده از آن که دماغ چاق می بود گذته می شد ـ''

## ایمهام گو شعرا : آبرو

آبرو ، جن کا نام نجم الدین اور عرفیت شاہ مبارک تھی ، بد غوث گوالباری شطاری کی اولاد میں سے تھے۔ گوالبار میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائے جوانی ہی میں دہلی آ گئے ا اور بھر بیب کے ہو رہے - سراج الدین علی خان آرزو کے ا الله اور رشته دار تھے - آرزو نے لکھا ہے کہ 'اشاہ سبارک آبرو آخلص ، فلیر آرزو کے قرابت دار بھی بیں اور شاگرد بھی ہیں ، فن رہند کے بے مثل استاد ہیں ۔ " شاہی ملازمت کے سلسلے میں ایک عرصے لک سید فتح علی نمان گردیزی کے والد سید عوض علی خان کی رفاقت میں فارتول میں بھی رہے ۔ ۳ درویش منش ، قلندر مشرب اور حسن پرست لهر ." ایک آنکه میں شاید پهولا تها جسر طنزا مرزا مظیر جان جانان نے "گانٹھ" کہا ہے . مبر نے بھی لکھا ہے کہ ان کی ایک آلکھ بیکار ہوگئی تھی ۔ ہ جبرے پر داڑھی تھی اور ہاتھ میں عصا رکھتے تھے ۔ " فارسی میں بھی شعر کہتے تھے ۔ خوشکو نے اپنے تذکرے میں آبرو کے تین فارسی اشعار بھی دیے ہیں اور لکھا ہے کہ ''فارسی شاعری میں بھی زبان درست رکھتے ہیں۔'' یہ بھی لکھا ہے کہ رہندہ گو آبرو کو صائب وقت کہتے تھے۔ خوشکو نے یہ افرا تثر .... "راخه" آبرو ، آبروئ شعر رخته" .... آبروكي تعريف مين كها تها . آبرو الانثر خوشكو كے گهر آتے تھے اور رات كو ويوں رہ جاتے تھے ــ كائم نے لکھا ہے^ کہ ایک محلل میں آبرو نے بے لوا سے بے اعتنائی برتی ـ بہت دیر بعد

نت دیوان آبرو (غطوطه ٔ انجمن ترق اردو پاکستان کراچی) ص ۱۹۰۰ ایک غزل کا مقطم ہے: سازک لام تیری آبرو کا کیوں نہ ہو جگ میں

ائس ہے یہ تیرے دیندار کی فرختمہ قالی کا

جب دولوں کی آنکھیں چار ہوئیں تو بے نوا نے 'کہا 'کہ حضرت ! آپ انتے غلصوں سے ایسا تقاتل ورتے ہیں گوبا آپ کی آنکھ میں بیارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے - موقعہ اور کے ایک آنکھ نہیں تھی اس لیے یہ المیلید ہو عمل رہا ۔ صادت خان المرے لکھا ہے ''کہ ایک بار مرزا عظیم اور آبرو میں مکارہ ہوا ۔ مرزا تم اور کی مضمت میں بہ عمر کہا :

آسرو کی آلکے میں ایک گائٹھ ہے آسرو سب شاعسروں کی . . . لٹھ ہے

آبرو نے جواباً یہ صر کیا : جب سی ست پر چڑھے تو پان کھانا رسم ہے

جب سی ۔ آبرو سید شاہ کرالی بیان رہے تو جان جانان کیتم ہے آبرو سید شاہ کرالی بیانوری کے بیٹر میر مکھن یاکباز سے تعلق خاطر رکھتے تھے ۔ کئی اشعار میں اپنے اس تعلق خاطر کا اظہار کیا ہے :

میں بہتے ہی مدین عاصر ہی اعتبار کی چے : مکھن میاں غضب میں تقیران کے حال پر

آنا ہے ان کسو جسوش جالی کال پر خوشکو کے مطابق آبرو نے م<sub>ا</sub>م رجب ہے۔ ۱۱/۵۱۱۶۰ دستیر ۱۲۳۷ع کو

وفات پائی اور سید حسن رسول کما کے مزاد کے لزدیک مدفون ہوئے۔ آ امی فلمی بیاض جوء ، جس جوی جعفر زائل کا فعامہ تالیخ وفات درج تھا اور جس کا ڈاکر پہلے آجا ہے، شاکر نام کا یہ ایک شعر درج ہے جس سے آبرو کے سال وفات کی مزید تصدیق ہوئی ہے : کی مزید تصدیق ہوئی ہے :

بناں ہیں سنگ دل، تاریخ کا مصرع سنا ناجی ''کہ بے لطنی سیں جن کی آبرونے جی دیا مر مر''

دوسرے مصرع سے ۱۱۳/۱۱۹۹ برآمد ہوتے ہیں ف ساتھ سنگھ بیدار نے ،

لمسطوع مولان تاثر المام (رائم قالان فين العلم الدار مع الدار من الدار مع الدار مع الدار مع الدار مع الدار مع ا المراكز كا في الاحراج مع المراكز المر جو آبرو کا فطعہ تاریخ ِ والت لکھا تھا ، اس کے چوتھے شعر سے بھی ۱۱۳۳ھ اس لکلتے بیں :

معمنی شافتی لائری میں لکھا ہے کہ ''سس کی معربیاس ہے متباول پول ہوگ کا کہ گوؤکے کی دولی ہے ڈلکل تمثم ہوگئی '''11 اس بنان ہے دی بائیں سامنے آئی ہیں۔ ایک ہو کہ واقع کے دلت آروک میر جاس سے متباول میں اور دوسرے آن کی وات گوؤکے کہ دولتی ہے دائے ہوئی تھی ۔ اگر والت کے وقت لائی عمر ہم حال مان کی جائے تھے اور کا صافح والات ہم ۔ ہم انہم ہم اح متبنی ہوئا ہے ۔ ائش مشالولادٹ کے ہم۔ اماریم ہم عتبنی کیا ہے۔ ''ا

#### (4)

ف ۔ اس کے دوسرے مصبرع ہے ۔ ۱۹۱۵ء لکانے ہیں ۔ اس میں ہے بطور تفرید اگر آب کے م عدد لکال دینے جائیں تو سنہ وفات ۱۹۸۲ء درآمد ہوتا ہے۔ (مجموعہ آنوانغ الملمی) ۔ سٹاتھ سنگھ بندار ؛ ص چہ ؛ انجین اثراق اردو پاکستان کرایش) ۔

ک روح کو اپٹی شاعری میں صوبا اور پوری متجیدگی کے ماٹھ اردو شاعری کی طرف توجہ دی ۔

. آبرو نے جب شاعری کا آغاز کیا ٹو فارسی روایت کے علاوہ بھاکا شاعری بھی ان کے سامنے تھی۔ گوالیار ، جہاں کے آبرو رہنے والے تھے ، بھاکا کا علاق تھا ۔ بھاكا شاعرى عوام ميں مقبول تھى اور اس كے دوہرے او كوں كى زبان پر چڑھے ہوئے تھے جنھیں وہ چوپالوں میں اور عام بات جیت کے دوران ، اپنے جذبات و خیالات کی ترجانی کے لیے ، استمال کرنے تھے۔ آبرو نے اپنی شاعری میں استاف سین تو قارسی کے برقرار رکھے اور صنعیات ، اسطور و للبيعات فارسي و بندى دواول سے لے كر بد شاہى دور كا تبذيبي مزاج اس ميں شامل کردیا ۔ ساتھ ساتھ اپنی شاعری کی زبان میں بھاکا کے الفاظ بھی لسی طرح استمال کیے جس طرح وہ عوام و خواص میں ہولے جائے تھے۔ آبروکی شاعری کو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ بہاں فارسی اور دیسی روایتیں اس طور پر گهل مل ربی بین که اس عمل امتزاج میں بمیٹیت مجموعی دیسی مزاج أبهرانا ہے ۔ اس لیے اس شاعری کے رنگ و مزاج اور زبان و بیان میں ''لہندوستانی بن'' کمایاں ہے اور بر عظیم کے موسم ، اس کے دن رات ، تبوار ، رسوم ، راگ رنگ ، مزاج و مذاق کی چھاپ گہری ہے ۔ آبرو نے اردو غزل میں ان عناصر کو اور بھاکا کے کبت اور دہروں کی روایت کو شامل کر کے ایک لیا رنگ سخن بیدا کیا جو ، اس دور کے تہذیبی مزاج کی مناسبت سے ، النا مقبول ہوا کہ سب شاعروں نے اسی رنگ سخن کی پیروی کی ۔ اس شاعری میں مجد شاہی دور کا نشہ شامل ہے ۔ بجد شاہی دور کو اس معاشرے کی تنظیم لو کا مسئلہ پریشان کر رہا تھا اور لہ ملکہ و سلطنت کے جفرافیائی حدود کے کوئی معنی باقی رہ گئے تھے ۔ بادشاہ پر چیز سے بے لیاز ، لال تسے کی جہار دیواری میں بند ، رنگ رلیاں منانے میں مصروف تھا اور سارا معاشرہ بھی حالت اللہ میں بادشاہ کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا ۔ پر طرف رقص و موسیقی اور جشن و طرب کی محلفیں جس ہوئی تھیں جہاں ٹاچنے گانے والیاں اور کشمیری لؤگوں کے طائنے نشے کے لطف و نشاط کو بڑھا رہے تھے۔ دیوان آبرو اسی تہذیبی روح اور مذاق کا آلینہ ہے ۔

دبوان آبرو کے مطالع سے معلوم ہوتا ہے کمہ اس دورکی روح دو چیزوں پر جان دیتی ہے ۔۔۔ ایسی بات جس سے مزا آئے اور ڈرا دبر کو طبیعت خوش پو جائے ، یا بھر ایسی بات جس میں بے ثباتی دبر و نے وفائی (مالہ کا ذکر ہو عملس میں دل عوشی کو جو چاہیے سوشے آھی میں تھا و بار تھے سب ، معشوق تھا و مے تھی

می عبار اس دو در کم مرکزی بخشی اداره برای از آبردی کا متابق اسل می طور کی دامناک کو جد آبار کان روابط این مرحد اداران این در داری کے حاصلیت ا دامناک کو جدالی بازی در اساس این از در این خاصلی بین میشود داشتن کا ده این بین بین اماک کرتی بین کا ادار طبیح این کے خراج میں میں میں چوب میر میر کے در اساس میں کرتی دائیں اور اس کا در اس میں اس

شتاقر عسلار ضوابی أجبرب آبرو تو گیا ہے بوں روٹھ روٹھ چلنا ، جل جل کے پھر ٹھٹھکتا دل بیسج کھب گیا ہے تبری کسسر کا گستا پٹکے کے آنجلوں کا کیا اس طرح اڑستا

تو وہ اپنے شعر نے ابارز جاس کے مزے کو 'ملٹے کی طرح الآہ کر دیتے ہیں۔ آبود کی شاعری میں وہ سب جیزیں ، ایتی اور عام روئے ملٹے یں جیوں بھ علی دور کا عبدی السان دل ہے جاپتا ہے۔ مشتی بازی کے لیے لقد خرجنے کی ضرورت ہے جب ہی سردا دیں سکتا ہے:

ب ہی سودا ہی سکتا ہے: مفلس تو مید بازی کر کے ند ہو دوانا سودا بنے گا اس کا جن نین کہ انتد خسرہا

عشق بازاری عورت سے کیا جا رہا ہے یا نک دار معدوق سے جو باغ میں اتفاق سے مل جاتا ہے:

مل گیا تھا باج میں معشوق اک لک دار سا رنگ و رو میں پھول کی مالند ، سم میں خار سا کنگیں گریا گراب ہیں پھیکے شراب کے بسوسا ہے تجھ السائی کا مزے دار چٹ بٹا یہ اس ان کرکا جات ہے کہ کا مزے دار چٹ بٹا

جووار بھی اس لیے کھیل جار دی ہے کہ عمروب کو قراب لائے کا فرومہ ہے: جو ہوار کے کمپلنے کا حارا ہے یہ خلاص علی چکل یا گفامیہ تمیں دو لڑکا دیٹھے چارے پاس آ بھیل چکل یا گفامیہ تمیں جم حکی اس لیے شہر مزدز ہے: مجرب دو الالا کا جدر روال چکل کی

بجنوں تو باود کیا جب نے او تی جنگل ق ساتا وہی کلہ جس ٹین کلہ شہر کی ہوا ہے۔ اشعار بھی اسی اپنے دان میں جہ رہے ہیں کہ ان بین چہرڈ لکنار کی تعریف ہے : سبر بسر تعریف ہے اس جسپرڈ لکنار کی

سب کے دل میں کیوں لہ جبھ جاں آبرو تیرے لگف اس مید چشم اور سیہ خط اور مید ابرو کے کام ریختے میں تم اگر برتو تو کارستسان کہو

یہ بجلسیت اور اس سے پیدا ہوئے والا مزا ، جہاں عام دلوھسی اور من بہتند باتوں کے اظہار سے پیدا کیا جا رہا ہے وہاں اعلاق اور پند و تصبحت کی باتوں سے بھی جی کام لیا جا رہا ہے تاکہ ڈوا دہر کے لیے احساس کو جھنجھوڑ کر س کے مند 5 مزا الدائے کے لیے الے ہیں: السان ہے او کبر سیں کہنا ہے کیوں اللا آدم او ہم سنا ہے کہ وہ خاک سے بنا

ادم تو ہم سنا ہے کہ وہ تحات سے بنا زبانی ہے شجاعت ان سبھوں کی امیر اس جگ کے ہیں سب شیر قسالی

زنا کے وقت دل کے تھر تھرانے سیں ہوا روشن کداسہ وقت میں بارو خدا کا عدد، باتا ہے

کہ ایسے وقت میں بارو خدا کا عرش پلتا ہے اسی مجلسیت کے زیر ِ اثر اس دور کا تصور حسن و عشق بیدا ہوتا ہے۔ اس

ے عشق کرنا اس دور میں مردانگی کی نشانی ہے : ع نامرد وہ کہاوے جو عشق سے بٹا ہے

رستم اس مرد کی کھاتے ہیں قسم ڈوروں کی ناب لاتا ہے جو کوئی عشق کے جھجکوروں کی

آبرو اسی عشق کے ترجان ہیں : عشق کی شمشیر کے جو مرد ہوتے ہیں قتیل

ان کو مشجد جنت اور جریان خوں ہے سلسیل

فہمیں ہے۔اؤ کے بےارہ آبرہ گسوں جہاں کہمی عاشقاں کا ہوئے دلکل حمن یہ ہے اور بہاں ماتا ہے :

جگت کے لالچی معشوق نے مفلس سیں نہیں ملتے ہوئی ہے وصل سیں مانع ہمیں نے دستگاہی یہ

رکھے کوئی اس طرح کے لالچی کو کب تلک چلا چلی جاتی ہے فرمائش کبھی یہ لا ، کبھی و، لا

انہ بذہب صدر دشتل اور جس و رسل جملی بدا ، مبھی ہاں در قبل کوئی ہے اور خصوصیت کے ساتہ اڑکوں میں تااش کر کے اانے تبذیبی رویوں اور شامری سے اس کا لکری میراز تلاش کرتی ہے۔ آبرو اور اس دور کے دوسرے شعرا اس لیے کمل کر اسر درستی کا اظہار کر رہے ہیں: دوسرے شعرا اس لیے کمل کر اسر درستی کا اظہار کر رہے ہیں:

سی سے ایو کوئی ترمی جنا چنے ہو ابقی ہے ملا چاہے کو کوئی رنگ ہو بیا ہے جو اولڈا ملاقی شوق کوں دے ہے شہاس اس کی مزے داری کمام عالم کے عزبان بیچ خوبائی ہے وہ اولڈا بیڈی محکم بنا اس رہنے کی منح اس کی سون کد معمود کے کارسارے میں بانی جے وہ لولڈا

یہ ایک اور شعر بڑھے : لب بند ہو گئے ہیں کہوں گیونکے اس کی بات

ے بہت ہو کے بعد حموں مورسے میں ان کیا ہے۔ اوراد برستی اس دور کا تبذیری رویہ ہے جس کا اظہار کھل کر بھیرکسی جھیتک کے آبرو بوں کرتا ہے :

رو بوں کرنا ہے : جو لوالدا چھوڑ کر رائے کواے چاہے

لا توقی المساور می به العالمين به المواجئ المواجئ به المواجئ المواجئ المواجئ به المواجئ المواجئ به المواجئ به المواجئ ال

سے پورے طور پر متصف ہو سکے۔ اس مثنوی میں آبرو نے ایک ایک تفصیل دی ہے جس کے پڑھنے سے اس دور کا تصور حسن اور انداز عشق سامنے آتا ہے۔ حسن و عشق کا یہ تصور اس دورکی غصوص مجلسیت کا ایک حصہ ہے۔ آبرو کی شاعری کے غدو خال بھی مجلسیت کے اسی عمل سے بننے سنورنے ہیں اور اسی کی ترجانی کرنے ہیں :

تب کہا میں نے کہ میرے سب سخن وصف میں خوباں کے بین بھر قامہ بن یا بیاب ہے ان کے رانک روق کا ذكر ہے يا خال ہے خط موثى كا یا کے تعصم ہے ادا و ناز کا

يسا فسائسه شسوخسي و السدار كا

طرح ہے سب ان کے مائد و بودکی طور ہے ان کے زبان و سود کی

موسیق بھی چواکد اسی مجلسیت کا ایک حصہ ہے اسی لیے آبرو کی شاعری میں موسبق کی اصطلاحیں اور موسیتاروں کا ذکر کثرت سے آنا ہے ۔ امت عان سدا رنگ کی تعریف میں تو کئی اشعار ملتے ہیں اور اس بوری غزل سے ع "تم آگرے چلے ہو سجن ، کیا کریں گے ہم'' اس کے تعلق خاطر کا پتا چلتا ہے۔کئی غزلوں میں مولا اور بنا کا ذکر بھی آیا ہے۔ اس مجنسیت سے جو تصویر بنتی ہے اس میں ہندوستانی بن بہت کایاں ہے ۔ آبرو کی شاعری پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ دیسی ووایت نے اب اچھی طرح اپنے قدم جا لیے یوں ۔ اٹھارویں صدی

اسی روایت کے جاؤ اور پھیلاؤ کی صدی ہے۔ ایہام گوئی بھی اسی تہذیبی فضا کا ایک مصد ہے ۔ ایہام گوئی میں شاعر ایک طرف دو معنی الناظ اللاش کرتا ہے اور دوسری طرف ان میں معنی کا ربط بھی پیدا کرتا ہے ۔ یہ عمل کتنا ہی مصنوعی کیوں نہ ہو اس کے لیے جان گھلاتا اور خون جگر صرف کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے علم کی بھی ضرورت امی اور فکر و تغیل کے ذریعہ معنی پیدا کرنے کی صلاحیت کی بھی ، تاکہ شعر میں دلچسپ اور حبرت زا مضامین پیدا کہے جا سکیں ۔ سننے والوں میں حبرت اور تلاش منی کے ذریعے دلیسی پیدا کرنا ایمام گوئی کا اصل ان تھا ۔ آبرونے اس للاش میں پندوی الفاظ کو کھنگالا ، نارسی و عربی لفات کو ٹٹولا ، دوپروں اور کبت کے عمومی مزاج کو اپنی شاعری میں سمویا اور اس دور کے تہذیبی

تقاضوں کو اپنی تغلیق صلاحیت سے بورا کر دیا ۔ اس تغلیق عمل سے اردو زبان میں وسعت اور تنوع بیدا ہوا ۔ لفظوں کو معنی و مضمون کے ساتھ برتنے ، محاوروں اور ضرب الامثال كو سايتے ہے استعال كرنے اور زبان سے آزادى كے ساقھ كُنهل كهيلنے كا حوصله بيدا ہوا۔ آج ان اشعار كے مضامين سے بازارى بن كا احساس ہوتا ہے لیکن اس بازاری بن کے باوجود ان میں گہری سنجیدگی بھی موجود ہے ۔ ایہام کی جتنی ممکن صورتیں ہوسکتی تھیں ، آبرونے کم و بیش اپنی شاعری میں ان سب کا اظہار کر دیا اور اس رنگ سطن کے سارے امکانات کو اپنے تعشرف میں لا کر ایک طرف اسے اس دور کا مقبول ترین رجعان بنا دیا اور دوسری طرف آنے والی السلوں کے لیے راستہ بھی بند کر دیا ۔ آئندہ دور میں مرزا مظہر جانباناں کے زیر اثر ابھرنے والی "رد عمل کی امریک" بھی اسی کا لتہجہ تھی ۔ آبروکی شاعری میں ایہام کے جو راگ ابھرنے ہیں انھیں ان چند

مثالوں کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے: بر ایک سبز <sub>ب</sub>ے ہندوستان کا معشوق (1)

بھا ہے نام کہ بالم رکھا ہے کھیروں کا [بالم كهيرے كى ايك قسم بے جو تراوث ، سبك اور ٹهندك كى وجه سے مشہور ہے۔ بالم عبوب کو بھی کہتے ہیں ، بالم کھیرے سے کرشن کتھیا نے بھی جم لیا تھا ۔ سبز اور معشوق میں معنوی ربط موجود ہے] ۔

(٧) ہوئے ہیں اہلے زر خواہان دولت خواب مخلت میں جسے سولا ہے بارو فرش پہ غمل کے کہہ سوجا

آزر کے معنی سوانا ، سوانا کے معنی ٹیند۔ خوابان دولت کا خواب عفلت سے تعلق بھی واضح ہے ۔ بیاں الفاظ و معنی دولوں سے ایبام بیدا کیا گیا ہے] ۔ سانے کوں عاشقی میں خواری بڑا کسب ہے (+)

چاہیے کہ بھاڑ جھوٹکے جو دل کا ہوئے دانا

[دانا عقلمند ، داله بمعنى دائه جبسے چاول كا دائه - سبانے اور دانا سے بھاڑ جھونکتے کے ماورے کو استعال کر کے معنی میں ونکینی پیدا کی گئی ہے] ۔

ملنے کے شموق میں ہم کھمر بار سب کتوایا (~) منت میں گھر ہارے آیا تو گھر تد پایا

[گھر اور گھر کے استمال سے ابیام پیدا کیا کیا ہے]۔ (٥) اُست کے چرچا غیر لیں جا کر چھچھولدر چھوڑ دی

گھر جبلا عاشق کا اور لوگوں کا کہا ٹوٹا ہوا

(چهچهوندر ایک قسم کا لمبوترا سا چوپا ـ چهچهوندر ایک قسم کی آتش بازی ـ مهجهورتدر جهو إلا (ماوره) كنايتم" شكوف جهوراً ا قساد كرا دينا . أولًا = حکرث کا حکار کی طرح کی آتش ہاڑی ۔ ٹوٹا = تقصان خسارہ ۔ ان سب کے استعال ہے ایام بدا کیا گیا ہے] ۔

(م) دل منى ظالم نى آ اب كهر كيا بسنا كيا

ان عمرے سے کیا ، یہ میں اسر بس ٹاکیا [بستا ، آباد ہولا۔ بس کرنا ، تبضد کرنا ۔ بس نا ، صرف انکار ہی کرنا ۔ گھر کرنا ، دل میں جگہ کرنا ۔ ان سب کو ملا کر معنوی و لفظی ربط کے ساتھ اجام پدا کیا گیا ہے]۔

ترہے اے غنود لب دم کے اثر سورے

چلم میں ہو گیا ہے گل تماک [گل ، پھول ۔ چلم کے جلے ہوئے محباکو کو بھیگل کہتے ہیں ۔ گل ہوتا کنایتہ" جل جاتا ، ميم جالا . اسي كر ساته غنچه ، لب اور دم كر الفاظ بهي معني يبدا

Pر رے ہیں] -معشوق سانولا ہو تو کرنا ہے دل کوں بیار

کالرکی چاہ خانی میں ظاہر ہے من کے ساتھ

من ، دل ، طبیعت - من ، وہ سہرہ جو کار سالب کے پہلے میں ہوتا ہے اور جس وقت سالپ شب ِ تاریک میں اس کو اُگتا ہے او وہ شعلے کی طرح چمکنے لکنا ہے ۔ سنسکرت میں قیمتی پنہر کو کہتے ہیں ۔ کالا بمغی سالب اور زلف کے لیے يهي آتا ہے]:

(1)

(A)

ہنس ہاتھ کو پکڑنا کیا سعر ہے بیار ہے بھوتکا ہے تم نے منتر کو یا کہ میہ مجھو کر [سحر ، جادو ، طلسم ـ منتر پهولکتا ، جادو کرانا . چهوکر ، چهونے سے . چهو كرنا ، منتر يهو نكا] -

> (١٠) تول آبرو كا تها كد له جاؤل كا اس كلي ہو کر کے نے ٹرار دیکھو آج بھر کیا

[بھر جانا ، قول سے بھرنا ، زبان دے کر بھر جانا ۔ بھر گیا ، دوبارہ گیا ۔ دو معنی لفظوں سے ابہام پیدا کیا گیا ہے] ۔ ان چند شالوں سے آبرو کے بال ایمام کی ٹوعیت کا اندازہ ہو جاتا ہے ۔ یہ

عمل جیان مصنوعی و شعوری ہے وہاں حد درجہ پترمندی کا بھی طالب ہے۔

ا می افزاقی میں تکی کا بدند آراد کی شدہ کرتے ہے وہ انتظامی کی آخر اس کا بعد انتظامی کی آخر اس کی انتظامی کی آخر اس کی بیٹر کا انتظامی کی انتظامی کی در انتظامی کی در انتظامی کی در انتظامی کی کہ در انتظامی کی کہ در انتظامی کی کہ در انتظامی کی گرار کہ در شدہ کرتے ہے در انتظامی کی گرار کہ در شدہ کرتے ہے در انتظامی کی گرار کہ در انتظامی کی گرار کہ در انتظامی کی در انت

آبرو کے بان اُردو شاعری ہندوی بھاکا شاعری کے ان امکانات کو اپنر الدر جذب کر لئی ہے جو جذب کیے جا سکتے تھے : مثا؟ یہ غزل دیکھیر : کہیں کیا تم سورے بیدرہ لسوگ و کسی سے جس کا مرم انہ پایا گبهی له بوجهی بیشا بازی بسره لین کیا اب بسین متابسا لکا ہے برہا جگر کون کھانے ہوئے بین تیروں کے ہم اشانے دیویں ہیں سوتیں ہمن کورے طعنے کہ تجھ کوں کبھوں نہ مند لگایا رکھی اسد دل میں کسی کی چستنا ، کلے میں ڈالی بسرہ کی کنٹھا درس کی خاطر کھارے متنا بھکارن اپنا بسرن بنایا لگی بیں جی ہر بسرہ کی گھائیں ، تلبہ تلبہ کسر جائیں رائیں تھاری جن لیں بنائیں بائیں اکارت ابنا جنم گسوایا گلا بمبولا یہ سب عبث ہے ایس کے اوچھے کسرم کا جس ہے ہارا پارے کہدو کیا ہی ہے تمهارے جی میں اگر پور آیا جو دکھ اڑے کا سما کروں کی ، جسے کہو کے رہا کروں گ تمن کون اس در دعا کرون کی ، سکھی سلامت رہو غدایا ان اشعار میں وہی مزاج ہے جو ہندی گینوں اور دوپروں کا مزاج ہے۔ چاں مبوب مرد ہے اور عاشق عورت ، جو بھاکا شاعری کی خصوصیت ہے۔ امرد پرسی کے باوجود آبرو اس اثر کو قبول کرنا ہے ۔ عیثیت مجموعی آبرو کی شاعری میں قارسی و مندوی الفاظ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے نظر آتے ہیں۔ ٹیسو کے

پھول اورگل تسترنُ ایک ساتھ ہیں۔ عبد و شب برآت ، بستت رت اور ہوئی ، سیام کتھیا اور علی و پیغمبر ، سب مل جل کر ایک ہو رہے ہیں اور ایک ایسا چگل غار اور والم یہ سی دے الاقتر حسل ہو رنا ہے اور تنافی قبن یہ دعنوں کر رہا ہے کہ اب اس کی صلاحتین قانوں کے مطابر میں زائدہ فلوی طور پر پریسے گزا اور میں ماہ درحانی ماہ مراح ہے میں اس کا درخوات دفتہ لائم ہوگا جہا ہے۔ اب جائیں الزام صدر خاتم میں الکہ موسش ، وانسی ، معروری اقادمی میں درصو دور این میں اس میں میں میں میں اس میں میں اس میں میں اور انسی میلانوں کا اجران ہے۔

اگی او روان اکتبی گران سید سداست.
رکتا و دو قر قم او برجرے میت است است و کرنے اور برجرے میت است کی است و کرنے اور دو قر قم اور برخ میت اور کارے و اور کرنے دیں این درگری کی ادران دو دو میٹر میر دوبایو در و میٹر میں دوبایو جر و میٹر اور و برخ است اوار دو میٹر است اوار دو میٹر است اوار دو میٹر است اوار دو میٹر است اوار دور است اور میٹر است اور میٹر است اور میٹر کارے دور میٹر کارے دور میٹر کار میٹر میٹر میٹر کارے دور میٹر کار میٹر کی است اور میٹر کارے دور کارے دور میٹر کارے دور میٹر کارے دور کارے دور میٹر کارے دور کارے دور میٹر کارے دور میٹر کارے دور کارے د

کہ اول بنسہ ہوتی ہے زبات تب میں لکتا ہے۔ صائب کے عضوس رنگ سنان کا یہ اثر اس دور کے کم و یہی سب اردو شعرا کے بان مثا ہے۔ آبرونے اس رنگ میں ایام کو دیلا کر لے ایک ایسی صورت دی ہے جس میں اس دور کا مزاج و داشتی بھی شامل ہو کیا ہے۔ آبرد ایک تادر الڈائر شامرے۔ در سنگل بھی شامل ہو کیا ہے۔

دور سی جب کہ روایت اپنی ابتدائی سنزل سی ہے ، مربوط و روان شعر لکالتا

اور مشکل افلون کو با سنی الساز بین اپنے صدرت بین لاتا ہے۔ میزاری و را ساز کو با اپنے میزاری و را ساز کو بالی کے جس پر الساز کے بہت کہ بہت کہت کے بہت کہ بہت کی بہت کے بہت کہ بہت کے بہت کے بہت کہ بہت کے بہت کے بہت کے بہت کے بہت کہ بہت کے بہت کی اس کے بہت کے بہت

سدی آبرو کے بال روابت للل اور تجربی کی وہ صورت بھی للڈ آئی ہے جو آبندہ صدی بین تکھیری تصرا کے کلام میں زیادہ کابان ہوتی ہے ۔ اگر آبرو کے ایسے التمار کو ان شعرا کے کلام میں سلا دیا جائے تو ان کا پیچاننا سنگل ہوگا ؛ شاہ به شعر دکھیر : به شعر دکھیر :

کم مت گو یہ بغت حیابوں کا رنگ ؤرد موں سولنا وہی جو ہورے کسل بسوا الداز میں زیادہ فرق ڈپی الداز میں بازیاد کی الداز میں الداز میں الداز میں الداز میں الداز کی الداز میں الداز کی الداز

ألبوكا كلام بلاهتے ہوئے بوں عسوس ہوتاہے كہ وہ اپنى شاعرى ميں فارسى

مامری کی بیشتر فئی عصوصیات کو مامل کر کے لیے نارس کا ہم وجہ بنائے کی کصوری کوشش کو وہائے: 'مثار صفاح کے امتال اور ودیاں و قائمہ کے الازام کے ملاور نارس عاموں میں شراطات کو ایک ساتھ امتال کر کے حصری بنان کو کہ از دینایا جاتا ہے ۔ آبر دے اس الدائر کو بھی سلنے ہے امتال کیا ہے: یا با حدث جاتے ہے۔ کہ اس حدث کا تعداد در کا استان کھی

> غم کمبو ، راج کمبو ، حسرت و آزار کمبو بے وفا ہے شوخ ہے لیے رحم ہے ایزار ہے جوکمبو سب ہے وایکن کرجے کیا ، بار ہے

جوکہو سب ہے ولیکن کیجیے کیا ، یار ہے عبست ہے دل کسرو ست آبسرو کسو مسافر ہے ، شکستہ ہے ، گہذا ہے

اس طرز ادا میں روزمرہ کی گفتگو کے لیہجے نے جان ڈال کو اسے دل کی بات بنا دیا ہے ۔ آئندہ دور کی شاعری میں جی الداز ملبول ہوا ۔

آبرو کے سلسلے میں ایک داوسپ بات یہ ہے کد ان کے بعض اشعار پڑھتے ہوئے غالب کے اشعار ذہن میں گھوسنے لکتے ہیں ؛ مثلاً آبرو کا یہ شعر پڑھتے ہوئے :

> لگے ہے شیرین اس کو ساری اپنی عمر کی تلفنی مزہ پایا ہے جن عاشق ایس تیرے سن کے گالی کا غالب کا یہ شعر ذہن میں آیا ہ

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب گانسال کیا کے دینہ اسماد

گالیاں کھا کے بے مزہ اسہ ہوا آبروکا یہ شعر بڑھ کر :

ارجھی کی طرح تسوڑ جگسر پساڑ ہو گئی لیری فگد نے جب کد کیا آبرو یہ وار شائب کا یہ شمر یاد آبا :

دل سے تری لسکاء جگر تک اثبر کئی دولوں کو اگ ادا میں وضائند کر گئی اسی طرح آبودکا 4 ضعر بڑھتے ہوئے:

مراا وہی مرجس کورے ملے یار پہار میں ہو جس کا دوس دشنی اوس کوں اوس سے ہے غالب کا یہ شعر ذہن میں آیا : یہ لندہ آدمی کی خالہ ویرانی کو کیا کم ہے ہوئے تم وحت جسکے دشمن اس کا آسان کیوں ہو آبروکا یہ شعر پڑھ کر :

میٹھا لگا ہے بم کون تیرے لبان میں <sup>4</sup>میا خوب<sup>6</sup> اک بار بھر کے کہہ لے ابقی ڈبان سے <sup>4</sup>میا خوب<sup>6</sup> غالب کا یہ شعر باد آبا :

غنچہ الشکافتہ کو دور سے ست دکھا کہ ہوئے برے کر بوجھتا ہوں میں سنے سے مجھے بتا کہ بورے

گران چون اعرام اپنے در کا جان کا اعتداد ہی ہے ۔ بالت عامر اپنے کا فیصلہ کے دوری ہے کہ خاندہ عامر جو کی کا بالت عامر اور موری خان جو اور در در باشی ہے میں باغیر در اعلیٰ ہے میں باغیر در اعلیٰ ہے میں باغیر در اعلیٰ ہے میں باغیر در اعتمال میں در اعتمال کی اعتمال میں در اعتمال کی در در اعتمال کی در در اعتمال کی در اعت

ہیں۔ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں وہ رنگ موجود ہے جو لیمام کے خلاف ''ارد عمل کی تحریک'' میں آئندہ دور کا ولگ ِ سان بنتا ہے ۔ جب آبرو کاختے ہیں :

یوں آبرو بناوے دل میں ہزار باتی جب روابرد ہو ایرے گفتار بھول جاوے اب روابرد ہے یار ، نمیس بولٹا سو کمیوں تصنے وہ آبنرد کے بنسانے کسدھر گئے

تھے وہ ایس نے جہاں اور میں کیوں اندر ماندی اور دائری دائری دور دائری دائری دور دائری دائری دور دائری دائری دائری دور دائری دائری دور دائری دور دائری دور دائری دور دائری دور دائری دور دائری دائری دور دائری دور دائری دور دائری دور دائری دور دائری دور دائری دائری دائری دائری دور دائری دائری

سب گہنے کی باتیں ہیں ، کچھ بھی لہ کہا جاتا جی میں تھا اس سے ملے تو کیا کیا لہ کہیے میر ہر جب ملے تو وہ گئے لیار دیکھ کسر

آور کی فامر کا بی رہ مصد تی جی بری "بران کی صالات اور الساس کی راد اللہ چکی جی جی میں میں بان بان میں جی دران میں ہو ان کی بری آئی کی دربارٹ لیے جی جی دران میں ادارے کی کی رہارٹ لیچے جی دس میں گھول اور بی میں میں بری آئی کی اس کے اس اس اس کی اس کی دران ہے کہ یہ اس اس کی خاتم کی کے دل کی گھرائی ہے کہ جی اور حالان کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی دران کی دران کی دران کی دران میں کی دران کی اسٹور کے دران کی ہے۔ یہ الساس اس کی دران کور ہے۔ اس کی دران کی ہے۔ یہ الساس کی دران کی ہے۔ یہ الساس کی دران کی ہے۔ یہ الساس کیکھیے ۔

الیا ہے مع اینسہ ہے آئی کر رسیا ہوا

ہوائے میں من ان کا پھوارت ہیا ہوا

ہومنے آئیہ جو آبرو کے ممال کی خیر

کیا کھاڑے دود جوان ہورات کے مرکز

لین ہے آئیں جب سیادے گیے

دل آئیں آئی جی دو ملین ایک کیے

مل کیں آئیں جی دو نظرین ایک عالم ہوگی

مرکز کیوان میں جو دو نظرین ایک عالم ہوگی

مرکز کیوان میں جو ان مرکزین جانہ ہوگی

جدائی کے زسانے کی سجن کیا زیادتی کھیر ک اس ظالم کی ہم ہر جو گھڑی گزری سو جگ بیتا جو غم گزرا ہے جم پر عاشتی س سو میں ہی جائدا ہوں یا مرا دل بهرے تھے دفت دفت دیاوائے کدھر گئے وے عادتی کے بائے زسانے کدھر کئے میں گم ہوا جو عشق کی رہ میں تو کیا عجب بنون و کوپک ہے نہ جانے کدھر کئے محبا ہے ہے غیر دولوں جہاں سے عبت کے نشے میں کیا اثر ہے کے تے ہے تغافل یہ حال آبو کا دیکھسو جسو تم پیسارے نے اختیسار رو دو دور خسامسوش بیٹھ رہتا ہسودے اس طبرح حبال دل کا گسیشا پسون الكهبوب لي رات كيا جادو كيا تها مسكسر كاجسل دوالى كا ديسما تسهسا سر سوں لگا کے ہاؤں تلک دل ہوا ہوں مب باں لک بغر میں عشق کے کامل ہوا ہوں میں ہاتے آوے اگر جو عسر خضر بيشه كر اس كا انتظار كروب کجے لیے ان نے کہ کیا ہوگ اس دل ہے قرار کی صورت مسارا دل اگر سم سب بسرا ب الو بيتر ب، بادا بهي خدا به محيسا بسوا مركسا اكر فريساد دوم بسید سے سر بیٹکتے ہے ایک لیسر لطف کی ہمیں یس ہے غم ع دويا مول بار كرن كول زاسدگانی تسو پسر طرح کائی م کے پسھسر جیسولسا قیسات ہے دل میں آیا خیال اس کا جیھی آ آگیا تب ہارے جی میں دو ہے اے ثالہ پائے موں اگر تم میں دو ہے اس خود ہے اس خود ہے اگر تم رسیح کر اگر کرو دلماری کی میں مکرد گئے ہیں ہم آلے بی ایمی و بدر آکر کر ہی ایمی و بدر آکر کر ہیں ہم ہم

یہ لشار اپنی تشامت کے باوجود اہ صرف بیارے بمذبات کو آسودہ کر رہے ہیں پلکہ ان کے باطن میں چھیے ہوئے تبریخ آج بھی ہم تک پینچ رہے ہیں ۔ جب آبرو کہنا ہے :

> آتی تو تھی لمبر کہ کمبویں حال دل کا سب یر روونے لیے بات کی فرمت لد دی عیر ہم سیں چرائی اور میں اکھیاں ملاگیا ظالم کسی کو ساز ، کے کو علاگا مرے بیارے سیں قاصد اتنی دل کی بات جا کہنا کہ جانے سی مھارے جان کو مشکل سے اب رمنا سخن اوروں کا تشنا ہو کے ستتا اور سب کستا مگر اک آبرو کی بات جب کینا تو پی جاتا بارو بارا حال سجن سے بیاں کرو ایسی طرح کرو ک اسے سیربارے کرو یارو کوئی کیے کہ کبھی ہوں بھی ہونے کا ہالیں کریے کے بیٹھ کے آپس میں بیار ک افسوس ہے کہ ہم کوں دلدار بھول حاوے وه شوق ، وه عبت ، وه پیار بهمول جماوے نے رحم و نے وفا و ٹنک رخ و تند خو عبه کوں ہزار ااؤں سجن دھر کتے ہیں ہم مے وفا ہے شوخ ہے ہے رحم ہے بیزار ہے جو کہو سب کون ہے لیکن کیجے کیا یار ہے کارو کے شوق سے لہ ہمیں دوبدر گئر اس عاشتی کے بیج ہزاروں کے گھر گئر

دیکه کل کوں دل دوالا گیوں۔ نہ ہو اس بری رو کی ہے اس سے 'ہو میائے

اتو وہ انسان کے آقانی جذبات کی ترجانی کرتا ہے ۔ جان عمر ایمام اوالے ایام نیں کہا جا رہا ہے ۔ یال ذو معنی لفظوں کی مدد سے معنی میں ربط پیدا نہیں كيا جا ريا ب بلكد صنائع ، ايهام اور دوسرى نني خصوصيات ، قطرى طور بر ، جذبے کے اظہار کا سیارا بن رہی ہیں - ید وہ شعر ہیں جو آج بھی ہمیں اس طرح متاثر کرنے ہیں جس طرح اپنے دور میں سننے والوں کو کوتے تھے ۔ آبرو ایک ایسے دور میں جب شال میں غزل کی روایت متمین غیرں ہوئی تھی ، اپنا الگ راستہ بنا کر خود اُردو غزل کی پہلی روایت بن جاتا ہے جسے اس دور کے سارے شعرا نے ، جو برعظم کے طول و عرض میں بھیلے ہوئے تھے ، قبول کر کے عام گردیا اور بعد میں بھی ، رد عمل کی تحریک نے اہام گوئی کو ترک گرنے کے باوجود ، اس حصه شاعری کو قبول کر لیا . آبرو ایام گوبون کا سرخیل ضرور ہے اور بد شاہی مزاج کی مناسبت سے اس کا بھی پہلو زیادہ اجاگر و مقبول ہوا لیکن ایک بڑے شاعر کی طرح اس میں اچھی اور حجی شاعری کے اسکانات اور موثر و دل بذیر شاعری کی قابل ذکر مثالین موجود ہیں ۔ آبرو نے خود اپنے تغلق مزاج کی طرف ایک شعر میں اشارہ کیا ہے:

بجير ان کنهند افلاکوں ميں رہنا خوش نہيں آتا

بنایا اپنے دل کا ہم لیب اور ہی ایک توعاد آبرو کے بان ایک تابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کے بان موسم ، رت ، باغ ، پهول اور منظر جذبه و احساس کا حصه بن کر ابھرتے ہیں ۔ یہ وہی اسکان ہے جو آلندہ دور میں میر کی شاعری میں بوری الفرادیت کے ساتھ ابھرتا ہے۔

آبرو کے یہ دو چار شعر اور پڑھتے چلیے :

السوع بھول نہیں ہے دیکے ہیں کوٹلے آل جنوب ہیں آگ ہو، کی لگا پسنت یے سبزہ اور یہ آپ روائے اور ابر یہ گیرا دواتا ئٹیں کداب گھر میں رہوں میں چھوڑ کر صعرا جاڑے کی رات اُلے گئی گرمی کا دن کتا مکیڑے سیں زاف جب کہ سجن تم نے دی اُٹھا کی اکیل ہے بیارے ، الدمیری راتیں ہیں اگر ملو تو سبن سو طرح کی گھاٹیس ہیں جید جوہ میں جا کے ابارے نم نے ڈونلوکا کو اور ان کے میں افزون کو اور ان کے اور ان کے میں جوہ جوہ ان کے ان کی اور ان کے ان کے اور کی انداز میں ان منزل انسان کے مطابق ہے کہ اور کی کا اداری کی کہ انداز کی کا اداری ورز کے انتخابات کی جوہ کہ انداز کے انداز کے انداز کی کا انداز دورز کے انتخابات کی کہ انداز کیا کہ کہ انداز کی کہ انداز کیا تا کہ انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کے انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کے انداز کے انداز کے انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کے انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کے انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کیا تا کہ انداز کیا تا کہ انداز کے انداز کیا تا کہ انداز کیا تا کہ

کررنے کے بعد بھی ہم اسے تائع ادب میں ایک بلند مقام دینے پر عبور ہیں : عزت ہے جوہری کی جو قیمتی ہو گوہر

ہے آبرہ و میں کرن بگ میں نیازہ اور ایک ایر ایک ایر سفن بازار آبر دا ایک فائر میں میں ایک بوار در سن نیازہ اور اعلی ہی جی کا بررا کار کا خیال کرنا ہے ان کا اظہار کیمی کہار اپنی عامری میں میں کر دیتا ہے۔ آبرد کے کلام کے مطابع کے جی فعیر دائیں میں میں کر دیتا (ر) میرل قائم حلام ہے جی فعیر دیتاری میں کہا جائے کی ہی کے دیتا ہے۔ (ر) میرل قائم حلام ہے عاصری تخلیق کری جا سکری کی ہی سکر کے اس کے لیے

ضروری ہے گہ اچھے مضامین شعر میں بالدھ جائیں : شعر کو مضمورے سبی قدر ہو ہے آبرو

نے ان سیکی ملاہو کے ہوا ان سیکی ملاہا قانیا تو گیا ہوا دعویٰ ہے جس کوں شعر کی نوت کا آبرو مضموں کے آکے بوجہ الھاوے ہمن کے ثال

(y) شاعری کے لیے طبع کی روائی اور ٹٹی فکر ضروری ہے۔ اس سے شعر میں جان اراق ہے اور شاعری زلدہ رہتی ہے ۔ جس کے باس ایسی فکر ہوگی اسی شاعر کے جت کی برستی ہوگی :

شاعر کے بت کی برخل میں روز صوی وی سال میں معر پوری اس شاعر کے بت کی برخل ہوں: ع : روان نہیں طبع جس کی شعر تر کی طرق پانے کی جب آبرو کا بیاہ ہوا ایکر خکر سب

تب شاعروں نے الایل رکھا اس کا بت بنا یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں دل گداختہ کے اللے اور کینیات قلبی بھی شامل ہوں :

فکر بحر شعر میں دل کوں عبث ست خوں کرو فاغتا کی ضرب سیکھو قالے کوں۔ موڑوں کرو (٣) قافے کے ماتھ اگر ردیف بھی شعر میں ہو تو اس سے حسن شعر میں
 افالہ ہو جاتا ہے:

بورور حسن و عشق مواون ہے خوش لگے قالمے کے ساتھ ردیف اور شگفتہ زمین سے شعر کی آبرو بڑہ جاتی ہے :

لالد کی طرح جل کے ہوا داغ داغ دل (م) شاعری کا مقصد بد ہے کہ حسن و عشق کے تجربے بیان کیے چائیں۔

(م) شاعری کا مقصد یہ ہے کہ حسن و عشق کے تجربے بیان کیے جائیں ۔ خصوصاً ایسے تجربے جنہیں من کر عبوب خوش ہو اور پسند کرہے :

منگ دل لیے آج دل دے کمر سنا آبسرو نے شمصر کا پسایسا صلا کرتا ہوں اس کے حسن کی جھلکار کی صفت

گرتا ہوں اس کے حسن کی جھلکار کی صفت جا شعر آبروکا سنا افوری کے تئیرے

جا تمر اارو کا سنا الوری کے تئیں جب یہ سب چیزیں ہوں تو رہند بننا ہے: رہنر کا کام تب ہوتا ہے جب سو چیز ہو

آب اور کل کے سوا کچھ ہے یہ اے گلکار کار اور اور اس کے دھیم میں جاتی ہے ۔

اور پھر اس کی دھوم سچ جاتی ہے : کیوں اد آ کر اس کے سنے کوں کریں سب یار بھیڑ

 $\int_{[0, T]} \int_{[0, T]} \int_{[0, T]} \nabla \mu H = c seq 3$   $\int_{[0, T]} \int_{[0, T]} \int$ 

ے معتقدہ صافح کیال میں ہے۔ معتقدہ صافحظ شیراز کا ان کے علاوہ دل دکتی ، عاکر الیم ، مصلفی شان یک رنگ ، عبدالیاب یکرد کا ذکر بھی آیا ہے ۔ اس مور میں آمرو کے اگر کا الدازہ ان کے شاگردوں کی نعماد کے علاوہ اس اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایام کرفی شیول ترین نعماد کے علاوہ اس اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایام کرفی شیول ترین 

#### (4)

with Q(x,y) = Q(x,y), and Q(x,y),

ھال و دکن کی زبانوں کا تناظی مطالعہ ہم چھلے صفعات میں گر چکے ہیں۔ ہمں ہمی فرق آبرو اور دوسرے معاصر دکنی شمرا کی زبان میں نظر آئا ہے۔ آبرو کی زبان کے مطالعے کے بعد یہ نظریہ علظہ ہو جاتا ہے کہ دکنی آردو اور شال کی آردو دو عفشت زبانیں ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے آبرو کے یہ بین شد داعد ۔ شد داعد ۔

کوراکر بھرن انہوکی انکھیاں سبتی پڑی لئیں مائٹ کو آت بیران کی وات بیرن جے بھرانے کی وات بیرن جے کوئی منصور کے جون جان کرتے ہی فط جے کوئی منصور کے جون جان کرتے ہی فط السلسل مائٹوں کی فرج کے مردار بین السلسل کی اگر کے تمین ریاضہ منسان کی اگر کے تمین کی تمین ک

ان المصار کو اگر کسی دکتی شاهر کے کلام میں ملا دیا جائے تو امتیاز کو نا دعوار بولا - آبرد کے بان مجبت مجرمی زانان کا بھی رفک ہے لیکن ساتھ ساتھ اس تبدیل کا بھی امساس ہوتا ہے جو خود آردو زبان میں آ روس ہے ، اس لیے آبرد کے بان زبان و بیان کے نتیج و جیادہ دونوں روب لیک ساتھ سنتے ہیں سنتے ہیں ۔ شکر آبرد کے بان زبان کر ''بین'' دونوں ایک ساتھ استہال میں آریے ہیں :

منیں: ع قامت کا سب جگت منیں بالا ہوا ہے ٹام میں: ع گیوں تیر مارنے ہو تم غیر کے جگر میں

آبرد کا ایک شعر ہے: تبد تبلی کی صفت کیوں کر بیان میں آ سکے

، اردو وبان می حربات خوامی هروات اول \_ ابرو کی رابان 6 سرچنسه بھی عوام کی زبان ہے - وہ الفاظ ، عاورات اور روزمرہ کو اسی طرح استمال کر رہا ہے جس طرح وہ عوام میں رائح تھے - شائز شمیر کا لام ''آگرہ'' ہے لیکن اسے عام طور پر ''آگرے'' بولا جاتا ہے۔ آبرو بھی اس لفظ کو اسی طرح استعال حرتا ہے۔ ع : الم آگرے چلے ہو سین کیا کریں گے ہم" - بی صورت اور الناظ کے سالھ ہے ، مثال

جی سیں بھی بیارا کوچھ اک چمپے کہ تجھکوں وہ کمپوں و: (چالى) دو عاشق بیت کے مارے رونے ہوئے جدھر جاں جان (جائين) : ع بهليان - الے - اے: ع اتے جو غرفش کرتے ہو بے ہائیں نہیں بھلیاں ڈوب کر بہتھی کوں جوں کر کاکلا مِتْهِي (مِهلِي) : ع

دسخط (دستخط) : ع نونمطی کے دکھائے کے دسخط کاهل (کاهک) : ع گاہتی جو اس بازار میں کے ہیں

سيارش (سفارش) : ع سپارش سیں مرا سرکش ٹیٹ بیزار ہوتا ہے السائی (تصائی) : ع کب لگ رب کا بھڑا لک آ مل اے کسائی

مزاخ (مذاق) ؛ ع عاشق ستاؤ نے کوں سمجھتا ہے کیا مزاخ

ان الفاظ كو عوام كے الداز ميں استعال كرنے سے آبروكى مے مائك ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ رجحان سامنے آتا ہے کہ اس دور میں زبان کا رخ عوام کی

طرف تها ، اور فارسي عربي اور دوسرے الفاظ اسي طرح ادبي سطح پر استعال ميں آتے تھے جس طرح وہ عام طور پر بولے جاتے تھے اور بی صورت مستند تھی۔ یہ وہ رجان ہے جسے ہمیں آج کے دور میں بھر سے اپنانے کی ضرورت ہے۔ أردو ایک الک زبان ہے اور اس میں قارسی و عربی کے الناظ اسی طرح بولے اور استمال کے جانے چاہئیں جس طرح وہ اس کے صوتی نظام سے ہم آہنگ

ہوتے ہیں۔

أبرو کے دور میں بمی اصول لکھنے میں استعال ہوئے تھے۔ جو لفظ جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا ، مثال آبرو کے بال نے ببائے یہ ، بے بھائے یہ ، کوئے بھائے کنویں ، سن لیں بھائے سنے ، سونہری بھائے سنہری ، لسبي بجائے تسبیح ، مصرا بجائے مصرع ، بانکیں بجائے باکیں ، چولکنا بجائے جوكتًا ، جولها ببائ جهواً ، بركهنا ببائ بركنه ، مؤورٌ ببائ مرورٌ وغيره ملتر یں ۔ اسی طرح عربی قارسی کے وہ الفاظ جو ''ہ'' پر ختم ہوتے ہیں لیکن بولر "النه" سے جاتے ہیں ان کو بھی اس دور میں اللہ ہی سے لکھا جاتا ہے۔ مثار رتبا (رتبه) : ع گیا رتبا نظر سین گر پری کا

تبا (تباء) : ع تبا ہے حال تیرے زاف کے اسیروں کا مردا (سرده) ; ع سب عاشقوں میں ہم کوں سردا ہے آبرو کا مرثیا (سرثیہ) : ع بوں عبث بڑھتا بھرا جو سرثیا تو کیا ہوا قبلا (قبلہ) : ع عاشق مگر خدایا قبلا ہے حاجیوں کا

م صروت مكنا (حكماً) مفتوا (فيمها ، قد الشناء أنه الرائما ، به بدا (قدم) ، بدا الله ) قا (قدم) ، وتشا (قدم) ، ديدا (ديده) ، ارزاد (الراد) ، غمه الراهم ، بدار الإسراء ) (جلون) ، دفيه مد من مثلي بح ـ لمي طرح دورا (دودول) ، امير (البر) ، بهد وجماع عمل من قد أيم و مثل الرام ، دس الور مكن كا قالمد بتايا هم ع "الحرو كا جدو جالاً بح جس" - لكن ساله مالته "مب" بهن لكها بم جما كم الحرد كل جود بالا تو عس" - لكن ساله مالته "مب" بهن لكها بم جما كم الحرد كل جود معم من العار ال به -

تیخ بھوں : ع سٹکل ہے تیخ بھوں کے اشارے کا بوجھنا گل اُورمننا : ع جس گال پر صفا سین نظریں نہیں اُنھیرتیں اُسی طرح قارسی ''بد'' لگا کر دو دیسی لفظوں کو جوڑا جا رہا ہے مشا؟ :

رح نارسی ''بہ'' لگا کر دو دیسی لفظوں کو جوڑا جا رہا ہے مئا؟ : گھر بہ گھر : ع کمر بہ گھر جاجا کے تم کھاتے ہو جو بنگلے کے پان

دن بد دن ؛ ع بڑے ہے دن بدن بمبر مکھ کی تاب آہستہ آہستہ بھی صورت واؤ عظف کے ساتھ ہے :

ع تان چوکان لهی و دل تها گیند ع بو آنے بین ابھی و بھر آکے گئے بین بہم

ع طرح ملاپ و محبت کی پھیر ڈالی ہے ع سوٹا تجا و بھوک گوائی ہوا یہ روپ ع بھوڑ آئنا و توڑ سکندر کی سد کے تئیں

امی طرح ''جان ّوجی ، دریا و آنسو ، روانی و لیکن ، لکٹنی و اند بیڑا ، تیا و بار ، تیا و سے'' بین باؤ عشف استبال کی ہے ، یہ وہ صورت ہے جو آردو زیان کے مزاج کے مطابق ہے اور جے اب پھر اینا لینا چاہیے ۔ بین وہ ''آردو بی' ہے جو آبرد کی زانان جی بمین مثل ہے اور بہی اس دور کی کالمند زیان

آبرو کے پال زیادہ تر جمع ''ان'' لگا کر بنائی گئی ہے ۔ مثال سروراں ، رقبیاں ، باتاں ، لبال ، حربفان وغیر، لیکن ساتھ ساتھ جمع کی دوسری جدید

ے -

صورتیں بھی ملتی ہیں ۔ شاؤ : یوں ہزاروں آرزوؤں کا رکھا ہے نام مشق

آتتے ہو جائے دیواروں میں دل

لوگوں کے دل کوں لیا ہے تمہوں لیں بانگ دل

علاج ان کا مگر جهگؤیں و لائیں ہیں یے رنڈیاں ہیں کہ چرخا ہمیشد کاتیں ہیں

بعض مصرمے ایسے بیں جن میں جمع کے دونوں طریقے ایک ساتھ استعمال ہوئے

9th - UN غیر کی الکھیوں سی الکھیاں مت ملا رے اس قدر

حروف ، افعال آور ضائر کے ساٹھ بھی یہی صورت ہے کہ ندیم و جدید دونوں ایک ساتھ استمال ہو رہے ہیں ۔ جی صورت علامت فاعل "نے / نی" کے ساتھ ہے ۔ کمپیں " نے " مدوف ہے اور کمپیں جدید استعال کے عین مطابق موجود ے ـ ستاو النے" عدوف کی مثال .

ع ہوں آبرو سیں دل کوں ٹم سخت جو کیا ہے "نے" موجود کی مثال : ع تم ٹیں سیکھی ہے یہ کہاں کی طرح

اس طرح "کو" "کے" کہیں عذوف کر دیا گیا ہے اور کہیں جدید اصول و قواعد کے مطابق موجود ہے ۔ شاق ع

"کو" ملوف کی مثال : ع بوسا لبان سین دینے کہا کہد کے پھر گیا ''کے'' محذوف کی مثال : م آبرو پنجر بہج مرتا ہے ایک ہی مصرع میں "کو" موجود بھی ہے اور علوف بھی ۔ مثا؟ :

ع رشار کے کل اوپر شیئم ہے یہ پسینا

اور بعض مصرعوں میں الک - کے - کا" جدید اصول و تواعد کے مطابق استعمال کیر · 94. w 25

م راگ کی نموب صورتی کے کوچ کا ڈاکنا بیا

یمی صورت فہائر کے ساتھ ہے - فہائر میں ہمن - وو - کمن بھی استمال ہو رہے ين اور يم - وه - تم - مين وغيره بهي - اسي طرح الدال مين "ديكهنا" مصدر كي غتاف صورتین بھی استمال ہو رہی ہیں اور "دکھلاونا" کی بھی ۔ "آنا" کی بھی اور "دلال" کی بھی ۔ بلانا بھی اور بلاولا بھی ۔ اسی طرح بھڑ بھڑاونا ۔ اڑماولا ۔ مسكراونا . اتراولا . ستاولا مصادر كى عنتف شكايى بهي . مثار و

الم ع الرق شاه كول كدا كبادك جيسا جي كا بنا لمبيب

ع یوں چلا آوتا ہے خوبان بچ ع سر سی بلادق ہے کمیاری کلی اٹھا ع یوں ترمیارات ہے مل صون میں بارا ع کمیلارکے یو سیندی جس کوں سین رچا کر اور ان کے ساتھ میں مصندی جس درجا کر اور ان کے ساتھ میں مصند کی جدید صورتیں بھی ۔ ساتا و

ہی مصدر کی جدید صورتیں بھی ۔ شا؟ : ع کمبو اے آبرو کیوں کر جئے گا درد و غم سیتی د دور شامدہ دشہ دیتا مدل

دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں سم کرنے کوں بھر کیوں اس قدر تیار ہوتے ہیں

ع کے بین معلوم کد یہ دیکھ رہی ہے کس کون ع کیے بین معلوم کد یہ دیکھ رہی ہے کس کون ع کیے بین احج ہم این رینے کے آبور قالمے

آبرو کے بان ففاؤں میں ''ن'<sup>6 کا</sup> آخابال ، اس دور کی زبان کی طرح ، عام ہے جس سے اس دور کے لیسیر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔سٹا سائون (ہادن) ، درسائون (بربادن) ، ''کران ( کران) ، مرانان (مران) ، کون (کو) ، میں (ہے) ، این (ئے) ، دلیان (دنیا) دارد۔

اکثر الفاظ "م" کے ساتھ استمال ہو رہے ہیں ۔ مثال بھوہ (ہوہ) ، بگھولے (بکولے) ، تؤہد (تؤپ) ، پرکھنا (برگنہ) ، جبہ (جب بمنی زبان) وغیرہ ۔

(مرح) عربه (مرب) او حد (برسا) جبیه (مید بستی برای وحود». اس طرح اکثر الفاظ جو آج "ژان" کے ساتھ بولے جانے بین اور میر کے دور میں بھی "ژان کے ساتھ بولے جانے تھے ، آبرو کے بان "ژان سے ملتے ہیں۔

ئە؟ : كالما (كالما) : ع ہنر دىكھوگە سىدىمى انگليوں سيں بىم نين گھيو كالما

بلماؤ (بڑماؤ): ع چین به جین ہو شوق کے میرے بڈماؤل کون اس طرح بابان (بڑمان) ، جید بڑھا کیا ، کالہ (کالہ) وفیرہ ۔ غان آرؤو کی آردو لفت ''فروادر الانظا'' میں اکثر الفاظ الزا'' کے چالے ''ا!' میں ملتے ہیں۔ جین اس دور میں مدورت تھی ۔ آج بھی المبلہ پنجاب اور یو پی کے تعموں جین ''الا کا استان اس طرح بلتا ہے ۔

عیب ہے غیر ہے ابتا لہ مل مت لہ مل اس میں آبرو کے مط

بھلا ملٹا ٹیمیں تو ست لہ مل پر خوش رہ ہم سیں کہ خوب اس طرح میں بھی کچھ مرے دل کی خلاصی ہے لفاظ جو آج موات بولے جانے ہیں آبرو کے پان مذکر استمال ہوئے

بعض الناظ جو آج موات اولی جا حال کا مذکر استال ہوئے بیں۔ اس زمانے میں بی ان کا محمد استبال کیا ۔ بی صورت اس دور کے دورے شعر اکے بان بھی ملی ہے۔ ''توجہ ، جان ، باس ، سیر'' مذکر بالدے

آبرونے اس دور کے رواج کے مطابق بعض عربی و فارسی الفاظ کو تئے طریقے سے وضع کیا ہے ۔ معاو :

ع ہر مل گئے تو سلام علیکی تو ہے شرور ع تیری چشم سید کرتی ہے عاشتی ساتھ کافریاں

ع آبرو کون چاہتے ہو تو دروشی ست بنو اسی طرح خالص اردو طریقے سے ستکرین ، گورائل (گورا بن) ، مجھٹکل (چھوٹل)

وغیرہ الفاظ وضع کیے گئے ہیں۔ اس طرح کے کئی الفاظ ہمیں عبسوی خان جادر کی داستان "سہرالووز و دلبر" میں بھی ملتے ہیں۔

آبرو کے دور میں فارسی حرف و فعل آردو عبارت میں گٹرت سے استمال ہو رہے تھے ۔ شکر :

ہو رہے تھے ۔ شائع : فارسی حرف اور : ع تو گازار آتش کیا اور غلیل

رسی مرتب ہے ۔ ح حو سرس فید ہمیں فارس خوں در : ج کیا کوئی ایسا نہیں در جہاں فارسی فعل خوالدہ: ح حے آرڈوے خوالدن یہ مراثیہ صلاح آرور نے فارسی حران و فعل کے اس طور پر اعتبال کے خاتی آواز ایلند کی اور رفتہ گرویوں کو سفورہ دیا :

وقت جن کا رہنے کی شاعری سیرے صوف ہے ان سٹی کہنا ہوں بوجھو حرف سیرا ٹروف ہے جو کہ لاوے رہنے میں فارسی کے قعل و حرف لفو بین کے فعل اس کے ، رہنے میں حرف ہے ہے

فارس نسل و حرف کے اعتبال کی یہ صورت میں آور کے ایل طرفی ان انہی کے بان بھی ، حوالے ایک آدھ جگہ کے - مرف و فعل کا یہ استیال نہیں مطا ۔ آدو کے اگر از ار نمیشوں ، یک ردگ ، علمہ ماتم ، حیاد اور یکرو وغیر کے بان بھی یہ صورت نیو ملئی – ان تبدیل ہے آدو اظہار بیان فارسی افرات ہے مدید آزاد ہو کم اور اظہار کی تون بڑھ کئی آلود ایک محیده اور اینسو دامر قبل ۱۰ سے خ آیان کو سلیہ در استیاد اور دار کری نے این اور سلیہ در استیاد کی استیاد کیا ۔ آلود داری کی اداری میں دور داری کی اور ایس میں جو بدر کے اور داری کی اور اس کا داری میں اور اس کا داری میں اور اس کی میں اور اس کی سالمین کی آلوات کے اس کی سالمین کی آلوات کے اس کی سالمین کی آلوات کی داری میں اس کی سالمین کی آلوات کی داری میں اس کی سالمین کی استان کی استان کی داری میں اس کی سالمین کی داری میں اس کی سالمین کی داری میں اس کی داری میں اس کی داری میں اس کی داری میں کی داری کے اس کی داری میں کی داری کی در داری کی در داری کی دا

ناجی سخن ہے خوب ٹرا کرچہ مثل شع کین زبان مزے کی لکی آبرو کے پاتھ اگلے باب میں ہم شاکر ناجی اور اس دور کے دوسرے ایمام گویوں کا مطابعہ کریں گے۔

### حواشي

لکات الشمرا : بجد تنی میر ، ص ۹ ، نظامی بریس بدایون ۱۹۲۰ م جـ مجمع الثنائس (قلمی) : مولانا نسبتی تهانیسری کے ذکر میں ، ص ۱۹۲۹ قومی عجائب غالد کراچی پاکستان -

فوسی عجاسب عالمه فراجی به نستان . بد تذکرهٔ ریخته گویان : فنع علی گردیزی ، مرتبه مولوی عبدالحق ، ص <sub>۸</sub> ، انجین ترق آردو اورنگ آباد ۱۹۲۳ م .

ج. مخزن لکات : قائم چاند پوری ، ص س. ، مجلس ترق ادب لامور ١٩٦٩ع -۵- لکات الشعرا : ص p \_

ہے۔ دفات انشعرا : ص ہے ۔ یہ۔ تذکرہ بندی : غلام بمدانی سمیعنی : ص ہے ، انجین ٹرق أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ء ۔

هـ سفينه خوشكو : چندوا نين داس خوشكو ، ص ١٩٥٥ ، پشد ، پيار ١٩٥٩ ع .. هـ عندن تكات . ص ١٩٠٥

۸- غزن لگات : ص ۵۹ -۵- خوش معرکد ٔ زلبا : (جلد اول) مرتبد مشغق خواجد، ص ۱۳۴ ، مجلس

ترق ادب لابور . عا اع -

. وه سفند خوشکو ٠ ص ۱۹۵ -و و . تذكرة مے جكر : (قلمي) ص ح ، انڈيا آفس لائبريري لندن ۔

۱۳- تذکره بندی: ص ـ -

م . - تعين زماله : مطبوعه "معاصر" جلد م ، حصد ٨ ، ص ١١٨ ، يشد ، يهار -

سو\_ ديوان آيرو . مرتب ڏا کئر هد حسن ، اداره تصنيف عل گاه \_ سند ندارد \_ ه و . چنستان شعرا : لجهمي لرائن شفيق ، ص و ، انجين ترقي أردو اورنگ آباد

- F197A + i5's ورو حمنستان شعرا : ص ۲۲۹ -

ر و مجموعه الغز : قدرت الله قاسم ، مرتبه حافظ محمود شيراتي ، (جلد دوم) ،

ص ٨٨٨ ، مطبوعه يتجاب يوتيورسني لايور ١٩٣٣ع -١٨- ايضاً: ص ٢٨ -

وره جنستان شعرا . ص مهم .

رجد ايضاً: ص ده -

و ي. طبقات الشمرا : قدرت الله شوق ، ص ۵۵ ، بجلس ترق ادب لا وور ١٩٦٨ع-٣ ٢٠ مجموعه لفز : (جلد دوم) ، ص ٢٠٨ -

ج. - فكات الشعرا : ص ٢٠، انظامي يريس بدايون ١٩٢٢ع -سه- عطوطات المبين ترق أردو باكستان كراچي ، مرتبه السر مديتي امروبوي

(سلد اول) ، ص وجه ، کراهی هده دع -٥ ٣- ديوان زاده : شاء حاتم ، مرتبه غلام حسين دوالندار ، ص ٣٩ - . م ، مكتبه غيابان ادب لاهور ١٩٤٥ع -

## اصل اقتباسات (فارسى)

ااهاه مبارک آبرو تغلص که پیم قرابنی و پیم شاگرد فنیر آرژو بود \*100 و در ان رافت استاد ہے مثل است \_"

"در شعر پارسی ہم زبان درست داشت ۔" \*\*\* 100

"عمرش از پنجاء متجاوز خوابد بود کے بآسیب یائے اسپ پائے حيائش قرو رقته ـ"

گيسرا باب

# ایبهام گو شعرا : ناجی وغیره

ارد خریمات کراؤدی کی میرک تلی میرے تخلیل فینوں میں ایک یا شدور پنا کرتے ساندے کی اس جیسی مین خیاباتر کل بورا کا کیا جو ایکی تظایر فرتوں کا اطبار ، توسی کے بیان نہ اور دین کرتا چیاجا نے ایمام کوئی کی میرکہ کلیں بیان شور پر اردو کے روائی کمیرکہ کی میں اس نے اس می خراج من اوروں اور بیندھائٹ دیار ہے۔ جسے جسے جسے انداز کا والی طوال کا المیار کا دیار دین اس کا چین گھانا گیا۔ شاکر لامین کا یہ شعر اسی بات کا المیار کا دیا جہ نے کہانا گھانا گیا۔ شاکر لامین کا یہ شعر اسی بات کا المیار

یشتی می کے لائیں پر آئی کی برا ہے ہدت شہرہ قابس کا المجان کے اللہ برا ہے ہدت شہرہ قابس کا کہ المجان کے خیر المرح کے المرح کی مصبح اللہ وقا ہے۔ اس میں انقل آئی الاقوام میں کہ کھیے میں انقل آئی الاقوام ہوتا ہے، ان کی آئی انقل کی مصبح اللہ بیان کے المرک کی المجان کی مصبح اللہ بیان کی المرک کی المحان کی المبنی المرک کی المبنی کی المبنی المرک کی المبنی کی المبنی المبنی کی کہ کی المبنی کی المبنی کی کہ کی کہ

رکھی ان میں ناجی ، سنسون ، آبرو اور حاتم مرکزی حبثیت رکھتے ہیں ۔ آبرو ے ناجی و مضمون کا ذکر اپنے اشعار میں کیا ہے ۔ ناجی نے مضمون و آبرو کا اور مضمون نے آبرو و الجی کا ذکر اپنے اشعار میں کیا ہے ، لیکن ان میں سے کسی نے حاتم کا ذکر نہیں کیا حالالکہ حاتم نے ''دیوان زادہ'' کے دیباہے میں انھیں اپنا معاصر بتایا ہے اور مصحفی نے جاتم ہی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جلوس بد شاہ کے دوسرے سال جب دیوان ولی دلی آیا اور اس کے اشعار چھوٹے اؤوں کی زبان پر جاری ہو گئے تو حانم نے ناجی ، مضمون اور آبرو کے ساتھ مل کر ایمام گوئی کی بنیاد رکھی ۔ ا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں آبرو ، مضون اور الجي کے سامنے شاہ عاتم ، جن کي عمر ١٣٣ مهر ٢٠١٥ ميں اکيس سال تھی ، کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے تھے اور وہ ان استادان فن کے ساتھ لگے ، ان کے ونگ سخن کی بیروی کرکے خود کو دریافت کرنے میں مصروف تھے۔ حاتم نے آبرو ، ناجی اور مضمون کی زمینوں میں غزلیں اور جوابی غزلیں " بھی کہی ہیں لیکن ان شعرا نے حاتم کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ شاہ حاتم کی شہرت اور استادی کی دھوم بہت بعد کی بات ہے ۔ اسی لیے ہم اس دور میں ، سانم کو چھوڑ کر چلے ناجی، مضمون اور یکرنگ کا اور بھر دوسرے ایہام گوبوں كا مطالعد كرين كے -چه شاکر ناجی (م ۱۱۹۰ه/۱۳۰۱ع) دلی کے رہنے والے تھے ۔ ۳ وہ

ربن بھا ہوئے اور قرفہ اور واقع ایاں جے اور بہت ہوا ہے۔ واقع اسرائے کے دائے تھے اور اپنے کے دائے تھے اور اپنے کے اسرائے کے دائے تھے اس ایک استان ہے۔ اس کے دائے تھے اس کے دائے تھے اس کے اس کے اس کے دائے تھے اس کے اس کے دائے تھے دائے دائے کے دائے تھے دائے ہے۔ اس کے اس کے دائے تھے دائے تھے دائے تھے کہ اس کے اس کے دائے دیا کہ اس کے اس کے دائے دائے تھے دائے تھے دائے تھے دائے تھے دائے دائے دائے تھے دائے تھے دائے تھے دائے تھے دائے تھے دائے تھے دائے دائے تھے دائے تھ

تم اپنی سیر سی آب تربیت کرو جس<sup>ال</sup>سمو ہو اس کا ہوئی جدا ، فین اور ڈکا اور ہی مزل کے ایک شعر میں بھی اہلی کی بانون کی جدو کا ذکر کیا ہے : نواب امیر خان کی باتیں بی سعر تابی دعوے کو مونی کے ایک ہی گوا، بس ہے دعوے کو مونی کے ایک ہی گوا، بس ہے

الجيء امير خان انجام كے متوسل تھے جس كا ثبوت وہ چھ تعميدے بين جو ديوان

الجي ٩ مين ملتے يوں . قاسم نے بھي بھي لکھا ہے که "ايک منت تک نواب عمدة الملك امير خان بهادر مغفور كي سركار دولت مدار مين بؤي عزت و احترام کے ساتھ خاطر خواہ زندگی بسر کی امے تاجی فارسی میں بھی شمر کہتے تھے جس کا ثبوت وہ تین فارسی شعر ہیں جو اردو دیوان (غطوطہ " پٹیالہ) میں موجود ہیں ۔^ سعادت خال الصر کے تذکرے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ا

للجی کے سال وفات کے بارے میں معاصر تذکرے خاموش ہیں۔ میں لے صرف اتنا لکھا ہے کہ ''جوانی میں دلیا سے گزر گئے ۔''۱۰ بعد کے تذکرہ لگاروں میں شورش نے بھی جوانی میں مرنے کا ذکر کیا ہے ۔ ۱۱ نساخ نے سال وفات . ١٦٨ ١٨/٥٥ - ١٥٥ ع ديا ٢٠ جو اس ليع غلط ب كد تكان الشعرا (١١٦٥) ا ہے۔ ع) میں میر نے الھیں مرحوم بتایا ہے۔ اس لیے لاجی کے سال وفات کے لیے ہمیں داخلی شواہد سے مدد لبنی ہوگی ۔ اس سلسلے میں یہ چند ہائیں قابل

توجہ ہیں :

(۱) ناجی نے آبرو کا سال وفات (۱۹۰۱ه/۱۳۶۰ع) اپنی غزل کے ایک مصرع ''کہ نے لتانی سیں جن کی آبرو نے جی دیا مرمی'' سے تکالا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ۱۹۳۹ھ/۲۳۳ءع میں قاجی زلدہ تھے۔ ناجی نے اپنے کئی اشعار میں آبرو کو مرنے کے بعد بھی یاد الا ہے۔ 11

(+) دیلی پر نادر شاہ کے حملے کے وقت 1611ہ/1721ع میں ناجی زندہ تھے ۔ اس کا ثبوت مخمس شہر آشوب کے وہ دو بند ہیں جنہیں قاسم نے اپنے تذکرے"ا میں نقل کیا ہے اور جن سے فادر شاہ کے حملے کے بعد دلی کے حالات پر روشنی پڑتی ہے ۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ب كد ١١٥١ - ١١٥١ \* (١٤٦٩ - ١٤٢٠ع) تك ناجي زلاء تهي .

(٣) مير نے قاجي سے اپني ملاقات كا ذكر كيا ہے۔ مير فادر شاہ كے سلے کے بعد ١١٥٢ م/ ١٠٤٠ع ميں دلى آئے . اس ليے قياس کيا جا سكتا ہے كد فاجي سے مير كي ملاقات ١١٥٣ه/ ميراع ميں يا اس

کے بعد ہوئی ہوگی ۔ (س) حاتم نے تاجی کی زمین میں این غزلیں ۱۱۲۵ء ، ۱۱۵۰ اور ۱۱۵۵ھ میں لکھیں ۔ 10 قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ناجی 1100 مرموروں

میں ژاندہ تھر ۔

جھگڑے کی طرف ، غزل اور ایہام کے مخصوص مزاج کے ساتھ ، واضح اشارہ

الله في بالمبية على المرافع المبادئ والمبادئ وا

اس صورت میں جب بادشاء وقت نے خود انجام کو قتل گرایا تھا ، دلی کے

کسی مقامر کا افزاع دفات لکنها با ام کر کدر میزین آلدو بنانا با امن کے افزا پر امار وافقات کو استفادت رو دفتی کے خلاق نتیا - انتیان مور کی ایک سردار مصفحیت کی دور دہ انجام کے مشرف بین اور - آلوی دہ انسان سمیت کو نے در بعیر قابل اماری کا کیلز میر کشتر امنے در میزین کے استفادت استفاد میں اندر بعیر قابل کو فتال کا داما اندا کہ انداز اماری کیلز میران بیانیا بیانیا تیا امنی نے واقع ان کے انداز میں میں اس کے دو انتیان کے دوران کانے والے اماری کمیر بران ما انداز انداز اماری کا تیان کو زودان کانے کا ا

اس جند نے بہ امید ہلاگا کہ 100 مائے مدراج میں اٹامی الاند ہے لیکن 100 مائے 100 میں امید سال کہ ''لکانا الشراائے مسلم ہلال ہے ، دورائد جیدائے نے اس طرح اللی کا انتقال 100 مائے اسدارے کے بعد اور حدودات عامیدان کے طور ہل میں جانے کے اس کے اگر ہدائد 100 میں ان با مدارہ با مدرات کے الان امید بار احداث کے اس کی کا جیدائے کی اور استعمال کے کا واقعہ میں کہا با مدرات کے الان میں امائے کہ انتقال کے اس کے انتقال کے کا واقعہ کے اسکا ہے۔

تھے ، ہجو کو تھے ۔ یہ غلط نہمی اس لیے پیدا ہوئی کد میر نے ان کے بارے میں یہ لکھ دیا تھا کہ "اس کا مزاح زیادہ تر ہزل کی طرف ماٹل تھا ۔" \* ؟ تائم نے یہ لکھا تھا کہ "اس کا مزاج مزاح کی طرف بہت ماثل تھا ۔"۲۱ گردیزی نے بھی جی لکھا ہے کہ "اس کی طبیعت اکثر پیجو گوئی کی طرف مالل لھی ۔''۲۲ میر ، نائم اور گردیزی نے یہ جلے ناجی کے مزاج کے بارے میں لکھے تھے لہ کہ ان کی شاعری کے بارے میں ۔ بعد کے تذکر، نگاروں نے مزاح و بزل کے الفاظ کو ان کی شاعری پر چسپاں گرکے یہ خصوصیت ان کی شاعری سے منسوب کر دی ۔ دیوان الجی کے اسلحے میر و قائم کے زمانے میں بھی ، جب ابيام كوئى كا رواج ختم ہو چكا تھا ، كمباب تھے ۔ اس ليے بعد كے دور میں ناجی کی شاعری کے بارے سی سنی سنائی باتوں پر رائے تائم کرکے ہی بات عام طور پر الجي کي شاعري کے بارے ميں کہي جانے اگل ۔ اگر ديوان الجي کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے۔ اس میں تہ ہجو ہے ، قد مزاح ہے ، قد ہزل ہے بلکہ سارا دیوان شروع سے آخر تک ایہام میں ڈویا ہوا ہے۔ تاجی اپنی شاعری میں اسی دائرے میں رہنے ہیں۔ وہ آبرو سے بھی زیادہ ایمام کو ہیں ۔ ایمام کوئی ناجی کے اسے ایمان شاعری ہے ۔ یہی ان کی شاعری کا مقصد اور یہی ان کی منزل ہے ۔ ناجی خود بھی اپنی شاعری کو اسی

لیے محکم اساس مسجیتے ہیں گد اس کی بنیاد ایبام پر قائم ہے : رضنا فاجی کا ہے محکم اساس بات میری باقیر ایبام ہے ایک اور شعر میں گلیتے ہیں :

کرچہ ایمام کا ہم کوں ہے سلیقہ ٹاجی نات احد اند ملہ خدمہ ریٹ گرڈ تر رہ

بات اچھی انہ ملے خوب سخن گوئی تو ہو

اور اسی لیے وہ اپنی شاعری کو لافانی سجھتے ہیں : جان ہے گویا کہ تاہمی کا سخن مرکبا پر لٹیسے ہوا فانی پنوڑ

المبی کے بان طرابی کی عرابی اس وقت ہیں واقی بولی ہیں۔ ایام کو برتے کی اس شعوری کوششو کی وجہ سے امامی کا معاربی مباہد و احساس سے ماری بوگی اور ان کے حوالان میں یہ کے حوالان میں ہے جو گئی اور ان کے اس کے ان باتی میں کا میں کے محمد کی افتی طرف سینول کا راحکیں۔ تاہیں کو وجہ و آئیاتی کے دوسیان بیر شمے اور پر معل میں بایدا اور مرف ایام افترا آئیا ہے۔ جد بین کے بان ایام کی کارت و فوجت کو سیمجنے کے لیے بدچ انتمام وزیکھے :

چابک سوار کس کی بجملی ہوئی ہے شاگرد کوہ صرصری سا سیکھیا تھسا بے طرح کا کاوا اوس ازح سے چرچا کراا تھا تجھ بھواں کا شاید که سر بهرا ہے اب بهر کر آساں کا قرآل کی ، سیر باغ یه جهوئی قسم له کها سیارہ کیوں ہے غنجا اگر تو بنسا لہ تھا وقيبون سرمر اعجان جان تبه كون كرجه عدويش ولے ہر گز روا نئیں ان سکون اوپر محرم کرنا موں آگے لیکا تسها کان اوس کے ادر اوس کسوں کہے سیب گسوش ہوا یار کی رانوب اوپر الجی سر رکھا ہے آج مت لکا باتھ اوسے لکیت ہے اس درویش کا عبت س على ك ديكه الم بوا ب دل مرا اب حسدر آباد گرچه اه سمجها مس کا سونا بو چه یا سوئے کا مس مال استى كا كعل عائم نے كھايا سوس موس در میافات میں امیر اللیم یا گل سور میافات کا کا حرک میں دوئت چیزا کے اسلام سید کی خطر میں استخدا کے اسلام سید کی جائے کی در استخدا کرد در استخدا کی در استخدا کی در استخدا کی در استخدا کرد در استخدا کرد در استخدا کی در استخدا کرد در استخدا کرد

ان اشعار میں لفظ تازہ کو معنی سے ربط دینے کی کوشش میں ایہام طرح طرے ہے بیدا کیا گیا ہے ۔ کمین ایمام لفظی ہے ، کمین ایمام تناسب ہے۔ کہیں اسلا کے فرق سے اور کہیں ذورمنی الفاظ کے استعال سے ایہام پیدا کیا گیا ے - کمیں ابتدال کو چھانے کے لیے ایمام کا سمارا لیا گیا ہے - کمیں لفظوں کی آوازوں سے ایمام پیدا کیا گیا ہے۔ شاید ہی ایمام کی کوئی ممکن صورت ایسی ہو جو لاجی کے کلام میں استعال نہ ہوئی ہو ۔ ان اشعار کو بڑھتر ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ ناجی وہی پخرمندی دکھا رہے ہیں جو گشیدہ کاری اور ژر دوزی کے کام میں دکھائی جاتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ جب شاعر خود پر اس قسم کی پابندی لگا لے اور لفظوں کو صرف لیام کی گرفت میں لانے کی ادھڑ بن میں لگا رہے تو شاعری جذبہ و احساس سے کٹ کر پھیکی اور سے مزہ ہو جائے گی ۔ اس دور کے افق پر جہاں لیام کی شفق بھول رہی تھی ، لاجی ایک ایسے پرلدے کی طرح نظر آتا ہے جو ایہام کے پنجرے میں بند ہے اور اسی پنجرے کو کائنات سمجھ کر اپنی پرواڑ کا کاشا دکھا رہا ہے۔ اپنی غزلوں میں تاجی ڈیین ، طباع اور ظریف الطبع انسان ہونے کے بجائے ایک ایسا مستری نظر آنا ہے جو پسيشه آيک ٻي چيز بناٽا ہے۔ ليکن شھر آشوب يا قصائد ميں وہ حقيقي ناجي سامنے آلا ہے جس کے اثرات حالم و سودا کی شاعری پر واضح طور پر پڑے ہیں ۔

''غمس'' کے یہ دو بند''۲ پڑھیے جن میں اس دور کے حالات کی موثر تصویر دودسندی کے حالتہ ایش کی ہے : لڑتے ہوئے انہ برس ایس اوزے کو بیتے تھے

سرے ہوئے کہ بوس ایس دورے مو بینے دیے دعا کے زور سے دائی ددورے کی جینے نہے شرایب گھر کی لکالے مزے سے بینے تھے

لگار و تنش میں ظاہر گویا کہ چیتے تھے کلے میں پیکایں ، بازو اوپر طالا کی ال

نشا سے بچ گیا مران نہیں تو ٹھانا تھا کہ میں نشان کے ہاتھی اوپر نشانا تھا

کہ میں نشان کے پانھی اوپر نشانا تھا ان بائی بینے کو بایا وہاں ، ان کھانا تھا اللہ تر دانہ ، اگر کے اس مانا کہا

ملے تھی دیارے جو لشکر تمسام چھسالا تھا لہ ظرف و مطبخ و دوکارے ، لہ نمائنہ و بشال

اس غمس کا ناجی ، ایبام گو ناجی سے مزاج و فکر میں بالکل مختلف ہے۔ دراصل ناجی کی شاعراند صلاحیت کا یمی وہ امکان تھا جسے ایبام نے چاٹ لیا ۔

موضوع کے اعتبار سے لاہم کی شاعری ایک بیشہ در ''مشقی باز'' کی شاعری جے اس مشق بازی کے دو مرکز بوب — ایک طوائق اور دوسر الوکا۔ طوائقت کم اور لاکا نواند - پیم لاکا نامی کی شاعری میں ''فیمل کیمیاتا ، دھوس بیانا ، متر ڈھاٹا ، بالکین ڈکھاٹا لللہ آتا ہے۔ بی اس کی شاعری کا محبوب اور

یبی عاشق کی آرزد ہے: باط ہو ، بینما ہو ، زر ہسو اور ساق شرخ بیتر اس سے لئیں نسم ایمان کی لابی کو مراد قسم کیفی کی جد اوکا نجین الان تو اے لابی کہاں جدے برلک تاک بین کے جتم کھوٹی ہے کہاں جدے برلک تاک بین کے جتم کھوٹی ہے

اس معثوق کو رام کرنے کا باتر ہی عاشق کے لزدیک عیت کا فن ہے: خسومال کے رام کسرنے کا آبا ہی جس استاد ہسو کئے ہیں عیت کے فن میں ہم

احداد پسو نشتے ایس محبت کے فرے میں ہم جو لڑکا نام سیس امرد پرستوں کے چڑھے چولکے میں اوس کون بیج دے ہالوں میں لگ جاتا ہوں جون لاما بنات و قند و مصری اوس کون جو اشراف زادہ پو بنات و قند و مصری اوس کون جو اشراف زادہ پو

ولے ٹاجی لونڈے کوں میں بھسلاتا ہوں گئے ہے

چاں عاشق بھی اوبائل ہے اور مدشوق بھی ۔ اسی ''اوبائٹیٹ'' ہے ، جو بج شامی دور کی روح میں رہی بسی ہوئی ہے ، ناجی کی شاعری اپنے تنفی و نگار بنائی ہے ۔ اس دور کے لڑکے سے ، جو ناچی کی شاعری کا عبوب ہے ، آپ بھی ملتے چلیے :

عیعے وسواس آتا ہے گئے ملئے سپی اوس کے
کہ بالکا ہے ، انکھٹو ہے ، سرار ہے ، شرای ہے
لناجی اس سیس جھیے کہ کو کی چوری
ہے کسٹیسلا چہلے ان بیٹرا چہلسندی
ہونے کے وقت لناجی ایسا ترش وہ ہولا

یہ اسر دیش متوز باؤت نے مثر حرق کی فرات حرف کی فرات کے دال میں نہیں تعدن بالان کے دال میں نہیں بغیر ابدال اسرا نہیں تعدن اللہ اس میں اسرائے کے لیے اباس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں کے لیے اباس کی موال کے لیے اباس کی موال کے لیے اباس کی موال کی دوان کے لیے اباس کی موال کی دوان کے دیل اسال کی اس کی اس کی موال کے دیل اسال کی اس کی موال کی موال کی دوان کے اس کی دوان کی موال کی دوان کی موال کی دوان کی دوان کے دیل کی دوان کی دوان کے دیل کی دوان کی دوان کے دیل کی دیل کی دیل کی دوان کی دوان کے دیل کی دیل بدری اور فق امر اگر جمید بید. استان جیان کا اگر ایر اثان کی مدید. براگر بید. براگر به مدید براگر بید استان کو در یک به بدر چه دادی کا استان کو در یک به بدر چه دادی که دادی به با استان کو در یک به بدر چه دادی که دادی به با استان کو در یک به بدر چه دادی که در به می است به بدر به با استان به برای می بدر به می است به بدر به به با استان به بید با استان به بید با بید ب

قیاست قائد اس کا میشے دیکھا سر ہوا ایسل مگر سر تما قدم تہیئے سلیانی ہے یہ لاگا قیمت اس کا بچ سم بک مسیانت جب دیت اور دیکسر بناد اوقی ہے بنار کی عثل کم بورے ہے کیفت ہے اس کی کوسکی کتر کی بات سنتے ہی یہ گچھ بال نہیں جائی کیے بین اس سنتے ہی یہ گچھ بال نہیں جائی کیے بین ادر عام بین میں کھی بات کیسی جس کے بین کا کیے بین بات مین ہی دی کچھ بال نہیں جب کے بین کا

کمو اور دین کا تعلق براہ راست جنسی جذبات ہی سے جین بلکہ جنسی ارادوں سے بھی ہے - اس لیے تاجی کے باق ان دولوں اعضائے جسانی کی پرسٹش کا شدید احساس ہوتا ہے ۔

الیمی شامراف سطح پر دو قسم کی کاوشین اور کرے ہیں۔ ایک کا اتعلق اعلاق مضابین ہے ہے اور دوسری کا مضمون ایا ہے ، جو فارس شمرائے متاثمین کا خصوص رکتا ہے۔ اس میں صافحات کا اثر بی عامل ہے۔ اس میں صافحات مثالیہ دولوں اثرات کو وہ ایام کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور ان کی بہ مورہ بنی ہے ، چیل اعلاق مغابری کی وجد دیکھیے :
بالد آواز ہے گوایال کچنا ہے کہ اے قالم
کئی ، میں کیاری کے مرب اب کا این چیا
کئی ، میں کیاری کے مرب اب کا این چیا
کئی ، ہے ، بدوروائر کا نائیسی
کہ ، بدورائر کی کا قشت دائی مدت نے
کہ ، سیا آخر کو کسی بالے کا ویک
کہ ، سیا آخر کو کسی بہا کے اور کہ
اس میں اخراک کو این کی جی جی بہا کے اور کہ
اس میں جاری این کے دی جی جی بہا ہے
آئی میں اس کے دی جی جی کہ رہی دی کر

دیکہ اے ہدمست ہتھرسی ادکر شہشے کوں چور فارسی شعر ائے متاخرین اور صالب کے اثرات سے ایام کی توعیت یہ ہو جاتی ہے :

ان انصار کو اِڈھے سے معلوم ہوتا ہے کہ ناجی کا لیام شعر کے مضون کو ابھرے ، اٹھے نہوں دیا اس لیے تعہدت و اعلاق سٹورہ بھی بتاول معلوم ہوتا ہے ۔ لیام سائے کی طرح بیاں بھی ناجی کے ساتھ ہے اور اس کے شاعرالہ جوہروں کو کھا وار بائے ک

ر سی و بی چی کی ان بدت بھی فائل ذکر ہے کہ وہ پر بات کو بچے دے گر سال کرنا ہے۔ اس کی اور دچین ہیں۔ انگریہ کے اس معلی کے بدیر اینام کو انتہائی میں کا چاکھ کا اور دیان کے انتہائی کی دیان کے انتہائی کی دیان پیشین معشون آئیں اور خیال بھی کہ وہ جو جائل انسین کا بھی انتہائی کی دیان کوئیل کرنا ہے وہ انتہائی اس کے قابلی تھی ہے وہ اپنا ایک اندازہ ورگ دیلے کوئیل کرنا گریہ انتہائی اس کے قابلی تھی ہے وہ اپنا کی اندازہ ورگ دیلے کی دیان پرون کی کوئیل مورک کے بھی کہ خاران ارزاد عداء کوئیل اور کاؤل سے کھی پرون کی کوئیل مورک کے بھی کہ بھی کا بیان کہ بھی کا بارسال کی گانات میں تلاش کیا جا رہا ہے ، اس لیے اس میں جذبہ و احساس اور تیر نے کے لد ہوئے کی وجہ سے شعر بھیکے ، تنزل سے ماری اور بے اثر نظر آنے ہیں۔ جہاں انہی اس اثر سے ذارا سا آؤاد ہوتا ہے اور ڈرا سا جذبہ یا دیا جا احساس رہتا ہے، انو اس کا شعر اور ارائونے لگتا ہے اور یہ صورت بھی ہے: رہتا ہے، انو اس کا شعر اور ارائونے لگتا ہے اور یہ صورت بھی ہے:

روٹھا ہے اب وہ یار جو ہم سبی جدا نہ تھا ہوئے نے وقعا ہوا کہ گویا آشدا نے تھا تمکیت حت دیکھ گر یا کا رلگ کل کا لگا جھے بھیکا س سل اس کوب کہیں سارک باد لام ہوچھا ہجا نے لاجی کا جنے دیکسها اوسے نظر بھر کر بهر کر اس کول اے اپنا سوش سوا ہوئی ہے صبح لک مکھڑا دکھاؤ کے تو کیا ہوگا اگر ایک بہر کوں مجھ پاس آؤ کے تو کیا ہوگا دیکے بلبل یہ گردش افلاک کل نے اپنا کیا گربیاں چاک لے جا ہے شہر شہر پھراوے ہے دشت دشت کرال ہے آدمی کون نہایت غراب دل مهدربانی میں ہوں با عصے سے ہــاری لگتی ہیں ہـار کی ہــاتیں له سير باغ ۽ له ملتا ۽ له ميڻهي باتيب بين یو درے جار کے اے بار بوت ہی جاتے ہیں جن کو خوباں سے آشنائی ٹیس وہ تمو ڈوبے ہوئے ازل کے ہیں ملتے تھے دم بدم ، وہ زسانے کیدھر کیے وہ بالکہن ، وہ طبور ، وہ بانے کیدم گر کہاں سے ٹم کو چنچی ہے روایت محد عادی پسر ستم کسرانا روا ہے

کیا فردا کا وعسدہ سرو قد نے قیاست کا جو درے ستر تھر کل ہے یلاجب روثه بیدل ہو کے تب میں بول اٹھا رو کر کہ اے ظالم برسے میں بھی کرٹا ہے سفر کوئی اور ناجی کول کون دے ہے جواب در یہ تیرے اگر صدا نہ کرے ہندکی زلے سیں اساجی کا لکانا اسم ہوا يا بد زامر يوني محكول بد حب الوطني بری رو ہے گل و بلبل ہے رنگ و ابرو مینا ہے چین میں دوڑ چل اے دل کہ یہ وقت کماشا ہے

تحه کوکیوں کر جدا کروں اے جاں زندگانی بہت ہی ہے۔۔۔۔اری ہے

ان اشعار میں ناجی نے اجام کو اس طور پر استعال کیا ہے کہ وہ شعری ضرورت بن گیا ہے اور لیجے میں آواز کی کھنک بھی شامل ہوگئی ہے، لیکن یہ اشعار ایمام کو ناجی کی نمائندگی نہیں کرنے بلکہ اس امکان کو سامنے لاتے یں جو الجی کے اندر موجود تھا اور جسے ایام پرسی کے جوش میں وہ اپنے تصرف تاجی اپنی غزاوں میں فرآن کے حوالے اکثر لاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے

کہ اس نے ایام کی تلاش میں ہر اس کتاب ، لفت اور علم کو کھنگالا جس سے ایهام گوئی میں مدد مل حکمی تھی ۔ اکثر غزاوں میں ایک آدھ تعتیہ شعر بھی مل جاتا ہے جس سے رسول خدام سے اس کی عقیدت و محبت کا پتا چاتا ہے۔ اس کے اشعار میں ، ایجام کے باوجود ، اس دور کے حالات کی طرف اشارے بھی ملتر یوں ، مثلاً شاہی ملازمتوں کا حال نجراب تھا اور یہ خرابی ایسی تھے کہ يان سے باہر ہے:

سب سن کر بیاں ہوا ہوں جرا کچھ مال ند پوچھ ٹوکری کا ایک شعر میں روشن انحتر بجد شاہ کا ذکر اس طرح کیا ہے : . ے فتع اوس کی جس کے سر پر ہوا روشن اغتر دکن تلک بهاوے گر بو سدد سارا

ایک شعر میں مریخوں کی شورش کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ بادشاء کی حشت ایک سیرے سے ژبادہ نین ہے بلکد خطرہ یہ ہے کد کہیں ید سیرہ ہی

له پت جائے :

ملک دکھن بیج دی دلی کے سب شہروں کو کشت مریخ اب بند میں بھیلا ہے اس میرے کی غیر بڑے بڑے ارکان سلطنت گرشہ لشین ہوگئے ٹھے اور بادشاہ دشندوں کے ہاتھ میں کٹھ بنٹی ان کہا تھا :

ے بیا تاجی جو ہوں عزلت نشیں ارکان ِ ہند دور اعدا کا تصرف متصل سب صرف خاص

دور اعدا ؟ فور اعدا ؟ نصرت مثمان سب مردن عامن اس دور بین ڈور فطاریون کے افرانو اور کالاجارت کی بن آئی تھی ۔ لاک کنور کے سکے بھائی عوش حال غان کو اگیر آباد کی صوبے داری اور پنج ہزاری منصب عمال ہوا تھا اور اس کے جوہرے بھائی تست خان مدا رنگ کو ریس کی مدح معالم اور اور تاہی کے دوائین مین انصار موجود رہی انصب مطابح اوا ہاں۔ کہ

قلمه سیخاند بن گیا تھا جس پر عورتوں کی حکمرانی تھی : جو سالا شاہ کا ہو کر کرے ظلم اس سبی ست بولو

علی کی زینت اوس کی جرت وہ بیاری کا ابھائی ہے پوا معلوم خم غانے میں تریا راج ہے ہے شک ہر ایک سجدے میں مے باں دختر رز کی غدائی ہے

ایک اور شعر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نساط پند پر جتے سہرے اور اواکین سائنت میں وہ سب نے زور میں اور اب وہ دن دور نہیں ہے جب خود بادشاہ کو مات ہی جائے کی :

ادشاہ کو مات ہو جائے گی : بسالم بند میں بے زور ہیں 'سہر بے جتے دیکھے ہوئی جاتی ہے بازی مات وہ مشتاق سب شہ کے

اور دل کی یه صورت تھی : حا ها سنه ؛ "کاشا ؛ ناھ اور مشدق م م

جا بھا سیزہ ، تماشا ، باغ اور معشوق و مے خضر کے بھی عمر بھر دیکھا تمیں دنی سا شہر

یوں تو اللہی کے کام میں منبولیوں اور واں دکھی کا ڈکریل آباد کہیں۔ سے نے آبادہ ڈکر میں مقامر کا آبا ہے وہ ابر وہے۔ اس کی ایک دوسہ تو یہ تھی کہ امام ہے آباد و کے سام امیر کا آباد کر آبام کوئی کی جائید در کمی تھی ۔ درجے آباد وہ اللہی کے لیے ایک ۱۳(۳) کی میٹیت رکھتا ہے۔ یہ افر دیوان لامی کے ہر مضعے آباد نظر آبا ہے۔ خاصی آبان تعداد میں اللمی کے خواب آباد ویوان لامی کے رمضے آباد نظر آبا ہے۔ خاصی آبان تعداد میں اللمی کے خواب آباد رفرون کے افورون کو اور انساز ہے افتہ کر تے سندی بھا کی ہو، کہیں ہماری ہو ۔ گھیں میں اس کی ہماری ہو ۔ گھیں ہماری میں اس کے لئی ہو اندی ہماری ہو اندی ہو آخری ہو آخری ہو آخری ہو آخری ہو جہ ہماری ہو ۔ اندی ہم ہماری ہو ۔ اندی ہم ہماری ہما

جسے دعوی ہو ہم سیں ہمدمی کا شعر میں تاہی

ائے کہنا ہوں بارے اس طرح کی ایک غزل کہد لا حاتم اور دوسرے ہم عصر شعرا نے امامی کے جواب میں محزایں لکھیں اور دعوی استادی کو آئیند دکھایا۔

ناجی بنیناً ایک قادر الکلام اور اپنے زمانے کے رنگ کے ایک گہر گو شاعر تھے۔ ان کے دیوان میں رباعیات نھی ہیں ، فردیات بھی۔ قصائد بھی ہیں اور مرائی بھی ۔ بخس بھی ہیں اور قطعات بھی ۔ غزل کے علاوہ ان استاف کو دیکھ کر الدازہ ہوتا ہے کہ ناجی کو ان اصناف سے گیری مناسبت تھی۔ قصائد میں ناجی نے براہ ِ راست فارسی اساتذہ سے استفادہ کیا ہے لیکن ان میں مندوستانی قضا ، ہندو اسطور بھی ایسے ہی ساتھ ساتھ موجود ہیں جس طرح قارسی اثرات ایمام میں نظر آتے ہیں ۔ ان قصائد میں زور بیان بھی ہے ، نازک خیالی اور معنى آفريني بھي - غزلوں کے مقابلے ميں عربي قارسي الفاظ کا استعبال بھي زيادہ ہے اور ساتھ ساتھ ایمام کا استمال بھی نہایت کم ہے ۔ ناجی کے ان قصالد میں تشبیب اور کریز بہی ہے ۔ تصید، برا، راست مدح سے شروع ہو کر دعا پر ختم ہو جاتا ہے۔ جہ قسیدے امیر خان انجام کی مدح میں ، آیک قصیدہ نوازش على غان كى مدح مين اور ايك غس تعمت غان سدا رنگ كى مدح مين ہے ۔ ان قصائد پر فارسی قصیده گو اثوری و عاقانی کا اثر تمایای ہے . قصائد میں جس ممارت و قدرت کے ماتھ ناجی نے قانبوں کا استعال کیا ہے وہ یتینا قابل ذکر بات ہے۔ ایک تعبدے میں "اور ہی" کی ردیف کو اٹری تی چایک دستی کے ساتھ لبھایا ہے۔ ناجی کے یہ قصائد آنے والے دور میں سودا کے قصائد کے لیے راسته معوار کرتے ہیں ۔

دبوان البي کو اؤه کر الدازه موتا ہے کہ ناجي اور اس دور کے دوسرے

شعرا نے ابہام کو گئرت سے اور قانیہ و ردیف کو سلینہ و بغرمندی سے استعال اگر کے اردو شاعری کی روایت کو بہت کم وقت میں بہت آگے بڑھایا ہے ۔ اگر آبرو و ناجی وغیرہ اس دور میں سنجیدگی و جگر کاوی کے ساتھ یہ کام ند کرتے تو ریخند کا اقتدار فارسی پر اثنی جاد فائم ند ہو سکتا <sub>۔</sub>

ناجی کے مرابعے بھی اس دور میں تئی اعتبار سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ تدیم بیاضوں میں اس دور کے جو مرثبے ملنے ہیں وہ بگڑی شاعری کے ذیل میں آئے ہیں لیکن الجی نے مرابع پر بھی اپنے نقوش ثبت کیے ہیں اور یہ مراثی تاریخی اہمیت کے حاصل ہیں۔ اب تک چونکد مرائے کی بیئت مقرر نہیں ہوئی تھی اس لیے ناجی کے کچھ مرثبے غزل کی بیئت میں ہیں ۔ ایک مرثبے میں ناجی نے ایک عاص میثت وضع کا ہے ۔ یہ مرثیہ بظاہر مرابع کی میثت میں ہے لیکن شکل بدلی ہوئی ہے ۔ پہلے بند میں چاروں مصرعے ہم قافید ہیں ۔ اس کے بعد کے بندوں سی پہلے ٹین مصرمے ہم قالیہ بین لیکن چوٹھا مصرع پہلے بند کے چوٹھے مصرع کا ہم قانیہ ہے اور بھی صورت آئے کے ہر جد میں رکھی گئی ہے۔ اس طرح قافید کی مناسبت سے سارے مرثبوں کو ہیئت کے اعتبار سے ایک ربط دیا گیا ہے۔ اس میث کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کو بیان کرنے میں شاعر کو غزل کی بیت میں لنگی دامان کا احساس ہو رہا ہے اسی لیے اس نے ایک ایسی بیئت اختیار کی جس سے ایک طرف غزل کے آہنگ کو قائم رکھا جا سکے اور ساتھ ساتھ بہ ہیئت بھیل کو مفید مطلب بھی ہو جائے۔ مرثبے کی بد بیثت ناجی کی ایجاد اور ناریخ ِ مرثیہ کوئی میں ایک اضافر کی حیثیت

رکهتی ہے۔

لسانی سطح پر ثاجی کی زبان ، املا اور تفظ میں وہی خصوصیات ملتی ہیں جو آبرو کے بان ملتی ہیں اور جن کا مطالعہ ہم بچھلے باب میں کر چکے ہیں ، البته چند باتیں آبرو سے الگ اور قابل توجه یں :

(1) ناجى نے ایک نئے طرینے سے "غزال" كى جسع "فزالے" بنائى ب - ع:

"غزالے دیکھ اوسے کئے چوکڑی بھول"۔

 (۲) "سجانا" مصدر سے "سجایا" ماضی مطلق بنایا جاتا ہے۔ ثاجی نے "سجایا" کے بجائے "سجا" ماضی مطلق کے طور پر استعال کیا ہے ع "کہه ، تیرا اے لال چیرا آج یہ کئے سجا" ۔ مضون کے ہاں بھی

یمی صورت ملٹی ہے ، ع ; "سین جب سے تم لال چیرا سجا" ۔ (r) علاست اشافت کے لیے " ہے" کا استمال دکنی ادب میں تو ملتا ہے لیکن ثبال بین عام طور پر زیر لگایا جاتا ہے۔ ناجی نے کئی اشعار میں علاست اضافت کے لیے ''اے'' استبال کی ہے، سناؤ ع '''کہڑا ہے یک قدم پر سروے آزاد'' یاع ''ایہ 'کس کی مصلحت ہے اے شہرے ۔ '''

(پہ) الاہمی کے ایک جگہ ''سجد'' سے ''سجدئیت'' بنایا ہے ع ''سجدئیت' کا مزا ہم تھا کد الدانی تھی'' ۔ یہ وہی رجحان ہے جس سے آگے چیل کو ہے شار الفاظ وضع کیے گئے ہیں ۔

پر نے بھی متعاول ہے ، آبرو کے بعد عاکر لابعی اس دور کا اہم شامر ہوئے پر نے بھی معدود شامر ہے جس نے نہایت سیندگی ہے شامری میں بھی کاری کا کار اس کارسے کے کری کا فادورائے کا تھی اعمار کے بعد افراغ ہوئے سالان میں فئی امسل کے شعراک کو اپنے لیے با راستہ الائن کرنے پر بھروکیا ۔ نامی امس دور کے لئا شامروں میں ہے ایک ہے جس نے قبالی بعد میں اورد شاعری کو ، اس ایشان فدر میں ، ایک امواد نشر

س بیدان دور میں ؟ ایک اعتباد ہما ۔ ایمام گوئی کی بنیاد رکھنے والوں میں تیسرا شاعر شیخ شرف الدین مضبون (م مرم ۱ مف ۱ مرم ۱ عرب ۱ عرب ۔ مضمون نے اپنے ایک شعر میں غود اس بات

ق. میر عبدالحی تابال نے مغمون کی ونات پر نظمہ 'ازخ وفات لکھا جو پانخ اشعار پر مشتمل دیوائی آبان (س ۱۶۰ - ۱۶۰ ، مطبوعہ انجین ترتی اردو اورٹک آباد ۱۹۲۵ م) میں موجود ہے اور جس کے آخری شعر کے دوسرے (چند مائید آگر مختل کے مختل

کی طرف اندارہ کیا ہے :

ہوا ہے جگ میں مضون شہرہ تیرا طرح ایام کی جب میں تکلی مشمون بلج مواکبر آباد کے بور آیاد اور باہا فرود کیج مشکر کی اواد دیں ہے تیں ۲۰۱ آباز دو شعروں میں اس است جدی کا طرف بھی اشارہ کیا ہے: کوری کیوں ادشکر لیوں کو مرید کہ دادا بارا ہے بابا فرسد

لیے تیران سے دے مصوری کوئیٹھا کہ ہے فرانسد وہ گئے شکر کا شروع جواتی میں شاہجیاں آباد آ کر زئین السابقہ میں شکرات انتخار کو لی تھی ۔ ۴ ساری صدر اسی سجد میں رہے اور چیں واٹ بائی ۔ سرنے کے وقت دوست اجاب جد تھے اور قباست کا ذکر کر رہے تھے ۔ ان کی بالیں من کر مصوری نے بد میر راجا اور ایس کے ساتھ روح پرواز کر گئی ۔ ان کی بالی من کر

شور عشر سیتی واعظ تد ڈرا مضموں کو ہجر کے صدمے اٹھاٹا ہے ، فیامت کیا ہے

مضون، سراج الدین علی مان آزار کے داکر دیے اور کیو اکار کے سبات کے سازے دالت کر کئے ابھی اس ایے آزار الدین ''فامیر سیادات'' کرنے تھے ۔'ا؟ طبئہ طریق، یہ بشائل بیشنل اور علیل آزا تھے۔ میر نے لکام بے کہ عائلہ اسان سان میں کری دو سو دیں آن کے دوان میں ہوں گے ۔ شائلی شاڈ فائن میں تھے۔ میں کری دو سو دیں ''کہ مشمون' کم گو لیکن خوش فکر تھے ۔ خود ایک غیر میں

(باتيه حاشيه صفحه گزشته)

مرسی کے خلیج فیہ القبادی میں دور (فروہ - جدوم) رائد میرے کی بادر اللہ میں کہ اللہ میں کہ

اپنی کم گوئی کی طرف اشارہ کیا ہے:

درد دل سے جس طرح بیلر اٹھتا ہے گراہ اس طرح ایک شعر مضمون بھیککھے ہے گاہگاہ

مضون کا دوران الحالاب ہے۔ شختہ آلیاگروں میں جو اتصار ملتے ہیں ان کے مضافے مصفوف کے دور الحالات کی دور ایک کی ان کے مضافے کے دور الحالات کی د

٣٠٥ ـ به دار يهى كامل كو مرائع سوا منصور يه كتسه به مسل آخ مضورت يمكر كر ترا الم مي روب شفي عي يعون يو كيا ليكن يعراد ني كرا الها نشور دير كيا ليكن يعراد تربي قال اگر نهي تو نهي يوريا تو يه نشر آنا ايني و مساء رو كورن كسروت يه يهي به سهالت خاصا كسروت اين يه يهي به سهالت خاصا درا مكه يه سياسيات آندايه در ترا يم يه يه مساحت اندايه در ترا مي مي مساحت كي ما اندايه در ترتي شري مي ما يه مساحت المساحد الدور ترتي سياد مي كاميا در ترتي شير مي ما يه مساحد المساحد المساح

الا انسبا کے انسان کے نے امال سائم آئی ہے کہ کسمی ایک خصوص فیلیں بنا قالو خصوص دو جو ہی واقع دو کو رہے ہو ان دو کو رہے بنا قالو خصوص دو جو ان دو کہ واقع دو کی دو ان دو کہ واقع دو کی دو گرائی کے مسلمی میں آئی اندر کے اس اور بائی خواجہ کے دو اندر کیا ہے اور بائی خواجہ کی دو اندر یا بعد اس اور کے دائم کے دو اندر کیا دو اندر کیا ہے دو اندر کے اندر کیا ہے دو کہا ہے دو کہا

اگر مضمون کے یہ اشعار آبرو کے کلام میں ملا دیے جائیں تو شناغت دشوار : 5,00

یت کل رخاب کا بسوا رنگ زرد سجن جب سے تم لال جسرا سجا خوبوں کو جالتا تھا گرمی کریں کے عبہ سے دل سرد ہسوگیا ہے جب سے بڑا ہے ہالا جس طرح سے رہے مال کے اوبر کالا یوں رہے زاف ترے مند کے اوپر مار کے پیم الله دینا غیر کو الزدیک آئے اكسر بسوتا وو لسؤكا دور انديق کہا طفان کی غاطبر ریخت کسو وكرام عدر كينا لاسر كا

بكے ہے اس قدر واعظ شب و روز

لگا ہے بھوت گےویا اس کے ویڈ کا جاں وہی مزاج ، وہی الداز ، وہی طرز ہے جو آبرو کے ساتھ غصوص ہے اور

اس طرز میں اس دور کا کوئی شاعر اس سے آگے نہیں ٹکلتا ۔ بی صورت مضمون كے ان اشعار كے ساتھ ہے جہاں وہ ايمام ميں احساس و جذبہ كو شامل كرتے بین لیکن بیان بھی وہ آبرو سے بیتر شعر نہیں کہد پانے۔ مثارید شعر دیکھیر . ہم نے گیا گیا لہ ٹوے غم میں اے عبوب کیا

مبر ایتوب کیا ، گرید" بشوب کیا میرے بیفسام کو تبو اے قامسد کیر سب سے اس جسدا کر <u>ع</u> چلا کشتی میں آگے سیں جو وہ عبوب حالا ہے کبھو آلکھیں بھر آئی ہیں کبھو جی ڈوب جاتا ہے يسه ميرا اشك قاصد كل طرح اك دم نيين تهمتا محسی بیتاب کا گویا لیے مکتوب جاتا ہے یار کے اسول کسو نہیں ہے تماد اس سبتی دل محسوب بےقسراری ہے کر حرف حق زبال سے ہاری کبھو سنے المبوال ابتنا دیکھ کے صلاح سر دھنے کیا سجھ بلبل نے بالدہا ہے چمرے میں آشیارے ایک تمو گل بے وفا اور تس پسہ جمور بانخیارے

یہ اچھے ۽ مناف ستیرے نہ علی در طبق بہت ہوتے ہے۔ یہ اچھے ء مناف ستیرے ، شکات انساز شرور یں لکن یہ شعر چولکہ آس دور کا یک عضوص مزاج اور وغ کل بوشکر ار بے بین جو ابرو کے مزاج میں علول کو کچ کے جہ اس لیے بسائسار بھی آبرو کے دارے سے بالز مجب لاقائے ملاقے کے ملاقے توقیح اور تبذیبی عوامل اس طرح اداب و شعر میں ظاہر وہاتے ہیں اور دوابت

کش ہو جاتی ہے:

گدا ہو کرکیا مت کو ، الی تدریف الڑکون کی کہ ان باتوں شی مضمون ترا اسلوب جاتا ہے اگر ہائوں تو مضمون کورے رکھوں بالدہ کروں کیا جو تین لکتا مہے بات کیا ہموا جو خط مہا پڑھتا تمین

ب پہوا جو جے میں پرمت ہیں جااتیا ہے خوب وہ مضبون کو ایک شعر ولی دکنی ہے منسوب کو کے اکثر دلیل کے طور پر پیش گیا

بہت عمر وی د تھی سے مسلوب مو نے ، امار دنوں نے طور پر پیش ب چاٹا ہے کہ ولی دکنی بدشاہ کے عہد میں دلی آئے تھے ، لیکن یہ شعر مضمون کا ہے: اس گدا کا دل لیا دلی نے چھین

کوئی کہے جا کر بخد شاہ سوں

میں چلا افسوں کسی کا جن افیار وہنسہ اس کو ہوا جسادو مہا مصطفئ نمال یکرلگ بھی مضون کے معاصر اور افھاں کے طوز میں شعر

مجھیں عدل پر در بات بھی محموں کہتے تھے ۔ بیتلا نے اکتا ہے کہ ''اگرچہ اس کا طرز کلام شرق الدین مضون کی طرح مے لیکن تصاحب بیان افور ٹارگر مضامین اس سے زیادہ ہے۔''ا'' جانم نے ''دریوان زادہ'' کے دبیاجے'''' میں ان کا نام غلام مصطفی لکھا ہے اور میر ۲۳ ، گردیزی ۲۳ ، قام ۲۵ ، شفیل ۲۳ نے مسلمیلی خان لکھا ہے اور یعی صحح ہے ۔ خود بکر لک نے اپنے ایک شعر میں اپنا نام مصطفی خان ظاہر کیا ہے : اس کو ست برجھو اوروں کی طرح صصطفیلی خان آشنا یک واٹک ہے

برگرگ ، فائل جہان لاوم کے لیم اور قد قداع مسید بارق ہے مدا ماسی دوران کے ساقی کے ساقی کے اسلام کا ایک بوران ایک امار زیاد کے طور ان قدر کرنا ا \* اور یہ یہ ان اس ایے مصح ہے کہ اسرام کا ایک بوران ایک کا دوران قدر کرنا ا \* اور یہ یہ ان اس ایے مصح ہے کہ اسپرکٹ \* کی نظر ہے کہ دو دویان کر بر میں اس اس کے بدو کی ہے کہ وہ مسلمات کے دویان کے بر میں اس مرح ہے دی ہے کہ اساد کی تعداد کے دیا ہے بر بیان ہے اور میں اس ملاح کی بیان کے اور ہے مصح مسلمات کے برائے ہے اور کہا کہ مال وقات معلوم تجین ہو سکا \* ارو سے اس محسول میں

یکرلک کا کادم ایمام کے رنگ میں خوان میں کوئی نیرزا نہیں یکرلک کا کادم ایمام کے رنگ میں ضرور ہے لیکن اس کے بان ایمام کی وہ مذید صورت نہیں ملتی جو آبرو و نائیمی کے اینان الحق آئے جہ قدیم زان اور ہندی اثرات بھی النے کہم ہوگئے ہیں کہ اے مظہر اور مشمون

ف ـ آبروکی وفات ۱۹۱۳م/۱۹۱۳م مین ، مضمون کی ۱۹۱۳م/۲۵۰ - ۱۹۲۳م مین دول الله التنباق کی ۱۹۱۰م/۲۵۰ - ۱۳۲۸م مین ، قائز کی مغر (۱۹۱۵م شی ۱۲۵۸م به بیرونی - قباساً کنها جا سکتا چه کد چه عمر بکرلک کی وفات بهی آگے پیچهی کم و بیش بار ایخ سال کے عرصے میں بوئی بوگی ۔

می بازی خاص در دون دون به است به می بازی خاص دون به به است به می است به می بازی به می برد وقت دون به به به می به

بیان ایک لیجہ اور احساس و جذبہ کے اظہار سے پیدا ہوئے والی نے سائنگی مصورہ ہوئی ہے۔ ایک ایس ہے جاندگی جو اچام کے فوراً بعد کی شاعری کا طرفہ امتیاز ہے۔ یکرنگ کے بان سر ایجام کا نہیں ایک ایجام شعر کا تاہی ہے۔ اس لیے مضورت کی طرح بحراتک کے بان بھی ایک شکنگ کا احساس ہوتا ہے۔ اس لیے مضورت کی طرح بحراتک کے بان بھی ایک شکنگ کا احساس ہوتا ہے۔ اس لیج رنگ ایجام کے بہت شعر دیکھیے :

تجھ زنف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال یکرنگ کا سخن میں خلاف ایک مو نہیں مهر ست برجه بیارے اپنا دشمرنی کوئی دشمن بھی ہو ہے اپنی جال کا بارسائی اور جوانی کیوں کے ہو ایک با گہ آگ ہائی کیوں کے ہو اگر ہے جا کے کالوں میں ہتوں کے سغن یک رنگ کا گویا گہر ہے مجه کو معلوم یوب سوا کل مے بھول جاتے ہیں اس سے دولت مند جدائی سے تری اے مندلی رنگ مجھے یہ زلدگانی درد سر ہے

یہ دوئوں رنگ سخن یکرنگ کی شاعری کے عبوعی رنگ ہیں۔ یکرنگ ادھر بھی یں اُدھر بھی ۔ اسی لیے ان کے کلام میں کوئی ایسی انفرادیت نہیں ہے جو انھیں آبرو و ناجی یا آنے والر دور کے شعرا سے متاز کر سکر ۔ عبوری دور کے شعرا کا یمی مندر ہے اور یکرنگ اپنے سارے ایہام کے باوجود عبوری دور کے شاعر ہیں۔ یکرنگ کی ڈبان صاف ہے۔ ماورے کی رجاوٹ اس کے کلام میں مزا دیتی ہے اور خصوصیت نے مان معر کا دوسرا مصرع اپنی پرجستگی و بے سائنگی کے باعث

ستے ہی زبان پر چڑہ جاتا ہے ۔ وہ اشعار ، جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں ، پڑھے اور دیکھیے که دوسرا مصرع پہلے مصرع سے کہیں زیادہ چست ب اور سنتے ہی ذہن میں مفوظ ہو جاتا ہے۔ مثار یہ مصرعے دیکھیے :

کوئی دشمن بھی ہوگا اپنی جاں کا

سب خوبیاں میں تم میں ولے اک وفا نہیں

ہم تو ترے فراق میں اے بار مر گئر ند کر غم اے دوائے عشق میں ایسا بھی ہوتا ہے

کیا کرے ہائے اسے طاقت گفتار نہیں زلدگی کس کو جہاں میں کھیو در کار نہیں

ء سخن بكرنگ كا كويا كبر ہے ع مجھے یہ زلدگاتی دود سر ہے

یہ ایسے مصرعے ہیں جو عام و منداول جذبات کو زبان دے کر ہارے احساسات و خیالات کی ترجانی کرنے لگتے ہیں ۔ بکرنگ کے کلام میں اسی لیے

ایک ہلک سی خوشبو کا احساس ہوتا ہے :

اسین قد اسس کیام کو عادر میں تاتی اور کے پیام میں تحقیق اسے انداز مصدورت نوب کے اس میں تحقیق اسے اندیزی مصدورت نوب کے آمید میں بعد فرکو میں کہا ہے۔

دور میں اور کا کے بین واضاع الحداث ان کا راکز میں ان ان کے قصائی آور کی اور میں پر آب دور میں پر آب میں اندیزی میں اور میں دور میں پر آب میں اندیزی مورات میں دور میں پر آب میں اندیزی مورات میں دور میں دور میں دور میں دور میں دور کی میں میں میں دور کے مطابق میں اندیزی میں میں اندیزی میں میں اندیزی میں میں اندیزی میں اندیزی میں میں اندیزی کے ماندیزی میں میں اندیزی کے ماندیزی کے اس میں میں میں اندیزی کے اسے میں میں میزور دیگی ہے۔

جہ اندیزی کی کی میں میں کی کی کی کہ میں میں اندیزی کے اسے میں میں اندیزی کے اندیزی کی کہ اندیزی کے میں دیزی کے اندیزی کے اندیزی کی کہ اندیزی کے جدید برائے۔

کھول کر بیند تبا دل مرا غیارت کیا یہ معار قلب دلیر نے کھلے بندوں کیا چکا زائد مشکوں میں پر ایک اور گونواروں کا گھٹا کی شب بسرات النہ کاشا ہے طاوروں کا آوقا خط کا جدال کے سب بسرے دلیا کیکھنا اس کا تہ ہو بارب نصیروں میں لکھا

اے میاں کے مولے کر ہے ہم کیمی تلوار درسیساں ہے نگہ کی تینے کے سے کٹ گیا دل نین سے چاہتا ہے عبور بہا دل سبا کمبو اگر جاوے ہے تو اس شوخ دلیر سوں که کرے قول پرسوں کا گئے پر سوں ہوئے برسوں مع اوس دین کا یوں گئھلا ہم پر تبستم سے کہ ان میٹھے لباں کوں یہ جگہ بوسے کی خالی ہے کوئی تسییح اور زنار کے جھکڑوں میں کیا ہولے یہ دونوں ایک ہیں آپس میں ان کے بیج رشتہ ہے اگ سی سبرے دل کنو لگنی ہے جل رہا ہوں منا کے ہاتھوں سے یہ مضون خسط ہے احسن اللہ کہ حسن ماہ رویازے عارض ہے اودهر لگے کی تینخ اور ایدهر سنارے آہ اس کشمکش سیب عمر بیاری بھی کے گئی

ان اشعار میں وہی خیالات ، وہی مضامین اور وہی رنگ ِ سعن ہے جو آبرو و ناجی کے کلام میں سلتا ہے ۔ یہ سب شعرا اسی تہذیبی ماحول سے قوت خاصل کر رہے بھی جس کی ترجانی آبرو نے کی ہے ۔

یس صرت مدا رق آند آنشان (بردی از دارید بردیم) " کے گام بین بطل آن ہے ۔ فد فی آند آندانی او بدل اور اندیمانی بازی نوب میسا کہ "اکتابی بین" میں کامیا" میں اندیمانی میران بدل میں اندیمانی کی افزائی میں کار آزاد میران بازی بین بازی فد آن آن کیا ہے اور اندیمانی کیا ہے کہ جب بد قد اندیمانی میں اندیمانی میں اندیمانی کی مال کے اندیمانی میں اندیمانی میں کیا ہے کہ اندیمانی میں اندیمانی کی میں میں میں میں اندیمانی کی اندیمانی کی اندیمانی کیا ہے کہ اندیمانی کیا ہے کہ اندیمانی کی میں میں میں کامیران کیا کہ اندیمانی کیا کہ اندیمانی کیا ہے کہ اندیمانی کیا کہ اندیمانی کیا ہے کہ اندیمانی کی میں کار میں کرنے کے اندیمانی کیا کہ تاہمانی کار دوران کرنے کیا کہ تاہمانی کہ بدائی کو آخری اور درسری فرائی بدائی میں کہ بدائی کو اندیمانی کرنے کار دوران فرائی دوران کے دائیمانی کہ بدائی کو اندیمانی کرنے کار دوران فرائی کرنے کار دوران فرائی کرنے کو اندیمانی کہا ۔ دوران کیل کے دوران میرنے کہا پاوجود اشتیان کے بان بھی امرہ، شراب اور اس قسم کے موضوعات ملتے ہیں : لاکٹوں کے ہتھروں کی لکے کیونکہ اس کو چوٹ بر ایک گردیاد ہے مینوں کو دھول کرٹ دوبالا ہوگی مخموری میٹ الکھوں کو ملتا ہے پاللہ اور بھی ہے نے حجرے بید دور چلتا نے

زبان و بیان پر بھی وہی اثرات کارفرما ہیں جو آبرو اور اس دور کے دوسرے شمرا کے پاں نظر آنے ہیں :

آخر تو ہوئے گا ٹیاؤ ٹیاست کے درن پیا مجھ بات سے چھڑا کے جو دامن جھٹک گئے اب اشتیاق کیا میں کروں راہ عشق طے ایک تو پڑی ہے سالع دوجے بائو تھک گئے

چىنستان شعرا اور گشن بىند میں اشتیاق کی ایک ایک غزل درج ہے ـ ان غزلوں میں بھی ایمام کا رلک نحالب ہے ـ

پن رنگ میں منافقہ ہی آمریوں کا بھی۔ یہ دون میر ساتھ ہیں ہے۔ یہ تو یہ کرمی ہی گا ہے۔ یہ دون میر ساتھ ہیں گے۔ اور اپنے کے بعد انجوا ہے۔ اور اپنے کے اکام کے آگا ہے۔ آمریوں کے بحث الاقوال کے کہنا ہے اور اپنے میں مدروں کے آگا ہے۔ آمریوں کے بعد آغران کے کہنا ہے۔ اور اپنے میں مدروں کے انجوا ہے۔ آخرہ میں میں مدروں کے اپنے میں میں اپنے کی اس میں مدروں کے انجوا ہے۔ یہ کہنا ہے۔ اس مدروں کی افغان کی اس مدروں کے افغان کی میں مدروں کے افغان کی میں مدروں کی دکھا ہے کہ مدروں کے انجوا ہوں کی بھی مدروں کی دکھا تھی کہنا ہم مدروں کی دکھا ہوں کہ مدروں کے دکھا ہے کہ مدروں کے دیا ہے دکھا ہے کہ مدروں کے دکھا ہے کہ دوران کے دکھا ہے کہ دوران کے دیا ہے دکھا ہے کہ دوران کے دکھا ہے دیا ہے دکھا ہے کہ دوران کے دیا ہے دکھا ہے دیا ہے دیا ہے دکھا ہے دیا ہے دیا

کاچهلا شعر ید تها آه : واقد جو سر لوح ترا لام له پنوتا ٪ برگز کسی آغاز کا انجام له پنوتا

یہ دیوان اب تایاب ہے ۔ غنلف تذکروں میں سعادت علی امروبوی کے جو اشعار ملتے ہیں ان میں ایہام کا رنگ غالب ہے : بیار ہے جب رئیب لیڑنے بہت

ہار ہے جو رہیب لڑے ہیں۔ ہم ہارے نمیب لؤتے ہیں۔ ہمیے کی طرح دارو کے شیشے زبان مال ہے کہتے ہیں ہی ہی البلز رُو لگ سم قست بسرے ایس دام سید بسودان بین میرا اس کی آگوی ہے برین برای کمور دی بین میرا اس کی آگوی ہے برین برای کمورٹ کم افراد دو ایازوں بین وجا ابور سست کیا جد آئے دی دان آجا ویار ہے جانے کی فری ابھی کسر کی قاب نین کمول گویا چنے کی فری ابھی کسے چوہوں دان ما پوری کیا زائوں بین رات ایک چو شاہم سو دن ایس دائل ہے چاپ

ان التمار میں کوئی ایسی منفرد تمصوصت نہیں ہے جس پر الشہار رائے گیا جائے۔ یہ میں رنگ حائی ہے جو مختلف رنگری میں مل کر ، کبھی پانگا گیجی تیز داس دور کے فلنف تمرا کے بارائز پر ویا ہے۔ میں صورت پکرو کے پان ملتی ہے لیکن وہ ایک طرح ہے ان سے نختف بھی ہے۔

بہ خطالفیاب بکرو (وافت الل جہ: ۱۸ رہدرے) کا کا ڈاکر ساملر پشاکرہ الکاروں نے شور کیا ہے لیکن ان کے بارے میں کسی افسہ کی مطربات فراہم نیس محمد میں ان کے حالات سے افسی کا خطب کا خواہد کر کے سرت اللہ الکیا ہے کہ دو این باز عالمی روشہ میں دیکیا تیا ہے۔ بکرو کے بازے میں مطربات کا خواہد ہیں جانے کا میں ان میں اس کے اس کے بازے میں جو الرائع میں اموران میٹار کے ان یعنما ہوا ہے ۔ اس کے مطالعے ہے مطرباتی خواہد کو دو طبیع میں دیکہ ان کا امار کے ساتھ ہے کہ ساتھے ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیلی میں رہتے تھے لیکن ان کا اُسل وطن سنام تھا : کرو گئے بے وائل جان جو مم اس طرح سینی

کرو کے بے والی جان جو قم اس طرح سیتی تو یکرو چھوڑ دہلی راہ تب ستام کوں لر کا

دو بحرو چهور دایی راه نب سام دون نے ا ایک اور شعر میں بطور ایہام اپنے وطن کی طرف اشارہ کیا ہے: جبی ہو وصل بالسی سے حصار پیربن (هو) تب

ہم آ بھر سال میں ہے ، نہمہ آ پرکز سانے کا پائسی ، مصار ، سنام ، بیانہ بہ سب بولی کے قریب اور مینٹوسٹالی پیجاب و پر بالد کے ملائوں میں والے ہیں - یکرو ، آبور کے شاکر دتمے اور یکرو تمنٹس بھی ایر بھی کا دایا ہوا تھا ، میں کا انگیار یکرو نے آبور تمنس کے اس بد میں کیا ہے:

ملت میں فکر رہند میں دل مرا رہا اب تک بھے القامر الدر ملا اسہ انہا استاد آبدو ليب غلص مراكب یکرو ہوا ہے تب سین مرے راگ کوں جلا

اس سبر کوں اولها کی تنشل کیا گرو

آبرو نے بھی بکرو کے ایک مصرع پر گرہ لگائی ہے : دعا کرتا ہوں سن کر آبرو یکرو کا یہ مصرا

"الرمے پیوستہ ابرو کیوں نہ ہوویں مسجد جامع"

یہ غزل دیوان یکرو میں موجود ہے ۔ اسپرنگر نے بھی ایک ''دیوان یکرو'''ہ كا ذكر كيا ب اور لكها ب كه اس ديوان كا بهلا شعر يه ب تُجه جان و دل كو للت داغ ِ جكر ديا

ہر مو سیرا زبان ہے شکر تعدا کیا

لیکن یہ شعر موجود، دیوان میں نہیں ہے ۔ اسی طرح تذکروں میں یکرو کے گھیں اشعار ایسے ملتے ہیں جو دیوان میں نہیں ہیں . شاو . ہ دل یہ میرے داغ ترے ہجر کے گئی

کتے میں جن کے عسر مری سب گزر کئی <sup>ا</sup> کھر زلیخسا کا جا کیسیا روشن الم كيا لور ديسدة يعقسوب

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یا تو یہ وہ اشعار تھے جو یکرو کے اپنا دیوان مرقب کرنے وقت قلم زد کر دیے یا پھر یہ اشعار اُس دیوان میں موجود تھے جو فائم ہو گیا تھا ۔ خوب چند ذکا نے لکھا ئے کہ ''کئی مطبہ اپنی منتخب غزلیات کو جع کیا (اور) ایک منصر دیوان مرتب کیا مکنر خائم ہوگیا ۔ جب اس نے دیکھا کہ تدبیر تقدیر کے موافق نیس بے تو اس الاشاعری ترک کر دی ۔ ہ

دیوان بکرو میں آبرو کا ذکر کئی اشعار میں آیا ہے:

سن آبرو کا مصرع یکرو بسوا ہے لکڑے اک بار پھر کے گہہ لے اپنی زبان سے کیا خوب یکرو بھی آبرو کے سخب سن بسوا خسراب اس عاشتی کے ایج ازاروں کے گھر گر پکسرو ست آبسرو کے سخن رووتا ہے زار وے صافق کے بائے زسانے کسدم کار نیں کیدے وے برگے اور کی بات جو گوئی طالب ہیں یکسرو آبسرو کے ے فیشور آبسرو سیب سیری نظر بلنسد اب کیونکے ته ہووے یکرو مجھ فکسر گون رسائی

میوان پجرو کے مطابق سے باسر اس میں میں میں میں میں میں میں میں کے انہاں تھائی تو ت کے المبارا کے امر وائے کہ اللہ کیا ہے۔ کہ اور المداد اور کا الراب کیا اور حداد اور کا الراب کیا اور حداد کے المبارات کیا در حداد کے اللہ کیا در اس کے ان کیا کہ اس میں کہا کہ کہ اس کے اس کیا ہے۔ بکر اور الان کیا کہ کہا کہ اس کے اس کیا ہے تو دل کی ایک میں کہا کہ کہا ہے تو دل کی ایک میں کہا ہے تو دل کی ایک میں میں اس کے ان کا در اس کیا ہے تو دل کی ایک میں میں میں میں میں کہا ہے تو اس کیا ہے تو دل کی ایک میں میں میں میں میں میں کہا ہے تو اس کے اس کیا ہے تو اس کے اس کی دور کیا ہے تو اس کی اس کی میں میں میں میں میں میں کہا ہے تاہد اسکوئی میں کہا تھا ہے کہا ہے جہا تھا ہے تاہد اسکوئی میں کہا تھا ہے کہا تھا ہے تاہد اسکوئی کہا ہے۔ میں کہا تھا ہے تاہد اسکوئی کہا ہے۔ میں کہا تھا ہے کہا تھا ہ

کیوں صحبت بداں میں نکو روئے بیٹھ کر بدائے ہے طسور غم سی یکرو کا جی گھٹا مجھ کوئے واصنظ اسکسو تصبحت کر بسار جس سے ملے بنسا وو نی

لنظ "لکو" ثبال میں سوائے ہمیدا اللہ عان مبتلا کے ، جس نے زمین ولی کی پیروی میں اسے ودیف کے طور پر استمال کیا ہے ، کسی دوسرے شاعر کے پان لللر نہیں آتا ۔

یکرو کے پان ایہام کا وہی رلک اور انداز ہے جو اس دور کے دوسرمے شعرا کے پان نظر آتا ہے۔ شاہ یہ چند شعر دیکھیر :

رفیان آگ سب جل کو ہوئے راکھ
جیم لک گرم ہو صائف لین گھرا
جیم
در انگیان کا در دیکھ دیالیا
در ان انگیان کا در سے شوالا
در ان ان ہو گیا ہے شوالا
در کے گیا جھ کرنے در ایا ایا
در کے گیا جھ کرنے در ایا بیار
دے گیا جھ کرنے در کا بیار
جھ مت قدم ان گورنے بیاری کا
اور کون دندانی در سے کے
دیالی ان جانے کا نی جانے کا

كها اے سم بر تيرے سوا كوئى ياد آتا ہے مهارے شوق مینی دل ہے مالا مال عاشق کا کُل بدن بائے ہم سین کھوں روسا ہم ترا لڑکے نئیں لیا ہوسا جهلکار مجھ دست کی دیکھی ہے جب سی لالا گاتسا ہے رشک سیٹی لوانے ہوا ہے لالا جہاں جالا ہے صاحب حسن رکھتے ہیں عزیز اس کوں نہیں متاج یوسف مصر میں ماں باپ بھائی کا دیکے زہرہ جیر کا چاہ زائخ گر پڑے شیخ اگرچہ سو باروت کیوں ترازو لہ تیے سڑکاں ہو دل سارا چلا تها عشق کی باث آتش عشت میں رہا تھا دهنس دل مرا ہے صنم سمندر آج کیوں نہ ہوں ماہ آساں سے خوب دلبریا کا ہے لمام عالم چند ليا ہے گھير تيرے خال و خط نے لعل شيرين كون الا تدهار كون آكر مكر يه بند كا لشكر چشم سیری سیس چلی تبدیارے جب سے بھڑا ہوں تب سے اے سرود باه رو آ سلو شنایی سی پېر سين تن منين ريا تيب ماس سرو قد تجمه لگاه کی اسوکیپ سال و مد دل منیس ربے پیس سالع ديك يه م سر س جاسه سلمل عوش قدال باته كسو گئے بيب سل ست سبک جان شعر یکبرو ع ہر یک سمبراع سرو سوزوں ہے پنج جائے ہے سرعت میں جہاں تہال غنزل سیری ہے اے یکرو غنزالی

جگٹ کے خوبرو مارے تری الکھیاں کے مارے ہیں گد تم تو اک اشارے سے کرو ہو ماہ کے لئیں شق مبھی پینمبران پیشیں دلوں کے بیچ آئے ہیں محمی ہو شاہ ان کے اور اے سب سل تری ہنتی نے شامی مقدد و احساس اسام گذار کے وجد حد سد

اس دور کی فلئری میں بیڈور الے میں مال لری ابھی ہے۔ اس لیور کی فلئری دسکاری کا بمولد او بن کی لیکن شامری نیوں رہی۔ بی سورت شام طور اور کارو کے بان مالی ہے۔ لیکن جہاں اییام جوو شعر این بیا ہے یا اییام کا اگر ایک حد لک میں جہا ہے وہاں بلئے کے ابھر نے سے شعر کی رنگت لکھر جاتی ہے اور شعر کا یہ رنگ ہو جاتا ہے ؛

جب آئر چرا جو اسی ایان رؤند أن است الم بیرا جو اسی جو آئی بیداشتری کاردگذر دور نوین جو اسی برواند کردی در بیرا خوابد کردی در بیرا خوابد کردی در بیرا نام جو است کار می است کاردی خوابد کردی می است کاردی کارد

## سن سے کاکل کی تشنگ اس بجھے جی کی ہے اساگی ہے۔

یکرو کے متن ترجیح تند بھی لکھے ہیں ، ترکیب بند غمس میں چند مرابے بھی کہے ہیں۔ ول کی طراق کے علاوہ ابنی عزاران کا خمسے بھی کیا ہے لیکن یان بھی وہی النداز اور وہی رلگ ہے جو ہمیں اس کی غزاون میں نظر آٹا ہے۔ یکرو کے ارشارت میں سجاد کے ایاں ایام کی یہ صورت نہیں ہے۔

سر به حداث از مودنان داره . آن دا در امراه این در در امراه این امراه کرد می امام کرد میران امراه کرد میران کی در اس کا چید میران کی بعد را به کی بعد امراه کی داده کی بعد را به کی بعد امراه کی داده کی در بعد امراه کی در امراه کی در بعد امراه کی در امراه کی د

وقت ع 101هم/ 2010ء على بين لكها تنها - خواجه لمسترالدين خان نيان (م 1119ء) ۱۸ مان ع) " كم أيان منتوى "(والأيراد سفن به دير سجاد") مين جهان مير سجاد كي بورك كا فكر كها هيه والله الهين "اقبله" شدرا" اور "عمير استاد" كم الناظ بي نهى موسوم كيا هيه :

ہے۔ کم احداث سے بجھے فرمت کہاں میں منا ہے بول کہا سجاد نے فیامہ شمرا و شہر امتاد نے

اپنی غزل کے ایک شعر میں بھی سجاد کی شاعری کا اعتراف کیا ہے :

کیا اس زمیں میں زور طبیعت کروں بیاں مضموں اسی کا لے گیا سجاد لوٹ کر ٦١

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سجاد ، ایمام گوئی کے باوجود ، علم و فن میں سهارت اور اپنی خوش فکری کی وجہ سے استاد شہر سنجھے جاتے تھے ۔ کم و بیش سارے تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ وہ آبرو (م ۱۹۹۱ه/۲۰۱۱ع) کے شاگرد تھے . صرف "مسوت افزا" میں سجاد کے کسی دوست میر مہدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ سیاں مضمون (م ١١١١ه/٥٥ - ١٢٢١ع) سے اصلاح سخن لیتے تھے ۔ ۲۳ ممکن ہے آبروکی وفات کے بعد وہ میاں مضمون سے مشورة سخن كرنے لكے يوں - طبقات الشعرا (١١٨٩هـ/١١٥ع) ، تذكرة شورش (١١٩١ه/عمدع) اور گزار ابرايم (١١٩٨ه/١٩٨ع) سي سجاد كا ذكر صيفه حال مين كيا كيا ہے - مير حسن نے اپنے تذكرے ميں جب سجاد كا حال لكھا وہ اس وقت اکبر آباد ہیں تھے جیسا کہ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے : ''اکبرآباد ک برانی بستی میں منیم بیں ۔''۱۳ میر حسن کا تذکرہ ۱۱۸۰ھ اور ۱۱۹۳ھ (١١١٥ - ١١٢٨ع) ك درميان لكها كيا - شاء كال ن الني تذكر البيم الالتعذاب" میں لکھا ہے کہ "فی الحال فقیر ان کو لکھنؤ میں چھوڑ کر آیا ہے۔ خدائے پاک سلامت رکھے ۔'''ااور یہ بھی لکھا ہے کہ ''امیر سجاد برائے ایهام گویوں میں ہے اور بہت عمر رسیدہ اور حکمت میں بھی کہال سمارت رکھتا ب - " 7 ميم الانتجاب كا آغاز 199 14/00 - مدرع ك بعد بوا ادر 1710 ه/ ٣ - ١٨٠١ع مير مكمل بوا - ٢٦ شاه كال نے لكهنؤ آصف الدول كي وفات (۱۲۱۳هـ/۱۵۱۶ع) کے ڈیڑھ دو سال بعد چھوڑا یا ۱۲۲ گویا شاہ کمال جب ۱۸۰۰/۱۲۱۳ - ۱۸۰۱م میر لکهنؤ سے چلے اس وقت میر بد سجاد الیمت غىر رسيد" تھے اور وہال موجود تھے - جموعہ" لقر ( ۲۶۱ مارے - ۲۰۰۱ م) اور ویاض اللعماہ (۱۶۰ م) ۲۰۰۱ م - ۲۰۰۱ میں سواد کا ذکر سینہ" ماضی بین کیا گیا۔ ہے - اس سے یہ افتیہ انگار کا معادات طویل عمر یا کو ۱۳۲۰ ہاور ۱۳۶۱ م (۲۹م، افزو ۲۰۸۱م) کے دوسال فات یال -

لگتا ہے خوب کان میں سجاد ہر ایک کے موتی کی طرح شعر جو کوئی جاوانا ہے ڈھل

ان کے دیوان میں زیاد تر دو ، تین یا جار اتصار کی غزایں ہیں۔ ایک ایک شعر (فردبات) کی تصاد بھی خاص ہے جنہیں حروف نچھی کے اعتبار سے دیوان میں شامل کیا گیا ہے۔ ایس غزایوں ، جن میں بانچ سات شعر ہوں ، چٹ کم ہیں۔ ایک غزان میں جب چھ شعر ہوگئے تو ساتویں شعر میں اپنے طوال کاتم کی طرف

سجاد یہ تہ تیرا طول کلام ہرگز کاغذ گیا لیڑ سب بس ہوئی روشنائی سجاد کی شاعری کا بنیادی وصف ایہام ہے - میر حسن ۲۰ کو ان کے ایہام میں دود مندی کی جاشنی اور میر ۲۰ کو ان کے انساز میں تہ داری نظر آئی ۔

قد البريكل عن شابان اوده كر كتب غائريان وطاحي فيرست بين ايک «دروان سجاد" كـ بارے من لكھا ہے كر به دوران نواز هي سجاد كا بين ہے ہي اس وقت زلد بين ادر اكتوا ميں رہے ہيں بلكم بددوسرے سجاد ين ۔ جمج صفحات كے اس ديران ميں فرابات اور كچھ فلفات كے علازہ أميان التوارد كى مذح من قبالت هيں شامل ہيں ۔ اس ديران كا پيا جدر ہے ہے :

مطلع دیوان کروں ہوں ابتدا پلے بسم اللہ بے نام خدا پد مطلع الذیا آئی نے دیوان بین نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی تیسرے سیاد بین ۔ (کرنالاک : اسپرنگر ، ص ۹۲، ، کلکته ۱۹۸۰ع) ۔ ج - ج

گردیزی ۱ عاور شفیق ۲ کو ان کے انعمار آبرو سے بہتر معلوم ہوئے"۔ فائم ۲۳ کو ان کے بان الفاظ رنگین سے معنی کو اوج سربشدی تک چنجانے کی صلت دکھائی دی اور ان کے لیام کے بارے میں یہ قطعہ لکھا :

شعر گر چشبر وصف میں وہ کہے رہے معنی میں اس کے يوں ايبام کر تو باور که جس طرح دو مغز بسوین توام میساون. یک بادام دبوان سجاد کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سجاد نے ابہام میں لطف و رنگینی بیدا کی ہے اور لفظ آآرہ سے معنی پیدا کرنے کے باوجود احساس و جذبہ کو بھی شعر میں شامل کیا ہے ، اسی لیے ان کے اشعار میں دردمندی اور جذبہ عشق کے سوز کا احساس ہوتا ہے ۔ استاد آبرو کی شاعری کا ایک حصد نھی اس رنگ کا حاصل ہے ۔ شاگردسجاد کے بان ، اس دور کے مذاق شعر میں تبدیلی ک وجد سے ، یہ رنگ ذرا تیز ہوگیا ہے . جیساکہ ہم لکھ آئے ہیں کہ الدر شاہ کے حملے اور تنل عام کے بعد سے معاشرے کے روبوں میں تبدیلیاں آئی شروم ہو گئی تھیں اور اسی کے ساتھ ایمام گوئی کا زور بھی ٹوٹنے لگا تھا۔ سازا سعاشرہ لمولهان تها اور اب اسے حقیقت کے دو اُرعوں کے بجائے صرف ایک می رخ نظر آئے لگا تھا ۔ میرزا مظہر جانجاناں کے زیر اثر شاعری کی نئی تحریک کا سورج طلوع ہو رہا تھا اور ''سخت ہے تلاش'' ایہام گوئی کی جگہ لے رہا تھا۔ شاہ ماتم ، جو آبرو ، ناجی اور مضبون کے زمانے سے شاعری کر رہے تھے ، اپنے ونگ سنن کو بدل کو نئے ونگ میں شعر کینے لگے تھے ۔ سجاد کی شاعری بھی ، بدلے ہوئے حالات میں ، اس نئے رنگ سخن سے متاثر ہوئی اور ایمام میں دردسندی کی چاشنی کی وجہ سے اس زمانے میں بھی پسندیدگ کی نظر سے دیکھی جانے لگی ۔ سجاد نئے دور میں قدیم دور کے ایک ایسے تمائندہ تھے جو اپنے بدلے ہوئے ایمام کی وجہ سے اس دور میں بھی قابل قبول ہو گئے تھے۔ اسی تخلیق عمل سے ان کی شاعرانہ الفرادیت پیدا ہوتی ہے۔ دو مدی الفاظ کی تلاش سے نئے مضامین بیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا اسی اے ایہام گویوں نے تلاش ایمام میں ابتدال و غیر ابتدال کے حدود مثا دیے تھے ۔ سجاد نے اپنی شاعری میں ان مدود کو دوبارہ تائم کیا اور لفظوں کو شعر سے پوری احتیاط کے ساتھ استعال کیا ۔ اس عمل سے ان کی شاعری میں حسن و اثر پیدا ہوگیا اور رنگینی اؤہ گئی ۔ یہی وہ رنگ ایہام ہے جس کے سجاد کمائندہ ہیں :

سجاد سب تلاش کریں اس زمین میں کیمہ کب سکے ہے کوئی اس ایمام کا تلاش سیاد کے اس معرص زیال بلیام کی سیجنے کے لیے یہ بیاد میں بلیمی رائد ہے۔
جنجے جست کے اچھ جائے اسس انہال کے طرو اند
است میں میں جس انہال کی طرو اند
است میں میں میں انہال کی انہال کے طرو اند
انہ انہال کی انہال کے انہال کی انہال
اور کا کی میں کے انہال انہال کی انہال
کی انہال میں میں انہال کی انہال
کی انہال میں انہال کی انہال انہال کی انہال
مرا بین انہال میں انہال کی انہال میں انہال کی میں انہال کی انہال کی انہال کی میں انہال کی انہال

الراو فیلی میں۔ دیکھو آئے یہ یہ عبر مشرّ یہ ایام کا وہ رکٹ ہے جس میں لافل میں کر و ، شیدگل کے ساتھ اور اجتال سے جج کر ایاک مورت دی گئی ہے۔ دیرین مورون وہ ہے جہاں ، وہ صل کی تمریک کے زیرائر وہ میاجہ و اسساس کو ایام میں اس طور پر ماضل کر دونے میں کہ اس کا ویک کول اللہ ہے۔ یہ چید عمر میں اور ان کا بخانات داور شرح بوئے انساز سے کہیے ، ایام کی ان دونوں مورتوں کا فرق واضع ہو جائے گا۔

زاہد کی گول بکڑی لڑکوں کے ایج دے ہے

price  $c_1(t_1)$  and  $c_2(t_2)$  by  $c_2(t_1)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_2)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_2)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_2)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_2)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_2)$  and  $c_3(t_3)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_1)$  and  $c_3(t_2)$  and  $c_3(t_3)$  and  $c_3(t_4)$  and

پیمان ایہام میں جذبہ و احساس کا بلکا سا خمیر شامل ہو گیا ہے۔ یہ راتک

حجاد کی شاعری میں وقت کے ساتھ ساتھ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ کاوش اور غور و فکر کے علاوہ صحت زبان اور فنی احتیاط بھی بڑھتی جاتی ہے اور وہ رنگ شاعری پیدا ہوتا ہے جو سجاد کا غصوص رنگ ہے جس میں عشتیہ جذبات اور زندی کے دوسرے تبریے بھی شامل شاعری ہو گئے ہیں۔

اس استزاج سے سجاد کے ہاں جو صورت بنتی ہے وہ یہ ہے : عشق میں جائے گا کہیں سارا ا اوارا بدوا به آوارا عول ہے دل میں خار سا گؤتا غنچم لب بات بات میں اؤتا بزارون فصل کلکشن میں آئیں اور گئیں لیکن جنوں كا سلساء ميرا كهيں انجسام لئيں پاتا آشنت دلی زاف پریشاری سے کیورے کا جا درد کے تئیں درد کے درمان ہے کہوں گا جوب کی بھی یے یاد دو روز ہے پسیشہ رہے تام اش کا میں کیا اس اپنر دل کی گدازی کروں بیاں ہتھر کی سل یہ جاوے ہے پکھلا وہ موم سا نم کیا بوچھار کرتا ہے جھڑی ساورے کی دیکھ ہوتدیاں پڑتی ہیں جوں جوں جانے اور بھیگر ہے رات اس فصار کل میں جوشرجنوںکا ہوا ہے قہر جنگل میں آ بھرا ہے لکل کر تمام شہر ایک تو خــــار دشت پــــالــــور\_\_ میـــِ دوسبرے رات پسجسر کی مسر پسر آنے کا خواب میں بھی نہیں وہ کبھی مگر سجاد تو گیا ہے عبث کس خیال سیب سنزہ کے جس طرح خنجر لگے ہیں

زیادہ چاہے کے تر لکے ہیں س جو اس کی گلی میں جاتا ہوں دل کو محجه گم ہوا سا بساتسا ہسوں دل مرا کیولکہ پائے غورت اسہ پسو بول ہار آغے اور جنوب کہ ہو پر بائے کہ اور جنوب کا ہم ہو بائے کہ کا میں کا میں الدار پسائے رات اور زائت کا ور السائے میں او جو ستا ہے میرا سخن یہ کیولہ علی میرا سخن یہ کیولہ کا دو اسائے میرا سخن یہ کیولہ کا کو ان بائی وہ کینر کو اک بائی وہ جائے گی اک بائی وہ جائے گی اک بائی وہ جائے گی اگ بائی وہ جائے گی

سجاد کے اس دے دے ہے ختاف لبچے کو آس وقت محسوس کیا چا حکتا ہے جب ان اشعار کو دوسرے اپیام گوہوں کے ساتھ پڑھا جائے۔ یہ ایچہ نصرف اچام گوہوں سے بھی ذرا سا غناف ہے بلکہ مظاہر ، میر اور درد کے لبچوں سے بھی مختلف ہے۔

جبادی کا مروی کا بیانی بیلید مثلی ہے۔ ان کے کام بی درصدی کی باؤنی اس برانے ہے ایسا کی رائید سال کا صفی ہے۔ جب کی داران اسٹرزئرنگ کے ورشوں میں برست میں - و، ورشع مین ہے جب کی داران اسٹرزئرنگ کے ورشوں میں برست میں - و، ورشع مین ہے برائی در میر در میر کار کی در اسٹرزئر کی اسٹرزئر کی اسٹرزئر کار باخیے بین میں میں میرس کرتا چاہتے بین میں اسٹرزئی کی کرائٹ میں لاگا چاہتے ہیں جب کرتا ہے جب ساح باخی ہے جب اسٹرزئر میں میں کرتا ہے جب ساح درائی المنظ میں بیان

> غدا ہی پار لگاوے یہ مثن کا کھیوا پیشہ وراد یہ کشتی تباد رہتی ہے نہیں عطوم ہے وہ مشق کیا چہنز کع میں ہے غواف نہیں آئی ہے کچھ نے ست اختیاز کہو اس عاشق گو ہرگز مشکل نہیں ہے اس سے بھر آئے کوئی پیشا

لیکن اس چذمے 'کو چولکہ ان کے نوجوان معاصر زیادہ چڑم طور پر بیان 'کر وہے بیں اس لیے ان کے سامنے ایہام کر سجاد کی شاعری ، ولگ سخن کی تبدیلی کے بالوجود ، نے ولگ س روٹنی ہے ۔ سجاد کے اس شعر پر میر بھی وجد مثان آگر تھی: آگر تھی: بر یہ کشتی تری تو ہیں ڈیپ میر مثا تھا ہے جہ '' اس کے نام انصار سیان اند نکن اس عمر تری دیکھ میر مثا تھا ہے جہ آگا ہے جب انداز میں میں میں انداز میں میں انداز میں میں میں دیر اور جس دوارہ عاہد برای میں میں میں انداز میں میں میں انداز جس دوارہ عاہد انداز جی دیر کے استعماد انداز اسمیار میں میں میاد کے باق دار جہاں کے سن دائر کو دیاں 'آپا گیا ہے۔ جبی صورت میں جائے کیا ان افراد کھورٹے انداز میں میں جائے کے ان انداز میں میں انداز کیا دی افراد کھورٹے آئی میں انداز میں میں جائے کے ان انداز کہ جس مواجع ہے۔ میر کے ان جسم کھورٹے آئی میں انداز میں میں جس میں جس مواجع ہے۔ میر کے ان خیم میں میں میں جائے کے ان خیم میں میں میں میں کہ ان خیم میں میں میں میں کہ ان خیم میں میں میں میں کہا ہے۔ میر کے ان خیم میں کہا تھا ہے۔

> سان سبت اگرحه پیس تیدی آرمی در است است آر چوان پیس تیدی بنازی مثل تر چوان پیس تاکی مثل به دری در در بیانانی عراب می تاکری مثل انده و گرفارد یو تاکی میری تاکر مثل با انده و گرفارد یو پیش آگرس شهاس اندی سب با فرس کو تاکر کرس شهاس اندی سب به گرس شهاس اندی بیش به گرس به بیش بیش به گرس به به گر

یہ صورت ہے :

دکئی شامری میں عام طرو پر عبوب عورت ہے لیکن شال کے ابتدائی دور کی عملی میں ، عموماً اییام گروں کے بان ، عبوب لڑکا ہے۔ شال کی غزل میں ساد کے بان عبور اور اس کا حسن و جال مرکز توجہ بننا ہے جو اس دور میں تبذیبی روے کی تبدیل کی لشائی ہے۔

فد دیوان سجاد (اللیا آفس لائبریری) میں یہ مصرع اس طرح ہے: "عشق کی اللہ ہوئے کیا کھیوا" اور لکات الشعرا میں جیسے ادار درج ہے - جینیتر، بمبوری جداد اس دور کے ایک قابل ذکر شاہر وں ایمام گوئی اور حض نے لائٹ کی دومیال کرکے کا دید، گرفتی ۔ اندوں کے لیمام گوئی جدائے شرعی وسائلت کو ملا کر ایکا تا یا باتا ہے بدیا کرنے وزارت کو ایکا میں روز خانیا جم لیکن ایمام گوئی جدہ دار دور کے ایک جون بڑے اور ایکا شامری جد و منظم ، جدر دور اور حوال کے اوار میں تون کا تران میں تون کے اس لیے دہ آیک قابل دکر شاہر ورٹ چو کے این کانی کے صفحت پر دورے دورے

الرک میڈند میں آئا و دیا گیا ہے۔ آور کو موالا کر است مار میں کا ڈاکر پیم کا ان متعلق میں آگا جہ ، دوسرے دیرے کے دائر پید لکون اند خرا نے اس دور مین رائے مائم کو ڈا ایا شدہ میں بھی آگا ہے اور دور مین دوسرے کے خاتم کرتے کے کی بعد اسام کی مائی میں اس اور داخری کیا اس میک تھی جی دائے میسہ کے بعد اس کی برانا کا میا آئے اس کا دیل مقامی دوسرے طور پر افراد میسٹوری کا افراد کی دیا کیا ہے اس کے دائے مقامی دوسرے کا در اس کار میسٹورے کا افراد کو برانا کا بنا آئے کا دیا ہی اس کے بھی جی درا کاری میشول ہے میں رنگا میسٹورک میں آئی جائے کا دیل اس کے جی میں اندرے کے میل میسٹورے کا افراد کر بولڈ ایا کا دیا ہی اس کے جی میں کار

 سہولت کے ساتھ اظہار کی الکوائیں میں کیے جؤ دیا جائے ۔ ان لوگوں کے انساز کے ایافت اور نے مزہ سے معلوم ہوئے یں لیکن اس دور کو سامنے وکھیے اور دیکھیے کہ انہیں دار افزا میں بات کے المامار میں کئی سنگلات کا سامنا کوئا پڑ والے ۔ یہ وہ لوگ تیے جنہوں نے کہتے جنگل کو کٹ کر ایک کہا راشتہ باتا ہا جہے آنے والی انسانوں نے وجع اور بشتہ کیا ۔

لکن اس میر طبح که هم آگے بڑوں اس دور کے ان فورے کا بخورے اسمیر المیان کی استان کے دورے اسمیر المیان کی الرائح کی المیان کی الرائح کی المیان کی الرائح کی المیان کی الرائح کی المیان کی ال

یـ تذکرهٔ چندی : غلام پسدانی مصحفی ، ص . ۸ ، انجسن ترقی أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ ع ـ

٣- ديكهير ديوان زاده : شاه حاتم ، غيابان ادب لامور ١٩٤٥ ع -

- غزن نكات ؛ قائم چاند يورى ، ص بى ، بملس ترق ادب لايور ١٩٦٦ع -

سـ نکات الشعرا : عد تش مير ، ص بهم ، انظامي ايريس بدايون ١٩٢٠ وع -هـ منزن تکات : ص يهم ـ

- دیوان تاجی: مرتبد ڈاکٹر فشل الحق ، ادارہ صبح ادب دیلی ۹۶۸ ع -ے۔ مجموعہ نفز : قدرت اقد قاسم ، مرتبہ محمود شیرانی ، ص ۲۵۰ ، پنجاب

عبدوعه نفز ؛ قدرت الله قاسم ؛ مرتبه عمود شیرانی ؛ ص ع ه ج ، یه اورادورشی لابور ۱۹۳۳ ع -

۸۔ دیوان ناجی: مقدمہ ، ص . بہ ۔ ۹۔ خوش سعرکمہ زیبا : مرتبہ مشفق خواجہ (جلد اول) ، ص سہم، ، بمیلس

ترق ادب لاپور . . ۹ وع -. و- لکات الشعرا : ص س م و -

و ١- دو تذكرے : مرتبہ كليم الدين احمد ، جلد دوم ؛ ص ٢٠٠ ، پشه ، چار

۱۹۹۳ ع -۱۹ سخن شعرا : عبدالفقور تستّاخ ، ص ۱۸۵ ، قولکشور لکهنژ س، ۱۸۵ م

٣٠- دوران الجي : ص ١٤٨ - ١٨٠ -

م. و. عبوعه " لغز : ص ٢٥٨ -١٥- ديوان زاده : (اسخد " لاپور) مرتبه غلام حسين دوالنقار، ص ١١، ٣٠، ٥

ورد عبادان ادب لابور ۱۹۵۵ ع -۱۹ ، خیادان ادب لابور ۱۹۵۵ ع -۱۹ - تاریخ مظفری : بحد علی عال انصاری (تلمی) ، ص ۱۹۶۱ ، مخزوند البمین

۱۸- دیوان ناجی: ص ۱۰۱ -

و ١- تاريخ ملفري (قلمي) : ص ١٦٢ -

. بـ لكات الشعرا : ص ٢٠٠ - بـ بـ عزن لكات : ص يه ـ بـ بـ بـ بـ تلك الشعرا : ص يه ـ بـ بـ بـ تلك كرة وغند كويان : ص ١٠١ ، مرتبد عبدالمعني ، انجين ترقي أودو اوراتك

آباد دگن ، ۱۹۳۳ع -

ہ ہے۔ یہ تحسن نایاب ہے ۔ اس کے بہی دو بند ملتے ہیں جو مجموعہ ؑ لغز (قدرت الته قاسم ، جلد دوم ، ص ٢٥٨ مطبوعه لابور ٢٩٢٠م) مين درج ين -

س، مرتع دېلي : درگاه قلي خان ، ص ٨ ، ، مطبع و سنه تدارد . هـ- تاريخ پندوستان : ذكاء الله ، جلد تهم ، ص ٩٨ ـ . ٩ ، شمس المطابع دېلى ،

٣٩- تذكرة ريخه كويان : كرديزى : ص ١٣٥ ، انجن ترق أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ع -

وج. لكات الشعرا ؛ بد تتي مير ، ص ١٩ -٨٠٠ تذكرهٔ مسرت افزا : امر الله اله آبادي ، مرتبه قاضي عبدالودود ، ص ١٩٨

مطبوعد امعاصراً پشد ، جار -و بد لكات الشعرا : مرتبه داكثر عمود اللهي ، ص به ، مطبوعه اداره تصنيف

> - FI 94T UH2 . - . جنستان شعراً ، ص ۵۵۳ -

وب گلشن سغن و مردان علی خان مبتلا ، مرتبه مسعود حسن رضوی ادیب ،

ص ۲۹۲ ، انجمن ترق أردو (پند) علىگڑھ ۱۹۶۵ ع -٣٠- ديوان زاده : ص ٣٠ ، مطبوعه لابور ١٩٠٥ -

جم. لكات الشعرا: ص ١٨ -

سرد تذكرة رهند كويان : ص ١٦٠٠ -

٨٣٠ غزن لكات : ص ٢٠٠٠

وج. چينستان شعرا : ص ۲۲۲ -ے۔ تذکرۂ عشق (دو تذکرے : مرتبہ کلیم الدین احمد) ، ص ۳۳۳ ، پشہ بہار

> - 61 175 ٠٠٠ غزن تكات : ٢٠٠٠

وم. گلشن سخن : ص ۲۹۲ -

. ۔ اے کیٹالاگ : اسپرنگر ، ص ۲۰۰۳ ، کلک سرد۱۸ع -

وسر غزن لكات و ص ه ٥ -

وبهـ تذكرهٔ ريخته كويان : ص ١٨ -چيد مقدمه" دستور الفصاحت : مراتبه امتياز على خان عرشي ، ص ۵۹ ، رام يور

- P190T سهـ کشن بند : مرزا على لطف ، ص س ، دارالاشاعت پنجاب لايمور ٢. ١٩٥ م ۵- سرو آزاد : ص ۱۳۰۰ - ۲۰۰۰ تکات الشمر ا: ص بر ۵-۱۳۰ بمیشد بیار : کشن چند انمازص ، مرتبد ڈاکٹر وحید تریشی ، ص ۱۱، ۱ انجمن ترق آزدو پاکستان کراچی ۱۹۷۲ع -

٨٣٠. نكات الشعرا : ص ۽ -

ه -- ذكر مير : بحد تقي مير ، ص ٦٠ ، مرتبه عبدالحق ، انجمن أردو پويس ، اورنگ آباد دكن ١٩٢٨ع -

.ه. عزن لكات : ص ٣٣ - ٣٣ -١٥- تذكرة شعرائ أردو : مير حسن ، مرتبه حبيب الرحمين خال شرواتي ،

ص 2 2 - . ٨ ، انجمن ترق أردو (بند) دبلي . ١٩٣٠ ع -٢٥. لكات الشعرا مين مير نے يكرو كا ذكر صيفه ماضي مين كيا ہے۔ لكات الشعرا

۱۹۵ میں مکمل ہوا اور اس وقت یکرو زندہ نین تھے ۔ ۳۵- برٹش مبوریم کا دیوان یکرو ، جیسا کہ ہم نے میدائد غال مبتلا کے ذیل

عه برس مهورم الانتخاص بحرو ، جیسا د. ہم نے عبدالله عال مبتلا کے دیل میں بحث کی ہے ، ۱۱ شعبان المعللم ، ۱۱۵ کو مکمل ہوا تھا ۔ ہم نے اسی دیوان سے استفادہ کیا ہے ۔

۵۰- اے کیتالاگ اوف دی عربیک ، پرشین اینڈ مندوستانی مینو سکرپے : ص ۱۳۳۶ ، کاکند ۱۸۵۰ م -

هـ عبار الشعرا : (قلمي) خوب چند ذكا ، (عكس) مخزونه انجين ترق أردو هاكستان كرامي ... الاكستان كرامي ...

١٩٠ عه، تذكرة شعرات أردو : ص ٨٠ -

۵۵- ۵۹- لکات الشعرا : ص ۹۳-۱- دستور الفصاحت : ص ۹۵-

ہ - دیوان بیان : مرتبہ ثانب رضوی ، ص ۱۵۳ ، عجلس اشاعت ادب دہلی ۔ سند ندارد - ہم نے اسی دیوان سے استفادہ کیا ہے ۔

سند الدارد - ہم کے اسی دیوال سے استفادہ کیا ہے ۔ ۲۳- کذکرۂ مسرت افزا : مرتبہ ٹافی عبدالودود : ص ۲۰٫۹ ، ادارہ تعقیقات اُردو ، بشد ۔

مه- الذكرة شعرائ أردو: ص . ٨ -

۳۰- ۵۰- محم الانتخاب : (قلمی) شاه کهال ، ورق ۲۰۰ ، عکس مملوک، ڈاکٹر وحید قریشی لاپور ـ

۱۳۰ ع۳۰ تین تذکرمے : مرتبہ نثار احمد فاروق ، مقدمہ ش ، ، ص ما ، مکتبہ او بان ، أردو بازار دلى ۱۹۸۸ع - يهم غرن آنکات : ص . 2 -ويد تذكرة شعرائے أودو : ص . ي -د ي - نکات الشعرا : ص ٩٣ -ويد تذكرة ريخند كويال : ص ٨٢ -پر جينستان شعرا : ص ٩٨ -

٣٥- غزن ثكات : ص ٩٩ - ٥٠ -٣٥- ثكات الشعرة : ص ٥٥ -

## اصل اقتباسات (فارسى)

س سهم "الدين دو سركار دولت مدار نواب غفران مآب عبدة الملك امير خان بيادر يعزت تمام و عرست تام ايام يكام دل بسر مىبرد."

ص جمه "البوان از جهان وقت "<sup>ا)</sup> ص جه با "انترب سلطانی بدان مراتبه او را دست داد که بیشتر در مخلوت و جلوت مواسی و ندیم اعضرت بود لیکن در آخر عمر عمت متدل

جوف فورت شد تا آنکه بایمائے بادشاء کی از مار عمل عید سیدن قبصورت شد تا آنکه بایمائے بادشاء کی از مدارمانانی برخم کاتار آبدار بتاریخ بیست و سیوم ذی الحجد شد یک هزار و یک صد و بهجاء د تم بدوراؤا اول دوران شامی از پیم گزرالید و قاتلی او تیز مان ما کشت گذرید "

ص دور "المزاجش بيشتر ماثل بد بزل بود"." ص دور "المزاجش خينے مائل بد مزاح بود ـ"

و تازگر مضامین زیاده ازو دارد ـ" س ۲۹۳ "دیوالش بزار بیت دیده شد ـ"

ص ۲۹۵ "المیانے که بعد غربال کردن دیوالق به نظر آورده ام ــ." ص ۲۹۷ "رفت وا بسیاو به تلاش میگفت و در افران و امثال نمود استیاز داشت ـ."

ص ۲۰۹ "الهند بار غزلیات منتخب خرد فرایم آورده ، دیوائے عنصر ترتیب داده برباد رفت ـ چون تدبیر موافق تقدیر لدید موصوف از

سخن گوئی فحرگزشت ۔''

T 48 00

\* . \* . \*

747 00

72F 00

74W 00

اقدر بر اموز که دخل نموده آن را به کال رسالیده ـ» "سخن او بیایه" اسادی رسیده ."

"مير مجاد جوائے است مستعد ـ" "در اكبر آباد بد مساكن نديم استناست دارند \_" الحالا فقير او را در لكهنؤ گزاشته آمد ـ حتى تعالى سلاست دارد ـ "

المير سجاد از ايهام گويان قديم است و بسيار مرد يزرگ و در

حكمت يم سهارت كال دارد -" "بسیار مرد بزرگ یا

"بهمه شعر سبحان الله ليكن از ديدن ابن شعر تواجد دست يهم می دهد ۔ از بسکد از خواندن ابن شعر حظے برمیدارم میخواہم کہ بصد جا يتويسم -"

140 00 ص ۲۸۰

## غير ايبهام گو شعرا : اشرف ، فائز وغيره

سخن ور ہے وہی جو صحب دیوائٹ ہو تاجی نہیں یک فردیوں کی ٹاب یہ ممکن کد شاعر ہوں

 من مسروع من فرقر عامون کے خوار برا پر روشن اللہ بر بابان علق اللہ من اللہ واقع اللہ کے اللہ اللہ واقع اللہ کا اللہ على اللہ عالم اللہ على اللہ على

سے اپنی شاعری کا چراخ روشن کیا ۔

سارے لوگانے گئے ہیں۔ اشرف کا شعر من کر گیا ہور جا ہے شوق باران مگر دمجھون ہیں؟ تیسرا شاعر بد اشرف ، اشرف گیرائی" ہے جو خود کو ''اشرف الدوسوی المدلی الشاہی'' لکھنا ہے۔ اس کے دیران' کے ہر جزد کی ہیشان کے کرنے ہر جی

ف. دیوان اشرف (قلمی) مخزونه قومی عجائب شاند ، گزایمی . ان صفحات میں انصار کے حوالے اس تخطوطی ہے دیے گئے بین ۔ سارے دیوان کے ماشیوں بر ، کالب دیوان کے قلم سے مختلف قلم ہے ، اشعار اور سعمرموں میں ود و بذل

(بنیه ماشیه اکلے صفحے پر)

الفاظ لکھے ہوئے ہیں ۔ موسوی اپنے والد شیخ مجد موسلی مدنی کی مناسبت سے ، مدنی وطن اسلاف کے تعلق سے جس کی طرف ایک شعر میں بھی اشارہ کیا ہے: طینت میری یوں عاشتی خاک مدنی ہے

جیوں بساد یمن محمور لسیم عربی ہے

اور شاہی حضرت شاہید شاہ عالم غاری سے ارادت و عقیدت کی نسبت سے جس كا اظهار اس شعر ميں كيا ہے :

ایر اشرف کے شاہ عالم بین خاف الصدق سید الاقطاب

قاضی اسد میاں اعتر جونا گڑھی نے "اعراس نامد" کے حوالے سے ، جو بزرگان احمد آباد و گجرات کی وفات کی تاریخوں کا ایک معتبر مجموعہ ہے ، بتایا ہے کہ اشرف کی تاریخ وفات ۸ ربیع الثانی درج ہے لیکن اس پر کوئی سال درج نہیں ہے۔ البتد ان کے دادا میاں حسن بد مدنی کی تاریخ وفات ۱۱ رابع الثانی ۱۰۹۸ مروری ۱۹۸ ع درج ہے۔ ایک اور دستاویز سے یہ بھی پتا چلتا ے کہ ۱۱۲ه ۱۱۲ میراث کے بعد بد موسلی کے ورثا میں تقسیم میراث ہوئی تھی ۔۵ یہ فرخ سیر کا دور حکومت تھا۔ اشرف نے اپنر دیوان کے ایک شعر میں الدر شاہ ح حملے کی طرف بھی اشارہ کیا ہے:

يا اللهي دفع كر اس ظالم بدبخت كوب

جس کی لیے سہری و سختی سوں فساد ہند ہے انک اور شعر میں ملک ہند کے حالات کی طرف اشارہ کیا ہے :

يسكه ب الدهير ملك بند مين الف ك كوچ مين مازا مار ب اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نادر شاہ کے حملے کے وقت ، جو مجد شاہ کے دور میں ۱۵۱۱ه/۳۹/۱۵۱ میں ہوا ، اشرف زلدہ تھا ۔ انجمن ترق أردو بند كے

## (بنيد حاشيد صفحه كزشتد)

اور اشافوا سے اس نیاس کو نقوبت جنجی ہے کہ یہ اشرف گجراتی كا اپنا نسخه تها ـ اس كے علاوہ ايک نسخه انجين ترق أردو بيندكي ملكيت ب اور دوسرا پروفیسر نجیب اشرف ندوی مرحوم کی ملکیت تھا۔ جنگ نامہ حیدر (جس کا ذکر نصیرالدین ہائنس نے ''ایورپ میں دکھنی مطوطات'' ص ٢٣٠ مين كيا عيد) كے زبان و بيان كو ديكھتے ہوئے اسے اشرف كبرائي سے منسوب کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح ان مرلیوں کو ، جو بیاض مراثی میں اشرف کے نام سے ملتے ہیں ، اس اشرف سے منسوب نہیں گیا جا سکتا ۔ وہ کوئی اور اشرف معلوم ہوتا ہے۔ (ج - ج) دیوان اشرک کے تحفوطے پر سندگتابت ۱۱۲۹ه/۱۵۱۹ع درج ہے۔ ان شوابد سے ان باتوں کی تعدیق ہوتی ہے :

(۱) اشرف گجرائی کا دیوان ۱۱۲۹ه/۱۱۲۹ تک مرتب ہو چکا نها ۔ (۲) اشرف کی وفات ۱۱۵۱ه/۱۳۹۶ع کے بعد ہوئی ۔

(ع) شابل بند میں ولی کے الرات ۱۹۲۳ (۱۰۵۸ ع بنایلئے شروع ہوئے ، جب کہ دکن و گجرات میں یہ الرات بیت چلے سے پھیل چکے تھے۔ واضح رہے کہ ولی دکئی کا سائل وفات ۱۹۱۹م/م - ۱۰، ۱۹۶۰م نین

ہے بلکہ اس کی وفات ۱۱۳۳ اور ۱۱۳۸ (۲۰۱۰ – ۲۵۱۶) کے درمیان ہوئی ۔

دیوانی آشرف کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے علوم متداولہ پر دسترس حاصل تھی :

بدیع و منی و منطق ، تعسق و حکمت بر یک علم کون میراکلام بے جامع بے اشوف کون بر قمن میں ایناکال کہ جبوں کوئی اچھے کامل ایک فن

شاعری میں اشرف بند و دکن کے شعرا کے مقابلے میں خود کو ثناز و باگیال سنجھنا تھا :

سغن اشرف کا گوسوں نسہ ہوئے دنیسپ آج وو شاعسری میں ہے عشساز ہوا مرمثق ہسر یک مسامی طبح سخت اشرف ترا ملک و کھوں میں شعر ہندہ بین ہو اشرف کا مطان ہے کے افلام آج وو استماد پر یک اوستساد ہشد ہے

دوان اشرف میں ، دیوان ولی کی طرح ، بہت سے میریوں کے نام آئے ہیں۔ بن میں میں اند انفان بسر انفرف شاہ ، انفان اس با امیر اللین کے علاوہ ویکٹر در و مصرور اروائین کا الم بھی آتا ہے۔ ولیے کے دیوان میں سید الوالمصالی کا نے ، بنکہ ذکر آیا ہے ، سیٹسمائی کا ذکر انفرن کے دیوان میں بھی آیا ہے:

معالی حسن میں سب سے اوا ہے اسے دیکھن کون کئی عالم کھڑا ہے جگت کے خوارو سارے انہ ہوئیںکیوں حکم میں اس کے دیار حسن میں قرح میں سیانہ سمسسائل ہے اندوک گجراتی بار بار ولی کے اثرات کا اعتراف اور ان پر اظہار انتخار کرتا ہے :

ولی کے طور پر جہ سا نہیں کوئل ریضہ بولیا سخت ہے مبتلل جگ میں زبائر اصفیائی کا شعر گھنے میں ہے اشرف کورس والی کا مرتبہ اس میب سپ شاہرال ہیں معلق موں اس کے مرید ہے جب صورے شعر تیرا شعر والی ہے ہم والک آروز تر ہے مطرب کی ات آراز ہے دل میں

کئی الصار میں ول کے مصرعوں پر کردگائی ہے۔ ایک مقط سے یہ بھی مسلوم پروائے کہ دول نے اپنی ایک خزل ادرک کو دی آئی جے اشرف نے منظ میں اس واؤش کا اعتراف کرکے اپنے دیوان میں اس طرح شاسل کر لیا جس مراح منظ مند انش کلٹ کی دی ویل خزل کو ولی نے انٹیزک کے طور پر اپنے دیوان میں عامل کر لیا جس عامل کر اپنے معالم کر اپنے میں عامل کر لیا جائے

ولی نے یو غزل اشرف کرم سوں تبھ کو بخشی ہے سو اپنے نام سولے اس کوں کیا جاری لکو پوچھو

ادر بھر اس زمین مع صوب سر میں بنا چاہری تحق پوچھو استعالیٰ نجیں کچھے جو دی کے افراد کر رہ تائیے استعالیٰ نجیں کچھے جو دلی نے افران کرنے میں کئے تھے ، عاشل دیوان کی ۔ کئی اشعار ایسے بین جو دل و اشرف کے دواروز میں کئے تھے ، آنے بین ۔ شاک ولی کا یہ شعر آکار بطور حوالہ تا ہے :

شاعروں میں آبس کا ٹام کیا ہب ول نے کیا یو دیوان جمع اشرف کے دیوان میں اس طرح ملتا ہے :

شاعدووں میں ایس کا تسام کیا جب سوں اشرف کیا یو دیواں جسم

ولی اور اشرات کے دواوین میں کم و بیش ۱۵ غزلیں مشترک بین در یوں تو

(اقید عاشیہ اکلے صفحے پر)

ف یه غزلین زیاده از وه بین جو انولکشور اور مطبع حیدری کے مطبوعہ دیوان ولی میں ملتی بین ۔ اس کا قوی امکان بھے کہ یہ غزلین دراسل اشرف گیراتی

اس دور کے دوسرے شمرا مناثر سراج ، قاسم ، داؤد ، آبرو ، لابی ، حاتم ، مونات ، تواب وغیرہ نے ول کے افرات کو فیول کیا ہے لیکن اشرف جیسا ہم رائک ول شامرکول دوسرا نہیں ہے ۔ بین رنگر شاعری اس کا مقدور نے نامی ہے ۔ لیام گریوں کے پرمیلال انسرف ایز بار دل اور شعر کے تعلق بر زور دیتا

> ع محبر دل کنٹیں نہیں اس میں جو کچھ مذکور ہے غ پر سٹن دل کے صدف میں ہے گھر

ے پر مسل دی کے طاحہ سے بے جوہ اشرف بہادی طرر پر ول کی طرح مشتبہ شامر ہے۔ عشق سے اس کی روح میں بالیدگل آتی ہے۔ حسن کے تصور سے اس کے دل کی کلی گھٹتی ہے۔ وہ مشل کی وست کا تماشا کرتا ہے تو ودئے زمین اسے تنگ نظر آتی ہے:

عشق کے عالم کی ومعت کا تملشا جو گیا عرصہ ووٹے زمین اس کی نظر میں تنگ ہے ہے اشرف کا دل بسلمبسل بسانے عشق حقیقی ایستھسو بسسا عسسازی اجسھسو

عشق اور حسن میں چولکہ چول دامن کا ساتھ ہے اس لیے ہر عشقیہ شاعر کی طرح ، اشرف کی شاعری میں بھی ، عشق کبھی حسن بحبوب کے ذکر میں ظاہر

## (بقيد حاشيد صفحه گزشتد)

: 4

پر وہ اور ان کا میں امار دوران برای بول کری بچک کر سطیدہ دوران رہیں ہیں۔

"کرنے والی کو انہیں امار دوران والیہ میں امار کو کی ہوں۔ امیران کر انہوں کے اس برای دوران والیہ میں امار کی امیر

تمر وہ انہوں میں مصدہ دائران کی میں ان کہا کہ انہوں کی امیران کی دوران کے امیران کی دوران کی دوران کے دوران کی دوران کے دوران کے دوران کی دوران کے دوران کی دوران کی

روا ہے اور آئی میں جی سرح کے اور ادا کی اداران میں ۔ مثان میں ہو ہے ۔ اندو پروائی دیا ہوئی ہے ۔ مائیں پروائی دار برا ہوئی ہے اس کر برائی در اور انداز کی خواج کہ کا اس نے رونک و روائی کے اس نے رونک و روائی کے کہا اس نے رونک و روائی کے کہا اس نے رونک و روائی کے خواج کی در انداز میں اس کے درائی کے درائی در انداز کی درائی کے درائی در انداز میں اس کے درائی کے درائی در انداز کی درائی کے درائی کے درائی کے درائی کے درائی کے درائی کے درائی کی درائی کے درائی کے درائی کی در درائی کی در

جو کوئی عشق کے کارواٹ کا ہے میر پر یک اسالہ اس کا ہے ہالکہ جسرس السالہ \* درد جسو کیسسسا الشا ہے رقم اس کا حسرت سوڑ و گداڑ گر ہے خواہش کہ جگ میں نام کرو

کوچسہ عثق میں مقام کسرو اے اشرف کیوں نہ ہوں میں ست و پیغود مے جسام عبت بے السر نئیں

اشران تقریباً پوئے تین مو سال پہلے کی زبان میں اظہار عشق کر رہا ہے اس ایے آج اس کی شامری کی مشتبہ لے اس طرح ہم لک نہیں پہنچتی جس طرح وہ اپنے دور میں بیجی پوئی ۔ یہ وہ آپر صور تر کالو زنگ جامری ہے جو بھی بخد شاہی دور کے آبرد و تاہی کے پان تلاز نہیں آتا ۔ یاں مشتی میں ایک کہلیت و اگر کے آبرد و تاہی کے جوب سے زبانہ غیال تعریب عزیز ہے:

ے خیالے چشبر مست یاز سوں مستی بھیے نشاہ ہے آزیسکد اس میں بادۂ الگور کا تصویر اس پری کی اگر ہے خیال میں دل کوئے مثال آئینہ میران کر رکھو دل کوئے مثال آئینہ میران کر رکھو

چولکہ عشق کا اظهار ذکر محبوب کے وسیلے سے ہوتا ہے اس لیے اشرف کی شاعری میں محبوب اور اس کے وصف و حسن کا ذکر بھی بار بار آتا ہے۔ اس جی ، ایبام گویوں یا فائز دیلوی کی شاہری کی طرح ، عبوب کے حسن و بیال کے فاہری رنگ روب کا سرسری اظهار ٹیمن ہے بلکہ گرفیز عشق سے پیونٹ ہونے کے باعث انساس و جذبہ کا اظهار بھی ہو رہا ہے ، اس لیے یہ اثر انگیز بھی جے اشرف کے یہ چند شعر دیکھیے :

تجه چشم فسون ساز کا از بس کیا ہوں وصف پایا ہوں لقب جگ منیں میں سحر بیاں کا سدا نم وصف میں کرتا ہوں اے گارو غزل خواتی جہاں کے باغ میں مجھ سا نہیں گوئی بلبل شیدا یک مصرع موزوں لہ کیا باغ جہاں میں جن قسكر مين وو غيرت شمشاد لم آيسا بھرے جب توں بالوں کے جوڑے میں پھول تسرا سيس پهسولسون کا دولسا پسوا اس آئے۔۔ رو کی دیکے تمہویے حبرت سوں جگت ہے تقور دیسوار بساد تیری (لف و رخ کی ہے مجھے بد صباح و شام و پسر لسيسل و تهاو ہے۔ وہ البیرا ہے رشک سہر منیر سن جن کا ہے جگ میں عالسکیر کیوں جھوںاتی ہے اپنے سینے کوں دل میں آلما ہے کچے کا کچے وسواس سہر ہے یک ذرہ حسن جہاں افروز دوست چاند سوں تشہید اس کے رخ کورے دینا ہے غلط جن نے دیکھا خال زیر لعل میگون ِ نگار یوں کہا سرخی کی ب لیچے ہے سیاہی کا تفط کیوں لہ نمی کو دیکھ کر سجدا کروں اے قبلہ رو

مکتہ تیرا ہیں المصرہ ، ایسرو خی<sub>م ع</sub>صراب ہے ان انتخار میں عشق حسن کے اور ک میں ظاہر ہو رہا ہے ۔ دل کی گیرائیوں جی پیدا ہوئے والے جذبات و احساس کو یورایڈ، اظہار دیا جا رہا ہے ۔ لیکن انترف کی عقیدہ عارض میں وہ انکہار ٹیوں ہے جو آئے والے دور کے حصرا کے این انظر آتا ہے ۔ یہ شاعری آئے والی انسلوں کے لیے غام صواد کا کام دے روں ہے ۔ اگر آندرن ادر اس جیسے دوسرے شعرا جذابہ و احساس کی روایت کو تجریح کی آگ پر اس طرح اند تائیے تو آنے والے شعرا کے لیے اس روایت کو بنائے ، ستوارخ اور اس میں املی درجر کی شاعری جلد تنظیق کارنے کے انکالات بھی بالد بڑ جائے۔ جب اندرن کارنا ہے :

دل میں تھا تھے میں کوچہ میں عرض کروں لیک دہشت سوں بھول گئے تسریسر تو آدو اسی تجربے کو اس انداز میں آئے واضا کے: بور آبرو اساوے دل میں سزار بالیں حس وادو و لاسے گفاز فعال طاوے

اهرت کے باں ایک آنج کی گسر مصونی ہوئی ہے۔ آبرو کے باں یہ کسر کسی حد لک بوری ہو جائی ہے لیکن جب یہ روایات میں لک پیچنی ہے تو وہ اس تجربے کو مکمل کرتے اس میڈ پر این این مرتب کو دیتا ہے اور اس کا عمر دنیا زمانے کے مقاعدوں کے دل کا ترجان بن جاتا ہے:

کہتے تو بیں بون کہتے ، بون کہتے جو یار آثا سب کہتے کی باتیں ہیں ، کوچہ بھی لہ کہا جاتا

یاں و قبیر کی روانت بودی ہی امر امد آئے فرائی ہے۔ اور اختیان کا صورح

بدر حمل کا امر اور مائے و امائے کی فرائی ہے۔ وارات کا جماع اسرو امدائے و امائے کے امر احمائے و امائے کی خواج ہے۔ اللہ

بدر کی کرو حمائی امر امدائے و امائے کی خواج ہے۔ اللہ

بدر امر کی امر امر امر امرائے کی خواج ہے۔ اللہ

مدائے کی میں باوری آئی ہے اور امرائے کی میں امرائے کی میں امرائے کی میں معادرے میں

المرائے کی امرائے کی میں امرائے کی دورائے کی امرائے کی امرائے کی امرائے کی دورائے کی دورائ

تجھ شوق میں چشموں سوں میرے چشبے ہیں جاری اے شوخ ٹسک آ میر کسر اس آب رواب کا الد جسانسون کس روش کا درد ہے گا السيرنگ روئے عسائت زرد ہے گا فسراق دوست نے مجھ دل کون اضطراب دیما قسرار وطساقت و تساب و سکون و صبر لیسا اس قسدر جسور و جلسا مجه پسر نسم کسر عاشقال پسر ظالم بسرگز نئیس روا نہیں کوئی بوجھتا کیا آگ ہے اشرف کے سینے میں اگر توں بوجهنا ہے آ بوجها اے حسن کے دریا لبسض میری دیاکے کس بدولنے طیب عشق کے بیار کے کہت نئیں عملاہ عم سوا تیرے اس که رویسا زار زار درد دل سيرا بسوا به آشسكار آتفن عشساق کی مسرارت دیکے آگ جسل جسل ہوں ہے خسساکنر بھریا ہوں سوڑ عم تجھ باج جس کے دل منیں اس گوں ککن میں بوں رِدسیں اختر دیکیں مجمر میں جیوں انحکر مے دل کور جاک مثل کل اے گلبدن تد کر حتی بارے جو یہ اے تازک بدون لد کر تجه سيحما دل سور چيتسما يورب عملاج چاره ساز درد مندان بسوجه کسو دل میں میرے ہے رات دن اشسرف اس پسری رو کے دیسکسھشے کی بسوس دیسکہ توں اس کے دہن کسوں اشرف مقسر راہ عسسدم ہے در پیش بجهر سحيوب غير آب ومسل جالساب اسره کی آگ لاکے جس کے تسن میں أَبِهِ مَسْنَ كَ عَمَلَ مِينَ الْكَهِيَانَ بِينَ دُو جَهْرُوكِ ان کے اُیسر ہیں دایم دو سایہ بسان ابرو اس قبلہ رو کی یاد کورے ایمان کر رکھو کافر کوں اپنے دل کے مسال کو رکھو دل سیرا ہے اسرار تھسا تجے بساج دیسکسے تب کسوں قسرار آیسا ہے جلوه گر دل میں بے عمیدال تیرا جسوں کسہ روشن دیے میں باتی ہے کیوں اے روؤں میں ساد کرکے تبھے اس جهاڑی کی پسوا غدوش آتی ہے

مشق آورد طراق کی اجادی ویانہ ہے جرمی برازاری چھیدے آراد عالموں کے اختار صوبات کا آخری کے عالموں کی اختار کے جواب کو ان کے جواب کو آخری کے خواب کو آخری کے خواب کو آخری کے خواب کی اختیار کی اختیار کی حقوق کی اختیار کی خال میں بعد ان کا خواب کی خواب میں کہ خواب کی خواب کی

کرنے اور مقبول بنانے والے دوسری صف کے شاعروں میں شامل ہے : ولی کے طور پر بجھ سا نہیں کوئی رہند بوپ

ری ہے دور پر جہ سے میں طوی ریست ہوئے سخن ہے مبتذل جگ میں زبان ِ اصفیائی کا . د اند معاصد، مدر صافی ایک شاعد عد رند

اشرق گیران نے اپنے معاصرین میں صرف ایک شاعر بخد رضی رضی کا ذکر کیا ہے اور اس کے تین مصرعوں پر گرہ لگائی ہے - قربین قباس یہ ہے کہ اشرف نے یہ غزایں رضی کی زمین میں کمبی بین - اشرف کے وہ شعر یہ بین :

اس معرع رئی کا اشرف ہے دل سوئ بھوکا کے غم چارے غم کون کہاتا نیوں سب گیا اس معرع رئی سوئ ہے دل کہا تا معرع لگن جمع لگن جوں مشن بین دل اور اور اور میں اسلام کے اشرف میں ساد کر اشرف ہی سو مسحسرام رفت میں اسلام کی اسلام کی سیاست کی گل کا سیسل بلنسیسل پرٹے

مچہ وضی رضی کے بارے میں حدید اورانگ آبادی کے لکھا ہے کہ وہ احمد آباد کا رہنے والا ، جوان ، خوش ظاہر اور ولی مجہ ولی کا شاگردر رشید تھا اور جوائی میں مر کیا تھا ۔ اشرف نے اپنی ایک غزل میں دعوی کیا تھا گاہہ :

یہ شعر من کے گھے ہیں صد آفریں اشرف تمام شاعر ملکہ دکن سخن کی قسم وشی نے اس کے جواب میں یہ غزل کھیں :

غراب، او گری مستانہ بورب این کی تسم جسال افیست آوائے شعر کی ہے ہی کہ اسم جسال افیست آوائے شعر کی ہے ہی کی کہ مقابل، ورقر قابلت میں کا چھو جس پروالہ جسٹر شخصر طاقالہ بورٹ کائی کی شعم بنا کی چشم کی وحشت کوئی کی شعم شکار داخران دورانہ ہوئی۔ بران کی قسم متراز خاک میں بیون شاہ ہوں جن کائی اسم متراز خاک میں بیون شاہ ہوں میں خان اور مشکل کی قسم متراز خاک میں بیون شاہ ہوں مشکل کے شعر متراز خاک میں بیون شاہ ہوں مشکل کے شعر متراز خاک میں بیون شاہ ہوں مشکل کے شعر

رضی کا کلام الماباب ہے ۔ اس کے بارے میں یہ کیا جا سکتا ہے کہ ولی دکئی کا شاگرد رضی اپنے دور کا ایک ایسا شاعر تھا جس کے تین مصرعوں کی تضمین اشرف نے کی ہے ۔

یعی قاد آه تا می ول رکتی کی کار و می دائل به قانون بی کل امیان کرداد به می افزار کید به بی اسد ادارک عید وزار بی بی کلید اور مولانا به اور الدین حینی السپروردی (م روید) م این امراضی این کر میراد نمی . به خد کی از کار بین کسی میشی امراضی این ور مر اوران کار امراضی این میلی امراضی این میراد بین کسی امراضی این میراد امراضی این امراضی این امراضی این امراضی این میراد امراضی این امراضی این میراد امراضی امراضی می میران امراضی این میراد امراضی این میراد امراضی این میران می میران امراضی این میران امراضی امراضی امراضی می میران امراضی امراضی

ہہ ہو گئی ہے اسے تمام کے قسا کے شد کہ آتا غداکی بھی وہ بت نہیں کیا کرتا تما کا کام بمی ہے کہ اپنے منے سے بس سدا قسا دہنے۔ بسار کی کیسا گرتسا آ کے اس قاتل خون ریز کے مقتل میں ثنا جس نے سر اپنا جھکایا وہ سرافسراز ہوا

ان الممار ہے سرف اتنا العالم ہوئے کہ آپ کے اور منظم میں وہ تخلص ہے اللہ العالم ہے۔ آنا بھی ان طعروں میں ہے ایک بین منظم میں وہ تخلص ہے اللہ العالم ہے۔ آنا بھی ان طعروں میں ہے ایک بین جو عاکرو رول ہو کر دل کے راکلر سنٹ کو پھیلانے ہیں ۔ قبال میں اسی روایت کے علم مراز صدرالمدین بھ افائز ہیں ۔ کے علم مراز صدرالمدین بھ افائز ہیں ۔

تواب صدر الدين بد خان قائز (٠.١١ه - صدر ١٥١١ه ١/١٠٠ - ١٠٩٠ -منى ١٩٠٨ع) عاليكيرى سردار بد غليل زيردست غال (م ١١٢٥ه/١١١٩ع) کے بینے تھے ۔ تین ہشتوں سے ان کا خاندان دیلی میں آباد تھا ۔ زیردست خان سے علی مردان خان تک سب کا شار امرائے بند میں ہوتا تھا۔ قائد بھی متصب ، امارت اور جاگیر سے سرفراز تھے ، علوم منداول پر دستک کا، رکھتے تھے۔ بھگوان داس ہندی نے لکھا ہے کہ "اس میں اکثر علوم جمع تھے۔ خاص طور پر اعمال سیمیا اور صنائع بدائع میں اسے بدرطولیل حاصل تھا ۔111 عربی، فارسی و اُردو پر بھی قدرت حاصل تھی جس کا اظہار فائز کی مختلف ٹھمائیف اور خطبه کلیات سے ہوتا ہے ۔ علم صرف و نحو ، بیثت ، طب ، منطق اور مذہبیات ہر ان کے رسالے دیکھ کر ان علوم سے ان کے شغف کا پتا چاتا ہے . عالمگیر کی وقات کے بعد مقلیہ سلطنت کا زوال اور روز روز بادشاہوں کی تبدیلیاں یہ سب ان کے سامنے کے واقعات ہیں۔ بحد شاہ کی وفات سے تقریباً دس سال پہلے اور آبروکی وفات کے الرباً پانج سال ہمد وفات بائی ۔ کیا قائز دہلوی شالی مند ك پلے صاحب ديوان شاعر تھے ؟ اس پر تفصيلي بحث بمم چھلے صفحات ميں كو چکے ہیں جس سے یہ اتبجہ لکاتا ہے کہ فائز نے اُردو شاعری دلی میں دیوان ولى ك آية ك بعد شروع كى اور ١١٨٣ه/٢١ - ١١٢٠ع مين جب ابنا كليات مرتب کیا تو دس گیاره سال کا اُردو شاعری کا سرمابد بھی اس میں شامل کر دیا ۔ ہم نے بد بھی لکھا ہے کہ آبرو کی شاعری کا آغاز ۱۱۱۴ه/۱ ۔ ۱۱۰۰م کے لگ بھگ ہو چکا تھا۔ شاہ حاتم کی شاعری کا آغاز سہورہ اور ۱۱۲۹ھ (١١١١ع و ١١١١ع) كر ماين بوا تها - أيروكا بهلاديوان ١١٢٩م/١١ - ١١١٦ع عد چلے اور دوسرا دیران مرم ۱ مرا ۳۰ مرد ع لک مرتب ہو چکا تھا۔ حائم كا ديوان قديم جدوره مين اور فائز كا ديوان أردو جدوره مين مرتب بهوا تھا۔ قائز ، آبرو ، ناجی ، یکراگ ، سضمون ، آرزو اور انجام وغیرہ کے معاصر ہیں اور ان آردو شعراً میں شامل ہیں جنھوں نے ولی کے زیر اثر ریختہ کا چراغ روائي آب الآل کي اعتم المنافئ کي اعشل پرونسر ادبي نے دولوں الار کے ۔ اس کو برائیسر الاروائی الار کے ۔ اس لور پالسرون کے استاداری بود کی دولوں الارکی کا استاد المنازی کی بعد المنازی کی بعد المنازی کی استاد المنازی کی استاد و میں کے الدول کی بعد المنازی کی استاد و میں کے الدول کی استاد و میں کہ الدول کی استاد کی دول منازی کی المنازی المنازی کی استاد کی دول منازی کی استاد کی دول کی

نالز ایبام کر شاعر میں ہیں ۔ انھوں نے ولی دکنی کا اثر قبول کرکے ہی رنگ حفن کو اپنایا جو ان کے تخلیق مزاج ہے قریب تھا ، فائز کی بہم غزلوں میں جا معرفیل ولی کی زمین میں ہیں ۔ اپنے مزاج و شعری عرکات کے بارے میں فائز نے خطیفہ کریات میں لکھا ہے کہ

''آغاز شباب ہیں مزام ہیں سائٹ اور طبیعت میں شوشی حد دوجہ نجی ا اس کے مانو رشیت مثل اور مسیوں ہے اتفاق کے اباعث شعر گرقی اور طراح ال کا اطار چراک الم اس بنا کاسان کا کارے دوسرے شامروں کی طرح مضمون کے لیے کبھی کوشش و لکر نہیں کی ۔ جی جر کچھ دل میں آیا لیے کے تامل لکو دیا ۔''ا

ام التجاس م ۱ الا کے همری ترکات کے الزے بن در در باتای ملکے آتی ہیں۔

مار الدور الدور میں میں میں الدور کے ادار کے امری کا میری کا جرب درج ہے، درج ہے،

و الدور اداروں کی رخم الاقرار مصطور میں میں دائر کے قاتا ہی تھے بلک

و الدور اداروں کی رخم الاقرار مصطور میں میں دائر کے قاتا ہی تھے بلک

میں الدور میں میں میں اتا یہ اسے کے ادار کی بیان میں الدور میں دائر کے

الدور میں بات کر دور میں میں کہ میں جد کردہ میں کہ ادار میں الدور میں بات کر دو اسال کے ادار کی میں دوائر کے

الدائر میں بات کر دور ہی میں کہ میں جسد دریاسے کے دائیں روای اور مالک

الدائر میں بیان کر دور میں میں کہ اللہ میں شدر دیکھے کے دائیں دول اور مالک

میں میں میں کہ میں میں میں الدائر میں میں میں الدائر میں میں میں الدائر میں میں میں الدائر میں کہا کہ میں میں الدائر میں کہا کہ میں میں میں الدائر میں کہا کہ میں میں میں الدائر میں کہا کہ میں میں میں الدائر میں میں میں میں الدائر میں کہا کہ میں میں میں الدائر میں میں میں الدائر میں میں میں الدائر میں میں الدائر میں میں الدائر میں میں الدائر میں میں میں الدائر میں میں الدائر میں میں الدائر میں الدائر میں میں الدائر میں میں الدائر میں میں الدائر میں میں الدائر میں ال

پر طرف تنار عسمام کرتے ہیں۔ مکھ دکھا ، چھپ بنا ، لباس سنوار ماشقوں کو غلام کرتے ہیں۔ بھوائے تیری تشدیر و زائل کند یک تیری جے کشداری لگے دی تسدو اسائسز کی جہائے ہے۔ چے مشن کا زخسہ کاری لگے ان جہاڑی کمیساری بساری بھے ان جہاڑی کمیساری بساری بھے لال بسائل کی تیم جوٹی ہے یساد لال بسائل کی تیم جوٹی ہے یساد ٹر تشکیح میں نہ ڈالسو میرا ٹر تشکیح کی تاکم کران ان کار کی ایک مثا ٹرجی لگا گران انجیاز کی ایک مثا ٹرجی لگا گران انجیاز کی ایک مثا ٹرجی کار کی دائلز نے مرابا

ابنی مادری بدین افزر زداد قرآ را بداون ۲۲ طالبر آرید وی برب کے اس افزر در میں بدال دور میں دائر دور میں بدال دور میں دور امراد میں دور امراد کیا دور امراد کیا دور امراد میں دور کا دور امراد کیا دور امراد کا دور امراد کیا دور امراد کیا دور امراد کا دیر می دار کا دیر کا دیر امراد کا دیر می دار کارد کا دیر کا دیر کا دیر می دار کا دیر کار کا دیر کار کا دیر کا دیر

عرد نگد تسائل انگهیان سیده چنول 
پیا رب قتل له لاگر السلاز به حرابیا 
بن این قتل له لاگر السلاز به حرابیا 
وه شوخ جهال جهیدالا شاتر به حرابیا 
بهواب تیری ششیر، ازالسان گفتند 
پیلک تیری جسے کلسازی لکے 
کال کی ، ایسین ترکن شیسسیلا
کال کی ، ایسین کال کی ، ایسین کال کی ، ایسین کال کی ا

پیج بهایا مجه کور تبه دستار کا ہنے دل طائرۂ زرتے کا منے پہول سے رنگیں تھا و ساری تھی اس پری کهترانی ایک دیکھی میں پنگھٹ یہ جیوں پری چیره سالسو ، ازار چسوژی دار جـاسہ یسہ خصوب زیسا ہے

فاڈز کی محبوبہ نہلے طبتے کی عورت ہے جو کبھی پنگھٹ پر ملتی ہے جسے بالھ پکڑ کر وہ گھر چلنے کے لیے کہتے ہیں اور کبھی نبان ، ہولی یا میلے ٹھیلے کے موتم پر اسے دیکھتے ہیں اور اس کے حسن دل رہا پر فریفتہ ہو کر شعر میں اس کے ومف حسن کو بیان کر دیتے ہیں ۔ مجبوب کا جسم ان کے لیے مشرک شاعری ہے۔ "نہان تکبود" کے موقع پر جب وہ کھترانیوں کو دیکھتے ہیں تو ان کا یعی انداز نظر شعر میں در آنا ہے:

پر اک تبار سورج سی سویها دھیرے

کھڑی ہے۔ سورج کی تیسیا کرے نین دو کنول اور دو کل بین گلال کلی چنہے کی نساک کو ہو مشسمال دو جوانت سے سینہ ہے کلشن سکل لکے جس میں پستال سے امرت کے بھل دو روماولی دیوے کلشن کو آب اسی چشمست تساف پر دل حباب کہوں آئے کیا شرم کی بات ہے

کے امرت کا چشمہ یہ ظلمات ہے نظاره أناف كاكروب صبح و شام مبھے رات دن ہے لکویاں سے کام

بد شاہی دور کا بھی تہذیبی مزاج تھا ۔ اس کا اظہار ابیام کو شعرا کے ہاں بھی ہوا ہے اور قائز کی طرح دوسرے شعرا کے ہاں بھی ۔ اس دور کی شاعری شوق جسم کی شاعری ہے ۔ ولی کے دیوان کو پڑھیے تو اس میں تنوع نظر آتا ہے ۔ اس میں ومف حسن کا بیان بھی ہے اور عشق کے گھرے تجربات کا بھی ۔ لیام بھی ہے اور تصوف بھی ۔ ابدی سچائیاں بھی بین اور پند و نصاع بھی ۔ اس کی وجه به تهی که دکنی تهذیب سیر ایک تهمراؤ تها جب که بد شامی دور مین ، ور جیز کے اور داری و جانے ہے اسال کائیف خود طراقت برائی تھی۔
اس کے اور جرائی روبو جانے اس میں کہ ان کے دیکھا تا اس کی دکھا تی اس اس اس کی در کان اس میں کہ اس کی در کان اس کی در کان اس کی در کان اس کی در کان در

فائز کی شاعری میں کوئی گیری معنویت نہیں ہے لیکن آبرو ، ناہی اور دوسرے شعرا ہے کئیں زیادہ ان کے باں مائس رنگ مانا ہے ۔ ان کی شاعری کی فقہ میں ، ان کے فقیرہ افاظ میں اور ان کے رمز و کتابہ میں ہندویت کی چھاپ گیری ہے ۔ شالا بید دو نیک شعر دیکھے ج

'گیلے کے گابھے ہے مدّخُم دو پات دیکھ کے مرجائے کے پات ہری ہی اس کی ارسی، رسیا و راحدی بربھو ہے بھر بتائی نہیں واسی دوسری دل ضریبے کی ادا اس کی السوپ روپ میں تھی رادخا سون بھی سروپ جب کرتے تب سورج کی گھاڑی رکھا۔ چرخ نہوڑے کسو نسرائی گلستہ

ہیں وہ رنگو حضر سے جو قائز کو اس دور کے فوسرے شامروں ہے ذار سا منفف کر دونا ہے اور اس کی وجہ سے کہ قائز کے ادالی کے لوسلے می باور راحد دکار اماری داری اور اس کی وجہ سے کہ قائز کے ادالی کے لوسلے میں شامری کی تعمیر میں میں روایت این اضا کے ساتھ رنگ و اثر قائم کرتی ہے۔ ایمار کی تاکیر میام میں سے آئے لگل کے لیے ہے۔ انڈر ڈکٹی روایت کے اس قابل بیان کے اس اتھ انر کا دائمت ہوتے ہیں۔

بنیادی طور پر فائز فارسی کے شاعر میں لیکن آورو میں اپنا دیوان مرتب کرکے وہ فارس کے رشنہ گویوں ہے ، جو عض تفنن طح کے لیے ککیھی کبھار شعر کہتے تھے ، الگ ہو گئے اور اسی لیے آورو شاعری کے اس ابتدائی دور میں وہ أردو ادب كى تاریخ كا حصہ بيں اور دوسرى صف كے تسمرا ميں آج بھى گھۇئے بين - سبتلا بھى اس دور كے ان شعرا ميں شامل بين جنھوں نے ديوان, ولى سے ستائر ہوكر أردو ميں شاعرى كى اور ابنا ديوان سرتب كيا ـ

سیاله عام بید کر دران کم اس که اینکه بی است. مداور به به براز مردون کم اینکه بی است. مداور دران کم کامی براز مردون کامی بید براز مردون کامی بید اینک به و این در دولون دیران است. است مید باشده ایدان می کامی بیر کے اس می کامی بیر کی در اس موران بیروانم بی

سبتلا المامی کوئی شخص کسی الذکرے یا اناغ میں ہمیں نہیں مثنا الیکن "بسر میر جملہ" کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی میر جملہ کا بیٹا تھا۔ تازیخ بین کئی میر جملہ ملتے ہیں۔ ایک میر جملہ بیر تج صعید ہیں جو گرلکنلہ میں

ف ہم نے اوائن موزی کے اس للس دوران کے مکس سے استفادہ کیا ہے۔ دوران میالا ڈاکٹر جادن برایوں کے فقص طفیر کے ساتھ مراب کرکے اورائٹ طائع مجارز بیا اس میالور ، اگرے میہ وہ میں شاتم کیا ہے۔ بعد میں ڈاکٹر نیم احد نے اپنے طفیر کے اتاہے ہے مراب کیا اور انگروز 'فی فیار وہ ، دیاد ہ ، رہ ، دی میں ناتم کیا ، دولوں مراب کیا انگروز'' فی فیار دو ، دیاد ہ ، رہ ، دی میں ناتم کیا ، دولوں مراب کیا "مير به عبدالله غاطب به شريعت الله خال ثم به عبدالله خال بهادر مظفر مغلق مثلاً السالك مير جلم معالم خالفاتان چادر مظفر جنگ ترام معتمد السالک مير جلم معالم خالف خالفاتان بهادر مظفر اما مير بهد ولاه مسرفت كه اين اين اين قري اين امار به مين بيد تمام عمر قريب ، شايجهان آباد مين فوت امار اسال اور جند ماه اين مالا الهايي ، 114 على عمر جه سال اور جند ماه اين ، 114 على عمر جه سال اور جند ماه اين ، 114 على عمر جه سال اور جند ماه اين ، 114 على عمر جه سال اور جند ماه اين ، 114 على عمر جه سال اور جند ماه اين ، 114 على ، 144 على عمر جه سال اور جند ماه ين ، 144 على عمر جه سال اور جند ماه ين ، 144 على عمر جه سال اور جند ماه ين ، 144 على عمر جه ين اين عمر جه سال اور جند ماه ين ، 144 على عمر جال اين وين من اين عمر جال اين وين بين اين من عمر جال اين وين بين من عمر جال اين وين من عمر جال اين وين بين من عمر جال اين وين من عمر جال اين وين من عمر جال اين وين من عمر جال اين من عمر جال اين من عمر جال اين وين عمر جال اين وين عمر جال اين من عمر جال اين من عمر جال اين وين عمر جال اين من عمر جال اين عمر جال اين وين عمر جال اين عمر جال اين وين عمر جال اين عمر جال اين عمر جال اين عمر جال اين وين عمر جال اين عمر جال اين وين عمر جال اين عمر جال اي

ان شواید کی روشنی مین یه گلها جا سکتا ہے کہ عبیداللہ خان مینلا ، میر جملہ عبیداللہ خان خاناب بد فریعت اللہ خان اور رجب جوا ، ۱۵ می جو سی رمی رمی ا کا لیٹا گلے ، یہ خاندان دیلی میں آباد کیا اور مبتلا بھی بین دیلی میں دیلی میں کہ اس نے اپنے ایک شعر میں بھی الشارہ کیا ہے : کہ اس نے اپنے ایک شعر میں بھی الشارہ کیا ہے :

برجا ہے گر بے قدر ہے تو ہند میں اے مبتلا ملک حبش میں آرسی کے مشتری کا کال ہے

صرف لفظ "الكوا" ؟ ع استهال كو ديكه كو مبتلا كو دكني كهنا اس ليے درست بين ہے كه ولى كى بيروى مين شال كے بعض دوسرے شاعروں مثلاً عبدالوباب يكرو نے بھى لفظ "تكو" كا استهال كيا ہے ـ شاؤ :

کیوں صحبت بداں میں ٹکو روئے ایٹھ کر بدلے ہے طور نمم سی یکرو کا جی گھٹا مجھ الاسو واصط تسکسو تصبحت الاسر

یسسار جس سے ملسے بنسا وو فٹ بیروی ولی میں زبان ول استمال کرنے کا چی عمل مبتلا نے بھی اپنی ایک غزل میں کیا ہے۔ صرف اس قسم کے ایک آدہ لفظ کے علاوہ دیوان مبتلا کے زبان و ان پر کافی ایسا اثر تین ہے جو کسی طرح ایس ماکن ہے عضوص ہو۔
دولان فی جو بر امار ہے وہ میں بہت لیا آیا اور وہاں کے شعر اکو متارا کو متال کو اللہ دولان کر رفتہ گول مورہ کی اس کما تو بہتے اللہ نے (کاف وروائل انداز کا کہ رفتہ گول مورہ کی اس مثل مبتلا نے بھی والی کے واکلہ حض میں مدرک کی آیا انداز اس مراب کیا۔ ایسا معلوم ہونا کہ کسیالا کا بدر مال کے اس اور اداراک والے کے میں میں اس ہوناناک والے کی طرف کا طرف کریا۔
کورائل انداز میں مقالے اس لیے کہ اس میں اس ہوناناک والے کی طرف

سینلا کا دربرانی روشت هروه هے آخر تک ولی کے رنگ بھی ہے۔ مینالا غاطریاں کی خوابی یا تو دل کی تربی بری کہی بی یا پھر ان کا روش ہ تائیہ بنالا کر غزاین کمی ہیں۔ دیوان کو رائیج ہوئے بوری ماہور ہوتا ہے ہے۔ جے ادر بار فزار کی کمی ہی ماہد کالا ہو کہ کے صرف اس انداز کی شامری کر رہا ہے ادر بار فزار این کام کم نابلہ کلار ہو لے کرتا بناتا ہے۔ کرتا کا باتا ہے۔

رفت کینے کے فن میں میٹار '' کردو اول اور دولیا ہے کم نہیں اس کان کیائے گر انسان سول سنے روضتے بیسدار کے ولی کون ان ہو بدیلا ولی ایہ ورب عشل کے ملک کا ور ساتان ہے مرے انسان میں مالم چرافان ولی گرچہ کیا روشن دکتیں کو بعدا کے کام یہ بالازی کی طبح سرائے دو چار انسان کے کری ایما نہیے ہے۔ یہ شامری براہر راست ول کے اس عشانہ راکار سنن ہے سائر ہے ہیے ہم

ے ۔ یہ شامی دیا ہوا۔ حدق کے حواجہ دو چار انصار کے لیوں ایمان جینے ۔ ہے ۔ یہ شامی دیا ہوا۔ اس کی جی ۔ ایس شامی میں میں کا رہے جی ہم سال ہے جی ہم براہ ، دوبن ایمان کی ایس کی اس بہ انکار کی تاکہ نام انکار کی تاکہ خار کا اور در شیاراً کی ایمان کی اور در شیاراً کی ایمان کی اور در شیاراً کی ایمان کی ایمان کی اور در شیاراً کی ایمان کی دونوع سطن کی دونوع سطن کی دونوع سطن کی دونوع سطن کی در در در اس کی دونوع سال کی دونوع سال

ول قسم سيم اسرا مرحي دور عشو عال کي بات به على عالى عالى ا ناتو و بيخة كل خواك كو و الما الما كن دور كو المدوي بن ام سرا مي حيد الموادي بن ام سرا مي حيد كي مي الموادي المي م حمل مي كم مي مياد كي يمي التي ميرون كي الموري كي الموري كو رواب باتر فراوي كامي يع ميد ميد كا به دوان ميان كي خيات كا الخيار بي . اس يع كسي المي كم الموادي بين ميد ميد كام كان يا دوان ميان كي كم خوادي كا طول كي طول مي ميان كم مؤلف ميان ميان كان كان كي دوان كو ل كن كوادي ميان كم خوادي كان خوادي ميان كم خوادي كان خوادي ميان كري دوان كواد كي كوادي كي خوادي ميان كري دول كي دول كي دول كي دول كي دول كوادي كي دول كي دو یاں شامری تجربے کا اظہار ہے اسی ایے ولی کے شعر آج بھی متاثر کوریے ہیں ۔ میمالا کی شامری سیاٹ اور سے الر ہے لیکن اس دور میں، وزیان و بیان کی سطح بور، وہ بہام کروں سے متنقل ساکری المباری کا کاندہ شرور ہے۔ روایت کے اس ابتدائی دور میں ہیں اس کی ایست ہے ۔ آپ بھی یہ جند شمر دیکھیے :

ربی آبانہ الم اوق وقرن میلان کویں کر ربی آبانہ الم اس کے آگا ہے آبانہ الم اس کے آگا ہے الم کا آبانہ کی کا آبانہ الم کا آبانہ الم کا آبانہ الم کا آبانہ الم کا آبانہ کیا آبانہ کی آبانہ کیا آبانہ کی کی کیا آبانہ کیا کیا آبانہ کیا آبانہ کی کا آبانہ کیا آبانہ کیا آبانہ کیا آبانہ کیا

مبتلا کا کلام شانی بند میں ولی کے اثرات کو ظاہر کو تا ہے جس پر نہ صرف اس دور کا ہر شاعر بلکہ خود مبتلا بھی نخر کر رہا ہے :

فرشتے آسان سے کیوں کسیں نئیں آفریں مجھ کوں ہشر کی حد سووے باپر ہے لیٹ یہ ریختہ میرا

ولی دکنی جامع الشعرا ہے۔ اس دور کے کم و بیش پر شاہر نے ، اپنے مزاج اور ڈون پیشند کے مطابق، ولی کے راکب سٹن ہے اس تک اور اپنے کلام کو سواوا ہے ۔ شاہ تراب ملی تواب نے بھی معرفت و سائل تصوف کا راک کلام دل ہے کے کو ماعری کی اس نمصوص روایت کو آگے بڑھایا ۔

کماں طبع ولی تھی یوں ٹراب لکتہ سنج کمیہ توں خیال معرفت میں جیورے کہ میری طبع عالی ہے

اور چولکہ یہ ان کی تخلیق توت کی اساس ہے اس لیے اس دور کے دوسرے ہماعروں کی طرح شاہ تراب بھی بار بار ابنا اور اپٹی شاعری کا مقابلہ ولی سے کرکے کہمی خود کو ولمار عصر اور کہمی ولی ٹائی کہتے ہیں رف کر سنیں فردوسیاں سورے یو غزل میرا ولی بھر سمندر طبع شاید اوس کا جولاں ہوئے گا برواله جل اراب ہوا سو عجب ہے گیا. روشن سراج دل سور ولي كا سعن بوا میرے شعرائے داکاتھے خوشہ چیں ہیں ولير عمسر خبوش تقريسر ببوني مير دیکھ دئبر تبھے کے اللہ جگ میں نے شک ولی اُلمانی ہے

شاہ تراب علی ٹراپ کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خلوت گزیں ، نتیر منش انسان تھے اور ادبی مراکز سے دور ، اپنے ایر کے ارشاد کے بموجب ، ترنامل موضع چٹ بیٹ (ارکاٹ) میں رہتے تھے ۔ الرفامل ان کا وطن نہیں تھا بلکد ان کے پیر نے ، اس علاقے کی عمل داری المیں بخش کر ، الهیں بہاں کا تکب دار مقرر کیا تھا جس کا ذکر انھوں نے بار ار اپنی شاعری میں کیا ہے ۔ ت معین الدین علی تبالی (م ۱۹۹ مف ٥٨ - ١٤٨٣ع) ن الني رسالي "التوح المعين" مين شاه تراب كو اينا چچا بنايا

ف، د دیوان ِ تراب (قلمی) غزونہ انجمن ترق أردو پاكستان، كرلچي ـ یه دلیا میں واحد معلوم نسخه ہے ۔ ہم نے اسی سے استفادہ کیا ہے ۔ تراب عاشق ہے باک تکے دار ترنامن ت، (الف)

ہوا ہے مبتلا دیکھت قطار گودڑی پوشاں (دبوان ٹراب) خويش چھوڑا ، آشتا چھوڑا ، وطن چھوڑا ہوں سب ( y )

جب حسيني نے کيا ارشاد يسا شاء الها ا (ديوان تراب)

ے کرنانگ میں ترنامل اے يسارو طرف سنو تسقسل او ديول كا نالون ارتاجل ال مشہور جس کا ہے دیسول وو بخشیا واں کا منجے عمل اوس ارالجل كور سار كهندل یسو تسراب اس کا بلیسارا ہے و و اید حدی ایسارا م [گیان سروب ، از شاه تراب ، ص ، ، غطوطه انجمن ترق أردو پاکستان ، كراچي] -

"أبوبدا بد معين در بهشت" سے مال وقات برآمد ہوتا ہے۔

ے۔ قبل کے الفاظ یہ ہی الاقتصاد موی للک جدات فرت اللہ عطابہ ، دربات المبید حضرت کاء تراب کے الاضرار چنتی مدائل المائی ، ۱۳۱۳ علیہ در اس ہے۔ المائی دولوں المبید کار کیا ہے اس کے اللہ کار المبید کیا ہے۔ مائی تراب نے اس کے حالات المبید کیا ہے۔ مائی تراب کے المبید کیا ہے۔ مائی تراب کے المبید کیا ہے۔ اس میں اس کے میں اس کیا ہے۔ مائی اس کے میں اس واحد مدد اس کار میں کہا مائی ترابی ہے۔ مدد المبید کیا ہے۔ مدائل ہے کہا ہے۔ مدائل ہے کہا ہے۔ مدائل ہے۔ م

در اح طهد من هورسید اس و مدود دارج . جب فکر یه کیا تها می رنگین خیال کی تمی عدر اس قدر (کی) تب جبل سال کی مند یک بزار و یک صد و بنناد تها دکهو تمنیک جب کیا چوں صفت ذرالجلال کی

تعیقی جیرا کی پور محت فرالجدال کی اتبا علم معرف کا مرحم دو اراجدال کی اتبا علم معرف کا مرحم دو رسیاب مه کال کی دورات ایک سال میں اتمام سب بوا تصریف میں تو دائر ایسرو بلال کی تعیابابل غرد ('کل خورشید'' غیر دیبا خیر دیل آئی در کرن ایس و رکون مثال ک

شاہ تراب نے بارہ شعر کی ایک اور غزل میں بنایا ہے کہ یہ دیران کسی بھٹری خان کی تحریک پر اناووں نے تعدیق کیا آئیا ۔ اس سے بیلے انہیں ''انصوف میں رسالے لکھنے کے سوا تصوتی سفن نہیں تھا ۔'' یہ ایمی لکھا ہے ''ہ خط و خان کا ڈکر گریکے انہوں نے ''فراؤ باشل ''کو ظاہر 'کیا ہے''' : حظ و خان کا ڈکر گریکے انہوں نے ''فراؤ باشل 'کو ظاہر 'کیا ہے'' :

عجب ہے ذات ہالکہ قبدی نسالک آئیا عمر کے سب موں ٹکر دوارا لیے آئیا شعر اس مردی طبیع عام برگر اکار مغن کی آئیہ ڈاٹال علی برگر ان تھا غرق مغن تب علی مضورت جب آئیہ کم فدیات کے میں مامی عالی بودہ پورا دال ائل او کے میں مامی عامی بودہ پور اعظامات چیشہ تسازہ مضورت بول گھر استخدار چیشہ تسازہ مضورت بول گھر اس کارل دگر بیازات ہم صحبت کھیے سب
کہ اے دیوائے کو دیوان کا سامان
تسوف میں وسالمے ہسوئسا تھا
نہ تھا شوق غزل برگز عززان
اوس معنی کا تین بھر خال وخط میں
کیا بوت راز الحف جن

ان غزلوں سے معلوم ہوا کہ :

(۱) معادا ۱۹ مه ۱۳۵۰ به ۱۵ مه ۱۳ مه از این که مسر به سال آنهی اس حساب به آن کا سال پیدالش ۱۳۱۰ به بولا ب به اس به به آن بهی پایه ثبوت کو پینچ جانی به که "گیان سروپ" کے جس اسلخ ۱۲ پر سند کتاب ۱۹۱۵ به ۱ مهارع درج به و مشمل کتابت کی خلطی به اور اس سند بیشاء تراپ کر پارے به کسی آمم کے لئانج انداز کران اس بیر کسی شاہد ہے ا

(ب) اس وقت تک شاہ تراب صرف تمیوں کے ربائے لکھنے تھے ، انھیں سٹن گوئی کا کوئی شوق تمیں تھا ۔ یہ دیوان ان کی چل شعری تصنیف ہے ۔ اس کے بعد چی ان کی سارحیتوں کے جوہر کھلے اور ان کی ساری منظوم تصالیف اس کے بعد چود میں آئی ۔ اس کے بعد چود میں آئی ۔

ے بعد وجود میں امیں ۔ دیوان تراب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا لتب گنج الاسرار تھا جو ان کے

ہیں و مرشد ایر بابا شاہ حسینی نے الھیں دیا تھا : اسام میرا السراب تنقل ہے گئج الاسرار ہے لقب بولسو تسراب نبف خوب درہافت کر کھے بھر کوں تب گنج الاسرار مج

ير بابا شاه حسيقي بهي صاحب ديوان تهي :

دل اگر چاہے کا بار ، دل پسند خوش کنتگو لے کے دیوان ِ حسینی دیکھ اے عالی مثام

<sub>کا و</sub> شعر کی ایک عزل میں ادبا شعرۂ عالات بھی بیان کیا ہے جو آنمیشرن ہے کرکر مرائیلی مسر المعنان ، بیان ادبان جائی ما بین الدین انطوا ، بابا المعنا العلق ، بابا المعنان الدول فی بعد و حوال جائی بدائیلی الدین بابا با الدین مسئولی ایک آیا ہے ۔ شاہ قراب الدی حسینی بیر کے مرید و خلفہ تھے ۔ سارے دولوان میں تراپ مشافی بین اور حسینی بیر مشترق بین ۔ غزاین کی عزاین ان سے عالمیہ ہو کو محکمی کئی میں جید سون با با شاہ حمیتی مرشد کامل ملا دل میرا پر دوجیاں سون بسکہ نے پروا ہوا پرائرس چیر شاہ علی چیر رہنے مرشد میرا حمیتی ہو آسانی ادیسے پسوا مرشد میرا حمیتی بابا کام بند پر مرکز مورد کارس اوس گھر کا بین خایدہ ورث زیبوں پسوا

شاہ تراب کو دکن اس لیے عزیز ہے کہ بیان ان کا عبوب رہنا ہے اور اسی لیے انھوں نے زبان دکھنی میں شعرکم ہیں:

آبرا مم رہا ہے دکھن کے تین وطن کر کیوں کر میں چوڑ جاؤں سلکر دکن کوں ہواو آ داسرہا جسو ساکن دکھن بسوا تسراب ہولا ہوں شعر جت زبان دکھن سے

''دویوان تراب'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اتوام مندیں سر زمین دکن یر اپنے قدم جا رہی ادی ان کے اثرات سارے ساتھرے اور طرزہے تھے : ملک سازہ اور فیصل کے سازہ او فسرنگمنسسانی ہے۔

پلاپیلی ملک گفترتسال پسوا غلبم قسوم لمارا بسکد دستا پر طبری کر ظهور ایا شناب اے میڈی آغر زمانی پوائے پر طرف پنگلمہ دیکھو قوم نماری کا غدایا بھیج مہدی کون جون قاچ رہے مساباتی

اشا، ترتب کے "انجور کیا جمہ میں ہوں جوں "مام در سندی شاہ ترتب کے "انجور کیا ہے لگا ہے " کہ 10 امام - - مام میں مضرت پر بادشاء کے انجی غلوت میں الارا) ء سے برد لک یار قدرت بھیرا اور کہا گئر نے برا امام ایا خلیفہ شر کرکا ہوں : لئس کے ساتھ اپنا خلیفہ شر کرکا ہوں :

او ولین عصر مرتب تابسدار در سن پنجده و یک مد یک پزار روز جمعه ماه روب وقت شام دی خالاند کیج الاسرار بختے لام ویران تراب میں خزایات کے بعد کیم ترجیع بند اور قطعات وغیر، بھی شامل بھی جب میں ہے ایک ترجیع بند کی تائج المحقد ۲۲۵/۱۲۵ – ۲۵۱۱۹ بین غیب " سے رابک ترجیع بند کی تائج المحقد ۲۲۵/۱۲۵ – ۲۵۱۱۹

میں اور ہوں کے کہہ تاریخ ہیں توں جنٹی خبیث کمیہ تاریخ

اس ہے یہ بات سامنے آئی کہ اس دوران میں دے را ماہد۔ رہدے تک کا کائم موری ہو رو د فوٹوں ہو سامنے پر حرفت جی عشائی دو جی دے رہا ہ 20 سے مدی اع فوران کے بعثی میں یہ ن میں میں دوران میں بیشن نہر کاک کر ان کی بحث درجے انسان اکھائے کئی جی ، بیشن میں مورون میں تبدیلان بھی کی کی بعد ، سعام ہولائے کہ کہ وہ دوران تو کو دفتہ الراب کے انام کا انکام جارے یا بھر ان کہ ملکوت والے بہ دوران تراب ( رہے ، داران ہے رات کا کاکام جارے یا بھر ان کا

دوسری معلوم منظوم تصالیف یه بین ـ

(ر) فلبور کائی : (۱۔۱۵۱۵مرہ ۔ ۱۵۰۰م) یہ ایک طوال اللہ ہے جو چیس ایواب پر مشتدا یہ اور ایک طلاع مراشقای او اسال پر اس کی بھارت و وابیائی اور دسوائی کائی کی دہارت کے لیے کہ کیل" اس کا تازیخی انام ہے۔ اس میں نصوف اسنیہ کے بالچ عناصر اور پیس گوری کی تشریع کی گئی ہے اور جت ہے اگات کو حکایات کے برائے میں میں بیان

(۳) گزار وحدت : (۱۳۰۳/ ۹۰ - ۱۹۵۱) چوده ابراب بر مشندل ایک اور طویل نظم ہے جس کے بر باب کو ۱۳۶۰ کیا ہے ۔ اس کا موضوع بھی تمدوف ہے جس بر اظهور کانیا کے خیالات و انکار کو اتنے پرائے میں بیان کرتے تصوف امیدی کر وضاحت کی ہے ۔ (۳) گنج الاسراز : (۱۳۵۱ه/ ۱۳۶۵ه ۱۳۵۵م)

ے اعراق میں مصول سے مدار ہوں ہے: مصرد تاریخ نظام اتتخابی بکتنا ''گنج الاسرار تراپی''

گئی ہزار انسار پر مشتمل ایک طویل لفلم ہے جس میں وضاحت کے ساتھ علم وسل کو، جو خالدان اسیتیہ کی خصوصیات میں شار ہوتا ہے، یہان کیا گیا ہے۔ شاہ تراب نے یہ مثنوی اپنے بعرو مہشد کی فرمائش پر قلمبندکی تھی۔

 دوائے عاشق کو دیکھ کر حد چین کی چونی دریا میں ڈال دی : کہا بھر اوس شہید ناز کے عات کہ عملق کلانے ہے جو جہ بات انک میں دمن کی جا جرنی آری ہے مصبت یہ دیرے سر از کواری ہے جانے کی اساؤل سائل کے شدار کے اساؤل ان کی اساؤل سائل کے شدار دوسے گے اساؤل سائل کے الان کا ان کلانے دیسے مسائل مشدول کا از کلانے

اسلور کے ذریعے سلوک و معرفت کے لگات بیان کیے گئے ہیں ۔ اس کی بحر ہ روان ہے اور پر بند میں تین شعر کے بعد ٹیپ کا یہ شعر دیرایا گیا ہے : جو بیر حسینی بیارا ہے ۔ بول تراب اوس بلمبارا ہے ۔

رق بال مساولاتي به الله الدو بالدو للقريب مرس الدوليات المدت الدولية المساولاتي به الله الدولية الموسية الدولية الدول

المناقب كو كے تراب لے اس كا نام اسرار استيم كے ساتھ ساتھ "من سجھياون" يھى ركھ ديا۔ امين الدين المائي كا تصوف ناسلم" ويدالت سے مثائر ہے۔ جی صورت اس لفام كے عبالات و انكار ہي ساتى ہے۔ زبان و بيان كے اعتبار ہے بھى "من سجھياون" ايک دلوست نظيم ہے۔

میں میں اللہ میں استعمال کی اور سے دولوسیہ یوں لیکن 'ادیوان تراب'' تعوف کے ساتھ ساتھ شامری کے امتیار سے بھی اس لیے داوسی ہے کہ اس کا رشتہ اس دور کی روایت کے ساتھ انام ہے - یہ دیوان شروع سے آخر تک تصوف و معرف کے رموز کی ترجان کرتا ہے جس کا اظہار شود تراب بھی بار بار کرتے جن :

روز و شب جس كوں رہے كا سر ديوان تراب علمي عشاق ميں او معرفت دار ہوئے كا اسے تسراب معرفت ميں بولا پور يعنى رنگيں سخن نصاست كا تراب مبتلا كے سن سفن كور

اراب مبتلا کے سن سخرے کوں محمید کے عارفان سب آفریس باد گوہسر دریائے وحسدت سے تراب

مہر میرا دیکھ تون العسمان موں شعر میرا دیکھ تون العسمان موں تصوف تراب کا ذاتی تبریہ ہے - بین ان کی زندگی اور مامدر زندگی ہے ، اس لیے

ان کے اشعار میں واقعیت ملتی ہے۔ اپنی غزلوں میں وہ ایک ایسے عاشق کے ووج میں اشار آتا ہے جو جام وصدت پن کو عالم عمویت میں دلیا کر ویکھ ویا ہے۔ تراب عشن عالای کی بھی تقتین کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ مفرد یہ ہے : وفتا خالف علی ہے اور اس مثل سابہ دلوارا کے بھر توں سات سے بدہ ہے کہ اس کے ذریعے حسن عبوب اور اس کے عطر و عال کے اظہار کی امہمت یہ ہے کہ اس کے ذریعے

حسن محبوب اور اس کے غط و عال کے اظہار کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے ڈریعے مشاہدۂ حق کی گفتگو اس طور اور کی جا سکتی ہے کہ وہ ظاہر ہو کر بھی چھپے رویں :

اے تراب راز مق عیاں مت کر خسال و خط یہ بول مطلب سب چشم بناں میں معرفت کردگار ہے جوں مردمک میں کنچر نیاں آشکار ہے

شاہ ٹراب کی شاعری کی خصوصیت یہ ہے گلہ وہ بڑے سے بڑے لکتے کو عام

زبان میں سادگی کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں ۔ ان کا دیوان تصوف امینیہ اور رموڑ معرفت کا ایک بحر ذخار ہے۔ اپنی بات اور تجریح کو بیان کرنے کے لیے وہ جهان قارسی رموز و علامات کا سهارا لیتے ہیں وہاں مندو اسطور و تلمیحات کو بھی اسی اعتباد کے ساتھ پہلو بہ پہلو استعال کرتے ہیں ۔ ٹراپ کے دیوان میں کئی غزلب سوال و جراب کے پیرائے میں ملتی ہیں۔ ایک غزل رہتی کے انداز میں بھی منتی ہے ۔ الھوں نے مشکل زمیتوں اور طویل ردیفوں میں بھی غزلیں کہی یں۔ مکرر قانے کا استمال بھی کیا ہے۔ صنائع بدائع کا انتزام بھی کیا ہے۔ غزل کی بیئت میں است و منتبت بھی لکھی ہے۔ ایک "سی حرق" بھی لکھی ہے ۔ ان کے بان شاعر اند تعلی بھی ہے اور اپنی ذات ، عقائد ، سلسلے اور شاعری کے بارے میں بھی متعدد اشعار ملتے ہیں ۔ تطموں کی طرح اس دیوان کا سوضوع بھی تصوف اور صرف تصوف ہے ۔ لیکن ایک موضوع ہونے کے ہاوجود شاہ تراب کی غزلیات میں تنوع ملتا ہے۔ بیاں عشق کی سرشاری بھی ہے اور والهاند بن بھی ۔ یہ عشق ہجر بھی ہے اور وصال بھی ۔ یہ عاشق بھی ہے اور مجبوب بھی ۔ خدا بھی ہے اور جلوۃ خدا بھی ۔ یہ ایک ایسا آئیتہ ہے جس میں ساری کائنات ایک وحدت بن گئی ہے ۔ عشق کی اسی سرشاری کی وجہ سے ان کی شاعری ہمیں آج بھی متاثر کرتی ہے . اس اعتبار سے شاہ تراب وہ واحد شاعر یں جنہیں ہم خالصاً تصوف کا شاعر کہد سکتے ہیں ۔ ان کی زبان ہر دکھنی اردو کا اثر گہرا ہے لیکن وہ وہ زبان نہیں ہے جو ہمیں حسن شوق ، قلی قطب شاہ ، تصرتی یا غواصی کے ہاں نظر آتی ہے ، بلکہ یہ وہ زبان و بیان ہیں جو ولی دکھی کے ہاں نظر آئے ہیں اور جو مزاجاً آیرو و ناجی سے تریب ٹر ہیں۔ شاہ تراب کی شاعری کے اس مزاج سے واقف ہونے کے لیے یہ چند شعر پڑھیے:

س مزاج ہے وائٹ ویک نے ہیں یہ چند شد واقعی جوں کہ بیٹ کی بہ پہندان امنی بہ بہدکانی ویک اون فرونک مس کا ایجا کوئی نہیں شلق و شروکت میں تو شالہ ہوں سیاس الدیت اکملے بن کا چسلار آتا ہے کہ پائل موں او فرط خسانے بنسدی نسکار آج خسوں روزی کا اساب مدر کئی کا کاشے شاہ میں میک ورئے ڈوالیمال

بادر صبا الم بوچه توب ارکن ی کیفیت بیار چشم دیکے کے بیار پسو گیا جو كىسىد راه عشق ميں دے سر كيسا الم ابنا دو جهسال میں کر گیا احمد احسد میں می الد حجاب رکھ بهدرآب اينسا طالب ديدار به نددا تراب طبائر ومسات گرفتسار عساصسر بسو بھٹکتا درسدر بھرتا ہے شایسد آشیاں بھولا تراب فنش یا ہوکر رہا ہوں کوئے جاناں میں ميرا نام عاشقون مين سب شار پوتا تو خوب پوتا میرے فلیر خانے تلم راہہ جاو کرے بسارے كسدھر ہوا ہے كمسارا غيسال آج الكم كرج ، ادا كرج ، جلن جال كرج سرايما يه ايسروك خمم دار كمم شمح رو کی بساد میں پسروانے بسار دان گیا اور رات ساری ہے پسنسوڑ جسدالله کے بسو رسوائے عمالے قندون عشق میں مشمدور ہیں ہسم جس نے کہا ہے خدمت عثاق اختیسار اوس سرو لونهال کوب پرگز غزاب نهیب افسائسہ میرا یارکی محدمت میں لکھوں کیسا میں آپ دیکھے صورت افسانے ہوا ہوں زابسدا دهونسات كمهساب بجسه كسوب او تسو مسوجسود ہے ہسارے میں باد ہم کوں تم کسرو با مست کرو ہم کھاری یاد میں مشعول ہیں واجب کو جیوں ضرور ہے ممکن ظہور کون يسون روح و جسم لازم و سلسزوم بسوجيسي تراب کی شاعری کا مقابلہ اس دور کے کسی شاعر سے گیجیے تو یہ شاعری رنگ و 'بو میں اس سے غتف عدوس ہوگ ۔ ان اشعار میں تصوف کی غصوص روایت اپنے aim, in cell M a. The M is M is M in M i

سال تاریخ صابر از البهام گفت باتف "أرے خجت کلام"

" زے خصتہ کلام" سے ۱۱۸۱ میرآمد ہوتے ہیں ۔ اس کے معنی ید ہونے کہ

اسی سال تحفۃ الکرام مکمل ہوا ۔ اسی سال صابر کا دیوان اودو<sup>ن</sup> مکمل ہوا اور اسی سال صابر نے وفات ہائی ۔

''امثالات الشعرا'''؟' میں میر قانع نے صابر کے ذیل میں لکھا ہے : ''اکثر شہدائے علیم الشاکا مرآیہ لکھنے میرے مشغول وہتے تھے۔

الاگر شبطانے تخلیج التاکا مرابہ الکھنے میں۔ مشفول ہونے تھے۔ یعدی فرانس والانوں میں میں کم کے صدفہ دولتان اور پہنی موران کیا دارد کی مدرسہ تھی ۔ اس وقت الدیا آئی کہ لاکھ السارہ ان کی بھا ۔ زود کی مدرسہ تھی ۔ اس وقت الدیا آئیک لاکھ السارہ ان کی زائل المساحت بنان ہے صادرہ موجکے ہیں۔ ان کے کالم کو اول فوارت تھا ۔ جو بہ کسان کی ادار یہ بھائی الدین حضرات نے عالم عوالی میں مثا قربایا تھا ۔ جو بہ کہ ان کی فائی ان کرانس ہے موارس ہے مثال فربایا

میر محمود صابر نے اپنے دیوان کو ''شوق انزا'' کے ٹام سے موسوم کیا تھا :

... بول گشساب تمام شوق افزا رکھا ہے جس کا نام

صابر کا اردو دیوان خاصا ضغیم اور ۱۹۰۹ خزایات پر مشتمل ہے ۔ اس دیوان کے مظاہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ حابر کا بعد دیوارے بھی داؤد ، فلسم ، اشرف ، فائز اور مبتلا وغیرہ کی طرح ول دکئی کے دیوان اور رنگر منٹن کی پروی میں لکھا اور مرتب کہا گیا ہے - صابر نے ولی دکئی کا ذکر کئی جگہ اپنے دیوان میں کہا ہے : جگہ اپنے دیوان میں کہا ہے :

سن ریخه ولی کا دل خوش ہوا ہے صابر حقا ز فکر روشت ہے انوری کے مانند گر ریختہ ولی کا لیریز ہے شکو سون مضمون شعر صابر تند و شکر تری ہے

وہ ولی کی شاعری کی تعریف کر کے اپنی شاعری کو بھی ویسا ہی 'پر اثر و ''خوشی آمیز'' سمجھتا ہے :

گرچہ مشہور ہے ولی کا سخرے طبح انور سون روشن و احسرے شہر اس کے سون شرم گیں ہے شکر دل کو بخشے ہے شیرانی کا اثر

ف. غطوطه ديوان ِ اردو ، مخزوله سنده يونيورسي ، حيدر آباد سنده ـ

''شــوق افــزا'' کا ہے سخت لبریز نشــہ' عشق سوں خــوشی آمیز

ایک اور جگہ لکھا ہے :

صابر منا ہوئے قافیہ سنجائے پند سوں تجہ رضنہ کی دھوم پڑی ہے دگھن میں جا

صابر کا دیوان بڑھ کر پہلا قائر تو یہ ہوتا ہے کہ یہ ولی کے دیوان محو 'بمونہ بنا کر اسی انداز اور اسی رنگ میں لکھا گیا ہے ۔ اس کی غزلیں کی غزایں ولی کی زمینوں میں ہیں یا قانیہ بدل کر ولی کی غزاوں کی ردیف سے نئی زمینیں بنائی گئی ہیں۔ دوسرا تاثر یہ ہوتا ہے کہ مابر اپنی پرکوئی کے اظہار کے لیر دیوان ولی کے جواب میں اپنا دیوان ترثیب دے وہا ہے۔ لیکن جیئیت مجموعی اس کی مخزلوں کے آبنگ پر ، طرؤ فکر پر اور زبان و بیان یر ولی کا گیرا اثر ہے۔ تیسرا تائر یہ ہوتا ہے کہ صابر کے کلام میں رور بیان اور تدرت اظهار اشرف ، فائز اور ستلا سے زیادہ ہے ۔ اس کے بان اجام بھی ہے لیکن ، آبرو و ٹاجی کی طرح ، یہ اس کا بنیادی شعری وجعان نہیں ہے۔ اس کی فکر اور اس کی شاعری کے موضوعات پر فارسی شاعری کا اثر بہت واضع ہے۔ عشق و حسن کے جذبات اس کی شاعری میں طرح طرح سے رنگ بھرنے ہیں ۔ اس دور میں عام طور پر چھوٹی بحر اور آسان زمینوں میں غزلیں کہنے کا رواج تھا لیکن ماہر کے ہاں بڑی محروں اور مشکل ردینوں میں بھی شعر کہنے کا رجعان ملتا ہے ۔ وہ صنائع بدائع کو بھی ایسے سلیتے سے استعال کرتا ہے گا وہ جزو شعر بن جاتے ہیں۔ اس کے پاں بہت سی غزایں مرصع بھی ہیں ۔ اس نے دوہرے قانیوں میں بھی غزلیں کمپی ہیں ۔ اس کی شاعری کے موضوعات میں ، فائز و مبتلا کے مقابلے میں ، گہیں زیادہ تنوع ہے لیکن زبان کی سطح پر ، ولی کے بعد کی اسل کے شعرا کے برخلاف ، اس کے باق محسى ارتفاكا پتا نہيں چلتا اور وہ وہي زبان استعال كر رہا ہے جو اس نے اپنر مجين اور جواني مين سي يا ديوان ولي مين پڙهي تهي - الهاروين صدي مين زبان تیزی سے بدل رہی تھی۔ ایک ہی شاعر کے ابتدائی اور آخری دور کے گلام میں زبان و بیان کا فرق نمایاں ہو گیا ہے لیکن صابر کے باں یہ صورت نہیں ہے۔ مثاقر آبرو کے دور میں نارسی فعل و حرف کا استمال متروک ہوگیا تھا۔ صابر کے کلام میں یہ استمال ، کم از کم حرف کی حد تک ، باتی رہتا ہے ؛ کسمبر اس اوپسر نشار کاسروں

منهد امن اوپسر منتاز مسرون اس کے یک بر ( شوق سِس دھروں دیوے اصلاح ہو شادمان رہوے دیدۂ بد موں ادر امان رہوے

لفظوں کے تلفظ میں بھی ''و'' کا استہال ، جو آبرو کے ابتدائی دور ہی میں متروک ہو گیا تھا ، صابر کے بان عام طور پر ملتا ہے :

> گروید ریکتا بورف بیکشار مین لام لیک گلبادولتا بورف تیرا غلام گلبوسه گال اسه کی جوانی مین زانه کی گلوش مرخمی اسانی مین همب بعبران کی ایالیاب مین بورجه چشم ترا، رنگ از دعون دکم بورجه آلفند و دیرالد بورگ گر دار شتاگا تو زاند کی زائیر مو دیکد آج جگز کر

ربی از میکا (رکبیما در کنیما در کنیما

گیوں نے کاری گھٹا میں مینہد ہسرہ سوسم آیا انہموں کے ساون کا ايرو کي گان گهينج جو تون کهولے گا گهونگٺ پلکارے کے خددتک آئے ٹھیر کون سکے گا ہیں کاتب تدرت عط یانوت کے حراب تنسیر ترمے حسن کی اڑھ کون سکر گا رسوا اگر کرے کا جنوب عشق میں بسیش گیونکسر رہے گی عماشتی شیدا کی لاج آج یس زائف تابدار ہے دل کے شکار کورے کیوں گوندھے ہے کاکل شبرنگ کی گئند الجه حسن کی سرخی سوی عرق چاه ذان میں یاقوت درخشاں ہوا رخسار سوں ڈھل کر د کھاوے گر سجن بحراب آبرو صبح دم آ کو کھڑا ہووے نظر کے روبرو بیت الحرم آ کر اے شوخ محبھی میری طرف آ کے گزر کو تا دل کو تری نانو کروں بالھ پکڑ کو تهجد زلف کی لٹ بیچ بسا جب سوں مرا دل يهر گهر کور له آيا که کيا غـاله بسر کر توں زیب گشن خوبی ہے ، کیا کروں تعریف بھرے ہے بلبل و گل تیرے حسن کی تصنیف چو ماونو خم ابرو گھونگھٹ اٹھا کے دکھا کہ بادلے میں چھپے شسرم سوں علال تلک اے دل وطن بسار کے بیجسارہ و اسیر کب تک رہے گا زاف میں آشفتہ حال چل ز بس کہ جوش ہے انکھیوں میں اشک گاگوں کا مرّہ سے سرخ اچھائے ہے خوش پھوارۂ دل نہوںے کر سبن کی دست گیری ہرہ کے دکھ میں جائیں عاشقان رل طلب كــر نارك دولت كــور صــــــابــر السه چھاجے ہے فسنساعت میں تسوکل کارو کی زاف میں دل جس کا ہے صید و وال کشن میں کیوں معاوے اس کو جار سبل خاری دیکے کے ساتی کی انکھیاں کیهی ست و کیهی غیبور پی سم سنجوگ کے وعدے سوں سریمن کے اورہ میں ملتے کی کشش فسرد نمنا ہے لکھا ہوں ب عشق من برن کا مرے چشم و دل کا چین گیونکر اسے نہ جبو کا آدھار کر رکھورے ژاپىد كے ديكىء گنيد و دستا ربهول ست مکر و رہاکی ہوٹ ہے سب اس کے پاک میں اسير حليات ولف رسيا بيون چــو دل آشنتــکل حــوب مبتـــلا بــوب خم زلف شکن کے بسوسہ کارن کیهی شالب، کیهی بادمیا بون اگرچه راسد بون در عثقر خوبان ولے خوش ہوں کہ ست و بے رہا ہوں کیهی خوش بوال ز شوقر وصل صاب گیهسی اساخوش ز بجسر دل رہا ہوں راکھے جو عشق کے دریا میں نے مرشد قدم صابر بہت مشکل ہے گر چنوے سلامت اس کنارے کوں ام کے گھساؤ آج رستسے ایس سرخ الجهول ع مينهه الرساسي ايب دل سشتاق کهاؤنے ہے لیک سأسرو سو كسر جو كستے ہيں سنا ہوں خضر کی معجز زبائی سوں کد عاشق کور وصالع بمار جمتر ہے حیات جاودانی سوی جهوڑا ہے جب سوں زاف کا دل نے مکن شکر آشفت، وات و دن ہے زشوق وطی وطی

ہر ان کا اطار کے بڑھے ہے حسوس ہوتا ہے " کہ آیہ مقابری آئی مقابری ہے۔ ہن کا مقابر ہے تاکہ ہے تاکہ ہے تاکہ ہے تاکہ ہے تاکہ ہے جائے ہے۔ اس کے کثر و انتہا پر افراس آئرات کا رفتک واضح ہے۔ اس مین ہ اطار و بیلاد کی طرح ، انگار مذاکا رخیر ہے۔ اس میں بیٹ ارات میں طرح ہی میں افراس آئرت بیٹ رائٹ کو جائے ہے۔ افراس آئرت بیٹ رائٹ کو جائے گا۔

عابان بود به د سید عبدالولی عزلت مورتی (۱۱۰۰ه – ۱۱ رجب ۱۱۸۹ه (۱۲۹۳ – ۱۳۹۲ع <sup>ف</sup> – ۱۳ ستجر ۱۲۵۵ع) سید سعد اقد سلونی (م۱۱۸۹ه/۲۰۵۵ع ۲۰

(۱۱۸۹) عزات نے ۱۱ رجب ۱۱۸۹ همطابق ۲ و ستبر ۱۱۵۵ع کو وفات بائی۔ (ج-ج)

ف. عبوب الزمن و تشکر مصرات کرن، جلد دوم ، بعد مبدالجهار نانا مشکل بهری » س ۱۹۱۱ می داراند کرن به ۱۹۱۱ میسی الفاق الافت در اموری دی گری به داندگرت نظر به سیالوان المخاطر دان الدون میر مبدالوان در نظر حرز و افرا شد الاور نشده ، وطوران می بر مبدالوان در نظر حرز و افرا شد الدون میشد ، وطوران می بر مبدالوان در نظر حرز و افرا شد الدون المیشد ، وطوران می بر میشار المیشر در نظر المیشار کامل می در میشار الدون دی با در است الافت الدون با کی مدار المیشار المیشار المیشار بستان لمان سرح مبدالول از خوا امراک کشت بعد ایدن چدو شد الاوان الدی المیشار الدون میشارد به المواند با کامل کشت بعد ایدن ایدن چدو شد الاوان الدی الاوان المیشارد الدون الدون المیشارد الدون الدون الدون الدون المیشارد الدون الدون الدون الدون المیشارد الدون الدون المیشارد الدون المیشارد الدون الدون

کے فرزند تھے ۔ سید سعد اللہ ، جو فارسی اور اردو میں بھی شعر کہتے تھے ٣٢ ، اپنے دور کے عالم متبحر اور ایسے اور نضیات انسان ٹھے کہ اورنگ زیب عالمگیر بھی ان سے علیدت و اخلاص رکھنا تھا۔ سید عبدالولی قارسی و اردو میں عزلت اور بندی میں ارگن تفاض کرتے تھے۔ عزلت کو علوم متداولہ پر پوری قدرت حاصل تھی اور خصوصیت کے ماتھ معقولات میں اپنے دور کے متاز علما میں شار ہونے تھے ۔ سرو آزاد میں لکھا ہے کہ ''امعتولات میں اعلیٰ استعداد حاصل تھی۔ ۱۳۳۰ عزات رنگا رنگ شخصیت کے مالک تھے \_\_\_ وسیم المشرب، خوش گلتار اور خوش صعبت ـ ایک طرف عالم، فاضل و شاعر اور دوسری طرف خوش گلو اور علم موسیق سے پوری طرح واقف ۔ ان مصوری جی بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے ۔ ان کی چند تصاویر آج بھی محفوظ ہیں۔ ۳۳ میر علی شیر قائع اُلهاهوی نے لکھا ہے کہ عزات شطرع میں بھی بڑی سہارت رکھتے تھے ۔٣٥ شنیق نے لکھا ہے کہ السوسیتی پر بڑی تدرت رکھتے تھے ۔ ان کی گلوسوز لغمد خوانی سے بلبل وجد میں آ جاتی تھی ۔ مصوری میں جزاد ثانی اور کبت و دوبا کمنے میں استاد تھے "۔" خواجہ خان حمید اورنگ آبادی نے لکھا ہے کہ "انضلا و علما میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ علم کی بحث میں ان کے سامنے دم مار سکے "دع" عزلت سلسله شطاریه سے تعلق رکھتے تھے ۔ قاتشال نے لکھا ہے کد السلامتيد مشرب رکھتا تھا۔ داؤهي موليھ صاف كرا كے رلدالہ وضع اختیار کر لی تھی"۔ ٢٨ سير و سياحت کے شوقيت تھے۔ ١١٦٦ه/٥٣ - ١٥٥٢ع مين مير غلام على آزاد بلكرامي ن اينا تذكره "سرو آزاد" لکھا تو عزلت اس وقت دہلی میں تھے ۔ اس کے بعد مرشد آباد آئے اور نواب علی وردی خان کی وفات (۱۱۹۹ه/۱۵۹۱ع) تک ویس رہے۔ وہاں سے حیدر آباد آئے۔ عبدالوہاب افتخار دولت آبادی جب اپنا تذکرہ لواب امیر البالک کے متوسل تھے۔ ۲۹ شابق نے لکھا ہے کہ سرورہ میں وہ دہلی گئے "" جس کی تصدیق "لکات الشعراء" اور " غزن لکات " سے ابھی ہوتی ہے۔ یہیں بلد نقی میر سے بھی ان کی ملاقات ہوئی اور اسی زمانے میں میر نے ذکن و گجرات کے شعرا کا ذکر ''ایاش عزلت'' سے استفادہ کر کے انے تذکرے میں درے کیا۔ عزلت کے دو دیوان تھے ۔ ایک دیوان فارسی اور ایک دیوان اردو ۔

عزلت کے دو دیوان تھے - ایک دیوان فارسی اور ایک دیوان اردو ۔ فارسی دیوان م، ہزار اشعار پر اور اردو دیوان . . ، ، اشعار پر مشتمل تھا ۔۳۱

مزلت ایک باسلامیت قاعر تیم جن کے مزاج بین تنوع پسندی اور اٹی چیزوں کو قبول کرنے کا جرور موجود تھا۔ اس لیے آن کے اردو دیوان کی رکا وکی اور خنقل اسٹی جن میں جل آرائی اؤخے والے کو مثار کرتی ہے۔ "مائی نامہ"'، جس کا سال تعنیف "بھان ظیور"' سے معرا 14/1ء۔ ۔ ۔ معراح

پرآسد ہوتا ہے ، عوالت نے بحد نقیہ دورمند کے سائل للدہ کے جواب میں لکھا : چلا تکر بازول میں ، ہے دورمند بلڑا مشی اجسساد و انسازہ بنسد گیسا حسق نے عوالت پر اینسا کرم

ہوا معنی ہے۔ دو استان ہے۔ گیا۔ حص نے عزات پر اپنسا کرم گور معنی کے اوس کے دل پر رقم"" دودمند کے سان نامہ کی ، اور عامرانہ خوبیوں کے علاوی ، ایک ایمیت یہ ہے۔ کی ماد نام کا ماد کا در عامرانہ خوبیوں کے علاوی ، ایک ایمیت یہ ہے۔

وروست سے مان میں اور وسموان سویوں نے بدوہ و بہت بیست اور بہت کم یہ آور ڈوان کا چلا ''اس کے دور ایم النظام اور مشتل اور ایک دون میں انگیا عرائے کا مائل اللہ میں اس بال میں اس میں اس بال میں اس بال میں اس می ان عمید منع میٹروں دل ملٹا اس کا میں اس متن ہے اور اللہ اور کانے کا اس میں اس می عزلت کی دوسری مثنوی "زاگ مالا "۵" ہے جس کے اس آغری شعر سے سال ِ تصنیف ۱۱۵هـ ۹۹/۵ - ۱۵۲۵ع برآمد ہوتا ہے:

ہوا عزلتکا یاور حتی تعالٰی کلمبا اتمام تظم راک سالا

اس مثنوی میں ہندوستانی موسیق کو موضوع عشریہ بنا کر راک راگیوں کی اشرع کی گئی ہے - حد و ادت کے بعد ''بیان کمپید عظمت سرود'' کے تحت موسیقی کی عظمت کو بیان کہا گیا ہے :

> مسلط نے جب تسر آدم بسا کر کہنا کو روح تو جا اس کے ایپٹر کا عرق آیم ہوں جا بسولاکیوں کہا آپ ایک سکت کو، بیٹے تن بین تو بول ایک راگ آدم کے بنت میں دول ہو کے لئے سے بس کے تالین دود کی کئی دول ہو کے لئے سے بس دور آگی سرودی ہے ہسوا ہے جبتا السال سرودی ہے ہسوا ہے جبتا السال

#### غرض فرف سوسیتی کا ہے عبدادت جو بادر حق میں ہو اس کی ساعت

آس کے عدم ہو (آئوں ، مر (آئوں کے اور مر بیٹرون کے الگ الک مورالت کے اللہ اللہ مورالت کے اللہ اللہ مورالت کے اس اللہ کی کہ میں اللہ کی جہ سموان نے ہو راک کا بیان اللہ کی جہ سموان نے ہو راک کا بیان اللہ کی ا

رسوال و ارسال کے اس اور اصل کی بعد اس کے اور سیون وری عمر سے کہ اس کے اور پر آنے کے اس اور اصل کی بعد اس کے ان سیون وری عمر سے کے تحت اور پر آنے کے اس کے دار اس کے بعد اس کے دان بوال و میز اور عمر کے اس کا در اس کے دائی اور میز کا در اس کے دائی اور میز کا در اس کے دائی اس میں اس کی در اس کے دائی اس میں اس کی اس کی در اس کی دائی اس میں اس کی در کیا در اس کی در کیا ہی در اس کی در کیا ہی در کیا ہی در کی در

متوات نے ''جامیہ مگرافیا'' ایس کی وی ۔ گید مگرافی دی و ، چین مطاب ملتی کی کیات '' ''مکتباب'' کے تام سے میں موسوم 'کرل تھی ، دو سیادان آئیں میں ایک دوسری سے اس بات کشنی وی میں کے دوستی ویں چین میں میں میں کر قرین ایک اپنے حالیٰ کی طرف جائے میں کے اصور چے بٹی تیں میں میں کر کو ایس کے میں میں میں اس کے انکو میں اس کے انکو میرا کی اس کے لگر و میرا کے اس کے لگر و میرا کے میں کر اس کے لگر و میرا کی میں کے اس کے اس کو میرا کی میں میں میں کر کے اس کے اس کے میں کے میں کے اس کے میں کے میں کہ اس کے اس کے میں کے میں کے اس کے اس کے میں کے اس کے میں کے اس کے اس کے اس کے میں کے اس کی کرنے کی میں کے اس کی میں کرنے کی میں کے اس کے اس

میں بل بڑ جائیں - ہی صورت عزلت کی کمیہ مکرلیوں میں نقار آئی ہے : سبج اواد موہ لیت جہنجہوڑیں ٹائنگیں اٹھات دبات مروڑیں انٹین مل لیہ سے کرت چکنیا سکھی کوئی پی ؟ ناری مردنیا

الله مردنیا = مالف کرنے والی)

رامری عرب کا محمد اله و دبائے جوں روؤں پررائے ہی جائے دھیرج دیت جو کرون پکار حکمی کوئی پی ؟ تاری سہار

(ناری سنار = سنبان ، جوڑیاں چنانے والی) عزلت نے پیدیان بھی کہی ہیں اور دو ارتھیاں بھی ۔ دو ارتھیاں یا دو سختے میں خنف قسم کے دو یا دو سے زیاد، سوال کی جاتے ہیں مین کا جواب ایک

ہوتا ہے؛ مثلاً عزلت کی یہ ''دو ارتبی'' سنے : '' ایال کیوں باشی ہے ؟'' ان دونوں کا جواب ایک ہے بھی ''بہا نہیں'' ۔ عزلت کے دویرے ، 'کہت اور مھولتے بھی لکھے بین جن بین ''بہانیان عشق'' کو دوسندی ہے بیان کر کے

بچرجے میں مصبح کے بہتر کی جباحث کی اس دور کی چندی شاعری کی مختلف اجداف کو ادو زبان میں برتا ہے ۔ لیکن اس دور کی روابت اور رواج کے مطابق ان کا اصل میدان نمزل ہے ۔ عزلت کی شاعری کی ابتدا فارسی کوئی سے میڈی لیکن شال و دکن میں

اردہ کے عمر محاسب میں میں جس میں میں دی ہوئی ہوں۔ اور میں ایک میں ایک اور اگر دو اور کیوں کو کہل بالی پر کے کار اور پروان میں ایک میں ایک میں ایک میں ایک میں ایک کا فاری کر کے گئی اور پروان کیا ہے جان میں میں ایک کے ایک میں ایک میں ایک میں ایک کی طرف اس کی ایک میں ایک میں ایک میں کی اس کی وی اور فائم کیا ہے اس مور میں ان کے اس میں میارٹ نے کی طرف اس ایک میں ایک میں ایک میں ایک میں ایک میں ایک میں ایک اور فائم کی کی اور اس کے میں ایک کی ایک میں ایک می کے الس خالے بہتا ہا آیا ، "بروان درات میں ایک عمر بھی ایسا بھی میں کے مادری فی سل کی کے مادری فی سل کی کہ میں علی میں بھی سل کی عادری فی سل کی کہ میں کہ علی اور ان کی عادری فی سل کے عمر اس کے بغیر کا بھی اس کے عمر اس کے بغیر کا بروان کے بعد اس کے بغیر کا بروان کی کہ ان کہ جو اس کے بغیر کی کہ اس کے عمر اس کے بغیر دورے کے دورے کے اس کے بغیر کی بات کے مقدم اس کے بغیر کا بھی میں کہا کہ اس کے بغیر کا بھی میں کہ اس کے بغیر کا بھی میں کہ اس کے بغیر کا بھی میں کہ بھی کہ کہ بھ

معی ہاریک عرات دینے میں آتے ہیں۔ اُونے تھے مضون نازک ٹھیس سے تقریر کی

در من کار آل آخر می مناوی اور اگر در بال گر آخر آخری می مصور به گری تر میآوان می مصور به گری تر میآوان این افزات می در این تر بی خور و به این تر بی خور و به این می این تر بی خور و به ایک امهای ملکل خورد می می در احتی می آخر می در احتی در احتی می در احتی در احتی می در احتی در احتی می در احتی در احتی می در احتی در احتی می در احتی در احتی در احتی می در احتی در اح

کیسا بلا لسیسا مسیرے دربائے جنوب کا طوفات چساک جسورے مسوح ہے پر تار گریبان کے ایج سعرت کی نے وفائی چالد کے گھٹے سے روشن ہے گاہ جوں جوں آٹکھ مولدی ہم نے تئون لئوں دیر دیر آئے مالک کا اوس کے بے سندور دیسکونے معیز حصنے رات اقصابی ہیں گئی ایسک شاق بیسال ہے جدادے کی اوڈگل رکٹ دہنے اساقی ہما اوپیر معیرالی ہے تم ہے دشت کہ بنونی کامدر گیا جے نہ گزار میان ڈال اساز سیکھیلائے کے کام آنیا یہ آئید تھا اوس شود ہیس کو افرائے کے کام آنیا

الی انتشار کو واقع کر برون مصرب ہوتا ہے کہ قدم تر اور چی ویں کہاں ان میں اس کے کئی ان میں اس کے کئی ان میں اس کے خوان کی دورات کی کو ان میں اس کے خوان کے دورات کی کا میں میں اس کے خوان کی کا اس کے خوان کی ان کہ بروال ہوری کی کامیر امراک والا میں اس کو کا میان کی کامیر امراک کی اس کی میں میں اس کی کامیر امراک کی کامیر کی کامیر کی کامیر کی کامیر کی کامیر کی کامیر امراک کی کامیر کی کامی

سه روزی میں میری قدر کو احباب کیا جائیں الدھیری وات میں گئی کسی کسو کروئی پہواتا ہو گا ہم کے دیکھی کچھ لرائی مثل کے صدر کی ویت الدیموتے بھرے بس فیالی کے صدر کی ویت الدیموتے بھرے بس فیالی کے صد گھر صیاد کا

بما کر نشا کے اوس طرف آسودہ میرے ہسوا میں عالم عدم میں بھی دیکھا مسزا اسد اھا گرا ہے جہاتی ہے کوہ جنوب ہے بادل دیکھ السي جلے بسوئے دل کا دهنوا الها ہوگا ایک ایل درد الم آیا اللر جهان دیکها جسرس کے اسالسے سے خالی یسد کاروال دیکھا یار آغسر گیا آنکھوٹ سے سیری عواب کی طرح هات ملتا رہا رو رو کے میں گرداب کی طرح سرو زار آہاد ہے لیکن کے و اے قریو کجہ تمہیں ہے میرے اجازے آشیانے کی غیر مے دماغی یار ک کس کے بیام وصل ہے چشم یسوشی سے بالانے کا اشارہ ہے گدھر شعلت شع سا ایسا ہے جگردار کسہ بس سر یه چڑھ دل میرا کھاتا ہے وہ تروار کی بس کنچم اسرالا کارضائم ہے جہان۔ عشق کا خاک ہو گئی قبری اور ہے سرو سوزورے کی تلاش ہات کھجلاتے ہیں سنسہ رک گیا آئی سار ہم بی داست کیر صعرا اے کربیاں الوداع کیر بار کا ہم سے دور بڑا گئی ہم سے راحت ایک طرف دل ایک طرق آه ایک طرف مانے کی حسرت ایک طرف تجه سے اے بلبل زیادہ کل میں ہے تاثیر عشق دل میں خوں ، لب پر ہنسی ، اوس کے پیرابن میں آگ ہر آن جوں انس سفری ہیں جہاں کے لوگ جاتے ہیں بیش و پس چلے اوس کارواں کے لوگ لگہ کے ہوجھ سے جھک جا نزاکت اس کو کہتر ہیں نہیں آتا تصور میں بھی وحشت اس کو گہتے ہیں میں وہ مجنوب ہوں کہ آباد لہ اجڑا سجھوں مثت عاک ایسی اڑا کر اے محرا سجھوں مهارے آباء ساؤل کو جنگل باد کرتا ہے لہو ہر خاک سے ٹیکے ہے اب لگ دست سودا میں

دل عزلت کھلے زلفور سے بالدہ اب باغ چل گارو بار آل اللہی خالہ زبیر بنتا ہو دیکھ کر گال تسیرے زاف کے حالے سے ہوئی مطلع صبح وطن شام غريبان بجه کو اوس زائف میں کئی دن سے بیتابی دل کم ہے رنجير چهنکتي نبيب کيا مر چکا ديوال جن پسر تظسر پسڑا اسے خسود سے تسکالنسا روشن دلسون کا کام ہے مسائنسد آئیشہ اڑا مت اے لسم باغ جنت کیا کروں تبھ کو میرے سر پر ذرا یں کی گئی کی غاک رہنے دے پنسا پلے ، پر اوس کا نالہ سن کر پیرین بھاڑا خدا جانے گل و بلبل میں کیا کیا رمز ہوتی ہے لناگن بے ہستنگار کیسوٹکے جناوے اس عصر میں کوئی جو کسی دل میں گھر کرمے جوب تار سبعہ اوس کے فلک در بدر کرے هائد اس زاف میں پھرتے ہے سخت کہتا تھا بات کہنے میں شب وصل چلی جاتی ہے ایک ہتھر بھی لہ آیا سر یہ عزلت اب کی سال گئے کدھر طفلاں جو دیوانوں کے غم خواروں میں تھے الأا تها جوب شرر دل ابنے دود آه ميں عزلت مسافر پر بڑی تھی شام غم منزل کی کیا گزری مراسا بهلا لنحد بهلي عشر کي صلح م کے درد سے کسی کے اسم حق آشنا کرے کنج فض میں نصل جنوب کی گےزر کئی معلوم نیس بهار کس آل کندمسر کئی بہا دل زلف کے عشرب سے تبو کیا کے چوٹ اساکنی ہے جہے ہڑی ہے چىن میں كيا بلا ہے باغبار تيرنگ يدادي کہ کل بنستا ہے ، لالہ داغ ہے ، بلبل ہے فریادی

ان اشعار کو پڑھتے ہوئے آپ کو ایک لہجے کا احساس ضرور ہوگا۔ ان میں آپ کو ایسے مضامین لظر آلیں گے جو اس سے پہلے اس طور پر اردو شاعری میں نہیں آئے تھے۔ بال آپ کو گہری مثالت اور شاعراند لاڑک غیالی کا بھی احساس ہوگا۔ آپ کو ۽ پجھلے شعرا کے مثابلے میں، الفاظ کا بہتر انتخاب بھی تظر آئے گا۔ اظہار بیان کی صورت بھی تکھری ہوئی سی نظر آئے گ لیکٹ ان تمام خصوصیات کے باوجود شعر میں کوئی ایسی کسر رہ گئی ہے که وه ېم پر چها نهي جاتا ـ يه شاعري خود تو بهرپور اور مکمل نهي ہے لیکن بھرپور شاعری کے اسکانات روشن ضرور کر رہی ہے۔ میر نے عزلت کی شاعری کے بارے میں گہا تھا کہ "اسالیب کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ہاں دردمندی بہت ہے ۔ الم یہ دردمندی جو میر کو عزلت کے کلام میں نظر آئی تھی آج پسیں اس ایے لفار نہیں آئی کہ اُس وقت تک اردو شاعری دردمندی کی اس کسری صورت سے بھی ہوری طرح آشنا نہیں تھی۔ عزات نے اردو عزل کو یہ شکل دے کر اسے ولی دکنی سے آگے بڑھایا اور لوجوان معاصروں نے ، جن میں خود میر بھی شامل تھے ، اسے مکمل کر کے اثنا آگے بڑھایا کہ آج جب ید بہلی صورت ہارے سامنے آئی ہے تو ہم اس س دردمندی اس لیے عسوس نہیں کر بانے کہ اس دردمندی کی زیادہ مکمل صورت ہمیں میر ، درد اور سودا وغیرہ کے ہاں لفار آتی ہے۔ عزلت کے ہاں معلوم ہوتا ہے کہ غزل کی صورت نکل رہی ہے ۔ میر ، سودا اور درد کے بان اس کے خدوخال ہوری طرح لکھر آتے ہیں ۔ اردو غزل کی روایت سیں عزلت

کا یمی مقام ہے۔ عزات کی غزل کو جیئیت بجموعی دیکھا جائے تو ایک بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہندوی الفاظ کا استمال کم ہوگیا ہے اور فارسی غزل کا رنگ گہرا ہو گیا ہے۔ یہ اثر زبان و بیان پر بھی ہے، مضامین و عیال پر اهی ہے اور علامات و رمزیات پر بھی ۔ مثارًا کل و بذیل کا استعال جس کثرت سے عزالت کے ہاں ہوا ہے کسی دوسرے معاصر شاعر حتلی کہ تاباں کے ہاں بھی نہیں ہے۔ پھر وہ فارسی صنعیات و رمزیات مثلاً چمن ، شمشاد ، دالم ، بت ، بکولا ، بهار ، وحشت ، گریبان ، سنبل ، شبنم ، کان ، ایرو ، شم ، پروانه ، شیرین ، فرہاد ، کوپکن ، بے ستوں ، خسرو ، پروبز ، شیشہ ، سنگ ، وقيب ، تيشه ، قاتل ، ديواند ، زنجير ، زلف ، تركس ، آليند ، لالد ، داغ ، قمري ، موج ، جيب ، چاک ، يد مجنون ، ليلي ، صحرا ، خاک ، آباد ، جنگل ، صعرا ، گردباد ، جنوں ، صرصر ، بیابان ، خار ، آشنا ، بیکاند ، طوق ، پتنک ، صبا ، لسم وغيره الفاظ كا جس النزام كے ساتھ استمال كرانا ہے و، اس دور كے كسى دوسرے شاعر کے ہاں نظر نہیں آتا ۔ عزلت کی غزل فارسی غزل کے وجود اور اردو شاعری سے اس کے گیرے ازلی رشنے کا احساس دلاتی ہے۔ یہ ہمیں فارسی غزل کی سی اردو غزل معلوم ہوتی ہے ۔ دوسری ہات یہ کہ عزلت کے بان قطعہ بند غزنیں بہت ہیں جن میں خیال کو پھیلا کر اس طور پر پیش کیا گیا ہے کہ قطعہ بند غزل ایک نظم کی صورت اغتیار کر لہی ہے۔ السرى بات يد كد عزلت ليبي مرون كا بيت استمال كرتا ہے ۔ اس كے بان خیال بھیل کر وضاحتی رجعان کے ساتھ غزل میں آتا ہے۔ ایک اور بات یہ کے عزلت کی زبادہ تر غزلیں ایسی زمینوں میں بیں جو مزاجاً زیادہ جدید رتک کی حامل ہیں اور اسی لیے توجوان معاصروں میں زیادہ مقبول ہوتی ہیں -وہ اشرف ، قائز یا مبتلا کی طرح قدیم اسائلہ اور خصوصاً ولی کی ژمپنوں سی غزلیں نیوں کہتا بلکہ نئی نئی ڈریٹیں ، خیال و احساس کی مناسبت سے ، دریافت

کرکے اورد غزل کو ایک جدید رقک دیتا ہے۔ عزلت کی غزل میں ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے گئہ اس کے پان روابتی تصورات اور ان کے بہادی روابتی رہتے بدل کر آیک لئے رخ سے

سامنے آتے ہیں۔ منافز شعم بروانہ یا چراغ و پروانہ کے روایتی تصور کا بنیادی رشتہ یہ ہے کہ بروانہ عاش ہے جو اپنے محبوب شعع یا چراغ پر جان لٹار کر دیتا ہے۔ نارس شاعری میں اور اس کے زیر اثر اردو شاعری میں بروالہ جان قاری و وقا کا اشارہ ہے لیکن عزلت اس روائی رفتے کو بلٹ کو بہ تصور دیتا ہے کہ بروالہ تو پر بل بھر بین جل جاتا ہے لیکن شدم اور جائے اگر واٹ بھر جلتے رہے جہ بال بھر میں جل مرمنے ہے دائم سلکتے رہنا زائدہ قابار ڈکر ہے مناز بہ معر دیکھے جس میں اس بات کو بال کھا گیا ہے :

و پہل میں جل چھا اور یہ کمام رات جلا از بار پائے چھے کے چے چہاؤ پھے۔ عقد ہوں شم کے آبات قسم جلنے کا میں کے کمک ہے دم میں پروائے کے جل جائے کا شور نسم پنجوں بلیارٹ کی چنگل کو شمام پروائے دوائم میڈیں ان کو بل میں جل جائے ہے گھا لیت

ایک تطد بند غزالہ ۳ میں ، جس کا پہلا مصرح '' کہا میں رات پینکوں کو شع کے آگے''' ہے ؛ اس تصور کی وضاحت کی جے۔ ایک اور قطعہ بند غزان میں چراخ و برواۓ کے رشنے کا ایک اور ایا پہلو دریافت کیا ہے : جرائر روز ہے بوجھا کسی نے یہ کرہ پشک

کسی درن آ کے ٹیرے صفتے ہو جلا بھی ہے کمیا یہ چل کے کہ پٹرنے یں دن اوسی شب کو سیاہ روزی کسی خسام نے سما بھی ہے سیرا جو ہوتا وہ عاشق تو درن کو بھی جا وسائر یاد ہے کوئی گزر کیا بھی جا

ہوا جو عاشق اوسے وسل. بار میں 'عرات ہنا او برق ضمیں و روا کچھ رہا بھی ہے کل و بلیل فارسی شامری میں عشق کی بہنادی علامتیں ہیں۔ بلیل گل پر بھی بلیل دیتا ہے اور کا کی کہ ایک انگل آئے زائے ہے۔ معرات اس تصور کل بھی بلیل دیتا ہے اور کل کو ایک بانگل آئے زائے ہے دیکھتا ہے جو اردو

بھی بلل دیتا ہے اور کل کو ایک بانگل لئے زاویے سے دیکھتا ہے جا شاعری میں پہلی بار سامنے آتا ہے : تجھ سے اے بابل زیسادہ کل سب یہ تبائیر عشیق

دل میں خوں ، لب ہر ہنسی ہے ، اوس کے بیرابن میں آگ یہ ایک شعر اور دیکھیے جس میں کل اور ردیا ، بلبل اور ہتنگ کو آھی بدلے موئے تصور کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے:

ہے گل جو جیب چاک و دیا پہلے ہے جلے ہے الجل اور پشک کا یہ جال دیکھنا اسر قرباد و شعریر کا راولتی ٹیمور ، حد قارسی شاعری سے اردو شاعری

اسی طرح فریاد و علیت برین کا راوارتی تصور ، جو قارمی شاهری سے اردو شاعری میں آیا ہے ، عزلت کے بال بدل جاتا ہے ۔ ایک تعلمہ بند غزل کے یہ ٹین شعر بڑھیر :

ملی تھی سینے میں صوات سے کوہ کرنے کی ووج گھیا ہوں گھیا میں اس کو ارتے سر چڑھ یہکیا تھی ہوس تیرے تو سر سیس بھرا تھا خیال شیر بسر کا قد مارٹا تھا تجھے تیشہ اوس پر اے پر گھیال حقق نجیس کھولنا جدانے کا ورائد

گال مطفی جیس کھولیا جیات کا وراید مرین بھا متریب بہر وزاد گاکھ مزر دیا گا ایک اور افلس بند غزل میںا" ، جس کا پہلا مصبع "نے شون جا کے کہا گرم سے فریاد کی میںا" ہے ، اس بدلے بوٹ تصور کو اور وضاعت سے پیش کوم ہے

ہے۔ عزلت ''جور'' کا شاکی نمیں ہے اور اس کی وجد یہ ہے گہ : اے اللہ گوش رس ہو لیک میں ہوں جورکا عاشق ببادا لطف پر آ جائے ست اوس میں اثر کوچو

اسی طرح وہ "دود" کا بھی قدردان ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتا ہے : وہ قدردان دور ہوں عزات کہ جوں صنف وہ قدردان ورد ہوں عزات کہ جوں صنف

آگر امن رافعے جو براحتی کا مدالتی جو برخ مات کسی مجھے ۔ بہت میں اور میں کے باتی چد یہ بدائت کی ساتھ کیا جائے ہے۔ بہت کے اس کے باتی چد یہ بدائت کی سرور میں کہ اس کے باتی ہے۔ ورفی کے بدائت کے دوران کے بدائت کی دیا ہے۔ اور ان کی امر ان کے امر کے باتی کی دوران کے دیا ہے۔ اور ان کی کی میں کے دوران کی کہنے کے دائش کی اوران میں کہنے کی دیا ہے۔ اس کے دیا کہ میں کہنے کہ اس کے دیا ہے۔ اس کے دیا ہے کہ اس کے دیا ہے۔ اس کے دیا ہے کہ اس کے دیا ہے۔ دیا ہے۔ اس کے دیا ہے۔ اس کے دیا ہے۔ اس کے دیا ہے۔ دیا گئے کہ اس کے دیا گئے کہ میں کہنے کہ دیا گئے کہ میں کہنے کہ دیا گئے ک

رای عامون مین عامی ایست (کفتی می - آیک "کهروا" (گذارای اور درصد)

ارسال میران می در این کرد کرد کرد کرد این ایست کا ایدان مید به می درست کا ایدان مید به ایست میران ایک میده می اور این می داد می درستی کا ایدان مید به الاست کا ایدان مید کرد ایدان که ایدان میران کی میده ایدان که ایدان میران که ایدان میران می اکثر ایدان که ایدان میران می ایدان می

رسا ہے سب شعرا کا سخن ولیے عزلت بہاری بختہ دھواںے دار گفتگو معلوم

لیام گو و غیر ایام گو شعرا کے بعد اب اگیے پاپ جی بھ ''ارو عمل کی تحریک''' کا طالعہ گوں کے جو اس حدی بھی اورو شاعری کی وہ دوسری اہم ادبی تحریک ہے جس کے انہ صرف الیام گوئی کو ٹکسال بابار کر دیا بلکہ اور شاعری کا رخ بران کر اس ائیر طالور معامل سخن کو جشم دیا جس سے مستقبل فریب میں میں ، صودا اور ورد جیسے شاعر بیدا بو سک کے جشم دیا

# حواشي

إ- مجموعة فقر : قدرت الله قاسم : مرتب محمود شيراني : ديباچد صفحه لنع :
 الله : لامور ١٩٣٣ وع الدة الدير ١٩٣٣ وع -

ب. تاریخ ادب اُردو (جلد اول) : ڈاکٹر جمیل جالی ، ص مرء - مرء ،

مجلس ترق ادب لامور ۱۹۲۵ع -به دیوان حسن شوق : مرتبه ڈاکٹر جمیل جالبی ، مندمہ ص یہ ، انجین

ارق أردو پاکستان گراچی دے و ع سـ کشن گفتار : خواجد خان حمید اوراک آبادی ، ص و و ، مکتبد ایراسیم ،

. فسن قسار ؛ خواجه خان حمید اورانک ایادی ، ص ۴۶ ، صفتید ایراپیمید : حیدر آیاد . ۲۳ وه .

ه. اشرف گجرال : از قاشی احمد سیان اغتر جولاگزهی ، مطبوعه سد مامی "اودوء" دبلی ، ص ۱ – ۲۰ ۳ جنوزی یم۱۹ ع -

- ہ۔ اس بحث کے لیے دیکھیے ''تاریخ ادب اُردو'' (جلد اول) ڈاکٹر جمیل جالبی ص ۵۳۵ – ۵۳۸ -
  - ہے۔ گلشن گفتار : حدید اورانک آبادی ، ص ۱۳ -
- ... نخزن شعرا : قاشی نور الدین حسین لهای رضوی قائق ، ص ۲۵ ، اتجمن تری أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۰ م -
- پ. تاغی عبدالودود نے لکھا ہے "کہ "الرئیب کے وقت پنول نالز شباب کی ابتدا تھی ۔ فائر التخاب الناظ میں میر عنظ نہیں تو ابتدا نے من شباب ہے ہم برسے زیادہ کی عمر سراد نہیں ہو سکتی ۔ اس حساب ہے سال ولادت بر راہ کے لک بینک ترار باتا ہے ۔ " عبارستان: نافی عبدالودود من بر اداراً تغلیقات اردر پت یہ ہے ۔ " عبارستان: نافی عبدالودود
- . و تازیخ بختی مین ۱۹۹۱ هم که تحت انتخاب کم "صفر الدین بد خان بن زودست خان بن ابرابیم خان بن علی مردان . . . در ما صفر در شامیجیان آبد فوت شد "تازیخ بچدی مرئید استاز علی مرش، علی گرام . به با م ۱ به سفیهٔ مندن : بیمکران داس بیدی ، مرئید علیا کاکوی ، ص برد، ۱ اداره تغییلات عمل و قانوی بیانت ، بیار ، مراده ۱ م
- ۱۹- قائز دیلوی اور دیوان قائز : مرابد سید مسعود حسن وضوی ادیب ، ص ۸۱ - ۹۹ ، انجین ارق آردو بند علی گزه ۱۹۲۵ ع
  - وره ايضاً ، ص ۱۰۳ -
  - م. ايضًا ، ص ١٨٠ -١٥ - سير المتاخرين : (جلد دوم) ، ص ٨٩٨ - ٩٩٨ ، تولكشور ١٨٩٨ -
  - ۱۹- کیمبرج بستری اوف الذبا : جلد چهارم ، ص ۲۵ ، کیمبرج دولیورسی دراس ۱۹۳۵ع -
  - ، ١- مائر الأمراء : صمصام الدولد شاينواز خان ، ترجمه بجد ايوب قادرى ؛ ص ٨٨٥ – ٩٠ م ، مركزى أردو بورة لابور . ١٤ م ، ع -
- ۱۸ سیر المتاخرین : جلد دوم ، ص مهم ۳ -۱۹ - تاریخ نهدی : معنفه میرزا نهد بن رسم مناطب به معنف خان بن قباد مناطب به دیافت خان مارش بدخش دیلوی ، جلد ۳ ، معمد ۲ (۹۱ - ۱۹۱۹) ،
- به دیانت خان حارق بدخشی دیلوی ، چلد م ، حصه به (۹۱ ۱۹۱۹) ، به تمحیح و تعدید امتیاز علی عرشی ، ص و بر ، شعبه ٔ تاریخ مسلم یولیورسشی علی گرد طبع اول ، ۱۹۹۸ ع -
- . ٢- ديوان عبيداته خال سيتلا : مرتبه 15 كثر نعيم احمد ، مطبوعه "غريد" دلمه

شاره ۱۵ ، جلد ۱۵ ، ۱۹۵۱ع -۲۱ - فتوح المعين : تغطوط قا جهم ۲۲ ، ص ۲۲ - ۲۰ ، انجين ترق أودو پاکستان

کولیی - از شاه تراب ، غشوله کبر ۲۰۱۶ ، تذکره غشوطات جلد بهمارم مرجمه قائد کی الدان (ور ۱۰ ۱۸ - ۱۲ ، عبد آباد دکن ۱۹۵۸ م قاکلر حبده بعشر نے (بشمه " سن سجهاوان" ، می ، مطبوط حبدر آباد ۱۳۶۰ م کا ۱۹۱۱ مست کتابت کی تیاد پر تراب کا سال پیدائش ۵ - ۱۵ ، ۱۹۵

متعین کیا ہے جو صعیح نہیں ہے .

۱۳۳ اس کا سال تعنیف اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے: بزار و یک صد و بنتاد سد سن مرتب جب ہوا گزار روشی

م: البس ترق آردو کے عطولے (قا ]۔) میں ترتیے کی اس عبارت سے
الفرید دی افتارغ دوج عصر ویج اول ۱۹٫۸۰ عمرور باقت در گاہرگہ شد
بمون انسائی اوامنے ہوتا ہے کہ دائہ ترتیب نے یہ تلقم ۱۹۸۰ مے
بیلے لکھی تھی - اس تلقم کے ان محروج میں
بیلے لکھی تھی - اس تلقم کے اس محروج علیہ
"بر بالک بھولا الا ہوں" معلوم چونا ہے کہ بہ توجوال کی تسنیش ہے۔

ہر بات بھور بیدر ہوں معلوم ہوں ہے تہ یہ توجوں پی تعلیف ہے۔ ہم۔ مخطوطہ (نجر تا ﷺ) آئین ترق آردو پاکستان کراہی ۔ ہم۔ مقالات الشعرا : مرتبہ سید حسام الفین راشدی ، ص ہوہ ، مشدھی ادبی

بورڈ حیدر آباد سندہ عدہ اع -

٢٠- تعقة الكرام : (جلد سوم) ؛ ص مهم ، مطبع ناصرى دلهائي -

۱۳۰۸ میر علی شیر قائم ٹیٹیوی نے جو قطعہ تازیج تکنیل لکھا ہے اس کے اس کے اس آخری شعر ہے رہدارہ برآمد ہوئے ہیں:

سال محسامیت چو نمود از خسرد سوال "اینک چه منتخب" از دل آمد مرا بیام (۱۸۸۱ه)

> تحفد الكرام (جاد سوم) ، ص . ۲۰ -و بـ مثالات الشعرا : ۱۲۹۵ هـ سرم ۱۸ كـ درميان مكمل هوا -

ہ ہے۔ مادت انتمرا : ۱۹۱۹ء – ۱۹۱۸ء کے درمیاں مختل ہوا ۔ . ہے۔ مثالات الشعرا : ص ۲۵۹ ؛ سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد سندھ ۱۹۵ے ۔

وج. ماثر الكرام : آزاد بلكرامي ، ص ۱٫۲۸ ، "وحلت سيد يست و بنتم جادى الاولى ۱٫۲۸۸ . . . واقع شد . آرام كله بندر سورت" مطبع مفيد عام آگره ہ۔ بیاش (قلمی) : انجین ٹرق أردو پاکستان کراچی میں ان کا کلام ملتا ہے ـ دبكهم بياش نمير كا من ١٠٠٠ من ١٠٠٠ وي. سرو آزاد : آزاد بلكرامي ، ص وجود ، مطبع دخالي رقاء عام لايور ١٩١٧ م -

م. ديوان عزلت : مرتبه عبدالرزاق قريشي مين صفحه ٥٠ ير عزلت كي ايك

تصویر شائع کی گئی ہے ۔ ادبی پبلیشرز بمبئی ۱۹۹۲ع ۔ هم. تحدد الكرام : (جلد دوم) مطبع حسيني ، وزير كنج ، لكهنؤ .

وي. تذكرة كل رهنا (فلمي) : لجهمي نرائن شايق ، ص ٨٠٠ ، مخزوله انجين ترق أردو باكستان كراجي -

يجه كشن كفتار ؛ مرتب سيد يد ، ص ه ٠ - ٢٠ ، مكتبه ابرلهيميد حيدر آباد

- 4188. ناكن ٣٨٠ تعدد الشعرا : مرزا الفضل يك خان قاقشال ، مرتبد ذاكثر حفيظ قنيل ،

ص ۱۹۶ عيدر آباد دکن ۱۹۶۱ع -ہ ہے۔ تذکرۂ بے نظیر ؛ سید عبدالوہاب افتخار ، مرتبہ سید منظور علی ، ص ے ہ ،

جامعہ الم آباد ، م ہ وع -. .. كل رعنا (قلمي) : ص . ٨٨ ، انجمن ترق أودو باكستان كراچي ـ

وم. چنستان شعرا : لجهمي قرائن شفيق ، ص ١٠٨٨ ، انجمن ترق أردو اوراگ آباد دکن ۱۹۲۸ع -

٣- لكات الشعرا : ص ٩٠ ، لظامي يربس بدايون ١٩٣٧ع -

وم. دبوان عزلت: ص ور ، مرتبه عبدالرزاق قریشی ، ادبی پیلیشرز بمبئی

مِيه ساق نامه عزلت : مرتب عبدالرزاق تريشي ، ص ٥ وص ٢ ۽ ، مطبوعه اوائے ادب بمبئى ، جولائى ١٩٦٣ ع -

۵ سـ راگ مالا : مخطوطه انجمن ترقی أردو پاکستان کراچی ـ

٣٦٠ - فيرست مخطوطات انجين ترقى أودو : (جلد اول) ، مرتبد افسر صديق امروبوي، ص ۲۵۱ – ۲۵۹ انجسن ترقی أردو پاکستان کراچی ۲۹۹ م -

يه- لكات الشعرا : ص ٨٥ ، تظامى يريس بدايون ، ١٩٢٢ ع -

وره ديوان عزلت : مرتبه عبدالرزاق تريشي ، ص ٢٥ ، ادبي پيليشرؤ يمي - 21117

وبيد ايضاً : ص ٢٠٠

### اصل اقتباسات (فارسى)

اعبر گران ماید شود را بصدق دل نتار پیر خود گرده ... 8..00 المهاسم آكثر علوم بود خصوصاً در اعال سيميا و صنائم بدايم كال 8.1 0 معارت داشت \_" الدر عنفوان شباب حدے در مزاج و شوخیر در طبے ت بد مرتبہ 4.4 0 المام بود . معیدا گرفتاری دل و تعلق یه غوبان شعرے غزار طرح می شد . . . و این هیچ مدان برگز بدستور شعرائے دیگر سعى و فكر يرائح مضمون له كرده. در غلبات شوق آن چه يه خاطر می رسید ہے لوقف تعریر می کود ۔'' الثناء ابدالي يقتم جادي الاول روز جعم در عند سيعين و مآته بعد 7.7 00 الانف از قندهار چندوستان رسيده داخل قلعم شاپجيان آباد گرديد و باعالمكبر ثاني مازنات كود . . . اين مرتبه " ينجم است كد شاه ابدالي وارد پندوستان گرديد . . . و پهنتم شوال سال سيمين و مآلد بعد الالف مع شاپزاده ها و جان پاؤ خان کوچیده و عبور To 300 55 البر عد عبدالة خاطب بشريت الله خان أم بد عبدالله خان ببادر T . L . D مظفر جنگ ثم المحمد الملک مير جمله معظم خان خانخانان جادر مثلقر جنگ ترخانی سلطانی بن مبر بهد وفاء سمرقندی از اهانام امرائے عصر - ۵ رجب قریب بشام در شاہجیان آباد قوت شد۔ عمرش چه سال و چند ماه ." "ابعهد لواب سيف الله خال در شهور اربعين و سآتم و الك ال ص 119

ریارات عنبات عالیات مراجعت <sup>نموده به</sup> قند ساگن گردید و تناسل

الحتى ذات بابركات ايشان	تخلص بخش مغيرات دو رويا است ـ
	متبركات است -"

"در معقولات حيثيتے خوب يهم رماليد، \_" "در موسیقی دستگاه عالی دارد و از نفعه خوانی گلوسوژ بلبل را بوجد

می آرد و در مصوری ثانی بهزاد و در کبت و دویا زبان بندی اُستاد ـ " "بهيج أحدے از فضلا و علما نمي توانست که بمجث علم مقابل ایشان دم زند ـ"

"اسلامتیه مشرب دارد و ریش بروت تراشیده بوضع رندان ص ۲۲۹

"أمزاج اوشان سيلان ريخته بسيار دارد ـ" "از اسالیب کلام شان واضع می گردد که چره بسیارے از

در دبندی دار لد ـ"

فصل چہارم رد ِ عمل کی تحریک

#### بهلا باب

## اسباب ، خصوصیات ، معیار سخن

بھی شاماً کا فور سلند ، ۱۹۱۶ م ۱۹۱۱ م ۱۹۱۱ م ۱۳۰۰ م ۱۳۰۰ این ابتا یہ لیکن مرابع کے اعداد سے اس اور میں میں تنظیم کو سکتے ہیں۔ تاثیر شاماً کا مشام اور شام کا کافرائی کا اور اس اور امام کا ایکن اساسی میں اس معاشرے کے مزاج کا ویال دیتا ہے۔ میں عبدالدی کا اباض کا بد شعر غم و تحصد اور دورد و کردب کی اس کیفٹ کا انقیار کو تا ہے : دافر چو بائے سے افاد کے مزاج کا فوائی کا در کر مرا دل قابان

داغ ہے ہاتھ سے نادر کے مرا دل تاباں نہیں مدور جا جھین لوں تقت طاؤس

امی بدلی، ہوئی ڈبنی کیفیت میں ایبام گوئی کے رواج کا سورج غروب ہوئے لگتا ہے۔ نئے رجحانات ذہنی تبدیلیوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور رقتہ رفتہ ان پرائے رجعانات کو لکال باہر کرتے ہیں جو تاریخی دھارے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ایام گوئی چولکہ ائے رویوں اور ذہنی تبدیلیوں کا ساتھ دیتے سے قاصر تھی اس لیے چند سال کے اندر اندر اس کا اثر زائل ہو گیا اور اس کی جگہ لئی شاعری نے لے لی - اس لئے وجعان کے پہلے ترجان مرزا مظہر جانجاناں تھے جو ایک طرف قارسی و اردو کے شاعر تھے اور دوسری طرف روحانی سطح پر اس دور میں رهد و بدایت کا مرکز تھے ۔ انہوں نے بدلے ہوئے حالات ، ائے ذہنی تقانوں اور معاشرتی تبدیلیوں کے بیش انظر محسوس کیا کہ ایہام گوئی نہ صرف بے وقت کی راگنی ہے بلکہ اس کے زیر اثر شاعری میں حقیقی دلی جذبات کا اظہار بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ محسوس کر کے مرزا مظہر نے ایبام گوئی ٹرک کر دی اور اپنے شاگردوں کو بتایا کہ اب شاعری میں ایام کے بھائے سچے عاشقائد جذبات کا اظهار کرالا چاہیے اور مجاز و حقیقت کو سالا کر شاعری میں دل کی بات بیان کرنی چاہیے ۔ اس کے ساتھ انھوں نے فارسی شاعری اور اس کے اسالیب کے اثباع پر زور دیا ۔ اینے دور کے مذاق سخن کو سنوارنے کے لیے فارسی شاعری کا ایک ایسا التخاب کیا جس میں کم و بیش پاغ سو معروف و غیر معروف شعرا کے ایسے اشعار کا التخاب تھا جس میں سچے جذبات اور تجربات عشق کا اظہار کیا گیا تھا - مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ الیں نے ثقات دہلی سے سنا ہے کہ مرزا غالب وغيره كا خيال تها كه بندوستان مين فارسي شاعري كا مذاق صحيح جو دوبارہ قائم ہوا وہ اس انتخاب (غریطہ جوابر) نے قائم کیا ۔ اس التخاب نے اس دور کے شعرا کو مثاثر کیا اور وہ ایمام کی گرفت سے آزاد ہو کر عشق اور واردات عشق کو موضوع سخن بنائے لکے ۔ اتعام اللہ خال يتين ، مرزا مظهر كے شاگردوں میں پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اس رنگ سخن کو ابنایا اور جس کی وجہ سے ٹوجواتی ہی میں ان کی شہرت سارے ہر عظیم میں پھیل گئی ۔ قارسی شاعری ك اس اتباع ك ساته مي ، ليهام يبدا كرنے كے ليے الفاظ تازه كي تلاش ميں جو تُقيل بندى الفاظ اردو شاعرى ميں داغل ہو گئے تھے ، لکسال باہر ہونے لگے اور ان کی جگ فارسی الفاظ و تراکیب لینے لگے ۔ مرزا مظہر جانجاناں کی اس اولیت کا اعتراف اس دور کے تذکرہ نویسوں نے بھی کیا ہے ۔ قدرت اللہ شوق نے · 5 = 40

"سب سے پہلے جس شخص نے طرز ایام کوئی ٹرک کیا اور ویت محو

اودوئے معلیلی شاہ جہان آباد کی ژبان میں کہ آج کل عوام و خواص میں مذبول ہے ، مرازح کیا زبدۃ العارفین ، قدوۃ الواصلین جانجالناں مرزؤا مظہر ہیں . . . میں تعالیٰ سلامت رکھے ۔"۳

شورش نے لکھا ہے کہ : ''مردمان دہلی اس سے قبل اشعار ریخہ آبرو اور ول کے انداز میں 'کہتے تھے ۔ آج کل جو طریقہ رواج میں ہے آنحضرت (مرزا مظہر) کا

مسیح عمرہ جے میں ہو عرب اور جی نے مسیرہ کری مسیری کا جاری کیا ہوا ہے۔ انہی ملاقات کا ذکر کیا ملام بعدان مصنی نے (جنہوں نے مرزا مظہر سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا

عام ہمان مصنی نے (جنھوں نے مرزا بشہر سے اپنی مارفات کا دار اپنا ہے) واضع الفاظ میں لکھا ہے کہ: ''سخن گرش کے آغاز میں کد ابھی میر و مرزا وغیرہ کوئی بھی

سان میں نہیں آئے تھے ، ایبام گوہوں کے دور میں جس خے رونے وی بھی میان میں نہیں آئے تھے ، ایبام گوہوں کے دور میں جس خے رونے کے کا ایس کے الدائر میں کہا وہ (مظہر) ہیں . . . مطبقت یہ ہے کہ نقیر کے خیال میں ڈوان رونٹ کو اس انداز میں بھی کرنے کے اولین انتاش مرزا ہیں - بعد میں دوسروں نے ان کا تنبع کیا ۔""

گام و بیش ۱۹۱۱ م آووجروع کے فوراً بعد آیام گوئی کے شلاف انے معری روجان کا ، جسے ہم نے ''ارد عمل کی تحریک'' کا نام دیا ہے، آغاز ہوا ۔ اس تحریک کے فائش اول مرزا مظہر جانبانان تھے ۔ رد عمل کی تحریک کی عاص عاص بائیں یہ تھوں : بائیں یہ تھوں :

(۱) ور عمل کی فعریک کے زیر اثر شعرا نے اپنام گوئی ترک کر دی ۔ لکات الشعرا (۱۹۱۵ / ۱۹۵۳ ع) میں میر نے ایے شاعرائی مش کی تمسومیت قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ''اب شعرا اس میشت کی طرف کم توجہ کرنے ہیں مگر جب نبایت ششک کے ساتھ بالدھی عارف کام عارف کام عارف کام

(م) شاہ جیان آباد کی اردوئے معلیٰ کو شاعری کی زبان بتایا^ اور ایبام گویوں کے زبان و معاورہ کو ، جس پر ول دکئی کی زبان کا گیر ا از تھا، ترک کو دیا ۔

(پ) نارس کے تازہ گوہوں کی پیروی میں ایسا الداز شامری اغتیار کیا میں سے بجازی و منفی عامقالہ جذبات کا اظہار ہو سکے ۔ ایہام گوئی کا زور ایما ساتھا کی تلاش پر تھا جن سے دو مئی پیدا کو کے داد ایہار دی جا سکر۔ تازۂ گوئی ہی مثانی و مشکی کے ساتھ سٹونر نے تلاش پر زور دیا گیا ۔ ہیں وہ الداز بے جس کے بارسے میں گردیوی نے لکھا کہ ''رضہ شاعرالد اصطلاح میں ایسا شعر ہے جو ملکت پندوستان کی زبان اردوئے معالیٰ میں شعر نارسی کے الداز میں

کھیا جائے ۔'''ا (س) اس تحریک کے شعرا نے ایسی قارسی تراکیب استعال کیں جو زبان ریختہ کے مزاج سے مناسبت رکھتی انھیں ۔'' ا

روست مدس می است. و میسب رمی به برای در شاری که افزات براه (د) رو مسل کی مربح ک از در اثر از این بازان در اشاری که افزات براه کم از از ادر در من احدودی خارد را در است کمی این که است که این که است کمی کمی این می کردن کمی کمی در الله انتقال کمی در است کمی این میشان کمی در است کمی است کمی المی کمی المی کمی المی کمی در ستان و آخر کا کمی کمی کمی المی کمی کمی در این می المی در از در اور در است میسان در اور در است میسان در این می در است می در است کمی در از با باین می افزات کمی کمی کمی در از با باین می افزات کمی افزات کمی کمی کمی در این می در است کمی د

کہتا ہے صاف و شدند سخن بسکد نے تلاش حاتم کو اس سبب نہیں ابہام پر لگاہ

من امن کا فرون ہے کہ وہ راہ آر مدرو کا کہ ایک کلتا ایک ہو جو کا آف امن امروز کی دیا جو کہ ایک کی دیا میں شرائا کہ چوکے تھے ہیں جو ایک فور کی اور مسلک کی دیا جو ایک ایک میں ایک دیا میں ایک در سال کی فرونک جو ایک میں امروز کی در مسلک کی ایک میں امروز کی در مسلک کی ایک میلام میں در اس میں امروز کی در مسلک کی خرکت کے در از ان رائ کہ میٹل میں مدت کہ ایکا تا کہ ایک امروز ان ایکا میں امروز کی درمی اسٹر کا خرکت کے در از ان رائ کہ میٹل میں مدت کہ ایکا کہ تاہد امروز ان ایکا کہ خرات انسان میں امروز کی میں امروز کی درمی اسٹر کا خرات انسان کی امروز کی میں امروز کی امروز ک بتائے میں ایک اہم گردار ادا کیا ہے۔ نوبوان شاعروں میں ہے اتمام اشد غان فیتان و چلے شاعر بین جنوں نے اسی رنگ میں شاعری کی - مرزا مظہر اور ان کے شاکر دیتین ، تابان ، دردسند ، عراین کے علاوہ شاہ عائم بھی ردمسل کی تحریک کے عمار کالفت شاعر ہیں ۔

رد عمل کی تحریک نے اس دور کی اردو شاعری کو ایبام کی قید ہے جا سے آزاد کر کے نئے اسکانات سے روشناس کیا اور اس کے سامنے وسیع راستے کھول دے ۔ نارسی شاعری کا وہ حصہ ، جو ابهام کے رواج کے باعث عدم توجهی کا شکار تھا ، اردو شاعری کی دسترس میں آ گیا۔ اسی کے ساتھ فارسی شاعری کے سارے اسالیب ، اصناف اور بیئت اردو شاعری کے آسے قابل قبول ہوگئے اور ایک چند کار (بان کی شاعری اور اس کے تمام موضوءات ــــــ تعموف ، واردات عشق ، اخلاقیات ، خمریات ، رندی و درویشی ، حیات و کاثنات کے مسائل بھی اس کے تصرف میں آ گئے۔ فارسی آپنگ و لہجہ ، اس کی لحن اور لے ، استعارات و تشبیمات کا رنگ و مزاج ، رمزیات و میدیات ، علامات و تلمیحات ، پندش و تراکیب اردو شاعری کے خون میں شامل ہونے لگے ۔ ید اتنی بڑی تبدیلی تھی که اس نے اردو شاعری کا رخ بدل دیا اور میر ، سودا ، درد جیسے شاعروں کے لیر راستہ صاف کر دیا۔ رد عمل کی تحریک کے زیراثر اب شاعری تلافیر الفاظ الزه کے بجائے جذبات و واردات کے فطری و بے ساختہ اظہار کا ذریعہ ان کئی ۔ دوسری بڑی تبدیلی شعر کی زبان میں آئی ۔ ولی دیمنی کی زبان کے ہے گئی۔ بھائے شاہ جہاں آباد کی اردوئے معلیٰ نے لے لی ۔ اس دور میں اس کے اصول و اواعد بھی مقرر ہوئے اور نئے شعرا نے انھی اصولوں کی بیروی کی ۔ وہ اصول : 49 4

(y) عربی و قارسی کے گئیر الاستعال و قریب الفہم الفاظ کو شاعری کی زبان میں برتنے پر زور دیا گیا اور پندوی بھاکا کے الفاظ موقوق

کر دے گئے۔

(y) دبلی اور میرآزایان پند کے عام قهم و خاص پسند روزمرہ کو انتتیار کرنے پر زور دیا گیا ۔ (س) تعلید کو شاعری کا عیب شار کمیا گیا ۔ (دیوان زاد،4 میں یہ عیمیہ

تعتید کو شاعری کا عیب شار گایا گیا ۔ 'لابوان زادہ'' میں یہ عیمیہ گمیس کمیس موجود ہے لیکن یٹین کی شاعری میں ایک آدہ مصرع کے علاوہ بہ عیب کمیس نہیں ملے گا ۔

(a) عربي و آراس الناظ كو صحت آملا كے ساتيه تكھتے اور شاهرى ميں استال كرئے اور اور وہا گیا - آور كے دور ميں دري و اور اس كے الناظ كا املا اس طرح اكلها جاتا تھا جس طرح وہ بولے جاتے تھے ؟ مثلاً آبور كے پان فارس عربي الناظ كے املاق يہ صوت تھى :

ع وہی 'رشتا' کہ دانایاں ، کون ہے اسلام میں 'قسبی' ع آبرو کا جبو جاتا ہے 'عبس'

ع جو دل افطراً ہو لُویا تھا بھنور میں زائد البیرا کی اس دور میں رفشنہ تسبیح ، جیٹ، فطرہ ، عنبر صحیح اسلا کے ساتھ لکھے جائے لکے ۔ اسی طرح صحی کے بھائے صحیح ، بکالد کے بھائے بیکالد، دوالد کے بھائے دیوالد عاصری کی زبانے سے استمال کئے

یائے لگے۔ (۲) اب لک فرورت عمری کے لیے متعرک للظ کو ساکن اور ساکن کو متحرک بالدھنا کوئی عیب نہیں تھا۔ اب اس بات پر زور دہائی کہ چو للظ عشرک ہے لیے متحرک اور جو ساکن ہے لیے ساکن استمال کوٹا چاہیے : شاکل اب مرکمی کر مُرشَّی ، مُرشَّی ، مُرشَّی ، مُرشَّی ، مُرشَّی کر مُرشِّی

استهال کرنا چاہیے ؛ مثاکر اب مرتف کو مُرقَّق ، غوش کو غرقی بالدهنا نادوست قرار بانا ـ خود مرزا مظہر کے بان ابتدائی دور کی شاعری میں یہ صورت ملتی ہے منہ? :

دیکھ کر کل نے کہا تبھ یہ لزاکت ہے ختم

جان نَشْمُ کے بجائے نُشُمُ بالدہا گیا ہے ۔ رد عمل کی تحریک کے (ایر اثر عربی فارسی الفاظ کے تحلط الفظ کو ترک کر دیا گیا ۔

(a) آبرو اور اس کے معاصرون کے بیان ولی کے زور اثر من موبین ، سکھ ، حجت ، لیت ، انجہو ، مشمکہ ، اچرج ، درس ، مجت ، ساجت ، چک ، لت ، بسر ، مار ، موا وغیرہ قسم کے الفاظ عام طور پر استمال ہوئے تھے۔ ردعمل کی تمریک کے زیر اثر یہ الفاظ ترک کر دیے گئے اور ان کی جگہ فارسی کے الفاظ استعال کیے جانے لگے ۔ اسی طرح منیں ،

سیں ، ستی ، سیتی ، سوں ، کیدھر ، اودھر ، یاں ، واں کے بیائے میں ، سے ، کدھر ، ادھر ، بال ، وہاں استعال کیے جانے لگے -

(A) اسی طرح زیر ، زیر ، پیش کے الفاظ کو قافیہ بناتا یا فارسی قافیے کو مندی قافیے کے ساتھ بالدھنا جیسے بورا کا قافیہ گھوڑا ، سر کا قافیہ دھڑ بالدھنا شاعری میں عیب سمجھا جانے لگا۔ خود مرزا مظہر کے ابتدائی دور کی شاعری میں ، رواج ِ زمالہ کے مطابق ، اس قسم کے قافیے ملتے ہیں ؛ مثار اس شعر میں "پکار" اور "بھاڑ" کو قافیہ بنایا :44

له جانوں صبحتم بادر صبا کیا جا پکار آئی ک غنود کا دل نازک چین کے بہم بھاڑ آئی (مظمر) اس دور میں اس طرح کے قانیوں کو ٹرک کر دیا گیا ۔

(٩) ایسے الفاظ جو پائے ہوڑ پر عتم ہوتے ہیں ان کو الف سے بدلنا جائز سمجها گیا ؛ شار بنده کو بندا ، برده کو پردا ، شرمنده کو شرمندا لکھنا اور شعر میں استعال کرنا اس لیے درست سمجھا گیا کہ پائے ہوز كو الف كے ماتھ خواص و عوام سب بولتر ييں -

(، و) عام بول چال کی زبان اور عاوره کو شاعری میں استمال کرانا مستحسن قرار دیا گیا ۔ اس رجحان سے (جو چلے سے موجود تھا) شاعری کی زبان کی جڑیں عام بول چال کی زبان میں بیوست ہو کر اور زیادہ گہری ہو گئیں۔ میر کی زبان اور اس کی شاعری کا لہجد اسی تخرج سے اکساب کر کے اردو شاعری میں ایک نئے سدا جار رنگ کا اضافہ کرتا ہے۔

ان محام رجعانات کے زیر اثر شاعری کے موضوع ، مزاج ، لمجے اور زبان میں ایسی بنیادی تبدیلیاں آئیں کہ مظہر ، یتین ، تاباں ، دردمند وغیرہ کی شاعری کا رنگ روپ اشرف گجرائی ، آبرو ، ٹاجی و فائز کی شاعری کے رنگ روپ سے واضع طور پر نختف ہوگیا۔ ردعمل کی تحریک کے زیر اثر فکر و خیال اور زبان و بیان کی سطح پر مختف امکانات کے اتنے سرے ابھر کر سامنے آئے کہ نشے شاعروں کے لیے تخلیتی فضا سازگار ہو گئی۔ مظہر ، یتین اور حاتم ابھرنے والی نئی نسل کے شعرا کے مقابلے میں آج چھوٹے لظر آنے ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی تخلیق تو توں اور شعوری عمل سے نئے شعرا کے لیے

راسته صاف کر دیا۔ یہ لوگ اردو ادب کی تاریخ میں روایت کی وہ درسائی کڑی ہیں جن کے بغیر ادب کا عمل ارتقا رک جاتا ۔ اسی لیے 'ردعمل کی تمریک' ے شعرا کے مطالعے کے بغیر اس دور کی روایت کی لشکیل کے عمل کو بھی نہیں سجھا جا سکتا ۔ اس تحریک کے شعرا نے احساس ، جذبے اور غیال کو ابتی شاعری میں ایک ایسی شکل دی که نئے شعرا نے اس روایت کو اپنا کر ا مكسل كر ديا - ردعمل كي تحريك نے تخليقي سطح پر فارسي اثرات كو عام بول چال کی زبان میں جلب کر کے ایک ایسی صورت دے دی جس سے اردو زبان کے عدوعال متعین ہو گئے ۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اودو نے شعوری طور پر بندی زبان کے اثرات و الفاظ کو خارج کیا ، یہ یہول جانے ہیں گہ جب ایک زبان بولی کی سطح سے ادبی سطح پر آتی ہے تو وہ اس غالب زبان ہے دل کھول کر استفادہ کرتی ہے جس کی جگہ وہ لینے والی ہے ۔ چوسر کے زمانے میں انگریزی زبان کے سالھ بھی یہی عمل ہوا تھا اور اس نے بھی غالب فرانسیسی زبان سے اد صرف دل کھول کر استفادہ کیا تھا بلکہ اس کی روح کو ، اس کے اسالیب و اصناف کو پورے طور پر اپنایا تھا۔ اس دور میں ہی صورت فارسی زبان و ادب کی تھی۔ برصغبر کی کوئی زبان اتنی ترقی یافتہ نہیں تھے کہ ایک نئی ابھرتی ہوئی زبان اس سے استفادہ کر سکر۔ بھاکا کی شاعری دوہروں اور کبت تک عدود تھی جس کے اثرات ایمام کو ، اردو شاعری کے مذاج میں پہلے ہی جلب کر چکے تھے ۔ اس سے آگے لہ کوئی راستہ تھا اور اند بدلے ہوئے حالات میں بھاکا شاعری سے تخلیقی ڈیٹوں کی بیاس بھ سکتی تھی ۔ اس لیے ردعمل کی تحریک نے ایک طرف اس دور کی تہذیبی زبان (نارسی) کے ادب کے زیادہ سے زیادہ امکانات کو اپنے اندر جنب کرنے کی شعوری گوشش کی اور دوسری طرف گلی کوجون اور عوام و خواص میں ہولی جانے والی عام زبان سے بھی اپنا گہرا رشتہ قائم رکھا جس کی وجہ سے اردو زبان اور اس کے ادب میں ایک ایسی توانائی آگئی که اردو ادب برعظیم کی سب زبالوں کے ادب سے زبادہ معتبر اور متبول ہوگیا۔ اس " تریک" کے زیر اثر عربی فارسی کے وہ الفاظ اپنانے گئے جو استعبال کی خراد پر چڑھ کار زُبَاتُ كَا جَزُو بِن كُتِّي تَهِي يَا تَخْلِيْنَ سَلَّحَ بِرَ ابْلاَعْ كُو آسَانَ بِنَا رَبِّ تَهِي -مرزا مظہر ، شاہ حاتم اور القریک، کے دوسرے شعرا نے قارسی زبان کی انھی تراکیب کو قبول کیا جو اردوئے معلیٰ کے مزاج سے ہم آبنگ ٹھیں اور جن سے کان مالوس تھے ۔ قائم نے بھی اس دور کے شعرا کی بھی استیازی محصوصیت

بتائی ہے:

'' ان کا الدائر کلام فارسی شاعری کے مطابق ہے۔ چنائیس کام شہری سٹائم ''کہ برائے اسائلہ نے مقرر کتے ہیں ان کے بیاں موجود ہیں اور اکٹر فارسی ٹراکیب 'کہ اورونے معلیٰ کے عاورے کے مطابق ہیں کام میں لائے ہیں۔ گا''ا

کا بین لائے ہی ، اسال کے بین اللہ کا بیٹی اور تلقی مثام کر و کہا گرے ا اس کا رحم کے خطر کی کو اللہ کی اسال ہم و ایک دیا کہ اللہ بین بین اللہ کی اللہ کی جو اللہ کی اسال ہم و ایک دیا جو بین بین اللہ میں میں کہ اللہ کی جو اللہ کی جو اللہ کی دیا ہے کہ اور اللہ کی اللہ بین اللہ بین کہ کا اللہ ہیں کہ ہی کہ ہیں کہ ہی کہ ہیں کہ ہی

اللَّمِي مَتَ كُسُو كُو بِيشَ رَخِ وَ التَّظَارِ آوَے بَارًا دَيْكُهُمِ كُنِّا حَالَ بَو جَبِ لَكَ بِهَارَ آوَے (مِيرَزا مُظَهُر)

اودھر اسکنہ کی تیز ، ادھر آہ کی سندان اس کشمکش میں عمر بہاری بھی گئے (میرزا مظہر) جو بھی آوے تو تک جھالک اپنے دل کی طرف

جو بھی اوے تو تک جھالک اپنے دل کی طرف کہ اس طرف کو ادھر سے بھی راہ گزرے ہے (شاہ حاتم)

ہے تیرا منہ کھلے بالوں میں اس طرح محبوب کد جسے شام میرے ہوتا ہے آلتاب غروب (شاہ ماتم)

ہوں۔ دور یہ جی سیرا راتوں کو ترے گھر پر بھرت ہے ہے!! جیے قانوس ہے پروانہ (یق

پھرتسا ہے پسڑا جیسے فانوس بسد پروانہ (یتین) زنجیر محب بالوں کی بھنس جانے کو کیا گھیے گیا کام گیا دل نے، دیوانے کو کیا گھیے (یتین) رد عمل کی تحریک نے ، ایمام گوئی کو ترک کر کے ، جب فارسی شاعری سے رجوء کیا تو تیزی کے ماتھ فارسی روایت کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ۔ عشق کا غصوص تصور ، اس کا جذب و گلیف ، تصوف کا تصور تسلیم و رضاً ، فلسفه الملاق ، فتا و بح ثباتي ، غدا ، كائنات اور السان كے رشتوں كا تصور ، عقل کے مقابلے میں عشق کی فوالیت ، مجاؤ و حقیقت ، جبر و اختیار اور وحدت الوجود کے تصورات اردو شاعری کی روایت میں شامل ہو گئے ۔ اس طرح اردو شاعری نے ایک طرف الصوف کو موضوع علن بنا کر اس دور کے معاشر سے اور قرد سے اپنا رشتہ قائم کر لیا اور دوسری طرف زخم خوردہ ، دکھی انسان کے گھرے غم و الم کی ترجان بھی بن گئی ۔ اس دور کی شاعری میں غم و الم ک جو تیز لے ہے اس کی وجد بھی چی ہے کہ غم و الم ہی اس دور کے خارج اور باطن میں موجود تھے۔ اس تحریک کے زیر اثر السانی تجربات کا اظہار اور دل کی بات شعر کی زبان میں بیان کرنے کا رجحان بھر سے اردو شاعری کے مزاج میں شامل ہو گیا ۔ یہ سب کام خود اتنے بڑے تھے کہ اس دور کے شعرا کے لیے یہ ممکن نہیں تھا گہ وہ اسے اردو شاعری کے مزاج میں شامل بھی کریں اور ساتھ ساتھ بڑی شاعری بھی تخلیق کریں ۔ انھوں نے ایک بڑی زبان (فارسی) کے سرمایہ ادب کو ایک نئی زبان (اردو) کی ادبی و اسانی روایت میں ، اپنے دور کی روح ، اس کے مزاج اور تقانموں کے ساتھ ، شامل کرنے کا کارنامہ انجام دے کر تئی نسل کے شعرا کے لیے ایک اور سانجا اور ادھورے نقش بنا کر بمبیل کی طرح عیسیل کی آمدکی ٹوید سنائی اور خود تاریخ

## حواشي

و- سير المتاخرين : نحائم حسين طباطباقي - (جلد سوم) ص . ع.م ، تولكشور الدام ١٨٥٤م -

ہ۔ مقالات شبلی : جلد پنجم ؛ ص ۱۹۹ ، مطبع معارف اعظم گڑھ ہے، ام م ہ۔ طبقات الشمرا : مرتبد لٹار احمد فاروق ؛ ص ۹۱ ۔ ۹۲ ، مجلس ترق ادب

لاوور ۱۹۹۸ع -جـ تذكرة شورش: (دو تذكرے ، مرتب كليم الدين احمد ، جلد دوم) ص ، ، ، ،

. قد فره شورس: (دو قد فرسته ، مرب مع الدان اهمد ، بعد دوم) س. ۱۹۰

ہ۔ عند ٹریٹا : علام پمدانی مصحفی ، مرتبہ عبدالحق ، ص ۵۵ ، انجمن ترقی اردو اورنگ آباد ذکن جم ۹ وع ۔

ہ۔ تذکرۂ ہندی: علام ہمدانی مصحف، ص ۲۰٫۰ انجین ترق اودو اورٹک آباد دکن ۱۹۳۳ع -

ے۔ لکات الشعرا : ص عمر ، نظامی بریس بدایوں ۱۹۲۳ع -

۸. طبقات الشعرا : ص ۹۱ اور تذکرہ ریختہ گویاں : گردیزی ، ص م . . بد تذکرۂ ریختہ گویاں : فتح علی حسینی گردیزی ، مرتبہ عبدالحق ، ص م ،

انجن ترقی اردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ ع -. ۹- لکات الشعرا : ص ۱۸۵ -

و - دستور الفصاحت : مرتبه امتياز على غان عرشى ، ص ، متن ، بندوستان

اداس ۱۹۶۳ م -۱۲- دیوان ژاده : (اسخه لاپور) مرتبد ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، ص 🗚 ،

مكتبه غيابان ادب لابور ٥١٩ م -

۳٫۰ ایشهٔ : س ۳۵ -۳٫۰ عنون اکلت : قائم جاند بوری ، مرتب ڈاکٹر اقتدا حسن ، ص ۸٫۱ ، مجلس ترق ادب لاہور ۱۹۳۹ع -

## اصل الباسات (فارسي)

ص ۱۳۶۸ و ۱۱ول کسے کہ طرز ایمام گوئی ترک محددہ و ریختہ را در زیان اودوثے معلق شاہ جہاں آباد کہ العال پسند خاطر عوام و عواص وقت کردیدہ مروج ساختہ زینۃ العالین، ،

جانبان مرزا عظهر متخلص بد عظهر مردے است . . . حق تعالی سلامش دارد " مد مد در الاماد عضر دار الدر الدر الدر مدار دران درا در گذشته

ص بدب ''اشعار ویخته قبل ازان بطور آبرو و ول مردمان دیلی می گفتند این طور را که الحال مردمان می گوید، تفضرت وداج دادمیه ص بدب ''دو ابتدائے شوق شعر کله بانوز از میر و میزاز وظیرہ کسے در عرصہ لباسته بود در دور اینام کربان اول کسر کش همر رشد

به تنج فارس گذم اوست . . . ق الحقیقت للنائر اول ویان ریخه باین و تیره باستاد غیر مرزا است بعده تنبش به دیگران رسید . . . ص ۱۹۰۹ " اکنون طبعها مصروف این صنت کام است مکر بسیار شستگی

ص ۱۰۰۹ "اکنون طبعیا مصروف این صنعت کم است مگر بسیار شستگی بسته شود ـ." ص ۲۵۰ "اریخته بتغریب سخن آن شعرے است بزبان اردوئے معلیل مملکت

ص . ۳۵ "ریخه بتغریب سخن آن شعرے است بزبان اردوئے معلی مملکت بندوستان بطرز شعر قارسی در موزونیت ۔''

ص . و ، \* \* تعنى را قریب النہم بوضع با مغا و مثالت بستن کد سام عظم شرح و لفت دم استاع المدو درگفتن بر قسم شعر لؤ قسیدہ و رابای و غزل و مرثبہ در شتوی وغیرہ و در پر باب تیم و مثلہ فارسیاں بودن ، بناگزائشتہ مرزاً جان مجلس است ''

ص ووج '' طرز کلام این با مالا بروید شمر فارسی است ـ چنانیم جمیع صنائی شمری کم قرار دادهٔ اسالفهٔ اسلاف است بکار می بردند و اکثرے از ترکیبات نوس که موافق محاوره اردوئے معلی مانوس

گوش می مماید ۔''

دوسرا باب

## رد عمل کے شعرا مظہر جانجاں ، یقین وغیرہ

در برا علمی ( رو رو الفائد ر رو مدا در معرم و در اوام ماری و دور به و مراوی می در مرود رو امراه ماری و در و موند رو می در مرود در این می در می در در در این می در می در در این می در می د

ف مصولات طاهرود ; به ندم اتشرائیس م به . مطبع القامی کاارد روم و ه .. آزون نم نیمی که که به که "انام اصل جان جان است . . . . اسالا بجانایای شهرت کرفت" بحج انتخابی (قبلی) بی خود بهی جانبایا خالد کراچی به پاکستان - "منتخب دروان فارسی" بین خود بهی "جابانان سخلص بملمر" لکها چ - س م به سمانی کابار رو رو ، و ، و ..

کو گئے ہیں ، یعنی : مرز اعظیر بنانیال کے سال ولادت جانیان خود مظہر اللہ شد ؟ ادار مرز اعظیر بنانیال کے سال ولادت کے ملسلے میں اعتداف خود ان کے اپنے ادار مرز مقبل میں آئاد میں اور حالات بعد اور انکار کی اپنے

سرزا مظہر جالجاتاں کے سال ولادت کے سلسلے میں اعدادہ خود ان کے اپنے یان سے بینا ہوا ہے - آزاد انگرامی کو جب اننے طالات بھیج تو انکھا کہ: (اللہ) ''نست ایک بزار کے بعد دوسری صدی کی چلی دہائی میں ان کی ولادت ہوئی '''ہ

اپنے دیوان کے ملامے میں لکھا کہ :

( ب ) "اس وآت كه ايك بزار ايك سر مثر بجرى اور عمر ساله سال بوكني يم " اه اور يه بهي لكها :

(ج) ''اپنی عمر کے مولیویں مال اس خاکسار کے چیرے پر عبار بیسی بیٹھا '''

ایک اور غط میں لکھا :

( د ) "فقير ايک پزار ايک سو تيره مين بيدا هوا ."<sup>4</sup> سرو آزاد (حوالد الف) کے مطابق دوسری صدی کے پہلے عشرہے میں ایک ہزار کے بعد کے معنی یہ بین کہ ایک سو دس دوسرے سینکڑے کا پہلا عشرہ ہے جس میں ان کی بیدائش ہوئی ۔ اس طرح ان کا سال ولادت . ١٩٩/ ١٩١١ع یا اس سے کچھ ہلے بتا ہے ۔ دیوان مرزا مظہر (حوالہ ب) کے مطابق سال ولادت . ۱۹۱۱ه/۱۹۹۹ع بوتا ہے ۔ اسی دیوان کے حوالہ ؑ ج کے مطابق سال ولادت ۱۱۱۳ م/۲ - ۱۰۱۱ع اس لیے قرار پاتا ہے کہ ان کے والد کی وفات ، ۱۱۳ م ۱۸ - ۱۷۱ع میں ہوئی اور اس وقت ان کی عمر ۱۹ سال تھی جس کی تصدیق ان کے اپنے خط (حوالہ د) سے ہوتی ہے جس میں واضح الفاظ میں اپنا سال پیدائش ١١١٣ه / ١٠١٠ع لكها ہے - "معمولات عظيريد" مين لكها ہے كه "ولادت باسعادت و و و و ه / . . . و و و و و مع مين اور ايك قول كرمطابق م و و و ه / ٢ - و . و ع میں واقع ہوئی جیما کہ حضرت نے خود ایک مکنوب میں ظاہر کیا ہے۔ لیکن بہلی روایت حساب عقود و رشتہ سالکرہ اور موصوف کے قول کے مطابق ، جو انھوں نے اپنے عالی شان دیوارے کے عنوان میں بیان فرمایا ہے کد اس وقت ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں میری عمر ساٹھ سال کی ہے ، زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے ۔ ۸۳ اور یہ بھی لکھا ہے کہ (اماہ رمضان المبارک کی گیارہ تاریخ ، جمع کی رات تھی ۔" اس حساب سے دیکھا جائے تو جمعه ١١ رمضان المبارک

رباً مقرار امور ور کاری بازی مشدت نهی داد به به در این السال خوان مورد نین جوان طرف کی بخرای اکان که حوی الفری الاین المورد به اساس فرد است و است که بخرای بازی بازی می است این امامی برای مورد به اساس فرد از است که به است و است و است و است این امامی برای مورد سول از کمی است فرد رفت این این این امامی است و است

''آئیریٹ و طریقت کے رائے اور کتاب و سنت کی پیروی میں اس قدر ثابت قدم افیے کہ اس وقت پلاد ملکرو میں ان کی مثال نہیں ملئی ۔ شاید مہرودین میں ایس نہ سلے لیکہ زمانے کے بر حصے میں ایسے عزیز الوجود لوگ کم ہونے ہیں ، اس عبد کا فو ڈکر ہی کیا ہے جو فتنہ و فساد

سے بھرا ہوا ہے ۔ااعا

وسع المشرب ایسے کہ وہ ہندوستان کے بت پرستوں کو بھی گافر نجی سجیتے تھے۔ اپنے ایک عط بین اکہتے ہیں کہ "انتخاذ النام مسئلزم گفر لیست "''اما میزازا کا خیال تھا کہ ہندوؤں کی بت برشی ''اشراک در الوہیت'' کی دیم سے نجین ہے بلکہ

\*ان کی بت پرسٹی کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ملائکہ محکم خدا اس دلیا پر تصرف رکھتے ہیں یا بعض کاسل روحوں کا ، جسم کا تعلق ختہ ہو جانے ی بعد میں باص دفاع اور صرف ایک این ہے۔ یا اضل ایسے (اند اوالد میں کے خلاف میں الدارات اور دیر کے خلاف میں الدارات والد کی ان کی طرف میں الدارات والد کی ان کی طرف میں الدارات الدارات والد کی ان کی میں الدارات والد کی الدارات والد کی الدارات والد کی الدارات والد کی الدارات کے حراج کی انکمار کرتے ہیں میں صوابات میں میں الدارات کی میں الدارات الدارات کی میں الدارات کی میں الدارات الدارات کی میں الدارات کی میں الدارات کی میں الدارات کی ادارات کی الدارات کی ادارات کی الدارات کی

مرؤا مظہر کی وسیع المشربی اور الداؤ فکر کا اظہار ان کے ہر عمل سے ہوتا ہے ۔ بد قاسم کے نام ایک خط میں برج لال کی بہت تعریف کرکے سفارش ك ب اور لكها ب كد "تم كو معلوم ب كد يم ف اس ابتام س تم س كسى کا ذکر نہیں کیا اور ہم کو مبالنے کی عادت نہیں ۔ ۲۰۴ غور کرنے کی بات یہ ب كه وه شخص جس كا الداز نكر يه بو سات تعشرم كو ، جلوس تعزيد ير ، کیسے لعن طعن کو سکتا ہے اور وہ بھی اتنی دور سے کہ سڑک پر چلتا ہوا جلوس ٨٥ سال كے ايک شائستہ سهذب بوڑھ كى آواز سن كر مشتمل ہو جائے اور بھر این شخص آئیں اور مرزا صاحب کو نیچے بلا کر طمنچے کی ایک گوئی سنے میں بیوست کر دیں ۔ 'آپ حیات' اور 'گشن پند' میں جو کچھ لکھا ہے وہ حقیقت سے دور ہے ۔ مرزا کی شہادت کا واقعہ دراصل سیاسی لوعیت کا تھا ۔ انگریزوں کی سفارش پر ، جو حکم کا درجہ رکھتا تھا ، شاہ عالم ثانی نے نبف شاں اصفهائي كو مستد وزارت پر فائز كرديا اور ايف خال نے لواب بجد الدول عبدالاحد خان کو تید کر دیا۔ مرزا مظہر نے ایک غط میں لکھا ہے کہ ''بمدالدولہ کے خلوص کا چرچا خاص و عام میں ہے ۔ خدائے تعالی جلد تنہور میں لائے را ۲۱۴۰ اس سے معلوم ہوتا ہے کد مرزا مظہر ، عدالدولد کے حامی تھر جبکہ نجف شال کے بارہے میں ان کی رائے یہ تھیکہ ''اس شہر کے باشندوں میں ، غبف خان کے آنے کے بعد سے ، بادشاہ سے اقیر تک سب کا حال الباء ہے را ۲۲۰۰ مرزا اپنے دور کی ایک عترم اور بااثر شخصیت تھے - روبیلوں کی بہت بڑی تعداد ان کی مرید تھی اور دئی میں مرزا کی خالفاء ان کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہ بات نجف خان کے لیے سیاسی طور پر خطرے کا باعث تھی۔ بھر اسے یہ بھی

ان سب آبازی سے بہ واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی شہادت کی یوہ وہ نوبی ایمی جرزا کا کر آپ میات اور دوسرے تذکوروں کے گائے ہے بلکہ نیف خان اصفیائی کے ایک با آباز خاناف اور روپیوٹری کے پور مردکہ کو اپنے اور رامنے ہے بالے کے لیے یہ دائی کرایا ہا ہے ۔ تذکر مشتر میں لکھا ہے کہ لا اس اس کا میں ان کہا ہے کہ در اس کا میات کے کہ اس کا میات کی ساتھ کی ساتھ کیا ہے کہ در اس کا میات کی ساتھ کیا ہے کہ در اس کا میات کی ساتھ کی دیا گائے کہ در اس کا کہ کاری کا کہ اس کا کہ کا میات کیا ہے کہ در اس کا کہ کاری ساتھ کی در اس کا کہ در اس کا کہ کاری ساتھ کیا ہے کہ در اس کا کہ کاری ساتھ کیا ہے کہ در اس کا کہ کاری ساتھ کی در اس کا کہ در اس کی در اس کا کہ در اس کی در اس کی در اس کی در اس کا کہ در اس کے در اس کی در اس کی در اس کا کہ در اس کی در اس کا کہ در اس کی در اس کا کہ در

چوں نے اس تہت ہر کد وہ تعمیّب رکھتے ہیں ان کو پلاک کر دیا 2017 مراز اعظیر ہر ء عشرہ کو قائلاً، حملہ ہوا اور ان کی وقائ ، ، اعشرہ ۱۹۱۵ء کے جنوری ۱۸۱۱ء کو جو کو بوٹی - قدر الدین مشت اور قائی ثناء الله پائی ہوں نے ''عاش حیدیا مات شہیداً' سے تاریخ وفات کالی - مودا کے به قفعہ تاریخ

وقات لكها :

عظمرکا ہوا جسو تماثل اک مرتبد شوم اور انب کی ہوئی نحبر شہمادت کی عموم تماریخ وفسات اوس کی گئیمی باردی درد سودا نے کہ ''بائے جازب ِ جاناں مظلوم''

جس سے ١١٩٩ ميں سے ادرد کی دال كے م لكالنے سے ١١٩٥ يرآمد بوتے ہيں۔ میرزا کے اثر و احترام کا اندازہ ان اشعار سے بھی کیا جا سکتا ہے جو ان کے معاصرین اور شاگردوں نے ان کے بارے میں لکھے ہیں :

يك راك نے تسلاش كيا ہے جت سنو مظهر سا اس جهاد میں کوئی میرزا نہیں

(یکرنگ) مجھ سے پتھر کو کیا ہے جوں لگیں حرف آشنا (440)

کوں بہانے ہاتیں بن حضرت مظہر کی قدر عديو سخن ميرزا جان جاب السد مكم اس كا بي نساطام يو رواي

السب اس کا ہے دوالہ الل سخت کہ بندے ہیں۔ اس کے سب ارباب افت الحوق آج اس کے برابر نہیں

وہ سب کوچھ ہے الا پیدر نہد (درد سند) بناء سے ثنا حضرت اساد کی کیا ہو

سنطسهس بيم خداوانمدكي وه ذات اتم كا (احسن الدين بيان) اے حزیں شکر کہ ہے مصحف اویاب جنوں قیض سے حضرت مظہر کے یہ دیوائی میرا (جد باقر حزین)

مرزا مظہر جانباناں نے اپنے دیوان فارس کے مقدمے میں لکھا ہے کہ بیس سال کی عمر میں خود کو دروبشوں کے دامن سے وابستہ کر لیا اور تیس سال مدرسه و غالقاء کی جاروب کشی کی ٢٦٠ جي وه دور ہے جس ميں الهون نے نارسی و اُردو میں شاعری کی . میر نے لکات الشعراء ( ۱۹۵ ما ۱۹۵ ما ۱۹۵ م میں لکھا ہے کہ "اگرچہ ان کے مرتبہ" بلند کے مقابلے میں شاعری کی کوئی حیثت نہیں لیکن کجھی کبھی اس لاحاصل فن کی طرف بھی ٹوجہ فرماتے تھے ۔؟ا قائم نے نمزن لکات^\* (۱۱۹۸ه/۱۵۵-۱۵۵۱ع) میں لکھا ہے کہ ''جوانی کے آغاز میں ، جس کا تفاضا ظاہر ہے ، شعر و شاعری میں مشغول ہوئے ۔ آخر میں اس فکر سے باز رہے اور نقر و تناعت کے ساتھ سجادۂ طاعت پر زندگی گزار دی ۔" اس کے بعد جیسے جیسے عبادت و ریاضت میں انہاک اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بڑھا شعر و شاعری کا سلسله کم پوتا گیا اور جب اپنا دیوان فارسی ۱۱۵ م/۵۵ - ۱۵۵ ع میں مراتب کیا تو وہ کم و بیش شاعری ترک کر چکے تھے ۔ اس بات کی طرف اپنے مقدم میں ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کد "موانی کے زمانے میں عشق و ، 5 جہت ہی ہم العالی ہوتا ہے۔' مرزا کی تصالیف ید ہیں :

المهارتي بيون عربون يو روم به روم به من سربات سعى يور وردات سى کے المهارتي اور درات سى کے المهارتي اور درات سی (ع) خورات کے ایک المهارتی اور المهارتی المهارتی المهارتی بین فارس اسائٹ کے المائٹ کے المهارتی المائٹ کے المهارتی المهارتی کے انسب الدین کا مائٹ کے المهارتی کے انسب الدین کا المعارتی المائٹ کی المهارتی کے انسب الدین کا المعارتی المائٹ کی المائٹ

عمروں کے زیرم ہ اعلان بسمان کے ۔ اس اعلان کے بارجے میں مواہ اسپیں نے اکہا ہے کہ ''امرزا غالب وغیرہ کا خیال تھا کہ پدنوستان میں فارسی شاعری کا مذافی صحیح جو دوبارہ قائم ہوا ، وہ اس انتخاب نے قائم کیا ۔''۲۲

اس التخاب نے اس دور کی اُردو شاعری کو متاثر کرکے اس کا رخ بدل دیا ۔ (٣) مكاليب الله (فارس) : مرؤا مظهر كے سارے عطوط فارسي مين يي -ان عطوط کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ رواج زمانہ کے برخلاف بد سیدھی سادی عبارت میں لکھے گئے ہیں ۔ مرزا سے پہلے خط لکھنے کا ید طریقہ نہیں تھا - ان خطوط میں بات چیت کا سا وہی انداز ہے جو اگلی صدی میں مرزا نحالب نے اپنے عطوط میں اعتیار کا ۔ ان خطوط میں مرزا نے شریعت و طریقت ، سلوک و تصوف کے سائل و لکات کو دل لشیں انداز میں بیان کیا ہے۔ مرزا صاحب ك عطوط كا سب سے پيلا مجموعه "مقامات مظهرى" كے لام سے ان كے ايك مرید غلام علی نے مرتب کیا تھا۔ اس میں بنیس خطوط شامل تھے۔ دوسرا مجموعہ "اكات طبيات" كے قام سے شائع ہوا جس ميں 🗚 خطوط شامل تھے ۔ 1947ء میں ڈاکٹر علیق البم نے ان کے خطوط کو اُردو میں ترجمہ کرکے شائع کیا ۔ ۲۳ اس عبومے میں ۹۱ خطوط ہیں ۔ اس میں وہ دو تئے غط بھی شامل ہیں جو "رقعات كرامت سعادت شمس الدين حبيب الله مرزا جامياتان مظهر شهيد رضى الله عنه" كے عنوان سے مطبع الاخبار كول سے شائع ہونے والے بجموعے ميں شامل آیے ۔ ان خطوط کے مطالعے سے مرزا صاحب کی زندگی ، خالدان ، مصروفيات ، للطم" لظر ، ذاتي معاملات ، علم و فضل ، وميع المشربي اور ان كي فكر كے مثبت بهلو سامنے آنے ہيں ۔

(رد) آورد کامور می برای خوانی آرد در درات ۳۳ برای بودور این می بودار ۱۰ در ۱۰ در این می بودار ۱۰ در ۱۱ در ۱ در ۱۱ در ۱ در ۱ در ۱۱ در ۱۱ در ۱۱ در ۱ در ۱۱ در

ے سران کے امارت کے بین بہتو ہیں۔ (الف) مرزا مظہر نے آدردشاعری کا رخ ایام گوئی کی طرف سے بھیر کر اطری عشائیہ شاعری کی طرف کردیا اور واردات تلبیہ اور تجربات پر تئی شاعری کی بیناد رکھی ۔

(ب) انهوں نے زبان میں شائستگی و صفائی اور بیان میں چوش و حلاوت
 کے ریحان کو آگے بڑھایا ۔ فارسی شاعری کی روایات و علامات ،

فارسی تراکیب و بندش نے شعر کے حسن بیان کو ٹکھارا اور دل کی بات زبان پر

کیے لگا رکے کا اور آلک مل مرے کسائی آبرو کے مطبوعہ دیوان مرتبہ ٹاکٹر مجد حسن میں صفحہ مور ہر اس طرح ماتا ہے: کمچھو بیر کے میں تجم کونے لیو دہائی

سمبو ہو ہے جن جہ طوت کو اور کا اس اس کو اس میں طوال اس اس کے اپنے کا بھی کا بیات اس اس طوری ہوئی اس من خوادی بوشک کی خوادی ہوئی ہوئی کہ اس کا بیات کا بیات کے اس کے اس کا بیات کی اس کے اس کا بیات کی اس کے اس کا بیات کی ہے۔ اس کی بیات کی ہے۔ اس کا بیات کی ہے۔ اس کی ہے۔ ا

شہیں رہی ۔ اب اس کا لطف ، پیلی ہوجھنے سے زیادہ ، جذبہ و احساس کی الرجانی سے پیدا ہونے لگا۔ مرزا کے اشعار میں اسی لیے ایک ایسی دلکشی ہے جو الرمنے والے کے دل کو لگتی ہے - مرزا کے باں یوں عسوس ہوتا ہے ک اشعار دل کے بہاں غانے سے نکل رہے ہیں اور اسی لیے دل میں اثر رہے ہیں۔ ان کے اشعار کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُردو زبان ایک نئر سافیر میں ڈھل رہی ہے ۔ بیان اثر آنوبنی کے لئے گر سبکھ رہا ہے اور لہجے کے فریعر لطافت و شائستگل کے لئے ٹیور پیدا ہو رہے ہیں ۔ مرزا کے ہاں جو کچھ محسوس کیا جا رہا ہے ، جن تجربات سے واسطہ پڑ رہا ہے اور شاعر کی ذات احساس کی جن پیچیدگیوں سے گزر رہی ہے ، الھیں شعر کا جاسہ چنایا جا رہا ہے ۔ مرزا کی شاعری دیکھ کر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اب لیا طرؤ سخن ایک سیڈب زبان کا طرز سخن بن رہا ہے۔ ایمام گویوں کی شاعری کے بعد مرزا مظہر کی شاعری پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ شالی ہند میں اُردو شاعری بہلی دفعہ سچ بول رہی ہے۔ اس تغلبتی عمل میں مرؤا کی شخصیت کا بڑا ہاتھ ہے۔ مرؤا کا ظاہر و باطن یکسان الما ۔ وہ زمانے سے لڑنے اور اپنے طرفر عمل سے اسے ٹھکرانے کی ہوری قوت رکھتے تھے ۔ اسی حوصلے ، ذہنی دیالت داری کے اسی احساس ، مزاج کی لطاقت و پاکیزگی اور فارسی شاعری کے معیار و مذاق سے اپنی شاعری کو بنانے سنوارنے کے اسی رجعان نے ان کی شاعری میں وہ رنگ بھر دیا کہ ان کی شاعری بھی ، ان کی شخصیت کی طرح ، ایک کولد بن گئی جس پر دیکھتے ہی دیکھتے اُردو غزل نے اپنی عظم الشان عارت تعمیر کی ۔ یہ چند شعر دیکھیے :

 $\Delta = 1.0$  GeV. Let  $Q_{\rm CL}$  Let  $Q_{\rm CL}$   $Q_{\rm CL}$  Let  $Q_{\rm CL}$   $Q_{\rm$ 

اودھر لنگاہ کی تینے ادھیر آہ کی منسان اس گشتکش میں عمر بازی بھی گئ گئی النہی ست کسو کے پیش رخ و النظار آوے ہارا دیکھیے کیا حال ہو جب لک بہار آوے

الهام گویوں کے انسان پڑھ کر جب ہم یو انسان لڑھتے بین تو میں ایسندی ہوا کے جھولکے کا احساس ہوتا ہے۔ ان میں نہ تصنع ہے اور انہ انظوں کے ذریعے معنی پیدا کرنے کی مصنوعی کوشش۔ یہ انسان ایک لئے امکان کو

برونے کار لا رہے ہیں اور بھی مرزا کی انفرادیت ہے۔

رزا نظیر طالباتات کی دادری بدو مثلی دارد. کا داش است در را نظیر دادری در این کا داش است در این کا داش است در این کا داش است در است بر بحث این کا در است بر در است بر دارد کا در داشت بر دارات کا در است بر دارات کا در است بر دارات کا در است بر داشت دادری دادری

مشق کی آگ میں بلتے کے باوبود ، روشن اور کھٹنا ہوا دکھائی دیتا ہے : اس کے دل سب کہی تسائیر اسہ کی اے مجب اے کسیا گرجتے ہیں خدا گرے اب ایسے سوال ازے دل بیرے تک کھی ہیں۔ ازاری الیسدگائی

اگر سلیے تو خفت ہے وگر دوری قیاست ہے غرض فاؤک دماخوں کو عبت سخت آنت ہے چی لمچند ان کی فارسی شاعری میں زبان و بیان کی طویل و پختہ روایت کے

سبب ژباده لکهر کر سامنے آنا ہے: بنا محردلد خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را بزار عمر فدائے دیے کہ میں از شوق بناک و خون طیم و گوئی از برائے منست بناکہ تملخ گردائند شندا شیرینی عمر را فروشم گرز ایسدردی بشادی قوق ساتم را

بیال لیجے اور مزاج میں ایک اطبیان کا احساس ہوتا ہے۔ فریاد مانکی رک بینا نجے گری ایک "کا کہ "اور فریا کا عمل تجیری" کا سا لیجد و الدار پیدا گری ہے۔ جب کہا تھی اس کے اس کی کہ خوات کی کہ خوات کی کہ خوات کی کہ اس کا بعد اس کر اللہ میں اللہ ایک اس کے اس کے اللہ میں وست زندگی بعد گرنے کا حرصام بیدا گروتا ہے جس سے العاق تکر و تقر میں وست بندا ہوئی ہے۔ مضحیت میں فیصراؤ بیدا ہوتا ہے اور انسان میات و کائٹات ہے۔ مار کو ایک جان ہو جاتا ہے۔

ریزا کو نشان کے دیرا اور ان کی مدد سے ابنی بات کمیر کا ایجا بالمنہ ہے۔ وہ ابنی عاملی میں انک ایسا امید و طرز بعدات کررچے میں جو کے فقط کے اس میں دیشان کر چاہد کی شدات طرف کا محکول میں بھی انک اور ان کی اس کے انکار ان کا میں ان کے اس کے اس کا اس کا میں ان کا اس کا میں ان کا اس کی اس کے انداز ان میں میں میں میں میں اس کی اس کے اس کا اس کی سے اس کا اس کی سے اس کی اس کی اس کی سے میں اس کی اس کی سے میں کی اس کی سے درین اور کی میں اس کی سے درین اور ان میں میں میں میں میں کہ اس کی اس کی اس کی سے درین اور ان میں میں کی سے درین اور میں اس کی درین میں اس کیل ایس کی سے کے دور میں اس کی درین میں اس کیل ایس کی سے کے دور مین اس کیل ویکس کی ہے۔

کے دور مین میں اس کیل کی اس کیل کی اس کیل کی اس کیل کی کیل میں اس کیل کیل کی ہے۔

ہارے بالا ہے یہ دل میں بھاگا نے کے جان اپنا ہم اس کو جاتے تھے دوست آیا میریال اپنا ہم سر اس کو کہا تھا اپنا ہے اپنا ہے اپنا ہے کہا گول آور کا چین آیا ، کی آیا ، میابان لیا گول آور کر کی چے جب اسے کر ، چیا ٹائے ہم دولت خواد آیا ، میلیو آیا ، جان چیا ہے چین بایا میں در نے گوں بایل ہم دوکیا ، چیزی کو کی ابدا کری بایل جس دیکھا ، چیزی کو کی ابدا کی گول گول کا ویکا جس دیکھا ، چیزی کو کی کا میلی کران داور انسان کردر کے دیکھا ہم طران داور کبھی ملنا نہیں میرا ہٹیلا کیاکروں مظہر تصدق ہو کے دیکھا ، ہاؤں پڑ دیکھا ، منا دیکھا

ان براوار اساس و جیشن کی میر رافط سطح کو رفته کوری ایک می مثان کا طالباً آن می داد کا رفای سطح کو دیگار کیر امص و روا بدا گیر ولی کا طالباً آن کا با دیرا که این بید بر صورت مشکل نے لیکن مرف سنگان کسی سے میشن کو نورید پر در ان ایک میرف کا می دارد می داد اساس کا می داد برای مرف مشکل میں تو نورید پر در اور دیرا سے اس کی رابان کو براز اما کا روا برای در اور اما کا در ایک اس کا میرس کی استان و براز اما کا در ایک استان میرس کی شور کردے آبازگر دو امیزا کے مرافق کا میرس کے دیرا کا در کاباری کا در انداز کا سال میرس کی شور کردے آبازگر

ع سنگلل بار نرم تکے سا مرزا کی غزلوں میں ، اس زمانے کے لحاظ سے ، زبان صاف ، 'دهل متجهی اور نکھری ستھری استمال ہوئی ہے ۔ یہ زبان آبرو کی زبان سے بہت آگے بڑھ جاتی ہے ۔ اپنے زمانے میں مرزا کی فصاحت و زبان دانی ایک مشہور بات نہی جس سے اس دور کے لوگ سند لیتے تھے . یکتا نے لکھا ہے کہ "اہمض لوگ محاورات أردو کی موجودہ پاکیزگ و درستی کو مرزا جاتجاں مظہر سے منسوب کرتے چھا۔ ۳۸۳ ان کے ہاں ایسے اتناظ بھی استعال ہوئے ہیں جو اسی صدی میں متروک ہو جائے یں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دور میں خود اُردو زبان میں اتنی تیزی ہے لبدیلی آئی ہے کہ ایک شاعر کے ابتدائی کلام اور آخری دور کے کلام میں تمایاں فرق دکھائی دیتا ہے ۔ حامم کا دبوان قدیم اور دبوان زادہ کی زبان کا فرق اس کا واضح ثبوت ہے ۔ زندہ زبانوں میں تبدیلی کا یہ عمل جاری رہتا ہے ۔ یہ نہ ہو لو الغاظ روڑے پنھر بن جائیں اور فکر و خیال کا ارتقا ، زلدگی میں ٹئے معنیٰ کی تلاش اور روایت میں تبدیلی و الحراف کا عمل می رک جائے ۔ مرزا کی حثیت لقاش اول کی ہے ۔ اُلھوں نے جو کچھ کیا تئی نسل نے اسی ہو اخافہ کیا ۔ آج جو بہم کریں گے ،کل اسی پر دوسرے اضافہ کویں گے ۔ مرزا نے اُردو میں جو کچھ کیا وہ مقدار کے اعتبار سے بہت کم ہے لیکن روایت اور مذاق مخن میں معنی غیز تبدیلی کا رجحان پیدا کرنے کی وجہ سے ان کی اہمیت تاریخ میں ہمیشہ قائم رہے گی ۔ مرزا مظیر جانباناں کو اسی وجد سے ''اریخند کو قارسی طرز میں کہنے کا ہائی ۲۹،۳ کہا جاتا ہے ۔ بھی رنگ سخن واضح شکل میں مرزا کے شاگرد العام الله عال يتين كے بال أجاكم ہوتا ہے .

العام الله عال يلين (م ١١٦٩هـ - ١٥٤١ع) وه پهلے شخص يين جنهون

نے لئی شاعری کے ریخانات کو آورد شاعری میں اس طور اور برنا کہ دوسرنے شعرا کو اپنی تخلیق حالاحترون کا مستقبل اسی ولک سعفن میں نظر آنے لگا۔ معینی نے لکھا ہے کہ: معینی نے لکھا ہے کہ:

''الیام گریوں کے دور میں جس شخص نے صاف و پاکیزہ رینتہ 'کہا وہ یہ جوان کیا ۔'اس کے بعد دوسروں نے اس کی بیروی کی جیسا کہ وہ مرد کیا ا

می کو بابرے کے باور برباد ست دو آغر طرفان حشن کے اس کی تم کے لڑائیاں بیرا''' معض نے بتین کی اولیت کے سلسلے میں دو بالین کہیں ہیں : (۱) یہ کہ لیام کوئی کے دور بین ایام ہے بحث کر ، جس شخص نے

شستہ و رقام غزایں کمیں وہ یتین ہیں ۔ (۲) یہ کہ بنین کے تنج میں بھر دوسروں نے اس رانگر سطن کو اغتیار کہا ۔ بنین نے اپنے شعر میں بھی طرز سطن کی اسی اولیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اشارہ کیا ہے۔ بنین کے لوجوائی میں شاہری شروع کی جس کا ثبوت ید ہے کہ شاہ ساتم کے بنین کی وجون میں جو شزایل تحمی بین الل میں سب سے چیل شزل ۱۱۵۳ کی ہے۔ دوسری ۱۱۵۴ کی ہے افر بائی جار غزایی ۱۱۵۵ کے ۱۱۹۳، ۱۱۹۰

ے بین فی ترین بین جو عراض سے بین ال میں سب سے بہلے طراب ہدارہ کی --- دفرح ۲۰۱۲ کی جہ افز بائی ہے اور عزانی ۱۹۵۰ کی ۱۱۹، ۱۱۹، ۱۱۹، ۱۳۱۱ء کی بین ۱۳ مدام امارہ -- ۱۳۷۱ میا اس سے کچھ پہلے کی وہ شزل ، جس کی ترین میں شاہ ساتھ نے انہی غزل کسی تھی ، یہ ہے ہے۔ جس کی ترین میں شاہ ساتھ نے انہی غزل کسی تھی ، یہ ہے ہے۔

چلنے اس آلیدگی کی بعد ہے آور دادار کی پہنچے دوست ہے جارا خوال میں جا جلالا کی پہنچے دوست ہے جارا خوال میں جا جلالا کی پہنچے دوست ہے جارا خوال میں انجام مری انجام کی انجام کی

اس غزل کو اس دور کی شاعری کے درمیان رکھ کو دیکھے او یہ طرز

افاو شاہ کے سلح اور قتل عام کا کرپ ناگ نائر چھیا ہوا ہے۔ اس میں اییام یا ولگ اییام دلل علقتی کی طرح ، قلاق کرنے ہے بھی نہیں ملے گا۔ لیکن ڈوا انھیرنے ؟ اس عنظ طرز مسئو کو مسجونے کے لیے یہ اس دور کے دو اڑنے اثرات — ول ڈکٹی اور آبرو کے دو دو تین تین شعر پاڑھنے چئیں تاکد اس لڑک کو مسرس کر مکن :

کفار فرنگ کورے دیا ہے تمیہ زائف نے درس کافری کا

(ولی دکنی)

ہوا ہے دل مرا مشتاق تبھ چشم شرابی کا خراساتی آبسر آبیا ہے شاہلہ دن خرابی کا (ول دکنی) شسکار انسداز دل وو مرت برت ہے نہسمی جس شوخ کا جادو ٹیٹ ہے (ول دکنی)

لسطب جس شوخ کا جادو نیرے ہے (ولی دکئی) حیائے کوں عاشتی میں عواری بڑا کسب ہے چاہیے کہ بھاڑ جھولکے جو دل کا ہوئے دانا (آبرو)

چاہیے کہ اعلا جھولکے جو دل کا ہونے دالا (ایرو) ششیر کھنچ جب کہ چلا اوالیوس کی اور ٹب چھوڑ آیرو کونی گلی سیب شک گیا (آیرو)

اب جھوڑ آبور کون کلی سیں شک کیا (آ لائجی معشوق نے بے تُدرم ہیں چکنے گھڑے آبرو جا کرکٹویں میں گرنے ان سب کون تدجاہ (آ

آبر و جا کرکنویں میں گرنے ان سب کوں تدجاہ (آبرو) یقین کی غزل میں فارسی غزل کا اثر اور شاعر کا ذاتی تجربہ ایک نیا رنگ پیدا

ا ہوں کہ طرف میں فارسی شرک کا اگر دو اسرا کا قائل کرنے ایک ہی اور کہ بیاد کہ بور کہا ہے اس میں فرائل کے خود کر دو ان کی حاصر ہیں کہ بیان کی طرف سے دو ہے اس میں فرائل کے خود دو دو بات کرے جانے کی زبان فرائل کے ان کی دو ان کی داد کی در کی داد کی در کی داد کی

گلام ہے ۔ مرزا مظهر جانجالال اس نوجوان شاعر کے استاد تھے اس لیے یہ ایک نظری رومیل تھا کہ لوگ ملک میں میٹلا ہو کر کمیں کہ یہ گلام لوجوان بیٹن کا نین بلکہ مرزا مظہر کا ہے۔ دوسری طرف کلام کی مقبولیت کے خود بیٹن میں اعزاد کے ساتھ امساس افتخار بھی پیدا کر دیا تھا اور وہ بھری عقلوں چین میں اعزاد کے ساتھ امساس افتخار بھی پیدا کر دیا تھا اور وہ بھری عقلوں

بین به بدوسی این تاثید حل میدان کا ردتم ہے .

باتی تاثید حل می شدر کے میدان کا ردتم ہے .

باتی کا محکور کے الفات کو بات گری کو بات کو باتی الدی کو باتی بین کی محکور کے الفات کو باتی الدی کو باتی بید از خصرت اساد حراز جائز جان سجھے

ادر ساتھ ساتھ ایام کوروں پر بھی چوٹ کو رہے تئے :

تائیری ہے تلفا د معنی ہے تری لیکن پاتی بین بین کر کر لیکن پاتی

کون سجھے بھاں تجو نے ایہام مضموں کا تلاش اور دوسرے شاعر ان اندلیوں کا جواب بھی دے رہے تھے۔ شیخ برکت علی قراین نے جو بٹین کے بردوں بم شمین رہے تھے ، اس مجلس میں ، جہاں مسرکہ' طبح آرائل بریا تھا ، یہ منظم لڑھا ہ'''

یتیں کو شعر کے میدان کا رسم ہے قریب لیکن وہ شیر حق کے شیروں نے بر آسکتا ہے کیا قدرت

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولنے جانے کا بند برگ کل کی طرح پر الساخیں معظمر ہوگیا

نخلص کا یہ فارسی شعر لکھا ہے جس کا یتین نے ترجسہ کیا ہے : فانحن تمام گشت معمار چو برگر گل بند تبائے کیست کہ وا می کتبے ما

لیکن الایس شادر و مشابر کا آرود کردس اس دور کا عام در واکا می شود در کا عام در واکا می شود در کا عام در واکا می شود در خیر جب نیالی نیالی کا کردس کری در در در می در در کی داشته در در کی با در در کی در در کی در کی

جائے گئب میری بد سرگرمی کسی کی سعی سے کب حمد کی باؤ سے بجہنا ہے دولت کا چراغ

اگر معروضی انداز سے بھین کے کلام کا تجزیہ کوکے اس کا مقابلہ صررا مظہر کے اُردو و فارسی کلام سے کیا جائے تو یہ بات واضع ہو جاتی ہے کہ یہ شاعری سزاج ، طرز اور لمهج کے اعتبار سے مرزا مظہر کی شاعری سے مختلف ہے ۔ مرزا فرحت اللہ ایگ نے لکھا ہے کہ "جس خاص مضمون سے کسی شاعر کو شوق ہوتا ہے وہ طرح طرح سے اس کو اپنے اشعار میں لاتا ہے ۔ باین کو شیریں و اریاد کے قصے سے کوچھ خاص دلچسیں تنی اور اٹھوں نے اٹنے چھوٹے سے دیوان میں ۴؍ جگہ اس قصے کو تلمیحاً نئے آئے پہلوؤں سے باندھا ہے۔ اگر واقعی مرزا صاحب می نے بنین کا دیوان کہا ہے تو کہیں ایک جگہ تو وہ اپنے کلام میں اس قصے کو لائے . . , مرزا کے نارسی دیوان میں اس قصے کے

لوگوں کے نام صرف ۽ جگہ لظر آنے ہيں اور وہ بھي اگنر استعارة -" است العام الله غال يتين (م ١٩١٩ه/١٥ - ١٥٥١ع) ديلي مين يبدا موغ - ان ك والد شيخ اللهر الدير. اور دادا شيخ عبدالاحد تهي جو شاه وحدت كي لام سے معروف اور کل تخلص کرتے تھے ۔ ان کی والدہ مشہور عالمگیری سردار نواب حمید الدین نماں کی بیٹی تھیں ۔ شادی کے بعد شیخ اظہر الدین کو مبارک جنگ بهادر کا خطاب اور بزار و پائیمدی متصب ملا اور وه امرائے څد شاہ کے وسرے میں شامل ہو گئے۔ ایل نے یقین کا سال وفات ۱۱۹۳ه/۵۰ - ۱۹۹۹ع دیا ہے^ الیکن یہ اس لیے غلط ہے کہ نکات الشمرا (١١٦٥ه/١٥٥١ع) ، تذكرة كرديزى (١١٦٠ه/١١٦٦) ، كلشن كنار (١١٦٥ه/١١٦٦) ، غزن نکفت (١١٩٨ه ٥٥-١٥١١ع) سے معلوم ہوتا ہے كد وہ اس وقت زندہ تھے۔ لجهمي الوالن تنفيق نے اپنا تذکرہ جنستان شعرا (١١١٥/١١٥ - ١٤٦١ع) ميں مكمل كيا اور لكها كه :

"حكيم بيگ خان نے ايک روز عمل سے بيان كيا كہ العام اللہ خان يقين سے . ۱۱۹۹ه/۵۱ - ۱۷۵۵ع مین ملاقات بوئی - اسے بڑا متواضع اور غوریون کا آدمی پایا۔ اپنے بہت سے اشعار سنائے۔ افیون کا استعبال ۽ صفر سنی کے پاوجود کہ ابھی عمر . ج سال کی بھی نہیں ہوگی ، اس قدر کیا گ اس کا چیرہ بالکل کمربائی ہوگیا تھا۔ اسی سن میں اس کے التقال کے بعد آکثر اشتفاص نے مشہور کردیا اور کہا کہ یہ بوسف ملک سخن بھائبوں کا جور بافتہ ہے بلکہ ملتول پہٹوپ ہے ۔ ہے ہ

اور یہ بھی لکھا گئے:

"الس بتا پر راقم السطور نے بقین کی تاریخ وفات اس طرح گجمی": شاعر انازک سخن و خوش خیال گرد صفر جسانس ماسکر عسدم سال وصائف خدرد اکتب سنج

سان وصائق تحرد لات منج گفت یقیی رفت بسوئے ارم (۱۳۹۹)

اس سے معاوم ہوا کد یتین کا اثنتال ۱۱۱۹/۵۵ - ۱۵۸۱ع میں ہوا اور المردم دید" کے مؤلف حکم بیگ خان حاکم لاہوری اسی مال یتین سے دہلی میں مار تھر اور وہی اس واتمے کے راوی ہیں ۔ شفیق نے لکھا ہے کد کارم علی آزاد بلکرامی كے بال ماكم سے ان كى ملاقات ہوئى تھى اور وہ ١١٥٥م/١٦ - ١٣٥١ع ميں شنبق کے گیر بھی آئے تھے جن کی آمد کا تعامد اس نے لکھا تھا ۔ اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یتین کے والد نے انہیں تنل کرا دیا تھا اور اس وقت ان کی عمر . به سال بھی نہیں تھی ۔ یہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمانی ساخت کی وجہ سے حاکم لاہوری کو بنین کی عمر کا اندازہ لگانے میں غلط فہمی ہوئی۔ ان کی همر اس سے زیادہ ہوتی چاہیے اس لیے کہ ۱۱۵۲ میں حاتم نے باتین کی زمین میں غزل کس ہے ۔ اور حاکم لاہوری کے حساب سے ۱۵۲ م/ ۱۹۰ م ۲۵۲۹ع میں بقین کی عمر صرف ۱٫۰ سال ہوتی ہے۔ جہاں لک ان کے قتل کا تعلق ہے ، عشتی نے لکھا ہے کہ باپ کے اشارے پر چند مغل بجوں نے انھیں قتل کر دیا ۔\*\* ۵ میر حسن نے لکھا ہے کہ باپ نے اس نے گناہ کے جسم کو لکڑے لکڑے کرکے دریا میں ڈلوا دیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ باپ کا اپنی سے تعلق تھا ۔ بقین نے منع کیا اور اس واز کر چھیانے کے لیے باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا ۔ ا ۵ امرات الد آبادی نے لکھا ہے کہ بلین اپنے والد کی گئیز پر عاشق ہوگئے تھے لمبلذا ان کے باپ نے قتل کر دیا ۔"\* ٥ مصحیٰ نے لکھا ہے کہ باپ نے بیٹے کو تحل کرکے دیگ میں دفن کر دیا ۔۵۳ بتین کی وفات ایک

سبه حد محد و من بر اب كوبه كهنا لاماصل ب : یه ایار آب مر جاتا جو جنا آن کم أثا بت كو ما زكر أورون کے بالم كا آنا

یتین نے اعلیٰی خاندان میں جتم لیا ۔ امارت میں آنکہ کھولی ، مرزأ مظہر ک تربیت نے ان کے جوہر کو تکھارا ، مجدد الف ٹان کے روحانی نبض نے الھیں ابھارا روزو می می ایس دادری کی جو اس در گیا بختی تعاقبری کی خورجی ایر از مورجی اس ایس آن کی مورجی بر ایس اس ایس آن ایس کرد بر ایس کی مورجی اس ایس آن مورجی اس ایس آن مورجی اس ایس آن مورجی اس ایس کرد بر ایس کرد در مورکه کی در در مورکه کی در در مورکه کی د

یقین کا دیوان صرف غزلیات پر مشتمل ہے۔ اس میں غزلوں کی تعداد ه عدا ہے - بتین کے عدد بھی ، عدا ہیں - دیوان کی پر غزل میں ہ شعر ہیں اور ساتھ ساتھ ایک ژمین میں دو دو غزلیں بھی کہی ہیں ۔ ٥٥ ''اتین نے ابنر سارے دیوان میں ۱۳ مجربی استمال کی ہیں اور یہ سب بحربی شکانتہ ہیں ۔ بنین نے بہت كم قافي استمال كي يين - ١٠١ غزلون مين كچه كم چار سو قافي استمال كي گئے ہیں اور ایک تافیح کو غنگ محروں اور غنگ ردینوں کی غزلوں میں عنگ پہلو سے بالدھا ہے ۔ دیوان پڑھنے سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ قافیہ چلے بندہ چکا ہے اور دیوان بھر میں ایک جگہ بھی نہیں ہے کہ دو جگہ ایک ہی قانمے سے ایک ہی مضمون بالدھا ہو ۔ "٩٠ ائی شاعری کی تعریک ، جے ہم نے ردعمل کی تحریک کا نام دیا ہے ، اُردو میں ثارہ گوئی کے رواج کی تحریک نہی جس میں قارسی اثرات کے ساتھ مضمون آفرینی ، عاشتاند جذبات و خیالات ، خوب صورت تشبیهات و استعارات ، مثالت و شائسنگی ، سادگی و صفائی اور اُردو کے معلی میں شعر کوئی پر زور دیا گیا تھا۔ بنین نے مرزا مظہر کے زور اثر یہی راسته الحتیار کیا اور اپنے مختصر دیوان میں نارسی شاعری کے بنیادی علائم و رموز ، تأمیحات و اشارات ، بندش و تراکیب ، بحور و اوزان اور خوب صورت رُميني استمال كوك أردو شاعري كا رشته ايك بار پهر براه راست فارسي شاعري کی روایت سے نائم کر دیا ۔ یہی عمل ہمیں عزات کے کلام میں بھی اغار آتا ہے لیکن عزلت کے باں وہ دردسندی نہیں ہے جو بنین کے باں ملتی ہے۔ بنین کے پان جبان پسین گوه طور ، موسی ، زلیخا ، ماه گنمانی ، خسرو شیرین ، فرهاد و

گومکن ، بے ستوں ، خلیل اللہ ، آٹش کدہ ، فنقور ، منصور ، مجنوں ، وادی اپمن ، کعبہ ، سکندر ، ابراہیم وغیرہ ملتے ہیں وہاں ان کے متعقات مثا؟ دار ، برہمن ، بت خاله ، شمع پرواله ، پیهاله ، سیخانه ، دیوان ، گلستان ، رفو ، چاک گربیان ، واعظ ، زاید ، ناصح ، داغ سینه ٔ سوزان ، آثبته ، زلدان ، صحرا ، بیابان ، باغ ، چین ، قبری ، سرو ، کل و بلبل ، بازار ، صر ، غریدار ، صیاد ، قلس ، آهیان ، چين ، جنوں ، فصل کل ، اشک ، فالوس ، بير ابن ، وحشت ، غزال ، حجدہ ، محراب، تبشد، ابر، ساق، شیشه ٔ سنگ، سرو روان وغیر، بھی عام طور پر اظہار کا ذرید بنے بن ۔ اس طرح فارس تراکیب بھی یٹین کی عزل کے ساتھ أردو شاعری میں داخل ہوئیں مثار مشت خاک میکشاں ، خوبان فندق زیب ، آشیان بابل محکیں ، بمندار جفائے بار وغیرہ ۔ یہ تراکیب فارسی ہوئے ہوئے بھی فارسیوں کی سی نہیں ہیں بلکہ ان میں اُردو بن موجود ہے۔ اس دور میں فارسی محاورات کے ترجموں کا رجعان بھر سے ببدا ہوا ۔ یتین کے ہاں ایسر بہت سے ترجمے مثار آب ہو جانا ، خواب ہو جانا ، آشیاں کرنا ، زنبیر کر رکھنا ، برباد دینا وغیرہ ملتے ہیں۔ قارسی روایت کے ان اثرات نے ، جذبہ <sup>\*</sup> دل کے اظہار اور اُردو نے معلیٰ کے ساتھ مل کر ، ایک ایسا طرز سطن پیدا کیا جو نہ صرف اس دور کا بلکہ بعد کے دور کا بھی طرز بنے گیا ۔ اگر فارسی شاعری کے ان علائم و رموز کو دبکھا جائے تو ان کا تعلق مسلمانوں کی دیئی روایت اور اس کی ماہد الطبعیات سے بھی گیرا ہے ۔ اسی لیے جب یہ علامات اُردو شاعری میں شامل ہوئیں تو ید فکری و جذبائی سطح پر اس معاشرے کے باطن کا حصہ بن گور اس کے لیے قابل ِ قبول بن گئیں ۔ بتین نے اس دور سیں اس کام کو تمایاں طور پر انجام دیا اور آنے والے دور کی غزل نے ان کی علامات کو قبول کرکے اپنے اظہار کا بنیادی وسیلم بنا لیا ۔

یتین کی غزل میں لطافت و شائستگل کے ساتھ ایک شکفتگی و شیریٹی کا احساس ہوتا ہے ۔ یہ شاعری وصف و حسن محبوب تک مدود ہیں ہے بلکہ عشق کے تجربات کو بیان کر رہی ہے۔ بتین کی غزل میں فارسی غزل کی طرح اپتام کے ساتھ بات کو سجا کر بیان کرنےکی کوشش کا پتا چلتا ہے ۔ الفاظ احساس و عبال کے ساتھ مربوط و ہم آہنگ ہیں ۔ بیان ایسی بحریب اور زمیتیں ملتی ہیں جو لد صرف منتخب ہیں بلکہ اس سے پہلے اُردو میں استعمال نہیں ہوئیں۔ زبان میں فارسیت بڑھنے کے باوجود عام بول چال کی زبان سے اس کا گہرا تعلق

فائم ہے . مثار بنین کی یہ غزل دیکھے :

اگرچہ مثنی میں آف ہے اور بلا بیں ہے 
درا بہا جاتی ہے دندان کوی بھارت بیان ہے 
اس افکا و آن ہے آن کیان ہائے گری ہے 
بیان کوی آب روباد ہے کوی بلا بیں ہے 
گری ڈو کی جی ہے کی ہے کہ اس کا کی میں کارے کا 
گری گری ہے ہے کہ اس کے وفاق ہے یہ پوچوں 
کم بر کا دل کیوں باقت ہے یہ پوچوں 
کم بر کے خوار کرتے ہیں کہو جا الی ہے 
کم برید کے خوار کرتے ہیں کہو جا الی ہے 
کم برید جورب سے کے بار دے پوچا اوران ہیں کے 
کونا کے لیان کا خورج میں سے کے بار دے پوچا اوران ہیں کے 
کونا کے لیان کو باتا ہے کہ اس کے کہا ہے کہ 
کونا کے لیان کی خورج کیا ہے بیان کا فورج کیا ہے اس کا بیان کے 
کونا کے لیان کی خورج کیا ہے کہا وہا اس کی کونا ہے کہا ہ

اس متوان من الروي في الروي من من اس طور بر هيله، بوأ يه كان الودون بي عليه بوأ يه كان الودون بي عد الله و يقدم و المنطقة على الموان الله على الله ي به الله ي الله ي به الله ي اله ي الله ي ال

بہتر کے لئی لئی ردیشوں میں معنی و انساس کے بھول کھلاتے ہیں ۔ مشکل اوسٹوں میں بے ساتھکل اور طرز و لکر کا فطری بن اس کے کلام کی بنیادی خصوصیت ہے ۔ ردیف الف کے بعد شعر دیکھیے

ر کوہ طور صرمہ پرکی آسازا کمی کیا کہے کوئی بعدہ بھی ہے جاتا تو دیوائے کے وار آپ ٹری اللت ہے مرانا خوش نہیں آتا بھیے وار آپ بہ اتنا کیل آساں اس تدر تداوار کوئیں ہوتا نہیں معلوم ہرے بسد دیوائے پمکیا کوزا شرحے دویاکی طرح ضیط میں آ سکتا کوزا کوئی کوئوں کو کہے اسوائل ویشائل بھال مرنے کی طرح میں نے جو یہ اغتیار کی دیکھا تو زندگی میں مزا کچھ رہا کہ تھا دل میں زاہد کے جو جت کی ہوا کی ہے ہوس کوچہ" بمار میں کیما سایٹ دیوار لد تھا غفیات بجھ سے الجہ کسر عمر بسوا واعظ نمیں تو مست تھا کہا اس کو بھی تصور کہ تھا

دمیں نو سست تھا گیا اس لو بھی تسور انہ تھا ۔ بنین کی زمینوں میں اس دور کے بیشتر شاعروں نے غزلیں کہیں ہیں۔ فارسی شاعری میں پروالد جاں تشاوی کی علامت ہے لیکن بنین اس جاں تشاوی کو ایک لئے زاوسے نے دیکھتا ہے :

> یہ جبوے پہیر میں، وہ وسل میں بھی جی نہیں سکتا تکاف ہر طرف بلبل کو پروانے سے گیا اسبت ہماشتی جو رہے جیتسا معشوق کے کام آوے کیا لطف ہے جل جانا پروانے کو کیا گھیر

اس اپنے واور نے نے معامر تمام کا فیا تو جو کہ تھے۔ اُن اُنے واور نے نے معامر تمام کو نیا تو خوات موان کے اس مقدول کو اس اُنٹے والے نے اپنی شاہری میں بار باو بالدہا ہے جس کا مطالعہ ہم عرات کے فیل میں کر چکے بیں۔ اپنی کے بد دو تحد دیکھیے جن میں ایک ہی خیال کو دو طرح نے بیان کما گیا ہے:

کون پر و بال بین طاقت اد رہی تب چھوٹ ہم ہوئے اسے برے وقت میں آزاد کہ بس ہم گئے کام ہے ، مرغان چمن سے کمیتو نرش کیجے کہ چھٹے ، طاقت پرواز نہیں

لیکن مضمون کی بکسالیت کے باوجود احساس کی سطح اور لمہجے کا فرق اثو آفریمی کو زائل نہیں ہونے دیتے ۔ بھی یقین کی الفرادیت ہے ۔ میر کا یہ شعر پڑھ کر :

> سرو و شمئناد جمن میں قدکشی کی ہے لزاع تم ڈرا واں چل کھڑے ہو فیصلہ ہو جائے کا

اب بنین کے یہ شعر بڑھیے :

جی میں آٹا ہے ترہے قد کو دگھا دیجے اسے باغ میں اتنا اکڑتا ہے یہ شمشاد کہ بس درغنوں سے انہ دے تشبید اس قد کو یتیں ہرگز وہ الکھیل سے چانے کی طرح شمشاد کیا جانے

یتین کا ایک مقطع ہے : لاجار نے دل اینا گیا گور میں یتیں اس جنس کا جباں میں کوئی تدرداں تہ تھا

اب میر کا یہ مقطع بڑھیے :

کوئی خواہاں نہیں مارا میر کوئیا جنس ااروا بین ہم

ان کے بار جو بان مار جو کر ہو گر کر کو تو ہوا جا جا ہے ہے ہوں ہو ہے۔ اس لیے جس ان کے بار کے ان کے بار کے اس کے جس کی کے بار کی کا برائع اس کی جو سے بنی جو بسی تی جو بار کی خواجری بسی بیان کے فرور جو انالے تشکیل دور اور تی تار کی بار کے بار کی جو بار کی خواجری بسی تی تاریخ کی بار کی بار کی جو بار کی برائع کی بار کی بار کی بار کی برائع کی بار کی کی کی کر کی بار ک

 with  $g_{triv}$   $g_{t$ 

لایا کے اتصافی معافلہ ضرور ہے گئے جس میں جو دور کے ساتھ کے آن کا کہ کا کہ مصرفہ کے اس کا بھی کا الساتھ کی مطابع کے مصرفہ کو میں میں میں مالیہ بشار کا جا سے اس کے اس کانیو آک اس طور ووقان خیری امور میں میں مالیہ بشار کا جو ان کا کہ مواد میں کو ان کا کہ مواد میں کہ اس میں کہ اس کے دور ان کا کہ مواد کی اس کے دور ان کی مواد کی اس کے دور ان کی اس کا مواد کے اس کے دور ان کی اس کے دور ان کی اس کے دور ان کی دور کی دور کی دور ان کی دادر دی کے دور ان کی دور ان کے دور ان کی دور ان

حتی کو یقیں کے باروں برباد ست دو آخر نم نے سخن کی طرابی اس سے اڑائیاں بیں تابان بھی آسی رنگ صنعن کے شاہر ہیں۔ انھیوں نے اد صرف یتین کی اپین بین بہت سی غوالیں کسی بین بالکہ صودا کی طرح بنین کے اس مصرع ''کہا کام کہا دل نے دیوانے کو کیا کسیم'' کی تعذین بھی کی ہے۔ ایک شعر میں بنین کی تکورکا جواب بھی آہستگی ہے بوں دیا ہے : کی تکورکا جواب بھی آہستگی ہے بوں دیا ہے :

کہا تاباں بقیں نے شعر کا الداؤ سن میر ہے مقابل آج اس کے کوئی آ سکتا ہے گیا قدرت

اور ساتھ ساتھ طرز یتیں کا یوں اعتراف بھی کیا ہے : سن بتیں کے مصرح رنگیں کو تاباں جی اُٹھا بھر مرقع ہو چلا دینے مسیحا ہے طرح

اس دور میں بھین تئی شاعری کے سب سے عتاز تمالندے تھے .

مير عبدالهي تابان دل كر رہنے والے ، نجب الطرفين ميد زادے اور اپنے

قت کے ایسے حسین و جسل لوجوان اسے کہ ایک زاماد ان او فریقہ تھا یہ ہ<sup>2</sup> دیں مادی جائے ہیں ہے کہ اس کی اس کے خوال اس کی اس کی خوال اسکون خینہ ، مادی مزاج مسٹری (ایال ) ۔ اس وقت اکک صدراً کے گورہ میں ایسا عنوان انظام اعام اور 15 مادی جسائل ہمتی جب نین آیا ۔ حجب معتوی دایا گے آباریں ہے جال اس اسون اسٹرین ''اہما کہ صدر میں اپنے تعقان کا ڈکر کرکے تایان کی آیات کی دما بھی مالگی ہے :

داغ ہے تاباں علیہ الرحمہ کا چھاتی یہ میر ہو تجات اس کو بجاوا ہم سے بھی تھا آشتا

معیشی نے چالدتی ہوگ کے ایک بارپ فروش کی دوکان اور اتجابی کی تصویر دیکھی تھی ادر ان کے حسی و وال کے دارپ میں ایک انداز میں اس دائم تربیر کے حسن دو اللہ و حسین تعاسیر افضائے کے بارکے میں ہو گوچو کہا جاتا ہے چاہیے ۔''اہ قابان کے حسن و جال اور شاہری نے شام کر ان کی مامورات میں تاہیں کے غود میں گیا ہے: تاہیں کے غود میں گیا ہے:

رهند کیوں ند میں حاتم کو دکھاؤں تاباں اس سوا دوسرا کوئی بند میں استاد ہیں۔

حائم نے بھی دیوان زادہ میں تابان کی شاگردی کا ذکر کیا ہے:

اور بی رتبہ ہوا ہے تب سے اس کے شعر کا جب سے حاتم نے توجدی ہے تاباںکی طرف<sup>ق</sup>

تاباں کے مطبوعہ دیوان 11 میں عام کی بکہ مشت کا للظ ملا ہے ہو اس وقت کی تبدیل معلوم ہوں ہے جب تاباں نے عاتم ہے تاراض ہو کو یا 'گئی اور وجہ ہے مشت کی فاکروی اعتبار کو لی تھی ، 'ادیوان (اداء' میں تابان کی زمین میں 11 - 113 / 113 / 113 فار 113 کے آخر جار خوابی میٹی بین 123 کے تلم میں بھی تابار کی طرف ساتھ نا ہے ۔

نیش صحبت کا تری حاتم عیاں ہے خلق میں طفل مکتب تھا سو عالم ایج نابان ہوگیا

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہ ۱۹ مرہ مراح کے لک بیک تاباں نے عاتم سے مشورۃ حفق بعد کرتے بچہ علی مشعبت سے رفتہ تماکردی استوار کر ایا تھا۔ مشعبت کی وفات ۱۹-۱۱مرمرمرے میں ہوئی جسا کہ تابان کے قلعہ تا تاوغ وفات کے انتقاد آپالے مشعبت شیاد واوردامات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک رائامی میں قائات کے بعد

پ کے مصنف سہد واویر اسلم کے عاہر ہوہ ہے۔ اپ والدی ہیں اور اپ اس کیا ہے : بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ دو سال لک یکجا رہے ۔ "" وہ رہاعی یہ ہے :

ہم گو تمهارے غم میں جینا ہے عال تم ہم کو لکھو کہ ہے تمهارا گیا حال دو سال جو ہم تم رہے یک جا حشت اب اس کے عوض ہجر کا ہے روز ہی سال

اور میں دو سال دلی میں تابان و حشمت کی یک جائی اور شاکردی و استادی کے سال میں اس لیے کم ۱۹٫۱ مام/حریم میں بھر علی حشمت رویبلوں کی ایک جنگ میں ۳ وفات با گئر ۔ تابان نے ابنے دیوان میں بار بار حشمت کا ذکر کیا ہے: اد سائے جو کوئی ششت کو تابان

رہ ماتے جو موں خصص مو مہان وہ دشمن ہے جدا اور علی امان ہوا شاگرد تب حشمت کا تابار ته دایا اس ما کوئی جب اور استاد

ف۔ دیران قدم (قلمی ، انجین ترق أردو پاکستان) میں یہ شعر اس طرح ملتا ہے؟ وتنے کے فن میں ہیں فاکرد حام کے بہت پر توجہ دل کی ہے ہر آرے انابان کی طرف گرے تو کس طرح تابان غلط الفاظ معنی دیں کہ ٹیرسے اباس مشت سا ترا استاد بیٹھا ہے سات شعر کی ایک غزل کی ردیف میں "حسشت" ہے ۔ ع ہادا اقباد مشت ہ دین هشت ، رہنا مشت

 $y_1$  by  $y_2$   $y_3$   $y_4$  and  $y_4$  and  $y_4$   $y_4$  and  $y_4$   $y_5$   $y_5$ 

تاباں کا دیوان یقین کے دیوان سے زبادہ ضغیم ہے۔ یقین کے بال صرف غزلیات میں جبکہ تاباں کے بال غزلیات کے علاوہ رہاعیات ، تطمات ، مثلث ، پنس ، مسدس ، ترکیب بند ، تضمین ، مستزاد ، قعید، ، متنوی ، قطعات ِ تاریخ بھی شامل ہیں ۔ تاباں کا کلام انھی لئے شعری میلانات کا عامل ہے جو مرزا مظیر کے زیر اثر بروان چڑے اور جس کے متاز نمائندے بدین ہیں ، لیکن ٹابان کے کلام میں ایک خصوصیت ایسی ہے جو بتین کے بان بھی زیادہ نہیں ابھری ۔ تاباں نے اپنی شاعری کا رشتہ فارسی روایت سے جوڑنے کے باوجود اظہار کی سطح پر عام بول چال کی زبان سے قائم رکھا ۔ ان کے پاں اسی لیر زبان و بیان میں اُردو بن زیادہ ہے ۔ فارسی تراکیب ان کے کلام میں بہت کم ہیں ۔ وہ وہی (بان لکھ رے ہیں جو وہ بول رے ہیں۔ ان کے لہجے اور آہنگ میں اُردو کی جھنکار سارے معاصر شعرا کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے ۔ ان کے یاں زبان کا چاخارا اور مزا بھی اسی لیے زیادہ ہے ۔ چی وہ خصوصیت ہے جسے معر نے رنگیتی کہا ہے۔ بھی لہجہ و آہنگ اور زبان و بیان کا جی روپ ہولکہ دور میر کی بنیاد ٹھمرتا ہے اس لیے تاباں اُردو شاعری کی روایت کے بڑے دھارے کے ساتھ چلتے ہیں اور ان کا دیوان آج بھی دلچسبی کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ به أردو بن كيا به دراصل جذم ، احساس ، غيال و واردات كو شابحهان آباد کی عام بول جال کی زبان میں بیان کرنے کی وہ صورت ہے جس نے شاعری  $D_{ij}$  ( $D_{ij}$ )  $D_{ij}$  ( $D_{ij}$ )  $D_{ij}$   $D_{ij}$ 

اد طاقت ہے اشارے کی اند کہنے کی اند سننے کی کہوں کیا میں سنوں کیا میں بتاؤں کیا بیاں اپنا ہوا بھی عشق کی لگنے لہ دیتا میں اسے برگز اگر اس دل یہ ہوتا بائے کچھ بھی اختیار اپنا غزال تک تو رہنے دے صیاد ہم کو کیاں یہ چن بھر کیاں آئیانا بلباسو! کیسسا کسروکے اب 'چھٹ کو گستساد ۔ لو اجسٹر جاکا کے کا یہ زغمر ہے میں ساری توڑ اور زندان بھی جھوڑے کا غدا حافظ ہے اب کی بے طرح بھرا ہے دیوانا ہوتے ہیں مفت جان کے دشمیں یہ خوب رو السرار سے اس عشق کے السکار ہی بھسملا سبب کیا ہے کے غ روابس ہو ہم سے بتساؤ کیسا کیسا ہے تمہسارا عجب احدوال ہے تناہاں کا میرے كسه رواسا رات درب اور كهه اسه كينسا میں ہو کے ترے غم سے قاشاد جت رویا

راتوں کے تئیں 'کوکے فرواد بہت روتا عالم میں تیرے عشق سے ٹابائی ہوا خراب عمل بھی کو اس کے حال کی اب تک عبر نیوں ہم تو آخر مر کئے وو وہ ممالت پھیر میں۔ جم عملو اب بھی کیمی آتے ہیں تم کو فاہ ہم ہوچھا میں اس سے کون سے قاتل مرا بتا کہنے لگا پکڑ کے وہ ٹینز و سیر کے۔ ہم لـ آيا رحم اس ظالم كو تابال غسم اینا اس سے گئی ہاری کہا ہم سودا میں گزرتی ہے کیا خوب طرح ٹابار دو چار گهڑی روانا ، دو چار کهڑی باتیں اکسی کا کام دل اس چمرخ سے بسوا بھی ہے محوثی زسانے میں آرام سے رہا بھی ہے ہر چند تم سے حسال ہسارا چھیا تو ہے لیکن کسی سے تم نے بھی گھوہ گڑھ سنا او ہے ڈھونڈا بہت بہ کھوج لہ پایا اٹھوں کا بائے معلوم ہم کو گھھ لہ ہوا وے کہاں گئے جو رابط میں اکسال می رہے تبادم آخر ایسا بھی ڑسانے میں کوئی بسار ہوا ہے دیکھما جو میری لبض کو گہتے لگا طبہب مجنوب موا تھا جس سے یہ آزار ہے وہی میری تقصیر تو کرو ثابت

روانهتا بھی ہے بے سب کوان

یہ بے انساز طرف اپنی ہے انہیں ہور روں آپان کی بن بہ وجہ کا الاقرار و ایجہ بنائے میں انہیں ہے ہیں انہیں ہے ہیں انہیں ہے انہیں انہیں کر آپان میں کا بیت بالات کی گار میں جو بنائی گی گار میں جو انسان کی بالات کی

لکھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔ ان میں عام زانہ زبان کی توانائی نے نئی جان ڈالی ہے ۔ تابان کا ایک موضوع تو ومغیر بحبوب اور اظہار عشق ہے :

صب مرا دیوان ہے ان گل رخان کے وب میں میں چہاہیے مشہور ہو یہ بھی گستان کی طرح مد رویان کی تعریف میں تو شعر کہا کر تسابان تسرا آخر کے تیمی تسام بھی ہے

اور دوسرا موضوع سے اد فی ہے:

آزاد دین می دین مربا بردن تو بنائے گلاب مورات و بنائے گلاب مورات و بدیری آتے لہ حال درات کو بنائے گلاب کو بنائے کا بنائے دورای ہے انے سائے مربان کی حصر آتے مائے سرائی اس کے مائے شراب ہے با بارب گیوں اور میری دستا سرحبان ہے سائے سرائی ہے اس کے سائے شراب ہے اس کی سائے شراب ہے سائے سرے آتے اکسر آتے سائے سے اس دی تو نیاست عقاب ہے ہے ہیں میں آئے ہے گلیس کے اس دائے اس دائے گلیس کے مصر آئے ہے گلیس کے اس دائے کا میں اس دائے ہے۔

اور مورک مین از افزاء انسیاء منسب آدران کے دشتر بن اس آنے یہ درخوج اور مین کی اس اکتران کی در این کے بارک کسی گیرے مدینہ میں ہے اس کے بارک کسی گیرے مدینہ میں ہے پانی آئی ایک ان کے دران کے دولان میں ان کے بارک کسی گیرے مدینہ میں ہے پانی آئی ایک میں ان کے بارک کسی گیرے دولین کی اس کا اس کا میں ان کے بارک کسی کی اس کے گوروں کے گوروں کی اور کو اس کی اور ان کی دولین کی دولین کی بر بیان ایک کسی کی دران کے گور مسئلت آئی دو دامروں میں آئی اور ان کی دولین میں ان کی دولین کے مورکی مسئلت آئی دو دامروں میں آئی کرنے دولین میں ان کی دولین کے مورکی مسئلت آئی کرنے اس کی آئی اور کی دولین میں ان کے دولین کی دولین کے ان میں کام کیا اور ان ان کی دولین کی آبرو ، یکرنگ ، ناجی ، احسب اللہ اور ولی ریختہ کمبتے لد تھے تابان مرے سودا کی طرح

طرز دیوان یئیں کی سخت مشکل ہے حزیب دل کو خون کیجیے تب ایسی فکر رنگیں کیجیے

میر بد باقر حزیں فخر اللہ تمال کے بیٹے اور مرزا مظہر جانباتاں کے شاکرد تھے۔ والد کی شیادت کے بعد (مزیں کے والد سابی بیشد تھے) شاہجیان آباد آ کر نہواجہ بدی خان حریف کی خدمت میں پہنچے . نادر شاہ کی غارت گری کے بعد دہلی سے لکھنؤ ہوئے ہوئے عظم آباد آگئے اور نواب ژبن الدین احمد خال ہیبت جنگ کی سرکار میں ملازم ہوگئے اور شاہ شکر اننہ کی ایشی میر قدرت اننہ کی بہن سے شادی کر لی ۔ عظم آباد سے جہالگیر لکر (ڈھاکہ) آ گئے اور حزین کے بجائے ظہور تخلص اختیار کر لیا۔ بہاں انھوں نے ساق نامہ لکھا اور ایک دیوان بھی ترتیب دیا - آخر میں نواب صولت جنگ کے ہمراء ۲۲ ۱۱۹/۹ مراء ۲۳ میں میر بد وحید کی غدمت میں پورٹیہ آ گئے ۔ یہاں دو تین سال رہ کر دنیا و مانیما سے توبد کر لی اور احمد شاہ کے زمانہ سلطنت میں وفات پائی اور قطب الاقطاب حضرت شاہ مصطفیل جال الحق کے روضے میں دفن ہوئے۔ ۲ گردیزی نے لکھا ہے کہ مرزا عظہر نے بتایا کہ کسی جوان رعنا کے عشق میں مبتلا ہو کر وفات پائی ۔ شورش نے بھی اپنے استاد حزیرے کی وفات کے بارے میں بھی بات "اجان بجان داده" كے لفظوں سے اشارے ميں كمى ہے - احد شاء كا عبد مکوت ۱۱۱۱هے ۱۱۲ ده/۱۹۸ع سه ۱۵۱ع تک ربنا ب - ۱۱۱۲م ومداع میں حزوب صولت جنگ کے ماتھ پورٹیہ گئے اور دو تین مال بعد ترک دلیا کرکے وفات پائی ۔ گردیزی نے تذکرہ رہنتہ گویاں (ااریخ تکمیل ہ مرم ١٣/١٦٦ لومير ١٥١١ع) مين ان كو مرسوم لكها يه جس سے يہ لتجہ الحا کیا جا سکتا ہے کہ حزیب نے ١١٦٥/١٥١١ع ميں وفات پائل . شورش

 $v_{ij}$  ( $v_{ij}$ )  $v_{ij}$   $v_{ij}$ 

inval  $\Sigma_{ij}$  (vie.  $i_{ij}$  [e.g.,  $i_{ij}$  and  $j_{ij}$  ] we get  $j_{ij}$  [e.g.,  $i_{ij}$ ] and invalid  $j_{ij}$   $j_{$ 

رنگ کو مقبول بنا کر اس شعری رجحان کو نئی اسل کے شعرا تک پینچا دیتے چی اور بین آن کا ایمیت ہے -

بہار و بنکال میں اردو شاعری کو مقبول بنانے اور پھیلانے والوں میں جہاں حزير كا نام آلاب وبال دردسد كا نام بهى قابل ذكر يه - بد فقيد دردسند (م ١١١٩ م/ ٢٦ - ١١٥٥ع) كى اوليت يه يه كد انهور ي اردو زبان میں بہلا "ساق نامہ" لکھا جو اپنے دور میں اتنا متبول ہوا کہ سارے پر عللم میں اس کا چرچا ہوا ۔ آزاد بلکراسی نے لکھا ہے کہ ''اس کا رہند کا ساق نامہ مشہور ہے جو لوگوں میں مقبول ہوا ۔ ' ' ۱۲ رد عمل کی تعریک فارسی طرز سطن کو اردو ڈیان میں جنب کرنے کی تحریک تھی ۔ دردمند نے اپنے اردو "ساتی نامہ" میں چیئت ، مضمون اور طرز کے اعتبار سے وہ ساری خصوصیات بیدا کیں جو فارسی ساق ناموں میں ملتی ہیں۔ فارسی ساق نامہ مثنوی کی بیئت اور بحر متنارب میں لکھا جاتا ہے ۔ دسویں صدی ہجری کے آخر میں ، خصوصاً عبد جہالگیری میں ، ساق ناموں کا عام رواج ہوگیا تھا۔ اسی مقبولیت کے پیش اغلر 'ملا عبدالنبی قزویتی نے "میخالد" کے نام سے ساتی نامے لکھنے والے شعراکا ٹذکرہ مرتب کیا۔ ساق نامے میں سافی اور مغنی کو غاطب کر کے وصف مے بیان کرنے کے علاوہ مدوح کی مدح بھی کی جاتی ہے ، بلکہ قعیدے کی طرح گریز کے بعد شاعر مدح کی طرف رجوع کرانا ہے۔ " ، فارسی میں عراق ، امیر خسرو ، حافظ شیرازی ، جامی یا تنی ، وحشی بزدی ، ثنائی ، عرق شیر ازی ، اقدسی مشهدی ، فیضی ، ملک مجد قمی ، مولانا ظہوری ، قزوینی استرآبادی وغیرہ کے سانی نامی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ان اسے کے دو رخ ہیں۔ ایک مجازی اور دوسرا حقیق ۔ جب ا حضه میں پیش کیا گیا تو مفح سے اس میں دربار میر ۱۰ ا" مطرب و سانی اور سے و موسیقی کے قصیفے کا مراج شدن ہو ر ری طرف مطرب و ساقی ، گل و بلبل ذکر نے اہا 'رار کو اس اور جار و . . . کی علامات نے رنگ معرفت اختیار کر کے اسے حقیقت کا رخ دے دیا ۔ بھی وہ دونوں مطحین ہیں جن ہر حافظ کی شاعری کو اب تک دیکھا جاتا رہا ہے ۔ دردمند نے جس دور میں شعور کی آنکھ گھولی وہ ایک ایسا دور تها جهان أیک طرف نبر اور رقص و موسیتی کی عقایی گرم تهیں اور دوسری طرف صوفیائے کران ، م و حواص کی روحوں میں اُٹرے ہوئے تھے ۔ دردمند کے ساتی ثامے نے بیک وقت ان دونوں مطحوں پر عوام و خواص کو غاطب کیا ۔ اردو شاعری میں یہ ایک نئی چیز اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق تھی اس لیے یہ اتنا مشہور ہواکہ دیکھتے ہی دیکھتے سب کی (بالوں پر چڑہ گیا۔ قدرت اللہ شون کا نکلیا ہے کہ اساس کا سال اللہ مفراس و موام کی زبان پر چڑہ گراہے ، ۱۲۴ میک طرف رونہ خراہاں سے لللہ اندازہ وحل اور دھرس طرف دوسند کے مرین ، مرشد اور استاد مرزا مظہر جانبانان بھی معاوظ ہوئے۔

مجد نتید دردسته از ۱۹ مه ۱۹ مه ۱۳۵۰ مه ۱۹۵۹ و اود کیر ملے بیدر که رابخ والے لگے ، معنر منی بی بین (۱۹۱۸ -۱۹۸۹ مه ۱۹۸۹ این والد کے بیدان اود کیر بے مابچینان آباد ۱۳۸۸ کر شاه ولی اند اشتیان (۱۹۸۸ -۱۹۸۸ مهر ۱۹۸۸ مهر ۱۹۸۸ مهر ۱۹۸۸ مهر ۱۳۸۸ مهر ۲۰ مهر ۱۹۸۸ مهر کرد استان بود کر تید بیدر میرد استان کی کورید سے این رائد کی کورید سے این رائد کی کورید سے

لحد گفتن چند از میرازا طل افلت میں تام بحد فتیر انتها ہے (مس ۱۹۰۰) جو 'تحابت کی فلفلی ہے - بیل نے اوربنشل بابور گریفیکل اؤ کشتری میں بحد انتها لاکھا ہے ، اور میں مشابق فادرس المستابور بیلہ اول میں برجہ جیں بھی مثنی ہے ۔ بائی سمبر نڈکروں شائز اکان الشعراء ویضد گویان، مؤنل لگان، کا سرور آؤاد ، میسنمان شدار واضع میں نائج تھا کھا ہے انوری میں محمد ہے۔

جموعه" کالات ہوگئے ۔ مرزا مظہر نے درنمند کے بارے میں یہ شعر کھیا تھا : مظہر میاش غائل از احوال دومند لعلر است این که درگرہ ووازگرائیست

نسخ است! این حدور فرور ورویوست دردمند مرزا مظیر کے ''لظر بائٹ'' تھے 2ء اور ان کے مربد بھی جس کی تصدیق ساتی للمد میں ''مدح مرزا مظہر'' سے انھی ہوتی ہے :

زے ہے و مرشد زے پیشوا کوئی کیا کرے اوس کی سلح و ثنا

دونندگر دایل می بود. آجی آزگران کی نجب سر آن نبی ، ایک قران ده داد افتیان فیر مراکز اما انسر با بالان کی می اما ان اما

اس دور میں دوست کے سال تعلقی کی طرفت کا ایک سپ دو یہ بھا کہ بمورٹری کے ام آؤن ایس کی ان کا باب اس میں دور ہوں کہ سخت را روال ہے کہ اس کی زبان جر دسورا کے دور کی زبان معلوم ہوئی ہے ۔ اس معہد اور ذبان اور اس کی فرت الحجاز کے برقی بوٹی مسوس موٹی ہے ۔ دورا سپ یہ نما کہ شراب کو میں اس کی سال میں میں ایک زبار اعظامتی اس رفک میں ڈائی اس کے مطابق کو کرنا نے اور علمی یا کرنے کے لیے اس رفک میں ڈائی کا میں اس کے مطابق کی کرنا نے اور علمی یا کرنے کے لیے مراب دوستی کی میں دائل کے میں اس اس کے ملک کو کرنا نے اور علمی یا کرنے کے لیے اس میں کمین کے میں میں اس کار میں کہ کے اس کی دوران اس اس کے دوران اس اس کے دوران اس اس کے دوران اس کی دوران سال میں ہے۔ ان انداز میں ملکل کے بیان کار کرنا کی کار میں کار انداز انداز کیا ہے۔ انداز کیلی جانے اس کرنا اس کار دوران اس کے دوران اس کے دوران اس کے دوران سال کے دوران سال کے دوران اس کرنا ہے۔ اس کی دوران اس کی دوران سال کے دوران سال کے دوران کی دوران سال کے دوران سال کی دوران سال کے دوران سال کی دوران سال کے دوران سال کی دوران سال کی دوران سال کے دوران سال کی دوران سال

دومند کا ''سان الله'' فارسی -آی للے کی بیت میں کہا گیا ہے ۔ ایشا میں دو شعر حمد کے ، دو شعر نعت کے اور ایک شعر مناجات کا ہے ۔ اس کے بعد بازہ الشام ''سلام جرازا طامیر'' میں لکھے گئے ہیں ۔ مدح کے آخری دو شعروں میں یہ بتایا ہے کد مجھے روشت کا کہاں شیال تھا ۔ یہ سب مرزا مظہر کا فیض صحبت چھ میں غرزشتی کو طرف الوجہ دی : چھ میں غرزشتی کو طرف الوجہ دی :

کہاں تھا بجھے رفت کا خیال ہوا جب سے اس امر کا امتثال بحبت نے بچہ کورے کیا لاجراب وگرانہ میں اور رفتہ کیا حساب

و ترانہ میں۔ اور ریختہ کیا حساب اس کے بعد ۱<sub>۸</sub> شعر ''ملح نجد علی خال'' میں لکھے گئے ہیں جن کے بارے میں معاصر قذكرے بھی خاصوص ہیں۔ میر نے بھی ''كدام بھد علی خال داشت'''؟' کھیا ہے۔ اس کے بعد ، و شعر طاق كو خطاب كرتے كاكھے كئے ہیں جن جیس طاق كو جاتوں خطاب بالا كھی كر او موال افغال ہے كہ كایا بد فصل ، جس بھولوں ہے افغ ، دشت اور چاڑ لبراز ہیں ، بھولنے كی فصل ہے ؟ بھر لكھا

اس آتش ہے میرا نہ کروں کو کہا۔

تہ کو بیری طائٹ کے زورہ کو آپ

کہ بین جان بلپ بون بیائے کی طرح

کہ بین آگ لال کی طرح

لائے چہ چھے کا کہا جر واقعہ بونا

کہ دال ترا بچہ ہے جو یون بھر گیا

تہ تو چہ کو دیتا ہے جائم شراب

تہ دائٹ وجہ کی کا دائر اباز لہا ہے کیا

سے فراسا کا دائر اباز لہے کیا

قراسا کو چھ پر ترکیز لہے کو

قراسات کو چھ پر تکرور لہے کو

قراسات کو چھ پر تکرور لہے کو

س کے سعم ۽ الشار "لسيس" کے قبل میں کمیں گئے ہیں جورہ میں آئی کر طرح کے طوح کے استان کی طرح کے اس کا کہ میں کا کی جو ان میں ان کھر آئی کر اس کا کہ کی جو ان کی اور طرح کے اس کی جو ان کی جو ان کی اور طرح کے اس کی جو ان کی جو کی جو ان کی جو

مرا شم ہے یہ منسدیما کہو افتے خوب معجما کے اتسا گہو نیا بیری است میں جارے } نیات لک بجر ، ومل ایک آرے بچر تھے کو میرا یہ فوش آتا ہے مال تو بچو کو شکایت کی کہ ہے عال تو بچو کو شکایت کی کہ ہے عال سرایسا مزہ گسرچہ آتش میں ب سعادت مری تیری خوابش میں ہے جوگوئی عشق میں اس ادب سے مرے خفا تاابد اوس پد رحمت کرے

اصون کے عداد کے متکوری کے امام ارک آبد الکور تہم ہے ہے ۔ ارک آبد الکور تہم ہے ہے ۔ تبحب جافات کو جو امراز سے اسہ کر نے وفق نے السکار سے زبان ست نکال ایمی غامے کی طرح لد چڑہ سر ہر اتنا عامے کی طرح یہ عشر کے دن خرے صلح نے ریش پد عشر کے دن چرے صلح نے ریش

اس کے بعد برر اشعار ''دو تعریف ایال جس'' لکھے گئے میں جن میں نصل کل کی شدت کا نائر دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد موسم جار کا بھرادور انتشہ جا کر ''در اشتیاق گرید'' کے تحت ہم شعر لکھے گئے بیں جن میں بتایا ہے کہ :

ارے ظالمد مفت ہے یہ ہار تجاس یہ شد پھر گیارے یہ غار تک میورٹ تفق ہر آب ہے یہ جہاں تک یک صوح میں تم کہاں ہم گیاں تد یہ ہے لد یہ باغ کی ا نہ ملے کا یہ داخ رہ جائے گا خور جبائے گا باغ ہے آپ کور کی تے تہ کی کی کا کی کا کور کی تے تہ کی کی کے کا کی کی کا کہاں

بھرم ۳ شعر ''در ذوق راگ'' کے تحت لکھے گئے ہیں جل بھی راگ ، موسیق ، مطرب اور اس سے بیدا ہونے فال کیلیات کو بیان کہا گیا ہے اور بنایا ہے محکل اب تک مجھے صبا سے ذوق تھا ۔ جو گاچھ کام تھا جام و مبنا ہے تھا لیکن اب مجھے آگ کی بیاس کل ہے اور راگ کی تشکل کارگرر ہے: الد چھوڑ اس طرح بیاس کے حسال میں ڈیسو دے مجھے راک کے تسال میں ڈر الدے نئے مد حالہ میں

اور اسی کے ساٹھ ساتی قامہ عتم ہو جاتا ہے۔ دردمند کا ساتی قامہ اس دور میں مربوط شاعری کا ایک قابلی ڈکر ممولد

روست فروست کی در استان می آگری بیاری در این به بود ج این به بود.

پس می بیدان در کبایات با آگری بیاری در این بود بر این بیدان بیدان به برا به جو این بیدان بیدان

"بھو شاہ عبدالرحمان الد آبادی" میں ایک حکابت بیان کرتے ہوئے فقاں کے احمد شاہ سے اپنے دلی تعلق اور بربادی کے بعد مرشدآباد جانے کا ڈکر کیا ہے: وہر، صاہ تھا اور وہر، شاہ تھا

وہی ساء تھا اور وہی شاء تھا غرض کچھ ہی تھا میرا اشہ تھا چری اس میں عمود آمہ کوئی آباز و لباز کوئی اس میں عمود آمہ کوئی آباز فلک نے یکاپک ستم یسم کیا دلے شاہ کو دالج موسانی دیا لم پہنچا کوئی وال مری داد کو چہلا تو میں مرسد آباد کو

اشه می دیالد و شیطاری ممی دید نــواب می دیــاند و دیواری نمی دید

 ان کی زندگی فارخ البالی ہے گزرنے لگی اور بیریں عظیم آباد میں ۱۹۱۸ء/ ۲۰۰ - ۲۰۰ و ۱۳۰ میں وفات پائی ۔ ففان کا مزار محلہ دھول پورہ عظیم آباد میں شہر تمام کی مصحبہ ہے ڈبال کی جااب آبنا حسینا کے جورات سے منعمل پاولز میں کے اسلام باؤلے کے حمن میں آج بھی موجود ہے جس پر مکم ابوالدسن ملتون کا محلم باور پید فلصات آلاخ وفات سک موسط کے کاسے پر کندہ ہے ۱۰۰

کوکہ خال آل بہار باغ سخن سوئے خلنہ ہریں ز دنیسا وفت کود منتوں چسو فکسر تارخش گفت ھاتف ''سرور دلہا وفت''

اشرف على خان فغان خوش مزاج اور ظريف السان ٹھے۔ ميرنے لکھا ہے کہ "بیت قابل اور پنگاسہ آرا جوان ہے . . . آج کل اس کی طبیعت لطیفہ گوئی کی طرف زیاده مالل ہے ۔ " ۱۰ ا راجد ناکرمل پر "کھی کی مندی کا ساللا" اور حکیم معصوم او "کاؤ گیراتی" کے نترے فغال ہی نے چست کیے تھے - میر حسن نے بھی بھی لکھا ہے کہ فغان ظریف انطبع آمے اور ان کے لطائف و ظرائف مشهور بین . ۱۰۳ امر الله الد آبادی نے نفان کے حوالے سے لکھا ہے ۱۰۳ کد وہ خود کہتے تھے خوش طبعی اور ستم ظریفی میں دہلی سے لے کو عظیم آباد تک كبهى كسى ظريف و بذله كو سے نہير بارا لمكز ايك دفعه ايك كانے والى سے شکست کھائی۔ ایک عبلس میں تانے والیاں حاضر میں ۔ مخل وتک پر تھی کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور جب فرش کے قریب جنھی نو چوتیاں اتار دیں لیکن اثناق سے ایک جوتی اس کے بائٹو سے الجہ کر لٹک گئی اور وہ اسی حالت میں فرش پر آگئی۔ فقال نے خاضرین مجلس سے گئیا دیکھو ید بی بی جب مجلس میں آتی ہیں تو اپنی "بعث" جدا نہیں کرتیں ، ساتھ لاتی ہیں ۔" اس نے دست بست عرض کیا کہ کتیز کا یہی مال ہے ، لیکن حضور جب محفل میں روانق افروز ہوتے ہیں تو اپنی "جفت" غلبتگاروں کے مبرد کرکے آنے ہیں ۔ انصاف کیجیر حق بجالب کون ہے ؟ عاشق نے بھی ایک ایسا ہی واقعہ لکھا ہے ١٠٥ کہ فغان نے جب اپنا پختہ مکان بنوایا اور دوستوں کی دعوت کی تو باتوں باتوں میں کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنے مکان پر کوئی ایسی لشانی بنواؤں جس سے معلوم ہو کہ یہ فلال کا مکان ہے۔ فغال کا ملازم وہاں کھڑا تھا ۔ دست بستہ عرض کیا گ قدوی کے قبن میں مکان کے لیے ایک اچھا لشان آیا ہے۔ دریافت محرنے پر اس

نے جواب دیا کہ میدر دروازے پر ''دو پستان'' بنوا دنے جائیں تاکھ لوگری کو معظوم ہو جائے کہ یہ بادشانہ کے دودہ شریک پھالی مغیرت مرقل اشرف علی خان کا کان ہے ۔ نفانے یہ قترہ سن کر بہت عشوظ ہوئے اور ملازم 'کو اندم سے لوازا ۔ سے لوازا ۔

نغاں اردو و نارسی دولوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے لیکن ان کی زبادہ توجه اردو کی طرف تھی۔ ان کا کابات دو ہزار اشعار پر مشتمل تھا ۱۰ جس کا النخاب "ديوان فنان" كے نام سے شائع ہو چكا ہے ـ سطبوعہ دبوان چولكم التعقاب ہے اس لیے بعض تذکروں اور بیاضوں میں ایسی غزلیں ، اشعار اور مدویاں ملتی یی جو دبوان میں شامل نہیں ہیں۔ ابراہم عان علیل نے اپنے تذکرے میں فغال کی دو مثنوبوں کے گھچھ اشعار بھی اپنے انتخاب میں دیے ہیں۔ ۱ مباح الدین عبدالرحملن نے "دیوان ِ فغان" کے مقدمے میں بھی ایسے کلام کی نشالدہی کی بے ۱۰۸ ان کے مطبوعہ دیوان میں تین قصائد بھی شامل ہیں جن میں دو حضرت على كى شان ميں اور ايك امام على موسىل رضا كى مدح ميں ہے ـ ان قصالد کے مطالعے سے معلوم ، والا ہے کہ یہ نذان نے اس زمانے میں لکھے جب وہ پریشاں روزگار تھے ۔ ان قصائد میں اپنی پریشانی ، بے لباقی دیر اور عبرت کے مضامین تشبیب میں بالدھے ہیں ۔ فغال کے دیوارے میں دس ہجویں اردو میں بیں اور آٹھ ہجویہ رباعیات ، ایک قطعہ اور راجہ رام لراین بہادر کی پنجو فارسی زبان میں جی ۔ ان مجویات کی اہمیت بہ ہے کد ان سے فغاں کے حالات ژاندگی اور روشنی بازتی ہے ۔ قارسی دہوان میں تطعات و رہاعیات کے علاوہ مکمل و نامکمل غزلیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ، اردو کلام کی طرح ، فارسی کلام کا انتخاب ہے جو انمان کی زندگی میں تیار ہوا تھا ۔ فغان کا بیشتر کلام اودو غزلیات پر مشتمل ہے۔ غزل ہی ان کی شہرت کا سبب ہے۔

لفائس کی ماہری کا آفاز فرسری بین ہوا اور ہو، ماہمہ و کک ان کی شہرت التی ہوئی سک شدہ شہر کا این ویٹر میں بدل کرتے ہے۔ ادبیان اوران "بین اٹھ لیفران طال کی آرین میں ملتی ہوں ۔ ہر کردون اور اٹھی کے قامل کا سال اپنے کشروں میں کہا ہے۔ جہ انداز اللہ کے کہ اندان اٹھی کے قامل کا جہ کہ انداز کی میں اس کے انداز اللہ کیا ہے۔ علی البید ہے اصلاح میٹن اپنے تھے ''اڈ اور یہ ایان اس لیے درست مطوم ہوئی ہے کہ اسامہ السے کے تحامل ہی اور اور اور دیں ان کا کام ان اکام ہی روید ہے کہ اس کا جار ہوئے اسٹر کے اللہ تھے اور اور دور میں ان کا کام ان اکام ہی اس کے باتار میں اس کے باتار میں اس کے باتار ہیں۔ ئیوں ہے ۔ فغال نے امید کی اسنادی کا کمیوں ڈکر نہیں کیا البتہ امید کے ایک مصرح پر گرہ ضرور لگائی ہے ۔ ہر خلاف اس کے علی فلی نحاں ندیم کی استادی کا ڈکڑ کئی اشعار میں کیا ہے :

رای کیا فقال سے پروچھتے ہو گون تھا حضرت ندیم پر تھا ، مرشد تھا ، ہادی تھا ، مرا استاد تھا پر چنسد اب نسدیم کا شاگرد ہے ففار دو درے کے بعسد دیکھیو استاد ہودے کا

ان باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فغان فارسی میں اسد سے اور اردو میں علی قلی خان فدیم سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔

فغاں نے جب شاعری کا آلهاز کیا ، ایہام گوئی کی تعریک بے اثر ہو چک تھی اور مرزا مظہر کے زبر اثر بنین کی شاعری کی دھوم تھی جس نے اردو شاعری کا رشته فارسی شاعری کی روایت سے دوبارہ قائم کر دیا تھا ۔ یہ لئی شاعری جذبات و واردات کے اظہار کی شاعری تھی ۔ اس زمانے میں سینکڑوں شاعر شعرگوئی میں مصروف تھے جن میں یقین ، تابان ، میر ، سودا بھی تھر اور درد و قائم بھی ۔ یہ سب نوجوان تھے ۔ اگر اس دور کی غزل میں ففال کی غزل کو رکھ کر دیکھا جائے تو ان کے طرز ادا میں ممیں ایک انفرادیت نظر آئی ہے ۔ ففان کے کلام میں گہرائی اور وسعت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ الفرادیت اتنی واضع ہے کہ ان کا کلام ان شاعروں کے کلام میں مل کر گم نہیں ہوتا۔ فقان کی یہ انفرادیت دراصل اس انداز لفار سے بیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنے جذبہ و احساس کو ، اپنی پر بات کو اپنے طور پر دیکھنے اور مسوس کرتے ہیں - یہ انداژ نظر اپنے اندر کوئی غیر معمولی ندرت نہیں رکھتا لیکن یہ طرز ادا کو سادہ بھی نہیں رہنے دیتا ۔ اسی لیے ان کے اسلوب میں فارسی الفاظ و ٹراگیب کی بہتات نظر آئی ہے جو اس طور ہر اس دور میں ایک لئی چیز ہے۔ یہ فارسی بن اردو زبارے پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خیال اور انداز لظر کی قدرت سے پیدا ہوا ہے ۔ فغان اس دور کے ان شاعروں میں سے ایک ہیں جو يئين ، سودا ، مير ، درد وغيره كى آوازوں كے سيلاب ميں نہيں ہے بلكہ اپنى بات کو اور اپنے واردات کو اپنے الداز سے بیان کرتے رہے ۔ وہ نئی شاعری کے ساتھ ضرور میں لیکن اپنے طور پر اور اپنے انداز ہے :

نفان ریخند کو جهان میں بہت ہیں کوئی تجھ سا دنیا میں بیدا نہ ہوکا اس بات کی وضاحت اور طرز نفان کو حجهنے کے لیے یہ چند شعر دیکھیے ؛ جو آرزوئے گسریے مجھے چشم اثر بنوز

الکلا نہیں ہے الطرہ عوں جگر ہنوز گیا خاک سبز ہو مرا دائے جگر قضاں میں موسم غزاب میں کل او دمیدہ ہوں نے شعلہ و نے برق و لہ انمگر تہ شرز ہوں میں عاشق دل سوختہ ہوں ، تقتہ جگر ہوں لفرين محلق و طعن عزيزاب ، جفائے غير سب کچھ مجھے قبول ہے ہر تو جدا نہ ہو کیا چھپاؤں میں نہیں چھپٹی ضیائے سوڑ عشق پردہ دائم جکر کیا چادر سہتاب ہے عبار خاطر معشوق کب ہے کشتہ ناا الفال کی غاک کو لے کر اسم تو لہ گئی یاں تک گردش طالع تو آئی آزمائش میں خط تقدیر بھی میری جبیں پر انتش باطل ہے اس بستی موبوم میں برگز له کھلی چشم معلوم کسی کے نہیں الجام کسی کا جی لکل جائے مرا گشمکش دام میں کاش له کراتار چدب بوب له گرفتار تفی الماليم تسرے غمرور كا يوتا رہے حسريف یسہ عجز و الکسار تو پر بسار کی تلک تیری گلی میں ظالم مالند لقش یا ہوں گیوں کر کوئی اٹھاوے عم سے شکستہ ہا کو

العقدا می المواتی و القائز نشر کی در والات ہے جو بین ایافہ داخلے طرو پر نفاز کے باسر مدافرہ الان کے اگر میں المواتی کے اس کا ساتھ کی المواتی کے اس کا ساتھ کی المواتی کی اس کیا جائز کا اس کا بھا ہے کہ درائٹ سے جا مثلی ہے اور جی کے ایاف ہے در اب و کک کہ آجا ہے امال ہی ہے کہ مقابل میں دیا کہ اور دیں میں آجا کہ آؤاز می نہزی ایمانی میں ماداکات المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المواتی المکانی المواتی المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المکانی المواتی المواتی المکانی و النومندي پيدا کرتي يين . نفال کي آواز اس دور کي ايک ايسي سي آواز ہے جس سے ایک ایسا امکان ابھر ٹا ہے جو آئندہ دور میں شالب کے ہاں اپنے سفر کو طے کو لیتا ہے ۔ طرز فکر و ادا کی یہ الفرادیت اس دور کے مزاج کا نہیں بلکہ خود قفاں کے مخصوص مزاج کا لتیجہ ہے ، جس میں بات کو تئے رخ سے دیکھنے کے تبور موجود ہیں ۔ فغاں کے ہاں مضمون آفرینی ، انسان اور چیزوں کے رشتوں کو لئے رخ سے دیکھنے سے پیدا ہوئی ہے اور چونکہ اس عمل میں ان کا تجربہ موجود ے اس لیے ان کے شعر چمیں مثاثر کرنے ہیں ۔ سودا نے قفاں کے اشعار اور نظمات پر تنظمے لکھے ہیں اور اپنی لے کو ان کی لے سے سلانے کی کوشش ک ے . بنا؟ سودا نے یہ تطعیر .

> سودا قار عشق میں شیریں سے کوپکن بمازی اگرچمه پما نــه سکا ، سر تو کهو سکا کس منه سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز اے روسیاہ تجھ سے تو یسہ بھی نے ہو کا فغال کے اس تطعے سے متاثر ہو کر گھیا ہے :

سونا شب ضراق میں آرام سے تغالب یہ تو کسی کی چشم سے اب تک ٹہ ہو سکا ٿو نے جو رات خواب ميں ديکھا تھا يار کو کمیوں کر بڑی تھی لیند تجھے ، کیونکہ سو سکا

سودا نے یہ طویل قطعہ : سودا قفال کو خط یہ لکھا اس کے بار نے

جس وقت اس کے حال کی اس کو خبر ہوئی

فغاں کے اس شعر پر لکھا ہے : شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا نبری کب آسیب مرے لوہو سے بھر گی اسی طرح سودا کا یہ قطعہ ؛

نامہ لکھا تھا یار کو میں یہ صعبھ کے ہے عالم میں رسم تامہ و پیغام پر کمیوں. فغان کے اس شعر سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے

نحط دیجیو چھیا کے ملے وہ اگر کلمبیں

لیتا ان معربے تام کو اے نامہ یہ کمبیر ،

قفان فے بھی سودا کو اس طرح داد دی ہے ; تفان کون اب خریدار سخت نھا

ان بناون ۱۱۱ ہے۔ یہ بات حقوق درآ اسہ بردال ہورات استان برا استان درآج اور الک طرق کے الایون درآج اور الک طرق کے الایون درآج ہور الک طرق کے بادر الایون درآج ہور الک طرق کے بادر الایون درآج ہور الایون درآج ہور الایون درآج بردال ہور اللہ بردال میں الدور اللہ بردال میں الدور اللہ بردال میں الدور اللہ بردال ہور اللہ بردال کے الایون درآج ہور اللہ بردال کے اللہ بدارال کرنے دیں اللہ بہدی ہور کہ درال میں اللہ بہدی اللہ بہدی اللہ بہدی ہور اللہ بردال کے داتا اصال کرنے دیں دور اللہ میں اللہ بہدی ہور کردی اللہ بہدی ہور اللہ بردال ہور اللہ بردال کے داتا اصال کرنے دیں ہے۔ میں دیا ہور اللہ بردال کے داتا اصال کرنے دیں ہے۔ میں دیا ہور اللہ بردال میں دور دیر دیر اللہ کرنے ہور دیر میان کرنے ہور کرنے ہور دیر میان کرنے ہور کرنے ہور کرنے ہور دیر میان کرنے ہور کرنے ہور

ہمر بڑھتے ہوئے (بین کی مشکلانی کا آحساس لک نہیں ہوتا۔ اس دورک تناخری کی طرح مشق اور اس کی علامات افغال کی عاشری کا بھی سرکزی انظہ ہیں۔ وہ انچہ جذبہ و احساس اور اپنے تھرے کو الھی علامات کے فریع بینا کارنے ہیں۔ فقال کے یہ چند شعر اس امتبار سے دیکھیے کس دارس دوایت کس طرح جم کر

أود عادري تحوال قا را بكار شد رسي بد اور دور آورگ نادري عديد عادري تكني فقت او را آگل و اگر تي بد اور دور آورگ نادري عديد غور محمد سعد با دادكه كار آليم كو جدائل بحد آگر انكس اد رواندی حدائل بحد آگر آلي انك ادم بودا حداث بين بد داد يم كار به كار كر دو بدي بدي بديد و بديد بديد بديد رويا كار يم غير بديد بديد رويا كار يم غير بديد بديد رويا كار ميد بديد بديد رويا دا ميد بديد بديد رويا دا ميد و بديد بديد رويا در ميد كار دام ميد بديد دريا در ميد كار دام ميد بديد دريا در ميد كار دام ميد بديد كار دريا ومدان ديد بديد كار ايدري دري كار كار دريا دومان ديد ميد كار ايدري كار كار دري كار كار دري كار كار دري كار كار دادي كار كار دادي كار كار دادي كار كار دادي كار دادي كار دادي كار دادي كار دادي كار داديد كار دادي كار دادي كار دادي كار دادي كار دادي كار داديد كار داديد كار دادي كار داديد كار داديد كار داديد كار دادي كار داديد كار

له آنسو مری چشم میں گم رہے ہیں خدا جانے کس واسلے تھم رہے ہیں مت خاک میں تو عم او ملا یار اکد جوں اشک سے دیدہ محتیق کا منظور تظمر ہوں آغر اس منزل بستی سے ملسر کرنسا ہے اے سافر تبھے جانے کی خبر ہے کہ نہیں صياد راء باغ فراسوش ہوگئی کنسج قنس سے مت مجھے آزاد کیجیو اع و بهار جس کی المار میٹ غزاں اگر ثو می بتا که یه دل وحشی کماب لکے آوے تو زلدگ ہے لہ آوے تو با لصیب جشا رہے وہ یار ہارا جہاں رہے جاکا کول نہ عواب عدم سے کہ ہوچھے آسودگان خاک میں بیدار کون ہے باق رہی فضارے ٹرے دل کی شکفتگی اس کل کو کیا ہوا کہ نہ ہو ہے نہ رلگ ہے کے تو ڈھونڈتا بھرتا ہے اے نغارے تنہا کہ اس سرا کے مسائر تو گھر گئے اپنے جو چبچہے چین میں مجائے تھے روز و شب و، مرغ تو ننس میں گرفتار ہو چکسر یهان تک میں ہوا خاطر عالم سے فراموش ہور کوئی انہ ہوچھے اگہ ترا المام بھی ہے صح وجال شام غريبات بوق فغال جاگے بہت پہ آنسر شب آنکھ لگ گئی شب فراق میں اکثر میں آئیند لر کو یہ دیکھتا ہوں کہ آنکھوں سی خواب آتا ہے پھرا تہ راہ عدم سے کوئی کہ ہم ہوجھیں سافرو کہو منزل ہے کیا گزرتی ہے

سمساور قبو متزن پسہ نیسنا نوری ہے ہم نے دیوانر فغان سے یہ چند شعر کسی کاوش کے بغیر یوں ہی جن لیے ہیں ۔ ان اشعارکو پڑھکر محسوس ہوتا ہےکہ فارسی روایت کی بچروی کے باوجود ام کی الفقر قبر فرز و مال کو این زان کی یک بین کس تصدی علی اما و الداری بر می کس تصدی کی اما کی اما

کیوں خربیں غیر کے مشہول تو منال ہم موزون اتازگ ہووے سخرے میں یہ کسال اینا ہے بیان کی شاعری بھی اس روایت کا حمد ہے : مت درد دل کو بوجہ بنول فناں ، بیان

"اک عبر جاہیے مرا قعد تمام ہو"

خواجد احسن الدين خال يان (م مفر ١٢ ١٢ هـ/١٨٨٨ع) بهي شعراكي

ف الآخر غزان الدين من كاروزي في الآخر ارضائيان من الدين من حسن المنافع المناف

گون یعنی احسن الدین خان بیادر کی جناب ہے بیان جس کا تخلص لخر دے جو شعر کو

نجھیں قرائن شقیق افولک آبادی کے آفیز میں طرح کے جو اضام غربیان" (مراتیہ آکور الدین مدنی میں ہم مطبوعہ الدین قرق آردو پاکستان کراچی عہدہ ع) حین بھی غوابد اد را ادارہ خان کہا ہے۔ شغیق اور بیان دولوں آبف جاد آئی کے دوبار نے ایک ہی زمانے میں واستہ تھے۔ (ج - ج) أسى لسل سے تعلق رخمانے نئے جو مرزا منظہر جانبالاں کے ایر اگر پروان چڑھی۔ یال اکتری آباد میں لیدا ہورٹ ''ا! اور دیل میں تربیت بائی۔ جس زمانے میں بیان کے شاعری کا آغاز کیا اس وقت مرزا منظہر اور ان کے شاکرہ بین کا طوطی ہول رہا تھا۔ بیان نے بھی مرزا مظہر سے وشتہ' شاکردی تائم کیا جس کا اعتراف۔ اس ضعر میں کہا ہے:

جب سے شاگرد ہوا حضرت مظہر کا بیان کیا شاگردی کا اترار سب استادوں نے

بچن کی طرف پر ''دولون بیان'' میں مو طنس ملتا ہے اس کے آشری بعد سے اللہ پروٹا ہے کہ بیان نے بچن کے بعد مرفا اطلبری طاکروں اعتباری ۔ ان کے دوبان میں اطاقیکی کی موجود ہے۔ بیان شاکرہ تو مرافل مطاہر کے تھے لیکن مربد مولانا فضر الدامن دیلوی بیان شاکرہ تو مرافل مطاہر کے تھے اپنے دوبان میں کئی جمکہ اپنے بیر و مرشد کا اگر کا بات

تجھ کو کس اام ہے اے فخر مرے باد کروں باپ ہے ، پیر ہے ، مرشد ہے ، غدا ہے کیا ہے۔11

 سے حیدر آباد دکن آ کئے ۔ بیان کے ایک شعر میں سپر گجرات اور سورت کا ذکر ملتا ہے :

> انے ہی شہر میں وہ ماہ جبیں جن گو ملے سیر گجرات گووے جائیں لہ سورت دیکھیں

۱۹۳هـ ۱۹۳۸ مورد میں حیدر آباد میں بیان کی موجودگی کا پنا شقیق اورنگ آبادی کے اس بیان سے ملتا ہے :

"خواجه احسن الدین خان بیان حص جهال آبادی که از چندمے وارد حیدر آباد است ، می گوید :

است ا می توبد : اقدس پاک ذات میر رشی

که بنازد باو زمین و زمان

سال ناریخ بعد رفتن او رضی اللہ عنہ گفت بیاں ۱۹۸<sup>۱</sup>

"رفنی الله عدا" کے اداد و ، ، و ، وی کر "او" کے دود گیٹا دیے بالیں اور الاس کا بال واقع - وی الاس کے دو بالیں سارتے گئی ، کہ کہ کہ بان کو حیر اباد آئے ویٹے واباد مرصد میں کراڑے تھا ۔ دوسرے یہ کدو و اس وقت لک آمف جاء الل ہے وابات خیر، بوٹے تھے روسر شنیق اس بات کا ڈیر بھی گرے۔ آئے۔ انہوں میں بیان کے اس طرف تھی ادارہ کیا ہے جس معدان ہوئا ہے کہ وہ "مشکم" کے انتظافی میں ویز

المازہ کیا ہے جس سے مندام ہوں ہے ہدہ ورہ "مخم" کے انتظار میں ہو گر میری خبر ہوچھیں بیائٹ مضرت آصف 'کجھیز اس کوچے میں بلستور الڈا وال ایک اور قطعے میں اس بات کو دوسرے الداز سے بون کہا ہے : سارے ذکھت میں گھر کو ان کھر لوات

ارے دائوں میں مہر الد اور دوات البری دولت السال کی ابھی پہنچے اور بھی البرا غسارم ہساجے ہے وہ بھی البرا غسارم ہساجے ہے

سر میں میں ہے ہو گھی ہیں۔ سرم ہمسیدے جاہ اُدھ اُدھ کا اُدھ اُدھ کا اُدھ کا اُدھ کا اُدھ کا اُدھ کا اُدھ کے اُد حیدر آباد پہنچے ، ادر طویل انتظار کے بعد آمف جاء اُنان کے متوسل ہوئے ۔ اُس کا اُدِیت یہ بھی جاکہ آمف جاء آئان کے حوالے سے ، م۔ ۱: د (۔ ۱۸۰۸ء) جا نے پلے کے گئی واقعے کا کول خوالہ اُن کے کاکم میں نین مثا ہے سب نے پلا الکی مشبور الله تا یا جران آمید باد اثل مربوره می ایک بارے لئے کئے کے کا کی مشبور اور انداز کی سرائی بادی بر سال بھی کے اور ایک میں اور انداز کے حالی کی در سال میں اور انداز کے دوالی ایک در ایک در ایک در ایک میں اور انداز کے دوالی میں روز انداز کے دوالی سے ان کی میں انداز کے دوالی کے ان کے در انداز کے دوالی کے ان کے در ان کے دوالی کے دوالی کے دوالی کی در انداز کے داکر کردی چدہ پدر م کو انداز کے داکرد کردی چدہ پدر م کے انداز کی داکرد کردی چدہ پدر م کے انداز کے داکرد کردی چدہ پدر م کے انداز کے داکرد کردی چدہ پدر م کے انداز کے داکرد کردی چدہ پدر میں در انداز کے داکرد کردی چدہ پدر میں در انداز کی داکرد کردی چدہ پدر میں در انداز کی داکرد کردی چدہ پدر انداز کی در انداز کے داکرد کردی چدہ پدر انداز کی در انداز کردی چدہ پدر انداز کی در انداز کردی چدہ پدر انداز کی در انداز کی داکرد کردی چدہ پدر انداز کے داکرد کردی چدہ پدر کردی چدہ پدر کردی چدہ پدر کردی چدہ پدر انداز کے داکرد کردی چدہ پدر کردی چدہ پر انداز کردی چدہ پر کردی چدہ پر کردی چدہ پر دیا ہے دائے کردی چدہ پر انداز کردی چدہ پر انداز کے دائے کردی چدہ پر انداز کی دائے کردی چدہ پر انداز کی دائے کردی چدہ پر انداز کردی چد

ماه صفر به جمعه از دهر جوني بيان رفت صد ثالد از تد دل تا اوج أساب رفت تراوغ رملت او بمسدم چو جسم از دل فاليد و گفت هالف "المتالد از جهان رفت"

بیان خوش صورت و خوش سیرت انسان تهے ۱۳۱۰ ان کے حسن اخلاق و مروت کی معاصر تذکرہ نوبسوں ۱۲۳ نے تعریف کی ہے۔ ۱۱۹۵ م/۱۵۵۶ع تک بیان دہلی کے قابل ڈکر شعرا میں شار ہوئے لگے ٹیے ۔ میر نے اپنے تذکرے ''اثات الشعرا" میں بیان کا کوئی ذکر اس لیے نہیں کیا کہ بیان مرزا مظہر کے شاگرد لھے اور میر اس سلسلے کے شعرا سے اپنی گروہ بندی کی وجہ سے لہ صرف معاصراله چشمک بلکد اپنے عصوص مزاج کی وجد سے پرغاش بھی رکھتے تھے۔ گردیزی نے اپنے تذکرے میں چولکہ مرزا مظہر کے شاگردوں کا خاص طور بر ذکر گیا ہے ، بیان کا ٹرجمہ بھی موجود ہے جس میں ان کے ''فہم و فراست اور معنی ایجاد لمبع "کی تعریف کی ہے ۔ عشتی نے ان کی فصیح البیانی اور زبان دائی کی تعریف کی ہے اور اکھا ہے کہ "اس زمانے کے تمام غزل کو اس کی غزل سرائی کو مسلم جانتے ہیں۔ ۱۲۳۵ فن شاعری پر بیان کی کہری نظر تھی اور علم صرف و غو كل الهون نے بافاعدہ تعلم حاصل كى تھى ١٢٣٠ كم كو تھے ؛ احتیاط سے شعر کہتے تھے اسی ایے ایک عنصر دیوان ان سے بادگار ہے جس میں غزلوں کے علاوہ قصیدہ ، مثنوی ، رباعیات ، مسدس ، مفس ، امت ، مرائی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ دیوان رطب و یابس سے پاک ہے۔ زبان و بیان میں النے مماط ایم کہ ایک بار کسی شخص نے بھری عقل میں بیان کے اس شعر ہد :

آسان پر دست قدرت نے لکھی ہے اس کی مدح نا سجھ جس کے ایس کہتے پس خط استوا

یہ اعتراض کیا کہ آسان پر خط استوا کہاں ہوتا ہے ؟ وہاں بیان تو تہیں لیکن میر سجاد موجود تھے ۔ الھوں نے معترض سے کہا کہ یا تم اس شعر کو سجھے میں ہو یا بھر اگر یہ غلطی ہے تو کائب کی غلطی ہوگی ، اور اگر ایسا نہیں ہے الو ایان عمهاری خاطر اس کی سند ایش کر دیں گے - ایان تک یہ بات بہتجی تو الهول نے ''ردالایراد'' کے نام سے ایک مثنوی لکھی اور خاتاتی ، فیضی ، صائب ، شیخ ابوتصر اور رضی کے ایسے اشعار پیش کیے جن میں آسان پر خط استواکا ذكر آيا تها . اس سے سعلوم ہوا كد وہ ند صرف زبان و زبان ميں متاط تھے بلکہ فارسی ادب پر بھی اچھی لظر رکھتے تھے۔ 'ردعمل کی تحریک' بھی دراصل فارسی شاعری کی بیروی کی تعربک تھی اور یہ کام فارسی شاعری کے گہرہے مطالعے کے بغیر محکن نہیں تھا ۔ اس دور کا یہ عام رجحان تھا کہ قارسی زبان و شعر کی ساری خصوصیات اور نئی باریکیاں اُردو شاعری کے مزاج میں جنب کر دی جائیں ۔ اس دور کے شعرا نے اس تغلیق صل سے فارسی شاعری کے فن اور مزاج کو اس حد تک اُردو میں سلایا کہ خود اُردو ژبان کے شعری و ادبی لفوش متعین ہو گئے لیکن یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی اپنا رشتہ روزمرہ کی عام ہول چال کی زبان سے نائم رکھا ۔ یہ کام میر ، درد اور سودا نے بھی کیا اور ہیں کام قائم ، سوز ، بیان ، تابان ، حزیں وغیرہ نے بھی کیا ۔ اسی لیے سارے فارسی اثرات کے باوجود اس دور کی شاعری میں اُردو پن کمایاں رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے اُردو شاعری نے لئی قوت حاصل کرکے عوام و خواص میں یکسان مقبولیت حاصل کر لی . بیان کی شاعری بھی ، فارسی اثرات کو ائی و فکری سطح پر جنب کرنے کے باوجود ، عام بول چال کی زبان اور لیجے سے اپنا گہرا رشتہ تائم رکھتی ہے۔ دوسرا کام اس دور کی نئی شاعری نے یہ کیا کہ اپنے جذبات و واردات اور تجربوں کو شعر میں بیان کیا ۔ یہ کام صرف بیان ہی نے نہیں بلکہ اس تحریک کے سب بیروؤں نے کیا ۔ میر ، مظہر کے گروہ سے تعلق لد رکھنے کے باوجود ، اسی تحریک کے شاعر میں بلکہ اس کام کو اپنی بے پتاہ تخلیتی قوت کی وجہ سے اس خوبی سے النا آگے بڑھایا کہ وہ غود ایک دبستان بن گئے ۔ میر اور بیان میں ، رجعان کی یکسانیت کے باوجود ، بنیادی فرق دراصل تخلیقی قوت کا فرق ہے وراس بیان بھی عشق کے شاعر ہیں۔ ان کی غزل میں بھی دل کی آواز شامل اور دل کی دلیا آباد ہے :

جھانک تک باغ دل میں اپنے بیاں اس چین میں بھی کم جار جس ہائے دل کی بہار کا بیان ہی بیان کی شاعری ہے ۔ یہ چند شعر دیکھیے : مسامل میں سنسیہ کسی آند کے در

مارا ہے سیام کسد آتش کید ہے اللی کہاں تے ہے جلتا رہے گا آثا تها کچھ ہمیں بھی کبھو شعر یا حقن اب تو کسی کی یاد نے سب کچھ بھلا دیا یہ لوگ منع جو گرنے ہیں عشق سے مجھ کو انهوں نے بار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا اشک ہوں تھے رہا ہے مڑکاں ہے كسوئى سوتى إسرو نهب سكسا غنجور کو صبا کمپیو که آبسته کهلیب والسو ہے مہے وہ شوخ سوتا ہے گا ہرچند تیرے عشق میں رسوا ہوا بیاں لیکن تجھے تو شہرۂ آنساق کر دیسا سارا ضعر بمسارت ہے مسائع دیسدار وگراند طامنے آلکیوں کے بار بے موجود كوئى قد لالسہ رخول ميں ہے كابندن ايسا نہیں ہے پیولوں میں جیسے گلاب کا سا بھول رخصت گرے ہی م گئے ہم ایسده۔ گئے تم ، ادھ۔ گئے ہے ہاری بھی کہانی کل بیاں یوں ہی بنا دیں گے کہ جیسے آج ہم لوگوں کے انسانے بنانے ہیں

اللہ جیسے آج ہم لوگوں کے انسائے بنائے ہیں وقست آنے گلو اپنے تسو مت پسوجہ بجسہ کلو کس آن انشاطار نہیں مومن له کانبر اور لہ سیند لمد شیخ ہے

عاشق کی بوجھے تو کوئی ڈاٹ ہی جست میں کی تھی سیل اشک چھپانے کی زور نکر او اب کے سال شہر میں برسات ہی نہیں وہ زوز کورے سا ہے چین جس کو شب چان یہ چجر کا ہے دن کد جسے رات ہی نہیں ان چند اشعارکو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان کی زبان بہت صاف اور سلیس ہے جس پر فارسی اثر کے باوجود اردو زبان کا مزاج حاوی ہے۔ لہعے میں شکفتگی اور سنجیدگی ملی جلی ہیں ۔ لے نرم اور مترنسم ہے۔ اکثر شعر ، خصوصاً چھوٹی بحر میں ، ایسے بیں جو سہل ممتنع کے ذیل میں آنے ہیں ، جن میں بیان کی وچاوٹ اور طرز کی سادگی نے تاثر کو گھرا کر دیا ہے ۔ اس سطع پر بیان کی شاعری کا مقابلہ ٹاباں یا بقین سے گریجیے تو بقین کے باں فارسیت کا زیادہ احساس موتا ہے ۔ تابال کے بال فکر و احساس اور موضوعات شاعری محدود ہی لیکن بیان کے بال نکر و احساس اور اظہار کا دائرہ ان دونوں سے زیادہ وسیم ہے۔ بیان کا دیوان غزل درد سے بھی زیادہ مختصر ہے۔ اس میں درد کی سی رچاوٹ اور بلندی تو نہیں ہے لیکن معبار کی یکمالیت ضرور ہے۔ یہ پکسائیت اس فئی احتباط کا لتیجہ ہے جس نے بیان کو کم گو تو بنایا لیکن ساتھ ساتھ ایک معبار بھی بیدا کیا۔ ان کی سادگی میں ریاض شامل ہے۔ اسی تقلیقی و انی عمل سے بیان نے اس دور کی روایت کو بھبلانے اور مقبول بنانے میں حصہ لياً ہے۔ وہ اکثر ایسے شعر کہتے ہیں جسے باتیں کر رہے ہوں۔ شعر میں کالموں کا رنگ پیدا کرنا ایک مشکل فن ہے لیکن بیان نے اسے خوبی سے ٹبھابا ہے۔ مثال کے طور پر یہ شعر دیکھیے :

شپ مرا شور گرید سن کے اکتہا ''میں تو اس غل میں سو نہیں سکتا'' رو کے میں۔ اس سے کمیا ''مرتا ہے یہ بیار آج مسکراکر وہ لگا کمینے کہ ''بھیر اس کا علاج ؟'' باتکجھ اس کی انہ سنجھا ، ٹر سے میں کمیتا تو تھا ''بہتد پروز یون ہی ہے جس طرح فرمائے ہو تم''

یان کی بران میں انکہ لیجر کا استان میں کے جس میں آبانی طرف دورہ پرکسری کی تو مورد ہے۔ انہوں نے جس خوابی سکارج نرمیوں میں کا یہیں انکی تھر براخیم بورخ زمین کی سکالوس کی طرف میں ان بی جاتا بھد مدد کی وظائی میں برائی قراف انکینجو کائی ہے۔ جنر طل میں تک والوان کو دیکھیے اور فیشر تحرابی سکار زمون میں سے میں بھی اخواج میں ان اور جان میں مشکلان نیمین میں انکی طرف عنویہ کائی بین د ، انکھون میں دائے جانے بان کے بان زیری کے سکارتی ہوئے انسان میں انسان میں انسان کی اس کا میں انسان کا بھی ہوئے انسان کی اس کا میں انسان کا انسان کیا ہے۔

ہے۔ یہ دیلوی مزاج ہے -یہ بیان کی هامری کا انفرادی مطالعہ تھا لیکن جب ہم ان کی شامری کو

مہت عبوس اس دور میں کو کم رکھتے ہیں تو جد دؤہ اور مودا نے اس رچنان کا دی لگل کی پیچھ نام کا تھا گہا جہا جہا جہا تھ اس ہی دورجہا درجے کے شامروں کی چل جف جی آ کہا اور بارے یہ بیان ، تائم کے مدی صف میں آئے جی لیکن دور بان کو دیا جہا جمال کے اس در کا تجارات جان کر دور ہی جھوں نے ادارائی دھی دھی جہ میں میں شان دھی ہی جو دورے عامروں کے بیان مان دور افرازی دھی دھی میں میں شان دھی ہی جو دورے عامروں کے بان مان دور افرازی دی جان کا تھی ہی ان کیٹر دی

کر الهران بین د شار جب نیان کمنے بین : آئے تھے اس جہان میں جس کام کے لیے

سو وہ آد ایک بار کیا ہم نے کیا کیا تو بیان کے مقابلے میں اس سطح پر دود کی آواز میس متوجہ کر لیتی ہے اور ہم بیان کو بھول جاتے ہیں۔ بیان مزاجاً درد سے زیادہ قریب ہیں۔ جب بیان

کھتے ہیں : کیا ہوا مسرش پر گیا ثالہ دل میں اس شوخ کے تو راہ نہ ک

ٹو بیال بھی میر کی آواز ہمیں اپنی طرف کھینچ لیٹی ہے اور ہم بیان کو بھول چاتے ہیں ۔ دراصل اس دور پر میر ، درد اور سودا اس طور پر جھا جاتے ہیں کھ دوسرے سارے شعرا ان کے سامنے دپ چاتے ہیں . وہ امکانات جو اس دور کے سب شامروں کے بان ادھوری شکل میں ابھرتے بین انھیں میں، دود، سودا اپنے مصرف میں لاکر مکمل کر دفتے ہیں اور آج ہم ہورے کو دیکھتے ہیں اور ادھورے کو چھڑ دیتے ہیں۔ بیان بھی اسی لیے اس دور کے ادھورے شعرا میں سے ایک ہیں۔

ب سے ایجہ بورہ کے فیسرے داشس د است در برنے بھی لکھے لیکن اس کلام ایک خیدت ایک الرکن کی سے ہے ۔ البتہ برنامی کہ مان بیری تھا تھے وہ بھیا الدار قریب در - لاک ورائی کی فرائی کے طرح کہ خل جا بائے کہ وروہ کا اگر آئیوں میں باز دوری ورائیوں کے ساتھ در جا بائے کہ وروہائل میں میں میں صورت ان کی والموجد کی جے جس میں شائی کہا دینا اور موفائل کا مکرک کیا ہے اور بھی میں دل کی آئیل کے الدار پہلا کیا جے انگی انتخاب طرح در در ایک کھار میں اور طور ان کیا تھی جانے کا سے بھی

میں قابل دگر بناتی ہے۔ فربان ارتشاری مرکبات کے ایک بہت اہم شاہر شدہ مام بین جنورت نے اپنی فربان ارتش میں بین دور دیکھیے اور اور دامری کو اپنی ملاجئوں ہے ایک رنگ میر کر دکشل کو دیا ۔ اگلے پاپ میں ہم شد ماتم کی شخصیت و شامری کا مطالعہ کوں کی ک

## حواشي

ہ۔ کابات طبیات : ص ج: ۱ مطبع مجنبائی دیلی ہ ، ج: ۵ بہ تذکرہ نے نظیر : سید عبدالریاب افتخار : ص ۱:۱۶ ، مطبوعات جامعہ الد آباد ، ج:۱۹ ، م

پ سرو آزاد ۽ خلام علي آزاد بلکرلسي ۽ ص ۽ پ ۽ سطيوعہ رفاہ عام لاپهور ۱۹۹۳ ع -

هـ اینتا : س ۲۲۲ -هـ دیران مرزا عظیر جانبانان و غریطه جوایر : ص ۲ ، مطبع مصطفای کالپور ۲۸۲۱ -

ا ایناً ، ص بر . ایناً ، ص

ے۔ کاات طبیات : ص ۱۶ ، سطیع عبدائی دبلی ۱۳۰۹ م

. معمولات مظهرید: ص به - د ، مضع تفاس کالبور ۱۹۲۵ -به ایشاً : ص به اور تذکره خ تفایر : سید عبدالویاب افتخار ، ص ۱۹۹۹ ، مطبوعات جدمه اله آباد . . به و م -

. ۱- سرو آزاد : ص ۲۳۱ -۱۱- نکات الشعرا : بند تنی میر ، ص ۵ ، نظامی بریس بدابون ۱۹۲۳ ع -

۱۱- دف استورا : چه این میر ۱ س ۱۵ د استانی بریس بدابون ۱۹۲۳ م - ۱۳۰ م - ۱۳۰ م مینان داره تحقیقات عربی و

قارسی ، پشته بیاز ۱۹۵۸ ه -۱۳ سفیته موشکو : بندراین داس خوشکو ، س ، . ب ، ادار، تحقیقات عربی و

قارسی ، الشع بهار ۱۹۵۹ع -۱۳ - طبقات الشعرا : قدرت الله شوق ، ص ۹۱، ، مجلس ترق ادب لامور ۹۹۸ ع -

ه ۱- کشن گفتار : خواجه خان حمید اورلک آبادی ، ص ۲۰۰ ، مکتبه ابرابهمیه ، طبع اول میدر آباد دکن .

۱۹۰۰ تذکرهٔ ریخته گویان : گردیزی ؛ ص ۱۳۱ ، انجین ترق آردو اورلک آباد دکتن ۱۹۳۳ -

1- مکتوبات شاه ولی الله : مرتبه مرزا احمد یک ، س مرم ، مطع شهنشایی سیارتیور - سه ندارد -

٨٠- كابات طبيات : مكتوب ١٠٥ ، ص ٢٠١ ، مطبع مطلع العلوم ، مراد آباد ،
 ٢٠٨٩٠ -

۱۹۸۳ع -۱۹- کلات طیبات : مکتوب ۱۱۰ مین ۱۹۰

، بد مرزا مظهر جانبالان کے خطوط : مترجمد خلیق المبم ، ص بد ، مکتبد اربان دیل ۱۹۹۳ - د

۲۱- کات طبیات ؛ غط سم ، ص به م ۔ ۲۲- ایشاً : ص به م .

۳۳- مرزا مظهر جانبانان اور أن كا أردو كلام : عبدالرزاق قریشی، ص ۱۲۹ : ادبی بیلیشرز بمبئی ۱۹۹۱م -

سبب وبيسرر جبي ۱۹۹۱ع -سبب معمولات مظهريه : ص ۱۶۹ ـ

وجه محدود على المار على المار على المار على الدين العمد) ، ص ١٨١ ، يثنه

۱۹۹۳ع -۱۳۶۰ دیوان مرزا مظهر جانجالان و غریطهٔ جوابر : ص ۲ -

مr. لكات الشعرا : ص a -

۳۸- عنزن لکات : فاتم چاند پوری ، سرتید ڈاکٹر انتدا حسن ، می م ۸ - ۹۸۰ ع عبلس ترق ادب لاہور ۹۳۰ وع -۲۰ - ۳۰ دیوان سرزا مظهر جانجانان : (مقدم) ص م -

رعد النِشَا : ص م -

٣٣٠ مقالات شبلي (جلد پنجم) ، ص ١٢٩ ، اعظم گڙھ ١٩٣٩ ع -

مرزا مظهر جانجاناں کے خطوط: مترجمہ و مرتبہ خلیق انجم ، سکتبہ بریان
 دلی ۱۹۲۲ء -

رح. تذکره مسرت افزا (امرالله المآبادى ، مرتبد ناش عبدالودوو ، ص ۱۸۲) کا یه لکهنا که "دیوان فارس و رفته مرتب دارد" کسی طرح درست بین ہے - معاصر بشد ، جلد ، ، می ر

ه ۳- مرزا مظهر جانبانان اور ان كا أودو كلام : عبدالرزاق تريشي ، ص و ۲۹ -

. ۳۳ ، ادې بېلېشرژ بمېنې ۱۹۹۱ع . ۳ - مجمع النفائس (قلمي) : مخزوله نومي عجائب خاند کراچي پاګستان ـ

رح. معمولات مظهريد : ص ١٠٠ . ٣٠. دستور الفصاحت : سيد احمد على خان يكتا ، مرتبه امتياز على خان عرشى،

ص په ۱ <sub>۱۷</sub> د پشدوستائی پریس زامپور سهه رع ـ په چه دستور الفصاحت - س مهر .

. ٣- تذکره بندی : غلام بمدانی مصدنی ، مرتبه عبدالحق ، ص ٢٥٥ ، انجبن ترق أردو اورنگ آباد دکن ۴۳۰ م

ترق اردو اوراک اباد دکن ۱۹۳۳ م -وجـ ديوان زاده (اسعنه لامور) : مرتبه علام حسين دوالنقار ، ص ۵۵ ، ۵۵ ،

۱۹۳ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۸۳ ، ۸۳ ، مکتبه خیابان ادب لابور ۱۹۷۵ ع -۱۹۳ تذکره مسرت افزا: امر اند اند آبادی ، مرتبه قاضی عبدالودود ، ص ۱۵۰ ،

ہے۔ ، مطبوعہ معاصر پشد بیار ۔ جے۔ لکات الشعرا ؛ ص م م تا ہو ۔

په م عبوعه نفز : مرتبه محدود شیرانی ، ص ۱۵۵ (جلد ووم) ، نجاب

بوشورشی لابور ۱۹۳۳ م -یح. دیوان یاین : مرتبه مرزا فرهت الله بیک ، مند.. ص برم ، ۱ م ، انجمن

ترق أردو ادرتک آباد دکن ۱۹۳۰ -۱۸ م. اوریتشل بایوگرینیکل دکشتری : ص ۱۹۳ ، ایڈیشن ۱۸۹۳ - وس. چمنستان شعرا : الجهمي ارائن شقيق ، مرتب عبدالحق ، ص ۱۹۶۶ ، ۱۹۶۸ : انجن ترق أردو ، اورنگ آباد دکن ۱۹۶۸ - -

. ٥. تذكره عشتى (دو تذكرے ، مرتبه كليم الدين احمد) جلد دوم ، ص وجع ، مطبوع، يشه بهار ١٩٦٣ع -

ره. تذکره شعرائے آردو: سیر حسن ، ص ، ، ، ، البين ترقی آردو (بند) ،

دایی ۱۹۰۰ع - ۱۹۳۰م - بهد تاشی عبدالودود ، ص ۲ مم ، معاصر پانند .

٥٠- تذكره بندى : ص ٢٤٥ -

سه- تذکره شورش : (دو تذکرے) جلد دوم ، ص ۲۰۰۰ ، پلند بیار ۱۹۹۳ ع -۵۵- چمنستان شنرا : لوهمی تراثن شفیق ، ص ۱۸۳ ، ۱۸۳ ، انجمن ترقی آردو

اورلگ آباد ذکن ، ۱۹۲۸ع ۔ ۱۹۵- دیوانی یتین : مرتب مرزا فرحت اللہ بیک ، مقدمد ص ۹۲ ۔ ۹۳ ، انجین

ترقی اُردو ، اورتک آباد دکن . ۱۹۳۰ع -مه- تذکره شعرائے اُردو : ص هم -

مه- لكات الشعرا: ص 110 و 111 -

٥٥- تذكره بندى : ص ٨٨ -

. ١٠٠ تذكره شورش (دو تذكرے ، جلد اول) ص ١٠١٠

، ۹- دیوان تابان ؛ مرتبہ میدالحق ، انجین ترق أردو اورنک آباد ذکن ۱۹۳۵ع۔ ۱۳۰ دیوان تابان ؛ ص ۲۵۲ تا ۲۵۹ -

۱۹۳۰ علمی لتوش کا کار غلام مصلفلی شان ، ص ۱۹۹ - ۱۹۵ ، اعالی کتب غالد ، کراچی ۱۹۹۹ع -

مهم غزن اکات ؛ قائم جالد بوری ، س ۲۹ - ۱۲ -

م- تذکره شورش : (دو تذکرے ، جلد اول) ص ۲۲۱ -

٣٣- سير العناخرين ; جاد دوم ص ١٥٥٥ لولکشور . ٣٤- لذکره شورش (دو تذکرک ) جاد اول ، ص ٣٠٩ ، جاد دوم : ص ٨٥ -٨٣- انتخاب سخن : حسرت موبان ، جاد جهازم ، ص ٣٥ - ٣٠ ، احمد العظام

كاليور -

۹۹- سرو آؤاد : ص ۳۶۰ -۱. یه میخالد : ملا عبدالنبی فخر الزمانی فروینی ، مرتبه عهد شفیع ، دیباچد

س يد ، عطر چند محدور ايند سنز لامور ، ١٩٢٩ع -

12- طبقات الشعرا : قدرتال دوق ، صرتب نئار احمد فاروق ، ص ١٠١ ، مجلس لرق ادب لاوور ۱۹۹۸ع -٣٥- ديوان ولي كا ايك الدر لسخه : ذاكار سيد معين الدين عليل ، ص ١٨٣ -

۱۹۳ ، شاره محبر د ، سه مایي غالب کراچي ـ

م ہے۔ گلشن بند : از سید حیدر مختل حیدری ، مرتبہ مختار الدین احمد ، حاشیہ ص وه ، على عبلس دلى ١٩٦٤ع -

سرر. ديوان زاده (نسخه لاپور) حاشيه ص چ . ۶ ، مطبوعه لاپور ۲،۹،۵ .

۵ے۔ "ایان ظہور" ہے اس کا سال تصنیف برآمد ہواتا ہے۔

 بے۔ ساق ناسد دردمند : مرتبہ شیخ چالد ، ص بری ، سہ ماہی 'أردو' اورنگ آباد ، جولائي س٢٠٠٦ -

١٥٠ اكيثالاً اوف عربيك ، برشين اينذ بمندوستاني ميتوسكريش : اسپرنگر ، - EINDE WOOD 1 190 00

٨٥- كل رعنا : لعجهمي الرائن تنفيق : (ابن الذكرے ، مراب نثار احمد فاروق) ص ۱۹۹۸ مکتبر اربان ، دبلی ۱۹۹۸ع -

ويـ لكات الشعرا: ص ١٣٣٠ -. ٨٠ تذكره شورش : (دو تذكرے ، جلد اول) ص ٩ . ٣ - كازار ايرابيم : مرتب

كليم الدين احمد ، مطبوعه معاصر ص ١٥٥ ، دائره ادب بثنه ـ مسرت افزا ؛ مطبوعم معاصرے ص وے ۔

، ٨- گلزار ابرابيم : مرتبه كليم الدين احمد ، ص ١٥٥ ، مطبوعه دائره ادب پئند ـ ٨٠- گلزار ابرايم : (ظمى) ورق ٩ ٨ الف - رضا لاتبريرى وامبور -

م ٨٠ صخن شعرا : عبدالفقور لساخ ، ص . ١٩ ، مطبع الولكشور . م ۾ اے کيٹالاگ اوف دي عرببک ۽ برئين اينڈ مندوستاني مينو سکوپٽس ۽ ص ۱۹۳ عکته ۱۹۳ -

هبرد ايضاً وص ۱۹۶ -

٣٨٠ مضمون مطبوعد "بهاري زبان" على گؤه ، ص ٩ - ١٥ ، تومير ١٩٥٨ع -

مه- اے گیٹالاگ: اسپرلکر ، ص ۲۸۸ -٨٨٠ تذكره شورش : (دو الذكرے ، جلد اول) ص ٢٠٠٩ ٠

٩٨٠ كازار ابرايم ؛ مطبوعه ، ص ١٥٥ -

. به. تذکره ریشد گویان و ص ۱۹ تا ۱۹ .

و ٩- مجموعه قفز : حكم قدرت الله قاسم ، جلد اول ، ص ١٥٠ ، لاهور ١٩٣٣ ع -

وه - ساق نامه : ص ۸۸۵ - ۸۹۵ ، مطبوعه سه سایمی أردو اورنگ آباد ذکن جولائی ۱۹۲۳ - ۲۹

عود لكات الشعرا : ص ١٢٥ -

۹۰- یہ خطابات ان کی زندگی میں لکھے ہوئے تلمی دیوان کے آخر میں دوج بین - دیوان ففال : مرتبہ صباح الدین عبدالرحسْن : ص . ، ، انجین ترق

أردو پاكستان كراچى . دې اغ -دې- غزن لكات : ص ١٥٨ ، مجلس ترق ادب لاپور ١٩٦٦ ع -

۹۶- مغزن اثنات : ص ۱۵۸ -۱۶- مثالات الشعرا : قيام الدين حبرت اكبر آبادى ، مرتبد ثنار احمد قاروق ،

ص ۱۹ ، علمی تبلس فیلی الله ۱۹۹۸ ع -ص ۱۹ ، علمی تبلس فیلی الله ۱۹۹۸ ع -۱۸۰ - تذکره پندی : غلام بمدانی معمنی ، ص ۱۹۰ ، انجین ترق آردو ،

اورتگ آباد دکن ۱۹۳۳ ع

۹۹- گشن سخن : مردان علی خان مبتلا ، مرتبد مسعود حسن وضوی ادیب ،
 ص ۱۹۹۹ : انجمن ترق أردو (بند) ، علی گؤه ۱۹۹۵ -

. ر- انشتر عشق : (قامی) حسین قلی نمان عاشتی ، ورق ۱۹۰ م ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور -

۱۰۱- نواب آشرف على خان نغان : سيد تتى احمد ارشاد ، ص جم ، سه مامى صحيد لامور ، شاره ۲۰۰۹ ، جولائى ۲۰۹۹ م ـ

۱۰۴- اکات الشعرا : ص ۸۸ -۱۰۴- تذکره شعرائے أردو : ص ۱۱۵ -

م. ١- تذكره شعرائ أردو : ص ١١٥ -

ه . ١- دستور الفصاحت : حكم سبد احمد على خان يكتا ، مرتبد امتياز على عرشى ، حاشيد ص ح م ، و بندوستان بريس واميور جم و ، ع

١٠٠٠ كشن سطن : مردان على غان مبتلا ، ص ١٤٩ -

۱۰ - گذار ابرایم : علی ابرایم خان غلیل ، مرتبه کلیم الدین احمد (جزو دوم) ص ۳۳۹ - ۳۳۸ ، دائرة ادب ، پلندیهار . ۸۰ - د دیوان قفان : مرتبد سید صباح الدین عبدالرحمش ، ۵ - سه ، انجین

ترق أردو باكستان ، كراچي ١٩٥٠ - ١

١١٠- چينستان شعرا : ص ١٨٠ -

- 111- داوان قفان و مقدمه ص رم تا چم \_
- ۱۹۳ مقالات الشعرا : قام الدین حیرت اکبر آبادی ، مرتبد تنار احمد فاروقی ، ص یر ، علمی بجلس دلی ۱۹۳۸ م
  - ۱۱۳- این اورپنتثل بایوگریفیکل 3کشتری : ٹامس ولیم بیل ، ص ۱۳۵ ، سندہ ساگر اکیڈمی لاہور ۱۹۵۵م -
  - ہوں۔ دیوان بیان مرتبہ ثاقبہ رضوی ، عبلس اشاعت ادب دیلی ۱۹۵۸ میں ایک رہائی صفحہ ۱۹۸ پر ملکی ہے اور ایک رہائی مولوی عبدالحق نے اپنے مضمون ''کلام بیان'' میں درج کی ہے۔ اُردونے معدلی : مرتبہ حسرت اپنے مضمون ''کلام بیان'' میں درج کی ہے۔ اُردونے معدلی : مرتبہ حسرت
  - مویاتی ، ص ر ، جلد ہ ، کبر ہ ، دسمبر ہ . و و ع ۔ ۱۱۵ - نخزن لکات : مرکبہ ڈاکٹر اقتدا حسن ، ص بر ر ، ، بجلس ترقی ادب لاہور
    - ١١٦- ايضاً -
- عـ11- لعن الكابات : (للمى) ورق 10 م الف ؛ جوالد دستور النصاحت ، ص م. -١١٨- شام غونيان : لعهمي لوائن شفيق ، مرتبد بجد اكبر الدين صديق ، ص ٣٥-انجمن ترق أردو باكستان كراجي ، ١٩٤٤ -
- ۱۹۹ من الله خال بیان : از سخاوت مرزا ، سد ماهی 'أردو نامه' شهاره ۱۹۹ م کراچی ۱۹۶۰ ع -
- . ۱۲- دبوان پسلم : گلاب چند پستم ، ص ج ، مطبع سرکار فیش آثار نواب شمس الدوله حیدر آباد دکن ۱۲۸۱ه -
  - ۱۳۱- تذکره ریخه گویان : فتح علی حسینی گردیزی ، ص ۲۰ ـ
- ۱۳۲۰ مثالات الشعرا : حيرت اكبر آبادى ، ص ۲۰ ، علمي مجلس دلى ۱۹۹۸ع -۱۳۶ دو تذكرے : (جلد اول) ، ص ۸۰۰ -
  - ۱۲۳- مجموعه تغز : (جلد اول) ص ۱۲۳-

## اصل اقتباسات (فارسى)

۱۹۵۳ "تام و تخلص او گریا عنایت ترجان اسرار قیومی مولانائے رومی است که پالصد سال پیش ازین در دفتر ششم مشوی ارشاد قرموده و کرامتے نمایان بحضار انجین استقبال وا نمودہ بعثی :

## ر اول بناب درگاه شد

57. W

731 V

جانبان خود مظهر ألله شد" الهر عشره اولئي مآية ثاليه بعد الف ولادىش الفاق افتاد ــــ،

TT. 15 "امروز که بزار و صد و هفتاد بجری است و عمر بشمت رسیده ." 87.00 "کد در سال شانوده از عمر بر روئ این خاکسار غبار یتیمی 77. O

الدر پزار و صد و سیزده ولادت قدیر اثقاق الناده ـ"

الولادت پاسعادت در ۱۱۱۱ هجریست و باولے سیزدہ چنالکہ

77. v حضرت ایشان در مکتویے نوشته اند . اما روایت اوالی مطابق حساب عقود و رشته سالگره و موافق قول مضرت ایشانست که در عنوان عالى شان ديوان خود بيان قرموده كه امروز كه بزار و مبد

و هفتاد پجریست و مدت عمر بشعبت رسیده صحیح می تماید ۵۰۰

"شپ جمع، یازدیم شهر رمضان المبارک بود ۔" الهرجاد، شریعت و طرینت و اتباء کتاب و سنت بسجنین استوار و

مستقيم باشد . . . درين جزو (مان مثل ايشان در بلاد مذكور یافته کمی شود مگر در گزشتگان بلکه در پر جزو زمان وجود این چنیں عزیزاں کمتر بودہ است چہ جائے ایں زمان کہ اپر فننہ و

فساد است ۔"، ص ۲۹-۹۳ "حقیقت بت برستی اینها آنست که بعض ملائکه کر، باهم النبی در عالم كون و فساد تصرقر دارند يا يعض ارواح كاملان ك. بعد

ترک تعلق اجساد آنها را دریی انشاء تصرفر باقیست یا بعض اقراد احيا كد يزعم اينها مثل حضرت خضر عليه السلام ولدة جاويد اقد صور آنها ساخته متوجه بآن می شوند و بسبب این توجه بعد مدے مناسبے بصاحب آن صورت بہم می رسانند و بنابرآن مناسبت حوامجٌ معاشي و معادي خود را ادا مي سازند و ابن عمل مشابهتے بذكر رابطه دارد كه معمول صوفيه اسلاميه است كه صورت يير را تصور می گنند و فیض با بر می دارند ـ این قدر فرق است که در نااپر صورت شیخ نمی تراشند و این معنی مناسبتے بعقیدہ کافار عرب ندارد كه آنها بتان را متصرف و موثر بالذات مي گفتند ـ"

737	الذَّكُورُ الحَلَاصُ عبد الدواء بر زدانُ خاصُ و عام است ، خدائحٌ تعالَيْ زود يظهور آرد ـ''
¥41	"حال مردم ابن شهر از روزیکه نبل شان آمده است ، از شاه تا گدا تباه است ر"
875	"ابن تصد بر زبان مبارک بسیار می وقت ، هر که امیرالدومتین علی گرم اقد وجهه بعروع شداند بخشرت امام حسن رضی اقد عنه وحیت فرموداد آکد اگر رشتم مهاب این است دو باغذه بن علاق می ست و الا امیام که امام از قائل تغواهند و تقریر امیرودیکه از "کنتر سکال آنجام بر موضعه خاطر منتوش است که اگر مش میماداد به تدار اماد اعداد شداد مناصر منت ماد است مناسب مند است با

س بہہ ''در عبد دولت اواب نبف خان بیادر بعضے از مذل بیدائے افراج واب سرامی آن جور کامل را انتہام تعصب بد تنے نے درج از سر گزرانیدند'' س بہہ ''اگرچہ شعر گانن دون مرتبہ اوست لیکن کابے متوجہ این فن س بہہ ۔

ص جوم "الرجه تعو فابن دون مرابه اوست لبان النب متوجه این ان یم عاصل لیز می تود "" . . . ص جوم در اوائل جوانی که متنظائے آن ظاہر است ، به شعر و شاعری

مشفول بود - آخر حال را ازان الدیشه باز داشته بر سجاده طاعت بفتر و تناعت می گزراند ـ" ص هه-مهه "در بشکام جوانی تحریک شور عشتی که نمک خمیرش بود نالها ـ

ص ۱۳۰۵ مید ۱۳۰۰ دو پختیم جوال میریک شدور شعنی ند کستیرس بود دانیایی مورک شود انتهای در آورد و آن والا پیش سر جم اجرائے سموات و مواد کابات الماشت پیشتر سریایہ حفظی باد وقت د در باق ارباب الل و روایت العمرائیا کے ایمان کرد سینیا کے خاص الاحاد المنائیا کے

ص ١٩٠٥ الفاق مي افتد ١٠٠٠ ميمار كم الفاق مي افتد ١٠٠٠

می ۱۹۵۵ انهش ازین بست سال عزیزے مشتے از اشعار نفیر فراهم آورده بعرض فقیر رسالیه، تمثلتُ شمیر عنوانش کلوده بود ، مطرے چند از قلم ریفت مالا آن را معیر نشناسند کدآن مطالب در ضمن این عبارات داشل است ،" ''قهیشتر گاه گاهے ریختہ کہ شعر آمیخت، ہندی و قارسی است ، بطريق خاصه مي گفت ، حالا خلاف ڙي خود دالست، ترک گفته ۽ بعضے از الاملہ خود را اربیت بسیار کردہ ۔'' پرکس بداغ برشته نمی شود خاشاک طبیعت او سوخته و پاک 27100 ممی گردد ۔" "بعض تعنيه عاوره اردو را بعنائي كه مروج امت بمرزا جان جال T41 00 التخلص يد مظهر نسبت ديند ." ''بانی بنائے ریختہ بطرز فارسی ۔'' T . 1 . 10 الدر دورہ ابیام گویان اول کسے کہ ریخنہ را نستہ و رفتہ گفتہ 411 10 این جوان بود . بعد ازان تنبعش بد دیگران رسیده ، چنانهد خود سي گويد ١٠٠ ص ۵۵-میم "شاعر رینته، صاحب دیوان، ازیسکه اشتیار دارد، عتاج به تعریف و توصیف نیست . تربیت کرده مرزا مناجر است . ۴۰

"در سلیته سرقه یکه بوده است ـ" 740 UP ا ابن بعد مضامین قارسی که بیکار افتاده اند در ریخته شود بگار 7. AU يس ، از تو كه عاسبه خوابد گرفت ـ" میر در تذکرۂ خود قلمی نمودہ گد دیوان وے (یقین) از مرزائے 760 U

767 P

744 V

مغفور است افترائح محض و كذب خالص است كد از ممر حسد ازوے "حكيم بيك خان روزے بافتير نقل مي فرمود كه العام اللہ يقين را در سته تسع و ستین و مآیة و الف ملاقات نمودم . مرد خولے متواضم بنظر رسيد. اشعار خود بسيار خواند و استعال ترياك باوجود صغر سنی کا سی تخوابد بود عدے داشت کا مام رنگ رویش راک گلمبر با گرفت ـ بعد انتقالش اکثر اشخاص در بهان سند شهرت دادلد و گذاند که این پوسف مصر سخندانی جور یافته اخوان است بل مقتول يعتوب است ـ"

"ابتابرآل از خاطر رائم السطور تاريخ وقات بنين چنين برغاست ـ"

4 V L

معشوق عاشق مزاج تاحال در فرقد شعراء بمجو او شاعر خوش ظاہر از مکن بطون عدم بعرصہ ظہور جلوءگرتشدہ بود ۔ معشوق عجير از دست روزگار رفت انسوس ۽ انسوس ۽ انسوس ۽'' "ابر چد در ومف حسن و جال و خوبی اعضائے دلفریپ عالم گوید TAN UP الساق ناسه ریخته او مشجور است که مقبول طبائم گردید. " 797 P

"ساق نامه" او بر السنه" خواص و عوام مذكور است ـ"

\*\*دیوان تنتصرے در قارسی و اردو و در ریخته پسی*ی ساقی تام*ه او 793 O مشيور است ١٠٠٠ "ابیاس آبروئے خوبش سفر بنگالہ گزید ۔"

rea of ''بسيار جوان قابل و بنگامه آرا . . . درين ايام طبع او مالل لطيف ص . . . ه إسيار است -"

"در فن ندیمی دست مایه دارد" 11. 11 1 ''پیش ازبن که کوکے خان (ففان) در دیلی بود بنا پر علاقہ عبت m. A ...

با او می گزراند درین ایام بیکار است." "مِمِيم ريخته گويان معاصر اورا به غزل سرائی مسلم دارلد." ص ۱۰ م

## رد عمل کے شعرا شاہ حانہ

شاہ حائم نے اپنی طویل ڈلنگ میں اردو شاعری کی دو تحربکوں کا ساٹھ دیا ۔ پہلے آبرو ، ناجی ، مضمون کے ساتھ ایہام گوئی کی تحریک میں شامل وہ کر مرس ایا ٣٣ - ١١٤١ع مين ابنا ديوان (قديم) مرتب كيا اور اس كے بعد جب بوا كا رخ بدلا اور ایام گوئی کا سکد ٹکسال باہر ہوا تو حاتم نے ، مرزا جانباناں کی نمریک کے زیر اثر ، ثازہ گوئی کو اختیار کرکے لہ صرف اپنے دیوان قدیم کو تعود مسترد کر دیا بلکه ۱۱۹۹ه/۵۰ - ۱۵۵۱ع مین "دیوان زاده" کے لام سے نیا دہوان بھی مرتب کیا ۔ دیوان قدیم و دیوان زادہ میں مزاج اور طرز فکر کے اعتبار سے اتنی بڑی تبدیلی کا احساس ہوتا ہے کد یتین نہیں آتا ایک شخص خود کو اس طور پر بدلنے کی سکت و صلاحیت بھی رکھ سکتا ہے ۔ اس تبدیلی کی وجہ سے ہرسوں یہ غلط فہمی رہی کہ ''دیوان قدیم'' کا مصنف تو شاہ حاتم ہے اور ''ديوان زاده'' كا معين كوئي دوسرا شخص ''حاتم ثاني'' ہے۔ اس لحاظ سے شاہ حاتم کا ذکر دو جگہ ہوتا چاہیے نھا۔ ایک لیمام گوبوں کے ساتھ اور دوسرا رد عمل کی تحریک کے شعرا کے ساٹھ، لیکن حاتم نے چونکہ اپنے دیوان قدیم سے جو اشعار "دیوان زادہ" میں شامل کیے ہیں انھیں بھی جدید رنگ سخن کے مطابق ڈھال لیا ہے اس لیے ان کا مطالعہ ٹاڑہ گویوں کے ساتھ ہی کیا جانا جاہم اور جبن کیا جا رہا ہے۔

شيخ ظهور الدين حاتم ف (١١١١هـ رمضان ١٩١٥م. ١٥٠ - ١٩٩٩ع

ف. تکات الشعرا ، کشین گفتار ، تذکرهٔ ریخه گویاں ، عزن نکات ، چنستان شعرا ، طبقات الشعرا ، تذکرهٔ شعرائے اودو ، تذکرهٔ شووش اور تذکرهٔ عشقی میں ان (بقید ماشید اکلے صفحے پر)  جولائی ۲۵٫۳ )، جن کے والد کا نام شیخ نتج الدین 7 نیما اور چو عراف عام میں شاہ طائم کے نام سے موسوم تھے ، دیلی میں پیدا ہوئے اور ساری عمر چین رہے - ایک شعر میں اپنے وطن کی طرف واضح اشارہ کیا ہے :
 درجے - ایک شعر میں اپنے وطن کی طرف واضح اشارہ کیا ہے :
 درجے - ایک شعر میں اپنے وطن کی طرف واضح اشارہ کیا ہے :

دل نہاں ہوتا ہے حاتم کا نجف اشرف کے گرد کو وطن ظاہر میں اس کا شاہ جہاں آباد ہے

للفظ "ظہور" شاہ حاتم کا الرائی نام ہے جس سے سنہ ولادت 1111م - دعا - 1919م برائم ہوتا ہے " ابتدا میں ومزی تخلص کرے تھے ہ" بعد میں شاہ ماام اخترار کیا ۔ جوائی میں سہامی پیشہ تھے ۔ ایک شعر میں اس طرف میں اشارہ کیا ہے:

سارہ ب ہے: اے قدردان کال ماتم دیکھ عاشق و شاعر و ساہی ہے

ماتم نے لو عمری میں شاعری شروع کی اور جیسا کد ہم چلے لکھ آئے ہیں ان کی شاعری کا آغاز خنف شرواید کی روشنی میں ۱۹۲۸ء فور ۱۹۲۹ء (۱۹۵۰م اور ۱۵٫۵م) کے درسان ہوا - دیوان زادہ میں ۱۹۰۰م/۱۵۰۰م - ۱۵۵۰م کے تعت جہاں یہ شعر ملتا ہے:

چالیس برس ہوئے کہ حاتم مشٹان قدیم وکٹمند کو ہوں "دیوان قدیم" میں جی شعر "انہتیس" (۸م) کے لفظ کے ساتھ ملتا ہے۔ اسی طرح ۱۱۸۹ھ/2 ۔ 22ء مارع کے تحت اپنی محزل کے ایک مقطع میں لکھا ہے:

دو قرن گزرے اسے فکر سٹن میں روز و ہیں ریننے کے فین میں حاتم آج ذوالفرلین ہے

اس شعر میں دو قرن ( رہ سال) کی ستاجت سے "افوالفرانین" المشال کیا گیا ہے جس سے یہ بات سائٹے آئی کہ شامری کا آغاز 111 مرام الرام کے لک بھیکہ بوا۔ "ادیوان (ادا" (انشٹ 'لاہور) کا دیاچہ جس سالم نے لکا یہ کہ ۱۲۸ مرام دل 114 مرام چالیں سال للہ عمر کے اس این میں مران کے بین۔ کہ شابان اور ادار

<sup>(</sup>بنیم عاشیہ صفحہ گزشتہ)

کا نام بجد ماتم یا تسیخ بعد حاتم دیا ہے لیکن تشاکرۃ بیندی ، عقد قریا ، بحبومہ انقر زفیر، میں ظمیر الدین حاتم تکیا ہے۔ حاتم کے تماکر اور دیوان زادر ارسفہ 'لاہری ان دیوان زادر ارسفہ 'لاہری ادوارن کے ترقیعے میں شاہ خاتم کا اہم ظہور الدین حاتم لکھا ہے اور میں حصوح ہے ۔ ( ج - ج)

کے بھی السوائی میں امریکر کے "دوران (انسانے کہ درہ مراہد - مدریو کے میں المراہد کے دوران کے امرید مالا میں اس کی کے بھی المراہد کیا ہے ہوئے میں اس کا مراہد میں نے دور دوران زائد استخدا تعلق میں اس کا مراہد میں نے دور دوران زائد استخدا تعلق میں درا و کے دوران کے اس کے دوران کے اس کے دوران کے دوران

شاه حاتم کی زندگی کم و بیش پوری انهاروین صدی عیسوی کا اماطه

ے ہو اور معشوق ہو اور راگ ہو حاتم جہاں اس طرح کے عیش کو کہتے ہیں مرازایانہ عیش

شاہ مائم نوجرانی میں بے روزگاری و افلاس کا شکار رہے جس کا انلمهار اٹھوں نے اپنے اشعار میں کیا ہے :

مناجگی ہے مجھ کو نہیں ایک دم فراغ حق نے جہاں میں نام کو حاتم کیا تو کیا

(ه ۱۱۴ ه دبوان زاده لابور)

گردشر دوراب سے حساتم غم ند کھا حق لکالے گا تجھے انسسسلاس سونب (دیوان ندیم) آشنا حاتم غربیوں کا ہو امراؤں کو چھوڑ

ام کو ذره ثین ہے ان مجاروں میں دماغ (۱۹۳۰)

یہ "مناجگ" تلاش سکوں میں الهیں اہل دل کی طرف نے گئی اور وہ اشاہ بادل" ے راہنائی حاصل کرنے لکے: خودی کو چهوژ آ حائم خدا دیکھ

کہ تیرا رہنا ہے شہرا

(\*\*\*\*\*) ١١٢٥ه / ٣٢ - ١٤٢١ع مين حاتم نے اينا "ديوان قديم" مرتب كيا اور ان ك شهرت ساوے برعظیم میں بھیل گئی :

تمسام بنسد میں دیوان کو ارے حاتم رکھر ہیں جان سے ابنر عزیز عام اور خاص

(+115A) اسي زمانے ميں عمدة الملک تو اب امير خارے انجام کي سرپرستي انھيرے حاصل ہوگئی - ۱۱۵۸ کی غزل کے ایک مقطع میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

متاز کیوں انہ ہووے وو اپنے ہم سروں میں مائم کا قدودار اب تؤاب امیر خال ہے

(+11 ma) ١١٣٨ كي ايك اور غزل مين قاخرخان (نور الدوله) كا ذكر بھي آتا ہے:

حتی رکھے اس کو سلامت بند میں جس سے خوش لگتا ہے پندوستاں مجھر ہوں۔ تو حاتم لیک بردم لطف سے

مول لیتا ہے گا فاخر خال مجھے (A118A) یہ زمالہ خانم کے لیے فراغت کا زمالہ تھا لیکن ٹادر شاہ کے حملے کے بعد جب بد شاہ نے اسیر خان انبام کو الد آباد کا صویدار بنا کر بھیج دیا تو حاتم نور الدوله فاغر خان جادر کے خان سامان ہو گئے ۔ اپنی نحزل کے ایک مقطر میں اس طرف اشارہ کیا ہے :

کچھ آب سامان اپنے عاقبت خانے کا کر حاتم ند پهول اس پر کد نورالدولدگا مين خان سامان چون (مهروه) ١١٥٩ = ١١٨ مريد ع مين جب امير خان الجام دبلي واپس آگئے تو حاتم پهر ان سے وابستہ ہو گئے اور اکاولی کی خدمت ان کے سپرد ہوئی لیکن یہ سلسلہ سال دو سال سے زیادہ نہ چل سکا ۔ بدلیے ہوئے حالات میں حائم کا انداز فکر بدل گیا تھا ۔ وہ درویشی کی طرف مائل ہو گئے تھے ۔ ۱۱۵۸\*/۱۵۸ء عمیں انھوں نے نواب امیر خاں العام کی خدت میں ایک منظوم عرضی پیش کی اور لکھا : تمهارا عبدة الملک اس تدر سے خوان نعبت ہے

کہ جس پر رات درے شاہ و گدا سیان نعمت ہے

40.

مر ہے قام لکہ اور قام ہے تا صح ایروں ہے ۔
ایرا کا ایری برم میں سازت است ہے ۔
اور اور بح ہے اوری اس کا قرام سرائی مانا کا کا ۔
اگر عکوہ کروں اس کا قرام سر کاروان اور دیا ہے ۔
اگر عکوہ کروں اس کا قرام سرکاروان اور دیا کہ عدد ہے ۔
میں جائے کائیں است پر مھی والمائیں۔ است ہے ۔
عی ہے برض خفات میں تری حاکم والحال کی ۔
عید ہے موام خفات میں تری حاکم والحال کی ۔
امائی مائی مرائی مرائی کے انسان اس کا میان کی ۔
عدم میں مرائی مرائی کی ۔
عدم اسائی مرائی میں اس کی ۔
امائی مرائی مرائی کے دیا کہ اس کا انسان کی ۔
امائی مرائی کی دیا کہ اس کا انسان کی دیا کہ اس کا انسان کی دیا کہ اس کا انسان کی دیا کہ اس کا دیا کہ دیا کہ دیا کہ اس کا دیا کہ دی

کرتے شاہ بادل سے وابستہ ہوگئے ۔ اب ان کا زیادہ وقت بیہیں گزرنے لگا ۔ اس کا اظہار اپنی غزلوں میں بار بار کیا ہے : ساتم کیا ہے حق نے دو عالم میں سر بلند

حاتم کیا ہے حق نے دو عالم میں سر بلند بادل علی کے جب سے لگے ایس قدم سے ہم (۱۹۹۱ه)

جناب حضرت حق سے لہ ہوکیوں ایض حاتم کو ہوا ہے تربیت وہ بادل عادل کی صحبت میں (۱۹۹۸)

شاہ بسادل کا ہر سخن حساتم ابنے حق میں کتسباب جائے ہے (۱۹۹۹ھ)

ف دووان حاتم (فلمی) مخزواد انجین ترق اردو پاکستان کراچی میں پہ تبلمہ ملکا ہے جو دوان ازاد میں مامال نجیں ہے : صدة الملک ہی کہ عمال میں رال انجاجی کے آگے رسم درکرد چہلا جسال تھا دادھا کے پاس

چــلا جــال تها بادشاه کے باس الگهانی راه میں تضــا در خورد توکر ہے جـــا ، حــرام نمــک جان شیرین کون جمدمرے زد و برد جائے عیرت ہے یا اولی الابمــاد پیر بو یا جوانے ہو یا ہو خورد

کہا ہاتف نے سال رحات میں بائے عالم "امیر خال جی مرد" ۱۱۵۹ اداء عام پہیا دست ہے اور چشے ہو ہے خسما نے شاہ ہادل کی مدد ہے

(ديوان ماتم نسخه انجين)

شاہ بادل کی وفات کے بعد وہ شاہ تسلیم کے تکمیے میں اٹھ آئے۔ تاہم کے الکھا ہے گئے۔ الکھا ہے کہ الاکمری ایام میں لکیہ شاہ تسلیم میں رہتے تھے جو راج کھائٹ کے رائے ر رائٹے میں قلمہ ''جارک کی زیرر دیوار واقع ہے ۔''اہ حاتم نے خود بھی ایک شعر میں اس طرف نشارہ کیا ہے:

اب ہندوستان کے درویشوں میں حائم یہ نسلیم و رضیا میں شاہ تسلیم (۱۱۹۳)

ور رحین وجین کے ماہ رحضان ۱۹۰۰ اجولائی ۱۵٫۳۶ میں وفات پائی ۔ طبقات شاہ حاتم نے معران تعران آب جیات کل رعنا اور سرگزشت حاتم میں حاتم کا سال وفات ہے۔ ۲٫۳ مددا ہے۔ ۱۹۰۰ مداور ہے۔ ۱۹۰۰ مدونوں سنین کے ماتحہ مصحیٰ

ا۔ دیوان زادہ نسخہ کراچی میں ایک رہاعی ہے ایمی اس کا ثبوت ملتا ہے :

تجرید سے جے اپو کہ جدائی لہ کرو تو تحبہ ازوں سے آشنائی لہ کرو رہنا ہے اگر جیاں میں آزاد کی طرح

تو دل میں عبال کتخدائی ند **گرو** 

کے تذکرے اعلمہ ٹریا' اور انذکرۂ بندی' ہیں۔ مصحف نے نذکرہ اعقد ٹریا'' (١١٩٩هـ - ١٨٨ - على لكها ب كد الماه رمضان العبارك ١١٩٥ مين رمات کی ۔ فقیر نے یہ قطعہ اوغ رملت کہا ہے ۔ ۱۱۴ ع اله صد عیف شاہ ماجم مرد ۱۲٬۱ سے ۱۹۱۸ لکاتے ہیں۔ اس وقت مصحف دیلی سیر موجود تھے ۔۱۳ ے ، ۱۹۰ کے سلسلے میں ساری غلط فہمی الذکرة بندی کی اس عبارت سے پیدا ہوئی ہے کہ "ان کی عمر سو کے قریب پہنچ گئی تھی اور تین سال ہوئے کہ دہلی میں ودیمت حیات سپرد کی ۔ عدا الهیں بخشے ۔ ۱۳۲۱ مصحفی نے اس میں دو باتیں بیان کی ہیں . ایک یہ کہ ان کی عمر تربب سو سال تھی اور دوسرے یہ کہ ان کی وفات کو تین سال ہوئے ہیں۔ تذکرہ بندی چونکہ ۱، ۱۵/۵۹ ، ۱۵/۵۹ میں مکمل ہوا اس لیے اس سے یہ نتیجہ لکالاکہ حاتم نے ے. ۱۴ میں وفات ہائی۔ اس سے قریب ۔و سال کی بات بھی ہوری ہو جاتی ہے اور تذکرۂ ہندی کے سال تکمیل سے اس کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے۔ مصحفی نے تذکرۂ ہندی العقد ثریا"؟ کے فورآ بعد . . ، ۱۹/۱۸ - ۱۵،۵ ع میں لکھنا شروع کیا ۔ جن شاعروں عموماً بزرگ یا مهموم شعرا کے حالات معلوم اٹھے الهبن پہلے درج کردیا۔ اس کا نبوت اس بات سے ملتا ہے کہ میر درد کے ذکر میں مصحفی نے لکھا ہے کہ "ایک سال ہوا کہ اس کا درد سہجرری رفع ہوگیا اور وہ شانی علی الاطلاق سے جا ملا ہا اگر میر درد کی وفات کا حساب بھی ، شاہ حاتم کی وفات کی طرح ، تذکرۂ ہندی کے سال تکمیل ہ . م م سے نکایا جائے تو میر درد کا سال وفات ٨٠٠٠ ۽ ٻو ال ج ، جو غلط ب - مير درد کي وفات سم صغر ١١٩٩ ( ، جنوري م ١٨٨٥ م) كو يوئى - اس سے معلوم بواك، مصحفى نے ميردرد كے عالات بھى تذكرة ہندی کے آغاز . . ، ، ه میں لکھے اور "ایک سال ہوا" گید کر ، ، ، ، ه کی طرف اشار، کیا ہے ۔ میر حسن کا سال وقات مصحفی نے ١٠٠١ه دیا ہے ليکن خاکسار كے ذكر ميں مير حسن كو سلمه اللہ تعالى لكه كر زلدہ ہونے كى طرف اشاره كيا ہے . اگر میر حسن ۱۲.۹ میں زلدہ لھے تو ۱۲.۱ میں کیسے ونات یا سکتے تھے ؟ اس کے معنی یہ بین کہ مصحف نے خاکسار کے حالات بھی . . ، ، ، میں لکھے لهے اور اس وقت میر حسن زندہ تھے ۔ اس طرح شاہ مائم کے مالات بھی انھوں نے ، ، ، ، ، ه میں لکھے اور بتایا کہ "تین سال ہوئے کہ شاہجہاں آباد میں فوت ہوا" اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا کہ "اس سے چلے فارسی تذکرے (علد ثریا) میں ان کے حالات سے قطعہ تاریخ وفات درج کیے جا چکے ہیں ۱۹۴۰ اس طرح مصحفی کے دولوں بیافات میں کوئی تشاد نہیں ہے ۔ ''تذکرۂ بے جگر'' میں شاہ حاتم کا طال وقات ، ۱۹۶۱ ه دبا چه لبکن ماته سانه مکند سنگه ندر تر برباری کے موالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ ''ساتم کے ۱۹۶۱ میں منزل میان برف کی ''ماما افراع میلون کے قطاع ''آئیز وقات کے اس مصرع ''گفتار جہان برفت خاتم'' سے میں عالم کے اس مصرع ''گفتار جہان برفت خاتم' سے میں میں عالم کے یو جاتا ہے کہ شاہ خاتم کے ساتہ وصفائل میں اداما کیولائی محمداح میں دبلی جین فات بی کی شاہ خاتم کے ساتہ وصفائل میں اداما کیولائی محمداح میں دبلی جین

حاتم نے تین تصانیف نظم میں اور دو مختصر تحریریں غارسی و اردو تگر میں یادگار چھوڑیں :

(۱) دیوانی قدیم (۲) دیوان زاده (۳) دیوان فارسی - (۳) الله -دیباچه دیوان زاده (نثر فارسی) اورب ـ تسخه مفرح الفحک : (نثر اردو) بدان قدی دیدان ادی ــــر دارس

مثق کے شہر کی گچھ آپ و ہوا اوری ہے اس کے صحرا میں جو دیکھا تو فضا اوری ہے

(ديوان حاتم انجمن ، غزل ١٥٠٠)

 دولات دولان الدر من بنی بین به ان که دولاد ایک من وابدی امن که دولاد ایک که است و البدی ایک که برخ به دولان که ایک دولان دولان که بین که بین که نو دولان به بین که بین که دولان به بین که بین که بین می بین که بین می می دولان به بین که بین که

## ديوان ماتم (كلام تديمان)

دائم توقع چهوژ کر سارے جہاں میں سب سقی
 آکر لگا میدر کے در گوئی کچھ کہو کوئی گچھ کہو

(۲) په کے نین کے جــسـام تمبــ دبواله ہوگیا دل سے خیــسـال ، سر سے رہا ہوش دور آج (۳) حقد حقد بدئے ۔ ذالہ ۔۔۔۔ کالا

ملته حقد یہ نہیں زلنیں سجن کے گال پر
 حسن کی آئش شی یہ ایج کہا لکلا ہے دود

شمع کو مار مت ووشرے دلوں کی بزم میں برگز چراغ شوق سیں روشن سدا ہیں انجن ان کے

(a) عزت ہوئی ہے جب سنی حاتم کلوں کے تئیں پنسا ہے جب سے اوغ کلے ایچ ہار کل

بہت ہے جب سے اولے کسے ایچ ہار کل ۹) سخر کیوں لہ ہوں آبو لین میرے کے دامی ہیں کیا ہے آج مدھ بن میں مرے رم نے غزالاں کوں

( ) ترا اوصاف سن کر آج حاتم مال و جان تج کر پھرے ہے ڈھونڈنا تجھ فدودان کو گھر بکھر دیکھو

(۸) اگر کچھ عشق رگھنا ہے تو چھیا کر نہ رو رائبھا کہ تیرے اس طرح رونے کے اوبر پیر پنستی ہے

ا حاتم کیے ہے جب سوں لگا جا اس کے پائے تب س نیں ہیں ہے جگ میں کمیں اور غیس عمر

ف- دبوان حاتم (قلمي) انجمن ترق أردو ياكستان ، كراچي ـ

سدا سیں بھر و برکی سیر کرتا ہوں کا گھر بیٹھا ففان سے خشک بین لب اور بین آنسو سے تر آنکھیں

(1.)

ديوان زاد، مين بدلى<sup>ق</sup> پوق صورت

(۱) مائم توقع جهوڑ کر عالم میں تا شاہ و گدا
 آکر لکا جیدر کے درکوئی کچھ کیو کوئی کچھکیو
 (۷) اس کی لنگاہ مست نے دیسوالسہ کر دیا

اس کی اسکام ست نے دیسوالسہ کر دیا دل سے خیسال ا سر سے ریسا ہوش دور آج

دل سے حیال ، سر سے رہا ہوئی دور اج
 (۷) مائد مائد یہ نہیں زلفیں ترے رخسار اور
 حسن کی آتش ہے کہا کہا ہج یہ نکلا ہے دود

(م) نہ کر روشن دلوں کی بڑم میں تو شع کو روشن کہ داغ مشق ہے روشن رہیں ہیں انجمن ان کے

(a) ماتم گور کا گیوں ند فلک پر ہو اب دماغ چنسا ہے اس نے آج کلے پیسچ بسمار کل

(+) مسختر کیوں له آموچشم موں میرے که دامی بین کیا ہے رام مدہ بن میں مرے رم نے غزالان کو

(م) اگر خواہش ہے تم کو سیردویا کی مرسے صاحب تو ماتم ہاس آؤ جوئیسار چشم تر دیکھو

(۸) کیمی پایوں اداس کے دل للک وہ ہی میں ٹھک بیٹھی بیسیا اس آو ہے تسائیر پر ٹسائیر پسٹی ہے (۱) تضویل لگا ہولی میں تد ادبی کے میں

(۱) سنون ده پول برد چه این کے اور غیر برد ۱۱، میشد بدر و بر ک برد کرتا بوده بین گهر بیشج نقان سے شک برن لب اور روح نے بے بی تر آنکھیں

ان اشدار اور دیوان حاتم و دیوان زاده کے دوسرے انساز کی تبدیلیوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے گل حاتم نے بندی انظوں کے جانے دیوان زادہ میں فارس اناظا استجال کرتے ہیں ! شاہ گرفم جڑھے کے بیائے تحسیدار ، این کے جانے کے بیائے گاہو ست ، آبو اور ن کے بیائے آبو جشم ، گل کے بیائے رفسار ، سین

ف. ديوان زاده (تسطه الايور) مراتبه علام حسين ذوالنقار ، لايور هـ194 ع -

 $\frac{1}{2}$  and  $\frac{1}{2}$  and

کے: یہ لفس بد سدا ہے تیرا سگ صفت تو لئیں تن حکم کے واسلے تو ہوا کیوں ہے ڈوریا ہوا ہے ، ابر ہے ، سے ہے ، جار ہے آ جا

سعر ہے اور بدر سالی نماز ہے آ جا زندگ درد سر بولی حسام کی کب ملے کا بجھے بھسا میرا نہسال دوستی کو کاٹ ڈالا دکھا کو عوج نے ایرو کا آزا بسي جاوالهوس كوعشق اورعاشق كوجرواا کہ داغ عشق سے دیکھلاوٹا تھا ہو علی سینا ہرہ کی آگ کے عملے جلاتے ہیں بدن میرا اگر تم لطف سے آ کر جھاؤ کے تو کیا ہوگا زور آوری سے لڑکے حساتم کے یاس آیا جو بھی رقیب سرکش سب کو دیا ہے بالا الناالحق كر قسم كرقسا راز دل فاش او النا خاق میں رسوا نسم ہوتا ہجر میں زندی ہے مرک بھل کہ کہے سب جہسان وصال ہوا طلب مين حق ك ا صحائم نصور بعث كا بي تيرى وكراد حضرت السال سي كيا بو مين سكتا دل دیکھتے ہی اس کو گرفتار ہو گیا رسوائے شہر و کوچے و بازار ہو گیا چشموں عد ارستے ہیں مرے اشک کے موتی یه ابر گیر بسار له دیکهسا تها سو دیکها لال آیا ہے جب سے میرے یاس تب شي ژرد رو بوځ پيپ رتيب مے تکاف دل میں تم آ کر بسو دل کھول کر آپ کا گھر ہے جان اب کس مے شرماتے ہیں آپ طالب باراب نهين حاتم بهارا كهيت عشق رات دن چشموں ستی ہم میند برسائے ہیں آب

چعر کے دوں گزر گئے حسائم آن بہوٹیا ہے آج وقت ملاپ شراب و سساق و مطرب شمیم گل شعب ماہ عجب تھی انزم میس حاکم بیار ساری پرات دیکھ تیرے بھوال کے بیرائی جھوڑ سپ دل ہوا ہے میرا البت

ہمیر دل لفت دلیا کی طرف جاوے ست پر مکس ہی ہے یہ شہد دیکھ کے لفجاوے ست وعدۂ کل ست کر اے دلیر کہ ٹمبے بن کل ٹہیں آج ہے سو کل ٹہیں ، کہنا ہوں کل کی بات آج آج عاشق کے این کٹروں او کمپے تو 'در 'در واسطہ یہ ہے کام موق ہے لڑے کان کے بوج ایری تصویر دل سے مشی نہیے ۔ 'کہا ایرے موزی کے کرد کتاری کی جوت 'کہا ایرے صوفیہ کے کرد کتاری کی جوت

یہ برتے سرویہ کے فرن کی عجب بیار الکاہ و غمزہ کتار اور ادا و ٹاز کٹار حجن او اپنورے کو مت مار چار چار کٹار جس طرح میکشرن کو ہے اقاف شراب کی جسائے کو اس طرح ہے اب یار کی پوس جہائے امر اور کے اس طرح ہے اب یار کی پوس جہائے امر اور کے ایسے کی من کے ہالک

جہائی اہر آوتی ہے بیسے کی سن کے بالک برسات بچھ کو آکے سناوے ہے ہر ہرس بھڑکوں تو سر بھٹے والہ بھڑکوں توجی گھٹنے تنگ اس قدر دیا بجھے صیناد نے قض

اس معر دیا جمیے صیاد کے هس اللہ بہاں کو جان اللہ بی س بے اور ابد بالل ہے سب ہوس سنو ہندو مسائلو کہ فیشر مشتی سے ماتم ہوا آزاد تید مذہب و سشرب ستی فارغ خاصے سجن کا ملنا تن سکھ بے عاشقوں کو

یہ کیوں رقب سارے مرنے میں اتام مل مل نہیں ملتا سو کیوں وہ گلامی ونگ ہے۔ حانم نے دیکھ بار کو میس کر دیا تھا رو

یہ اُروں ہوا، وو اُرو ہہ کیا، رو یہ بنس نہیں کائل مشک 'آپ سر سرجے نے دل پریٹال کو مار رکھتا ہوئی بلکی ہوں سب اک جرجا ہوں نے پی کے لون کا مد بھا ہوئی دائل عاشتوں میں حساتم کو عساقتی دومنسد بولا ہوئی

موسم برسات اگر بھاوے کمیں اے نوبیار ابر کے مانند آلکھوڑے سے سدا برسا کروں دل کو کرے ہے ذبح بیجا لشہ کے بیج برسات میں کہے ہے جو پہلی کجھو کبھو ار روڈ و شب اور دم بذم حاتم کی سمرٹ ہے ہیں یا رب ملاتا بار سے راکھنا جہاں میں آبرو کہوکھ ان کال بلاؤٹ سے بچے کا عامق خط سید ، غال سید ، چشم سید ، زئف سیاہ پیٹ کر بر میں نیٹ تنک بستی جاتم پیٹ کر بر میں نیٹ تنک بستی جاتا ہے ملک کیسر کے زمیندار کھارے جاتا ہے

ملک لیے اور کے زمیندار کھائے جاتا ہے مرگئے پر تجھے اس آیا رحم کیا تری جان سخت چھاتی ہے دین و دل ہم سے مچروا لیتے ہی منکر ہوگیا

 $\begin{aligned} & \cos(\rho + L) + \sum_{ij} e_{ij}(I \sin_{ij} \rho_{ij}) + \sum_{ij} e_{ij}(L) + \sum$ 

 جعار علی خان (کی سے کی تھی لیکن وہ دو اشعار سے زادہ انگھیہ سکے ۔ ماتم نے وہ اعضار پر مشعدل ایک آپر زور نائم لکھی جو اس دور میں جس مقبول ہوں ۔ یہ دداوں نائمیں''(دواوان تدیم'' کے ہدد کھی گئیں لیکن عمس شمبر آندویہ معادری و تبذیبی مالات کے تعیقت ہے میں میں جاتم کے اس دور کے سیاسی ، معادری و تبذیبی مالات پر موار انداز میں روشتی ڈائل ہے اور بیاتا ہے :

کہ دور بارہ صدی کا ہے سخت کرج رفتار جہاں کے باغ میں یکساں ہے اب خزان و بہار

المعلى التوجه بعد عالم على الحالية على المعالى معن من المثابيل مع مد السال المعالى ال

رجائے آج لئے لیچ (ر کے ماتے ہیں چین لباس وزی سب کو سج دیکھاتے ہیں سمی یہ ہائے چیا سرخرو کمیاتے ہیں کبھو سنسار، کبھر ڈھولکل جاتے ہیں

غرور غفلت و جوین کی مدہ میں ہیں سرشار

نظرسمیوں آتے ہیں 'ہر کھیسہ آج نائل کے اکثرے پھرتے ہیں ہی ہی کے دود دائل کے ہوئے ہیں فراہ دیکھو گوشت کھا تصائل کے کمینہ بھول گئے دربے دیا سلائل کے

زنانے مردی پکڑ بالدھنے لگے ترواو

لہ کر تو جانجھ کہ تفارچی کی ٹویت ہے مصاحبت کو اگر مسخروگ کو تحدمت ہے گھیند قوم کی ہر یک مکان پہ عزت ہے تو کیا ہوا کہ رجالے کی زر سے منبت ہے

(ر) شاہ حاتم نے اردو کا پہلا نسیر آشوب ۱۹/۱ه/۱۳۰ - ۱۵۲۸ میں لکھا جو ان کے دیوان تدیم میں شامل ہے ۔

(۲) شاہ ہائم نے أردو كا بہلا والوخت ١٢٦٨ ماء٣ - ٢٦٤ عين
 لكها ـ اس كا كوئى ثبوت نهيں ہے كہ آبرو نے اپنا والموخت شاہ ماتم
 سے بہلے لكھا تھا -

(ح) قد لما تم خد در برابط تقلب "دو وصفر تهوء" او ر"دو وصفر کاکو و شد" میں اور ایرام - "مرام عین کموں اس نوع کے کوئی وراف نوی مثلی نہ امام کے باس میر ایسان ایس کا علمی میں کوئی رواف نوی مثلی نہ امام کے مدامل الاکی کالمندی دو وصفر میری کی گروم نے دو مثلی کے بات کا میں امامل کی اس میں اس کے عدد رہے کی اس میں میں شامل اس ان کا اس میں تمین کے مدد رہے کی اس میں میں شامل میں اس میں کی اس کی تو اس کا شد اس کی ایک اور طویل اللہ ہے جس سے ان کی آمر گوئی اور دو انکار کی کہا تو طویل اللہ ہے جس سے ان کی آمر گوئی اور دو انکار کی کہا تو طویل اللہ ہے جس سے ان کی آمر گوئی اور

(س) شاہ حاسم کا ساق نامہ دیوان زادہ تسخہ راسہور کے مطابق دیوان تدیم میں شامل تھا ۔ دیوان ِ قدیم کا سال ِ ترتیب سمہ، ۱۳۰/–۲۰۳۱ء ے۔ لسطہ' لاہور میں منہ تصنیف کرم خوردہ ہے ، مرتب نے غیال ہوں وہ ایر اور اور لاہوا ہے اور لکھا ہے کہ الصارق تعداد گراچی و امراور اور لاہور ہے کسوری میں اور ہے اور متن میں اعتدادات بھی جب کم ویں ۔ '' دیوان تنج سے دیوان اؤادہ میں لیے بلے کے ایش نظر کیا جا سکتا ہے کہ مخم کا سائی ادید موراوہ ا

(و) دولان فتح کی ایک خصوصت یه به کد اس بین بیشتر بروید استان می این بین اینشتر بروید استان می دولان که دولان که دولان که دولان از دولان که دولان از دولان که دولان ک

کہتا ہوں سب ستی جو ہو منصف ۔و دبگھ لے ہر طرح کا مسملاق سے میرے سخن کے بیچ (دبوان تا بم)

## \*\*\* ما را بقراغت ٍ اجـــل دير رسالــــه

ایب عمر دراز سخت گوتایی کرد اس وقت تک ان کا دیوان بہت ضغیم ہو چکا تھا۔ انھوں نے بہت سا کلام دیوان قدیم سے لیا ، اس میں تبدیلیاں کیں اور نئے رنگ سخن کا نیا کلام شامل کرکے ایک نیا دیوان مرتب گیا ۔ یہ لیا دیوان جونکہ پرانے دیوان کی کوکھ سے پیدا ہوا تھا اس لیے اس کا نام ''دیوان زادہ''ف رکھا ۔ دیوان قدیم سے پرانا کلام لئے دیوان میں شامل کرنے کی وجہ یہ بنائی ہے کہ ''فکر قدیم و جدید سے ماضی و حال کے مذاق کا پتا چل کے ۔\*\* 11 دیوان زادہ میں عاتم نے کئی ائی چیزیں گیں ۔ ایک یہ کہ ہر غزل اور تظم کے بارے میں یہ بتایا کہ یہ کس سنہ میں لکھی گئی ہے۔ دوسرے ہر غزل کے بارے میں یہ بتایا کہ یہ کہوں لکھی گئی ہے۔ آیا یہ طرحی ہے، فرمائشی ہے یا جوابی ہے اور کس شاعر کی اِمین میں کمیں گئی ہے۔ ٹیسرا التزام یہ کیا کہ بر غزل و نظم پر اوزان و مجور ک صراحت بھی کردی تاکہ مبتدی اس سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ یہ ایک ایسی جدت تھی جو حاتم سے پہلے اور حاتم کے بعد کسی نے آج تک نہیں کی ۔ اس التزام سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ سنین کی مدد سے ادبی و لسائی رجحانات کی تبدیلی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ معاصر شعرا

نے کون سی غزل کس زمانے میں اور کس کی زمین میں گلمی ہے -"دیوان زاده" کے اب تک گئی نسخے دریافت ہو چکے ہیں ۔ ایک نسخہ الآبیا آفس لائبریری لٹان میں ہے جو ۱۵۱۱ه/۲۰ - ۲۵۵۱ع کا مکتوبہ ہے اور بقول ڈاکٹر زور خود حاتم کا لکھا ہوا ہے۔\*\*\* دوسرا نسخہ نافص الاوسط و آغر العبرے ترقی اُردو پاکستان کراچی میں ہے جس میں بیشتر قدیم و جدید کلام شامل ہے ۔ اس میں قد صرف ووروء تک کا کلام شامل ہے بلکد کم از کم ایک غزل تو ۱۱۸، کی بھی موجود ہے ۔اس دیوان پر ۱۱۸، ۱۵/۵۰ - ۱۵۲۳ خ كى ايك مير لكى يونى يه جس ير اصفر على كا نام درج يه - مكن يه يه ويى على اصفر خال ہوں جن كى طرف ماتم نے اپنے دو شعروں ميں اشارہ كيا ہے !

ف۔ میر نے بھی اپنے دیوان پنجم کے انسحاب کا نام ''دیوان زادہ'' رگھا تھا۔ شاہ کال نے بمسم الانتخاب (تلمی) میں لکھا ہے کہ ''التخاب دیوان پنجم

مير صاهب موصوف كد نام ديوان زاده تهاده أند ." (ج - ج)

اے وال مجھ ستی آزردہ نہ ہوتا کہ مجھے (ديوان تديم) یہ غزل کمنے کو نؤاب نے فرمائی ہے یعنی قیاض زمانے کا علی اصغر خال جس کی ہمت کی اب حاثم نے قسم کھائی ہے

ديوان زاده (مطبوعه) ١١٣٨ه الیسرا نسخه رضا لائبربری رامهور میں ہے جو ۱۱۸۸ه ادے - ۱۷۲۸ع کا لکھا ہوا ہے اور جس کے حواشی اد ۱۱۸۹ه/۲۱ - ۲۵۱۵ع کی غزایں بھی درج وں ۔ ۲۳ چوٹھا لسطہ پنجاب یولیورسی لائبریری میں ہے جو حاتم کی وفات سے دو سال پلے ۱۱۹۵ مرد ۸۱ مردع کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے کائب شاگرہ حاتم لالد مكند سنگه فارغ بريلوی بين اور اس مين ١١٩٥ تک كا كلام بهي عاشيوں ير درج ہے ۔ اس طرح "ديوان زاده" كا يه سب سے مكمل نسخه ہے جسے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے مرالب کرکے ۱۹۵۵ ع میں لاہور سے شائع كر ديا \_ لسخه الابور مين ١٥٠ غزلين ايسي بين جو لسخه الندن مين ثمين بين اور لقريباً ٢٤ غزلين ايسي يين جو لسخد" رامبور مين شپين يين . اس لسخے مين غزلات كى تعداد ٢٠١ ميد اور اشعار كى تعداد مرم ٢٠ ميد ٢٠٠٠ پانهوان لسخد راجہ محمود آباد کے کتب غانے میں ہے جو ۱۱۹۹ه/۵۰ - ۱۵۵۵ع کا لکھا ہوا ے۔ ١٤٤٨ اور اسخد مسلم يوليورشي على گڑھين ب جو ١١٨٨ ٥/٥٥ - ١٤٤٠ع کا مکتوبہ ہے۔ ۲۲ ایک لسخے کا ذکر اسپرنگر نے اپنی وضامتی فہرست میں کیا ہے جو 1114/17 - 111 ع کا لکھا ہوا ہے۔ ۲۷ "دیوان زادہ" کے حوالے سے حاتم کی شاعری کا مطالعہ ہم آئندہ صفحات میں کریں گے ۔

دیوان قارسی : حاتم نے ''دیوان ژادہ'' کے دیباجے میں لکھا ہے کہ ''قارسی گوئی میں میرزا صائب کا بیرو ہے۔ ۲۸۰۰ مصحف نے لکھا ہے کہ ''فارسی میں بھی ایک مختصر سا چار جزو کا دیوان متاخرین کے الداز میں لکھا تھا ۔۲۹۰ اور یہ رائے دی تھی کہ "جار جزو کا دیوان بھی صالب کے الداز میں ہے \_"" م حسين آزاد كى نظر سے بھى يہ ديوان قارسى گزرا تھا جس كى تفصيل انھوں نے یہ دی ہے کہ "شاہ حاتم کا ایک دیوان فارسی میں بھی ہے مگر بت غتصر ـ میں نے دیکھا وہ ورووہ کا خود ان کے قلم کا لکھا ہوا تھا۔ غزل ، و صفحر ، رباعی و فرد وغیرہ ۲۵ صفحے ۔۳۱۳ پروفیسر زور نے لکھا ہے کہ ''انسوس ہے اس دیوان کے گئسی اسخے کا اب تک کمیں بتا نہیں چلتا ۔ ۳۲۳ حسرت موبائی نے بھی اے لاباب بتایا ہے ۔ ۲۳ جاتم کے دیوان فارسی کا ایک نسخہ 

## کرده ام حاتم چو دیوالی در زبان ریفته می توال در فارسی هم کرد دیوان دگر

دوران الراس مين سرور ملي شان مستالتك ادبر شان الهم ، واله ، منطق الهم ، واله ، منطق كل الهم ، والم في تطوير به الله والم والم المنطق كل المواجه به المناطق كل المواجه المناطق كل المواجه المناطق كل ا

بگر اوار دنیا آتلات از خوبتی می باشد مکتب از پاول خود برسد اسواچ دوبا و ا مصر با شسد کسد مین ایستن میر تواسعه کردم از پدارسالی با بر چده دو زمالت لشادیر سخن نمالد ماتم از ایست سخت بروری بیاست ایران دا با در اقامت لیست بمیت دکر براگر دار ایر اقامت لیست بمیت دکر براگر دار ایران داری بیاست براگرای داری ایم انتخاب لیست بمیت دکر براگرای داریخ ایستر شامی بالتم برا گذاری داریخ اقدم شامی بالتم أؤ عدم تا به وجود و زوجود پم به عدم پسه دود آسده بودم پسه درماری وقم از کترت خیالی تو دل را به بین که من آئید. خالت بود بری خسالته کوده ام تنجیناری وقت ام زغود که پنوز ساله حسیا شد در انتظامار خودم

حاتم نے ہمش اورد اتفاظ کو بھی فارسی انتخار میں انسال کیا ہے ، مثاؤ ان انتخار میں پان ، ہولی ، بنتا پنا کے الفاظ انتخال کیے گئے ہیں : انتخار میں بان ، ہولی ، بنتا پنا کے الفاظ انتخال کیے گئے ہیں : اے دل از منتہ بارے فارش

میانت. بلبل و گل رسم بولی است مگر که بر چمن شده امروز (عفرانی بوش در انتظار تو بر بنت بنت درکشن

در انتظار دو اور اشت اشت در نشتند. ساده الد بهم صف کشیده دوش بدوش

آرو فتر : مد سام کی آرو داتر کا اگر سیم (الجنب") به دوراندی برای در دوراندی تمین در دارد برای تمین در دارد ت

شاہ ماتم نے اُردو اثر میں ایک ایسا نسخہ مرتب کیا ہے جس میں ٹامکن العصول چیزوں کو اکٹھا کرکے مزام پیدا کیا گیا ہے ۔ اسے پڑھکر بے ساختہ السخد مفرح الضحک معتدل من طب الظرافت جسے چنگا بھلا کھائے سو بنار ہو جائے۔

چاندنی کا روپ ، دوچر کی دهوپ ، چوڑیل کی چوٹی ، بھتے گی انگوٹی ، پریون کی نظر گزر ، دیو کی نظر ، جوگی کی بھرکی ، اینڈ بھینسا سور کی ، ٹیس ٹیس ٹکر بھر ۔

ک ، ٹیس ٹیس لکے بھر ۔ کبوٹر کی نمٹ گوں ، مرغی کی ککڑوں ، چیل کی چل جل ،

کیڑوں کی کل بیل ، پشم خابہ یو ، جوگائی شتر ، بکری کی میں ، کو ہے کی ٹین ، آلیہ آلیہ رق ۔

عهد کا بھیجا ، ڈائن کا کلیجا ، دریا کی موجوں کا بیل ، غولی بیاباتی کی چیل ، جبھاکی بیر ، چڑیوں کی بیپر ، کیچوے کی انگزائی ، کلیچووں کی جائی ، بارہ بارہ سائٹ ۔

جال کا تارا ، آلٹوکی جنگی ، برف کا انگرا ، جولک کی پسلی ، فاختہ کی ہنسلی ، بؤخاگل کے اللہ کے زردی ، برند کا اوؤٹا ، مرتحابی کا تعرفا ، ساؤے تین تین مدد

بیجے کا گوز ، بالک کا جوز ، مینڈک کی ٹرٹر ، گلمری کی جرجر ،

امرد کی ڈھاڑی کا بال ، شیطان کا انزال ، اُلٹو کا کشھر ،' چڑیا کی 'بھر ، پالخ بالخ کر ۔

بڑھیا کی بکارت ، بھڑو ہے کی غیرت ، دغابازوں کی کانا پھوسی ، کتباکی . . . بھوسی ، بالندی کا بڑیڑالا ، پیپی کا چھنجھلانا ، بجیلی کی

چنک ، بادل کا کؤکرانا ، دو دو بالشت ۔ شراب کی بک بک ، بھنگی کی جمک جمک ، بوستی کی اولکھ ،

انیمی کی بینک ، لاٹھی کی چوٹ ، مندکی پوٹ ، چوروںکی پست ، مکھیوں کی بھتبھاپٹ ، جار چار پل \_

مخمیوں تی بھنبھارٹ ، جار جار بال آردا چرتر ، بلنا بہتیر ، کالاوت کا الاپ ، بامنھن کا جاپ ، بیکنٹھ کی گئینچ ، کمبر کی بینچ ، برسات کی گھٹا ، واجد باسک کے سر کی جٹا ، در دو لل \_

ہوآسل کے دانت ، 'بھنکے کی آنت ، جوں کے ٹلے کی مائی ، بجھو کی آلکھ ، سالپ کا پنجہ ، بجھلی کے پانوں ، جیونٹی کا کان ، کتبجائی گی ناک ، یہ نے دو دو الگار

بتھنی کا خمید، خبور کا الڈا، گدھی کے سینگ ، آدمی کی ڈم ، زلمانی کی او، ، بیجڑے کی ٹالی ، مظلوم کی آد ، سوتِ کی ڈاد ، الوعائی الوعائی کن ۔

کتھی کا افراء کاشنی کا مکر ، بشاط کی ڈھٹادیلی ، شیر خورہے کے دالت ، چھوکربوں کی آلکھ مجولی ، موٹے کا رالدایا ، موت کی

پرچھائیں ، ظامت کی الدھیری ، بیس ایس بسوے . جونک کی بھربری ، گھڑیال کی ٹھاں ٹھاں ، بازار کی چپ ، چیلے

کا شعور ، احدق کی واد واد ، الله کی سرت ، رزال کا بوت ، بے حیا کی چنٹی ، آلھ آلھ تسو ۔ موسل کی دھنک ، عطر کی میک، چراخ کی جوت ، گھوڑ ہے کی

موسل کی دھمک ، عطر کی سبک ، چراغ کی جوت ، گھوڑے کی فے ، شتر غمزہ ، طوطی کی جیوں ، پودنے کی توبی توبی ، گرگا کا

رتک بدلنا ، سات سات جریب ... زمین کی ناف ، آسان کا شکاف ، شفتی کی لالی ، بادل کی ٹمینک ، گنبد کی آواز جلتی باز ، بانکے کی اخ تھو ، سایہ ' دیوار قمیتمیہ ، گیارہ

گیارہ لپ ۔ لاکھ کی چھال ، راکھ کی جیکال ، سندر کی جڑ ، امریبل کی جڑ ، مشک کا پات ، عنبر کا پات ، سیبی کے پاٹ ، او او فرت ۔ راس بھل ، باو پھل ، بھیلی کے بھل ، سنگھاڑے کی گٹھلی ، انبلی

ک گٹھلی ، بیاز کی کھل ، ایک ایک چاؤ ۔

ہے۔ عرق نعناع ، عرق بابا ، عرق ماما ، خمیرہ فالودہ ، ورق لورثن ، شربت اجل ، آدھی آدھی مٹھی ۔

شربت اجل ، ادهی ادمی سنهی ... دهول جهکنٹر ، لات ''سکل'' ، گهونسا گلهانسی ، گالی گلوج ، اکتا پنجی ، ثاتا لیری ، اول ٹمول ، ہی ہی گلمی گلمی ، دانتا کِل کِل ،

گوها چهی چهی ، پهت ادمت ، پهنے منہ ، التے پوں ۔ ان سب دراؤن کو لے کر ، رات پو اند دن پو ، اند صبح پو لد شام پو ، ند باسی بانی پو ند ثاؤہ بانی ، اس میں بھگا کر

شاہ حاتم کی اس لٹر ہر دکئی زبان کے اثرات کی برچھالیں بھی خیرں بڑی ۔ چو خالفو شاجھان آباد کی زبان ہے ادر اس جی ایس الفاظ استمال ہوئے ہیں چو اس دور کی عام ٹکسال زبان کا حصہ تھے ۔ زبادہ تر الفاظ ایسے ہیں جو آج بھی مستمل ہیں ۔ بدئر الفاظ ایسے چین جن کی شکل آج بلال آئی ہے ۔

الوارسي تفر : شاء سائم کی واسد قارسی لتر دیران ژاند (آود) کا دیبایت به جو آدود ادب کی تاریخ میں اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے اس دور کے انسان آداروں اور ایدلے بورے خصور کا بتا چتا ہے۔ شاء سائم ہے اس دیبایے میں ان تبدیلوں کا ڈکر کتا ہے جو اس دور کی این ژان میں آئیں اور جت ہے۔ اور ڈوان کا رکنک روب اور طرار و آبنگ بلانا کیا۔ جہاں انہوں کے یہ بتایا ہے کی فارسی شاهری مین و میرزا سالب کے زیرو بری اور رفته میں ول کر اساد
میں ، ولان میں امیر ایا ہے کہ اس کے میٹرون کی فیر مسلمین کرنی آمیر مسلمین کی مشارین کے
میں امیر بن بی کہ اس وروز پہلے کہ کان کرنے کے میٹرون کے افراد امیر اس کے
میٹرون کی میٹرون کی برخی اللہ کی اس کے
اور شرعی میں بین کسی میٹرون کے بعد اس کے
امیر کی اس کی میٹرون کی میٹرون کی امیرن کی امیرن کی امیرنک
کے افاقی امیر میٹرون کی امیرنک کی میٹرون کی میٹرون کی امیرنک
کے افاقی امیر میٹرون کی امیرنک کی میٹرون کی میٹرون کی امیرنک
کے
امیر میٹرون کی امیرنک کی امیرنک کی امیرنک کی امیرنک کی امیرنک
کے
امیر میٹرون کی امیرن کی امیرنک کی امیرنک کی امیرنک کی امیرنک کی امیرنک
کے
امیر میٹرون کی امیرنک کی میٹرون کی کی میٹرون کی کی میٹرون کی کی میٹرون کی کردون کی کی میٹرون کی میٹرون کی میٹرون کی کیٹرون کی کیٹرون

 (۱) رفته چی فارسی کے قبل و حرفت مثلاً در ، بر ، اڑ ، او وغیر، کو استمال کونا جائز نہیں .

(۲) عربی و فارسی الفاظ کو صحت املا کے ساتھ لکھنا چاہیے ۔ شاکل کسیح کو تسیی یا صحیح کو صحی لکھنا درست میں ہے ۔
 (۲) متحرک الفاظ کو ساکن اور ساکن کو متحرک ۔ شاکل "مراض کو

(س) شخری الفاق دو شاختی اور شاخل فر دو متحرف به اسلام مرس ادو "مراشش" یا غذر مخش"کو غذر الهن" استجال کورفا درست نهیں ہے ۔ (س) پندوی بھاکا کے الفاق شاک این ، جگ ، ات ، بسر ، مار ، موا ، درس ،

(م) بندوی بهاکا کر الفاظ ملاً تری میک، ات بسر، دار، موا، درس،
سین ، بن ، موین وغیره کو شاعری میں استمال نہیں کرنا چاہیے (۵) پر کے بیائے یہ ، بیان کے بیائے یاں ، ویان کے بیائے وان کا استمال
شاعری میں عیب ہے -

(٣) زَير ، زير ، يبشى كـ الفاظ كو فاقيد ينافا يا فارسى فاقيح كو بيندى قاقيح كـ ساتع بالدهنا جيسے بولا كا فاقيد كھوۋا ، سركا قاقيد دهؤ لافا درست تهيں ہے .

(م) البتد بائے بوز کو اللہ سے بدلنے کی اجازت ہے کیولکہ عام و خاص سب اس طرح بولنے ہیں۔ مناف بندہ کو بندا ، پردمکو پردا ، شرمندہ کو شرمندا وغیرہ ۔

(۸) روزمرہ اور محاورے کی غلطی یا قصاحت کی خلاف ورژی کسی طرح

بدا مام بر دیاچ س اس بات کا اعتراف بین کا بے کہ اس قسم کی زبان الدوں نے دوبارف تھرم میں استحال کی ہے اور جس دوبارو اور میں 'استحوی المور و دیا" میں استحال کی ہے اور جس تاکہ تھر و جدیدیا کا رف مامل کے اس و ان و بالاگی مشیح پر یہ ایر کی انجیاز میں نے زبان کا کر اس میں بال دیا اور میں کی زبان '' اس کے روزام ، اور اس میں نے زبان کا واحد کرتی کی زبان کی چھر رال بدیلیوں کا خشور اور انہانی لومیٹ کی منافرہ اور اہم الارش دال بدیلیوں کا خشور اور انہانی لومیٹ کی منافرہ اور اہم الارش

پند سے تا بعد کن بوچھ لے سب سے حاتم کون گھر ہے ترے اشعار کیاں ہے کہ نہیں (دیوان حاتم)

کون گھر ہے ترے اشعار کہاں ہے کہ نہیں رات دن جاری ہے عالم میں مرا قیضر حطن

گو کہ ہوں محتاج پر حاتم ہوں متفوستان کے بیج (دیوان حاتم دیوان زادہ)

لمبدع علی پکتا ہے لکھا ہے کہ ''(آج کا کے) بیٹٹر اسٹاڈ اس کے ماگرد ہیں۔''''ہ سامر تذکرہ اوبدوں نے خاتم کے سس الحلاق اور شرائد و انسانیت ''کی تعریف کے حرف میر ہی وہ تذکرہ اوبس بین جنوب نے خاتم ''ور ''جاہاں مشکل م نظائم وضع دور تنام امنا اندازہ'''' کھیا ہے اور اس کی وجہ انجان یں کر ، بطرز صوال یہ بنائی ہے کہ '' اپنا نہیں جاتا کہ یہ رگے۔ کہن شامری کے صب ہے ہے کہ بمجہ جسا کوئی دوسرا نہیں ہے یا اس کی وفتے ہیں ایسی ہے۔ پرسال میں ان الاون ہے کا مللی آدمی امیا ہے۔ '''ماہ '' انکامی میں کہ کو انتخاب برخی رگ رکے کہنے پروری ٹھیلٹی کیوں الاوی کو ساتم کے اس شعر کو انتخاب بین عامل کرکے : بین عامل کرکے :

بائے دود سوں ملا ٹھا کیوں آگے آیا مربے گی۔ اس ا یہ لکھا کہ یہ شعر میرا ہوتا تو میں اس طرح کہنا : مبتلا آٹشک میں ہوں اب میں آگے آیا مربے کی۔۔۔۔ا مرا

اس دور بعد بعد کر دو سنتی بدنی کم بودند کی او دو بایش تمی که و د سد استان می دود می استان می دود که استان می در استان می دود که این در این استان که می دود که دود

حب در کثرار نے وہ زور بخشا ہے ثنار ایک دم میں دو کروں اؤدر کے کاتے چیر کر

بقا نے بھی جوابی صلع کیا : پگاڑی اپنی سنبھالیے کا میں ۔ اور بستی نہیں یہ دئی ہے

خواب مين تهرجب للك تها دل مين دنيا كا غيال كهل كئي تب أنكه تو ديكها توسب افساله تها عشق نے چنکی سی لی پھر آ کے میری جاں کے پیج آگ سی کچھ لگ گئی ہے سینہ بریاں کے بیج تم تدو ایٹھے ہوئے ہو آئت ہو اوٹے کھڑے ہو تو کیا تیامت ہو اس کے وعدے سبھی ہیں سج حاتم دن برس ہے کھاڑی مینسا ہے گرم بازاری تری باروی سے ہے جنس کی قیمت غریداروں سے ہے تمهارے عشق میں ہم لنگ و لام بھول گئے جہال میں کام تھے جتنے تمام معول کئے اے مرے دل کے غریدار کیاں جاتا ہے عشق کے گرمی بازار کھان جاتا ہے خدا کے واسطے اس سے اسم بسولسو لئے کی لیر میں گجھ بک رہا ہے رات میرے فضائ و اللہے سے ســاری بستی لــه تینـــد بهــر سوئی پکڑی اپنی بہاں سبھال چلو اور بستی اسم بسو یسب دلی ہے بنایار کومرے نام پروزائی به سرزائی به بروزائی به روزائی با روزائی با روزائی با روزائی به روزائی به روزائی به بدت به خواب بوده بای به بروزائی به بدات به روزائی به روز

کشن دار میں سو رنگاڑیں ماتم اس کے وہ کمیں کل ہے، کمیں او ہے، کمیں اوٹا ہے

یہ شربری فور اور ایک بارک شعر روش اللہ عن قرار قرائے اور فاق بھر روش علی میں مربت اللہ عن اللہ میں اللہ عن اللہ میں اللہ عن اللہ عن

(۳) چلا دور ابتدا سے نادر شاہ کے حلے ۱۱۵۱ه اے ۱۲۵۱ کک۔ (۳) دوسرا دور - ۱۱۵۰ میں دور - ۱۵۱۵ کک۔ (۳) نیسرا دور - ۱۵۱۵ کک۔

(۳) توسرا دور پہلے دور میں زبان و بیان اور طرز ادا کے لحاظ سے ان کی شاعری پر ولی کئی کا اثر کمایاں ہے اور ایہام گوئی اس دور میں ان کا پسندیدہ رجحان ہے۔ مثلہ مشاہری مدادرت اور اللائر موٹرفت بین اس رنگ میں رنگ ہوئے
یہ باس دور بین آٹ کے کامری میں در کنجان میں لیڈ آتا ہے ہوں المشارک
پیدائی دور میں مثالہ ہے۔ اس دور میں یہ بین میں صرب ویا ہے جم فرانس خاندی میں
ہمارت میں اس موٹر اور ان میں اس موٹر اور میانس کے اللہ میں اس موٹر
پر لمالانا جائے کہ آٹر وزان ان اس فرانس آٹار اس کار اس میں بین آٹر اور ان میں مائس کا
اگر کی میں میں میں میں میں اس مائس کا کار کرنے میں میں مائس کا کار
ویک تا فرود انداز کا اس کے در انکس کر اس کی میں میں مائس کا کار
ویک تا وید دیدائل تھی ہے ہو لکمی کر میں کے بال طرز میر بنا ہے اور جس
ویک کیا دیدین سرداک مائی ہیں ہوئی کی کارین سرداک کیا داری میں دوراک مائی میں امیل کے کارین سرداک مائی میں امیل کی کارین سرداک مائی میں امیل کے۔

نیس آسان راد عشق میں ثابت قسدم رکھنا لیون کو خشک ، دل کو سرد اور چشمون کو نم رکھنا

(نسخه رامبور ۱۹۲۱ه) آمان نہیں ہے شوخ مشکر کو دیکھنا

جی کو ٹیڈر گیرو تب اس پر نظمر کرو (اسخت لاہور ۱۹۲۸ه)

حائم کئیے ہے تم گو میاں ایک جا تو رہ آنکھوں میں آ بسو یا مرے دل میں گھر کرو

(لسخم لابور ۱۲۳۰ م)

جس گو تیرا خیال ہوتا ہے اس گو جینا ممال ہوتا ہے (نسخہ لاہور ۱۹۱۵ء)

تو نے دیکھا نہ کجھو بیار کی نظروں سے مجھے جی نکل جسائے کا میرا اسی ارسان کے بیج

(huster 1991 a)

دیکھیے جتا بھے ہے کون اور مرتا ہے گون دھوم ہے عالم میں وہ لکلے ہے اننے گھر سے آج (نسخہ لاہور ۱۹۲۹ھ)

یہ اشعار ابیام گوئی کے دور میں کمے گئے بین لیکن ان میں وہ دھندلا دھندلا سا تلقی ابھر رہا ہے جو آنے والے دور میں میر و سودا کے باں مکمل ہوتا ہے ۔ رفکہ وفی کے اثرات کی مثالیں جونکہ ہم ''دبوان قدیم'' کے ذبل میں 
را ۱۱۵۸ و ۱۲۹۸ مین نادر شاه کر صلح نے آنام او طرب کی بساط آلف دی ۔ نادر شاہ تحت طالوس کے ساتھ مغلیہ سلطنت کا واتار بھی اپنے ساتھ لے گیا ۔ کسی بعر، اتنی طالت نمین تمی کد اس بکھرتی ہوئی سلطنت کو سنبھال لیے :

داغ ہے ہاتھ سے تادر کے مرا دل تابان نین مقدور کہ جا جھیں لوں تنتہ طاقع (تابان)

ساوا معاشرہ افسردگی و یاس کی کیر میں لیٹ گیا۔ ساتم کے پاں بھی اس کیفیت کا اظهاد ہوتا ہے: اس اِسائے میں بیارا دل ایہ ہو گیوں کر اداس دیکہ کر احوال عالم اڑنے جاتے بیرے حواس (۱۹۱۱ه)

ایک باری تو گیا قل ایک عالم ظالم

۱۱۵۲ه آم. ۱۱۵۳ میں وہ ہم سے کیا کہد رہے ہیں : ہے عبث حاتم یہ سب مضمون و معنی کی تلاش

مونہہ سے ہو آکلا سخن کو کے سو موزوں ہوگیا (۱۱۵۵) ۱۵۹۱/م-۱۵۹ کی ایک غزل کے مقطع میں وہ اس تبدیلی کا یوں اظہار کرتے ہیں :

کہنا ہے صاف و شستہ سخن بسکہ بے تلاش حسائم کو اس سب نہیں ایسام بر لسکاہ

حسام او اس سبب نہیں ایسام اور اسے، اور ۱۱۵۱ه/۵۸ - ۱۵۵۱ع کی ایک عزل کے منطع میں وہ یہ بتاتے ہیں گد اب نام کو امی ایمام کا چرجا نہیں رہا ہ

ان دنوں سب کو ہوا ہے صاف گوئی کا تلاش الم کو حرجا نیس حسائے کس الصام کا

 ارتی سے براو راست راصلہ خاتم کے فکار دواک کو ڈیا ۔ خاتم کے بان یہ محمومی شرق بیلے دور کے آمر میں کامان ہوال شروع کیا تھا اور امیل ہوئے حاجمی سالان کے بنا تھی اس کے عدد دلیال چاکر ہوئے کالے ہی ۔ اس طرفیر انسان و چندوی افران کیل مل کار وہ صورت بنائے ہی جو اردو الحزز کی مضمرمی اور مختار صورت ہے۔ دفوق سے اللہ اسان یہ روک گیرا ہونا کیا اس چی فہ و نکل جو میں ، دورہ صورا اور اس دور کے خدرسے عامر انتیاز

گرتے ہیں ۔ اس غمعوص بیرائے کو سمجھنے کے لیے یہ چند شعر دیکھیے ؛ ہوں تصدق اپنے طالع کا وہ کیسا ہے حیاب

ہوں تصدق اپنے طالع کا وہ کیسا بے حجاب مل گیا ہم سے کہ تھا سدت سے گویا آشنا (۱۱۵۵ھ)

میں دیکھنے کو مونیہ ترا اے پیکسوئی کے گئیں سسکوں ہوں ، جان بلپ ہوں ، مرون ہوں ترس ترس پھڑکوں تو سر بھٹے ہے تہ بھڑکوں تو جی گھٹے

پھڑ تون تو سر پھتے ہے تہ پھڑ تون تو جی تھتے انگ اس قسدر دیا مجھے صیسسساد لیڈ آفس (۱۱۵۵ھ) دل چاہتا ہے مل این دم کا نہیں بھروسا

دو دم کی زلدگی میں بھر ایک بار ہم عم (۱۵۵۵) صدت ہوئی بلک سے بلک آئنا نہیں

کیا اس سے اب زیادہ کرے النظار چشم (۱۱۵۵) کسو طرح سے سعر تک مری پلک ند لگی

قرے خیال میں بے اختیار ساری رات (۱۱۵۰) مل مل کے روالہ جانا اور روالہ روالہ مانا

یه کیا خرابیان میں ، کیا جگ ہنسائیاں میں (۱۱۵۹ه) ندوی ہے جانشان ہے ، غلام قدیم ہے

حسائم کی بندگی کو فراموش ست کرد (۱۱۵۸ه) کیا ہوا حاتم نجیے ، جینے ہے اگنایا ہے کہوں

دم غنیمت جان مشغل زندگلی بهر کمبال (۱۱۵۸) بوچها بهی له حاتم کو کمبهر دیکه کے اس نے

ب کون ، کیاں کا ہے ، کیاں تھا ، کدھر آیا (۱۱۵۹ه) نجر آنے کی قامد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے

خدا جائے کہ اس ظالم کا اب بیقام کیا ہوگا (۱۹۱۹)

نحت، کل کو چن یج کرے شرمنسلہ آبری اسازک بسلن ، نے دہنی ، کم حتی (۱۹۹۱ه)

یاوں نتکے ، سرکھلے ، واہی تباہی خستہ حال

سر سے باؤں تک عجب حسرت زدہ تصویر ہے (۱۱۹۹ه)

وہ وحشی اس تدر بھڑکا ہے صورت سے مری بارو کہ اپنے دیکھ سانے کو بجھے بصراء جنانے ہے (۱۱۲۹ه)

اس براماد بالان کے آور داخری کی دسمار دیا جب کے قصد نے داخی بن اس بحال کی در در اگر کی در در اس بحال کی در در اس اخری کے داخی بالان کی در در اس آخری کے در در اس آخری کے در در اس آخری کے در در اس بحال کیا در در اس بحال کیا در اس بحال کی استاد میں میں استواد کی میرات کور در اس بحال کی استاد میں میں استواد کی میرات کور در کردی کی در در اس بحال کی استاد میں میں استواد کی میرات کور داخل کی در در دیا در کیا در اس بحال کیا ہے کہا میں اس بحال کیا در اس بحال کیا دیا دیا میں اس بحال کیا در اس بحال کیا در

 کی شدمات کے اجتمال کا فرق آیا آن راُدو شاری کاو برد، دو ادار مودا کی اگر شده مناسبین نامید به و گل برای بدادی به این به گدا سه بی ام به گر کی اگر شاه بیما این دو در خود خود شدما کے جاتو مل کو به ناگر اند کورخ کے علاق واقع ایس دان که بردے بود دری اوری ایال میں انام دوسری کالوں کے علاق واقع بین بیان کی ایک بیما خدا کرنے کی طرح بدیا کہ میں بیمان بیمان کے ایک بیمان کا ایک دوری کا خاتری کر اگر میر، دود اور دودا کی سعین بیمان میں دودا بیمان کی اگر میر، دود اور دودا کی سعین بیمان میں دودا بیا کر آن دوری کا

طباشتر مبر ہو اہ ہو، الباہ و الراز ہو اہ ہو آنے کی مائنگ سے اسے لیند آگئی کمر اپنا چان خواب میں دنداو ہوگیا اس فوجسہ ہسوئے خداراب اللت جسی سے ابانے السر گسسے ہم چان ہم نے یہ سرات چند انتحاد رہنے ہیں اگد ہات کی وضاحت ہو کے وزارہ اس دور کی شامری میں ایسے اتصاد گرفتر تداد میں شئے ہیں ۔

ایردگور ژماند اور الثلاب شاء حاتم کا ایک اور محبوب موضوع ہے . اپنی کئی تطعمہ پند غزلوں اور خشف اشعار میں اقدار کی شکست و رشت ، ژمانے کے انقلاب اور فرد و معاشر، پر اس کے اثرات کو موضوع ِ حضِ بتایا ہے ۔ ایسے اشعار دوسرے اور تیسوے دور میں زیادہ ملتے ہیں ؛ مثاؤ یہ چند شعر دیکھیے حائم اب وقت ہے رزالوں کا

خوار عستد بهريب بين آج نحيب (ديوان قدم) ایاوے حق عذاب ہوع سے اس دور میرے سارو

جدھر سنتا ہوں اب سب کی ژباں او روٹی روٹی ہے (45.154)

مجب احوال دیکھا اس زمانے میں امیروں کا

نه ان کو ڈر غدا کا اور ته ان کو خوف پیرون کا (۱۱۹۵) ملا دے خاک میں خدا نے پلک کے لگنے میں شاہ لا کھوں

جنهوں کے ادلا غلام رکھتے تھے اپنے جاکر سیاہ کاکھوں (١٩٩٥هـ) روٹی کیڑا مکان سب کی بنیادی ضرورت ہے : گدا با شاہ کوئی ہو موانق قسدر پر اک کے

لباس و قوت و مسكن سب كو يے دركار دنيا ميں (\*1140)

دو شعر اور دیکهبر ؛

حاتم ہی ہمیشہ زمانے کی جال ہے شکوا بھا نہیں ہے تبھے انقلاب کا (A114A) ایسی ہوا یہی کد ہے چاروں طرف قساد

مز ساید عدا کیس دارالامار ، نیس (\*11A3) اليسرے دور ميں شاء حاتم كو اس بات كا شديد احساس ہوتا ہے كد إمالد ان سے آگے لکل چکا ہے اور اب ان کی بات سننے والا کوئی باتی نہیں رہا :

ماتم خدوش لطف سخن كويه تهيب ريا بکتا عبث بھرمے ہے کوئی لکتہ دارے نہیں

(\*11AT) جو مرے ہم عمر و ہم صعبت تھر سو سب مرکئے اپنی اپنی عمسر کا بیسسانسہ پر یک بھسر گئے (ALLAA)

سفر ، منزل ، مسافر ، راہ اور راہی کا ذکر شاعری میں بار بار آنے لگتا ہے: كجه دور نميس منزل ، أثه بالده كمر حاتم

(41117) تبه کو بھی تو چلنا ہے کیا پوچھر سے راہی سے

ہے سفر دور کا اس کو در پیش اپنے چلنے کے سرانجام میں ہے (A1194)

کیا بیٹھا ہے راہ میں مسافر

(\*119c) جانا ہے جانے ہے بیش یا ہے معشوق تو نے وفا پیرے پر عمر

ان سے بھی زیادہ نے وفا ہے (41114) اور پھر شاہ مائم رمضان کے مبارک سینے میں اپنی ساری تخلیق قوتوں کو لئی لسل کے مزاج میں سعو کر تاریخ کی جھولی میں جا گرہے ۔ ء "آہ صد سیف شاہ حامم مرد \_" ۳۱۱ اس وقت سودا كي وفات كو دو سال سے زيادہ كا عرصه بو چكا تھا۔ میر دلی چھوڑ چکے تھر اور لکھٹو میں آمف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہوئے انہیں ایک سال سے زبادہ کا عرصہ ہو چکا تھا ۔ میر و سودا کی شاعری کا ڈاکا سارے برعظیم میں بچ رہا تھا اور میر کا یہ دعوئ صحیح ثابت ہو چکا تھا :

يسه قبسول خساطر لطف سغن دے ہے کب سب کو غدائے ذوالینن ایک دو ہی ہوتے ہیں عوش طرڑ و طور

اب چنارے چہ میر و سودا کا ہے دورے

### حواشي

و۔ عقد ثریا ؛ غلام ہمدائی مصحی ، ص ج ب ، انجمن ترق أردو اورنگ آباد ، - ۱۹۴۳ (دگن) ۲۰۹۴ ع -

ہ۔ ہ۔ ہ۔ عقد تریا : ص جہ ۔

٥- ديوان ژاده : (نسخه لاېور) مرتب علام حسين دوالفتار ، ص ٢٠ ، لاېور

- 61940

- اے کیالاگ : اسپرلکر آس ۱۱۱ ، کلکته ۱۸۵۳ع a- سرگزشت حانم : عمى الدين الدرى زور ، ص جب ، اداره ادبيات أردو ، حيدر آباد داکن مرموع -

٨- ٩- ١٠- مجموعه لفز : لدرت الله قاسم ، مرتبه عمود شيراني ، (جلد اول)

ص ۱۸۰ ، پنجاب يوليورسٽي لاپور ۱۹۰۰ ع -

۱۱- ۱۲- عقد ثریا - س مه ، م - -

۱۳- مصحی - حیات و کلام : افسر صدیقی امروهوی ، ص ۱۳ ، ۱۴۰ ، مکتبه ئیا دور گراچی ۱۹۵۵ ع -

م... تذكرهٔ بندی : غلام بعدانی مصحفی ، ص ۸، ، انجمن ثرق أردو اورلگ آباد

د کن ۱۹۳۳ع -

داد ایشاً: ص ۱۹ نیساً: ص ۸۱ د 11. تذكرة ب جكر : (قلمي) ص ٢ ، ، اللها أله لاتبريري لندن .

١٨٠ التخاب حائم : (ديوان نديم) مرتب ڏاکٽر عبدالحق جوليوري ، عمهلي شهر \*e1944 29da

19- ديوان ژاده : مقدسه مرتب ، ص ١٨ -

. ۲- ديوان زاده : (مطبوعه) حاشيه ص ۲. ۹ ـ

ويد ايناً وص وي .

٢٠- سرگزشت ِ حاتم : ڈاکٹر محی الدین زور ، ص ١٠٠ ، ادارۂ ادبیات أردو ،

حيدر آباد دكن ١٩٣٣ع -٣ ٢- ديوان زاده : (مطبوعه) ، مقدمه ، ص ١٩ -

ه جد دیوان زاده : (مطبوعه) مقدم ص و و م

67- قطیق نوادر: ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری ، ص مرد - ۱۱۴۰ ، مکتب ادبستان سرينگر ۱۹۵۳ع -

٢٩- كشن بند : سيد حيدر بخش حيدرى ، مرتبه غنار الدين احمد ، حواشي ص ٥٠ ، علمي عبلس دلي ۽ ١٩٦٨ ء -

ar- اے کیٹالاک اوف عربیک ، پرشین اینڈ مندوستانی مینوسکریشن - PINON - SK : 111 : 11. 00

٨٦٠ ديوان زاده : (مطبوعه) ديباچه حاتم ، ص ٢٩ ، لابور ١٩٤٥ع -و به عقد تریا : ص ۲۲ . . . . تذکرة بندى : ص ۸۱ -

وحد أب ميات ۽ بحد حسين آزاد ۽ ص ١١٩ ۽ بار چياردهم ۽ شيخ ميارک علي - 1447

وج. سرگزشت حائم : ص ۱۰۰ <del>-</del>

وجه اردوئ معلى على كره : شاره بابت تومير و . و وع .

جربه شاه حائم كا فارسي ديوان : نفتار الدين احمد آرزو ، معاصر شهاره - ، ص عد - وم بلته ، بهار .

ه ٣٠ على كؤه ميكزين : (٣٠ - ١٩٤٩ ، ١٩٦٠ م) مين غنار الدين احمد آرزو كا مضمون الشاء حائم كا قارسي ديوان" ص ١٣٥ - ١٥٠ - أسي مضمون م ہم سے انتخاب کلام اور دوسری معلومات کے سلسلے میں استفادہ کیا ہے ۔

٩٩٠ لين لذكرے : مرتشبه لئار احدد فاروق ، ص ٨٠ مكب " بريان ، ديلي - 61111

سه تین تئری نوادر : ڈاکٹر نیم الاسلام ، ص ۱۳۰۵ ، ۱۳۰۹ ، تقوش شارد ۱۰۵ ، ۲۷ لابور ۱۹۰۱ - -۱۳ ، تذکرۂ ریشنہ کوبال : قتع علی کردیزی ، ص ۱۳۰۹ ، انجین ترق أودو

اورنگ آباد دگن ۱۹۳۳ ع -۱۹- چمنستان شعرا : لجمس نرائن شفیق ، ص ۱۳۶ ، انجمن ترق أردو

اورتگ آباد دکن ۱۹۲۸ع -. جـ دو تذکرے : مرتبہ کلیم الدین احمد ، ص ۱۹۱ -

ر برد النفياً: ص ۱۹۱ - ۱۹۲ -

٣٧- دستور الفصاحت: مرتبد امتياز على خان عرشى ، ص و م ، م بندوستان پريس رامپور ، ٣٠ و و م

ہم۔ سب لگات الشعرا : ص 2 ء ۔ ہم۔ میر کے حالات ِ (ندگی : قاضی عبدالودود ، دنی کالج میکزین (میر نمبر) ،

ص ۲۸ ، دلی ۱۹۹۳ع -

۳۹. عقد ثریا : معینی ، ص ۱۲۳ ـ عبد در بنجو المابل : ص ۱۲۳ ، کلمات میر (جلد دوم) اله آباد ۱۹۵۲ -

# اصل اقتباسات (فارسی)

ص ۲۸ س "۱۲۹ تا ۱۹۹۱ه کا پیپل سال باشد ۔'' ص ۲۸ س "نظیر دیوان قدم از بیست و پنج سال در بلاد بند مشهور دارد ۔''

ص وجه "دو آخر باث روز مدام به تكين شاه تسليم كه بر شاهراه راج گهك زيردبوار قامه مبارك واقع است تشريف شريف ارزاني مي داشت -ا

ص ۱۳۳ الزویک بزار یک صد و لود و بفت در ماه مبارک رمضان رحلت کرده ـ قتیر تاریخ رحلتش چنین یافته ـ"

ص ۳۳ ، "عمرش تربب به صد رسیده بود و سه سال است که در شامهجهان آباد ودیمت حیات سیرده ـ خدایش بهامرزاد ."

اباد ودیمت حیات سپرده ـ غدایش بیامرزاد ـ... ص ۳۳، "بک سال است که در سهجوریش شقا یافته و بد شانی علی الاطلاق واصل گشته ـ."

ص ۲۳ " " سال است در شابجهان آباد ودیمت میان سیرده ."

0 TT 13

صورت تحریر باقته ۱۰۰۰ ص ۱۳۶۳ البام در سند یک بزار و یک صد و تود و پلت منزل حیات را طع کرده ۱۰۰۰ ص جب الاو شعر فارس ایرور میرزا صائب است ۱۰۰۰

س جبہ ''دو شعر فارسی پررقر عبررا جاسب است '' ص جبہ ''در فارسی ہم داوان غنصرے بقدر چھار جز بطور ساخرین بیاض فرسودہ '' صرف میں میں میں میں در اور میں سامی میں اس میں اس میں اس میں اس میں سامی اس میں سامی میں اس میں سامی میں سامی

ص مهم "در چار جزو مسوده شعر فارسی بم بطور صالب داشت." ص بحم "دیران این بزرگوار تود فقیر بود لسخه" مترح الشحک یا معقل من طب القارات ـ جو چکا بهد" کها شهر الوجائے ـ و چائے ـ ا

این نسخه در دیوان شاه حاتم داغل بود ، ازین جهت بالتخاب در آورد ... دیم در رطب و بایس که زبان این بے زبان برآمد داغل دیوان قدیم

ص ٢٠٠٦ - "ابر رطب و يابس كه زبان اين بے زبان برآسده داغل ديوان قديم "بوده ـ"

ص ۱۵ م "اأز فكر قديم و جديد كد از مذاق ماضي و حال ازو خبر بود ـ"
 ص ۱۵ م "الشعارش اكثر بر زبان مردمان است ـ"
 ص ۱۵ م "الشعار حاليد اورا بشتر مطربان بند يمحنل حال و قال مي سرايند و

س ۵۱ " المعار حاليه اورا ايتمار مطربان بند معطل حال و قال مي سرايند و درويتان صوليه مشرب را بوجد وحال مي آرند ـ"

ص ۵۱ م "ایشتر اوسنادان شاگرد او بودند ـ." ص ۵۲ م "دریافته کی شود که این رگ کین بسبب شاعری است ک.

"دریافته می دود ده این وت کین بسبب شاعری است که بحجو من دیگرے لیست یا وضع او بمین است ـ خوب است مارا بانهاچه کار ـ "

## فصل پنجم رد ِ عمل کی تحریک کی توسیع

## میر و سوداکا دور ادنی و لسانی خصوصیات

جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں اٹھارویں صدی ٹاج عمل والی تہذیب کے زوال کی صدی ہے ۔ سارا ہر عظم ، جو طافت ور مرکز کے نظام کشف سے بندھا ہوا تھا ، قوت کشش کے کمزور الرئے سے ٹوٹ کر الگ ہونے لگا - یہ عمل اورانگ زیب کے جانشینوں کی خانہ جنگی سے شروع ہوا اور الدر شاہ کے حملے اور دہلی کی تباہی و برہادی (۱۹ مروع) کے ساٹھ تیز ہوگیا ۔ پنجاب اور سرحد کا علاقہ الدر شاہ اور اس کے بعد احمد شاہ ابدالی کے قبضے میں چلا گیا۔ وسطی بند اور دکن میں مرہٹوں کا زور تھا ۔ گجرات بھی مرہٹوں کے تبضے میں تھا۔ راجیو ٹائد میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں ٹائم ٹھیں جو مرہٹوں کی باج گزار تھیں۔ جنگ بازسی (۱۵۵ءع) کے بعد بنگال ، بہار اور اڑیسہ میں الکریزوں کی عمل داری قائم ہوگئی تھی ۔ دکت میں نظام الملک آصف جاہ اور اس کے بعد أن كے بیٹوں کی حکومت قائم تھی ۔ اودہ پر صندر جنگ کا بیٹا شجاع الدولہ اور اس ع بعد آصف الدولد حكمران تها ـ روبيل گهنڈ اور فرخ آباد پر روبيلے جهائے ہوئے تھے - 99ء ع میں ٹیہو سلطان کی شہادت کے بعد میسور کا علاقہ بھی الگرنزوں كے زيرانكيں آگيا تھا۔ آگرہ اور اس كے گرد و نواح كے علاقوں ميں جاك آزاد تھے ۔ حکوستر دیلی اب تام کی حکوست تھی اور الگریزی افتدار کا سورج چڑھ رہا تھا۔ اس سارے سیاسی عمل نے برعظیم کے النظامی ڈھانچے اور معاشی ، معاشرتی اور اخلاق تفام کو ته و بالا کر دیا تھا۔ (راعت ، جس پر برعظیم کا لظام معیشت قائم تھا ، بریاد اور تجارت و صنعت تباء ہو چکی تھی ۔ بے روزگاری اور معاشی تباہی نے سارے برعظم کو اپنی لیٹ میں لے کر صدیوں برائے جمع جَائِے لظام کا حلیہ بگاڑ دیا تھا ۔ اس معاشی حالت اور سیاسی صورت حال کا اثر یہ ہوا ک، زندگی ہر سے بتین اٹھ گیا اور غم و الم ، نے چاری ، بسہائیت اور اُس دور کے مزاج میں جو تکہ غم و الم کی لے ، ہمیائیت ، ہے اپنی اور گیری افسردگی کا اثر موجود تاتھا ہی لیے یہ اثر اس دور کے ادام میں بھی سرایت کے ویڈ ہے - مشیشرب ، منتشر اور زشمال مماشرے کی روح زغموں ہے گیرتر تھی - طرفانوں نے اسے اور طرف سے گھیر کر زائدگی اور موت کے لرق کوٹا دانا بھا - میں افر میں دور کی آوازن ایس کیٹیت کی اوربان یں :

با ۔ میر اور میر درد کی اوازیں اسی کیفیت کی ٹرجان ہیں : زندگ ہے بیسا کوئی طوفازے ہے ہم تو اس جنے کے ہاتھوں مر چلے

ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے (درد) موت اگ مالسدگی کا وقشہ ہے یعنی آگے چلیس گے دم لے کسر (میر)

اب جان جسم خاک سے تنگ آگئی بہت

رس کا آب گیا تحقیق رحمت می سرکت الاین می کو آموزی رسید بر شایی تعقیق رحمت می سرکت الموری بدر سرکتی الاین بردن سرکتی الموری بدر سرکتی الدور بردن بین محلمی الدور بدر الاین کا الدور بدر کرد بدر الدور الد

سودا نے آبئی تخلیق توانائی اور زور ایان ہے آردو شاعری بین ایک اپ آپٹک پیدا گیا۔ ان کے بان جذبہ و اسساس نے زیادہ مضمون آفرنی کا رجمان ملتا ہے۔ میر کے بان الدر کی دیا آباد ہے لیکن سودا کے بان باہر کی دیا ہے۔ رشتہ قائم ہے۔ میر دوری بین جبکہ سودا بروں بین ہیں۔ بیروی بی شاعر انسان و کائنات سے اپنا رشتہ ''انا'' کو الگ گرکے فائم گرنا ہے۔ اس میں دوسروں کے تاطبہ لنظر کو سمجھنے ، اس کو مسترد کرنے یا اپنے تقطبہ لنفر پر نظر 6 ان کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت سودا میں موجود تھی ۔ الھوں نے اردو شاعری میں فارسی روایت کو اس طور پر سمو کر لکھارا اور فارسی روایت ، مضامین اور علامات کو ایسی ندرت سے پیش کیا کہ وہ ایک نئی ادبی زبان میں ثمے بن کر سامنے آئے۔ سودا نے اپنی بیروں بیٹی سے اردو شاعری کو ایک نئی وسعت دی جس میں شکانتگی ، اشاطیہ کیفیت ، طنز کی کاف اور مزاح کی رائکہنی نے ایک نئی زادگی پیدا کردی ۔ جیسے میر کے بان دوسری استاف سخن پر غزل کی چھاپ ہے اسی طرح سودا کے بان پر صف سخن پر قصیدے کی چھاپ ہے ۔ سودا نے اردو شاعری کے مزاج میں قارسی شاعری کے راگ و مزاج کو اس طرح جذب کیا که وه فارسی شاعری کا چربه نہیں رہی بلکہ بند ایرانی تہذیبوں کے ملاپ سے ایک ٹیسری تئی صورت پیدا ہو گئی ۔ سودا کی شاعری سے اسالیب کے گئی جھوٹے اڈے دائرے انتے ہیں جو ان صرف ان کے اپنے دور میں مقبول عام ہوتے ہیں بلکہ آنے والے دور کے شعرا بھی اس سے روشنی عاصل کرتے ہیں ۔ سودا کا کارثامہ یہ ہے کہ وہ پیروی فارسی کی روایت کو اندرت کے ساتھ استمال کرکے اسے ایک قابل تناید صورت دے دیتے ہیں ۔ سودا غزل میں ہر رنگ کو برتنے کی بنیاد ڈالتے ہیں اور آنے والے شعرا کے سامنے امکانات کے ئٹے راستے روشن کر دینے ہیں :

ز بس رنگینی معنی مری عسالم میں بھیسلی ہے سخن جس رنگ کا دیکھوگے میں بھی اس میں شامل ہوں

(سودا)

مر ودر علی (ورعامری کا رایک پر سمین بے آنتا گا۔ ان کی توانک میں مارے فراس کا برا دائی کی درخی کے اسکانی دائی کو اس کا کہ ان کی کر فرانک کی درخی کر اس کا برا کی واقع کی کرنے کا درخی کرنا کا انتخابی جو اللہ میں کرنا کا انتخابی جو اللہ عامر پر وارد برح کیں ۔ ان کے انواز میں کرنا کا انتخابی جو اللہ عامر پر وارد برح کیں ۔ ان کے انواز میں کا خاصہ بہر کے میں کہ انتخابی کی درخی کی کہ میں کہ انتخابی کی درخی کی کہ میں میں کہ انتخابی کی درخی کے درخی کی میں کہ انتخابی کی درخی کی کہ درخی کے درخی کے انتخابی کی درخی کے درخی کے انتخابی کی درخی کی کہ درخی کے درخی کے انتخابی کی درخی کے درخی کے انتخابی کی درخی کر کی درخی کے درخی کر کی درخی کی درخی کر کی درخی کر کی درخی کر کر درخی کی درخی کر کی درخی کی درخی کر کی درخی کر کر درخی کر کی درخی کر کی درخی کر کر درخی کر کر درخی کر درخی کر کر درخی کر کر درخی کر کی درخی کر درخی ک

الهولے گا اس ارس میں بھی گازار معرفت

ياں ميں ژمين شعر ميں يہ تمنم ہو گيا ان کے بال فنی و تخلیق سطح پر غیر معمولی احتیاط لظر آتی ہے۔ وہ اپنے قلب کی انھی کیفیات کو بیان کرنے ہیں جنھیں وہ اہل ذوق کے سامنے اعتاد کے ساتھ بیش کو سکیں - اس لیے دود کے بال ، میر کے برخلاف ، سارے شاعرالہ تجربات بیان میں نہیں آئے بلکہ تجربوں کا انتخاب سامنے آتا ہے ۔ تجربوں کا انتخاب دود کی طالت بھی ہے اور کمزوری بھی ۔ اگر اُن اشعار کو نظر انداز کر دیا مائے من میں مجاز کا رنگ بہت واضح ہے تو باق اشعار میں تصوف کے بنیادی تصورات اور صوایاتہ تجرمے اردو شاعری میں اس طور پر ڈھل گئے ہیں کہ اس دور کے کسی دوسرے شاعر کے ہاں ، صداقت اظہار کی اس قوت کے ساتھ ، نہیں ملتے ۔ اگر دود کی شاعری میں یہ لمپر لہ ہوتی تو وہ میر کی شاعری میں قطرہ برے کر غائب ہو جاتے اور قائم کی طرح میر و سودا کے مقابلے میں ایک دوسرے درجے کے شاعر رہ جائے۔ درد کے ہاں ہمیں تفکر کا احساس ہوتا ہے۔ ان کے ہاں احساس فکر کے ثابع ہے۔ وہ شاعری میں فکری رجدان کے پیش رو ہیں۔ یہ وہ روایت ہے جو اس دور کے ایک اہم و منفرد شاعر شاہ قدرت کے باں بھی ابھرتی ہے اور بھر نمالب کی شاعری میں نکھر کر عظمت سے ہم کنار ہو جاتی ہے ۔ درد کے ہاں یہ تفکر تصوف کے ذریعے آیا ہے۔ وہ زندگی کی حلیقت اور اس کے معنی دریافت کرنا چاہتے ہیں ۔ مابعدالطبیعیاتی مسائل کی گنھیوں کو زندگی کے تعلق سے سلجھاٹا چاہتے ہیں ۔ میر مجنون عاشق ہیں ، درد باہوش عاشق ہیں ۔ میر کے بال عاشق زار كا لفطه لفر سامنے آتا ہے - درد كے بال عاشق و عبوب دوتوں سامنے آتے ہيں . میر و سودا کے دور میں اردو شاعری نے فارسی شاعری کی جگہ لے لی۔ جس طرح پہلے فارسی شاعری کے ساتھ ساتھ اردو میں طبع آزمائی کی جاتی تھی ، اب صورت یہ ہو گئی کہ اردو شاعری کے ساتھ ساتھ ، ثقان طبع کے طور پر ، قارسی میں بھی کبھی کبھی شعر کمے جانے لگے ۔ اسی دور میں اردو شاعروں میں

وہ اعتاد بیدا ہوگیا جو پہلے فارسی شعرا میں نظر آنا ٹھا ۔ سودا نے کہا : سٹن کو ریخہ کے پوچھے تھا کوئی سودا

پسند خاطر دلها ہوا یہ فت مجھ سے

میر نے کہا : دل کس طرح نہ کھینچیس اشعار وغنہ کے چنر کیا ہے میں نے اس عیب کو پشر سے

: 45 2 60

قسائم سیرے رضت کو دیا خلعت تبول

وراه به بيش ابل بنر كيسا كال تها

رواج اٹھ گیا ہند سے فارسی کا ہدایت کہا ریخہ جب سے ہم نے شاعری کی جس روایت کی بنیاد ولی ذکنی نے ڈالی تھی اور جس طور بر یتین و حاتم لک اس عارت کی تصیر ہوتی رہی تھی وہ عارت اس دور میں بن کر تیار ہوگئی اور ایسی تیار ہوئی کہ داغ تک اس کے مقابلر کی کوئی دوسری عارت ال ينائي جاسكى - آخ والول خ اس مين اضافي كليم ، اس كو ستبهالا ، اس خوبصورت

پنایا لیکن بنیادی طور پر عارت وہی تھی جو اس دور میں سکمل ہوئی تھی ۔

اس دور میں ساری فارسی اصناف مخن استعال میں آگئیں اور ان کی روایت بھی اردو شاعری میں قائم ہو گئی ۔ سودا نے تعبیدہ ، ہجو اور غزل کو ایک ایسی صورت دی که یه اصناف اردو شاعری میں مستقل ہو گئیں ۔ تصیدے اور پنجو کے ان میں آج بھی ان کا کوئی مدمقابل نہیں ہے ۔ سودا میں دو صلاحیتیں تاہل ڈ کر ہیں۔ آیک بے پناہ شاعرانہ توت اور دوسرے روایت کو بعینہ اپنا کر ابنی تخلیق زبان میں ایسے سمونا کہ وہ ان کی ابنی بن جائے۔ سودا نے نارسی کے بہترین قصائد کی زمین میں اور ان کے مقابلے پر قصیدے لکھے اور اس طور پر لکھے کہ یہ قصیدے اپنی توانائی اور تنذین توت کے باعث فارسی تصائد کے ہم بلہ ہوگئے ۔ ان میں وہ سارے فئی لوازم ، اپنام و بغرمندی کے ساتھ ، استعال ہوئے ہیں جو ایک بلند پایہ تصیدے کے لیے ضروری ہیں۔ تصیدہ محبوب سے باتیں کرنے کا نام نہیں ہے بلکد یہ ایک ایسی صنف سخن ہے جس میں تخیل کی بلند پروازی اور لطیف شاعراند سبالند فنی لوازم کا درجه رکھتے ہیں اور توت تخیل ان سب عناصر کو ایک ایسے طلم میں تبدیل کر دیتی ہے کہ یہ سارا عمل نہن کو ایک کرشم سا نظر آنے لکتا ہے۔ تصیدے کا اُبر شکوہ ونگ حسن سے زیاد، عظمت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اس فن کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کد قصیده ؛ سننے یا پڑھنے والے کی نظر بھی تربیت یافتہ ہو۔ عالص جالیاتی نقطه النظر سے ہارے ادب میں تصده می وه صنف مخن ہے جو علویت (Sublimity) کے جذبات پیدا کرتا ہے ۔ بورپ میں یہ کام ایک شاعری نے کیا ۔ قصیدہ صنف سخن کی حیثیت سے آج ستروک ہو گیا ہے لیکے اس نے اردو شاعری کو طرح طرح سے متاثر کیا ہے ۔ متنوی پر ، مرثبے پر ، طویل نظموں پر اور خود غزل پر

سے کا الراف دائیں ہے، انہاں کی نظام ''سعید قرارہ''' کے سرق ہوتی آف استعید قرارہ'' کے سرق کری الصحیہ لیستان کے الکی المدید کے اگری الرافیہ میں میں آئی اللہ میں اس آئی آئی کہ اس کے ان کے ان کے ان کا اس کا یہ کی اس کا یہ کی اس کا سال کا اس کا یہ کی اس کا سال کا اس کا یہ کی اس کا سال کا ساتھ کی کا سرائی سال کا ساتھ کی کا سرائی کا ساتھ کی کا ساتھ کی کا سرائی کی کا سرائی کا ساتھ کی کی کر ساتھ کی کی کی کا ساتھ کی کی کا ساتھ کی کی کی کا ساتھ کی کی کی کی کی کی کی کی ک

کرتے کرتے اچانک اور بے موقع یہ شعر آ جاتا ہے:

سنام فی دید او بر کل کے چاد ہے۔ تاکیز است بہت کرتم است بہت کرتم سال میں جو بہت کہ مور است بہت کرتم است بہت کرتم است بہت کہ کہ تعدوی میں جو است کے کہ کہ تعدوی میں ان استانکہ کے سال کے سال کے بالا کی دور انگر کا کہ است کہ است کی دور است کے است کی دور اس کے است کی دور سی کی دور کی د

ستوی کی روایت بھی اس دور میں۔ اپنے لفلڈ عربے کو روایت بھی میں مورے کو جینیں ہے۔ سودا شتوی میں سب سے بیچھ رواز القابلیڈ کار بوں ۔ دورے اس مضل کور بالہ نجی الگایا لگوں میں سے شتوی میں طبق کو داخل کو سال کرتے انے ایک میں میں بنا دیا ۔ ان کی شتویز میں میں شاہدی کا حراج شامل ہے۔ انھوں نے اس مشر سخنے کو مذول بائٹ اور اس کی روایت اتا کم کرنے میں کہ گیا ہے۔ میر شام جدین ہے انظام کر کر شتوی نکار دیں۔ انھوں نے شتوی میں ایسا تنوع پیدا کیا کہ یہ صن پختلف موضوعات کے اظہار کے لیے استعال ہونے لگی۔ میر نے کل ہے مثنویاں لکھیں جن میں ۽ عشنیہ ، ج، واقعاتی ، ج مدے، اور ی، پنجویہ مثنویاں شامل ہیں ۔ سیر عام طور پر غزل کے حوالے سے بہوائے جاتے ہیں لیکن حقیقت میں میر کی مثنویاں غزل سے زیادہ ان کی شخصیت کی آئینہ دار ہیں ۔ رومانی شاعروں کی طرح میرکی خاص دلجسبی ان کی اپنی ڈات سے بے اور یہ ذات ہر صنف کو اپنے رانگ میں رنگ لیتی ہے ۔ ان کی مثنویوں کے سب قصے ماخوذ ہیں لیکن قصہ دراصل میر کا مسئلہ نہیں ہے ۔ وہ تو ان تعموں کے ذریعے اپنی ذات کی حکایت بیان کرتے ہیں ۔ ان میں قصے کی نہیں بلکہ واتعاتی تاثر اور فضاکی اہمیت ہے ۔ ان مثنوبوں کا ایک اہم چلو یہ ہے کہ یہ خود مطالعه (Self Stutdy) کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ میرکی منتوزوں کے گردار بادشاہ ، وزير يا شهزادے شهزاديات نين بن بنكه عام السان بين جن مين والهائه بن بھی ہے اور خود سپردگ بھی ۔ وہ جنگ و جدل نہجہ کرتے ، بریاں یا دہر ان کی مند کو نہیں آتے بلکہ غاموشی سے عشق کے حضور میں اپنی جانب ایسے تجهاور کر دیتے ہیں جیسے پہلے سے وہ اس کے لیے تیار ہوں۔ انسانی دماغ کی ساغت دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک قاتل کا دماغ اور دوسرا تنل ہوتے پر آمادہ رہنے والے کا دماغ ۔ میر کا دماغ دوسری قسم کا تھا اور چونکہ میر کی سنویوں ك كردار مين كي ذات كا عكس يين اس ليے يه كردار نهى جان دينے كے ايے بردم أماده رہتے ہیں ۔ یہ ذہن عزل میں 'چھبا چھبا رہتا ہے لیکن مثنویوں میں یہ کشھل الر سامنے آتا ہے ۔ میرکی غزلوں میرے 'چھبا ہوا عاشق میر کی مثنویوں میں کردار بن کر ابھرا ہے ۔ "شعاء" شوق" کا برس رام اور اس کی بیوی ، "دریائے عشق" کا لاله رخسار جوانب رعنا اور لؤی ، "مور لامه" کی مورنی اور رانی ، "حکایت عشق" کا نوجوان اور اس کی عبوب اور "اعجاز عشق" کے عاشق معشوق سب کے سب والمهالہ انداز میں اپنی جان لٹار کر دیتے ہیں ۔ میر کے ذہن کو سنجھنے کے لیے ان کی عشقیہ مثنویاں خاص اہمیت رکھنی ہیں۔

الآم کے ایس طویل و عضیر شدوان لکھی ہوں بن بری پر پہروں ہے ۔ ایک العامیہ اور اپنی طویل ہیں۔ ان شاہوروں ان کی در میٹروں اندرہ آئے ۔ مسی به جرت الزائم اور العامیہ اندا لمنا مسیم به مثل دوروان اقابل آئے رہی ہیں۔ ان شخویروں انداز اندر العامیہ ب یہ درات شخویل میں امامان کا اقتاد بھی ہے اور دامارالہ تخرال کا اور ابھی۔ انتاز مان بات درات بھی ہے اور اثر الکروں بھی ایکن میچے انصبات میں انکا سوڈا سے ' اس طرح شتوی میں دو دو ہر ہے آئے نہیں لکاتے دائم کا مسلمہ یہ ہے۔ گذار این میر و سردا دولرن الگ الگ موجود تو پن لیکن بل گر ایک خوار کابر این برای کرد. ویرد - اگر پر سورت بن بالی پور کا در این موری کاب اور عظیم شخصیت وجود مین موجود ہے لیکن به سب چیزان میر کے بال ان اس ہے بیٹر طور پر ساختے آئی ہیں -موجود ہے لیکن به سب چیزان میر کے بال ان اس ہے بیٹر طور پر ساختے آئی ہیں -ویر سورا کے دور میں کا کی شعورین کی امہمیت پر ہے کہ و مشتوی کی روایت کو بھیارتے افر دیگری بایا کے کا کام الجام دی پر

اسی دور میں میر حسن نے گیارہ مثنوباں لکھیں لیکن گیارہویں مثنوی لکھ کر زلدۂ جاوید ہو گئے ۔ یہ متنوی ، جسے ہم 'سحر البیان' کے نام سے جانتے یں ، اردو مثنویوں کی سرتاج ہے ۔ اس میں وہ ساری خصوصیات ایک ایسے توازن کے ساتھ بکجا ہو گئی ہیں جو ایک اعلیٰ درجے کی مثنوی میں ہوتی چاہئیں ۔ اسی لیے اس ادب بارے کا مجموعی لئی اثر دائمی ہوگیا ہے ۔ میر حسن کی مثنویوں میں یہ وہ واحد مثنوی ہے جس میں کہانی موجود ہے۔ یہ کہانی بھی کوئی تئی نہیں ہے بلکہ میر حسن نے حسب ضرورت مختلف کہالیوں کے مختلف حصوں کو ملاکر اس طور پر گولدھا ہے کہ یہ ایک لئی کہانی بن گئی ہے ۔ اس مثنوی میں ایک طرف اس دور کی زندگی اور تہذیب کی جیٹی جاگئی تصویریں یلتی یا اور دوسری طرف میر حسن نے روحالیت اور واقعیت کو خوبصورتی سے ملا کر ایک کر دیا ہے ۔ اس طرح یہ مثنوی اس دور کی تہذیب کی کہائی بن جاتی ہے۔ اس میں حسین مرقمے بھی ہیں اور تقریبات و رسوم کی جھلکیاں بھی۔ الساني جذبات و نطرت كا انشهار بهي ہے اور قدرتي مناظر بھي ۔ بزم فشاط كي تصویریں بھی یہں اور بجر و وصال کے نلشے بھی۔ میر حسن کا کیال یہ ہے کہ الهوں نے ان سب عناصر کو سلا کر ایک اکائی بنا دیا ہے ۔ اس مثنوی کے بعد اس سے پہلے لکھی جانے والی مثنویاں مائد پؤ جاتی ہیں اور آنے والوں کے لیے یہ مثنوی مشعل راہ بن جاتی ہے ۔

سر حسین کی طبق ۱۹ ماره ۱۰ مرده مرده می مکنل مولی اور بعر الر کس شون الاطاری با ۱۹ میران ۱۹ ۱۹ ماره الاطاری در استان با در است ہے جا طوالت ضرور ہے لیکن عشق کی والنہانہ کیفیت اتنی تبز اور شدید ہے ک الدر والركو النر سأته بها لر جاتي بي - اس مين زبان و بيان كي جو سادگي ہے ، جو سلاست و روائی ہے ، صداقت بیان کی جو گرمی ہے یہ راک کسی دوسری اردو مثنوی میں نظر نہیں آتا ۔ اس میں آپ بیتی کی سی دلچسپی اور ایک بے قرار روح کی مقیقی کیفیت کا برملا اظہار ہے۔ میر نے اپنی مثنویوں کو غزل کا رنگ و آہنگ دے کر اردو مثنوی کو ایک ٹئی صورت دی تھی۔ میر اثر نے مثنوی ''خواب و غیال'' میں غزل کے رنگ و آپنگ کو اس طور پر ملا دیا ہے کہ یہ مثنوی ایک طویل ، مسلسل غزل بن جاتی ہے اور طویل مسلسل غزل ہوتے ہوئے بھی ایک مثنوی رہتی ہے . سحر البیان کا عاشق بے عمل اور محمزور مزاج کا انسان ہے لیکن "خواب و خیال" کا عاشق ایک ایسے جذبه ٔ عشق کا حامل ہے جو آرزوئے وصل سیں جوئے شیر لانے اور تلاش محبوب میں صحرا صحرا بھرنے کا حوصلہ رکھتا ہے . یہ عاشق میر کی مشوبوں جیسا عاشق ہے - سیر کا عاشق مر کر عبوب سے وصل حاصل کرتا ہے لیکن جان ان کے مرشد میر دود ، اس عاشق کو مرنے میں دیتے بلکہ اس کے عشق کا رخ عشق اللہ کی طرف موڑ دیتے ہیں ۔ اسی لیے یہ مثنوی المیہ ہوتے ہوئے بھی المبیہ نہیں ہے ۔ اس میں میر اثر نے عام بول چال کی زبان کو ، جس کی تخلیق توالائی کا راز سر نے دریافت کیا تھا ، اسی طرح استعال کیا ہے کہ عام زبان شاعری کی تخلیقی زبان بن گئی ہے ۔ اس مثنوی نے بھی اردو شاعری کی روایت کو مثاثر کیا ہے۔ اسعر البيان" كي طرح جعفر على هسرت كي مثنوي الطوطي قامداً بهي

 $\lambda_{ij} = \frac{1}{2} \sum_{ij} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{ij} \sum_{j} \sum_$ 

دورکی ایک قابل ذکر مثنوی ہے ۔

مثنوی کی طرح "پیجو" بھی اس دور میں ایک مستقل صورت اختیار کر لبنی ہے ۔ جنی مجوبی اس دور میں لکھی گئی ہیں اس سے پہلے یا اس کے بعد نہیں لکھی گئیں۔ ہجو ایک ایسی صنف سخن ہے جسے اٹھارویں صدی کے بعد سے اب تک بارے شاعروں نے صحیح معنی میں استعال نہیں کیا ۔ تنتید حیات کے لیے اس سے بہتر کوئی اور صنف نہیں ہو سکتی جس میں مقصدیت ، ساجی تنتید ، حقیقت نگاری ، طنز و مزاح اور شاعری مل کر ساتھ ساتھ چاتر ایں ۔ سودا کے پاں ساجی اور اغلاق شعور موجود ہے لیکن ان کی ہجویات میں عام طور پر متمدیت نہیں ہے اور جہاں یہ متمدیت ہے وہاں ان کی بجو تنی اثر کی حامل ہو جاتی ہے ۔ اس دور میں ہجو کی مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی تها که امراء ، توابین اور معاشرے کا عام فرد ان سے لطف اندوڑ ہوتا تھا ۔ اسی لیے اس دور میں جننے ادبی معرکے ہوئے ان میں بنجو ہی استمال ہوئی ۔ سودا کا بجویہ قمیدہ "تضعیک روزگار" ایک ہمیشہ زندہ رہنے والی بجو ہے۔ میر ضاحک کی کے اور طرز میں جعدر زائل کی آواز شامل ہے لیکن ان میں وہ ساہی شعور خیں ہے جو جعفر زالی میں تھا ، اسی لیے ضاحک کی مجوبیں کمسخر اور بھکڑ این سے اوبر نہیں اٹھتیں۔ میر کے ہاں ہجویہ نظموں کی تعداد 🗚 ہے ، جن میں "تخسن در بجو لشكر" اور "در بيان كذب" وہ تظمين بين جن سے اس دور کے ظاہر و باطن کی حقیفی تصویریں اجاگر ہوتی ہیں۔ میر کے ہاں وہ ہجویات (یادہ 'پر اثر بیں جن میں انھوں نے اپنی ذات و ماحول کو نشانہ بنایا ہے۔ مثلاً وہ وجوں جو انھوں نے اپنے گھر کے بارے میں لکھی ہیں۔ لیکن بمینیت مجموعی میر کی ہجوبات بڑہ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ان کا اصل میدان نہیں ہے۔ ان کی ہجرورے میں ، سودا کی طرح ، زور شور اور بنگاسہ آرائی نہیں ہے بلکہ مزاج کا ایک ایسا دهیما بن ہے جس کی وجہ سے میر کی پنجووں میں وہ ژور پیدا ثبیں ہوتا جو سودا کے ہاں ملتا ہے۔ سیر و سودا کی بجویات کا فرق بھی ان دولوں کے مزاج کا فرق ہے ۔ اس دور میں سوائے میر درد کے کم و بیش سبھی چھوٹے بڑے شاعروں نے ہجویں لکھی ہیں ۔ سیر ضاحک ، بقاء اللہ بقا ، بچد اسان لثار ، قائم چاند پوری ، میر حسن ، جعفر علی حسرت ، فدوی لاپوری اور ندرت کاشمیری وغیرہ اس دور کے ہجو نگار ہیں لیکن ان میں قائم کو حسرت یقیناً قابل ذکر ہیں ۔ نائم چاند پوری کی ہجویات میں شہر آشوب کے علاوہ ''در پہو شفت سرما" ، جر اب تک سودا سے منسوب تھی ، سب سے زیادہ دلھسپ ہے۔ اس میں سردی کی شدت کی تعویر جس شاعرانہ الداؤ سے انازی گئی ہے اس میں جالغے اور طنز نے لئی اثر کو دو چند کر دیا ہے ۔ اس کیفت میں شاعر سارے عالم کو شریک کو لینا ہے ۔ اس دور کی پھیوبات کا کہرا اثر لئی لسل کے ان شعرائیز اؤا ہے جو بعد میں دیں عدد العور شاعر ہوئے اور جن میں مصحفی ، جرأت اوالتا وغیر شامار میں عدد

مراثیہ مذہبی ضرورت کی وجہ سے ہر دور میں مقبول رہا ہے۔ اس دور میں اس صنف کو جن شاعروں نے استعال کیا ان میں بھی سودا و میر کے ٹام قابل ذکر ہیں ۔ میر کے غم زدہ مزاج ، امام حسین اور میر کے ڈین کی ساخت کی ماثلت کو دیکھ کر یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ اس صف کو غزل کی طرح کال لک چنھالیں گے لیکن ان کے مرثبوں میں وہ اثر الگیزی نہیں ہے جو آلندہ دور میں الیس کے بال ملتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مرثبہ اب تک بکڑے شاعروں کی میراث تھا اور ارتفاکی ان منزلوں سے نہیں گزرا تھا جن سے غزل ؛ قصیدہ اور مثنوی گزر چکے تھے ۔ اب تک مرشے کی بیئت بھی مقرو نیوں ہوئی تھی۔ میر کے زیادہ تر مرائع مراح ہیں ۔ صرف لین مرائع مسدس ہیں اور تین مرثبے غزل کی ہیئت میں ہیں ۔ میر کے مرثبوں کی اسبت یہ ہے کہ انھوں نے درد و الم کے جذبات کو ابھارنے کے لیے چند ایسے موضوعات مثالا حضرت قاسم کی شادی ، علی اصغر کی پیاس ، خالدان حسین کی نے حرسی وغیرہ کو روزمرہ کی عام زبان میں بیان کیا ہے۔ زبان و بیان اور واقعات کی جی روایت ، آئندہ دور کے شعرا کے ہاں ابھر کر مرائے کا لازسی حصہ بن جاتی ہے۔ سودا نے مرابع کے ارتقا میں بنیادی کام یہ کیا کہ قصیدے کی تشہیب کو مرابع میں شامل کر دیا ۔ یہ تشبیب آج بھی مرابع کی ہیئت کا حصہ ہے اور عرف عام میں "چہرہ" کہلاتی ہے ۔ اس دور میں غزل ، تعبدہ اور مثنوی کی طرح مراثیم کو عروج حاصل نہیں ہوا لیکن میر و سودا نے آنے والر دور کے مرثیہ گویوں کے لیے واستہ صاف کر دیا ، جس پر چل کر الیس و دبیر نے مرأيے كو ويسے ہى عروج إر پهنجايا جسے مير نے غزل كو ، سودا نے تعييدے کو اور میر حسن نے مثنوی کو پہنچایا تھا ۔ دلچمپ بات یہ ہے گا۔ میر حسن کے کلیات میں کوئی مرثیہ نہیں ہے اور جعفر علی حسرت کے ہاں صرف ایک مرئيد (سدس) ملتا ہے۔

اس دور میں دوسری اصنان سخن میں بھی طبع آزمائی ہوئی۔ رہامی ، قطعہ : شہر آشوب اور واسوغت بھی لکھے گئے ۔ قطعات غزلوں میں بھی ملئے ایں اور الگ بھی ۔ اس دور میں تطعے کی طرف خاص رجعان سلتا ہے ۔ سودا کے بال غزلوں میں کثرت سے قطعات سلتے ہیں ۔ میر کے بال بھی قطعہ بند غزلوں کی خاصی تعداد ہے ۔ تائم کے کلیات میں قطعہ بند غزلوں کے علاوہ ہ ، قطعات اور بھی ہیں ۔ قطعہ بند غزلیں دراصل بذیر عنوان کی تقلمیں ہیں جن میں ایک خیال یا احساس کو پھیلا گر بیان کیا گیا ہے۔ قطعے ، رباعی کی طرح ، چار مصرعوں کی بیشت میں بھی لکھے گئے ہیں اور رہاعی کی عضوص عروں میں نہ ہوئے کی وجہ ہی سے انھیں قطعے کا قام دیا گیا ہے ۔ اسی طرح صنف رہاعی میں ابھی کم و بیش اس دور کے سب شاعروں نے طبع آزمائی کی ہے۔ رہاعی میں اخلاق ، صوفیانہ ، ہجویہ ، عبرت و بے ثباتی دہر کے سفامین کے علاوہ شاعروں نے اپنی ذات اور اپنے تصور شاعری کے بارے میں بھی اپنے مخصوص نقطه تظر کا اظہار کیا ہے۔ میر حسن اور جعفر علی حسرت اس دور کے دو ایسے شاعر یں جنھوں نے باقاعدہ ردیف وار دیوان ِ وباعیات بھی تر تیب دیے ۔ میر حسن نے دیوان ِ رہاعیات کے علاوہ "در تعریف اُہل حرفہ و پسران اہل حرفہ" کے بارے میں بھی انگ سے رہاعیاں لکھی ہیں جو قارسی روایت کے مطابق شہر آشوب . گلمهلاتی تهیں ۔ ''ابتدا میں شہر آشوب ایسے قطعوں اور رہاعیات کا مجموعہ ہوتی تھیں جن میں غناف طبقوں اور بیشوں سے تعلق رکھنے والے لڑکوں کے حسن و جال افر ان کی دلکش اداؤں کا بیانے ہوتا تھا ا"۔ رفتہ رفتہ شہر آشوب ایک الک صنف بن گئی لیکن مختلف طبقور اور پیشوں کے لڑکوں کی تعریف میں تطعات و رہاعیات کا رواج بھر بھی باق رہا ۔ میر حسن کے کلیات میں یہ رہاعیات اارسی روایت کی اسی بیروی میں لکھی گئی ہیں ۔ جی صورت حسرت کے کلیات میں نظر آتی ہے ۔ "فصل دو شہر آشوب" میں حسرت نے غناف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لؤگوں اور عورتوں کے بارے میں 🔐 رباعیاں لکھی ہیں ۔ حسرت نے اپنے دیوان رہاعیات میں ہر رہاعی پر عنوان بھی تائم گیے ہیں مثار در توسید ، در مناجات ، در قعت ، در ذکر عشق ، در ذکر معشوق ، در ذکر دیوان خود ، در ذکر مرشد وغیرہ ۔ اس کے بعد دیوان کو پانخ فصلوں میں تنسیم کیا ہے النميل در ذكر سرايات معشوق ، قبيل در عيوب معشوق ، قبيل در منائم بدائع ، فصل در شهر آشوب ، فصل در بجویات'' اور بر فصل کے تحت بر رہاعی پر عنوان بھی دیا ہے ۔ "فصل در سنائع بدائع" میں شاید ہی کوئی صنعت ایسی ہو جو حسرت نے استمال لد کی ہو ۔ آن رہاءیوں سے حسرت کی استاداند قدرت اور فن شاعری پر گہری نظر کا بتا چاتا ہے ۔ اس دور کے شاعروں نے رہاعی

کو طرح طرح سے استعال کرکے اردو شاعری میں اس صنف کی اہمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم کردی ۔

الهاروين صدى كے "پر آشوب دور ميں كئى "شهر آشوب" بھى لكھے گئے -اردو میں شہر آشوب اس لظم کو کہتے ہیں جس میں کسی حادثے کے بعد شہر کی بریادی ، سیاسی ، معاشی و معاشرتی ابتری ، غنی طبقوں اور پیشہ وروں کی تباہ حالی سے پیدا ہونے والی صورت کو ہجویہ و طنزیہ انداز میں بیان کیا گیا ہو اور جس کے بڑھنے سے مجموعی تاثر توجے اور عبرت کا پیدا ہو ۔ شہر آشوب تعبدے ، مثنوی ، غنس ، مسدس ، رباعی ، قطعے کسی بھی بیثت میں لکھا جا سکتا ہے ۔ اردو میں شہر آھوب کی روایت فارسی سے آئی اور فارسی میں یہ روایت ارکی سے آئی؟ ۔ مسعود سعد سابان کے دیوان میں بھی ایک شہر آشوب ملتا ہے جو جہ فارسی قطعات پر مشتمل ہے جن میں مختلف پیشوں کے لڑکوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اکبر کے عہد حکومت میں یوسف علی حسیتی جرجانی نے "مقت الاصناف" كے قام سے ايسى مى سو رباعيوں كا ايک عموعد تصنيف كيا . شاہجہانی دور میں بہشتی تامی ایک شاعر نے ''آھوب نامن' پندوستان'' کے قام ہے ایک مثنوی لکھی جس میں ، ، ، ، ، اور ، ، ، ، ، میں ہونے والے واقعات کو موضوع سخن بنایا ہے ۔ اس میں غذاف طبقوں کی بد حالی ، عبلسی اختلال، بیشوں اور صنعتوں کی تباہی اور ہے روزگاری کو بھی ایان کیا گیا ہے ۔ اردو شہر آشوب کی روایت نے شاید اسی مثنوی سے اپنا چراغ روشن کیا ہے " ۔ میر جعفر زالی ، بد شاکر ناجی اور شاہ حالم کے شہر آشوہوں کا ذکر ہم چھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ اس دور میں جن شعرا نے شہر آشوب لکھے ان میں شاہ ماتم کے علاوہ میر ، رودا ، قائم اور جعفر علی حسرت کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان شهر آشویوں میں معاشرتی ، معاشی و سیاسی صورت حال کو بیان کرکے بتایا گیا ب كد بادشاهوں ميں عدل و انصاف نہيں۔ قاضى ، مفتى اور اہل كار رشوت خور اور چور ہو گئے ہیں - رزالوں کا دماغ آسان پر ہے اور امیر زادے بد حال ہیں ـ مسخرے مصاحب بن گئے ہیں اور گنچنی کی وجہ سے بھڑووں کا وقار قائم ہوگیا ہے۔ سیامی نوکری کرتا ہے تو اسے تنخواہ نہیں ملتی اور اسے گھوڑے کے چارے دانے کی خاطر سپر بنبے کے باں گروی رکھنی پڑتی ہے۔ قاضی کی مسجد میں گدمے بندھے ہوئے ہیں اور ذکر صلئوہ اور اذان کے بھائے گدھ رینکتے ہیں ۔ سوداگری نباہ حال ہے ۔ شاعر جو مستغنی الاحوال تھے ، رحم ییکم میں نطفہ ؓ خان کی خبر سن کر قطعہ ؓ قاریج ؑ ولادت لکھنے کی نکر میں رہتے ہیں ۔

مرشد اپنے مریدوں سے یوچھتے ہیں گا۔ آج عرس کھیاں ہے تاک، دال نخود و قلیہ و نان انھیں مل سکے ۔ ہائیس صوبوں کے بادشاہ کا یہ سال ہے کہ اس کے تعرف میں فوج داری گول بھی میں رہی ۔ منسد توی اور امیر ضیف ہو گئے یں۔ دانا امیر غالبہ نشیں ہوگئے ہیں۔ ان سے جو ملنے آتا ہے وہ ذکر سلطنت سے مند موڑ لیتے ہیں۔ فوج کا یہ حال ہے کہ اؤائی کے نام سے پیشاب غطا ہوتا ہے۔ بیادے نائی سے سر مثلاتے ڈرنے ہیں ۔ بھوک سے غادمان عل اور درباربوں کے امنه ، بوڑھی ہتھنی کے گال کی طرح پیک کر رہ گئے ہیں ۔ بیسے کی یہ قلت ہے که لوکروں کو اب یہ بھی یاد نہیں رہا کہ اس زمانے میں وہ چیٹا بتتا ہے یا کول ۔ کنویں میں آب ڈول کے بائے لاشیں بڑی ہیں ۔ نبیب زادیاں برقع پہنے گلاب کے پھول سا بجہ گود میں لیے پر آنے جانے والے سے خاک پاک کی تسبیح بیچنے کے بہانے بھیک مالک رہی ہیں۔ اگر ادب اپنے دور اور زندی کا آئینہ ب تو اس دور میں لکھے جانے والے شہر آشوب اس دور کا آئینہ ہیں ۔ سودا نے اپنے شہر آشوب میں حائم کے شہر آشوب کی روایت کو آگے بڑھایا ہے لیکن ساتھ ساتھ اپنی خلاقائہ قوت سے اس روایت کو ایسا نکھار بھی دیا ہے کہ سودا اور شہر آشوب ہم رشتہ ہو گئے ہیں ۔ میر نے بھی "مخس در حال اشکر" میں اسی قسم کے موضوع کو بیان کیا ہے لیکن یہ شہر آشوب سودا یا حام کے شہر آدوب کو نوں پہنچنا۔ قائم نے اپنے شہر آھوب میں معرکہ سکرتال اور اس سے بیدا ہونے والی بربادی کو موضوع سخن بنایا ہے۔ مربثوں نے شاہ عالم ثاقی کو ساتھ لے کر خابطہ خان پر حملہ کرتے روبیل کھنڈ میں وہ تباہی عباق تھی ك لوگ نادر شاه اور احمد شاه ابدالى كو بهول كئے تھے - تائم نے ، وى بندون کے اس غلس میں ، اپنے معاشرے کی تباہی و بربادی کا درد الک انشہ کھینچا ہے اور شاہ عالم ثانی کو بھڑوا ، خبیث ، اُلجا اور ظل شیطان ٹک کہا ہے ۔ اس شہر آشوب میں قائم نے شدید غم و غصے اور کرب کا اظہار کیا ہے۔ چی صورت جعفر علی حسرت کے شہر آشوب "نفس در احوال شاہ جہاں آباد" میں متی ہے جس میں احمد شاہ ابدالی کے حملے اور قتل عام کے بعد دہلی کی تباہی کی تصویر اتاری ہے ۔ شاہ کال نے اپنے طویل شہر آشوب میں آصف الدولد کے فوراً بعد کے حالات اودہ کو موضوع سخن بنایا ہے اور لکھا ہے گ فرلگیوں کی گائرت سے یہ شہر اور یہ ملک فرنگستان بن گیا ہے ۔ اب نواب کی شہنائی کے بجائے فرنگیوں کی ٹم ٹم بجتی ہے۔ عمل سراؤں میں گوروں کا پہرہ نے اور آب شاہ وزیر کے بجائے فرنگ مختار ہو گئے ہیں ، جس کے لتیجے میں پر

چیز تباہ ہو گئی ہے . ان سب شہر آشوبوں کے موضوع ایک دوسرے سے ملیر جلتے ہیں۔ ان میں موضوعات اور صورت حال کا بیان ، طرز ادا کے فرق کے باوجود ، ایک سا ہے اور اس کی وجد یہ ہے کہ سارے برعظیم میں سیاسی ، معاشرتی و معاشی حالات یکسال طور پر خراب تھے۔ سودا نے اس تباہی کا ذمہ دار بادشاہوں اور امراکی تااہلی ، ان کی بے دستوری اور خود غرضیوں کو الهديرايا ہے۔ جعفر على حسرت نے اسے معاشرے کے اپنے اعمال كا تتيجہ بتايا ہے اور شاہ کیال نے تا اہلوں اور ممک حراموں کے افتدار کو اس کا ذمہ دار الهمرایا ہے ۔ اس دور میں شہر آشوہوں کی مابولیت کا سبب یہ تھا کہ معاشرہ ابنی بربادی کے بیان کو اپنے تخیل کی آلکھ سے دیکھنے اور اس کے اسباب جالنے کا خواہش مند تھا۔ جیسے عبرت ، نصیحت اور فنا و بے ثباتی کے موضوعات اس دور میں منبول تھے اسی طرح شہر آشوہوں میں اپنی بربادی کی داستان پر آلسو بها كر معاشره ايني غم كو بلكا كر ربا تها ـ شهر آشوب اس دور مين غم و الدوه میں غرق معاشرے کا کیتھارس کر رہے تھے۔ اس دور کے شہر آشوہوں میں یہ خصوصیت یکساں طور پر ملتی ہے کہ حالات زمانہ کے واقعاتی بیان کے باوجود شاعرانہ تخیل اور الداز بیان نے تخلیقی سطح کو برقرار رکھا ہے ۔ ان شہر آشویوں میں شاہ حاتم ، سودا ، حسرت اور کمال کے شہر آشوب حسیاس السان کے حذیات ک ترجانی کرنے ہیں ۔ شاہ حامم کے شہر آشوب کا اثر سودا کے شہر آشوب پر بڑا ہے اور سودا کے شہر آشوب کا اثر الد صرف اس دور میں لکھے جانے والر دوسرے شہر آشوہوں پر بلکہ مصحیٰ ، جرأت ، راسخ اور قطیر اکبر آبادی کے شہر آشوبول پر بھی پڑا ہے ۔ اس صف سخت میں سودا سب سے زیادہ کامیاب بین ۔ اس دور میں ''واسوعت'' نے بھی مقبولیت حاصل کی ۔ واسوعت اس قظم

وہ ترکیب تنہ ، جو فارسی کا پہلا واسوغت کہا جاتا ہے ، دیوان وحشی کے قدیم اسخوں میں واسوخت کے قام سے درج ہے یا یہ عنوان بعد کا اضافہ ہے۔ خان آرزو نے اپنی لغت "چراغ پدایت" میں واسوغت کی اصطلاح تو نہیں دی ب لیکن واسوختن کے معنی "اعراق و رو گردائیدن" دیے ہیں"۔ نیم النی خان نے اکھا ہے کہ ''واسوعت بیزاری کو کہتے ہیں اور اس نظم کا نام ہے جس میں معشوق سے بیزاری اور عاشق کے لیے بے پروائی کا مضون اور دوسرے معشوق سے دل لگانے کی چھیڑ اکہ اس کو جلی کئی کہتے ہیں ، لکھیں ۔''ہ غزل میں مجبوب سے باتیں کی جاتی ہیں اور اس کے حسن و اداکی تعریف کو کے جذَّبات ِ حسن و عشق كا اظهار كيا جالا ہے . واسوخت غزل سے اسى طرح متضاد ب جیسے ہجو منسید تصیدے ہے۔ واسوخت میں اظہار عشق کے بجائے عبوب سے بیزاری کا اظہار کیا جاتا ہے اور دوسرے سے دل لگانے کی دھونس دی جاتی ے تاکہ محبوب بے وفائل سے باز آ جائے اور عاشق کی طرف متوجد ہو جائے۔ مظہر جانجالاں کے فارسی دیوان میں بھی ایک واسوغت ملتا ہے ۔ سودا سے پہلے آبرو (م ١٣٦١ ١هـ/٢٣١ م ع) نے ''جوش و خروش'' کے عنوان سے جو ترکزب بند لکھا ہے وہ بھی واسوغت ہے۔ شاہ حاتم کے دیوان قدیم میں ایک ترکیب بند السوز و گداز" کے عنوان سے سلتا ہے جو ۱۱۲۹ م ۲۵/۹۱ - ۱۵۲۹ کی تصنیف ب اور اس میں بھی ہیئت و موضوع وہی ہے جو آبرو ، سودا اور وحشی بزدی ع باں ملتا ہے۔ دیوان ِ تاباں کا ترکیب بند بھی موضوع کے اعتبار سے واسوخت ہے۔ میں کے کلیات میں چار واسوخت ملتے ہیں جو مسدس کی ہیئت میں ہیں لیکن موضوع وہی ہے۔ قائم چاند پوری کے بال بھی ایک واسوخت ملتا ہے جو میر کی طرح مسدس کی ہیئت میں ہے۔ کلیات میر حسن میں ابھی 19 بند کا ایک ترکیب بند ملتا ہے جو واسوخت ہے ۔ آبرو، حاتم ، سودا اور بزدی کے واسوختوں کے برخلاف اس کا ہر بند جہ مصرعوں کے بجائے آلھ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ دبوان بیان میں بھی ایک واسوخت ہے جس کا پر بند چھ یا آٹھ مصرعوں کے بيائے دس مصرعوب پر مشتمل ہے اور پر بند كا آخرى شعر فارسى ميں ہے ـ کایات جعفر علی حسرت میں بھی دو واسوخت ملتے بیرے ۔ ایک مخمس جس کا عنوان ''در شکوه و شکایت'' ہے اور دوسرے کا عنوان ''وا سوز'' ہے جس کا ہر بند آٹھ مصرعوں پر مشتمل ہے اور پر بند کا آخری شعر فارسی میں ہے۔ حسرت نے اپنے واسوغت کو ''وا سوز'' کا ٹام دیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اس نوع کی لظموں کا نام واسوعت رائع نہیں ہوا تھا۔ ہر شاء

گرائی بدد یا اسسان و مدن بین الله ایک کر اس کا اکنی دیران کام کرد دنیا تها با به بدن الاست در کردی بدد اکه دیدا تها ، ابرو یم اینی این نظر کا حداث الابول و صروفان - جام کے دیوا و گرائی بدد اور دیا ہے در دیگر دو شکاری کرائی جی سب کد بر بدس نے اگری بدد اور باتا ہے کا مسان گانا ہے - حداثی بلخ است کی دوران دیا ہوئے کا اس دور میں کام کا جائے اور سائے دوران بدہ و دوران کا بدوران کا دوران کا بدوران کا دوران کام کام کام دائے دائیں کام دائی دائیں کہ دوران کام کام کام دائیں کام دائی دائیں کہ دوران کا بدوران کام دائیں کہ دائیں کام دائیں کام دائیں کہ دوران کام بائیں کہ دوران کام دائیں کہ دائیں کام دائیں کام دائیں کہ دوران کام دائیں کہ دائیں کی دائیں کے دائم دائیں کہ دائیں کام دائیں کے دائم دائیں کہ دائیں کی دائیں کہ دائیں کہ دائیں کے دائم دائیں کہ دائی کر دائیں کہ دائیں کر دائیں کہ د

''عشق'' اس دور کا بنیادی رویہ ہے ۔ یہ دور اپنے ظاہر و باطن کا اظہار اسی حوالے سے کرتا ہے - ظاہر کے اظہار کو عشق مجازی اور باطن کے اظہار کو عشق حقیقی کا نام دیتا ہے ، لیکن دونوں کے اظہار کے لیے علامات و اشارات ایک سے استعال کرتا ہے ۔ اسی لیے مجاز و حقیقت ایک ہی ایبرائے میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ جن علامات کے ذریعے درد نے اپنے تجربات و واردات کا اظہار کیا ب انھی علامات کے ڈریسے میر اور سودا نے اپنے تجربات کا اظہار کیا ہے۔ جام و مے ، ساتی و سے خالہ ، رند خراباتی ، بیر مغان ، بت و بت خالہ ، دیر و حرم ، مسجد و کلیسا ، تینم و سنان ، گل و بلبل ، بهار و شزان ، عدو و رقیب ، شمع و پروانه ، شاء و گدا ، زلف و گیسو ، غمزه و ادا ، تسبیح و زلار ، زاید و كافر ، قائل و صياد ، ريزن و رايهنا ، كشتى ، سفيند ، بحر ، موج وحباب ، للغدا و گرداب ، ساز و رئص ، فراق و وصال وغیره اس دورکی بنیادی علامات بیس . ان علامات میں مفہوم کی الٹی تہیں ہیں اور یہ علامتیں فارسی و اردو شاعری میں اتی عام ہیں کہ غزل کی شاعری دورے ابلاغ کے ساتھ اشاروں کی شاعری ین گئی ہے۔ ان علامات سے احساس و معنی کی آئی شعاعیں لکاتی ہیں کہ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ان سے لطف الدوز ہوتا ہے۔ پر دور ان علامات کے معنی اپنے زمانے کے پس منظر میں سمجھتا ہے ، اسی لیے جور قلک ، صباد و تفس ، ناصع و محتسب اور زابد و کافر وغیره کے معنی ہر دور میں بدلتے رہے ہیں -ید ساری علامات "عشق" کی تاہم یی اور ساری بات ، سارے تجربات الهیں کے ذریعے بیان کمیے جاتے ہیں ۔ یہ دور عشق کے حوالے سے السان ، کاثنات اور خدا کے رشتوں کو سمجھتا ہے۔ قرآن کے مطابق اللہ ودود (عاشق ، چاہنے والا) ہے۔ انجبل کے مطابق خدا عشق ہے ۔ جی عشق ساری کائنات پر حاوی ہے : ع اک عشق بھر رہا ہے کمام آسان میں عشق زلدگ کا آمنگ اور نظام عالم کا ناظم ہے : کیا حقیقت کہوں کہ کیا ہے عشق

حق شناسوں کا ، ہاں غدا ہے عشق

(100) میر کے تزدیک عشق می خالق ، خلق اور باعث ایجاد خلق ہے جس پر انھوں نے اپنی مثنوبورے اشعاد شوق ، ادریائے عشق اور اسماسلات عشق کے آغاز میں روشنی ڈالی ہے ۔ سرایا آرزو ہونے سے السان اعلی متصد سے بٹ جاتا ہے ۔ دل نے مدعا کے معنی بیں کد تمام خواہشات کو ترک کرکے ایک اعلی مقصد ير مارى توجه مركوز كر دى جائے اور اسى كا حصول مقصد حيات بن جائے :

صرایا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہے کو

وگرند ہم غدا تھے کر دل نے مدعا ہوتے (40) روایت کی رو سے یہ بہت بڑا انسانی اور انقلابی نقطہ ؓ نظر ہے۔ سیر کے نزدیک عشق کا بھی وہ تصور تھا جو اس معاشرے کے انسان میں نئی زندگی کی روح پھونک سکتا تھا۔ میر کے دور میں کسی مقصد کے لیے جانے دینا ایک عجوبہ بات تھی۔ میر نے موت کے روایتی تصور کو ، جو مجاہدالہ تصور ہے ، اپنے تصور عشق میں شامل محرکے اپنی شاعری کے ذریعے واضح کیا اور موت کو زندگی سے ہم رشتہ کرکے ایک نیا تسلسل پیدا کیا ۔ میر کی مثنوبوں کے سارے کردار عشق کے اعلی منصد کے لیے ایسے جان دے دیتے ہیں گویا یہ بھی زندگ کا ایک تسلسل ہے، اور وصل محبوب کے لیے ، جو اعلیٰ متصد کا اشارہ ہے ، اس سنزل کو سر کرنا ضروری ہے ۔ جی وہ تصور عشق ہے جو اقبال کی شاعری میں لئی توت کے ماتھ ابھرتا ہے ۔ میر نے اس تصور عشق کو ، اپنی شاعری کے فویمے ، انسانی تخیل کا حصہ بنا کر جذباتی و عملی سطح پر محسومات کی شکل دے دی ۔ میر درد کے بال بھی عشق ہی سے نظام کائنات فائم ہے ۔ عشق ہی السان کو علویت کے درجے پر فالز کرتا ہے ۔ عشق ہی ساری السانی علتوں کا طبیب ہے جس کے سامنے عقل عاجز ہے اسی لیے حقیقت مطابق کا ادراک عقل کے ڈریمے نہیں ہو سکتا ۔ یہ کام عشق ہی کے فریعے انجام پا سکتا ہے ۔ میر دود كے بان عشق عازى مرشد سے عبت كا نام بے اور يہى عشق عازى اسے مطلوب حقیقی تک چنجا دنا ہے۔ جی وہ تصور عشق ہے جو ہمیں مولانا روم کے بال ملتا ہے اور یمی وہ تصور ہے جو ابن العربی کے ہاں ملتا ہے جہاں سارے تعبورات ، ساری کائنات عشق کے دائرے میں سمٹ آتے ہیں ۔ جب ابن العربی کرے ہیں ''امیرا دل پر ایک مورت کا سماری ان گیا ہے۔ یہ طوالوں کے لیے
کہ براقد بیان و میدال راوروں کے لیے انتقاد اور یہ بینوں کے لیے
مدور مطابعی کے کیے کہ اور ان ورائع کو کامارات میں بنہ بینوں
پر دیاجوں کے کے کہ اور ان اور ان کیا کہ ان کا گروان مجھ نے جار میں میں
میں مواد دینے به اور می میدال ان ''لا وی ان کیے مورت سے کو لیا گریا
میں میرا دینے به اور می میدال ان ''لا وی ان کیے مورت سے کو لیا 'گریا
'' استکمی کا با معامل میں میں کہ انسانی تو ان کا لیے بات ہیں کی
میرا کہ بات کا معامل میں میں کہ انسانی تو ان کام کر ان کا ان کی کہ
میرا کیا گیا کہ ان انسانی کا بہتی کہا گیا ہے ان کہ انسانی کو ان کام
میرا کیا گیا ہے کہ انسانی کردن واقع کیا ہے ان کہ انسانی کو دور کام ان میں مدود
ہریے بات انسانی کردن میں کہا گیا ہے ان کہ ان میں دور کام
ہریے بات کہا ہے دور کام کرتے وہ دور خواری میل در کام کرتے وہ

اس دور میں ، عشق کی علوی سطح کے ساتھ ساتھ ، السائی عشق کی عام سطع بھی جت واضح ہے۔ اس معاشرے میں عورت پردے میں رہتی تھی اور عورت مرد کو ایک دوسرے سے ملنے جانے کے مواقع حاصل نہیں تھے اس لیے اس دور کا عاشق ہجر ژدہ ہے۔ ہجر کی لے وصل کی کیفیت پر حاوی ہے۔ اس دور کے عاشق اور آئج کے عاشق میں فرق یہ ہے کہ آج کا عاشق اپنی همبوبہ سے ملتا اور کار یا اسکوٹر پر اس کے ساتھ پھرتا ہے ۔ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باع ی سر کرتے ہیں ، ساتھ سفر کرتے ہیں ، ایک دوسرے سے لگ کر بیٹھتے ہیں ، ایک دوسرے کے ساتھ سنیا دیکھتر بین اور ہوٹلوں میں کھانا کھانے ہیں ۔ اس ملتے جلتے سے عشق میں ہجر کے بجائے وصل کی سرشاری پیدا ہوتی ہے۔ آج کا عاشق اپنے محبوب سے براہ وات مخاطب ہے۔ میر و سودا کے دور کا عاشق اپنے عبوب سے براہ راست مخاطب نہیں تھا بلکہ اپنی بات اشاروں کاایوں میں عبوب تک چنجاتا تھا۔ اردو غزل کا انداز خود کلاسی انھی معاشرتی پابندیوں کا نتیجہ ہے ۔ لیکن جب کبھی اسے محبوب سے ملنے کے مواقع میسر آ جائے تو وہ اسی طرح ملتا جس طرح آج کا عاشق ملتاً ہے۔ میر حسن کی مثنوی السعر البیان'' میں بے نظیر اکل کے گھوڑے' ہر سیر کرتا جب بدر متیر کے نمانہ باغ میں اُترٹا ہے تو ملاقات پر وہی کچھ ہوتا ہے جو آج کے عاشق و میوب کے درسیان ہوتا ہے ۔ مبر کی مثنوی 'معاملات عشق' میں یا میر اثر کی مثنوی ''نمواب و خیال'' میں جب عاشق و معشوق آیک دوسرے سے ملتے ہیں تو وہاں۔ بھی جی صورت سامنے آتی ہے ۔ صرف معاشرتی رواج اور پردے کی

پابندیوں نے وہ صورت ِ قراق بیدا کر دی ٹھی جو ہمیں اس دور کی شاعری میں

عام طور پر نظر آتی ہے۔ امرد پرسی اور طوائف سے عشق کی روایت بھی پردے اور مرد عورت کو الگ الگ رکھنے کے رواج سے پیدا ہوئی تھی ۔ جار دیواری میں رہنے والی عورت سے عشق کرنا یا اس کے وصل سے سرشار ہونا ایک ایسی ناقابل برداشت بات تھی کہ سارا معاشرہ اٹھ کھڑا ہوتا تھا ۔ ایک بار تواب شجاع الدولہ نے ناتگوں کے سردار راجه ہمت بهادر کی معرفت ایک گھٹری عورت کو حاصل کر لیا ٹو بارہ بزار کھتری لنگے باؤں ننگے سر احتجاج کرنے دیوان رام نرائن کے ساتھ بہنچ گئے ^ فتح روپیل کھنڈ کے بعد شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں کی الهاره سالہ لڑکی کو بلوایا تو اس نے پنگام وصل بیش قبض جائے مخصوص کے پاس ایسا مارا که وه اس زخم سے جال بر له پنو سکا ـ ۹ شجاع الدوله ساری عمر طوائنوں سے دل جلاتا رہا اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں گیا ، لیکن جب پرده لشینوں پر نظر کی تو معاشرے نے اسے برداشت نہیں کیا ۔ اسی معاشرتی رواج کے باعث طوائف نے اس دور سی ایک تہذیبی ادارے کی شکل اغتیار کر لی تھی۔ یہی صورت حسین لڑکوں کے ساتھ تھی۔ مرزا علی لطف نے تاباں کے ذیل میں لکھا ہے گد ''ہندو مسابان ہر کلی کوچے میں ایک نگا۔ بر اس کے لاکھ جان سے دیرے و دل المر کرتے تھے اور برے کے برے عاشقان جالباز کے یاد میں اس لب جان بخش مسبحا دم کے مرتے تھے ۔" ۱ بد باقر حزین کسی جوان رعنا پر عاشق ہو گئے اور اسی کشمکش عشق میں جان دے دی ۔ ا ا بہی صورت التناب وائے رسوا کے ساتھ بیش آئی جس کا ذکر ہم چلے کر چکے ہیں ۔ اسی لیے

اس دور کا عبوب پرجائی ہے: بنائم ہے ، جنگ جو ہے ، کافر ہے ، سک دل ہے (نفاد) اور اسی روپ بین اس دور کی فاعری میں نظر آتا ہے: پیچھے اس کے جو لگا اتنا بھرے ہے حسرت

ہاتھ آیا ہے ترے وہ بت پرجائل کیا (حسرت عظم آبادی)

برگز میرا وحشی السد بسوا رام کسی کا وه صبح کو بے بسار مرا ، شام کسی کا (ففان)

اد سن سکون که کبهی یال کبهی بو غیر کے گهر بیار رود تو بیال بی رود وین تو ویس (جعفر علی حسرت) جند علی حسرت کے یہ تین شعر اور دیکھیے جن سے اس دور کے عاشق و محبوب کے روبوں کا فرق سامنے آتا ہے :

قته و قسائل و آشوبر جهال يدنى تم ظساله و مشودگر و آفت جال يدنى تم نمت و زار و دل افكار و حزير يدنى بم كل رخ و سيم ندن و غانجه دوال يدنى تم خوار و آفاره و ليم چاره غيب يدنى بم خوار و آفاره و ليم چاره غيب يدنى بم شعرة و خاناز و سم كار رسال يدنى بم

عرض کہ عشق کے حوالے ہی سے یہ معاشرہ انسانی و ماورائے السانی ، جسانی اور وحمانی رشتوں کو دیکھتا اور سنجھتا تھا ۔ اٹھارویں صدی اُردو شاعری کی غیر معمولی ترق کی صدی ہے اور میر و

سودا کا دور اس کا ایک قطم عروج ہے ۔ اُردو شاعری کے اس دور کے بارے میں عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا اُردو شاعری کے عروم کا تعلق سیاسی زوال سے ب یا پھر شاعری کا عروج سیاسی زوال کے دور میں بوتا ہے ؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس عروج کا تعلق سیاسی زوال سے نہیں بلکہ سیامی زوال کے ساتھ نارسی زبان کے اثر و افوذ کے کم سے کم ہونے اور اس صدی كے آغر لك اس كے غائمے سے ہے . اس دور زوال میں وہ بند ، جو فارسي زبان نے اُردو زبان کے دریا پر بائدہ رکھا تھا ، ٹوٹ گیا ۔ اس بند کے ٹوٹٹر ہی سوکهی ، پیاسی ژرخیز زمین سرسبز و شاداب بنو کثی اور ادب کا رشته براه راست عام آدسی سے قائم ہوگیا ۔ اسی کے ساتھ وہ دبی ہوئی تخلیتی قوتیں بروئے کار ا گئیں جو اب تک بے استعال ہڑی تھیں ۔ جی عمل اطالوی شاعر دائٹر کے دور میں ہوا تھا جب اس نے اپنی شہرہ آفاق ٹمنیف "طرید" غداوندی"؛ لاطرنی زبان کی بجائے ، جو فارسی کی طرح عدود و عصوص طبتے کی زبان تھی ، اطالوی زبان میں لکھی . میر اثر نے جب اپنی مثنوی "غواب و غیال" لکھی تو ان ک بات دیکھتے ہی دیکھتے پر طبقے میں پہنچ گئی اور اس کی وجہ بھی ہی تھی کہ یہ مثنوی فارسی کے بھائے رہنے (اُردو) میں لکھی گئی تھی ۔ میر اثر نے اس بات کا اللہار ان اشعار میں کیا ہے :

> ایک تو ریخت، ہے "صبل زیسان دوسرے جب کہ ہو یہ شوعی بیان

بسکد سمجھے ہیں اس کو سارے عوام جن کو نے نظم سے ، نے نائر سے کام

فارس کے مسند انتدار سے ہٹتے ہی اُردو شاعروں کو بھی وہی منام مل گیا اور دربار سرکار ، امراه و توابین کی ویسی می سربرستی حاصل مو گنی جیسی اب تک صرف قارسی گویوں کو حاصل تھی ۔ میر اپنی اُردو شاعری ہی کی وجد سے رعایت خان اور راجه ناگره ل کے مقرب اور آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہوئے تھے ۔ سودا بھی سہرہان تحال رند ، شجاع الدولہ اور آمف الدولہ سے أردي شاعر كى حيثيت ہى ہے منسلك تھے . مير سوڑ بھى مبربان شان راد اور أصف الدولد کے دربار سے اسی حیثیت سے وابستہ تھے ۔ میر حسن شاعری کے تعلق ہی سے سالار جنگ اور ان کے بیٹے کے سوسل ہوئے۔ یہ صرف چند مثالیں یں ورانہ اس دور کے سب قابل ذکر شاعر کسی نہ کسی چھوٹے یا بڑے دربار سے وابستہ تھے اور یہ دربار عظیم آباد ، مرشد آباد ، دکن ، روبیل کھنڈ ، اودھ ، کرانگ وغیره میں اُردو شاعروں کی سرپرسی کر رہے تھے - تواب و امراه کے ہاں صیدہ شاعری الگ قائم تھا۔ مرزا احسن علی احسن کے ذکر میں مصحفی نے لکھا ہے کد "انواب وزار مرحوم کی سرکار میں صیعه شاعری میں عزت و استیاز رکھتے تھے ۔ ۱۳۴ جعفر علی حسرت کے بارے میں اکھا ہے گہ ''اب تک پیشه شاعری ذریعه معاش رہی ہے۔ آخر آخر کیچھ عرصد صاحب عالم مرزا جبالدار شاه کی سرکار میں بھی عزت و استیاز رکھتے تھے ۔"" ا شیخ ولی اللہ میں کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''چند سال سے مرشد زادہ آقاقی مرزا بھد سلیان شکوہ بهادر کے حضور میں استیاز رکھتے ہیں ۔ اسما اس طرح اس دور میں اُردو شاعری بھی فارسی کی طرح ذریعہ معاش بن گئی تھی ۔ عوام ، جو اب تک لطف شاعری ے عروم تھے ، اُردو شاعری میں گہری دلچمبی لے رہے تھے ۔ اتبجے کے طور پر اُردو شاعری کا چرچا عام ہوگیا اور عوام خود بھی شاعری کرنے لگے ۔ اثهارویں صدی میں لکھے جانے والے تذکرے دیکھیے تو مشاعروں کے عام رواج کا پتا چلتا ہے۔ ہد اتی میر کے بال پر سمپنے کی پندرہویں ٹاریخ کو مشاعرہ ہوٹا تھا ۔ ۱۵٬۰ مرزا جواں بخت جہاندار شاہ کے ہاں سمینے میں دو مرتب مشاعرہ ہوتا تھا۔ ۱۹ 'ادستور الفصاحت'' سے بتا چلتا ہے کہ مرزا حاجی ، مولوی محب اللہ اور سید ممبر اللہ خان غیور کے بان پابندی سے مشاعرے ہوتے تھے ۔ ۱ تواب بد یار غان بهادر ، مرزا ميذهو ، فرزند ٍ لواب شجاع الدوله كے بان بزم مشاعرہ قائم تھی۔ مرزا سلیان شکوہ کے ہاں لکھنڈ میں مدت تک مشاعرے ہوتے رہے۔ ۱۸

اس مور کی بادری کی برای می برخت میں سابق آئی ہے کہ آورد مادیں کے بعد آئی در میڈان کے بعد آئی در میڈان کی بھی مادی مور مورانا کی بھی میڈان میں مدادات مدادات میاد مدادات میاد مدادات م

 $a = \frac{1}{16} - \frac{1}{2} \left[ \frac{1}{16} \left( \frac{1}{2} + \frac{1}{16} \frac{1}{16} \frac{1}{16} - \frac{1}{16} \right) \right]$   $-\frac{1}{2} \left[ \frac{1}{16} \frac{1}{16} \frac{1}{16} + \frac{1}{16} \frac{1$ 

جن کے سبب ہے دیر کو تو نے کہا غراب اے شرخ آن ہوں نے مرے دان میں کور کیا زاہدا شرک ختی کی بھی خبر تک لینا ساتھ پر دائد ''سیج کے زائار بھی ہے نہ'کیوں ازار ک سیری ہی شیخ جی می لین

(درد)

(2)2)

سرين جو چير وضو داب داب رکھتے يون (نامم) چين مصلتے په چهڙکيے نہ شراب اپنے آئين ميب وہ پاک نہيں (نائم)

به سم شاه دورگ خواشاروی که دیوان خد به استان دورگ خواشاروی در دورگ خواشاروی که دیوان خواشاروی که دیوان خواشاروی که دیوان خواشاروی خواشاروی که می خواشاروی که می خواشاروی که می خواشاروی که دید خواشاروی که دیشتری اداره می خواشاروی که دیشتری که دیشت

 ایسک پساری تو کیسا قتل اک عسالم طسالم پهر یه لے پاله مین شمشیرکمر کیون تو کئسی دهوپ مین جلتی بین غربت وطنون کی لائمیں کا میں کی کوچے میں حکمر مالیا، دیوار لد ٹھا گار کے درجی سرآنا: میں اس اور اور ٹھا

تیرے کوچے میں مگدر سایہ دیوار لہ ٹھا (میر) گئے تیدی ہو ہم آواز جب میناد آ لوٹا یہ ویران آشیانے دیکھنے کو ایک میں چھوٹا (میر)

(26)

رم ناش بیٹھے ہے کہاں خواہور آزادی کا ننگ ہے تسام رہائی تری صیادی کا (ب

نگ ہے قبام رہائی تری صیادی کا (میر) ہم گرفشار حسال ہیں اپنے طباقسر کہر بسریادہ کے صافعہ (میر)

رمی انہ پختگی عالم میں دور خاسی ہے ہزار حیف کسینوں کا چرخ حاسی ہے (میر)

عشقیہ علامات کے یہی وہ اشارے لھے جن کی مدد سے یہ دور اپنے جذبات و تجربات کی ترجانی کر رہا تھا ۔ اُردو شاعری کی عام مقبولیت کا سبب بھی جی تھا که قاری و شاعر کے درمیان براء راست اور گهرا رشتہ قائم تھا۔ وہ لوگ جو أردو شاعری پر ید اعتراض كرتے ہيں كد اس ميں جور و ستم ، غم و الدو، اور کل و بلبل کے علاوہ کچھ نہیں ہے ، الھیں چاہیے کہ وہ اس شاعری کو علامات کی روایت کے حوالے سے دیکھیں - اگر شاعری کو صرف لفوی معنی کے حوالے سے دیکھا جائے تو دلیا کی ساری شاعری آج بے معنی ہو جائے گی ۔ بھر نحزل کا تو مزاج می ید ہے کہ وہ حقیقت کو مجاز کے آنجل میں چھیا لبتی ہے - ستر دلیران کو حدیث ِ دیگراں میں اور زندگی کے واقعات و قلبی واردات کو محصوص علامتوں کے ذریعے بیان کرتی ہے - پہلے بھی اسی طرح بیان کرتی تھی ، اُس دور میں بھی اسی طرح بیان کیا اور آج بھی اسی طرح بیان کر رہی ہے۔ اُس دور میں تبال سے لے گر دکن تک فرائل غلبہ ٹیزی سے ہو رہا تھا۔ میر و سودا اور دوسرے معاصر شعرا کے بان قرنگ کا نفظ بار بار استمال ہوا ہے ۔ یہ لفظ جب غزل کے مزاج میں عشق کا اشارہ بن کر شامل ہوا او اس دور کے تعلق سے معاشرے کے دلی احساسات کی ترجانی کرنے لگا ۔ مثار دوسری صف کے شاعروں کے یہ چند شعر دیکھیے :

دین و آئین۔ فرنگی سب کیے ہیں اختیار پھر عبت کیوں رسم نحوک و سے گلہ باق رہے (شاہ ٹراب) غلبہ قوم نصارا بسکہ دستا پر طرف مرطبور ابنا شناب اے میدی آغر زماں (شاہ تراب)

در همور (به عناب الے سیدی اعر رمان (شاہ تراب) مسرت کے دل کو بندگیا چار سو سے گھیر کیا گیری زائد میں بھی ہے قبار فرانگ شوخ (جعفرعلی حسرت) قبار فرنگ را آف لہ کافر کافر چو ہو تعییب

ید فرات بهنما میشد گراتار می ریا (حسرت عظم آبادی)

ہارا حسال ایٹ اب تو انگ ہے صیاد قس ہے یا کہ یہ تید فرنگ ہے صیاد (حسوت عظم آبادی)

نہ چھٹا اس کی زلف سیس جو پھنسا حج ہے قبدر فرانگ کے مسائنسد (شاہ بھی بیدار)

برقد و الدولان کا اگر کیوس کے حوالے ہے والے مرد وہ عموب ہو در مرکز کر الدولان کے بورس می آن کے بروس میں آن کا الدار آئر کی بھر الدولان بھی ال

اس دور کی ایک فابل و کر بات یہ ہے کہ مختلف استانی سعن میں عشقی فئی اصولوں کی بابندی کا گی ، بنششوں کی چستی ، عاوروں کا ہر عمل اور عام (ان) کا ادی سطع پر استیال ، فارس و عربی نظون کو عام طور پر محت تلقظ کے ساتھ پرتنے ، مسائل بدائے کو فنی چاپلکسنے کے حالت اور جرو اور فائید و رویا کو محت و حسن کے ساتھ استیال کرنے پر خاناس آور دیا گیا۔ اس دور کی ہر تنقیدی زبان میں ''سهمل'' کا لفظ اکثر استعال ہوتا ہے جس سے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ غلط زبان ، غیر موزوں الفاظ اور صنائع بدائع کے سست استعمال سے شعر سہمل ہو جاتا ہے ۔ اچھے شعر کے لیے ضروری ہے کہ شاعر جو کچھ کھنا چاہتا ہے وہ اس طرح کمیے کد سب سمجھ لیں۔ اس دور میں ندرت بیان پر بھی زور دیا گیا تاکہ جو خیال یا مضمون شعر میں آئے وہ ندرت بیان کی وجہ سے ستنے یا پڑھنے والے کو نیا معلوم ہو ۔ فارسی حرف و قعل کا استعال بھی برا صجها گیا ۔ ایسی فارسی تراکیب کے استعال کو جائز سنجھا گیا جو اردو زبان کے مزاج سے مطابقت رکھتی ہیں ۔ میر نے نختف شعرا کے کلام پر جو اصلاحیں دى يين أن مين اسى معيار كو بيش نظر راكها ہے - الكات الشعراء مين شاعرى کو اس معیار سے دیکھنے اور پر کھنے کا رجحان دلتا ہے ۔ سودا نے عبرت الباغلین؛ میں سہمل کا لفظ انھی معنی میں استعمال کیا ہے۔ 'تفزن لکات' میں قائم نے اسی الدار نظر سے شاعروں کے کلام پر رائے دی ہے ۔ اس دور کے بہی تغیدی معیار اور اصول نند تھے۔ تذکروں میں شاعروں کی مدح و قدح اسی لقطہ لظر سے کی جاتی تھی ۔ اسی لیے اس دور کے تذکروں سے شاعر کی انفرادیت اور ایک شاعر اور دوسرے شاعر کے مزاج کا قرق سامنے نہیں آتا ۔ جبال انفرادیت تمایاں الرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں اتنا کہد دیا جاتا ہے کہ میں کے شعر اشتر ہیں یا میر کا کلام آہ ہے اور سودا کا کلام واہ ہے۔

ان موز عن باود عامرون کے افتاری کانے کے مصلے اور دھرا کے بوستیہ المستوان میں دوسا کے دوس کے

میں حروف نہجی کی ترتیب کو فانم نہیں رکھا ۔ قائم چاند بوری کی جی طبقائی اقسم میر حسن کے تذکرے سے ہوتی ہوئی 'آب حیات' اور آب حیات سے شعر المهند اور اکل رعنا ایک اور کل رعنا ہے آج لک اسی طرح قائم ہے . میر حسن نے اپنے تذکرہ شعرائے اردو (۱۱۹۳ه/۱۵۱۸ع) میں طبقات کی تقسیم تو قائم کے لذكرے كى طرح قائم ركھى ليكن ہر طبقے كے شعرا محو حروف تہجى كے اعتبار ے ترتیب دیا۔ اجھمی ارائن شغیق نے اپنے تذکرے ا چنستانے شعرا ا (ه،۱۱۵م/۲۰ - ۱۲۱۹ع) کو ابیدی اصول سے ترتیب دیا ـ اردو شعرا کے یہ سب تذکرے فارسی زبان میں لکھے گئے ۔ علمی و ادبی تصانیف میں اُردو تثر کا رواج ابھی عام نہیں ہوا تھا۔ اس صدی میں اردو شعرا کے اور تذکرے بھی لکھے گئے جن میں خواجہ خان حدید اوراگ آبادی کا تذکرہ 'کلشن گفتار' (١١٦٥/١١٦٥ع) ، مرزا افضل يك غان ناقشال كا تذكره تمنة الشعرا (۱۱۹۵ مرود در المرود على المرود المرود المرود على المرود کے ذیل میں ان کے اردو اشعار بھی انتخاب میں دیے گئے ہیں ۔ اسد علی عال کتا اورنگ آبادی کا تذکره اکل عجالب، (۱۹۹ه/ ۱۵۸) ، امر الله اله آبادی کا لذكره امسرت افزا (۱۹۳ه/۱۱۹۹) ، مردان على خان مبتلا كا تذكره گشن سخن (۱۹۰ه/۱۹۸۰)، شورش عظیم آبادی کا تذکره "بیادگار دوستان"ت (١١٩١ه/عمداع) ، عشتي عظم آبادي كا الذكرة عشتي (١١٩ه ١٩٨١م) ، ابراييم خان غليل كا تذكره كلزاد ابراييم (١٩٨ مم ١٨٠٠ عدد ١٤)، علام محى الدين عشق و مبتلا میرثهی کا تذکره طبقات سخن (۲۱۲ه/۹۸ - ۱۵۹۵ع) ، مصحفی کا لذكرة بندى (١٠٠٩ه - ١٠٠٩ع) ، قدرت الله شوق كا تذكره طبقات الشعرا (۱۱۸۹ م/۱۵۱۱ ع) وغیرہ اسی دور میں لکھے گئے ۔ ان الذکروں سے ذوق ادب کے عام ہونے میں مدد ملی ۔

ہے۔ ''بادگار دوستان روزگار'' سے ۱۱۹۱ہ برآمد ہوتے ہیں ۔

برعظم کے تخلیق فہنوں کو میراب کرنے لگتا ہے اور اس تخلیق عمل میں ، (بان و بیان کے بکسان معیار کے ساتھ ، سارا برعظم شریک ہو جاتا ہے ۔ اس ع ساتھ فارسی کوئی کا طلعم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جاتا ہے اور اردو زبان و ادب کی بڑی روایت قائم ہو جاتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ قارسی ادب کو پیچھے چھوڑ کر اگلی دو صدیوں میں اس سے آگے لکل جاتی ہے۔

اس بوری صدی میں ادبی زبان و بیان میں انٹی ٹیزی سے تبدیلی آئی ک اگر جعفر ذالی (م ١٠١٥ م/١١١٤) كى زبان كا آبرو (م ١١٠ م/١٠١٠) كى زبان ے ، آبرو کی زبان کا بنین (م١٩١١ه/٥٠ - ٥٥١٠م) اور مير کی زبان سے متابلہ کیا جائے تو بنین نہیں آٹا کہ اتنی بڑی تبدیلی ، آٹنے کم عرصے میں ، زبان میں آ سکتی ہے ۔ اس بوری صدی میں زبان مسلسل اپنے لہجے ، آہنگ اور دغیر، الفاظ کے ساتھ بدلتی رہی اور میر کی وفات تک اس نے ایک ایسی معباری شکل اختیار کر لی گا. میرکی زبان کم و بیش ویی ہے جو آج ہم بولتے اور لکھتے یں . اس دور میں ایک اہم بات یہ ہوئی کہ شاعروں نے اپنی زبان کا رشتہ عام بول چال کی زبان سے قائم گر لیا ۔ میر زبان کی سند لفات یا اسائلہ کے کلام سے نہیں بلکہ اُس زبان سے لیتے ہیں جو ان کے چاروں طرف یا جامع مسجد کی سیڈھیوں پر بولی جا رہی ہے ۔ میر دود کے بان بھی جی صورت ہے لیکن وہ خواص کی ڈبان کو بھی نظر الداز نہیں کرتے۔ میر اثر کا دیوان اور مثنوی خواب و غیال ، دولوں عام بول چال کی زبان ہی میں لکھے گئے ہیں ۔ سودا نے عوام کی زبان سے اپنا تعلق ضرور باق رکھا لیکن انھوں نے خواص کی زبان کو الرجيع دى أسى ليے ان كے بان قارسيت زياد، بے اور الفاظ بھى زياد، صحت ِ الفظ ك ساته استمال مين آئے يين - شاك مير لفظ "دارائي" كو عام زبان كي ييروى میں ، "متلاشی" کے معنی میں استعال کرتے ہیں جب کد سودا کے بال تلاشی ك بائ "متلاشى" بى استعال بوا ب :

ع جو گوئی تلاشی ہو ترا آہ گدھر جائے (مير) م نے اکر ہے دنیا کی اند دین کا متلاشی (mecl)

لیکن یہ النزام سودا کے ہاں قصائد و غزلیات وغیرہ تک عدود ہے ۔ بجویات میں وہ زبان کو زیادہ آزادی کے ساتھ استعال کرتے ہیں ۔ اس دور کے بڑے اور قابل ذکر شاعروں کی زبان کا مطالعہ چوں کہ ہم آئندہ صفحات میں کریں گے اس لیے بیان اس دور کی زبان کی صرف چند عام خصوصیات کی طرف اشارہ · 5 10  (۱) اس دور میں زبان و بیان ایک معار پر آ کر سارے برعظیم کے لیے کمان طور پر ذبال قبول پوکٹے اور طابحیان آباد کی زبان اور عارہ مستند ہو گیا ۔ زبان کے مسلس اور رکاارک استمال ہے اظہار بیان میں غیر معمولی فرت پدیا ہوگئی ۔

نے عام طور پر قارس کی وہی تراکیب استثمال کیں جو آورو زبان کے مزاج سے مناسبت کرکھتی لہیں ۔ (ب) اس دور میں ''ان'' کا کر جع بنانے کا رواج کم ہو گیا لیکن 'کم ہوٹ کی باوجرد یہ طریقہ اور دوسرے طریقوں کے ساتھ استمال ہوٹا ہوا ۔ اس دور میں تفاقی کی جو بند خلف موروی

ہوں ہوں ۔ اس دور میں تصور میں عصور میں ہے چند محص صور ہیں ع کوئی ان 'طوروں'' ہے گزرے بے قرے نم میں مری (میر) ع 'کسی کی 'افتاد دا' کے تصور میں ہوں بارو روز و آمب (سودا) م می آفت دار خواندالہ' کسی میٹ میں میں اور ماد امار ادر م

ع وبی آمت دل امانتال کو وقت پیم سے بھی بار تھا (میر) ع انتخابی کما کیا اعمادا ہیں جن عاکد (میر) ع وب اکتریتان میں راتبی امارایان (میر) ع وب اکتریتان کی کھالیں کے بیم (تالم) ع گریباں کی تو تائم مدتوں ادھیتیں افراقی ہیں (تائم)

ع بزار 'خوائی' بی آب میں اور بیان دو پشم (حسرت عظیم آبادی) م بر ایک بے 'گستائین' ہم ہی ہے ادب ہے

(حسرت عظیم آبادی) (س) اس دور میں عربی ، فارسی اور بندی الفاظ کے درمیان واو عطف کا

استعال عام ہے جیسے :

ع کوئی اشلاص و بیار رہنا ہے ع بوجھے ہے بوران و بھل کی خبر اب تو عندلیب (سودا) اسی طرح اردو لفظ کو عربی فارسی لفظ کے ساتھ علاست ِ اضافت ہے سلامے کی بھی ستالیں ملتی ہیں جیسے :

مائے کی چھی تعدیا صحیح : ع اس طائر المدجھ کو کہاں تک پڑھانے (مبر) اس دور بین زبان منجھ کو حالت ہو گئی ۔ کرخت اور کوردرے اللظ کی جگہ نرم اور شانسہ الناظ کے لئے کی ۔ لاکا کی جگہ لگا ، لوہو کی لبوہ ؛ جاکہ کی بجائے جگہ وغیر استمال ہونے لگے ۔ اس

سارے دور میں لفظوں کو ترسانے کی طرف عام میپاوٹن مشا ہے۔ آٹسے اب اس یس منظر میں اس دور کے ان شاعروں کا مطالعہ کریں جنھوں نے اُردو شاعری کی روایت کو آگے بڑھایا اور پھیلایا ۔ آگے بہت میں ہم سمب سے پیلر عجد تنی میر کا مطالعہ کزیں گئے۔

## حواشي

آگارشات ادیب: پرونیسر مسعود حسن رشوی ادیب، عی چیب،
 کتاب لگر لکهنتو ۱۹۶۹م میاحث: ڈاکٹر سید عبداللہ، ص چ. ج و ج: ج، عبلس ترقی ادب لاہور

مباحث: ١١٥ -

1970ع -- ايضاً -

سـ چراغ بدایت : سراج الدین علی خان آرزو ، ص ۱۹۵ ، مطبوعہ علی بھائی شرف علی اینلہ کمپٹی پرائیویٹ لمپٹلہ بمبئی ، ۱۹۹۹ ۔

۵- بحرافصاست : نجم الدني خان ، ص ۱۱۹ ، بار دوم ، نولکشور لکهنؤ

اول ، ص ۱۹۱ ، لابور ۱۹۲۰ع -\_- السان اور آدمی : بهد حسن عسکری ، ص ۲۱۸ ، مکتبه جدید لابور

- 61900

۸- سد مایی "اصحید" لاپور شاره ۲۰ ، ص ۲۰ ، لاپور ، جولائی ۲۰۹۱ وع -

 ١٠ تاريخ اوده: حكيم عهد نجم الغثى خال (جاد دوم) ، ص ١٩٣٠ ، لولكشور - E1919 3 - E . ١- گلشن يند : مرزا على لطف ، ص ٨٠ ، دار الاشاعت ينجاب لايور ٢ . و ٠ ٠ -۱۱- تذکرهٔ رافتد گویان : فتح علی گردیزی ، ص ۲۹ ، انجنز ، ترق اُردو

اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ع -۱۱- ۱۲- ۱۱- ۱۱ - تذکرهٔ بندی : غلام بسدانی مصحف ، ص ۱۱ ، ۱۱ ، ۱۲ ،

انجمن ترق أردو ، اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ ع -١٥- لكات الشعرا : بعد التي مير ، ص من ١٥٠ م ١ لطامي يريس بدايون ١٩٢٠ع -

١٦- گلشن بند : ص ١٩ -

د ١- دستور الفصاحت : ص جح (مقدمه ص ثب) ، مندوستان پريس ، وامدور

٨٠٠ مجموعه فقر ع قدرت الله قاسم ، مقدم صفحه لط و م . بتجاب يونيورسي ، - E1988 1 78813 -و و - ايضاً ؛ مقدمه صفحه لم و لط -

## اصل اقتباسات (فارسي)

"در سرکار نواب وزیر مرحوم بصیفه" شاعری عزو استیاز داشت ." # 11 CP "تا این مدت معاش بد بیشه شاعری بسر برده . آخر آخر چندے 091 C

در سرکار صاحب عالم مرزا جهاندار شاه بهم عزو امتیاز داشت ـ" "الز جند سال بسيد،" شاعرى در حضور مرشد زاده آفاق مرزا عد m 4 1 . m

سلیان شکوه جادر امتیاز کمام داشت -"

## مجد تقی میر حیات ، سیرت ، تصانیف

indigitally service  $\frac{1}{2}$  and  $\frac{1}{2}$ 

الى - الأخرر ميرا "مين مير خ اين والله كو پر جگد على حتى لكها به ليكن ليك جگد : جب خواجه كه الله دير كل وايد چها مسام الدولد كه پاس كے كئے تو الدول خواجات كه الله بير سر از كرست أن تو برم به است لست "" اس عد معلم به والا كه مير كه والد كا تام به على تها — افزاكر حراجاً به تقى مير مراجه عبدالمدى ، ص چه ، اتمين ترقی أودو ، اوراک آباد ، ، ، ۲۰۱۹ -

یشی (زوجہ کید حسین کام) بہذا ہوئے ۔ بہی بحد تنی بڑے ہو کو خدائے سینن میر تنی میر کمپلائے اور اُردو زبان و ادب پر ایسے گہرے تقوش ثبت کیے کہ رہنی دلیا تک ان کا نام بانی رہے گا ۔

چہ تئی میں (م۱ و ۱ و ۱ و ۱ مینان موہ و ۱ و ۱ و ۱ و ۱ و ۱ مینان موہ میں ۔ و متیں - ۱ دوران کی دلائد کے بارے میں منتقب آراد میں لیکن یہ سب لبادات دوران چہارم اسفہ عمد آزاد کی اس مینان کے بعد میں مورف میں کے بینچہ یہ میں میں بہانے کے اس کار کردار یہ مینان کی عمر کے میں میں میں میں کے داماد ، بہانے میں مادکر دادر یہ میسان کیا ہے کہ نے کہ میں میں ملی قبل کے لئر کا لکیا ہوا ہے اور دوران اور اور اسازت کیل کے لئے کہ میں کے ان کے اس کے میں میں کا کہا ہوا

یں رغبت کے سابھ عابیت ہیے ۔ علما ان کی مقدرت فرما ہے۔ جہ عست عنی عند نے ہے ؟ شعبان سند مذکور کو ؛ جب چار گھڑی دن بال تھا ؛ تحریر کیا ۔ اس دیوان پر ،یر مقفور کے داماد میر حسن علی تمانی کے دستنظ بیں ۔ ۳۰۔

اس تمریر سے یہ چند باتیں سامنے آئیں :

: 4 4

(۱) میر کا انتقال . بر شعبان کو جمعہ کے دن شام کے وقت ۱۲۲۵

میں ہوا ۔ (۲) التقال کے وقت میر علمہ سٹہٹی میں رہتے تھے اور اس وقت ان کی

(۲) المناف كے وقت عير مسا سبھى عين روح عيد اور اعل وقت ان ئي
 عدر . و سال ہو چكى تھى .
 (۲) شنبہ (سنبچر) كے دن ، ٢ شعبان گو دويبر كے وقت لكھنؤ كے

رم بیار کردن میں کے مال ۱۹ میں اپنے آریا کے قریب مداون پورٹے ہے اس میں اپنے آریب مداون پورٹے ۔ اس طرح اگر ۱۳۲۵ میں سے قزمت کائل دیے جائیں تو سائل ولادت ۱۳۲۵ / ۲۲ م ۲۲ کاتا ہے ۔ اس سند بیدائش کی مزید تصدیق اسی دیوان چہارم بر لکھی ہوئی اس دارت سے بھی ہوتی ہے جو ''سواغ میر نئی میر'' کے زیر سوان کسی معدوم نذکارے ''الوادر الکمار''' سے نقل کی گئی ہے ۔ اس عمارت کا ابتدائی حدا یہ ہے ۔

اصلا اکبر آباد کے تھے۔ ١١٣٥ء کے آخر میں پيدا ہوئے۔""

ان شوایدگی روشی بدی مولوی عبد الحن کا متعین کرده سال ولادت بر ۱۹۵۰ هجر کی تصدیق کا متعین کا درده سال ولادت بر ۱۹۳۶ هم جر کی تصدیق کا دالالل به جن بید سال بیمنائش ۱۹۳۰ هم «در بوتا یی» نابل قبل ایک نیز در پتر ادر میر کا مال ولادت ۱۹۲۵ همتین بر جاتا یی - دیر کی واقات بر سمیش نے اس

الز حر دود مصحف نے کہا حق میں اس کے "موا تظیری آج" ۸
۱۳۲۵ = + ۲۲۲۱

اور تابط عـ "الواقع "فره شده الماليات" هـ سال وقاف وجود 18 (8) .

الواقع عـ "الواقع (جود الموجوع") في دوجوع" كا الموجوع الموجوع الموجوع الموجوع الموجوع الموجوع الموجوع الموجوع الماليون الموجوع المو

میر آیک نہایت شرایب کورلے سے تعلق رکھتے تھے - ان کے والد بھ علی سنٹی درویش صف السان تھے اور برطبلے میں اد سبی ، کم از کہر اکبر اباد میں اپنے قید و تفویل کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے - بینی وجہ تھیں کہ جب اپنے والد کی وقات (۱۲ رجب ، ۱۳۵۰م)، دسمبر ۱۳۶۲م) آپ کے بعد کیارہ ساتھ

فند میر کے مند بولے چینا امان اللہ عبد کے دن بیار ہوئے اور دوسرے دن التقائل کیا ۔ اس وقت جیسا کہ ''ڈکر میر'' میں اپنے والد کے موالے سے (بلید ماشند اگلے صفحے بر)

(بقيم حاشيه صفحه گزشته)

سنہ دیا جو اور لاکیا ہے تہ '''یہ تاریخ لا استقا مناہم ہے۔'' (ج – ج) ان بعض ایل طعر کا طایل ہے کہ صدر طبقہ ہے آکر اکر آباد نہر نیاز کے الکیا میں مخال درست نہیں ہے - وظیفہ یا کر اکبر آباد واپس چلے جائے کا تبوت اس بات ہے بھی ملت ہے کہ دکر سر س ہے رہ اور کا کہ اور اور کائی واقعہ میں ملتا شرک کہ نادر شاہ کے مسلح کا جر بھی کول کر کم نین ہے ۔ پھر کیاوں ساتھ

(بقيد حاشيد اكلے صفحے ير)

ہو گئے ۔ اس وقت دہلی کی حالت ٹیایت تبلہ تھی ۔ تادر شاہ کی لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری نے شہر و اہل شہر کو برباد و قارش کر دیا تھا ۔ اس لیر 17 عرم 110 الربل 121ع ١٣ كو جب نادر شاه ن دنى سے كوج کیا اور کچھ عرصے بعد حالات ذرا معمول پر آئے تو میر ناچار ہو کر دوسری بار دلی بہنوے ۱۳ اور اپنے سوتیلے ماموں سراج الدین علی خان آرزو کے بال ٹھیرے ۔ اس وقت میر کی عمر سترہ سال تھی ۔ آرزو کے ہال میر تنزیباً سات سال وے جس سے وہ بعد میں منکر ہو گئے اور "ذکر میر" میں صرف اتنا لکھا ک "کچھ دن ان کے پاس رہا ۔" سراج الدین علی خان آوزو کے پاں سات سال رہنے کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ میر آرزو سے ناراض ہو کر جب رعایت خان ے متوسل ہوئے تو پہلی اور ۱۱۹۱ه/۸۱ - ۱۳۵۱ع میں ، جب احمد شاہ ابدائی سے مقابلہ کرنے کے لیے شاہی الواج کوج کر رہی تھیں اور رعابت خال بھی الواج كے ساتھ تھا ، وہ رعايت خال كے ساتھ نظر آتے ہيں۔ مير نے لكھا ہے کہ الی اس سفر میں خان متظور کے ساتھ تھا اور غدمات بیا لاتا تھا ۔"٥١٥ اگر رعایت خان سے ان کی ملازست کو ۱۹۱، سے ایک یا دو سال پہلے بھی مان لیا جائے (مالالکہ ۱۱۹۱ھ سے پہلے رعایت خان سے کسی تعلق کا کوئی ذکر نہیں ملتا) توگویا ۔ ۱۹،۱۹/ ۱۱،۵ تک وہ خان آرزو کے ہاں مقبم تھے۔ بھر شام كے كھائے ير، جيساكد ذكر مير ميں لكھاہے ، خان آوزو سے مير كي تلخي ہوئی اور وہ کھالا چھوڑ کر چلے گئے اور حوض قاضی پہنچے۔ وہاں علم اللہ نامی شخص الهیں قدر الدین خان کے پاس لے گیا ۔ گویا رعایت خان تک پہنچنے میں ، خان آرزو سے الگ ہو کو ، انھیں بہت کم وات لگا جس کے ساتھ اپنے موجود ہونے کا ذکر وہ ١٦١١ه/٨٨ - ١١١١ع مين پيلي بار گرتے ہيں -بد تنی میر نے اپنی تعلیم و تربیت اور خان آرزو سے کسب فیض کا ذکر

(بقيم حاشيد صفحه کزشتد)

میر النے جھوٹے بھائی خد رضی اور البنی بین کو اکبر آباد میں جھوڑ کو دمیل آئے تھے اور ان کا اکبر آباد وابس جانا ضروری تھا ۔ اس لیے جب مسلم العوادی اور ان کے بعد ان کا میر رو البند بعد بھائی کو ''لابناہوا اس دیکری ادبیل رسید'' (ڈکر میر ، س جہ) کے اللاظ لکھے ہیں ۔ آگر وہ اس خرصے جین آگری آباد میں نہیں رہے تو ''البابار بار دیکر'' کے گیا معنی

بھی ''ڈگٹر میر'' میں ٹیوں کیا بلکہ لکھا کہ ''شہر کے دوستوں سے چند گتاییں پڑھیں ۔ الار یہ بھی لکھا کہ میرے سوتیلے بھائی مانظ بد حسن کے لکھنے پر که "سیر بد تق فتنه" روزگر یه ، برکز اس کی تربیت نمیں کرنی چاہیے اور دوستی کے پردے میں اس کا کام (تمام) کر دینا چاہے انا خان آرزو نے آنکھیں بھیر لیں اور ایسی دشنی اختیار کی کد "اس کی دشنی اگر تفصیل سے بیان کی جائے تو ایک الگ دفتر چاہیے ۔۱۸۱۰ آخر جب ید صورت حال تھی تو میر نے اپنے تذکرے "تکات الشعرا" میں آرزو کے بارے میں یہ عبارت کیوں لکھی کہ ''اس فن بے اعتبار کو کہ ہم نے اختیار کیا ہے (آرزو) نے ہی اعتبار دیا ہے ۔"19 اور الهیں "اوستاد و پیر و مرشد بندہ" کے الفاظ سے کیوں غاطب کیا ۔ لگات الشعرا اور ذکر میر دونوں کے بیان متخاد بیں ۔ ان میں سے ایک ہی بات صحیح ہو سکتی ہے۔ آرزو کا انتقال ۱۹۹۱ه/۱۵۵۱ع میں ہوا۔ لكات الشعرا هـ ١١٥٨/١٥٥١ع مين مكمل بوا اور ذكر سيركا آغاز ١١٨٥/٨ ۲ء - ۱ عداع میں ہوا - اس وقت آرزو میر کے کسی بیان کی تردید کرنے کے لیے موجود لہ تھے۔ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ آرزو جیسے یکانہ ؑ روزگار کے ہاس نوعمری کے زمانے میں میر تقریباً سات سال رہیں اور آرزو ان کی تعلیم و تربیت لہ گریں ۔ آرزو کے گھر میں رہتے ہوئے میر کو وہ سہولت میسر تھی جو گئے دوسرے کو نہیں تھی۔ اس امر کا ثبوت کہ میر نے آرزو سے گسب لیض کیا ، اس دور کے تذکروں سے بھی ملتا ہے ۔ قائم نے ، جو دیلی میں میر کے قریب ہی رہتے تھے ،۱۱ لکھا ہے کد "سدت تک ان (آرزو) کی غنست سیں استفادۂ آگاہی (علم) کرکے اسم و رسم بھم پہنچایا ۔''۲۲ میر حسن نے ''ان (خان آرزو) کے شاگردوں میں سے ہے '۲۲' کے الفاظ لکھے ہیں۔ قدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے کہ ''جناب فیض مآب خان مشار'' الیہ (آرزو) سے نسبت تلمذ بھی رگھتا ہے لیکن غرور کی وجہ سے کہ جس نے اس کے دمانے میں جگہ ال الله عن الله عليات عد ، جو دراصل اس ك الم سرمايه افتخار ب ، بورك طور پر انکار کرتا ہے ۔ اس کے غرور و نشوت کے بارے میں کیا لکھوں ۔ اس كى كوئى حد نهيں ہے ۔" \*\* تذكرهٔ عشتى ميں "تربيت كردة سراج الدين على غان آرزو "٢٥٠ كے الفاظ ملتے ہيں ۔ نوادر الكملا ميں لكھا ہے كه "پدر بزگوار ع سائم ك بعد ١١ سال كي عدر مين دېلي ككے اور سراج الدين علي خان آرزو ع مکان پر قیام کرکے علوم عللی و اتلی کی تکمیل کی۔ بعد میں جب ان کے درسیان جدائی واقع ہوئی تو رؤسائے عظام کی سرکار میں بسر کی ۔ ۳۹ ان ممام

الكرام الوزون الوزاع السرام من خود مرح تم اليم انترائل كل هذا به ايات الماض المرافق ا

كل مكل ، يال و كويال وغيره ـ "٢٥٠

آرو فادی کے آغاز کے بارے بین معادت علی معادت امروہوں کے حوالے نے ذکر میر میں لکھا ہے کہ ''اس موزنز نے تھی رائش کی فرند میٹروں کی فرند میٹروں کے بچکہ لاک انسان میں مور نہ کا بچک ''' ایسٹ کے نائے جن راط خیدا رکھا تھاں معادت عالی العر نے بہ لاکتان ہے : آئمبل مساحت عالی العر نے بہ لاکتان ہے : ''ابہ نظر فران میں کے معادل جوان میں جوئی وحثت اور اسٹرائٹ کے

حوظ ایست و بقائم جوال اور زفان و کام بران گونی هر شامی.
وکو لک و ام بالکت رسوال عامل دخام بسند آلی . بران کی کو دهنام
وکو با بالکت راین کوران کوران نیا ، شان آزور یخ کیا کد است مرزو
کندها مرزود دمای اسروان سے جواب اور زشت کا وار کرنے سے
میش میر خواب می جواب دورند است میر ووال اس میر بود اللی امیر
ویستان اوران که کال مصر با سے دوگی . بعد اسلام میر میر دار میر
خواب کروان که کال مصر با سے دوگی . بعد اسلام میر با سے
میان آزادی که نشت میر با سے میستان دو باید کی سور چار میر رسان کی
خواب کروان کی خدمت میں باید میست توابات کے اس والی که گیا مراز
اوران سے زوادی کی در کان مال آزاد در نال کی گیا کہ گیا مراز
اوران کے انسان میں باید میست توابات کے حال اوران کا کے گیا کہ گیا مراز

جسن میں صبح جو اس جنگ مجو کا نام لیا صبا نے تھے کا آمیو رواں سے کام لیا میر صاحب نے اس کمو سن کر ایسیہ" یہ مطلع اؤھا : بازے آگے ترا جب کسو نے اام لیا دلو شم زدہ کمو اپنے تھام لیا دلو شم زدہ کمو اپنے تھام لیا خان آرزو فرط خوشی سے اچھل ہڑے اور کہا خدا چشم بد سے عقوظ

عادت عال قاصر کے اس بیان سے یہ بات سامنے آتی ہے گا، میر نے اس ڈسانے میں ، جب وہ عالم جنون میں تھے، خان آرزو کے مشورے پر ریختہ گوئی شروع كى - يد ١١٥٣ ، ١١٥٣ (١١٥ - ١١٥٠) كا زماله ي - مير ١١٥١م 1279ع میں دلی آئے اور کچھ عرصے بعد جنون کے مرض میں سبتلا ہو کر الزلداني و زنجيري" بوگئے - جنون مير كا خانداني مرض تھا اور ان كے چھا اسى ایاری میں فوت ہوئے تھے ۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ پورے طور پر صحت یاب ہوتے میں لگا۔ اس جنون کا ذکر میر نے تفصیل کے ساتھ ''ڈکر میر'' میں کیا ہے اور اس موضوع ہر ایک مثنوی "غواب و خیال" بھی لکھی ہے۔ بیاری کے دوران شاعری کا آغاز ہوا اور بیاری کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ میر میں شعر کوئی کی صلاحیت پیدائشی تھی ، جلد ہی مشق بہم پہنچا کر شعرائے دیلی میں نتاز ہو گئے۔ میر نے اکھا ہے کہ ''میرے اشعار ممام شہر میں بھیل گئے اور جھوٹے الووں کے کان ایک پہنچ گئے ۔" اام میر ۱۱۵۳ سے ٠١١٦٠ (٢٠٦١ سے ١٣٠٨ع) لک آرزو کے پاس رہے اور بھر رعایت خان کے متوسل ہو گئے ۔ احدد ثناہ ابدالی سے جنگ میں قسر الدین خان بری طرح زخمی ہوئے اور وفات یا گئے۔ اسی اثنا میں غد شاہ کے انتقال کی خبر بہنچی ۔ رعایت خال صفدر جنگ کے بسراء دہلی پہنچے - میر بھی ان کے ساتھ دہلی آئے ۔ ہد شاہ کے بعد احمد شاه ۱۹۱۱ه/۱۹۱۸ مین تخت پر بیشها تو صفدر جنگ کو اپنا وؤیر مقرر کیا اور راجد بخت منکه کو اجمیر کا صوبیدار بنا کر اس کے اپنے بھائی کی سر کوبی کے لیے روالد کیا ۔ رعایت خال بخت سنگھ کے ساتھ تھا اور میر رعایت خال کے ساتھ تھے۔ یہ شوال ۱۱۹۱ه/ستمبر ۸سماع کا زمانہ ہے۔ ۳۲ اسی غر میں میر نے خواجد اجمیری کے مزارکی زیارت کی ۔ کچھ دن بعد جب بخت سنگھ اور رعایت خاں میں جھکڑا ہوگیا اور میر ان دونوں کے درمیان صلح صفائی کرانے میں ناکام رہے تو رعایت خاں کے ساتھ وہ بھی دہلی آگئے ، لیکن بعد توسل بھی زیادہ عرصے انہ رہا ۔ ایک دن چاندنی رات میں ایک مراثی کا لڑکا رہایت خاں کے سامنے کا رہا تھا ۔ رعایت خان نے میر صاحب سے فرمائش کی ک اس لڑکے کو اپنے چند شعر یاد کرا دیمے ناگ یہ انھیں ساڑ پر کائے۔ میر کو بد بات ناگوار گزری لیکن بھر بھی اپنے پاغ شعر اسے باد کرا دیے اور دو تین دن بعد کھر بیٹھ گئے ۔ رعابت خاں نے مبر کا بھر بھی خیال کیا اور

ان کے جھوٹے بھائی بحد رضی کو اپنے باں سلازم رکھ لیا ۔٣٣ یہ واقعہ ١١١٢ه/ ومداع کا ہو سکتا ہے۔ کچھ عرصے بعد میر نے خواجہ سرا لواب جادر جاوید عال کی ملازمت اختیار کر لی اور بنشی نوج اسد بار شال السان کی سفارش پر گھوڑا اور تکلیف ٹوکری سے معانی ملکی ۔٣٣ مير کا يه زماله تدرے آرام و فراغت سے گزرا۔ اسی عرصے میں الهوں نے اپنا الذكرہ "ثكات الشعرا" مكمل كيا ليكن جب ٨٦ شوال ١٩٥ وه٥٦ /٨٦ اگست ١٥١١ع كو صندر جنگ نے ضالت كے بهائے جاوید خان کو اپنے ہاں بلا کر قتل کرا دیا تو میر بھر نے روزگار ہو گئے -اس بے روز کاری کے زمانے میں صندر جنگ کے دیوان سہا اراین نے میر تجم الدین على سلام ف كي باله الهين كرجه بهيجا اور شوق سے بلوايا تو مير كے چند سهينر اور نراغت سے گزر گئے۔ اسی زمانے میں (۱۱۹۹ه-۱۵۵۰م) میر نے عان آرزو کا بڑوس چھوڑ دیا اور امیر خان انجام کی حویلی میں اُٹھ آئے۔ دہلی کی حالت دکر کوں تھی ، امراک باہمی آوبزشیں روز لئے نئے کل کھلاتی تھیں۔ عه ۱۱۹/۵۱ - ۱۵۵۲ع میں صندر جنگ کی حالت سے مریثوں نے بھر دلی کو تاراج کیا اور عاد الملک نے احمد شاہ کو قید کرکے . و شعبان عمراد الم ، جون مهداع كو آلكهون مين سلائبان بهير كر الدها كر ديا . مير كا يد مشمور شعر اسي واقعے كى طرف اشارہ كرتا ہے :

شیاب کہ کعل جوار تھی عاک یا جت کی اٹھی کی آلکھوں میں پھرنے سلائیاں دیکھیں

ف دگفت الشعرا میں میر نے لکھا ہے کہ 'افتیر وا یا او از تہ دل اعلامی است. چنانچہ اکثر اوفات اتلاق باہم فکر شعر کودن و گھ ڈون و مزاح کمودن میں النٹ' (س میر، اعظامی بورس، اعظامی میں میں علی المدین علی بیام اکبر آبادی کے بیٹے تھے ۔ (ج -چ)

کے سپردکی ۔ میر نے لکھا ہے کہ "راجہ کا کلام ثاقابل اصلاح تھا اور میں نے ان کی اگار تصنیقات پر خط کھینے دیا۔ ۳۵۳ اسی زمانے میں راجد ٹاگرمل نیابت وڈارت پر فائز ہوئے۔ 121، ۱۹/2021ع میں اسد شاہ ابدائی نے بھر حملہ کیا اور لاہور کو روندانا ہوا دلی پہنچا اور اس کی ایسٹے سے ایسٹے بیا دی ۔ میر کی معاشی مالت خراب سے غراب او ہوگئی۔ ذکر میر میں لکھا ہے کہ "میں کہ (پہلے ہی) اقیر تھا اور نقیر ہوگیا ۔ میرا حال ہے اسبابی اور نہی دستی کی وجد سے ابتر ہو كيا . شايراه ير جو ميرا جهولبڙا تها ، مسار پوكيا ٢٨٠٠ اسي عالم مين مير راجہ جگل کشور کے ہاس گئے اور روزگار کی شکایت کی ۔ راجہ کی مالی حالت خود خراب تھی لیکن وضع دار اور شریف النفس انسان تھا۔ انھیں راجہ ناگرمل کے پاس لے گیا ۔ وہ بہت لطف و عنایت سے پیش آیا اور دوسرے دن جب شعر و شاعری کی محفل جمعی تو گلبها "میر کی پر بیت موتی کی مانند ہے ۔ اس جوان کا طرؤ مجھے بہت پسند ہے ۔ ۳۹۰۰ اس کے بعد ایک سال آرام سے گزر گیا ۔ اسد شاہ ابدالی کے اس حملے کے بعد میر اپنے اہل و عیال کے ساتھ دئی سے نکال کھڑے ہوئے اور ابھی آٹھ نو کوس کی مسافت طے کرتے ، نے سروسامانی کے عالم میں ، ایک نیڑ کے لیجے بیٹھے تھے کہ راجہ جگل کشور کی بیوی وہاں سے گزریں اور میر کو بے آسرا دیکھ کر اپنے ساٹھ برسانہ لے گئیں ۔ میر ویاں سے کاساں ہوئے ہوئے کھمیر چنجے ۔ اس اثناء میں راجه ناگرمل بھی وہاں آ گئے ۔ میر ان کی خدمت سیں حاضر ہوئے اور وہاں سے لکل جانے کی اجازت چاہی ۔ راجہ نے کہا کیا "بیابان مرک" میں جانے کا اوادہ رکھتے ہو ؟ اسی دن غرج کے واسطے گچھ بھیجا اور وظیفہ بدستور سابق دستخط کرکے عنایت کیا ۔ حالات کی خرابی کی وجہ سے راجہ نے بیان حکونت اختیار کر لی تھی ۔ راجہ ٹاگرمل سے میر کا توسل ١١١١ه مع ١١٨٩ (١١١ع مع ١١١٠ع) لک تقريباً ١١ سال تائم ريا . ابھی یہ ہلائیں تمام نہیں ہوئی تھیں کہ عاد الملک نے عالمگیر ثانی کو بھی قتل کرادیا ۔

ان کے چھوٹے بھائی بحد رشی کو اپنے ہاں سلازم رکھ لیا ۔۳۳ یہ واقعہ ۱۱۹۳ھ/ ومهداع کا ہو سکتا ہے ۔ کچھ عرصے بعد میر نے نعواجہ سرا لواب بھادر جاوید عال کی ملازمت اختیار کر لی اور جشی نوج اسد یار عال السان کی سفارش پر گهوڑا اور ٹکلیف لوکری سے معانی سلکنی ۔ ۳۳ میر کا یہ زمانہ قدرے آرام و فراغت سے گزرا۔ اسی عرصے میں انھوں نے اپنا تذکرہ ''نگات الشعرا'' مکمل کیا لیکن جب ٨٢ شوال ١١٥ ١٨٥ مما ١٨٥ اگست ١٥٥١ع كو صندر جنگ نے ضافت كے بيانے جاوید خان کو اپنے بان بلا کر اتل کرا دیا او میر پھر نے روزگار ہو گئے۔ اس مے روز کاری کے زمانے میں صفدر جنگ کے دیوان میا لراین نے میر نیم الدین على سلام ف كے ہاتھ انھيں گچھ بھيجا اور شوق سے بلوايا تو مير كے چند سھنے اور فراغت سے گزر گئے۔ اسی (مانے میں (۱۹۹۹-۱۹۵۹ - ۱۵۵۱ع) میر نے عان آرزو کا بڑوس چھوڑ دیا اور امیر خان انجام کی حویلی میں اُٹھ آئے۔ دیلی کی مالت دکر گوں تھی ، امرا کی باہمی آویزشیں روز انے نئے کل کھلائی تھیں ۔ ١١٦٥ه م ١١٥٥ عين صفدر جنگ كي حالت سد مريشون في اهر دلي كو تاراج کیا اور عاد الملک نے احمد شاہ کو قید کرکے . 1 شعبان ع ١١٩٨ ، جون سمه دع کو آنکهوں میں سلائیاں پھیر کر اندھا کر دیا ۔ میر کا یہ مشمور شعر اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے :

شہاں کہ کعل جواہر تھی عاکم یا جن کی انھی کی آلکھوں میں پھرنے سلائیاں دیکھیں

ف ـ تكات الشعرا بين مير في لكها فيه كد "افتير را با او از تد قل اعلامي است . چنامه اكثر اوقات اللقل بايم فكر شعر كودن و گپ زدن و مزاح كودن مي اقت:" (س و م و د نظامي ويري بدايرن ۱۹۰۰ ع ) ـــلام مير شرف الدين على يام اكبر آبادي كل يكي تفي - ( ح - ج)

کے سپردکی ۔ میر نے لکھا ہے کہ ''راجہ کا کلام لانتابل اصلاح تھا اور میں نے ان کی اگٹر تمنیفات پر خط کھینچ دیا۔ " اسی زمانے میں واجد ٹاگرمل لیابت وزارت پر فائز ہوئے۔ ١١١ ه / ١٥٥ ع مين احمد شاہ ابدالي نے بھر حملہ كيا اور لاہور کو روادتا ہوا دلی پہنچا اور اس کی اینٹ سے اینٹ ہا دی ۔ میر کی معاشی حالت خراب سے خراب از ہوگئی۔ ذکر میر میں لکھا ہے کہ "میں کد (ملے می) نقیر تھا اور نقیر ہوگیا ۔ میرا مال ہے اسبابی اور نمیی دستی کی وجہ سے ابتر ہو كيا - شايراء ير جو ميرا جهونيڙا تها ۽ مسار ٻوگيا -٣٨٠٠ اسي عالم مين مبر راجہ جگل گشور کے ہاس گئے اور روزگار کی شکایت کی ۔ راجہ کی مالی حالت عود خراب تهي ليكن وضع دار اور شريف النفس انسان تها . الهين راجد تاكرمل کے پاس لے گیا ۔ وہ بہت لطف و عنایت سے پیش آیا اور دوسرے دن جب شعر و شاعری کی محفل جمی تو کہا "میر کی ہر بیت موتی کی مانند ہے ۔ اس جوان کا طرز مجھے بہت ہے۔ اوا میں کے بعد ایک سال آرام سے گزر گیا ۔ احد شاہ ابدائی کے اس معلے کے بعد میر اپنے اہل و عبال کے ساتھ دئی سے نکل کھڑے ہوئے اور ابھی آٹھ نو کوس کی مسافت طے کرکے ، بے سروسامانی کے عالم میں ، ایک نیڈ کے لیچے بیٹھے تھے کہ راجہ جگل کشور کی بیوی وہاں سے گزریں اور میر کو یے آسرا دیکھ کر اپنے ساتھ برسانہ لے گئیں ۔ میر وہاں سے کاماں ہوتے ہوئے کھمبیر پہنچے۔ اسی اثناء میں راجہ ناگرمل بھی وہاں آ گئے۔ میر ان ک غدست میں ماضر ہوئے اور وہاں سے لکل جانے کی اجازت چاہی ۔ راجد نے کہا کیا "بیابان مرک" میں جانے کا اوادہ رکھتے ہو ؟ اسی دن خرج کے واسطے گچھ بھیجا اور وظیفہ بنستور سابق دستخط کرکے عنایت کیا ۔ حالات کی خرابی کی وجہ سے راجہ نے بیاں سکولت اختیار کر لی تھی۔ راجہ ٹاگرمل سے میر کا الوسل ١١١١ه مع م١١٨ (١١١ع عد ١١١٠ع) تك تتريباً ١١ سال تائم ريا . ابھی یہ ہلائیں تمام نہیں ہوئی تھیں کہ عاد الملک نے عالمگیر ثانی کو بھی قتل کرادیا ۔

ید و زماند تها که مربط شال پند مین دادنانے بهر ربیہ تھے ۔ بیاؤ ئے خیل پر فید کرتے کہ اور مغر مردا دائیکہ آتونی دے رہے کو الحاجیات ان کی کو معرف کردیا کو شہدادہ جوان شد پر شام امان کی آتا کہ تھے پر شام کا در ایک اور ان پر بیان امار اور الک کک کا دلائد بھی اپنے تبخیر میں کر لیا - مربطون کی اس حرکت پر امعد شاہ ابدال شعبال میں اور مربطون کو درسان اور مہاؤی الائر می داخل کی تیسری جنگ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس جنگ نے مریثوں کو تباہ و برباد کر دیا ۔ فاتح احدد شاہ ایدالی دیلی میں داغل ہوا اور اطراف کے سرداروں کے نام پیغام بھیجے ۔ ایک تمریر راجہ ناگرسل کو بھی دھیجی ۔ میر بھی راجہ لاگرمل کے ساتھ کھمبیر سے دہلی بہنچے ۔ دہلی کی حالت نہایت غراب تھی ۔ ایک دن میر شہر کی طرف گئے او ویرانے کو دیکھ کر ان کی حالت غیر ہوگئی ۔ الاکر میرا میں لکھا ہے کہ "اہر قلم پر میں رویا اور عبرت حاصل کی . جب آئے بڑھا تو اور حیران ہوا ۔ سکان پہچان میں نہ آئے ۔ در و دیوار لظر نہ آئے ، عارت کی بنیادیں نظر ند آئیں ۔ رہنے والوں کی کوئی خبر ند ملی ۔ " جنگ پانی بت سے فارغ ہو کر جب احمد شاہ ابدالی واپس ہوا تو سورج مل نے آگرہ پر قبضه کر لیا اور جب اسے غبر ملی که بادشاہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ متابلر كے ليے آ رہا ہے تو اس نے راجہ ناكرمل كو آنے كى دعوت دى . مير بھى راجه تاگرمل کے ہمراہ آگرہ پہنچے ۔ راجہ نے بادشاہ اور شاہ عالم کے درمیان صلح كرا دى - مير نے لكھا ہےكه "مين اس تتريب سے تيس سال بعد آگره كيا \_""" آگرہ میں اپنے والد اور منہ بولے چھا امان اللہ کے مزارات پر گئے ۔ آگرہ کے شعرا انھیں امام فن سنجھ کر ملاقات کے لیے آئے \*\* لیکن اس بار بیاں آ کر میر اس لیے خوش نہیں ہوئے کہ کوئی ایسا غاطب نہ ملا جس نے بات کرکے دل بیتاب کو تسلی ہوتی ۔ میر چار ساہ رہ کر سورج سل کے قلموں میں واپس آ گئے ۔ یہاں آکر اطلاع ملی کد انگریزوں نے ناظم بنگائد میر قاسم کو شکست دے دی ہے۔ یہ ۱۱۸، ۱۸ م ۱۱۰ م ۱۱۸ کا واقعہ ہے ۔ ۳۳ عظیم آباد چولکہ لظاست بتكالدكا حصہ تھا ، شجاع الدولہ نے شاہ عالم نانی كو ساتھ لے كو التكريزوں پر فوج كشى كردى - انكريزوں كے مقابلے ميں شاہى انواج كو شكست ہوئی۔ بادشاہ حراست میں آگیا۔ انگربزوں نے معاہدہ کرکے بنگال ، بہار الریسہ کی دیواتی کی سند اپنے تام لکھوالی اور بادشاہ کو الہ آباد میں نظر بند کردیا ۔ اسی زمانے میں سورج سل کے بیٹوں اور مرہٹوں میں جنگ چھڑ گئی۔

ابس راحت میں حون سے لیمیون اور مریطون میں جدو میں ہے لیون اور مریطون میں جدو میں تھی ہے۔ روابہ اگر میں وی سے کہ بعدوں کے کہ کر آگرہ آگرہ کے جہ میں ان کی گر تھی ہوں مورس کو دیکھ آئر میں افراق اور طبق انجامی ہوائی کی انجامی ہوائی کی اس میں افراد اور طبق کے اس کا میں افراد کی طبق کے اس کا میں افراد کی طبق کے اس کا میں افراد کی اس کے اس کا میں افراد کی اس کے اس کا میں افراد کی اس کے اس کی اس کے اس کا میں کہ اس کے اس کی اس کے اس کی اس کے اس کی کہ سے کہ اس کی اس کے اس کی کہ سے کہ سے کہ اس کی کہ سے کہ سے کہ اس کے اس کی جو اس کی دی شدہ کا میں کہ اس کے دیر کا کے دیر کا کہ کی دیر کی کے دیر کی کہ سے کہ اس کے دیر کی کہ سے کہ اس کے دیر کی کہ دیر کی کہ سے کہ اس کے دیر کی کہ کی دیر کی کہ دیر کی کہ اس کے دیر کی کہ دیر کی کہ کی دیر کی کہ دیر بولید آلی با بدر بند حسام الدین خان به دارگر صده و بدان کنی کور این بر بردار گر سده و بدان کنی کور این بر بردار بردار به منا از فاد به بردار بردار به منا از فاد بردار بردار

الیم بهبک مالکتے کے لیے اٹھا اور تماہی لشکر کے آر '''رواڑ کے در در گیا - چول کہ شامری کی وجہ سے بعری شہرت چیت ٹھی ، لوگوں نے میرے حال پر غاطر خواہ توجہ کی - کچھ دن کائے بل کی -زندگ گزاری ادار (آمرکز) مسال الدول کے جھورنم بھائی وجید الدن خال ہے ملا۔ اس نے میری شہرت اور اپنی البلت کے مطابق تعوری

بہت مددی اور بہت تسل دی۔ ۱۳۳۳ سکرتال سے دبلی وابس آگر میر خانہ لئین ہو گئے اور دوسروں کے سلوک پر آلدگی گزارے لگے ، بادشاء بھی کا کاکچھ بھیج دیتے تھے ۔ اس وقت میری عمر . و سال تھی اور ان کی سازی سرگرمیان ادیب و شعر کک عدود تھی :

۔ ہ سان بھی اور ان بی ساری ساری میں اب و سعر بحث عدود بھیں : مصرعـــــے کہ کہ سے کویم کار دنیائے من ہمیں قدر استہ، اسی زمانے میں میر نے ''ڈگر میر'' کو مکمل کیا ۔

اگر ان سب حالات پر لنلز ڈال جائے تو اپنے والد کی وفات سے لےکر <sub>۱۸۵</sub> مار <sub>۱۸</sub> م ۲<sub>۵ مدا</sub>ع تک میر نے زلنگ بن بر پرشائیوں ، اللاس و برالیوں اور خالد چنگیوں کے علاور تکچھ نین دیکھا ۔ آمودکی لنام کی کوئی چیز ان کی زلنگ میں کیمی تجمع آئی :

سعجہ کو ذکر کر آسودگ کا بجھ ہے اے فاصع وہ میں ہیں ہوں کہ جس کو عاقبت بیزارکھتے ہیں عظیم مقاید سلطنت ان کی آلکھوں کے سامنے ڈکٹرے کنگڑے ہوئی ۔ احداد شاہ ابدالی کے حملے اور معاشرے پر ان حملوں کے اثرات کو میر نے اپنے باطن کے ثبان غانوں میں عدوس کیا ۔ رعایت خان کی ملازمت سے لے کر ۱۱۸۵ مرادع تک پیس جھیس سال کے عرصے میں میر زمانے کے انقلاب کی چکٹی میں پستے رہے اور زمانے کا شعور ان کے خون میں گردش کرتا رہا ۔ ان سب اثرات نے ان کی شاعری کا مزاج ، لهجه اور آمنگ متعین کیا ۔ اس دور میں ان کی مقبولیت كا سب سے الا اوال يمي تھا كي وہ لے ، جو سير كى شاعرى كے ساؤ سے نكل وہى تھی ، معاشرے کی بے چارگ ، زمانے کے جبر اور مالات کی بے رنحی کا اظہار کر وہی تھی ۔ میر نے اپنے دور کی آواز کو اپنی شاعری میں عالاتانہ سطح پر اس طرح سمویا کد اس آواز نے اپنے دور کی ترجانی بھی کی اور اسے زمان و سکان كى قيد سے آۋاد كركے آلاتى سطح پر چنچا ديا - ١١٨٥ه/ ١١٨٩ سے لكهنؤ جانے تک (۱۹۹ ۱۸۲/۱۹۹۶) کا زمالہ بھی ، جسے میر نے عالد لشینی کا زمالہ کہا ہے ، معاشی بدنمسیوں کا زمانہ تھا ۔ مستقبل غیر یتینی اور حال ہے حال تھا ۔ ابل بغر ایک ایک کرکے دلی چھوڑ رہے تھے . سودا اور سوڑ جا چکے تھے۔ شاہ حاتم نے شاہ تسلیم کے تکمے میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ درد مسئد قفر پر بيثهر تفي - دلى مين بد عالم تها كه خود بادشاء وقت شاه عالم بهي گذا تها يف وہ دوسروں کی گیا مند کرتا۔ اہل بنر کی سربرسی کرنے والے امراء اس دنیا سے اله چکے تھے اور جو باق تھے وہ خود روابوں کے مناج تھے . سیر کی شاعری کی خوشبو سارہے برعظم میں پھیل چکی تھی ، لیکن شاعر میر کی حالت خراب تھی۔ وہ دوسروں کی امداد پر زندگی گزار رہے تھے اور اس زندگی سے اتنے عاجز آ چکے تھے کہ کوئی بھی ذرا سا سمارا دیتا تو وہ اس کے پاس جلے جائے ۔ میر کے دل سے یہ خوابش ایک عرصے سے سوجود تھی کہ وہ بھی لکھنؤ جا گر دربار اودھ سے وابستہ ہو جائیں ۔ 'کلبات میر' میں ایک مثنوی ''در بیان 'کدعدائی لواب آصف الدولد بهادو" ملتى ہے ۔ آصف الدولد كى ايك بى شادى ١١٨٣ه/١٩٩ ع ميى وزير البالک لواب قبر الدين غال كي يوق شمس النساء يكم سے يوق تھي ۔٣٦ میر کی یه مثنوی اسی چهیں ہوئی خواہش کا اظہار تھی - ۱۹۵ میا ۱۸۱/م میں سودا کی وفات کے ہمد آصف الدولہ کو خیال آیا کہ اب میر کو بلوایا جائے۔ آصف الدولم کے ماموں اواب سالار جنگ نے ، ان پرانے روابط کے پیش لظر

ف. لسنگ ثامہ (شنوی) میں میر نے بھٹیاری کی زبان سے یہ شعر کمپلوایا ہے : سو تو اکلیے ہو گورے بالم تم ہے ہو گدا جسے شاء عالم تم لودیر کے مفرون سراح الدین بنل عالی آروز ہے ان کے تھی اسمیان اور اور مائی اردار مائی ایس نور مردوز اجائی کے جسے ہی آدار در اور اسلام الدین تا کی جسے ہی آدار در اسلام الدین کی جسے ہیں آدار در اسلام الدین کے تحقیق کی تحقیق کی الدین کے تحقیق کی تحقی

ربر فی این کلمور آنگا مال کرین بین بنایا کان کار بری میارد به سلوم بودا جواه که بهب جبر فل سی طی آم و این کلی با نشد فات اطلاعی استان کا دکتر الدواء مندی باز فی در آنگاری به دو این که فیت نمایا به نشان کار مرکز کا دکتر فرده به و کار ۱۳۰۰ فی الشان کار بین معارد برای به می المطور بین نیز که بین کار مرحری فدای بینشمن فار ۱۳ را در اگذار این می المورد این می المورد این کار این می المورد این کار این می المورد کی کام بین می المورد این می المورد کی کام بین می المورد این می المورد کی این می المورد این می المورد کی این می المورد کی المورد این می ا

ف. وه الفاظ به بین ''نمانوسط من بادیه بیاسط طع شد یعنی در نشکر شجاع الدولد باین توقع رفت کند بداوزانر استعاق شدن صهید آن بها بستند ، نظر بر حتوق سابق رخانج شوابله کرد : جز باد بلستش ایدامد ، تکثر آراماند بخورد و به آنها شمرد - مردة او را آوزاند و در مویلش بناک سرداند "راکتر بین م

گریا میر رابع الاول کے آخر یا رابع الآخر میں لکھنٹو پہنچے اور اپنی زلدگی کے باتى وم سال وبال كزار كر ١١١٥م/ ١٨١ع مين وفات بائى -

اٹھارویں صدی عیسوی کے اس ساحول میں پراگند، روزی ، پراگند، دل ، نے دماغ اور انا پرست میر کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو پس کر رہ جاتا لیکن میں نے وقت کی دھڑکن کو اپنے خون میں شامل کرکے اسے اپنی شاعری کے ساز میں سعو دیا ۔ میر کی آواز اٹھارویں صدی کے برصغیر کی روح کی آواز ہے جس میں اس دور کے احساسات ، امید و یم ، خوف و رجا ، آس و یاس اور غم والم شامل بين . مير كي شاعري ايك ايسا آفيد هم جس مين هم اس دور كي روح کا عکس دیکھ سکتے ہیں ۔ لیکن میر کی شاعری کو سمجھنے کے لیے پہلے ، ان مالات زلدگی کی روشنی میں ، ان کی شخصیت و سیرت کا بھی مطالعہ کر لیا جائے۔

## (Y)

میر کی سیرت و شخصیت منضاد عناصر سے مل کر بنی تھی ۔ ان کا گھر نقير درويش كا گهر تها ۔ باپ متى پرېيزگار انسان تهے ۔ توكل و قتاعت شعار ، سينه آلثور عشق سے روشن اپنے بیٹے جد تنی کو تلذین عشق کرتے اور کہتے : "اے بیٹے عشق اختیار کر کد (دنیا کے) اس کارخانے میں اس کا

مصرف ہے۔ اگر عشق ند ہو تو لظم کل کی صورت نہیں پیدا ہو سکتی۔ عشق کے بغیر زندگی وبال ہے۔ دل باختہ عشق ہونا کال کی علامت ہے ۔ سوز و ساز دونوں عشق سے بیں ۔ عالم میں جو کچھ ہے وہ عشق می کاظہور ہے ۔"۵۵

جی وہ زاویہ ہے جس سے سے نے زندگی ، انسان ، معاشرے اور فرد کے رشتوں کاسراغ لگایا اور بھی وہ مرکزی نفطہ ہے جس سے ان کی شاعری کا دائرہ بنتا ہے : محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے لور نسم ہوتی محبت ، نسم ہوتا ظہور

عبت ہی اس کارخانے میں ہے عبت سے سب کجھ (مانے میں ہے عبت اگـــــر کاربـرداز بو دلولے کے تئیں سوز سے ساز ہو (مثنوی شعله شوق)

عشق می عشق ہے ، نہیں ہے "کجھ عشق ان تم کيو کين ہے گھه

عشق تها جسو رسول پسو آیسا ان نے پیدام عشق چنچایا (مثنوی معاملات عشق)

مشق ب تسازه کار ، تسازه خیال

ہر جگہ اس کی اگ تئی ہے چال (مثنوی دیائے عشق)

یمی عشق ان کی شاعری کی تغلیقی روح ہے اور اسی سے ان کی سیرت و شخصیت کی تعبیر ہوئی ہے ۔ میر کی شاعری آسی لیے عشایہ شاعری ہے جس میں مقامیت انھی ہے اور آلائیت بھی ۔ ایسی شاعری اس سے پہلے لد اُردو میں ہوئی اور اند میر کے امد - آنے والے شعرا پر گہرے اثرات کے باوجود ، اس عشقیہ رنگ کی کوئی پیروی ند کر سکا ۔ یہ عشق کثافت بھی ہے اور اطافت بھی اور ان دونوں کے ملنے سے میر کی شاعری کا راک و آہنگ پیدا ہوا ہے۔

بچین کے حالات و واتمات نے میرکی سیرت پر گھرے نفوش ثبت کیے تھے۔ ان کی تربیت ان کے سد بولے چھا نے کی تھی۔ دس سال کے تھر کہ چچا کا اور کیارہ سال کے ٹھے کہ باپ کا انتقال ہوگیا ۔ باپ نے ٹین سو روپے قرضه چهوڙا - گيارہ سال کي عمر سے مير اور ڏسد داريوں کا ايسا بوجھ اڑا کہ وہ نلاش معاش میں لگ گئے ۔ فکر معاش ان کے لیے غیر زیست بن گیا :

فکر معاش یعنی غم زیست تا به کے مر جائیر کہیں کہ لک آزام ہالیر

ایک طرف زندگی کی بنیادی ضرورتیں تھیں جن کو پورا کرانا میر کے لیے دشوار نها اور دوسری طرف صدیون پرانا معاشی ، ساجی ، سیاسی و نهذیبی نظام ان گ نظروں کے سامنے جان کنی کی حالت میں تھا ۔ ڈائی غم اور زمانے کے غم نے "حساس معر "کو دریا دریا رلایا اور ان کی شاعری "کو وه لشتریث دی جو ان کی امتیازی صفت ہے ۔ ہے زری ، اجڑا لکر ، چراغ ِ مفلس ، چراغ ِ گور ، ویرانہ ، محرا ، مرگ وغیرہ اسی کیفیت کے اشارے میں جو باز بار ان کی شاعری میں

میر کے بارے میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے نہاں خانے بی ایسے بند تھے کہ کبھی کیڑی سے باہر آنکہ اٹھا کر بھی نہی دیکھا ۔ میر کی انا ہرستی اور اپنی ذات کے احساس اہمیت کے باوجود یہ ایک ایسا یک طرفہ تصور ہے جو میر کی شخصیت و شاعری کے مطالع کو ایک نماظ راستر پر ڈال دیتا ہے۔ میر زمانے کی کشمکش سے انگ تھلگ روکر صرف اپنے غیوں ہی میں محو نہیں رہے بلکہ وہ اس دور کے سیاسی واقعات کے عینی شاہد اور ان میں

شریک تھے۔ اذکر میر' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کی طوفاں غیر لبرون پر بئے کبھی ڈونے کبھی تیرے رہ ۔ انھوں نے وہ سب کھھ کیا ہو ان مالات میں ایک آدمی کو کرنا چاہیے تھا ۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ میر سے زیادہ سفر اس دور کے کسی شاعر نے نہیں کیا ۔ ۱۱۹۰ (۱۱۵۰) سے لے کر ١١٨٥ه (٢١ - ١١١١ع) تک تقريباً بيس سال وه غنف اصراء كـ ملازم رب -معامیت کی ، لوکری کی ، ساہی رہے ، سدان جنگ میں گئے ، سفارت کی غدمت انجام دی ، سفر کیے ، مصالب الهائے ، دکھ جهدلے ، ناقد کشی کی ، دست سوال دراز کیا ، جهشر میں رہ ، بٹے کو چهشر کے تلے دہے دیکھا ، دلی کو بار باز لئے دیکھا ، امیروں کو نتیر اور شاہ کو گذا بنتے دیکھا ، بادشاہوں کی آلکھوں میں سلالیاں بھرتے دیکھیں ، واری مستکز کی لکھنؤ میں آمد اور بیکات اودہ پر اس کے ظلم و جبر کو دیکھا ، مہدوں کی غارت گری ، جاٹوں کی شورش ، روہبلوں کی یورش سے مفلیہ سلطنت کی عظیم عارت کو ڈھیر بنتے دیکھا ۔ برعظیم میں انگریزوں کا اقدار اور جٹرل لیک کی نوجوں کا دہلی میں فاتحالہ داخلہ وہ واقعات ہیں جو میر کے سامنے ہوئے اور جس نے ان کے دریائے احساس کو متلاطم رکھا ۔ میر نے ایک زلدہ ہاشمور السان كي طرح زلدگي سے آنكھيں نہيں جرائيں بلكہ احساس زيست كو اپني ذات گا حصہ بنا کر اپنے تخلیتی وجود میں الار لیا۔ وہ ایک زندہ السان کی طرح عرس اور سیلے ٹھیلوں میں بھی نظر آتے ہیں ۔" ہم صحبتوں میں گپ شپ اور ہنسی مذاق بھی کرتے ہیں ۔ 44 دوستوں اور معاصرین پر چست کیر ہوئے نقروں سے لطف الدوار بھی ہوتے ہیں ۔ ۸۸ اذکر میر ' کے اطالف بھی اس داچسے کے شاہد ہیں ف میر دنیا ہے بے تعلق نہیں تھے - اگر ہوئے تو وہ ایسی شاعری نہیں کر سکتے تھے جو آج بھی بارے لیے ایک زندہ تخلیق عمل ہے ۔ دلی ك مشاعروں میں میر نے وہ سارے کھیل کھیلے جو اپنی میریت کو قائم کرنے

قد الاتجاب كے آخر چی جی مامی نے کوہ لطانے بھی چہ کر دیے ہیں۔ پیش پارٹ اور کاروران میں میں دور میں فرود آخر کے ویں اور ان کا کہنا یا ہاں بین ، کر اسلام کی بھی ان چی ہے اسے انسو پین کی میں ہے کہ یہ الحلح کرانا کان چین ہے ۔ . . یہ ایک غیر مشان چیز کیں ، جس خے یہ الحلح کتاب ہے اس کر کے دیں ''یہ الحداد و الحالات کر کیں ، میسر کے کر میں میں انسان جس نے کچھ الحلح کر کرر میں 'کے مطالع چین اکندہ مقامات میں دری کر نے بین دری کر

کے لیے ضروری سجھے ۔ انکات الشعراء میں وہ ایک گروہ بند شاعر نظر آتے ہیں ۔ اپنے گروہ کے شاعروں کو چڑھاتے ہیں اور دوسرے گروں کے شاعروں کوگرائے یں ۔ ااردر ناسه لکھ کر الهوں نے دلی کے سارے شاعروں کو دعوت پیکار دی جس میں اپنے سارے معاصر شاعروں کو کیڑے مکوڑے اور خود کو اڑدر بتایا جس نے منہ کھول کر جو سانس اندر لی تو سب کو بڑپ کرکے میدان صالت کر دیا ۔ صرف اژدر باقی رہ گیا ۔ اس مثنوی کا جواب شاگرد حاتم بحد امان ثنار نے دیا ، جس کا یہ شعر محفوظ رہ گیا ہے :

حیدر کثرار نے وہ زور بخشا ہے نثار ایک دم میں دو کروں ازدر کے کائے چیر کر

بقائے "دوآبہ" کا مضبون اپنے شعر میں بائدھا۔ میر کے بھی بعد میں دوآبد کا مضمون اپنے شعر میں باندھا ۔ بتا نے میر پر چوری کا الزام لگایا اور کہا :

میر بے اسرا مضمون دوآئے کا لیسا پر بٹا ٹو ہد دعا کر جو دعا دیتے ہو یا غدا مبر کے دیدوں کو دوآبہ کردے

اور بینی یہ بہا اس کی کہ تر بینی ہو

بقائے "مینار میر" کے نام سے ایک مثنوی بھی لکھی جس میں دکھایا کہ میر صاحب چوری کے الزام میں پکڑے گئے ہیں اور "مینار میر" میں تید کرد ہے گئے ہیں ۔ اس مینار کے بارے میں بقا نے بتایا کد . یہ مینار دؤد بسدافعسال ہے جو چوری کرمے اس کا یہ مال ہے

میر نے بھی جوابی پنجویں لکھیں ۔ بقا اور کسٹرین کی پنجویں ، خاکسار سے ان کے معرکے ، اپنے اہم معاصرین شاہ حاتم اور یقین کے بارے میں 'اپر کینہ رائے ، اپنے معاصرین کے اشعار پر اصلاحیں ژلدگی سے پوری دلچسہی لینے کی گوامی

مير كو شديد احساس تها كد وه النے بڑے شاعر بين كد ان كا كوئى الله نہیں ہے ، لیکن زمانے نے ان کی قدر نہیں کی ۔ اسی احساس کے ساتھ وہ رَمانے سے لکرانے رہے ۔ لیکن واقعات بتائے ہیں کد اس "پر آشوب دور میں بھی معاشرے نے ان کی قدر کی . جب رعایت عال نے میر سے مرائی کے لا کے کہ اپنے چند شعر یاد کرانے کے لیے کہا تو انھوں نے لوگری چھوڑ دی ، لیکن رعایت خان نے ان کی جگہ ان کے چھوٹے بھائی مجد رضی کو ملازم رکھ لیا۔ راجہ جگل کشور انھیں گھر سے بلا کر اے گیا ۔ راجہ ٹا گرمل نے بگڑے دنوں

میں بھی ان کا خیال رکھا ۔ بادشاہ وقت شاہ عالم بھی ، مالی پریشائیوں کے باوجود ، کبھی کبھی کچھ بھیج دیتا تھا ۔ نواب بہادر جاوید خان کے وہ ملازم دے لیکن گھوڑے اور اکلیف او کری سے معافی رہی ۔ یہ زمانہ می ایسا غیریتینی تھا کہ کوئی کوم کولا بھی چاہٹا تو نہیں کرسکتا تھا۔ ان کی بے دماغی یا بد دماغی کا دور ۱۸۵ م/ ۲۱ - ۱۱۱۱ع کے بعد شروع ہوتا ہے جب وہ معركه " سكرنال كے بعد دلى آكر خالد لشين بوكنے تھے ۔ رفتہ وفتہ يہ پہلو ان کی شخصیت پر غالب آنا گیا اور لکھنؤ پہنج کر افسالہ بن گیا ۔ تذکروں میں ان کی انانیت و خود برسٹی کے جتنے واتمان درج بین وہ سب اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کی شہرت سارے برعظم میں پھیل چکی تھی اور بیشتر شاعروں یے چراخ ان کی شاعری کے سامنے گل ہو چکے تھے ۔ مرزا مفل سبلت کو دیکھ کر یہ گینا کہ تمھارے چیرے سے شعر فہمی معلوم نہیں ہوتی ، سخن کو ضائع کرنے سے کیا حاصل ۔ لکھنؤ جانے ہوئے بنبے کی طرف سے مند پھیر کو بیٹھے ریا اور سارے سلر میں اس سے بات ند کرنا ، شاہ قدرت سے ید کہنا کہ دیوان کو اپنے دریا میں ڈال دو۔ آمف الدولہ کا پوچھنا کہ کیا مرزا رفیع السودا شاعر مسلم الثبوت تها ؟ اور مير كا جواب دينا "ابر عيب كد سلطان بد پسندد بنر است'' وہ واقعات ہیں جو ۱۱۸۵ھ/۲۱ - ۱۵۵۱ع کے بعد کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ سب واقعات ، عوام ان میں افسالوی عنصر کتنا ہی شامل ہو گیا ہو ، اس دور میں مبر کی بڑھی ہوئی اثانیت کو ظاہر کرتے ہیں ۔ لکھنؤ آ کر انھیں فراغت خرور لعبیب ہوئی لیکن جان انھیں دلئی اور دلی کے کوچے باد آتے رہے۔ لکھنؤ دلئی سے مختلف تھا۔ جاں کی تہذیب میں گہرائی اور رجاوٹ نہیں تھی اور میر ساری عمر خود کو لکھنؤ سے ہم آبنگ لد کر سکے :

یا رب شہر آیا یون چھڑایا تو نے ویرائے میں بچو کو لا پنہایا تو نے میں اور گہارے لکھٹو کی بعد غلقت میں دائے بہ کیا کیا عمدایا تو نے خراب دلی کا دہ چند پیٹر لکھٹو سے تیا ویں میں کاس مر بنا سراسیہ انہ آئا یاں

ویں میں کاش مر جاتا سراسید اند آتا یان (دیوان چہارم) آباد اجڑا لکھنڈ چندوں سے اب ہوا

مشکل ہے اس خرائے میں آدم کی بود و باش (دیوان پنجم) دئی کے مقابلے میں لکھٹو میر کے لیے ہمیشہ ایک ویراند ہی رہا ۔ میر ایک مضطرب روح کے مالک اور منتشر (مانے کے 'بمائندہ قرد تھے ۔ وہ آلام و مصائب ، جنھوں نے میر کو اپنے زمانے سے لاسلمئن کیا ، خود زمانے کے پیدا کے ہوئے تھے۔ زمانے کے حالات و کواٹف اور میرکی اثالیت و الفراديت كا ايك دوسرے پر عمل و رد عمل كا سلساء سارى عمر جارى رہا . ایک کو دوسرے کا سبب اور سبتب کہا جا سکتا ہے اور یہ کہنا سٹکل ہے کہ کون پہلے ہے اور کون بعد میں ۔ اگر برصغیر کی مقلیہ دور کی تازیخ کو دیکھا جائے تو میر کا زمالہ اس تہذیب و تمدن کی آخری سانس تھی جو آگیر کے دور میں قائم ہوا تھا اور جس میں شاعری کی روایت ایشی و عرفی نے بنائی تھی۔ میر کے آخری زمانے میں لارڈ لیک مرہٹوں کو گھیرٹا ہوا دلی پینچا تھا اور لال قلمد میں اکبر اعظم کے جانشین کو ایک پھٹے ہوئے شامیانے کے نیچے الدھا ایثها بوا دیکه کر افسرده بوگیا تها اور الدے بادشاه کو اپنی حفائلت میں اے كر اس كا وظيفه مثرر كر ديا تها . بادشاه كي آنكهون مير سلاليان پهرخ كا غم میر کا اپنا غم تھا ۔ اس کے معنی یہ تھے کہ وہ آنکھ ، جو معاشرے کی نگران تھی ، اب الدھی ہو چک ہے - بادشاہ وقت کا بھٹے ہوئے شامیانے کے لیجے بیشهنا اقتصادی بدمانی کا اشاره تها . یادشاه کو حفاظت میں لے کر وظیف مقرر کرنا اس بات کا اشارہ تھا کہ سیاسی اعتبار سے اب مفاید سلطنت ختم ہو چکی ہے اور انگریزی اندار کی دست لگر ہے ۔ میر کا دلی سے لکھنؤ جالا اس بات کا اشاره تها که اس دم اوژی بوی تهذیب کا یانی اب اس گؤی میں مر رہا ہے -دلتی ایک وسیم و عریض سلطنت اور عظیم تهذیب کی علامت تھی ۔ لکھنڈ ایک چھوٹے سے جزارے کی معدود تہذیب تھی جس سے میر کو سمجھوٹا کرنا پڑا تھا۔ وہ زبان بھی جسے میر اپنی شاعری میں استعمال کرتے تھے اور جس کی سند وہ دلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں سے لیتے تھے ، لکھنؤ میں بدل گئی تھی ۔ ان سب تبدیلیوں نے میر کو مضطرب رکھا اور وہ لکھنڈ میں رہتے ہوئے بھی دلتی کو یاد کرنے رہے اور ان کی ادا، ی برقرار رہی -

لکھنؤ دل ہے آیا بان بھی رہتا ہے اداس کیٹ کے خل دکران کیا (دیوان جہارہ) اس اداسی تا بھی آئر معاشی فرائٹ ہے ہوتا اور وہ بر کر کھنؤ میں میٹر تھی لیکن یہ ان تے لیے ایک بوری ترقیب کا سنلہ تھا۔ کھنؤ میں فیسر شمنت کے جانا وہ بھی معاش کر رہتے تھے گئر یہ بھی "شمح آئر شہ" کے ان سم عوامل کے لیکر میں کی میٹرد اور مزاج میں وہ کہتے بھا کر تھی ان سم عوامل کے لیکر میں کی میٹرد اور مزاج میں وہ کہتے بھا کر تھ

بدر کا به گواک که تکور چوخ می برای ترکی دی ؟

در کا با کو کاک که تکور چوخ می برای ترکی دی گافت به

بدر کا با کو کاک که تکور چوخ که بدر بدان با این این مترکز کر و با این که برای کال برای در این کال برای که از این که این که برای که از این که این که از این که برای که بر

ی حل فاقع به جد کے خلاقے کی ایسد روز فرز واضی بازے گر۔
برگ موسرہ فیضمت کے مطالعہ الکامل رو بنائے گا آر المصدر ا برگ کی موسر کے قبن کی ملت کا مطالعہ بھی جانو مال اور کرنے یا جائے ۔ بر حے باتا جد برائے کی کاری ان سب کا اگر اپنے شعوس طرائے پر مسرس کا – مواد ایس افران ملاک ہے کرنے کے لیکن واضی کے مسرف کرنے کے کا – مواد ایس مالے میں کاری کے لیکن کی در ایس کی میں کے مرائع کا ایکن فیم جد مدسر ہو اگر ان کا مطالعہ کرتے ہیں ہے۔ مرسه فی مرس بستان ((Monthall) الله آل به جو الگیزاری (بات کے والد اور روانا عاداری کا قرآ اسل میں آل جو اس آل کر الاد ان کے جوا اور روانا عاداری کا قرآ اسل میں ان جو ایک کر اس ان کے دوانا در استان کا برات اور استان کا اسلام کی استان کی استان کی استان کی استان کی در استان کرد در استان کی در استان کی در استان کرد در در استان کرد در استان کرد در استان کرد در استان کرد در استان کرد

سر دیں کے لوگ اون کے پائے لٹان اوپر بدئی بدلا ہی سٹر کشنٹ عیت بھی جو تنج ایس کو ان کچھ بنا، کریں اسی ذبئین رجمان کے نسیانی مطالعے کے لیے ان کے مشتی کا والعہ بھی جت ایست رکھتا ہے۔ جبسے پر ایوٹ ریڈ نے ورٹسورتھ کی شاعری کا لنسیاتی غرج

اس کی اس خجالت اور ملامت نفس (Remorse) کو قرار دیا ہے جو اپیے اپنی فرانسیسی عبوبد کو چھوڑ دیتے ہر عسوس ہوئی تھی ۔ اسی طرح میر کی شاعری كا غرج بھى ان كا عشق اور اس سے بيدا ہونے والا جنون ہے جو لوجواني ميں ان پر سوار ہوا اور جس کا ذکر مثنوی "عواب و خیال" میں انھوں نے عود کیا ہے ۔ امید حسین سحر نے بھی اپنے الذکرے میں میر کے عشق کی اس روایت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ "مشہور ہے کہ اپنے شہر میں ایک بری تمثال سے کدان کی عزیز تھی ، درپردہ عشق کرتا تھا ۔، ۹۱ مثنوی ''غواب و غیال'' کے مطالعے سے ایک بات تو یہ سامنے آئی ہے کہ عشق میر کی گھٹی میں بڑا تھا۔ غم و السردكي دماغ كي اس تفصوص ساخت كي وجد سے ان كا مانوس جذبہ تھا ـ غم روز کار سے وہ پہلے ہی افسرد، تھے ۔ غم جالان اس میں اور شامل ہوگیا ۔ ان دو شدتوں نے سل کر انہیں مجنوں کردیا ۔ قوت تخیل ان کی لیز تھی ۔ الگریزی کے رومانوی شاعر شہلی کی طرح میر کو بھی واپسے (Hatlucination) ہونے لگے اور چاند میں انہیں ایک شکل نظر آئے لگی . یہ تصویر ان کی قطری شاعرات صلاحیت کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میر جگر سوختہ کے آتی زده دل کا دعوان اس ایک صورت کو ہزار صورتوں میں جتم دے رہا تھا۔ 'ذکر میر' کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلل اعصاب (Neurosis) کا طبی علاج فخرالدین کی بیکم نے کرایا اور موسم خزاں میں وہ صحت باب ہوگئے ، لیکن ''خوش معرکہ' زیبا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک علاج اور بھی ہوا جو خان آرزو نے یہ کلمہ کر کیا کہ ''اے عزیز دشتام موزوں دعائے الموزون سے جاتر اور رخت کے بارہ گرنے سے تقطیع شعر خوش تر ہے ۔ چونکہ سوژوئیر طبیعت جویر ذاتی تھی جو دشتام زبان لک آئی مصرع یا بیت ہوگئی ۔"۲۰ تقطيع شعر پر الفاظ کو مراب کرانا وہ مستقل علاج تھا جس سے کھویا ہوا توازن وايس آگيا ، ليكن جهال تك دماغ كي ماغت كا تعلق تها و، ويسا بي ريا اور ایک آسیب و وہم (Obsession) ان کے ذہن پر ہمیشہ سوار رہا ۔ احساس تنهائی ، غرور و نخوت ، الا و بد دماغی ، درا سی دیر میں بھڑک اٹھنا اسی مالیخولیا کا لازمی حمد بین - میر باطن بین (Introvert) تھے اور شروع زندگی ک ٹاکامیوں اور نامرادیوں سے شدید احساس محمتری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ جب سخن کی کرامت پاتھ آئی تو یہ احساس کمتری ایک مثبت راستے پر لگ کر احساس برتری میں تبدیل ہوگیا . اس مطح پر وہ دوسروں کو خود سے کم تر اور اپنی شاعری پر اتنا نیخر کرتے تھے کہ بادشاء وقت بھی اگر پوری توجہ

لد دینا تو بکڑ جائے ۔ میر کے کردار کی تعییر افی افزات سے ہوئی تھی اور کی قاعری اس میرت و مائج کی آئید دار ہے - میلی (Shelly) کے دماغ کی المنت بھی میر کے دماغ کی طرح تھی - میرک طرح ضبل کے بال بھی غم کی فے دل کے ٹاؤول کو چھوٹی ہے - میر کمنتے ہیں : فے دل کے ٹاؤول کو چھوٹی ہے - میر کمنتے ہیں :

بچھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے درد و غم کتنے کیے جمع او دیوان کیا

فیلی گیتا ہے : Cradled into poesy by wrong

We learn in suffering that we teach in song

لیکن بدر نے آئی شاوری میں حرف و در هم یہ سد was man supported in the application of the property of the application of the property of the application of the appli

/14/1

إراكات بوزي او راكستان با بدخ کے بالبود میں کے اد صرف بھی دوارن پر مشتل آیا خطم کالٹ آورد : جی میں دینتر استاف منا موجور بھی یہ بانکار ایش المبار ان کی عالوں انوازی تر میں آورد عمراً کا انکار انقال المبار ان بقی میں دویائے عشل اور ڈکر میر میں استیاب کے ۔ ''انکاف المبار'' بھی میں انکامی ان دورا میں ان کے استان ہے ، ایک اس انگرار ہے جی میں یاک میں دورا'' آورد تا بورن کے عالمی انگرار ہے جی میں یاک میں ایک میں دورا'' آورد تا بورن کے عشم عالات کے ساتھ ان

"لكان الشعرا" كا سند تصنيف محميين درج نهين به ليكن اللادوف شوايد منه به مه بأن سامير أن به كدم بر كا يه نذكر موجوده مورت مين عهد، ١٥م بعد مع مهد، وقع تصنيف نها - لكان الشعرا مين الند رام نفض كم فايل مين لكها به كد : "لعدت بعد مدكا مريض نها - القربا لك سال بوا كد فوت بوكل الماحة

النشر مندال على طالب عالى فضر كا طالب وقت مجره المرادة - داداع چها "هم يكن كه اله يكون دارم يشد كا تذكرت حد الله والله به جرس مين لكيا چه كه "العشد لله اين واردون الرام الكرام الله بران ميد والله من الهر يكن مدد والله لهاكي منحمة "عوامل الكرام الهرام الإسارة اللهرام اللهرام

ے میں میالول مزات کے فال میں میر نے اکتاب ہے کہ اعمال میں میں واوم بعد کہ جس سے شاچیدان آفہ مراد ہے، ویر نے برہ ۱۹۰۰ ملاج مل آزاد بلوالیس کے مطابق مزائد ہے اس بھار انداز میں امار انداز ایس انداز اس انداز انداز انداز انداز انداز انداز انداز انداز آزاد انداز آزاد انداز آزاد انداز آزاد انداز آزاد انداز کا سال جارات کا سال جارات کی سال جارات کا سال جارات کے سال جارات کا سال جارات کا سال جارات کی سال جارات کا سال جارات کے سال جارات کے سال جارات کا سال جارات کی سال المساسم كر فيل من مور خر جو التخاب كلام ديا ہے وہ "ديوان يشيم" ہے ہے التخاب كلام ديا ہے وہ "ديوان يشيم" ہے كل اللہ على اللہ على

دلوی کی راه خطراناک بو گئی آیا

کہ چند روزف ہے ساتام و اپنا میں کہ میں اور ویام ''دیوان(وادد'' لسنام' لاہور''کہ میں ۱۹۱۸ کے تحت فرح ہے اور اسطام' رامیور میں''کہ ۱۹۱۱ کے گفت درج ہے ۔ آگر ۱۹۱۰ کہ درج ہے تو اس سے بہ تجید اعلیٰ 'گریا جا سکتا ہے کہ مائم کا تذکرہ میں نے جو ادام اور میں لکھا اور ''کیا جا سکتا ہے کہ مائم کا تذکرہ میں جے اور بعر مائم کا ذکر اس سال کھا گیا ۔

زی کے ذیل میں میر نے لکھا کے گا۔ ''اید شاہ بائشاء نے اس میں مشرقی طور کی تھی۔ دو تین شعر موزوں کیے مگر اس نے تکمیل لد ہو ملی۔ اب شیخ بید ماتم نے ، مین کا ڈکر کیا گیا ، ابنے سکال کیا ۔'اٹھ

گھوڑا اور انتخب لوکری سے معانی تھی،عہ اور انتخاب کی توبیت وظایتی کی تھی۔ یہ فراغت الھیں بہت زلنائے کے بعد میسر آ! اس مسلمے میں ایک ''ت اور اظابل توب ہے۔ میں کے اندکرے کا ڈکر عثبات تذکہ دوں میں آیا' نے در آن میں امض سوالے ایسے بین مین کا ذکر موجودہ

غدا آس کی مفدرت کرے ، بہت سی لظمین حسب موقع اور بجا لکھی بین کام ع : ولی پر جو -خنن لاوے اسے شیطان کمتے بین ،۸۰۲ (۲) سردان علی خان میتلا نے جنون کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''یہ التمار

بره بھی کے تذکرے ہے لیں اگری کے بہتر ان سال کے گئی ہیں۔ 'آباد کرتی ہے لیے بات کر جانے ہیں ہے۔ 'آباد کی فرید کی خواند ان بی تو بی جہت کی دو میدان کی ان اس کے بات کے بہتر ان کی دور انسان کے براہ کی دور کے دینا کے دور کہ ان کاری و میڈی کی دور کہ ان کا دور انسان کی دور انسان کی دور انسان کی دور کے دور کے انسان کی دور کہ کی دور کے دور کہ کی دور کی دور کے دور کی دور کی دور کے دور کے دور کی دور کی

نقل اول بھی تھا جس میں ایسے شاعروں کا ڈکر بھی تھا جو متداول لگات الشعرا میں شامل نہیں ہیں اور جس میں اپنے معاصرین اور دوسرے شعرا ؟ س میر نے ایسی فائیں لکیں تھر کہ وہ انہیں پڑھ کی چراغ یا ہو گئے تھے : اس اپنے شفیل نے انہیں ''اگی مرسد' . . . پر برض گیری کرتا ہے اور اس کے مجھوب و فیائی الدر انکار کا انسان اس اس میں مرکز انہ چین '' میں کا انہ چین'' میں کا کیا ہے ۔ انسرے کا جرمہ'' انٹر کا حوالہ امیرا یا جائے ہے ۔ انڈ کرا شورافی اور فائرکا مسرت افزا میں بھی میر کی لکتہ جینی ، امتراض اور مثارت ہے شعراح رفتہ کا سال فوج کرے' کا اگر موجود ہے ۔

مبر بد يار غاكسار نے مير كے "لكات الشعرا" (انش اول) كے جواب ميں ایک تذکرہ بنام "معشوق چیل سالہ" خود" لکھا تھا جس کا ڈکر میر نے متداول لکات الشعرا٨٨ مين كيا ہے۔ تائم نے خاكسار كے مزاج كے بارے مين لكها ہے کہ ''اگرچہ پر استاد و غیر استاد کے ساتھ اس کی شوخیاں بطور مزاح بوتی ہیں لیکن اس کی ممکنت جواب سنے کی تاب نہیں لاتی۔"۵۸ خاکسار کا تعلق مرزا مظہر جانیاتاں سے تھا اور اتنا کہ میر کے الفاظ میں "ہر بات میں مرزا جان جاں مظہر کی تللد کرتا ہے۔ ۸۳۰ مصحفی نے شاکسار کے بارے میں لکھا ہے کہ ''از ہندی گویان قدیم است'' اور بتایا ہے کہ ''سیر تتی سیر مائم شباب میں اس کا متظور لظر تھا ۔ ۸۵۰ کریم الدین نے بھی اس کی تاثید کی ہے اور خاکسار کو میر کا استاد لکھا ہے۔ کریم الدین کے الفاظ یہ بیں المهر تتى مير الؤكين مين جب شعر كلمتا تها ، خاكسار أس كو اصلاح ديا كرتا ٹھا۔''۸۸ ممکن ہے میر نے آرزو کی طرح نماکسار کی استادی سے بھی الکار کیا ہو اور بہیں سے تعلقات میں خرابی پیدا ہو گئی ہو اور بھر جو گچھ معرکہ ہوا اس کا سبب بھی ہو ۔ ببرحال اس جوابی تذکرے میں ، جو اب معدوم ہے ، عاکسار نے میں پر ایسے حملے کیے تھے جس پر بگار کر میر نے لکھا ہے کہ "بهت گیند بن کرتا ہے . . . چنافید اس تذکرے کے جواب میں ایک تذکرہ لکھا ہے بنام معشوق چبل سالہ خود اور اس میں سب سے پہلے اپنا عال درج کیا ہے اور ابنا عطاب سید الشعرا قرار دیا ہے۔ آتش کینہ بے سبب اتنی تیز ہے کہ اس سے کباب کی سی ہو آتی ہے۔ ۱۹۴۰

سفد آآ نے لکھا ہے کہ اس کر اشتعال للاکرہ میں میں میں یا تکھا تھا جس کے جواب میں خاکسار نے ابنا تدکرہ تالیک کیا ۔ \* گردیری کے نلاکرے کا حمرکہ بھی ایک طرح ہے اتانہ الشعار کا تعق اول ہے ۔ نشل اول کیا ۔ اس اول کے اس اول کیا ۔ اس اول تعالم است کے تحدید کردیری کا مذکرہ میں وہ میں تکھا جا روا تھا اور غائباً میں حال اعتمار کے چھا جبکہ کردیری کا فذکرہ میں وہ وہ وہ وہ کے جار دی امد بھی می میں میں وہ وہ اور کے جار دی امد بھی میں میں میں میں است است استان آکٹر نازک خیال شاعروں کو لکھنے سے جھوڑ دیا جائے ۔''۱۲ گردیزی نے اپنے تذکرے کے عرکات میں دو باٹوں پر زور دیا ہے ۔ اواڈ ید که بمسوان کی خورده گیری اور معاصرین کے ساتھ ستم ظریفی تذکرہ توبسوں کا شعار رہا ہے۔ ثالیاً یہ کہ ان میں اکثر نازک غیال شعرا کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ یہ اشارہ میں کے تذکرے کی طرف ہے ۔ در اصل خوردہ گیری اور نظر انداز کرنے کی وجہ شعرائے دہلی کی گروہ بندی تھی ۔ ایک گروہ مرزا مظہر ے شاگردوں پر اور دوسرا سراج الدین علی خان آرزو کے شاگردوں پر ستنیل تھا۔ میر اس وقت تک آرزو کے ملتے میں تھے اور کردیزی مرزا مظہر کے ملتے میں . دود اور ان کا حلتہ دولوں کے ساتھ تھا ۔ میر نے اپنے تذکرے میں حلقہ مظہر کے بہت سے شعرا کو لظر الداز کر دیا تھا اور جن کو نظر الداز نہیں کیا جا سکتا تھا ان کا ذکر خوردہ گیری کے ساتھ کیا تھا۔ اس وقت یتین مظہر کے اہم شاکرد تھے ۔ میر نے ان کی خوب خبر لی اور یہ ثابت کونے کی کوشش کی کہ یتین تو شعر یعی نہیں کہد سکتے ۔ مرؤا مظہر لکھ کر انھیں دے دیتے یں ۔ ڈاگار محبود اللہی نے لکھا ہے کہ "میر نے صرف بھی نہیں کیا گا۔ احسن الله بيان ۽ خواجه مجد ظاهر خان ظاهر ، شيو سنگھ ظمهور ، سيتا رام عمده اور سلسله مظہر جان جاں کے بعض دوسرے شعرا کا ذکر نہیں کیا بلکہ اتمام اللہ خان بنین ، میر بد باتر حزیب اور بد نتیم دردمند کے ساتھ الصاف تمبیب کی . . . میر نے 'چن 'کو اس ملنے کے شعرا کو پنف طعرب و تشنیم بنایا . . . (میر کا) یه تذکره عض معاصراته جشمک کی وجه سے منصه شهود بر آیا ، ورله میر کی تنقیدی بصیرت ایسی نمین تھی که وہ میان جگن اور میر گهاسی کی تعریف کرنے اور بندراین راقم اور ندرت اللہ قدرت کی تنفیص ۔۹۳۰ یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ گردیزی نے اسی کدورت کی وجد سے میر کا ذکر سرسری طور پر د سطروں میں کیا ہے اور صرف ایک شعر انتخاب میں دیا ہے جبکہ یقین کا حال اور ان کا انتخاب کلام و ، صفعات پر پھیلا ہوا ہے ۔

جِس زمانے میں ثبات الشعرا لکھا گیا اور پایہ ٹکمیل کو پہنوا ، اسی زمانے میں اور بھی گئی تذکرے لکھے گئے جن میں بہتع النفائس ، کلشن گنتار ، أله الشمرا ، تذكرة ريت كويان اور غزن لكات كے قام آتے ہيں ۔ بيسع النائس مؤلفه سراج الدين على خان آرزو عدا ١١٥١م مدع مي شروع بوا اور ١١٦٨م/ ١٥ - ١٤٥٠ مين مكمل هوا ١٠٠ يه صرف فارسي كو شعرا كا تذكره بي -"کشن گفتار" خواجد خان حدید اورنگ آبادی نے فارسی زبان میں . ، ریخندگو شاعرون كا حال لكها بي جو ١١٦٥ه/١٥٦ع مين مكمل يوا ع : "كما كلشن بزیر گفتار ہے" کے آغری چار الفاظ سے سلس ١٩١١ه برآمد بوتا ہے ۔١٩ مرزا انضل بيك عان فاقشال في يهي ابنا تذكره "عقد الشعرا" ١١٦٥ ما ١٤٥٢ مين مكمل كيا جس كا قطعه الارمخ الليف غلام على أزاد بلكرامي نے لكها اور اس كے آغری مصرعے کے آغری لین لفظول سے ۱۱۵۵ \* ۱۲۵۱ کائے ہیں۔ ۔ ع : مى شود تاريخ سالش تحفه اصحاب شعر - 171 عارف الدين خار عاجز نے اقطعه اوج کلام شعرا"٤٤ (١٦٥ه/١٥٥١ع) سے اس تذکرہ کا سال تالیف اکالا . اس میں مرہ شاعروں کا تذکرہ ہے اور نبد وہ شاعر ہیں جو یا تو لارس میں کہتے تھے یا پھر فارسی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی شعر کہتے تھے ۔ ان میں مرزا مظہر کے علاوه وه شعرا بين جو آصف جاه اول (م ١١٦١ه/١٨م١ع) اور ناصر جنگ (م ١٦٦ه/ ١٠٥٠ع) کے عہد میں موجود تھے - گلثن گفتار اور تحذد الشعرا کے بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ 1178ء میں لکھے گئے اس لیے الن کو اولین لذكرون مين شاركرنے مين كوئي قامل نہيں ہے - "لكات الشعرا" كے بارے مين ید بات کمی جا سکتی ہے کہ اس کا نشر اول ۱۹۱۵ه/۱۵۲ سے جت بہلے تاریباً ١٠٠٠ه / ١٩٨٤ عين لکها جا چکا تھا اور بعد سين مير نے قطع و بريد اور حک و انبالد کے بعد اسے موجودہ شکل میں ١١٦٥ه/ ١٤٤٦ع میں یا اس کے کہم بعد مكمل كيا ـ

'(پوشید له رہے کہ ان رئند میں ، ہم آوروئے معلنی شاہجیان آباد کی زبان میں بطور شعر فارسی لکھا جاتا ہے ، 'کوئی کتاب اس وقت تک نہیں تکھی گئے ہے جس سے اس ان کے شاعروں کے ماازت ملحد روزگار اور بائی رہے۔ اس بنا پر یہ تذکرہ موسومہ لکات الشعرا لکھا جاتا ہے ۔ انام

 $(\frac{1}{2} - \frac{1}{2} - \frac{1$ 

کی مدد سے ہم اس کے مزاج ، کردار ، شخصیت ، انداز لکر ، معیار شاعری ، تنازعات اور معرکوں وغیرہ سے واقب ہونے ہیں۔ اس لیے ''لکات الشمرا'' کی امیت بیارے لیے اور بڑھ جاتی ہے۔

فن الذكره تويسي كے لحاظ سے ''لكات الشعرا'' معباری قارسی تذكروں كے الغ كا نبين به - اس تذكرے ميں كوئي ترتيب نبين به - اس لد تو حروف بہی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے اور نہ موضوع یا زمانے کے اعتبار سے ترقیب دیا گیا ہے۔ اس میں وہ ترقیب بھی نہیں ہے جو "نفزن لکات" میں ملتی ہے جس میں سارے الذكرے كو "طبقات" میں النسيم كركے پہلى بار اردو شاعری کو ادوار میں تنسیر کیا گیا ہے اور ہر دور کی خصوصیات بیان کی گئی یں . لگات الشعرا میں شعرائے دکن کو "ابر نے رتبد"۱۰۹ کھید کر میر نے کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔ اس میں ولی دکنی کا تذکرہ صرف چھ مطروں میں لکھا ہے اور بیشتر شاعروں کے بارے میں کچھ لکھے بئیر صرف ایک ایک شعر دے دیا ہے - شعرائے دکن کے سلسلے میں میر نے عبدالولی عزلت کی بیاض ۱۱ سے استفادہ کیا تھا ۔ اگر وہ ان شاعروں کی حقیق اہمیت سے واقف ہوتے تو عزلت سے ، جو خود اس وقت دیلی میں موجود تھے ، بہت سی باتیں دریافت کر کے نذ حرے میں شامل کر سکتے تھے ۔ میر نے اس اعتراف کے باوجود کہ ''اگرچہ ریخت کا آغاز دکن میں ہوا'' یہ کس کر "چونکہ وہاں کوئی معقول شاعر پیدا نہیں ہوا اس وجہ سے ان کے نام سے آغاز نہیں کیا گیا اور میری طبع ناتص یہ بھی گوارا نہیں کرتی کہ ان میں سے اگثر کے حالات قارئین کے لیے سب رخ و سلال بنیں''ا ا ا دکن کے شعرا کو تظرالداز کر دیا ہے ۔ میر دکنی شاعری اور اس کی طویل روایت سے ٹاوالف تھے اور یہ نہیں جالتے تھے کہ وہ روایت ، جس کے وہ شود ایک متاز کمائندہ ہیں ، دکنی شاعری کی روایت ہی کا فیض ہے ۔ "لكات الشعرا" مين حالات زلدكي اور واقعات بهت مختصر بين . ولادت ،

440 نے اب شعرا کے ذکر میں جالب داری برتی ہے جو اس کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں وہ شعرا شامل ہیں جو آرزو سے وابستہ ہیں یا میر سے جن ع ذاتی تعلقات اچھے ہیں یا جو میر کے محسن اور رشتے دار ہیں ۔ ایس شاعروں کو گرایا ہے جو مرزا مظہر سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بد علی مشمت کے بارے میں لکھا ہے کہ "اریخہ کے اشعار نہایت ہاجیالہ ہوتے ہیں۔ بہت کپ ہالکتا ہے ۔ ۱۱۳۴۰ بد يار خاكسار ك بارے ميں لكها ہے كه "عبى (جانے موف) كباب كى بد آئى ہے ۔ ۱۱۵٬۰ اسمن اللہ بیان کا ذکر ہی سرے سے نہیں کیا ۔ بیان ، مرزا مظہر ك شاكرد تھے - اتعام اللہ خال بقين ، جو مرزا مظهر كے بڑے شاكرد تھے ، ان کو ۔وچے سجھے منصوبے کے مطابق اس طور پر گرایا ہے کہ لکات الشعرا بڑہ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اد صرف مغرور و متکبر انسان تھے بلکہ شاعر بی نہیں تھے اور مرڈا مظہر اپنا کلام ان کو دے دیا کرنے تھے ۔ میر صاحب ك الفاظ يه يين "كيتے يين كه مرزا مظهر اس كو شعر كبه كر ديتے يين اور اپنے اشعار ریختہ کا وارث کردائتے ہیں ۔ اس کی رعوثت نے فرعون کی رعوات کو مات کر دیا ہے . . . شعر فہمی کا مذاق بالکل نہیں رکھتا ۔1174 میر صاحب نے ہر اس شاعر کو ، جو ان کے گروہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا یا جس کی استادی اس دور میں مسلم تھی ، شعوری طور پر گرانے کی کوشش کی ہے۔ شاہ ماتم کے ڈکور میں جو شعرائے دیلی کے سرخیل تھے اور ۱۱۹۵ میں جن کی عمر ہے سال تھی، میر صاحب نے ''مردیست جاہل و متمکن و مقطع وضع ، دیر آشنا ، نمنا لدارد، ۱۱۱۰

ك الغاظ استمال كيم بين اور بهر "آشنائي بيكالم" لكه كر ان كے اس شعر بر : اے دود سے ملا کیوں تھا آگے آیا میرے کے اسا میرا يه كهد كركد اگر ميرا شعر بوتا تو اس طرح كهتا ، يون اصلاح دى ب مبتلا آلشک میں ہوں اب میں آگے آیا میرے کے امرا اور پھر یہ اصلاح دے کر ان الفاظ میں قباقیہ لگایا ہے کہ "اس مصرع کی گرمی کے آگے اس شعر کی خنکی روشن ہے ۔" ٹکات الشعرا کے علاوہ سارے تذكره نويسون ف شاه حاتم كي استادي اور شاعراته مرتبح الاو تسليم كيا ہے . خود حاتم نے جیما کہ ان کے دیوان زادہ سے ۱۱۸ ظاہر ہے ، ۱۱۹۳ م، ۱۹۹۴ اور ۱۱۱۱ء میں میر کی زمینوں میں غزلیں لکھی ہیں۔ اس تذکرے میں جی ہرتاؤ یکرو، قدر، ثاقب، عاجز اور دوسرے شعرا کے ساتھ کیا ہے۔ میر ک رائے پر ان کی انائیت ، خود پرستی، گروہ بندی اور ذاتی تعلقات اور عناد کا گہرا اثر ہے ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میر صاحب فطرتاً کینہ پرور تھے اور ان کے ہاں معانی کا کوئی خالد نہیں تھا لیکن ان کے یہ سارے عیوب ان کی شاعرالہ عظمت نے چھیا لیمر بیں ۔

ہے جو کچھ لظم و نثر دنیا میرے زامر ایسراد میر سے احب ہے بسر ورق بسر ہے میر کی اصلاح لوگ کہتے بیرے سیو کاتب ہے

ان اصلاحوں کا ایک مثبت بہلو یہ ہے کہ ان سے پنا چلنا ہے کہ میر زبان و بیان اور محاورے کو برتنے میں احتیاط کے قائل تھے ۔ سجاد کے اس شعر کا التخاب کرکے :

> میرا جلا ہوا دل مژگاں کے کب ہے لائق اس آبلہ کو کیوں تم کانٹوں میں اینچتے ہو

 شعر مضون : ميرا نيشام وصل اے قاصد کهو سب ہے اسے جسدا کرتے اصلاح مير : ميرے پيشام کو تو اے قاصد

گہو سب سے اوسے جدا کرتے شعر یکرنگ : اس کو ست بوجھو سجن اوروں کی طرح

ر یکردی : اس دو ست بوجهو سین اوروں کی طرح مصطفیٰ غسان آشنہ کرنگ ہے

اصلاح میں : مت تلاون اس میں سجھیں آپ ما معطفی خسان آشنا بکرنگ ہے

معطلی خیارے اشتیا ہرانگ ہے خاکسار کا شعر تھا : خاکسار اس کی تو آنکھوں کے کیے مت لگیو

مجمد کے لکھا کہ ''اس لن کی بیروی کرنے والوں سے پرشیدہ نہیں ہے کہ ''انھار میر نے لکھا کہ ''اس لن کی بیروی کرنے والوں سے پرشیدہ نہیں ہے کہ ''انھار گئے!'' کی جگہ ''گرفتار کیا'' ہولا جاہیے ۔'''11

الایات کی جگہ '' گرفتار کیا '' ہوقا چاہے ۔'' ۱۳۰۱ ان اصلاحوں کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے گہ میر صاحب عاورے کو جس طرح وہ املا جاتا ہے اس ط ح استطار کی ڈیر اور دنتے ہیں۔ دھے۔

کر جس طرح وہ اولا جاتا ہے اسی طرح استبال کرتے آر زور دیتے ہیں ۔ دوسرے ایہ کہ وہ شعر میں ایمام کو بسند نہیں کرتے ایک جانے ہیں کہ شعر اتنا واقعے ہو کہ احساس یا جانہ کا برزی طرح ابلاغ ہو سکے ۔ اس کے لیے وہ سرزوں انتاظ کے استمال کار امیت دیتے ہیں ۔ ایٹن کے اس شعر پر :

مجنوں کی خوش الصیبی گرق ہے داغ مجھ کر چھ المیلی کر گیا جے ظالم دیوالہ پرت میں میر نے یہ اصلاح دی ہے کام اگر ''نفوش نصیبی'' کے بیائے ''نموشی معاشی'' کر دیا جائے تو نمر آزاد بارد ہو جائے ''انا ا

المقارة الأو مارون كـ المسابق من المسابق لو المبارة و و مؤر و مؤر بتاخ كوفش بين اس دور كه تنبغت مبار ابن مركن لمسريت الا ابن اس دور المسابق المسابق

''نکات الشعرا'' میں تنتق نہخسیتوں کے ناثراتی نقوش اگار گہرے ہیں۔ میر کو چند انظوں کی مدد سے جبتی جاگتی تصویریں بنانے کا اچھا سلینہ ہے۔ ب و الكتيري في المنظور تشوي ، فيضات المتام بطورة وبيل أما أم المنظور المنظور

ر اور سخمیت ہی اطرادیت ایک دم سائٹے آ جاں ہے ۔ اس تذکرے کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ میر کا قلم

بے باک ، تلخ اور زیر میں بجھا ہوا ہے ۔ الھیں دوسرے پر وار کرنے میں مزا آتا ہے ۔ کوئی ایسا موقع وہ پاتھ سے جانے نہیں دیتے ۔ عشان کے بارے میں لکھنے بیں کہ "ایک شخص ہے کھٹری ، شعر ریختہ بہت تامربوط کہتا ہے" ۔ تدر كے بارے ميں لكھتے ہيں كد "اس كى زبان أوار، لوگوں كى زبان ہے ـ" عاجز کے بارے میں کہتے ہیں ''اخلاق سے گرا ہوا ، ذلیل و بد توارہ آدمی ہے ۔'' ندرت الله قدرت کے بارے میں کہتے ہیں کہ "اگرچہ تخلص قدرت ہے مگر عاجز سخن ہے ۔'' یہ میر کا مزاج ہے کہ وہ دوسروں کے بارے میں تلخ سوائی کے اظهار میں عام طور پر عطا ﷺ کرتے ۔ آبرو یک چشم تھے ۔ اس بات کو مزے لے اور اس طرح ایان کیا ہے "دجال صفت دلیا کی بے توجیبی کے باعث اس کی ایک آلکھ بیکار ہوگئی تھی ۔'' بہاں بظاہر روزکار کو دجال شعار کہا گیا ب لیکن دجال کے یک چشم ہونے کی روایت کے ساتھ ذہن فوراً آبرو کی طرف جالا ہے ۔ میان شرف الدین مضمون ، جن کے لزلے کے سبب دالت کر گئے تھے ، أرزو كے حوالے سے انهيں الشاعر بيداند" لكها ہے ـ حاتم كو الشنائے بيكاند" کیا ہے ۔ لیکرو کو 'اپیچمدان فن رہنے'' لکھا ہے۔ ثاقب کے بارے میں ''اپو چيز ميں دخل ديتا ہے اور کچھ نہيں جاتنا" لکھا ہے۔ فضل على دانا ، جن کا راگ اور داڑھی دولوں حد درجہ سیاہ تھے ، ایک دن سیاہ چادر لیٹے محفل میں آئے۔ میر نے لکھا ہے کہ سودا نے ان کا جائزہ لیا اور کہا ''بیارو ہولی کا ربجہ آیا" اور یہ واقعہ بیان کرکے لکھا ہے کہ ''القعد دانا عجب آدمی ہے ، محبهی کبھی قلبر سے ملاقات کے لیے آتا ہے ،" اس عبارت میں جو

شهر آسر بن الرقاع الموقع المواجه و العالمي مـ سان ملاح المدين كين كين من المراح الموقع الموق

ہو جاتا ہے: (۱) میر ابیام گوئی کو ، اپنے معاصروں کی طرح ، نالهسند کوتے ہیں جس کا اظہار الھوں نے ، ابیام گو شعر کے بارے میں رائے دیتے ہوئے ،

باز باز کیا ہے۔ (م) وہ شامری کے بیرایہ اظہار کو وست دینے کی ضرورت کا شعرر رکھتے بیں اور اسے چند علامتوں یا اشاروں میں عدود کرنے کے قابل نجیں بین - العرصہ حض وسے است ۲۳۳ کے بھی معنی ہیں۔

تابان کی شاہری پر اتلہار غیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ابس کی شاعری کا میدان کل و پلیل کے لنظوں میں عدود ہے '' (ب) آودو شاعری کا معار ان کی نظر میں یہ ہے کہ اسانانی سنٹن ، بمور و اوزان ، لبجہ و آہنگ ، ٹلمیجات و اضارات میں فارسی شعر کا

و اوزان، لهجد و آبنگ، للميعات و اندازات مين ادارس شعر كا رنگ ڈھنگ اختیار كیا جائے اور اس بن دکنی شعرا کے مقابلے میں شاہمچان آباد کی اودوئے معلمی (معیاری زبان) استمال کی جائے۔ میر کے اس الفائز لنظر مین وہ مشورہ بھی شامل ہے جو شاہ گلشن

> ف. شاہ تراب بیجاپوری کا ایک شعر ہے : کاؤ گجران کلیند لنگ لاغر مسخر نمشک قاق ہے منکر

مسجر بمشک فاق ہے منگر دیوان شاہ تراب (قلمی) ، ص م. ۽ ، نخزولہ انجمن ترق اُردو پاکستان ، کا .

کراچی -

ے ول دگائی کو دیا تھا کہ ''یہ کام فارمی مشامین گھ یکلو بڑے ہیں، ائیر وغت میں کام میں لاؤ۔ ٹم سے کون عامیہ گرے \*\*\*\*\*\*\* میر نے وغتہ کی روایت کو دگان سے منسوب کیا ہے جو دگان سے طال آئی ہے۔

د کن سے شال آئی ہے ۔ (م) میر نے ریختہ کی یہ قسمیں بتائی ہیں : ،

(الف) وہ جس میں ایک مصرع فارس کا ہوتا ہے اور ایک پندی کا ، جسر اسر محسرو کے بان ہے۔

(ب) وہ جسے امیر عصرو نے اپنی ہے ۔ (ب) وہ جس میں آدھا مصرع فارنگی اور آدھا بندی میں ہوتا ہے جیسر معز فطرت کے بہاں ۔

(ج ) وہ جس میں فارسی کے الفاظ و افعال استعمال ہوئے ہیں ، ایسا کرنا قبیح ہے ۔ س

( د ) وہ جس میں فارسی ترکیبات کو کام میں لاکے دیں۔ ایسی تراکیب ، ۔ جر زبان رضہ کے مزاج اور بول چال کے مطابق بیں ، وہ جائز دیں اور جو رضہ میں انسانوس دیں ان کا استمال معبوب ہے ۔ پھر اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ میں ہے

خود یمی راستہ اختیار کیا ہے۔

( a ) ایک قسم ایبام ہے جس کا قدیم شعرا میں رواج تھا لیکن اب اہے ہسند نہیں کیا جاتا ایکن بہت سے لوگ اب بھی حفائی و مستکل کے ساتھ اسے استعمال کرتے ہیں۔ میر ہے سالخ کے ساتھ اس صنعت کو اپنی شاعری میں خود بھی استعمال کیا ہے۔

(و) ایک الفاز نیز رضته کا وہ ہے جبے خود الهوں نے اختیار کیا ہے اور وہ کام معتدن بناؤ تجیس ، ترسیع ، تشیعه ، ستا نے گندگر ، فصاحات ، بلاغت ، ادا یدی ، خیال وغیرہ پر حاوی ہے - ببر نے یہ بتایا ہے کہ وہ بھی امیں طرز ہے

علاق پر برے ہیں۔ ان کی تحریر ان کے قبری کی طرح صاف اور اسلوب موٹر ہے۔ انھیں فارسی زبان کے اظہار پر ضرورت کے مطابق قدرت حاصل ہے۔ اس ''اللہ کرے'' کے وقت میر کی عمر تیں سال تھی۔

فی معر : عد اتی میر کی ایک عاصر فارسی امنیف بے جسے الهواء ف

اپنے بیٹے میر فیض علی کی تعلیم کے لیے لکھا تھا ۔ سبب نصنیف نیان کرتے ہوئے میر نے لکھا سے کہ :

''الغیر خبر مبر مجد آنی میر تمانس کتبنا ہے کہ ان دلوں میرے لڑکے فیض علی کو ترسل (الشا و مکتوب) بڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے اس لیے تختصر سی مذت میں میں نے پالچ بہت ہی مفید حکاجتی لکھی بی اور اس تعمیف کا نام اس (لڑکئے) کے نام کی وعایت ہے ''افیض میر'' رکھا ہے۔''انہوں

"الفي مر" من يعر على مقا ريمة دويشون الرا يقوم بهرون كل ميل من المواجع المواجع المواجع المواجع المواجع المواجع المواجع المواجع المعادم المواجع المواج

کھمبیر میں تھے ۔۱۲۸

 (۱) "اگر تمهارے دل کو اس سرایا ناز سے تعانی ہے تو خود اپنے آپ پر نظر (کھو - غور کرو اور اپنی حقیقہ کو سجھو - تم خود ہی اپنا مقمود ہو ۔" (ص ۲۰ ۲ م)

(۲) "به دنیا ایک داکش کاروان کاه ہے ۔ بہاں سے حسرت کے سوا کچھ ساتھ نہیں جاتا ۔ افسوس ہے اس شخص کی اوقات پر کاہ جو جلد آگاہ نمیں ہوتا ۔ شیر کی سی زلدگی بسر کرو اور آخرت کی تکر کرو ۔

وقت جو بهاگا جا رہا ہے اپیر ضائع لہ کرو ۔" (س ٢٥ - ٢٦) (م) الموت کا مرحلہ جس کو در پیش ہو وہ کیوں آہ روئے۔ سعجہ لو

کہ وہ مرمانہ جان ، جو دلوں کا مقصد ہے ، اپنے دیدار میں مصرف اور اپنے سرایا میں عمر سے ۔ اگر ساتھاں آسان پر پہنچ جائز تو بھی ہے پر وام ہے ۔ اس کے مائز وضاف میں آبیات ہے ۔ وہ پردا کرائن میں لوا سازی کو تا ہے۔ شش جہت سے اس کی آفاز آئی ہے ۔ " (ص چر)

(س) ''محبوب کا عاشق کے ساتھ ہیں معاملہ ہے ۔ اگر وہ اس کو غیر سے مشغول دیکھتا ہے تو دل سے النا نزدبک ہونے یہ بھی دوری اختیار کر لیتا ہے ۔'' (ص ۲۹)

(a) ''آنتیر نے 'کہا ہیں ہے کوئی جاوہ نہیں ۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ ایک فقیر جت ادار ہو گیا ۔ طبیب نے برویز کی سفت تاکید کی۔ اس نے کہا کہ یہ اس اللہ بری ہے یا غیر تلدبری ۔ آئر غیر تلدبری ہے تو جم کل فتصان نہیں چنج سکتا ، اگر اللہ بری ہے تو میں بچ خیرں سکتا ''' (س جم)

("الألت كمن مؤكراً وهم ذكر إلا تعديد إن (الم إس كم غلاق إنها الإلم عن قرائل المسائل من عن إدر تعداد كر مسائل إنها الإلم عن قرائل المسائل كري بيد - جائبه بامره كو عرب كم دولة لف الورائل الالمركز على المار بين المام نقل بيد بيد خواف بين الورائل المركز الماركز الماركز الماركز المن المن بيد بين مؤكلة بين العرب الماركز بين المن المركز الماركز الماركز بين إنها إن المن إلى الماركز ماركز إدامه مؤكلة كرائل الأن كل بدارك بين المن إلى إلى مراكز بين إدامه مؤكلة كرائل الأن الماركز " إن بها إنها إنها إنها الماركز الماركز

(٤) ''روح انسائل بذات خود قدیم ہے اور سوت کے معنی روح کا معدوم یونا نہیں بلکہ قالب سے اس کے تعلق کا قطع ہو جانا ہے۔ بعث و حشر کے سنی یہ نہیں ہیں کہ روح کو وہی اللب ملے گا۔ قالب ایک سواری سے زیادہ نہیں ہے ، اس کے بدل جانے سے سوار کا کیا نفسان ہے ۔'' (س ۲۸)

ک لکر گرفی جاہے۔'' (س می) ''الیفی میر'' میں میں اس کے اللہ اللہ کیا ہے۔'' اس کیا اس کیا ہو ہوا ہے میں آئے ہیں۔ اس نسم کی اصلی میسا کہ ''لاگر میر'' سے ظاہر ہوانا ہے میر کے والد اور چیا نے میر کو دی تھی - بھی اعلیم میر اپنے بٹے کک اپنے الدار میں پیچانا چاہتے ہیں۔ ''الیفی میر'' میں میر کی طرز گرفران الزائد العقراء'' کے مقابل میں نافر میں اس میں میں میں میں اس کے اس کی اس کے اس کی اس کے اس کی اس کے اس ک

من جيمانا جايج ہيں - "العلى مر" بني من کي فرز گائيل اللائف السقرات کے ۔
السبت بنی انجے شدہ اس است بھی ہی الموارد التعامل کے اللہ بھالوں السبت بھی ہے اور التعامل کے اللہ بھی انعاز اس بیل سبت ہی ہے اللہ بھی الموارد کیا گئی السبت کی اللہ بھی ہیں مثل الما ایک حسن کو اللہ بھی اللہ بھی

برجاع المرقب (ودم) "۳۰۰ اور نویس بیر کی ندر روش برها مید . - دوبان خسر (قد الوس) " در سیری کسی بیرو ( دو سیری چه د میر شا می تشکی کر فاتری افتر بین بین کلیا مید - ستری دربائے شش (واقع) کے تعلق میں اس کے بعد بات مانیے آل می کد میر نے شین کاری بیل اس فاتری افزیر بین کامیا اور پیر اے سانے رکم کر سارے واقعات و عیارت اندیائے ششق " (ادر بین کامیا اور پیر اے سانے رکم کر سارے واقعات و عیارت اندیائے ششق" (ادر بین کامیا اور پیر اے سانے رکم کر سارے واقعات و عیارت اندیائے ششق" (ادر بین میں مورد میں در الارمین و الدین عشولی آلا

میر) میں میر کے جہ دواوین اور سارے کلام کے علاوہ دیوانی قارسی ، ذکر ر میر اور فیض میر بھی شامل بیں ۔ دریائے عشق (نثر) مشوی دریائے عشق سے پہلے بطور ممید شامل کی گئی ہے ۔ امتیاؤ علی خان عرشی نے میر کی اس اثر قارس کا ہورا متن شائع کردیا ہے ۔ ۱۳۱

و کر مبر : ایک اہم تعنیف ہے جس سے مطالعہ میر کے بہت سے لئے گوشر سامنے آتے ہیں ۔ یہ اپنے الداؤ میں میر کی خود نوشت سواع عمری ہے جسے میر نے ''انکات الشعرا'' اور 'الیض میر'' کی طرح فارسی میں لکھا ہے ۔ اس دور میں اردو نے تیزی کے ساتھ فارسی کی جگہ ضرور لے لی تھی مگر مراسلت اور علمي و ادبي تحريرون مين اب بهي فارسي ذريمه اظهار تهي ـ اس ومانے میں فارسی میں گفتگو کراا یا تحریری طور پر اظہار خیال کراا معاشرے میں اسی طرح عزّت و احترام کی بات تھی جس طرح آج انگریزی میں گفتگو گورٹا یا اس میں لکھنا تعلیم بافتہ ہونے کی علامت ہے ، حالانکہ ٹہ وہ فارسی ایسی الهی جو گئسی لحاظ سے قابل ذکر ہو اور انہ یہ الگریزی ایسی ہے جسے گئسی طرح بھی معیاری کہا سکے ۔ "ذکر میر" میں جہال میر نے اپنے خانداتی اور ذاتی حالات کو بیان کیا ہے وہاں اپنے دور کے ان حالات و کوالف اور تاریخی واقعات پر بھی رودنی ڈالی ہے جن کے میر عینی شاہد تھے۔ نادر شاہ کے معلے (۱۱۵۱ه/ ۲۹، ۱۹) کے بعد سے غلام قادر روہوان کے ظلم و جبر اور مرہٹوں کے ہاتھوں اس کے مارے جانے (۳-۱۲-۵/۱۲۰۱ع) تک کے واقعات ، جو بھاس سال کا احاطہ کرتے ہیں "ڈکر میر" میں ملتے ہیں ۔ اس اعتبار سے ڈکر میر ایک قاریخی ماخذ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

الذكر مير" كے اب تک كئي غطوطے دريانت ہو چكے ہيں ۔ ايک "نسخد" الناوه" به جو مولوی بشیر الدین مرحوم کی ملکیت تھا اور جس کی أردو تلخيص مولوی عبدالحق نے رسالہ "اُردو" اورنگ آباد میں ١٩٢٦ع میں شائع کی تھی۔ بعد میں اذکر میں کے فارسی متن کو مرتب کرکے ١٩٢٨ع میں کتابی شکل میں انجمن ترق أردو سے شائع کیا۔ تسخه اڈاوہ ۱۲۲۶ھ/۔ ۱۸۰۵ كا مكتوبه ب - أس وقت مير (م ١٣٦٥ه/ ١٨١٩ع) زلده تهي - اس مين سال تمنيف كا قطعة تاريخ يه عه :

مسمی یہ اسمے شد اے با پتر

كه اين تسخد گردد يعالم ممر فزائی عدد پست و بفت از بران ز تاریخ آگہ شوی ہے گاں

الذكر مير" عد ١١٤٠ه/١٥٠ - ١١٤٥٩ برآمد بوت بيس - اس مين إست و ہفت یعنی ے، جوڑنے سے سال تصنیف ے،۱۱۹؍ ۸۳/۸ ۔ ۱۵۸۲ع لکاتا ہے۔ اس نسخے کے خاتمے کی عبارت میں میر نے اپنی عمر . یہ سال بتائی ہے ۔۔ "عمر هزوز بقمت سالگی گفته (۱۳۱۷ لیکن اس استخ بدی ۱۹۹۱ م کے بعد کے واقعات میں میں اور دوستان کی افغان کی میں میں الم جو جہ ، درامیدہ کا کا واقعہ ہے ، اس کے یہ ان کیسٹر نے کہ میں درامید جو جہ ، درامیدہ کا کا واقعہ ہے ، اس کے یہ انکیسٹر نے کہ کی میں درامید کا بولیے جو در مراسر جانے کی میں جیر کے واقعات کا اسالات کیا ہے ، لیکن استخ اپورہ ، چو درواسر جانے کی ملکزت کا بات دریے الاسلام باتری میں جو افزار قابل

ہوئے لیکن چوتھا مصرع اس طرح ہے : ع ''افزائی دہ و شش عدد از بران''1۳۳۰

اس قطعے کے مطابق ذکر میر ۱۱۰ + ۱۱ = ۱۱۸۹ همیں مکمل ہوئی . خابر ک عبارت میں میر نے اپنی عمر ''پنجاد'' سال۱۳۳ بتائی ہے ۔ انسخد' لاہور کے آخر میں چند اطالف بھی درج ہیں۔ اس اسخے کی عبارت مطبوعہ اذکر میر ؑ کے صفحہ ۱۲۸ کی سطر سر کے مطابق ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد یہ عبارت آتی ہے : آنهد از اسلوب معلوم می شود حسام الدین خان در اصل از میان رفت چرا که بدست دشمنان جاني افتاده است تا مقدور زنده افوابيد كزاشت وكرند اغتيار در دست اوست , . . " السخه" رامهور بهي السخه" لاپورکي طرح بهے ــ اس ميں بھي ومی عبارت ہے جس میں میر نے اپنی عمر پھاس سال بتائی ہے۔ اذاکر سیرا کا یہ اسخہ رامہور کابات میر کا مصہ ہے جسے کاتب شیخ لطف علی حیدری ن مرزا قنبر على كے ليے و ، رسفان ١٣٨٥ مارچ ١٨٣١ م كو مكمل كيا . السخه رابيور بهي اسخه لايور كي طرح مطبوعه ذكر مير صفحه ١٢٨ سطر م کے مطابق ختم ہوتا ہے ۔ قطعہ سال تصنیف نسخہ رامپور میں شامل نہیں ہے . ذكر مير كا ايك نسخه پروفيسر مسعود حسين رضوى اديب كي ملكيت تها جس کا ذکر انھوں نے متدمد الیفن میرادا میں کیا ہے۔ ذکر میر کا ایک السخد شاہان اورہ کے کتب خالے میں بھی تھا جس کا اتعارف اسپرنگر نے اپنی اوضامتی قهرست و سی کرایا به اور یه بهی بتایا به کد ایشیاتک سوسائش میں بھی 'کلیات میر'کا ایک خوبصورت اسخد موجود ہے جس میں قارسی اثر کی چند تصالیف بھی شامل ہیں ۔۱۳۹ ایک نسخد گوالیار میں بھی ہے ۔۱۴۵

یے میں کہ یہ چلے لکھ آئے ہیں ، میں مدرکہ 'سکرٹال بین رابد ٹاگر مل کے بیٹے والے چادر سنگھ کے ساتھ تمانی لشکر میں۔ موبود تھے ۔ معرکٹ 'سکرٹال 9 ، فیلمند ۱۹۵۵م'7 ، فروری مہیء نم کلو ہوا اور خابطہ شمان بھاک گیا ۔ اس کے بعد میں دل آگر خالہ تعلین ہوگئے ۔ ہی وہ زمانہ ہے جب الھوں کے الأكار مبراً الكهنى شروع كى د فيقند گيارهوال معيند به اس ليم الذكر مبراً ا ۱۸۲۸ امارت - ۱۸۶۳ معرد الكهن كلى - اس كى تصديق جبال لسخه الابور كے تقدم اسال تصنيف نے يون ہے ويال مبر لے ذكر مبر كے السبسر الليفاء ميں شود بھى بيان كرديا ہے

''افتیر میر بچد تنی میر تفاص 'گینا ہے کہ میں ان دنوں بیکار اور گوئم'' تمایاں بین نے بار و مددگار لھا۔ میں نے اپنے حالات ، سوانخ روزگار ، مکابات اور روایات شامل کارکے لکھے اور اس تسخے کو ، جو ذکر میر سے دوسوم ہے ، امالات پر نظم کیا ''۱۳۸'

اس وقت میر کی عمر ، جسا کہ انھوں نے خود بتایا ہے ، بچاس سال تھی ۔ اس کے بعد وہ ذکر میر میں اشائے کرتے رہے اور ۱۱۹۹ه/۱۸۸۱ع میں لکھنڈ کے حالات و واقعات کا اضافہ کرکے اور قطعہ سال تصنیف میں 17کے بجائے 20 كا عدد شامل كرك سال تصنيف ١٩٤١ ٨٠٠ ٨٨٠ ١ع كر ديا . آخرى مصح میں غلام قادر روپہلد کے ظلم و جبر اور بھر اس کے قتل کہے جانے کا حال بھی لکھا ۔ غلام قادر روبیلہ کا تنل ۲۰۰۰ه/۱۲۸ع کا واقعہ ہے اس لیے یہ اضافہ اسی سال ہوا ہوگا ۔ اس وقت میر کی عمر ۸۸ سال تھی ، لیکن عبارت کے لفظ "شمت" (. - ) میں کوئی تبدیلی نہیں کی ۔ قاضی عبدالودود صاحب کا خیال ہے العار العار العاب ك زمان ك بارك مين ميرا قاس ب (١١٨٥ م/١١ - ١١٠١ع) کہ کتاب کا بیشتر مصد (اسخد مطبوعہ میں ص ۱ سے ۱۲۰ تک) کامال میں قلميند ہوا ۔ بحض چند صفحے (ص ١٣١ تا ص ١٣٨ سطر م) ديلي ميں اور باقي لکھنۋ میں معرض تحریر میں آیا ۔ لکھنؤ کے سفر اور وہاں پینچنے کے بعد کے واقعات کے بارے میں تو اختلاف رائے کی گنجائش ہی نہیں . . . عاکمہ دہلی میں تحریر ہوا (ص ١٥١ تا ١٥٣) ـ لطائف چونكد نسخه ً لاپور مين موجود بين اور آخر كتاب میں بیں قباس چاہتا ہے کہ دبلی میں حوالہ ؑ فلم ہوئے ہیں ۔ ۱۳۹۳ ڈکر میر کا اڑا حصہ کامان میں لکھے جانے کا کوئی معقول ثبوت نہیں ہے ۔ استخبہ رامپور کی عبارت کے اس جملے ہے "کہ ''احوال فقیر تین سال سے چونکہ 'کوئی قدردان موجود نہیں ہے اور عرصہ ووزگار بہت تنگ ہے "۱۳۰۰ جی بات سامنے آتی ہے که الاکو میرا دل میں لکھی گئی۔ واجہ فاگر مل کے ساتھ وہ کامال سے ۱۱۸۵ م ١١ - ١١١١ع مين ديلي ضرور آئے تھے ليكن ديلي آئے ہي ان سے الگ ہو گئے تھے اور بھر راجہ ناگرمل کے بڑے بیٹے کے ساتھ شاہی لشکر میں معر میں سکرانال میں موجود تھے اور وہاں سے دہلی واپس آ حجر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ ہیں وہ زمانہ ہے جب انہیں حالات و سواخ روزگار لکھنے کا خیال آیا اور چراکدہ میرکما شکرتال (و، ڈیلند ۱۸۵، ۱۹۴۶ فردری ۱۵میام) ہجری طال کے کیارہوں مسینے کا واقعہ ہے اس لیے ذکتر میر ۱۱۸۸ الاء۔ ۱۵م عدم میں شروع ہوتی اور اس سال مکمل ہوتی ۔

الذكر مير" لكهنے كى ايك وجه تو وہى ہے جو مير نے خود لكھى ہے کہ ان دنوں وہ بیکار تھے اس لیے اپنے حالات اور سوالح روزگار لکھنے کا ارادہ کیا لیکن ذکر میر کے مطالعے سے اس کی ایک وجہ تصنیف یہ بھی معلوم ہوتی ے کد وہ اپنے سوئیلے اڑے بھائی حافظ مجد حسرے اور اپنے مشفق و بحسن ، سوتیلے ماموں سراج الدین علی خان آرزو سے ، جنھوں نے ان کی تعلیم و تربیت کی تھی اور کم و بیش سات سال اپنے گھر رکھا تھا ، اظہار لفرت کرکے اپنے سارے رشنے تانے کاٹ ڈالیں تاکہ ایک طرف ان کے احسالات پر بانی بھر جانے اور دوسری طرف وہ اپنی ناراضی اور ذاتی پرخاش کا تحریری افتقام لے سکیں ۔ یہ کام وہ چلے بھی کر سکتے تھے اس لیے کہ وہ لتربیا ، ۱۱۹ م/سے، اع میں آرزو ے الگ ہوگئے تھے لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آرزو زندہ تھے اور ایک بااثر شخص ٹھے . اگر یہ باتیں ان کے علم میں آئیں تو وہ میر کے جھوٹ کا جواب دے کر اصلیت سے پردہ اٹھائے۔ جب ۱۹۹۹ه/۲۵۱۱ع میں آرزو کا اتنقال ہو گیا تو . ١١٤هـ / ١٤٥ - ١٤٥١ع میں ؛ جیساک ذکر میر کے تاریخی الم عد ظاہر ہوتا ہے ، انھوں نے اپنے سواخ لکھنے کا ارادہ کیا ۔ ١١٨٥ مالک حالات رُماند نے انہیں فرصت نہ دی اور جب ۱۱۸۵ میروہ کے آخر میں وہ غانه نشیں ہوئے تو آرزو کی ونات کے سولہ سال بعد ید کام شروع کیا۔ اس وقت ان کا جواب دینے والا کوئی نہیں تھا۔ دوسرا مقصد اس ٹالیف کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے والد کو ایک یکالد" روزگار درویش کے روپ میں ایش گریں - ان کے والد علی متنی اور ان کے کشف و کرامات کا بیان وہ صفحات اد الهيلا بوا ب - "ذكر مير" بؤمنے بوئے سوتيلے بھائي اور ماموں سے شديد لغرت اور یاپ سے انتہائی محبت کے اظہار میں مبالغے کا شدید احساس ہوتا ہے۔ میر نے اپنی زندگی کے سارے حالات "ذکر میر "میں بیان نہیں گھے ہیں۔ ذاتی حالات کے بیان میں سارا زور عبت اور تفرت کے اظہار پر صرف کر دیا ہے ۔ اس کے بعد اس دور کے حالات و واقعات بیں جن کے میر عینی شاہد ہیں اور جن کی لہروں پر چچکولے کھاتے ہوئے بچد تئی میر نے ڈلدگی کا سنر طے کیا ۔ بیج بیچ میں ضمناً ذاتی حالات کی طرف بھی اتفارے ملتے ہیں ۔ جیسے اُلکات الشعرا<sup>4</sup> کے مطالعے سے میر ایک گروہ بند اور ادبی سیاست باز کے روب میں سامنے آئے ہیں جنہیں دوسروں کی پکڑی اجھالنے ، حریفوں کو ذلیل كرنے ميں مزا آتا ہے اور جو اپنے آگے كسى كو كچھ نہيں سجھتے ، اسى طرح 'ذکر میر' میں وہ ایک کیتہ پرور ، بدلہ لینے والے ، اپنوں کو آسان پر چڑھانے اور دشمنوں کو پاتال میں چنچا دینے والے کے روپ میں ساسنے آئے ہیں ۔ خود پسندی اور ڈات پرسی کی وجہ سے میر کی سبرت میں معافی کا خالہ نہیں تھا ۔ اسی انداز لظر کی وجہ سے وہ واقعات کو مسخ کرنے سے بھی دریتر نہیں کونے۔ مثلا میر نے احسان اللہ لقیر سے اپنے چچا امان اللہ کی ملاقات کا والسدلكها بـ - ١٣١ مير لكهتے ہيں كد وہ بھى جوا كے ساتھ تھے اور دوران سلاقات صویبدار اکبر آباد تصرت یار خان قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا تھا ۔ میر نے اس وقت اپنی عمر سات سال بتائی ہے ۔ ''تاریخ بجدی'' سے معلوم ہوتا ہے کہ لصرت یار خان کا انتقال ۲۲ رمضان ۱۱۲۰ه/۲۹ جون ۲۹٬۱۱۹ کو بوا جب که مير كى بيدائش اكلے سال ١١٢٥ ٩٠١ - ٢٠/٢ع ميں ہوئى - آب يد كيے مكن ہے کہ میر صاحب پیدائش سے بیلے وہاں چنج گئے ہوں ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ واقعہ انھوں نے امان اللہ سے سنا ہوگا ۔ ذکر مبر لکھتے وقت اپنے چوا کا درجہ بلند کرنے کے لیے اس واقعے گو اس طرح درج جحیا کہ وہ بظاہر درست معلوم ہو۔ ویسے بھی سات سال کی عمر کے بچے کو وہ ساری ہدایات و لصائح جو لغیر احسان اللہ کی زبان سے میر نے کہلوائی ہیں ، النی تفصیل و جزئیات كے سالھ كيسے ياد رہ سكتى ہيں ؟

الذكر ميرا كر مطالع سے يد بات بھى سامنے أتى بكاد منين سے مير صاحب گو کوئی دلچسپی نہیں ہے ، مٹلی کہ اپنے والد کی تاریخ ِ وانات ''بیست و یکم وجب ۱۳۲٬ (۲۱ رجب) لکھ کر آگے بڑھ جانے ہیں ۔ اسی وجہ سے گئی مقامات پر تاریخی واقعات گذما ہوگئے ہیں۔ مثالا احمد شاء ابدائی کے دو حملوں کے واقعات ایک دوسرے سے علط ملط ہوگئے ہیں ۔

المکر میرا کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ رعایت خال ، ئواب بهادر جاوید خان ، صها نرائن ، راجه جگل کشور ، راجه ناگر مل ، رائے چادر سنگھ ، رائے بشن سنگھ کے ملازم و متوسل رہے اور آخر میں آصف الدولم کی سرکار سے وابستہ ہوگئے۔ 'ذکر میر' سے یہ بات بھی واضع ہوتی ہے کہ تصوب کی طرف میر کا رجحان ، اپنے والد اور چوا کے زیر اثر ، بجین سے تھا ۔ مير نے تصوف و معرفت کے جو خیالات اپنے اشعار میں پیش گیے ایس ،

الأكثر مير" مين الهي كي وضاحت كي بهے ـ "لكِنك الشعرا" كي طرح "الأكثر مير" كے مطالعے سے بھي "آئبر هيات" كي وہ تصوار ، جو بلا حديث آؤاد نے بائلي ہے ، نظام مين تطلق ہو جاتى ہے ۔

و الأكر مير" كا الدار بيان شكف ، أروان اور بنند ب - ميركو فارسي نثر بر اچھي قدوت حاصل بے - يہ نثر فارسي كے أدوى اسلوب كي ايك كاكنده مثال ہے -

سر کامل ہے ہوائے ہے ہوئی اور انکا ماللہ پولکہ ہم پہلے صفات یہ کو چکے وہ اس لیے ان کا چان ہوالا ایم شروری ہے۔ البتہ الاگر بیرٹ کے آخر میں ہم اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ بیر اور چیں الاز ہم ہیں آخر ہیں "کا کا خان ہے اس ہے نے منطق و اصلی کہہ کر خان کر وہا ہے ، ہم ان میں ہے چند چان درج کرے ویں کہ آؤاد کے مد سورے چوا میر کے جانے ایک رائدہ ، منز جاتے ہے میں ایک کا ادارہ ویکے :

با گئے میر سے بھی آپ کا تعارف ہو سکے : رم لولانا ورم اور شیخ میر الدین شام کے وقت شام کی مسجد میں دولرد ہوئے اور ویان امام کے بیچھے کاز بڑھی امام پر آن دونوں بزرگری کی اتنی بہیت طاری ہوئی کہ دونوں رکمتین سروۂ فاتمہ کے

اوزگرن کی الٹی بہیت طاوی ہوئی کہ دونوں رکمتیں سورہ فاقد کے اللہ سورہ قبل یا ایبا الکااورن پر ختم کیں۔ جب ملام پھیرا تو شیخ نے مولانا کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ ایک سورت کو دو بالر پڑھنے کا کہا مطالب تھا؟ دولانا پسنے اور کہا کہ بات مقول ہے۔ ایک نظام کھاری طرف تھا اور ایک کا میری طرف کیا۔

کا خطاب جمهاری طرف تها اور ایک کا میری طرف ۔"\* (ع) "ایک دن الوری ایک دوکان پر بیٹھا تھا . . . اس مردے کے ورثا

نومہ و زاری کونے ہوئے جا رہے تھے اور کستی جا رہے تھے کہ تجھے ایس جگہ لیے جائے بھی کہ اٹک و ٹاریک ہے۔ جراخ بھی ٹین تھے۔ انری دوڑ کو گیا اور پوچھا کہ کیا ''میرے گھر نے جا رہے بین 1'' نید لظیفہ بادشاہ وقت کہ پہنچا تو اس نے اسے

ایک وسیع مکان عنایت کر دیا ۔'' (۳) ''ایک لوطی گدھی کے ساتھ مجامعت کر رہا تھا ۔ ایک شخص کی

نظر بڑی اور پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے ؟ اس نے کہا انقیمے کیا غیر کہ مردان خداکس کام میں ہیں ۔''

(م) الميك مقلس سيد اپنا وطن چهوؤ کو للائل معاش میں دپلی آیا اور افاح کرنے کرنے کمارور و امیف ہو گیا ۔ اس نے اپنے وطن میں سورۂ قل یا ایما الکانون بڑی سی تنٹی پر بخط جیل لکھا دیکھا تھا الغاناً اس کا گزو ایک سکتب کی طرف سے ہوا اور ویاں اسی سورت کو باویک خط میں لکھا دیکھا تو کہنے لگا ''سیجان اند! گردش ایام نے بیجاری سورت 'فل کو بھی اس کے اصلی حال یے ادر بے دیا۔ اس قفر لائمر کردیا کد شناخت میں نہیں آئی ۔''

(ه) ''الک سید آیک لڑے کو لایا۔ نوبھا کہ کا بالم ہے ؟ جواب بالا ''ابو جوار''' سید ہے بوجھا کہ آپ کا بارہ کئی مدن ہے آبادے ؛' جواب با کہ بالخ بزار سال بوئے ہوں گے۔ کہا گیا کہ سیادت تو پیشنر علما السلام کے بالا نظمے نے شور موقع ہوئی ہے اور اس برگزیدۃ آفاق کے مید کا تمین سب کو معاوم ہے۔ جواب دیا ''روہ

 $i_{i_{1}}$  and  $i_{i_{2}}$  and  $i_{i_{3}}$  a

گیا ہے چارہ مردند ہرا اور چلا کیا بات (د) "شوائر عراق شونٹر دیل آپ یاں بان نامر مل کے انساز کا شائد سرکر فراخل کا مشتق ہوا۔ ایک دلا اس کی ملاات کے لیے گیا۔ دسر مل نے پوچیا کہ آپ کا اام کیا ہے اکا باس اس لیے اس طرف سرکنل کارائی موضی کیا ہے اس کی دیکھائی وہ الکن خاصول بین اور دالمنت طور پر کھا کہ اگر آپ اپنا اس طرف الی بھی جا دیں اور الدین مولی ہوگی۔ اور اس بور کے اس اس طرف الی بھی جا دیں اور اللہ سیال ہوگی۔ انہوں نے سر

"لعنت الله ـ"

(p) "ایک ووز ناصر علی کی مراز بیدل کے ایک شاگرہ سے سرائات ہوئی۔ پرچھا کد آج کل مرزا کھا کہ رحید ہی ؟ اس خیر جواب ہو گا کہ ان دادن امیرا عصد کی کھر ہیں۔ یہ سن کی اس طل علی کیا کہ جرا یہ بہام بنجانا کہ اینا لیشی وقت کیون شائع کر رہے ہو۔ کل یہ جہار عصر بتم ہو جائیں گے۔ اپنی پنچ ووڑ عصر کو خاتم اید کئیں۔

یہ لطبنے میر نے ''برائے خاطر دوستان'' لکھے ہیں۔ ان سے میر ک شخصیت کا وہ پہلو بھی سامنے آنا ہے جو اب نک چھیا ہوا تھا۔ ''ڈکٹر میر'' میر کی زائدگ ، میرت اور مزاج سے روشناس بونے کے لیے ایک ایس ساعد کا درجہ رکھا ہے۔۔

دیوال فارس: برکا دیوان فارسی اب لک عالم نین بوا را س کئی تخطیر از این کرکی تخطیر از این کرکی تخطیر از این کرکی این این کرکی این این کرکی این والا کاربرای را این والا کاربرای برای برای این می کرکید تا کاربرای بین بین موقوعی با ایک باش سلم برای ورشی مل گرف کر فتیرنا میدان الله می می موقوعی با ایک استان می داد شکران کرکید خالج مین گوانار مین موقوعی بین گوانار مین

قد بین لطبقہ جادر علی چھیراموئی کہ کتاب ''افعیر الطائف''' کے حوالے سے خبرانی لال نے جگر نے ''افڈکرڈ نے پھکر'' میں بھی فرخ کیا ہے ۔ مغیوم میں ہے البتہ عابوت میں قرق ہے (الڈکرڈ نے چکر ، غطوطہ اللہا آئی لائیردوی ' میں جہا

میر کی شاعری کا آغاز ریخته گوئی سے ہوا اور فارسی میں شعر کمپنے کا خيال الهبر بهت بعد مين آيا - اسي ليے عبع الفائس (١٩٦٠هـ/٥١ - ١٥١٥) میں میر کا ذکر نہیں ہے لیکن مجمع التفائس لسخہ رامیور کے عاشیے پر ، جسے میر ع مربی راجه فا کرمل کے لیے جسبت رائے کھٹری نے گومبیر میں ۱۱۵۸ ہ - - 127 ع میں لفل کیا تھا . میر کا ذکر کسی اور کے الم سے لکھا ہوا ملتا ہے . عرشی صاحب کا خیال ہے کہ "امیر کا حال وغیر، پہلے کااب نے نہیں لکھا تھا۔ مصحم نے نئے ورق داخل کرکے ، وہ مصرع جو سابق الذکر شاعر کا آئندہ صفحت پر ٹھا اور اس کی ترک چھیل کر سیر کے حال کے شروع میں لکھ دی ہے اور اس طرح آخری صفحے پر جگہ نہ رہنے کے باعث کچھ میر کے اشعار عاشير پر بھي لکھے ہيں ۔١٣٨٣ ثكات الشعرا (١١٦٥ه/١٥٥١) ميں مير نے اپني فارسی شاعری کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے . خود اس عبارت سے ، جو عبع الفائس کے محولہ بالا نسخے میں لکھی گئی ہے ، اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ میر نے قارسی شاعری کی طرف ریخنہ کوئی کے بہت بعد توجہ دی۔ وہ عبارت یہ ہے : والول اول اشعار ریخند کی ، که اردو زبان میں فارسی طرز کے شعر کو گھتے ہیں ، بہت مشق ، کی جنائیہ شمرۂ آفاق ہے ۔ اس کے بعد بطرز خاص المعار فارس کی طرف رجوع ہوئے جو ارباب سخن اور اس فن کے

''ااور جوتکہ ابتدائے شاخری میں رہند گوئی کی بنا پر شہرت سامل حرّل تھی (لیکن) قارمی گوئی کے دھوبدار نہ تھے سالانکہ قارمی رہند سے کام جبر کچنے ۔ دیال گڑے تھے کلہ میں لے دو سال رہند گرئی موٹوئی گڑردی تھی ، اس مدت میں تقریباً دو ہزار اشمار کا قارمی دیوان تیار ہوگیا !''ا 18

مصحفی کا تذکرہ ''فقد ثریا'' ۱۹۹۹ه/۸۵ - ۱۵۸۳ع میں مکمل ہوا ۔ اس وقت میر کو لکھنڈ آئے ہوئے تتریباً تین سال کا عرصہ ہو چکا تھا ۔ ''ہی گشت'' کے  $\| B \| q \|_{L^{\infty}(\Omega)} \| v_0 \|_{$ 

## میر کے قارسی اشعار

لدیدم میر را در کوئے او لیک غیارے تساتوائے با صب اود کل و آئینسہ و مدو خورضہ پر کئے را بسوئے تسر دارد غلط کودم کدرائم . . . از خود ندائم موبن تالب خسدا بود دوئن پر شعر ٹرے در روس آند جان نا

ودي في حضو ترجي فر والهي المدخوان با الاستراك المستركة بیر کے آردو العمار نہ دیکھا میر آوازہ کو لیکٹ کے غیار آٹ ناتوانے سا کوپکر تھا گل و آئیٹ کیا خروشیہ و ساتھا غطط تھا آپ سے غلسائل گرزا المسیجانےکہ اس اللب بینوٹھا

چی قدر بر ایل بها کی منافق میں

ایل حس ما کری در علم کی اور پر کی کی برای کری در کی لی گئی۔

آبا آفر میں وہ کری در کی لی گئی۔

آبا آفر کی کھی خیل جی جا آفری میں برو کسی کری در کی گئی میٹ بدار بالی ایل میٹ بر افرائل آف میر بر افرائل آف میر بر افرائل آف میر بر افرائل آف میر بر افرائل آف میں یہ کہ فرائل خور میں برک کسی کی اجدا سے میں میں کہ میں کسی میں کسی میں کسی میں کسی میں کسی کسی کی جا سے در افرائل جی میں میں کسی میں کسی میں کسی میں کسی میں کسی کسی کی جا در افرائل جی میں میں کسی کسی کسی جو سالے تھی وہ کشی وہ میں کسی میں کسی میں کسی میں کسی میں کسی کسی کسی جو سالے تھی وہ کسی دوسائے میں کسی میں کسی میں خوالے میں جو سالے تھی دوسائے گئی کی گئی گئی وہ وہائا کی کرکے گؤی اور بابطا

ال الشار مدير كا الباري و أولا كان كي كان خالا الدائر بها المستخدم بدير كان با بدير الو المقري بها المستخدم بدير كان الباري بها من موضوعات بدير الو المقري بها بين المواد المواد المستخدم بين المواد المستخدم بين المواد المستخدم بين المواد المستخدم بين موسد كم المواد المستخدم بين المستخدم بين موسد كم المستخدم بين مواد المستخدم بين المستخدم المس

اٹھوں نے دو سال بعد قارس گوئی ٹرک گردی ۔

کلیات اورو ز - میر کا کلیات اورو چه دواوین بر ستندل ہے جن میں عامولوں حے عمومی بیشتر امتدائی سسخت جی دیا بھی آرانال کی گئی ہے ، لیکن اس طرف آپ تک کاوئی توجہ نہیں دی گئی کار میں کے به دواوین کئی زائے میں مراتب پوئے - ہم ان دواوین کے تعرب زامالہ کی کلوشش کرتے ہیں ۔

دول فوج ، فون الدول كا الأرائية الدائم من دول مدائم المهام الدول من بها من المواحد إلى المواحد المهام المائم الما

یہ دیوان بھی دلی میں مرتب ہوا ۔ اس میں لکھنؤ کا گوئی ذکر گئسی غزل میں نہیں ہے البتہ دلی کا ذکر گئی اشعار میں ملتا ہے ۔

دولات جوز ، مستفیٰ کا الاگر بیشتی ، - بده - دولار (درد. رح. رح. دولا (درد. رح. رح. دولا ) درد. برا کال میشد (درد. رح. رح. دولا ) درد دولا کال میشد کرد کال میشد (درد. رح. رحال کال میشد (درد. رحال کال میشد (درد. رحال کی درد. او میشد (درد. رحال کی درد. دولا ) درد. دولا کی درد. دولا کی درد. دولا کال میشد که کال میشد که دولا دولان کی درد. دولا ک

ہوا۔ اس جی وہ خزایں بھی شامل ہیں۔ جو دلی میں لکھی اور لکھنؤ دولوں کا ذکرو اس دولوں کی خزاوں میں منتا ہے: دل و دلئی دولوں اگر ہیں۔ خراب یہ کچھ لطف اُس اجڑے لگر میں بھی بھی شعر کچھ بین نے کہے بالوں کی اس کے وادمیں سے داران شعر سے میں کیا کہ الدین سے داران شعر سے میں کا کہ الدین

شمر کچھ میں نے کہے بالوں کی اس کے یاد میں سو غزل بارشمتے بھرے ہیں لوگ فیض آباد میں شفق سے بیں در و دیوار زرد شام و سحر ہوا ہے لکھنڈ اس رہ گزر میں بیلی بھیت

ہوا ہے معهد اس رہ در میں بھی بھیت دلی کے لکھنز کے غوش اندام خوب لیک راہ وفا و سیر ہے مسلود پر جگ

رام وقا و سھر ہے مسلود پر جگسہ دیوان چھاوم : جیساک دیوان سوم کے ذیل میں ہم لکھ آئے ہیں ، مصحی

در الموقع فيجود المستخدم الموقع على بين مواها كي وي مصدي عالي الكرائية في ( استام مستخدم المراهدين م حسم المستخدم المست

لکھنؤ ، دلی سے آیا ، بان بھی رہتا ہے اداس میر کو سرگشنگ نے بے دل و حبران کیا خرایہ دلی کا دہ چند بیٹر لکھنؤ سے تھا ویں میں کاش مر جاتا ، سراسید نہ آنا بان

دوران بیجیم : کلندالشدار میں ، جو رہ درہ اور ۱۹۳۶ کے درمان کتھا گیا ۱۳۱۳ ء میر کے بانج دواوین کا ذکر ساتا ہے ۔ شام کال نے بھی ۱۳۱۸ م مریح ، ۱۳۱۸ مید کے بانج دواوین کا اطلاح دی ہے ، ۱۳۳۳ میدڈ سیمنیڈ سیمنیڈ ا میں ، جو ۱۳۱۵ اور ۱۳۲۶ء (۔ ۱۳۸۸ کار ۱۳۹۸ کے درمان کتابا کا کہا گیا ہے۔ بع کا بچر داوین می کا ذکر سفا ہے ، ۱۳۳۳ اس لیے کہا یا سکتا ہے کہ دیوان

پنجم برور و تک یا اس سے کوی پہلے مرتب ہو چکا تھا ۔ دیوان ششم : کابات میر کے استفاد سمایہ پرینوروش علی گڑہ میں میر کے پانچ دوارون بھی دیوان دوم ، سرم ، چہارم ، بنجم اور ششم شامل ہیں ۔ یہ گیات م ، و ۲۰ مکروس ہے ۔ کہا دیوان ششم اس اسطر کی اتلل م ، ۱۲۴ میں

پہلے مرتب ہو چکا تھا ۔ یہ بھی لکھٹو میں مرتب ہوا ۔ دیوانچہ : دستوراللمامت میں لکھا ہے کہ 'سہ چہار سال شدہ کہ در

الكهنز وفات يالت ـ شفى ديوان و يك ديوالهم ١٩٥٣ مير كى وفات ١٩٥٤م - راماح كا والعد ہے - "سد چهار سال شد" كے الفاظ ہے به معلوم بواكم مير كا حال زيادہ ١٤٥٥م إذا ده ١٩٠٩م/م. ١٨١ مين لكها كيا - اس ديواليم ميں ديوان ششم كے بعد ہے كركو وفات تك كاكام مثمل تها - يد المال بے -

مدان آزادہ : میر تے ایک دیوان ''دیوان زادہ'' کا بھی ڈکر آتا ہے۔ مدان کال نے اعجا الانتخاب میں اس کی سراحت ان النامیوں کی ہے کہ دیوان پچیم میر سامن صوصول کہ نام دیوان زادہ نیادہ الد رائد''1771 پر کری یا دیوان نیرن تما بلکہ دیوان بچیم کا التخاب تما جو میر نے کہا تما۔ یہ بھی

نایاب ہے ۔ تعین زماند کی یہ کوشش نطعی نہیں ہے لیکن ہارے خیال میں اس سے

نعین رماند کی بد دوشتن تعلمی میں ہے لیان بہارے کمیاں میں اس سے نئے واستے ضرور تکاتے ہیں۔ تعین زمانہ سے میر کی شاعری کے مطالعے میں بھی مدد ملتے، ہے۔

کیات میر چلی اور فورگ وایم کالج کلکتہ ہے 1841ء میرہ میں میر کی وفات کے ایک سال بعد ، اردو کائب میں شائع ہوا۔ اس میں جو دواوین شامل ہیں۔ قاضی جدالودود کے مطابق ان دواوین میں تعداد انساز علی الرئیس ۱۳۹۲ء + ۱۳۹۲ء ۱۳۱۲ء ۱۳۱۲ء ۱۳۳۲ء ۱۳۳۲ء ۱۳۳۲ء ۱۳۳۲ء میں علاوہ فردیات ، مربع ، ویاشیات کرچھ چند ، ترکیب بند ، مسدس ، غمس ، مشان ، متنوبان ، بهوبات ، سال الله ، فاطلت وتبيره بين . متنوبون کے کل الهات ، ۱۳۵۰ متنوبون کے کل الهات ، ۱۳۵۰ متنوبون کے کل الهات کی درج ، مستوی بین ۔ اس میں ۱۳۶۳ المشار کشرر آلے تین اور دوسرون کے رہے المشار کا برائی اور واضو المشار بین یہ کابال میں یہ کابال میں یہ کابال میں المشار کی المشار کی المشار کی میں المشار کی میں المشار کی بین میں کا بیان میں میں میں میں میارے کے دوسرون کیا دیات کے دیات کے دیات کے دیات کے دیات کے دیات کا بیان میں میں میں میں میں میارے کی دیات کے دیات کی دیات کے دیات کے دیات کے د

مسہوما دیات و میں ہوت ہے۔ حالات ، سیرت و شخصیت اور تصالیف میر کے مطالعے کے بعد اب اگلے

باب میں ہم میر کی شاعری کا مطالعہ کریں گے ۔

## حواشي

الزیخ بجدی: مستقد میرزا بجد بن رسم معتمد خال دیافت خال مارئی
 ابدخشی دیاوی ، مرتبد استهاز علی خال عرشی ، ص . و ، جلد به حصم به ،
 مطبوعد شعبه الزیخ ، مسلم یولیورسٹی علی گڑھ ، به به ورم

معبوطه متعبد فارج ، مسلم یونیورسی علی فره ، ۱۹۹۰م -۳- ذکر میر : بخد تقی میر ، مرتبد عبدالحق ، ص ج - م ، انجمن قرق اردو

اورلگ آباد ۱۹۳۸ م -بـ عکس ورق مطبوعه 'دیوان میر : غلطوطه ۲۰۰۳ ، مرتبد آکیر حیدری 'کشمیری ، مقابل ص ج ۶ ، سری لگر ۲٫۰۳ م .

سميرہ سہ ايضاً۔

ه. ذکتر میر : مقدمه عبدالحق ، صفحه انف" . - دلی کالج میکزین : میر کبر ، مرتبه لتار احمد ناروق ، ص ۵۵ ، دلی ۱۹۹۲ - ۲

ے۔ التخاب مثنویات میر : مرتبہ سر شاہ سلیان ، ص . ، ، بدایوویر . ۹۹۰ع . ۸۔ دستور الفصاحت : سید احدد علی خان یکتا ، مرتبہ اسیاز علی خان عرشی ،

برد حسور بسدون این است می به است. اس ۱۹۰۹ به بندوستان ایریس رامبور ۱۹۰۳ م م

ي- ديوان للمنخ : ديوان دوم ، ص . ٣٠٠ ، مثلج لولکشور کاليور و م.١٥٠ ع. - به الفن هيدالودو د النم شمون " کجه مير کے بارے مين» بمد على خان ، ماحب " تاریخ مقلری" کی درسری کتاب "تالیف مجھی،" سخت پشته نے خواجہ به باسط کے حالات دیے بین اور مادہ تالیخ "شمیخ مومینن باسط" ٨١١، ه بهي ديا ہے ۔ لقوش شاره ٢٠ ، ٢٠ ، ص . ٣ ، لأبور - 11105

11- تاريخ بيدى: ص111 -11- ذكر مير : ص ٦٢ -٣١٠ مقتاح التواريخ : طامس وايم بيل ؛ ص . ٣٧ ، تولكشور كالبور ١٨٦٤ ٥ -

- ١٠ فكر مير : ص ١٢ -- ۱۵ د کر بیر : ص ۱۸ -

١٦٠ عرد ذكر مير : ص ١٦٠ - ١٨٠ ذكر مير : ص ٦٠ -

و ۽۔ لکات الشمرا : بجد تتی مير ، ص ج ، تظامي پريس بدايوں ١٩٣٢ع -. ج. ايضاً : ص م.

۲۱ - ۲۳ غزن لگات : قائم چاند ډوری ، مراتبه ڈاکٹر اقندا حسن ، ص ۱۲۳ -

عبلس ترق ادب ، لابور ١٩٦٩ ع -

ج، - تذكرة شعرائ أردو : مير حسن ، ص ١٥١ ، انجن ترق أردو (يند) دېلی ۱۹۳۰ع -

ج. مجموعه نفز ؟ مرتبه حافظ عمود شيراني ، ص . ج. ، ليشنل ا كالدى دېلى

- 61147 ہ۔ دو تذکّرے (جلد دوم): مرتبہ کلیم الدین احمد؛ ص ۱۹۱، لئند

q q۔ عکمی صفحہ مطبوعہ دیوان میر : مرتبہ ڈاکٹر اکبر حیدری ، مقابل ص

م ، سرى لكر ١٩٤٣ع -ع. کلیات میر : مرتبه عبدالباری آسی، متدمد ص به ، تولکشور لکهنؤ

- 21101 وج. ثكات الشعرا و ص وج . 

. ج. لذكرة خوش معركه " زيبا : سعادت خان ناصر ، مرتبه " مشفق خواجد ، (جلد اول) ، ص . س، ، مجلس ترق ادب لابور ، . م ١٩ ٥ -

٠ ١٥- ڏکر مير : س ١٥-

٣٣- "كچه مير كے بارے ميں" : قاضي عبدالودود ، ص ٣٣ ، للوش ، شاره 07 77 7 1846 -

ميم. ذكر مير: ص ١٠٠٠ ۲۳- ذکر میر: ص ، ۵ -

٣٩- ذكر مير : ص ميد -ه. ملتاح التواريخ : ص ٣٠٣ -عهد ذكر مير: ص ۵۵ ٠

۲۸- ذکر میر: ص ۸۸ -٠ ١٨ ٠ : س ٨٠٠

. ج. ذكر مير: ص ١٩٠ -

ا جـ ٢٠٠ فكر مير: ص ٢٠٠ - ٢٠٠ مفتاح التوارغ : ص ٢٣٠ - ١٣٠ -عود فكر مير: ص ٢٠١ - ١٩٠ فكر مير: ص ١٢٥ -

۽ ج. سوالهائت سلاطين اوده ۽ (جلد اول) ، سيد مجد مير ۋائر ، ص ٨٩، تولکشور لکھنل ١٨٩٦ع -

عهد ذکار میر : ص ۱۳۸ - ۱۴۰ -

ر مید کشتر پیند : مرزا علی لفف، مرتبد شبلی لغانی ، ص . ۱ ۲ ، لامور ۹ . ۱۹ ع - ۹ م ۱۹ م. سنینه ٔ بندی : بهگوان داس بندی ، مرتبد عطا کاکوی ، ص ۵ . ۲ ، باشد

وہ سینہ بسی : بھتوں دان پسی ، مربع سے و دوی ، س ورب ، بسم ۱۹۵۸ ع -... اس داچسپ بحث کے لیے دیکھیے 'میر اور میریات' : صفدر آہ ، س ۱۹۱۰

م ان د چھی بعث کے لیے عہدی عبد اور میریات : طعدوا ، اس ۱۹۱

٣٥- تاريخ وفات "ابن تربت ليف" <u> ۽ ١١٩٩ برآمد ٻو 2 بين . ي</u>د الفاظ ان کي تربت پر کنده بين . مفتاح النوارغ : ص ١٥٩ -

سه- "كچه سير كه بارك سين" : لفوش شاره ١٥ ، ٢٦ ، لايمور -

ہے۔ ذاکر میں: ص ہ ، ہ - ۔ ہہ۔ نکات الشعرا : ترجمہ أميد ، ص ي ـ ہے۔ ايضاً : ترجمہ علام ، ص سے ، ۔ ہہ۔ ايضاً : ترجمہ نفال ، ص ہے ـ

ہ ہے۔ تذکرہ بہار نے خزان : احد حسین سحر ، مرتبد ڈاکٹر نعیم احد ، ص وہ ، ، علمی عبلس دل ۱۹۹۸ ع -

. به خوش معرکه ٔ زیبا : سعادت خان قاصر ، مرتبه مشلق خواجد ، جلد اول ، ص . ۱۱۰ ، مجلس ترق ادب ، لاپهور . ۱۹۵ م

ورد لكات الشعرا : نسخه بيرس مين 22 شاعرون مين سے ايک شاعر عطا ييک ضيا ايسا ہے جو شرواني اور عبدالحق كے مطبوعد لكات الشعرا مين شامل

پهد معاصر ۱۵ ، ص ۸ ، ۹ د مطبوعه دائره ادب پاشد ، تومیر ۱۹۹۹ع .

۱۰ به . نتات الشعرا : مرتبه شروانی ، ص ۹ ، نظامی پریس بدایون ۱۹۲۳ ع . ۱۳ به . نشتر عشق : از حسین قبل خان ، برق ۲۰ ب (المدر) مخزوام پیجاب

ہد سخر خدی ۽ او خدين على خان ۽ ورق ۽ ۽ ب (انتي) عزواد پيونٽ يوليورشي ، لاچور -

ه ۹- سفيند بندى : ص ۱۹۹ ، مرتبد عطا كاكوى ، پثند ۱۹۵۸ ء ـ

و و۔ نکات الشعرا ; ص مرو ۔

ے پہ سرو آزاد : بد سمی عبداللہ نمان ، ص پہم ، "کئی خالد آصفیہ ، حیدرآباد ۱۹۱۳ ع -

٨٧- سرو آزاد : ص م ، ''لشاند آزاد سرو سبز ثلزه'' سے ١٩٩٩ م برآمد ہوتے

وو. فكات الشعرا : ص و . . . . فكات الشعرا : ص و . .

ہے۔ لذکرہ مجمع النفائس (فلمی) مخزولہ عجائب خالہ کراچی میں سناتھ سنگھ بیدار کا فطعہ ٹارنخ اختتام تصنیف موجود ہے جس کے آخری مصرع ''کازار خیال ابل معنی جہاں'' سے مہرہ یہ ارآمد ہوئے ہیں۔

المرا خیان اہل ملعی جہاں سے ۱۹۲۰ ارائد ہوتے ہیں۔ ۲ے۔ "میر کے الفاظ یہ بین۔"دیوالش تا ردیف میم بنست آمدہ بود" لگات

الشعرا ، ص ہے ۔ ج۔ ج۔ دیوان زادہ : مرتبہ غلام حسین دوالنفار ، ص ہے. ہ ، مکتبہ خیایان

ادب ؛ لابور هـ1913 -هـ- لابات الشعرا : ص ١٩٦١ -

ور المراق المراق (اده " ع من . 1 م ع مطبوعه الامور ١٩٥٥ ع -

ے۔ ذکر میر : ص . ے ، سلبوعہ البین ترقی اردو پریس اورنگ آباد دگن ۱۹۲۸ ع -

۵۰ و در مجموعه نفز : حكيم الوالقاسم مير قدرت الله قاسم (جلد دوم) ، ص ٢٠٠ ، مرتب مافظ عمود شيران ، ديل ١٩٠ ، م

.٨٠ ايضاً : ص ١٩٠ -

۱٫۱- تذکرهٔ کلشن سعن : مرتبه سید مسعود حسن رشوی ادیب ، ص ۹۸ ، انجین ترق آردو بند علی گڑھ ۱۹۹۵ء -

۸۲- چنستان شعرا : ص ۵۳ ، انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد ۱۹۲۸ع -۲۸- چنستان شعرا : ص ۲۹۲ -

ج.٨- لكات الشعرا : مرتبه شرواني ؛ ص ١٣١ ؛ ١٣٣ -

هـ منزن لكات : ص ١٩٠٢ ، عيلي ترق ادب ، لايور ١٩٩٩ع .

۸۹- لکات الشعرا : مرتبه شروانی ، ص ۹۲۴ -۸۵- تذکرهٔ بندی : ص ۸۸ ، مطبوعه انجین ترقی أردو ، اورنگ آباد ۴۱۹۲۳ -

٨٨ - طبقات الشعرائ هند : منشي كريم الدين ، ص ٩٨ ، مطبع العلوم مدرسه دول ١٨٠٨ ع »

٩٨٠ آكات الشعرا : ص ١٣٢ -

. ۹۔ میر اور میریات : ص ۲ے ، علوی بک ڈیو بمبئی ۱۹۵۱ع ہ و ۾ گرديزي کے الفاظ يہ رين "ئي نماس بحرم الحرام المتنظم تي بہام ت، و

ستعن و مالد بعد الالف من البحرة المنازكية ، ص مرور ، مرتبد عبدالعق ، انجمن ترق اردو ، اورنگ آباد ۱۹۳۳ ء ۔

۹۰- تذکره ریخته گویان : از گردیزی ، ص م ، انجمن ترنی أردد ، اوراک آباد

- P1177 ٣٠٠ مقدمه تكات الشعرا : مراتبه ڈاكٹر محمود النبي ، سر ١٣ - ١٠٠ ، دېلي

- P196T مهم. دستور القصاحت : مرتئبه امتياز على عرشي، ديباچه ص ٨٠٠ و ٨٥٠

بندوستان بريس راميور ٣٨٠ وع . ٩٥- كلشن گفتار : مراتبد سيد عدة ص م ، مطبوعه مكتبه ابرايسيد ، طبع اول

حيدر آياد ۽ جو ۽ ف ، مطابق . جو ۽ ء ـ ٩٩- ١٥- تعفة الشعرة : مرتب، ذاكار حفيظ تنبل، مقدم ص ، اداره اديات

أردو ، حيدر آباد دكن ١٩٦١ع . ٩٨- "أنتخاب سلف" مادة تاريخ وقات ہے۔ ديباچہ دستور الفصاحت از عرشي ،

وو- اس بحث کے لیر دیکھیر دیاچہ دستور الفصاحت از ص وج تا وج م

. . . عنزن لكات : ص وم ، مبلس ترق ادب ، لابور ١٩٦٦م -

١٠١- دستور القصاحت ؛ ص ١٥٠

و ١١١- ثكات الشعرا : ص و ء

۱۰۳- عنزن نكات : ص ۵۳ -

ج. ١- ديوان تابان : ص ٢٥٦ ، مطبوعه انجين ترق أردو ، اورنگ آباد ١٩٣٥ع . م. ١- مخزن لكات : متدمد ص ٢٠ - ٢١ ، مجلس ترق ادب ، لابور ١٩٦٩ م .

ه. ١- غزن لكات : ص ج . ١٠٠ لكات الشعرا : شرواني ، ص ١ .

ع. ١- غزن لكات : ص ١٢٢ - ١٠٨ لكات الشعرا : ص ١٣٠ -و. و. أكات الشعرا : ص م و -

. ١١- حسيب اور يونس كے ذيل ميں تكات الشعرا كے الفاظ يد ييں "ا; يباض سيد ساحب مذكور لوشته غده" ، ص ١١١ و ١١٠ - مير عبدالله تجره ك بادے ميں لكها ہے كه الميد عبدالولى ميكويند كه شاكره من ست" ض ١١٠ ، اكات الشعراء

114ء نكات الشعرا : ص ۽ ۔

۱۱۸ دوان ژاده: مرتب علام حسين دوالفتار، ص ۹۸، ۱۵، ۱۵، ۱ مه، مطبوعه لابور ۱۵، ۱۵،

و ۱۱- معاصر باتند : شاره ۱۱ م س ۱۱ -

. ١٦ - ثكات الشعرا: ص ١٦٣ - ١٣١ - ثكات الشعرا: ص . ٩ -١٣٦ - ثكات الشعرا: ص ١٨٤ - ١٣٦ - ثكات الشعرا: ص ١٩٠ -

۱۲۲- افات الشمرا : ص ۱۸۵ - ۱۲۳- افات الشمرا : ص به -۱۲۶- قض مبر : څه لقي مبر ، مرتبه سيد مسعود حسن رضوی اديب ، ص به

پتند ۱۳۹۳ع : ۱۳۳۰ گذار ابرایج : علی ابرایج خان نخلیل ، مرتبه کلیم الدین احمد ، جزو دوم ، ص ۲۵۱ ، دائره ادب پثند ۱۳۵۰ ع ـ

۱۳۵۰ فر کور میں ؛ ص ۹۲ -۱۳۸۸ میر اور میریات ؛ صفاد آه ، ص . . . (ایش علی کے سال ولادت کی بعث

ص ۱۱۵ تا ۱۱۹) ، علوی یک ڈیو ، بمبئی ۱۹۵۱ع -۱۹۹- افیض میرا سے یہ سب عبارتین سعود حسن رضوی ادیب کے ترجمے سے

۱۳۰ 'فیش میر' سے یہ سب عباراتیں مسعود حسن رضوی ادیمی کے ترجمے سے ان کئی ہیں ۔

. ١٠٠ تذكرة شعرائ أردو : مير حسن : ص ١٤٥ -

و م و ح کلیات میر کا ایک لادر تسخه : استیاز علی نمان عرشی ، ص ۲۵ – ۲۵ و ۲۵ و ۲۵ م دلی کالیع میگزین ، میر کمبر ، دلی ۱۹۹۳ ع -

١٩٢٦ء ذكر مير : ص ١٥٠ ، اليمن ترق أردو ، اورنك آباد ١٩٢٨ع -

٣٠٠ - فهرست تخطوطات شفيع : بحد بشير حسين ، ص ١٠٥ ، دانشگاه پنجاب ،

لابود ٢عـ ١٩٥٥ -١٩٠٥ ايضاً : هطوطه الأكور ميراً ورق وم الف -

۱۳۵ - فیش میر ؛ مجد تنی میر ، مرتبه مسعود حسن رضوی ادیب ، ص به (باز دوم) ، اسم یک ڈپو ، اکھنڈ -

(بار دوم) ، اسم بھ ذہو ، انجهتو ۔ ۱۳۹۰ - اسپر نگر کے الفاظ یہ ہیں "موق عمل میں میر تقی کی ایک خود نوشت ہے ۔ صفحات ۱۵۲ ، ہر مفصے پر ۱۲ سطرین" ۔ اے کیٹا لاگ آف عربیک ، پرشین اینڈ پندوستانی مینوسکرپشن ، سلسلہ تمبر ع<sub>ام</sub>ہ ، صفحہ <sub>۹۲۲</sub> ، کاکتہ سر۱۸۵م ۔

١٣٠ معاصر ، کبر ١٠٠ ، ص ١٦٠ ، ياله يهار .

۱۳۸ - ذکر میر : (مطبوعد) ، ص س ۔ ۱۳۹ - گلجه میر کے بارے میں : قاضی عبدالودود ، ص . ب ، لقوش شارہ ۲۵ ،

- 2 1 Kret 7613 -

. ۱۳۰ کلیات میر کا ایک نادر اسخد: امتیاز علی خان عرشی ، ص ۱۳۰ - ۲۸ ،

دلی کالج مبکزین ، میر نمیر ، دلی ۱۹۹۷ ع ـ

۱۳۱۱ - ذکرر میں : ص ۶۹ تا ۳۳ – ۱۳۳۰ - ذکور میں : ص ۵۸ -۱۳۳۳ - ذکر میں (اسخد رامبور) کے لطالف کی نقل کے لیے س جناب عرشی زادہ کا مددن ہوں ۔

۱۳۳۰ - فیضر میر : مرتب مسعود حسن رضوی ادیب ؛ مقدمہ ص پہ ۔ ۱۳۵۵ - دلی کالج میکزین (میر کبر) ، ص ۲۲۳ ، دلی نہیہ یام

۱۳۵- دنی کالج میکزین (میر ۱۳۸- ایشها و ص ۱۳۳۰ ـ

۱۳۹۱ - ایشها : ص ۱۳۳۰ -۱۳۷۱ - دیوان میر : صرتیه ڈاکٹر اکبر حیدری ، مقدمت ص ۱۱۵ ، سرینگر

۱۹۵۳ ع -۱۹۸۸ دستور القصاحت ؛ مرتب امتیاز علی خان عرشی ، ص چم ـ

دکن ۱۹۳۶ع -۱۵- افور سند یک برار و یک صد و نود و پشت صعوبت سفر کشیده از

شابهجان آباد در لکهنؤ رسید،" . عقد ثریا : ص ۱۳ - ۱۳ -۱۵۳ - ''ابر فقیر اسیار سهرانای می فرماید،". تذکرهٔ چندی : غلام بعدانی مصحفی ، ص ج. ج ، انجمن ترق أردو ، اورنک آباد ۱۳۰۳ و ، م .

۱۵۵- تذکرهٔ بندی : ص ۲۰۰۰ -

۱۵۶ - کلیات میر : مرتبه هبدالباری آسی ، ص ۵۰ ، نواکشور پریس ، لکهنؤ

- 51901

- ۱۵۵- دیوانی میر: (نسخه عمود آباد) ، مراتبه ڈاکٹر اکیر حیدری، عس ۱۳۸، سرانگر ۱۹۷۳ع -
- ۱۵۸ کلشن سخن : مرتبه مسعود حسن رضوی ادیب ، حس ۲۰۵ ۱ انجمن ترقی اُردو بند علی گره ۱۹۲۵ -
  - وه و المقات الشعرا : تمارت الله شوق ، مرتبه نثار الهمد فاروق ، ص و ٢٣٠ ، (طبع اول) ١٩٦٨ ع -
    - ۱۹. دیوان میر : مرتبه اکبر حیدری ، ص . ۱۹.
    - ۱۹۰ دیوانز میر : مراتبه احجر حیدری : ص ۱۹۰ -۱۹۱ - دیوانز میر : مراتبه اکبر حیدری : مقدمه ص ۱۰۰ -
    - ۱۹۱۶ دیوان میر : مرتبه اکبر حیدری ، مقدمه حی س. و ... ۱۹۱۶ دستور الفعاحت : حاشیه ص ۱۹۳
- ١٩٣٠ لين تذكرے: مرتب اثار احد فاروق ، ص . ١٠ ، مكتبه اربان ، ديلي
- ۱۹۹۸ ۱۹۹۸ میر غد خان چادر سرور ، مرتب خواجد اهمد قاروق ،
  - ص ۱۹۹۱ دیلی یونیورشی ، دیلی ۱۹۹۱ع -۱۹۵۵ دستور الفصاحت : ص ۱۹۰
  - 199- تين تذكرے : مجمع الانتخاب ، ص ١٣١ -
- ۱۹۵۰ "کلیات میرکی اولین اشاعت" : دلی کالیم میکزین (میر ممبر) ، ص

## اصل اقتباسات (فارسی)

میں حسن علی تجلی داماد میں مغفور است ۔"	
"اصلق از اکبر آباد . در اواشر یک صد وسی و پنج پجری ولادت	0.00
واقع شد ١٠٠	
الآن مرد برمن حقها داشت "	ص ه٠۵
الچندے بیش او مائدم ۔"	8.7 00
المن درین سفر یا خان منظور بودم و عدستها سی محودم یا	6.7 cm
''کتابے چند از باران شہر خوالدم ۔''	0.40
السير عهد تقي فننه" روزگار است زينهار به تربيت او ثبايد برداخت و	8.4 00
در پردهٔ دوستی کارش باید ساخت ."	
"خصمي او اگر به تفصيل بيان كرده آيد دفتر ع جداكانه مي بايد ."	814 00
"ایں فن بے اعتبار را کہ ما اختیار کردہ ایم اعتبار دادہ اللہ "	0 . c 00
"اوستاد و پیر و مرشد بنده ـ"	8.20
ودردتے بد خدمت ایشان (آرؤو) استفادۂ آگاہی کودہ اسم و رسم	0.40
يهم رساليده ـ"	
الز شاگردان اوست -"	0.40
"السبت للمذ هم بجناب افادة انتساب غان مشار اليه دارد اما بناير	0.20
تخوتے کہ در سرش جا گرفتہ اڑیں امر کہ فی العقبلتہ فخر وے	
است ، اباے کلی بمیان آرد ۔ از کبر و غرورش چہ بر طرازم کہ	
عدے لدارد ۔''	
والهمد واقعه پائله بدر بزرگوار بعمر بفنده سالگی در دلی رفت و	ص ء٠٥
بخاله السراج الدين على خان آرزو اقامت ورزيده تكميل علوم عالمي	
و تقلی محوده . بعد که جدائی فی مابین واقع شد بروسائے عظام	
در غورد و برغورد ـ"	
''آن عزیز مرا تکلیف گردن ریخته گرد ـ''	ص ۱۰۸
"پاینده ربط بسیار داشت "	8+4 00
الشعر من در کمام شهر دوید و یکوش خرد و بزرگ رسید."	0.100
وامن دریں سفر وحشت اثر یا احمد شاہ بودم ۔''	ص ۱۱۵
"الكليف اصلاح شعر خود كرد . تابليت اصلاح لديدم ، بر اكثر	01100
تعتبقات أو غط محشيدم . 1"	
41	

ص ۱۱۵ ''منکه فقیر بودم فقیر تر شدم ـ حالم از بے اسبابی و تبی دستی ایتر شد ـ تکیه کد بر شاه راه داشتر بناک برابر شد ـ ''

0110

ALTUP

010 0

A 1 7 . P

3500

017 UP

8170

017 U

A1215

ATT OF

"بر بیت میر مانا بعقد گهر است ـ طرز این جوان مرا بسیار عوش

می آید ۔'' ''ہر پر قدم گریستم و مبرت گرفتم و چون بیشتر رفتم حیران تر شدم ۔ مکانیا را انشناختم ، دیارے ٹیافتم ، اؤ مارت آثار قدیدم ، از ساکنان

بجير- لشنيدم -"" "من بد أين تقريب بعد سي سال باكبرآباد ونتم -"

ص ۱۹۶ "من به این تقریب بعد سی مال پاکیرآباد رقم ـ" ص ۱۹۶ "امن بگدالی برغامت، بر دو پر سرکرده اشکر شایی وقم ـ جول بهبیب شعر شهرت من بسیار برد ، مردمان رعایت گوله بمال من

ميذاً داشته ـ بارے بمال حک و کربه زنده مالدم و با وجيد الدين خان برادر فورد حسام الدولد ،لافات کودم ـ آن مرد نظر بر شهرت من و ابليت خود تدرے قبليم معين کرد و دلدېمي بسيار کود ـ <sup>4</sup>

بعد از آمدن من ابن طرف آنجا که نجف خان بر بستر افتاده بود ، نوت کرد .''

''ائے پسر عشق بورز ، عشق است کہ دریں کلزغالہ متصرف است ۔ اگر عشق نمی شود نظم کل صورت کمی بست ۔ ہے عشق زندگی و بال است ۔ دل باخدہ' عشق بودن کال است ۔ جشق بسازد ،

عشق بسوزد ـ در مالم برچه پست ناچور عشق است ۱۰۰
«شهور است که به شهر خورش با بری کنال که از عزارالتی اود
در برده تمشق طبع و میل خاطر داشته ...
۱۰ زندت آزار نفت اللم داشت . قریب یک سال است کم

درگزشت ـ'' ''درست چهاوم احمد شاه بن فردوس آرام گاه بحرض نفث الدم

درگزشت ."

«الآزه وارد بندوستان کد عبارت از شایجهانآباد است ، شده اند .."

الاست مادی الادل سند ادر بر سند و مرآم و الذر (سرس مرد

"بيستم جادى الاولى سند اربع و ستين و مآة و الف (١٦٦٠هـ) واصل آن بلدة فاغر (ديلي) شد و تا وقت تحرير بهان جاست ـ"

"تا وقت تعرير بهان جاست "

376	
"قال احوال او در تذكره خان صاحب مرقوم است ـ"	574 U
"الموالق در تذكرة عان صاحب مذكور مقصل مسطور است -"	874 U
"بادشاه بجد شاه پر او فرمایش متنوی حقد کرده بود . دو سد شعر	0140
موزوں کرد ـ ديگر سرائجام ازو ليافت ـ اکنون شيخ بد حاتم که	
توشته آمد پاکام رسالید ی <sup>4</sup>	
"در تذکره خود بسد کس را به بدی یاد گرده در حق شاعر شان	ن ۱۲۸
جلی المتخلص یہ ولی توشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان	
مشہور تر ۔''	
''سزائے ایں کردار ناپنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کے	81A J
وے ہجوہائے متعددہ او کردہ کہ بعضر ازاں بغایت رکیک و	
پرده در افتاده ـ"	
السخن بر سخنش ابليس منشى و شيطنت بيعر نمان كمترين ك	DYA U
خداش بیامرزد بسیار بموقع و بها گفته که "ولی پر جو سخن	
لاوے اسے شیطان کہتے ہیں ۔''	
''ابین انیات از تذکرۂ سیر عبد تشی نقل 'نمودہ ۔''	STA U
"این اشعار از پر دو تذکرہ تمریر می باید ۔"	ATA U

داکل سرسید . . . حرف گیران می نید و برین کال غریب او تذکره نكات الشعرا من تصنيف مير كوايي مي دهد ." "ار چند شوخیش با استاد و غیر استاد بر سر رشته مزاح می آرد A + 9 130

ليكن تمكنش ثاب شنيدن جواب ندارد ـ" "تقلید مرزا جان جان مظهر در بر امر میکند \_" 019 U "میر تقی میر در عالم شباب منظور نظر او بوده ." AT 1 100

"إبسيار مفاكل ميكند . . . چنانچه على الرغم اين تذكره تذكرة نوشته 019 0 است بنام معشوق جيل ساله" خود - احوال خود را اول از بسد لگاشته و خطاب خود سید الشعرا پیش خود قرار داده . آتش کیت

کہ بے سبب افروختہ است ، چوں کیام ہو میدھد ۔'' "از سلاحظم" اذكره بائے اخوان زمان كه مشتمل يو اسامي دعنه كزيان عهد مرر ساختم الد و علت غائي اللف شان خورد، گيري بمسران و ستم ظرینی با معاصرانست . . . آکثر نازک غیالان رنگین

لكار را از قسم الداعته ـ"،

687 U	المدت هفت سال شده باند که به دارالیقا انتقال کوده است ـا
877 0	"مدت ده سال است که باچل طبعی درگزشت ."
orr o	"تا الآن در ذكر و بيان اشعار و احوال شعرائ ريخه كتاب
	تصنیف نکردیده و تا این زمان پیچ انسان از ماجرائے شوق
	افزائے سختوران این فن سئرے بہ تالیف ٹرسیدہ ۔''
DET U	"پوشیده کاند که در فن ریخته که شعریست بطور شعر فارسی بزبان
d	أردوئ معلني شابجهان آباد دېلي ، كتاب تاحال تصنيف نشده ك
17,	احوال هاعران ابن فن بصفحه ووزگار بمالد ، بناه عليد ابن تذكره
	"كد مسمى بد الكات الشعرا؛ تكاشته مي شود"
arr u	"چوں قریب بندہ خانہ تشریف دارد ، اکثر اتفاق سلانات
	مى اقتد ب <sup>1</sup> 1
DET L	''آگرچه ریخته در دکن است .''
000	"جون از آنجا یک شاعر مربوط بر نخواسته لمهذا شروع بنام آنها
	تكرده و طبع نافص مصروف اينهم نيست كه احوال أكثر آنها مازل
	اللوز گردد _"
855	"احوال امير مذكور در تذكره با مسطور "

''در شعر ریختہ کی بسیار پاجبالہ سی گفت کہا دارد ۔''

''سی گفتند که مرزا مظهر او را شعر گفته سی دید و وارث شعر

یائے رہند خود گردالید، رعوات فرعون پیش او پشت دست بر زمین میکزارد . . . ذانقد شعر فیمی مطلق ندارد '' ''ایش گرمی این مصرع و ختکی آن شعر روشن است ''

"برچند در مثل تصرف جالز نیست ، زیرا که مثل اینچنین است

که "کیوں کالٹوں میں گھسیٹے ہو" لیکن چوں شاعر را قادر

البرمتبع ابن فن بوشید، نیست که بجائے ایبار کیا، اگرفتارکیا،

الشخص امت کهتری شعر ریخته بسیار نام بوط میکوید ."

الشيخصي لوطى است برو يوجي چندے بانحتہ ہـ''ا

"چون کیایم بو میدید \_"

سخن ياقتم معاف داشتم ـ"

"زيان او يزبان لوطيان مي مالد ـ"

می بایست ـ"

AT# 100

01 m 00

מש אדם

ers ve

0000

847 00

854 UP

584 U

054 00

***	
''فدرت تخلص اگرچہ عاجز سخن است '''	884 0
''از چشم پوشی روزگار دجال شعار ، یک چشمش از کار رفته بود ۔''	874 0
"در بعه چيز دست دارد و بيج کيدالد ـ"	352 0
"القصد دانا عجب كسے است ، كاه كاه بافتير ليز ملاقات ميكند ـ"	882 U
الترصد سخن او پسین در انقظمائے کل و بلیل تمام است ۔''	OFA U
"این پنده مضامین فارسی که بیکار افتاده الد در ریخته خود بکار بیر،	2510
از تو کد محاسیم خوابد گرفت ۔"	
ااس گوید نقیر حقیر میر عد لقی متخلص بد میر که دربی ایام	80.0
فيض على يسر من ذوق خوالدن ترسل بيدا كرده بود ، لهذا	
حکایات خدسه متضمن فوائد پسیار را باندک فرصت لگاشتم و	
مراعات اسم او نموده تسخد فيض مير گزاشتم ـ **	
''بکار میر فیض علی پسر شا خوابد آمد ۔''	ar. U
"می گوید قلیر میر بجد اثنی المنخلص بد میر کد دربی ایام بیکار	5+5 J
بودم و در گوشه تنهائی بے بار۔ احوال خود را متضمن حالات و	
سواغ روزگار و حکایات و تقامها نگاشتم و بتائے خاکمہ این قسمت	
موسوم به ذکر میر برلطائف گزاشتم ـ"	
"ا-وال فتبر از سرسال آنک چون تدردانے درمیان لیست و عرصه	848 0
روزگار بسیار تنگ است ۔''	
"ایکے مولاتا روم و شبخ صدر الدین در مسجد شام وقت شام	80 A U
وارد شداد و انتدا بد پیش نماز آنجا کرد ـ بست بر دو بزرگ	
براو غالب آمد ـ در بر دو رکعت سورهٔ قن یا ایها الکافرون با	
سورة فاتحد ختم كود ـ چون رو بروئ سلام گرد شيخ بجانب مولانا	
دید و دوش زد یمنی ختم کردن سوره دوبار چه معنی دارد مولالا	
خندید و گفت که معلولست ـ یک خطاب بشم بود و یک بما ـ"	
"روزے انوری بر دوکانے تشستہ ہود ورثد آن مردہ توحد کناں	STA U
می رفتند و می گفتند که ترا جائے می برند که تنگ و تاریک ست .	
چراغ تداود انوری می دود و می گوید مکر بخاله ام می برند ؟	
این لطیقد بهادشاه وقت رسید و مکان وسیعی عنایتش کرد -	
"لوطی ماده خرے را میکائید ـ شخصے دید و پرسید که این چه	ara U
عمل است ؟ گفت "برو تو چه دانی کمه مردان پخدا درچه کارلد ."	

8 FA 100

009 15

ص ۱۰۹

Are UP

''دیدے مقدس جلائے وہان کردہ جیت بتلاش معاش بشاہجیان آباد آمدد اور قائد ''گذیبا نجیف و امیان عدد صورة ان یا ایما الاکائرون را دو وہان بر لوح جل بخط جل نوشت دیدہ بود۔ اتفاقاً کروش پر مکیر افاد - آبا سورة مسلور را بخط علی دبد کات سیمان انتد! کردش ابام یہوارہ قال یا را ہم بمال او تکرائت - آبجان

لافر شده است که بشاخته نمی شود یا ...
الافر شده است که بشاخته نمی شود یا ...
از سید پسرے آورد گفتند به بنام کرده گفت ایج
از سد پسرد که باره بازت از کتام مدت آباد است . گفت پنج
ایراز شده باشد . گفتید سیادت از پیغیر علیه السلام اعتبار
سیک عکمت . سدت مید این برگزیدهٔ آبان مشهور آقاق است . گفت
الیشان سادات دیگراند و با سادات دیگر یک

«التف ابدانا موژون طبیعتے بوده الف تخلص می کرده مور مداید بسر میارودند اعلی انتخاب عباس کانند کد این عزار متول است. چیزے ازین باید کرفت ماله میشور خرواند کرفت الاعید ام که قرر سرخ و صفح امیارے داری، گفت الایالت شدم -شنبه ای کد از داوم نشنیده ای کد الله بیچ ند دارد . استان عفدید و سرخ و زود کردید . ا

66. UP

661 C

المُعلاً قرح الله خوشتر وارد شابحهان آباد شد . ابن جا طنطته اشعار میال ناصر علی شنید و مشتاق گردید . روزے جیت مالاقات او رفت - پرسید که چه نام داری . گفت فرج الله . غنده زیر لی کرد و سر بیب تفکر برد ـ چون اللا دید کد سر حرف وا نمی شود دانست گفت که اگر از اسم شریف بیم اطلاع بخشند پدید از سهریانی اغواید بود - سرفرو کرد و گفت "ذکر الله" مالا" بسیار نے مزہ شد ۽ گفت لعنت اللہ ـ

"روزے ناصر علی ، شاگرد مرزا بيدل را ديد و برسيد كه مرزا چه می کند . گفت در این ایام چبار عنصر می توبسد ـ بیام من خوامی رساند که چرا وقت عزیز را ضائع می کنی ـ فردا ست که این چیار عنصر خوابند غفت . آنیا کد پنج روزه عمر را در بابند \_" "در اول بمشق اشعار ریخته که بزبان اُردو شعریست بطرز قارسی

الوغل بسيار كوده ، چنانچه شهرة آفاق ست \_ بعد آن بكتتن اشعار فارسی بطرز خاص کردیده ، قبول خاطر ارباب سخن و دانایان ابی ان گشت ـ" . او از بسکه از ابتدائے سخن گفتن نام بریخه گوئی برآورده دعوائے شعر قارسی چندان لدارد . اگرچد قارسی کم از ریخت ممی

گوید ـ می گفت که دو سال شفل ریخته موقوف کرده بودم ـ دو آن ایام قریب دو پزار بیت فارسی صورت تدوین یافته ـ" "اگرچه دیوان فارسی بم دارد اما در فارسی گویان شمرده

AA# 15 غى شود ""

## مجد تقی میر مطالعہ' شاعری

میر کا اصل میدان غزل ہے ۔ بینی وہ صنفہ سخن ہے جہاں ان کے جوہر کھلتے ہیں ۔ خود میر نے اس بات کا اظہار بار ابار کیا ہے : جانا نہیں کچھ جز غزل آ کر کے جہاں میں

حرکے بارے جو عام طور پر یہ رائے فرزان چان ہے کہ ''پہتنی اگرچہ الفک پت است اما انتشاق بسیار باشد ''ا مسطائی عادی فیٹند نے یہ بات مثنی معترالفائن آزود، کے تذکرے'' کے حوالے سے مشا یعر کے بارے بعر کمی ہے، لیکن دراصل یہ وہ رائے جے جو تئی اوصاف نے اپنے تذکرے جب یہ اسر خسرت کے بارے میں لکھی تھی اور جسے خان آرزو نے اپنے تذکرے مجمع النقائس ال میں لئی اوحدی کے حوالے سے ، اسیر خسرو کے ذیل میں لنظ یہ لنظ درج کیا ہے ۔ " میر کے بارے میں یہ رائے جو اتنی عام ہو گئی ہے اس لیے صعیع نہیں ہے کہ ایک بڑے شاعر کے کلام میں بست اور بلند میں گہرا تعلق ہوتا ہے جس سے اس کے تخلیق عدل کے ارتفا کو صحیتے میں مدد ملتی ہے ۔ بست و بلند کا عمل بڑے شاعر کے ہاں ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ نامعلوم جذبوں اور سہم احساس کے جکنو پکڑنے کے اپنے جن لاکامیوں سے اسے واسطہ پڑتا ہے وہ ان کا بھی اظہار کر دیتا ہے اور جب الھیں پکڑ لیتا ہے تو اس کا بھی اظہار محر دیتا ہے ۔ اس کے بست اور بلد کے درسیان میں رشتہ ہوتا ہے ۔ بھر ابر اؤے شاعر کی طرح میر کے بال بھی معنی و احساس کی اتنی سطحیں موجود ہیں کہ وہ شعر جو آج ہمیں پست و گمزور نظر آتا ہے ، مکن ہے آلندہ نسلوں کو اس میں معنی و احساس کی ائی دلیا الخر آئے۔ میر کے ضخم کلیات کے بہت سے انتخاب اب تک شائع ہو چکے ہیں ۔ وہ اشعار جو ایک نسل کو عش بھرتی کے اشعار معل ہوتے تھے ، دوسری نسل کے لیے احساس ، جذے اور شعور کے جواہر ان گئر . مختلف دور میں لکھے جانے والے تذکروں کے التخاب کلام سے بھی اس بات کا اندازہ لكابا جا سكتا ب . مير ك كليات كو پڙهتے وقت يدين طرح كل آزمالشون سے گزرنا پڑتا ہے ۔ کبھی وہ ہمیں غم زدہ کر دبتا ہے ۔ کبھی وہ بارے غموں کا تز کید کر دیتا ہے ، کبھی وہ ایسی سوائی کا شعور ہمیں دیتا ہے جس سے شاید ہم واقف تو تھے لیکن اس طرح نہیں جس طرح میر نے پسیں واقف کرایا ہے۔ البھی ہم اس سے آکتا جاتے ہیں لیکن ان سب کیفیات کے ساتھ میر کے شعر ہارے فہن کو اپنی گرفت میں لے کر ہمیں بدلتے رہتے ہیں اور جب کابات ختم ہوتا ہے تو ہم سینکڑوں اشعار لہ صرف منتخب کر چکتے ہیں بلکہ احساس و جذبہ کی دلیا میں بال جل مجا کر وہ بارے کونکے جذبوں کو زبان بھی دے دیتے ہیں اور ہم خود کو بہلے سے زیادہ یا شعور اور زلدہ انسان محسوس کرنے لگنے ہیں۔ مد حسن عسکری مرحوم نے لکھا ہے 'کہ ''زندگی کے متعلق جس قسم اور جس کیلیت کا شعور بجھے میر کے ہاں سلا ہے ویسا شعور میں نے انگریزی شاهری کے اپنے مطانعے میں کھیں اور نہیں پایا ۔''ہ

سوال بہ ہے کہ میں کے تنظیق صل کی نوعیت کیا ہے اور وہ کون سی خصوصیات بیں جو مبر کی شاعری میں ایسی دل آویزی اور الفرادیت بہدا کر دیتی بین جو الھیں سب ہے الگ بھی کر دیتی بین اور سب کا شاعر بھی بتا

دیتی ہیں ۔ وہ ایک طرف عوام و خواص دونوں کے شاعر ہیں اور دوسری طرف سب شاعروں کے شاعر بھی ۔ پھر وہ ایسی کیا خصوصی انفرادیت ہے جس کی پیروی کوئی شاعر آج تک ند کر سکا اور تد میر کے اس عصوص رنگ سخن کو مير سے آگے بڑھا سكا \_ شاعرائد الغراديت كى ايك قسم لو وہ بوتى ہے جہاں شاعر عض اپنی انفرادیت قائم کرنے کے لیے خود کو روایت سے کاٹ لیتا ہے . یہ عض الفراديت مولى ب جسے مم "سنك" كا نام دے سكتے ييں . الفراديت كى دوسری قسم وہ ہے جہاں شاعری زندگی کا حصد بن کر عام السانی احساسات و جذبات کو ایک ایسی ترتیب کے ساتھ بیش کرتی ہے کہ بڑھنے والے کو روایت کا احساس بھی رہتا ہے اور ایک ٹئی وحدت کا بھی ۔ ایسی وحدت جو اس کی زندگی ، اس کی شخصیت اور اس زبان کی شاعری کی روایت سے پوری طرح وابستہ بھی ہو اور اس سے الگ بھی ۔ میر کا تخلیق عمل اسی سطح پر ہوتا ہے ۔ ایسی شاعری ایک طرف بهارے مجم احساس اور غیر واضح جذبے کو صورت عطا کرتی ہے اور دوسری طرف ال معلوم جذبوں سے بھی روشناس کرا دہتی ہے۔ میر کا تخلیتی عمل بہاری زندگی میں جی شعور اور معنویت پیدا کرکے بہارا اپنا تخلیقی عمل بن جاتا ہے۔ یہ لیا جذبہ ان معنی میں ایا نہیں ہے کہ یہ اس سے پہلے موجود نہیں تھا بلکہ یہ ٹو دراصل چند موجود جذبوں کا ایک ٹیا اتحاد ہے اور اس اتحاد کے قریعے ہارے شدور میں ایک نئے جذبے کا اضافہ کرتا ہے . یہ جذبہ معلوم جذبوں سے نمائل ابھی ہے اور ان سے مختلف بھی ۔ مثالا میر کا یہ مشہور شعر پڑھیے : ہم فلیروں سے بے ادائی کیا آن بیٹھے جو مم نے پیار کیا

 دل اور عرش دونوں یہ گویا ہے ان کی سیر کرتے ہیں باتیں میر جی کس کس متام سے

اس مطبع بر المساس اور جلام کے آخرا اللہ اللہ کے لیے ایک انداز کی کرورن تھی بہدر افزور میں اور دور ان طال کی اما براؤن کے اس اور ان اس میں اس مال میں اس میں کا خوات کی اس میں اس کی اس کی کی گئے قادمی سے انجام کی اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس کی اس کی اس کی اس کی بی اس میں اس بین اس میں کی امام کی اس میں اس می

مشر وابدت میں مت تحراس بینت ہر بھیر کشترکو مدارا ہے ہے۔ مادوری کی مطبح پر مام و خاص کا یہ رفتہ میر کے اور ان اس طور پر آموز کے چھا اس آئے جد ب سب اپنی انتخابی دیکھنے لکتے ہیں د مام اور عراسی آئیں میں اپنی مادور دیکھنے کے لکن استاس و جانب میں کوئی انجادی اور ان بین ہوتا ، میر استاس و دیدا کی مطبع پر سب کر کھا آگر مور جی سے میں ہونے جمہد میں ان کا اجازہ کہ مسکلے میں ادار دو جر میں کے تحر واضح دالوں کے اللہ کشر و اساس کے ان کیانگار دیں کا دور جر میں کے تحر واضح دالوں کے اللہ میں کے اس عصوص تنظی صل کا ایک پیانی یہ اکانا جہا کہ میں ہے کہ ہم میر کے انسان کے مشی مسجوع امیر اس کا الر فیار کار لئے ہیں ۔ بیاں فاری لک الر بیل چہنا ہے اور مشی بعد میں ۔ بھر میں خاری میں کے اس کا میں اس کا میں میں چہنائی ہے ۔ چہنائی ہے د ک جائیں کار کی اگر سے سے مرائب کرتی ہے اور اس طور پر اگد شامر کا اجراد فاری کا ایک دار ور ادر اس جینج جاتا ہے ۔ میں ارای سے بڑی بات کو اس منظ ہر کرتے ہیں۔ خاتی دینے شدہ کے اس کا کار اس کا اس

ے عودی کے گئی کمان ہم کو دیسر سے انتظار ہے ایسنا شام سے کچھ بھیا سا رہا ہے دل ہموا ہے جداع مثلی کا موت انک ممالک کا وقدام ہے بعنی آگے چلن کے دم لے کو خدا ساز کیا آڈ کرنز تران ہم این تین آمی تو بتائی خدا ساز بھیا آڈ کرنز تران کرن دستے طع دواڑ آگے کئی کے کہا کرون دستے طع دواڑ

ائے کسی کے لیا ترین مساح شام درار وہ ہاالہ سوگیا ہے سرہائے دھرے دھرے ہم ہوئے تم ہوئے کد میں ہوئے اس کی زندوں کے سیا اسیر ہوئے

ان انصار میں سٹی کی کئی تمبی 'چھیں ہوئی بین جن کی مختلف انساز سے تشریح ک جا سکتی ہے لیکن بمان بھی شعر کا اثر معنی سے پہلے پہنچتا ہے۔ میر اپنے اسی تشایق عمل سے فکر و خیال کار بھی احساس و جذبہ میں تبدیل کارتے بین اور اسے ایسے عام زبان میں بیان کرنے ہیں کہ اثر انگیزی ان کی شاعری کی بنیادی صفت بن جاتی ہے ، اور بیس وہ جادو ہے جسے شیفتہ نے الاگر سحر است سحر حلال است اکہا ہے۔ اس مخصوص تفلیقی عمل کی وجد سے میر ک شاعری ہارے احماس و جذبہ کی لطیف ترین آواز ہے ۔

جیساکہ ہم لکھ آئے ہیں، عشن غزل کا بتبادی موضوع ہے۔ غزل کا شاعر عشق کے رموڑ و کنایات کے ذریعے زندگی ، انسان اور کاثنات کے رشتوں کا سراغ

لگاتا ہے ۔ میر کی شاعری کا محور بھی عشق ہے : غالی ٹیوں بقل کوئی دیوان سے مرے

انسانہ عشق کا ہے یہ مشہور کیوں نہ ہو

میر کے باں عشق کے دو دائرے ہیں ۔ ایک بڑا دائرہ اور دوسرا اس دائرے کے الدر ایک چھوٹا دائرہ ۔ بڑا دائرہ و، ہے جو کل کو محیط ہے ۔ جاں عشق ساری کائنات پر حاوی ہے ۔ عشق ہی روح کا ننات ہے :

ع اک عشق بھر رہا ہے کام آسان میں جي غدا ہو :

لوگ بہت ہوچھا کرتے ہیں کیا گلہے سیاں کیا ہے عشق کچھ کہتے ہیں سر النہی کچھ کہتے ہیں غدا ہے عشق

(ديوان سوم ، ص ۵۸)

اس لیے سارے عالم میں ، خدا کی طرح ، میر کو عشق می عشق لفار آتا ہے : سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو کمیں بندہ کمیں غدا ہے عشق عشق ہے طرز و طور عشق کے تنبی یعنی اپنے ہی مبلا ہے عشق عشق معشوق عشق عاشق ہے

(ديوان دوم ، ص ٢٠٠)

عشق جو زندگی اور کائنات بر چهابا هوا بے ظاہر ہے ساکت و حامد نہیں ہو سکتا ، اسی لیے یہ اور عمل کا عشرک اول ہے۔ فریاد کی کوہ کئی اس کی ایک مال ہے: كوه كن كبا بباؤ كائے كا بردے میں زور آزما ہے عشق

آرزو عشتی ، متدعا ہے عشتی کون مقصد کو عشق بن بهجا (ديوان سوم ، ص ١٨٠٠)

اس دائرے میں عشق زندگی کا آبنگ اور نظام عالم کا ناظم ہے : عشق سے نظم کل ہے یعنی عشق کوئی ناظم ہے خوب

ير شے جو ياں پيدا ہوئي ہے موزوں گر لايا ہے عشق

در کے تردیک مثنی می طالق ، مثنی امن علی اور مثنی می باشد ایسار خلیا امراد کیا ۔ یہ اس اس رسل کی اور ایسار کی اس اس میں اس میں اس رسائی میں اس اس میان اور مدانی مثنی ہے اور دل مثنی کے اعلان میں وقامت سے روشنی ڈائل ہے ۔ زلدگی تلاش میں اس مرد اگلی سے سے بعد عرود میں دو کر آئی طورت کا اطبار کرتا ہے ۔ اس کی عرود کی اللہ میں میں اس کی عمود کی اس کی عمود کی اس کی عمود کی اس کی عمود کی اس میں در واقع ہو کے اس میں ہے دو انسان کی تعلق کا اس میں ہے دوانے ہو کے اس کی عمود کی اس میں ہے دوانے ہو کے اس میں در واقع ہو کے اس میں در اس میں د

اپنی ہی سیر کرنے ہم جلوہ کر ہوئے تھے اس رمز کو ولیکن معدود جالتے ہیں

اس آگاہی کے بعد و دائش لطر آنے ہیں۔ ایک اعتباریوں کا رائتہ میں ادر مولانا روم گامزن ہیں اور دوسرا جبریوں کا رائتہ میں ادر میر چلتے ہیں ۔ جبریوں کا رائتہ میر کے دماغ کی خصوص صاحت ہے ، جو لئل ہوئے کے لیے آمادہ دماغ کی ماخت ہے ، زائدہ شاہت تر گھتا ہے ، اس لیے آن کے بات میں الناز لظر طرح نے آجرائے :

لاحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی چاہے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدلام کیا

یہ پوچی ہی جی کے اسمی مساوی سسو پید ہوتی ہیں اندر اسمال کے : یے ایازی ، الکسار ، ایٹار اور فقیری جیسی صفات سے ہم کتار ہو جاانا ہے : سرایا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو

وگوں ہم خدا تھے گر دل نے مدعا ہونے مرایا آزار ہوئے نے السان المشی تعدید ہے ہو جائے ہے ۔ مل کے مدعا کے منی یہ یہ کہ الایاز کے افریع المور تجوب المشی منج عمول پر مرکزا کری جائے دولت فروانا یا آئی فات کے لیے دلیا بھر کی آسائیں حاصل کرتا یا خاتم و جبر اور الاامان ہے دوروں کے توان سام کران ہم ہوئے کے السان کے طرح آفراونوں میٹی کے اسان کا علم العال بقل بیا ہم تصور حصل

کے دائرے سے خارج ہے ۔ یہ ایک بہت التلابی تصور ہے جس کے ڈریعے زندگی ، ما مول ، معاشره و فرد كو بدل كر ايك مثبت انساني معاشره قائم كيا جا سكتا ہے. اس تصور عشق کا تعلق اس مابعد الطبیعیات سے جس نے خدا ، کائنات اور السان کے رشتوں کو واضح دائروں میں تقسیم کر رکھا ہے . اس سے وہ علویت بیدا ہوتی ہے جو معراج السالیت ہے اور جس کی ، اٹھارویں صدی کی طرح ، ہارے 'ارفساد دور کو بھی ضرورت ہے ۔ میر کے لزدیک عثق کا بھی وہ تصور ے جو کسی "پرخلل معاشرے میں زندگی کا صور بھولک سکتا ہے . سر کے دور سیب ایک بڑی تہذیب کی بلند و بالا عارت ٹیزی سے گر رہی تھی۔ لوگوں کے اخلاق ہکڑ چکے تھے ۔ طبع و اقسا لفسی ، خود عرضی و بے عملی ، عروز و بزدلی ، ژر پرستی و ظلم و جبر ، استحمال و ناانصانی ، تنگ نظری و فرقہ پرستی زلدگ کا عام جلن بن گئے تھے ۔ شاہ ولی اللہ کی اصلاحی تعریک اسی صورت حال کا تتیجہ تھی ۔ سیر کے دور میں گئسی مقصد کے لیے جان دینا ایک عجوانہ بات تھی ۔ میر نے موت کے رواہتی الصور کو ، جو بحابدالہ تصور ہے ، اپنے تصور عشق میرے دوبارہ شامل کرتے اسے ممایاں کیا اور موت کو زندگی سے ملا کر اسے ایک لیا تسلسل دیا ۔ میر کی غزلویے کا عاشق اور میر کی متنوبوں کے گردار اپنے اعلی مقصد کی خاطر ایسے مشتاقالہ جان دے دیتے ہیں گویا یہ بھی زندگی کا ایک تسلسل ہے اور وصل میوب کے لیے اس منزل کو سر الرنا بھی ضروری ہے ۔ اس لقطه الفر سے دیکھیے تو میر کی مثنویال المیہ نہیں بلکہ نشاطیہ مثنویاں ہیں ۔ اٹھارویں صدی کا زوال پذیر معاشرہ اگر عشق کے اس تصور سے پوری طرح آشنا ہو جاتا جس میں اعلیٰ مقصد کے لیے جان دینا لئی ڑندگ کا آغاز ہوتا تو بھر زوال کو عروج سے بدلا جا سکتا تھا ۔ میر کے تصور عشق میں موت کے ہی معنی ہیں ۔ ع "موت کا نام پیار کا ہے عشق" ۔ یہ وہی تصور عشق ہے جو ایسویں صدی میں اقبال کی شاعری میں لئے تیور کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور علل کا مد مقابل الھیرتا ہے ۔۔ ع ''مومن ہو تو بے تیخ بھی لڑا ہے ساہی کے معنی بھی اس تصور عشق کے حوالے سے سنجھے جا سکتے یں ۔ "جاوید نامہ" میں پیر رومی کی زبان سے ٹیبو سلطان کو اسی لیے شسیدان عبت کا امام کمپلوایا گیا ہے ۔ میر کی طرح ، اتبال کے نزدیک بھی ، مردالہ وار جان سيرد گرا زندگ ې:

در جہاں له توال اگر مرداله زیست ہم چو مردان جان سردن ژندی ست اہ وہی مابعد الطبیعات ہے جو ہمیں صوفا کے تصورات میں ملتی ہے اور یہ وہی انطبی علق ہے جو میر کے والد کے الدین علی اس کا کرنا کے اس کا تصرت اندین علق اندین اگر درانا کے اس کارکرنا نے بی اس کا تصرت ہے ۔ آگر شنگ بالد ہو آو انظام کان کی صورت پہلا تمیں ہو سکتی ۔ مشتی کے بنیز واقد کی الدین ہے ۔ دل بابضہ انجین ہوانا کی کی میرت شش میں مور و دائر ہے۔ دلیا بعث میں مورکز ہے ہو وہ دن کی کا

میر نے اسی تصور عشق کو ، اپنی شاعری کے ذریعے ، السائی تخیل کا حصہ بنا کر ، جذباتی و عملی سطح پر محسوسات کی شکل دے دی اور ساتھ ساتھ اس تصور کی علویت کو غم و حزن کی لے سے ملا کر ایک وحدت بنا دیا ۔ یہ ان کی عشتیہ شاعری کا بڑا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ اسی دائرے کے اندر اپنا بالہ بنانا ہے۔ اس دوسرے دائرے میں عشق مجازی لوعیت کا ہے۔ میر نے عشق کی کیفیات کو تبرے کی بھٹی میں پکا کر تخلیق ٹوانائی اور ڈپٹی سوائی کے ساتھ شمروں میں ڈھال دیا ہے ۔ ان تجربوں میں رانگارنگی ہے ، وسعت اور گھرائی ہے۔ السائی عشق کی شاید ہی کوئی گیفیت ایسی ہو جس کا اظہار میر کی شاعری میں نہ سلنا ہو ۔ ان کے ہاں تجربات عشق کی ایک دئیا آباد ہے۔ ع "آپ و ہوائے ملک عشق تجربه کی ہے میں جت ۔" اس دائرے میں میر کے بائے زندگی سے گہری وابستگی اور کشمکش کا احساس ہوتا ہے ۔ ان کا پر تجربہ اعلیٰ اور عام کو ایک بنا کر بیش کرتا ہے۔ ایسا عام جو اعلیٰ ہے اور ایسا اعلیٰ ہو عام ے - جی وہ تخلیق عمل ہے جو میر کو میر بناتا ہے - حسن عسکری نے لکھا ہے کو سیر کی "کشمکش کا ماحصل یه ہے کد اعلیٰ ترین زندگی کو عام ترین زاندگی ے ہم آہنگ بنایا جائے ۔ اس اعلیٰ ترین زلدگی کا نام ان کے بہاں عشق ہے ۔ وہ عشير كو دنيا كے معمولات سے الگ نہيں ركھنا چاہتے بلكد ان ميں سمو دينا جاہتے ہیں ۔ " اسی عمل سے ان کی شاعری "جادو کی "ہڑی" ان جاتی ہے -

اسکون آواز هادی کی مشری آواز کے ۔ آفوز قراق اور آزور کے وصل میں جلما ہوا مالک اس آواز فوج ، جو میر کی آواز ہے ، آفوز آبال اور آبال اللہ اگر کنا اور حمول کا اور ادارا دور ارواز دور کی اللہ جمہوں کے جمہو میں راقد ، بال ، بولٹ ، جال ، آلکر ، سرایا ، مالی ، دون ، انگاہ ، ایاس ، شرارت ، الا و ادام ، بولٹ آبال ، وطال ، حالتان کی طرح ہے ، کا میں کی شوشی ، شرارت ، الا و ادام ، بولٹ آبال ، وطال ، حالتان ، عام دون ، انگاہ ، معدد کی دون ، انگاہ الدائر کشکر کا اتا ہے تعدومی دائے تے ساتھ استادہ کرنے ہیں اور اس داور ہو بعال کر حتے ہیں کہ میر کے تعدر متی جدید کی اندی المباہل اس المباہل اس جانے ہیں۔ اس اپنے جب کہ جیڈید ملک میں ہی ہے ، دیر کل عالمی ہیں زائد ہی ہے۔ کہ ۔ دو میر الاس کے دوسران دارو اور دوسران میں ملک تج روز و کتا ہے کہ جوانے میں جہان کرنے ہیں۔ ایک بوری ابان میں ہے اور ان کی عرال میں عمر جالان کی مورت دندائر کرنے کا اس ہوتا ہے اور ان کی عرال میں

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے ۔ یہ لگسر سو مرتبسہ لوٹ کیا۔ یہاں غمر جانان اور غمر دوران ایک ہو جاتے ہیں :

در کا ہو گاہ کہ شکوہ چرخ اس متم کر ہی سے کتابت ہے یہ دونوں سطحی میر کی شاعری میں ہم آبنگ ہو کر ساتھ ساتھ چلتی ہیں: میرے تفہیر حال پر مت جا انفساقات بیس زمسانے کے

کیا ہے گلشن میں جو فنس میں نہیں عسائنوں کا جلا وطن دیکھا ایک عرم چلے میں ہمیں عالم سے ورنہ عالم کو زمانے نے دیا گیا کیا گیا

عشل سب نے کہا ہے ۔ عشق سے دل میں جو کیلیت بیدا ہوئی ہے ، جو میٹھا سطانا ما دور کرم گرم سا دھواں، ایک آگ سی جو سنے کے السرسلکتی رونی ہے اور بادر عبوب سے سازا وجود کرمایا رہتا ہے ۔ اس خیاام کیلیت کو میر نے لفاطوں میں پکٹر کر یوں بنان کر دیا ہے : ع جلو لک میر کو منتے کہ۔ معر نے اورٹا ہے۔

یہ دو تین شعر سنے :

ہم طور عشق سے تو والف نہیں ہیں لیکن سنے میں جسے کوئی دال کو مالا کرے ہے چھاتی جلا کرے ہے سوز دوروں بلا ہے اک آگ می رہے ہے کیا جالے کہ کیا ہے گر عشل نہیں ہے تو یہ کیا ہے بھلا بمہ کو ہم خود شود اے بعد کما ہے کھا جاتا

میں عشق کی کیافٹ آئٹیں جہرے اور جسم کی دانت ہے بھی بیان کوئے بیں اور اس طور ہر کہ ایک ہی کیٹیٹ کے نخشہ رلک اور نخش رخ سامنے آجائے ہیں۔ یہ چنہ شعر دیکھیے بن میں کمیلیٹ عشق کو جسم اور جہرے کے حوالے سے بیان کھا ہے اور ہر شعر اس کمیلیٹ کے ایک لئے رخ کو ہزارے احساس کا حصہ بادی گھا ہے اور ہر شعر اس کمیلیٹ کے ایک لئے رخ کو ہزارے احساس کا حصہ

where  $a_{pole}$  is the pole  $a_{pole}$  is  $a_{pole}$  in  $a_{pole}$  in

آن الموقعة على الماكنة الدورة دوكيمية منها الوجهة بالماكنة العرضي من الموقعة الموقعة

محبتا تها کسو من کهه ، تکنا تها کسو کا منه کل میر کھڑا تھا یائے ، سچ ہے کہ دوالہ تھا کچھ نہیں سوجھٹا ہمیں اس ان شوق نے ہم کو ہے حواس کیا اب که جنوب میں فاصلہ شاید لد کچھ رے دامت کے چاک اور گریباں کے چاک میں دل تؤلي ہے جان كھے ہے، حال جكر كا كيا ہوكا

عِنوں عِنوں لوگ کہے ہیں عِنوں کیا ہم سا ہوگا

مے عودی لے گئی کہاں ہم کو دیر سے التالسار بے اینسا اور بھر واردات عشق کے یہ چند دوسرے رخ دیکھے : لئے ہی نام اس کا سوتے سے چونک اٹھے ہو ب غیر میر صاحب ، گھھ تم نے خواب دیکھا جب قسام ترا لجيسے تب چشم بھر آوے

اس زلدگی کرنے کو کہاں سے جگر آوے الموال مير جي كا مطلق گيا اسد سمجهما کچه (برلب کها بهی سو دیر دیر رو کر باریا اس کے در یہ جاتا ہوں۔ حسالت اک اضطراب کی سی ہے

اب تو دل کو یہ تاب ہے نہ ٹرار یے ادر ایسام جب تحسیل ٹھے۔ا چلا اہ الٰہ کے وہیں چیکے چیکے بھر او میر

ابھی تو اس کی گلی سے پسکار لایسا ہوں میر سے ہوچھا جو میں عاشق ہو تم

ہو کے کچھ چیکے سے شرسائے بہت عشق کی آگ میں جلتا ہوا عاشق محبوب سے ملنے سے پہلے سوچتا ہے کہ جب سلے گا تو اس سے یہ یہ کسے گا لیکن جب جانا ہے تو گچھ بھی تو یاد نہیں رہتا۔ مير اس كيفيت كو طرح طرح سے بيان كونے ييں - بد دو ايك شعر ديكھيے :

جی میں تھا اس سے سلیے تو کیا گیا نہ کہے میر پر جب ملے ٹو رہ گئے تاچار دیکھ کر کہتے تو ہو ہوں کہتے ہوں کہتے جو وہ آثا یہ کہنے کی ہاتیں ہیں کچھ بھی ند کہا جاتا

مىر كے بان عشقيد كيفيات ميں انسائي سطح برقرار رہتى ہے . عشق كا سارا عمل ، التباء بيار ، شكوے شكايت ، بجر ، ثاكاسي سب كلجھ أسي سطح ير بوتا ہے - عاشق میر ، انسان میر کے روپ میں ہی نظر آتا ہے جس کے اضطراب میں غمل بھی ۔ جب میر کہتے ہیں : بھی ہے اور السائی رشتوں کی یاسداری ہم فتروب سے بے ادائی کے

مال بدگنتی نہیں میرا

ياس لاموس عشق تهما ورند

آن بیٹھے جو تم نے بیسار کیسا تم نے پوچھسا تسو مہرساتی کی كتسير أنسو بلك لك آخ تهسر

کہو میر جی آج کیوں ہو خلا سے نہیں آئے جو میر کجھ کام ہوگا ایسک ہونسا نے دریئے آزار پھتاؤ کے سنو ہو یہ بستی اجاڑ کر

له شکوه شکایت ، له حرف و حکایت جگر چاک ، اساکاس دلیا ہے آخر جي ميں آوے سو کيجيو ليارے دل وہ لگر نہیں کہ پہر آباد ہو سکے میر جی چاہتا ہے کیا کیا کچھ وصل اس کا خدا نصیب جحرے بات روئے ہم اس کی رخصت کے بعد مشدعا ہم کو النشام ہے ہے کاہے کو میرکوئی دے جب بکڑ کئی

لظر میر نے کیسی حسرت سے کی کوئی تجھ سا بھی کاش نجھ کو ملے الهم سلوك تها تو الهائ تهي ترم كرم مير كے عشى ميں انسانی رشتوں كا احساس بہت واضح رہتا ہے۔ مير انسان اور انسائی رشتوں کے شاعر ہیں ۔

مير كو غم و الم كا شاءر سمجها جاتا ہے ۔ غم و الم اس دور ميں بھي تھا اور خود میر کے مزاج میں بھی جو اس دور کی روح کے ترجان تھے :

میر مساحب رلا گئے سب کو كل وے تشريف بال بھى لائے تھے

لیکن غم ان کے پال انسانی زندگی کا ایک حصد بن کر آیا ہے ۔ اس میں ان کی ذاتی تاکامیاں بھی شامل ہیں اور زمانے کا وہ انتشار اور وہ بربادی بھی جس کے میر عینی شاہد تھے - لیکن میر کی شاعری میں شم کی توعیت ڈھانے اور جلائے والی نہیں ہے۔ بر انسانی جذبے کی طرح عم کے بھی دو مدارج ہیں۔ ایک وہ غم جو محض رلاتا ہے اور اس طرح السائی لفس کو کمزور کرتا ہے۔ یہ غیم نہیں ہے بلکہ بن اور اکا ہے اور ایسا غم شاعری میں عض جذباتیت پیدا کرتا ہے۔ جسے مزاح کے سلسلے میں پھکڑ بن ایک پست چیز ہے ، اسی طرح نم کے صلسلے سین عض رونا رلانا بھی ایک ہست عدل ہے ۔ سجا حزن (Pathos) اس وقت بیدا ہوتا ہے جب غم کا اثر تزکیاتی ہو ۔ ارسطو سے لے کر اب تک مغرب کی شاعری كا معبار يه رہا ہے كه اسے أسيد الزا اور وجائى بولا جاہمے ليكن اگر ديكھا جائے او غم بھی قنوطیت سے نکالنے اور علویت ایک جنجانے کا ایک موٹر ڈریعہ ہے۔

اب تک میر کے غم کو دو الداز سے دیکھا گیا ہے ۔ ایک یہ کہ میر کے غم میں چولکہ غمر دوراں چھیا ہوا ہے اس لیے سیر جن حالات سے دوچار ہوئے اُن کی ترجانی میر نے کردی۔ دوسرا یہ کہ غم چونکد ان کی فطرت کا محسوس حصد تھا اس لیے ان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ لیکن اگر میر کے غم کی یہی نوئیت ہے تو اس سے میر کی سی بڑی شاعری پیدا نہیں ہو سکتی تھی ۔ میر کی شاعری اگر ایسی ہوئی تو وہ بہت عرصے لک بارا ساتھ نہیں دے سکنی تھی . میر او اپنے غم کے اظہار سے اپنے تاری کو پستی کے عالم سے اٹھا کر بلندی کی طرف لے جانے ہیں ۔ میں ہمیں ولائے نہیں ہیں ایک عم کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہم غم کے حسن اور حسن بیان سے خود غم کو اس طرح بھول جاتے یں جیسے کسی بدنما چیز کی خوبصورت تصویر دیکھ کر ہم اس کی بدنمائی کو الهول جائے ہیں ۔ میر نے غم کو اپنے فن میں سعو کر بہارے لیے تسکین بخش بنا دیا ہے اور جب ہم ان کے شعر بڑھتے ہیں تو ایک تسم کی علویت محسوس کرتے ہیں۔ میر کے غم کا اثر ایک کامیاب ٹریجیڈی کا سا ہوٹا ہے ، جیسے ارجیڈی میں ہم زندگی کے السے کو چلے تو شدت سے عسوس کرتے ہیں لیکن جب ہم رونے کے تربیب جنچنے ہیں تو فن کا توازن ، طرز کا حسن اور اس کا راگ و آمنگ ہمبی اس غم الکیز المناک کیفیت سے بجا لیتا ہے۔ یہ اثر ہوسیوبیتھی کی دواکی طرح ہوتا ہے جو مرض کو بڑھا کر اس کا علاج کرتی ہے ۔ السانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ایک انتہا پر پینج کر اس سے متضاد راستے ار چل تکاتی ہے۔ میر کے غم کی بھی جی نوعیت ہے۔ وہ زندگی سے ہارا تعلق قطم نہیں کرتا بلکہ لطاقت سے ہم کنار کرتے ہمیں احساس علویت دیتا ہے ۔ اسی ليے يد ايسا الم بے جس ميں نشاط كا سا مزا ہے اور ايسا نشاط ہے جس ميں الم كا سا مزا ہے ۔ مير اپنے لمجے سے غم و الم كو غم و الم ثبين رہتے ديتے بلك كچھ اور بنا دبتے ہیں جس کا آثر شکستگی اور پسیائیٹ کا نہیں بلکہ مثبت ہوتا ہے۔ میر کا غم انسانی آرزؤں کی شکست ، ثنهائی کے احساس اور زندگی کے سندر میں فرد کی نے چارگی اور موت کے سامنے اس کی نے مالکی کے شعور سے بیدا ہوا ہے:

زیر فلک بھلا 'او رووے ہے آپ کو میر کس کس طرح کا عالم یاں خاک ہوگیا ہے لاکام رہنے ہی کا تمہمت غم ہے آج میر بہتوں کے کام ہو گئے ہیں کل تمام یاں

عَم كَا لِنَا الدَّازُ عُم كُو زَلدُكَى كَا الْكِ الْوَثْ حَمَّدَ سَمِجْهَنْے سے لِيدًا ہُوا ہے:

کہا میں نے گتا ہے گل کا ثبات کلی نے یہ سن کار تبسیم کیا اس لیر میں کے غم میں تلخی ، ایزاری اور زاہر بھری یاسیت کے بائے صبر ، قسلم و رضا اور جہاں بینی کا احساس ہوتا ہے ۔ اتنے پہاڑ جسے عموں کے باوبود میر کی بڑی عمر کا راز یہ بھی ہے کہ الھوں نے اپنی شاعری سے خود اپنے غموں کا تزکیہ (کیتھارس) کیا ہے اور بھی ٹزکیاتی اثر میر کی شاعری پڑھنے والے اور ہوتا ہے ۔ بڑی شاعری میں غم کی نوعیت ہدیشہ مثبت ہوتی ہے ۔ كيش (Keats) ابني لظم "اوڈ لو ميان كائ" (Keats) جي يہ بناٹا ہے کہ غم حسن کے ساتھ ہے اور حسن فانی ہے ۔ لیکن حسن کو فانی کہد کر وہ اسے دوام عشتا ہے ۔ گوئٹے کے "فاؤسٹ" کی التسابیہ نظم "اونتگال کی باد میں'' یڑی غم انکیز نظم ہے - عبلی (Shelly) کی شاعری میں غم و الم کی بڑی گیری تصویریب ملتی یع - برومیتهیس (Promethieus) کی تقریر غم و الم کے اظهار کا شایکار ہے۔ بودایئر کی زیادہ نظمیں دردانک مناظر پیش کرتی ہیں ۔ پوللیرن (Holderin) اور پائنے (Heine) بھی شاعری میں غم الگیز لفنے چھیڑتے یں ۔ غم کی یہ سب تصویریں ہمیں غم زدہ ضرور کرتی ہیں لیکن ہارے غم کا علاج بھی کرتی ہیں ۔ میر کا غم بھی مثبت اور حیات افروز ہے۔ وہ یاسیت کے شاعر نہیں ہیں بلکہ ان کی شاعری زندگی کے غموں میں ایسا ساتھی ہے جو ہم میں لیا اعتاد بھال کرکے ایسا حوصلہ دیتا ہے کہ ہم زندگی ہے بیار کرنے لکتے یں ۔ شیلی بھی یہی کہتا ہے :

لے جاتا ہے ۔ ایک لارسل انسان میں یہ تینوں پہلو ایک ساتھ موجود ہوتے ہیں ہ

غنائی شاعری ایک عموص قسم کے فنی سلقے کا مطالبہ کرتی ہے جس کی تمایان عصوصیت آمد و نے ساغنگ ہے۔ یون تو شعوری فنکاری پر صنف میں ضروری ہے لیکن غنائی شاعری میں لاشعور کا حصد شعور سے کمیں زیادہ ہوتا ب اور اسی لیے ختائی شاعری میں زبان اور رنگوں کی تدرق آمیزش سب ہے بڑا وصف ہوتا ہے۔ میر کے ہاں یہ وصف اردو کے سب شاعروں سے زیادہ ہے اور الھیں حافظ کے برابر لا کھڑا کرتا ہے ۔ ان کی زبان جذبات کے تقاضوں کے مطابق رلگ بدلتی ہے اور اسی فنی عمل میں ان کی غنائی خوبی مضمر ہے ۔ میر کا رنگ بیان ادب کی اعلیٰ ترین صفات کا حاسل ہے ۔ اس میں رزمید (Epic) یا تصیدے کا سا شکوہ نہیں ہے اور لد یہ منتوی کی واقعیت کا حاصل ہے۔ یہ ایک گیت گانے والے کا رنگ ہے جو اپنے جذبات کی رو میں ایک فطری زبان میں کا رہا ہے اور اپنے سنے والے کو وہی عسوس کرارہا ہے جو وہ خود عسوس کو رہا ہے ۔ اس میں جو بھی رنگ آتا ہے وہ درد و غم کا حصہ بن کر بے ساختگی ليے ووٹے ہوتا ہے - شعر میں استبال ہونے والے الناظ اپنی آواز سے اس تاثر کی ارجال کرتے ہیں ۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ سیر کے فن میں شعور کا حصہ نہیں ہے۔ میر کا فن محض آرٹ نیوں ہے بلکہ فائن آرٹ ہے جس میں تدرتی جاؤ کے ساٹھ تدرتی لهبراؤ امی ہے - میر ایک ایسے گیت کانے والے شاعر ہیں جو گیت کی صفات کو قدرتی صلاحیت اور نئی شعور کے ساتھ ملا کر پیش کرتے ہیں۔ غنائی شاعر کی سب سے اہم خصوصیت غنا یا موسیقیت ہے ۔ ہادے بال اس پر عروض کی حد تک ٹو توجہ دی گئی ہے لیکن یہ بہت کم دیکھا گیا ہے کہ شعر کا اثر اس پر اسرار غنا  $\frac{1}{2}$   $\frac{1}$ 

سی دیمیت کے ساتھ ہم بعد میں پہنچتے ہیں ۔ تحقائی شاعری ڈائی الکشاف کی شاعری ہے ۔ وہ درد جو اسے بے ثاب کر

را پہ اور وہ فقت اس کے بلاغ پر اس کولیٹ روٹ پنا اپنے وہ بری ہیں۔ اس اور ایک بالما اما افراق کر دور ہیں۔ جب بال اس پر ایک اس اسا امر افراق کر دور ہیں۔ جب بالدی کی انداز بالدی کی دورت نے کے ساتھ اس کی عدمت کو پہنے چاہدی اور جبادی کر اس کا میں اس کا اس کا کی افراد کی خوات ہوں کی اس کا اس کا خوات کے خیالی میں توان ایک کا جبادی کے بالدی کا ایک عوصورت امراج مثا ہے اور دوسانت کی میں کوئٹ در امراج مثا ہے اور میں میں کوئٹ کی جباد کے اس کی میں کوئٹ کی جباد کے میں کوئٹ کی جباد کے میں کوئٹ کی جباد کے جباد کی جباد کی جباد کی جباد کی جباد کے جباد کی میں کوئٹ کی تازید ہے۔

علاق علین کسی بھی جلے کا اظاہر اگر سکتی ہے لیکن زیادہ تر بین کا مؤجرہ میں اس بھی کہ کردہ کیا جاتے ہے۔ ہے تا اظاہر میں بھی اس کا مرحد کیا جاتے ہے مثل بھی ہے کہ کا کا ہے تا اظام کی محمد میں کے فراود میں اس کے قائم ہے۔ میر کی عاصل میں ہے۔ مطابق بعد برحد کے فارجود مثل ہی کا عالم ہے۔ میر کی اعلامی بھی مطابق بھی ہو سائے کے فارجود مثل ہی کا عالم ہے۔ میر کی اسلام ہے میں اسے چلا مائے آئے کی جو مثر مشاہدے ہے الک ہی۔ میر ان میں مناہدات اسے چلا مائے آئے کی جو مثر مشاہدے ہے الک ہی۔ میر ان میں مناہدات کے مائی کا مصدر کے اس بھی میں میں کا بھی اطابق میں میں میں کا میں میں میں کا بھی ہے میں کہی ہے میں کہ صفل کی احساسی تصویارین التاریخ رہے ۔ یہ عشق دارد و غم فرور ہے لیکن اس مامار کار کر کا تخلیل طبق کی خاندہ ، اعلی کے ڈارپے اس سے لیکنوں مامار کار کر کا تخلیل طبق کی شور انداز اور افزان انہوں افزان کا تک کو میرسمولی ایست دیکے کے باوجود اسے اعماری ہے الک وکائیز اور افزان کی حستور میں افزو کر انگانے کی تون ، مارز اکثر و اداکی آئائیات ، غمسرس راک کی دکائیریو ہے مندرسیات بن بھو میر کو داک کا کے نظیم نشانل ماماروں کی صف میں لا کانچا کران بھی

آتے اس میر کی طرائی کے بعد اور جانو میں دیکھری - جبر کی مادری عید استان اور سال میں دیا گئی امری میں استان اور سال استان اور سال میں دیا گئی اگئی کے ساتھ انجیاری اور اور انجیاری کی ساتھ انجیاری اور انجیاری کی ساتھ انجیاری اور انجیاری کی ساتھ انجیاری کی ساتھ کی ساتھ کی میں دیا گئی کے ساتھ انجیاری کی دوران کیا دیا گئی کے ساتھ انجیاری کی دوران کیا دوران کیا دیا گئی کہ ساتھ کی ساتھ

بارے دلیا میں رہو نم زدہ یا شاد رہو ایسا کچھ کرکے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

 آجائیت ہے پورے طور پر وابنتہ ہے ۔ اس بین غم و لشاط دولوں الگ الگ چین پاکسو آولگر کا حصم بن کر ملے بلے موجود بین ۔ یہ دو شعر دیکھے ۔ ان دولوں شعروں کے تخاد ہے جر کے السان کی تشکیل ہوتی ہے : سر کسو ہے فرو تہمیں آنا ۔ جیف بدنے ہوئے غدا السہ ہوئے

اللی کسے ہوتے ہیں جنہیں ہے بندگی خواہش

میں تو شرم دامن گیر ہوتی ہے خدا ہوتے اس سطح پر وہ السان کو ایک بلندی و عظمت دے کر اسے ساری کائنات پر

من معط پر وہ السان انو ایک بائندی و فلفت دے کر ایے سازی گانات پو پھیلا دیتے ہیں - جی خاتی تو وہ ظاہر و جابل ہے جس نے بار اسالت اٹھائے کا حوصلہ ذکھایا ہے اور اس حوصلے کی وجہ سے یہ آئیتہ انابل دیدار ہوگیا ہے : آدم خسائی ہے ہے سالم کو جلا ہے ورثہ

آئینہ تھا تو مگر تسابل دیسدار لسہ تھا

لیکن اس کے ساتھ شرط وہی ہے گہ آدمی خود کو آدمی بنائے: خسفہ ساز تھا آذر بت تراش ہم اپنے تئیں آدمی تو بنائیں

ادائی سے اعلیٰ کی طرف میں وہ مغر بے جو میر انحتیار کرتے ہیں ۔ میر کی شاعری کا تجزید کیا جانے تو وہ دو بنیادی عادمتوں کے ڈوپسے اپنا

الظہار کرتی ہے۔ فل اور دکئی۔ فل السان کا وہ مرکز جس کے النبے میں میرزلدگی اور کافات کا جارہ دیکھتے ہیں اور دلتی اس تبذیب کا طل ، جو صد روی ہے۔ فل اور دل کے السانے نے ان کی شامری کو وہ آینگ دیا جو الھاروں صدی کی ورح کا آینگ ہے اور جس نے ان کی شامری کو اس فور کی روح کا ترجان سے درج کا آینگ ہے اور جس نے ان کی شامری کو اس فور کی روح کا ترجان سے

دل و دلی دوتون پیر گرچه خراب په کچه لطف اس اجڑے لکر میں بھی ب

مری آدا این مرد آدار اس به اما برد دا وال بعدادی کی جہ آتا اسال کا کرد سرکا کا این مرد آل اس بعدادی جاتی الی م مشہور میں امروز بیانی امروز کی امروزت صدرت بول ہے۔ ان کے ایسان امروز بین میں امروز کی ادر اور امروز کی امروز کی میں میں میں میں امروز کی امروز ہے ''ہم'' لک ایک لیے غربے ہے گزر کو پہنچے ٹیے۔ اس تجربے ہے الهول عرفر کو قدامے دائل کر ارتشکل کی اجائیت بریک کو بیا اور ند کریر و بالیہ کے فرق کو ناکر ''در ''ہم'' کے السانس کا کا اندا بنا یا در و جب ایک بات ''ہم'' کے مالی کمینے میں تو بن ، آپ اور مب ان کے غربے میں اس طور بین ''مرب و بات کے کہ کو اید بات ہم خود کیمہ رہے ہیں یا بھر میر برای میں بات فال کر رہے ہوں ۔ خالج معر یکھیے ز

ہے ہوں۔ میدر یہ کو دیکھیے:
ہے فاتروں سے جے ادائی کیا
آن یقیے جو تم نے پیسار کیا
تو جب سے پیکالسکی نہیں معلوم
تم جہاں کے جو دائی نہیں معلوم
تم جہاں کے جو دائی تے جم بھی ہیں
یوچہ کوچہ حسال بیٹے کو
یوچہ کوچہ حسال بیٹے کر نزدیک
ترین لگری ہم اصاصی، جاسم للل ویے
تہ کرتی ہم حاصی، جاسم بللل ویے
تہ کرتی ہم حاصی، جاسم بللل ویے

بھی صورت ان کے تنامی کے ماتھ ہے ۔ یہ اتفاق کی بات نہیں ہے گا۔ جب میر کے بیترین اشعار کا التخاب کیا جاتا ہے تو ان میں ایسے اشعار کی خاصی بڑی تعداد ہوتی ہے جن میں تخلص استمال ہوا ہے - جب وہ اپنے تخلص کے ساتھ خود کو غاطب کرتے ہیں تو ان کا تخلص زندگی کا استعارہ بن جاتا ہے۔ بیاں وہ اپنی ذات کی انتہائی بلندیوں پر چنج کر اس سے الگ بھی ہو جاتے ہیں اور مبر ، میر صاحب ، میر جی ، میر جی صاحب بن کر ایک الک شخصیت برے جاتے یں ۔ اسی اسے اکثر منطعوں میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جد تنی ، میر کو اپنے سے الک کرکے غاطب ہو رہے ہیں ۔ جی وہ تنایتی عمل ہے جس کے بارے میں ابلیٹ نے لکھا ہے کہ ''شاعر اپنی ذات کو مسلسل کسی ایسی چیز کے سپر د کرنا رہتا ہے جو اس کی ذات سے زیادہ بیش قیمت ہے ۔ ایک فنکار کی ٹرق اپنی ذات كى مسلسل قرباق اور اينى شخصيت كو مسلسل معدوم كري مين مضمر ہے. . . فن کار جتنا جامع ہوگا اسی قدر مکمل طور پر اس میں وہ آدمی جو ذکھ اٹھا رہا ہے اور وہ دماغ جو تخلیق کر رہا ہے ، الک الک ہوں گے ۔''ا ا میر کے مقطعوں میں ہوں معلوم ہواتا ہے کہ بد تنی ، میر کو اپنی ذات ہے الگ كرك اس أواز دے رب ين اور اس سے عاطب بين . ذكه الهانے والے آدمي اور تغابق کرنے والے شاعر کو الگ کرکے میر نے اپنی شاعری تغلیق کی ہے اور اسی لیے آٹنا انا پرست السان النی بڑی شاعری کر سکا ۔ اب ذرا یہ چند شعر سنے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کی عقیقاً کیا لوعیت ہے : اللہ کر اندازہ ہو سے الد الد کر اس نے حداثی اللہ دیا

اپنی ذات کو الگ کرنے کا یہ صل ، جو مقطوں میں کھل کو اگر ، کابان پوتا ہے ، میر کی شاعری کا بھادی الفیل مسل ہے ۔ اگر میران عمل میں کابیاب نہ ہوئے تو میر اتنے باڑے شام اند ان سکتے کہ ہم انھیں دیا کے بڑے عامور ک کے ماٹھ رکم میکری ۔ میر اورد کا بی نیوی انکہ ساری دیا کی زباور کا ایک

بڑا شاعر ہے۔

 بہار آئی ہے شنچے کل کے لکاب بیں گلابی سے نہائی سبز جھومیں بین گلستان میں شرابی سے صد زنگ بہاران میں اب کی جو کسھلے بین کل

یے لطف آسے ہو ایسی رنگنی ہوا کی ہے کچھ موج ہوا بیچسسان اے میر نظر آئی شمایسہ کسے بیسسسار آئی زئیبر ناظر آئی

سامیں۔ یہ پیسست را ہی رہیں ہو ہو ہی سرو لب جو ، لالہ و گل ، اسرین و سن بین شکولے بھی دیکھو جدھر ایک باغ نگا ہے اپنے رکین خیالوں کا ایسے اور چت سے اتمار بی لیکن وہ دو شعر اور سن لیجیے جر آپ کے ذہن میں

آ رہے ہیں اور ہم نے بیاں درج نہیں کیے ہیں : چلتے ہو تو چین کو چلیے کھتے ہیں کہ بیاراں ہے پات برے ہیں بھول کھلے ہیں کم کم باد و باران ہے

پات برے بیں پھول گھلے بین کم کم باد و بازاں ہے رلک ہوا ہے بوں لیکے ہے جسے شراب 'چواتے بین آئے ہو مرخانے کے لکاو عہد بادہ کسازاں ہے آئے ہو مرخانے کے لکاو عہد بادہ کسازاں ہے

الله میں بین میں میں اسرائی تصویریں ہو جرح کا بافی کا خوان ملاکے ۔ نے اس طور اور الیوں میں کہ کا اف تصویری میں کا ان تصویری میں خطاب اجرا میں ایا عصوص کرکھ کی ہو تا ہے ۔ جی طرفز جرح عالم اور جم خطاب اجرا نے سائر کر جانے ہے ۔ اس میں حضال وکروں نے اس کر ایک ہوا اسے میں اس طرفز جد میں میں میں میں میں اس اور عالم میں جون کی الوان می کر ایک در گئی ہوں ، اس میں سل ہے اتوں نے کر اور کان اور اور داخری کو انہوں کی کو ایک چارکا کہ متنے جہاں بہانی افراد اسرائی کا انہوں کا کہ اور ادادہ خاص کو کو انہوں

رائع مند سے جہاں پیونیا و آورد اس کی انتخا کا ایک ملفی رائس ہے۔
اور ایس کے مطابق کے مطابق ہیں اور انکا کہ عامی کر رائی کا عاملی کی ہے۔
اور دائیں کی رائی کہ عالی ہے۔ اور دائی کی کی کی کرنے کا فائی ہے۔ اور دائی کی کی کی کی ہے۔ اور دائی کی کی کی کی ہے۔ دائی ہے۔ اور دائی کی کی کی کی ہے۔
ماری کی روابت کو تو اپنایا لیکن آورد زائل کو قانی زائل کا عالج نہیں باتا اس میں ہے۔
ماری کی روابت کو تو اپنایا کی اور دائی کی ماری کی میں باتا ہے۔
میرس ہونا ہے کہ فی آواج ہم اس این انائی کا ماری کی عالمی میران ہونا ہے۔
باتا ہی ماری میں دائی ہے ہی والی جاتا کی زائل کے عالمی ماری میر افراز جیر بین جے میں ماری میں دائی میں دائی جاتا ہے۔
باتا ہو سنتے ہی ماری میں دائی جاتا ہے۔
باتا ہو سنتے ہی دائی ہے۔ والی جاتا کی زائل کے عالمی ہے اور میں میران ہی دور انکار باتا کے اسابات میں دائی میں دائی جاتا ہے۔

خصوصیت بھی جس نے میر کی شاعری کو خاص و عام دولوں میں مقبول بنا

دیا ۔ اس سطح پر میر کو مولانا روم اور گوئٹے کے ساتھ رکھ گر دیکھے ۔ كوئٹے كے فاؤسٹ كے حصہ اول ميں عام بول چال كى زبان استعال ہوئى ہے اور اسی سے وہ طرؤ پیدا ہوا ہے جس سے جرمن زبان بولنے والے عوام بھی ہوری طرح لطف الدور ہوئے اور صاحب دوق ، اعلیٰ تعلیم یافتہ خواص نے بھی اس میں چھپے ہوئے معنی پر سر دھنا . مولانا روم کی مثنوی میں بھی عام بول چال كى زبان استعال بدق ب اور اس طور ير بوق ب كد عوام و خواص ، تعلم يانت و غیر تعلیم بافته دولوں اس سے لطف اندوز ہوئے ہیں ۔ سیر کی شاعری میں بھی بنی عمل ملتا ہے۔ وہ شاعرالد طرز کے اس مثام پر کھڑے ہیں جہاں شاعری نحواص و عوام دونوں کے لیے ہو جاتی ہے ۔ طرز میر سادہ ہے لیکن برکار ہے اور شاعری کا کال ہے ۔ یہ اردو شاعری کی خوش قسمی تھی کہ اے اپنے ابتدائی دور ہی میں یہ طرز میسر آگیا۔ یہ ایک ایسا طرز ہے جو بظاہر آسان اور سادہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں شاعری کرنا آسان نہیں ۔ میر و -ودا کے طرز کا بھی فرق ہے کہ میر کے طرز کی تقلید و ایروی تبایت دشوار ہے لیکن اس کے برخلاف میرزا بد زفیع سودا کے طرز کی تنلید پر صاحب فہم کر سکتا ہے۔ یہ طرز ، شیخ سعدی کے طرز کی طرح بظاہر سیل معلوم ہواتا ہے لیکن یہ سپل ممتنع ہے ۔ ۱۳ اس ٹاٹایل تقلید سادگی میں معنی کی تہیں اور احساس و جذبہ کی گیرائی اس طور پر جمیں ہوئی ہے کہ شعر نشتر بن کر ہارے وجود میں اثر جالا ہے ۔ اس طرز کو محسوس او کیا جا سکتا ہے لیکن جامعیت کے سالھ بیان نہیں کیا جا سکتا .

سرسری کم جہان سے گزرے ورام ہر جا جہان۔ دیکر تھا لگتا نہیں پنا کہ صحیح کون سی ہے بات

دولوں نے مل کے مىر مىں تو ديا سب ہے جس بسار نے گسرانی کی

اس كو به اساتوان الهما لابسا عسر نے ہم سے بے وفائ کی ساری مستی شراب کی سی مه دل بسوا به جسماغ مغلس کا ہم نے اس سے کبھو شکایت ان سی

مير ان ليم باز آلکهور ميں شام ہی ہے بچھسا سا رہتا ہے تهما مير عجب قتبر مسابر شاكر نه شکوه شکایت ، له حرف و حسکایت کہو میر جی آج کیوں ہو نظ میں اس سادگی میں جہاں سہل ممتنع کی خوبی موجود ہے وہاں اس سادگی میں ایجاز کے ساتھ ایسی کمال معنی خبزی بھی ہے گہ چند الفاظ کے گوڑے میں دریا سا

اس کے ایفائے عہد تک نہ جہر

جاتا ہے۔ طرنر میر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تصاحت و بلاغت ایک وحدت

ان گئی ہیں۔ یہ چند شعر دیکھیر : مرگ مینوں سے علل کم ہے میر کیسا دوانے نے موت پےسائی ہے ہوگا کسو دیوار کے سائے میں ہڑا میر کیا ربط محبت سے اس آرام طلب کو اتفاقسات ہیں زسانے کے میرے تغییر حسال پر مت جسا کہا میں نے کل کا ہے کتنا ثبات کلی نے یہ سن کے تبسم کیا ممائب اور تھے پر دل کا جانا عجب اک سانحہ سان ہو گا ہے اس سادگی کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ طبع کی روانی میں یہ از خود پیدا ہو گئی ہے لیکن یہ سادگی اس شعور سے پیدا ہوئی ہے جس میں تخلیق و تنفیدی شعور ایک ساتھ چلتے ہیں اور جسے میر نے انظ "سلید" سے ظاہر کیا ہے ع "سلیت بهارا تو مشهور ہے" یا ع "شرط سایة ہے پر اک اس میں" ۔ میر اس سادگی کے لیے طرح طرح کے جتن کرتے ہیں - ایک طرف لفظوں کا رشتہ احساس و جذبہ سے جوڑتے میں اور دوسری طرف اس صوتی اثر کو بھی دھیان میں رکھتے ہیں جس سے شعر کا اثر معنی سے پہلے ستنے یا پڑھنے والے ٹک پہنچ جائے۔ میر اس عمل ہے ایک ایسے طرز کو جم دیتے ہیں کہ سیرکی رومائیت کلاسیکیت کے دائرے میں آ جاتی ہے ۔ طرز میر میں یہ توازن قدرتی طور پر ضرور پیدا ہوا ہے لیکن اس میں کلاسیکی سلیقہ موجود ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ شعور اور لاشعور دونوں

چھو گئی ہے۔ میں کام گفاری فرنا طرف آمڈز ہے۔ عمارت کا انسٹال بین اس کانفرن سرک کا مصد ہے۔ عادرات ایک قسم کے مردہ انسٹارے مورخ بین من کا اسال طرز میں بنارت بینی بینا کر سکتا ہے لیکن میر کے بات علوری اس طور در ارزان کا مصدین کر آئے ہی کا کسور ہوتا ہے کہ معادوں اس طور اس مطلق ہے بیل بات اللہ والے ہے۔ این طرف ہے اس میں تقی جان الل دیتے ہیں اور سادگی تکیر آئی ہے۔ یہ چند معر دیکھیر

نے آہنگو میر سے مل کر یہ کام اس طور، پر انجام دیا ہے کہ شاعری کال پر

اب آن جائے ہیں ہت کئے ہے میر بھر ملرے کے اگر غسسانا لایا مرکز مجود ہے عقل کم ہے میں کیسا دولانے نے موت پسائی ہے دل یہ ٹکر نیم کہ بھر آباد ہو سکے ہمتائل کے شو و یہ بھی اجاڑ کر لئے ہی کام اس کا صوبے ہے ہولک اقرے ہو

سے ہی نام اس ہ ۔وے سے چوانک الھے ہو بے خیر سیر صاحب کوم تم نے خواب دیکھا براوران طراز مر من رواول، الراقوق بدين كل كرب العلاق كر بيما تلك براوران طراز من من رواول، الراقوق بالمن و المكان دواسل ما الكرب و رافان من مدني جائز بين كل في المن كل الما يجود المكان دواسل ما الكرب و رافان بران طور الر المناس المن حرف الله كل المناس ال

شام ہی ہے بچھا سا رہتا ہے دل ہوا ہے چراخ مثلی کا الآق اس کے کے کہا گئے ہیں۔ ینکھڑی اک گلاب کی سی ہے میں ہمیر جوانی در دو کالا پیری میں لین الکھوں سولد بینی دات بہت العمے جسائے صبح ہوئی آرام گیا بینی دات بہت العمے جسائے صبح ہوئی آرام گیا

ن المنفق مناس كي يك بيان على مراسل الورك و بين كافيرة الهون حرك المراسلة المورد حرك المراسلة الهون حرك المراسلة المدود المراسلة ا

یسری تمثال کے ذرایع گیا جا شکا ہے ۔ تمانوں کے ذرایع جذبان کا اشہار ہوگا اور اون کا کو اس طور اور استعالی کرنے نے سمین قبل کا ۔ اس تی عمل کے ڈرایع بلیے ہے ۔ دوجا بعد اللہ بھا کہ اس مال نے ان ایس مال نے ان ایس احساس و جذبہ کو اس طرح میں ڈھال دانے ہیں جس طرح وہ خود ان کے اندر موجود تھا ۔ میر کی شاہری کے کابرے اثر کا راز اس تمثیل تنی عمل میں بھی بدیدائ ہے۔

یراً بالی پال سے گیرا رفت افر رکمی کر رحم سالگی ان کا لیز برائی جہ سال ہے جہ اس بعر فرز آگری ہے در سے بی اداور ایک برائی ہے کہ اس بعد میں اداور ایک بی مدید اس اور انسان سے اگر کی بعد میں اداور انسان ہی ہیں۔ جب میں اداور انسان ہیں کہ میں اداور انسان ہیں میں کا آگرا کی معلم میں سے بید اس کی دستہ فرزات ہیں۔ بین کا آگرا کی معلم میں اس بعد سے دی اس بعد اس بعد

ان تراکیب پر بھی میر کا ٹیمہ لگا ہوا ہے مگر یہ آن کا منفرہ طرز نہیں ہے ۔ ان کے طرز کی انفرادیت تفصوص تمثالوں (Images) سے بیدا ہوتی ہے جن سے ان کے مظالعے اور وسع مشاہدے کا اندازہ کہا جا سکتا ہے اور گوشہ نشین میر کی فرضی الصویر قشۃ میں تحلیل ہو جاتی ہے ۔ انھوں نے جتنا سفر کیا اس دور میں اُردو کے بہت کم شاعروں نے کیا ہوگا اور اس سفر میں دنیا سے آنکھیں بند کیر گزرنے کے بہائے الهوں نے زندگی کو قریب سے دیکھا ۔ ان کے تعمورات میں جو تنوع ملتا ہے اس کی وجہ بھی جی ہے لیکن اس تنوع کے باوجود ان کی ممثالوں کا آیک غصوص دائرہ ہے ۔ وہ کائنات کے مختلف ببلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے جو حسن ان میں دیکھتے ہیں اس کا تعلق ''بناؤ سنگھار اور رنگینی'' سے نہیں بلکہ "نور" سے ہے ۔ ان کی شاعری میں چمک ، قضا ، آن بان کے تاثرات زیادہ ہیں ۔ جزئیاتی اثر سے زیادہ فضائی اثر (Atmospheric) سے انہیں دلچسپی ہے۔ وہ باریک بین بین لیکن لطیف چیز ، ایک اجانک روشنی کی طرح ، ان کے سامنے آتی ہے ۔ مثال جب وہ کہتے ہیں کہ ع الکی نے یہ سن کر تبسم کیا" تو پھول ے کھلنے کی نشا اس میں مسکراہٹ کا سا اثر پیدا کر دیتی ہے اور اس کی بے ثباتی بھی سجھ میں آ جاتی ہے ۔ یوں محموس ہوتا ہے جیسے وہ اپنر حال میں محو بیں اور زندگی کا جو تجربہ انھیں جونکانا ہے وہ اس کی روح کو دیکھتے یں اور اسے فیوڑ کر الفاظ میں رکھ دیتے ہیں ۔ میر کی شاعری کی اشتریت میں یہ ممثالیں بنیادی کام کرتی ہیں ۔ میر کی تصریریں دل کو ٹیز فشتر کی طرح کاف کر لکل جاتی ہیں ۔ معلوم نہیں ہوٹا کہ نشتر لگا ہے لیکن کچھ ہی دہر بعد اس ک کاٹ کا احساس ہوتا ہے۔ یہ عمل ان کے تمام اچھے اشعار میں کم یا زیادہ موجود ہے ۔ اسی لیے میر کی شاعری حد درجہ اثر الگیز ہے :

یوں اٹھے آماس گل ہے ہم جبے کوئی جباں ہے اٹھتا ہے نہ تو آوے ام جاوے کے ترازی کسو دن میر یوننی مر رہوں کا حب نام ترا ایجے تب چشم بھر آوے

اس زادی کرنے کو کہاں سے جگر آوے

بال و ہر بھی گئے بمار کے ماتھ اب تــوقــع نہــیں رہــائی کی بتہ بتہ بعد بولــا بولــا حـال بـــازا جــانے ہے

جائے فہ جائے گل میں فہ جائے باغ نو سارا جائے ہے۔ یہ بھی میں کرو اس کر اور اس کے انتخار ہیں ہے۔ بھی کرو اس کر ا یہ جو سیارے کی کوری عاصر دیکھوں کو انتظار سا ہے کامید میں کے تصورات فوری اگر ضرور رکھتے ہیں لیکن اس اثر کو بورے فور یہ مصورت کرنے کے لیے رواف اس اشار کا لاؤٹ اس کر جہ سا کہ کی توجید ہے۔ مصورت کرواف اس اشار کا لاؤٹ اس کر جہ جائے کہ جہ سراہ کی چور کے فاورود مشکل اعترانی میں دائے کہ ادار ویک میں آئے بدائر میں کے بدائر میں اس کے امار میں اس کے بدائر میں اس میں کا اساس بھا کے بدائر میں اس میں کا اساس بھی کا اس بھی اس کی اس بھی اس کی اس بھی اس کی اس بھی اس کا میں اس کا اس فائل میں اس کی اس کی بھی کی جواب کے اس کی اس کی اس کی اس کی اس کی بھی کی بھی کی میں کی میں کہتے ہیں کہ میں کہتے ہیں کہتے ہی کہتے ہیں کہتے

وسم ہے لکنے شاخوں سے پہتے برے برے پوئے چہن میں بھولوں سے دیکھے بھرے بھرے کبھی ہمرکی تال اس موسیلیت کو ہتم دیکی ہے : جو جو ظالم کئے ہیں تم کے حو سو ہم نے اٹھائے بیں داغ جگر یہ کھائے ہیں، چھائی ایہ جراحت کھائے ہیں

طویل مجروں کے ڈریمے میر اپنے جانے کی شدت کو بھیلا کر اور دھیا کرتے خوش گوار بنا دیتے ہے - بہاں گیتوں کے مزاج سے ایک ایسی مالوس فضا پیدا ہو جاتی ہے جس سے ڈبن کو "جہولے" اکا سا لطف سپیا ہو جاتا ہے۔ "مبر نے بحر متنارب و بحر متدارک میں عبائے سالم ارکان کے مختلف زمانات میں غزلیں کیمہ کر (انہ صرف) اُردو کو پندی سے بہت قریب کر دیا (بلکہ) آج کل جو پندی نما گیت کہے جائے ہیں وہ (عام طور پر) انہیں بحور میں ہوتے ہیں ۔۱۵۴ میر نے یہ اور اس قسم کے تبریم بھی اپنے راگ کی تلاش میں کیر جن میں برعظیم کی روح اور اس کی موسیق موجزن ہے۔ یہ راگ چھوٹی ، درمیاتی اور الدی محروف میں یکسال طور پر موجود ہے ۔ اس راگ میں ثاشے باہم کا سا اور شور اور لیز رفتاری ٹیرں ہے بلکہ یہ لیچے سروں میں دھیمی کے میں اٹھتا ہے اور ایک خاص بلندی تک پہنچتا ہے لیکن اس میں لشتریت اس درجہ ہے گ وہ دلوں کو چیرتا ہوا چلا جاتا ہے ۔ لفظوں اور ان کی ترتیب سے پیدا ہوئے والی آوازیں ، بحروں کا آہنگ ، ٹائیوں کا استعال ، ردیف کی تکرار اور ان سب میں غم ملا لہجد اس غصوص راگ کو پیدا کرتا ہے جس سے ایک ایسی قشا بتی ہے جو ہمیں مسحور کر دیتی ہے ۔ یہ کیفیت وجد آفرین ہے ع "مجلس میں بہت وجد کی حالت رہی سب کو" ۔ یہ وہی مخصوص راگ ہے جو میر کے علاوہ کسی اور شاعر کے ہاں نظر میں آتا ۔ ہم میر کو اسی راگ سے بہجالتے ہیں : جادو کی 'بڑی پرچہ' ابیات تھا اس کا منہ تکتبے غزل پڑھتے عجب سحر بیاں تھا

کولرج نے لکھا ہے کہ جھا شاہر ووج میں موسیق (Music in soul) نے کر پانیا ہوتا ہے ۔ یہ موسیق اس کے کردار سے ہم آیٹک ہوئی ہے اور جب اپنے ایجاز درانکاڑ سے وہ اسے دوجہ کال تک پہنچا دیا ہے تر عظیم نام ہو جاتا ہے ۔ میر وہ شاہر میں جنوں نے اسے کال کا پورا احساس تھا ؛

دفتر لکھے ہیں میر نے دل کے الم کے یہ یاں اپنے طور و طرز میں وہ فرد ہو گیا

یہ نمور ، خدا کی طرح ، مس کاروں میں ہوتا ہے مکر جب تفاور کا دعویٰ اس کے تفایق تفق سے بورا ہو جائے اس کا خرور حیاتی کا اظہار بن جاتا ہے۔ - میر کے عمروں کی میں بر نوجب ہے – دہ اپنے ساننے اور تو اور سودا کو بھی خاطر جن بنی لائے اور دعوقا کرتے ہیں :

طرف مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فیں میں یوں ہی سودا کبھو ہوتا ہے سو جابل ہے کیا جانے

سردا اور میر دفران پھائشی ناسر تھے۔ دوؤن کے الدر تون تمیل اعلیٰ دورج کی تھی، دونون کو ایے الشاہز اور بوری اندرت تھی۔ دونان عشر کے قابعے میں سالمی اور تھے لیکن دونان میں ماری اور جے سے کے بابان نیز بہا ہوگا چھیلاگر ہے۔ ایک ایس السات ہے جس سے کالام سبس تھی توازان بہا ہوگا ہے۔ دوا کے بال طبح کی ایسی روائل ہے کدہ محبرت نین راکھی بلکتہ بہانی چئے کہ طرح انداد میں بھی طبح کے اسے روائل ہے کدہ محبرت نین راکھی بلکتہ بہانی اور توازن نہیں ہے جو سیر کے فن کا کمال ہے۔

مودا قسید او برو مورد آلل مال (یک در یو به بیت که یک آلا کا کا دل در به مواد کا فراد کرد. و به مودا که دل که دل مودا که دل که

 روا ایگر این عالمی رسد انک و بروت نیم جرب انکلر به برگر ان کی استان می باشد می برگر ان کی استان می باشد می برگر که انکل می برگر که این کی می برگر که این که می برگر که که برگر برگر که می برگر برگر می این که می برگر برگر که می برگر ک

سودا تو اس غزل کو غزل در غزل می لکه ہوتا ہے تجھ کو میر سے استساد کی طرف (-ودا) اے معجنی تو اور کہاں نعر کا دعویٰ پھیتا ہے یہ الدار سغن میر کے موتید اد (معبحل) میں ہی اے ناسخ نہیں کچھ طالب دیوان میر (ئاسخ) کوان ہے جس کو کلام میر کی حاجت نہیں مير كے شعر كا احوال كيون كيا غالب جس کا دیوان کم از گاشت کشیر نہیں (غالب) المه بوا بر المه بوا مير كا السداز نصيب ذوق ، باروں نے بت زور غزل میں سارا (نوق) حالی سخن میں ثبقتہ سے مستفید ہے فاگرد میرزا کا ، معتصد ہے میر کا (حالي) میر کا رنگ برتنا نہیں آسانی اے داءِ انے دبوال سے ملا دیکھے دیواں ان کا (داغ)

ہم ہیں کہا چیز جو اس طرز پہ چائیں اکبر النخ و ڈوق بھی جب چل لد سکے میر کے ماٹھ (اگبر) شعر میرے بھی بین کر دور ولیکرے حسرت

میر کا شیوۂ گنشار کہاں سے لاؤں (حسوت) میر کے آگے زور چل نے سکا

میں ہے آتے روز چل اسہ سط تھے بڑے میرزا بگانہ دہنگ (پگانہ) ، ورنہ ایسے اشعار کی ایک قطار بتائی جا سکتی ہے۔

یہ سرف چند انسار بین ورآمہ ایسے اشعار کی ایک قطار بنائی جا حکی ّ ہے۔ آئیے آب یہ بھی دیکھتے چلیں کہ مشرق و مغرب میں سیر کی شاعری کا کیا مقام ہے ـ

۔ غزل گوئی کی روایت ، جو عرب سے شروع ہو کر ایران میں کمال کو پہنچی ہے اور اُردو شاعری کی اہم ترین صنف بن جاتی ہے ، میر اس روایت کے بہترین کالندوں میں سے ایک ہیں ۔ وہ روایت عزل گوئی کے قد صرف کام تنافے پورے پورے کرنے ہیں بلکد اس میں ایک ایسا تیا رنگ بھی بھرتے ہیں جو سیر کا اپنا الفرادى وتک ہے ۔ اس مخصوص رتگ میں انھوں نے وہ وسعت اور گہرائی پیدا ک ہے جو آج لک کسی فارسی شاعر کو بھی میسر نہیں آئی ۔ ان کی شاعری کا رنگ سدا بہار اور دائرہ آفاقی ہے ۔ انھوں نے عشقیہ شاعری کو تفسیاتی ، اخلاقی اور فلسفیالہ عظمت سے معمور کر دیا ہے اور غم و الم کو کالنات کا معمد بنا کر اسے وجائیت میں تبدیل کر دیا ہے جہاں عم و نشاط ایک ہو جائے ہیں۔ میر نے شاعری میں نشتریت بیدا کرتے جذبہ و احساس کی تصویروں کو ایسا موثر بنا دیا ہے جو دلیا کی اعلیٰ ترین شاعری کی خصوصیت ہے - میر نے ایک ایسا طرز بیدا کیا ہے جو آج بھی اُردو شاعری کا بنیادی طرز ہے اور جس کی وجد سے میر ، اثر کے اعتبار سے ، آج بھی اسی طرح زندہ و باق بین جس طرح اپنے دور میں تھے۔ ایلیٹ نے کہیں لکھا ہے کہ عظیم شاعر روایت کا مکمل تماثندہ ہوتا ہے۔ میر غزل کی روایت کے مکمل نمائندے ہیں۔ رومانی تناید کے لحاظ سے ایک عظیم شاعر عظیم الفرادبت کا حاسل ہوتا ہے۔ میر اس لحاظ سے بھی عظیم شاعر ہیں۔ میر ایک ایسے شاعر ہیں جو تنقید کے ہر ائے تظریے کے لحاظ سے بھی ہمیشہ عظم ریں گے۔ ان کے باں کلاسیکیت اور رومائیت کا حسین امتزاج ہے۔ میر دلیا کے ان شاعروں میں سے ایک ہیں جو ہر ملک اور ہر ادب میں عظیم سجھے جائے ہیں اور انہیں عالمی شاعر (World Poet) کہا جاتا ہے۔ اگر دلیا کی شاعری میں پسپر اپنا کمائندہ بھیجنا بڑے تو ہم سپر ہی کو اپنی پختمائی کے لیے معجن کے ۔ سردا ء فلب اور البال کی اپنی اندرادیت ہے کہ
ہم البال کے لیے معجن کے ۔ سردا ء فلب اور البال کی اپنی طرز
ہم البال کے البال کے البال کی البال کی البال کی البال کے البال کی میں مدی کہ می کو ال

اور میر می نمزل کی روایت کے تین متاز ترین کاگندے ہیں۔

مغربی دنیا کے شاعروں میں میر ورجل ، دالتے ، چوسر ، شیکسپیٹر اور گولٹے وغیرہ کے گالات شاعری تک نہیں پہنچنے اور وہ اس لیے کہ میر و مغرب کی روایت شاعری کے مزاج میں زمین آسان کا فرق ہے ۔ مغرب کی شاعری زیادہ تر خارجی ہے اور غزل داغلی شاعری ہے ۔ مغرب میں داغلی شاعری کے متاز کائندے ، رومانیت کے آغاز کے ساتھ الیسویں صدی میں ابھراا شروع ہوئے جن میں ورنسورتھ ، کولرج ، ہائرن ، شیلی ، کیش انگریزی کے ، پیوگو اور بودلئیر فرائسیسی کے اور ہولڈیرن اور ہائنے جرشی کے عتاز شعرا ہیں ۔ ان شعرا کی طرح میر کی فطرت بھی رومانی ہے۔ میر کے بارے بودلیئر کا غم ہے۔ ہائنے کا راگ اور سادگی ہے اور زور کلام میں وہ شیلی کی طرح تشار آتے ہیں ۔ ہم پہلے کہیں لکھ آئے یں کہ میر اور شیل دونوں نے ایک ہی بات کہی ہے لیکن شیل (Shelly) کے غم میں غمر بغاوت (Melancholy of Revolt) ہے اور میر کا غم ، کیشن (Molancholy of Submission) کی طرح صبر و تسلیم و رضاکی غیم گیری (Konts) كا حاسل ہے۔ مير اسے ايک حقيقت مان کر مبر و رضاكا ثبوت ديتے ہيں اور بودلئير كى طرح اس آفاقيت سے ہم كنار كر دہتے ہيں - سير كے كلام كى فنكى ، زور اور فن ان شعرا سے کسی طرح کم نہیں ہے ۔ وہ ان عظیم روسانی شعرا کے ہم رتبہ ہیں - جدید شاعری کا جو عالمی رلگ ہے اس میں بھی میر عالمی شاعروں کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں ۔

مِعِر بے اپنی تخلیتی ٹوٹوں سے زندگی کا رس نہوڑ کر اسے اپنی شاعری کے

کوڑے میں بند کر دیا ہے ۔ جب تک زائدگی بائل ہے میر کی شامری بھی بائل یہ گی آ آئے فالے زمانوں میں شاعری ابنا چولا بعلے گی ، جسا کہ میر کے زمانے ہے اب تک بعائی رہی ہے ، لیکن میر کی مشمل اسی طرح روشن رہے گی جسی اب تک روشن رہی ہے :

جانے کا نہیں شور سخن کا مہے ہرگز

تا حشر جہاں میں مرا دیوان رہے گا

میر کی غزل کا بد مطالعہ نامکمل وہ جائے گا اگر زبان کے سلسلے میں ان کی خدمات کا جائزہ اند لیا جائے۔ میر نے کئی کوچوں اور جاسم پہنجد کی سیرهبوں پر بولی جائے والی عام بول جال کی زبان کو شاعری میں استعال کرتے یک وقت دو کام کیے ۔ ایک یہ کہ شاعری کا رشتہ براہ راست سارے معاشرے سے جوڑ دیا اور دوسرے یہ کہ عام بول چال کی زبان تخلیقی شعور کی بھٹی میں یک گر ایسی لکھری گد اس کی قوت ِ اظہار دوجند ہوگئی اور اس کا ارتقا کیز ہوگیا ۔ اس زبان کا مقابلہ اگر آبرو و ناجی کی زبان سے کیا جائے ، جو ولی کی زبان سے اگلا قدم ہے ، تو ہمیں آبرو و ناجی کی زبان عدود اور گنجلک نظر آئی ہے اور میرکی زبان جامعیت و بسد گبریت کے ساتھ صاف و 'پر قوت نظر آئی ہے - سیر کے بان زبان کی سطح پر ایک گہرے تنی شعور اور موزون ترین لفظور کو شعر میں جانے اور ٹانکنے کا احساس ہوتا ہے۔ میر نے متداول جذبات و احساسات کو بول چال ک زبان میں اس طور پر سنویا کہ اس سے بیک وقت شاعری اور زبان دولوں کے سامنے لئے لئے امکانات کے درواڑے کھل گئے۔ اس میں جرأت و مصحف کی زبان کے امکانات بھی موجود ہیں اور تظیر اکبر آبادی ، غالب ، موسف اور داغ وغبره کی زبان کے بھی ، تنلیق و نئی سطع ہر یہ ایک بہت عظم تجربہ تھا جسے میر نے نہایت کامیابی کے ساتھ اتبام دیا ۔ میر کی زبان فارسی کے زبر اگر نہیں ہے بلکہ فارسی الفاظ و تراکیب أردو ع مزاج میں ڈھل کر ایک لئی صورت اختیار کر لیتے ہیں . سر کی زبان فارسی ع التداركو عم كرع أردوكي حاكميت اللم كر ديتي ب . ميركي شاعرى غالص أردو زبان كي شاعري به . اس بات كي وضاحت كے ليے مير كا يہ شعر ديكھيے : الد تو آوے الد جاوے نے تراری کسو دن میر بوں ہی مر رہوں گا

اس شعر میں صرف ایک لنظ نے قراری کا انعلق فارسی عربی قران سے ہے۔ شعر میں نے قراری کا لنظ کلیدی حیثیت کے باوجود اس طور سے دوسرے لنظوں کے قبر آئر ہے کد اس لنظ کے منٹی معلوم ہوئے بغیر جھی شعر کا اثر و مشہوم سنے والے تک پنچ جاتا ہے۔ بے ترازی کے معنی کی تشریح اس شعر کے دوسرنے انفاظ کر رہے ہیں ۔ میر کا ایک شعر ہے:

مصائب اور تھے پر دل کا جالا عجب ایک سانعہ سا ہو گیا ہے اس شعر میں کل ہے الفاظ استعال ہوئے ہیں جن میں سے چار لفظ ـــــ معالب ،

دل ؛ عجب ؛ سالعد \_\_ عربی فارسی کے بیں ۔ دل اور عجب عام الفاظ ہیں جو روزمره کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں لیکن مصالب اور سانعہ خواص بواتے ہیں -میر نے ان چار اغطوں کو دوسرے نو اغطوں کے ساتھ اس طور پر بٹھایا ہے گ معالب اور داغد کے معنی معلوم ہوئے بغیر بھی شعر کا اثر اور مذہوم قاری تک چنچ جاتا ہے اور ان الفاظ کے معنی خود بخود اس پر واضع ہو جاتے ہیں۔ یہ چار الفاظ شعر کی زبان پر حاوی نہیں ہیں بلکہ دوسرے لفظوں کے ساتھ سل کر ان جیسے ہی ہوگئے ہیں ۔ میر کا ایک اور شعر دیکھیے :

لتے ہی نام اس کا سوتے سے چولک اٹھے ہو

ہے خیر میر صاحب کوچھ تم نے خواب دیکھا اس میں دام ، خبر ، صاحب ، خواب چار لفظ فارسی عربی کے بین لیکن یہ چاروں لفظ عام بول چال کا اسی طرح حصہ بین جس طرح اس شمر کے دوسرے الفاظ ، جاں اُردو زبان کی وہ صورت وجود میں آئی ہے جسے ہم عالص اُردو کہتے ہیں۔ مخصوص لمجے کے ساتھ زبان کی یہ صورت میر کی دین ہے۔ یہ کام اتنا مشکل اور بڑا تھا کہ اس میں کامیابیوں اور ناکامیوں کو الگ الگ کرنا مشکل ہے . میر ناکامیوں سے کامیابیوں کی طرف بڑھے ہیں ۔ یہ دولوں ان کے تخلیقی عمل کا حصہ بیں ۔ ان کا پست ان کے بلند سے وابستہ ہے اور ان کے درمیان رشتہ تلاش کرکے ہی ہم میر کے تخلیق و فنی عمل کو سمجھ سکتے ہیں ۔ دالتے نے لکھا ہے کہ البیتر جیزاں بدار سے مل کر بدار میں بھی بیٹری پیدا کر دیتی ہیں . یہ بات اس وقت صحیح ہے جب کد امتزاج مکمل ہو ۔١٩٢١ مير كے بال يد امتزاج اپنی لکمیل کی ایک منزل سر کر لیتا ہے۔

عام بول چال کے استعال کی میر کے بان دو صورتیں ملتی ہیں ۔ ایک وہ که جهان عام انظون اور ماورون کو شعر میں پورے طور پر سمو کر وہ ایک جان ند بنا سکے یا شعر میں ابتذال پیدا ہوگیا . دوسری وہ ، جہاں ایک جان ہونے سے شعر میں تشتریت اور ضرب المثل بننے کی اوّت پیدا ہو گئی ۔ پہلی صورت کے یہ چند شعر دیکھیے:

خوف ہم کو نہیں جنوں سے کچھ یوں تو مجنوں کے بھی چچا ہیں ہم

چوٹنے دل کے بہت بتال مشہور اس میں امتیسار رکھنے بہت خرابی کچھ نہ بوجھو ملکت دل کی عارت کی اس نے آج کل شہر وہ آبادی میں عارت کی کمیشنے لگا نہ وابی یک التا بمین غش آگا تھا وہ بدن دیکھ الزی کاول قل ہے جات پر سے

لہ یوجہ کچھ لبر قربا میں حق کی کیئیت ہوئے کمیوں کو دشتر ڈی کالائرے جل جاوے سٹائے کو تو پہنونے نیزی اللہ کے کے طور ہم مارے میرے بین یونی لئے گوئے ہم مارے میرے بین یونی لئے گوئے کہ ایک ایک کے خلالہ مالز دیں جالو کا ایک ایک کے خلالہ مالز دیں جالو کہ ایک ایک کے خلالہ مالز دیں جالو

د پر قسم کے لفظوں مخبوروں کے استہال کا تجربہ کرنے ہے ہیں فرے ۔ کامیابی لانا کی کا بنا تو استہال کے بعد بھی جیل مکتا ہے ۔ جال میں وہ علم وابان کو تعلقی خاتی کی کرکسٹر کر ایسے دی کا لا بھی افران بھی میں میں ہے ۔ ہے ۔ اس کرنے میں میں اس کا کہا ہے وہ کے اس کے اس کے اس کا کہا ہے ہیں کہ ان کا شعر جادد اگر بر کر برائ کا ناکا عدم نین بناتا ہے ۔ میں وہ دوسری صورت ہے جہال دیر میں والے تیں ۔ اور چند شعر دیکھیے :

پھرتے ہیں۔ میر شوار کوئی پومپیمتا نہیں اس ماشتی سرے عزت ِ حادات بھی گئی چان عام بول چال کی زبان تقینی چانئی کے ساتھ ایک ایسی شائسنگی میں ڈھل \*\*\*

جان عام بیل چال کی زبان تنبینی جاشنی کے ساتھ ایک ایسی شائسنگ میں ڈھل گئی ہے جو بیک وقت عام و خاص ہے کے لیے قابل فیول ہے ۔ اس تنبینی عمل نے زبان کے اقدر آئر بیان کی وہ ترت پیدا کر دی کی دو زبان ، جو آزوز کے دور بین لڑکھؤا الڑکھؤا کر جلنا سیکھ زبی تھی ، میر کے دور میں میر کے ساتھ ہی ایک مستقل ادبی زبان بن گئی ۔ میر نے عام بول چال کی زبان کو شاعری کی زبان بناکر جاگیردارائد ذہنیت کا وہ بت بھی ٹوڑ دیا جس نے زبان کی حقیقی ترق کے راستر کو روک رکھا تھا۔ یہ اتنا بڑا اور مثانی تجربہ تھا کہ پر دور کو زبان کی سطح پر یہ کام مسلسل کرنے رہنے کی ضرورت ہے۔ ہندی الفاظ کا اخراج بھی عام زبان کے استعال کا نتیجہ تھا ۔ آبرو و الجی کے دور میں بندی الفاظ ایک تو تلاش ایمام کی وجہ سے مصنوعی طور پر استعال ہو رہے تھے یا پھر روایت ولی کی بیروی میں اس دور کے شعرا انجھو ، سجن ، بریتم ، بریت ، ادہ ، موہن ، دربن ، درس ، دوجا وغیرہ کے الفاظ استعال کر رہے تھے۔ میر کے ہاں یہ دونوں وجبیں نہیں تھیں ۔ وہ تو صرف ان الفاظ کو استعال کر رہے تھے جو عام بول چال کی زبان کا معمد تھے ۔ جی ان کا معیار تھا ۔ ع "آیا نہیں یہ انظ تو ہندی زبان کے بیج" ۔ اسی معبار کے پیش نظر متعدد ہندی و پراکرتی الفاظ میر کی شاعری میں استعبال ہوئے ہیں ، مثال تدان ، موند ، مندمے ، انک ، نگر ، لیٹ ، موئے ، سعرن ، منکا ، پران ، کسالا ، سعیں اور پون ، وسواس ، نجنت ، کوں ، جندھر ، بھسمنت ، سدہ ، بین ، مندیل ، تد ، ٹھوڑ ، جبر ہے ، دهير ، اچرج ، سانجه ، بهيجک ، کڏهب ، پريکها ، بهکه ، ڈانگ وغيره . جب تک ید الفاظ عام بول چال میں استعال ہوئے رہے میر کی شاعری میں بھی استعال ہوئے رہے اور جب عام زبان سے عارج ہوئے تو میر کی شاعری سے بھی خارج ہو گئے ۔ دیوان اول میں ان کی تعداد زیادہ ہے ۔ دیوان دوم میں یہ تعداد کم ہو جاتی ہے اور دہوان ششم تک یہ تعداد اور کم ہو جاتی ہے ۔

 یں اور دوسری وہ تراکیب جنہیں میر نے اپنے باطن کے اظہار کے لیے شود وقع کیا ہے - میر کے بال ان دولوں قسم کی تراکیب کی توصیت واضح کرنے کے لیے ہم بیان میر کے کلام سے جند فارسی تراکیب درج کرتے ہیں :

\* كشته منم ـ برلك مبزة فورسه ـ باتمال صد جفا ـ سبزة بيكانه ـ صد خاتمان غرأب . ناوک بے خطا ، کشتگان عشق ، روروان رام ننا . بے خودان عفل تصویر . سنگ گران عشق . صید تاتوان . نمک مرفر کباب مالر ولک حنا دیدهٔ حیران محاشاتی ماشر سدره ـ سرنشین رو مے خالہ۔ چشم پشت یا۔ شعلہ ٗ پر پیچ و تاب۔ خاک التادة ويراند عهد ونائح كل منحه بستى - جريدة عالم ـ سعى طوف حرم - طائر بربريده - مرغ گرفتار - آواز دل عراش - ديدة عولبار - ديدة ب اغتيار - چشير كريد ناك - كدائ كوئ عبت - اسيران بلا . سجادة بے تد ، كردن مينائے سواب . حيراتي ديدار . جلوه كد يار . گیسوئے مشک "بو . منحه" خاطر . نو گرفتار دام زلف . سر "برشور . داغل خدام ادب ـ دل خانه خراب ـ دامن گلچين چين ـ بس ديوار كلشن . شام شب وصال . حسرت وصل . خيال رخ دوست - بسياري الم - ذوق جرامت - لطف قبائ تنگ - آتفور سوزان عشق -قربان گر وقا ، خنجر بيداد ، حجاب رخ دلدار ، ور داغ دل - سير سر کوچه و بازار - گردون اتک حوصله - مرغان گرفتار چمن - مردن دشوار . دانه اشک . منقار زیر پر . شمع آخر شب . آنش کل . مالند تقلي يا . مردن دشوار وقتكان - تكليف باع - تد ليغ سم -حرف شكون وصل بار - جراغ زير دامان - عاقلان دير . چشمک کل ـ مبلان داربا وغيره وغيره ."

یہ تراکیب میر کے کلام میں آردو اسلوب کا حصد بن کر آئی ہیں لیکن میر کے کلام میں ایسے تسر بھی سلنے بین میں میں ایک مصرع قراکیب کی وجد سے بورے طور ہر انواسی ہے اور دوسرا مصرع آردو ۔ آن النشار میں میرزا فالیب کے اسلوب شاہدی کے اکتابات اس فور پر ابورے بین کہ اگر ایسی کلام خالب میں ملا دیا جائے تو پیچان دشوار ہوگی یہ چند انسار دیکھیے :

داع قراق و حسرت وصل، آرزوئے شوقی میں ساتھ زیر خاک بھی ہنگامہ لے گیا رشي مشق بالنوب كرمي اجبل بود من اجبل بود من اجبل بود من اجبل بود من الربي الوجل من الربي الوجل من المنتز يمكن براؤدان الشكر براؤدان عيد من المنتز يمكن براؤدان كافر تخطر مؤة بسار و طل أور فسؤار كافر تخطر مؤة بسار و طل أور في المناز بين من المؤال الدكان من المنز من المنز بين من المنز بين من المنز بين من المنز بين بوا تجد من من المنز بين بوا تجد من المنز بين بوا تجد من من والم يشار المنز بين من والم يشار من من والم يشار من المنز بين من المنز بين كان كونه من والم يشار المنز بين حرب سائع بلاكما كان كونه على من المنز بين المنز بين من المنز بين من المنز بين المنز بي

عمر فراق ہے دہا اسم درد عبق وصال فسط مزا ہی نہیں عشق میں بلا بھی ہے

فارس روایت کی بیروی کے باوجود یہ فارس بن میر کے مراج سے سناست نہیں رکھنا ۔ یہ بھی میر کا ایک خورہ لھا ۔ جب میر اس اسلوب سے گزر کر اردو اسلوب کی طرف آئے تو دہ الفرادی بیدا ہوئی جسے بیم رلک میر کھنے بیں ۔ میر کی آفاز اردو زبان کی آفاز ہے ۔

شاعری کی مطح پر جہاں میر نے فارسی شعرون گو اردو کے قالب میں ڈھالا ، جن کی مثالیں ہم پہلے کسی باب میں دے آئے ہیں ، ویان بہت سے عادرات اور فارسی مصدرون کو بھی مرکب ، معدرون کی صورت میں اردو میں ڈھالا ہے۔

اور فارسی مصدرون کو بھی مرکب مصدرون کی صورت میں اردو میں ڈھالا ہے۔ مثا؟: ع آج ناج شد نہ سر کو فرو لاؤن تیرے پس (ص ع)

ع خیام در است مو خور می پرسے بین (س ۱۹۳۶) ع خابہ لوزہ در کس کو اہل علمہ عدی (س ۱۹۳۰) ع آئی ہے بیاز اب بین زویر کوری گئے (س ۱۹۳۰) ع دیکھا اے جس شخص نے اس کو مجب آبا (س ۱۹۰۹) دیر کی زبان کا وال مصد آج بھی زائدہ ہے لیکن بعض موروزی ایسے بعد

میر کی زبان کا بڑا حصہ آج بھی زند ہے لیکن بعض صورتین ایسی بیں جو شروک ہوگئی بیں یا تبدیل ہو کر لئی شکل میں آگئی بھی ۔ ان میں سے چند ہم بیمان درج کرتے ہیں :

(1) میر سے پہلے "اکبھی" کے لیے کو میں ، کشمی ، گذھیں مدھیں کے الفاظ استمال ہوئے تھے ۔ پہلی بار مضمون اور ثابی کے پال "کبھو" کا لفظ سلتا ہے ۔ میر کے بال بہی ترق بالتہ شکل (کبھو) ملتی ہے جسے میر نے دیوان اول سے لے کو دیوان ششم تک مسلسل امتعال کیا ہے ۔ مثال :

ع میں بھی کبھو کسو کا سر 'پر نحرور تھا (دیوان اول) ع تم کبھو میر کلو چاپو سو کہ چاپیں بین کمھیں (دیوانر سوم)

ع ہم کہو میر کو چاہو سو کہ چاہی ہیں بمھیں (دیوان سرم) ع جو بان سے الوگنے ہیں وے بھرکبھو تدآئے (دیوان ششم)

آج اس لنظ نے "کبھی" کی شکل اغتیار کر لی ہے ۔ (۲) یہی صورت لنظ "کسو" کے ماٹھ ہے ۔ یہ بھی مسلسل دیوان اول

ہے لیے کر ششم تک یکساں طور پر استمال ہوا ہے ۔ مثال : ع نادان بہاں کسو کا کسو کو بھی غم ہوا (دیوان اول)

ع کہنا تھا گھو سے گچھ ٹکتا تھا کسو کا منہ (دیوان سوم) ع کسو سے دل بارا بھر لگا ہے (دیوان ششم)

(n) میر "التین" کا لفظ بھی طرح طرح سے استمال کرتے ہیں۔ آج بھی "کبھی کبھار یہ لفظ سننے یا دیکھنے میں آ جاتا ہے ۔ میر کے زمانے معرب نہ سنند اتما اور فعمط اسے استقال کے دائمہ

میں یہ مستند ٹھا اور فصحا اسے استعال کرتے تھے : ع پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا نمدا کے ٹئیں (دیوان اول)

ع کب تک تظلم آء بھلا مرک کے تئیں (دیوان اول) ع اس دم ثئیں مجھ میں بھی اگر جان رہے گا (دیوان اول)

ع اب تو تیرے تیں قرار ہوا (دیوان اول) ع ہجر کی شب کو بال تیں ٹڑیھا (دیوان سوم)

ع ہوتا ہے دو پر کے تئی سر پر آفتاب (دیوان ششم) (م) میں کے بان ایدم ، اودم ، کلمہ ، کیدم ، مدم اور آدم ، اودم سب اسال ہوئے ہی - الشاء الف خان نے لکھا ہے کہ انسید قدیم کے رہنے والے ادم کو ابضر ، ادم کو اودم ، کلامر کو کہتم کہتے ہیں۔"عا آج سرف ادم ، آدمر استال ہوتا ہے اور

جدهر کے بھائے جس طرف مستعمل ہے لیکن بولنے میں جدهر اب ابھی ہام ہے: ع نام اس کا لیا ادهر اودهر ع دل ہے جدهر کو اودهرگرچھ آگ سی لگل تھی (دیوان اول) ع دل ہے جدهر کو اودهرگرچھ آگ سی لگل تھی (دیوان سوم)

ع بهم دل جلوں کی محاک جیاں میں گدھر نہیں ع اب کمیو اس شہر قابرساں سے گیدھر جائیے (دیوان اول) خوبی و رعنائی أدهر بدمالی و خواری ادهر (دیوان ششم) ان نے راء اب لکالی ایدھر اس کا گزار نہیں (دیوان ششہ) (a) ''کوئیا" کا استجال دیوان ِ اول میں ملتا ہے لیکن دیوان ششم میں یہ "كويا" كي شكل اغتيار كر ليتا ہے . م گوئیا جنس تاروا ہیں ہم (ديوان اول) ع گوئیا باب اجابت پنجر میں نیفا ہوا (del alua) ع تھے دست استد حاضر خاست میں میر گویا (ديوان ششم) میر کویا کہ وے جہاں سے گر (ديوان ششم) (۲) "الک" کا استمال میر کے باں ساری کلیات میں شروع سے آخر تک ملتا ہے۔ یہ لفظ اب متروک ہے۔ م کک میر جگر سوخت کی جلد عبر لیے (دیوان اول) کر حال میر بر بهی لک النفات شایا (دیوان ششم) (a) "كنے" كا استمال قديم اردو ميں بھى ملتا ہے - دكنى اردو اور دلى کے کلی کوچوں میں آج بھی سننے میں آتا ہے۔ سیر کے زمانے میں یه عوام و خواص دولوں میں رائج تھا : ع کد لک بھی اس کتے اس بن رہا نہیں جاتا (دیوان اول) (A) مير "لويو" بهي استمال كرت بين اور لهو بهي - آج "لهو" مروج ہے لیکن جدید شاعری میں اب ''لوہو'' بھر لظر آنے لگا ہے۔ م جاک ہوا دل اکارے جگر ہے لوہو روئے آنکھوں سے (ديوان چيارم) غ بر کل ہے اس چمن میں ساغر بھرا لہو کا (دیوان اول) (و) چند اور انفاظ کا استمال جو اب متروک میں . ع کل کو بھی میری خاک یہ وویس لٹائیر CN99 یوں بھی مشکل ہے ووں بھی مشکل ہے وون گرمی کرے وہ عمد سے جب لک تب لک میں تب لک 100 سرد موا ع شوخ چشمی تری پردے میں ہے جب تک تب

الب سے عدل بیم پنجا بدن میں اس سے ساوا ان جلا جہاں کا تبان ع حیرت سے آلتاب جہاں کا تبان رہا

ی لس إد	ع اک بیار جدائی ہوں میں آپھ	آس
س کا	ع سند تکا ہی کرے ہے جس تہ	جس تس
اے صبا چین کو	ع دی آگ رنگ کل نے واں	وان
	ع ہے ثاب و توان بوں میں ک	کا ہے کو
	ع مالند شمع مجھ کو کاہے کے	545
	ع ہو اس سے جہاں سیاہ تد بھ	تد
	ع دل نے اب زور بے قرار کیا	زور
	ع .سير شاعر بھي ژور کوئي تھا	
	ع شیخ مت رو کش پو مستون	<b>ا</b> پر
	ع دیکھا اسے جس شخص نے	عوب
کثرت سے ملتا ہے	<ul> <li>ه) كا استعال "قديم أردو" مين ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ</li></ul>	ر) بائے تخلوط (
، ید آواز متروک به	کے ساتھ ساتھ بعض لنظوں میں سے	ليكن وقت
ASA - (11) , las	لے ہاں ہونٹھ۔ سنایٹا ۔ جھوٹھ۔	کنی - سر -
	بلكا (عبلكا) - تؤيها (تؤيا) مين بائے	
	ولٹھ بلا تو بھی کہ اک بات ٹھم	
	ا ہے نظر بازوں کو ان مولٹھوں ک	, -
	سناہٹوں میں جی جلا تھا	
	ب میں گرے ہوئے سر کے بھل <sub>ا</sub>	
	یں آج بھیکھ بھی ملتی نہیں انھیں	
	نے لیا ہے تم سے مجھاکا کہ داد دو	
(ديوان اول)	بھی دیکھا نہ ہسمل کا اپنر	
ديوان ششم)	بھی دیجھ تد پسٹس کا اپسے اس کا نشاں لہ دو یارو	
	اش کا نسان نہ دو یارو نے مخلوط کا استعال زیادہ ہے لیکن د	
يوان سمم مين كم	ے محموط کا استعال زیادہ ہے ایکن د	وان اون میں ہے۔ ہوگیا ہے ۔
1 1 1 00		-4 4 34
ـ ١٠٥٠ اب اس طرح	ہال میر طرح طرح سے کوتے ہیں۔	
(113)		استعال نهيں ،
(دیوان اول) (دیوان اول)	ح الاسین شکار ہوا	
	له دل کا تا یه سرانجام عشق میں	
ن (ديوان اول)	لمرہ آپ تا میں اس آگ کو بجھاؤا ۔	ع الداد

ع سيركى ہم نے الھ كے الا صورت

(ديوان سوم)

.)

(رر) ملابعت بالطل "''ے" کا استبال قدم اردو میں کم اتھا۔ بعد میں شعبال خرود میں مطابق ہوا اور کبھی استبال اللہ علی مدونہ ہوا اور کبھی استبال اللہ ہوا۔ بور دیوان الحال سے لے کر دیوان الحال سے لے کر دیوان الحال سے لیے کر دیوان الحال سے لیے کر دیوان الحال سے لیے کر کو علاقات لک میں "''ے" کو علاقات لک میں "''ے" کو علاقات کی میں جوانا ہے ہے "'' میرود کی ادور میں مورث ہے جو اللہ ہے "'ے بھی سنتمال ہے لیکن "'ے" علاقات کی میر کے پال یہ صورت

لئی ہے : ع اس دل کی ملکت کو اب ہم نراب کیا (دیوان اول) ع اچھے کیجہ آثار نہ تھے میں اس بیار کو دیکھا ہے

ع اچھے کچھ اثار نہ تھے میں اس بیار کو دیکھا ہے (دیوان سوم) ع دہر میں پستی بلندی برسوں تک دیکھی ہے میں (دیوان شمر) (۲۰) میر کے پان زمانہ علل کے برخلاف بعلی الفاظ کی تاکیر و تالیت

میں فرق ہے۔ مثلاً : جان (مذکر) ع اس دم تئیں بجھ میں بھی اگر جان رہے گا (دربان اول)

ردیوں ہو سیر (مذکر) ع کل سیر گیا ہم نے سعندرکو بھی جا کر (دیوان او

(ديوان اول) بلبل (سلاكر) ع كل و بلبل ببار مين ديكها (ديوان اول) شام (سلاكر) ع اور ان كا يهي شام بوقا به (ديوان اول)

قلم (اوفت) ع قلم باله آگئی بوگی تو روسو خط لکها بوگا (دیوان اول)

(۱۵) میر کے بان جمع بنائے کے کئی طریقے ملتے ہیں : ''لون'' لگا کر ع دیکھا لد اے دور سے بھی منتظروں نے

(دیوان اول) ع ہے اس کے عرف زیرلی کا سبھوں میں ذکر

(ديوان اول) ع كوبون كى كمر تك بهى جا پينهى ب سيرايى (ديدان ادار)

ع قصر و سکان و سنزل ایکوں گو سب جگہ ہے

(ديوان سوم)

ان'' لگا کر ع یہ تمہاری ان دلوں دوستاں مڑہ جس کے غم میں ي خون چکان

"ل" ک جے "لان"

ع جفائیں دیکھ لیاں ہے وفائیاں دیکھیں "کی" کی جمع "کیاں" (دبوان اول) ع اس جرخ نے کیاں ہی ہم سے بہت ادائیں (دیوان اول)

مير جهال سے لطف سے " مے لطنيان" بنانے بين وياں بارا سے بارياں ، گزرتى سے گزرتیاں ، ساری سے ساریاں ، باری سے باریاں ، سائی سے سائیاں ، جانی سے جانبان ، ملی سے ملیاں ، بلی سے بلیان وغیرہ بنانے ہیں۔

ید صورت صفت ، ضمیر ، فعل ، حرف سب میں ملتی ہے : ع مدت رہی گی یاد یہ باتیں ماریاں

ع مدت رہیں کی یاد یہ بالیں ماریاں (دیوان اول) ع رفتے گزرتیاں ہیں میس رائیں ماریاں (دیون اول) (ديوان اول) ع جان کامیان باری بہت سیل جالیان

تدیم أردو میں جمع كا ایک عام اصول يد تها كد اگر قاعل جمع بے تو نعل بھی جمع لائے تھے۔ اٹھارویں صدی میں یہ ایک عام مروج طریقہ تھا جس کی مثالیں ہم آبرو ، حائم وغیرہ کے باں بھی درج کر آئے ہیں۔ بی صورت کئی غزلوں اور بہت سے اشعار میں میر

ع باں بھی ملی ہے: (ديوان اول) م عاشقون میں برچھیاں چلوائیاں

(ديوان اول) م ان نے ہاتیں می ہمیں بتلاثیاں م يلكين جهاد الله بين آلكهين جرا ليان بين (ديوان سوم)

ان کے علاوہ چوٹ کی جسے چوٹوں ، النفات کی جسے النفاتیں ، نیند کی لیندوں ، طرز کی طرزوں ، غم زدہ کی غم زدے ، بد وضعی کی ید وضعین ، آواره کی آورگوں ، مزار کی مزاریں ، کناره کی گنارین ، اندوپکیں کی اندوپکینوں وغیرہ ملتی ہیں۔

(۱۵) میر عربی فارسی اسا کے آخر میں "ی" لگا کر دو کام لیتے ہیں۔ ایک او اس طریقے سے اسم فاعل بنا لیتے ہیں اور دوسرے سے صفت بنا ليتے ہيں ۔ قديم أردو ميں بھي يہ طريقہ عام تھا ۔ اس دور کے اور شاعروں کے ہاں بھی یہ ملتا ہے جس کی مثالیں ہم چلر درج کو آئے یں . میر کے ہاں اس کی یہ صورتیں ملتی ہیں :

سفری = مسافر ع اسباب الما راه میں یاں بر سفری کا (دیوان اول) زابيرى=قيدى ع چمن مين يم الي زايوى دے يي

(del álua) اللاشي = ستلاشيء جو کوئي تلاشي ٻو ترا آه کدھر جائے

(ch 10 leb)

ع حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا (دیوان اول) الزی اس کے لب کی کیا کہے (دیوان اول) ع چو ہو اختیاری تو اودھر نہ جائیں

(ديوان سوم) ان۔ کے علاوہ خطرقاکی ، ہلاک ، آزادگی ، سے خوارگی ، عیارگی وغیرہ بھی ملتر ہیں ۔

(۱۹) تدیم اُردو میں بندی اور فارسی ، عربی ، ترکی لفظوں کو و عطف سے جوڑ دینے تھے . سیر کے دور میں بھی یعی صورت ملتی ہے لیکن سیر کے بعد کے دور میں ہندی و فارسی عربی لفظوں کو وعطف اور علامت اخافت سے جوڑنے کا قاعدہ متروک کو دیا گیا جو آج تک رامج ہے اور ایک ایسی ہے جا پابندی ہے جس نے قوت ِ اظہار اور اعتصار کے ساتھ وسعت بیان کو عروم کیا ہے ۱۸ میر کے بال

وعطف اور اخالت کی چند صورتیں یہ ہیں : وعطف ع نغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا (دیوان اول) (ديوان اول) ع اس رمز کو ولیکن معدود جانے ہیں

ع نبی کا خوبش و بھائی حیدر کثر ارکہتے ہیں (دیوان اول) کوئی اعلاص و بیار رہتا ہے (ديوان اول)

افاقت ع ماس طفل نا سمجه کو کیاں تک پڑھائیر (دیوان اول) (ءر) شائر کے سلسلے میں بھی میر کے بان ایسی صورتیں ملتی ہیں جو ہد کے دور میں متروک ہو گئیں ؛ مثار ضمیر واحد غائب "وہ" کی

جمم غائب ''وے'' ملتی ہے ۔ یہ صورت دیوان اول سے دیوان ششم لک یکسال مانی ہے - مثار :

ع ، وقوف عشر ير يه سو آتے بھي وے نہيں (ديوان اول) ع جو شہرہ نامور تھے یا رب کہاں گئے وے (دیوان ششم) اور دوسری صورتیں یہ ہیں :

ان نے ع چھوڑا وفا کو ان نے مروت کو کیا ہوا (ديوان اول) له سیدهی طرح سے ان نے مرا سلام لیا (ديوان اول) الم آج کوئی یاں نیس لیتا ہے الهوں کا الهوں کا (دبوان اول) تیں آء مشق ہاڑی چوپڑ عجب بجھائی (ئو) (ديوان اول) ع لد جانا تبه سے يدكن ف كما تها (ديوان ششم) 2 5 ع الهون میں جو کہ ترے بمو سجدہ رہتے ہیں الهول ميں (ديوان اول) خار و خس الجهے ہیں آبھی بحث الھ**وں سے** کیا انھوں سے (ديوان چيارم) یہ کی جسم نے ع ہرق و شرار و شعلہ و پروائد سب ہیں ہے (ديوان سوم) عمد بالأسيرے ع ترے الد آج كے آلے ميں صبح كے عمد باس (ديه ان اول) سنتے ہو تک سنو کہ بھر مجھ بعد (دبوان اول) تلوار مارنا تو تمھیں کھیل ہے وار تمهين بيائے (ديوان اول) محادم لير بے ناب و ٹواں یوں میں کاہے کو ثق ہوتا کا ہے کو (ديوان اول) جو اور سو ع جو جو ظلم کے بیب تم نے سو سو ہم نے (ديوان اول) الهائ س dlaml b ان کے علاوہ ضمیر کے استمال کی ساری جدید صورتیں بھی ملتی ہیں۔ ہم نے صرف وہ صورتیں دی ہیں جو آج کے دور سے مختف ہیں۔ (۱۸) قدیم أردو میں یہ طریقہ عام تھا کہ عربی ، فارسی ، ہندی الفاظ کے ساتھ "بن" یا "بنا" یا "بارا" کے لاستے سے اسم فاعل بنا لیتے تھے۔ مثار ایک بنا (وحدت کے لیے) ، دو بنا (دوئی کے لیے) ، آدمی بنا

(آدمیت کے لیر) ۔ یا "ہار" (کا کر جسے دینہار (دینے والا) ،

کنینار (کنینے والا) ، سان باز (سنے والا) وفیرہ - میر کے دور میں یہ افرات کم ضرور ہو گئے تھے لیکن عام بول چال کی زبان میں رابخ تھے ۔ اشاء اشد عان اشا نے کتابا ہے کہ برائے دلی وال ''جاخ یو الاناک کی جگہ، ''جاہا تے ہار'' اولنے بوں ۔ یہ نظامات ان کی صحبت سے تھے شہر والے بھی بولتے بوں ۔''14 میر کے بان اس کی یہ صورتیں

ىل , س : (ديوان اول) ع اس کے عیاد این نے میرے تئیں (ديوان اول) ع دالمے الے مے تن میں مرے جان اس نہیں (ديوان سوم) ع اک شور ہی رہا ہے دبوان بن میں اپنے (دبوان اول) ع بیٹھ جا جلتے ہار ہم بھی ہیں (۱۹) یہاں ہم ایسے قبل و متعلقات قبل کا ذکر کریں گے یہو میر کے ہاں ملتے ہیں اور بعد کے دور میں ترک کر دیے گئے ۔ یہ بات توجد طلب ہے گئد میر کی زبان پر برج بھائنا کا اثر واضع ہے جس كى طرف الشائخ نهى ان الفاظ مين اشاره كيا ہے كد "مير بد تتى صاحب باوجود لهجه اكبر آباد و شمول الفاظ برج و گوالهار در وقت تكام از سبب تولد در مسخر الخلافه ـ ۲۰۰۰ مير كے لمجے ميں جو لوچ اور گھلاوٹ ہے اس میں برج بھاشا کا اثر شامل ہے . میر کے العال بر بھی یہ اثر واضع ہے۔ چند صورتیں یہ ہیں :

ماشی مطلق ع آس کی کائل کی پیلی کمو تم بویجو میر (دیوان سوم) قمل حال ع اس کا مند دیکه ریا بدون سو ویی دیکهوی بورن (دیاری ایناد)

(دیوان اول) ع اس لرگس مستاند کو کر یاد گڑھوں ہوں (دیوان سوم)

ع آگ سی اک دل میں سلکے ہے کبھر بھڑی تو میر (دیوان اول) ع دِن جی کے الجھنے سے ہی جھکڑے میں کئے ہے

(ديوان سوم) ع يون منا چاہي که کرتا ہے سفر کا عزم جزم (ديوان اول)

آنھوں پور لگا ہی بھرے ہے تمھارے ساتھ	3	
(دیوان اول) مکست ہے کچھ جوگردوں یکسان پھرا کوے ہے (دیوان اول)	ځ	فعل حال استمراری
سد پسر وہ بیارا ہے کا امام باتکا (دیوان اول) اس ظلم بیشہ کی یہ رسم قدیم ہے گی	٤	روي دوي زاله چ
(دیوان اول) یا تو لیگانے ہی رہیے ہوجے یا آشنا	٤	قعل امر
(دیوان اول) بارے ضف کی حالت سے دل قوی وکھیو	٤	
(دیوان اول) لک داد مری ایل علم سرماسم (دیوان اول)	P	

مضاوع ع خانه خراب پهوجيو اس دل کی چاه کا (ديوان اول) اسل مستنبل ع ديکه ليوي گخ غير کو تجه پاس (ديوان اول)

ع مم بهی جاویس کے بیت پجر میں ناشاد رہے (دیوان اول) م دل ڈھائے کو جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا،

(دبوان اول) فسل ماضیشرطی ع کر دیے ہے جس کا لاگتے ہی وار ایک دو (دبوان اول)

(. ) میر نے شرم سے شرماقا اور جاہی سے جاپتا مصادر ک شکایی بھی استعال کی بھی : ع صبح جو بہم بھی جا لکلے تو دیکھ کے کیا شرمائے بیں

ع صبح جو ہم بھی جا دیجے تو دیدہ کے کیا شرعائے این (دیران دوم) ع لگ کر کلے سے میرے الگزائن لے جاپا (دیران ششم)

میر کی غزلوں کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ میر کو پورے طور سمجنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے دوسرے کلام کو بھی دیکھ لیا جائے۔ غزل میں میر کی ذات رمز و کتابہ اور استعاروں کی زبان میں 'چھپ کر آل ہے لیکن شترون میں ان کی ذات کا انتشاق زیادہ گیلی کر ہوا ہے ۔ اپ یک میر کی اموری استان سائر کی استان کی بر عرف میں میں میں استان سائر کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کی استان کرد استان کرد استان کی استان کرد استان کرد استان کرد استان کرد است

 $\frac{1}{4}$ .  $\frac{1}{4}$  adhy e ahl e (p) that ing e (p) algorithm as  $\frac{1}{4}$  and  $\frac{1}{4}$ 

(۲) موشی اللی - (۱) مرتبی خروس - (۱) در بالان جول<sup>77</sup> - (۱) استگا الله - (۱) استگا الله - (۱) استگا (۱) چگا الله (۱) چگا الله - (۱) کاچل الله - (۱) کاچل الله (۱) (۱) در المربی الله کاچل و کرد - (۱) در المربی الا ۲۰۰۶ (۲) در المربی آنما فرایش دولیالله -(۲) در المربی آنما فرایش دولیاله -(۱) در المربی آنما فرایش دولیاله -(۱) بخواهه - در دیجو خانها در (۱) در اید حدالله خدد الا

وقعه : (در بجور غالت غورد () در بجور غالت غورد که به حبیب شدته بازان غراب کنند بود. () مر در مشت برشکال () در بجور غالب) - () این جور خطیت برشکال () در بجور غالب ) - () این بازی به الحجال - () این اور نامت بیمه الحجال - () اور نامت (بلکر این () در مشت دنیا - (،) در می در بادر کشید - (،) بجور عائل بم نامت کان کمی که به حکال آندے دار) در مشت آئیت دار - () در مشت این دار - () در مشت دار - () در م

میر کا کرال شاغزی بنیادی طور پر صنف غزل میں ظاہر ہوا ہے ۔ دوسری اصناف سخن پر بھی میر کے اسی مزاج غزل کی چھاپ ہے ، اسی لیے میر کی مشتوبان دوسری آردو مشتوبوں سے مزاج میں نخشہ بیں ۔ مشتوی ایک ایسی صنف شتری تحمواب و خیال" بین میر نے اپنی عمورہ کو ظاہر نہیں کیا ہے لیکن شتری کے آخر میں یہ بیان واضع ہو جائے ہے کہ وہ مورت ہو شامر کو چالد میں اطراق این مواصل اس میں اس محمول میں میں میں "احمواب دیالاً" ان کئی ہے۔ یہ کوئی ان کی مزیز رہنے دار تھی اور ایک ہی کمر کے مسے میں وہتی تھی ہے۔ یہ اگر ان مرحل اس منتری کے عمالے ہے سابق اس کے ساتھ کے ساتھ اس کے ساتھ کی ساتھ کے ساتھ کے ساتھ کی ساتھ کے ساتھ کی ساتھ کی سے ساتھ کی ساتھ کے ساتھ کی ساتھ کے ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کے ساتھ کے ساتھ کی سے ساتھ کی ساتھ

ېم و د پرچند که ېم غاله يين دونون ليکن روغي عساندق و معشوق جسدا ريتے پوب

لکین مساشق و معشوق کے راتک جملا رہتے ہیں ہم وہ ایک گھر میں

ندوی المؤون و خیالاً بیست میر نے بطار می کام جی مقر الهی را اگر اللہ در سالمجھی الای المثانی در الایک المؤون بیان میں کام جا کن دولان وگرا ، اس جودی اکار المورن نے الاگر در الایک میں بھر کام جا کن دولان المورن نے اپنے خان آوری دخشی ہے ملا دول ہے ہیک الاموان برخیالاً میں حم الکیر المصال میں داخت و اللہ کی کر دیا ہے کہ دولین جون کا الموران بھر اللہ میں المورن کے دول کیا یہ الاگر میں اس میں اس موسمی بھر کا مال آور الدی المورن کا المورن کیا الام کر میں اس کا المقبر آئی ہے کہ خال آؤر الدی المیں کا کو کارٹ کو کی دول کو یہ کا کی ہے۔

رمی فکر جاں میرے احباب کو اڑا دیویں سب گھر کے اسباب کو

ہوئے پاس کوئی تفاوت سے ہو سراسیدہ کسوئی مجت سے ہے کوئ فرط اندوء سے گرید اساک گریباں کسو کا مرے غم سے چاک میر کا یہ بیان اس لیے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی ان کے دیوان اول میں سوجود ہے اور اس مثنوی کے لکھنے تک میر کے تعلقات خارب آرزو سے كشيده نهبى بوئ تهي جس كا ثبوت "لكات الشعرا" مين عان آرزو كا ترجم اور "استاد و پیر و مرشد بنده" کے الفاظ میں ۔ مثنوی "خواب و خیال" میں میر کا اپنا تجربہ یوری شدت کے ساتھ شعر کے ساتھر میں ڈھل گیا ہے۔ اس میں عشق کی کیایت کا اتنا اُپر درد بیان ہے کہ اس سطع پر کوئی اور مثنوی اس کو نہیں پہنچتی ۔ مثنو بورے میں عام طور پر شاعر ایک ڈرامد لگار کی طرح دوسروں کے جذبات و واقعات کی کہائی بیان کرتا ہے لیکن میر نے اپنی عشایہ مثنویوں میں عموماً اور ان تین مثنویوں سی خصوصاً اپنے ذاتی تجربے کو موضوع سخن بنا کر حقیتی جذبات کا اظهار کیا ہے ۔ اس مثنوی میں میر خود بنیادی کردار کی حیثیت سے سامنے آنے یں اور ان کے عشق کے سوے جذبات کی پرکیف تصویر سامنے آنی ہے جو ایڈھنے والے کو بھی اپنے ساتھ جا لے جاتی ہے۔ جاں بیان میں وہ ربط بھی ہے جو طویل نظم کے لیے تنی لعاظ سے ضروری ہے اور احساس و جذبہ کی وہ شدت بھی جو شاعرانہ اثر کے لیے بنیادی ایسیت رکھتی ہے ۔ اس مثنوی میں کوئی قصہ نہیں ہے لیکن یہ مثنوی آج بھی دلچسپ اور اور اثر ہے۔ یہ مثنوی لہ صرف سواخ میر کے اجاظ سے اہم ہے بلکہ حقیقی احساس و جذبہ کے اظہار کے اعتبار سے بھی میر کی بہترین مثنوبوں میں سے ایک ہے ۔ اس مثنوی میں میر کے اس جذبہ عشق کا بھربور اظمار ہوا ہے جو ان کی ساری

مثایرہ اعتراق ہی داری ہے۔

مثایرہ اعتراق ہی داری ہے۔

''امور مقرآن میں اعترافی کی ایس عدت اور مثل ہے بھا ہونے والی
اپنے ہے، اس سے اعترافیات کی ایس عدت اور مثل ہے بھا ہونے والی
اپنے ہے، اس سے اعترافیات کی دہد عدت اور مثل ہے بھا ہونے والی
اپنے اس ایا اطارات مانے کہ یہ معرون کی کھوٹی میں نشاہ ، می
سے اصور ان انکی چے، اس بع الحریث ہود ، کھوٹی کھوٹی میں نشاہ ، می
اور عشقہ جانب کا اظہار والے چارکان وہ برس برس سے انس میری میں
اور عشقہ جانب کا اظہار والے چارکان وہ برس برس سے انس میری میں
استان میں موران کی کی چھوٹی میں میں اس میری میں
استان میں موران میں گاہے کہ اس کر کو میری کی کھوٹی میں مثل کی جو ایس میلی ہے۔

مدائل موران میں میں سے انس کی کو اس کا بی کا دور میں کہا کہ اور مثل کی کھوٹی میں مثل کی جو اس میلی ہے۔

مدائل میں میں میں میں اس کی اور میں کہا ہے کہ اور مثل کی کھوٹی میں مثل کی کھوٹی میں مثل کے میں میں میں میں میں کہا ہے۔

مدائل میں میں میں میں کہا ہے۔

تعور پیش گیا ہے اور پھر اس تصور کو عشن کے خالص مادی تصور سے سلا دیا ہے ۔ اس مشوی میں سات "معاملات" بیان کیے گئے بھی جن سے اس مشدی کا مارا حفر سامنے آ جاتا ہے اور آخری ''معاملے'' میں وصل میوب کا مزدہ بھی سا دیا ہے : مزدہ بھی سا دیا ہے :

ہو سکا پھر تہ دو طرف سے فبط اپنے دل غواہ دونوں مل پیٹھے یعنی متعسور دل حصران ہوا سالہ آئی مرے وہ مہ ہسارہ معسوری مرکزاری میں ددہ

بارے کچھ بڑھ گیا بازا ربط ایک درب ہم وے متمل بیٹھے شوق کا سب کمیا تبول ہوا واسلے جس تے تھا میں آزادہ گیہ گہتے دست دی ہم آغرشی شد آلدگ کے سب بادی مطاقہ مطاقہ شد آلدگ کے سب بادی مطاقہ

الدی می مترون کے علاوہ مورس علیہ عنوں میں ہر کے الم ارتحال کے اس اور المائے کے اس الم المائے اللہ الموادی اور الموادی کے سروف عمول کو روز میں میں بنایا ہے۔ اساملہ عنوان اور الموادی علوق کی الموادی الموادی کی الموادی کی

يت البرد قد و راقب بالآثارية و بدا مس الدان في ديولوي كي لكي يتي يتي كا البرد قد الدول كي البرد بالا بالا البرد و كي البرات كي البراد بالدان كي البراد الله البرد و كي البراد بالدان في البراد في البراد بالدان في البراد في البراد بالدان في المناذ بالدان في البراد المناذ الدان في المناذ بالدان في البراد المناذ الدان في المناذ المناذ الدان في المناذ المناذ الدان في المناذ في المناذ الدان في المناذ المناذ الدان في المناذ الدان في المناذ الدان في الدان في الدان كان الدان في المناذ المناذ الدان الدان في المناذ الدان كان المناذ الدان في المناذ الم

میں وہ دن رات آہ و زاری کرتا ۔ پرس رام کی وہی حالت ہوگئی جو میر کی اُس وقت ہو گئی تھی جب وہ اکبر آباد سے دلی آ کر مینون ہو گئے تھر اور جس کا اظهار متنوی "عواب و عیال" کے اس شعر میں کیا تھا ؛

جگر جور گردوں سے خوں ہو گیا ہمے رکتے رکتے جنوب ہو گیا ہرس رام کے جنون و اضطراب کو بھی ایک ایسے ہی شعر سے ظاہر کیا ہے : جگر غم میں یک لخت نموں ہو گیا رکا دل کہ آغےر جنوب ہوگیا اسی عالم جنوں میں وہ ایک دن شام دریا پر گیا ۔ جب رات ہو گئی تو وہیں وہ گیا ۔ قریب ہی ایک مجھیرا رہنا تھا ۔ ہرس رام نے سنا کہ عجھیرے کی دیوی کہد رہی ہے کد اب تو رات کو دریا میں جال نہیں ڈالتا ۔ بارے بال تو اب گھانے کو بھی کچھ نہیں رہا ۔ مجھیرے نے جواب دیا کد وہ تو تنگ دستی سے خود تنگ آگیا ہے لیکن کیا کرے کئی روز سے شام کو جب دریا میں جال الله ع تو ایک "سعلہ" تند ، 'پر پیج و ناب" آسان سے اثر تا ہے - کبھی دریا ک طرف آلا ہے اور کبھی جنگل کی طرف جالا ہے اور ع "کہے ہے بدس رام تو ہے کہاں" ۔ اپنی جان کے خوف سے وہ اب دریا پر نہیں جاتا ۔ برس رام نے یہ باتیں سنیں تو صبح کو اپنے عاشق کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات کو گشتی میں سیر کو چلیں گے ۔ عاشق بہت خوش ہوا اور شام ہوتے ہی دریا کی طرف جل دے۔ راستے میں پرس رام نے کہا کہ جان ایک مجھیرا رہتا ہے۔ وہ دریا سے واقف ہے . رات کا وقت ہے . اسے ماتھ لے لیں تو اچھا ہے . جب سب کشنی میں بیٹھ کر دریا میں چلے تو برس رام نے مجھیرے سے پوچھا کہ وہ "شاهد" سركش" كبان آتا به ؟ ابهى وه بد بات كو بى ربا تها كد وه شعله نمودار ہوا اور ٹڑپ کر :

پکارا کہاں ہے پرس رام تو عبت کا لک دیکھ انجسام تو ہرس رام یہ آواز سن کر بے قرار ہو گیا ۔ کشٹی سے دریا میں اقرا اور یوں غاطب بوا :

کہ میں ہوں پرس رام خانہ خراب مرا دل بھی اس آگ سے ہے کباب کچھ شعلہ اس کی طرف بڑھا اور کچھ پرس رام شعلے کی طرف بڑھا ، بیاں تک کہ دونوں گرم جوشی کے ساتھ ایک دوسرے سے بفل گیر ہو گئے ۔ کچھ دیر وہ شعلہ بھڑک کر جلتا رہا ۔ بھر ادھر أدھر جلنے لگا ۔ بھر پانی میں آیا جس سے ایک دم روشنی ہوگئی اور غائب ہوگیا ۔ جب اہل کشتی کو ہوش آیا تو دیکھا کہ پرس رام نہیں ہے۔ اسے دور و لزدیک تلاش کیا مگر بےسود ۔

مجھیرے نے کہا اس نے برس رام کو شعلے کی طرف جاتے دیکھا تھیا اور یہ بھی دیکھا تھاکہ وہ اور نعلہ ایک ہو گئے ہیں لیکن بھر معلوم نہیں کیا ہوا ۔ اس کے بعد ان اشعار پر مثنوی غتم ہو جاتی ہے :

اس مثنوی میں لہ صرف جنیات لگاری اثر انگیز ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خود میر کے جذبات عشق بھی اس مثنوی کے مزاج میں شامل ہیں . میر کے ہاں یہی صورت ان کی دوسری مشہور مثنوی "دریائے عشق" میں ملتی ہے ۔ "دروائ عشق" كے قصيم ميں كوئي مافوق الفطرت عنصر شامل نہيں ہے -ید منتوی اپنے زمانے میں بہت مقبول ہوئی ۔ مرزا علی لطف نے میر کی زندگی ہی سیں 1718 م/ ۱۸۰۱ع میں لکھا کہ 'اطرز مثنوی کی بھی ان کی بہت خوب ہے ، خصوصاً "دریائے عشق" جو ان کی مثنوی ہے ، اک جہاں کے مرغوب ہے ۔ اکسا دریائے عشق میر کی ایک تمالندہ مثنوی ہے ۔ اس میں بھی میر نے ابتدا میں تصور عشق پر روشنی ڈالی ہے۔ اشعار کو پڑھ کر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہ ساری کائنات ، دنیا کا سارا نظام عشق کے محور پر گھوم رہا ہے - شعله عوق میں عشق شادی کے بعد میان بیوی کے درمیان پیدا ہوتا ہے ليكن دريائے عشق ميں ايک عاشق مزاج لالہ رخسار جوان رعنا كا تعارف كرايا جاتا ہے جو خوش صورتوں سے انس رکھتا تھا اور اس وقت کسی محبوب کے لہ ہونے کی وجہ سے بے صبر و نے قرار تھا ۔ ایک دن وہ باغ کی سبر گوگیا او اچانک اس کی نظر ایک ماہ پارہ پر پڑی جو غرفے سے محو نظارہ تھی ۔ اسے دیکھتے ہی اس کا صبر رخصت ہوا اور جب وہ چلی گئی تو وہ اس کے عشتی الانجیز میں اوی طرح کرفتار ہو گیا اور اور دلیا کو چھوڑ کر محبوب کے در پر ص نے کے ارادے سے آ بیٹھا ۔ کچھ ہی دن بعد اس کے مشق کا چرچا عام ہونے اگا ۔ بدناسی کے ڈر سے لڑکی والوں نے اس نوجوان کو مار ڈالنے کا منصوبہ بنایا لیکن یه سوچ کر که اس سے تو اور بدنامی ہوگ اسے دیوانہ مشہور کر دیا ۔ دیوانے اور پتھر کا چول دامن کا ساتھ ہے ۔ کسی نے اس کے پتھر مارے اور کوئی تلوار لے کر اس کے در او آگیا لیکن وہ تو ہر چیز سے سے نیاز عیال محبوب میں محو الھا۔ کسی طرح بھی در یار سے انہ اللا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ماجرا مشهور ہوگیا اور ر-وائیوں کا شور دور و ٹزدیک چنج گیا۔ اڑی کے گھر والوں نے طے کیا کہ لڑی کو داید کے ساتھ دریا یار عزیزوں کے بال بھیج دیا جائے اور جب یہ بلا ٹل جائے تو اسے واپس بلا لبا جائے۔ جب لڑی محافے میں بیٹھ کر گھر سے چلی ٹو یہ عاشن زار بھی ساتھ ہو لیا اور آہ و زاری کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگا ۔ جہاں دیدہ داید نے جب یہ باتیں سنیں تو اس نے نوجوان کو اپنے پاس بلایا ۔ اسے تسلی دی اور کہا کہ اب ہجر کا زماند ختم ہو گیا ہے ۔ لڑکی بھی سخت دل تنک ہے ۔ تیرے بغیر اس کا یہ راستہ کشا مشکل ہے ۔ بالیں کرتے گرتے جبکشتی دریا کے بیج پہنچی تو دایہ نے لڑی کی جونی دریا سی پھینک دی اور کہا "کیسے انسوس کی بات ہے کہ تیرے معبوب کی جوئی موج دریا سے ہم آغوش ہو اور تو اسے واپس نہ لائے"۔ هایه کی یه بات سن کر نوجوان دریا میں کود گیا اور ڈوب گیا ۔ دابہ لڑی کو دریا یار لے گر چلی گئی ۔ ایک پفتے بعد لڑی نے کہا کہ اب تو وہ ڈوب چکا ہے ۔ سارے منگامے اور نساد ختم ہو گئے ہیں ، ہمیں واپس چلنا چاہیے ۔ دایہ اور لڑکی کشتی میں سوار ہو کر واپس ہوئے تو لڑک نے کہا "نجب وہ جگہ آئے جہاں وه اوجوان ڈوبا ٹھا تو مجھے بتانا تاکہ میں بھی دیکھوں" ۔ جب گشتی برج دریا کے پہنچی تو داید نے کما کہ وہ ماجرا بہاں ہوا تھا ۔ یہ ستے ہی وہ ''کہاں کھاں" کمھ کر دویا میں گر گئی اور ڈوب گئی ۔ تیراکوں نے تلاش کیا مگر پتا له چلا ـ گهر والوں نے جال ڈلوائے تو دیکھا کہ وہ ٹوجوان اور مہ پارہ 'مردہ حالت میں ایک دوسر سے سے بیوست جال میں آگئے ہیں۔ ایک کا ہاتھ ایک کی بالیں پر ہے اور لب ایک دوسرے سے پیوست بیں ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دو توں ایک قالب بیں ۔ انہیں انگ کرنے کی کوشش کی گئی مگر سے سود ۔ وہ تو ایک دوسرے میں گم ہو چکے تھے ۔ منٹوی اس العبد وصل پر ختم ہو جاتی ہے . اس مثنوی کا قصہ میر کا طبع زاد نہیں ہے ۔ مثنوی ''قضا و قدر''

(۱۱۱۳هـ/۲۰ مده ع) میں کسی شاعر نے فارسی میں اسے لظم کیا تھا ۔۳۵ اس بات کا قوی اسکان ہے کہ مبر کی مشوی کا ماخذ ہمی مشوی ہے ۔ کابات میر کے اسخہ وامپور سے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اس قصر کو فارسی نثر ۲۹ میں بھی لکھا تھا ۔ سنوی دریائے عشق اور دریائے عشق (تشر فارسی) کے تقابلی مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پہلے میر نے اسے تائر میں لکھا اور پھر اس كى مدد سے اسے نظم كر ديا ـف بعد ميں يہ مثنوى التي مقبول ہوئى كد غلام ممداني سمحتی نے بھی اس قصر کو اپنی منتوی ''مجر ال جبت'' میں موضوع سطن بنایا اور اعتراف کیا که .

میر صاحب نے چلے نظم کیا میں نے بعد اُون کے ریز و برز کیا سیر کی اس منتوی میں جذہہ عشق کا ایسا بھرپور اظہار ہوا ہے کہ شاعری و نن کے لعاظ سے یہ اُردو زبان کی چترین متنویوں میں سے ایک ہے۔ مننوی عشتیہ (افغان پسر) میں بیروئن شادی شدہ عورت ہے لیکن انفان

پسر اور یہ عورت ایک دوسرے پر عاشتی ہو جانے ہیں ۔ جب اس کا شوپر می جاتا ہے اور وہ سی ہوتی ہے تو عاشق صادق انغان پسر بھی اس کے بلانے پر آگ میں کود پڑتا ہے لیکن لوگ اسے اکال لیتے ایں ۔ اپنی وہ جلی ہوئی حالت میں ير ك نيه ينها تها كه اس عورت كى روح أتى ب اور اس ابني ساته لي جاتى ب "ابور نامد" میں ایک مور رانی پر عاشق ہو جاتا ہے۔ راجہ کو. معلوم ہوتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور مور رانی کے کہنے پر جنگل کی طرف اڑ جاتا ہے ۔ راجہ اسے مارنے کے لیے فوج لے گر جاتا ہے لیکن راجہ اور اس کی نوج كے آنے سے پہلے می موركى آتش عشق سے سارا جنگل جل كر راكھ ہو جاتا

ہے اور اللاش کرنے ہر مور کا مردہ جسم راجہ کے پالھ آتا ہے۔ رانی اس نمیر سے جل کر س جاتی ہے۔

اعجاز عشق" میں ایک جوان ایک ترسا لڑی پر عاشق ہو جاتا ہے اور آء و زاری سے ایک دلیا کو سر ہر اٹھا لینا ہے۔ انفاق سے ایک درویش کا ادھر ے گزر ہوتا ہے اور وہ اس کی حالت زار پر رحم کھا کو اس کا پیمام محبوبہ تک پہنچانے جاتا ہے ۔ محبوبہ یہ سن کر صرف اثنا کہتی ہے کہ وہ عاشق جو سر عام آء زاری کرے اس کا مر جانا ہی بہتر ہے ۔ درویش آ کر ید بات باتا ہے تو نوجوان عاشق غش کھا کر گرانا ہے اور مر جاتا ہے ۔ درویش واپس جا کر

ات بیسویں صدی کا مشہور الگریزی شاعر ڈبلیو ۔ یں ۔ بیٹس (W. B. Yeats) بیلے اپنے خیالات کو نئر میں لکھتا ٹھا اور بھر اس نئر کو نظم کا جامہ بہتا دينا تها - (ج - ج)

میرہ کر و راقب دائل کے اور امیر بات دے اور ہے۔

دروں اعتمار علی اور ایک برائل کے اور امیر بات دے اور ہے۔

دروں اعتمار علی ایک برائل کی ایک اور اس سرائل میں آگر انہیں اور اس سرائل میں آگر انہیں اور اس سرائل میں آگر انہیں اور اس برائل میں آگر انہیں اور اس برائل میں آگر انہیں اور اس برائل میں اس م

بری میشود بری بیان کر عظیه متوبین کی ابدت اس لیم آزاد می کند بیان میرکی خششت و مرحد کا کس اشترات کی می در کل مشوابان ، حوالت میتون کی نام بیشت کر انسمال نیمیس کا بی جه ، میر کل مشوابان ، حوالت استینون شده آن کی نامید اس میتون فرده کسی و بری بری که المشاور بیان و مشاور کی تحریف او توجه بری است که است امال کی بست و بیان کا میتون کا انتخاب اساس ایمیس کا بیشترات و بیان که است امال کی بست و یمیس کا امراکا انتخاب اساس ایمیس کا بیشترات و بیان که است کا بیشترات و یمیس کا امراکا انتخاب اساس کا میتون می میتون که است که با بیشترات با امراکا امراکا انتخاب اساس کا میتون که با بیشترات که امراکا بیشترات که امراکا که است میتون کی انتخابات که امراکا که امراکا که میتون که انتخابات که امراکا که ام عبت سے گردش میں ہے آسان بھی ذرّے کی جانب ٹومید میں دبت ہے ہے انتظام جہازے اس آئش ہے گرسی ہے خورشید میں "معاملات عشق" کے یہ شعر دیکھیے : "کچھ حلیقت لد پوچھ کیا ہے عشق عشق ہی عشق ہے نہیں ہے گچھ

من اگر سمجھو تو غدا ہے عشق عشق بن تم کمہوکیوں ہے کچھ ان نے پینسام عشق پہنچایا جبرئیل و گئساب رکھتسا ہے

عش تهاجدو رسول ہو آیا عشق عسالی جنساب رکھنسا ہے میر کی مندوبوں اور ان کے کرداروں کے طرز عمل کو عشق کے اسی تصور کی روشتی میں دیکھنے سے ان کے معنی سنجھ میں ؟ سکتے ہیں ۔ بنیادی طور پر میر کو قعے سے نہیں بلکہ اس مخصوص تصور عشق کو شعر کا جامد جنانے سے دلجسبی ہے ۔ ان منتوبوں کے سارے کردار بطاہر ااکام عاشق میں ۔ ویسے یمی مشرق کے الدور عاشق مجنوں ، واس ، فریاد ، رانجها ، پنٹوں وغیرہ سب نا کام عاشق ہیں لیکن جنب عشق کے اظہار میں یکتائے روزگار ہیں۔ میر کا عاشق بھی انھی عاشقوں میں سے ایک ہے ۔ عشق جس کی منزل اور مقصد ِ حیات ہے۔ "دریائے عشق" میں عاشق و معشوق دولوں غرق دریا ہو جاتے ہیں . پہلے عاشق جان دیتا ہے اور پھر محبوبہ بھی جان دے کر اس سے ہم وصل ہو جاتی ہے - افاعجاز عشق" میں بھی پہلے عاشق اور بھر معشوق جان دے دیتے يين . شعله ' شوق مين دولون جل کر بهسم هو جائے بين . الحکايت عشق'' میں نوجوان عاشق ہجر محبوب میں تؤپ ٹڑپ کر مر جاتا ہے اور محبوبہ بھی اس کے ساتھ قبر میں جا سوتی ہے لیکن دراصل وہ مرے نہیں بلکد عشق انھیں رشته وصل مين پيوست كر دينا ہے - "دريائے عشق" ميں جب جال ڈال كو

مردے کی تلاش کی جاتی ہے تو عاشق و معشوق دونوں ایک دوسرے میں

کر ایک وحدت برنے گیا ہے۔ اس تعویر مشق کی ما بعد انطبیعیات سے والف پوٹے بغیر مولانا روم کی مشوی ، ابن العربی کے تصویر عشق اور میر و اقبال کی شامری کو نہیں سجھا جا سکتا ۔

بر کی آن حدور نوش کردار هرائی عبرانی میروانان فیزه بی کند مام السان پی من چید مدفور بعد فرم بیان جدان این امر کا استان کرد کردی بی بین بین در امر امر کا بین کا بین کرد کردی بین بین در امر کا بین کا کا بین کا بین کا بین کا بین کا بین کا بین کا کار کا بین کا بین کا بین کا ب

منتوبال الابل توجه بین ۔ وافعان شعبتروں میں ، جن کی فهرست ہم اُوپر دے آئے میں ، سال اللہ ، چنگ للمہ ، کیخفائی آخما الدواء ، جشن ہولی اور در بیان مرخ وازاں ، شکار نامے ، انسٹک للمہ وتجرہ بھی شامل ہیں اور وہ ستویاں بھی جن میں اپنے ہائتو

ہے۔ جانوروں کو موضوع ِ سخن بنایا ہے ۔ ان میں شکار نامے اور نسنگ نامہ غاص طور پر آبالی ذکر ہیں ۔ اپنے دونوں شکار ناموں میں، جن میں لواب آصف الدولہ کے دو بار شکار پر جانے کو موضوع ِ حنن بنایا ہے ، میر نے شکار کے قشیے ، جنگلوں کی تصویریں ، جالوروں کی جلت بھرت اور شکار کی گیا گہمی کو آس طور ہر بیش کیا ہے کہ عشقیہ مثنویوں کے بعد یہ ایک بانکل انگ رنگ معلوم ہوتا ہے ۔ ان مندوبوں میں وہ زندگ سے لتاف لیتے اور واقعاتی نظر سے اس کا مطالعہ کرتے ہونے دکھائی دیتے ہیں . یہاں ان کے ہاں ایک تشاطیعہ رنگ تظر آنا ہے جو میر کے لیے بالکل نیا تجربہ تھا۔ ان منتوبوں میں آصف الدولد کی مدح سرائی بھی ب اور اس بات کا احساس بھی کد شکار نامے لکھ کر وہ ایسا كام كر رب يين جس سے ان كا قام زلدہ رب كا ـ ان شكار قاموں ميں زبان سادہ ، بیان چست و شکفته اور بحر ایسی روان بے که بد مثنویاں ، اپنی قوت سے ، پڑھنے والے کو اپنے ساتھ بہا لے جاتی ہیں ۔ سیر کی قدرت بیان نے اپنے موضوع کو اس طور پر سمیٹا ہے کہ بہلا شکار نامہ تو جنگل ، شکار اور مختلف مناظر کی ایک زلاء ، سند بواتی تصویر بن گیا ہے ۔ بدشکارنامہ لکھتے ہوئے میر کو احساس تھا کہ وہ فردوسی کے شاہ نامے کا سا کام کر رہے ہیں :

أميد اس سے ب اام رہنے كى كجه زمانے میں ہے رسم کہنے ک کچھ کہ عمود کا لوگ کرتے ہیں ذکر دل شاعرال رشک سے ہے دو ایم کہے مید نامے بہت بے نظیر گئے ہر بھی لو گوں میں مذکور ہو

کسو سے ہوئی شاہ نامے کی نکر کیا شد جہاں نام کبد کر کابم بے اصف الدولد میں نے بھی میر بگر البام نامی یسد مشہور ہو اس کے بعد آمف الدول کی مدح میں چند شعر آتے ہیں لیکن اچالک ان کے ڈین کی کیفیت بدلنے لگتی ہے اور مدح کرتے کرتے یہ شعر ان کے قلم سے لكل جائے ہيں :

کسه الله پس اور بسائی بسوس بت کچھ کہا ہے ، کرو میں ہی جوابر تو کیا کیا دکھایا گیا خريسدار ليكن له بابا كيسا بہت لکھنڈ میں رہے ، گھر چاہو متاع بنر پییر کر لے چلو يوں معلوم ہوتا ہے كه يه ايك وتنى كيفيت تھى جو جلد بدل گئى اور مير اپنے لباس میں واپس آگئے۔ اسی لیے دوسرے شکار ٹامے میں وہ بار بار ع ''غزل سیر نے بھی کسی اور ڈھنگ'ع ''غزل میرکوئ کہا چاہیے''ع ''کہی اور می بحر میں به غزل" ع "غزل بحر کامل میں ته دار کہد" ، گریز گرتے ہی اور غزلوں پر غزلیں کہتے چلے جاتے ہیں ۔ پہلے شکارنامے میں سات غزلیں ہیں اور دوسرے شکار قامے میں ایک رہامی اور گیارہ غزلیں ہیں ۔ یہ غزلیں شکار قامہ کے مزاج

سے مناسبت نہیں رکھتیں اور لہ اس بحر میں ہیں جس میں شکار نامہ لکھا جا رہا ہے۔ قارسی مثنویوں میں بھی غزلیں بیج میں آتی ہیں۔ میر اثر کی مثنوی "انحواب و عيال" ميں بھي جت سي عزلين بين ليکن سير کي يہ غزلين ايک طرح بے رنگ پیولد کا اثر قائم کرتی ہیں ۔ ان شکار ناموں کی یہ ایسیت ہے کہ ان میں میر ایک لئے راگ ، لئے روپ میں سامنے آنے اور غارجی دلیا کے غوبصورت مناظر اور رنگین تصویریں ایسے پر اثر الداز میں کھینچتے ہیں کہ ان کی شاعرالہ صلاحتوں کا ایک لیا رخ سامنے آتا ہے ۔ لیکن یہ مثنویاں میر کی شاعری میں

ایک جزیرے کی حبثیت رکھتی ہیں ۔

''نسنگ ناسه'' میں میر نے موسم برسان میں اپنے لکایف دہ سفر کا بیان موثر الداؤ میں کیا ہے۔ یہ طر میر نے اپنی کسی محبوبہ کے ساتھ نہیں کیا تھا جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ پوری مثنوی میں اس بات کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب میر بیکار اور خانہ نشیں تھے ۔ ممکن ہے تلاش معاش یا کسی ایسے ہی سلسلے میں یہ سفر سیر نے انحتیار گیا ہو۔ اس متنوی میں جایا اس دور کی معاشرت ، قصبوں ، شہروں کے معاشرتی و معاشی حالات ، عام لوگوں کی زندگی اور سفر کے طریقے سامنے آئے ہیں . اس سفر کو میر نے ایک سانحہ کہا ہے۔ برسات کا زمانہ تھا ۔ راستے بان سے بھرے ہوئے تھر ۔ کیچڑ سے راستہ چلتا دشوار تھا اور سفر بیل گاڑی میں تھا ۔ راستر میں درياً بھي پار کرنا پڙا جس مين طغياني آئي ٻوئي تھي :

جب که کشتی روان ہوئی واں سے جسم گویا که تھا ، تد تھی جاں سے ریلا پان کا جب کد آتا تھا۔ خوف سے جی بھی ڈویا جاتا تھا بتا پهرتا تها خضر کشتی پاس خوطے کهائے تھے حضرت الباس دریا ہار کرکے ایک کوس کا فاصلہ کیچڑ کی وجہ سے شام تک طے ہوا اور رات کو شاہدرا میں قیام کرنا ہڑا ۔ یاں چند گیر تھے ۔ چار دوکائیں اور ایک چھوٹی سی مسجد تھی ۔ ٹھیرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی ۔ جن "صاحبوں" ع ساتھ میر صاحب گئے تھے انہیں بھی ایسا گھر ملا کہ ع "جس سے بت العالا کو آوے لنگ"۔ ڈھونڈے ڈھونڈے ایک سرائے ملی اور جب بھٹیاری نے ان سے کھانے کے لیے پوچھا تو میر صاحب نے کہا کہ کھالا تو "صاحب" بهجواثیں کے ۔ اس پر بھٹیاری نے کہا :

ہم تو جالا تھا آدسی ہو اڑے چار یامخ آدسی ہیں یاس کھڑے ہو گدا جیسے شاہ عسالم تم - و تو لکلے ہو کورے بالم تم

شاہ عالم نانی آفتاب کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی ان کے دور حکومت میں لکھی گئی ٹھی اور ان کے دور حکومت کو اتنا زمانہ گزر چکا تھا ک یادشاہ کی گذائی عوام میں ضرب المثل بن گئی نھی - میر راجد ٹاگرمل کے سأته ١١٨٥ ١١/٢ع - ١١١١ع مين دلى آئ اور ١١٩٩ مرد ١١ مر ١١٨ من آمف الدولم کے بلانے پر اکھنؤ گئے ۔ شاہ عالم آائی بھی اسی سال دلی آئے ۔ اس مثنوی میں شاہ درا ، غازی آباد ، بیگم آباد اور میر له کا ذکر آتا ہے جو دلی سے تربیب کے علانے ہیں ۔ نسنگ بھی کرنال میں ہے ۔ گویا یہ شنوی دیلی کے زمانہ قیام اور ۱۱۸۵ - ۱۱۹۱ (۱۵۱۱ - ۱۸۱۱ع) کے درسیان لکھی گئی ۔ رات شاہدرہ میں اسر کرتے دوسرے دن غازی آباد پہنوے ۔ "صاحب" حوالی مہر اور لوكر چاكر باغ ميں ٹھيرے . دوسرے دن يبان سے رواله ہوئے . ياب ایک مادثه پیش آیا . سیر کی چیتی بل "سویتی" کبیر کهو گئی . ساری استی میں اے تلاش کیا ماکر ته ملی - سوبنی کو باد کرتے ہوئے میر اپنی دوسری الی موہنی کو نھی یاد کرتے ہیں جو پہلے ہی مر چکی تھی ۔ف میر نے لکھا ہے کہ ایسی بیگم مزاج الی کو کھو کر ہم بیگم آباد پہنچے ۔ وہاں میں میرٹھ اور نسنگ چنچے جہاں رہنے کو ایک پرائی خستہ کوٹھری ملی ۔ اس وقت رئیسوں کا مال غراب تھا ۔ بے زری کی وجہ سے عارت کو دربارہ بنوانا دشوار تھا ۔ تو کر تنخواہ کی امید میں جی رہے تھے ۔ بتال اور بنبوں کا ترش رئیسوں پر چڑھا ہوا تھا ۔ ابھی فصل تیار بھی نہیں ہوتی کہ رئیس پیشکی ترض لے کو کھا لیتے ہیں ۔ میر نے جب روزالد ماش کی دال ملنے ہر شکابت کی او نو کروں نے بتایا .

> ماش کی دال کا اسم کویے گلا گوشت باں ہے کمبھو کسوکو ملا ؟

اس مثنوی میں جو جگہوں کے نلشے ،بر نے کہینچے بیں ان سے بوری تصویر

نے۔ مثنوی "امومنی الی" میں میر نے بتایا ہے کہ ان کے باس ایک ایل نمی جس کا الم مومنی انوا ، اراحہ تعویل کشاری اور آوکاوں کے بعد اس کے ایکا بچے بھا ہوئے ۔ انج میں جہ تین اور کا کے کرے ۔ منی اور مال بچ کئے ۔ میں میں ایک حاصب لے کئے اور صرف مالی وہ کئے ، اس کے دوج مور کے سعومی میں کالوسینی سعومی میں کئی اور حوامنی اسٹک کے سٹر میں فاری آذہ میں کچھ کئی ۔

استہ آ جائی ہے ۔ بیان بھر اینا اس کیک ارائی کرنے ہے ہے ۔ بیازی بلد اس کے اس کا اس کی کرنے ہے ہے ہے ۔ بیازی بلد کرنے ہے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کی در اس کی در

بیر کی واقارش شوریو برب آن کی حقیق متنوری کی طرح اسالا وی ا هادی چه کرک اس مالگری جد دربی " د کری در برگزاری چی جو اس کی طرق انو هادی کرک و درجری استان جید مثلی چی - بر بر عام این آن کو گلائی سطح هادی گرکتر اس مدس این این بیدا کی باید اس کی این الاطار می این می میسود استان می در استان می استان می درجری استان می درجری عاشد کرد می تیج نکا به دام شوم جری کی امر در مثل مین می کمال باطری بدار اگل تا چید -می تیج کا بید امام شوم بر کی امر در مثل میان می کمال بوارد به خدم این می کمال بوارد به خدم این می کمال بوارد به نظر پرواز به چید مدار پرواز به چید می امراز وی این می خود وی به خود این کرد وی در استان مدار پرواز به چیز در این کار بیدار به خود به خود کرد از کرد از می داد.

مام طور پر ایک ماحب ''آل اونے ان کے ''کسی آلگ' علی جوہا بیانا ہے ۔ مبر قرائل کے موالے ہی جوانا جائے کہ کسی آلگ کو نے پہوٹانا جائا اوم پر کہ شعرانان طرف نے اداران کی خصرت کی آلید دار وی ۔ قرائل بیا جر کہ ذات وفرو کا کام اور المشارات میں بھیب جائے چیا کے حکومت روزوں ہیں وہ جر کہ ذات وفرو کا کام اور استانات میں بھیب جائے چیا کے حکومت راجی ہے کی آئی ذات کا جر اور اس ڈاک کام صفر ادات نے اتاقی جائی اور تی جو دائے کی آئی ذات کا معارف ان کان کام صفر ادات نے اتاقی جائے روزوں میں ہو۔ کی آئی دات کا معارف ان ایک واضوال کے روزوں کے برطور سے موں انے کی آئی دات کا معارف ان ایک واضوالے کی خوادوں کے بیشتر ہوں انے کا

رہن سین ، ان کی معاشرت ، ان کے تعلقات ، ان کے خدر ، ان کے خشق ، ان کی خوشی و ناراضی وغیرہ زیادہ کھل کر سامنے آنے ہیں ۔ سوانخ لگار کے لیے میر ک متنویوں اور ہجویات میں ان کی زادگی کے مطالعے کے لیے ، عد مواد موجود . . . . ان مثنويوں كو خواه بم عشنيه ، مدميد ، واقعاتي اور بجويد ميں تنسيم گر لیں لیکن ان میں خود میر کی ذات سب سے زیادہ اہم ہے ۔ عشقید مثنوبوں میں حديث ديكران كے ذريعے وہ اپنے ہى عشق كى داستان سنانے ييں ـ ان كى متنوبوں ع سب قصر ماخوذ ہیں لیکن قصد دراصل میر کا مسئلہ نہیں ہے ۔ ان قصوں کے ذریعے وہ اپنی ذات ہی کا انکشاف کرنے ہیں۔ ان میں جو مافوق النظرت باتیں نظر آتی ہیں دراصل وہ مافوق الفطرت ان معنی میں نہیں ہیں گہ میر کے أمان كے لوگ بلكم آج تک لوگ انهيں صحيح مائتے ہيں . بد مافوق الفطرت عنصر اپنے الدر ایک روسائی رسز ر لہتا ہے جس کے ایک شاعراند معنی ہیں ۔ اس میں وہ میرت لاکی بھی موجود ہے جو رومانیت کی جان ہے ؛ مثلا ''شعلہ' عشق'' میں شعلے کا دریا پر آنا اور آواز دینا ویسی ہی بات ہے جیسی کہ ورٹسورتھ نے "الوسی گرے" کے بارےمیں بتائی ہے کہ وہ اب تک میدان میں چاتی بھرتی دکھائی دیتی ہے ، یا کنگسلے نے بتایا ہے کہ "میری" کے بھیڑوں کو پکارنے کی آواز اب بھی "اڈے" کی رہت اور سائی دیتی ہے ۔ میر کے باں عض مانوق العظرت ہائیں نہیں ہیں جو میرحسن کی سعر البیان میں ملتی ہیں بلکہ ان کی نوعیت رومانی میرت الی (Romantic Wonder) کی ہے اس لیے میر کی مجدوبات دوسری مثنویوں سے مختلف بیں اور رومانی شاعروں کے لیے یہ آج بھی مشمل راہ ہیں ۔ ان مثنویوں کی اہمیت قصوں کی وجہ سے نہیں بلکہ رومانی الداؤ نظر ، واقعاتی ٹائر اور اس نفصوس قضا کی وجد سے جو سیر کی مثنویوں کے علاوہ دوسری مثنویوں میں نظر نہیں آئی ۔ ان مثنویوں کا اہم ترین پہلو میر کا خود مطالعہ (Self Study) ہے۔ عشقیہ

ے مصوری امام میں امام مربی ہو دیگر خور خور امام میں دورہ امام کی جہتے ہے۔ مقایدہ سوروں امام کی ہے۔ مقایدہ سورو ساتھے امام درائی کی دوسے مالان و درسے مالان و درسے سے بدا ہو جائے کہ بی درسے میں جماع میں کے امام کی امام کی درسے میں امام کی درسے کے درسے میں میں امام کی درسے کے درسے کی درسے کی درسے میں درسے میں میں میں کے درسے کی درسے کی درسے کی درسے کی درسے کی درسے میں کے درسے طور کی ساتھ کی درسے طرح کی درسے کی در شدق کا مشام به دیم رکا می آن ترفیان کرنے دی دانشوں کے مطالع ساتھ استان کی کی جمہ بولی میں ان میں ان کی استان کے دیا در استان کی استان کی استان کی در استان کرد در استان کی در استان کرد در استان کی در استان کی در استان کی در استان کرد در استان کی در استان کرد در استان کرد

 کے بهروپ کا پردہ فاش کیا کتا تھا ۔ ہجو ناائمافیوں ، ظلم و جبر ، لاقائولیت اور منافلتوں کے اس دور میر عرکے ہاتھ میں ایک ایسا حربہ تھی جس سے وہ اپنے منافق حریف کے بنے ادھاڑنے کا کام لیتا تھا ۔ یہ پنجو گوئی کا مثبت جلو تھا۔ دوسرا دثبت انداز نظر یہ تھا کہ وہ ایسے موضوعات پر ہجویں لکھتا جن سے وَمَا حَ كَ اصل حالات اور معاشرے كے باطن كى حقيقى تصوير سامنے آ جائے۔ سودا كا شهر أشوب (قعيده تضحيك روزگار) يا مير كا غمس "در پجو لشكر" اور "در بیان کفب" اسی ذیل میں آئے ہیں ۔ ان ہجویات سے ایک طرف اس دور کے فوجی نظام کا پردہ چاک ہوتا ہے اور دوسری طرف شاعر اس نظام کی خستہ حالی پو بھی آنسو جاتا ہے ۔ اس قسم کی ہجروں سے جو تصویر ابھرتی ہے وہ النے عائداد ، شوخ اور سچی ہے کد معاشرے میں احساس زیاف پیدا ہوتا ہے ۔ ایک ایسے معاشرے میں جو الدھا اور بہرہ ہوگیا ہو ، جس نے دیکرے اور ستنے کا عمل بند کر دیا ہو، جس میں نااتصافیاں ، خود غرضیائ اور ذاتی نائدہ قومی مسائل پر ماوى آ گئے ہوں ، اسے جهنجهوڑنے ، بهنبهوڑنے اور احساس وشعور كى بث آلكهوں میں روشنی پیدا کرنے کے ا ،س قسم کی مجووں سے بہتر طریقہ نہیں ہو سکتا . میر کے پاں اس قسم کی مجوبات کم ہیں اور جو ہیں ان میں وہ زور نہیں ہے جو ان بجویات میں ہے جن میں اپنی ذات اور اپنے ماحول کو بجو کا لشالہ بنایا ہے . متار میر نے اپنے گھر کے بارے میں جو بجویں لکھی ہیں وہ ان کی چترین ہجویں یں ۔ ان دونوں ہجووں سے ایک ایسی واضع تصویر ابھرتی ہے کہ ایک تناش میر کے مکان اور رہن سبن کی تصویر آج بھی بنا سکتا ہے ۔ اپنے گھر کی ہجو لکھتے ہوئے میر کو اپنی عظمت کا بھی احساس ہے کہ اس معاشرے کا سب سے بڑا شاعر ایسی غسته حالی میں زلدگی گزار رہا ہے ۔ اس کا گھر ایسا ہے جس میں پر دم دب مرنے کا خیال رہتا ہے ع "کیر کہاں صاف موت ہی کا گھر" :

مرے کا تبایل رہتا ہے ج '' تور تبایل معال موت ہی کا فہر'' ; یدر کرتھا ہوائے دور کر فہر میں روں ندر کیا گیا ہے کہ اس گھر کی چہت بیٹھ کئی اور ان کا بیٹا اس کے لیچے دیں گیا۔ یہ دیکھ کر لوگ بھاگ کر آئے اور می کرتیا تاہوں ہے بنا کر میں کے لیٹے کو وابان ہے کالا :

صورت اس لڑکے کی لظمر آئی ہم جو مردے تھے جان سی پائی المدرت مق دکھائی دی آگر یعنی السکاد درست وہ گروھمر موسائی کھلائی کچھ بلندی فرصت اس کو خدا نے دی جلدی اپنے گھرکی دولوں بچووں میں ان کا مشاہد اور قربہ اثر و تاثیر پیدا کر بالا ہے۔ اس میں انبل نہیں ہے ایک وہ تلفی و اینزاری ہے جو اس کیر کے جہم میں بڑے پیدا ہوئی ہے۔ در اسات کے زمانے میں کرتے ہوئے گیر ہے جب سازا کائیر سامان ان کا کر جاروں طرق امیرے پولے اپانی میں ہے لگا ہے تو میر اپنی طالت زائر ابر آئے راجور ہو جائے ہیں کہ احساس ذلت کے ساتھ خود کو میں کوسٹے کائے لگتے ہیں:

الله الوضع قاتل المنتج وب مع في كر الكني سب كے باته بين دے گر النے اسساب گور ہے ہم في كر الكني سب كے باته بين دے گر ديد بين ان طرح ہے آتے ہيں جيسے كتين كيس كو بنا ہے وہ ابنى دوسرى بوديات ميں بر نے ادار اكثو نصد و طرح المائلہ بنایا ہے ۔ وہ غسے به باؤنائی تد بھی اثر آتے ہیں ليکن آئيس اس بات كا اساس ہے كہ بود گئے

ان کا شعار نہیں ہے: جن بہشمہ سے رہا ہوں او قراسار گرکنوں کے گڑھوکہا میں جب رہا تھا مسل بجم کو بین درویش تھا

مسلمی میرا ہوا بسہ ہے ہتر ۔ مردۂ صند سال سا ہے تور تو اسی مثنوی میں میر نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ بیس سال بعد شمیر (دلی) مرسب آئے دیں •

نجر میں آباد میں بعد از بست مثال کر نما بال مروشہ اللہ و مظال افتاب جالو جالیہ کان کے قتل (1912ء/1826) کے بعد میر کانچہ عرصہ عے وزائز ارجم اور اور اس الا کر سات مشتکہ بور کم رول میں عالم لمین مدہ (1925ء میں عمال لمین چور کے اس اس نے اللہ کان ہے کہ یہ بعو 1928ء میں میں عمال لمین بعد کے اس اس نے اللہ کان ہے کہ ان بعو بعد طور کانچہ عالمی المین اور اس دور کے ادارے عادرات کو کلوئے ، حکوم کے جبود ال اوران با بخانا ہے ادر اس دور کے ادارے عادرات کو کلوئے ، حکوم کے جبوبی میں میں کہ ادران دورہ کانچہ اور دکایا ہے کہ ازابا ایک ہی مالیں میں سب کار

بهرا ایک دم وا کرکے دعاں کہ پایا اس انبوہ کو تیم جاں ومی دشت غــالی ومی اژدیا دم دیگر ان سے لہ کوئی رہا "در ہجو شخصے بہج مدان کہ دعویٰ ہم، دانی داشت" میں ایک ایسے شخص کی بچو کی ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اسے سب کچھ آتا ہے ۔ اس بچو میں مبر نے اس شخص سے غنف علوم کے بارے میں سوال کیے ہیں اور اس کے منہ سے ان کے اوندے ، اُلٹے سیدے ، نم تکے مضحکہ غیز جواب داوائے ہیں۔ اس دلچسپ بجو میں الداز مزاحیہ و طنزیہ ہے جس سے شطص مذکور کی جہالت اور میر كي عليت كا احساس ہوتا ہے۔ 'لكات الصعرا' ميں مير نے عالم كے بارے ميں لکھا ہے کہ ''مردیست جاہل و متمکن''۴۸ اور میاں شہاب الدین ثاقب کے بارے میں لکھا ہے کہ ''در ہمہ چیز دست دارد و پیچ کمی داند ۔''۲۹۴ قیاس کیا جا سکتا ہے کد یہ بجو با تو حاتم کے بارے میں ہے یا پھر آتائب کے بارے میں - اسی طرح "اپنجو عاقل نام فاکسے کو، یہ سکان اُنسے کام داشت" ، میرڑا ید رفیع سودا کی پچو معلوم ہوتی ہے ۔ سودا کو کئے پالنے کا شوق تھا اور اس ہجو میں کتوں کے شوقین کو بدنی سلاست بنایا ہے۔ الذکرۂ ہندی میں لکھا ہے کہ السودا بیرورش سکان ابریشم پشم شوق تمام داشت ۔ " میر نے لکھا :

ایسی بھی ہم نے دیکھی نہیں کشوں کی ہوس گردن میں اپنے ڈالے پھرے روز و شب مرس اکٹرا ہو جس کے ہاتھ میں یہ اس کا بار ہے چیسے حکر سرائے سکر پسر سوال کا بار کے گلاس کے حصوصہ میں میں انداز ادامات

گتوں کی جستجو میں ہوا روڑا باٹ کا دھوبی کا کتا ہے کہ اسہ گھر کا لہ باٹ کا

سودا نے بھی اس کا جواب دیا ۔ یہ جوابی ہجو کلیات سودا میں موجود ہے۔ ا<sup>م</sup> سودا و میر کے دومیان یہ معرکہ بڑھ کیا جس میں سودا کے شاکرہ بھی شامل ہوگئے ۔ میر نے ''ادر ہجو آئیت دار'' میں سودا کے شاکرہ صابحہ اللہ مرف کاتھ حجام کی بجو لکھی افران میں سودا کو بھی تہیں بشنا :

نے کی ثانی جرب یہ سب کا دست رد نے وہ رگ زن جو کہ سجھے سر شہر بال باتی وال عجالت ہے بت ہوئے اس جاگہ جو مرزا ہے گائی گئی کے اب تک گھس گئے ہوئے ادھر ان میں ہے بدذات جو لیک ڈاٹ یر و مرزا مین حکم ہووے غرد سجھے مرزا میر کو ، مرزا کو میر مرزا کو میر جمہ میں مرزا کو میر جمہ میں میں انداز کی میں اندے کانو میں اندے بالدہ کو چوائے کانو میں سازے ایک ذات جوائے کان میں سازے ایک ذات خوائے کان میں سازے ایک ذات خوائے کانی میں سازے ایک ذات

میر کی ہجویات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ وہ بجویں جو میر نے افراد کے بارے میں لکھی ہیں جسے بیجو ِ عاقل خان ، بیجو آئیند دار ، بجو بلاس وائے وغیرہ ۔ وہ ہجویں جن سیں اپنے حالات اور حالات ِ زمالہ کو پدف ملامت بنا کر خود پر بھی طنز کیا ہے اور بگڑے ہوئے اُمائے پر بھی سیسے در پنجو خانه ٔ خود ، در پنجو لشکر ، در شهر کاما ، نستگ نامه وغمره . وه ہجویں جن میں الدار ، موسم اور دلیا پر طنز و پنجو کے ایر برسائے بیں جیسے در ہجو کئب ، در ہجو برشگال ، دز مذمت دلیا وغیر، ۔ میر کی ہجویات ہے ان کی ایر گوئی کا پنا چلتا ہے۔ ان کی ہجویات سے اس دور کی اخلاقی ، معاشی ، التظامی اور قوجی نظام کی ثباہی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس بے سر و سامانی ، افلاس اور خستہ حالی کا بھی جس سے میر دلی میں دوچار رہے ۔ سودا اس صنف میں بہت زور دکھاتے ہیں لبکن ان کے باں پھکڑ بن ، گالی گلوج اور نحاشی بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔ سیر کے پال یہ عنصر جت کم ہے ۔ وہ بس دالت پیس کر اور گیچکچا کر رہ جاتے ہیں ۔ بجوہات میں بھی ان کے مزاج کا دھیا بن قائم رہتا ہے ۔ ان کی ہجویات میں اد قصیدے والا سالفہ ہے اور انہ زمین آسان کے تلابے ملائے کا عمل ملتا ہے۔ وہ طنز بھی کرتے ہیں ، مزاح بھی بیدا کرتے ہیں ، حریف پر حماد بھی کرنے ہیں لیکن ہوں محسوس ہوتا ہے جیسے جو گھھ وہ کمیٹا چاہتے ہیں کمیہ نہیں یا رہے ہیں ۔ مبر کی ہجویات پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انھیں زیردستی اس میدان میں گھسیٹا جا رہا ہے ۔ سودا کے پال جو تنیل کی برواز اور مبالفہ ہے وہ میر کے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتا ۔ تصیدہ سودا کا فن ہے جس میں ان کا کوئی حریف نہیں ہے۔ میر کا یہ میدان نہیں ہے۔ جو مزاج کسی کی مدح کے لیے درکار ہے وہی مزاج ہجو میں اپنا راگ جا سکتا ے ۔ سودا کی بجویات و قصائد اسی لیے پرزور ہیں ۔ میر کے ہاں ہجووں میں ستجیدگی کا احساس ہوتا ہے ۔ سودا کے ہاں زور شور اور بنگامہ آرائی ہے ، اسی لیر سودا کی ہجویات زیادہ موثر ہیں ۔ میر نے اپنی بجویات میں جو بحریں استعمال

ک بیں وہ بھی اتنی موزوں نہیں ہیں جتنی سودا کی بحریں میں ۔ میر کی پنجویات پر غزل کا اثر ہے۔ سودا کی پجویات پر ان کے نصیدے کا اثر ہے۔ پکڑی اجھالنا سوداکا مزاج ہے - میر صرف اپنی پکڑی سنبھالے رہنے کے لیے پنجو لکھنے ہیں ۔ سیر کی بجویات میں وہی عام بول چال کی زبان استمال ہوئی ہے ۔ سودا نے اپنی بجویات میں قصیدے کا آہنگ اور شوکت و شکوہ کا رنگ جایا ہے ۔ اسی لیے جو سودا و میر کے مزاج کا فرق ہے وہی دونوں کی ہجویات کا فرق ہے۔ آس نے لکھا ہے کہ "ہر جگہ معلوم ہوتا ہے کہ طنز کرنے والا 'ہرسوز دل رکھتاہے۔ وہ جس آگ سے عود جلا ہے اسی سے دوسروں کو بھی جلانا جاہنا ہے ۔ اسم اس کے برخلاف سودا بھکڑ یہ ، بھبتی ، اسہزا اور طنز و مزاح کے کردار سے اپنے حریف کو بے دم کونا چاہتے ہیں۔ وہ جعفر زللی کی طرح ، حریف کو شکست دینے کے لیے اس کی بیوی اور بہو بیٹیون کو بھی ایس کو رکھ دیتے یں اور سارے اخلا: دائرے توڑ کر مبدان میں انریے ہیں - میں عام طور ار الملاق دائرے کو نہیں کوڑے اسی لیے وہ بجو میں اُرکے رکے سے نظر آنے ہیں۔ سوداکی بجویات میں اسی \_ "ابھرپوریت" ہے ، میر کے ہاں "دہا دہا بن" ہے۔ لیکن میر کی ہجوبات کے لہجے سے آج بھی ہجو کی ایک ٹئی لے تلاش کی جا سکتی ہے ۔ مبر نے کم و بیش پر صنف سفن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن جو کال الهوں نے غزل و سنوی میں دکھایا وہ کسی اور صف میں اند دکھا سکے۔ سودا کے مقابلے میں وہ ایک بڑے ہجو کو نہیں ہیں لیکن ہجو کوئی کی تاریخ میں وہ لہ صرف ایک قابل ذکر شاعر ہیں بلکہ سودا کے بعد وہ اس دور کے دوسرے اؤے ہجو کو ہیں۔

سمبه التاميات و آوارن او رؤورن کے اس آری دار میں کہ مقبل سے سمار میں اور دوران کا در باور اکا کہ موران کے اس کم سور کے ساتھ کی دور بہت کی دوری ہے ہوئی دوری ہے۔
مدیر کے اس کے دوریا کہ دوران میر (اسماء خیران اور کان کی دوریہ) خاصر اس کے دوریہ کا سمبید دوریا کہ دوریہ کی ماہد میں خیران میں اس کی دوریہ کے دوریہ کی دوریہ

رات کو مطلق تد تھی یاں جی کو تاب آشنا ہوتا اد تھا آلکھوں سے خواب باق سارے قصیدے دیوان میں نسخہ حیدر آباد میں شامل ہیں جس سے بد لتیجہ گانگا ہے گا، میر سے شات قصیدے لکھنٹے جائے سے چلے لکھے اور مرف ایک قصیدہ ء میں کا مطلہ اورد روپ ہے، تیام لکھنٹر کی بادگار ہے جو الہوں سے ۱۹۸۱م معارخ میں لکھنٹے پہنچ کر آماف الدول کے مشور میں باؤھا کی

مستع چھر پہچر اور نے عبدو جیت تحقیدو میں رہے انہو شاہ عالم کی مدح کرنے ہوئے ان کی زبان سے یہ شعر انکل جاتے ہیں :

دعا پر کروئی ختم اب یہ قصیدہ کہاں لک کہوں تو چنیں ہے چناں ہے ٹری عدر ہو میرے طولہ اسل می کرم کا سرزشتہ اک تیری ہائی ہے

میر کے قصائد میں کوئی ایسی الفرادیت نہیں ہے کہ ہم ان کے قصیدوں کو ان کی شاعری کے تعلق سے یا فنی عاسن کے اعتبار سے کوئی بلند درجہ دے سکیں ۔ میر کے قصیدوں کی قدر و قیمت یہ ہے کہ الھیں بہارے ایک عظیم شاعر

له - الذكور ميرا، مين مير كے الفاظ يد اين العاشر شدم و تصيده كد در مدح كتند بودم خوالدم شنيدلد . . . . (س . . . ) -

ئے ، رواج ِ زمانہ کے مطابق ، سذہبی عقیدت کے اظہار یا بیٹ کی ضرورت کے لیے لکھا ہے۔ یہ میر کا میدان نہیں ہے۔ وہ تو قبیلہ عشق سے تعلق رکھتے تھے اور عزل ہی ان کا وظیفہ تھی ۔ بھی صورت ان کے مراثی و سلام کے ساتھ ہے ۔ میر نے مہ مرشے اور ے سلام لکھے ہیں ۔٣٣ میر کے غم زدہ مزاج سے بہ توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ اس صنف حفن میں غزل میں کی طرح کال کو بہنجیں کے کیولکد اس صنف کا خاص مقصد جذباتی اثر پہدا کرکے غم و الم کا ایسا عالم طاری کرنا ہے کہ سنے والا آہ و بکا کرنے لگر ۔ میر کے سارے مرثبوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں وہ اثر الکیزی نہیں ہے جو بعد کے دور میں ائیس و دایر کے بال ملتی ہے ۔ میر کے دور تک مرثبوں کی بیثت بھی مقرر نہیں ہوئی تھی۔ میر کے زیادہ تر مرثے مربع ہیں ۔ مسلس مرثے تین ہیں اور تین مرثے غزل کی بیثت میں یوں ۔ سودا نے مرابع کے ارتقا میں بنیادی کام یہ کیا کہ اس میں تشہیب کا اضافہ کیا جو آگے چل کر ''چہرہ'' کہلائی۔ میر کے مراثی میں تشبیب بھی نہیں ہوتی ۔ وہ اپنا مرثیہ براہ راست ملح امام سے شروع کر داتے یں اور ملح میں جیسے وہ قصیدے میں کامیاب نہیں ہیں اسی طرح وہ مرثبوں میں بھی کامیاب تہیں ہیں ۔ وہ اپنے علیدے کا اظہار ضرور کرتے ہیں ۔ ان کے دل میں خلوص کی گرمی بھی ہے مگر مرثیہ چونکہ داغلی شاعری نہیں ہے اس لیے اس میں جس خارجی انداز کی ضرورت ہے میر اس ٹک نہیں بہنچتے ، متلی ک "آبکائیا" یا "سیکی" مصول میں بھی ، جو مرثبوں کی جان ہے اور جس میں مصائب بیان کرکے عقیدت مندوں کو رلایا جاتا ہے ، وہ کامیاب نہیں ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رونے کا عمل اسی وقت پیدا گیا جا سکتا ہے جب بتدریج جذباتی سطح کو ابھارا جائے اور بھر مصائب کا بیان ایسے موقع پر لایا جائے الله ستنے والا نے اغتیار 'بُکا کرنے لگے ۔ یہ ایک شعوری غارجی عملی ہے۔ برغلاف اس کے میر کے لیے اپنی ڈات اور اس کے غم زیادہ اہم ہیں۔ وہ جس خوبی سے اپنے غم عشق کو مثنوبوں میں بیان کرتے ہیں اس طرح وہ دوسروں ع غم کا اظهار نہیں کر سکتے۔ یہ ان کی مجبوری ہے ۔ میر نے اپنے مراثیے مجلسوں کی ضرورت کے لیے لکھے ہیں اور ان میں عنصوص واقعات مثلاً حضرت قاسم کی شادی ، حضرت عابد کی اسیری ، علی اصفر کی بیاس ، خاندان حسین کی عوراتوں کی بے حرمتی وغیرہ کاو موشوع سخن بنایا ہے ۔ موشوعات پر مراثبہ لکھنے کی روابت دکنی مرثبوں سے شروع ہو گر نمال پہنچی اور پھر میر کے مرثیوں سے ہوتی ہوئی میر انیس کے مرثیوں میں اپنے کال کو چنھی ۔ اسی طرح میر نے اپنے مرثبوں میں سمل انتح کا ایسا طرز اختیار کیا ہے جسے میر انیس نے کال ایک پہنچایا لیکن آج میر کے مرتبوں کی اہمیت محض ٹاریخی ہے ۔ ۳۳ مطالعہ میر کے بعد اب اگلے باب میں ہم اس دور کی ایک اور عبد ماز شخصیت مہزا ہد رقبع سودا کا مطالعہ کریں گے ۔

## حواشي

و- کلشن بے خار ; نواب مصطفیٰی خاں شیفتہ ، ص . . ، ، مطبع نولکشور ،

لكهنؤ، بار دوم ١٩١٠ع - بـ ثذّ کرءٌ آزردہ ڈاکٹر غنار الدین احمد نے مرتب کرکے انجین ترق أردو پاکستان سے سرمورع میں شائع کرا دیا ہے ۔ یہ صرف حرف ق تک ہے اور اس میں بھی صرف فائم چالد پوری کا ادھورا ٹرجمہ ہے اس لیے شیفتہ کے اس حوالے کی تصدیق ممکن نہیں ہے۔

 تذكرة عبس التفائس: سراج الدين على خان آرزو، ورق ٩٩ ب، مخزول. تومي عجائب خالہ ، كراچي ـ

ہ. بجمع النقائس میں تنی اوحدی کے حوالے سے یہ الفاظ ملتے ہیں: ''زبان هندی و قارسی و ملمع و مرکب از نسانین که آن را ریخته گویند بسیار مروی ست و در پسد اشعار او بلند و پست بے شار است ـ اگرچہ پستش اندک پست است اما باندش بنایت بلند ."

هـ مير نمير : مراتبه بهد حسن عسكرى ، ص به يرم ، ماينامد ساق ، كراجي

ہـ ایلیٹ کے مضامین : ڈاکٹر جمیل جالبی ، ص ۱۹۳ ایجوکیشنل پیلیشنگ

باؤس ديلي ١٩٤٨ع -ے۔ عمدۂ منتخبہ : قواب اعظم الدولہ سرور ، مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروق ،

ص ۳۵۵ - ۱۵۵ ، دیلی یولیورسی ۱۳۱۱ع -٨- ذكر مير : بحد تتي مير ، مرتب عبدالحق ، ص ٥ ـ ٩ ، انجمن ترقى أردو ،

اورنگ آباد ۱۹۲۸ع -۱۰ انسان اور آدمی: څد حسن هسکری ، ص ۲۹۸ ، مکتبه ٔ جدید ، لایور

> - F190T ۵۹- السان آور آدمی : عد حسن عسکری ، س ۴۹-

- ۱۹ ایلیث کے مضامین ; ڈاکٹر جمیل جالیی ؛ ص ۱۸۸ ۱۸۹ ؛ ایجو گیشنل پہلیشنگ باؤس دیلی ۱۹۸۸ -
- ورد دستور الفصاحت: حكم مهد احمد على خان يكتا ، مرتبد امتياز على خان عرشي ، ص ه ۳ - پندوستان ابريس رامبور سم ۱۹ و ع -
- عرضی ، س ۱۵ بشدوستان ایراس را امهور ۱۳۳۹ م -۱۳ - ایلیٹ کے مضامین : ڈاکٹر جمیل جالبی ، مقدمہ ص ۲۹ - را اٹٹرز بک کلب ، کواچی ۱۹۷۱ م -
- عب، فراجی ۱۹۵۱ع -۱۳- لقد میر : ڈاگٹر سید عبداللہ ، ص ۲۰۰۸ ، آئیند ادب ، لاہور ۱۹۵۸ع -۱۵- سزامبر : (حصہ اول) اثر لکھنوی ، ص ۲٫۰ ، کتابی دلیا لینڈ ، دیلی
- ۱۵- سراسر : (حصد اون) الر دهنوی ، ص ۱۹۰ دنایی دنیا لیگد ، دیلی ۱۹۰۷ء -۱۹- ارسلو سے ابلیٹ تک : ڈاکٹر جمیل جالبی ، ص ۱۹۰، ، لیشنل یک
- ناولڈیشن ، کراچی ۱۹۵۵ع -۱ - دریائے نطاقت : الشاہ اللہ خان الشا ، مرتبہ عبدالحق ، ترجمہ برجموین
- ۱۸- تنفید اور تجربه : ڈاکٹر جمبل جالبی ، ص ۲۸۲ ۲۸۳ ، مشتاق یک ڈیو کراچی ۱۹۶2ع -
- ه و. دریائے لطافت : عن به ج . . ج. دریائے لطافت : (فارسی) ، ص جم ، سلسلہ انجین ترفی أردو ، الناظر پریس
- ۲۱- کلیات میر : مرتبه عبدالباری آسی ، لولکشور لکهنتی ۱۹۳۱ع ۲۳- کلیات میر : جلد اول و جلد دوم ، مطبوعه رام نراثن لال بینی مادهو ،
- الہ آباد مرورہ ع اس الدائین میں دو قطے در بوجو خواجہ سرا اور در تعریف العب بھی تفاقی ہے مشری کے ذایل میں شامل کو دیم کئے ہیں۔ تعریف العب بھی تفاقی ہے مشری کے ذایل میں شامل کو دیم کئے ہیں۔ آباد دو قطور کے علاوہ ایک مشتوی بھی شامل ہے لیکن یہ کسی مشوی کا آیک محمد سطوم ہوئی ہے۔
- ۳۳ ۳۳ ۲۵ ۳۹ یه مثنویال استویات میر بخط میر، سرتشید ڈاکٹر رام بابو سکسیته ، مطبوعه دهومی مل دهرم داس دیل ۱۹۵۹ ع میں بھی شامل ہیں ۔
- ع-- ذكر مير : بحد اتن مير ، مرتب عبدالحق ، ص مه- ، ع ، المبن ترق أردو اورتك آباد دكن ١٩٣٨م -

e -- مثنوی شعله شوق : از ص ۵٫۸ تا ۴٫۸۰ کلیات میر ، مطبوء کانج اوف

فورگ وایم ، پشتوستانی ابراس کمکته ۱۸۱۱ -. به "سیر کے دوران کے انتہ ترین قلبی استخر (استخر" میدر آباد دکنر) میں اس کا "انام شعاد" شوران اس میے . . . . رام بور کے استخر" کیابات میں میں بھی بی الم دوج ہے - اورد مشترین المال بند میں : ڈاکٹر کیان چند ، میں بمہ ، البین ارد اردو بند ، ملی گڑھ پدید ، علی گڑھ پدید ، علی گڑھ پدید ، علی گڑھ پدید ، علی گڑھ پدید ،

وجد معاصر يثنه عشاره وو عص م عالومين و وو وع -

بع. عيارستان: قاني عيدالودود : ص سرر : بشم عود اع -

۳۳- میر لتی میر : حیات اور شاعری ، خواجہ احمد فاروق ، ص , جم \_ , جم ، انجین ترق أردو (پند) علی گڑہ ج19 ء -

م٠٠ كلشن يند مرزا على لطف ، ص . ٢٠٠١ دارالاشاهت ينجاب ، لابور
 ١٩٠٦ م -

٣٥٠ علمي تقوف : ڈاکٹر نحلام مصطلقي خان ، ص ١٩٨ – ١٩٨ ، اعلمي کتب خاله ، کراچي 1٩٥٤ ع -

۱۹۰۹ - دنی کالج میگزان : (میر کمبر) مرتب نثار احمد فاروق ، ص ۲۵۵ - ۲۵۹ -دنی ۱۹۹۲ ع -

ے۔ عبارسیان : قانمی عبدالودود ، ص میں ، پشد ہے۔ وہ ، ع کلیات میر لسطہ' رامیور میں بھی ''شتوی در پجو بحد بنا'' کے الفاظ ملتے ہیں ۔ مقدمہ ددیان مع ، مرتبہ ڈاکٹر آکہ حمدی ، ص وہ ، سی لگ میں وہ م

دیوان میر : مرتبہ ڈاکٹر اکبر حیدی ، س ۹۹ ، سری لگر ۱۹۵۳ ع -۱۹۸۰ لگات الشعرا : ص ۹۵ - ۱۹۳۰ ایشآ : ص ۹۳ -

. ب. تذکرهٔ پندی : غلام پمدانی مصحفی ، ص ۱۳۹ ، انجمن ترقی أودو اورنگ آباد ۱۹۳۳ م -

وسے کلیات سودا ; (جلد دوم) ص سے ، تولکشور لکھنڈ جمہ وع ۔

جبہ کلیات میر : مرتشبہ عبدالباری آسی ، مقدمہ ص وہ ، اولکشور پریس لکھنٹر ۱۹۳۱ع ۔

وب كليات مير : (جلد دوم) ص و ه ۽ تا عدم ، رام ترائن لال بيني مادهو ، الد آياد ٢٠١٢ع اور ''مرائي مير'' مرائبہ سيد مسيح الزمان ، انجس عالمذ

أردو لكهنؤ ۱۹۵ اج -

جرم۔ کلیات میر کے شخاف اسخوں کے اتنافی مطابع ہے معلوم ہوتا ہے کہ میر کے یہ مرابے ، جو کلیات میر میں شامل بین ، صب کے سب میر کے نہیں بیں - آن مرابوں کو میر ہے منسوب کرنے سے پہلے بیٹنا تمانی کی شرورت تھی اور ہے - (ج - ج)

### اصل اقتباسات (فارسی)

047 00

AA. 15

" بسیار عزیزاں تلاش ِ تتبع زبان ِ او کردند نیکن به آن نیه رسیدند ۔''

الایے پسر عشق بورز - عشق است که دربن کارشانہ متمرف است - اگر عشق نمی بود نظم کل صورت نمی بست - بے عشق زادگی وبال است - دل باغتد عشق بودن کہال ست - عشق پسازد ،

عشق بسوزد . در عالم برچه بست ظهور عشق است ."

# مرزا مجد رفيع سودا

مراً فلا برائي مرائي ( ( ( ( ( الله م مرائي من الدوران) من مدين مي مواد ( ( ( ( الله من الله من الله من الله مي الله من الله

کمبی جاتی میں وہ مجھ سے جو اس ظائم نے جس طرح کی مرے اوقات میں ڈالی بل چل لا بٹھایا بجھے گھر بار چھڑا لشکر میں پسال سے چسوب تلسے اپنسے بغیر از پرتل

اس زائے میں ملاقر کا فریم انتظام درجم ہو جگا تھا اور اس بھے کی اسالت انتظام کرنے کا فرید اس بھی کے اے انتظام نور کرتے تھی۔
''ملس فیدر آمور'' میں میں موانا کے اس بھے کورکر کو 'حرک ی بدجی اتخال
''ملس فیدر آمور'' میں میں موانا کے اس بھے کورکر کو 'حرک ی دیدجی اتخال
آئی کہ انتظام موانا میائی میداور میں خلال کورکر کے ملاورت میں مسلمت کا بھید انتظام کو انتظام کی میں ان کے ملائی دو اس کی مطابق کے اسلام کا دی انتظام کو اس کی مطابق کے اسلام کی انتظام کی اسالت کا دی انتظام کے اس کا میں انتظام کی مطابق کے اسلام کا دیا گرفت کے انتظام کی میں انتظام کے ''میں میں انتظام کے ''میائی میں انتظام کی میں انتظام کی میں انتظام کی میں انتظام کے ''میں میں انتظام کی میں کی میں انتظام کی میں کی میں کی میں انتظام کی میں کی کی میں کی میں کی کی میں کی کی کی کی کی کر انتظام کی کی میں کی کی کر انتظام کی کی کر انتظام کی کر

مافق (وہ حوانا کا ہم حصر اور اصرائے طور ہے تھا) کے ایک نامی نامی رسائے ( (اگر سفانی امورشانی میں اس کا دوری ہوائی کی کسی اور فروری ہے ۔ بلیا مائی کا راصد تکامیا ہے ۔ '' ایکن ان دوری ہوائی کی کسی اور فرورے ہے ۔ میں اس کا میں اس کے دیاری اور کا برائی فرونا کا جو اس منطقے میں علومی ہیں۔ ایک ۔ ایک اس معاشرے میں جہانی فرونا کا دوری ہے اس میں اس کے دیاری اس کی تعاشر ہی دی گئی ہیں۔ وہمی تعاشر ہی دی گئی ہی جان میں تاہد ہی اس میں میں جو انکی میں میں جو دوراً کی اس معرفے میں جو دوراً کی اس معرفے میں کا فرانس کے میں اس کے میں اس کی میں کہ بی دی گئی ہی جو دوراً کی اس معرفے میں کا فرانس کے معاشر کا فرانس کی میں اس کی میں کی جو دوراً کی اس معرفے میں کہ میں کا میں کہ دوراً کی اس معرفے دوراً کی دوراً کی معرفے دوراً کی دوراً کی اس معرفے دوراً کی دوراً کی دوراً کی دوراً کی دوراً کی دوراً کی د

بھی تعت خان سے قرابت داری کی تردید ہوتی ہے:

 $\sum_{i} \sum_{j} ||i_{i}||_{j} \leq \sum_{i} ||i_{j}||_{j} \leq \sum_{i} ||i_{j}||_{j} \leq \sum_{j} ||i_{j}|$ 

### اے میر سجھیو مت مجلوب کو آوروں سا ہے وہ خلفہ سودا اور ایل بائر بھی ہے

ان شوابد سے یہ بات مادی آئی ہے ''کہ سردا کے 'کوئی اولاد 'دریتہ نہیں تھی اور اور کا خاتم میدر چنوب کو کو دائے کو بری کی طرح پروشل کایا سودا کا طالب پیانگلی میں ایک منظل مستقدم ہے جسمین آزاد کے دردا کا طالب پیمائلی میں درورہ دیا ہے۔'ا اور ان کا ساختہ ''دولی میرک رویا'' ہے جس میں کامی ہے کہ ایک خور کی درورہ میں کے انسان کی سے میں میں کا کہ ساجت کی میں ہے۔

نظمی کے ہم مدد ہوگی" ۔ "1 لظ سودا کے عدد رے برنے ہیں۔ سودا کے وفد رے برنے ہیں۔ سودا کی وفات 1914ء میں برق - اگر 30 اور میں کے سے اے ڈکال دنے جالی اور مہرا اور برنے ہیں جس میں 1910 کے سال کا ایک جم کرنے ہے سالر ولائٹ 1913ء مولا ہے۔ " عوان کے سال ولائٹ ہے را بہ دیا ہے۔" جو اس لیے غاظے بے کہ ایک اس چه ا" المسلح والد بر سرطا بالبرات قدا الل كلكر من نير ، يشك ان كل چها ، به مساك قائم كل القط العم برزگرار أول ماسب" عد واضع برائع به على في أو ابو المباسب " إن بها " كل كل كل مع به كل بالبر به البرك البرك أن المبارك الما أن كل المبارك المبا

میر حسن نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ "افتیر اکثر ان بزرگوار ک خدمت میں حاضر ہوتا ہے ۔ مجھ اور بہت سہربانی فرمانے ہیں ۔'' اور بتایا ہے کہ اان کی عمر ستر سال کی ہوگی۔ ۲۹۰ میر حسن نے یہ تذکرہ ۱۱۸۰ مارا ۵ - ، عداع میں شروع کیا ۔ " بہاں سوال یہ سامنے آتا ہے گہ میر حسن نے ۔ودا کا حال کے لکھا ؟ میر حسن فیض آباد میں رہتے تھے جو اس وقت نواب شجاع الدولہ (م سرم ذی قعد ۱۹۸۸ م جنوری ۱۹۷۵ع) کا دارالحکومت تھا۔ اس لیے ظاہر ہے کہ سودا کی غدبت میں "اکثر" حاضر ہونے کا سلسلہ بھی فیض آباد میں فائم تھا ۔ سودا شجاع الدولہ کے دور حکومت میں فرخ آباد سے ، جہاں وہ صهریان خان رالد کے متوسل تھے ، فیض آباد آئے۔ لجھمی لرائن شفیق نے ایک خطکا ڈکر کیا ہے جو سودا نے فرخ آباد سے دکن بھیجا تھا ۔ شفیق کے الفاظ یہ ہے۔۔"اس تذکرے کے لکھنے کے بعد ایک خط غرہ ربع الآغر ۱۱۸۳ کو اولاد بد عان دکا بلکرامی کے نام فرخآباد سے دکن بھیجا ۔" اس عط سے معلوم ہوا کہ سودا ربیع الآخر ۱۱۸۳ م/اگست ۲۰۵، ع لک فرخ آباد میں تھے ۔ سودا نے ایک مثنوی ادر تعریف دیوان و اشعار مهر بان غاں رند" لکھی ہے جس میں "دیوان راد" کی تعریف کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ سوز سا انسان بھر میں ملے گا۔ اس کو پر طرح تحنیت جالنا چاہیے اور یہ بھی مشورہ دیا :

کیے می رام موں کسی کے ساتھ پنجھی بھڑکے موٹے اد آویں ہاتھ

آخری دو شعر یه بین :

بہونی رخصت کا میرے عبھ کو سلام کر چکا میں دعا یہ ختم کلام رہیو جوں آفتاب عالم تاب حشر تک زیر سسایسه تؤاب ان اشعار میں سلام رخصت بھی ہے اور سہربان خان رند کے لیے زیر سایہ اواب (اسد خان بنگش) رہنے کی دعا بھی کی ہے۔ آخری شعر سے واضح ہے کہ الواب احمد خال بتكش (م شعبان ١٨٥ ، ه/ نومبر ١٨٥ ٤ ع) اس وقت زلده تهي -اس سے اس بات کا پتا چلا کہ سودا لواب احمد غال بنگش کی زندگی ہی میں فرخ آباد سے فیض آباد آ گئے تھے ۔ جیسا کہ شفیق کے محولہ بالا خط کے حوالے ے معلوم ہوا، ربع الآخر عمر، ما/اگست مدروع میں سودا فرخ آباد میں تھے -١١٨٥ م/١٥١١ع مين سودا كے فيض آباد سين ہونے كا پتا ايك اور ذريعے سے چلتا ہے۔ مصحفی نے تذکرہ ہندی ۳۲ میں ٹواب بجد یار خال امیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ حکیم کبیر سنبلی کی ترغیب پر نواب موصوف کو بھی شاعری سے دلچسیں پیدا ہو گئی ۔ انھوں نے میر سوز اور میرزا رفیم سودا کو خط لکھر لیکن وہ ند آ سکے ۔ آخرکار قائم چاند ہوری نے ، جو اس وقت بسولی میں تھر ، ثالله آکر شرف ماززمت حاصل کیا . وبان خود مصحفی بھی حاضران عملس میں تھے۔ لیکن جب شاہ عالم ثانی کو ساتھ لے کر مرہٹوں نے سکر تال میں ضابطہ خاں پر چڑھائی کی اور ضابطہ خان شکست کیا کر بھاگ گیا تو مہینوں نے ٹائلہ اور روبیل کھنڈ کے دوسرے علاقوں کی ایشٹ سے ایشٹ بجا دی ۔ لواب بجد پار خاں امیر ک یہ محفل بھی برہم ہوگئی - مصحفی بھی یہاں سے لکھنڈ چلے آئے ۔ مصحفی ك الفاظ يد بين "اقتير اس حادثه" جالكاه مين لكهنؤ بينج كيا تها اور ايك سال کے بعد شاہجہان آباد کیا ۔۲۳۲ سکرتال میں یہ جنگ و، ذی قعد ۱۱۸۵ھ/ ت فروری عدد مول مولی . ذی قعد مجری مال کا گیارهوان سمیند ہے . گویا مصحفی ۱۸۵۵ ه کے آخر میں ثاقلہ سے لکلے اور اودہ چنچے اور ایک سال بعد دہلی آ گئے ۔ اسی زمانے میں ان کی ملاقات سودا سے ہوئی ۔ مصحفی کے الناظ يہ بيں :

"القدير ، لواب شجاع الدوله بهادر کے عہد میں ایک روز شرف دیدار کے لیے اس بزرگ (سودا) کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ۔"۳۳

اس ہے اس بات کا گیوت سلا کہ ۱۹۵۵م اور اور میں سودا لیش آباد میں کے اس میں المام کے اور میں المام کے اللہ میں ۱۹۵۸م کی دیا ہے۔ قائل رامیوری کا خیال ہے کہ "سودا کا تیام نوخ آباد میں ۱۹۵۸م لک رہا اور غالباً اس نے آغاز ۱۹۸۵م میں سفر لیش آباد کیا ۳۵۳ اس وقت سودا

نواب شجاع الدواد کی سرکار میں "بد وسیلہ" فن شاعری ۳۹٬۰ سرفراز تھے ۔ اب سودا کے قرخ آباد جھوڑنے اور فیش آباد آنے کے زمانے کے تعین کے بعد ہم اس سوال کی طرف واپس آتے ہیں کہ میر حسن نے اپنے تذکرے میں سودا کی عبر . ي سال محب بتائي ؟ ١١٨٠ه/١١١ - ١١٢٠ع سين مير حسن نے اپنے تذكرے يو كام شروع كيا -٣٤ پيلے الهوں نے ان شعرا كے حالات لكھے٢٠ جو گزر چکے ٹھے یا جو اودہ میں نہیں تھے ، جیسے مرڈا مظہر جان جاتاں ۔٣٩ لیکن ان شعرا کے حالات جو ڈلدہ تھے اور اودھ میں موجود تھے ۱۱۸۳ھ میں نہیں بلکہ بعد میں لکھے جن میں سودا بھی شامل تھے۔ میر حسن نے سودا کے عالات میں "اکثر" خاضر غدمت ہونے کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا یہ سلسلہ مسلسل رہا اور سودا کے حالات انھوں نے خود سودا سے اوجه کو درج کیے۔ میر حسن کے تذکرے کا چلا مسودہ ۱۱۸۸ = ۱۷۷۴ - ۱۷۲۳ع میں مکمل ہوا۔" اس کے بعد انھوں نے اس پر نظر ثانی کی اور اضائے کیے۔ ١١٨٨ تک اس مين شعرا کي تعداد ١٩٥ تهي -٣١ ١٩٦ ه/١١٩٨ مين اس تعداد بڑھ کر ہے . ۳ ہو گئی ۔ ۳ ، ۱۱۸۸ ھ کے اسطے میں سودا کی عمر درج نہیں ہے لیکن نظر ثانی و اضافہ شدہ نسخے سیں سودا کی عمر . \_ سال لکھی ہے۔ گویا ۱۱۸۸ه میں جب میر حسن نے اپنے تذکرے پر نظر آتانی شروع کی ٹو سودا کے حالات میں ''سن شریف بہ ہفتاد رسیدہ باشد'' کے الفاظ کا افاقہ کیا اور سودا سے غزل پر اصلاح لینے کی بات اکال دی ۔ اس سے یہ بات واضع ہوئی الله ۱۹۸۸ ه مین سودا کی عبر . ي سال تهي - اب اگر ۱۱۸۸ مين سے . م لکال دیے جائیں تو سودا کا سال ِ ولادت ۱۹۱۸ ہتا ہے ۔ اس کی تصدیق ایک اور ذریعے سے بھی ہوتی ہے۔ قاشی عبدالودود نے تنش علی کے تذکرے "لاغ معانی" (١١١٨ه/١٦ - ٢٠١١ع) كه حوالي سے لكھا ہے ك، اس وقت انتش علی نے ، جن کے سودا سے ذاتی مراسم تھے ، سودا کی عمر کے بارے سیں ''بہ پنجاء و پنج (۵۵) رسیدہ''۲ کے الناظ لکھے ہیں۔ قاضی عبدالودود نے یہ بھی لکھا ہے کہ "میرا تیاس ہے کہ سودا کا ترجمہ سے اوھ میں لکھا گیا ہوگا۔"" اس حماب سے بھی اگر سرورو میں سے 66 لکال دیے جائیں تو ۱۱۱۹ آتا ہے اور چونکہ ۵۵ وان سال جل رہا ہے اور حساب میں شامل ہے اس لیے سال پیدائش ۱۱۱۸ م بوتا ہے ۔ تعلقات و مراسم کے پیش نظر یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ نقش علی نے ۵۵ سال کی عمر سودا ہے دربانت کرکے اکمی ہوگی ۔ ان شواہد کی روشنی میں اب سودا کا سال ولادت ۱۱۱۸٪ مارد - ۱۵۰۰ متمین ہو جاتا ہے ۔ سودا نے ، میر کے برخاری ، پہلے نارسی میں شاعری شروع کی اور اس کے

سودا نے، میر کے برخلاف، پہلے نارسی میں شاعری شروع کی اور اس کے بعد خان آرزو کے 'کہنے پر آردو کی طرف متوجد ہوئے۔ عاشتی عظیم آبادی نے انکہا ہے :

" آموزادین ملی کدر سے ایسا میں اللہ برائی کی طور الباس ایا اور اسرائی میں اللہ میں آور کے طور الباس ایا اور اسرائی کی باشد ان آرور کے دیسائی آرور کے دیسائی اللہ برائی الباس میں جب اللہ بیٹ اور ایران کا بادی ایسائی ہے۔
"کہ ایسائی کا اللہ بیٹ اور الباس کی اللہ بیٹ اور اللہ کی میں اللہ بیٹ اور اللہ کی میں اللہ بیٹ کہا ہے۔
میں کا کی جاری و لیمائی کیسائی ک

اس بات کی مزید تصدیقی شود سودا کے اس قطع <sup>۳۳</sup> سے بھی ہوئی ہے جس میں سودا نے زختہ میں شاہری کی طرف متوجہ ہونے کے وہی اسباب بیان کمیے ہیں جو عاشقی نے دیے ہیں:

 کہاں تک ان کی زباں تو درست یولے کا زبانت اپنی میں تو باندہ منی رنگیں

سودا میں شعر گوئی کی غیر معمولی صلاحیت تھی ۔ جیسے ہی وہ فارسی ے اُردو کی طرف آئے ان کے جوہر چنک اٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی شاعری کی شہرت دلی سے ٹکل کر دور دراؤ ٹک بھیلنے لگی۔ سیر نے جب اپنا تذکرہ نکات الشعرا ۱۹۹۵م/۱۵۱۱ع میں مکمل کیا تو لکھا کہ "اس کی قکر عالی کے سامنے طبع عالی شرمندہ ہے ، ریختہ کا شاعر ہے اور اس اعتبار سے ملک الشعرائے ریختہ کہنا چاہیے ۔"" اس وقت بتبری کی شہرت عروج پر تھی اور وہ حالہ ' مظہر سے ٹعلق رکھتے تھے ۔ میر و سودا آرزو کے حاتے سے تعلق وکہتے تھے۔ میر نے سودا کو یقین کے مقابلے پر کھڑا کرکے یہ بھی لکھ دیا گے۔ الھیں ملک الشعرا گہنا چاہیے۔ یہ بات میر کی گروہ بندی کا حصہ تھی ۔ گردبزی نے ، جو مرزا مظہر کے حلنے سے وابستہ تھے، اپنے تذکر ہے میں اس قسم کی گوئی بات نہیں لکھی لیکن شاگرد سودا قائم نے اس پر اور هاشيه چڑهايا اور لکھا که "قامدار يادشاہوں کی قبوليت اور عالی سرتبت سلاطين کا تقرب اسے حاصل ہوا۔ بالفعل ملک الشعرا کے خطاب کا ، جو شاعروں کا بلند درجه ہے ، اعزاز و امتیاز رکھتا ہے۔'' · à قائم نے ''سلوک نامدار و سلاطین عالی مقدار'' کے الفاظ استعال کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ سودا کو السي بادشاء نے یہ عطاب دیا تھا لیکن اکسی کا نام نہیں الکھا۔ شورش عظم آبادی (م شعبان ۱۹۵ م/جولائی ۱۸۵۱ع) ا ۵ نے اپنے تذکرے "بادگار دوستان روزگار ۲۰۰ ه میں کمیں ملک الشعرا نہیں لکھا بلکہ صرف یہ لکھا ہے الله اگر انہیں وغتہ گویوں کا ملک الشعرا غیال کیا جائے تو جائز ہے اور اگر

تادر الکلاسی کی وجه سے اہل ادب انھیں ملک الشعرا کمیتے تھے ۔ شاعری کے علاوہ سودا کو گئے پالنے اور موسیقی کا بھی شوق تھا ۔

کے ایس کا طاق الیوں دل میں میں گیا اور ایس آباد و اکتابات میں میں باد میں اس کے درائی الیوں کی اس کے اس بدک اللہ الیسے کہ درسکا الیسے کہ درسکا اس کے اس بدک اللہ کی درست کیا ہے۔ اس کا میں اس کے اس

 اس کے ساتھ چلے گئے ۔ عاد الملک اس وقت ملکی سیاست سے الگ ہو کر ایک طرح سے جلا وطنی کے دن گزار رہا تھا اور حودا کی مصاحبت اور اپنے علم و ادب کا شوق پورا کرنے کے لیے اس کے پاس وقت بھی تھا ۔ ۱۱۲ مرام ۱۱۵۹ میں سودا کے دہلی سے چلے جائے کا ایک بالواسطہ ثبوت یہ بھی ہے گہ شاہ حاتم نے شودا کی زمیتوں میں جو غزایں کہی ہیں ان میں ۱۱۵۰ ، ۱۱۵۹ ، ۱۱۹۲ ، هدا ؛ ددا ؛ عدا ؛ مداد ؛ وداد ؛ الد الد عداد ك سين ملتے ہیں ۔ اس سلسلے کی آخری غزل ۱۱۷۲ کی ہے اور اس کے اکیس سال بعد ایک غزل ۱۱۹۳ کی ماتی ہے جب سودا لکھنؤ میں اھے - ۱۱،۲۹/ ١٢ - ١٤٦٢ ع مين جب تواب عجاع الدولد ن شاه عالم كو سات لي كر فرخ آباد پر حملہ کیا اور احمد خان بنگش نے عاد الماک کو مدد کے لیے خط لکھا تو سودا عاد الملک کے ساتھ فرع آباد چنھے اور وہاں سہربازے تحال رالد نے عاد الملک سے سودا کو مانگ لیا ۔ ١١١٥م/١٢ - ١٢١٦ع ميں فرخ آباد ميں سودا کی موجودگ کا پتا اگیس اشعار پر مشتمل اس قطعه ا ارخ سے بھی چلتا ہے جو سودا نے سہربان خاں رلد کی شادی کے سوقع پر گئبا تھا اور جس کے آخری دو شعر په بين :

جب اس شادی کو اس شاعر نے دیکھا جہاں میں وہ جو ہے رشک الوری کا کیں اے سہرہائی صاحب یہ تاریخ "اہوا ہے وصل ماہ و مشتری کا"ا

(41147)

١١١٦ عند ١١٨٢ ( ١٢٦١ - ١٢٦١ع ) تک سودا فرخ آباد مين رب - ١١٨٣ اور هم١٩٠ (١٢٦٩ - ١١١١ع) ك درميان قيض آباد آكر شجاع الدولد ك دربار سے منسلک ہو گئے ۔ ابواب نے دو سو رویبہ مایانہ تنخواہ مقرر کرکے خلعت م سرقراز کیا م<sup>77</sup> شجاع الدولہ کی وفات (ڈی قعد ۱۱۸۸\*/جنوری 2220ع) کے بعد آصف الدولہ نے بھی سودا کی تنخواہ بمال رکھی ۔ ۲۳ لیکن جب باقاعدگی سے تنخواہ ملنے میں پریشانی کا سامنا ہوا تو سودا نے ایک منظوم عرضی پیش کی جس میں درخواست کی :

دیمات جو ہیں مصرف مطبخ کے اس میں ہے اس تقدی کے عوض ہو بجھے صحنک طعام

آمف الدولد نے چھ ہزار سالیالہ کی جاگیر مقرر کر دی ۔ ۲۳ آمف الدولہ قبض آباد

ہے لکھیڈ منتثل ہوئے او صودا نھی بین آ گئے اور بین آسوں کی فسل میں آم گھائے ہے ادار ڈکر سے رجب مہورہ (مرح جوٹ بدھ مع) گو وفات ایالی اور آغا ایالر کے امام باڑے میں دان ہوئے ۔ ۲۰ فیصلی ارائن شماری نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا :

فیشہ تائج فات تیا : اکٹونٹ کے ایسے میزائٹ رابع چوٹھی رہیں کی ، جان میں گزرے جب کل ۔ . . گا ہوگ تائج ہائے سودا جہانے میں گزرے میرم کے مینے میں جب معمض میں گی ٹیر اگر اور میر فضر الدین ماہر کا قدلت تائج وقات لوج ، طار پر دیکھا ، جی میں تعمید خلال اعتباد تھا ، تو ایک

قطعہ لکھا جس سے ۱۹۰۵م ۱۸۰۱م پرآمد پرنے ہیں۔ آخری شعر یہ ہے : تاریخ رسٹش بغز آورد مصعفی سعوداکیجا و آن مسان نظریب او ۱۳ وہاں کے وقت سودا کی شہرت کا سورچ لعف التار پر تھا۔ ان کے دیوان کے وہاں کے وقت سودا کی شعام جین بھارت کے اس حکمت سے کہ گشش اور کلام کی ترکی نے الدین اس دور کا ایک ایسا عظم شامر بنا دیا تھا ہس نے آردو زبان

ی نوبی نے انہیں اس دور ہ ایسے ایسے تعلیم صفر پیا دیا تھ جس کے اردو زبان کو اپنی زندگی میں ارتقا کی گئی منزلیں طے گرا دی تھیں ۔ سودا اپنے دوسرے معاصرین کے مقابلے میں اپنے دور کے زیادہ کمالندے

سودہ اور فوطرے معمول کے فاتیر میں اپنے دور کے وور کے وورات ٹیے ، بسر کے دوراف سردان اسرائے ہوئے معلول میں موران الم اسرائے دور مودا زرنگل بسر کرنے کا بورا بالمب و کانتے تھے ، افرانگ نویب کی وات اور مودا کی پیشائل ایک میں سال کے واتات ہی ، وارنگ نویب کے سبر مرکبی ہوا رہ مودا کے مشتم ہوا کہ ان کے انتظام فرون کا کہ اندی ہو کہ میں باس کے بیٹے تھے کہ ایک میں کانے اپنے کانے انٹر کو کہ اندی ہور کی طرح کیجی تکی یا افادی کا انسان نویں ہوا ۔ اپ کے مریخ کے مدیر کو کم کیک

یارباشی میں آڑا دیا ۔ تجارت کی حالت بھی اس زمانے میں خراب تھی : ادا مان میں آڑا دیا ۔ تجارت کی حالت بھی اس زمانے میں خراب تھی :

سوداگری کیجے تو ہے اس میں یہ مشقت دکھن میں بکے وہ جو خرید صفیاں ہے

مودا کو مزایاً ویسے بھی تجارت ہے کوئی انگاؤ امر تھا، کچھ دن لشکر میں رہے لکن اس ایسے کی مالت میں خیاب نہیں ہے اس مور کا مطاور الیہ انھا ع الشمیدیوں کی مالت میں کے بات ہے " ہے گاہ ہے" ہے۔ ملتی تیوں۔ مودا نے ان مالات کا مشاہدہ کیا اور اپنی شامری کا موضوع بتایا۔ ان کی تامیری کے مخلف میں کو موراک کرم ہم اس دور کا واضع تمتہ بنا کے بی سے مودا نے اس کیسہ براترت و معاشرہ میں گوار دورہ وہ ایک کیابات

مصاحب اور دلچسپ ثدیم تھے ۔ آداب ِ مبلس سے اس طرح والف کہ جس دربار سے وابستہ ہوئے اپنی جگہ بنا لیتے ۔ ان کے مزاج میں ہمیں گھٹن کا احساس نہیں ہوتا ۔ کسی تذکرہ نگاو نے ان کے غرور و آخوت کا ڈکر نہیں کیا بلکہ ان کی خوش خلقی ، دوست نوازی اور گرمجوشی کی تعریف کی ہے . سیر نے ، جنہیں چند لفظوں میں شخصیت کی تصویر أثارنے میں سہارت عاصل تھی ، سودا کے اارے میں لکھا کہ "جوالیست خوش خلق ، خوش خوٹے ، گرم جوش ، · یار باش ، شگفتہ روئے۔ انعام گردیزی نے سودا کے انعاز گفتگو کی تعریف کی ہے۔ ٢٨ صاحب "مسرت افزا" نے ان كي شير بن زباتي اور ظريف الطبع ہونے كى تعریف کی ہے۔ ٦٩ معاصرين کے ان تاثرات سے سودا کے مزاج و سيرت کی ايک وانبع تصویر اُبھرتی ہے ۔ خوش خلتی ، گرم جوشی ، ہنستا ہوا چہرہ ، شیرین زبانی ، یار باشی اور ظرافت وہ خوبیاں بین جو سوداکو اپنے دورکی ایک دلکش شخصیت بنا دیتی ہیں ۔ وہ جہاں جاتے ہیں مقبول و محبوب ہو جاتے۔ ساری پنجو گوئی کے باوجود عاجزی و الکساری ان کے مزاج کا حصہ تھی۔ 'عبرت الفاظين' ميں ايک جگہ سودا نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ان کے ڈین و تربیت کا پتا چلتا ہے۔ ''وہ شخص جو بہت کجھ ہے اور خود کو کم سجھتا ہے ، دراصل بہت کچھ ہے اور وہ شخص جو کم ہے مگر خود کو بہت کچھ سجهتا ہے یا خود سر ہے ، وہ ڈلیل ہو جاتا ہے ۔ آدمی کو چاہے کہ اپنے اوقات اخلاق کی تربیت و تیذیب میں صرف کرے۔ " مفل میں بیٹھتر تو ایسی دلھسپ باتیں کرنے کہ اہل ممثل کا دل موہ لیتے :

ہر بات ہے لطیفہ و ہر اک سخت ہے رسز

رزان نے گاسارہ و پر دم افیادولیاں میں دردانی پودیات سودا کے مطابع سے اس میں دودائی پودیات میں دودائیک وردوخ اور فیصل میں دودائیک میں بھی بھی اس کے اس کے اس کی درخانی اس میں لیکن بھیو گوئی میں بھی مودائی میں اس میں کار جاتا کا اس میں کار جاتا اس میں میں دودائی میں اس میں کار جاتا کا در حالیا میں اس میں کی ایسی مالی کرنے کہ کہ زائدگی میں دو ادھر کا بح آب کر کار دو ادھر کا بحق آب کر دو ادھر کا بحق آب کر دو ادھر کا بحق آب کر کار دو ادھر کار دو ادھر

کن نے اسے خریدا ہے دام و درم کے ساتھ (سودا) میر اور سودا دونوں گروم آرزو کے شعرا سے تعلق رکھتے تھے ۔ دیوان ِ اول میں کم از کم تین جگہ میر نے ۔ودا کا ذکر کیا ہے جس میں ہے ایک شمر میں سودا پر سخت چوٹ کی ہے :

طرف ہونا مرا سٹکل ہے میر اس شعر کے نن میں بویں ۔ودا کربھو ہوتا ہے سو جابل ہے کیا جائے

میر نے سودا کو جاہل گھہ کر سخت حملہ گیا تھا لیکن سودا نے جس غزل میر نے سودا کو جاہل گھہ کر سخت حملہ گیا تھا لیکن سودا نے جس غزل مرف النا کہا : مرف النا کہا :

> نہ پڑھیو یہ غزل سودا تو پرگز میر کے آگے وہ ان طرزوں سے کیا واقف وہ یہ الداز کیا سمجھے

یہ جو گھرہ نظم واقع عالم بن نزیر ایراد میں صاحب ہے اور فرق اور ہے میر کی اصلاح اوک کہتے بین سہو کااب ہے سودا کے طراح کا الدازہ آس فاصد بند عزل ہے میں ہوتا ہے جس میں سودا نے کاکھا ہے کہ ایک دوسرے کے شہر معنی اور اعتراض تو کیا ہی جاتا ہے لیکن یہ لاڑتہ نین کہ اس کے ساتھ اگرچیاں کیر جبکہ، جس کی جائے :

یک دگر برنا ہی ہے سام سطن پر اعتراض اس بہ کیا لازم جو کیجے ہو گریباں گیر جنگ ایک ارب بین ہے آگا سودا کے آگے بڑھنے شعر واسطے اتنے کہ نا کیجے بہ ایس توریر جنگ میں تو ہوں شاعر عرب اور آپ یں ششیر جنگ میں تو ہوں شاعر عرب اور آپ یں ششیر جنگ وصی اور والت مراسم کا خیال سودا کی منخصرت کا کابان بهاد تمام . ورد ا دلی جوون کران کے دوران کے دائی اور دولیا ہے اگر در اکیام چل آخر تم الیوں کے دائی تر الدول بر خیال دولیا کی دولت کے دائیا میں ان کی دولت کے اللہ بین ایکا تاقیہ دولت اللہ کرانا کے اس کے دولت المبابات کی خیروت کے اللہ بین ایکا تاقیہ دولت کے اللہ بین ان کا کہا کہ اس کا می کار کی دولت کے دولت میں میں میں ایک اور فقع میں میں اس کے اس کے انکار المبابات کی کار کے دیں کہ جب ہے کیکٹر ایام الیوں میں میں کے اللہ میں کیل کی دولت میں کوئل المد ویالا میں کیل آثا اور فائل خور دیر میام میں کے اللہ میں میں انکار کے اس کا میں کیا تہ کی بین کہ کیا ہے کی کہا

ہمیں کے آئی ہے شہر گربب جس دن سے
کہو اٹھوں کی طرف سے ند نامہ و پیغام
علی الطعمیرس تقافل کو میر صاحب کے
کہوں میں کس ہے کہ پاومت آغاد تمام
لکھا لہ پرچہ کاغذ بھی اٹی منت میس
کم نے قراروں کو تا ہووے دوجیل آرام

سوار کام وکاملاً افر منظم کے السان تھے ۔ بن داری اور فرانسٹ کے ان کے گرا کے کاملائی کے دیں جائے مالان کا ان کے گرا کے کاملائی کے دیں میکنول کو کی بدائی میکنول کی کرنے میں کاملائی کو کرنے کی کاملائی کی کرمائی کی کاملائی کی کرمائی کی کاملائی کی کرمائی کرمائی کی کرمائی کرمائی کرمائی کرمائی کی کرمائی کی کرمائی کی کرمائی کرما

ووں گئے : میرکا مکھےڑا ہی نے تھے گل زابق سا ہے پہلے بھی اس کا جو میں دیکھا سو گچھ بھنبق سا ہے

ماشرین محفل کے متا او پستے پاستے لوٹ پوٹ ہوگئے ۔ میں کے چارے دلیے پہلے لیکن خاکسار ان و توقع کے ادمی تھے۔ ابڑی میں توقد بھی تکلی ہوئی تھی۔ پہلے تو خاکسار مجوجے ہی نہیں لیکن جب بیشمی کا خلسلہ جاری وہا اور ان کو محسوس ہوا کد یہ سب تو خود ان پر پنس رہے ہیں تو مفاطات بختے ہوئے اپنا محسوس ہوا کد یہ سب تو خود ان پر پنس رہے ہیں تو مفاطات بختے ہوئے اپنا فضل علی دانا میان مضمون کے شاگرد تھے ۔ پولی کے موسم میں بھد تنی میر کے مشاعرے بھی ، جو ہر سینے کی اینارہ تازع کلو ان کے گھر پر پوتا تھا ، جاہ چارد اوارے تشریف لاکے ۔ ان کا رنگ کھرا کالا تھا اور انتی ہی جاہ ڈاؤس تھی ۔ جیسے میں مودا نے انھیں دیکھا ہے ماتھ کہا ہے۔

۔ جیسے ہی سودا ہے انھیں دیمھ سے ساختہ کہا : ع یارو ہولی کا ربچہ آیا "'

قاسم نے لکھا ہے6ء کہ شیخ تائم ملی ، معلمی جن کا بیشہ اور اثاوہ جن کا طرق تھا، بائین کے بیٹر مقول نبی خان مقبول کی وساطن سے سودا سے ملئے کے ایے فرخ آناد بینچر اور چند غزایں مثانیں ۔ سودا کی رک ظرافت بھڑکی آئھی ۔ کی البذیب یہ شعر بڑھا :

### ہے نیض سے کس کے یہ نخل ان کا بار دار اس واسطے کیسے سے تخلص اسسدوار

ے چارے شیخ نانم علی یہ شعر سن کار شرمندہ ہوئے اور شاگردی کا اواد. ترک کرکے وابس ہوگئے - اینا تفلص آمیدوار کے بجائے تائم کر لیا اور ساری عمرکسی کو استاد بنانے کا خیال نہیں کیا ۔

رسم ہے تو کہ پیارے سر تیغ تلے دھر دے یہ ہم سے ہی ہوتا ہے ہر کارے و ہر مردے

یہ ہم ہے ہی ہوتا ہے ہر کارے و ہر مردے (سودا) اس کے برابر یہ مطلح لکھ دیا : سودا نے اٹھیا چونڑ جب پیناد دییا بھڑ دے یہ اس سے ہی ہوتا ہے بر کارے و پر مردے^2

الهي مير ضاحك كا بيثا مير حسن جب بهي سوداكي خدمت مين حاشر بوا ، مودا اس سے ہمیشہ غندہ پیشانی سے ملے - میر حسن نے اپنے تذکر سے میں خود لکھا ے گہ ''ایسیار کرم می فرماید'' ۔٤٤ یہ سودا کا مزاج تھا جو میر کے مزاج سے مختلف تها ـ سودا کے کردار میں ہمیں توازن اور تحمل و بردباری کا احساس ہوتا ہے اور ''آب حیات'' کی تصویر یک رخی معلوم ہوتی ہے ۔ وہ ٹاراض ہوتا بھی جاتتے تھے اور خوش ہوا! بھی ۔ کتے پالنے کا شوق اور موسیق سے لگاؤ بھی ان کی اس شکفته مزاجی کو واضح کرنا ہے . ہر صاحب تفییل کی طرح ان کے گردار میں پیچیدگی ضرور آھی اور ایسے واقعات بھی سامنے آتے ہیں جن کو دیکھ کر ہم الھیں مجموعہ اضداد کہہ سکتے ہیں لیکن بمیثیت مجموعی باہر کی دلیا ہے ان کا گہرا رشتہ قائم رہنا ہے۔ وہ دلیا میں رہنا اور لباہ کرنا جائے ہیں جو ایک عملی اور 'بیروں ہیں' انسان کی خصوصیت ہے ۔ وہ نہ صوق ہیں اور نہ غم پستد بلکہ یمی بیروں بنی ان میں نشاطیہ پہلوؤں کو ابھارتی ہے اور ان میں زندگی کا واولہ پیدا کرتی ہے ۔ ان کے لمجے کی بلند آمنگی ، ان کی سرمستی اور الشاطية كيفيت اسي مزاج كا تتيجه به - ان كي شاعري بهي ان كي شخصيت ك الهي اثرات سے معمور ہے ۔ ان كي شخصيت ايك شاعر كي شخصيت ہے اور ان کی شاعری ان کی شخصیت کی آئیتہ دار ہے۔

ساف مرا ہے مقابل مرے منف کے میں

موداکی تصالیف کو ہم دو حصول میں تقسیم کر سکتے ہیں \_\_ تصالیف تاتر اور تصالیف للم \_ تصالیف ناتر میں (۱) مثنوی سیل بدایت کا أردو دیباچه. (م) متدوی 'دبرت النافلین' کا فارسی دیباچه - (م) شعد، عشق ، آودو نئر - (م) فلاکرد شعرا شدل پین - اور تصالیفر نظم مین (۵) دیواشی غزارت آودو - (م) دیواش تصالد ، پچوبات و مراثی وغیر، اور (۵) دیواش فلارس شدل پین -

"سیل براند" می مواند" می دول که قد تن کے الکہ خام اور اکام در تھی کے اللہ میں انسان کی ہے ہو موسی و المنظوم کے تشاہی کی ہے ہو موسی و کا مناظم کے تشاہی کی ہے ہو موسی و کا اللہ ہے اللہ کی الکی کی دول سید یہ تھی کا اللہ بنا تھی کہ اللہ کی الکی دول کے درائے میں انسان کی حرائے اللہ میں انسان کی حرائے میں ان کر دول ہے اللہ ہوائے کے ادوان اللہ میں بنائے ہے کہ اللہ میں بنائے ہے کہ میں میں دول ہے دول کے دول کی دول کے دو

اور سودا کا مرئیست سن کر چپ بي ره جاؤل بول مين سر ادهن کر کیسی می طرح کوئ اس کی بنائے لیکن اس پر کبھو لد روال آئے اس کا جواب سودا نے یہ دیا کہ یہ سج ہے کہ عجمے مراثمے کا ایسا ڈھب نہیں آتا جسے سب من کر روثیں ، البته میر صاحب ! میں آپ کے مرثبوں کا قائل ہوں جن سے عوام کا دل خون ہے ، جن اور 'جما اور 'بدعو شام سے صبح لک سيد کوٹتے ہیں ، لیکن افسوس کی بات یہ ہے گد جن مرثبوں پر "بدھو 'جمّا روتے ہیں ان كے معنى بجھ سے حل نبين ہوتے - اس كے بعد پہلے "سلام" كا ، معنى و بيان اور بحر و وزن کے اعتبار ہے ، تجزید کیا ہے اور بھر اس الداڑ سے مراثبے کا تجزید کیا ہے - متن کے عنوان کے تحت پلے وہ عد اتنی تنی کے اشعار دیتے ہیں اور پھر شرح کے عنوان کے تحت لفظی ، معنوی اور عروضی اعتراضات کرتے ہیں ۔ مرأتے کے متالوم تجزیے سے پہلے سودا نے اُردو زبان میں ایک مختصر دبیاچہ بھی لکھا ہے جس میں سودا نے بتایا ہے کہ چالیس برس سے ان کا کلام اہل مئر کے زیسر گوش ہے۔ مرابے کا فن یہ ہے کہ مضمون واحدکو ہزار رنگ میں معنی سے ربط پیدا کرے - اس لیے ضروری ہے کہ اس بات کو نظر میں رکھ کو مرثید کہا جائے ، ند کد صرف عوام کو رلانے کے لیے مرثید کہا جائے۔ "سبيل بدايت" اس وقت لكهي كئي جب سودا اور بد اتى مرئيه كو دولون فيض آباد میں تھے۔ یہ بات واضع رہے کہ میر بد تئی مرثیہ گو اور بد تئی میر دولوں

الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ سودا کی ٹتر کی ایمیت بد ہے کہ یہ ایک ایسے دور میں لکھی گئی جب اُردو ٹتر لکھنے کا رواج چت کم تھا۔ میسل بدایت کے دیباچے کی اُردو ٹٹر کا مطالعہ ہم ''اُردو ٹٹر'' کے ڈیل میں آئندہ صفعات میں کریں گے۔ کریں گے۔

رس کے الفائدی "فارس ڈنر میں ہو رسائے چہ وہ دورا نے میززا فائم مکن 
(م عدم ع ۱۹۰۶م) در الفائد الدرم ع) کے جواب میں لگایا دیہ رسائد 
(م عدم ع ۱۹۰۶م) در الفائد الدرم عالی کی جواب میں لگایا دیہ درسائد 
ان الفائد کے قان میں جہیں جرزا فائم کے فائرات کردا بھا۔ جسری اصل 
اس اصلاح کے بان میں جہیں جرزا فائم کیان کے اسائد کے اصافرا پرس کی فیمی 
چونی اسان ان المسائر کے بان میں میں پر انقر میکن کے اسائد اس کا سائرات کے فیل کے 
پونی اسان فائد کیاں کی میں پر انقر میکن کے اشرائات کے فیل کے 
انہوں انسان فائد کرتے کا ان تعامل پر مشتمل ہے جن پر سروا کے اعترائات کے اس

اس فارسی رسالے کی وجد تالیف نیان کرتے ہوئے سودا نے لکھا ہے کہ اشرف على خان (اشرف الدولم) ان كے ايك پرائے دوست تھے ۔ انھوں نے پندرہ سال کی محنت کے بعد جدید و تدیم شعرا کا ایک تذکرہ مراب کیا جس میں تقريباً ايك لاكه منتخب اشعار هامل تهم ـ اس تذكرے كو لے كر وہ ميرزا فاخر سکین کی خدمت میں آئے اور نظر ثانی کی درغواست کی ۔ میر زا فاخر مکین نے کہا کہ وہ دو شرطوں پر یہ کام کرنے کو تیار ہیں ۔ ایک یہ کہ وہ ممام شعرائے پند مثلاً فیضی ، غنی ، نسبتی ، ناصر علی ، بیدل ، آرزو ، نقیر وغیرہ کے اشعار الذ کرے سے غارج کر دیں گے اور دوسرے یہ کہ ایران کے شاعروں کے کلام کا انتخاب وہ خود کریں گے اور ان کی اصلاح بھی کریں گے۔ اشرف علی خان نے یہ شرطین قبول میں کیں اور اپنا مسودہ لے کر گھر آ گئے ۔ چند سال بعد اپنا تذکرہ شیخ آبت اللہ ثنا کی غدمت میں لے کو گئے جس کے تین جزو پر انھوں نے اظرانانی بھی کی لیکن ابھی وہ یہ کام کر ہی رہے تھے کہ انھیں لکھنؤ سے فیض آباد جانا پڑا ۔ میروراً اشرف علی خان کو میرڑا فاخر مکین سے بھر رجوع کرنا پڑا ۔ مکین نے یہ شرط رکھی کہ اس بار وہ اصلاح کا کرہ کی تمریری درغواست پیش گرین اور اس مین وه عبارت لکهین جو وه غود لکھوائیں ۔ مکین نے اشرف علی خان سے لکھوایا کہ میں اس لذکرے کو لے کر پہلے اقصع الفصحا ، اولغ البلغا ميرزا فاغر صاحب كى غدست ميں تصحيح كے ليے ۔ عاشر ہوا تھا لیکن چولکہ وہ بہت مصروف تھے اس لیے مجبوراً شیخ آیت اقد انا

کے پاس ، جنہیں استادی کا گان ہے ، لے گیا ۔ انھوں نے تین جزو دیکھے اور جهاں غلطیاں تھیں انھیں صحیح سمجھ کر چھوڑ دیا اور بعض غلطیوں کی تصحیح کرے انہیں اور غلط کر دیا ۔ اس لیے دوبارہ عممے ، میرزا فاغر صاحب کی خدست میں ، جو اس فن میں استاد بیں اور اس زمانے اور اس شہر میں ان جیسا کوئی نہیں ہے ، حاضر ہونا ہڑا ۔ اشرف علی خان نے یہ لکھ کر اس پر اپنی مير ثبت كر دى - كوي عرص كے بعد اشرف على خال كے علم ميں إ، بات آئى ك فاخر مکین اساتذہ کے چیدہ و منتخب اشعار کو نہ صرف مشکوک قرار دے رہے ہیں بلکہ انے کی اصلاح بھی کو رہے ہیں . یہ سن کر وہ میرزا فاغر مکین کے پاس کئے اور بڑی منت ساجت کے بعد اپنا تذکرہ واپس لے آئے اور اس کے الم زده حصوں کو دوبارہ صاف کرنے میں لگ گئے۔ ایک دن وہ ان الم زده انعار کو مرزا رفع سودا کو دکھا کر طالب اتصاف ہوئے ۔ سودا نے جواب دیا که انهیں قارسی سے چندائے ربط نہیں ہے اس لیے وہ شیخ آیت اللہ ثنا ، میر پهجو ذره، مرزا 'بو علی پانف، نظام الدین صائع بلگراس یا شاه نور المین والف سے رجوع کریں - ائرف نے کہا کہ شاید آب کو معلوم نہیں کہ مرزا فاخر ان حضرات کو گب خاطر میں لاتے ہیں ۔ سودا نے کہا اگر مکین ان لوگوں کو ستبر نہیں سمجھنے او بھر اس بہج مدان کی کیا حالت ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اشرف وہ تلم خوردہ حصے سودا کے پاس چھوڑ گئے ۔ سودا نے دیکھا تو حیرات رہ گے - مکین نے امیر غسرو ، سعدی ، مولانا روم ، مولانا جامي ، لعمت خان عالى ، ميرزا صائب ، خان آرزو ، مير رضي دائش ، عد قدي، دودمند ، سلان ساؤجی ، ثنائی ، میر سنجر کاشی ، سرخوش ، شاه "بو علی قلندر، شأه واف ، شغائى ، شرف الدير على بيام ، مرزا بيدل ، غنى بيك تبول ، شيخ على حزيب ، شيخ آيت الله ثنا وغيره كي اشعار تك ظهرود كر دم تهم - سودا کو یہ بات سیرزا فاخر مکین کی دانائی سے بعید لظر آئی ۔ "عبرت الفائلین" فاخر مکین کی اسی فازیبا حرکت کا جواب ہے ۔ اس رسالے کے مطالعے سے صودا کی قارسی دانی کا اندازہ ہوتا ہے۔

"قبرت الغالمان" من حودا نے لکھا ہے کہ "بدف نے بھی اپنی زائدگی کے وہ سال کو رفضہ میں فائل کے بی ۔ "۲۰۰۸ «میرت الفائلین" لکھتے وقت سودا لکھنڈ میں ٹیے ۔ اس بالون العام العام الدائم انت کے علاوہ ، میں کا قبلی میرازا فائد کہتے ہے بہ "میرت الفائلین" کے مطالعے ہے مودا کے تقلیمہ قسر اور اسدور کے سیار و این شاعری کا بھی الداؤ، بوتا ہے اور یہ دوں میدار دین جی ہر آردو شاعری داغ تک چلتی رہی ۔ ''عبرت الفاقاین'' کے مطالعے سے فنی شاعری کے سلسلے میں یہ باتیں سامنے آتی ہیں :

(۱) شاعری میں زبان اور روزمرہ و عاورہ کی صحت کا غیال رکھنا جاہیے - اس لیے اساتف کے کلام سے سند پیش کرنے کا عام رواج تھا۔ (۱) مطابقہ بدائم کے اسمال میں تنہ بھی میں مادہ کے اسمال میں اسلام

 (۲) صنائع بدائع کے استمال میں تصنع بری چیز ہے۔ شاعری کے لیے برجستگی ضروری ہے۔

(y) اس دورجہ فائری کے ملسلے میں لفظ "مہان" کا اعتمال بہت کیا جاتا تھا جس کے مثل یہ تھے کہ نفط زبان اور صائع بعاتے کے مست متابل ہے کہ میں اور جاتا ہے۔ وہ دائے لکھا ہے کہ کہ خیال و مشی کو اگر اگر طریقے پر ادا کرنا گال ٹین ہے۔ اچھی مائمری کے طروعہ ہے کہ مفار جو کچھ کیا چاہتا چاہتا ہے دہ اس طرح کچے کہ سب سعید این۔ اگر المائی میں ہے

شعر سبدل ہو جاتا ہے۔ (س) شامری میں تفریف بیان فروری ہے تاکہ جو خیال پیش کیا جائے وہ ادری بیان کی وجہ سے سنتے یا بڑھنے والے کو لیا معلوم ہو۔ اور جی وہ معیاوات شاعری تھے جن کو ذہن میں رکھ کر غود صودا نے شامری کی تھی۔ نے شامری کی تھی۔

'' انتظاء خطائع '' کے اگر کے سورا کے ایک رسانہ آروز اگر ہی تاہا تھا جو ا یہ سے آزاد کا لیے گراؤں آراز در آنامی باشد کی باری ہے کہ ساتھ ہے۔ مطوع ہوتا ہے کہ اگر آزاد و ایس یہ ہے دراوان میں کیل ۔ جائیہ ''لعلما شش'' ''کاب اعتقار اس اون سورو ہے'' '' '' استعام اسلام ہوتی ہے۔ ''کاب بدائر اس اون سور میں ''' '' استعام ساتھ کی کی کہ شوری ہے۔ اور دائر میں کا بعد اس اور اسانہ کی ساتھ والی میں کی کہ شوری میں اس کے اس اور اس کی سے کو اور دائر میں کیا ہو ۔ سوران کی الاسیام میں اس کی کی ساتھ کی اس اس کی کرانے کی ساتھ کی اس اس کی کرانے کی ساتھ کی

آودو شعراً کا ایک ''افکرہ'' بھی سودا نے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس فتکرے کے مسلم میں دو منطقہ رائیں میں ۔ ایک یہ کد الکرہ موجود انها اور حکم قدرت اند قام ک نظر نے گزرا تھا۔ تاہم نے اپنے لفکرے مجموعہ لذائ میں معدی دکئی کے ذیل میں لگانے کہ ''اید ارام صودا نے . . . اپنے تذکرمے میں سعدی دکنی کے اشعار کو . . . شیخ سعدی شیرازی . . . سے منسوب کیا ہے ۔" اور چونکہ مرزا ابوطالب دکن سے آ گر دیلی میں سودا کے گھر ٹھمبرے تیے اس لیے دکئی شعرا کے حالات و اشعار حودا کو الب سے معلوم ہوئے جو الهوں نے اپنے شاگرد قائم چاندپوری کو بھی بتائے جس کا اعتراف قائم نے النفزن ڈکات'' میں طالب کے ذبل میں کیا ہے ۔ لیکن یہ سب کچھ لکھ کر شیخ چالد نے لکھا ہے کہ اللاکرے کے وجود کے متعلق یہ بحث تیاسی ہے ۔ ۱۳۲۱ برغلاف اس کے دوسری رائے ۸۳ یہ ہے کہ مرزا ابو طالب کے تملقات مرزا سودا کے چھا سے انہے اور وہ اپنی جاگیر کے ماملات کے سلسلے میں دہلی آئے تھے۔ اگر میرؤا ابوطالب ، جن کی عمر قائم نے . یہ سال بتائی ہے، دو تین سال دیلی میں رہے تو سودا اس وقت او عمر تھے اور ان سے شعر و شاعری پر تبادلہ ُ خیال ممکن نہیں تھا ۔ خیال یہ ہے کہ میرزا ابو طالب دہلی سے چلتے وقت دکنی شعرا کے کلام پر مشتمل ایک بیاض بطور تحفیہ سودا کے چچا کو دے گئے ہوں ۔ بی بیاض سودا کو ملی ہو اور قائم نے بھی اسی سے استفادہ کیا ہو۔ یہی بیاض ابوطالب قاسم کی قطر سے گزری ہو جسے انھوں نے تذکرۂ سودا سمجھ کر حوالہ دیا۔ تذکرۂ سودا کا اگر کوئی وجود تھا تو تانم نے اپنے تذکرے میں اس کا حوالہ کیوں نہیں دیا۔ قائم بیاض طالب کا ذکر کرتے ہیں ، بیاض عزلت کا ذکر کرتے ہیں ۔ مرزا سودا سے "ذکر و مذکور" کا بیان کرتے ہیں۔ پھر سودا کے تذکرے کا کیوں ذکر نہیں کرتے ؟ خالب گان یہ ہے کہ میرزا ابو طالب کی بیاض مرزا سودا کے باس موجود تھی ۔ ہو سکتا ہے کہ سودا نے اپنے قلم سے اس میں کوچ اضافے بھی کیے ہوں اور جب قائم نے اپنی ''بیاش'' لکھنے کا ارادہ کیا ہو ، جس نے بعد میں تذکرے کی صورت اغتیار کر لی ، تو سودا نے بیاض طالب اسی صورت میں ان کے حوالے کردی ہو ۔ یعی بیاض طالب یا اس کا کچھ معمد تدرت اللہ قاسم کی نظر سے بھی گزرا ہو جسے انھوں نے تذكرة سودا سنجه ليا ہو . تذكرة سوداكى حقيقت اس سے زيادہ معلوم نين ہوتى . کسی اور ڈریعے سے بھی سودا کا ٹذکرہ لکھنا ثابت نہیں ہوتا اور ہارا خیال ہے، ہے کہ سودا نے کوئی تذکرہ نیں لکھا۔

' سردا کا ''دیوان فارسی'' آن کے کلیات میں شامل ہے ۔ یہ بات مصحیٰ کو معجب سی انظر آئی کہ سودا نے اینی فارسی غزایی بائیر رونات دیوائی رونات میں مامل کو دی بیس ۔ مصحیٰ نے اس بات کو انھار سودا 'کیا ہے ۔ کہ دیوائ فارسی میں جہ غزایی ، ایک آمسند اور چند 'تضات شامل ہیں ۔'کہ اس کارم میں کوئی ایسی قابل ذکر بات نہیں ہے جو سودا کو قارسی شاعری میںکوئی منام دلا سکے ۔ اس میں دبہی ونگ سخن ہے جو اردو میں زیادہ موثر و پہتر انداز میں نمایاں ہوا ہے ۔

دیوان اُردو کب مرتب ہوا ؟ اس کے بارے میں کوئی تطعی بات نہیں کہی جا سکٹی ۔ سودا کے قصائد ، ہجویات اور قطعات ٹارنخ سے زمانے کا تعین ہو سکتا ہے ، لیکن دیوان اردو (غزلیات) کے بارے میں صرف اثنا کہا جا سکا ب كد ١١٦٥ه/ ١١٦٥ مين جب مير ف ابنا تذكره "الكات الشعرا" مكمل كيا تو سودا اپنا دیوان ترایب دے چکے تھے ۔ لکات الشعرا میں مبر نے جو اثنخاب کلام دیا ہے اس میں حروف تہجی کی ترتیب اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ اللَّم نے اپنا الذَّكرہ غزن لكات ١٦٨ ١٩٥ - ١٥٥ - ١٥٥ وع ميں مكسل كيا ـ اس ميں ''تُمَام دیوان منتخب است''<sup>2</sup> کے الفاظ اس کا ثبوت ہیں کہ مخزن لگات کی االیف يا حالات ِ سودا لكهتے وقت ديوان سودا مراب ٻوچكا تها ـ حبيب گنج كا لسحد ً کلیات سودا مرور و م کا مکتوبه ہے ۔ اس میں له صرف مهم تمزلیات میں بلکہ ٢٠ قميد الله ، ٢٠ غس ، ١ بجويات ، ١١ رباعيان اور ١٠ فرديات بهي بين ١٨٨ لجهمي لرائن شفيق نے اپنے لذكرے جمنستان شعرا (١١١٥ه/١٠- ١٤٦١ع) ميں یه لکها یم که <sup>(م</sup>کاباتش متضین بر قصائد و مثنوی و . . . نفس و ترجیع بند و قطعه و رباعي و مرثيه قربب دو بزار بيت بنظر امعان رسيد. ۸۹٬۰ کليات سودا کے بے نبار لسخے دنیا میں پائے جانے ہیں لیکن کوئی نسخہ ایسا نہیں ہے جو سودا کے یاتھ کا لکھا ہوا ہو ۔ ف البتہ ایک نسخہ اللیا آفس لندن میں محفوظ ہے جو سوداکی زندگی میں سودا کے ایما پر اکھنؤ میں الکریزوں کے تائب ریزیڈائے رچرڈ جونسن کے لیے لکھوایا گیا تھا ۔ اس کے شروع میں جونسن کی مدح میں سودا کا ایک قصیدہ نھی شامل ہے۔ یہ کلیات سودا کا واحد معلوم استخد ہے جو سودا کی الحر سے گزرا تھا اور جس میں کتابت کی غلطیاں بھی کم بیں ۔ رشید حسن غال نے لکھا ہے کہ ''اب تک دریافت شدہ استخوں میں صحت میں کی بناء پر یہ واحد شطوط ہے جس کو تدوین کی بنیاد بنانا چاہیے . . . اس میں ایسے متعدد

فعہ تانی عبدالودود نے لکھا ہے کہ انسال میں۔ یہ اطلاع ملی ہے گئہ غرد سودا کے ہاتھ کا لکھا ہوا کابات برایل میں موجود ہے ۔ جب تک اسے دیکھا انہ جائے اس کی معدیق بری کی جا سکتی ، " (الاکیات صودا کا پہلار مطبوعہ لسطان" مشمول علوعہ الروزال" ، س برس تارہ و یہ ، لاہور) ۔ لسطان" مشمول علوعہ الروزال" ، س برس تارہ ویہ ، لاہور) ۔

تطعات تاریخ موجود یی جن سے سال واقعہ م و و مراہ عدوع برآمد ہوتاہے ۔''' أ اس سے یہ اتیجہ لکاتا ہے کہ بہ کایات سودا م و و و اور سودا کے سال وقات ١١٩٥ = (١١٥٩ - ١١٨١ع) كد دوميان لكها كيا - رشيد حسن خال في اس استخ کو بنیاد بناکر ''انتخاب سودا'' ترتیب دیا ہے اور ڈاکٹر مجد شمسالدین صدیقی نے اسے بنیاد بنا کر کلیات سودا 1 مرتب کیا ہے جس کی جلد اول میں صرف غزلیات بین اور جلد دوم میں صرف قصائد شامل بین اور ماشہوں میں دوسرے اہم نسخوں کے اغتلافات بھی درج ہیں ۔ کابات سودا کا پہلا ایڈیشن مطبع مصطفائی دہلی ہے . و جادی الثانی ۲۵، ۱۸/۱۹ فروری ۱۸/۱۹ میں شائع ہوا جے میر عبدالرحمان آبی شاگرد مومن خان نے مراب کیا تھا اور ظہورعلی ظہور نے دیباجہ الکلها تها ۔ اس میں الحاقی کلام بھی شامل ہے ۔ اس میں ، ١ ، غزلیں دوسروں کی نیں ، جن میں سے ، ، ، غزلیں صرف میر سوز کی ہیں ۔ ۱۴ جی صورت مثنوبوں کے ساته ہے۔ اس میں قائم ، بیان اور دوسروں کی کئی مثنویاں غلطی سے شامل کر لی گئی ہیں ۔ یعی صورت دو جادوں میں مطبوعہ کلیات سودا مرابع عبدالباری آسی تیں لظر آتی ہے۔ اس میں بھی مطبع مصطفائی کی طرح العاتی کلام شامل ہے۔ انظع الولكشور كے مولد بالا كليات سے پہلے كے ايڈبشن مطبع مصطفائی كے مطابق تھے لیکن آسی نے اپنے ایڈیشن کو غتلف عنوالات کے امت تقسیم کر دیا ہے اور اس کی وجد ید بنائی ہے کہ ''جو چیز آپ کو ڈھونڈٹا ہو فوراً لکال سکتر ہیں اور ایک ہی قسم کا تمام مواد ایک جگہ مل سکتا ہے۔ '۹۳۰ قاضی عبدالودود نے لکھا ہے کد واکارسان دائسی نے اپنی الربخ ادبیات (جلد م ، ص . ،) میں لکھا ہے کہ ۲.۸.۳ میں اعلان ہوا تھا کہ کلکتہ میں کلبات سودا تین جلدوں میں ۋېر طبع تھا . . . مير شير على انسوس نے لکھا ہے گھ سيرا کيچھ وقت کليات سودا کی تصحیح میں صرف ہوا ۔ دائسی کا بیان ہے کہ انسوس ، جوان اور بچد اسلم كا تصحيح كيا هوا التخاب كليات سودا ١٨٦٠ع مين شائع هوا تها . اس كا المکان ہے کہ تصحیح کلیات سے اسی کی طرف اشارہ ہو۔ وہ کلیات جس کی طرف دتانمی نے اشارہ کیا ہے ، کہبی نہیں ملتا ، یا تو ارادہ مطلقاً توت سے قمل میں له آ سکا یا بعض اجزا چھے جو محفوظ اند رہ سکے ۔''۳۴

(٢)

سودا ایک پیلودار شخصیت اور گوفاگوں صلاحیتوں کے مالک تھے ۔ جی پیلوداری ، تنوع اور رنگارتکل ان کی شاعری کا خاص وصف ہے ۔ انھوں نے درد کی طرح خود کو ایک صف سخن سے وابستہ جیں کیا بلکہ پر صنف کو اپنے زور و توانائی سے آزمایا اور اسے علوبت بخشی ۔ ان کی ساری شاعری میں ، خواہ وہ کسی صنف سطن میں ہو ، ہمیں ممبار کی بکسائیت کا احساس ہوتا ہے۔ قائم نے انہیں "عدلیب خوش لنس" ۹۵ کیا ہے۔ میر حسن" ا نے "میدان بان او وسیع و طرز معانی او بدیع" لکھ کر ان کی شاعری کو "طرب انگیز" کہا ہے۔ سودا کی شاعری کی عام خصوصیت ید ہے کد اس میں زور اور شکوہ ہے ۔ ان کے لہجے میں بلند آپنگی اور مردالہ بن ہے ۔ وہ سالنے کے ذریعے غیال کی تصویر کے غد و خال ذہن پر ثبت کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں ۔ نختف موقع و ممل اور مناظر گو شاعری کے سالھے میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ ان کی ید صلاحیت و خصوصیت پر صنف سخن میں اپنا جلوہ دکھائی ہے اور اسی پر ان کی انفراد بت کا عمل العمير ہوتا ہے ۔ عام طور پر ديكھا گيا ہے كہ غزل ميں سودا و مير كا مثابلہ كيا جاتا ہے اور کوئی میر کو سودا پر اور کوئی سودا کو میر پر ترجیح دیتا ہے لیکن اس قسم کی ترجیحات تد صرف بے معنی بین بلکہ ان دونوں شاعروں کو سمجھنے میں باری مدد نہیں کرتیں ۔ یہاں یہ بھلا دیا جاتا ہے گد میر کا مزاج سودا کے مزاج سے غناف تھا ۔ ان دونوں کے مزاج غناف عناصر سے مل کر بنے تھے ۔ ان دواون میں اگر کوئی چیز مشترک تھی تو وہ ''زمانہ'' تھا لیکن اس میں بھی بیک وقت دونوں نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق زندگی بسر کی ۔ اگر کچھ اشعار میں سودا و سیر ایک دوسرے سے تریب بھی آ جاتے ہیں تو ہم ان کی شاعری کے بنید حصے سے انہیں کیسے الگ کر سکتے ہیں ؟ اس زمانے میں بھی میر کی غزل اور سودا کے تعبدے کی دھوم تھی ۔ میر کے مقابلے میں سودا اپنی روانی طبع اور زور و ٹوانائی کی وجہ سے ممتاز سمجھے جائے تھے اور اسی لیے انھیں ''بہلوان ِ سمن'' کہا جاتا تھا ۔ ایسے شاعر سے ، زور ، توت و توانائی جس کی فطرت ہو ، نرم و الزک احساسات یا دهیمے لہجے سے بات کرنے کی ٹوقع کیے کر سکتے ہیں ؟ سودا کی شاعری کا مطالعہ کرے ہوئے اگر اس بات کو سامنے رکھا جائے تو وہ ہم سے آج بھی موثر انداز میں ناطب ہوتی ہے ۔ غزل کے امیدان میں سودا عاشق زار کی صورت سی نہیں بلکہ مرد میدان کے عزم کے ساتھ داخل ہوتے وں ۔ یمی وہ صنف ہے جہاں سوداکا مقابلہ میر سے کیا جاتا ہے اور جذبات غم کی مناسب سے دھیمے ٹیجے کو اند دیکھ کر یہ کہد دیا جاتا ہے کہ سودا کی طبع غزل کے لیے موزوں انہ تھی ۔ یہ یک طرفہ کایہ ہے اور مودا کی غزل کو میر کے معیار سے اناہتے کی گلوشش ہے۔ یہ ضرور ہے کہ میر کی غزل پڑھ کو بهب ہم سوداکی غزل پڑھنے ہیں تو وہ ہمیں سیرکی طرح اپنی گرفت میں نمیں لیتی لیکن ہمیں یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ یہ عندق قسم اور مختف رنگ کی شاعری ہے جس میں احساس و جذبہ کے بجائے مضمون آفرینی کی طرف رجعان ہے ۔ یہ عنف قسم کی شاعری اس اسے ہے کہ میر کے باں اثدر کی دلیا آباد ہے لیکن سودا کے بال باہر کی دنیا سے رشتہ استوار ہے۔ ہر دروں ہیں شاعر کی طرح ، میر کے لیے بھی ، ان کی اپنی ذات اور الا خاص ابسیت رکھتی ہے ۔ کائنات سے ان کا رشتہ اسی سطح پر قائم ہوتا ہے ، لیکن بیروں ہیں شاعر اپنی ذات و انا کو پس منظر میں رکھتا ہے اور انسان و کائنات سے رشتہ اپنی "انا" کو الگ کر کے قائم کرتا ہے۔ وہ مردم ایزار نہیں ہوتا ۔ اس سی دوسروں کے نقطہ اللہ کو سمجھنے اور اپنے لنطہ لظر پر لظر ثانی کرنے کی بڑی صلاحیت ہوتی ہے ۔ اس کا حاله احباب بھی وسع ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کا انداز نظر طرب انگیز ہوتا ہے - سودا اسی بیروں ہیں الدار لظر اور مزاج کے حامل تھے اور ان کی شاعری بھی اسی الداڑ لفار کی حامل ہے ۔ یہ بات واضح رہے کہ فکر و احساس اور وجدان دولوں قسم کے شاعروں کے ہاں ملیں کے لیکن بنیادی طور پر الدار لللہ دولوں کا غتق ہوگا ۔ میر کی غزل ایک اسکان کی حاصل ہے اور سودا کی غزل دوسرے اسکان کی ۔ "آب حیات" میں آزاد نے میر و سودا کے ہم معنی اشعار دیے ہیں لیکن یہ اشعار ہم معنی ہوتے ہوئے بھی دولوں شاعروں کے مختف الدار الطر اور مختف مزاجوں کو واضح کرتے ہیں :

.

رات او ساری کئی سنتے پریشانے گوئی میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کورو

ہ۔ گلا میں جس سے کروں تیری نے وفائی کا جہائے میں نام اے لے پیر وہ آشنائی کا

ہ۔ ایک محروم چلنے میر ہمیں دلیا سے وراد عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کیا

، مرهساخ میر کے آہشت بسولے ابھی لک رونے روئے سو گیسا ہے سودا تری نریاد سے آلکھوں میں کئی رات اب آئی سعر ہونے کو لک توکہیں مر بھی

کلا لکھوں میں اگر تیری نے وفائی کا لهو میں غرق سفینمہ ہو آشنائی کا

سودا جہاں میں آ کے کوئی کچھ لد ارگیا جاتا ہوں ایک میں دل 'پر آرزو لیر

سودا کی جو بالیں یہ کیا شور قیامت 

آپ نے میر و سودا کے یہ چار چار شعر بڑھے . میر کے پان غنائیت ، مثهاس اور اوم روی کا اظهار ہے ، بات غم کے اندر ڈوبی ہوئی دھینے فہیے میں دل کے الدر سے اکبلی ہے۔ سودا کے اسمے سیس جھنگار ہے ، باند آبنگی ہے۔ میر کے اشعار میں ان کی انا کا برتو موجود ہے ۔ سودا کے باں باہر کی ہوا کا جھوتکا بھی آ رہا ہے ۔ میر کے بال معنی جذبے میں تبدیل ہوگئے ہیں ۔ سودا کے بال جذب معنی کو ابھار رہا ہے۔ میر کے ہاں اثر بہلے پہنچ رہا ہے ، سودا کے ہاں اثر معنی کے بعد پہنچتا ہے۔ میر لے وفائی کا ذکر کرنے ہیں تو ''جہاں میں تام لہ لر پھر وہ آشنائی کا" کہد کر احساس کی مطح باق رکھتے ہیں ۔ سودا ہے وائی کا ذکر کرنے ہیں تو ''لہو میں غرق سنیتہ ہو آشنائی کا'' کہد کر معنی کی سطح باق رکھتے ہیں ۔ آخری شعر میں میر کے بال تنہائی کے سنٹائے کا احساس ہوتا ہے . سودا کے ہاں تنہائی کا نہیں بلکہ "جلت پھرت اور شور کا احساس ہوتا ہے . میر کا سوانا کسی اور وجہ سے ہے جو سودا کے سونے سے بالکل نختف ہے ۔ احساس و معنی کی سطح کا بھی فرق میر و سودا کی شاعری کا فرق ہے جس سے مختف لہجے اور مختلف طرز ادا جم لیتے ہیں اور اسی فرق سے لفظوں کا استعمال ، ان کی ترتیب اور تیور بدل جائے ہیں ۔ سودا بھی کمیں محمیں میر کی سی داخلیت کا اظہار اپنی غزل میں گرتے ہیں لیکن یہ سوداکی شاعری کا عام مزاج نہیں ہے ۔ اسی لیے سودا و میر کی غزلوں کا مقابلہ کرنا اور کبھی سودا کو غزل میں مبر پر اور کبھی میر کو سودا پر ترجیح دبنا صحیح لنایدی الداز لنفر نہیں ہے۔ میر و سودا کا یہ مقابلہ خود ان شاعروں کی زلدگ میں شروع ہو چکا تھا اور سودا کے تصیدے اہم میر کی غزل کی تدریف کی جاتی تھی جس کا احساس خود سودا محو بھی تھا : المينے يى وہ جو ہے سودا كا نصيدہ ہى حوب ان كى خدست ميں الے ميں يہ غزل جاؤں ك ايك آور جند كمينے يى :

سودا کو تم سجیے تھے کہد ند سکے گا یہ عزل افران ایسے وہم پر ، صفتے میں اس آلات کے

ر سودان کا محافظ می است بر این و این در است را بیان کا است برای کا است کا برای کا است برای کا است برای کا است که این کا برای کا این که این که

دہوان کی چنی عزل ہونے کی وجہ سے اس میں حدد و تصوف کے مضامین فیادہ بیں ۔ بہ ف روایتی مشامین ہیں جو عام طور پر قارسی و آردو عزل میں ملتے بین لیکن ان روایتی مشامین کو بھی سودا نے اس ندرت سے بیش کیا ہے کہ وہ لئے

معلوم ہونے یوں ۔ پہلے شعر کے پہلے مصرع میں "زبان کا مدح میں تسم ہو جاتا" سے بیارے میں ایک آیسی لدرت پیدا ہو گئی ہے کہ روابتی بات بھی آئی معلوم ہوتی ہے ۔ دوسرے شعر میں تصوف کی جیلک اور صوفیانہ انداز تفا واسع ہے۔ تسرے شعر میں روایتی شیخ پر محبوب کی اہمیت واضح کی گئی ہے لیکن "جوں شع حرم رلگ جهمکتا ہے جاں کا" کہہ کر لدرت بیان سے ایک ارا بن اپنا ہو گیا ہے۔ جوتھے شعر میں لطیف بیرائے میں تنقید حیات ملتی ہے۔ یا ابو بن شعر میں مبالغے کی دلکشی سے شعر میں حسن بیدا ہوگیا ہے۔ آخری شعر میں زلدگی و موت کے ذرا سے قاصلے کو غوبسوری سے واضح کرا ہے ۔ بال بدین وہ سب مضامین نظر آئے ہیں جو دوسرے شعرا کے بال بھی ملتے ہیں لیکن اس شنل کو پڑھ کر ہمیں ہوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک بالکل اوربینل شاعر کی مخلیق ہے جس نے اپنے لدرت بیان سے روایتی خیالات و اشارات کو ایک ٹیا رنگ دے دیا ہے ۔ جاں ہمر و قالیہ کی پوری بابندی ہے ۔ زبان بھی صحت کے ساتھ استعال ہوئی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ غزل میں کوئی مخصوص ''اموڈ'' نہیں ہے ۔ ان اشعار سے وہ راگ ، وہ لے پیدا نہیں ہوا جو اعلیٰ غنائی شاعری کا خاصہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سودا کی غزل جذبہ و احساس کی ترجانی کے بجائے اپنا رشتہ باہر کی دلیا سے قائم کو رہی ہے ۔ اسی غزل کے چوٹھے شعر میں لطیف جذبے کو خصوص آہنگ کے ساتھ بیان کرنے کے باوجود دوسرا مصرء اس جذب كا رشته بابركى دنيا سے تائم كر دينا ہے ع "جب چشم كھلے كل كى تو موسم ہو خزاں کا'' ۔ اسی مزاج سے سودا کا محصوص رنگ سخن پیدا ہواا ہے جس میں شکفتگی ہے ، اشاطیہ گیفیت ہے ، طنز کی کاٹ ہے اور مزاج کی رانگوئی ہے۔ سودا کے اس تخلیق عمل سے مختف اسالیم ربیان ابھرے جن سے زبان میں بیان کی قوت کو نہایت ترق ہوئی ۔ یہ اس دور میں اتنا بڑا کام نھا کہ اگر سودا کے باں البام نہ باتا تو اُردو زبان و شاعری اتنی تبزی سے ترق کے مراحل طے له کرتی ۔

مودا ہے دعوی کے بارے میں اپنے تنظم' لفلز کا جابتا اللہار کیا ہے۔ وہ گزم میں مطاق کو بشادی چیز سجھتے لوے ع "امطا کلام کی میرے ہے شکال آئیں" میں تطاقی صحاح اور المجالاط ہے۔ اس سے مورس مشنی کا اور این درست چوٹا ہے۔ مودا کے اسی لیے خود کو "دعاش ترانش' کیا ہے۔ سودا کے لیے استاری میں مضمورات دستی ہی بندادی ہوئے ہے۔ عروسرمنی کی تصویر کیہنچ آن ہے سودا کو کوئی خاطر میں اس کے مانی و بیزاد آتا ہے بس کم وکشی سنی ہے سہ دیمواں کی ہر دوق کا ہے گلسائس کے برابر کاعذ دل سنی رنتیں ہے لب زیز ہے سودا کا اس ضحیر سی بھولے ہے گزار جت تعند

المعنى ولكين" ان كي شاعري كا وہ مركزي نقطه ہے جس سے ان كي شاعري كے چھوٹے بڑے دائرے بنتے ہیں۔ سودا کے بان سنسون و معنی کی تلاش کے دو ماغذ ہیں۔ ایک خود ان کا بیروں ہیں مزاج اور دوسرے وہ فارسی شعرا جن کا اثر سودا نے قبول کیا اور جن سی صائب ، تظیری ، بیدل اور فغانی کے تام فابل ذکر میں ۔ خیال بندی و مضمون آفرینی ان سب شعرائے فارسی کی امتیازی خصوصیت ہے۔ سودا نے الھی شعرا کے رجحانات و میلانات کو آردو شاعری میں سمویا ۔ ان کے ہاں جو قطعہ بند غزلیں کثرت سے ملتی ہیں وہ بھی لظیری کا اثر ہے۔ حاثب سے انھوں نے تمثیل نکاری لی اور اپنی عزل میں اسی الداؤ کے عشقیہ و انمازی مضامین داخل کیے۔ بیدل سے انھوں نے خیال بندی و مضمورت آفرینی لی اور اپنی غزل میں شامل کی ۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو تمیدے میں رنگ بھرتی ہیں ۔ مودا نے تعمیدے کی ایس عصوصیات کو اُردو خزل میں استمال کرکے غزل کو ایک لیا رنگ و آمنگ دیا ۔ یہ وہ کام ہے جو اس دور کے کسی دوسرے شاعر نے اس طور پر انجام نہیں دیا ۔ قارسی شعرا کے ان اثرات نے سودا کے ہاں تین کام کیے ۔ ایک یہ کد فارسی غزل کے غیالات و مضامین اور رموز و کنایات سوداکی غزل میں استعال ہو کر اُردو زبان کے سانیر میں ڈھل گئے ۔ دوسرے یہ کہ متعدد فارسی روزمرہ و عاورات کے اُردو تراجم شاعری کے ذریعے زبان کا جزو بن گئے جن سے زبان میں اظہار کا سلید بڑھ گیا۔ تیسرے یہ کہ فارسی تراکیب اور بندئیں غزل کے مزاج میں شامل ہو گئیں جن سے بیان میں اطافت و رنگینی پیدا ہو گئے اور زبان بہت کم مدت میں "دھل سنجه کر صاف ہو کئی اور نئی سطح پر الٰہ آئی۔ سودا نے اپنی اعلیٰ تخلیق صلاحیتوں سے فارسی اثرات کو اُردو غزل کے مزاج کا حصہ بنا دیا اور آئندہ دورکی شاعری کی بنیاد رکھ کر اس کی دیواریں بھی چن دیں ۔ اسی لیے سودا ک غزل روایتی (فرسود کریکے معنی میں نہیں) اور فارسی غزل جیسی ہے۔ اس تقطه الطر سے آگر سودا کی خزل کا مطالعہ کیا جائے تو سودا کے کارم میں والم مثل الأخطة المالية على خاور الذي كل مثل و مضول كل إلا الراجع المثل و مضول كل إلا الراجع المثل و الموجد الموج

شعر سودا حسدیث قسدس ہے لکھ رکھیں چاہے فلک یہ بلک

''منین قسی'' فومنی تھا۔ مرزا ہے اعتبار اٹھے اور آرزو کے سنے سے لگ گئے۔ سودا کے باں یہ سارا کام اس تملیق سطح پر ہوا ہے کہ یہ سب اثرات آرود زبان کا حصہ بن کر آئے ہیں۔ سودا کے ابان فارسی اتصار کے آردو ترجیم کی تخلیق صورت دیکھنے کے لیے یہ چند انتمار دیکھیے :

# فارمى اشعار

- مملحت لیست کہ از پردہ بروں اثند راز وراہ در عمل رادان خبرے لیست کہ نیست (ماظ) بوے بار مرے ازیرے سست وفا ہے آید
- بوے یار طری روی مسل وہ می ہیا ساغر از دست بگیرید من از کار شدم (نظیری)
  - آلــودة قطــرات عــرق دیده جبیــ را اختر ز فلک می نگــرد روئے زمیــی را (قدسی
- اختر ز فلک می نگرد روئے زمیں را (قدسی) یہ سوار شد آری بادشاہ کشور حسن
- کرد آفتاب گشاده اشان زریب را (ااعلم)

### سودا کے اشعار

راز دہر و حرم افشا تہ کویں ہم برگز
 ورنہ کیا چیز ہے یال اپنی اغلز سے باہر
 کینیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا

ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ جلا میں

 السودة قطسرات عسرق ديكھ جيس كو الحتر پڑے جهالكيں ہيں فاك بر سے زبير كو

ہ۔ ہوا ہوار وو شاید مرا شینشعر حسن کہ آتاب نے اربی نشان کھول دے

که آفتاب نے زریب اشارے کمهول دیے سوداکی غزل میں مضامین ، علامات ، تصور حسن و عشق ، تشبیهات و استعارات . صنائع بدائع اور معیار ناعری وغیرہ وہی ہیں جو فارسی شاعری میں مشیح ہیں ۔

حتاج بدائم اور معار شاعری وغیرہ وہی این جو قارسی شاعری میں سلتے ہیں۔ الھوں کے تصوری طور ار ابنی خلاقالہ توت سے الھیں آروہ غزل میں اس طور پر معروا کا جان بھی فارسی جس نقاضہ ، ولکتی اور طرز پھام ہوگیا۔ سودا کا اکبال مدیے کہ وہ قارسی وزات کو آرادو زفان کے ساتھے میں ڈھال کو اسے ایک المیل نظام صورت دے دیے ہیں۔

عبوب گوشت پوست کا انسان ہے اور وہی ان کا مخاطب ہے : نازک اندامی کاروں کیا اس کی اے سودا بیاں

شع ماں جُس کے بدن پر ہو پسینے کا خراش اس زقت کو جب دیکھا میں پاٹھ میں سودا کے بھےرے بسوٹے بساتھی کی زنجیر نظر آئی

ٹھیرا ہے تری چال میں اور زان میں جھکڑا بر ایک یہ کھیتی ہے ایک بجہ میں بڑی ہے صورت میں تو کمینا نہیں۔ ایسا کول کی ہے

صورت میں تو کہتا نہر ایسا کوئی کی ہے اک دھج ہے کہ وہ ٹیر ہے آفت ہے نخف ہے انسادام کل یہ ہو لہ لیسا اس مزے سے چساک جون نحوش فدوں کے ترب یہ مسکنی ہیں چولیاں

ہاں وہ الدر پیدا ہوئے والے جذبات کا ارشتہ اہار کی دلیا ہے ، معنی کی مطع پر ، عام کار رہے ہیں - یہ خول میں سودا کا خصوص وائک ہے - سودا کے بال اناسی کے کرورا اور جو مشاب بادیا آئے ہیں ان میں بے لبائی و کیرنگی زمانہ کے حالات اعلاق مضابین اور تصوف کے عام کار کے نفی کیا ہے۔

سودا لگاہ دیسدۂ تحقیق کے حضور جلوہ پر ایک ذرے میں ہے آنتاب کا

چین, دہر میں دوام ہے مدا نداق کی نہ رہے گرو، ڈیٹر ہے دور پیس میں ادس رہے اسالے عارات کی گلسر میں بہ سب دوایالان ٹیون چیاں ٹک پر آپ اچاؤ انہوں نے کہ گیسا حساب انظ اسے مزیر پوش

ا بھوے ہے کیسا حرساب کط اے حربر ہوش یان جس کو دیکھیے سو ہوا ہے گفن پنوش کسی کی مرک پر اے دل تہ کیجے چشم از ہرگز بہت سا روانے ان کو جو اس چنے یہ مرتے ہیں

حواظ عائد الكند مشدون مو الرس فادي كل من أور من ابن بر المنظم الله من المنظم الله من المنظم الله و الله و

حیث ہے دو ادر سرکو البایا اد بیار گاتی ا کا جاتی سے کو کہ کیا یا بصرے در بر اٹا تو جاتے ہیں۔ کہ بیانہ اسے کہا شخ کہ ڈائی کو جرا اور نوٹر کھنے ہیں بجہ کو آٹ کے ضد پر آتا ہے بطر پیشید میاف قبائے میں شخ می کہ ڈائیں پھیس اس سجھو اگ جو در تاثیر کی میں ان میں میں اسے اسے میں العم تو ادائی ہو تو دائورے میں تریی بات مطرف کہ اس جو تو دائورے میں تریی بات مطرف کہ اسرے کا خیستار میں کا خیستار ہیں

اور دوسری صورت ، جس میں محترم و مقدس تصورات ، اشیاء و عقالد دین بھی اسی طنز و محمد کا لشاله بنتے ہیں ، یہ ہے :

اذال کا شور نھی کیا گہم ہے یا و ہوے مستان سے جو غوغا طاق مسجد میں ہے وہ ہی غل ہے شہتے میں بارا مصطد کرنے کم ہے زاہد ترین مسجد سے گد بان بھی جار قل سے مے مدا شاغل ہے شہتے ہیں آیا ہوئی ثارہ دیں بد حرم شیخنا مجھے پوجا تماز سے بھی مقدم بہت ہے بال کمنے کی زبارت کو اے شیخ میں پہنچوں کا مستی سے مجھے بھولے جس دن رم سے خاند

سوال کے بادر موضات بھی ہیں۔
آپار و و بادا و موضات بھی مکری روانٹ کا مکسی بھی لیکن ہو کہ ہیں۔
آپار و و بادا ہو ہو ہی کہ الصال ہو جائے ہوں کر تی برای کر وہی ہیں۔
گئی چور ہے۔ اس رواد بادا ہے و سال کے مالان کر دیتے ہیں۔ اسروہ بادا کر وہی ہیں۔
ہورات ہے بیوانہ مناسبان کی وہی ہوئے کہ اس کی اللہ کی دیتے ہیں۔ اسروہ بیان کی دیتے ہیں۔
ہورات ہے بیوانہ دو اسمال کی تو رویٹری بھیا کہ وجی بین کان ان کے جسل ہے۔
ہورات ہے بوانہ دو اسمال کی تو رویٹری بھیا کہ وجی بین کان ان کے جسل
ہورے جائیہ و اسمال کی خوات ہے در میان ہے کہ ہے کہ اسرائی ہوائے ہیا ہے۔
ہورات ہے دو اسلام کی خوات ہے در میان ہے کہ ہم المحاق امیل اور تصوف کے چور
ہوری ہے۔ جس کی کرائی ہے اس کے اسرائی ہے ایک اسرائی ہے اس کی اسرائی ہے اس کے بیان کی اسرائی ہے اس کے بیان کی مسائی ہے۔
ہورات کی اسرائی ہوری ہے اس کے بیان کی اسرائی ہے اس کی ہوری ہے اس میں ہے کے اس کرائی ہے میں ہے کہ ہے کہ اسرائی ہے ہے اس کرائی ہے سرائی ہے سرائی ہے سرائی ہے سرائی ہے سرائی ہے اس کرائی ہے سرائی ہے سرائی ہے اس کرائی ہے سرائی ہے اس کرائی ہے سرائی ہے کہ سرائی ہے کہ اس کرائی ہے کہ اس کرائی ہے سرائی ہے کہ اس کرائی ہے کہ سرائی ہے کہ سرائی ہے کہ اس کرائی ہے کرائی ہے کہ اس کرائی ہے کہ کہ کرائی ہے کہ کر

طیعت سے نسروسایہ کی شعبر اسر نہیں ہوتا جسو آپ ہاہ کا قطارہ سے وہ گسویر نہیں ہوتا بختے ہے بوں دل گو میرے تقویت دشتام بار جون دوائے تلخ سے باوے کوئی نیاز نہیں نہیں روشت دلاک گل و دست روزی زبانے میں کمد مد کو لان کا کہا ہے باؤ ، گہ آدمی کیے ماری

مضون آلرنی کا یہ ولک ، جو انعاللہ بین زیادہ کمپلی کر مائنے آیا ہے ، سودا بیٹ آلوگی کے باک ما برکانے ہے ، اس طرز ایان کو دیکھنے تو یہ پوچلہ ہے ، اس میں پیٹ آلوگی کے ایک سال سال اور ایان والے فقر میں مضون آلوگی کی کائی میں آلسٹے کے بال ایک استازی مصوبت بین کر ایونا ہے اور اکھنوی شامری کا خصوب رلگ معاجب ہے ، بیٹ چہا کہ ہم تھ کیا کے بون ، میر کا ولک الاقابل سلے ، جب کہ صودا کا ولک فابلور تشاید ہے ۔ السخ نے مبرکی بھی بیروی کی لیکن وہ ولک ان ہے لہ لبھ مجاہ لیکن جب اکھیلو میں آروہ شامری کا اپنا واک ابھرا تو اس بر سودا کا اثر ، تاکیل تعلید بور نے کی وجہ ہے ، سب ہے زیادہ بوا ۔ خود ناسخ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے :

مضر و کیسا ہے ہوت ہے بھو شم کا نکس اس کے عارض پر کاف ہے ماہ کا پھینگے جس کال دار سال ہے ہوا ہا جسرخ نجے پھیسل ہے ہے ہاہ کا بد رابہ جاند اسا کا بھی مال اور اس کہ اس پر روز و شب میں سنکڑوں چڑھے اس نے کہ اس پر روز و شب میں سنکڑوں چڑھے اس نے تنے روبی ہے کیاں تبخیہ اوراد پر نصب

در ولک حتی ہے ہے آگاہ دور بن اللہ کے دادیم اس طور پر مقبل ہوتا ہے کہ ادارائی ایک بین بخاب در دس کا کس اور کان کی وروی کریے پی جی کا افزاق میں دور طالب نے ایک منا خیری کیا ہے۔ لیکن آنے جو الگ پی جی کا افزاق در دور الیں سانے آن ہیں ۔ ایک پیٹ کہ اس میں کانی مناس اقداری ریک ٹین ہے بھک این کے طراق طوری کا اور دور بیا جی دور سے بنک میں فرائے کے طاح پر استعمال کی طراق کے ایک ہوتے کے انداز پین مشمول اقراری میالد اور دور امالات کیا ہے۔ دان کے طراق کے انسان ہے۔ امیان اس باللہ کا و اکبریہ کا کہرا از دیا شکال ہے۔ مشکلان خوری کا اعتمالہ۔ خرور مل جائے این میں داردان اللہ آنو بران کا گیا ہے ، لیکن یہ رنگ ان کے طرح سے مناسب نہیں رکایتا ، در عندی انسان خرور امیں اللہ عاشان واقع نہیں انسے - ان کے بال عشقیہ داردات کے اللہ در بھی ذرا میں ناملے کا احساس ہوٹا ہے ، د عشق میں تاریخ میں اور ب اراب جائز میں دور نے بین ، بالی میم مشکر کے فارف میں مودا کے سات تمر درج کرتے ہیں ۔ انہیں بارے سالہ بارہ ہے : کے فارف میں مودا کے سات تمر درج کرتے ہیں ۔ انہیں بارے سالہ بارہ ہے :

حوا قراب على هر أدن بر أدن بر أدن بر أدن با استراح ما أو استراح بي بر أدن المستراح بالمستوال المن استراح بي أدن المستراح بي أدن المستراح بي أدن الموجل بالمستراح بي أدن و جواب المستراح بالمستراح بالمستراح بالمستراح بالمستراح بالمستراح بالمستراح بالمستراح المستراح بالمستراح بين بالمستراح المستراح بين بالمستراح المستراح المستراح

 وہ انساز بھی . چو ضرب الدنل بن گئے رس . دل کی گوئیت کے اظہار سے زیادہ سودا کے اسی آبنگ اور مضمون آفرینی کے اسی رجعان کو نمایاں کرتے ہیں جو سودا کی الفرادیت رہے ۔ مناذ یہ جند شعر دیکھیے :

V(X) = V(X) + V(X) +

سودا غزل میں کامی ایک رنگ پر نہیں جسے رہنے پاکٹہ غنطی اسالیپ ، عنطف رنگون اور غنطی نمیدوں کو اردو غزل میں استعال کرنے کا تجربہ کرتے بھی اور اس تجربے میں فارس غزل کی بھیل موئی روابت سے بوری طرح استفادہ کرتے بین اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مزاج سر یک رنگ نجی بلکہ رنگلونگی ہے: و اس رنگونی معنی مربی حساسم مرسی ابھالے میں ابھال

سودا ہزار حیف کہ آ کر چہاں میں ہم کیساکر چلے اور آئے تھے کس کام کے لیے یا جب یہ شعر پڑھنے ہیں تو غالب کی روایت غزل کی جھلک سامنے آ جاتی ہے : جزو میں کل کو وہی جانے جو ہو واف رال تطرے میں بحر انہ سمجھے دل آگاہ غلط پند سے تیری ۋابدا حال مرا یہ ہے ہے ہ یک کا گزید، جس طرح دیکھ ڈرے ہے آب کو

يا وہ غزل جس كا مطلع يہ ہے :

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں ہم ابنا ہی دم اور تدم دیکھتے ہیں اس طرح آنے والے دور کے کئی اسکانات کی جھلکیاں ہمیں سودا کے کلام میں لظر آئی ہیں اور چونکہ یہ رنگ قابل تنلید تھا اس لیے سودا کی خزل کا اثر أردو غزل كى روايت ير گهرا پڑا ـ سودا أردو غزل كو وسعت دينے ، اس ميں طرح طرح کے رانگ بھرنے اور ثنوع پیدا کرنے کے بانی ہیں ۔ سودا کے بعد اُردو غزل میں بہت وسعت آئی ۔ اس میں ہر قسم کے خیالات ادا کرےگئے ، ہر قسم کی زمهنیں استعال کی گئیں ، بیاں تک که غزل أردو شاهری کی ایک مقبول عام صنف

ین گئی ۔ اس عمل میں ، میر کی طرح ، سودا بھی برابر کے شریک ہیں ۔

أب رہا قعیدے كى زبان كا غزل ميں استعال كا مسئلہ تو يہ سودا كى انفراديت ہے ۔ ان کے مزاج میں گداختگ کے بجائے قوت ، زور ، أميد ، اشاط اور شكنتك ہے . اس مزاج نے الهیں ایک بڑا قصیدہ کو بنایا ہے ۔ قصیدے ہی کی وجد سے ان کے بال مختف علوم کی اصطلاحات بھی شعر میں آ جاتی ہیں ۔ قصیدے کی طرف فطری رجعان کی وجہ میں سے ان کے ہاں حسن سے زیادہ عظمت ، بے ساختگی سے زیادہ فن کے شعور کا احساس ہوتا ہے ۔ اس مزاج نے اُردو غزل میں توت اور زور پیدا کیا اور اس میں باریک خیال اور گہری باتوں کو بیان کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ۔ یہ سوداکی دین ہے ۔ سودا کی غزلوں میں تصیدے کا رنگ دھیا ہو کر آیا ہے اور غزل کے لیے ایک لیا ٹوانا رنگ بن کیا ہے جو غالب کے باں اور جت سے اثرات کے ساتھ ایک ٹئی صورت میں جلوہ کر ہوا ہے۔ غالب کی غزل کے عناصر ترکیبی میں سودا کی غزل کا مزاج بھی شامل ہے۔

تصیدہ کو سودا نے غزل میں سنگلاخ زمینوں ، مشکل بحروں اور قانیوں کے استعال سے ایک 'ہر شکوہ آہنگ کو جنم دیا اور اُردو غزل کے عروض میں ایک نئے تجربے کی بنیاد رکھی ۔ طبع سودا مشکل چیزوں کی طرف جاتی ہے اور اپنی توت تخیل سے انھیں آسان بنانے کی کوشش کرتی ہے ع "جو اپنے تخیل میں یه چاہے سو ویوں ہو ." سودا کے زمانے میں یہ عام رائے تھی کہ کچھ بحریں اور قانبے شاعرالہ ہونے ہیں اور کجھ شاعرالہ نہیں ہونے ۔ سودا کی غزل کو دیکھ کر یہ عام رائے بھی بے سنی ہو جاتی ہے - جاں سودا نے وہی تجربہ کیا جس سے بہارے دور کے شعرا دو چار ہیں ۔ ہر لفظ ، ہر قافیہ اور ہر بحر شاعراته ہے ۔ زندگی میں صرف حسن میں نہیں ہوٹا اور شاعری کا کام صرف حسن کو میں تمایان کراا نہیں ہے بلکہ مضحک اور بھونڈے بن (Grotesque) کی عکس کشی بھی ہے۔ یہ کام میر اور سودا نے اپنے اپنے طور پر البام دیا ہے۔ سودا کا رلگ سخن زیادہ قابل تقلید اور بہت سے امکانات کا حاصل ہونے کی وجہ سے آنے والے دور کے شعرا کے تعشرف میں اس درجہ آیا کہ وہ الک الک اپنے پنے پسندیدہ رنگ میں ، جو الهول نے سودا سے انتذاکیا تھا ، سودا سے بھی آگے نکل گئے ، اسی لیے آج سوداکی غزل کا سہاک اجزا ہوا سا نظر آنا ہے۔ لیکن اگر آئندہ دور کو نظر الداز کرکے اور یہ سوچتے ہوئے کہ جسے ابھی یہ سودا کا ہی دور ہے اور آئندہ دور کی شاعری کے بارے میں ہمیں کاجھ معلوم نہیں ہے ، سوداکی غزل کو دیکھا جائے تو وہ اسکانات سے لبریز ایک تازہ دم اور "ہر قوت شاعری نظر آتی ہے۔ ان کی طبع میں قدرتی تیزی ہے ، جامعیت ہے لیکن مختائی نوت کم ہے ۔ اگر سودا اپنی طبع کی تیزی ، وسعت اور تحیل کے ساتھ اعلیٰ غنائی قوت کے حاسل ہوئے تو میر کو بھی بہت بیچھے چھوڑ جانے لیکن طبع کی یمی تیزی اور تنوع ، وسعت اور نخیل ، پر بات کو شاعراله رنگ میں ڈھالنے کی قوت ، سنگلاخ زمینوں اور مشکل بحروں کو بانی کر دینے کی صلاحیت ، شکوہ اور علویت کے ساتھ ، ان کے قصیدے میں جلوہ کر ہوتی ہے ۔

# (٣)

مصلحہ دولا اور الی ہے معملی نے دولا کو اللہ روانہ کیا ہے وہ معملی نے دولا کی اللہ میں تک کی ہے دول ہیں ہے تک کی دروا کو قبیدہ گرئی میں الانسانہ اللہ کیا ہے اور اس میں تک کی کو اور اور ان کے اللہ کی دروانت کے بیٹری میں دی اللہ کی دروانت کی بیٹری میں دی اللہ کی دروانت کی میں انسانہ کے دروان کی دروانت کی میں انسانہ کے دروانت کی دروانت کی دروانت کی دروانت کی تصاف کی دروانت کی

شاعرالد صلاحیت اور دوسرے روایت کو بعینہ ابنانے کا جوہر ۔ ۔ م کام سودا نے غزل میں گیا اور بھی کام ، فطری مناسبت کی وجد سے ، زیادہ ہنرسدی سے قعیدے میں انجام دیا ۔ قعیدہ گوئی سودا کا عاص میدان ہے ۔ اس فن کو انھوں نے یوری سنجیدگی و ٹوچھ سے برتا۔ جیسے غائی غزل میں میر کا جواب نہیں ہے اسی طرح تصیدے میں سودا ہے مثل ہیں . قصیدے کا دائرہ عزل سے زیادہ وسع ہے اور ہوئت کے اعتبار سے یہ طویل نظم کرئی کا ایک مکمل کمولہ ہے۔ تعیدے میں سودا کا کال یہ ہے کہ انھوں نے دارس کے بہترین تعیدوں کے منابلے پر اُردو میں تصیدے لکھے اور ابنی خلاق سے اُردو تصیدے کو فارسی تصدے کا ہم سر بنا دیا۔

عتلف کلیات اور کتابوں میں سودا کے قصائد کی تعداد غناف ہے ۔ کلیات سودا (اولکشارر ۱۹۲۴ء) میں قصائد کی کل تعداد ، جس میں مدحید قطعہ بھی شامل ہے ، مم ہے۔ کلیات سودا (مطبع مصطفائی) میں یہ تعداد ہم ہے۔ نميخ چاند نے کچھ غير مطبوعہ قسيدوں کے حوالے سے قصائد کی تعداد ہے بنائي سے ٩٨ امداد امام اثر نے تعداد فصائد ہم بنائی ہے۔ ٩٩ ڈاکٹر محمود النمی نے اس قصیدے کو جس کا پہلا مصرع یہ ہے ع ''انہوا ہے دنت برنگ چمن طرب مانوس'' ممنون کا بتایا ہے اور سودا کے قصیدرں کی تعداد سرہ بتائی ہے۔ ' ' ا رشید حسن خال نے سودا کے قصیدوں کی تعداد ہے۔ بتائی ہے ۔ اس میں ہے الصيدے وہ ہیں۔ جو نسخہ رچرڈ جانسے میں شامل ہیں اور چھ وہ ہیں جو لسخه مصطفائي مين شامل بين اور لسخه جارتسن مبي خين يين ١٠١ ڈاکار مید نسمس الدین صدیقی نے نسخہ جونسن کو بنیادی مثن بنا کر جو کلیات ِ سودا مرتب کیا ہے ، اس میں قصائد کی کل تعداد ہم ہے۔ ان میں سے ہم تو وہ تُصالَد بِين جَوْ نَسخَهُ جَولَسَن يَا تُسخَد اللَّيَا آفَسَ يَا دُولُونَ مِينَ مُوجُودَ بِينَ اور جَو بلاشک و شبہ سودا کے بیں اور باق ہ کے بارے میں مرتب کو پورا یقین نہیں مهه - ۱۰۲ اس طرح ، به تصیدے الانتب سودا کے بین جن میں قصیدہ در پنجو اسی اور تصیدہ شہر آشوب بھی شامل ہے ۔ سودا کے تصافد کو تین حصوں میں تقسم کیا جا سکتا ہے:

(1) وہ نصائد جو آنصنرت اور انحدی شان میں لکھے گئے اور جن گ تعداد م ا جه -

(م) وہ تصالد جو بادشاہوں ، وزیروں اور امیروں کی مدح میں لکس گئے اور جن کی تعداد ہ، ہے۔

(ع) وہ فعالمیں مربرائے دور کے طالات پر روشی قال گئی ہے اور جہارہ ہاں مناف کا امراد کیا ہے اسکا کے اور میں کہ تعاد ہے۔ روا آردو فیسٹے کو فارس فیسٹے کی طرح بتاتا چاہئے تھے اس لیے انہوں نے پورے شور پر لد صرف انواس فعالد کی بیٹ، موضوات و روایت کی ایرون کی بادر کی اس کے چیز کی بیٹ میں میں منافق انوری کی ایرون کی بیٹ شہور فیسٹور کی توزین میں انسیان کافیے ۔ فیل میں ہم صودا کے جد فضویت کے مالان میں کی کے کا تعادی کرنے کی کا کہ ان میں ہم صودا

## فارسی فصیدے بنار اشک من پر سب کرریز است پتیانی

که بعت را ز ناندونست با زاند و بیشانی (خاتالی)
ای کز جهان عارضت راهات شد نهاری
ای کار کن ز میان عالما جهاری (خاتالی)
سراد قصر از اس کشید بسه تساج رضا
تو سر به جه بوس درکشیده این ستخط (خاتالی)

و سر به چیب پوس در نسیده این ست عطا جرم خورشید چو از حوت در آید بسم حمل اشجب روز کنسمد او بسم نب را ارجل (الوری)

چیره پرداز جیان رخت کشد جون به حمل سب شدود نیم رخ و روز شدود مستقبل (عرف)

(عرق)

سب شمود نیم رخ و روز شمود مستنبل جهانب بگشتم و دردا که پیچ شمهر و دیار ایسانم کاسه فرومنسد ، بخت در بسازار

#### مودا کے قصیدے

ہوا جب کفر ثابت ، ہے وہ محفاۓ مسابل اللہ فوق نیخ ہے اولسار السیح سلسابل ملکر خلا ہے گیرں لیہ سکیوں کی ہو زبان جب السیرے سے مرے یو ملا اس اندوجیاں اگر عدم سے نہ ہو سابھ نکر روزی کا او آب و دائے کو ان کر گیر نہ یہ بیدا الہ گیا چین و دے کا چنستارے سے عمل تیخ اردی نے کیا ملک خزارے مستامیل سوائے خاک تہ کھینچورے کا منت دستار کد سرنوشت لکھی ہے مری یہ خطر نجار

هبرود النبي نے 19 اپني کے حصور کے ماہمیت مستحق کی تردین ہیں لکھی والے میں المستحق مستحق کی تردین ہیں لکھی والے میں کرمیل المستحق النبی میں الدور کے اور میں کرمیل المستحق کی ال

یا امتحاد میں در تری میں فرورت ہے۔ تصدیق کے در سے رو توکہ
در کے بنا مجال میں میں خوا در اس اور میں کا کا حداث اور باتے کا دائم میں کہ
در کا در اس میں خوا در اس اور کی بیا تا جا اور اس کا مدت عدم
کا برای میں میں میں میں کہ دور مرض میں امران کے دائم میں امران کے دائم کے دور مرض میں امران کی معام کے حداث میں امران کے دور امران میں امران کی معام کے دور امران میں امران کی دور میں کہ امران کی دور میں میں امران کے دور میں امران کے دور میں کہ امران کی دور میں کہ امران کی دور میں کہ امران کی دور میں امران کے دور میں کہ امران کی دور میں کہ امران کی دور میں کہ امران کی دور میں امران کے دور میں کہ امران کی دور میں کہا ہے کہ امران کی دور میں کہا ہے کہ امران کی دور میں کہا ہے کہا تھی دور کہا کہ امران کی دور میں کہا ہے کہا تھی دور کہا کہ امران کی دور میں کہا ہے کہا تھی دور کہا کہ کہا کہ دور میں کہا کہا ہے میں کہا کہ دور میں کہا کہا کہ دور میں کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور میں کہا کہ دور میں کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہ دور کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہا کہا کہا کہ دور کہ دور کہا کہ دور کہا کہ دور کہا کہ

مطلع اس معیار پر پورے آئرے ہیں۔ مثلاً تعتبہ تصیدے کا مطلع ہے ; ہوا جب کثر ثابت ، ہے وہ تحقائے مسابق اسہ السوق شیخ سے زائثار انسیسے سلیاق

پہلے مصرع میں گفر کے ثابت ہوئے کو تمثالے مسائل کہا گیا ہے اور دوسرے مصرع میں شیخ سے تصبح طبائی کے زلار کے اند لوائے کا بیان کرکے دو متخاد ہاتوں کو ایک ساتھ ظاہر کیا گیا ہے ۔ اس تشاد میں اپنی طرف شتوجہ کوئے والی وہ کیفیت موجود ہے کہ ذین انتظار کرنے لکتا ہے کہ دیکھیے اب شاعر آگے کیا کمیٹا ہے اور اس تضاد کے طاسم کو کیسے کھوٹا ہے ۔ حضرت علی ہ کی منتبت میں ، جو قصیدہ سودا نے لکھا ہے ، اس کا مطلع یہ ہے :

الٰہ كيا جين و دے كا چينستان سے عمل

کی مدح میں جو قصیدہ سودا نے لکھا ہے اس کا مطلع دیکھیے : صباح عبد ہے اور یہ سخن ہے شہرۂ عام

حسلال دختر رؤ بے اسکاح و روزہ هسرام

اس منظم من الآن الما تعاد ہے ''قدأَ مِن اُلَّمَ وَالْلَّمَ فِيلَّا مِلْكُولُولُ اَلَّمَ اِلْمَ مِلْمَ اِلْمَ م جس میں عراب 'کر خلال اور وزیقہ کو جرام کیا ہے۔ ''ان منظم سے خوشی و حرصیٰ کا اگر ایوں پہانو روا ہے اور یہ بھی سامی ہونا ہے ''کہ مین ہے جو خوشی کا ذاتے ہو اس حدثی بیان حس کی ان رہے۔ یہ نے کن رواز رکھا جائز ہے۔ یہ کی حیثی قدمی ہی جائے کہ ہے جو خوشی کا دیا ہے اور میں کا ایک میں فصلے کے انام مودا کے یہ بات کسی ہے۔ ہے جرے دور ہو اگا ہے۔ مودا کے سب مطابقوں میں منی ایک اور موسی میں

مطلع کے فوراً بعد تشہیب آئی ہے جو مطلع سے پیوست بھی ہوتی ہے اور نظم کو آگے بھی بڑھائی ہے ۔ اسے بھیجے کی تمہید کہنا چاہیے ۔ سودا کی تشہیبوں

کو موضوع کے اعتبار نے این استوں میں تقدیم کیا جا سکتا ہے ۔ () بیازیہ (+) عشایہ (+) اغلاق و حکیالہ ، تشہیب انعیانے کا وہ حصہ ہے جہال شام کے اصل جوہر کامانے بین ۔ سودا نے اپنے فرے کا کال انشہیوں میں بھی ذُکھایا ہے۔ چاریہ نشیبیوں میں مودا نے مناظر تدوت کے تاثرات کوکال میالئے کے ماتھ بیان کیا ہے۔ اس ٹسم کی تشیب کی فرد کر لیور شاعری (Postry) (Asture to ) کا شہبہ ہوتا ہے لیکن سودا کے بال لیور اپنے املی غمد عمال کے ساتھ منظر کا محمد نیری بھی لیکہ ایک خیالی تصویر میں کر سامنے آئی ہے جس میں معمد نابذہ منوع و دلکان وائک بھرائے۔ دیگا تعمید لابھی کہ تشیب دیکھیے :

سجدة شكر ميں ہے شاخ ، امردار پر ايک دیکھ کو باغ جہاں میں گرم عثر و جل قوت نامیہ ابتی ہے نباتسات کا عرض ڈال سے پات ٹلک ، بھول سے لے کر تا بھل واسطر علمت لوروز کے ہر باء کے بیج آب ہو نظم لکی کرنے روش پر مخمل بغشتی ہے کہ اورسسسد کی راک آمیزی پوشش چهینت تلم کار به بر دشت و جبل عکس گابن یہ زمیں اور ہے کہ جس کے آگے کار تنسائم سانی به دویم ، وه اؤل قار بارش میں پروسے بیں کبر بانے تکرک ہار جنسانے کو اشجار کے ہر سو ہادل بار سے آب روای عکس ہجوم کل کے لوٹے ہے سبزے پر ، از بس کہ ہوا ہے ہے کُل فاغ میں کل کی ازاکت یہ بہم چنھی ہے عمع سان گرمی تظارہ سے جاتی ہے پکھل جوش روئيدگي عاک سے گھھ دور نہيں شاخ میں گاور زمیں کے بھی جو بھوٹے کولیل

حسن ایسا کہ جسے مساو شب چساردیم یک یک دیکھ کے یک چند تو رہ جائے بھچک چہرے میں ایسی ہی کرس کہ شب و روز جسے باؤ کرتی ہی رہے ، داست ِ مؤکل کی جھپک ہوں ہوں انہر کہ گنھنے کی ہو جس کے ہر لیر گھر ڈیسا دینے اور عشاق کے دریسائے الک زانیں بوں بکھری ہوئی چہرے یہ مالکیں تھیں دل جِس طرح ایک کهلونے په پشیب دو بسالسکه ناکی بیج میں آ ان کے او مبالکے پان کھیل جاوے وہیں کالا جو ڈے ان کی لٹک چبیں ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ اس کی تشبید سے جب اس کو تباوز دے فلک قتل کرنے کا یہ جوہسر اے پسو شمشیر کے بیج اس کے ابرو سے مثابہ لد بناویں جب تک دشت وہ تیر کد عالم میں نہیں جس کی بناہ چشم وہ ترک کہ ہے توم جنھوں کا ازبک **مسن میں کان کے آویزے سے وہ الحف کہ جوں** مستعمد قطرة شيم كده يؤے كل سے ليك مستمى آلوده وه لب الحكر تهسيم تسم عساكستر کہ ہوا سے وہ خن کرنے کے جائے تھے دیک دونوں عارض کوبا شیشے ہیں مئے کلکوف کے زنخ ان دونوں میں یوں جیسے محک داں میں گزک رنگ رضار ہے شرمتدہ ہو گئندے کی شک آگے غیف کے خیست کی ایس حرکات سامنے فیسٹ حصا پیشت کی ایس حرکات مناخ میں گل کے بون مین ہے جو حرف آغے 'فوک گر اس کی میں آب دیکھی کہ کرون اس کا ویشت انھی وہ آگ آمرے دل کے لیے چیز کی لیک خصرش اس شکل ہے آئی جید نظر وہ کا انسر گلب میں ان کا گل ہے تی گل جید نظر وہ کا انسر محمولی اس شکل ہے آئی جید نظر وہ کا انسر محمولی میں کا کی طرف موجد کے ''سے مشکل'

حکیانہ و انحلاق تشہیوں میں سودا نے مروجہ انحلاق و حکمت کو موضوع سخن بنایا ہے ۔ اس نسم کی تشہیبیں ان لعتیہ و منفہتیہ قصائد میں زیادہ ساتی ہیں جن میں رسول خدام اور بزرگان دین کی مدح کی گئی ہے ۔ ایک تشہیب میں حرص و علل کے موضوع اور مکالمے کی صورت میں شعر کھیے گئے ہیں ۔ مکالمے کی چی صورت آصف الدولہ اور بسنت خان عواجہ سرا کے قصیدوں سی بھی ملتی ہے ۔ ایک اور تشبیب میں فلک کج رفتار اور زمانے کا شکوہ کیا ہے ۔ ایک تشهیب میں فن طبابت کو مخصوص انداز میں موضوع سخن بنایا ہے ۔ ایک تشہیب میں ان شاعری کو بیان کیا ہے اور ایک تشبیب میں اپنے معاصرین پر چوٹیں ک بیں ۔ یہ موضوعات مذہبی و غیر مذہبی دونوں قسم کے قصیدوں کی تشہیم میں آئے ہیں۔ شاؤ ایک مذہبی قصیدے میں مرزا فاخر مکین کے استاد اکسیم پر طنز و تعریض کی ہے . "در مدح سیف الدولہ احمد علی نمان بهادر" میں اپنے معاصر شعرا کے غرور و تخوت کو پدف ملامت بنایا ہے۔ ''در مثلبت حضرت سهدی البادی آخر الزمان" میں شاعرالہ تعلی کے ساتھ ایک معرفی کے الزام صرقه و توارد کا جواب دیا ہے ۔ ان تشبیبوں کے بڑھنے سے سودا کمپس فلسنی و معلم الحلاق لفلر آتے ہیں اور کمیں روایتی الحلاق کو اپنے مخصوص طرز میں نئی نظر کے ساتھ پیش کرتے ہیں ۔ سودا کی تشہبوں میں الٹی رنگارلگ اور تنوع ہے گا۔ صرف ایک یا دو مثالوں سے واضح نہیں کیا جا سکتا ۔ اس بحث کی روشتی میں سودا کے فصالد گاو پڑھنا جاہیے ۔

  مست ' کسی طلبی کے لیے اور فرنی 'گرو رہ بھی باک، اور اپنے بعدی ہے میں کا اور جو میں کے اور میں کا کے اور میں جو انکا کے اور میں کا کہ کا اور میں کا کہ اس مولا ہے ہو دائے کے دائے میں مولا ہے جہ اس برق پر ایست کی خوات کے دائے میں مولا ہے اس برق پر ایست کی کا حال بھی ہے کہ دن کا کہ بعدی کے دیں مولا ہے جہ کی دور میں کہ اس میں کہ اس مولا ہے کہ بھی جب میں مولا گیا ہے جب مولد و بدرت ہو ۔ مولا ہے کہاں مولا عائمہ عبدی مولد ہو دیا تھے ہے جب میں مولد تھی ہے۔

سودا کے قسالد پر فنی فنطہ لفلر سے کوئی اعتراض میں کیا جاتا ، البتہ یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے جن مدوحین کی شان میں قصیدے لکھے وہ ان کی اس مبالغہ آمیز مدح کے مستحق تہیں تھے ، اسی لیے ان کی مدح مصنوعی ہے ۔ لیکن اگر یہ بات سامنے رکھی جائے کہ قصیدہ ایسی صنف شاعری تھی جس کا تعلق دوبار سے تھا۔ دوبار تک انھی شعرا کی وسائی ہوتی تھی جت میں شاعرائی صلامیتیں اعلیٰ درجے کی تھیں ؛ اس لیے جب تک دربار فائم رہے قصیدے کا چراغ روشن رہا اور نامور شعرا درباروں سے وابستہ ہو کر قصیدے لکھتے رہے۔ اب آگر کسی شاعر کا دور ایسا ہے جس میں کوئی عظیم بادشاہ بر سر تخت ہے یا کوئی اسر ایسا ہے جس کا تدبیر و حسن التظام مثانی ہے تو اس کے قصیدے کی مدح بھی نظری معلوم ہوگ ، لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو اس پر وہی اعتراض ہوگا جو مدح کے تعلق سے سودا کے تصیدوں پر کیا جاتا ہے ۔ مثا؟ سودا نے اپنے ایک تعیدے میں حضرت علی افتاع گھوڑے کی مدح کی ہے اور ایک قصیدے میں سیف الدولد کے گھوڑے کی اور دونوں میں شاعرانہ سالنے سے کام لیا ہے -حضرت علی ہُ کے گھوڑے کی تعریف کو آج بھی ذہن قبول کر لیتا ہے جب کہ سیف الدولہ کے سلسلے میں یہ مدح محض سبالفہ معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن ایک غیر مسلم کو دونوں گھوڑوں کی یہ تعریفیں میالقد آمیز معلوم ہوں گی ۔ اس لیے قصیدے کی مدح کو شاعری اور حسن بیان کے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے اور سودا اس میں پوری طرح کامیاب بیں ۔ بہارے ادب میں قصیدہ میں وہ صنف ہے جو ''الٹیلیکچولل'' شاعری کے ذیل میں آئی ہے ۔ غزل بر وہ شخص کیمہ سکتا جس میں شاعرالہ رجحان ہو لیکن تصیدے کے لیے صرف یہ وجحان ہی کافی جیں ہے۔ اس کے لیے علم ، قادرالکلامی ، غیر معمولی شاعراله صلاحیت اور خاص ذہبی تربیت و مشق کی بھی ضرورت ہے ۔ غزل ایک شعر کی شاعری ہے اور قعیدے

السيد اس لوبل غامری کے قاتم ہے ہی کی لیا بارے بان مولانا کے مولی غامری کا بطالح ہے جب کی کا بیا برائد کا اس کا بیا برائد کی دیا کہ اس فرائد کا بیا برائد دوسرے دام برائد کی دیا دائر دوسرے دام برائد کی دیا دائر دوسرے دام برائد کی دیا دائر دوسرے دام برائد کی دیا دیا تھا ہے کہ دیا دیا ہے دیا تھا ہے کہ دیا دیا ہے دیا تھا ہے کہ دیا دیا ہے کہ دیا دیا ہے دیا تھا ہے کہ دیا دیا ہے کہ دیا ہے دیا ہے کہ دیا دیا ہے کہ دیا ہے کہ دیا ہے کہ دیا ہے دیا ہے کہ دیا کہ

لیکن ہارے دماغ سے خراج تحسین ضرور وصول کر لیے رہی ۔ بیاں فن کا خلوص ٹین بلکد ٹن کا اعجاز لغار آتا ہے۔ سودا کے قسیدوں کی ہم تعریف کو سکتے یہ لیکن آتا ، بلک نہنی ہم بعد سکتے اور تعریف کرنے کے لیے بھی فن کی فارنکیوں جو اقتص ہوا ضروری ہے ۔ اس لیے قسیدہ خاس لوگوں کے لیے لکھا جاتا تھا اور خاصے کی چیز تھی۔

قعیدے کا طرز بھی سادا اور براہ راست نہیں ہوتا بلکہ بیچیدہ اور بلند آبنگ ہوتا ہے اس لیے مبالغہ ، دور دراز کی تشبیات ، پیجید، استعارے اور میالند آمیز ادراک قصیدے کے طرز کی جان ہے۔ تصیدہ کو اپنے طرز میں شکوہ پیدا کرنے کے لیے اصلاحات استعال کرتا ہے ، لفظوں کے انتخاب میں پوری احتیاط کرتا ہے ، معنی خیزی کے لیے لئی تراکیب وضع کرتا ہے ، لئے نئے فالیوں سے صوتی اثر کو ابھارتا ہے ۔ اس مشکل بسندی اور برائے عاوم و قنون کی اصطلاحات و اشارات سے عدم رواج کی وجد سے آج قسیدے کو عام پڑھا لکھا آدسی بھی بغیر استاد کی مدد کے نہیں سمجھ سکتا ۔ بھی صورت سودا کے قصیدوں کے ساتھ ہے ۔ قصیدہ معشوق سے ثرم گفتگو کا نام نہیں ہے بلکد یہ شاعری کی ایک عالمالہ صنف ہے جسے شاعر کی قوت تقیل ایک طلسم بنا دیتی ہے جو آنکھوں کو بھاتا اور ڈین کو کرشمہ نظر آتا ہے۔ تعبیدے کا شاندار رنگ مسن سے زیادہ عظمت کا جذبہ پیدا کرتا ہے ۔ اس میں شک بیں کہ سودا کے اکثر محدومین کے سلسلے میں یہ ایک بناوٹ معلوم ہوتی ہے جیسے شکستہ عارت میں ہمترین پردے اور سامان آرائش لگا دیا جائے ۔ لیکن سودا کی بجبوری یہ ہے الله جو عارت اسے آرائش کے لیے دی گئی ہے وہ تو اسی کی آرائش کر رہا ہے۔ سودا نے الفاظ کے پھولوں سے ایسے ایسے نقش و نگار بنائے ہیں جو کسی اور صف کے ذریعے ممکن نہیں ۔ جی صورت بحروں کے ساتھ ہے ۔ تصبدے کی بحریں عام طور بر سالم ، طویل اور "پرشكوه بوتى بين جن مين نصيد، كو تشر نشر قانيون سے جان ڈالتا ہے۔ سودا نے اپنے قصیدوں میں ایسی می بحریں منتخب کی بیں جن سے شاوے و شکوہ کا احساس پیدا ہو اور جو طرز و موضوع سے ہم آہنگ بھی ہوں ۔ سودا کے قصائد میں ایسے ایسے نافیے استمال ہوئے ہیں کہ پڑھتے والاحيرت ميں رہ جاتا ہے ۔ سودا كا ہر قصيدہ قافيد بيائى كا كال ہے جس ميں ذہن رساکا کرشمہ بھی ہے اور ایک فطری شاعر کا اعجاز بھی ۔ بہاں قافیہ بحر کے اُٹار چڑھاؤ کے مطابق بھی ہے اور اثر شعر کو بھی بڑھا رہا ہے۔ اس عمل معي گوئي دوسرا شاعر سودا گو نمين چنجتاً . قصیدے کے ساسلے میں ایک بات یہ بھی ذہب نشین راکھنی چاہیے کہ بادشاہ کے دربار میں قسیدے کا وہی مقام تھا جو آج کل حکومت کی پروپیگنڈا مشینری کا ہوتا ہے ۔ قسیدے سے انہ صرف بادشاہ کے جلال و بہبت کا قلشہ درباریوں کے دلوں پر جم جاتا تھا بلکہ یہی بائیں جب افسالہ بن کر عوام تک چنجتی تهیب تو بادشاه کی بر دلعزیزی میب اضافه بنوتا تها . دوسرم ملکوں یا علاقوں میں جب قمیدہ پہنچتا تھا تو وہاں کے دربار بھی اس سے اثر لیتے تھے ۔ کیا جاتا ہے کہ ابرالفضل نے جو خطوط شاہ ایران کو لکھے اور جس طرح الن مير شميشاه اكبر كو القاب و آداب كے ماتھ پيش كيا اس ك وجہ سے عباس صنوی کی ہست نہیں ہوئی کہ وہ بندوستان کا رخ کرے ۔ بادشاہ اور اسراء اپنے درباروں میں قعیدہ کو اسی لیے رکھتے تھے کہ ان کے رعب و جلال ، عدل و الصاف ، شجاعت و بهادری اور قوج و لشکر کی شهرت ہو . گھوڑا اور تلوار "طاقت" کے اشارے تھے اس لیے قصیدے میں ان کی تعریف كى جاتى تھى اور سالفے سے اثر كو بڑھانے كا كام ليا جاتا تھا۔ وہ كام جو آج اعبار ، ریڈیو اور ٹی وی کارتے ہیں اس سے ملتا جاتا کام اس زمانے میں قصیدے سے لیا جاتا تھا۔ قصیدے میں چولکہ واقعاتی جزئیات کے بجائے شاعرالہ مبالغر سے کام لیا جاتا تھا اس لیے اس کا اثر وتنی درجے اور وتنی الادیت سے بلند ہو گیا اور قصیہے اس طرح از کار رفتہ شہیں ہوئے جس طرح آج کا انجبار کل فرسودہ ہو جاتا ہے ۔ سودا کے قصیدوں نے اپنے دور میں اس ضرورت کو بھی پورا کیا ، دوسری طرف ان کے مذہبی قصیدوں نے تبلیغ مذہب کا بھی کام انجام دیا۔ خالص جالیاتی تقطه نظر سے بھی تصیدہ وہ صنف سخن ہے جو علویت و

 کیشت میں جو گرفت کی است کا میں کہ بادر پر قد میں کہ بین ہورہ ہے ۔ لیکن اسٹ میں کو میں گرفت کی خاص کے خاص کے خاص کے اس کر اور اس کے کا میں کہ بادر پر قد سے کہ خواج کی کی میں میں خواج کی کہ میں کہ بادر کا کہ بادر کا میں کہ اسٹ کی جو اسٹ کی میں کہ اسٹ کی خواج کی خ

آج ایک نمونے کا درجہ رکھتے ہیں۔

" بھی خماند مرمودا کے آصورہ کو رہا ہے ۔ اصوار ہے تھی کرید مرح آم ہے گاہ کہ تم بابی صالہ بھاران بی رہانی صالہ کے تو میں ان نسیوں کے دو اسمیت تحدید آصوبہ اور استحکی روزگرہ کا نے میں ، ان نسیوں بھی موردا کے بیٹ رہ صدر کے استان کی بیٹری سے کہ بیٹری سے کہ بروانی میں بدورے نے میارے بھی موردا کے بیٹ رہ بروانے کے اس کر اس میں بھارت کے دروا میں بھارت کے ۔ این نسانہ میں بغور در محل اور کر دورا بختی ادار میں کے دروا میں بھارت کے ۔ این نسانہ میں بغور در محل اور کہ بروان میں کی دروا میں بھی اور اس کے انسیار انسیار کی اور در کے تین بات کیا گیا ہے کہ اس میں کانے موران میں کاری اس کے میں کیا ہے جو ادر کے تین شام جہال آباد کے دروان کے اس کانی میں اور اس کے دروان کے اس کانی میں بھی کہا گیا تھی دروان کے استان اور بیان میں کھا کے اس کی کے استان اور بیان میں کھی کے دروان کے اس میں کے اس میں کے استان اور بیان کی اس کی کے استان بین اس کے بیاد میں دیس کے دروان کے دیس میں کیں گے در اس کے دروان کے خوان میں میں کی کے دروان کے دیس میں کی کی در اس کے دیس کو دیس کی بی کے دروان کے دیس میں کی کی در سان کے دیس کو دیس کی کی دروان کے خال میں میں کی کی دیس کی کے دیس کی کی دیس کی کے دیس کی کانے دیس کی کی دروان کے خال میں میں کیں گے دیس کی کی دیس کی دیس کی کی دیس کی کی دیس کی دیس کے دیس کی کی دیس کی کی دیس کی دیس کی کی کی دیس کی کی کی دیس کی کی کی دیس کی کی کے دیس کی کیس کی کی کیس کی کی کیس کی کیس کی کی کیس کی کی کیس کی کی کیس کی کر کیس کی کیس کی کیس کی کیس کی کیس کی کی کیس کی

انسم پر بھوناٹ کے نقل بین بھت کریں گے۔ سودا کی بچو لاکٹری کا ورائیل زشنہ اناس شامر الروی ہے مثا ہے ۔ انوری کی طرح سودا بھی تصلیہ اور بچو دولوں کے استاد ہیں ۔ سودا ہے بیٹے آردو مشامری بین تصدید و بچو نائل ڈکٹر کی ٹی کے سینٹ ٹیوں کرنفنے تھے ۔ جیشر آرائی ہے 'انئی بھودائت میں سابھی تصدیران شرود انھاری بن اور تائیخ بین جیشر ڈرائی کی ٹوئی اسیٹ ہے لکن آن کے بان بچر ایک ٹی کن صورت النظیز میں کرنڈ 
> مری یه فکر سخن صفحت وساند پر کرے ہے مدح و مذمت میں جوہر ارزانی

المبيده و بنجو دواول كي مشترك صفت مبالغد بي . قصيده گو مدح مين مبالغد کرتا ہے اور پنجو کو مذمت میں . پنجو کا غصوص اور استیازی دائرہ البزام؟ ے جس کا ایک رخ بنسی ہے اور دوسرارخ غصه ہے ۔ بعض بجویں صرف بنسانے اور مذاق اڑانے کے لیے ہوتی یں - سودا کے بارے بہت سے بند یا حصے ایسے ملتے ہیں جن کو بڑھ کو ہنسی آتی ہے - مثال ع "الوگ کہتے ہیں سہو کاتب ہے" والی ہجو ۔ یہ حصے محض ذو معنی مزاح (Pun) کے دائرے میں آتے ہیں ۔ لیکن کامیاب مجو کے لیے "مقصد" ضروری ہے اور اس متعد کے تقطہ تظر سے جب شاعر کسی حالت ، غلطی یا انحراف کو دیکھتا ہے تو اس کی ہنسی میں عمید بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ اس حاقت کا اظہار تلخ لہجے اور کڑوے کسیلے لفظوں میں کرتا ہے اور مبالغے سے اسے اور تیز بنا دیتا ہے ۔ پنجویں افراد پر بھی لکھی جاتی ہیں اور سوضوعات پر بھی ۔ افراد کی ہجووں میں شاعر کی ذاتی نفرت شامل ہو جاتی ہے جس کی بنا پر اس کے کام و دین بگڑ جاتے ہیں۔ سودا کی وہ ہجویات جن کا موضوع میر ضاحک یا دغتر مولوی ندرت کشمیری یں ، اسی ذیل میں آتی ہیں ۔ ان میں کالی بھی ہے اور رکیک و بازاری زبان بھی۔ یں صورت ان مجبووں میں لظر آتی ہے جن میں "مولوی ساجد" اور "اشخمے کہ متعصب بود" میں ایک عالم کو دریدہ دینی کے ساتھ بدف ملامت بنایا ہے۔ یہ پجووں کی پست ٹرین صورت ہے ۔ کاسیاب پنجو وہ ہے جس میں ذائیات کے باوجود ایسی باتوب کو ممایان کیا گیا ہو جو عام انحلاق لقطہ نظر سے قابل مذمت و نفرت ہیں۔ شاؤ ندوی لاہوری کی پنجو ، جس میں ہے جا غرور أور بدزبائی گو بدف ملامت بتایا ہے یا "ہجو بنیل" جس میں بنل کو موضوع معنیٰ بنایا گیا ہے ۔ اس علع پر بیجو اعلاق دائرے میں آ کر مقصدی ادب بن جاتی ہے -شاعر كا غصه محض ذاتي بقض نوس روما بلكه الحلاق بريسي بن جاتا ہے . يبي جذب افراد سے بے کر جب عام سیاسی ، ساجی حالات کو دیکھ کر بیدا ہوتا ہے تو زندگی کے کسی پہلو پر طنز کی صورت اختیار کر لبنا ہے ۔ سیاسی بدنظمی ، فوجی ایٹری ، رشوت ستانی ناانصائی و بے ایمانی جب وجو نگار کی توجد کا مرکز بنتے ہیں تو وہ لغاد حیات کا روپ اختیار کر لینا ہے ۔ ہجو میں بظاہر مذاق تظر آتا ہے لیکن اس کی بنیاد میں گہری سنجیدگی ہوتی ہے ۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ ہجو میں جو زندگی بیش کی جاتی ہے وہ وہ زندگی نہیں ہوتی جو تدرت نے بنائی ہے بلکہ تہذیب باقتہ زلدگی ہوتی ہے جس کی تعمیر خود انسان نے کی ہے ۔ اس طور پر بجو انسائی عوامل پر تنتید بن جاتی ہے اور اسی لیے بجو کا موضوع ہمیشہ شمری زندگی ہوتا ہے ۔ انسان کی بنائی ہوئی زندگی جب اجولوں ، معیاروں اور تدروں سے بعث جاتی ہے تو وہ اس معاشرے کے بروردہ ذہن کے لیے مضحکہ غیز بن کر ہجو کا نشالہ بنتی ہے ۔ اعلیٰ ٹرین ہجو نگار ، مصلح کا ذہن اور منصد رکھتا ہے اور مذاق اڑا تا دراصل اصلاح ہی کی ایک صورت ہے . سودا اپنے ''شہر آشوب'' میں ، قصیدہ ''تضحیک روزگار'' میں اور مثنوی ''در بے نسقی شاہجہان آباد'' میں مصلح کی علح بر ضرور پہنچ جائے بیں لیکن ان کے پاں چولکہ کوئی واضع مقصد نہیں ہے اس لیے پسیں ان تناسوں میں کسی ''سمت'' یا کسی جہت کا پتا نہیں چلتا ۔ لیکن اس کے باوجود یہ وہ نظمیں ہیں جو سودا کے گال ان کی مثالیں ہیں ہ

طرح سزاحیہ رجحان کی قربیت بھی ضروری ہے وراہ سزاح بھکڑ بان کے درجے

اور رہ جاتا ہے ۔ ترایت ہے اس میں ایک غمصوس نظر پیدا ہو جاتی ہے جس سے ہجو نگار زندگی اور زندگی میں نظر آنے والی عرابیوں ، کمزوریوں اور نے ڈھنگر ین کو سنجیدگی سے دیکھ کر ان کا مذاق اُڑاتا ہے ۔ مذاق اُڑانا اصلاح کا ذریعہ ے. بعبو الهی مذاق اڑا کو سننے والے کے ذہن کو سوچنے او مجبور کرتی ہے۔ اس میں ساجی تنقید اور ڈاتی تنقید مل کر ایک ہو جاتی ہیں . سودا کے ہاں یہ دولوں صورتیں ملتی ہیں ۔ سودا اپنی شگفتہ طبیعت اور زندہ دلی کی وجہ سے اس صنف سخن سے گہری مناسبت رکھتے تھے ۔ جن حالات کو وہ اپنی ہجویات میں بیان کرتے ہیں ان تک وہ کرب کے راسے سے چنچے تھے اور اس کرب کو وہ بجو کے الداز میں دوسروں کو بھی دکھا رہے ہیں۔ شاہ الشہر آھوب'' میں سودا نے جس معاشرتی صورت حال کو بیان کیا ہے اس میں طنز و پیچو کے باوجود شدید کرب کا احساس موجود ہے ۔ سودا ہم میں شعور تو پیدا کرتے یں لیکن چونکہ ان کا اپنا گوئی لقطہ لظر نہیں ہے اس لیے وہ پسیس گوئی لیا راستہ دکھانے سے فاصر رہتے ہیں ۔ ان کی ہجویات میں لفطہ نظر اور جہت کی کمی انہیں اعلیٰ ادب کے درجے تک نہیں پہنچنے دبئی ۔ بنجو لفطہ نظر کے سالھ ہی تعمیری ادب کے دائرے میں داخل ہوتی ہے ۔ سوداکی بجویات میں تنتیدی نظر پدیں باغیر تو کرتی ہے ، ہارے دل میں بنسی کے ماتھ احساس کرب بھی بیدا کرتی ہے لیکن کوئی ایسی متبت صورت سامنے نہیں لاتی جس سے آگے بادھر کا کوئی راستہ بھی لفار آ سکے ۔ اگر ہم ان ہجویات کا مقابلہ ادبیات یورپ کی ہجوبات سے کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بورپ کی ہجوبات و طنزیات اس دور میں لکھے گئے جب ایک منزل ، ایک راستہ ان کے سامنے تھا ۔ لئے سیاسی و معاشی نظام کی تعمیر ہو رہی تھی۔ یعی منزل شاعر کی بھی منزل تھی۔ اس لیے وہاں کے شاعر نے اپنے پرانے معاشرے کی خرابیوں کو غرابیاں سمجھ کو ان پر تنتید کی اور یہ بات واضع کی کہ برائے طربتوں کو ترک کرکے تع طریقوں کو اپنایا جائے۔ سودا کا زمالد تغربی تھا جس میں تصبیری رجحان بالكل نيين تها . تخريبي عمل نے فرد اور معاشرے دولوں كو يسيا كر ديا تها . شاعر اس بگڑی ہوئی صورت حال کو عام اخلاق اصولوں کی نظر سے دیکھ رہا تها . جو تها وه نبين ربا تها ليكن جو بونا چاہيے كسى كو معلوم نبين تها . سودا ان حالات پر ہنستے اور بنجو کے تیر برسانے ہیں ٹیکن بگڑے ہوئے حالات کو سنوارئے کا رجعان لہ اس دور کے ذہن میں تھا اور لہ سودا کی ذات میں . اسی لیے سودا پنس کر رلانے ہیں کیونکہ پنسانے والی چیزوں یا صورت حال کو ٹھیک کرنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ ذاتی ہجوبات میں بھی وہ اعلاقی بدعنوانیوں اور خرابیوں بر طنز کرتے ہیں ۔ ان کی بیجوبی ریا کاری ، مکاری ، نوٹ کھسوٹ ، بے جا ضغر ، پیٹو بین ، بزدلی ، جھوٹ ، بنل وغیرہ کی بول کھولئی بیں اور مختلف طبقوں کی تصویرکشی کرتی ہیں۔ وہ بنانے ہیں گ شمشیر و سپر ، جو شجاعت کی علامتیں تھیں ، بنیے کے بال گروی رکھی تھیں ۔ سجدوں میں گدمے رینکتے تھے اور سجدیں ذکر ، صلوة اور اذان سے عروم لهیں ۔ سوداگری کا یہ حال تھا کہ ع ''دکھن میں یکے وہ جو خرید صفہاں ہے'''۔ شاعر عوشامدی بن گئے تھے اور ان کا فن غان زمان کے لیے تطعہ تہنیت یا تاریخ الولد لکھنے کے کام آ رہا تھا ۔ یمی حال معلموں کا تھا اور یعی حال کاتبورے کا نها جو لکے سر کے مساب سے اشعار کتابت کرنے تھے ۔ بھی حال پیروں کا تھا جو صبح اُٹھ کر مریدوں سے ہوچھتے تھے کد آج عرس کیماں ہے تاکہ وہاں جا کر اپنا بیٹ بھر سکیں ۔ فکر معیشت میں سازا معاشرہ مبتلا تھا ۔ امراہ خاله نشین ہو گئے تھے ۔ ان سے کوئی ملنے آلا او دنیا زمانے کی بالیں کرنے لیکن اگر وہ ذکر سلطنت درمیان لانا تو منہ بھیر کر کہتے ع "مدا کے واسطے البا كود اور باتب بول" - سارا معاشره قرار اختيار كيم يوث تها - جب امراه می سیاسی امور سے مند موڑنے لگیں تو ابتری کا کیا ٹھکاٹا ۔ شہر ویران تھا ۔ نہیں زادیاں برقع اوڑھ ، پھول سا بجہ کود میں لیے خاک پاک کی تسییع بیچنے کے بھانے بھیک مالگ رہی تھیں ۔ معاشی ابتری اور معاشرتی بضمالی کے یہ پہلو ، جو سودا نے پیش کیے ہیں ، وہ ہمیں ایک شعور دیتے ہیں ، اس صورت حال سے نفرت دلاتے ہیں اور اس طرح ایک چھپا ہوا مقصد اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن ان کی مجویات کے اصلاحی پہلو میں جہت و مقصد لد ہونے کی وجہ سے وہ زور نہیں ہے جو یورپ کے طنزیہ ادب میں ملتا ہے۔

ربواً پلیے شخص بی جنوبوں نے ہو کر ایک تن کے طور بانستان کی ۔ پارٹ کے ان جو بر امراح کو ایک فیر سیمنہ جو سرحہ کر اور ڈون نظر انسان کرنے ڈیو پو ۔ اس ایل کے ان ان کا کاس فرور پر ڈیز پر چاہیا جائیں وہ حضوی نے اوادہ حضود اور الاسامیہ نے اوادہ انسان ہو جو انکا کے خاری کی ایک کے نے اوادہ حضود اور الاسامیہ بان جائے جو اور شرور درائی کی خیر انسان نے اور میں خور جو بین خور و لکر کی دھوے دئی بود اور زائر کی طرابہ پلو خالی مل بھی بین دو بین خور و لکر کی دھوے دئی بود اور زائر کی طرابہ پلو خطر کے اس بھی اس میں کا بی میں شہور کی بی استان میں دوا جو بھو دو لو الكروري مين (المستحد) كم توابد إلى كان ومس بمن شامي برأن لم يه جيسي (وتبد (1989) در أرجاك بعن شي جد «دايد كي ديري كالجماري المستحدين المستحدي

سودا کی پیجویات کو پیم ٹین حصوں میں تنسیم کر سگتے ہیں :

 (۱) وہ ہجویں جو سودا نے ذاتی عناد یا چشنک کی وجد سے افراد کے خلاف لکھیں ۔

 (٦) وه پجرين جن مين جانورون ، مثلاً گهوڙا يا ياتهي، کو يطور ملاست پدف ملاست بنايا کيا ہے ۔
 (٣) وه پجرين جن مين حالات زمالد اور معاشي و معاشرتي و الهلاق امور

ا وه پېډوین چن سین حالات ِ زماله اور معاشی و معاشرتی و الحلاقی امور کو موضوع ِ سخن بنایا گیا چه -

اوادگی بیمان ترابات کرد بست اور کنگ دید بن بعن این اجبور ایناد باشکه " این بود مقدر این ترابات کرد این با بیمان می با بیمان این می موطر برون کو این از مراب رون با بیمان کرد در این با بیمان می این این مواد که پیرون کو این از می مورد این بیمان کی به بیمان بیمان می می می بیمان می بیمان بیمان می امان می بیمان می بیمان می بیمان می بیمان می بیمان می امان می بیمان می امان می بیمان می بیمان می امان می بیمان می بیم المستوقع كه بالمدين من بعرض من بال كل ناهري الدين أن يوفي كل بدين با بالمستوقع كه بالمستوقع كل بدين من الم المستوقع كل من با بالمستوقع كل من بالمستوقع كل من من المستوقع كل أو د فلم المستوقع كل المستوقع كل أو د فلم المستوقع كل أو د من المستوقع كل أو د كل أو د كل كل أو د

المحافى متل طور من التاليخ - أن دادان بجودت كليس مطر من بأيير المدين ميكيون المساورة في الميان الموادل من بأيير و المحافى ميكلون المحافى الموادل المو

 شہر آشوب'' سب سے اہم نظم ہے - اس کے ساتھ "تقصیدہ شہر آشوب'' کو پڑھنا چاہیے ۔ یہ دونوں لظمیں مل کر ایک اکائی بناتی ہیں ۔ اسی نوعیت کی ایک اور بجو ''در نے نستی شاہجمان آباد'' بھی قابل ذکر ہے جس میں سیدی کانور کوتوال دیلی چور اچکٹوں کے ساتھ مل کر شہر کو لوٹ رہا ہے اور ان کے پاٹھوں مجبور ہے ۔ اس بجو سے اس دور کی بدانتظامی کی حقیقی تصویر سامنے آتی ہے: السام سے صبح تک ہی ہے شور دوڑیو گٹھری لے چالا ہے جور "ملا" سجد کا ، صبح خبزیا ہے ہے سکے کیوں کے اب کسی کی شے تصیدے کی طرح بجویات میں بھی سوداکا فن اپنے عروج پر ہے ۔ اٹھیں اپنی بات کے اظہار ار اوری قدرت ہے ۔ ان کے پاس الفاظ کا اتنا بڑا دُغیرہ ہے کہ کلام بڑھتے ہوئے کبھی یہ محسوس میں ہوتا کہ انھیں اپنی بات کہنے کے ليے صحيح الفاظ نہيں مل رہے ہيں . غزل ميں روابتي الفاظ و علامات شاعر كا اله دے دہتے ہیں لیکن تصیدے میں ، اور بالخصوص بجویات میں ، جہاں نتق موضوعات تنوع کے ساتھ آئے ہیں ، سودا ایک نادر الکلام شاعر لظر آتے ہیں ۔ کم از کم لفظوں میں اپنی بات کہنے کی ان میں بڑی صلاحیت ہے۔ وہ ہجویات میں ہر موضوع کو ہترمندی کے ساتھ پیش کرکے اسے بانی کر دیتے ہیں ۔ سودا کی قوت ِ مشاہدہ بھی تیز ہے۔ ان کا تخبل بلند پرواز ہے ، وہ مروجہ علوم و نتون سے بھی حسب ضرورت واقف ہیں ۔ خبر و شر میں امتیاز کرنے کا شعور بھی رکھتے ہیں ۔ مزاج میں تندی و تیزی بھی ہے۔ وہ جس بات کو اچھا یا برا سجهتے ہیں اس پر سجهوٹا نہیں کرتے۔ یہ سب چیزیں مل کر ان کی ہجوہات میں طنز کی کاف اور اثر کی شدت کو ابھارتی ہیں ۔ ان کی ہجویات میں غزل کی طرح معیار کی بکسانیت نمیں ہے۔ بجویات میں سودا کمیں اعلی اور کمیں پست سطح پر کھڑے نظر آنے ہیں اور ان میں توازن کی کمی کا احساس ہوتا ہے ، لیکن اس کمی کو وہ اپنی مستعدی (Dash) سے سنبھال لینے ہیں ۔ ان کی بذلہ سنجی (wit) بہت لیز نہیں ہے ، زیادہ اتر وہ ممسخر ہیں سے کام لیتر ہیں۔ لبکن اس کے باوجود وہ اس تن کی تاریخ میں ایک سنگ مبل کی حیثیت رکھتے یں اور اب تک ان جیسا کوئی دوسرا ہجو کو شاعر سامنے نہیں آیا۔ ہاری شاعری میں جیسے جیسے تناید حیات کا رجعان بڑے گا سودا کی بجووں کی ایمیت

بھی برسی جب کی۔ صف منٹوی کو سودا نے پہیو، مدح اور عشق سب کے لیے استمال کیا ہے ۔ پہیو نیل ، بچو ضاحک، بھیو حکم تحوث ، بچو کو توال وغیرہ میں بیئت تو مثنوی 

## گہا سودا نے مغیرت کو ٹو ہے خبط مجھے تصد کہاتی ہے ہے کیا ربط

لکن الیان طبق می واق عدد جانا میں آگا۔ مبار شرور عام کر دیتے ہیں۔
موج مارکے دادان میں خوات میں الدہ میں طور عدم کر دیتے کہ اللہ میں ملک کے اللہ میں موج مارکے دادان میں موج مارکے دادان میں موج مارکے دادان میں خوات میں اللہ میں موج م

جو کوئی آپ کو اس طرح کھووے غدا کا وہ ، خدا ٹپ اوس کا ہووے

اس مشوی سے یہ یات سامنے آتی ہے کہ سردا سن پرروی روایت کی تو بڑی ملاحیت تھی لیکن شکٹیہ موفومات سے الیابی شامی مناسبت نہیں تھی۔ سودا ان مشروری میں زیادہ کامیاب یہ بو شخصہ بین اور من میں بھور یا مذخ کا رنگ بھا اوگر کیا ہے تا جہاں دو اپنے تفاط اللر کی وفاعات کرتے ہیں۔

مرائیوں میں بھی سودا کے شاعرانہ سلنے اور حسن بیان کا بنا چاتا ہے۔ مرائے کا مقدید یہ بڑا ہے کہ سامین کو کوبلا کے االم اللہ واقعات کے امرائی بیان سے دلا کر مثلیہ کڑے۔ سودا اس میں کامیاب نہیں ہیں لیکن ان کے مرائیوں میں دوسرے مرائمہ کوبوں کے مقابلے میں شاعرائی خوبیان زیادہ ہیں۔ سودا کے کوبلا کے غنف وافعات کو غم الکیز طریعے پر بیان کیا ہے۔ ان کے مرثیوں کے بعض حصوں میں عم کی سچی ترجانی ملتی ہے۔ ان کے مراثی میں واقعات کو تسلسل و ربط کے ساتھ بیان کرنے کا بھی احساس ملتا ہے جس سے مرثبے میں اس واقعہ نگاری کی بنیاد ہڑتی ہے جو انیس و دبیر کے مرثیوں کی جان ہے۔ سودا نے ہر واقعے پر الگ الگ مرثیہ لکھنے اور واقعے کو جزئیات کے ذریعے طول دیتے اور مؤثر بنانے کی بہی بنیاد رکھی لکن یہ سب کوششیں اس صنف سخن کی ابتدائی کوششیں تھیں ۔ سودا نے تصیدوں کی طرح مرثیہ کو تشہیب سے متعارف کیا ۔ جی تشبیب آگے چل کر "چہرہ" کے قام سے موسوم ہوئی ۔ سودا نے اپنے مرابوں میں سیرت نگاری کے دے دیے نقوش بھی ابھارے جن سے مبدان کربلا میں شریک ہونے والوں کی جدباتی کیفیت سامنے آئی ہے۔ الهول نے مکالمے سے بھی کام لیا اور کسی حد تک قراماتی عنصر کو بھی مرثیر میں شامل کیا ۔ ان کے ہاں مرتبے میں رؤمیہ عنصر بھی دبا دبا سا نظر آتا ہے۔ دشت کربلا کے منظر کی مؤثر الصویریات بھی ان کے مرابع میں ساتی ہیں۔ مرثبوں میں سامعین کو رلانے کے لیے اہل بیت کو مندوستانی رسوم سے وابستہ کرنے کا طریقہ شروع ہی سے جلا آتا تھا۔ سودا نے بھی اسے فائم رکھا۔ حضرت قاسم کی شادی کے بیان میں جو مرثیہ ۔ودا نے لکھا ہے اس میں آرسی مصحف ، رنگ کهیلنا ، انگن بندهوانا ی رصین موجود بین . مرثیه گوی س سودا کی غدیت ید ہے کد انہوں نے مرثبے کو ، جو اب تک ایک غیر ادبی صف تها ، ادبي صف بنانے میں اولین اور بنیادی کام کیا اور اس میں تعمید ہے كى ود خصوصيات مادل كين جو آكے چل كر مرائيے كى روانت كا حصد بن گلبى . میں انہوں کے مراوں میں واسے ہی غنظ مصے مانے ہیں جسے قمیدے میں ہوتے ہیں اور یہ سب حصے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں - مرائے کی اس ماخت کی تشکیل میں سودا کا حدہ ہے۔ تشبیب (چہرہ) سودا ہی کا افاقد ہے۔ رزمید عندیر کو سودا نے ہی مرثبے کا حصہ بتایا ۔ یہ ضرور ہے کہ مرثبے کی وہ نظمی شکل ، جو انہیں و دبیر کے بال لظر آتی ہے ، سودا کے بال نہیں ہے ، لیکن اس كے واضح آثار ان كے بال ملتے ہيں - سودا كے بال مرثيہ عاميانہ جذبائيت ے آئے بڑھ کر انک مضوص ادراک کا اظہار کرتا ہے۔ ان کے طرز میں قصدہ ، مثنوی ، غزل کے رنگ مسب خرورت استمال میں آنے ہیں ۔ سودا نے آکٹر مراثیوں سر مسدس کی بیتت بھر استعال کی ہے جو آگے جل کر مراثیے ک غصوص بیئت بن گئی۔ سودا کے زمانے تک مرتبہ جار چار مسرعوں کے بتدوی

اور مشتعل بودا تھا ۔ مودا کے زادہ اور مرتبے اس بیت میں بین اپنین انھوں کے طروعہ مسئواد طاقوہ داشلت کا فضریء کوئیس بھی ، ترجیم بھی ہیں۔ مسلومی مسلوم کرتبی ، مسلوم بھی بھی ہیں۔ میں میں انھی ہیں۔ مودا کے بھری کو دیا ہے اور اس رائے کی طرف کو دوا ہے جسے انہی و داور آلے والے مقابل کو دیا ہے اور اس رائے کی طرف کو دوا ہے جسے انہی و داور آلے والے دور میں مسئوا

سناب طور در برآن کرنی کی در برداندا و در برداند است. در دراند است. در دراند است. در دراند است. دراند دراند است. دراند دراند است. دراند است.

کی ایر اُمسالاً می می کا به سرخ چهل خدمات مین سالاند کا ای مودا کی چهرانی شخ کا اماس کر کردی ایک ارون نے کا کی وہ وہی کا ام اسلام سابل میں شعر آزاراتی کی ہے۔ اگرانی جو ان کیا اور امر اور دوجوی اماسالو سابل کے موخوات میں میں تاتیج ہو ان کیا اور امر اور دوجوی اماسالو سابل کے اس کی اور تصورتی کو بین میں ہو جو چو کے اماس الماس کا استادی مشابل اماسالاً اور تصورتی کو بھی موضوعی سابلیا ہے ، انکان میٹ جو میں اور امراد کا استادی مشابل میں جوالاً اور قام ان انداز کیو کی ان ہے اور حوانا کا مراج طاک کیوں چاہتا ہے۔ میں جوالاً اور قام انداز کیون کیا ان ہے اور حوانا کا مراج طاک کیوں چاہتا ہے۔ اماسالاً کے وہ معابلی طبال میں انتخاب این ہے۔ سوالے کا گوریا ہے اس المیاس کے میں اماسالاً کیا کی بیان میں انتخاب این ہے۔ سوالے کا گوریا ہے اس المیاس کے نے اداکا کیا کی کے میں مالیات کی سرخ اللہ میں میں امالی کیا ہے۔ سوالے کا چوالاً ہے اس المیاس کے نے انکامیات کی میں میں سابلاً کے فیصلاً کے میں امالی کیا ہے۔ سوالے کا چوال ہے اس المیاس کے نے انکامیات کیل اور میں اس سابلاً کے فیصلاً کی میں امالی کیا ہے۔ میں میالی کے خطاب اور کے اس کا اس کیا ہے۔ سوالے کیا ہے اس کا بیان میں کیا ہے۔ نے انکامیات کیل کیل میں میں میں انکام کیل کیا دیا ہے کہ ان امیاس کیا ہے کہ میال میں کیا ہے۔ اس کیا کے خوالاً کے میں انکام کیا ہے۔ نے انکامیات کیل کیا کیا کہ میں انکام کیا کہ میں انکام کیا گیا ہے۔ نے انکامیات کیل کیا کہ میں میں انکام کیا کہ کا ان کے اس کیا ہے۔ اس کا ان کے خوالاً کیا کہ کیا میں کیا کہ کیا کہ کیا دیا کہ کیا کہ کیا گیا کہ کیا گیا کہ کیا گیا کہ کیا کہ کیا کہ کا کرنے کا اس کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کا کہ کیا کہ کی ہیں ۔ اگٹر قصائد میں بھی ان کے بال قطعات ملنے ہیں ۔ ان کے کلیات میں کثرت سے ایسر حصے مل جاتے ہیں جن میں ایک بات یا ایک موضوع پر مربوط و سلمل اظهار خیال ملتا ہے ۔ف سودا کے قطعات نہ صرف حسن بیان کی وجہ سے دلچسپ دین بلکد ان میں خیال و موضوع کا تنوع بھی ملتا ہے ۔ وہ پجویہ تطمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن میں استدلائی انداز سے سودا نے کسی موضوع ير اظهار غيال كيا به - يه قطع أردو ادب مين استدلال و منطق اور عقل و ادراك (Ratiocination) کی وہ مثال قائم کرتے ہیں جو انگریزی ادب میں ڈراللن کی اہم صفت شار ہوتی ہے ۔ سودا نے واسوخت بھی لکھا ہے اور اودھی ، پنجابی اور مهندی میں بھی شاعری کی ہے ۔ ان کے کلبات میں بہدلیاں بھی ماتی ہیں جو آج بھی

اپنے اندر دلچسی کا سامان رکھتی ہیں۔

سودا کی ساری شاعری کو سامنے رک کر جب ہم بھیٹیت بجموعی ان کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں ایک پیدائشی شاعر لظر آتے ہیں جنھیں شعر گوئی کا نے بناہ سلکہ ودیعت ہوا تھا ۔ ان کے لیے شعر کینا سانس لینے اور بات کرنے کے مترادف تھا۔ ان کی طبع کی روانی میں ہمیں کسی رکاوٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریا ہے جو بہہ رہا ہے ۔ الفاظ از خود بحر میں ڈھل رے ہیں اور قافے ہاتھ باندھ کھڑے ہیں ۔ یہ بے بناء فطری قوت اتنی شدید ہے کہ اس دور کے کسی دوسرے شاعر میں نظر نہیں آنی ۔ بسیں آج جو ان کی زبان میں کمپیں کمپیں کھردرا بن محسوس ہوتا ہے آو اس کی وجد یہ ہے کہ وہ وہی زبان استعال کرتے ہیں جو ان کے دور میں مروج اور لکسالی نھی ۔ سودا نے جب شاعری کا آغاز کیا تو اُردو ژبان دهل منجھ کر اتنی صاف نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے بے ٹکان استعال کرکے اپنی بات کا پورے طور پر اظہار وی کرسکیں لیکن سودا اور دور سودا کے شاعروں نے اسے کم وقت میں دهو مالجه كر اتنا ماف كرديا كد اس مين اللهار سهل بوكيا اور اس كي قوت بيان میں وسعت پیدا ہوگئی ۔ سودا نے اپنی خلاقانہ توتوں سے اُردو زبانے میں نئے مضامین اور رنگارنگ الفاظ کا ایک میله سا لگا دیا - اس لیے تنوع سودا کی شاعری کا سب سے اڑا وصف ہے ۔ وہ ہر صف میں طبع آزمائی کرتے ہیں ، ہر

ف ـ اس سلسلے میں "کلام سودا" انتخاب و ترتیب از ڈاگٹر خورشید الاسلام (مطبوعہ انجن ترق اُردو بند علی گڑھ ١٩٦٥ع) قابل ذکر ہے جس سے ہاری اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔ (ج - ج)

رتگ کے انمونے پیش کرتے ہیں اور پر قسم کے خیالات و جذبات کو شاعری ع دائرے میں داخل کر دیتے ہیں ۔ وہ ایک طرف روایت کے پابند ہیں اور دوسری طرف جنت طراؤی بھی ان کا شعار ہے ۔ آنے والی اسل کے نعرا طرز میر کو اپنائے کے لیے ترستے رہے لیکن سودا کے رانگ میں اپنائے جانے کے اتنے اسکان تھے کہ اس نے قد صرف لکھنؤ کے شعرا کو شدت سے مثاثر کیا بلکد انیس و دبیر سے لے کر غالب تک اپنے اثرات ڈالتا رہا ۔ ناسخ کی شاعری سودا کے رنگ سخن عے چند امکانات کا تلطہ عروج ہے اور غالب کی شاعری میں سودا کی شاعری کا خون شامل ہے ۔ سودا نے قارسی تحزل کے بے شار رخوں کو اُردو عزل میں سمو دیا ، بہت سے اسالیب استمال کیے اور اس طرح اُردو غزل کے دائرے محو وسع الركرديا . مدحيد جذبات كے تو سودا بادشاء بين اور شاعرانه مبالغه آرائي مين ان کو کوئی دوسرا نہیں بہنچنا - نن قصیدہ میں اپنی فطری صلاحیتوں کو شامل کر کے سودا نے اُر دو شاعری کو نئے لئی رموز سے آگا، کیا ۔ ایک طرف انھوں نے فلسفياند خيالات اور الخلاق و تصوف كو قصيدے كا موضوع بنا كر اسے شاعرائہ عظمت سے معمور کیا اور دوسری طرف ہجوید ، طنزید اور مزاحید الداز کو لیا ونگ دے کر اُردو شاعری کی ایک بڑی روایت کی طرح ڈالی ہے ۔ سودا نے ہنسی ٹھٹھول سے لے کر سنجدہ غیالات اور تنقید حیات تک کو اُردو شاعری کی روایت میں شامل کیا ۔ وہ ہر قسم کے جذبے یا خیال کی مناسبت سے طرز ادا پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے . ان کے بال ساسب عروضی جدتوں کے ثهریے بھی ملتے ہیں ۔ اُردو کی کسی صنف کا ذکر کیجے ، سودا کا ذکر ضرور آ جائے کا ۔ ان کی شاعری ان کی شخصیت کی طرح پہلودار اور رانگارنگ ہے ، لیکن یہ رنگارنگی ہر نن مولا والی رنگارنگی نہیں ہے ، بلکہ ہر رنگ میں ان کے ضموس رجعان شاعری کا رنگ موجود ہے۔ مدح و قدح میں وہ الوری کی طرح کلمیاب ہیں۔ ایک طرف وہ اپنے مربیوں کے جاہ و جلال کو شاعرائد مباللے کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف نعت و منقبت کے قدائد میں مادی عظمت کو اخلاقی عظمت میں تبدیل کر دیتے ہیں ۔ قصائد میں ان کا طرز سٹن گہرعظمت طرز (Sublime Style) بن جاتا ہے . جب قدح پر آئے ہیں تو جاں بھی ایک ایسا طرز وجود میں آتا ہے جس میں تمسخر و ظرافت بھی ہے اور طنز و مزاح بھی۔ طنز و ہجو سے وہ اپنے دور کے افراد اور حالات کی ایسی جسی جاگئی تصویر اتارتے ہیں کہ وہ دور آج بھی ہاری نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔ وہ أردو کے سب سے نؤے ہجو لگار ہیں ۔ ان کی بیترین ہجویات میں تنفید ِ حبات

بین جو طال فرادین که گرد اصار آن و ارد اکار در مدر اکار برد.

برده اکن اعتراف کانیا است که بین که که اصب و برد که کا گرد است که بین که که این این که بین می که که بین که بین که که بین که بین

ک کیفیت سے گزرتے ضرور ہیں لیکن یہ ان کی مفصوص کیفت نہیں ہے بلکہ وہ اس سے گزر کر اپنے قارئین کو ژالدہ دنی کے دائرے میں لے آتے ہیں۔ ہم نے غزل کو میر کے غصوص رائگ سے وابستہ کر دیا ہے اور یہ رانگ سوداکی غزلیات میں لد دیکہ کر ہم ان کو اچھا غزل کو کہنے میں نامل کرتے ہیں ، لیکن دراصل مزاج کا فرق سودا کے ہاں شخصیت کا فرق بن جاتا ہے۔ سودا کی تطرت ٹرم جذبات سے مناسبت نہیں رکھنی ۔ ان کے ہاں ایسی قوت محسوس ہوتی ہے جو محض جذباتیت کی ضد ہے۔ ان کے بال طرب ، قشاط انگیزی اور أمید و ژندہ دلی کے عناصر مل کر قوت و توانائی کا اظہار کرتے ہیں۔ میر نے تو اپنی عظیم تخلیق قوت سے غم کو بھی نشاط بنا دیا اور اپنی غنائی قوت سے ایسا راگ پیدا کیا جو پسیشہ تازہ اور لاقانی رہے گا ، لیکن جب سی غم دوسرے شاعروں نے اپنایا تو ان کی شاعری زیرااک جذبات غم کی دلعل بن گئی ۔ تغلیق لفطہ اللہ سے فن کی کامیابی اس میں ہے گہ رُخموں کو محضر دکھایا اند جائے بلکھ ان کا علاج بھی کیا جائے۔ شاعری توانائی کا پیغام ہے۔ اگر وہ محمزوری کی عکلمی بھی کرتی ہے تو فنی سطح پر اس کمزوری کا ٹزکرے بھی گرتی جاتی ہے۔ سودا کی شاعری میں توانائی بھی ہے اور تزکباتی اثر بھی ۔ سودا نے اپنی خلافات تو توں سے اُردو زبان کو عبوری دور سے اکال کر اس کا مستقل معیار مقرر کر دیا ۔ ان کی شاعری 'برعظمت شاعری ہے لیکن یہ وہ عظمت نہیں ہے حو دنیا کے عظیم شاعروں میں نظر آتی ہے اور جو بے بناء نمنائی قوت کی وجہ سے میر گو ميسر ہے ۔ ان كى عظمت لارڈ بائرن كى شاعرى كى سى عظمت ہے جس ميں عظم شاعر ہونے کی تمام صفات تو موجود ہیں لیکن جب دوسرے عظیم شاعروں سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں تو وہ ان جرسا عظیم نظر نہیں آتا ۔ لارڈ بالرن کی طرح سودا کے بال بھی یوں محسوس ہوا! ہے کہ جیسے وہ اپنے ماصد میں ۔۔۔ وہ مقصد مدح یا قدح ہو ، مرثبہ یا غزل ہو ۔۔۔ جان و دل سے شریک نہیں ہیں۔ توت گردار کی بھی ان کے ہاں ویسی ہی کسی نظر آتی ہے جیسی لارڈ باٹرن کے ہاں دکھائی دینی ہے ۔ سودا نے اُردو ادب میں وہی کام کیا جو ڈراٹلٹن نے انکریزی ادب میں کیا تھا۔ ان دونوں شاعروں کی انظرت بھی یکساں و مشابہ ہے۔ دونوں میں شان و وقار اور پجویہ و طنزیہ رجعان سنترک ہے۔ دونوں ایسے زمانے میں پیدا ہوئے جب زبان کو عبوری دور سے نکال کر جدید دائرے میں داخل کرنے کی ضرورت تھی ۔ دولوں نے یہ کام خوش اسلوبی سے انجام دیا اور زبان و بیان کو ایک نیا معیار دے کر اے کلاسیکل رنگ میں رنگ دیا ۔ دولوں میں روسالیت نظر آئی ہے سگر اس روسالیت میں بھی ایک خاص شان اور شکوہ ہے۔ نرمی دونوں کے مزاج میں نہیں ہے ۔ قوت و توانائی دونوں کی قطرت کا طرۂ استیاز ہے ۔ دونوں کے مزاج میں اسی لیے مردانہ بن ہے ۔ ٹاریخ ادب میں سوداک اہمیت ایسی مسلتم ہے کہ آج سے دو سو سال بعد بھی ، جب ادب کا دریا سندر بن چکا ہوگا ، ہم سنارۂ سودا کو اثنی ادب پر چنکتے ہوئے دیکھ رې دی :

ز بس رلگینی منی مری عالم سی پھیلی ہے سخن جس رنگ کا دیکھو کے میں بھی اس میں شامل ہوں (سردا)

(٢)

زائل میز کا مطالع می بیمام مطالع میں کو یکن بود. موال کی زائل میز کا مطالع میں میں کو یک برائل میں کے واقع میں کو اول بھر یہ ایک میں انداز میں کہ میں کہ موال کی دیار کے اور انداز کا میں انداز میں انداز میں انداز میں کہ ا بیانے عوامل کی زائل کو فرجوح میں بین میں اس لیے ان کا یہ ان انداز میں کا میں کہ کے انداز میں کہا ہے کہ کہ میں کہ میں میں کہ کی میں میں کہ اور انداز کی انداز کے انداز کی میں کہ انداز کا کہ کی انداز کا دیار کی اور انداز کی انداز کے انداز کی میں کہ میں کہ انداز کا دیار کی انداز کا دیار کی اداری کا دیار میں میں کہ میں انداز دیار میں کہ انداز دیار کی انداز کی کا دیار دیار کیا تھا کہ انداز کا دیار کی انداز میں کہ دیا

شعر میں

لے بت گذہ ہے منزل متصود اسد کعید

جو کوئی تلاهی ہو ترا آہ کدھر جائے (میر)

تلاشی بحمنی 'ستلاش' استمال کیا ہے . سودا یہ نمیں کرنے بلکہ ستلاشی ہی استمال کرنے دیں :

نے لکر ہے دنیا کی ، لہ دیرے کا متلائش اس ہستی مویوم میں کس کام کا ہوں میں (سودا)

اس بسیر, فوتوام میں میں میں میں میں جو سیں سودا فارسی ''حرف'' کا استمال اس کمرت سے کرتے ہیں کہ یہ ان کے السّیار میں بری طرح کھیکتا ہے۔ فارسی حرف کے استمال کی توقیت سمجھنے کے لیے پہ چند شالع دیکھیر :

جو قبم ہووے تو یہ ز اکسیر ہے یہ مشتر غبار اپنا روان ہو موج ز شرم و حجاب در تمر آب حدید میں دیکھتا ہوں میں از دور پشت دست

جنبش میں دیکھتا ہوں میں از دور پشت دست باتیں مجھے بھائی ہیں بہ آمیزش دشنام نے جدل تتریر میں ان کی ، نہ در تحربر جنگ

ع کے چیل طرفر میں ان کی ان دار طرفر جات ع سنبل سے صباکس کی لے آئی یہ فقس او فارسی حرف و فعل کا استمال آبرو کے دور میں میں متروک ہو چکا تھا جس کا

فارسی هری و نمان داستین ابرو کے دور بھی میں امری کیا ہے لکن سودا کے بال آکر شاہ مائم نے 'دیران زادہ' کے دیاچے میں بھی گیا ہے لکن سودا کے بال اسے دیکھ کر تعجب بوتا ہے ۔ سودا بھی ، میر کی طرح کیھو ، اودھر ، ایدھر ، جیدھر ، لاگا ، تیں ،

ئیں ، نے (پیش نہیں ، اس) آسٹال کرنے ہیں اور میر ہی کی طرح ادارس و مرب انسور کو بیدی الفاظ کے ساتھ مرار اخلاف ہے جوڑ وجز ہیں یا فارس لفظ کی آورد جم سے لاکے لے مربی المال میں مدر کے جو میں ہے کہ ہے میں مدرات نہیں خواون میں ایکل'' ۔ اس طرح فارس و عربی یا دو پنتی لفلوں کو وفاق عشف جوڑ اور ہی جیسے ح الفاظ میں اس کو اگل او لوانا' یا ح "بوجیسے ہے بھورال و فیل کی خبر آب او صداح

میر کے بال پندی الفاظ بمثابلہ سودا کے زیادہ استمال ہوئے ہیں ۔ سودا کے پال ان کو ترک کرنے کا احساس ہوٹا ہے لیکن اس کے بادچود ضرورت قالیہ کے لیے وہ اپنے قصائد و چجوبات میں ان لفظوں کو سلتے اور خوبصورتی ہے۔ استمال کرنے ہیں ، جیسے اپنے شخبور قصیدے لابنہ میں مستاسل، عمل ، جیل ، آزل اور ششل کے ساتھ وہ بادل ، یکھل ، لکل ، پیل ، پیسل ، جنگل ، دلگل ، آفل ، اوجھل ، اچھل ، جبل بل ، کھیلل ، کاجل ، حسل ، مطال اور کولیل وغیرہ استیال کرتے ہیں۔ اس طرح علاوان میں بھی جبوڑا ، لگر ، حسیج ، الجھیڑے ، آٹ ، ڈارے ، بھج بل ، این ، دیت ، صدع ، ادھل ، کلینین ، الجھیڑے ، تیا ، اول ہوئیر، اللہ السائل کرتے ہیں ۔

ضائر و افعال اور جسم بنانے کی وہی صورتیں ملتی ہیں جو میر کے پال نظر آن بین لیکن سودا جہاں خوب سے خوبال اور خوبوں تنانے ہیں وہال شاعر کی

جمع الجمع "شعراؤن" استعال كرتے بين ، جيسے :

ع شعراؤں میں ہیں جو صدر تشین سودا نے بھی میر ہی کی طرح ، لیکن میر سے کمیں زبادہ ، فارسی محاوروں

کو آرود میں ترجمہ کرتے آرود زبان کے اظہار میں جنب کیا ہے اور ان میں سے بیٹٹر عامورے اور وزمرہ کے بھی آرود زبارت کا حصہ بھی۔ مناخ بیاات آم کردت جالت بھی کا ان جامہ بورون شدن حیاجے سے باہر ہونا ، دل از دست رفتن = دل بائھ سے جاتا ، جم رسدت ہے ہم پیچاو فورت

سودا نے بہت سے نئے اُردو معدر فارسی الداز سے بنائے۔ مثال لاج ۱۰۳ سے لجانا ، پتھر سے پتھرانا ، لمبر سے لمبرانا ، گاٹھ سے گاٹھنا وغیرہ اسی طرح فارسی و عربی الفاظ سے أردو مصدر بنائے جیسے رنگ سے ولکنا ، تراش سے تراشنا ، داغ سے دافتا ، شرم سے شرمانا ، بحث سے بحثنا ، بدل سے بدلنا ، قبول سے تبولنا وغیرہ - یبی صورت مرکب مصادر میں لظر آئی ہے ۔ سودا نے بہت سے قارسی مرکب معادر کو اُردو میں ترجد کرکے اس طور پر شاعری میں استعال کیا ے کہ وہ زبان کا حصد بن گئے ہیں ۔ مثال گزر کرانا ، نسبت دینا ، عمل کرنا ، عيب لكنا ، زلمير كرنا ، التاس كرنا ، تلاش كرنا ، شار كرنا وغيره - ايس مى سابقوں لاسقوں کی مدد سے بے شار مرکب الفاظ استعال کیے ہیں جیسے بد ذات، يد وضع ، بد اسلوب ، بے مغز ، بے الفت ، بے اثر ، بے رو ، بے زر ، بے نہایت ، ا اختیار ، شوش قد ، خوش قامت ، کم فرصت ، اکم احباب ، ہم چشم ، ہم رنگ ، ہم سفر ، ہم آہنگ ، ہم پیالد ، ہم آغوش ، ہم صحبت وغیرہ ۔ اسی طرح پندی سابقے اچل ، اکنول ، انجان ، پرسال ، پردیس ، گذهنگ ، نجنت ، قذهال ، قذر ، لدان ، اراس م ارائع وغيره . بين صورت لاحقول كي ساته بي ، شاك پجوم آرا ، سرير آرا ، درد آلود ، خون آلود ، يا الداز ، حبرت الكيز ، درد الكيز ، يتنگ باز ، پٹے باز ، آٹش باز ، جاں باز ، حیا پرست ، وفا پرست ، سیز پوش ، رو پوش ،

شرح دار ؛ زودار ، حساب دان ، قاعله دان ، مزاج دان ، آنش زده ، وحشت ژده ؛ خزل سرا ، کل سرا ، منت طلب ، آقات طلب وغیره وغیره .

بیر اور اس دور کے دوسرے شعراکی طرح سودانے بھی اسم کے آغر میں اس کا کاکر صلت بنائی ہے جیسے سفر سے سفری، جبکر سے جبکری ، شہ بت سے شعرتی ، جان سے جانی ، دستخط سے دستخطی ، کباب سے کبابی وغیرہ۔

رساع شارون فراف و باف سازده آن الا به من کابل کرد.

من الم الم الا که کردار مین کابل کرد.

من کابر کابل کردار مین کابل کرد.

من کابل کردار مین کابل کرد.

من کابل کرد.

من کابل کرد.

من کابل کابل کرد.

من کابل کر

### حواشي

- حودا نے اپنے رسالے اعبرت الفاظین میں اپنا نام اور تخلص اس طرح دیا
 - چاہدۂ خاکسار بھد وابع و تخلص یہ حودا '' گلبات سودا ، جلد دوم ،
 - مطبح نولکشور لکھنؤ جہہوء ۔

۳- خزن زکات : قائم چالد پوری ، مرتبہ ڈاکٹر اقتدا جسن ، ص ۱۹۸ ء مجلس ترق ادب ، لاہور ۱۳۹۹ء – ج. نکات الشعرا ؛ بد تنی مبر ، ص چم ، مطبوعه نظامی پریس بدایون هـ لكات الشعرا : ص وم ، سے غزن لگات ؛ س ۲۸ ۔

- عنون لکات · ص بدر .

ے۔ تذکرۂ ریختہ کویاں : فتع علی گردیزی ، س ہے ، الجعب ثرقی أردو اورنگ آباد دکن ، ۱۹۳۴

٨- تين تذكرے : مرتشبه لئار أحمد فاروق ، س ٨٩ ، سكتبه بريان ، دلى

- 21974 و. خوش معركه ويها (جلد اول) مرتشبه مشفق خواجه ، ص - ، مجلس ترق

ادب ، لا بور ، ١٩٥ ع -. ١- كجه سودا كے بارے ميں : (مضمون) قامي عبدالودود ، ص ١١١ و ١١٠٠

مطبوعه معاصر ، شاره ، پائند ، جار \_ ١١- كليات سودا (حصد اول) مرتشبه ذاكاتر شمى الدين صديقي ، ص عهم ،

عبلس ترق ادب ، لابور ١٩٤٣ - . ١١٠ عنزن لكات : ص ١٨٦ -

و و. الذكره شعرائے أودو : مير حسن ، مراتب، يحد حبيب الرحمان خال نسروائی : ص ١١٠ ، العبين ترق أردو (بند) ديلي ١٩٠٠ ع -

م. الله الله المعالى ا اورنگ آباد دکن ۱۹۳۳ع -

ه و. مجموعه" لغز : حكيم قدرت آلله تاسم ، مرتشبه حافظ محمود نميراني ، جلد دوم ، ص ۱۹۳۰ ، پنجاب يوليورسي ، لايور ۱۹۳۳ع .

و ر کشن بند : مرزا علی لطف ، ص وج ، دار الانباعث پنجاب ، لابور - 519.9

د ١ - عيموعد نفز : ص ١٥٥ -

رر- أميه حيات : عد حسين آزاد ، ص برم ، ، باز چيارديم ، سيم مبارک علي تاء كتب ، لاوور -

و . . خوش معركم زيبا ؛ (جلد اول) ص + ،

. جـ سودا ۽ سخ جالد ۽ س ۾ ۽ انجين ٽري اُردو اورنگ آباد ۽ ڇڇڄ ۽ ـ

ورد اورياد والد ماكرين ، صر جم ، الأبور ، نومير ١٩٨١ع -

نه پر ماپنامه معارف ؛ شاوه ۱-، جلد . پر ، ص در ، اعظم گذه، جولائی ۱۹۵۰ ع . بر بر معاصر ، شاوه ۱۵ ، ص ۸۵ ، پلتند ، قومبر ۱۹۵۹ ع -

هـ معاصر ، شاره ۲ ، ص ۱۱۹ ، پائند ، جنوری ۱۹۵۳ ع -

و ۱ ماهنامه سب رس ، ص ۸ ، حیدرآباد دکن ، نومبر ۱۹۹۰ -۱ مرزا بحد رفیح سودا : ڈاکٹر خایق انجم ، ص ۲٫ ، انجمن ترق أردو (وند)

على گڑھ ١٩٦٦ع -٢٨- انتخاب دودا ؛ رئيد حسرب خال ، ص ٢٨ ، مكتبه جامعه ، انبي ديلي

و ہے۔ تذکرہ شعرائے اُردو : س ۸۳ ۔

. جـ دستور اللصاحت: مرتتبه امتياز على خان عرشى ، مقدمه ص ۴٫۸ ، پندوستان پريس ، رامبور ۱۹۰۳ و -

. س. گل رعناً (للمی) : لجهتمی لرائن شنیق ، ورق ۱۵۳ الف ، غزولد پنجاب بونیورش ، لابور . بسد لذکرهٔ بندی : ص س. و م. .

جم. تذکرة بندى : ص جه - جم- ايشاً : ص ١٠١٠ -

ه- سدمایی محیفه : شاره سم، ص ۲، ، لاپور، جولائی ۱۹۹۸ - -وجه تذکرهٔ شعرائے أردو : ص ج. .

ص وجع ۽ آردو پيلشرز ۽ لکھنڌ و ۽ ۽ -وجہ ايشآ ۽ ص ج-

بـــ تذكرهٔ شعرائ أودو : مير حسن ، مراتب بد حبيب الرحميٰن خال شوواني ، انجين ترق أودو (بند) دبلي ، ١٩٣٠ ع -

ع جد باغ معانی : الفق علی ، مرتب عابد رضا بیدار ، ص م ، ، ، ، جرانی خدا عشق لاتبربری پشد ، شاره ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ،

بربه. معاصر : شاره م : ص p . و الله p و المثنية بهار . ديم. الشائر. عشق : (قلم) جوالد دستور الفصاحت : مقدمه ص و p .

ې ... کلیات ٍ سودا ; جلد اول ، ص ج. بم ، مطبوعہ نولکشور لکھنڈ ۲۴۴ع ۔

ے اور اللہ اللہ علی میں ۱۸۱ میں جمعومہ اللو : ص ۱۸۱ -

وم. نكات الشعرا : ص جه . . . . غزن تكات : ص ١٨٠ ۱۵- مسرت افزا : امر الله اله آبادي ، مرتبه قاضي عبدالودود ، ص ۱۱۳ ، معاصر والمتعاوي

rar تذکرۂ شورش کا بھی تاریخی نام ہے اور ''بادگار دوستان۔ روزگار'' سے ١١١٥ ه برآمد بولے بين . تذكرة مسرت افزا : ص ١١١٠ -

۵۳- دو تذکرے : (جلد اول) مرتب کلم الدین احمد : ص ۲ یم ، مطبوعه پشد - 61909 34-

٥٥- مسرت افزا: ص ١٥ - ٥٥- تذكرة بندى: ص ١٠١٩ . ٥٥- تذكرة شعرائ أردو : ص ٢٨٠

٥٥ دو تذكرے : جلد اول ، ص ه٠٠٠ -

۸ ۵- الناکرة مندي و ص ۱ ۱ ۱ ۱ ہ ہے۔ اواب سیربان خان راند ''بہتر موسیقی میں نے انظیر تھا'''۔ خوش معرکہ''

زيبا (جلد اول) ۽ ص جو ۽ ۔ وه دستور الفصاحت و مقدمه ص ره م

و ٩- كليات سودا : جلد دوم ، ص ، ١ - ١١ ، مطيع تولكشور ، لكهنؤ ٢٠٠ ١٥ - ١ ۹۰ سفینه بندی : بهکوان داس بندی ، مرتبد عطا کاکوی ، ص ۱.۵ م

ادارهٔ تعقیقات عربی و فارسی ، بهار ۱۹۵۸ م . مهد ايضاً وص ١٠٥ م مهم کشن بند ؛ ص ۲م و .

۹۵- تذکرهٔ بندی : ص ۱۲۹ - ۲۰- تذکرهٔ بندی : ص ۱۲۹ -

يهم نكات الشعرا و ص ٢٠٠٠ ۸۹۰ تذکرهٔ ریخند گویان : ص ۸۹۰ وور تذکرہ سرت افزا وس وو ۔

, يـ. كليات سودا (جلد دوم) ص ١٦٥ ، مطبوعه اولكشور لكهنؤ ١٩٣٢ع . ريد قطعه ديوان سودا (جلد اول) مرتبِّه دَّاكثر بجد شمس الدين صديق ،

ص همم ، عبلس ترق ادب ، لابود جمه ١٠٠ -ور ایشا و ص عود مود م در عزن لکات و ص ومود

ه يه عمومه لقز ٠ (مله دوم) موروم مر. لكات الشعرا : ص ١٣٤ ه ور عوش معركم (يا . (جلد اول) ، س ب . مهـ تذكرة شعرائ أردو : س مم -

رر عوش مدرکه زیا : (حلد اول) ، ص ب -

ور. مسرت الزا: ص ع 9 -

. ٨- نادرات شابى : مرائب امنیاز علی خان عرسى ، ص مهم ، بندوستان بریس ۱۹۳۰ - ۲

۸۱- کلیات سودا : جلد دوم ، ص سهم ، تواکشور لکهنؤ ۱۹۳۳ خ . ۱۸۶- آب حیات : ص ۱۵۵ - ۲۸۰ سودا : شیخ جالد ، ص ۹۳ – ۹۵ -

س. عَزْنَ لَكُاتَ \* مَلَدُمَدُ ذَاكَثُرُ اقتدا حَمَنَ ، ص يَهِ تَا . ٣ ـ ٨٥ـ عَلَدُ ثَرِيا \* نجلام بِمَدانَى مَمَحَقَى ، ص ٣٣ ، الْجِمَنَ ثَرَقَ أُردُو اورنگ آباد

> ۱۹۳۰ اع -۲٫۸ کلیات ِ سودا (مخطوطه) ، قومی عجائب خالد ، کراچی ـ

٨٨- مرزًا مجد رفع سوداً ; ڈاکٹر خلیق الهم ، ص مهم . ٨٩- چنستان شعرا ؛ لنهمی لرائت شفیق ، ص ١٣٥ ، الهمت ترقی أردو ،

اورتک آباد ۱۹۲۸ ع -. به التخاب سودا : رشید حسن خان ، مقدمد ص ۲۰۰ ، مکتبه جامعه نثی دیلی

۱۹۵۳ع -۱۹- کلیات سودا ؛ جلد اول ، ۱۹۵۳ع ، جلد دوم ۱۹۵۹ع ، مجلس نرق ادب ،

لاپور -۱۲ مضوق قاشي عبدالودود ، سويرا ، شاره ۲۹ ، ص يرم - ۲۲ ، لاپور -

۱۹۶ مضمون قاشی عبدالودود ، سویرا ، شاره ۱۹۹ ، ص ۲۷ س ۲۲ ، لابود . ۱۹۶ مقدمه کلیات سودا ؛ جلد اول ، ص ۱۹۹ ، مطبع تولکشور ۱۹۴۳ ع ـــ

مهد مضمون قاشی عبدالودود ، مطبوعد سویرا ۱۹۹ م س ۸۸ ، لاپور . ۱۹۵۵ عزن نکات : ص ۲۷ ، ۱۹۰۰ تذکره شعرائے آزدو : ص ۲۸ و ۲۸ ،

ه و - تذكرة بندى : ص ١٣٥ - ١٩٥ سودا : شيخ جالد ، ص ١٨٥ - ١

لابنور 1919ء -. . . . أردو قصيد، لكارى كا تنقيدى جائزه ; فاكثر محمود النابي ، ص 186 - 187 ، مكتب جامعہ ، نئى دېلى 187 ع -

مکتبہ جامعہ ، نئی دیلی مہرہ ہے ۔ . . ۔ ۔ انتخاب ِ سودا : مقدمہ از رسید حسن خان ، ص ہم ۔

۳ . و المات سودا : جلد دوم ، مجلس ترق ادب ، لاهور ۹ ۱۹ وغ عام . و ۱۸ م سودا : ۱۸۹ سود

م. و. جان ہے آگے تک جنی مثالیں دی گئی ہیں وہ ''سودا!' اؤ نسیخ چالد ، ص ۳۵۹–۳۵۳ ہے کی کئی ہیں -

هـ ۱۰ چنستان شعرا : لجهمی قرائن شفیق ، ص ۲۳۷ ، انجین برق أردو ،
 اورنگ آباد ۱۹۲۸ ع -

# اصل اقتباسات (فارسي)

"الور بصر مياف غلام حيدو خلف الرئيد حضرتم مرزا صاحب است. "

ص ۱۵۱ "سنبتائ سرآمد نموائ فصاحت مرزا بهد وقیع سودا ." ص ۱۵۱ "اکثر فقیر در خشت آن بزرگوار (سودا) می رسد ، بسیار کرم می فرماید ."

سی مرد بد . درسن شریف به بضاد رسیده بود ." 70.00

701 00

700 00

ص ۱۹۵۱ \* "بعد تعربیر این تذکره خطح عروه غره ربیح الآخر سند ثلاث و نمانین و ماند و الف بنام اولاد بهد خان ذکا بلکرامی از فرخ آباد به ذکن فرستاده ۴۰

به دکن فرستاده ... ص ۱۵۲ "افتیر دران حادثه جانگزا به لکهنو رسیده برد و بعد النضائے

مدت یک سال بد نابجهان آباد رات ــ" ص ۹۵۲ "اقیر در عبد تواب نجاع الدوله بهادر روزے برائے دینن این

روگ منتشر (مردا) رحمة دود ... و (وز منتشر (مردا) رحمة والدو با الدوا بالدوا با دوا با الدوا بالدوا بالدوا با دوا و (وز الدوا بالدوا با

روز بگفتن نـمر ریخنه طبع در داد و معد از مشتی در اندک ترصت

استاد سَعرائے ریختہ کو گردید ۔''

700 0

300 00

707 00

707 00

الهيش فكر عاليش طبع عالى شرمنده ، شاعر ريخته چنانجد ملك الشعرائ رغتم أو را شايد "" "قرل ملوك نامدار و تقرب سلاطين عالى مقدار او را مسر كشت . بالقعل بد خطاب ملك الشعراقي كد سبين پايد مختوران است اعزاز و امتياز دارد ـ"

''به پرورش سگان ابریشم پشم سوق نمام داشت …''

الدر علم موسيقي ليز ماير است ـ"

"در علم موسیقی و ستارتوازی دستگای معنولر داشت ."؛ 242 00 "كسے كه بسيار ست و خود راكم مي بندارد بسيار نر است و 709 00 كسركماكم است و خود را بسيار مي شارد و خود سر است از پا می افتد . آدمی را باید که اوقات در نریت و مذہب اعلاق

صرف کاید ۔" الهنده يم از چيل و پنج سال اوقات خود را در فن رينت شائر ساختم است ـ"

"اعد رقيم سودا . . . در تذكرة خود اشعار اين سعدى دكتي 330 0 را . . . به شیخ شیرازی . . . قسبت 'نموده \_''

''ایں زبان کج مج در زمانش به بمن اقبال آن نکتم برداز درجہ'' . 19 15

علويت گرده ."

#### ياغيوال بأب

# خواجہ میر درد

اس دور کے تسریم شام مقام میں دور (میرور مے وہ مورور اس میرور اس اس میرور ا

#### دود ازیس عندلیب گلشن وحدت شده است جلوهٔ روئے کلے او را غزل خوان می کندا

لم سرائع کا شدن کی و ماختید آفتان رکتیخ کا به شداد الله دین برازی یا در خواجه بین در وزی کا بد که است بین اختیان این می اختیاب بین اظامی از روز کا برخی با با افتان الم راکنا ، خواجه بین در وزی از می این افتان الم راکنا ، خواجه بین در وزی در اگری کی مناسبت بین در کا فرای سے مشرب بیاد الله ان انتخیب بین اور ماکن قران ہے مدین در این امام است بین امام است

غرابید به سال : طواب به بیشوب اور طراحت اند کنوری، مجاز کر حق کی کردری، دو گردی می دادر کردی می دادر کردی می دارد کردی می دادر کردی می دادر کردی می دادر کردی در خواب به بیشوب کم دادر دادر شود کی دادری بیش بید شادی کردی در خواب نشون است ایس کردی دادری کردی در خواب نشون کردی دادری کردی دادری می دادری می

الو بذات خود نه کرد این را قبول نما نسم گردد مختلط آلد رسول

ی غرابه محق الدر بردند کر دوادا بین . مد لفر ادان کے طوابہ متح اللہ اللہ کے دوادا بین . مد لفر ادان کے طوابہ متح اللہ اللہ کو مطابع بدالر معاشیر بعد اللہ معاشیر کا مطابع کی مدین کے مطابع کی مطابع کی

"ام القائل ہے کہ معیقہ" وارات کا ورود مغور پر اور مغرب خواید پدا اس بھی مثالیہ کے سال وطال اس میرورہ فرود مردورہ میں ووا کیا ، اس طرح میرا (القانی ہے اس نتم الصنعات کے سروے کا اعتجام بھی اس مل والج والج والح کیار کا تین خواید سر بھی دو کا عائل رفت ہے استخاب نسخ علی کے حصر شامہ کی اس مقربی ، وورد (دردورہ) کے اس نام طرح میں عائل اور شاک

پدایت الله دیلوی کے فلمت تازیخ رفات کے آخری مصرحے ''میاں دنیا ہے۔ مدارا وہ خدا کا عبوب'' سے بھی ۱۹۱۹ء برآمد ہوئے ہیں۔ میر مجلی اگر نے بھی ''تومل خواصد بر دود'' سے طال واقت ۱۹۹۹ء میں آگالا ہے اور پی سال واقت میر بجدی پیدار کے فلمہ ''تازیخ کے اس خمر کے آخری مصرع سے بھی برآمد ہوئا ہے:

## یک پیر شب مانده پاتف کرد واویلا و گفت پائے بود آدیند و بست و چیارم از صغر

ر منابه منتخه بيدار كے تعدد فارخ رودنات من بھی ہوں ہے: از حضرت درد عاوف پردائی گہرارا آقاق جو شد لورائی بیدار نوید سال تاریخش گفت "آلند بوجود نقش بند ثانی" (۱۳۰ م

میر درد کی بیدائش کے وقت دئی بظاہر آباد لیکرے اجڑنے کے لیے لنیار تھی۔ تنہ و نساد ہر طرف سر اٹھا رہے تھے ۔ مغلیہ سلطنت کا سورج وقت غروب کو پہنچ چکا تھا ۔ بجدشاہ کی بادشاہی کا دوسرا سال تھا ۔

خواجد میر درد قارسی و عربی کے علاوہ قرآن ، حدیث ، فقد ، تفسیر اور

موسیقی سے دود کا لکاؤ ا اتنے والد کے آپراً صعبت شاہ گلشن کی طرح ، پردائشن ٹھا ۔ تلقیندید سلسلے میں ساج سے لیان اواروودیکہ دود کا تعلق اس سلسلے سے تھا وہ فوق موسیق کو توک لہ کر سکے اور جب ڈوق موسیق کے ملسلے میں ان ایر اعترافات ہوئے تو لکھا کہ :

سیرا باخ متا من جالب اللہ چہ اور دی آس بات کا پر واٹ گوا۔

"کو مکٹر کا فرائے دور کہ تاہیں ہیں ہے۔
"کو طلب کو کا والے دور کے بری ہی ہیں۔
"کو طلب کو کا بون - مام کو جے دورے لوگ عبادت بنایا کورخ کو طلب کو کا بون - مام کو جے دورے لوگ عبادت بنایا کورخ بعد ، بین ایک انسان سمجھا ہوں جس کا انتاز بھی جہادت کے اس کی مات بھی تین رکھانا اور بین اجسان مرضی المین گرفتار بون انجاز خطا بھی جھی بخت کی اسان کر گوانہ بون انجاز خطا بھی جھی بھی شدے گا اسان

انسرائیات سے جیور ہو ''کر دُدِ کے 'ڈوٹی موسی کی ''اایدا''' کہنا ہے ، پیٹی السام پر السام اللہ کی طرح ان کی جیروں کی سام کی اللہ کیا تھا جو سول کی اللہ کی طرح اللہ کی طرح اللہ کی اللہ کی طرح اللہ کی اللہ دیت کرنے کے اللہ کی کے اللہ کی کی اللہ کی کی اللہ کی اللہ

تھے۔''17 ہر سینے کی دوسری ناوغ کو اپنے والد کے مزار پر مجلس النہ نرزیب دیتے جبال شہر کے کمام جھوئے ایسے حاضر ہوئے اور چاہک دست منٹی اور بن نواز نفسہ بردازی و قانون نوازی میں سشفول ہوئے۔''۲۳

ہر سیستی کا بعد فاقع کا میں ہوتا ہے۔ کہا ہ علی رہتے سعد ہوتا ۔ یہ اس حقوق کے بات علی رہتے سعد ہوتا ۔ یہ اس حقوق کی باتار تھر کی میں جو بھی ہے ہوتا ہے۔ یہ سب میل کی بحل آئر تھر ہے کہ اس حقوق کی میں ہوتا ہے جب سب میل کی اور افزوگل اسنے کے افزائ کی طور بعد ہی ہیں ہوتا ہے۔ وہ میل روحت کی بحث کی بعد تاریخ میں ہوتا ہے ہیں میں ہوتا ہے ہیں میں ہوتا ہے ہیں میں ہوتا ہے۔ یہ میں ہوتا ہے ہیں ہوتا ہے ہیں ہوتا ہے۔ یہ میں ہوتا ہے کہا ہوتا ہے ہیں ہے ہیں ہوتا ہے۔ یہ میں ہوتا ہے۔ یہ ہوتا

معولات بدلے تو یہ سلماء کچھ مرصے بعد بد تنی میر کے پان منتقل ہوگی۔ ادا وہ قامری کی طرف ان کا رہمان ایشار کے عربے جو لیا۔ جب میر دور بنیر مال کے گئے کہ اور انداز میں اس میں اس اور المسلموء فراس کے بین لکھی اور ۱۹۰۱ مارہ - میرہ جب جب ان کی حمد ریس اس لئی ، المهون نے اپنے والد کی المنبقہ ''اللہ' عندائیہ'' کا یہ قامہ' تا چ تعینی کیا جسے ان

کے والد خواجہ مجد قاصر عندلیب نے تحطیہ کتاب میں داخل کر لیا : سال تاریخ ایس کلام شریف کمی بسوئے حق انجذاب نماست

کرد البیسام می تکرفی دام... "الاناً متعلیم" کلیل است"
در کو پیس دال کی مرد می الوس از الله قلاعت مشل و مرکن فی کد و به ان کی
زیان میں رمالہ تعنیٰ کر مکبر ، رمالہ "اسرار العمار" کے آخر میں ان کی
کا آخل الاس رفاس میں زینے جے میں سے یہ یک مالے آن جے کہ دوری قامری
کا آخل الاس رفاس میں زینے جے میں سے یہ یک مالے آن جے کہ دورا دیری کا المائی الاسرور سال کی میں جانے کہ ان المحافظ کے جہ میں امراد دارات کی کا اطاقیات میں کہ اور امائی کا میائی کی میروری ان واقع کے
کی دیکھی میں داخل کو است کے بعد دیرا میں امائی کا سیار کی کی دیا کہ امائی کا میں میں امائی کا سیار کی امائی کی دیرا کی دوران کی امائی کا سیار کا امائی کا سیار کا امائی کا سیار کا امائی کا سیار کی امائی کی دیران کا دوران کی دیران کی دوران کا دوران کی دیران کی دوران کا دوران کی دیران کی دوران کا دوران کی دیران کیران کی دیران کیران کی دیران کیران کی دیران کیران کی

میر درد ایک مشہور خاندان کے چشم و چراخ اور عالی رثبہ باپ کے یئے تھے۔ الھوں نے ایک ایسے مذہبی ماحول میں پرووش بائی جہاں علم و نضل بھی تھا اور حلیات و سلوک کے مشاہدات بھی ۔ دادا اور ثانا دونوں کی طرف سے علم و عمل کی روایت ور لے میں ہائی تھی ۔ اچھے لوگوں کی صحبت الهائي تهي . خليق و متوافع السان تهي - ٣٠ شاه كلشن سے خاص اوادت ركھتے تھے ۔ ایک تو اس وجہ سے کہ وہ ان کے والد کے نبر صحبت تھے اور دوسرے اس لیے کہ وہ شاعر تھے اور موسینی میں بھی عصرور زمان سمعے جاتے تھے ۔٢٠ مبر دود نے نمود بھی بھی لکھا ہے کہ ''لناہ کشن علم موسیمی میں ہورا دخل رکھتے تھے ۔ ۱۸۴۴ شاہ گلشن کی طرح خواجد میر درد بھی تصوف ، موسیتی اور شاعری کی طرف قطری رجحان رکھتے تھے اور تنشبندیہ سلسلے سے تعلق رکھنے ع باوجود دُوق ساع کو متجالب الله جالتے لھے ۔ میر درد میں دُہانت و دُکاوت بھی غداداد تھی ۔ تحاثر آرڑو نے ''بہت صاحب ِ فہم و ذکا جوان ہے'' ۲۹ کے الفاظ لکھے ہیں ۔ ان کی تصالیف کے مطالعے سے ان کے علم و فضل اور گہرے شعور و ادراک کا بتا چلتا ہے ۔ وہ فارسی و اُردو دولوں زبانوں کے شاعر ٹھے ۔ ان کی ساری تثری ٹصالیف فارسی زبان میں ہیں اور عبارت میں کثرت سے قرآن و مدیت کے حوالے دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انہیں عربی بر بھی قدرت حاصل تھی۔ ایک طرف علوم رسید پر دسترس رکھتے تھے اور دوسری طرف تعلم رحانی سے بھی جرہ مند تھے ۔ قدرت اللہ شوق نے انھیں "مردے وجید" لکھا ہے اور ان کے اوصاف و اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے ک ترک ، تجرید و استفنا میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ۳۰ درد ایک ایسے السان تھے جنھیں قدرت نے حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت سے بھی لوازا نها \_ ان کے مزاج میں اعتدال ، نوازن ، حلم ، تحمل و بردباری کی صفات موجود تھیں ، اسی اسے جہاں جاتے عزت و احترام کی لفلر سے دیکھے اور مسند بلند پر بٹھائے جانے۔ نہ خود ادب آداب کی خلاف ورزی کرنے اور نہ دوسروں کو اس كى اجازت ديتے - ايك دن بادشاء وقت شاہ عالم ثانى درد كى زيارت كے ليے ان كى بجلس مين تشريف لائے ـ كچھ دير بعد درد كا عذر كركے باؤں بھيلا ديا ـ بادشاء کی یہ سرکت آداب مجلس کے خلاف تھی ۔ درد کو ناگوار گزری اور الهوں نے بھی بادشاہ کی طرف اپر بھیلا دیا ۳۱ ان کی عبلس تقر ایک ایسا دربار تھی جہاں بادشاہ بھی نخت سے الر حر آنا تھا ، اسی لیے استفنا و خودداری ان کے مزاج کا حصہ تھی :

گیسی تو گون بھاوت ہے اور کیسی کی سکھ باوت ہے یہ پھلواری درد ہمیں کچھ اور مدین دکھلاوت ہے کلپاں من میں سوچت بین جب پھول کوئی کمھلاوت ہے جا درے وا پر بیت کیو سو وا درے مو ہر آوٹ ہے جا درے وا پر بیت کیو سو وا درے مو ہر آوٹ ہے

استقلال ان کے مزام میں ایسا تھا کد دئی کے اجڑنے پر جب عزت دار نے عزت ہوگار اور اہل کیال ایک ایک کرکے دلی چھوڑ کر باہر جانے لگے ، وہ اپنی جگہ سے نہ بلے اور ساری تکایفیں غندہ پیشائی سے برداشت کرنے رہے ۔ اس دور میں جب ہر چیز تلبث ہو رہی تھی ، میر درد سد سکندری کی طرح اپنی جگہ جر رہے ۔ ان کی زندگ ایک صول و درویش کی زلدگی تھی ۔ زیادہ وقت عبادت و رباضت میں گزرتا ۔ جو وقت بہنا وہ تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا جس کا الدازہ ان کی تصانیف کی تعداد اور حجم کو دیکھ گر کیا جا سکتا ہے ۔ سر درد صوفی اور تباعر دونوں حیثیت سے بائد مرتبے کے مالک تھے۔ اُردو تباعری کی ٹاریخ میں ان کا نام سر و سودا کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ دردکی شخصیت اپنر معاصرین کے مقابلے میں اس لیے بھی سفرد ہے کہ ان کے پاک وہ توازی لظر آتا ہے جو دوسروں کے پال دکھائی نہیں دیتا اور یہ ٹوازن اس غیر متوازن دور سین تصوف کے ذریعے ان کے کردار و مزاج میں ببدا ہوا تھا ۔ ان کی زندگی کے کسی رخ کو دیکھیے یہ خصوصیت ان کی فکر ، احساس ، عمل ، طرز زندی ، شاعری ، نئر سب جگد نظر آئے گی۔ وہ ایک بڑے شاعر اور ایے باکیال صوتی ، عالم اور قتید تھر کہ جس نے شریعت ، طریقت ، حقیمت و معرفت کے مدارج طر کیر تھر ۔ انھوں نے ایک طرف تصوف کی باند ہابہ تصانیف نلم بند کیں ، تصوف کے ایک لئے سلسلے "طریق بدی"، کو قائم کیا اور دوسری طرف ساعری میں معرفت کے ایسے بھول کھلائے جو آج بھی تر و تازہ ہیں۔ یسمواری ان کےکلام کا بنیادی وصف ہے ۔ انھوں نے سیر و سوداکی طرح مختلف اصناف سخن میں سلیم آزمائی نہیں کی بلکہ غزل و رہاعیات ہی وہ اصناف ہیں جن میں اپنے خیالات و جذبات کا اظهار کیا ۔ خوش ڈوق ان کی شخصیت و سیرت کا محایاں پہلو ہے۔ انھی مقات کو دیکھ کر قدرت اللہ شوق نے انھیں اشاعر انازک مزاج ، خوش خیال ، معنی یاب ، فاضل مستعد ، عالم مستند ، صوفی مشرب ۳۳۲ لکها ہے ۔

#### **(Y)**

خواجہ میر دود کی چھوٹی بڑی تصالیف کی تعداد بارہ ہے جب میں

اسرار العبائرة ، واردات ، علم الكتاب ، ناله" درد ، آب سرد ، شمير عمل ، درد دل ، حرّامتِغنا ، والفات درد ، سوز دل ، ديوان فارسى اور ديوان ٍ أردو شامل بين - ديوان ِ أردو كـ علاوه باقى سب تصاليف فارسى بين بين \_

راسوار الصافوة (دو ع صروه باي سب تصنيف دوسي مين بن - - داسوار الصافوة ( ۱۱۳۸ - ۱۹۲۹ع) مير دود كي پيلي تصنيف هـ

میں ایک خصر رسال ہے جو بہتو سال کی سر بنی برخشان البارائی کے آگری میں ایک خواج رسال کے ایک میں ایک ان اس ایک اس ایل اس ایل کیا ہے اور آغراز آگراؤٹ کو بیان آئی گیا ہے ، در آئی کو ''راز '' کا بام یہا گیا ہے ۔ اور آغراز در از کا پار شروعاً ہو جو بیا ہے کہ ان کی اس میں ایک میں ایک میں اس میں اس میں اس میں اس در از کا پار شروعاً ہو جو بیر میکھنے کے تھے اور اس میں اس میں اس میں اس ہے اور بانا ہے '' اس رائے کے اس میں میں اس میں کی اس میں کی اس میں کی اس کی اس ہے اور بانا ہے '' اس رائے کی دور کے اس میں کی اس کی میں کے اس میں کی گیا ہے میں اور بانا ہے '' اس رائے کی دور اس کی اس کی میں کی اس میں کی گیا ہے میں ہوا کہ در کے پندرہ سال کی میر ہے کے اس واسی میں قامری میروم میروم اگر دور کے پندرہ سال کی میر ہے کے اس کو اس میں مارم کی مردم میروم

ریالہ "اوراف" (م) برائی میں دیں آن درائی میں اس دیالہ میں اس اس میں اس دیالہ میں دیالہ دیالہ میں دیالہ میں دیالہ میں دیالہ میں دیالہ دیالہ میں دی

فرمائے گھ میں خود کیا بیان کروں ۔ ۳۹

''مهم الکتاب'' (۱۹٫۱۰م) می جهروع) خواجه میر داد کل و بهادی 'توایک علی حقوقی بازی می در می مساحات بر مشتبل ہے اور بر صفح بر 'توایک علی حق می وی دی حضوری بروی کی میر می داری بیان کا برایک علی می الاستان کی میر در می در در می در در میر و مشابدات بیان پرخ بری اور دوسری طرف 'طرفی مجدی'' کے ظلمہ و میر کا بروا نظار کصوف بھی بیان پوا ہے ۔ اس 'کتاب کی وجد تالیف میں دود کے لکھا ہے گئی ۔ گئی ۔

"الكر مورون في اتفاق كما "كدا من تصدر رسائع كيه فواقد و كانت بهارت معلق جيسون مي فان "كرية و و نصح تم طور بر اكن هو ... اور و مروز جو اس ميارت مي المتعاون عالي مي اليون تعديل بيد خاله "كر هو ... والو عواس و خالم تح المائية في الميان و كلها دو ... بهدات أكن فواصل ميا ميانور واروات تماني ... والو فاعر بها ... "كوفرات تماني ... ما فواد فاعر ... والم فاعر ... والم فاعر ... خوا فاعر ... كوفرات تماني ... عالى المناز واروات تماني ... "

اس کتاب کے ماعقہ بیان کرتے ہوئے دور نے لکھا ہے کہ در اصل یہ کتاب ہے اپنی اور فوضو و انسول ہے۔ یہ بھی اپنی اپنی اور افوضو و انسول ہے۔ یہ بھی بتایا ہے کہ اگلی کا فیک طبقی اپنی اور ان کی ایک ایک بھی کی اپنی تصیف 'اواردات'' مثل کا دوبہ رکھی ہے جس کی تشرع اس کتاب ہیں کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ اور دوسری کتابوں کے ملمی کا حاصل بھی اس میں بیان برا ہے۔

مشتمل ہے ' ''لفقعہ' آغری'' آقا ہے۔ اُس کے بعد ''میان'' آتے ہیں مین کی عنطف سونجان بین اور ہر سرنی کے تحت اس موضوع کلو بیان کیا ہے ۔ ماہ ''ایان اور خود والے خود فرمان او طرف بستی خوبیل بسوۓ زوج و کالید'' '''یادے اس جہانی و ورحان و مجموع تشخیس السائی'' ''ایان آئیات مراتب و حواید فریس''  $\begin{aligned} & \{ (e_i, e_i) + e_i = (e_i, e_i) \} \\ & \{ (e_i, e_i) + (e_$ 

"علم الکتاب" میں درد نے بتایا ہے کہ بحدوں کے معارف و مطالب کی بنیاد کلام اللہ و امادیت رسول پر ہے جنہیں اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ درد نے اس کتاب کے بارے میں جو بنیادی باتیں لکھی بیں وہ یہ بین ۳۲۔

(۱) اس میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں جو ہر انسان کے لیے مفید ہیں

[10]  $(v_{ij}, v_{ij}, v_{ij}$ 

(ء) یہ کتاب بطریق شرح اکملی گئی ہے اور اس میں سناسپ مقامات پر وہ فوائد و اتقات ، اسرار و تحقیقات بھی بیانب کو دینے گئے بیں جو لکھتر وقت قلب پر وارد ہوئے۔

(ه) اس کتاب میں معرفت کا ہر مرتبہ ، خواہ وہ مرتبہ ' شریعت و طریقت ہو یا مرتبہ ' معرفت و حقیقت ہو یا مرتبہ ' مزاج و طبیعت ، عرف و عادت ہو ، ایان کایا گا ہے ۔ دود نے یہ بھی واضع گا ہے کہ وہ رگی جر عربیت ، طرفیت ، معرفت اور حقیقت کو الگه الاصمیحیتی بن ، تحلقی بر ین اور طرفت کو بین ، تحلقی بر ین ، و اللی بین ، و اللی بر ین ، و اللی بین ، و اللی معنفی فرونت یه ، و اللی بین ، و اللی ، و اللی بین ، و الل

 اور کا نستر شامل نہیں کیا ۔ یہ سب رسالے فارس لفلم و نائر میں ہیں ۔ نظم میں اپنے خیالات ، مثالد و تجربات کو موضوع ِ سخن بنایا ہے اور ٹٹر کے ذریعے ان کی وضاحت کی ہے ۔

"سوز ذا"، "(بالعات دور" اور الاست عنا" کا آگر "اللي ميان" يون آيا ہے ـ سمعن نے پين "الاگرا پنتي" بن ربالد "لامرست عا" کا آگر "کیا ہے لکن ام ربائے پاڑی اللہ ہے تین گزیتہ ۔ ابنا سطح بوقا ہے کہ "سرز دائ" وہی ربالہ ہے جو "الارد دائ" کے انام ہے موجوم ہے اور "لوانفان دور" اور ربالہ ہے جو "اللہ ووز" کے انام ہے موجوم ہے ۔ شاید "مرستی غا" "کون الک ربالہ بھا ہے جو انابائیہ ہے۔

أو گردار زماند ال المودد ام كد پست 
مشایل افكه ماهی الحد و دو طوید
این فرده امراک شده با بیش کر در شدم
بیشگر بر آنجه پست بعد آز ارائے حساست
الین دیست بحث اقرار بازی حساست
چو عینک تا کیر بر حر چیشم بیشرال بیشد
در آمتر زائدگی بیم چند روز کم کردان بید
بی کردید از دین این که در برداشتری
بی کردید از دیا این کشو برداشتری
بیش کردید این این کشو برداشتری
کیکری شیب جسال در انتظار او بسر بردا
کیکری شیب جسال در انتظار او بسر بردا
کیکری شیب جس داد کردی

رباعیات میں ان کا غیال اور تجربہ زیادہ مربوط طریقے سے واضح ہوا ہے ۔

: ديوان درد (أردو)٥٠٠ نتريباً پندره سو اشعار پر مشتمل ہے جس بين زیادہ تر غزلیات بیں ۔ غزلوں کے بعد رباعیات آئی ہیں ۔ ان کے علاوہ چار عنس ، ایک ترکیب بند بھی شامل دیوان ہے ۔ یہ دیوان کب مرتب ہوا ، اس کے بارے میں سب تذکرے اور غود میر درد کی فارسی تصنیفات عاموش ہیں۔ میر نے ثكات الشعرا (١١٩٥ه/١١٥٩ع) مين ديوان درد كا كوئي ذكر نيين كيا ـ اسي طرح گردیزی کے تذکرۂ ریختہ گویاں (۱۱۹۳ه/۱۵۵۴ع) میں بھی دیوان درد کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ اس کے معنی یہ بین کہ اس وقت تک دیوان دود مرتب نہیں ہوا تھا لیکن وہ اُردو شاعر کی حبثیت سے ، جیسا کد میر کے الفاظ ''شاعر زور آور ریخته ۳۳،۱ سے معلوم ہوتا ہے ، مشہور ہو چکے تھے ۔ قائم چاند بوری بلے تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے "اس کے دیوان کی سات سو کے قریب ابیات نظ سے گزریب اور یہ سب جیلہ اور تمام منتخب ہیں 200 کے الفاظ کے ساتھ دیوان دود کا ذکر کیا ہے۔ مخزن لکات ۱۱۹۸/۵۵ - ۱۵۵ عمین مکمل ہوا جس میں بعد تک اضافے ہوئے رہے ۔ درد کے احوال میں قائم نے لکھا ہے کہ "ایک رسالہ اواردات کے نام سے علم تصوف کے چند رموز پر تصنیف کیا ، دیکھنے کے لالق ہے" ۔ " رسالہ "واردات" ۱۱۱۴ (۵۹ - ۱۵۸۸) میں مكمل ہوا۔ اس سے يہ نتيجہ اغذ كيا جا سكتا ہے كہ قائم نے درد كے بارے میں یہ افاقد ۱۱۲ (۵۹ - ۵۱ میں کیا یا درد کے عالات تى ١١٤٣ يا اس كے بعد لكھے۔ مير حسن نے، جن كا تذكرہ ١١٨٥ه اور ۱۱۹۱ ( معداع اور معداع) کے درسیان لکھا گیا ، دیوان میرساکا ذکور إن الفاظ مين كيا ہے:"اس كا ديوان اگرچه مختصر ہے ليكن ديوان حائظ ی طرح سرایا انتخاب ہے ۔ ۳۹۰ شورش عظم آبادی نے بھی اپنے تذکرے میں ، جو ١٩١١ه/مدد ع مين مكمل هوا ، ديوان دود كا ذكر ان الفاظ مين كيا ہے کہ ''اس کا دیوان رہنم اگرچہ ہزار اشعار سے زیادہ نہیں ہے لیکن سارا یکساں ے اور انتخاب کی ضرورت نہیں ۔ ۱۰ ۵ ان سب شواید کی روشنی میں یہ کہا جا سكتا ي كد ديوان درد ١١٦٥ اه اور ١١١١ (١١٤٩ - ١١٥٩ع) ك درسيان مرتب ہوا۔ ۱۱۲۲ میں دیوان کے اشعار کی تعداد تقریباً سات سو تھی۔ ١٩١١ه/عدد ع مين يد تعداد تنزيباً ايک بزار مو گئي اور وفات كے وقت تک یہ تعداد پندرہ سو ہوگئی جو مروجه دیوان اُردو کے اشعار کی تعداد ہے۔ میر الر نے اپنی مثنوی شمواب و خیال'' میں ایک جگہ اشارہ کیا ہے کہ دور نے ہزاروں شعر کیے جن کا کہیں ذکر مذکور نہیں ہے :

### (٣)

مع درد سلسلہ انشبندید سے تعلق رکھنے تھے ۔ ان کے مزاج میں ایس صوفياته وسع المشزي تهي جو يسين اس دور مين شاه ولي الله اور حرزا مظهر جاتبالاں جیسے بزرگوں کے ہاں نظر آئی ہے۔ جس طرح شیخ احمد سرہندی (م صفر ١٠٢٠ه/لومير ١٩٢٣ع) نے ، جو عرف عام ميں عبدد الف ثانی اللها یں ، قشبندیہ سلملے سے وابستہ رہتے ہوئے "طریقہ" عبدیہ" جاری کیا تھا اور ان کا سلسلہ "القشبندید عبددید" کہلاتا ہے ، اسی طرح خواجد بد تاصر عندلیب نے اپنے دور کے سیاسی ، ساجی ، تہذیبی و اخلاق حالات کو دیکھ کر ایک ٹیا سلسلہ جاری کیا جس میں اس دور کے تضاد کو ہم آپنگ کرنے کی قوت تھی اور اس کا نام 'اطریق مجدید'' رکھا ۔ خواجہ میر درد نے علم الکتاب میں ''کشف ظمور طريقه عديد على صاحبها الصلوة والتعيد" كر تحت" أس كي تقميل بيارس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سلسلے کے ظہور میں آنے کے دوران خواجہ بد ناصر سات دن سات رأت ساگت رہے اور اس عالم ِ ناسوت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ کھالا بینا ، جو السانی ضرورت ہے ، ترک کردیا اور اپنے حبرے میں بند رہے ۔ وہ (خواجہ میر دود) تنہا ان کے آستانے پر بیٹھے رہتے اور دن رات دہلیز پر سر رکھ کر آہستہ آہستہ رونے رہتے - 'کھانے بینے اور سونے کی طرف بھی طبیعت راغب نہیں تھی۔ ایک دن والد، کے کہنے سے چند لقے کھائے اور پھر جلدی ے حجرے پر حاضر ہو گئے۔ دوسرے اعزہ و خدام کماڑ کے وقت آتے اور بھر اپنے اپنے گھروں کو وابس چلے جاتے لیکن وہ (درد) ویں زمین پر پڑے رہتر۔ آڻهوين دن جب خواجد بد ناصر عندليب عالم ناسوت سي واپس آئے اور درواؤہ محمول محر باہر تکلے اور انھیں درواڑے بر بڑا دیکھا تو ژمین سے اٹھایا ، يشاني كلو بوسد ديا ، كابات بشارت زبان پر لائے اور الهيں "اول المحدين"، چہ کر طاقب کی اور ارداد فرمایا کہ اے بھری نفن و انطراب سے کر یکٹ خواج ہو یا کہ میں انسان ہے کہ ہم بھروں کو عامل معاون سے انوازا ہے۔ ووج مقدم صفرت اندا میں مل نے اروال فرمایا تھا اور اندر میں جو تقریبان میں برے اور اندر اندران کی اس ایسٹ کو اسٹیورٹ اور بشدگائے۔ لگھ بچاؤ اور انداد اندازیر اندران کے است بسید موجود کروں ان کہ کار میں میں میں انداز کے اندران کے اندران کے اس کا میں انداز اندران کی اندران کے اندران کی انداز کے اندران کی اندران کے اندران کے اندران کی انداز کے اندران کی دوران کی یہ سرت کیا جائے اس

سلسلے کو اس فور کے سرائے ہو کیچھ تر مورد و میں کہ برا ریطیر سے واللہ انکا کرتا ہو ، امسالات کا العام حصات کا المرح محات ہے ہوگا تا استعلان کے مطالب انسان کا کاکر اور میا الدور اور میں مورد بین العوب واللہ کے مدات الوجوہ الرو میں الدور کی بعدی موان میں المین میں المورد موان کے اللہ مدات الوجوہ الرو میں الدور کی بعدی موان میں المین میں المین میں المین المین المین المین میں المین کے بحد المین المی شبخ گلعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو درد منزل ایک تھی ، تک راہ ہی کا بھیر تھا

اس وور 2 فیتی آفتند کے حسابرات کا دوران کے باتانہ بعب آثار ہا ہما اور الحجہ بنا ہم اگر دوراد میں الحجہ بنا ہم الحجہ بنی جہ بد ہو دی حمل الحجہ بنی جہ بد ہو دی حمل الحجہ بنی جہ بد ہو دی حمل الحجہ بنی جہ بنا ہم دی الحجہ بنی جہ بد ہو دی حمل الحجہ بنی جہ بنا ہم دی حمل الحجہ بنی جہ بنی دو حمل بنی الحجہ بنی جہ بنی دی الحجہ بنی الان و اصطحاب کا تعا با

السے لوگو بازا دھوتا ہے۔ یہ کہ بارٹ کما ہر و مردند عائض یہ پویٹ کے 'ج اپنی علمال اور ابانی فضائت ہے ان 'کے طرفہ واحد میں ٹرنز بیدا کرتے ہو اور ابانی دی کو ، جو باہم مشل ہیں ، آپاکہ مورسے کے سال ماہدہ معجود کے وادر وواکٹ کم میں کرتر للہ ا کا یہ مثال استعاد نیادہ و فصور مثل کی وجہ بنا ہو گئے ہے۔ من تماملی کے امرائحدیوں کو کم بائوں بنائٹ کے لیے بھیا ہے تاکہ طرفہ' واضعہ بدین کم بحدوران میںت میں اس کرتی ہے دستا

مين لائين \_'''۵۵

طریق بھتی میں قرآن و سنت کی بیروی پر زور دیا جاتا تھا۔ دود اسی سلسلے کے 'انول المحدین'' بوں یہ سلسلہ التشار و ترفر پرسٹی کے اس دور میں العاد کا ایک تقام سیا کرتا ہے۔ درد تصوف و طرک کے رائے سے بھین کو نومی کی اس منزل کک چھاتا چاہتے تھے جہاں سوائے آئے گئے گئی شمخ شاب میں باتھ درجہ دورد کی تصافیف تر اس تفاطہ تعلم کی وضاحت کوئن بیں اور ان کی

شاعری پر اسی تصور توحید کا واضح اثر ہے۔

خواجہ میر دور نے وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں کو ملاکو ایک ائی وحدت دینے کی کوشش کی ہے جو ایک ظاہل تند فکری اضافہ ہے ۔ ابن العربی کا بنیادی تظریہ جو ''فتوحات'' میں بنان ہوا ہے ، یہ ہے کہ ''بزرگ و برتر وہ ذات ہے جس نے سب اشیا کو پیدا کیا اور جو خود ان کا جوہر املی (اعیانیا) ہے ۔'' ۵۱ اس عدے کی رو سے ''تمام عالم اثنیا اس مدمنت کا عش ایک ساید ے ہو اس کے بیجھے عنی ہے یعنی اس وجود حقی کا جوہر اس شے کی آغری بنیاد ہے جو تھی یا ہے یا آئندہ ہوگی۔ بے ٹونیق علل متی اور خلق کی دوق پر زور دیتی ہے اور ان کے الحاد جوہری کا ادراک نہیں کر سکتی ۔ اس قسم کے اتحاد کے ادراک کا واحد وسیلہ صوفیانہ وجدان یا ذوق ہے ۔ محمد اسی نتطر کی مزید وضامت یہ کی گئی ہے کہ "ابن عربی نے جہاں کاثنات کو وجودر حتی کا عکس قرار دیا ہے وہاں وہ کالنات کو غیر حقیقی نہیں کہتے بلکد ثابت یہ کرنا بھاپتے ہیں کہ جس طرح سائے کا وجود بغیر اصل کے قائم نہیں رہ سکتا اسی طرح کائنات کا وجود ، وجود حق کے بغیر ناقابل تصور ہے ۔ اس تشریح کی رو سے کالنات غیر خبتی میں بلکہ حقیق ہے مگر موجود بالغیر ہے ۔ ۸۸۱ مدد الف الل وحدت الشهود تک کئي منزلوں سے گزر کر چنجي تھے - بہلے الهبر وحدت الوجود كا تجريه ہوا جس ميں الهوں نے محسوس كيا كه ان كا وجود صرف غدا کی ذات میں ہے اور اپنا کوئی الک وجود نہیں ہے۔ آگے بڑہ کو الهوں نے محسوس گیا کہ ان کا اپنا وجود نمدا کے وجود کا ظل (سابہ) ہے اور اس طرح اس کے وجود سے جدا ہے جس طرح سایہ اصل سے جدا ہوتا ہے۔ یہ ان کی اصطلاح میں ظلیت ہے ۔ باطنی شعور کی مزید ترق کے بعد انھوں نے یہ مسوس کیا کہ ان کا اپنا وجود غدا سے نختاف ہے اور اس کی ہستی غدا کی مرضی اور منحصر ہے۔ وہ خدا کے تابع ب تاہم اس سے جدا ہے۔ یعی حقیقی حالت تھی یعنی عبودیت کی حالت ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ خدا سے جداً تھے تو انھوں نے خدا سے اتھاد کیسے محسوس کیا ۔ اس کا جواب ان پر یہ منكشف بدوا كد بهلا مشابده ان كے "سكر" كا لنبجہ تھا جس ميں خدا كى عبت كے باعث وہ قلبي برجان ميں اس طرح ڈوب گئے تھے كد انھوں نے يد محسوس كيا كد وه اس سے جدا نہيں ہيں مكر اس احساس نے اسے عقبت نہيں بنا ديا ۔ اسى لے وحدت وجودی میں شہودی ہے ۔ "ا ۵ میر درد نے وحدت الوجود اور وحدت الشهود ير بحث كرنے كے بعد إلى واضح كيا كد دونوں كا متعد ايك ب اور یہ مقمید طریق بچدی میں ایک ہو گیا ہے اور جی توحید مطلق ہے۔

تصوف میں دود کا ایک امالہ اور ہے۔ "سفر در وطن" تشدیدی سلسلے کی ایک مروجہ اصطلاح ہے۔ میں دود نے "وطن در سفر" کا اضافہ کیا۔ "دود دل" میں اس کی تشریح یہ کی ہے کہ "سفر میں وطنت کا ملام ورائے انفس و آفانی کا اشارہ ہے اور جو سیر من انف ٹی انف کے مرتبے کو پہنچ کر حاصل ہوتا ہے ۔ یہ اصطلاح جدید اس قنبر اور سلوک طریقہ پدید سے مضموص ہے'' : صوفیال در وطن سفر بکنند درد الدر سفر مرا وطن است ''

درد نے اپنے اردو دیوان میں بھی اس تصور کو کئی جگہ شعر میں بالدھا ہے : مسائنسہ فلک دل متوطن ہے سفرکا معلوم نسب اس کا ادادہ مرکسہ کا

معلوم نہیں اس کا ارادہ ہے کدھر کا اے نے خبر تو آپ سے نافل لد بیٹھ رہ جوں شعلہ یال سفر ہے ہمیشہ وطن کے ایپج

رطیخ ک الایخ تصوف بین دور کو ملکز صوفید کی آمن تحف مین شامل کولا بهایر جس مین دادا کیچ شش، عواجه بنده لواژگر کیدودار امین الدین اعلی اور بعد الله این دادید کیلیزی بین ما الایکاب بازایخ استان مین ایک لمه بید محلا الکارز کامل بید - دور کم بادن موافاته وارادات اور ملین یک برای ایک این نظام کو مامنز لاح ین بین انتگر اور تجربه ما کرد ایک بوکتر بین بینادی طور تصوف کا منصب بادنیل اور اصادر کو در چد اس

لیے اس میں دو پہلو ہمیشہ تمایاں رہے ہیں ۔۔ ایک احترام و عظمت انسان اور دوسرا اخلاق - ان دونوں سے معاشرے میں ایک ایسا توازن قائم ہو جاتا ہے کہ انسانی و معاشرتی رشتے گہرے اور مربوط ہو جاتے ہیں۔ تصوف کے ذریعے السان اعال کا چشمه فرد کے باطن سے پھوٹنا ہے اسی لیے فرد کی زندگی میں وسیم المشربی ، نے لوثی اور ایٹار پیدا ہو جائے ہیں ۔ وہ لوگ جو تصوف پر قراریت کا الزام لگائے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ تصوف نے ہمیشہ دور زوال میں متبولیت حاصل کی ہے اور اس کے ثبوت میں زوال بغداد اور زوال دیلی کی مثال پیش کرتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ اس دور میں تصوف ہی نے انسان کے زعموں پر مربع رکھ کر اسے لیا حوصلہ دیا اور اس کی زلدگی میں لئے معنی اور لیا مقصد بیدا کر کے اس زوال کی مثا دینے والی ہستی سے بجا لیا۔ اگر الهارویں صدی میں تعبوف یہ کام نہ کرتا تو مسلم معاشرہ زوال کی دلدل سے باہر نہیں لكل سكتا تها ـ درد كا دور ديكهيے ؛ ديلي تباء حال ہے ، ايک وسيع سلطنت روثي کے گانوں کی طرح اڑ رہی ہے ۔ الحلاق حالت تباہ ہے ۔ سیاسی و معاشی ابتری نے پر چیز کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا ہے۔ انسانی رشتے بے معنی ہو گئے ہیں۔ شکستگی و افسردگی اور غم و الم نے بد حال کر دیا ہے ۔ اس دور کا فرد ان حالات میں موت کی دعا تو مالک سکتا تھا لیکن زلدگی کی آرزو نہیں گر سکتا

نظر چپ دل پہ کی دیکھا او مسجور خلائق ہے کولی کمب سمجھنا ہے کول سمجھے ہے ہت عالم بت پرسی ہے اب او بت شکلی کے پسین تو غذا ہے آن اپنی میر دود کا تصور شاعری بھی الھی قصورات سے جم لیتا ہے ۔

ور على (لا مكان عابق مي قرب أبيا المكان بوبي به آمس الما الما المكان بوبي مي آمس المي الما يعد المورك المواقع المي كان بوبي مي المكان برا المي المكان على الما المكان على الما المكان على الما المكان على المكان المكان على المكان المكا

شیوہ نہیں اپنسا عبث ہسرزہ سرائی کچھ بات کہیں کے جو کوئی کان ملے کا اسیرا قال میرے حال کے موافق ہے اور میرا حال میرے قال کے مطابق ہے ۔ جو کچھ میرے دل میں ہے وہی زبان پر ہے ۱۵۰۰ م

شعر میں میرے دیکھنا بمیں گو ہے میرا آئید، صفائے سخت شاہر ایک ایسا نفسہ سرا ہے جو عشق و عبت کی گیلیات کو دردآموز لبہیر میں بیان کرتا ہے ۔17 اس کے ساتھ درد نے نے دو باتیں اپنی شاعری کے بازے میں ادر کئی ہیں :

(۱) میرے سخن بائے شیریں ایک ایسا خوان ِ تعمت ہے گا۔ نے ابل ذوق کے لیے جن دیا ہے ۔۔۔

ے ابار دوی نے لیے چن دیا ہے۔" (۲) ایسا گل سخن جس میں معرفت و حقیقت مرجود ہو ، اس گلزار میں جت کم یاب ہے ۔^1

بہت نم باب ہے ... درد نے اس تفلہ نظر سے شاعری کی اور اس میں معرفت و حقیقت کے ایسے پھول کھلائے جو اب تک گزار شاعری میں کم باب تھے : پھول کھلائے جو کا اس زمین میں بھی گزار معرفت

بھورے کہ اس زمین میں بھی ندرار معومت بال میں زمین شعر میں یہ تخم ہو گیا

السانی قطرت کا سب سے قوی جذبہ عشق ہے اور عشق اُردو عَزل کی روح ہے ۔ اس عشق کی دو لومیتی ہیں ۔۔۔۔ اس عباری ، دوسری حقیق ۔۔ عباری عشق وہ ہے جس میں ایک انسان دوسرے گرشت پوست کے السان سے محبت کرتا ہے۔ اس عشق میں احساس جسم موجود وہتا ہے اور جمانی وصل ک جھبی ہوئی آرزو عاشق کے وجود کو سرشار رکھتی ہے ۔ اس عشق کی نوعیت یہ ہے الله جب وصل محبوب حاصل ہو جاتا ہے او اس میں وہ شدت اور تؤپ باق نہیں رہتی جو گویکت سے بہاڑ گھدوائی ہے۔ یہ عشق عارضی ہے۔ دوسرا عشق حقی ہے جس میں عشق ہے لوث ہوتا ہے ۔ اس میں وصل کی تڑپ ، اضطرار کی کینیت اور سرشاری تو وہی ہوتی ہے لیکن وصل جسانی کی آرزو نہیں ہوتی ۔ یہ عشق خدا سے کیا جاتا ہے ۔ اس عشق میں عاشق کا قلب ماسوا سے غالی ہو جاتا ے - یمی وہ عشل ہے جو صواب کا راستہ اور منزل متصود ہے اور جسے عشق حقیق کا قام دیا جاتا ہے ۔ بعض صور توں میں عشق کا مفر عشق حقیق سے شروع ہوتا ہے لیکن عام طور پر اس کی پہلی سیڑھی عشق مجازی ہے جسے "السجاز تعطرة العتيدت" ك الفاظ سے ادا كيا جاتا ہے اور مرشد اس عشق كا رخ عشق اللہ کی طرف موڑ دیتا ہے ۔ اسی عشق سے انسان حقیقت کو دریافت کرتا ہے ، اس كا ادراك و شعور حاصل كرا ا ب - اگر ديكها جائ تو بنيادى طور ير جذبه عشق تو ایک ہی ہے لیکن اس کے روپ مختف یہ ۔ جب جذبہ عشق کا اظہار کیا جاتا ہے تو السانی زبان میں اس کے لیے الفاظ و علامات ایک ہی ہوتے ہیں ۔ اسی لیے شاعری میں عشق عبازی و منبق کا اظہار ابک ہی طرح سے کیا جاتا ہے ۔ یعی صورت حافظ و سعدی کی شاعری میں ملتی ہے اور جی صورت درد کے ہائے نظر آتی ہے۔ جب درد کی شاعری کو ان کی زائدگی کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے تو ان کی شاعری میں مقبقت کا رنگ جھلکنے لگتا ہے اور جب دوسرے پہلو سے دیکھا جاتا ہے تو اس میں عباز کا راگ جھلکنے لگتا ہے۔ حقیقت کی سطح پر الشراب عشق ملین کا اشارہ بی کر الشراب معرفت ا بی جاتی ہے اور "ابير مفان" "مرشد كامل" بن جاتا ہے - مولانا حالى في "مقدمه" شعر و شاعرى" سی میر درد کے خالص مجازی اشعار کی ، حلیقت و معرفت کے اقطع کظر سے ، تشریج کرکے یہ بات واضح کی ہے کہ مجاز و حقیقت کے بیرایہ بیان کی سطم ایک ہے ۔ اسی لیے حققت میں مجاز جہما ہوا ہے اور مجاز میں حققت ۔ عود درد نے ، جیسا کہ ان کے تصور شاعری سے واضع ہے ، اس میں گلزار معرفت کے بھولنے پر ژور دیا ہے۔ اس لیے ان کی شاعری وجود باطنی اور تجربات و واردات کے اظہار کا ذریعہ ہے ۔ علم انکتاب میں "گفتگونے موحدالد پر استعارات شاعرالد" کے تحت شاعری میں اپنے اسی صوفیاند تقطه لظر کا جواز

يش محيا حد .

شاعری درد کے لیے ایک قسم کی عبادت ہے ۔ وہ شاعری اسی طرح کرتے یں جیسے مذہبی عبادت کو انہاک و خلوص دل سے ادا کرتے ہیں ۔ ہی وہ خلوص ہے جو ان کے کلام کو احساس و فکر اور اظہار کی سطح پر آئینے کی طرح صاف و شفاف بنا دینا ہے۔ دود کے لیے تصوف "برائے شعر گفتن خوب است" كا معاملہ نہيں ہے بلكہ اس جذبہ عشق كا اظہار ہے جس سے وہ سرشار ہیں اور ان تجربات کا اظہار ہے جن سے وہ خود گزرے ہیں۔ ڈرا دیر کو اگر ان اشعار کو لفر انداز کر دیا جائے جن میں مجاز کا رنگ بہت واضع ہے ، تو باق اشعار میں درد کے بال تصوف کے بنیادی تصورات اور تجربات ہمیں لظر آئیں کے جو اس دور تک کسی دوسرے شاعر کے ہاں اس طور پر نہیں ملتے ۔ عشق حقیق ان کی شاعری کا غالب جذبہ ہے ۔ میر کے پان بھی تصوف ہے اور بہت ہے لیکن یہ ان کی شاعری کا غالب جذبہ نہیں ہے۔ درد کے ہاں صوفیائیہ فکر ، جذبے کی چنک اور تجربے کی گرمی کے ساتھ مل کر اس طرح جلوہ کا ہوتی ہے گھ ان سے پہلے کسی اور شاعر کے پاں اس طرح بیان میں نہیں آئی ۔ اسی تخلیق عمل میں ان کی عظمت کا راز ہوشیدہ ہے ۔ اگر درد کے اشعار میں یہ لہر الد ہوتی تو وہ میر کی شاعری کے دریا میں قطرہ بن کر غائب ہو جانے اور میر کے مقابلے میں دوسرے درجے کے شاعر رہ جاتے۔ اسی انفرادیت کی وجہ سے وہ اُردو ژبان کے بڑے شاعر ہیں لیکن میر یا غالب کی طرح آقاق شاعر نہیں ہیں ۔ درد کے تصور عشق کے مطابق عشق می سے لظام کا آنات قائم ہے ۔ عشق می

انسان کو علویت بخشتا ہے . عشق ہی انسانی علتوں کا طبیب ہے . عقل عاجز ہے اور عشق رسا - جب عشق کی حکمرانی قائم ہوتی ہے تو اٹسائی اقدار پروان چڑھنے لگتی ہیں ۔ امام غزالی اور مولانا روم نے عقل پر عشق کی حکمراتی قائم کی اور اسے لظام تصوف کا بنیادی مسئلہ بنا دیا ۔ ہی تصوف کی پہلی منزل ہے۔

درد اسے طرح طرح سے اپنے اشعار میں بیان کونے ہیں :

باہر ادا سکی تو تید عودی سے اپنی اے علل بے مثبت دیکھا شعور تعرا یا رب یہ کیا طلسم ہے ادراک و قہم یاں دوڑے ہزار آپ سے ہاہر لہ جا سکے جس مسند<sub>،</sub> عزت پہ گد تو جلوہ کما ہے کیا تاب گزر ہووے تعلل کے قدم کا درہ کے پاں مثنی ہی زلنگ اور مثمیہ زلنگ ہے - یمی للت ادر یمی جذب ہے : اے درد بھوڑتا ہی تین عبر کو جذب ر مثل کچھ گلاہوا ہے اس انہ چلے براک کہ کا مشنی برچند صا جالب مری گلهائا ہے بر یہ لند کو دہ چ جی ہے ہے ساتنا ہے

در اردال علل کر فراخ کار بین میجنی کری آن کا طاقد اد به که مفتد، مناطق کا ادران علل کا ادران علی کا فراخ کار درف مثل بی البام در درک کا با در کام برف مثل بی البام در درک کا در بین مادر کار بین صور کی داخری کار بین البام کار با بین صور بی در دارک عامری کار باشار کار با بیان کار و دران استران به بین الباری می بین باشای کار در این کار اس می گراود عامری می اس طور در بالا کور، بودید - بین الب کر اس این کار ادر عامری کار کار مادری کار کار استان کور، بودید - بین الب کی اساری کار اس می

درد کے ازدیک عشق عبازی "مرشد" کی عبت کا نام ہے - یہ عشق عبازی مطلب حقیق تک پہنوا مطلب حقیق تک پہنوا دیا ہے " ("عشق عبازی کرد ہو عشق حقیق تک پہنوا دیا ہے " ("عشق عبازی کرد ہو عشق میں ہے کہ دود دیا ہے وہ مرید کے لیے عشق پر ہے ۔ " ۲ "مام انکاب" میں کئی جگہ دود دیا ہے اس سطر اور روشنی ڈال ہے - جب دود کمیتر ہی :

بھی دی ہے ، بیت اواد سہتے ہیں : تم آ کر جو پہلے ہی مجھ سے سلے الیے نگاہوں میں جادو سا کچھ کر دیا تھا اپنے لڑدیک باغ میں تجھ ان جو شجسر ہے سو تخسل سناتم ہے

روں اعتقانی بردا 'میں بیلے بوٹ کیا کی آفرانی اسائے ہیں۔ دود کے انساز انجی استواد کے انساز انجی استواد کی امالی انجی انجیاد کی امالی انجی انجیاد کی دو تحر یہ کامیا کر سائے کہ ان بوی برداری عاصان انجیاد کی اورین فاصان انجیاد کی ا

منت سے وہ آپاک او موقوق ہو گئی ۔ اب گاہ گاہ یوسہ یہ پینسام رہ گیسا گھر تو دولوں ہاس میں لیکن ملاقاتیں کہاں آمد و رفت آدس کی ہے بہ وہ ہائیسے کہاں درد کی صوفیائد فکر میں وحدت الوجود اور وحدت الشهود الک الک نہیں بلکہ ابک ہیں ۔ ہی امتزاج ان کی شاعری میں سلتا ہے :

متنق آبس میں بیر ایس شهود درد آنکهی دیکه بایم ایک پی عبثر گثرت میں دیسہ وحسدت ہے قسد میں درد با فراغ ہوئے میں ومدت نے یہ طرف ٹرے جلوے ذکھا دے بردے تعینات کے جو تھے اٹھے دے

ہووے کپ وحدت میں کثرت سے غلل

جسم و جال گو دو بین پر پم ایک بین جب ید پردمے اله جائے ہیں تو ترک کی منزل آئی ہے اور عاشق فکر جہال سے نے لیاز ہو جاتا ہے ۔ جی افر کی اصل دولت ہے ۔ اسی سے استقلال اور منصد حیات پیدا ہوتا ہے اور خلوت و جلوت ایک ہو جاتے ہیں :

اپنے تئیں تو کام کچھ خرقہ و جامد سے نہیں درد اگر لیاس ہے دیدہ عیب ہوش زنمسار ادهر كهوليو مت چشم حقسارت یہ اقر کی دولت ہے کچھ اقلاس نہیں ہے آواز نہیں اید میں زاہر کی ہوگسز

ہر جند کہ عالم میں ہوں عالم سے جدا ہوں درد نے کثرت سے صوفیالہ تصورات اور اصطلاحات مثالا حقیقت و مجاز ، عشق و عقل ، قلب و نظر ، ذكر جلي و عني ، دل زنده و دل مرده ، جبر و المتيار ، خلوت در العبس ، سفر در وطن ، فنا فی اللہ ، چزو و کل ، سکان لاسکان ، فنا و بقا ، بے ثباتی و بے اعتباری ، عینیت ، وحود و الا ، خودی ، وحدت و کثرت ، توکل و فتر وغیرہ کو اپنی شاعری میں استعال کیا ہے ۔ لیکن یہ سب تصورات جذے کے ساتھ مل کر دود کے تجربے کا حصد بن کر آئے ہیں اسی لیے اثرانگیز ہیں ۔

یہ چند شعر دیکھیے: ارض و ساکیاب تری وسعت کو یا سکر میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سا سکے موجود ہوچھتا نہیں کوئی کسی کے تئیں توحید بھی تو ہوتی نہیں ہے عیارے بنوز

اے درد مثل آئینہ ڈھوٹڈ اس کو آپ میرے یرون، در الو اینی اسام که بی نیس له ہم غاقل ہی رہتر ہیں لہ کیبھ آگہ ہوتے ہیں میدور بین تو پیم بین غنار بین تو بیم بیب اے نے خبر تو آپ سے غسافل اسم بیٹھ رہ جوں شعلہ باں سفر ہے ہمبشہ وطن کے بیج مالند فلک دل متوطن ہے سفر کا

معلوم نہیں اس کا ارادہ ہے کدھر کا

اس قسم کے اشعار بڑی تعداد میں درد کے اُردو کلام میں ملتے ہیں۔ ان کی رباعیاں تو عام طور پر تصورات تصوف ہی کو بیان کرتی ہیں ۔ درد نے چونکہ عزل میں ، جبان ایک شعر دوسرے شعر سے معنی و مفہوم کے اعتبار سے عشف ہوتا ہے، اپنے تصورات نصوف بیش کیے بین اس لیے ان میں وہ ربط و تسلسل میں ہے جو مولانا روم اور مولانا جامی کی مثنویوں میں ملتا ہے لیکن اگر درد کے اشعار کو لظام تعوف کی تلاش میں مراب کیا جائے تو میں ان کے بال تسلسل و ربط كا المساس بوتا ہے۔ مثا؟ "موت" كا تعبور بي ليجيے ـ موت الساني فكر كا سب سے بڑا مسئلہ رہی ہے ۔ اقبال کی تخلیق قوت کا سرچشمد بھی جی ہے ۔ درد کے بان بسی اس تصور میں ایک ایسا ارتقا نظر آنا ہے جہاں اس مسئلے کو صوفیائد سطح بر حل کیا گیا ہے۔ پہلے یہ شعر پڑھیے :

مائند حباب آلکه تو اے درد کھلی تھی کھینچا لہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا آہ معلموم نہیں ماتھ سے اپنے شب و روز لوگ جاتے ہیں چلے سو یہ کدھر جاتے ہیں

جاں موت محض ایک سوال ہے ۔ ایک الجھن ہے لیکن اگر السان خدا میں کم ہو کر وجود مطلق سے پیوست ہو جائے تو بھر وہ ابدی زندگی سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے درد کے ہاں مرگ کا احساس ہمیں ڈھانا نہیں ہے بلکہ زلدگی کو سمجھنے اور اس کا عرفان حاصل کرنے کا شعور عطا کرتا ہے ۔ درد کو چل چلاؤ کا شدید احساس بے لیکن اس کے ساتھ : ع "بب ٹلک بس چل سكے ساغر چلے" حمید كر وہ زندگى كا اثبات بھى كرتے جاتے ہيں :

میں کو نہیں ازل سے اور تا ابد ہوں۔ باتی معرا جدوث آغر جا ہی اہڑا تدم سے

یہاں ڈلدگی موت پر غالب آ جاتی ہے:

نہ پوچھو کوہ بارے بہر کی اور وسل کی باتیں چلے تھے ڈھولڈتے جسکو سو وہ ہی آپ ہو بیٹھے گر دیکھیے تو مالمپر آثار بندا ہورے اور سجھیے جورے عکس مجھے عمو فنا ہوں

کو نہیں پہنچنا ۔ امیں صوفیالہ الدائر تلفر سے دود کے پائے عظمت انسان کا تصور پیدا ہوتا ہے جو طرح طرح سے ان کی خامری میں امیران ہے ۔ عظمت انسان دود کی تکر کا جیادی تصور ہے ۔ جی وہ تصور ہے جو آگے جل کر خالب اور اتبال کی المکمری میں جلود کروا نہ چو شمر دیکھیر :

دردکی شاعری میں ہمیں ایک سوچنے اور ٹفکر کرنے والے ڈین کا گیرا

ہوں۔ قافلہ سالار طریق قدما درد جوں قش قدم خلق کو میں راہ نما ہوں

دود کی صوفیالہ شاعری کے سلسلے میں یہ رائے ہم نے ان اشعار کو سامنے رکھ کر قائم کی ہے جن میں تعوف اور صوفائد تصورات واضع طور پر بیان ہوئے ہیں اور پندرہ سو اشعار پر مشتمل درد کے دیوان اُردو میں ایسے اشعار کی خاصی بڑی تعداد ہے۔ لیکن ان اشعار کے علاوہ ایسے اشعار بھی ہمیں خاصی تعداد میں سلتے ہیں جن کا رخ واضع طور او عشق بجازی کی طرف ہے۔ صوفیاله اشعار کے مقابلے میں درد کے یہ اشعار ایک عام قاری کی اتوجد اپنی طرف اس لیے زیادہ میڈول کراتے ہیں کد ان میں عشقیہ تجربد اس زبان میں اور اس سطح ر بیان ہوا ہے جس کے علامات و کنایات سے ہم پہلے سے واقف ہیں . اسی لیے جب ہم درد کی کوئی غزل پڑھتے ہیں تو ، علامات و اسطلاسات سے ناواقلیت کی بنا پر ، صوفيالد اشعار بهارے ذين كو اس طور پر گرفت ميں نميں ليتے جس طرح عازی رنگ عشق کے اشعار اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ اسی لیے درد کی شاعری كے الرے ميں ہم يہ رائے قائم كر ليتے ہيں ، جس كا اظہار سب سے چلے خود راقم العروف نے اپنے ایک مضون کے میں کیا تھا کہ درد عشق عازی کے شاعر بیں - اس فوع کے اشعار میں جو والہالد بن (Passion) ہمیں محسوس ہوتا ہے اس کی وجد یہ ہے گ یہ اشعار ہم سے ، بغیر کسی بردے کے براہ راست غاطب ہوئے ہیں۔ حالالکہ صوفیالہ اشعار میں تفکر اور تجربہ دونوں مل کر آئے یں لبکن ان کو سجھتے یا ان سے لطف الدوز ہوئے کے لیے ایک نوا سی ڈپنی ترایت کی ضرورت بڑتی ہے۔ اب ہم درد کے اس حصہ شاعری کا مطالعہ کران کے جس میں عشق کی نوعیت بجازی ہے ، سالانکہ بالآخر یہ سوتا بھی دوسرے سوتے سے مل کر دود کی شاعری کے دویا کو پاک دار کو دیتا ہے۔

نیل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور انہ تھے ير أسرے عمد سے آگے تو يہ دستور لہ تھا کھیں ہے خبر بھی تجھ کو کہ اٹھ اٹھ کے رات کو عسائنق تسری کلی میں کئی بسار پسو گیا ان لیسوں نے ان کی مسیحسسائی ہم نے سو سو طبح سے مر دیکھا تو بن کے گہر ہے کا گیا تھا ابنا بھی تبو جی نکل گیا تھا اپنا بھی تو جی پکھل گیا تھا س سائے ہے جو سکرایا بولك اس كا بهى درد بل گـــا تهــا ذَّكُر مبرا بي و، كرنا نهما مرعاً ليكن میں جو بہتجا تو گہا غیر سمذکور نہ تھا تم آکے جو بلے ہی جه سے ملے سے لکابوں سے جادو سا گیرہ کر دیا تھا پلے کیسی۔ اس جا بدک ہو تم ورف اگرلے عرق کی بولد اس کی زفت ہے جسالات منے کا عرق کی بولد اس کی زفت ہے جسالہ بر شیم نصوب کی ہے جسالہ یہ باری خورشہ پر شیم بون کرنے فنز ان میں کا خیال بین کرنے اور ان کی خات ہو جو انزای کہانے سرواؤں بین عرب ہوں کی شیخ کو حور بیشت سرواؤں میں عرب ہوں کی شیخ کو حور بیشت

پر کہاں یہ شوخیات ، یہ طور ، یہ عبولیات آگے ہی بت کہے تو کہے ہے نہیں نہیں غمر سر ایس کو مد غے وہ بالد کیون نہیں

تبھ سے ابھی تو ہم نے وہ بالیس کمیں نہیں کہا میں جب ترا ہوسہ تو جسے قند ہے بیارے لگا تب کمینے پر قند مکرر ہو نہیں سکت

وہ تگاپیں جو چار ہوئی ایس ابرجھاں بین کسہ بار ہوئی ایس شام بھی پسوچک کمیس آپ تو آ شنایی کسہ رات جسائی ہے جی تک جی ہی میس رمیں بات لہ بولے پائی

ایک بھی اس سے ملاقسسات نہ ہسونے پسائی وہ دختہ رز کہ چھٹی بھرے ہے جیسانت کو گہتے بیس درد باس بھی اک رات رہ گئی

اب یہ چند شعر بھی بڑھے: او میں مرے وہ سیم اور آیا نہیں پنوز متعسود میرے دل کا ہرآیا نہیں پنوز جون جوں وہ کئے ہے تو چی آئ ہے جی میں

اہر جھوڑے اور بالیے منسا کیجے اس ہے اگر بے حیابالہ وہ بت ملے خرش پھر تو اللہ ہی اللہ ب آ پھنسوں میں بنول کے دام میں یوں

درد یہ بھی خمدا کی قسدرت ہے یا تو وہ راتیں تھیں یا تو یہ دلوں کا بھیر تھا یاتھ اب لگتے نہیں تب یاؤلی دیوایا کیے

ہاتہ اب لکتے نہیں تب ہاؤیں دہوایا کے واشد کبھو تو درد کے بھی ساتھ چاہے ہند قبا ہے کھول لک اے کابندیں گرہ میں کہاں اور خیال وصد کہاں۔
یہ حضہ یہ دیں بھیال دیا کس غے
پر کھڑی لفائیا جیٹا ہے العرف اور اور ڈکڑیا ہے
لمر ویولکسا میٹ ہے کسی بنات کے لیے
میں آگیا چیل مرف بلاوات کے لیے
بول کی کہا چیلائے میں رکڑے میں مور کو برائی کے ایک چیلائے میں رکڑے میں مور کوئی
بر ناز کے لیے میں وکر گئی
بر ناز کے لیے میں در گئی
بر ناز کے لیے جی در گئی

معرفود كا معتقد غيره الكه الما جريب جي من عقب في آن إدين له مرا من المرا الما و خلاف الله المرا المرا كم المساف و خلاف الله المرا المرا المرا كم المساف و خلاف الله المرا له المرا فواخير عبد من الما المساف من المرا فواخير عبد عبد علال المرا فواخير عبد عبد على المرا كم المرا كما المرا الم

 ہے اسی لیے وہ اظہار عشق میں ڈرنے اور دہتے سے نظر آنے ہیں ۔ درد کے اشعار میں اشترات تو ہے لیکن یہ نشتریت اسی لیے میر جیسی نہیں ہے ۔ میر مجنون عاشق بین لیکن درد با بوش عاشق بین . سیر اپنے غمر عشق کو ، نئی اثر کی . سطح پر ایک نئے اسم کے لشاط میں تبدیل کر دبتے ہیں۔ درد کے عشی میں ، مجازی رنگ کے باوجود ، خیتی رنگ شعر کے مزاج میں ویسے ہی چھیا ہوا ہے جرمے میر کے صوفیالد اشعار میں عشق مجازی موجود ہے ۔ یا یوں کہے کہ درد کے عاز میں ملیقت واسے می جھیں ہوئی ہے جسے میر کی ملیقت میں عباز چھیا ہوا ہے ۔ دود کی شاعری کا عاشق ناکام ، آوارہ اور شکست خوردہ نہیں ہے بلکہ اس کے عشق میں محبوب کی طرف سے جواب عشق کا جذبہ کارفرما ہے۔ درد کا عبوب برجائی نمیں ہے ۔ اس کی بھی ایک سطح اور شخصیت ہے ۔ وہ بھی باہوش ے - سیر کے بال سلیتے سے نبھنے کی وجہ عاشق زار ہے جب کہ درد کے بال عشق میں عاشق و معشوق دونوں شریک ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود عشق مجازی کی سطح پر درد سیر سے چھوٹے شاعر ہیں ۔ ان کی اصل انفرادیت تو اس میں ہے کہ الھوں نے صوفیالہ تجربات کو شاعری میں اس طور پر سمویا کہ تفکر اور جذبہ موٹر اظہار کے ساتھ مل کر ایک جان ہو گیا ۔ انھوں نے اُردو شاعری میں اپنے فکری انداز نظر اور فلسفہ و فکر کے اظہار سے ایک ایسی روایت کاو جَمْ دِیا جُو اُردو شاعری میں ایک تئی چیز تھی اور جس میں کوئی دوسرا اس دور میں ان کا شریک نہیں ہے ۔ اس الدار فکر نے آئند، دور میں اُردو شاعری گو ایک لیا رخ دیا ۔

بہ ایس بر دورگ شاہری کے دورغ ایل آن دورن بوعد بن ایک ہی خطیبت اور اس کے خصوب در احد رخح کا براگ در ایک مال و خلک آئے کا اساس بوٹا کام مرایا العالمی جو اس از اس کر ایک مال و خلک آئے کا اساس بوٹا ہے۔ میں دور حالے ایل کی دوران کی دوران کی بوران کو جر اسالا ہی میں ملکو ر ہے۔ میں دور حالے ایل کی دوران ہے۔ دوران کے دوران کے دوران کی دوران کے دوران کی دوران کو دوران کی دوران

موجود بیں لیکن شعر پڑھتے ہوئے یہ راستے کا کائٹا نہیں بننے بلکہ طرز شعر سیں جلب ہوکر ایک جان ہو جاتے اور شعر کی اثر انگیزی میں اضافہ کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ایک مقعد بھی موجود ہے لیکن یہ مقصد شاعری میں تجرب ین کو ظاہر ہوا ہے۔ اظہار کا بناؤ سٹگھار ، اپنام اور ان شعر کے لواڑسات بھی جزو شاعری بن کر آئے ہیں ۔ درد رنگبنی کے شاعر نہیں ہیں ۔ ان کا طرز ان کے نثر کی طرح سادگی ، صفائی و پاکیزگی لیے ہوئے ہے ۔ اس سادگی میں اکثر وہ سطح پیدا ہو جاتی ہے جہاں نظم و نثر کی سرحدیں ملکر ایک ہو جاتی ہیں اور جسے سیل منتم کا نام دیا جاتا ہے۔ مثار یہ چند شعر دیکھیے :

ان لیوں نے اس کی مسیحاتی ہم نے سوسو طرح سے مر دیکھیا نعسم زاف بار کیا کہیے ہواز اور عسر ہے کوتساہ ہم ان کہتے تھے مند ند چڑھ اس کے درد کنچے عشق کا سزا پایے جو ہمیں دوسی نے دکھلایے دشمنی میں سات انہ ہےووے کا کسوئی ہوگا کہ رہ گیسا ہسوگا

دل زمانے کے ہاتھ سے سالسے شام بھی ہو چکی کمیں اب نے آ شمای کے رات جساتی ہے آخس الامر آء کیا ہوگا کجھ تمارے بھی دھان پڑتی ہے خواجہ سیر درد کا یہ تارمل لیکن بے انتہار سا طرز اپنے الدر مخصوص قسم کی شگفتگی رکھتا ہے۔ اس میں پلکا سا جذباتی اثر بھی شامل ہے اسی لیے وہ دل پر اثر کرتا ہے۔ اسی غصوص طرز کی وجد سے معر درد کے بہت سے انتعار ضرب المثل بن كر بهارى روزمره كى زبان كا حصد بن گئے ہيں ۔ به چند شعر ديكھير جن سے ہم سب پہلے سے واقف ہیں :

وائے نساکامی کہ وقت مرگ یہ ثابت بسوا خواب تها جو کچھ کد دیکھا جو سنا افسالہ تھا درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کسو وراله طاعت کے لیے گھیا کم انہ تھےگیروبیاں روانے ہے نفور ہاکی طرح خلق یارے مجھر اے عصر رفتہ جھےوڑ گئی تے کہاں مجھے تسر دامنی پسد شیخ باری اسه جسسائیو داست نہوڑ دیں تو قسرشتے وضو کریں ماتیا بال لک رہا ہے جسل چلاؤ جے تلسک بس جل سکتے ساغر چلے

آنی انتظار میں انتظاری کی دو و بست ، مادگی و منائی کے مانع السائی تجربے کا وہ بھی امیں موجود ہے جس دور اردائیل کا دور دور کے انسان کو واصفہ وارا بھی امیں نے جس دور اردائیل کا ایک حصر میں کیے جی دی موجود کی در انداز انکی میں بھی انکہ کئے بھی میں اگر وجود کی اور انداز کا فیکس امیر دور کی اور دور انہیں ہے انکہ کئے بھی دائی انکی دور انداز کا انکی دور کے بھی اس کے بولٹ ہے ان انکی دور کے بھی اس کی دور کے بھی دور کی تعمیر اردائی کے دور کے بھی اس کی دور کے بھی دائی کی دور کے بھی اس کی دور کے بھی دائی کی دور کے بھی دائی کی دور کے دور کے

ں لے لیے یہ دو بن حمر ہوئے : مثار نگرے جب و ہم سے ہسوا کام رہ گیا ایک تو ہوں۔ سکتہ دل تس یہ یہ جور یہ جفا حقتی مثنی دلہ واد ، ہم ان لہ ہسوا ستم ہسوا اورون نے تو بندتے ہو تفاروں نے ملا تفاری المرکز کے تلفر کندوئی بھیکن بھی تو ڈزدادہ

يا وه غزل جس كا مطلع به چه : تمهمي كو جو يان جنوه فرما ند ديكها

رابر ہے ڈلیا کو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا بیان ہمیں طبلے ، ٹال اور سرانک کی امل جلی لئے ، ٹال کا ابر واضح طور ہر عسوس ہوتا ہے جس نے ان کے جوابر شاعری اور طرز ادا کو ایک ہر اثر آبٹک دیا ہے۔ میر درد کو زنان فری ہے جو صر و سودا کی زبان ہے۔ جسے میر و سودا

ی زبان تا چہتے ہے اللہ انے تدرک ہو گئے یا اسل کے دن بی صورت مود کی زبان تا چہتے ہے۔ دیاں کے سابقہ میں گئے دیاں دیوں دی گئے یہ کہ دیا ہے۔ میں گئے تھے ہوا۔ سوار اس نے دائیوں میں اس ایس کی بھوری کے بھر کے اس انتظام اور اس کے اس ک میاں و روزمر کا کا میال کرنے کے اس کے سابقہ کے سابقہ کے اس کے اس کے ورزمر کا کے اسال کرنے ہے گئے ہے۔ اس کے آجے جو موام کے دوئرمہ اسال کرنے میں کیا ہے۔ اس کے ان کوئر

یک و بهوارت به میں درد کے بہت کام کلام جھوڑا ہے اور وہ بھی کم و بیش تمام تو صف غال میں بر درد کے بہت کام کلام جھوڑا کے اور وہ بھی کم و بیش تمام تو صف

غزل میں ہے ۔ دوسری صنف جس میں ان کا کلام ملٹا ہے وہاعی ہے اور جن کی مجموعی تعداد سے ہے ۔ رہاعی میں ان کی فکر زبادہ واضح اور مربوط انداز میں ابھری ہے ۔ وہ خزل کی طرح رامی کے بھی ایک بھی سامر ہیں ۔ آئے گئم کاند کے فورمود ان کا کام میر در دودا کے سام اس لے جا ساتے گئا انھیں کے گزود ماملوں کی واقع کی اندر مودا کے کاند ماملوں کی وائم کی اندر کاندر کے اندر کاندر کی افزائی کے دوران کے کاندر دودا کے کاندر اور دونان کے بھی 'الاسکاری کی طرح کے اندر کی طرح کے مقدمت کے فورمود ان ، سوز وقدری اس دور پر تینی کے ۔ اگر یاب س میں انھی شعرا کا مطالب کریں کے

## حواشي

. علم الكتاب: محواجد مير دود ، س م. ، مطبع الانساري ديلي م. ٦. هـ . ٣- آه سرد : خواجد مير دود ، ص ١٥٥ ، مطبع الانساري ديلي ٨. ١٥٠ هـ . ٣- رساله چوش افزا : خواجد ناصر عندايب (قلمي) ، ووق ٩٦ ب ، مخزولد

پنجاب یولیورسی لاہور ۔ ہے۔ ''قصر عرفان زین سبب آمد حساب رحلتش'' کے الفاظ ''قصر عرفان'' سے

ب عشر عرف ویل عبت الله مساحق رئستان کے اللہ عبدر عرفان جے 19 مر برآمد ہوتے ہیں -2- خواجہ مجد قاصر عدالیب نے رسالہ ہوش الزا (ورق م، م ب) میں "حج کی

غرض سے'' جاٹا لکھا ہے اور سائی خان مصنف مآثر عالمگیری نے جلد دوم ص 1ء، بر ''اوطن واپس چلے گئے'' کے الفاظ لکھے ہیں ۔

پدیر. رسالہ بوش افزا : ورق ۹۹ -

ماثر الاسراه : صحبام الدوله شامنواز خان (نرجمه از یحد ایوب فادری)
 جلد دوم ، ص ۲۳۳ – ۳۳۹ ، مرکزی آردو بورڈ لامور ۱۳۹۹ ع -

ید استان الشمرا": بد تنی میر ، ص . ۳ تظامی بریس بدایون ۱۹۲۳ م ـ اور مقالات حافظ عدود شیرانی ، جلد دوم مرتبه ، مظهر عمود شیرانی ،

ص ۱۳۱ – ۱۳۵ میش ترق ادب ، لاپور ۱۳۹۰ – ۱۰ مخوامد میر دردکی تصنیف ''علم الکتاب'' (ص ۱۳۷) میں یہ قطعہ ٹاریخ ولادت مقا ہے :

دو وجود آمد جون ذات آل ولی سد کسالات اسسامت زو جلی سال تساریش مرا الجسام شد اوا ؟ علم و اسسامیت و علی " ۱۱- "سال وصال آن . . . خواجه عد تاصر عدى المتخلص به عندايب يک بزار و یک صد و پفتاد و دو شد، بود" رساله خواجه میر درد ــــــ "درد دل"

> مطيع كيعرى سيسرام ٢٠١٩٠٠ به. علم الكتاب : شواجه مير درد ، ص ج٨ -

س، علمات تاريخ (قلمي) ؛ سناته سنگه بيدار ، ص ۵، ، الهمن ترق أردو باكمتان ، كراجي -

م. دردردل : خواجه میر دود ، ص ۳۰۰ ، مطع کیپری ، سهسرام ۲۹۱ ه -10- قطعات تاریخ (قلمی) ؛ سناله سنگه بیدار ، ص p ـ

۱۸۸ - درد دل : غواجه مير درد ، لور ۲۱۹ ، ص ۱۸۸ -عه- مجموعه الغز : قدرت الله قاسم ، مرتبه حافظ محمود شيراني ، ض . جه ،

پنجاب بوليورشي لابور ١٩٣٣ اع -۱۸- مخزن لکات : قائم چاند پوری ، مراتبه ڈاکٹر افتدا حسن ، ص ۱.۴ ، ۲.۴ ،

عبلس ترق ادب ، لاہور ۲۹۹۹ م -- 1 - ايشاً : ص ١٠٠ - ١

. ب. قاله درد : خواجه مير درد ، ناله ١٨٩ ، ص ٨٥ -ہے۔ قالبہ درد - قالبہ ہے ، ص ہے ۔ بہت عبدوعہ انفق - ص بہتے ۔

ب. تذكرة بندى : غلام بمدائي مصحق ، ص به ، الجمن ترقى أردو اورنگ آباد

- 51988 is سرم. مردم دیده : حاکم لاموری ، مرتب ڈاکٹر سید عبدالت ، ص . ٨ ، اوریشٹل

كالج ميكزين ، لابور -٣٦٠ لكات الشعرا : ص ١٥٠ . م- تكات الشعرا : ص سه -

م. على رعنا (قلمي) : لجهمي ترالن شفيق ، غزاءً ، ينجاب بوليورسي لاتجريري

۸۷- آه صرد : خواجه مير درد ، ص ١١٤ -

وبه بحبع النقائس : حراج الدين على خان آرڙو (فلمي) نخزونه قومي عجالب خانه - Rolan -

. ٣- جام جهال كما : شوق رامپوري بحواله دستور الفصاحت ، سيد احمد على شان یکتا ، مرتبد امتیاز علی خان عرشی ، حاشید ص ۲۰۹ ، رامپور ۱۹۹۳ -

۱۹- الذكرة بددى : ص ۹۲ ، ۹۲ -

٣٣٠ گايات سودا : جلد دوم ، مرتبد ڈاکٹر نيد شمس الدين ميديقى ، فى ۽ ۽ ۽ ٣٠٠ ، عبلس لرق ادب لاڀور ۽ ١٩٥٤ -٣٣٠ تذكرۂ يسوت الزا : امرائد الد آبادى ، مرتبد نانى عبدالودود ، ص ع.ي ،

برے ، مطبوعہ معاصر پٹند ۔ سہ۔ طبقات الشعرا : قدرت اللہ شوق ، مرتبد لتار احمد فاروق ، ص ن ، ، ، ، عنس

طبقات الشعرا : قدرت الله شوق ، مرتب لثار احمد فاروق ، ص با ، ، ، بمبلس ترق انب لابور , ۱۹۹۸ م -

ه ... الله درد - خواجد میر درد : ص یا : مطبع الانصاری دیلی ۸ . ب یا هـ.. پایا الله درد : ص یا - ...

ع.- "اسي و له سال بوده كه صعيفه" واردات السويد كرده." قالمه درد : ص ب .

روا على الكتاب : ص وو . ... علم الكتاب : ص و ... وي علم الكتاب : ص وو . ... علم الكتاب : ص و ... وي علم الكتاب : ص وو . ... بيت ايضاً : ص و تا م ...

سب. ودسی صد و چیل و یک ناف سوافق اعداد اسم ناصر دارد ." نافه درد و

ص ۔ ے ۔ ہہ۔ مجمع النقائس (قلمی) : مخزونہ قومی عجائب نحافہ کراچی ۔

ه ... دیوان درد آردو : مطبوعه تظامی بریس بدایون ۹۲۲ دع -

ہم. کیات الشعرا : ص جھ . یہ. غزن کیات : قائم چالد پوری ، سرتیہ عبدالحق ، ص چج ، انجمن ترق أردو

اورنگ آباد دکن ۱۹ ۱۹۹ م -۸سر ایشا : ص ۲۷ م

رہ۔ ایعیا : شم ۱۳ ہے۔ 1 ہمب تذکرہ شعرائے آودو : میر حسن : ص ۱۹ ، المبین ترق آودو دیلی . ۱۹۵۰ م ۱۵۔ دو تذکرے (جلد اول) : مرتبہ کایم الدین احمد : ص ۱۹۵ ، پشتہ بہار :

- 1181

۽ ھ۔ دستور الفصاحت ۽ حکيم احمد علي خان يکتا ، مرتبد استياز علي خان عرشي ، ص ۽ ۽ ۽ندوستان ٻريس رامبور س، ۽ ۽ م

> م. علم الكتاب : ص ٨٥ - ع. ايضاً : ص ٨٥ و ٨٩ -٣٥. كالنا درد : ص يه ، مطبع شاهجهائي بهوبال ، ١٩٦ هـ .

سء۔ کالیا درد : ص ہم ، مطبع شاہجہاتی بھوبال ، ووہوء۔ محد علم الکتاب : ص میں ۔

۵۵۰ عدم الحاب : ص ۵۹۰ ۱۵۰ ع.۵۰ أردو دائره معارف اسلاميد : جلد اول ؛ ص ۲۰٫۹ س ، ۲۰٫۱ ، پتجاب

يوليورشي لاہور سہ ۽ اع -

۵۸ - خواجمه میر درد م ڈاگٹر وحبد اختر ، ص سرم و ۵۰٪ الجمن ٹرتی أودو (بند) علیگڑہ ۲٫۵۱ م

وهـ ناله درد : س و و مطبع الانصارى ديلي ١٣٠٨ ع -١٩٠ سع عقل : ص ١٨٠ - سود ايضاً : ص ١٨٠ -

سبه آه سرد : ص ۱۲۳ ده ایشاً : ص ۱۲۳ د ۱۳ اه سرد : ص ۸۸ د درد : ص ۲۳ د

۳۶- اد سرد: ای ۸۸ - ۱۳- ۱۷۰ درد: ای ۳۹-۸۶- درد دل: ص ۲۰۸ -

ه ۳- آه سرد : خواجه میر دود ؟ آه (۸ ؛ ص ۸۵ -. یـ تقید اور تجربه : فاکار جمیل جالبی ، مضمون "آدها شاعر" ص ۱۹۲ تا ص . و و ۱ دشتای "یک فهو ، کراجی برو و ۵

## اصل اقتباسات (فارسی)

س وجهری "او القافات وروز مجید" واردات بعضور بر تور در سال وسال
... مصفرت غورجه به ناصر بجنی التخفی به عندلیب یک پراو
و یک صد و بخناد در دنده بود بم چین از تقدیر البی سنن
اتفاق اعتبام مسودات این غم العمینات اسال ارتمال این علمی
تر معامی تشر خواجه مربر بخدی التحقیقات اساس ارتمال این علمی
تر معامی تشر خواجه مربر بخدی التحقیقات اساس ارتمال این علمی

س ۲۶۹ "در وسطر جوانی کسب علوم رسید از عثالد و معتولات و اصول تصرف وغیره ها بقدر ضرور نموده ام ۳۰

س ۲۰۱۰ المائے چند از خدمت افادہ مرتبت ملقی دولت مرحوم مقفور بر اکتسابِ فنون رصیہ ہمت گائٹ ۔''

477 00

"لهیش ازین په سبایی پیشکی بد اعزاز و امتیاز بسر میهبرد ـ"

4170

488 00

سجادة طاعت بدكال نفر و قناعت مي كزراليد ـ" "اپنوز عالمہ جواتی باتی بود کہ دست ازین عالمہ فانی و مے ثبات . . . . . . گشید و درسند بست و قد سانگی لباس درویشاند پوشید ـ"

''ساء من منجائب الله است و حتی بر ابین اس بعد وقت گوا، کد 41700 خود بخود گویندگان می آیند . . . ته آن که قایر اینها را می طلبد و شنیدن سرود را چون دیگران عیادت می قمید بلکم بهان معاملم نه انکار می کنم و نه این کار می کنم دربیش است و عقیدة من

بهان است که عقیدهٔ بزرگان من است ـ اما چوں درین ابتلا حسب مرضى اللبي گرفتارم ناچار خدا يهم بيامرزد ."

الدر علم موسیقی بدرجه منهارت بود که سرآمد سرود سرایای میان 487 00 فبروز خان از جناب كرامت مآب ايشان لقش درست مي كرد ."

الشاه گلشن در علم موسیعی دخل کمام داشتند ... 47 A 130 "جوالے ست غیلے صاحب فہم و ذکا ۔" 

''چونکہ ایں قابر طبع موزونے ہم دارد و درد تخلص می گند ایں 481 100

رباعي بطرين يادگار دويي رساله تحرير محود -" البيشتر ازين رساله يعني اكثر وارد در حضور اقلعن جناب امير 441 00

المحمديين حضرت قبله گامي داست بركاته درسنه يک بزار و يک صد و مفتاد و دو بجری تحریر یافتد بود ـ" 488 UP

"اكثرے از عزيزان باعث شدند كه آنهم تو قوائد و تكات اين عتصر در علال عالس پیش ما بیان می گئی بطریق شرح برنگاو . . . و رموزے کہ دریں عبارت موجزست مفصل باظہار در آر . . . و مقید شواص و عوام وا نما . . . بنده بموجب درخواست ایشان رجوع عیناب ملمهم معانی عم تواله نمود . . . زیراک تحریر متن پسم بطرین ورود بوده . . . و فقیر از طرف خود بتکاف چیزے

"- er be be a little " الهون کلند هوالناصر در ابتدا بر سر مسوده بر فارد محرر گشته

بود و در رساله کتاب نیز بان قسم داشته شد تادر پر مقام اول

مشهود و ملاکور پمین اسم سامی و نام نامی شود و چون بخوجید حدیث شریف شروع بر امر بتسمید می باید اول بر وارد که جدا جدا وارد کردید و بر یک مطلب علیحده دارد بسم الله تحریر بحد آمد "

''فارسی ہم خوب می گوید . . . ریاعی آکثر می گوید و خوب مر گوید ۔''

می توبد -اایبات دیوانش قرنب پذمند شعر از نظر گزشته پمکی قب لباب و کامد افتخاب است م<sup>4</sup>

280 00

ATA UP

ص ۱۳۹ ٪ ''رسالد در علم تصوف سنمی بواردات بر سرایر' چند تصنیف گرد که شدان بدیدن است ـ''

که معاق بدیدن است .... ص ۱۳۰۹ «دیوانش اگرچه عنصر است لیکن چون کلام مافظ سرایا انتخاب ...»

ص ۱۳۹ م. ''دیوان رنجته اش اگرچه پزاو بیت متجاوز لیست لکن پسم یک دست و احتیاج به التخاب لد دارد ـ''

 $\gamma_{2} = \gamma_{2}$  "گویند که دیوان او به مثل دیگر ضعیم بود ، روزے خود متوجه شد قرب یک برا و بالمد شعر مع رباعیات التخاب گرده باق را باره نحود به آب شعت مالا برچه رواج دارد بهال منتخب دیوان است  $\gamma_{2}$ 

استان فرزند این کار دیگرالت کار مالیت . اگر اراده ما چین می بود در وقت مود طریق خیرفی را در سمی المسید خود بودن دیگران میکرافیم به مید افزایش در میدی کم ایم و همایی یک فارم . تام ما قام پست در نشان با تامان بد . عید ما عید مید ما عید بهدت مودن ما مودن به به مل آلف شدر و طنی ا او صلم . این در افزایش او به بدید به این کمت که برای طریق به بعت عید است مید و ما افزایش اید به به بیدی می این طریق بهت عید است مید

ص ٣٦٨ . "علم آلست که مصلح علم بود و دائع کسل ، له آلکه بحث و جدل تزاید و در امور دینیه خلل نمود ."

489 00

"اے صاحبان ادعائے ما معن ست کر معد بدران و صفدان ما عديان خالص بوده الله ـ شما از غلطي خود و شراكت الفساليت خویش در طریقه واحده ایشان تفرق احداث می کنید و ایل ست را که باهم متفق الد جدا و مفائر از هم دیگر می فهمید و چون در شأ اين غلل تفرق قامد يسبب امتداد (مالد و قصور عقل يبدأ شده بود حق تعالي عضرت امير المحمديين را بر شم فرستاد تا باة دعوت بطرف بهان طريتم واحده مجديد فرمايند و از كثرت بوحدت حلب ممانند ک

ص ، ہـ. سے ''وطن در فر کہ اشارت اڑ مقام ورائے لفس و آفاق است و در مرتبه سير من الله في الله رو مي تمايد . اصطلاح جديد منتص ياين فدر و مسلوک طریقه عدید است -"

"قال من موافق حال من است و حال من مطابق قال من 408 P است . بال در دل دارم که بر زبان می آرم ."

"عشق مجازی کی به عشق حقیقی قائز می گرداند مرید را عشق 100 100

ير است ـ"

## قائم ، میر سوز ، میر اثر

قائم چالد ہوری اس دور کے ایک ممتاز شاعر ہیں ۔ قاریخ ِ ادب میں ان کا السبه يه ي كه وه ايك ايسے دور سيں پندا ہوئے جس پر سير و سودا چھا جاتے یں اور جن کے سامنے ان سے کم درجے کے کسی شاعر کا چراغ لہ جل سکا۔ خواجه میر درد اگر قدر و تصوف کو شاعری کا موضوع بنا کر اپنی انفرادیت قائم له کرتے تو ، ابنی اعلیٰ تخلیق صلاحبتوں کے باوجود ، ان کی حشیت بھی قائم کی سی ہو کر رہ جاتی ۔ قائم سودا کی طرح کے شاعر بیں لیکن سودا نہیں ہیں ۔ قائم میر کی طرح کے شاعر ہیں لیکن میر نہیں ہیں ۔ ان کی شاعری میں سودا و میر کے رنگ کھل کر اور کشھل کر تکھرے ضرور بیں لیکن ان رنگوں کے ساوے اسکانات کا بھرپور اظہار قائم کے ہاں نہیں بلکہ خود سودا و میر کے ہاں ہوا ہے ۔ اسی اسے جب میر و سودا کے ساتھ ہم قائم کا کلام بڑھتے ہیں نو مير و سودا يمين ابني طرف كهينج ليتي بين اور قائم كهؤے ره جاتے يين - اگر اود عمل کی تحریک کے زیر اثر ابھرنے والے شعرا کی فہرست سے میر و سودا محو الک کر دیا جائے ٹو ''دیوان زادہ'' والے حاتم کے باوجود ، قائم اس دور کے سب سے اٹرے شاعر نظر آنے ہیں ۔ لیکن تاریخ کا مطالعہ چونکد کسی کو اس كے دور سے خارج كركے نہيں كيا جا سكتا اس ليے قائم كو ہم اس دور كے بس منظر میں میر و سودا کے ساتھ ہی دیکھیں گے ۔

قائم والله بورون (مر ۱۰ و ۱۹۰۰م) کے خود آیا تا ام د دام الدائن الکها چیا اور اس نمیانت کی روشنی میں بر اس تشکرہ ناکر کی رائے ، میں ہے ان کا امام چیا تائم کا کہا ہے ، ام سران تا زورت ہے لیک اس پر جس کرانا یا بھی کی انویس بیٹ کے افراز خاندان کی رائے کر ویلور دستا بیل مجرا کرانا ، عضی علش ہے۔ تائی کے باس رین کا تنفس متمہ بھان بول آ کئے ۔ بین ''میزم میں انواز بڑے باان کی باس رین کا تنفس متمہ بھان بول آ گئے ۔ بین ''میزم نسان' نائم نے اپنے گھر پر ناجی کو دو بین بار دیکیا نیہ ۔'' نائم نے خود بھی لکھا ے کہ " آغاز شعور سے اب تک بادشاہی ملازمت کرے دار السلطنت دہلی میں گزارا اور مقتضائے طبیعت کے باعث سارا وقت عالی مقدرت سعراکی صعبت میں بسر کیا ۔" ۵ اس سے اس بات کا بھی بنا چلا کہ دیلی ہی میں ان کی تعلیم و تربیت ہوئی اور بہیں ان کا ذوق شاعری پروان چڑھا۔ میر نے اپنے نلاکرہ الكات الشعرا" (١٩٦٥م/١٥٥١ع) مين الهيب "جوان است خيره و طيره ، هسن پرست ، نوکر پیشد<sup>۱۱</sup> لکها ہے ۔ الکات الشعرا<sup>۱۱</sup> لکھتے وقت خود میرکی عمر ٹیس سال مھی اور کم و بیش میں سر اس وقت فائم کی ہوگی۔ قائم بادشاہ کی سرکار میں توب خانے میں ملازم تھے 4 اس زمانے میں میر سوز بھی میں سلازم نھے اور اسی لیے میں سوز و قائم میں قربت بھی ۸۔ ۱۱۹۹ ۱۱۹۹ میں صقدر جنگ کی بناوت اور تمانیہ جنگ کا سلسلہ سروح ہوا اور ۱۱۹۵ه/۱۵۵۰ع میں عاد الملک نے ، مرہنوں کی مدد سے ، وزارت پر قبضہ کرکے احمد شاہ کو تخت سے اتار کر اندعا کردیا اور عزیز اندین کو عالمگیر ثانی کے لتب سے عنت سلطنت پر مائز کر دیا ۔ اس زمانے میں قائم کی ملازمت بھی ختم ہوگئی۔ یہ وہ دور تھا کہ ساطنت کا سراؤہ تیزی سے یکھر رہا تھا اور اہل بیٹر ترک وطن کرکے تیلیوں کی طرح بکھر رہے تھے۔ سلازمت سے الگ ہو کر قائم نے اس ارصت کو غنیمت جانا اور اپنا اذکرہ ، جسے انھوں نے "جریاد احوال سخنوران متقدم و حال٬۰۰۱ لکھا ہے اور جس کا معروف تاریخی لام 'انخزن۔ لکات'۱۱۹ (١٩٩٨ - ١٥٥١ - ١٥٥١ ع) ب ، لكهن كا اراده كيا - جونكه الغزار لكات" ١١٩٨ مين مكمل بوآ اس ليے ترك بلازمت كا واقعه ١١٩٥ ع/م١٥١م مين پیش آنا چاہیے۔ لیکن اس زمانے میں بھی وہ دیلی ہی میں رہے ۔ نواب نعمتالہ خال دہلوی کے بیٹے کی شادی کا قطعہ تاریخ ، جس سے ۱۱۹۹ مرح - ۵۹،۱۵ برآمد ہوئے بیر ، ان کے کاباب میں موجود ہے ۔ ایک قطعہ احمد شاہ ابدالی کے تہلی سے چلے جانے اور بھی لکھا ہے جس سے 1999ء برآمد ہوتے ہیں۔ لیکن ناریخ کی رو سے ابدالی جادی النانی . ۱۱۵ م/جون ۱۵۵ ع کو دیلی سے رمحمت ہوا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ . ١١٥ه ١٥٥١م تک تائع دہلی میں تھے ۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن چاند بور جلےگئے ۔ بیاں آکر بھی وہ جین سے لہ بیٹھ سکے۔ یہ زمالہ نائم کی معاسی پریشانہوں کا زمانہ تھا۔ تلاش معاش میر وہ بسولی ، آلولہ ، 'مرویہ ، "سنبھل اور مراد آباد گئے جس ہ شا ان کے کلام سے چلتا ہے۔ اس درسے میں انہیں ایک چھوٹی می آسٹی کا تانمی بھی مقرر کیا گیا لیکن وہاں کے قاضی نے اپنے عہدے سے بتنے سے اٹکار کو دیا - قائم نے ایک تعلق ۱۲ میں اس واقعے کو موضوع سفن بنا کر نواب کی توجہ میڈول کرال : ایک تو عسالیم الناس ، دوم غسرات هسبر

ایک تو مسائر الارد ، دوم غسرت هید ایک تو مسائر الارد ، دوم غسرت هید کیا قطاع چونی مای اسی کی بر بر که خونی انگار ولیج کا سرم کر نیست کرتا بیشتاب انگار ولیج کی دون ، من بین کابا بودن کاد ایشت ایک مراز به بورت الرئے پس ابیم دو کادب جی به دکا آن کے کرکا بودن بن نمست بن بان

ایک غمس بھی قاضی کی پنجو میں "کلیات قائم" میں سلتا ہے جس کا ٹیب کا مصرع الجس دور میں تو قاشی ہو اس دور پہ است؟' ہے اور این ہجویہ رہاعیاں بھی کلیات میں ماتی ہیں۔ تدرت اند قاسم "ا نے "شاید" کے لفظ کے ساتھ اس قاضی کا نام قاضی عبدالفتاج سنبھلی بتایا ہے۔ بھرحال . ۱۱۵ه/۱۵۵۵ میں یا اس کے بعد ترک دیلی کرکے وہ بریشان روز گار رہے اور ۱۱۸۴ه/۱۱۸ - ۱۱۷۰ میں نواب بد یار خال امیر نے ، دودا و سوؤ کے الکار کرنے پر ، قائم کو ٹائڈا آئے کی دعوت دی اور سو روپے ماہوار تنخواہ پر صیفہ شاعری میں ملازم رکھ لیا ۔11 الاقدا آنے سے پہلے قائم بسولی میں تھے ۔ اس وقت لدوی لاہوری ، میر بد تميم نعيم ، پرواند على شاه پرواله مراد آبادى ، ميات عشرت بذال ، حكيم كبير ستبهل بهی وہاں موجود تھے ۔10 مصحیٰ بھی ۱۱۸۵ھ/۲ے - ۱۱۱۱ع میں قائم كى سفارش پر الالذا آكر ملازم ہو گئے تھے" اليكن يد عفل بھى اس وقت برہم ہو گئی جب مریثوں نے شاہ عالم آبانی کو ساتھ لے کو ضابطہ خال پر حملہ کیا اور معرکہ سکر تال (۲۳ فروری ۲۵۱۱ع) میں اسے شکست دے کر روبیل کھنڈ كى اينك سے اينك بيا دى - قائم نے اپنے شہر آشوب ميں اس تباہى كو موضوع حف بنا کر شاہ عالم ثانی کو "شیطان کا ظل" ، "بھڑوے خیت غر" اور "هاه عافت بناه" جيم الفاظ عد عاطب كيا ع - جب ثائدًا مين حالات سنبهل تو قائم بھر واپس آ گئے اور معرکد میران کثرہ (۱۱۸۸ه/۱۵۱۱م) تک جین رے۔ اس معرکے میں حافظ رحمت نمان شہید ہو گئے ۔ قائم کے محدوج اواب عد يار عان گرفتار ہوئے اور جب رہا ہوئے تو رام ہور آکر دو ماہ كے الدر الدر وقات یا گئے۔ اب قائم بھر لبریار و مددگار تھے۔ ١٩٩٠م/١١ - ١٥١١ع کے لاکھ بھی دور آئے دار اور پین نہ آگاں ، اسمبر میں الاونعلیٰ ابنا کے لاکھ دی آئے دور انداز میں اس کا میری بن رہ کر آباد کی اس اس اس اس کیا ہے۔ اس کی اور انداز کے جس شراب اس کی میں اس دولت کے اسام اس کی اس کے اس کی اس کی اس کی اس کی بیار اس کی اس کی سے اس کی کہ کی میں کہ اس کی اس کی سے اس کی بیار میرود ہے ۔ مسئول کے اس کی اس کی کہ کی سوان کی اس کی کی اس کی کی کی کی در اس کی اس کی اس کی در کی در اس کی د

'' بھر رہا کے مالگر آخر میں کی موران عاکرہ روز کے بید بل وہ خواہد برد رہا ہے سال کہ اللہ علی ہوتی ہے کہ خواہد استان کو بروز کے سال کی اللہ علی ہوتی ہے کہ اس اللہ علی ہوتی ہے کہ اس اللہ علی ہوتی ہے کہ گزوہ میں المان رہا ہے اس اللہ علی ہوتی ہے کہ گزوہ میں المان رہائے کہ میں نے ایس برائے کہ اس کے اس کی بیان ہے کہ اس کے دور کیے اساز کے اس کے اس کے اس کے دور کیے اساز کے اس کے اس کے دور کیے اساز کے اس کے اس کے دور کیے اساز کی بھر کے مطاب کی اور ان نے بدایت کو سیدھا کرنے کے اس کے دور کیے اساز کی کر کے مطاب کی اور ان نے بدایت کو سیدھا کرنے کے دور کے میدھا کرنے کی کہ میں کے دور کیے کہ اس کے دور کیے اساز کی کرنے کے دور کے دور اساز کی کرکے کے دور کیا کہ کرنے کی اس کے دور کیے کہ کرنے کیا گئی کرنے کی دور کیے کہ کرنے کی کہ کرنے کی کرنے کی کرنے کی کہ کرنے کیا کہ کرنے کی کرنے کی کہ کرنے کی کرنے کرنے کی کرن

حضرت دود کی خدمت میں جب آ قدام کے
عرض کی یہ کد لے انتشاد زمان منتہ یو
امر بووے کو افارت کو کروئی میں میڈھ
وال سے ارشاد ہوا یہ کہ میسال سنتے ہو
راست ہوئے یس کسی نہ ای کیمو کم طبخت
ہر بنتے ہوں کیس نہ ای کیمو کم طبخت
ہر بنتے ہیں کیموب شساخ کاف سنتے ہو

شاہ پدایت نے بھی اس کا جواب دیا اور کیا : چشم انعاف سے دیکھو تسو سانس قسائم مم

چھم العمال ہے دیجھو اسو میال عام م چہاہیے ہوں کہ ہدایت کو آپ انساد کرو اور جو کچھ شاعری کا دل میں تھارے ہو گھنڈ کچھ چکسے ہم تو غزل ، بارے بم ارتساد کرو

فدوت الله قاسم ، شاہ بضایت کے شاگرد الیے ۔ اپنے تذکرے ۴۰ میں لہ صرف یہ لکھا کہ قائم کے قطعے کا آخری شعر بخط طابر کے اس فارسی شعر کا سوقہ ہے : کہا کہ قائم کے قطعے کا آخری شعر بخط طابر ہے :

کج را بتکاف تتواں راست محسودن کے تیر تواں ساختن از شاخ کانہا

بلکہ یہ بھی لکھا کہ ''افطری خبالت کی وجہ ہے آن (سودا) کی شاگردی ہے بھی چو آج بھی ''شون کی ''مودا نے قائم کا مراح درست کرنے کے لیے ایک سندی لکھی چو آج بھی ''شون کو بچو لوگ' کے لائے ہے کابات سے موری میں مورود ہے۔ میں دول کا اس شوی ''کو بارڈ کر سامل ہوتا ہے اگد انٹام نے ''انٹی ''بیٹگ بازان'' میں دول کو لکری اور خود 'کو شیر کہا تھا ۔ سودا نے بھو بے اٹانے کی مالش کی اور شعر میں بوچھا : کی اور شعر میں بوچھا :

کون اس میدان میں بکری ، کون سیر

بہارہ اور گی اور اسلام اور ایک ترفی اسلام افغان کے بعد بن اور اس خان اور استان اور اس کر اور اس کر اور اس کر اور اس کر اس کر اور اس کر اس کر

الله في من 12 ك سكيو به برخد . يوفق الم شعرت المنادي فرق الم من المنادي فرق الم من المنادي في فرق المنادي في من المنادي في من من المنادي في منادي في المنادي في منادي في المنادي في منادي في منادي في المنادي في منادي في المنادي في المنادي في المنادي في المنادي في المنادي في منادي في المنادي في منادي في المنادي المن

ر علمی سے سودا کے دام میں اندان جات : و۔ حکایت : سف کے ارسانے کا تاریخ داب

یے لکھ اے احوال وارفتکانی (کایاب ِ قائم ، جلد دوم : ص ۱۳۸ - ۱۳۰۰)

ہ۔ حکایت : سنسا ہے کہ یک مرد آزاد، طور جز اپنے نہ رکھنسا تھا اساب اور

(ايضاً: ص . م: - ١م١)

جہ حکایت ؛ سنا جانے ہے اک سپٹوس کا حسال . کن رکھنا تھما ایت کیما کا خیسال

(ایشاً: ص ۱۳۳ - ۱۳۳)

 $ω_{n,k} = jk k$ ,  $ik_{n}$   $ik_{n}$ 

م. مثنوی در پجو طفل پتنگ باز و ایک لونے ا پتک کا ہے کھلاڑ ڈور میں اس ک . . . بس بزار

(النبيّا : ش ١٥٨ - ١١٣)

هـ مثنوی در پنجو شات سرما ج سردی اب کے ارس ہے اتنی شدید

مبح لکار ہے کانشا خورشید (ايمياً: س ۱۸۳ - ۱۹۰ بد مثنوى ريز الصالوة كى ايك حكايت ·

ساے کہ اک مرد اہل طریق نهايت بي واقسع بوا تهما خليق

(ایشاً : ص وجه - ۲۳۳)

ے۔ متنوی عشق درویش : النبي شعل زن كسر آتش دل نے دل دے بہ تسدر خواہش دل

(ايضاً: ص ۲۹۵ - ۲۲۹) ان کے علاوہ یہ چیزیں بھی کلیات سودا میں شامل ہوئی رہی ہیں : ۸. تضمین او غزل آمیر خسرو :

شيخ تو الاود بووے با ترا بندار ايست

بت کدء ویران ہو با ہوں برہمن یک بار ایست

(ايضاً: ص ٥١ - ٥٠) و۔ ایک غزل جس کا مطلم یہ ہے (و شعر): نظل أميد كيون كه مارا مو آه مسز اس باغ میں کبھو تد ہوا برگ کاہ سپز

(كليات نائم ، جلد اول ؛ ص ٨٠ - ٨٨) . ، . ایک سعر ؛

ٹوٹا جو کعبد کون سی یہ جائے عم ہے شیخ كجه قسر دل نيب كد بنايا لد جائ كا (ايضاً : ص و)

سودا کی طرح قائم بھی جلد بھڑ گئے والا تیز مزاج وکھتے تھے . سودا عام طور او بعو سبب ببل نبین کرتے تھے ۔ قدوی لاہوری ، قدرت کاشمنری ، مبر شاحک ، فاخر مکین ، بھد تنی مرئیہ کو وغیرہ کی جو پنجوبات سودا نے لکھی بین ان سے معلوم ہوتا ہے گہ یہ سب جوابی بجواں ہیں ۔ خود قائم کے بارے میں سودا کی بجو بھی جوابی ہجو ہے ۔ لیکن قائم کے لیے کسی بات پر غصہ آ جاتا بعبو کے لیے کانی جواز تھا۔ بجویات میں قائم جلد گالی پر اُتر آئے تھے۔ ناشی کی جو پنجویات کلیات ِ قائم میں موجود ہیں ان میں غصے کے ساتھ لعش الفاظ کے استعال سے قائم کے مزاج کی تہزی اور شدت کا نتا چلتا ہے ۔ جب تاراض ہوئے تو بد تئی میرکو ایک رہائی میں ''سیر خمیر'' لکھ دیا اور ان کے ''سید'' ہونے کے بجائے ''الابائی'' ہونے کی طرف اشارہ گیا ۔ قائم کے مزاج میں اس دور کے الوجوانوں کی طرح دو دہارے ساتھ ساتھ بہتے نظر آنے ہیں۔ ایک حسن برستی اور دوسوا الصوف كي طرف ميلان . مير نے ان كي حسن يرستي ٢٤ كي طرف اشاره کیا ہے ۔ درد سے ان کی مندت اور مشورۂ سخن تصوف کی طرف میلان کا پتا دیتا ہے ۔ قائم کی طویل مثنوی "رمز الصلوة" بھی خواج، میر درد کے رسالے "اسرار السلسوة" سے عائر ہو كر لكھي گئي ہے - جب جواني كزر كئي اور وَمَا خَكَا سَرِد كُرِم چَكُهِ لِيَا تُو بِالْأَخْرِ قَاتُمْ خَ دَرُوبُشِّي اخْتَبَارَ كُو لَي - مَسَخَي خَ ۱۱۸۵ه/۲۰ - ۲۰۱۱ع کے لک بھک انھیں لباس درویشی میں دیکھا تھا ۲۸ بكتا ٦٩ اور شاہ كال ٣٠ نے بھى يہى لكھا ہے۔ قدرت اللہ شوق نے الھيں "إيسار آدم بامزه ، ايل درد ، متواضع ، خايق ، سهذب صورت ، ياكيزه سيرت" ح الفاظ سے یاد کیا ہے ۔ تائم کو بھی سودا کی طرح امراء کی صحبت اور ان کا انوسل پسند تھا۔ ایک طرف یہ معاشی ضرورت تھی اور دوسری طرائ معاشرے میں عزت و استرام کا سبب تھا . قصیدہ گوئی میر کی مجبوری نھی ۔ یہ سودا کا فطری مسلان تھا ۔ بہی مبالان قائم کے مزاج میں بھی فظر آتا ہے ۔ قائم فارسی خوبی بر بھی قدرت رکھتے تھے اور فنون مختوری میں باکیال تھے <sub>ہ</sub>۳۲ فائم نے میر و سودا کی طرح کم و بیش پر صنف سخن میں طبع آزمائی کی آور سیر کی طرح ایک تذکرہ بھی لکھا لیکن ان سب ہانوں کے باوجود وہ اس دور کے محتاز تناسر ضرور ہیں لیکن سودا ، میں اور درد کی طرح منفرد تناغر نہیں ہیں ۔

 ہ ریاعیاں ، ہم قطعات اور ایک سلام بھی سامل ہیں - قائم کے کلام کا تجزید اور شاعری کا مطالقہ آگے آئے گا ۔

" عَزِنْ لَكُونَ " مَنْ لِي إِنَّهِ اللهِ مِنْ عِنْ الْمَالُي الْمُكُونِ مِنْ عِنْ الْكُورِ وَمِنْ عَلَيْ الْكُورِ وَمِنْ عَلَيْكُورِ وَمِنْ كُونِكُونَ مِنْ الشَّمَّوِلُ وَمِنْ كُونِكُونَ مِنْ الشَّمَّوِلُ وَمِنْ كُونِكُونَ اللَّهِ عَلَيْنَ اللَّهِ مِنْ اللهِ اللهُ عَلَيْنَ اللهُ مَنْ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ مِنْ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ عَلَيْهُ اللهُ اللهُ

قائم رکھے ہمیشہ خسدا تیرے نسام کو کرنے سے ڈکر غیر کے ب دوجب نجات

تاریخ اِس کتاب کی میں نے کی جب نلاش بیر خرد نے مجھ سے کہا ''عزن (نکات''ہ''

پکن اندوونی خواہد سے معلوم ہوتا ہے گد قائم نے یہ تذکرہ باض کی صورب میں ، بہت پہلے مراتب کرانا عروع کر دیا تھا ۔ نخزن لکات کے دہاہے میں ، جيسا که الدر ذبل ابن بياض" كے الفاظ سے نابر ہے ، اسے بباض مي كبا ہے -قائم نے شرف الدین مضمون (م ١٥٥ و ١٥٥ - ١٥٠ ع) سے دو اس مرتب ابنی سلاقات کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی وفات کو دس سال ہو گئے یں ۔ اس کے معنی یہ ہوئے گد مضمون کے حالات قائم نے عد110,000 ع س لكو - اسى طرح شاه ولى الله اشتباق (م ١١٥٠ مم ١١٥٠ - ١٥٢٥ع) ك ذيل میں لکھا ہے کہ ان کی وفات کو سات سال ہوگئے ہیں ۔ گویا ان کے حالات بھی قائم نے مدار ماسمدرع سن لکھے ۔ اس سے یہ بات سامنے آئی کد قائم نے یہ تذكره بمورس باف ١١٥ مرمدان كے لك بهك تكهنا شروع كيا اور عدوده ١٤٥٠ع مين جب ود ملازه - سركار يد الگ يوف اور انهن فرعت ملي تو اس کام کو ۱۱۹۸ه م ۱۵۵ - ۱۵۵ میں مکمل کیا لیکن اس کے بعد بھی اس میں اضافے کرنے رہے - میر درد کے ذیل میں قائم نے ان کی ایک تصنیف الواردات؟ كا ذكر كيا ہے - واردات ١١٤٠ ١٩/٥٥ - ١٥١٨ع اين لكھي گئي - اس كے يد سعنی ہوئے گہ میر درد کے حالات ۱۱۲۳ء میں لکھے یا درد کے حالات میں واردات کا اندانہ اس سال کیا ۔ امتیاز علی خان عرضی نے ایسے مزید ثبوت بہم جمائے یں جن سے مدرم ہوتا ہے کہ قائد اس تذکرے میں ١١٤٥هم ع مراح الله المافع كرك رب مرسى صاحب كا خيال به كد "كتاب كا ديباجه ، بيز نام كے ، آغاز تصنف بباض كے وقت كا بے اور خاتمہ ، جس ميں مصف نے الطلاقی مشافت کا اکار کا ہے ، بروہ را دائرہ ۔ صور رو کا کہا ہوا۔ معلوم ہوتا ہے '''''' اس اعتبار ہے ، جاں کہ انداز کا قبل ہے ، بروہ لاکرہ ہم جو جر کے لاکرے نے میلے کہا جاتا شروع ہوا اور الان کا یہ معروی کہ انسان وقت کک مصرائے رفض کے لاکر و بنان میں کوئی کاب استعفا نوی بوئی افور انہوں کہ کسی شخص نے اس ان کے صفتروں کے حالات میں ایک مطر بھی نیز لاکھی ''نام' اس آغاز اوارات کی طرف انداز کرتا ہے۔ آیک مطر بھی نیز لاکھی ''نام' اس آغاز اوارات کی طرف انداز کرتا ہے۔

قائم نے اپنے تذکرے کی تالیف میں کئی مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک ماغذ "بیاض طالب" ہے ۔ نائم نے ذکئی شاعر علق کا ایک شعر اسی بیاض کے حوالے سے اپنے تذکرے میں درج کہا ہے ۔ ۲۸ 'ابیاض طالب'' پر ہم ۔۔ودا کے ذیل میں پہلے اظہار خیال کر چکے ہیں۔ دو۔را ماغذ "بنافس عزلت'' ہے جس کا ذکر بھید کے ڈیل میں ان الفاظ میں آیا ہے کہ ''یہ دو شعر میر عبدالولی کی بیاض میں ان کے نام سے لکھے ہوئے بجھے ملے "۳۹۲ اس بیاض کا ذکر بھی ہم عزلت کے ذیل میں کر چکے ہیں۔ قائم نے ان دولوں باضوں سے دکن و گجرات کے شعرا کے سلسلے میں استفادہ کیا ۔ تیسوا ماخذ خان آرڙو کا تذکرہ "مجمع النقائس" ہے جس کا حوالہ قائم نے شرف الدين على بيام كے ذیل میں ان الفاظ میں دیا ہے کہ "اس کے حالات من و عن نحان آرزو کے تذكرے ميں داخل ہيں ۔ " " ان كے علاوہ فائم نے اس دور كے ان تمام اہل ذوق سے استفادہ کیا جن کے باس کسی شاعر کے حالات اور التخاب کلام موجود تھے۔ بیاں یہ سوال الھایا جا حکتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ لکات الشعرا ، نذکرہ ریختہ گویاں اور بخزن لکات میں بہت سے معرا کے حالات و انتخاب کلام میں پکسانیت ہے۔ اس کا جواب ید دیا جاتا ہے کد ان تذکرہ نویسوں نے ایک دوسرے کے تذکروں سے استفادہ کیا لیکن انمائق جرأت ا " کی کسی کی وجہ سے اس کا اعتراف ثمیں کیا ۔ لیکن در اصل اس کی وجہ یہ ہے گا۔ ان تذکرہ نکاروں نے جن اہل ذوق حضرات سے نشاف شعرا کے عالات اور کلام جمع کیا وہ ایک تھے اور الھوں نے اپنی بادداشتوں اور بیاضوں سے ایک سا کلام اور ایک سے مالات ان کو الک الگ دے۔ اس کا ثبوت بہ بے کہ جسے "ایاض عزلت" سے میر اور قائم دولوں نے استفادہ کرتے میر میران بھید اور میر عبدائے تجرد كے ایک سے اشعار اپنے اپنے تذكروں سين دے اسى طرح مير عشم على خال حشمت کا کلام جس ماغذ سے لیا وہ بھی ایک تھا ۔ جی صورت بیدار ، تمکین ، آفتاب رائے رسوا اور میر گھاسی وغیرہ کے ترجبوں میں لظر آتی ہے۔ یکسان

انتحاب کے بیش لظر یہ برگز نہیں کہا جا سکتا کہ میر ، گردیزی اور قائم نے ایک دوسرے کے تذکروں سے استفادہ کیا بلکہ صرف یہ کیها جا سکتا ہے کہ ان سب تذکرہ نگاروں کا بنیادی ماعد ایک تھا۔ قائم نے جب اپنا تذکرہ لکھنے کا ارادہ کیا تو عامل نے ، جو پنجاب کے رہنے والے اور مرزا رابع سودا کے دوست تھے ، بڑی محنت سے ان کے لیے شاعروں کا کلام جمع کیا ۔ قائم نے خود اعتراف کیا ہے کہ اگر عاقل اس طور پر میری مدد اد کرنے تو شاید یہ تذکرہ مرالب کرنا ممکن ند ہوتا ۔ ٣٣ عائل نے تذکرہ قائم كے ليے كلام الهي ذرائع سے جمع کیا ہوگا جن کے یاس یہ سوجود ہوگا اور انھی ڈرائع سے میر اور گردہزی نے بھی جمع کیا ہوگا۔ اس صورت میں حالات و انتخاب کلام کی یکسائیت ایک قطری اس ہے ۔ ہی وجہ ان مائلتوں کی ہو سکتی ہے جو ہمیں میر و اائم ع تذكرون مين نظر آئي يين - ان كا نامعلوم ماغذ بهي ايك بوكا .

"مغزن نکات" اس دور کا ایک اہم تذکرہ ہے ۔ امپراگر نے اسے ہندوستانی ادب کی ابتدائی تاریخ کی سب سے زیادہ ٹیشی تصنیف کیا ہے ۔ اس اس تذکرے س ذہالت کی وہ تیزی تو نہیں ہے جو ہمیں میر کے تذکرے ''لکات الشعرا'' میں نظر آبی ہے لیکن یہاں ہمیں ژبادہ نمبر جالبداری لظر آتی ہے۔ قائم نے ، میر کی طرح ، اپنے گروہ کے شعرا کی اور کہ جا طرف داری کی اور الد خالفین کی پاکٹری اچھالی لک، سب کے بارے میں متوازن رائے دی ہے ۔ میر نے اس اعتراف کے باوجود که ''اگرچه ریخنه کا آغاز دګن میں ہوا لیکن ویاں ایک بھی شاعر مربوط بيدا ته بوا" " شعرائے داکن کو " نے رتبه" لکھا ہے ليكن قائم نے ان كى شاعری کے المانوس الفاظ کو زبان دکن کے موافق کمد کر درست بتایا ہے اور ان کے بارے میں یہ متوازن اور صحیح رائے دی ہے :

''اسلوب خن کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ قطب شاہ كے عبد سے لے كر چادر شاہ كے عبد لك جن لوگوں نے ريختہ كے اشعار کہے ہیں ان کے کلام کی بندش بیت مربوط و معقول ہے حالاتکہ آگٹر لوگوں نے غیر مالوس الفاظ بھی استعال گیے ہیں لیکن چولک (یہ الفائذ) زبان دکن کے مطابق صحیح اور درست میں ، ہر شخص کے دل میں اتر جاتے ہیں ۔''ہ''

د کئی شعرا کو یہ صحیح مقام ، قائم سے پہلے اور قائم کے بعد بھی ، شالی بند

كے كسى تذكرہ نويس نے نہيں ديا ۔

قائم نے "اغزن لکات" میں معرا کو تین طبقوں میں تاسم کیا ہے۔ پہلے

طبقے میں ان شعرا کو رکھا ہے جو قدیم ہیں اور انھیں "شعرائے متقدمین" کہا ہے۔ دوسرے طبعے کے شعرا کو "سخاوران متوسطین" کا نام دیا ہے جس میں شَهَالَى بِند کے ابتدائی دور کے ان شعرا کا ذکر کیا ہے جو سہد بد شاہی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن میں زیادہ تر ایمام کو ہیں ۔ یہ سب شعرا قائم سے پہلے کی السل سے تعلق رکھتے ہیں . تیسرے طبقے کو الشعرائے متاخرین" کا الم دیا ہے اور اس میں اپنے چھوٹے بڑے معاصر شعرا کا ذکر کیا ہے ۔ ''نحزن لکات'' اُردو شعرا کا پہلا تذکرہ ہے جس میں شاعروں کو تین طبقوں میں تنسیم کر کے ہر طبقے کی خصوصیات بھی بیان کی ہیں ۔ میر نے اپنے ٹذکھرے میں اد شعرا کو میلانات کے اعتبار سے طباتوں میں تقسیم کیا اور ند گسی قسم کی ترتیب کا خیال رکھا۔ قائم نے اپنے تذکرے میں طبقات کی تقسیم کا خاص طور پر التزام محیا اور تذکرہ ٹویسی کو ایک لیا رخ دیا جس کا اثر آلندہ دور کے تذکروں مثلاً طبقات الشعرا از قدرت الله شوق ، تذكره شعرائ أردو از مير حسن ، طبقات الشعرائ بند از گریم الدین و فیلن ، طبقات سخن از عشق و مبتلا میر آنهی وغیرہ پر بہت واضح ہے۔ بيي الداز عد حسين آراد نے "آب حيات" مين اختيار كيا اور يبي روش اشعر الهند" میں عبدالسلام ندوی اور اکل رعنا' میں عبدالحی نے اختیار کی ادبی ٹاریخ ٹویسی کا احساس سب سے پہلے انخزن اکات ا نے پیدا کیا ۔ اغزن لکات ا میں عضف طبقات کے شعراکی خصوصیات کے مطالعے سے ہر دورکی ایک واضح تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ 2 مرا عير كي شعرا غير مانوس الفاظ استعال كرت بين ليكن يد وه الفاظ بين جو ان کے زمانے میں رائج اور مستند تھے۔ ان کا کلام شاعراند حیثیت سے ، غیر مالوس الناظ کے باوجود ، مراوط ہے ۔ دوسرے طبتے کے شعرا الفاظ تازہ کی تالاش میں سر گردان ہیں اور ان پر ایام کوئی کا اثنا گیرا اثر ہے کہ شاعری بلاغت کے مرابع سے کر گئی ہے۔ تیسرے طبعے کے شعراکی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا طرز کلام فارسی شاعری کی طرح ہے ۔ اسی ایے ان کی شاعری میں سارے شعری صنائع بدائع استمال میں آتے ہیں ۔ یہ شعرا فارسی ٹرکیبات کو اردوئے معالمی کے ماورے کے موافق ، جن سے کان مانوس بیں ، استمال کرتے ہیں - جی وہ رجعان ہے جس کی بیروی خود قائم اور ان کے معاصرین کر رہے ہیں ۔ اُردو شاعری کو تین طقات میں تنسیم کرنے وقت قائم کے سامنے کوئی روابت نہیں تھی ۔ بہ ان کی اولیت ہے اور اس اولیت کی اہمیت کو وہی لوگ جالتے ہیں جنھوں نے (الذكل ميں كوئي ابسا كام كيا ہو جو اس سے پہلے كسي نے نہیں كيا تھا ۔

الفزن لکات" ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے گا، جلوس عالمگیری کے سے ویں

سال (۱۱۱۳/۱۰ ما ۱۰ م.۱۱۲۰) ول داکنی دسته ابوالمعالی کے بعراء دیلی آئے تھے اور شاء معد اللہ گشتن سے ملاقات بھی ہوئی تھی جنھوں نے ولی کو زبان روخت میں شرکترینے کا مشورہ دیا تھا اور تعلیاً یہ مطلع موزوں کو کے ولی کے موالے کی تھا ۳۰ م

خوبیر اعجاز 'حسن یار کر انشا کروں بے اکاف صفحہ' کاغذ بدر بیضا کروں

"غزن لکان" این نوعیت کا ایک مندر تذکرہ اور اٹھارویں صدی عیسوی کی اردو شاعری کا ایک اہم اور بیادی ماغذ ہے ۔ نائم چالد برری کا ذکر سب تذکرہ لگاروں نے کیا ہے اور انھیں تادرالکلام

ر آپرگز شد کتاب و ان کا کلیات ۱۹۶۵ میں بیل باز الاہور نے انام برا - ۳ - ۱۳۶۰ میں ان کا دوران عزبات میں ہے متا ہوا ہا، ۳ کیات اور دوران داورن کا من انڈا آئی الاہریوں کی حسنی سی ہے - ، ، ورد میں سیاہ حسن بالائران <sup>۳ م</sup> نے اور د ، واج میں حسرت موال ہے: ۵ دوران اتام کے الگ اللہ دو انتخاب کائے کے لئے ۔ کیات کی انتخاب کے بدا اب باتام کی شامری کی ادار و نست کا حسن الدارت کیا جائے گئے

ے ، وہ غزل ہے ۔ قائم نے غزل میں خود کو اس الداز میں پیش کیا جس طرح سیر کر رہے تھے لیکن غزل میں تخلیق سطح پر سیر کو پیچھے چھوڑ جالا تائم کی صلاحیت سے بڑی بات تھی۔ نائم اسی دور میں زندگی گزارتے ہیں جس میں میر نے زندگی بسر کی - عم روز گر سے وہ بھی میر کی طرح پریشان حال رہے ۔ التشار ، فساد ، خانه جنگي ، احمد شاه ابدالي اور مريثون كي غارت كري كو الهون نے بھی میرک طرح دبکھا اسی لیے ان کے پال بھی میرکا سا الداز ملتا ہے جو ان کی شاعری کو اور اثر بنا دیتا ہے ۔ اگر میر و سودا کو تھوڑی دیر کے لیے نظر الدار کر دیا جائے تو قائم اس دور کے چتر بن شاعر قرار دیے جا سکتے ہیں۔ ان کی غزل میں وہی خصوصیات ملتی ہیں جنہیں شاء مائم نے اپنے شاعری میں بیدا کیا تھا۔ شاہ ماتم کے ساتھ اگر قائم کی غزل کو رکھ کر دیکھا جائے تو وہ شاہ حاتم کی شاعری کے مزاج اور اس کے امکانات کو بڑھانے ، الھیں ڈیادہ واضح اور بہتر طور پر تصرف میں لا کر مکسل کرنے والے شاعر ہیں ۔ وہ ادھورے تجربات ، جو شاہ حامم کے کلام میں لفلر آنے ہیں ، قائم کی شاعری میں مکمل ہو جاتے ہیں . سیر و سودا نے بھی ابنی شاعری میں یہ کام کیا لیکن الھوں نے اس کے علاوہ اور بھی کئی امکانات کو انٹی شاعری میں پیدا گیا ۔ کوم کو غود مکمل محرکے اپنی الفرادیت کی دائمی سیر ثبت کر دی اور کیچھ کو ادھورا جھوڑ کر آنے والوں کے اسے راستہ صاف کر دیا ۔ قائم نے بھی شاہ حاتم کی شاعری کے امکانات کو بورا کرنے کے ساتھ ساتھ چند ادھورے امکانات کو اپنی شاعری میں ابھارا لیکن قائم کا العید یہ ہے کہ ان امکانات کو بھی میر و سودا نے ، ان کی ابنی ہی زلدگی میں ، اپنے تصرف میں لا کر الھیں بھی مکمل کرکے اپنی الفرادیت کی سہر ثبت کردی ۔ اس طرح قائم اپنے دور کو بڑا بنائے میں تو پورے طور پر شریک ہیں لیکن میر و سوداکی طرح خود بڑے نہیں بق سكر . صرف بڑے شاعر ہى ايك بڑے دور كو جنم نہيں ديتے بلكہ بڑے دور میں ایسے شاعروں کا ہوتا بھی ضروری ہے جو بڑے شاعروں کا سا کام کرتے لظر آئیں ۔ قائم میر و سودا کے دور میں جی کام کرتے ہیں ۔ وہ میر ، سودا اور درد کے بعد اس دور کے سب سے مناز شاعر ہیں ۔ قائم کے بال اس لیے ویسی الفراديت لظر نہيں آئي جو مير ۽ سودا اور درد كے بال ملتى ہے۔ وہ اپنے دور كے دو الے شاعر میر و سودا کی آواز کے دائر اکشش میں رہتے ہیں اور ان دولوں ک الفراديت كو ايك قارمل سطح بر لے آتے ہيں ۔ اسى ليے ، جيسا كه بهم نے كہا ہے ، قائم اس دور کے متاز شاعر ہوئے ہوئے بھی منفرد شاعر نہیں ہیں -

نظم بران در در الا ما راضح می لکل این در پر سالان اور افزائل کی لفتون به سال بر بر کا بیدار می امل پر به املیا کی فتون بر سالو به کرد بر کا بیدار کرد بر مواد کی بر می امل پر به املیا کی بر می امل پر به مواد کی در بر مواد کی بر در به املیا کی در بر مواد کی در بر در املیا کی در املیا کی در املیا کی در در املیا کی در در املیا کی در در املیا کی د

ے واضح کرتے ہیں ، قائم کا یہ شعر بڑھ کر : یوس سے ہم کیا تھا عشق اول وہی آخر کو ٹھیسرا ہے بہارا اب میر کا شعر پڑھیے :

ہم میں ہوتھے ۔ گیا تھا رفضہ پرود مخت کا سو ٹھیوا ہے ہی اب اسے بارا انگر کے بان علی مصرفے میں جوان ہے ، باور چلے مصرفے اور دوسرے مصرفے میں معنوی منطح پر دہ رابط تھی نمین ہے جو میر کے شعر میں مصوف ہوتا ہے۔ تائج کا دوسرا معمی میر کے دوسرے مصرفے نے زیادہ جان دار بچہ لیکن دولوں

معرعے مل کو ایک وحدت نہیں ہتے ۔ قسائم کے یہ دو شعر دیکھیے ۔ اس تجربے سے ہر عاشق اور ہر شاعسر گزرنا ہے :

ہزار بسان بنانا ہے گہر میں یون قسانم یہ جب ہو سامنے اس کے گویا زبان نہیں سو بسان کمہوں پر اس کے آگے گویسا منہ میں زبان گہرں ہے گویسا منہ میں زبان گہرں ہے

قائم کے ان اشعار میں جو مجربہ بیان ہوا ہے میر جب اسی تجربے کو بیان کرتے

یں تو یہ تجربہ شعر میں اس طور پر ایک اکائی بن جاتا ہے کہ سننے والے کے گونکے جذبات کو زبان سل جاتی ہے ۔ میر کے باں قائم کی طرح ادھورے بن کا احساس نہیں ہوتا ۔ میر اس تجربے کو یوں بیان کرتے ہیں :

جی میں تھا اس سے ملیے تو کتا کہا نہ کیمیے میں پر جب ملسے تو رہ گئے ناچسار دیکھ کر کہتے تو ہو یوں کہتے یوں کمیٹے جو یار آٹا یہ محیئر کی بسالیں ہیں ، کیجھ بھی نہ کہا جاتا

قائم کا یہ شعر پڑھ کر: گیسہ ہوئی صبح ، گہ شام ہوئی عمر انھیں قصون میں تمام ہوئی

ام میر کا یہ شعر پڑھے: صبح ہسوتی ہے شام ہسوتی ہے عمسر بون ہی تمسام ہسوتی ہے بیان بھی قائم کے بان ادھورے بن کا اور میر کے بان ایک مکمل وحدت کا

احساس ہوتا ہے۔ تائم کا ایک اور شعر پڑھیے: یہ جالتا میں نہیں ہوں کد دل ہے کیا تائم یو اگ خلاق می رہے ہے مسدام سنے میں

اور اب سر کا یہ شعر دیکھیے : ہم طور عشق سے تو واقف ٹہیں۔ یں لیکن سنے میں جینے کوئی دل کو ملا کوے ہے

بہاں بھی احساس و اظہار کی سطح پر ، میں کے مقابلے میں 'نائم کے بان ادھورا بن محسوس ہوتا ہے جب کار میں اپنے تجربے کو احساس و اظہار کی سطح پر ایک انگا بنا کار مکمل کار دینے بین اور اس تجربے پر اٹھی اللواجت کی سیر ٹیٹ کار دیتے ہیں۔ لوگ میر کار چار در کہتے ہیں اور نائم کی بھول جائے ہیں۔ کیری جہاں نائم اپنے تجربے کے اظہار میں میر کی مطبح پر آ جائے ہیں۔

کا شعر ایک اکائی بن کر میر کا شعر بن جاتا ہے ۔ مثال یہ شعر سنے : بوس ہے عشق کی اہل ہوا کو ہم تو میاں

ئے سے لام مبت کا محبت کا ؤرد ہوئے بیس لیکن اس مطع پر بھی وہ میں تو ہو جاتے ہیں با میر جسے ہو جانے ہیں لیکن میر سے متاز اور الک میں ہوئے نہیں اس دور میں نائم کا العد ہے ۔ نائم کے کلام میں وہ بیشتر خصوصیات موجود ہیں جو الک الگ دورا دیں بینا ہوئے واٹ رہ اندازی فائد کا مطالعہ کرنے ہوئے ہیں او فسم کے انتخار نظے ہیں۔ ایک
دانداز جن میں ایک مصبح ما طور و اللہ عارضورہ ، بیان دار و پہکنا
درنا ہوتا ہے کہ صرف میں ایک مصبح بارج دل آئے کہ لیا ہے اور دوران میں
مصبح اس کے مطابع میں بعدا اور تحریر ما اطلا آئا ہے ۔ یہ میں امدورے میں
مصبح اس کے مطابع میں بعدا اور تحریر ما اطلا آئا ہے ۔ یہ میں امدورے میں
مصبح اس کے مطابع ہم بوسعہ میں امام انتخار کے اسامی مصبح میں میں میں میں میں
مطابع ہما ہے کہ میں د حودا کے طابقے میں قائم ایک مصبح کے شامر ہیں۔
مطابع بدینا نہم مشکلی جو ردوانا ''عیا'' کے سیم خیلان میں میں آخر ہیں۔
انگر جست شرد تحریک کا میں مستحق میں اندوان میں میں آخر ہیں۔
ملاک بدینا نہم میں میں میں میں اندوان میں میں آخر ہیں۔

 $\nabla U = \nabla U = \nabla U = \nabla U$   $\sum_{i} V = V_i = \sum_{i} V_i$   $\sum_{i} V = V_i = V_i$   $\sum_{i} V = V_i = V_i$   $\sum_{i} V = V_i = V_i$   $\sum_{i} V = V_i$   $\sum_{i}$ 

ل ڈھونڈنا سے سیرے مرے بوالعجیں بے اک ڈھیر ہے بال راکھ کا اور آگ دیں ہے لک کے پھر دل ان چھٹے جس سے انک لاک لکے گر چیں گلاف ہے محبت اتو اسے آگ لگے گر چیں گلاف ہے محبت اتو اسے آگ لگے

ان انتمار میں پہلا مصرح دوسرے مصرح ہے ایک جان نہیں ہوا ہے ۔ اظہار کی سلط ہر دونوں مصرعوں میں ما قرق عصوس ہوتا مسلط سر دونوں مصرعوں میں مزاح کا ایک چہیا ہوا باریک سا قرق عصوس ہوتا لیکن دوسری قسم کے انسان ایس فائم کے پان علمی تماماد میں ملئے میں جہاں دونوں دولوں مصرحے ایک جان ہو جانے ہیں اور یہ انسان پڑھنے والے کو اینی گرفتہ میں ارکار اس کی آبان کا حصر میں جانے ہیں ۔ مثالاً یہ چند شعر دیکھیں ۔

قست تو دیکہ ٹوئی ہے اگر کہائی کسند کچھ دور اپنے باتھ ہے جب بسام رہ گیا ٹوٹا ہو کمیں کوئٹ میں یہ جائے عم ہے شنخ کچھ تصر دل ٹیس کہ بنایتا نہ جائے گا آدم کا جسم جب کے عناصر سے مل پنا کوپاک یو رہی تھی سے عاشق کا دل بنا

کوپر آگ نج رہی تھی سو عاشق کا دل بنا کس بات پر تری میں گرونی اعتبار پائے اسرار اک طسرت ہے تو اٹکار اک طسوت اگے مہے نہ غیر سے گسر م نے بیات کی سرکاری تو نظرونی کو پیچاننہا بھونی میں

جسانے ہی ہوگر خواہ تخواہ کیا ، پیسٹر ، ہسم اللہ ! دنیا میں ہم رہے تو کئی دن ہو اس طسر دنیس کے کامر میں جسے توان میجال رہے بات چی کی تھی سو میں میں رہی مرے تک رخصت الطہار کی بائل اند مرے مطالب نے

لیکن بیلی قسم کے انتظار بودن یا دوسری قسم کے ، دولوں میں تائم کے بات میر کے میں انقرادیت کا استاس نمین بردا اور اس کی دو یہ بہ ہے کہ اس وقت میں میں کے اکتیاف دیکھ میر کے بال کا کسال کے وہ ، اگر دولوں کا انقراد سے کے انتظام میں ایک بات بہ عصری بردی کی اور انتظام کی ادارہ کے اس کے انتظام میں انتظام کی اس کے اساس میں بیٹری اس دور میں تائم وہ انتظام کر کا فائش کام ایک باات میں کہ دوسروا کا بیٹری اسکان آن در دولوں انتظاماتی کی فائش کام ایک باات میں کہ اسل میں کے ، یہ

کیج کا صلح بھر دل ہے مدھا کے سانھ ان تمن ہےکچھ تبول کو ابنی دعا کے سانھ اب موسن خال موسن کا یہ شعر ایڈسے : بندکا کرروں کے اب سے دعا چھر باہر کی آخر تو دسسنے ہے اثر کو دھا کے ساتھ

قائم کا یہ شعر بڑہ کر : شاک ہے اس سور کردونے ہر کہ یوں سائی کے بیج صورتیے کیا کہا دربے النی تعارم و شاداب داپ اب قال کا یہ تعد باتھ

اب غالب کا یہ معر پڑھیے : سب کہاں کجھ لالد و کل میں نمایاں ہوگئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں ک کہ بنیاں ہوگئیں

شاک میں کیا صورتیں ہوں کی کم بنیاں ہوتئیں اس طرح کے متعدد انتظار آنے والے دور کے شاعروں کے کلام سے بیش کہے چا سکتے ہیں۔ قالم ایس دور کے ایک اسراور متناز شاعد بھی و انتقاب نے آدو شاعری کے

قام میں دور کے ایک اہم اور مثال نام ہیں۔ انھوں نے آفرد نامری کے روایت کو پھیڈے اور آگے ڈاسٹے میں میں دوسے کا مرکز کم کام کرتے عشر کران کا پاک میاں افتار کے ان کامی کھیڈیٹری کا واقال دی۔ عامر کے لئے انکائیات بالکوار اور آورد بنامری کامی کامی کامی کامی کار اور دور انکائی تعلقی مراسانے کا کے بھی آفرد ہیں۔ اور یہ وہ انشار ہیں جو دوا کی افتی تعلق الدارت کے تعلقی انسار انسان کے پاکسوں دیوان مور ماری بھی کم کم نے انسان کے ۔ چند انسان ایک کامی کامی کام کی شاعری کے ستارۂ سحری سے ، چو میں کی شاعری کے سورج کی روسنی میں 'چھپ گیا ، آپ بھی آکتساب نور کرسکس :

سائم گرید کس کی خسو ہے کے آج السوؤں سے جسما تہم جالا نے وعدہ اس کے ساتھ ند پینام کیا کیوں ہوچنے کوئی سبب چو مرے انتظار کا دل یا کے اس کی زلف میں آرام رہ گیما درویش جی جگہ کہ ہوئی نام ، رہ گیا گلی ہے اس کے جو قائم کو لاتے ہم تو کیا یہ دل پہ نقش ہے اب تک وہ بھر گیا ہوگا ند جانے کون سی ساعت جمن سے بھیڑے تھے کہ آنکہ بھر کے لہ پھر سونے کاستان دیکھا میں وہ اسپر ٹٹس ہوں کہ عمر بھر جس نے الم سير باغ كل ، ف روخ أشيال ديكها چھوڑ اٹھا مھے یا رب انھیں کیوں کر گزری غم جنهیں آله پیر تها مری تنہائی کا سیر اُس کوچے کی کرتا ہوں کہ جبریل جہاں جا کے بولا کہ س اب آگے میں جل جاؤں گا بے دمائی سے تے اس تک دل رنجور گیا مرتبہ عشق کا بال حسن سے بھی دور کیا قدم او کس کا ارے کئو میں بھر گیا ہوگا گیا بھی ہوگا گئس کا تو سرگیا ہوگا قائم قدم سنبھال کے رکھ کوئے عشی میں یہ راہ نے طرح ہے ، مری جان دیکھنا صبر و طمانت کو روؤی یا دل کو لگ پڑی آگ ، گھر میں تھا سو جلا أ، أنه إبر وسرح السائم السام یاں جو رہتا تھا اگ جواں ہے باہ

و، باعت زیست شاید آ جائے ۔ اے جان تو جالیو ٹھیر کر چلیے قائم کد وانگاں ابنا دیر سے انتظار کرتے ہیں۔

مائند نفس آپ سے جاتا ہوئے میں پر دم اک عمر سے لاحق ہے سفر عبد کو وطن میں اے گریہ کر نہ ہم سے طلب خون دل مدام یاں گھر فلیر کا ہے ، کبھو ہے کبھو نہیں عم زدے بھی غرض اس دورمیں ہم سے کم ہیں بان مصببت زدگان کیون دود آخر ہم ہیں ہو لہ بجھ سے جدا کہ جادہ منت منازل عشق کا سرام ہون میں بغیر اڑ قیس قائم دشت اک مدت سے ویران تھا سو بارساس غرام كو ميناب آباد كرنا مون یا رب کیا کون باب سے سمال لكت ہے يہ گھر اداس مجھ كرو لد ملاقات ، أد اشفاق ، لد وعده ، ند بيام کیولکہ ٹسکین ترہے ہجر میں ہووے مجھ کو میں دواند ہون سدا کا عممے ست قید کرو جی نکل جائے گا زامیر کی جھنکار کے ساتھ صبر و قرار و پوش و دل و دین تو وال رس اے ہم نشیں یہ کہد تو بھلا ہم کیاں رہ ہم نشیب ذکر بسار کر کہ گجھ آج اس حکایت سے جس جلسا ہ کبھو ہمیں بھی کہد آثا تھا درد دل اس سے پر اس طرح کہ شکایت میں کچھ زمانے کی لہ پوچھو کھولکہ میری ان دنوں اوقات کئی ہے کہ دن گر روکے گزرے ہے تو مرکر رات کئی ہے ہم سے ملے لد آپ تو ہم بھی لد مر گئے محمنے کو رہ گیا یہ سخب دن گزر گئے شراب عشق میں کیا جائے کیا بلا تھی ملی ٣. جس کے کیف کا اب تک خار باقی ہے پہلے ہی سوجھی بھی ہمیں اے نسبہ فراق

یہ رات نے طرح ہے خسدا ہی حر کرے

رسات کی جی رات میں آنیا آئی گلی ر مراز اوال ہوں آج جو بیلی جبکہ گئی روخ گل کھی بکک اے مراز انکہ اور اس بائی آج رائیٹ کی بائی تعلق آئی وہر گئے بائی آخر خوال بائی کہ والے سے ابنا جی آئی کہ میں حروبالے بائی ایسانوا وطے کھی آلکھ تسو کاروات نہیں ہے کئی بائیس ایسانے میں جو کاروات نہیں ہے کئی بائیس ایسانے بین جو کاروات نہیں ہے کئی بائیس ایسانے بین جو بائی سے جائے

اقام نے دوسری استاقی سطن میں بھی طبق آبان کی دے۔ ان کے کہائے میں روابطانہ بھی ہیں اور ترجع بدو قسالہ بھی دو اسلام بھی ہے۔ اور دو اسلام بھی دو اسلام بھی دیا دو اسلام بھی دیا اور ان سب استاقی میں انہوں کے نامی افزادگائی اور امراض میان میں کا پورز اور ان سب استاقی میں انہوں کے لئے اپنی افزادگائی اور امراض میں جو انجام کے گائے میں دراس میں ہے۔ انجام کے گائے میں دوسائی سائیل میں ہے اس کہ انہوں میں ہے اور دوسرا اور مشتبہ عالم میں نے ایک انہوں میں ہے۔ ان کے دلاوں میں تھیں ہے۔ ان کے دلاوں میں تھیں۔ کے ملاوں میں تھیں۔ کے ملاور میں اور ملزارہ میں اور ملزارہ کیا در اسرام کیا در میں تھیں۔ کے ملاور میں اور ملزارہ کیا در اسرام کے ملاور کے دلائے میں انہ کے دلائے کہا دور ان کے دلائے کہ دور انہ کے دلائے کہ دائے کہ دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دور انہ کے دلائے کی دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کی دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دائے کہ دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دلائے کی دور انہ کے دلائے کے دلائے کی دور انہ کے دلائے کہ دور انہ کے دائے کی دور انہ کے دائے کے دلائے کی دور انہ کے دائے کے دائے کی دور انہ کے دائے کہ دائے کہ دور انہ کے دور انہ کی دور انہ کے دور انہ کے دائے کی دور انہ کے دور انہ کے دور انہ کے دور انہ کی دور انہ کے دور انہ کی دور انہ کے دور انہ کی دور انہ کے دور انہ کی دور انہ کے دور انہ کی دور انہ کے دور انہ کے

449 ٹواپ نعمت اشد خاں اور دوسرے امراکی شائے میں لکھے گئے ہیں اور ایک تعیدہ مرزا رفع سودا کی مدح میں لکھا گیا ہے ۔ ان سب قصائد کے مطالعر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک اور ان الکلام شاعر قصیدہ لکہ رہا ہے جس نے قصیدے کی بیشت کو ہورے طور پر قائم رکھا ہے ۔ لیکن اگر ان تصالد کو سودا کے قصائد کے ساتھ رکھ کر دیکھا جائے تو ان میں انہ وہ شان و شکوہ اور زور عیل ہے اور لد وہ تشہیب کی ندرت ، گریز کی برجستگی اور مدم کی بے ساختگ ہے جو سودا کے تصائد کا کال ہے۔ قائم کے باں تصیدے کے سارے لوازمات موجود ہیں لیکن ان میں وہ نظری کمؤج اور قرئم نہیں ہے جو پڑھنے یا ستنے والے کو مسجور کر دے۔ تائم کا سب سے اچھا قصیدہ وہ ہے جو انہوں نے سودا کی مدح میں لکھا ہے ۔ قائم کے قصیدوں کی تشبیب میں عام طور بر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی قصہ یا حکایت رقم کر رہے ہیں ۔ قائم نے مثنوی کے انداز میں جو چھوٹی چھوٹی حکایات نظم کی ہیں وہ ژور بیان کی وجہ سے ان کے تعبالد سے زیادہ اپر اثر اور دلچسپ یں ، ان سب حکایات میں بند و نصیحت کے بے ساختہ اظمیار ، طرز کی سادگی و روانی سے ایک ایسا فئی اثر بیدا ہو گیا ہے کہ یہ حکایات اُردو میں ایک نئی صف سخن کا باب کھواتی یں ۔ یہ حکایات مثنوی کی بہلت و روایت کا ایک حصہ ضرور میں لیکن قائم نے حکایت کو مثنوی سے الگ کر کے اسے ایک مربوط نظم کی صورت دے دی ہے۔ كَلِياتٍ قَائِم مِين دو عُمسات قابل ، فاكر بين .. ايك الشهر آشوب" أور دوسرا 'ادر پنجو قاضی'' ۔ 'اشہر آشوب'' میں قائم نے معرکد' سکرتال کو ، جس میں مرہٹوں نے شاہ عالم ثانی کے ساتھ ضابطہ عال پر حملہ کرکے روبیل کھنڈ

کی اینٹے سے اینٹ بجا دی تھی ، موضوع سخن بنایا ہے اور مہر درد الداڑ میں اس جنگ سے نیدا ہونے والے حالات ، افلاس ، بدحالی اور معاشی و معاشرتی تباہی کو بیان گیا ہے ۔ اس شہر آشوب میں اد صرف شاہ عالم ثانی کو بھڑوا ، غبیث خر کہا گیا ہے بلکہ اسے اس تباہی کا اصل ڈسہ دار بھی ٹھہرایا گیا ہے۔ اس شہر آشوب کی تاریخی اہمیت ہے اور اس سے وہ زاویہ لظر سامنے آتا ہے جو جنگ سکرتال کے تعلق سے اس دورکی تاریخوں میں نہیں ملتا ۔ "در پنجو قاضے" میں قائم نے اس زمانے کے حالات ، رشوت سانی ، طبع اور معیار انصاف کو بدفت طنز و ملامت بنایا ہے۔ اس بعبو میں ، جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں ، کاٹنے بھنبھوڑتے والی ایسی شدت ہے کہ معلوم ہوتا ہے قاضی سے قائم کو ڈاتی طور ير كوئي ايسا صدمه با نتصان جنجا تها ك. يد بجو لكه كر الهول في اينا عمد الکیا کی ۔ (قائم کے عرافان رقال ہے سطح ہونا ہے کہ استعمال کی موزیل کے ۔ (قائم رقال کے ۔ (قائم کی موزیل کی سرائی کے ۔ (قائم کی افزیل کی افزیل کی اقلام کی افزیل کی بیان کی افزیل کے افزیل کی افزیل کے افزیل کی افزیل کے افزیل کی افزیل کے افزیل کے افزیل کی در انسان کی بھر کا انسان کی افزیل کی در انسان کی در بیشور انسان کی در انسان کی در بیشور کی در انسان کی

سردی اب کے برس ہے اتنی شدید صبح اسکانے ہے کائیٹا خورشید

اس ہجو میں شاعرانہ سالانے نے طنز و مزاح کی گوئیت کو کمبرا کر دیا ہے اور یہ ہجو ایک اجتاعی کیفیت کی ترجان بن گئی ہے ۔ اسے اُردو زبان کی ہترین ہجویات میں شار کیا جا سکتا ہے ۔

جریافت عدد برد انجاز می در مسئون بود ستون برد انجاز می در انجاز می در انجاز در و انجاز بر در تنظیر این می در انجاز می در انجا

واقع کرکے اخلاق درس دیا ہے ۔ اس موفوع پر ثبالی بند میں یہ پہلی مشوی ہے جس میں شعریب بھی موجود ہے ۔

القصد نے سمن بد حیرت افزاء قائم کی مثنویوں میں سب سے زیادہ قابل ذکر مثنوی ہے ۔ قائم نے لکھا ہے کہ انہوں نے یہ مثنوی موہ ۱۱۹/۱۱۹ میں کسی مشفق کی ترغیب پر رات بھر میں نظم کی تھی۔ ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جو اہل فن کا بڑا تدردان تھا ۔ ایک دن اس نے اعلان کیا کہ شہر میں جس قدر اہل فن بیں وہ عرض ہٹر کریں ۔ سب نے اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ۔ ابھی جشن جاری تھا کہ ایک ہاڑی گر حاضر ہوا اور اجازت طلب کی ۔ اجازت یائے ہی گت پر ڈھول بینے لکے اور ایک عورت بری شائل سامنے آئی اور سیدان میں دو اونچے بالس لمب کر دیے ۔ ان پر رسی باندھی اور سر پر کئی گھڑے اوپر الے رکھ کر بالس سے رسی پر آئی اور امر بڑے ااز و انداز سے رسی ہر چل کر ایک طرف سے دوسری طرف گزر گئی ۔ جب نیچے اُلری تو وہ شخص سامنے آیا ۔ بائس پر چڑہ کر وسی پر آیا اور خنجر پر اپنا سر رکھ کو الٹا ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک طرف سے دوسری طرف گزر گیا ۔ ہادشاہ نے اسے العام و الكرام سے توازا . لك نے عرض كى كد شاء ديں بناه ! اب دل ميں کوئی آرزو نہیں ہے مگر جی چاہٹا ہے کہ جم سے جا کر ایک بار جنگ کروں ۔ اس خادم کے باپ دادا اس نے بے سبب مار دیے ہیں . آپ میری تشی بطور امالت اپنے یاس رکھ لیجے۔ یہ کہا اور کمر سے ہتھبار کسے ۔ اسی وقت اس کے بازوؤں پر کبر ظاہر ہوئے اور وہ ہوا میں اڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے الکھوں سے اوجھل ہوگیا ۔ اٹنے میں ٹیز ہوا چاتے لگ ، ابر کرجنے لگا ۔ برق کی و، تیزی ٹھی گویا گردوں پر ٹینے چل رہی ہے ۔ یہ دیکھ کر ٹٹنی نے گیا کہ اے شاہ دیں بناء عرصہ ورم گرم ہو گیا ہے ۔ ابھی یہ عمل ہو رہا تھا کہ آسان سے خون ٹیکنے لد ۔ کچھ دیر بعد آسان سے ایک ہاتھ گرا ، بھر میند ، ایر اور سر بھی زمین بر آ گرے ۔ یہ دیکھ کر نٹنی کا اُبرا حال ہوگیا ۔ اس نے خون کو ڈیوں سے سیٹا اور منہ پر سل لیا اور شدت عم سے رونے لی ۔ کھھ دیر بعد نشی نے بادشاہ سے کہا کہ میں ایک لمحد اس کے بغیر نہیں وہ سکتی ۔ عبھے "سی ہونے کی اجازت دیجے ۔ شدید اصرار پر بادشاہ نے اجازت دے دى . نشى ايک بل ميں جل كر واكه بوگئى . يد ديكه كر بادشاه كا حال غراب ہوگیا اور وہ ایبار رہنے لگا ۔ کمر چھک گئی ، رنگ زرد ہوگیا ۔ اعیان دولت نے پر طرح کا علاج کیا لیکن کوئی نتیجہ لد لکلا ۔ بالآغر الھوں نے طے کیا

که ویسا بی جشن بهر ترتیب دیا جائے۔ جب بزم آراستہ ہوئی اور بادشاہ گرسی ژو پر تشریف فرما ہوئے تو وہی باد تند پھر چلنے لگی اور وہ لٹ پھر آن موجود ہوا . جھک کر سلام کیا اور کہا میں نے البال شاہی سے جم کو شکست دے دی ہے اور وہ سپری النغ کے خوف سے سمندر میں جا چھیا ہے ۔ میں نے عاجز دیکھ کر اسے چھوڑ دیا ہے اور پھر کیا "میں جلدی میں ہوں میری عورت مجھے عنایت فرما دیہے ۔" بادشاہ نے کہا کد وہ عورت ٹو تیرے الراق مين جل كر بهسم بوكثي . لك كو ينين لد آيا ـ اس فيجلىكثي باتين کیں اور ایک ہنگلے کے بعد یہ رائے ٹھمبری کہ نٹ چل کر وہ جگہ دیکھ لر جہاں لٹنی جل گر راکھ ہوئی تھی ۔ لٹ نے وہاں پہنچنے ہی آواز دی گہ اے لٹنی تجھے شاہ نے کہاں بند کیا ہے ۔ یہ آواز ستے ہی لٹنی نے پردہ بٹایا اور ڑیب و زبور سے آرات، باہر لکلی ۔ نٹنی کو دیکھ کر نٹ نے بادشاہ کی امالت داری کی تعریف کی اور کہا کہ "اے بادشاہ آپ کی یہ حالت اسی ثانی کی وجہ عد ہے۔ میں اس سے بالھ اٹھاٹا ہوں۔ آپ اسے پسند کیجے۔ " یہ سن کر بادشاء کی حالت اجانک بدل کئی اور بھی اس کے لیے دوا بن گئی : ع "وہی اس کے آزار کا تھا علاج'' ۔ اس مثنوی میں داستان کا لطف بھی ہے اور شاعرائہ تخیل بھی ۔ بالت میں روائی بھی ہے اور اغتصار بھی ۔ قصے کے اعتبار سے یہ میر کی ہر شنوی سے بہتر ہے لیکن جب ہم اسے میرکی مثنویوں کے ساتھی پڑھتے ہیں تو میر کی مثنویاں ، اپنی انفرادیت کی وجہ سے ، ہمیں قائم کی اس مثنوی سے کمیں زیادہ متوجد کرتی ہیں ۔

الح كي ايك الرو المايل ذكر طرايل متدون الحسمة الدفاعة سبح به مقارد الدولية". و- اس تعرف كا الموسطة من طي أول أدمية بدف الاميك أما من الموسكة الميك المسابح من الموسكة الميك ا

"تاریخ ادبیات مندوستان" میں شامل کیا ہے ۔ ا ۵ ید مثنوی غلطی سے ایک زمائے الک سودا سے منسوب وہی ہے ۔ اس منتوی میں قائم نے مثنوی کی بیٹت کے مطابق تعریف عشق ، حمد ، تعت و مناجات کے بعد الآغاز داستان ایکھیے عنوان کے تحت بنایا ہے کہ بنجاب میں ایک مرد درویش اپنے ٹکسے میں رہتا تھا ۔ یہ ٹکیہ سرراہ ایک پرنشا مثام پر واقع تھا ۔ جو مسافر اس راستے سے گزرتا ویاں ٹھیرتا اور درویش اس کی پر مکن خدمت کرتا - ایک دند، ایک برات ادمر سے گزری اور لْهندى جگه ديكه كر ويال لهمرگئى - دلهن بهى دولے كى كرمى سے تك آ كر باہر تکلی اور درویش کی نظر اس پر بڑی ۔ جسے ہی دونوں کی نظریں چار ہوئیں وہ ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہو گئے ۔ دهوب کی شدت کم ہوئی تو ارات وہاں سے روالہ ہو گئی۔ درویش کی یہ حالت تھی کد ایک بازو ٹوٹے پر تدے کی طرح وہ آگ ہر لوٹ رہا تھا ۔ جب ڈولا دور چلا گیا تو وہ بیڑ پر چڑھ گیا اور اسے دیکھتا رہا ۔ جب ڈولا نظروں سے اوجھل ہو گیا تو درویش بیڑ سے زمین ير كرا اور مركيا - احباب كے مشورے ير درويش كو وير دفن كو ديا كيا ـ ادهر داون کے دل میں بھی عشق کی آگ بری طرح بھڑک رہی تھی ۔ داون گھر بهنچی تو اپل محاندان خوشبال منا رہے تھے لیکن وہ مضطرب و سے چین ، زار و قطار رو رہی تھی ۔ اس کے علاج معالجے کی تدبیر کی گئی لیکن جب کوم افاقہ انہ ہوا تو طے کیا کہ اسے گھر واپس بھیج دیا جائے۔ بوڑھ کئیز کے ساتھ جب وہ سمرال سے مالکے کے لیے روالہ ہوئی تو راستے میں تکید بڑا ۔ جان وہ ٹھیرے۔ الزنين أتر محر درويش كے تكيے كى طرف كئى تو ديكھا كه ويال درويش كے بجائے اس کی قبر ہے ۔ یہ دیکھ کر اس کی حالت اور خراب ہوگئی ۔ بے طاقتی سے ویں گر اڈی اور بجھلی کی طرح نٹاننے لگی ۔ ابھی وہ نڑپ ہی رہی تھی کہ قبر شق ہوئی اور نازنین اس میں ساگئی ۔ قبر نورآ برابر ہوگئی ۔ لوگوں نے جب قبر کو کمه ا تو درویش و نازئین دولوں ہم بغل تھے اور ایک ہوگئے تھے: اگرچہ دو تھے یوں ظاہر میں وہ ایک

شاہ یہ 'کہ بین دولوں'' گویا ایک نہ کر حکا تیا ارق ان بین کوئی ٹر د کہ ہے زن 'گون می اروگون ہے میں اس کے بعد ''شیب'' کے زیر عوان تائم نے 'بارہ عمر لکھے ہیں اور جاتا ہے ''ک اس عقد عالمان در خار کا کے نہ بدیا ہدائے آئے۔ ''کہ سائد آئے۔ ''کہ سائد آئے۔ ''کہ سائد آئے۔ ''کہ سائد آئے۔ ''ک

اس عشق مجازی پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب ساڑ عشق وحدت آبنگ ہو تو عاشق و معشرق ہم راک ہو جاتے ہیں :

سمال کے معد انتورٹ شروباً کین بھائے کہ آباد عدام خلا گزاور خوارش لگا کہ آئی کہ ہے میں اند ساتھ ملک ہے۔ جس کی مکنوری الشامات انہیں بعد و مساورات کا انتہا ہو اس کی حک کا ہے۔ دیر ک مشوری الشامات دیری اندوارش میں اور ان وارائی خوارہ کے صلحے میں مل کر ایک دو جاتا ہے۔ مشوری اندوارش عمالی میں میں مورات کو دوارہ سرے کا لمال کر ایک مورات کے بہتے ہے تو لوگ دیا کہ انداز کر دیا ہے۔ بدئے لوگی دیکھتے ہیں محملی و مسئول ایک دوسرے کی اطال میں دیوت

" آغ کی به دولوں متوبان لیسے کے اعتبار سے دانیسب اور اس دور کے مزاج و عائلہ سے بوری طرح مانائٹ رکھی ہیں۔ یہ دور ان نالوں پر اس میل بھی رکھی انجاد اللہ اف نصوب سے مورک انشور منظم مواقع ہوتا ہے۔ ان شروی کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ تاثیم میں ، سودا کی طرح ، بالیاء توضیح ہد روز ان میں انجام کی یہ دولوں مشوبان آدود مشری کی روایت کو آگے بڑھائن اور اسے بطول بعانی وں۔

 اللم کی زائل میں دساری خوبان اور کشروریاں موجود بین بین کا مطالعہ ہم جبر و حبودا کے فیل میں کر آئے ہیں ۔ جبر کی بائل پر آگر، اور فیلی کی زائل کا اگر ہے جب میں جی بھانا کا اگر ہے اور افراد وروزہ، بھا فیل ہے ۔ حبوا کی زبان اپنے زبانے کی خالص دیلی کی اکسال زبان ہے جس پر ایسٹ کا آئر زبان دیلے جس کی زبان کی دائلہ دیلی کی زبان کے ساتھ ساتھ کیڈری پول کا آئر جت و افسر ہے ۔ ساتھ کیڈری

بى كا الرجت واسع ہے۔ مثلا : ع كد يشه جا ہے يہ اب بلبلا ما بانى كا

(کلیاتر تائم، جلد اول ، ص س) نہ چیوڑ ساتھ سے لے مرخ تیز پر مجھ کو (ایضاً ، ص ۵) کچھ سمجھ کر ہی بھیر آئے گا (ایضاً ، ص س)

بارا سر ثوی سی طرح کاش اے کوہ کن بھٹنا (اینڈا ، ص ۲۹) سلوک عشق کوئی بر کسی سے بھو ہے کہ یاں (اینڈا ، ص ۲۰) دل چرا لے کے اب کدھر کو چلا (اینڈا ، ص ۲۰۰۶)

سجاوٹ اوبر اس ڈاڑھی کے اور پکڑی کی اس کھک پر (ایشاً ، ص جے) مے وفا تجھ سا جو ہو کیا کرجر وس سے اختلاط (ایشاً ، ص ج)

م پر در و بام سے باجوں ہوں میں سبتاب کی طرح (ایضاً ، ص ۱۹۰۹)

مری دژگان جو تجه بن اواتی کی طرح جاری بن
 (ایضاً ، ص ۱۹۰۸)

(ایضا ، ص ۱۹۳۸) ع ہوجے ہر بات پر خفا یورین (ایضا ، ص ۱۹۰۹) ع زمین سے یہ لکون ہیں کل بھلا کس طرح لکلے ہیں

(ایضاً، ص ۱۵۱) ع وه کو چکتے بین جو کچھ ٹھالتے بین (ابضاً، ص ۱۵۱)

یہ وہ چند ختالیں ہیں میں جمیز کو کا آثر تحایاں ہے۔ کھڑی کا آثر تائج کے لیچے پر بھی ہے ۔ ان کی شاعری میں جو کئی الثاظ کو آج کے مروجہ ممباری للنظ کے برخلاف تخفیف یا طوالت سے بڑھنا بڑتا ہے تو اس کی وجہ بھی کھڑی کے تلظ کا اثر ہے ۔

قائم کے پال جمع کی وہ ساری صورایں سٹمی ہیں جو میں و سودا کے پال سوچود بین لیکن جمع کی ایک صورت وہ ہے جو بولنے کی زبان میں آج بھی والح

:94--

ع جب کالین لت کی کھائٹی گے ہم ع گریبان کی تو ناتم مدارت دھیوں اڑائی ہیں (اینڈ، میں ہمرہ) ع تین ساتھ رائیوں کے مم تاشاہیٹی کئیں رات (اینڈ، میں ہمرہ) ع ناتم خدا کے واسلے بد مستنی یہ چھوڑ (اینڈ، میں ہمرہ) ے ''راد'' اور ''جارت کان' کو مذکر اور خواب ، مزاح ، نش کو مؤلت

#### ...

و الهون کے ایا عصل بدن کو سور احتیار کر لیا ؟ کہتے تھے پہلے میں میں تب نہ موقے ہزار حیف اب جو کہتے ہیں سوز سوز یہنی دا جلا کرو

 شد نظام بالی کا درگی رکتی تھی دفت اور اماری در اداران میں کا در ایک برخیر فرود کی در اداران میں کا لئے درگی کی در اور اماری میں کا لئے درگی کا در اماری میں کا لئے درگی کا در اماری میں کا در اماری کی در اماری کرد کرد اماری کرد کرد کرد اماری کرد کرد کرد کرد کرد کرد ک

مامور تج ہے راحت کیف اور ن ملک میفری نے بیٹے نہیں لبت 
یہ انووں میں انوان ہے ہے گالہ دہ دلاتے جیسے یہ ابت ابرت
کسہ مجھے بنات اور بابرت کی جیسے یہ الے کی طرح مین 
کسہ مجھے بنات اور بابرت کی ابر جیسے جانتے ہو ر عام تون
لہ بین ابادہ ہور کے بابرت کا البت بابرت کو حرک مورن کے 
دولیہ اس مدینہ مقاملیوں کوانیہ یہ جس میں گزار اربح کی ہے دولت
اور ماد اس مدینہ مقاملیوں کوانیہ یہ جس میں گزار اربح کی ہے دولت
این مادگورت کا آم مے انساز کمی دوسرے عام کرتے دولت کے ہی اکار انتخاب کی ہے دولت
این مادگورت کا آم مے انساز کمی دوسرے عام کرتے دولت کے ہی ایک ہورد

ربائعی جعلو علی حسرت کے تناواں سوز کے لام سے لکھی : کیوں سوز بہ حسرت کا اند دل پہروہے سیند ہے شعر کی گرسی کا دھوال اس کے بائند حسرت اسے کیوں ند ہورہے شاہر ہے سوز

علماً من الرئاس الم الرئاس المائه كل السنة و المساقة كل السنة الم المائه الم المنافع كل السنة الموادع المنافع المنافع

شعر کے بسر سی توا استاد کشتی ذہب کو ب بادر مراد

المرافقة من المرافقة المستواني في بين لم كان موزاً ما الساقي الموافقة المرافقة المستوانية من المرافقة المرافقة

است مو المراقع المراقع الكوار مراقع المراقع ا

کو پائھ باؤل آلکھ بلکہ تمام اعضا کو حرکت میں لاکر عجیب و غریب الداز سے اڑھتے تھے اور مردمان لافیم کو بھی اپنی طرف متوجد کر لیتے تھے ۔ ۹۹٬۰ میر سوز کی دو تصانیف یں ۔ ایک رسالہ تبر اندازی کے بارے میں ، ٤ مو اب نابید ہو چکا ہے اور دوسرا ''دیوان سوز'' جسے شاہ کال نے سوزی زندگی میں الرتیب دیا اور بعد میں اسی دیوان کی تقلبی عام ہوایں ۔ شاہ کمال کے مرتبہ دیوان پر خود موڑ نے تمط شفیعا میں دستخط کیے تھے ۔ا<sup>ن</sup> دیوان موز<sup>۲۲</sup> میں ۴۵ رباعبات أردو ، به رباعيات فارسي ، ايک مستزاد ، چه قطعات ، م نفسات اور ايک غنصر متنوی کے علاوہ باق سب غزایں ہیں ۔ دیوان موز میں بہت سی وہ غزایں بھی شامل بین جو دیوان رند (سهریان خان رند) میں موجود بین اور اس کی وجہ پہ ہے کہ رند سوز کے شاگرد تھے۔ وہ غزلیں جو سوز نے رند کو کہد کر دیں وہ رند لے اپنے دیوان میں شامل کر لیں اور ماتھ ساتھ سوڑ نے اپنے دیوان میں بھی درج کر ایں۔ سعادت خان ناصر نے لکھا ہےکہ ''ارند کا دیوان مؤلف کی نظر سے گزرا ہے . . . اکثر وہی غزلبن میر سوز صاحب کے دیوان میں موجود اور لام رند کا ان میں سے نابود۔ یہ لہ چاہیے۔ جو چیز بالعوض گئی ہو اس کا دعوی اتصاف سے بعید ہے ۔ ۲۰۱۶ اسی طرح دیوان سوزکی ۱۱۹ غزلیں مع غلطی سے دیوان سودا میں بھی شامل ہوگئی ہیں جو سودا کی زندگی میں ٹیار گئے ہوئے کلیات سودا کے اسخہ جوانس میں شامل نہیں ہیں ۔60

 $(g_i, x_i)$  is  $(g_i, x_i)$  in  $(g_i, x_i)$ 

در دوروس فروس کے این کر خاتمی ہے اس کے حساس کے مراق کے دوروس کا میں میں دوسا میں کے دوروس کی کے دوروس کی کی در مراق کے دوران کی روان میں کہ انسان کے دوروس کی دوروس کی دوروس کے دوروس کی کا دوروس کی دوروس کی دوروس کی کا دوروس کی دور

نمسزہ بھی شعر میں ہو تو بھر سوڑ کا ۔! ہو کس کام کی وگرنہ چھنسانے کی شاعری

سرز لکھیری رنگ کے بالی اور پیش ارو یہ ہے ۔ ادا بندی کی حریک ، جس کے عائز ترین کمائندے فندر بخش چرات بن اور جسے جعفر علی حسرت ، اشنا اور رنگین فرقین نے ابتایا اور پیمیلایا ، سرز ک عامری بی سے شروع ہوئی ہے۔ جرات کے سرز کی وقات پر جو فاحد تازیخ کہا تھا اس جی بھی سوز کی شاعری کے اس رنگ دانا بندی کی طرف انداز کا تھا :

خاک میں مل کئی ادا بسدی گفتگر اب خوش او کرا دا کو طرز سرز کی خوری ید یہ کتاب بدالیال شادہ ہے ۔ اس میں عام بول جال کی زفان مطابق کے اساعه استخال ہوئی ہے ۔ اس میں اگر اور اقام کے هدو مائے ہوئے دکھائی دینے بن ایکان اس کے باوجود اس میں ایک ایسا فائٹ ہے کام سرز کے اشعار پسیں اپنی طرف ستوجہ کر لیتے ہیں اور جم افعیت بڑھ کر آج بھی اس لطف سخن سے لطف افدوز ہونے ہیں۔ یہ چند شعر ارامیے: ادار اعمان سن ک کہتر میں کافہ جو کیا

المستورين مي گار بري مي گار بري مي گار بري اي آل بري مي گار بري آل بري مواول مي آل بري آل بر

سوز کے نام کو لکھ لکھ کے جلا دانے ہیں یہ شوخ سزاج سوز واللہ چھاڑے گا ایسے اوا کرے گا پھلاکون آٹچٹا ہے انصاف کیجے بھلے آدمی ہو زبال لک سنبھالو

ادا ابدی کی مامرو کا اطور امراز اور الک کا مامرو سے بہ اس بن میری کا ادائی اور ملمارت میں اگر روک اور ان کی اس بات ہے سرا کی مامور پارچے تو مامور ہوا ہے کہ بہتے کول شخص مزے لے لے کرہ 'کاملے بندور این مثال اور میں کی اتازی کر رہا ہے ۔ پاری کرے کے اس استاز نے صوالے کی داران کو خوان کا بنا دیا ہے کہ سے مقدوس کم ان اور میں سے دیا گے۔ کے اسان نہیا افتاد ان کر جاران وار مرد کی امر انشش گھنگر کا حصہ ان کے روں ۔ مائی اد دو بار اندر دوائیاد

> ایک آفت سے تو مر مرکے ہوا تھا جینا اور کئی اور یہ کیسی مرست افد لئی رسوا ہسوا، خسراب ہوا، مبتسلا ہوا وہ کون سی گھڑی تھی کہ تجھ سے جدا ہوا

مت موز کی بہات بجھ ہے پہوچھو ایسا تو گہیں۔ منسبا اند دیکھیا وے مورتیں انہ جانے کس دیس بسیاں ہیں اب دیکھنے کو جن کے آلکھیں ٹرستیاں ہیں

میر و سودا کے اس دور میں سوز کی شاعری خالص اُردو زبان کی شاعری ہے۔ اس میں فارسیت بہت کم اور اُردو بن بہت کایاں ہے۔ تخابی سطح پر انفرادیت ایک بیچید، چیز ہوتی ہے ۔ انفرادیت شاعر کی عظمت کا ثبوت خرور ب لیکن یہ شاعر کی مقبولیت کے واستے میں حائل ہوت ہے۔ اسی لیے تارمل شاعر ، جو اپنے دور کے مقبول راک سخن میں شاعری کر رہا ہو ، متقرد شاعر کے مقابلے میں زیادہ مقبول رہنا ہے۔ اس دور میں سوز کی مقبولیت کا ہی راز ہے۔ وہ شاعر ، جو صرف اپنے دور کا شاعر ہو ، اسی دور میں معمور ہو ، دور کا مزاج بدلنے کے ساتھ تاریخ کی جھوٹی میں جا گرتا ہے اور سوز کی طرح بھلا دیا جاتا ہے۔ اظہار و بیان کی سطح پر سوز سنے زبان کو ماہمھا اور اسے ایک ایسی صورت دی کہ آلندہ نسلوں نے اسے اپنے تخلیق جوہر کی کسوئی بنایا ۔ اس دور میں صفائی زبان کی جو صورت لکلی اور بیانے کا جو کینڈا بنا اس سے أردو زبان کے عد و خال ہورے طور ہر کاباں ہوگئے اور میر سوز شاعری کی اس زبان کے بنانے والوں میں امتیاز کے ساٹھ شریک ہیں ۔ ان کے باں اُردو زبان ، ایان کی سطح پر ، آگے بڑھتی ہے۔ وہ عام روزمرہ و عاورہ کو اظہار ایان سب جنب کرکے لکھنوی شاعری اور ذوق و داخ کے پیش رو ہو جائے یں ۔ تاریخ ادب میں سوڑ کی یہ اہمیت ہے کہ ایک طرف وہ اپنے دور کے وجعانات کے ترجان بیں اور دوسری طرف اسے ایک رع دے کر اس رجعان کی بھی ابھارتے ہیں جو جرأت کی "ادا بندی" میں ایک نیا رنگ سخن بن جاتا ہے اور آئندہ دور میں لکھنوی رنگ حخن کو جنم دیتا ہے ۔ میر نے سوز سے کہا تها که "موقع و عل ممهاری شعر خوالی کا وه به جیان لڑکیاں جسم بون اور بعث كليا بكتي بو -"" أثند دور مين جو بند كليا والى شاعرى لكهنؤ مين عام ہو کر حارمے بر عظیم میں مقبول ہوئی میر سوز اس رجعان کے پیش رو بیم ۔

(٣)

چھوٹا پیڑ بڑے پیڑ کے سائے میں دب کر رہ جانا ہے۔ بھی صورت خواجد اید میں اثر (۱۲۸ هـ صفر ۲۵ ۱۲ ۵ ۷ ۷ ۵ ۲ ۱ ساگست ۱۲۹۹ع) کے ساتھ ہوئی ۔ بہر الرا متواجہ دو در کے جورٹ قابان میں آئی دار ان کے بحل الارمیاد میں میں دو ان کے جوابان النوین میں کے خابان النوین میں کے خابان النوین کے دخابان النوین کے دخابان النوین کے دخابان کے دخابات کی جورٹ کے دوران کے دران کے دوران کے دران کے

میر درد کے باب میں ہم ایسی بہت سی باتیں لکھ آئے ہیں جن کا تعلق یکسان طور پر میر اثر سے بھی ہے۔ بد میر نام اور اثر تخلص تھا۔ غائدانی نسبت کی وجہ سے خواجہ اور سلسلے کی نسبت سے بدی بھی نام کا حصہ ہیں۔ خواجه میر دود نے اثر کا نام خواجہ تجد میر^ے بھی لکھا ہے اور بجد میر مجدی؟ ۵ ابھی۔ جیساکہ ہم لکھ آئے ہیں ، اثر نے اپنا تخلص عندلیب و درد کی مناسبت سے اثر رکها - خواجد ید میر اثر ۱۹۵۸ ۱۹۳۸ - ۲۹/۸ - ۱۵۳۵ مین دیل مین بیدا ہوئے ۔ میر درد سے اکتساب علم کیا ۱۸ اور عواجہ احدد خال سے علوم ضروریه حاصل کیے ۳۰ علم تصوف ، موسیتی اور تاریخ گوئی پر عبور اور علم ریاشی مين درک رکھتے تھے۔ ١٤٢ ١٨١/٥ - ١٤٥٨ع مين جب ميردود رسالد اواردات ا لکھ چکے تو میر اثر کی نرمائش پر انھوں نے اپنی معرکۃ الآوا ٹھنیف "علمالکتاب" غرير کي - "علمالکتاب" کے آغاز کے وقت ميراثر کي عمر ٢٠ سال لهى - "علم الكتاب" كے بعد درد نے چار رسالے ناله درد ، آم سرد ، درد دل اور شم عفل بھی میر اثر کی فرمائش پر لکھے اور اثر ہی نے انھیں یکجا و مراتب کرکے ہر وسالے کی تاریخ تصنیف بھی لکھی۔ ہر قدم ہر وہ درد کے معاون اور ان کے تصنیفی کاموں میں شریک رہتے تھے۔ دونوں بھائی ایک جان دو تالب تھے ۔ درد نے ''علم الکتاب'' میں لکھا ہے کہ ''کسی جگہ اور کسی حال میں بھی ، مجھ سے جدا نہیں رہتے ۔ ۸۳۰ مثنوی انشواب و خیال" اور دبوان اثر" میں جس غلوص و عقیدت کا اظہار کیا ہے اس سے اثر کی نے پناہ محبت کا الدارہ ہوتا ہے ۔ میر درد کی وقات کے بعد میراثر ہی ان کے غلیفہ و جانشین مقرر ہوئے حالانکد اس وقت خود درد کے بئے میر الم (ولادت . ۱۱۵هم م ۱۵۵ م موجود تھے اور ان کی عمر وم سال تھی۔ میر اثر ابھی ابنی عمر کے بتدرهوای سال بین تھے کہ وہ نتیالحجہ ۱۹۱۰ء اوبر ۱۹۰۹ء کو آن کی شادی کئر کی گی گھ گلار بوند (۱۱۵ء) ۱۹۱۱ء مع میں مرازا علی الشف نے بردر اثر کا گار صیفہ اس کا کے جب میں کا ہے جب میں کہ دوی کہ اثراء اور ۱۹۱۱ء میں بینے اس وفاق کیا چکے گئے ۔ دیلی میں ان کے مزار اور تاریخ وفاق صغر ۱۹۰۹ء میں بینے وفاق میں اگر کی صدر تھیا ہے ۔ ان کا شاری تاریخی نیاسی ہیں۔ وفاق کے وفاق میں اثر کی صدر تھیا ہے ۔ ان اساس کا ارتباری نیاسی ہیں۔ وفاق کے

میر اثر صاحب علم و عمل درویش نہے ۔ زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزارئے تھے ۔ ٨٦ مير درد كے ايش تربيت نے ان كى صلاحتوں كو ماليم كو وہ گچھ بنا دیا تھا جو وہ الھے۔ شاہ عالم ثانی نے ۱۱۹۳ھ/۱۵۱۹ع میں بیکم جان کی شدید علالت کے دوران جب دعائے صحت کے لیر میر درد کو بلایا تو انھوں نے میر اثر کو بھیج دیا ہے مشق میر اثر کی شخصیت و سیرت کا کمایاں پہلو ہے ۔ اسی عشق نے جب مجازی بیرایہ اعتبار کیا تو اس کا اظہار شاهری میں ہوا اور اسی عشق نے جب حقیقت و معرفت کا رخ کیا تو ان کی زندگی کا رنگ بدل گیا ۔ جس اضطراب و مج قراری کے ساتھ وہ اپنے محبوب مجازی کے بیجر میں تؤیتے دکھائی دیتے ہیں اس شدت کے سانھ وہ اپنے ایر و مرشد خواجہ میر درد کے عشق میں مبتلا لظر آنے ہیں ۔ جذبہ محبت ایک ہے ، صرف دریائے عشق نے رخ بدل لیا ہے ۔ اس کیفیت عشق نے ان میں ترسی و گداختگی پیدا کی اور اسی نے ثابت تدسی کے ساتھ انھیں فتر و انصوف کے راستے پر چلایا ۔ یمی عشق اور اس کی شورش و برشتگ ان کی شاعری کی جان ہے ۔ میر اثر طبعاً نحایتی اور متواضع ، مزاجاً رقيق الناب اور صاحب درد تھے ۔^^ مير حسن نے لکھا کہ ''فصحائے نامدار اور ملجائے کامگار . . . ایک درویش ہے صاحب وقار اور ایک صاحب حض ہے ہر اثر ، عالم و فاضل ، اس کی قدر کا رقبہ نہایت بلند 1911-6

  $\begin{aligned} & \lim_{t\to\infty} (x_t) \, w_t^{-1} \,$ 

که الارسی و أردو اسمار اپنے بڑے بھائی سے کم نہیں کہتے ۔ ۱۱۴ میر اثر کی بنیادی اہمیت ایک مثنوی لگار کی ہے ۔ ان کی غزلوں پر مثنوی کے مزاج کی اور مثنوی بر غزلوں کے مزاج کی گہری چھاپ ہے ۔ مثنوی خواب و خبال ایک طویل غزل ہے اور دیوان ِ اگر کی غزلیں مختصر مثنویاں ہیں۔ یہ مثنوی میر اثر کی خود نوشت سواخ عمری ہے جس میں اثر نے اپنی زندگی کے ایک شدید عشقیہ تجربے کو ہے باک کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ منتوی "خواب و خیال'' کو غور سے پڑھنے سے یہ بات ساسنے آتی ہے کد یہ مثنوی دو دفعہ میں لکھی گئی ہے ۔ ایک دفعہ میں وہ حصہ لکھا گیا جس میں خالص جسائی عشق اور ایک سچے عاشق کی بے قراری کو بیان کیا گیا ہے ۔ یہ حصہ میر اثر نے اپنے دوستوں کو سنایا اور انہوں نے یہ اشعار اپنی بیاضوں میں درج کر لیے . اس سے میر اثر کے عشق کا واقعد مشہور ہو گیا۔ اس دور کے معاشرے میں ، ممال عووت و مرد کے عشقید رنسے کو معاشرتی سطح پر اچھی تظر سے نہیں دیکھا جاتا تها ، یہ بات اس معزز و عمرم خاندان کی رسوائی کا پاعث ہوئی۔ میر اثر ایک عجیب عالم میں تھے ۔ ٹیر کان سے لکل چکا تھا ۔ اس کا حل انھوں نے یہ لکالا کہ اس منتوی کے شروع اور آخر میں جت سے اشعار کا اضافہ کرکے اس پات ہو زور دیا کہ یہ بات نے اصل ہے اور متنوی کے مجازی عشق کا رخ عشق حقیقی کی طرف موڑ دیا ۔ اس میں متعلق وبط بیدا کرنے کے لیے مثنوی کے وسطی مصے میں بھی کچھ اضافے کرنے پرے . اب یہ مثنوی تصوف کے اس مقولے کی ٹرجان ان کئی که عشق عازی عشق حقیقی کا زیند ہے :

عشق کی حالتوں کو زیند کریں ساوے عطروں سے پاک سیند کریں

اس بات کا ثبوت کد مشوی المواب و خبال" دو دامه میں لکھی کمی ، یہ ہے کہ چل اور انحری مصیر میں وہ شدت اظہار نہیں ہے جو علقہ واردات کے ایان میں مصوص ہوتی ہے - امیر میر اثر نے شعوی میں خود اس بات کا انتراث کے ہے کہ آگر یہ الفادار جو اوکروں کو بادا ٹیمی اور مشہور جو چکے تھے ۔ کمین دیکھو تو یہ حجود کاد یہ شعر میرے نہیں بین بلکہ اس کے بین:

اب جو دیکھو کسو کے ساس کہیں بیس بداس کے ہی شعر ، میرے ثب

ایت به اس نے ہی شعر ) میرے جب اِس شعر سے آگے اینچھے کے یہ چند اشعار اور پڑھ لیجے تاگد ید بات واضح ہو جائے :

وضع آس کی ہوئی ہے خلائو طب ہے۔ بجھے اس سے انحرائی طبح یہ الفرائی طبح مدد کی نات ہے۔ اس انحرائی ، خوفیر رسوائی اور طالعائی عزت و فالموش کی وجہ ہے اگر کے اس متنوی کلو دیوان میں شامل نہیں گلیا ۔ اب متنوی کے یہ چند شعر اور اوٹرہ اجھے ۔

لنسو ويهسوده بهج بسوج كلام ید کہوں عبد ہے گر اوس کو تمام بعض یاروں کو سن کے باد رہا گچھ سردست بنستے بنستے کہا نہبر یہ تظم شامل دیواں له کیا اس کو داخل دیوار كچه دكهالا تها توجواتي طبع آزمانا تها كجه رواني طيم نہیں معلوم کن نے اس کو لیا ایک دو دن میں گہم کے بھنک دیا اب جو دیکھو کسی کے باس کہیں یں یہ اس کے ہی شعر ، میرے نہیں دوسرے جب کہ ہو بشوخی بال ایک تو ریخہ ہے ۔بل زااب نہیں لائق کہیں دکھانے کے ہمر تو تابل نہیں سانے کے جن کو نے اللم سے نے اگر سے کام بس كمستجيرين اس كو سارے عوام اب سوال یہ سامنے آتا ہے کہ آخر میر اثر نے یہ مثنوی ، جس سے وہ بعد میں شامل نہیں گیا ، گیوں لکھی تھی اور متحرف ہوگئے اور اپنے دیوان میں بھی میر دود نے انھیں ٹرغیب دلانے کے لیے وہ سو شعر ، جو بنائے کلام تھے ،

گوری کومہ کو امے تھے؟ کھیے جو شعر مشوی کے طور دادنا دم میں بے تامل و غور بین التصار ایرے بنائے کلام منٹری اوس یہ بے یہ کسام مشوی کے مطالعے بے اند مامنے آتی ہے کدہ وہ مشترہ امیروس کا انسارہ میں آ کے گیا ہے ان کا ابنا مشتری تمرہ تھا ۔ وہ مشتری کم جس آگ میں بیل رہے تھر

اور روز بروڈ جس اماری عشق سے ان کا گام تمام ہو رہا تھا ، سارے خاندان اور عصوصاً میر درد کے لیے تشویش کی بات تھی ۔ درد نے سب طرح کے جتن اور علاج معالجے کیے ہوں کے لیکن ہد تنی میر کی طرح ان کو بھی کوئی افائد نہ ہوا ہوگا ۔ ہوجھنے بر اثر نے ، اس دور کی معاشرت کے پیش نظر ، عشق کا راؤ

> ين كير حال كون جانے ہے کچھ ندکھلنا تھاکیا مرض ہے اسے

کس لیے اس کی نیند و بھوک کئی

کس لیے ٹھنڈے سالس بھرتا ہے يوں جو سوكھے كيا اے دن ہ

با کہ اس کو جنون و سودا ہے

چپ رہے حال کون جانے ہے آء و زاری سے کیا غرض ہے اسے کہا معیت بڑی ہے روز تنی كس ليم آه و الله كرتــا ـــ يا كسو شخص پر يه عاشق . ي کچھ دماغی خلل یہ پیدا ہے

سب علاسات عش پيدا ہے اور الشے خفیف ہونے لگے بات پوچھو تو منہ کو تکتا ہے تسلی تشفی دینے پر اثر نے اپنے عشق کا

ظاہرا پر کسو بہ شیدا ہے حال ہوچھو تو خیر روئے لگے ب کیے آپ ہی آپ یکا ہے لیکن جب دیوانگ بڑھی تو میر درد کے وافعم الهى يناديا و

الفرض بعد ایک مدت کے اور اٹھانے ہزار شدت کے آتھے عشق سے ہوا جو گداز دل عاشق نے تب یہ کھولا راز میر درد نے اس واقعے کو ٹھٹلے دل سے سنا :

دل مرا ان نے پاک و حاف کیا ہاوجود خطا مصاف کیا اور بھر وہی علاج تجویز کیا جو سراج الدین علی خارے آرزو نے بحد تتی میر کے علاج جنون کے لیر نجوبز کیا تھا کہ ''رخت کے بیارہ کرنے سے تقطیم شعر خوش تر ہے ۔ '۱۲۴ میر اثر کو ترغیب شعر دلانے کے لیے درد نے مثنوی کے سو شعر خود کہہ کر دے۔ عشق کی آگ لیز تھی ۔ اثر نے اسی غلبے میں جو جو غیالات جن جن طرح آنے گئے الھیں شعر میں کہنے گئے ۔ بیان، عشق میں تعمور معشوق بھی شامل تھا ۔ لہنڈا معشوق کے جسم کا ہر پر حصہ باد آتا گیا۔ أرزوئ وصل اور أنش فراق كا اللهار بهي بوكيا - مير اثر نے بہت كم وقت میں اس ساری کبفیت کو اشعار میں بیان کر دیا ۔ مثنوی ''خواب و خیال'' کے طرز و بیان میں جو شورش و برشتگی ہے ، جو جلابے اور اڑیائے والی کرنیت ہے وہ عشق کی اسی شدت سے پیدا ہوئی ہے جس کی آگ میں مبر اثر اس وقت جل رہے تھے - عشق ، کی آگ ٹینڈی پڑنے کے بعد تو اُردو شاعری میں بیان ہوتی ہے لیکن شدت کے ماتھ بھڑکتے ہوئے جذبات ، بیان میں نہیں آگ تھے ۔ اس اعتبار سے ید مشتری نے مثال ہے ۔

علم تفسیات کی رو سے وہ ادب ہارے ، جنھیں لکھ کر ادیب یا شاعر اپنے باطن میں چھیں ہوئی تمناؤں یا آرزوؤں کا برملا اظہار کرتا ہے ، خود اس کے اسر ٹز کیاتی اثر (Cathartic) رکھتے ہیں ۔ اس تخلیق عمل سے اس کی ذات پردے سے باہر آ جاتی ہے اور وہ اپنی داخلی کیفیات کو خارجی رنگ دے کر ایسی آسودگی حاصل کرتا ہے گویا وہ مقصد اسے حاصل ہو گیا ہے ، جرمن شاعر رائکر (Rilke) نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ''اس کی شاعری خود اس کے لیے ایک علاج کا دوجہ رکھتی ہے ۔'' فرائڈ کے نظریے کی رو سے بھی جنس خوابش کا اظہار (Libdo) جسے ہم خواہش وصل کہتے ہیں ، دراصل ذہنی ارتفاع (Sublimation) کی ایک صورت ہے ۔ شاعر یا فنکار ، جو دیوالہ اور اعصاب زدہ (Neurotic) ہوتا ہے، تفلقی اظہار سے اپنی غیر آسودہ خوابشات کا نعم البدل تلاش کو لیتا ہے۔ فرائل کے نزدیک تنلیق ادب ایک قسم کا طریقہ علاج ہے جو ادیب کی بیاری کا رخ بلند تر مقاصد کی طرف موڑ کر اسے دور کر دیتا ہے ۔ ادب کے سلسلے میں ارسطو نے بھی بھی کمیا تھا کہ اس کے "اثرات دراصل ڈبنی صحت کے لیے نہایت شغا بخش بین . ڈرامہ اور شاعری ڈہن السائی کا کیتھارسس کرنے بین ۔ ۹۳۰۰ شدید جذبات کے تخلیق اظمار سے فنکار خود ان سے اچھی طرح واقف ہو جاتا ہے اور اسی آگاہی سے ان جذبات کی گرفت گھزور پڑ جاتی ہے۔ میر درد نے بھی میر اثر کو اپتر شعور و لاشعور میں چھیں ہوئی خواہشر وصل کے اظہار کی ترغیب دے کر بھی کام کیا اور جب وہ اس کا اظہار کر چکے اور ان کے باطن کی آگ **ٹھنڈی پڑگئی تو رفتہ رفتہ تصور مجبوب تصور شیخ میں بدل گیا اور وہ جذبات** جو اب تک وصل محبوب کے طالب انھے ، مرشد سے وابستہ ہو کر وصل اللہ کی طرف ہوگئے ۔ ادب و فن کس طرح تزکیہ محرتا ہے اور بھرکس طرح ارتفاع محرتا ے ، مثنوی 'خواب و خیال' اس کی چترین مثال ہے ۔ مثنوی ایک کیس بسٹری ہے اور اثر اپنے جذبات کا سوا اور مجنونانہ اظہار کرکے بات چیت سے علاج (Talking Cure) کرتے ہیں۔ ماتھ ساتھ مثنوی میں دردکی غزلیں ان کے جذبات کے ارتفاع کا کام بھی کرتی ہیں۔ اس مثنوی میں عربانی کی حد ایک جو گھلا بن ے وہ بھی تزکیے کے لیے ضروری تھا وران جذبات کے دبانے سے اثر کا تزکید اور ارتفاع ممکن لہ ہوتا ۔ اسی لیے اس میں وہ فلکارالہ ٹواؤن نہیں ہے جو مثنوی

محرالبیان میں۔ مثنا ہے۔ یہ ایک ایسی طویل لظم ہے جس کا نفسیانی تجزیہ مطالعہ ادب کا ایک لیا ناب کھوٹتا ہے۔اپنی ساری نے رہائی اور تکرار و طوالت کے باوجود اس لعاظ سے بھی بہ اُردو زبان کی ایک اہم منتوی ہے۔

اس مننوی میں بظاہر کوئی قصہ تہ ہونے کے باوجود ایک تصہ جھیا ہوا ہے۔ یہ قصہ ان دو السانوں کا ہے جو ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہیں -ان میں سے ایک مرد ہے اور ایک عورت ۔ دونوں ایک دوسرے سے ملتر ہیں ، ساته رہتے ہیں ، ساتھ آٹھتے بیٹھتے اور سوتے ہیں لیکن پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ عورت جدا ہو جاتی ہے اور وعدے کے باوجود نہیں آئی۔عاشق روز النظار گرتا ہے۔ طویل فراق سے بے قرار اور یاد محبوب میں بردم کم سم رہتا ہے - اے گزرے ہوئے لمح اور واقعات ایک ایک کرکے باد آنے ہیں . وہ وصل کے لحوں کو بھی یاد کرتا ہے۔ معبوب کے جسم کے پر پر حصر کو نصور کی آنکھ سے دیکھتا ہے ۔ اس تصور سے عشق کی آگ اور بھڑ کھی ہے ۔ وہ قامہ و پیام بھیجتا ہے لیکن محبوب تو بدل گیا ہے ۔ ع "قام سے میرے منہ الهتهاتا ہے'' وہ اس کے قول و قرار یاد دلاتا ہے لیکن محبوب پر کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ کیلیت عشق کا اظہار شعر بن جاتا ہے ۔ یہ اشعار لوگوں تک پہنچتے ہیں الو عموب شکایت کرتا ہے کہ تو نے بھے سارے جگ میں رسوا کر دیا ہے۔ ء "ديكھيو اب نہ آؤن ڀاڻھ كيھو" اسى كے ساتھ نامد و بيام بھى يند ہو جاتا ہے۔ عاشق ابنی مقائی پیش کرتا ہے لیکن آب ادھر سے خاسوشی ہے۔ عالم اخطراب میں عاشق جان پر کھیل کر محبوب کے در پر جاتا ہے جہاں اسے وہ یں سنوری لظر آتی ہے ۔ بہاں معلوم ہوتا ہے کہ یہ محبوبہ کوئی بازاری عورت تھی جس کے عشق میں میر اثر گرفتار تھر - عاشق کے وہاں جانے سے اس کی مانگ بڑہ جاتی ہے : جب سے ہر دل تو ہوگیا ہے عزیز

جب سے بر دل تو ہوگا ہے ہؤند ہوس و عشل کی وہی اف کیز اس نے آگے یہ کالوبار ان انہا ہے۔ ایکن میرب اپ میں آس نے سم نجی ہوا ۔ وہ انے انے کرچے میں آئے ہے میں سے کرتا ہے ۔ عاشی کی طالت اور غراب وہ طال ہے ۔ عاشی میرون ڈاز کی انسانہ اس کرکر کے اسے اشنے دیتا ہے اور جب مایوں یو جاتا ہے تو ایو ہر جزے سے آباز وہ جاتا ہے : ہر جزے سے آباز وہ جاتا ہے:

اب ملاقسات بھی ہوئی تو کیسا اب تو ہالفرض ٹو گر آن ملے بودیں شکوے تد میری جان کلے لب له اپنی خبر امد دل کی خبر بر گر اے زوال میں و السر میں بیا بودل تو تجھ خبر بودھ دل روسا ہو تو اب الر بودھ اس برناری ماز کر مشخرے کا خرابط لا پر اثر توکیز کے ہا ہو ، اب و اس پی باقی خین رہا تھا ۔ وہ تر مر بہا تھا اور اس کی چگہ دوبرا اثر پیدا ہوا تھا : اس جگہ تو امدین کہ تو سر بہا تھا اور اس کے جسر مجل اور اس اور ان اس کی بھر مجل اور اس اور اس اور اس کی بھر میں اس کی تعدم مجل اور اس کا کھر ہے اس کیسر مجلس اور کشکر ہے اس کیسے اور کشکر ہے اس

اں جگہ تو اہ میں اہ تو ہے اب ہیں کمپیں اور گفتگو ہے اب اے مرے پیر میں این کی ہے خبر ہے پسہ وقت مساہ کسہ آہ اثر اور اس کے بعد ایمر کی مدح اور اظہار عقبت پر منتوی ختم پر جاتی ہے ۔

یہ مثنوی چونکہ ایک عاشق کے ہر طرح کے جذبات و کیفرات اور اس کے سواغ کا سچا ، بے ساختہ اور بے باکانہ اظہار ہے اس لیے اس میں وہ سب کچھ بیان میں آ گیا ہے جو عام طور پر بیان میں نہیں آتا - یہ عشق خالصاً مجازی و جسانی لوعیت کا ہے ۔ مثنوی "سعرالیان" میں جو بیان وصل ملتا ہے وہ مختصر ہے اور اشارات و کتابات میں بیان کیا گیا ہے . نصرتی نے "کلشن عشق" میں ''أحوال شب زفاف'' کا جو نفصیلی لفشہ بیش کیا ہے اس میں استماروں کے ڈریعے تصور کی آنکہ میں کاجل کی سلائی بھیری ہے ۔ فیضی نے "الل دسن" میں اور جاسی نے ''بوسف ژلیخا'' میں اپنے حسن بیان سے دلکش و رنگین تصویریں پتائی ہیں۔ یہ وہ خیال آفریں تصویریں ہیں جن میں دوسروں کے وصل کو بیان كيا كيا ہے ۔ ليكن سير اثر كے بال اس بيان ميں اس ليے حدت اور شدت ہے كہ وہ روزمرہ کی عام زبان میں خود اپنی آپ بھی سنا رہے ہیں ۔ یہ بیان وصل اس لیر واقعاتی ہے کہ وہ آرزوئے وسل کی آگ میں اس منتوی کو لکھتے وقت بھی جل رہے تھے ۔ یہ صورت اس منتوی کے "سرایا" کے ساتھ ہے ۔ یہ خیالی جسم کی تصویریں نہیں ہیں بلکہ اس دیکھے بھالے جسم کی تصویریں ہیں جس کی آرڑو میں انھوں نے خود کو بھی بھلا دیا ہے ۔ اسی لیے ان کے بیان میں وہ کینیت و سرشاری ہے جو اس آگ کے بجھنے کے بعد اس طور پر دوبارہ بیدا ثہیں کی جا سکتی تھی ۔ شاہ عاتم کے "دیوان زادہ" میں بھی ایک "سرابا" موجود ہے جس میں محبوب کے جہ اعضائے جہان اور ان کے اوصاف کی ٹرجانی کی گئی ہے لیکن اس میں اوبری بن تو ہے سرشاری نہیں ہے ۔ سحرالبیان کے "سرابا" میں آرائش جال تو ہے لیکن بیاں بھی وہ ڈوب جانے والی کیفیت نہیں ہے جو میر اثر کے بیان سرایا کو آردو شاعری میں منفرد بنا دیتی ہے۔

ہمت ، تکنیک اور ترتیب کے اعتبار سے بد ایک ناتابل ذکر مثنوی ہے۔

اس میں تکرار بھی ہے او بے جا طوالت ابنی ۔ جا و بے جا میر درد کی اُردو فارسی غزلوں کی بیولد کاری ہے لیکن ان تمام کمزوریوں کے باوجود اس میں عشق کی والهائد كيفيت اتني ليز اور موثر ب كديد متنوى يؤهنے والے كو اپنے ساتھ بها لر جاتی ہے ۔ اس میں جو (بان و بیان کی سادگی ہے ، جو زور سلامت و روانی ہے ، صدافت اظہار کی جو گرمی ہے وہ ہمیں أردو کی كسی دوسری مثنوی میں نہیں ملتی ۔ عشق سے انسانی ذہن کس طرح بدلتا ہے اس عمل کا اظہار بھی اُردو ی کسے دوسری مثنوی میں اس طور پر نہیں ملتا ۔ اس میں آپ بیٹی کی سی دنجسی بھی ہے اور ایک ہے قرار روح کی حلیتی کیفیات کا برملا اظمار بھی۔ میر نے اپنی متنویوں کو غزل کا رنگ و آمنگ دے کر اُردو متنوی کو ایک ائی صورت عطاکی تھی۔ اثر نے مثنوی ''غواب و خیال'' میں غزل کے رنگ و آبتگ کو اس طور پر ملا دیا ہے کہ اس مثنوی میں دونوں اصناف مل کر ایک ہوگئی ہیں ۔ یہ متنوی ہوتے ہوئے بھی ایک طویل مسلسل غزل ہے اور غزل ہوتے ہوئے بھی ایک مثنوی ہے ۔ اس اعتبار سے بھی یہ اُردو کی ایک منفرد مثنوی ہے ۔ میر حسن کی مثنوی سحرالبیان اپنی ہیئت ، فنی توازن اور خارجی الصوبرون کی وجد سے ایک شابکار ہے لیکن اثر کی مثنوی میں پنجر و وصل کے نشے ، ہے قراری و اضطراب کی کیفیات سعرالبیان سے زیادہ پر الر س سحرالیان کا عاشق کمزور اور بے عمل ہے لیکن "خواب و خیال" کا عاشق ایسے جذبہ عشق کا حامل ہے جو آوزوئے وصل میں جوئے شیر لانے اور تلاش عبوب میں صحرا صحرا بھرنے کا حوصاہ رکھتا ہے ۔ سیرکی مثنوبوں کا عاشتی جان سے گزر کر وصل محبوب سے ہم کتار ہو جاتا ہے لیکن "عواب و خیال" كا عاشق اس عشق كا رشته ، ايني پير و مرشدكي مدد سے ، عشق الله سے تائم گر لیتا ہے اور اسے ایک بلند تر مقصد پر لگا دبتا ہے ۔ اسی لیے مثنوی خواب و خیال العبد ہوتے ہوئے بھی العبہ نہیں ہے۔ جان عشق ایک مثبت راستہ اختیار کر لیتا ہے جو ہمیں گسی اور العبد متنوی میں نہیں ملتا ۔

ستوی ''عواب و عبال'' این طرز آدا کی دید ہے آودو متدوری میں انتہاؤہ کی جائے آدو متدوری میں انتہاؤہ حیث کی حائی ہے۔ اس میں عام بول بال کی آزاب استال ہوئی ہے جس کی تخلیل دو کر حیث کو جس کی تخلیل دی کو کہ اس میں اگرے دیم اس میں ان کے دیم اس میں ان کا دیم اس میں میں ان کے دیم اس میں میں میں ان کے الم لے کر ان کی ان ہے۔ اس میں میں ان کا دیم ان میں دوری انتہاؤہ کی ان کر ان میں ان میں دیم ان میں ان کا دیم ان کے دیم انسان ان وقل ہے۔ اظہاری کمیں جہ انسان وی کر ان کا ان میں ان کا دیم ان کے دیم انسان دی کر انسان بول کی جہ اظہاری کیا ہے۔ اظہاری کیا دیم کے دیم انسان کی کر انسان بول کی جہ اظہاری کیا ہے۔ اظہاری کیا ہے۔

ر بہ ایک دوبا ہے جو اللہ بھڑا اور ایج ہے۔ بغیر کی بھڑاں انظیار کی بھارتی ہے۔ انہوں اس انظیار کی بھارتی ہے۔ انہوں ہے۔ انہوں ہیں ایک اسا انھوں ہے۔ انہوں ہیں ایک اسا انھوں ہے۔ انہوں ہے۔ ان

اس منتری کے طرز ادا ہے جہاں مر دو کہ روابات متراک کو اگلے طرفا ا چے روابر علاق کی \*\* ''کرٹی آمری نہ میں آنا' اللہ طاقت کے حال جی درکا ہے بھر کر اے حال کے جہانا ہے ۔ بغیر فارس میں العاظ کا یہ طرز ادا بارے بھر در کے خوا میں باتی اور ایک ان ایک ہے اس کا سیاح کا یہ طرز ادا بارے بھرٹ ہے ۔ اس میں اگر و انظام کے حدود طرک کر آباکہ یہ کرچی میں مشوی کا ورات میں موت ان اللہ اور مرزا خوان کا کرکا ہے ۔ ان اس نے اس سے ناس سے اس سے اس سے اس سے ناس سے ناس سے اس میں کر

#### غواب و غيال ... بير اثر

بہار هشق سرزا شوق بالها بائی میت بالتے جانا چھوٹ کیڈوں کو ڈھائیے جانا کیمی مند سے دیا چا کر بائ کیمی ملک کر لڑی زبان سے زبان کیمیا کر کار چیٹ چیٹ کے ملا کیما کیما لیٹ لیٹ کے ملا جیکے چیکے بالاق تھی کیمی چیکے چیکے بالاق تھی کیمی

ہتھا بال سب بالنے جاتا کھانے جاتے میں ڈھانتے جاتا وہ ترا مند سے مند بھڑا دینا وہ ترا چبب کا اڈا دینا اور دل کھول گر چنٹ جالسا اور دل کھول گر چنٹ جالسا ڈھملے ہاتھوں نے بارنے لگنا بهل اثهایا نه زایدگانی کا السروبا لطبق واسدكاني كا الد ملا گچه مزا جوائی کا كوي أنه يايا مزا جواتي كا

مثنوی مومن خال مومن غواب و غيال ... مجر الر

> عين أس وقت ير عبل جانا تهك ككيناغدا كواسطرجهوا

> ليند آتي ہے اب مجھے اند جھنجھوڑ

و، بائه کو زور سے جهڑانا وہ ترا ہے حجاب مل جاتا

وہ ثرا آپ ہی آپ شرمالا وہ ٹرا آپ ہی آپ شرمانا بات ٹھیرا کے بھر عل جاتا

وہ سینے یہ لیٹ کے ستانا مطلب کے سخن یہ روٹھ جانا

ے رحم آب تو دے چھوڑ بس چھوڑ تحدا کے واسطر چھوڑ

ان عائلتوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ میر اثر کی مثنوی آنے والے دور کے مثنوی نگاروں کے لیے ایک ایسی اہم مثنوی ضرور تھی جس کے تخلیق اثر

نے ان کی تفلیقات میں رنگ گھولا ہے۔ روایت کے اثرات اسی طرح سرایت گرتے ہیں اور آنے والی اسلوں کے شعور و لاشعور کا حصہ بن گر ان کے

تخلیق ذہن میں جذب ہو جانے ہیں۔ اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نے أردوكی عشقیہ بثنوی کی روایت کو ایک لیا رخ دیا ہے۔ دیوان میر اثر دیوان درد کی طرح مختصر ضرور ہے لیکن منتخب نہیں ہے۔

اس میں وہ تنوع نہیں ہے جو دیوان درد میں تظر آتا ہے۔ اس میں حسن و عشق کی وہی کینیات بیان کی گئی ہیں جو مثنوی خواب و غیال میں زیادہ پر اثر الداز سے بیان میں آگئی ہیں ۔ اگر دیوان اثر اور مثنوی خواب و خیال کو ایک ساتھ دیکھا جائے نو دیوان کی غزایں مثنوی کے جذبہ و احساس کی ٹکرار کرتی یں ۔ اثر کی غزلیات پر اس مثنوی کا گہرا اثر ہے۔ میر اثر کی غزل ایک عدود دائرے کی شاعری ہے جس میں کیفیت انتظار ، یاد عبوب ، اضطراب ہجر ، یے والی محبوب ، باد ماضی ، عالم ہے حواسی ، رسوائی عشق ، عام معاملات و واردات عشق کا اظهار بار بار ہوتا ہے۔ میر اثر میر کی طرح غم کو تشاط نہیں بنا سکتے اور لہ وہ درد کی طرح غم کو بی کر اس کی ائے مدھم کر سکے۔ ان کی غزل میں ریخ و ملال کی کینیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اوے کی غزل کو "اظہار رج" کی شاعری کہنا چاہیے ۔ اس بات کی وضاحت کے لیے میر الرک غزلوں کے یہ چند اشعار دیکھیر :

مرت مرت یوں خیال وہا ترے آنے کا اجتال رہا صات کید دیجے مختصر انسا آئیے گا گستہ بس لہ آئیے گا پھر کے دیکھا لہ اس طرف اس نے آہ پر چنسد میں پکار رہا دل میں دماخ جی لہ جگر میں لیو کی بوند

اٹھ گیا سب جہاں سے تول و تسرار یساد وعسدے کیسا کرو بیٹھے

ستوی کی طرح میر اثر غزل میں بھی پر کیایت اور پر امساس کلی حتی کد مونیالد بمیالات کو بھی عام بول چال کی زبان میں ایسی ہے ساختگی اور ووزمرہ و عادور بھی کا میں میں میں اس کے اس کے اس کا کہ کسن بن جاتی ہے اور امی سادگی کی وجہ سے ان کے اتمار اگر سے قرب اور ہو کر جاند زیار پر چڑھ جانے ہیں ۔ یہ خصوصت ان کی غزل کا کابان وصل ہے:

رک تمتیز ہیں۔ باز آنا ہے۔
الم دو کیا ہے۔
الم دو کیا تھے۔

میر اثر عام طور پر غضیر مجری استهال کلرتے بین اور مشتوی کی جر آن انہیں اتنی مرکون سے کہ بیشتر غزایق اس بر میں ملتی ہیں ۔ وہ غزال میں ایک دصرے دورے کے عدد مال میں ایکان المین شنوی کی دوسرے و بیشت المائی ڈکر روی کے - میں صورت ، اینی سازی قادر الکارس اور خشف استانی سامی میں کما زائری کرتے کے اورود شنوی سعر البان والے میر حسن کے ساتھ ہے، جن کا خالف میں کا بات میں کرتے کی ایک میں کرتے کا بات میں کرتے کے بات میں کرتے کا بہت کے اس کے بی جن

# حواشي

. عنزن لكات : قائم چاند بورى ، مرتبہ ڈاكٹر افتدا حسن ، ض ، ، مجلس ترقی ادب لامور ۱۹۲۹ع -

الته دوبور ۱۳۹۹ م. پـ تام چالد بوری: پات پدم سنگه شرما ، ترجمه مسعوده حیات ، "التوفی"؛ اوبور: مااره چه ، می ۵۵ - ۵۵ ، چولانی ۱۳۹۳ و اور "قائم چالد بوری اور ان کلام": زار نجد علی خان اثر رامیوری ـ معارف م جاد ۱۹۰ ، ص ۲۸۹

اعظم گؤه، ابریل ۱۹۵۳ع -ب. غزن لکات : ص . . ۲ - جـ غزن لکات : ص . . . ۲ -

ه- ايضاً : ص . . . - ٢٠١ -

ہ۔ گزات الشعرا : بچد تتی میر ، ص . یم ، نظامی پریس بدایوں ، ۱۹۲۹ ع میزن تکات : ص . . . . اور تذکرة بندی از غلام بعدائی مصحفی ، ص و بی ، .

المِين ترق أردو اورنگ آباد ١٣٠ وع -

ہ۔ عنزن لکات : ص ہم ۔ ہ۔ این اوریشنل بابو کرینیکل ڈگشنری : ٹی ۔ ڈیلیو ۔ بیل، ص ہے ، ایڈیشن

۱۹۶۳ع -منان لکات ۱ می ۲۰۱۱ -

ا ١- غزن لكات : (تطعد سال تصنيف) ، ص ١٤٩ -

، ١- كليات ٍ قائم ; مرتبه اقتدا حسن ، جلد دوم ، ص ٣٦، مجلس ترقى ادب لابدور ١٩٦٥ ع -

ب ۽ . عيموعہ ' لفقر آ قدرت اللہ قاسم ، مرتب محبود شيرائی ، جلد دوم ، ص ۾ ۾ ، پنجاب يوليورشي لاچور ١٩٣٣ع -

ے۔ تذکرۂ پندی ۽ غلام بمدانی سميعنی ، ص ۱٫۰ ، المبمن ترتی أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۲۴ء -

- 12 تذکرہ بندی : ص ۱۳ - ۱۹ ایشاً : ص ۱۹۹ - ۱۹ کیا - ۱۹۹ کیات تائم : ص ۱۹۶ - ۱۹۹ کیات تائم : مرتبد قاکار اتندا حسن ، ۱۹۹ دادل) متدمه ص ، ۱۹۰ - ۱۹۱ کیات

ا على قرب الدور 100 على المداعلي . (جد اون) مديو على عبلس لرق ادب لابور 1900ع -

عبسر ترق بدل دور ۱۸۹۵ ع -۱۸- تذکرهٔ پندی : ص ۱۵۹ - ۱۸۰ -

و و . التخاب يادگار : منشى امير احبد امير مينائى (حصد دوم) ، ص ، . يه ، تاج المطابع راميور . . ٣- كليات جرأت : مرتبد ڈاكٹر اقتدا حسن ، جلد دوم ، ص ٢٠١ ، ليبلز (اطاليہ) ١٩٤١ع -

و جـ نكات الشعرا : ص ١٣٠ -

١٦٠ دو لذكوے: مرتبه كليم الدين احمد ، (جلد دوم) ص ١١٥٥ ، يشد بيار
 ١٩٦٢ -

ج. الكات الشعرا إ ص . ج. ـ

س. کلیات ِ قائم ؛ جلد اول ، ص ۱۷۹ - ۱۷۳ -د به مجموعه ٔ تغز : جلد دوم ، ص ۸۳ - ۸۳ -

ه ۶- مجموعه" تفز : جلد دوم ، ص ۸۲ - ۸۳ -۲۶- کلیات ِ قائم : جلد اول ، مندسد ص ۱۵ - ۱۸ -

٢- تيات الشعرا: ص ١٠٠٠ - ١٨- تذكرة بندى: ص ١١٥- -٢- تكات الشعرا: ص ١٣٠ - ١٨- تذكرة بندى: ص ١٤١- -١٩- نستور الفعياست . ص ١٨- -

. ب. بميع الانتخاب (تين تذكرے) : مرتبہ لنار احمد فاروق ، ص م. - وہ ، مكتبہ بريان ، دتى ١٩٦٨ع -

وجه طبقات الشعرا : قدرت الله شوق ، مرتبه لناز احمد فاروق ، ص ۱۸۳ ، عبلس

وجد ايضاً : ص ١٨٢ -

۳۳- کلیات کائے : جلد اول و دوم ، مراتبہ ڈاکٹر افتدا حسن ، عبلس ترق ادب لاہور ۱۹۳۵ع -«بہ عنزن تکات : مرتبہ ڈاکٹر افتدا حسن ، عبلس ترق ادب لاہور ۱۹۳۹ع -

هم- عزن ثات : ص ۱۷۹ -

ہ ہے۔ دستور الفصاحت ؛ دبیاچہ 'مصحح ص . ہ تا ہ ہ ۔ ے۔ غزن لکات ؛ ص ہ ۔ ہے۔ میزن لکات ؛ ص . ہ ۔

ے۔ عرق نص ج س م ۔ 4 ہم۔ ایضاً : ص ج 2 ء ۔ ، ہم۔ ایضاً : ص 2 ۵ ۔ 4 ہم۔ غزن لکات : مقدسہ مرتب ، ص ج ۲ ۔

بهد ایشاً : ص ۱۵۱ -

ہے۔ اے کیٹالاک اوف عربیک ، برشین اینڈ ہندوستانی مینوسکریشی ؛ اے اسپرنکر ، ص 124 ، کاکت جـ 146 ء

سپردار در از این است. بیرم الات الشعرا : ص ب م منزل الات می جو .

**۽ يه عنزن اکات ۽ ص ۲۲** -

يرج. كليات قائم : جلد اول و دوم ، مراتب ڈاكٹر اقتدا حسن ، مجلس ترق ادب برس. ديدان قائم : مرتبه ذاكثر خورشيد الاسلام ، ديلي ١٩٦٣ م ..

و ہے۔ التخاب دیوان قائم : مرتبہ تواب عاد الملک مولوی سید حسین بلگراسی ، مدراس ۱۹۰۰ع -

. ه. انتخاب ديوان قائم : مرتبه حسرت موباني ، علي گؤه ه . ١٩٠ -وهـ كليات قائم : مرتبه اقتدا حسن (جلد دوم) ص ٣٢٣ – ٢٥٨ ، مجلس ترقى

ادب لابور ه ١٩٦٦ع -وه. لاكات الشعرا : ص ١٩٠ - ١٥٠ غزن لكات : ص ١٣١ -

سه. تذكره شعرائ أردو : مير حسن ، مرتبه حبب الرحسٰن محال شرواني ، ص 🗛 ، انجمن الرق أردو (پند) ديلي ، ١٩٣٠ ع -

٥٥- مجمع الانتخاب (تين تذكرے) : مرتبه ثنار أحمد فاروق ، ص ٩ مكتبه

يريان دلى ۱۹۹۸ع -- م. تذكرة مندى : ص 111 -

٥٥- عبدم الالتخاب: ص ٩٨ اور عبدوعه الفز: ص ٠٧٠ -

٨٥- تذكره شعرائ أردو : ص ٨٤- ٥٥- غزن لكات : ص ١٣١ -. ٥- مقالات الشعرا ؛ قيام الدين حيرت اكبر آبادي ، ص ٩ ، ، علمي عيلس دلي

- 21934

و به عنزن لکات ؛ هن . . ۲ . ٩٣- څوش معركه زيبا : سعادت غال ناصر ، مرتب مشفق خواجه (جلد اول)

ص ١٩٤٠ عبلس ترقى ادب لابور ، ١٩٤٠ -م. و. دستور الفصاحت: ص م م م

م. - كليات جرأت : (جلد دوم) مرتب ذاكثر افتدا حسن ، ص ٢٣٠ ، ليهلز (اطاليم) ١٩٤١ع -

ه. . عبد الانتخاب (آين تذكرے) : ص . و .

٣٠٠ كليات جرأت : (جلد دوم) ص ٢٠٠٠ عهد دستور القصاعت : ص وه ـ

٨٨- عبم الانتخاب (تين تذكرے) : ص ٥٥ - ٥٥ -

وو- طبقات الشعرا : ص ٢٣١ -

. ير. تذكره شعرائ أردو : ص ٨٠ -

و ر- نجم الالتخاب (ثین نذکرے) : ص ۹۸ - ۹۰ -٣ .. ديوان سوز : مطبوطه أردو ي معليل جلد ، بر شاره ي - ٦ ، ديلي ١٩٦٣ -

المركد زيبا : جلد اول ، ص ١٥٥ -

م.. كايات سودا كا پهلا مطبوطه نسخه ؛ قاضي عبدالودود ، مويراً ، شهاره و ، ،

ه ١- كايات سودا : جلد اول و دوم ، مرتبه ڈاكٹر شمس الدين صديقي ، مجلس

ترق ادب لابور ۲۵۴ مع و ۱۹۵۶ ع -٩ ١ - ١ - ١ من ١٥ -

رير۔ خوش معرك زيبا : (جلد اول) ص جم ۽ ۔ ٨٥٠ علم الكتاب : شواجه مير درد ، ص ٨٨ ، مطبع الالماري ديني ٨٠٠ ٥٠

و ع. شمع عقل : خواجد مير درد ، ص . ٢٠ ، مطبع شايجهاتي بهوبال ، ١٠ ١ هـ ـ . ٨- رائے سنانھ سنکھ بيدار كے اس قطعہ تاريخ ولادت سے ١٩٨٨ برآدد ہوتے

فروزندة خاممال تا قيامت چو قطب کسالات برج اتسامت

برآمد دو عالم ازو گشت روسن بماند چنین نور یا رب سلامت ندا آمده "انور شبع اماست" یاں شب بہ بیدار سال طلوعش (4 1 1 ma)

(قطعات تاریخ (قلمی) : انجمن ترق أردو پاکستان کراچی) ـ ٨٥- كلزار ابراييم : مرتب داكار عن الدين نادرى زور ، ص ١٩ ، مسلم

يوليورسني اريس على گڙه ١٩٣٠ع -جهر. مجموعه " ثغز ۽ قدرت اللہ قاسم ۽ جلد اول ۽ س جم ، پنجاب يونيورشي

- /11759 ورد علم الكتاب • فر ور -

قطعات تاريخ : سناته سنگه بيدار ، تفطوطه انجمن ترق أردو باكستان گراچي. همد ايضاً ـ

٩٨٠ دو تذكرے : (تذكرة شورش) مرتبه كليم الدين احمد (جلد اول) ص جه ،

- E1109 mile رهم ديوان مير آثر : مرتبد ڈاکٹر کامل قریشي ، مقدم ص جه ، انجمن ترق

أردو (بند) دبلي ۱۹۵۸ع -٨٨٠ محموعه لغز : (جلد اول) ، ش ٣٠٠ - ٨٨- تذكرة شرائح أردو : سير حسن ، ص . ۽ ، انجين ترق أردو (بــد) ، ديل

. ٩- ديوان آثر : مرتبه ڈاکٹر کامل فریش ، انجمن ترق أردو پند ، دیلی وو- لذكرة بندى · ص و - م

٩٣- خوش معركه زيبا : (جلد اول) ص ١٠٠٠ -

- ٩- اوسطو سے ایلیٹ تک : ڈاکٹر جمیل جالبی ، ص ٨٥ ، نیشنل بک فاونڈیشن ، کراچی ۵ ۱۹۵ ع -

م.٩- أردو منتوى عالى مند مين : ڈاکٹرگیان چند جین ، ص ٥٠٠ - ٥٠ ، انجمین ترق أردو (مند) ، على كره ١٩٦٩ -

### اصل اقتباسات (فارسي)

"از بدو شعور تا باین حال به توسل نوکری بادشایی به دارالبغلافت 470 00 شاه جهان آباد گزراند و لیل و نهار به مقتضائے مناسبت به صعبت مخن سنجان عالى مقدار بسر برده ـ"،

"مدنے داخل جرگ میاں خواجہ میر صاحب ماند ۔" 121 15 "در آغاز مشق اشعار خود از نظر خواجه میر درد تخلص 434 00

می گزرالید ۔" 474 UP

الاکنول با مرزا رفیع مشور است ."

"جا بر خبائت اصل از شاگردیش (سودا) ہم جلوتی کرد ۔" 474 UP

تا الآن در ذکر و بیان اشعار و احوال شعرائے ریختہ کتاب تعییف 1100 نگردیده و تا این زمان پیچ انسان از ماجرائے شوق افزائے

سخن وران این فن سطرے بد تالیف لرسالیده ."

"این دو شعر بنام او در بیاض میر عبدالولی مسطور توشتدیاتم ـ" 440

"احوالش من و عن داخل تذكره خان آرزو است " 440

ير شناسائے اسلوب سخن مخنی و بمتجب لیست کہ از عبد عبداللہ . . . . . . . . . . .

فطب شاه گرفته تا زماله جادر شا، كسائے كه شعر ريخته كنته الد

نسق کلام اینها بسیار مربوط و معقول است ـ پر چند اکتر الفاظ غیر مالوس گوش بائے مردم مستعمل ایشان است لکن چوق مواقق زبان دکھن راست و درست است ـ پیش بعد کس راہ بددل دارد۔''

ص ۱۹۳۰ "از خوش گردن تقلص من نصف دلم ازو خوش است."

ص ه۹۵ ٪ "سمی و سفارغیر غربا بخدمت امرا که دربی امور نظیر خود لفاشت مثلی آفتاب برېمه با روشن و ظایر است م<sup>62</sup>

ص ۱۹۰۱ه می ۱۳شعر را بادائے نادرکہ دست ر یا و چشم بلکہ کمام اعضا در حرکت می آیند، می خواند و مردمان نافیم را متوجہ جانب خود می گرداند ۔''

''در پیچ جا و پیچ حال جدا از بنده انگزارد ۔''

ص ۱۰۸ ''از فصحائے فاندار و ملجائے کاسکار . . درویشے ست مؤثر و صاحب حضے است مؤثر ۔ عالم و فاصل ، رتبہ قدرش یہ عایت بلند''

اس ۸.۳ انشعر پندی و فارسی کم از برادر بزرک نمی گوید ـ.»

A . . . . . . . . . . . .

# مير حسن

نٹی نسل این بزرگ نسل کے کھونے ہے کھوا ملا کر چاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی کابالہ ہو کر ابنی چکہ تا لینی ہے۔ میں مسن بھی چلا تی ہو ۔ مورا اور میر درجے کر دور کی اس اس کے اسانی کرنے تھی ہے۔ میر کی استخداشتہ((۱۹۵۵ء/مامرہ) کردیوں کے ''شکرکا رشدگوان'' (۱۹۲۵م/مامر) ۲۵مرے) اور فائم کے ''میزنز کان' (۱۹۱۱م/مادے مورد) بما میر مسن کا کرکر تیس خانہ جربے دائی ہوئے کہ ۱۹۵۸ء (۱۹۵۵ء –۱۹۵۵)

**ت۔ سیر اور گردیزی نے اپنے تذکروں میں جس میر حسن کا ڈکر گیا ہے وہ** شاکرد سودا میر چد حسن بین اور ایک الگ شخص بین . ان کا بارے میر حسن سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ خود مبر حسن نے اپنے تذکرے میں میر بد من من کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مسن نے ایک ملت یونس خان کی صحبت میں بسر کی اور گاہ گاہ شعر بھی کہنا ہے۔ (لذکرۃ شعرائے أردو : مرتبہ حبيب الرحسُن خان شروانی ، ص بہم ، انجنن ترقی أردو بند ، ديلي . ۾ ۽ ۽ ع) حسن ناسي ايک اور شاعر ، جس کا ذکر لکات الشعرا اور تذكرۂ رہنتہ گویاں میں نہیں ہے ، خواجہ حسن حسن ہے جس کے بارے میں میر حسن نے اپنے اند کرے میں لکھا ہے کد الباس فئیر کے تنامی سے چونکہ واقف نہیں تھا اس لیے حسن تخلص اختیار کر لیا ۔" (تذکرہ شعرائے اُردو ، ص . ہ)۔ اس سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ میر حسن عِسنَ اور خواجه حسن حسن بھی دو الک الک شخص ہیں اور ان دونوں سے ہارے میر حسن کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اسپرنگر نے بھی دیوان خواجه حسن کا ذکر کیا ہے (اے کیٹالاک اوف عربیک ، پرشین اینڈ بعدوستاني مينوسكريش ، ص ٨.٩ ، كلكت ١٩٨٨ع) - تاريخ ادب مين اس ہات کی صراحت اس لیے ضروری تھی کہ ہارے آبل علم نے عام طور پر (بنيد عاشيد اکلے صفعے إد)

میر حسن کی شاعری کا باقاعدہ آغاز نہیں ہوا تھا۔ میر حسن ، جن کا قام میر غلام حسن ا اور تخلص حسن تها ٢٠ مشهور بزل كو مير غلام حسين ضاحك كے يتے تھے۔مير حست (١١٣٩ه - ١١٢١٩ - ٢٢١ - ١٢٦١ - ١٨١١ع) كا عائدان چار پشتوں سے دہلی میں آباد تھا ۔ ان کے مورث اعلی میر امامی موسوی شاہجہاں بادشاہ کے دور میں ہرات سے ہندوستان آئے اور دلی میں آباد ہوگئے ۔" میر حسن نے اپنے دیوان کے دیباہے میں لکھا ہے کہ "یہ مؤلف ایس میر غلام حسین ابن میر عزیز اللہ ابن میر برات اللہ ابن میر امامی موسوی اصار شاہجہاں آباد سے ہے ۔''' امامی موسوی کے بارے میں میر حسن نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ "سہ ہزاری ذات" کے منصب پر فائز تھے لیکن شاہجہائی دور کے کسی تذکرے یا تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔۔ سیر حسن نے یہ بھی لکھا ہے کہ میر امامی فاضل متبحثر اور فلیہ ٹھے اور کہ کہ تفریح طبع کے لیے شعر بھی گلبه لیتے تھے اور بھر اس بات پر اظہار افتخار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس عاجز سخن کا سررشتہ شاعری خاندانی ہے ، اکتسابی نہیں ہے ۔ اگ میں حسن براتی دلّی کے محلم سید واڑہ میں پیدا ہوئے" اور جیں ارنے کی تعلیم و تربیت ہوئی ۔ لذکروں سے ان کی تعلیم کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا البتہ میر حسن کے ایک قریبی دوست میر شیر علی انسوس نے ، جو دس سال لک ان کے سالھ

## (بانیه حاشیه صفحه گزشتنه)

یہ غلطی کی ہے اور میر اید حسن اور غواجہ حسن حسن کو میر حسن ، صاحب منتری "احبر البانا" مسجو کر غلط کامج کاللے ہی، ۔ آپ جات (ص-10 ، اور جہاردھ، مطبوعہ شیخ میارک علی ، الاہور) میں بھی شواجہ حسن کی ایک خزل میر حسن سے منسوب کر دی گئی ہے ۔ (ج - ج)

ایک ہی سرکار سیر ملازم رہے ، لکھا ہے کہ ''اگرچہ علم عربی اسے مطلق ال تها بان قارست تهی بلک، جست، جست، نعر یا کوئ رباعی کیهو کمید بهی لیتا تها نکن علم على مين بے بدل اور شعر بندى مين اکمل تھا ۔ 14

میر حسن نے اپنے سال پیدائش کا کہیں ذکر نہیں گیا البتہ ید لکھا ہے کہ "كردش روزكار بدينجار" سے شروع جوائي ميں لكھنۇ اور فيض آباد أيا ٨٠ مصحفی نے میر حسن کی عمر اور وفات کے بارے میں لکھا ہے کہ اعشرہ عرم میں ان کی رحلت ہوئی۔ ان کی عمر ساٹھ سے زیادہ ہوگی ۔ ۹۴۰ اُور اس بنا پر ک مير حسن كا سال وفات ١٣٠١ه/١٨ - ١٤٨٩ع عيد اور اس وفت ان كي عمر . ٣ سال سے زیادہ نهی ، سال ولادت ١١٦٠ مرد كر دیا گیا ے۔ ۱ دوسرے گروہ نے گارسان دناسی کی اناریخ ادبیات ہندوستانی اور اندکرہ طبقات الشعرائ بندا مؤلف كريم الدين و فيلن مين وفات كے وقت مير حسن كى عمر بياس سال ديكه كر سال ولادت ١١٥١ه/٣٩ - ١٢٨٤ع مقرر كر ديا يهـ١١ ناضی عبدالودود نے لکھا ہے کہ میرے نیاس کے مطابق میر حسن کی پیدائی . ۱۱۵ء میں یا اس کے لگ بھگ ہوئی ہے۔ ۱۲ ڈاگٹر وحید قریشی نے السفيند" بندى ١٣٥١ كى اس عبارت كى بنياد بركه وفات كے وقت مير حسن كے والد میر غلام حسین ضاحک کی عمر ساٹھ سال تھی اور پھر یہ قیاس کرکے کہ وہ ١١٩٦هـ / ٨٦ - ٨١ / ٤ع مين يا ذرا بعد فوت ہو گئے ، شاحک کا سال ولادت ۱۱۹۹ مے . - ۱۱۳۹ متعین کیا ہے ، اور پھر ضاحک و حسن کی عمر میں كم أو كم ١٨ برس كا فرق مان كر حسن كا سال ولادت ١١٣٩ +١١٨ = ١١٨٨ ا مروعی میں میر کیا ہے ۔ ۱۳ دلھسپ بات یہ ہے کہ ان محتوں میں میر حسن کے اپنے بیانات اور خصوصاً اس دیباجے کو ، جو انھوں نے اپنے دیوان پر لکھا ے ، بالكل نظر انداز كر ديا ہے ۔ اس ديباہے ميں مير حسن نے چند ايسى بنیادی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جن سے ان کے سال ولادت کا سراغ لگائے میں مدد ملتی ہے ۔ مثال میر حسن کے دیباجے کی یہ عبارت دیکھے :

''غرض جب گردفور روز اثر سے میں لکھنؤ پہنچا تو میں نے ایک رہاعی الرس زبان میں محمی جسے میرے والد ماجد کی زبان سے من کر شیخ صاحب لور اللہ عرقدہ نے اس گنگار کے حق میں دعا فرمائی۔ شاید به الهی بزرگ عالی مقدار کی دعا کا لنیجہ ہے کہ مجھے توفیق سطن نصيب بوني . "18

اس عبارت سے یہ بات سامنے آئی کہ اس وقت سبر حسن تو عمر لھے اور ان کی

فاومی رہائی العشوت قبلہ کئی" (میر شامک) نے شیخ سامب کو سنائی آئی ۔ امام سوال ابھا ہوتا ہے کہ یہ السیم حامساً کون مرد ہزرک بیں من کا ذکر معر حسن نے التے احترام سے کیا ہے ۔ اس کتھی کو ایمی میر حسن نے النے اس دیاچے میں آگے جل کرسطیعا دیا ہے : اس دیاچے میں آگے جل کرسطیعا دیا ہے :

''پچواٹیے میر بحد تنی ، جن کا تخلص میر ہے اور جو چراخ منال تمعرا شیخ سراج الدین علی خان آرزو نور اللہ مرتد، کے (جو زمانے کی آلدھی سے خاموش ہو چکے بین) بھاتھے ہیں 1942

''الهي سال '' و فتي الحجد '' تو آنگهنڙ چنجي جو لواب صفار جنگ کا اتماد تها اور راجه ولن (ليا کي صوبل جن قبام 'تجا - آنال کي ادم آنال خوا دين لواب صفار چنگ ي بازي کي خبر مشمور و دي گاهي چنجي جي دي در روز بيد بنگه نيفي آباد ہے ، جو اودہ کے باس ہے ، اکمينز جي خبر آن که نواب صفار جگ بادر نے اس عالمي قال ہے عالم جاهوان کي طرف رحلت کي ''ادا

صندر جنگ نے 12 فتحالعج 1912ه/ اکتوبر م221ع کو وفات پائی-" آراؤو چساک اوپر کی عبارت سے واضح ہے ، ج، ڈیالنجمہ کو لکھنڈ پہنچے اور 25 ڈیالنجمہ کو صدر جنگ کی وفات کی خبر اکہانہ جنجی ، ڈیالنجمہ قدری سال ک الكونسية بيد به طوار إلى نوسة مدادة مترفع بوطائية . ألارك ولاقات الانتخاب المداولة والمائية . ألا كو الأول ولاقات 12 من مواجعة مداولة والمستوالة والمستوا

سال ولاَلات ۱۹ م ۱۹ = ۱۹ م ۱۱ م ۱۹ م ۱۹ م ۱۹ م متعین کیا بیا سکتا ہے۔ شاعری کی طرف میر حسن کا فطری رجعان بجین سے تھا ۔ بجین بھی میں فارسی زبان میں یہ شعر کہا :

فارسی زبات میں بہ حسر میں کے یک سفن کریم الرا بشتان کر کے تخوابی رنج شود اے جان مدہ آزار میں '' لکھنڈ آ کر بھی فارسی میں میں شعر کمنے رہے لیکن جب لکھنڈ سے فیض آباد

آنے اور جر جب اللہ اور ان کے بعائی جر آ اور ایم اور ان کی حجت میں باغیر اور ایا کامن حنایا اور انک دن میں جب اللہ کا ان حرضہ بین کا میں کامی کرنے کی فرمائلوں کی اس کے بعد سے ناوس میں مقرقول ٹرک کر دی اور اور دیر وی جربے - ان زمانے جو میں خیاد الدین حین طبا فض آفاد میں تھے۔ میں حسن ان نے احلاج لینے لکے - فض آباد سے میر حسن کی آدود شاموی کا آغاز بوتا ہے۔

بطن الذّرك وكالورت لم لكاما ہے كاد ہو من نے خواہد بدور ہے بھى اسلاح كى اقى ۔ يہ اب اس اس فرصت ہى ہے كہ كد ہر سس كى غاشرى كا آغاز افردہ چاك ہوا ۔ در ہے اگر ایسا ہوقا تو ہم من ابنا تہ لاكترے ہے ہى اس ان بات كا خورد راكز كريك كوركان يہ بات چود دير من نگ ہے قابل بخر تمى ۔ افورت نے دیر خانے صادح لى جس كا اعتراف الھوں نے اپنے تذكرے بن ، افر خواج جو ادر اور جوان س كيا ہے :

گفتگو اپنی برابر کب ضیا سے ہو سکے فرق ہوتا ہے جت شاگرد اور استاد میں

لیکن جب میر ضیا فیض آباد سے عظیم آباد چلے گئے اور راجہ کلیان سنگھ عاشق سے منسلک ہو گئے۔''7 تو وہ مرزا رفیع سودا سے مشورۂ سخن کرنے لگے جس کی الصدیق میر شیر علی افسوس کے دیباچہ'' سعر البیان سے بھی ہوتی ہے : نے آپنے دیوان میں بھی دو ایک جگہ سودا کا ذکر گیا ہے : گیا تھا بھول سب کچھ میں تو بنکلے کی جدائی میں غزل یہ بجھ سے کہوائی حسن سودانے کمیدکمیدگر

عُزل یہ جمع ہے کہوال حسن صودا نے کہیدکیہگو حسن صودا زبانی ابنی بین غلاق مثانی ٹھا 'گوے ایہ کیا سطرے کی 'کوئی غلاق لگاف بھا میر نیا قادر الکلام شاعر ضرور ٹھے لیکن ان کا رائک مٹن میر حسن کے مزاج

ہے ماسیت میں رکھتا تھا اس لیم آن ہے لہ لیہ مکی جس کا اظہار میر مسن کے اپنے دولان کے دیبائے میں یہ کلیم کر کیا ہے کہ ''الان کا العالم مشن پوری طرح جم ہے ادارہ اور ایس کا '''14 اس لیے میر حسن دوسرے بزرگ تعراکے کمور اپنے دیبائے میں کیا ہے۔ خود اپنے دیبائے میں کیا ہے۔

بعد سن آخر و المؤسلة و المؤسلة و السندي آخر الذي يوم المؤسلة و ال

كى يكن يبان بهى قسمت نے ساتھ له ديا اور آصف الدولم نے صرف ايك دوشالہ مير حسن کو صلي ميں ديا ۔ مير افسوس نے لکھا ہے : 'اصلے كا اس كے ماجرا يد بے كد لواب وزير المالك آصف الدولم مرحوم نے ایک دوثالہ خاص اپنے اور است باتیے میں سے نکاوا کر معنف کو عنایت کیا ۔ رتبہ تو اس کا البتہ بڑھا نہ ڈل گھٹ گیا ۔ اس لیے کہ مطلب دلى حاصل ته ہوا ، ليكن يه كھوٹ صرف طائع كى ہے كيونكہ مال كهراء خويدار اتنا بؤا اور سودا خاطرخواه له جوا بلكه گهاڻا آيا "٢٨٠ سعادت خان ناصر بنخ اس گھائے کی وجد یہ بتائی ہے کہ ''انواب قاسم علی خان (فرزلد مالار جنگ) نے جب منتوی (سحر البیان) ان سے سی تو فرمایا کہ عمیم دو کی میں تمہاری طرف سے حضور میں تواب آصف الدولہ بیادر کے لے جاؤں ۔ مصنف نے به خیال اس کے کہ مبادا اور کسی نام سے حضور میںگزرے، مثنوی کے دینے سے الکار گیا ۔ بعد چندے میر حسن صاحب مع مثنوی اور کسی تقریب سے حضور میں چاہے - لواب سابق الذكر ، كد افسالہ وفته سے آزردكي ركھتر تھے ، نواب صاحب کی تعریف میں بول اٹھے یہ جو کہتے ہیں کہ : ع "اک دن دوشالے دے سات سے" حضور" نے تو ہزار یا دوشائے آن واحد میں بخش دے بیں ۔ شاعری میں میالفہ ہوتا ہے ، جاں بیان واقع میں بھی کمی ۔ ٹواب ٹام دار کا دل اس کے سننے سے اچاک ہوا ۔ ۲۹٬۰ میر حسن کے دن ''سحر البیان'' جیسا شاہکار تخلیق کرنے او ابھی نہیں اور سے ۔ یہ مثنوی ۱۱۹۹ه/۸۵ - ۱۱۸۹ع میں مكمل بوقي اور اسي سال يا بهر . . ١٦٠ - ٨٥ مداع مين بيش بوقي - . . ١٩٠٠ می میں میر حسن نبار بڑے اور باول شیر علی افسوس ہ عمرم " اور بلول سمجنی

عشرہ ماہ محرم <sup>7</sup> ۱۲۰۱ /۱۲۰۱ کو وفات بائی اور لکھنڈ میں مفتی گنج کے بیج ، مرزا قاسم علی خال کے باغ کے بیجھے ، مدنون ہوئے <sup>کی</sup> مصحف نے

ت مسعود هستن برطوی ادیب بند کیم اگست روی و ج کو لکها آثار امیر سد اور دن کا و زماند . الاگر و بسد ا کی قبر کا کون اشان خوب چه (میر سن اور دن کا و زماند . الاگر و بسد ا کیمان د ۱۵ م) جمع تاکما کیمان اسلاملی بسر امی آخری مید به و و کار مید اید و ادی ماسید کاملی کیمان کیمان جر بیر سن کا میدار کی زمان کی آم در کشت میدان میدار کاملی کیمان کیمان استان اداران از اداری کاران کی در در کشت میدان میدار مشکل کیمان کیمان درج الثاده از اداری کارش کیمان در اداری جدر میان

قطعه " تاریخ وفات کمیا ۳۲ :

چون حسن آن بلیل بحوش داستان رو ازین گزار رنگ و بو بتافت بسکد شیرین بود نطقش سمحتی "شاعر شیرین ژبان" تاریخ یافت

614A7/A1T .

میر حسن نے چار اینے چھوڑے جن میں اٹول میر شیر علی اقسوس میر مستحت خلیق ، میر محسن محسن اور میر احسن خلیق شاہر تھے ۔ لیکن مصحق۳۳ نے سید احسن نخلوق کا بھی ، شاعر کی حیثیت سے ، ذکر کیا ہے ۔

مير حسن كا تذكره ، كلام اور متنويات ديكه كر ايك مرتبات مرخ ، بذلد سنج اور لیک دل السان کی تصویر أبهرتی ہے جس نے ساری عمر افلاس میں گزار دی ۔ شیر علی افسوس نے انہیں علم علمی میں بے بدل لکھا ہے لیکن اگر وہ بے بدل ہوتے تو سودا کی طرح نواین اور امراء کو مٹھی میں لے کر لھات بات سے زندگی گزار دیتے ۔ ان کی زندگی کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ وہ عاشق مزاج انسان تھے . ایک عشق ابتدائے جوانی میں دلی میں کیا جس کا ذکر اپنی سوآلمی منتوی ''کلزار ارم'' میں کمیا ہے ۔ دوسرے عشقی کا ذکر معادت خان قاصر ۳۳ نے کیا ہے کہ مرزا توازش علی عال کے عمل ک کسی عورت پر عاشق ہوئے۔ "گازار ارم" کی ابتدا میں جہاں اٹھوں نے اپنی دلی کی محبوبہ کا ذکر جذمے کے ساتھ کیا ہے وہاں اسی مشوی کے آخر میں ایک اور مجبوبہ کا بھی ڈکر کیا ہے جو نیض آباد میں تھی ۔ ٹیاس کیا جا سکتا ہے گ. یہ وہی محبوبہ ہوگی جس کا ذکر سعادت عان ناصر نے کیا ہے۔ مزاجاً میر حسن کو عورتوں ، رنگ رلیوں ، کیمل کماشوں ، میلوں ٹھبلوں اور سیر سہاٹوں سے حد درجہ دلوسبی تھی اور جہاں کمیں ان چیزوں کا ذکر آنا ہے ان کا قلم روان اور شکفتہ ہو جاتا ہے ۔ میر حسن کا کلیات دیکھ کر الدازہ ہوتا ہے کہ اس دور کی مشہور طوائنوں سے بھی وہ متعارف تھے۔ سالار جنگ کے بیٹے مرزا ناسم علی خان کی شادی پر ، اوباب نشاط کی جو محفل جمی ، سیر حسن نے

## (بتبد حاشیہ صفحہ گذشتہ) کجمعی نواب قاسم علی خان کا باغ تھا ۔ اگر قبر کی مرمت ندیک گئی تو

گچھ مدت کے بعد اس کا نشان بھی بائی نہ رہے گا ۔ ایسے لوگ بھی اب بیت کم رہ گئے ہیں جن تک سینہ بہ سینہ بہ روایت بینجی ہے کہ بہ قبر میر حسن کی ہے ۔'' ے و کانے والوں کے بارے میں ایک آبک شمر کہا ۔ یہ سپ اشعار ان کے کہا در میں اشعار ان کے کہا تھے میں اشعار ان کے کہا تھے میں در ان کہا تھے کہا دو انسان کے اس کے اس

صعبت سے کوئی کیوں کہ حسن کی نہ ہووے خوش شاعر ہے ، یسار باش ہے ، قسابسل عسزیسز ہے

المستوسط ال

در میر عالم استوبارات کے اور الامتوبارات سنا" علمہ الوال مرتبہ الاکار درمد لوائن ماہ ماہر الوال الاور الام میں الوائن میں اس میں الموائن میں دو دورس مرتبہ عبد الباری الی میں کو ککٹور ایران کھونز میں دو خرایات اور دورس امائل کے لیے کابات میر مسائل کا وہ مقامت امائل کیا ہے ہو رائل موائز میں مشور ہے ، وہ مقولات ہو ، وہ کا مناور اور کوئل بیان والے شروع میں میں مناکا کیا ہو استان میں المائل کے اس کے اور ال

 $\sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j$ 

فرایات رجس کامان تا تریآ آدم ہے کوئم کی معہ گرفتی ویں۔
فضائد میں میں فضور الدور کی جم ہے ہی ، ایک ایک فضور کی در ایک ایک کوئی اور در ایک ایک کوئم کی در در ایک ایک کوئم کی در در ایک ایک کی ایک کی کی حلے در اور ایک کی کی حلے در ایک کی کی حلے در ایک کی کی کی حلے در ایک کی کی کی کی در ایک کی کی در ایک کی در

گانت جس میں الیم بندوں پر مشمل ایک ترکیب بد میں ملا ہے۔ پر بدنیم چار شدر ہیں۔ چلے تین شدر اور دی اور آپ کا شدر تااس میں ہے۔ موقع کے انتخار ہی یہ ترکیب بد اندر افروشت کے قبل میں اگیا ہے۔ اس کے علاج پارٹ تامیر میں میں تاکہ انجامی دی جل کارٹر میں کیا ہے۔ اس کرکے حکم، موالی پارٹ تامیر میں میں تاکہ انجامی دی جل اور انجامی کارٹر اندر کے حکم میں امراد چاہری اضخ طر خزاں کا جائے تی جر اور ایل کی خزاون کی تضویت کی ہے۔ ایک ہے میں انواز کامور اندر اور دیا گاکہ مسرح کا کارٹر کی تضویت کی ہے۔ ایک تعداد کے اعتبار سے یہ سنٹ قابل ذکر بین لیکن فن و شاعری کے اعتبار سے ،. شمسوں کی طرح ، ان کی حیایت بھی ایک تبرک کی ہے ۔

گیات کا گافت هر است می داد از گرفت بر این با بیان کا بردار از ترجیه ان با بیان کی سروت کن بر از ترجیه ان بیان کی مردی کن کا کی مردی کن کا بیان کی مردی کن کا بیان کی مردی کن کا بیان کی بیان کی بیان کی بیان کی بیان کی بیان کی بیان کا بیان کا بیان کی بیان کا بیان کی بیان کی بیان کی بیان کی بیان کا بیان کار کا بیان کار کار کا بیان کا بیان کا بیان کار کار کار کار کار کار کار

یر حسین کی دوری تصدیل استان تراسرائے (دوار ان بین مو باد اعتابی سر حسین کی دوری تصدیل استان کرام برا مدار ان بیت می جسیال میسال می توال می تراس می از مدار ان برا مدر ان می در مدار کی ان که یک برا و مدار می از مدر ان می در مدار کی ان که برا کی ان می در از مدر ان می در این می در این از می در این می در این

ے - اس کے بعد کے شعرا کو متاخرین کا نام دیا گیا ہے جن میں اس دور کے قابل ذکر معاصر شعرا شامل ہیں ۔ تائم نے شعرا کی طبقاتی تقسیم کا تو التزام کیا تھا لیکن ترقیب میں حروف تہجی کا خیال نہیں رکھا تھا۔ میر حسن نے تد صرف حروف پر تیجی کا النزام کیا بلکہ پر حرف گو بھی تین ادوار میں تقسیم کیا ، مثلاً الف كے قت پلے شعرائ متلدين كا ذكر آتا ہے ، پھر متوسطين كا أور اس كے بعد متاخرین کا۔ بھی ترثیب سارے تذکرے میں قائم رہتی ہے۔ میر حسن نے جب ابنا تذكره لكها اس وقت تك الفتالشعرا (١٦٥ه/ممروع) ، رهند كوبان (١٩٦١ه/١٩٦١ع) ، عَزِن تَكَات (١٦٨ه/٥٥ - ١٥٨٤ع) كم علاوه كلشن كُنتار (١٦٥ ١٨/ ١٥٥١ع) ، تعذر الشعرا (١٦٥ / ١٥٥١ع) اور جمنستان شعرا (١١٥٨ مرام) ٦٢ - ١٦١ ع) لكه جا چكے تهے ليكن آغرى تين تذكرے ذكب ميں اللم بانے کی وجہ سے میر حسن کے سامتے نہیں تھے ۔ الهورب نے اپنے تذکرے میں سر ، گردیزی اور قائم کے تذکروں سے استفادہ کیا ہے ، غصوصیت سے میر و قائم كے الذكروں سے - ليكن بنيادى طور پر اس كى ترتيب ، اس كے الدار فكر اور الداز بیان ہر قائم کے تذکرے کا اثر تمایاں ہے۔ میر کے تذکرے میں رائے جانبدارانہ ہے اور اپنے مخالف گروہ کے شعرا کے رتبہ شاعری و ذاتی کو شعوری طور در کرانے کی محوش کی گئی ہے - قائم کے ہاں وائے میں اعتدال ہے۔ میر حسن نے اسی روش کو اپنایا اور آگے بڑھایا ہے۔ میر حسن نے میر و قائم ك تذكرون ك علاوه تذكرة خان أرزوا اور سيد أمام الديد خان مظلوم کے تذکرہ مختصر "" کا بھی ذکر کیا ہے ۔ مظلوم کا یہ تذکرہ الهید ہے لیکن میر حسرے کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کد یہ تذکرہ ان کی لظر سے بھی نہیں گزرا تھا ۔ میر شمس الدین فلیر کے ذیل میں میر حسن نے لکھا ہے کد ااان بزرگوار کے حالات تذکرۂ فارسی میں مسطور ہیں ۔"۵" بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے الله حسن نے یہ اشارہ اپنے اکسی فارسی تذکرے کی طرف اکیا ہے لیکن تذاکرہ کے بغور مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ اشارہ آرزو کے تذکرے المجمع النفائس" كى طرف ب جس كا ذكر وه قبول و علم كے ذيل ميں ادان كے عالات خان آرزو کے انذکرے میں مسطور ہیں'' کے الفاظ میں کو چکے ہیں۔ میر حسن نے اپنے تذکرے میں صرف اُن شعراکو شامل کیا ہے جن کے

سالات یا تو انبوزے کسی سے سے نیم یا متندین کے ٹدگروں یو دیکھی تھے یا پھر جن سے خود ان کی سلانات ہوئی ٹھی ۔''' اس دور کے دوسرے اودو تذکرہ لگاروں کی طرح میر حسن کو بھی حتین اور واقعات سے کوئی دانیسی ٹیوں

ہے حالانکہ فارسی تذکروں میں یہ روایت سوجود تھی۔ غلام علی آزاد بلگرامی اور عَانَ آرزُو نے اپنے تذکروں میں سنین و واقعات کو اہمیت دی ہے۔ لکات الشعرا اور غزن لکات کی طرح ، میر حسن کے تذکرے میں بھی ، شاعروں کے حالات و العارف کی ٹوعیت تاثراتی ہے . تذکرے کے مطالعے سے ان شعرا کی بھی کوئی واضع تصویر سامنے نہیں آئی جن سے میر حسن ملے تھے ، لیکن میر حسن نے اپنے معاصرین کے کلام پر جو رائیں دی ہیں ان سے شعر فہمی ، ننی نظر اور مذاق سلیم کا پتا چلتا ہے ۔ میر حسن کے انداز لظر میں بحد تنی میر کی طرح التہا پسندی ، عصہ اور جائبداری نہیں ہے ۔ میر نے اپنے ٹذکرے میں خاکسار کو مفرور کہ کر اس کی کھال اتاریخ اورا سے ذلیل ورسوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ لیکن میر حسن میر سے انحتلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کد میر نے جو کچھ لکھا ے وہ راست نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر وہ ایسا ہوتا تو اپنا تنامیں خاکسار کیوں رکھتا ؟ شیخ بد معین الدین معین بدایوتی میر حسن کے معاصر لھے - الھوں نے میر حسن کے کلام پر اعتراض کیا ۔میر حسن نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ انہ سمجھا ۔ اس کے استاد سودا کے شعر سے سند پیش کی گئی تو بھی لہ مالا اور کہا کہ میرے پاس سودا کا صحیح تسخد ہے اور اس میں ایسا نہیں ہے ۔ لیکن اس کے باوجود میر حسن نے اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور لکھا کہ اس خود رائی و خود پسندی کے پاوجود اس جیسا صاحب طع پیدا نہیں ہوا ۔ مثنوی ، قصیدہ و پنجو خوب کہنا ہے ۔ میر حسن کی جگہ آگر میر ہوئے تو عائم ، خاکسار اور یتین کی طرح مدین بدایونی کو این کو رکھ دیتے - میر نے کثرت سے دوسرے شاعروں کے کلام پر اصلامیں دی یں . ان اصلاحوں میں میر کا عصہ اور جالبداری بھی شامل ہے لیکن میر حسن کی اصلاحوں میں اعتدال کے سائھ فنی پہلو پر زور ہے۔ میر نے خاکسار کے اس شعر ير:

## خاکسار اس کی تو آلکھوں سے گہے مت لکیو

چھ کو ارت خالہ خراورے سے '' میار گیا۔ یہ امتراض کیا ہے کہ ''امیاز کیا'' کے بیاے ''درکوبارگی'' ہوتا پاہتے تھا ، ایکن میر حسن نے کھا ہے 'کہ اس فقر کی میل کے خالق کا آئی آلکو کا ڈار ہوتا ''درگوائزگی'' مناسب تھا لیکن چولکہ بیان '''ہشیر مشروث مراد ہے اس لیے ''امار کیا'' زیادہ محمد میں حسن جیان بھی کسے تعریز ان امراض کرتے کے بین آئے کے اس قبر فنی بیلو ہو تا ہے ۔ خالا ہوتا ہے کہ اس عمر ر کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں کہنے کو بے یسہ بات کسہ منسدور ہی نہیں

کے بارے میں حسن نے بتایا ہے کہ عاشتوں کا انجین'' تنظیم سے گراتا ہے اور یہ عین خطا ہے اور دیر پہلے مصرح کو یوں بتا دیا ہے : میر نیخل ہے اور دیر پہلے مصرح کو یوں بتا دیا ہے : ع میرا تو کام کرچھ تجھے منظور ہی نیزی

سجاد کے اس شعر پر :

تبھے غیر سے معبت اب آ اپنی ایسی دوستی ہم سے ہے دشمنی حسن نے لکھا ہے کہ "ایسی دوستی" زبان تدیم ہے - حسن نے اپنے تذکرے میں معین بدایونی کے چار شعروں پر لئی اعتراض کیا ہے - معین کا شعر ہے :

لعات دل نہیں ہے جو لکلے ہے ات قامد اشک برزے حال اپنے کے بھیجے ہیں تجھے ڈاک میں ہم

مضمون کی تعریف کی بے لیکان بعد کی کے بارے میں لکھا ہے گاہ دوست نہیں ہے اور عاورے کے علاق ہے۔ عاورہ ''ڈاک سے ہم'' ہے ۔ ''ڈاک میں ہم'' مُیں ہے ۔ اسی طرح اس شعر کے بارے میں :

خوش ہم عربانی سے اپنی ہیں یہ ولک ہوئے کل لکلے جاتے ہیں ٹھیرتے نہیں ہوشاک میں ہم

لکھا ہے کہ انتخاب کے بن فہرسلے میں اورات میں۔ ہم عالم انتخاب کے ساتھ انہے اس اس کی الکھا ہے کہ انتخاب کی سے اس اس مل مل میں اس میں میں اس میں میں اس میں میں اس میں اس میں میں ہے۔ اس میں میں ہے کہ انتخاب کی میں کے اس اس میں میں ہے۔ اس میں میں ہے کہ انتخاب کو میں کے اس میں کے اس میں کے اس میں کے اس میں کی آبادن کے مطابقہ کی جانے کہ سیاس کی اس میں کی آبادن کے بعاد کے اس میں کی اس میں کہ کہ کہ اس میں کہ کہ کہ کہ کہ

اس الأكبرية على الله في مديد مسرى تعقيد نقرة كا بهن العالم بدولاً من المحكم في العالم بدولاً في المحكم في العالم بدولاً في محكم من المحكم المحكم في محكم من المحكم المحكم في ال

≥ کام یہ نی دیا اس دورہ ہے اس کے انعام نے شہرت این بالان مار بدر سے اس کے انعام نے دورت اور بالان مار بدر سے اس کے ساتوں کے دورت اس انداز کرنے میں انکام پر اس اس کرنے ہیں اگر انداز میں اس کہ انداز میں اس کے اس کے دورت اس کے دیا ہے دیا کہ میں اس کے دورت کی اس کے دیا کہ دیا کہ میں اس کے دیا کہ دی

می المعارف میں اور عرمیوں وعیان کے اند عوان میں میں اسے ۔ میں دکنی شاعروں کے بارے میں یہ کب کر کد ''ا گرچہ ریختہ دکن سے

شاقی (قبط به لائن آس و جسے کے کانی قدامر برط زبان پدیا کہی بروالیگا افغاز لائے نے بی کا کمی ایسام کرتی شامری کو ایسام دیا کہو درسان کو کر سرمی کار بیا کے باور بہ اگر کا اورادہ افغاز سنے بہر وہ دکلی ہم را کے کارم میں مستعمل ہی بری کا ساتر کیم میں بہت نے غیر میانوں افغاز ہما ان کا کام میں مستعمل ہی لیکن وائن دکھی کے امام نے میان میں اس میں میں اس میں اس میں اس کا امام ان کا اور فیم میں کمیل کے امام ان کے عالم اور میں میں میں میں میں اس کا میں افغاز انسان کی ساتر کی سے والی کاروری کرنے کا امام ان کے عالم اور میں میں کی عمل اور میں کی عمل اور میں کی میں کو امریک کی میں دی اور کا کیے دستری کی میں کاروری کرنے وہ دستری کی میں میں دیا ہمارے کی میں کہ اور دی کی دوروں کردیا ہمارے کہ دستری کی میں کہ دوروں کردیا ہمارے کی میں کہ دوروں کی دوروں کی

میر حسن نے بعض دلوجب معلومات بھی اپنے تذکرے میں ٹواہم کی بیں : مثلاً واچہ رام ٹران موزوں کے اس شعر کے بارے میں : غزالان تم تو واقع ہو کوچو بحثوں کے مربنے کی دوالٹ مرکب آخر کو ویرانے یہ کیب آئز

لکھا ہے کہ ''ہیں وقت سراح الدوان کے شہید ہوئے کی بتر شہر میں چنھی اس وقت تی البحید یہ شعر بڑھا تھا اور غیر دننے والوں سے بروجتا اور روفا چاتا تھا ہے۔ بین شعر اس سے بادکار رو گیا ۔'' اس طرح بغہ حسین کائے کے ذیل جینے جہاں ان کی نظم و لائر، واللہ در عروض و قائمہ بندی ، قدموس الحکم کے جینے جہاں ان کی نظم و لائر، واللہ در عروض و قائمہ بندی ، قدموس الحکم کے بين بهى ايک مختاب لکهى تهى اور اس کا بد نفره بهى تذکرے مين درج کیا ہے ہے۔ "کل کے دن تھے بادشاء اور وزیر، آج کے دن ہو بطبح الدے ہو ميسر ، ايسى دولت ہے زينهار زينهار ، فاعتبروا يا اول الابعمار ''اناہ اپنے اساد مير نها تك قبل ميں ان كے به دو فضہ بلد شعر دے كر :

اریت فیبا کی دیکھی کل وات دور سے میں آئے نظر بجھے والے شع و جراغ کتنے جاکر جو آج دن کو دیکھا میں کو نظامتی اک دل جلر ہے اس میں حسوت کے داء کتنے

ات دل جنے ہے اس دیں بینے ہے اس میں حسرت نے داع منتنے لکھا ہے گد سلام اند خان تسلیم تاسی شاعر نے ان شعروں گو فارسی میں بوں ترجمہ کوکے اپنے نام سے مشہور کر دیا ہے :

نے نام سے مشہور کر دیا ہے: دوش رقم پر مزار کشتہ تسلم خویش می کود از دور صد شمع و چراغ حسرے چون کنم لزدیک دیدم از تفحی یا ہے

یک دلے می سوخت باوے چند داغ حسر کے میر حسن نے لکھا ہے کہ ''بید لید سجھا کہ صورت شناسانی معنی کی لفلو سے لے پالک اور حلیقی اولاد پوشیدہ نہیں رہتی''۔ ہندی کہاوت مشہور ہے کہ ''اپاتھی

تو حسن کا انتخاب بازشیہ میر کے انتخاب سے باتر ہے۔

میر حسن نے بد تذکرہ رنگین و 'پرتصت عبارت میں لکھا ہے ۔ یہ اس زمانے کی فارسی نثر کا عام رجحان تھا اور لکھنٹو کی آبھرتی ہوئی تہذیب میں یہ طرقے اور بھی پسندیدہ تھا ۔ یہ الدائر نثر ، بعد کے دور میں ، ''فسالہ'' عجائب''  $\sum_{i} (g_i \approx q_i r_i) \text{ and } g_i \text{ off } D_{ij} = \text{Parks}, (g_i = q_i r_j) \text{ and } g_i \text{ off } g_i = \text{Parks}, (g_i = q_i r_j) \text{ and } g_i = \text{Parks},$ 

مير حسن کے ديوان ميں کم و بيش . ٥١ غزلين بين جو تقريباً سوا چار يزار اشعار ير مشتمل يي - ان مين بيت سي غزلين مسلسل يين ، اور بيت سي غزلون کی فضا میں اموذا کی یکسائیت ہے ۔ خاصی تعداد میں غزابی قطعہ بند ہیں ، خصوصاً ردیق " یے" میں ۔ سر حسن کی غزایں تم میر ، سودا اور دود کی سطح رکھی یں اور اہ ان میں ایسی الفرادیت ہے جو سوز ، جرأت اور الشا کے بال لظر آتی ہے۔ میر حسن کا دیوان پڑہ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک طرف اپنے دور کے بزرگ شعرا کے رنگ سخن کی بیروی کو رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے دور کے جوان شعرا کے رنگ کو بھی اپنانے کی شعوری گوشش کر رہے بھی۔ حسن پیدا تو دلی سر ہوئے لیکن ان کی شاعری کا آغاز فیض آباد میں ہوا اور بع کی تہذیبی و سعری فضا کے اثرات اٹھوں نے ذہنی طور بر قبول کیے۔ وہ ایک طرف دلی کو یاد کرتے میں لیکن دوسری طرف لکھنڈ کی ٹئی تہذیب کی وفكين بھى انھيں اپنى طرف كھينچنى ہے۔ معر ضياء الدين ضيا ، معر حسن كے استاد ہیں۔ وہ ان کے رنگ سخن کی بیروی بھی کرتے ہیں لیکن تمنیل لگاری ، مشکل زمیتوں میں غزایں کہنے اور نامقبول الفاظ کو دلنشیں بندشوں میں کھیائے کی کوشش ، جو ضاکی شاعری کا طرۂ استیاز تھی ، ان کے لیے ایک مشکل بن جاتی ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ رنگ ان کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ابنے دیوان کے دیباہے ۵۳ میں میر حسن نے نبود اعتراف کیا ہے کہ ضیا کا طرئر سخن ان سے سرانجام نہ یا کا اور وہ دوسرے بزرگ نہرا شاؤ خواجہ میر درد ، مرزا رفع -ودا اور بد تنی مبر کے رنگ کی بیروی کرنے لگے ـ میر شیاکی شاگردی سے اصل فائدہ یہ ہوا کہ وہ فن شاعری کی باریکیوں اور ٹزاکتوں سے وائف ہوگئے اور زبان و دبان کی اہمیت کا شعور بھی انھیں حاصل ہوگیا ۔ ضیا جب تک فیض آباد میں وہے حسن کی شاعر اند صلاحیتیں استاد کا سابد بنی رہیں ، ليكن جب ضا عظيم آباد چلے كتے تو أنهوں نے بعلى بار اپنے بيروں بركھڑا ہوا سيكھا۔ یمی وہ دور ہے جب وہ ضیا کے رنگ سخن سے آزاد ہو کر مختف شعرا کے اثرات أبول كرنے كى طرف مالل ہوئے ـ مير حسن كى غزل غننف الرات كا عكس ہے ـ اس دور میں میر ، سودا اور درد وہ شاعر ہیں جنھوں نے اپنی الفرادیت سے تین الک الک دہشتانوں کی بنیاد رکھی اور خود اپنے اپنے دہستان کے رلگ سخن کے ممتاؤ ٹرین ممائندہ بنگتے اور آج ٹک اسی منام پرکھٹرے ہیں ۔ ان شعرا نے نکر و احساس اور طرز و بیان کی سطح پر آردو شاعری کا رخ سوڑ دیا اور ام صرات اپنے دور کے شعرا کو بلکہ آنے والے دور کے شعرا کو اس طور پر متاثر کیا کہ یہ ہزرگ شعرا اُردو شاعری کے لیے مسئتل اثر بن گئے ۔ میر حسن نے ان تینوں شاعروں کے اثرات کو قبول کیا لیکن ان اثرات کو جذب کرکے وہ کوئی اپنا الگ انفرادی رنگ له بنا سکے . وہ له ان سے الگ ہو سکے اور له آگے لکل سکے ۔ میر حسن کی غزل میر ، سودا اور درد کے اثرات سے رہائی حاصل ام کرنے کی داستان ہے ۔ ایک عمر تک غزل گہنے کے باوجود چواکہ وہ گوئی متفرد رنگ سخن بیدا اد کر سکے ، اس لیے جہاں انھوں نے میر ، سودا ، درد وغیرہ کی بیروی کی وہاں لکھنؤ کے لئے ابھرتے ہوئے راتگ سخن کی بیروی بھی کی ۔ جی سب اثرات الگ الگ میر حسن کی غزل میں ملتے ہیں ۔

مع المواقع من تكل مرا بوقع بهت مي الاين بالمار مشكر كان مدر مستلم من المواقع المواقع

جب سے یہ میر کا سنا ہے شعر گربہ بے اختیار ہے آتسا دلی سے تساؤہ آئی تھی یہ میر کی غسزل کس کا یہ شعر ہوش سے بے ہوش کر چلا

لیکن اس سے آگے جانا ان کی شاعرالہ فطرت سے باہر تھا ۔ میر کے ظاہرا اثرات سے میر حسن کی غزل کی بہ صورت بنتی ہے ۔ چند شعر دیکھیے : مالہ آئے میں ان کی سے سالہ ہے۔ چند شعر دیکھیے :

یاد آئی ہیں اس کی جب بائیں دل ، حسن دونوں مل کے روئے ہیں بھر چھیڑا حسرے نے اپنا قصہ بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

اس شوخ کے جانے سے عجب حال ہے میرا جسے کوئی ابھوئے ہوئے ابھر تا ہے کچھ اپنا وہ ملک دل کہ اپنا آباد میسا کیھو کا سو ہو گیا ہے ابھ این اب وہ منام 'ہو کا بہ رات بیسی توں وو جے مرکتے المسر یہ رات بیسی توں وو جے مرکتے المسر

جان و دل بین اداس سے میرے اٹھ گیا کون باس سے میرے

ر الدول من المراقع من موروس الكن ألد من الدول الوالية الل كانية ...

ما الدول المراقع الدول المراقع ا

خبار الارتخر اس کی سا به معرد و استاز ساتر هوی مرح النظامات را کا پنجد الم حجه گرد در در الدر به گاون تو شهر هرد خرات خون این به دیکها کام آن استاد در این این که به دیکها بدر بدر کی مین آنسد علی المایات مین در باز بدر بدر کے مین آنسد علی المایات مین در باز بدر بدر کے دیاد طرف مین سات کام کراد فراد بدر بدر کام مین سات کام کراد فراد بدر بدر مین مین مین المار کرد بدر مین مین مین مین المار کرد بدر مین مین مین مین المار کرد بدر مین مین مین مین المار کرد بدر در مین به مین مین المار کرد بدر در شیخ کرد کرد کدار کدد فرد و شیر ماوان در فرت به مین مین مین کار کدد الان مین مین المار کرد مین مین مین مین کار کدد الان مین مین المار کدر مین مین کرد کرد کرد کرد کرد کرد کرد مین کرد کرد کرد کرد کرد کرد کرد مین کرد کرد کرد کرد کرد مین کرد کرد کرد کرد کرد مین کرد کرد کرد کرد مین کرد کرد کرد مین کرد کرد کرد مین کرد کرد مین کرد کرد مین کرد کرد مین کرد  حوت مری طینت میں ہے تعمیر ازل سے
میں البتہ سال دیدہ بیار ہوا ہوں
کے وحد دنیو رہنے تھے چہاں آباد میں ہم بھی
خرابیشہر کی محرا کے آوارولدی منہ بو بھی
لشہ و عشق سے بھی سبحہ و زائار ملے
ایک آواز بہ دو ساز کے بھی تسار ملے

الله التعار آخر الا بين بي عصوب يوقا ہے آکہ مسن ہونا ہے رونا کے روناک ہرونا کی طرح الدیا سکے افراد آم العہد بلب کرنے 'کوئی اوا لکھ بدا کر سکے ہے۔ سن کے پان سازی صدر اس طرح اپنے دونا کی آخرادی ہے آخرانی دیاتے ہے۔ سن کے پان مرکزہ میں دونا کے رفتاد کی دائر کی میں بین میں مورٹ بھی دونا کا اگر اس کے پان دو طرح ہے اللہ ہے - ایک تعلیق کی گیشت میر کی عامری میں بھی ملتی ہے لیکن دونا کے بال برائل ہے ۔ یہ دونری کیشت میر کی عامری میں بھی ملتی ہے لیکن دونا کے بال میں کم نکل ابادہ طائز کہ بلتہ ہے :

کیا خوب شعر ہیں یہ حسن خواجہ میر کے کچھ لکھتے لکھتے آگئے اس وقت دھیاںے میں

ر کیتے یوں انہ کوچھ نام میں ایندا انہ انشاد کے ہم کیا نام و نشان پوچھو ہو ہے تمام و نشادے کا گر مشقق سے کیچھ چھ کو سروکار انہ پوتسا تو خواب سدم سے کیچھ بدار انہ ہوتسا سائٹر عکس دیکھا اسے اور انہ مل سکے کس اُور سے ایمر کوپس کے کہ ووڑ وصال انہا زیست کر خواب نہی تو خواب عدم ہے بھ کو عواب کے واسطے اے شرخ چگاتا کیا تھا دیکھتے ہیں اس کو ایل نظر کو خان سے وہ اور میاں ہی ہم دیکھتے ہیں ہم میں سے عالم آگری ہوئے گو جرم مغیر مظہر جارۂ من مضرت السان بھی ہم

مانند حباب اس جہاں میں کیا آئے تھے اور کیا گئے ہم دید وادید کو غنیت جان حساسلر زندگی می تو ہے

ب المواقعة من حيث على المواقعة المواقع

ادا یدی کا کام کمیا حسن تیری ، پر آب ایسی غزل کون مربع کمیا حسن کار دف مرا میرے اور چی دو رفک چین کی چو در میری می گزاری کا میری چی چیاب ایمی در چرات کی طرح ، میر سوز کی روایت کار آگے نیمی اٹرامائے یا جغر علی حسرت کی طرح اے کھولتے اور واضع جی کرنے پاکستہ دوز چے علی جیتی شامری کرتے کسی رفک و اس کی پروری کو طرک چی در ، سے جیت دیکھیے : کسی رفک و اس کی پروری کو طرک چی در ، سے جیت دیکھیے :

ان کا پسندبدہ جدید رنگ ہے :

آرام مست سے ہیں اور ہوگا اس لیے جہانے لیہ طبق کے اللہ میں اللہ کے لائے جہ لائق کا کہ چہ اللہ اللہ کے لائے جہان کے جہان کے اللہ کی اللہ جہان کے اللہ خاص دور اس کے اللہ کی اللہ کے اللہ خاص دور اس کے اللہ کی دور اس کے دور اس

ہو کام پخشہ ہو اے گیوب شمام کیچیے کا کسی نے کہا مسن نے بیان نیری خاطر پہ اپنا حسال کیسا رکھ کے ماتھے یہ پاتھ کینے لگا بین ہو روچھا کیاں ہو کم تو کہا گئم ہے گئیں ہیں ہم پرچھا کسی نے اس نے مسن ہے ترا غلام

ان کا و بھی کن تو اونے کیون و سیون بین کینے لگا وہ یونہیں جلالا بھرے ہے دل کیم میں ہے اند وہ تو مرے اور اد تین میں کل کھیا اس سے کسی نے کہ حسن مرتا ہے بنس کے کمیٹر لگا میں کماکروں مر جانے دو

شاعر بین اور ان کی یہ حسرت :

شعر کہنے سے یہ حاصل ہے کہ شاید کوئی بعد مرنے کے حسن اپنر تئیب یاد کرے

عزل کی حد تک ، دل کی دل سیں رہ جاتی ہے ۔ سیر حسن کے بان واضح طور پر عسوس ہوتا ہے کہ اب شعرائے دہلی کا غصوص رنگ سخن دب رہا ہے اور

لکھنؤ کا معاملہ بندی والا لیا شوخ رلگ ابھر رہا ہے ۔ جِس صنف سخن نے میر حسن کو بتائے دوام بششا وہ مثنوی ہے۔ میر اور

درد غزل میں کال حاصل کرتے ہیں ۔ سودا قصیدے اور پنجو کے بادشاہ ہیں ۔ میر حسن مثنوی کو درجه ٔ کہال تک پہنچا دیتے ہیں ۔ میر حسن نے چھوٹی بڑی بارہ مصوباں ہ لکھیں جن کے نام یہ ہیں :

(١) تنل كلاونت (١) لقل زن قاحشه

(٣) پجو قصائی

(س) نئل قماثی

(٥) مثنوى شادى آمف الدولد ١١٨٣ (٢٠١٩ع)

(p) مثنوى رموز العارفين ١١٨٨ه (٥٥ - ١٩٩١م) (ع) منتوی بجو حویلی ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ (۲- ۵۵۱۹)

(A) مثنوی گلزار ارم ۱۱۹۳ (۸عداع)

(۹) مثنوی در تینیت عید ۱۱۹۹ (۸۵ - ۱۵۸۳ع)

(م) منتوی در وصف قصر جوایر ۱۱۹۹ (۸۵ - ۱۵۸۳ع) (۱۱) مثنوی در خوان لعمت ۱۱۹۹ (۸۵ - ۱۵۸۳)

(١١) مثنوى سحرالبيان ١١٩٩ه (٨٥ - ١٨٨٠ع)

مثنوی ''للل قصائی'' کے علاوہ ، جو شاہ کال کے تذکرمے ''مجمع الانتخاب'' میں سائی ہے ، باتی سب متنوبار کابات میر حسن (مخطوطہ برٹش میوزیم) میں شامل ہیں ۔ ان سب مثنویوں میں "سعرالبیان" ہی وہ مثنوی ہے جو تد صرف میر حسن کی بہترین مثنوی ہے بلکہ اُردو مثنویوں کی بھی سرتاج ہے ۔ حسن کی باره مثنوبوں میں سے تقل کلاولت ، لائل زئر فاعشه ، اقل قصاب ، قفل قصائی متصر مثنویاں ہیں جنہیں ہم "حکایت" کا نام دے سکتے ہیں ۔ لفل کلاوثت میں ، جو صرف 1A اشعار پر مشتمل ہے ، ایک پیٹو سیان کی حکایت بیان کی گئی ہے ۔ اللير زن قاعشد مين ، جو هم اشعار پر مشتمل ہے ، دو آدميوں كا قصد بيان كيا منتوی شادی آمِف الدولہ (۱۱۸۳ه/۱۹۵۹ع) میں ، جو ۹٫ اشعار پر مشتمل ہے ، میر حسن نے نواب آصف الدولہ کی شادی اور اس موقع پر لیض آباد كى روان كو موضوع . سخن بنابا ہے . آمف الدولد كى شادى مؤكمن الدولد مد اسعلن خان کی ایشی امد الزورا سے ، جو تاریخ میں لواب بھو بیکم کے ثام سے مشہور یں ، ۱۱۸۳ /۱۱۸۹ع میں ہوئی - اس موقع پر میر نے بھی ایک مثنوی لکھی تھی۔ سیر حسن نے یہ مثنوی انعام و اکرام کے لیے نہیں ع ''زرگ گڑھ اس سے میں مم کو طرف" بلکد فیض آباد کی رواق سے متاثر ہوگر لکھی تھی۔ میر حسن نے اکاما ہے کہ وہ ایک شام فکر غزل میں منہمک تھے کہ پانف نے کہا کہ آج کا دن گھر سے باہر جا کہ قدرت غدا کی سیر کا دن ہے ۔ شاعر گھر سے باہر لکاتا ہے تو دریا کے باس زمین سے آسان لک روشنی کے ٹھاٹھ دیکھتا ہے۔ آتش بازی کا ساں دیکھتا ہے - سینکڑوں لاکھوں تملینائیوں کو دیکھتا ے جو بروالہ وار روشنیوں کے ارد گرد منڈلا رہے تھے ۔ شاہی کاراندے زرق برق لیاس پہنے ادھر اُدھر پھر رہے تھے - یہ لکھ کر میر حسن نے ساچق کی تقصیل بیان کی ہے ۔ باغ کی تعریف میں اشعار لکھے ہیں جہاں ارباب اشاط کے رقس و سرود سے زیرہ دنگ اور مشتری وجد میں تھی ۔ یہ سب کچھ دیکھ کر شاعر بوجهتا ہے کہ یہ کس کی شادی ہے . ایک شخص بتاتا ہے کہ لواب شجاع الدول، كے بيٹر آمف الدولہ كى شادى اور اس كى برات ہے۔ اس كے بعد تواب شجاع الدواد کی مذح میں یہ، شعر اور آمف الدواد کی مشح میں کچھ شعر لکھ گور مدائی الشعار پر مثنوی غتم ہو جاتی ہے۔ یہ عنصر مثنوی شاعرانہ تغیل ، غربصورت منظر کشم ، آبان و بیان کی ہے ماشنگی اور توتر النبار کی وجہ سے میر حسن کی ایک قابل دکر مثنوی ہے ۔

مثنوی ''رموز العارفین'' میں ، جو ۲۰۰ اشعار پر مشتمل ایک طوبل مثنوی ہے اور ۱۱۸۸ ه<sup>ف</sup> میں لکھی گئی ہے ، میر حسن نے تصوف و معرفت کے خیالات و افکار کو موضوع ِ سخن بنایا ہے ۔ ''رموز العارفین'' کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ میر حسن نے اسے مولانا روم کے طرز پر تصوف و انحلاق کے اثبات سنجهانے کے لیے لکھا ہے۔ یہ مثنوی کی عام ہیٹت میں لکھی گئی ہے۔ حمد ، نعمت اور مناجات کے بعد "دلیادار کاسوال اور فتیر کا جواب" کے عنوان کے تحت ایک حکایت لکھی گئی ہے جس میں قتر کی اہمیت بیان کرکے "مدیث دیگران" میں ایک اور "حکایت برسبل ممثیل" لکه کو سردنبران بیان کیے گئے ہیں ۔ ابراہم ادهم کی حکابت اور ان کا کردار اس متنوی کے مزاج میں مرکزی اہمیت رحمهتا ہے۔ مثنوی مولانا روم کی طرح ''رموز العارفین'' میں بھی بار بار حکایات آتی یں جن سے طریقت و معرفت کے لگات کی وضاحت کی گئی ہے ۔ ساری مثنوی میں چھوٹی بڑی اور ذیلی 19 حکایات ہیں۔ ان سب حکایتوں سے ترک دلیا اور صبر و قناعت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے ۔ التشار اور معاشی و اخلاق تباہی کے اس دور میں تصوف ایک مقبول فلسفہ حیات تھا ۔ متنوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمائے میں میر حسن معاشی پریشانی ، افسردہ دلی اور زادگ کی بے معنوبت کا شکار تھے اور تصوف میں انھیں زلدگی کے لئے معنی لظر آ رہے تھے ۔ مناجات میں انھوں نے اپنی اسی ڈپنی کیفیت کو بیان کیا ہے :

یت میں انھوں نے بھی انٹی لیکی سیب کو بیان میں انٹی شاد رکھ فکر و غم کی تیہ ہے آزاد رکھ دین و دلیا میں انٹی شاد رکھ مشکلیں سب خود بخود آسان رکھ فکر میں روزی کے مت حیران رکھ

مشکوں سب خود بحود اسان و تھ ۔ فحر میں روزی نے ست ہے۔ اس ۔ عارفوں کی بس کند رمزانے بین لکھیں انسام ہے اس کا 'ارموز العسارایس''

جب بهرا اور - سانی سے بے طشت تھے ہزار و یک صد و پشتاد و پشت (۱۱۸۸) (مشوریات مسن: مرتثبہ ڈاکٹر وحید قریشی، ص ، یہ ، مجلس اترق ادب ،

Prec 21113) -

دے فراغت اثنی اس دنیا میں تو شاعری میں عمر کھونی ہے کام اپنی اس نے پودک سے بورے خبل جی میں ہے وہ جو ہوئے بین ٹیک کام میں کے ستر سے ہو عقبی کا حصول

ہو سکے خلیل کی جس سے جستجو میں نے علیل کا کیا ہرگز لہ کام شمر کہنے سے بھرا ہے میرا دل کچھ لکھوں میں ان بزرگوں کا کلام کوئی دم تو جاؤں اس دنیا کو بھول

سی کے بنتے ہو برطنی کا حسول ۔ کرنی دم تو جوان اس دان کو برطن میں کہ کو بیدان میں دائی کو بیدان میں در بندی کے ب پر انتہاں میں کہ انتہاں کہ انتہاں کہ انتہاں کہ بالدین کی جب انتہاں در میں انتہاں ہو برخی ہے ، انتہاں کی کہنے کرنی دوری کے مطابق کے مطابق کی میں انتہاں کہ انتہاں

روں ہے بیٹن وہ سطریت اوہ پرجسمی او چین چین کے بو خوار اور ۔ شادی آمف الدولہ اور حغرالیان میں لظر آئی ہے ، جان نہیں ہے۔ یہ خشک پند و لصاغ کا ایما مجموعہ ہے جو سوز و الر سے خالی ہے ۔ بشتوی ''چید حوالی کام از کرایہ گرفتہ بود'' سہم اشعار پر مشتمل ہے ۔

گھر کے ہان کی گھر کے ست اکال بیٹھیے جا ضرور تب جا کو گھر کی دن رات اناک بھی ہے ورند ہگئے کو کوئی آ تد پھرے دعویی دموتے ہیں جسے دے دے مار

صحن میں گھر کے کل زمین کا ڈھال کھ ڈیسوڑھی کا بنسد گیجیسے جب در پیڈ گنسڈگ سے بھسری بی رہتی ہے کہ بچھ ما بجبور اس جگسہ یسہ گسرے ور کنٹرے بم جھاڑتے یہے لیل و تبار دھ عرف سٹ مٹ کے ہوگئے ہیں۔ خواب جهاؤخ جهاؤخ بياض و كتاب سوجهے یال شعر و شاعری کیا خاک لکهنا پژهنا بهی خاک و پتهر ہے غاک کیانے اس ، کیج انے این ورالہ ہے مثنوی تعیدت ہے

گرد سے دم رکے ہے ، بند ہے تاک کر چی ہم ہیں اور چی گھر ہے کیا کہیں کس طرح سے جینے اس گر پنسی سمجھو تو فضیحت ہے میر نے بھی اپنے گھر کی ہجو میں منتوی لکھ کر طنز کے ساتھ اپنے دکھ درد کا اظہار کیا تھا جس کا ذکر ہم بھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ میر حسن کی ید مثنوی اپنے اختصار ، واقعہ نگاری ، طنز و پنجو اور بیانیہ الداز کی وجہ سے ایک قابل ذکر منتوی ہے۔

السحرالبيان" کے بعد مير حسن کی دوسری قابل ذکر مثنوی الکازار اوم" (۱۱۹۲ه/۱۷۲۸ع) یے جو ۲۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ "گلزار ارم" اس کا

تاریخی نام ہے جس سے ۱۹۲ء برآمد ہوتے ہیں : ز بس ومف کل و کلشن جم ہے سو اس کا لام 'کلفار اوم" ہے ت

(A1197)

الکازار اوم " میں میر حسن نے "سحرالبیان" کی طرح کوئی داستان بیان نہیں کی ہے بلکہ یہ ایک طرح سے سوانحی مثنوی ہے۔ حمد ، نعت اور مثلبت کے بعد مثنوی کا آغاز میر حسن کے ترکہ وطن کے ذکر سے ہوتا ہے۔ میر حسن دلی چھوڑ کو پورب کے لیے روانہ ہوتے ہیں تو الھیں اپنی محبوبہ کی جدائی شدت سے بے چین کرتی ہے ۔ وہ راستے بھر اسے یاد کرنے اور اس کے فراق میں آئسو باتے رہتے ہیں ۔ مثنوی میں بتایا ہے کہ وہ دنی سے جل کر ڈیک پہنچے اور وہاں کئی سہینے رہے اور جب شاہ مدار کی چھڑیاں ڈیگ سے مکھن ہور کے لیے روائہ ہوئیں تو وہ بھی میر سیف اشا اور ان کے بھائی ٹور اللہ کے ساتھ مکھن ہور کے اسے روالد ہوگئر ۔ عورت اور مرد چھڑبوں کے ساتھ تھے۔ میر حسف نے ساتھ چلنے والی عورتوں کی میر اثر تصویرین اتاری بین ۔ حسین عورتوں ، محلوں ، باغوں اور آرائش جال کے بیان میں میر حسن کا ظم کھل اٹھتا ہے۔ فقیروں ، ملنکوں اور عقیدت مندوں کے حرکات و سکنات کو سیر حسن نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ا - ۱۱۹۴ ما الكالنے كے ليے مير حسن نے كازار كو "زا" كے جائے ":" سے کها چه

ان کی قوت مشابد، نیز اور جزئیات کا اطاحہ کرتی ہے۔ سر شب ان چھاؤروں کے سامنے دھے جلائے جائے ، مشک دہال کرتے، اظامان عیائے، مر اگائے ساتھ باتھ چھے "کوٹی ان پر روزواں ، کوٹی ملید، وڑھاتا ، کوٹی مرا کرتا ، کوٹی دھا مالکا اور چٹ یٹ چھاؤروں کی بلائیں لیا۔ ان جھاؤیوں کے اود گرد جنس مدا کا جودر تھا :

ہوم ساہ رویسانے اس قسدر تھا کہ ہم کو دل کے اِس جائے کا ڈر ٹھا اِ بس ٹھی حسرت کی کثرت سے کرمی شال سوم تھا دل صرف نے کرمی

ستان ہے۔ ہم جوت ہے۔ شال ہے۔ عبورے پر چھڑی تھی کہ اس کے گرد پر لیلی کھڑی تھی سب وہاں خوش تیر لیکن شاعر یادر جیوب میں جی سے تنگ تھا۔ اس کے

لایں لاؤیا ، لیون لیوا ہے رسا کسی کا جمولیڑا اعت الترکل میں ہوا کا بھی یہ سٹکل دواں گزر ہے بنل جس طسع جنی کی جسے ہے اگر کیسہ کچری لیک اس کا وی بھیے سنا دھڑکا ہے برسف طافتوں کا خیاب آتا جے بھرنے ویں سب گھر خیب یہ شہر ہے گویتا یہ شکا خیب یہ شہر ہے گویتا یہ شکا

کوئی یارے میر کے قابل نہیں جا ''کہ جاکر دیکھیے وال کک مماطا میر حسیب اس شہر لکھنٹو سے تنگ آ کر لیفن آباد چلے گئے ۔ لیفن آباد الھیں شاد و آباد نظر آبا اور بائل مثنوی میں تتربیاً دو سو سے زیادہ اشمار ٹیفن آباد ،

سبد کل سے کلی یون در رہے ہے

ر اس کوفے سے یہ شہر ہم عدد ہے

ز بس افراط ہے بارے بھیڑیوں کا جڑھ ہے گومتی جب گرد آ کو

ڑ بس بائی بھرا رہتا ہے اس جا

اس کی آب و ہوا ، بازار ، لال باغ ، معشوقان کل إندام اور ان کے طریق گذائشت

وغیرہ کی تعریف میں لکھے گئے ہیں : عجسالب عبسر ہے اقد اقد کها جاتا نہیں کچه وا، بس وا، وطن کا دل سے سب جاتا رہا عم یہ دیکھی میر میں نے وان کی جس دم ایض آباد کے بازار کی تعریف کرتے ہوئے میر حسن نے ایسی جبتی جاگئی تصویرین أناری بین كم بازار كی چمل يهل ، اس كی رونق اور گها گهم نظرون کے سامنے آ جاتی ہے ۔ اس بیان میں واقعیت نکاری بھی ہے اور شاعرالہ تخیل بھی۔ ''کلزار اوم'' کا یہ حصہ مثنوی کا سب سے زیادہ پر اثر حصہ ہے جس سے له صرف اس دور کی تہذیب و معاشرت بلکہ غنف طبقات کی زبان، ان کے عادات و الحوار کی بھرپور تصویر بھی سامنے آ جاتی ہے۔جان میں حسن کی شاعری میں وہ قوت بیان محسوس ہوئی ہے جو ''گازار ارم'' میں اُبھر کر ''سحرالبیان'' میں اپنے کال کو پہنچنی ہے۔ میر حسن کی قوت بنان ، قوت مشاہد، اور واقعیت میں شاعرالد

غیل کو شامل کرنے کی صلاحیت کو عسوس کرنے کے لیے یہ چند شعر دیکھیے : کھڑی ہیں مالنیں لے کر کھیں۔ ہاو "امعطر يهول بيب جي موتيا كا" کوئی کہتا ہے "میٹھے ہیں کتارے" کنے ایری کے کائرنے کی صدا ہے کوئی کہتا ہے "مرجوں کے جنے" ہیں کرارے ، بھراھرے ، لیبو کے رس کے اسکارے ہے کوئی سے ری کی انی که بندوستان والی ب تری جائ دھرے ہے شیر مال اور نان آبی كد لے لے ستى ادمى ڈيڑھ ميں دو یہ کہتا ہے کہ لے دودہ اور بنامے كؤاكر بولتي غالاياك بعب کد کویا چالد اور تارے بین برسے بہ کہتے ہیں ہکارے اور بالکر کئے تلخی میں اوقات اس کی رونے انھوں کے گرد عاشق جا اڑے ہیں

کمیں تربوز و خربوزوں کے اثبار صدا کرتا ہے کوئی باتھ اٹھا کے کوئی "معری کے گئے" کہد اکارے سہانی وہ جو اور شیریں نوا ہے کوئی کہنا ہے کیا تمکیں بنے ہیں چنے والا لگا کہنے یہ پنس کے لیے بیٹھے ہے کوئی سوئٹھ کھٹی خطائی بیچے ہیں کہد کے مکھ پاٹ کیاب اک طرف بھونے ہے کیابی لیے بھرنے بین شہدے روٹیوں کو کوئی ار کھیر کے بیٹھا ہے کاسے مدائیں ربوڑی والوں کی وائے ہی دمری ہیں گولیاں اور یون الدر ہے وہ پیڑے روشن الدولہ کے ہاں کے له لے جو کوئی ہم کو ڈر کے ہونے اللهبين ان لهن ك اواله عامي كهوم ين

کہیں گکا کوئی بیت ہے اہم ضلع ہولے ہے کوئی ، کوئی بھکٹڑ

کیں ٹھٹھا ، کیں ہے دھول تھیڑ ادمر ہے سانگ اور اودمر سنگت ہے کیوںسکیاں ، کیوں کھنڈ اور جگتے تجلی کی نہیں تکسرار کیا ہے غرض اک ایک کا عالم جدا ہے بازار کے بعد میر حسن لال باغ کی تصویر کشی کرتے ہیں اور ان معشوقان کل الدام کے آرائش اور زیب و زینت کی تفصل بیان کرنے ہیں جنھیں دیکھ کر پاٹھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ اس حصے میں اس دور کے لباس ، ان کی تراش خراش ، آرائش جال ، زیورات کی تصویر زلدگی کی چمل پیل کے ساتھ مل کر سامنے آتی ے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہاری نظروں کے سامنے ہو رہا ہے ۔

یہ چند شعر اور دیکھیے کوئی بالے میں لے کر کل بھرے ہے الاسوق لالسے کی بتی اسواق ہے کون ساتھے یہ ہے ٹیسکا لسکانی

کوئی گیندا اچھالے ہے کسی ساتھ

روش پر دوازی بهرتی ہے کروئ

کھڑی ہے کوئی منہ کو بھیر ، اکڑے

کوئی پھول اپئی انگیا میں دھرہے ہے کھڑی کوئی پشاخسا چھوڑتی ہے کوئی اے ڈھولکی بیٹھی ہے گائی دیے بیٹھی ہے کوئی گل ہر ہاتھ سنبھلتے ہے کوئی ، گسرتی ہے کوئی کون ہے سوج میں نہنی کو پکڑے اعرے ہے شرم سے کوئی کسی ساتھ

لکانیا ہے جرس کا ہی گوئی دم

غوامارے ہے کمر پر رکھ کوئی ہاتھ ندا ہوتا ہے کوئی اپنے جی سے الزاق ہے کوئی آلکھیں کسی سے اس کے بعد میں حسن ابنی نئی معبوبہ کو فیض آباد میں چھوڑ کر اکھنڈ واپس آنے کا ذکر اور اس روئے دل افروز کو پھر سے دیکھنے کی دعا کرکے شیوی

کو ختم کو ديتر يي . میر حسن نے گلزار ارم میں جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ سچی اور واقعاتی

ہیں اور ان کی قوت مشاہدے اس دور کی تہذیب اور مزاج کو اس متنوی میں عفوظ کر دیا ہے۔ شجاع الدولہ کا بسایا ہوا فیض آباد اس وقت رنگ رایوں کا شہر تھا اور وہاں زندگی کے اس پہلو پر زور تھا ۔ بھی مزاج آصف الدوا۔ لکھنؤ لائے اور اس شہر کو بھی اسی روش پر آباد کیا ۔ لکھنوی تہذیب اسی بنیاد پر کھڑی ہوئی اور زندگی سے لشاط و کیف کا آخری قطرہ تک نہوڑ لیا ۔ یمی وہ مزاج تھا جس سے لکھنوی رنگ ِ سخن سیراب ہوا اور جو آلندہ دور کی گذار ارم کے بعد اور سحر البیان سے پہلے یا اس کے دوران میر حسن نے تین منتویان اور لکهیں : مثنوی در تبنیت عید ، مثنوی در وصف قصر جوابر ، اور مثنوی در خوان لعمت ـ یه تینون مثنویان ۱۹۹۹ (۸۵ - ۱۵۸۸ ع) مین لکھی گئیں۔ مثنوی در جنیت عید ، جو دہ اشعار پر مشتمل ہے ، عبد القطر کے سوقع پر لکھی گئی اور نواب بہو بیگم کے لاظر تواب جواپر علی خارے کی خدست میں بیش کی گئی۔ جواہر علی خان آصف الدولد کی قید کاٹ کر دو سال بعد قیض آباد میں عبد منا رہے تھے۔ اس مثنوی میں بھی میر حسن کا طرز ایان تازہ دم ہے۔ یہ مثنوی مزاج کے اعتبار سے ایک قصیدہ ہے جو عید کے موقع پر ، جواہر علی خال کی مدح میں ، مثنوی کی بیت سین لکھا گیا ہے۔ مدح کے اشعار میں لیک دل ، متنی اور پربیزگار جواپر علی خان کے لیے جو کچھ کہا گیا ہے وہ اس لیے ہر اثر ہے کہ بھی ان کی ملیقی تصویر ہے - منتوی الدر ومض تصر جوارا " ۲۰۰ اشعار پر مشتمل ہے جس میں جواہر علی خان کے اس میل کی تعریف و تصویر کشی کی گئی ہے جو انھوں نے فیض آباد میں تعمیر کیا تیا۔ منتوی کی عام بیٹت کے مطابق یہ حمد ، نعت و منقبت سے شروع ہوتی ہے اور ساق نامہ کے بعد تصریبوابر کے دروازہ عالى شان كى تعريف كى جاتى ہے ـ پهر صفت شمع و قالوس اور سنف كى تعريف ع بعد جواہر علی خان کی مدح میں اشعار آتے ہیں۔ اس کے بعد کمرک کے ہرختوں کی تعریف کرکے ممدوح کی فوج ، اوپ و بندوق کی انعریف کی جاتی ہے۔ أو يهر فاراه سر جرات كي مع من المترا لقد ين - مثل إليها وفي المترا على التي هذه الاستال بي مع من المترا يتم و مزاح به مراح به المترا يبعي به سري الكه المعادي به بن عن أو يرا بي و الراح و المترا يو المترا بي المترا يستقل إلى متتا يا يتم يوان المترا على المترا يستقل إلى متتا يتم يوان المترا على المترا يتم يوان المترا على المترا يتم يوان المترا على المترا يتم يوان المترا يوان يوان المترا يتم يوان المترا يتم يوان المترا يوان يوان المترا يتم يوان المترا يتم يوان المترا يوان يوان المترا يتم يوان المترا يوان يوان المترا يوان الاستال المترا يوان المترا يوان المترا يوان الاستال المترا ا

سحر البیان میر حسن کے آخر عمر کی تفلیق اور ایک ایسا فن بارہ ہے جو نہ اس سے پہلے اس طور پر لکھا گیا اور نہ اس کے بعد اس طور پر کوئی اور مثنوی لکھی گئی :

اور فقر اللغيت بناء كه تفاعل من المحافظ الم الم الم الم الم من المحافظ الم المحافظ الم المحافظ الم المحافظ الم المحافظ المحاف

اوڑھتے بھھانے اس دلیا سے رخصت ہو گئے ۔ مثنوی "سحر البنان" ، ۱۵۹۹ اشعار پر مشتمل میں حسب کا ایک ایسا

شاپکار ہے جس میں وہ ساری خصوصیات یکجا ہو گئی ہیں جو ایک چترین مشتوی میں تصور کی جا سکتی ہیں۔ اس میں ایک طرف مشتوی کی روایتی بیشت کو پورے طور پر برنا گیا ہے اور دوسری طرات اس میں تصد بن کے ساتھ وہ ارتیب و ربط ہ قوت ِ قَبْل ، شاعرانه صفات ، توازن و الهنصار ، تهذیب و معاشرت کی اثر الگیز نصویرین ، منظر گشی و کردار لگاری ، سلاست و روانی ، ژبان و بیان کا فنکارا! استعال بھی ہے کہ دو سو سال گزر جانے کے باوصف ید آج بھی اسی طرح داچسپ ، اپرائر اور تازہ ہے ۔ اس سننوی کی اہمیت کسی ایک وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس میں ساری عصوصیات بکجا ہو کر ایک ایسے ٹوازن کے ساتھ ایک جان ہو گئی بیں کہ فن پارے کا مجموعی فنی اثر دائمی ہو گیا ہے ۔ ''سحر البیان'' کی سب سے اہم خصوصیت وہ "توازن" ہے جس میں مختلف عناصر ایک ائی فئی ترتیب کے اثر و حسن کے ساتھ جمع ہوگئے ہیں ۔ طویل لفلم میں شاعر کو ایک طویل واسته طے کرکے زندگ کے تجربوں کو فن کی سطح پر اس طرح سمیٹنا ہوتا ہے کہ اس کا فئی اثر قدم یہ قدم بڑھتا رہے اور پڑھنے والا کسی منزل پر بھی اس كا ساته له چهوڑے اور جب نظم ختم ہو تو شاعر اس اثر گو ، جو خود اس مح اندر موجود تھا ، پڑھنے والے میں بیدا کر دے ۔ اس کے لیے جہاں اسے زبان و بیان پر ، مختلف اسالیب اور لمجوں پر قدرت ہوئی چاہیے وہاں اسے ترتیب و ربط کا بھی پورا شعور ہو ۔ انہ صرف شعور ہو بلکہ وہ رکتا اور رک کر چلتا بھی جالتا ہو۔ اسے یہ بھی معلوم ہو کہ اسے اپنی بات کتے اشعار میں کہنی ہے۔ وہ نتیل کے زور میں بہد الہ جائے ۔ "سعر البیان" میں میر حسن اس فئی بلندی کو کو 'چھو لیتے ہیں ۔

السحر البيان" كى محماني بهي بادشاء ، وزير ، شابزادے ، شابزاديوں كى

کہانی ہے ۔ الهارویں صدی کا معاشرہ ذہئی طور پر اسی قسم کی حکہالیوں کو نبول كرتا لها \_ كسى شهر مين ايك طائتور بادشاء ربتا تها \_ اس كي سلطنت اتني وسع تھی کہ ملک غطا و غترے کے بادشاہ بھی اس کے پاج گزار تھے ۔ رعیت آسودہ سال تھی اور سب عيش و آرام كے ساتھ زلدگ گزار رہے تھے ۔ بادشاء كو غدا نے سب گوجه دیا تھا مگر وہ اولاد کی نست سے محروم تھا ۔ ایک دن اس نے وایروں کو بلایا اور ٹرک دنیا کرکے نتیری اختیار کرنے کا ارادہ کیا ۔ وزیروں نے کہا کہ فیری تو دلیا کے ساتھ کرنی چاہیے ، دلیا تو آغرت کی کھیتی ے - اولاد کا غم له گیجے - ہم اس کا بھی تردد کرنے ہیں - وزیروں نے ابومیوں اور جوتشیوں کو بازیا اور طالع شناسی کے ذریعے یہ اوید دی کہ بادشاہ کے بان بیٹا پیدا ہوگا لیکن بارہویں سال اس فرزند کو بلندی سے خطرہ ہے۔ اسے چھت پر نہ لایا جائے ۔ اس سال ہادشاہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بے نظیر رکها گیا ۔ بؤے ناز و نعمت سے اس کی برورش ہوئی ۔ تعلیم و تربیٹ کا بہترین التغام كيا كيا ـ جب بارهوين سالكره آئي تو بادشاء نے جشن سنانے كا حكم ديا ـ بڑی دھوم دھام سے جلوس لکلا ۔ جب شام کو شہزادہ عل میں واپس آبا تو اس نے گہا کہ آج وہ چالدنی رات کی سیر کرے گا ۔ ہادشاہ نے یہ سوچ کر کہ وہ دن تو لکل ہی گئے ہیں ، شہزادے کو چھت پر جانے اور سونے کی اجازت دے دی ۔ اتفاق سے وہی دن تھا جس کی پیشن گوئی نجومیوں اور جوتشیوں نے ک تھی ۔ شہزادہ سیر کرکے بستر پر دراز ہوا تو اس کی آلکھ لگ گئی ۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ چوکیدار خواصوں کی بھی آنکھ لگ گئی کہ اتنے میں ایک یری کا ادھر سے گزر ہوا ۔ چاند سا شہزادہ دیکھا تو وہ اس پر عاشق ہوگئی اور اڑا کر لے گئی - سارے عل میں کہرام مج کیا - ہر طرف آدمی دوڑائے گئے مگر شہزادہ او ملنا تھا تہ ملا۔ بری اے اوا کر پرستان لے گئی اور اپنے باغ میں اس کا بلنگ اثار دیا ۔ جب شہزادے کی آنکہ کھلی تو دیکیا کہ ایک خوبصورت پری اس کے سرھانے کھڑی ہے ۔ بوچھنے پر شہزادی نے بتایا ک یہ پرستان ہے اور میں بری ہوں ۔ تجھ پر عاشق ہو کر بیاں لے آئی ہوں ۔ اب یہ تیرا گھر ہے ۔ شہزادہ وہائے رہنے لگا ۔ بری کا نام 'ماہ رخ' ٹیا اور وہ اپنے باب سے مجھیا کر اسے بیال لائی تھی ۔ اس واز کو چھیانے کے لیے وہ کیمی باغ میں رہتی اور کبھی اپنے پاپ کے گھر جلی جاتی ۔ داہ رخ نے اسے پر قسم کا آرام میا کیا ۔ اس نے ایک دن شہزادے سے کہا کہ میں اپنے باپ کے ہاں چلی جاتی وول اور تم الحیلے وہ جاتے ہو۔ سی تھیں اللک میں اللی کل کا گھوڑا دیتی ہوں جس پر بیٹھ کار نم روئے زمین کی سیر کار سکتے ہو لیکن شرط یہ ہے کہ تم کسی اور سے دل نہیں لگاؤ کے اور جیسے ہی پار کا گھنٹہ بھے کم وابس آ جاؤ کے ۔ شہزادے نے زبان دے دی ۔ ایک دن سیر کرنے کرتے اسے ایک باغ نظر آیا ۔ اس نے ابنا گھوڑا وہاں اتارا اور چھت سے اثر کر درختوں کی آڑ میں چانے لگا ۔ النے میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک حسین و جمیل دوشیزہ سیر میں مصروف ہے۔ شہزادہ درغنوں کی آؤ سی کھڑا اس متثلر کو دیکھ رہا تھا کہ ایک خواص کی نظر اس پر نؤگئی ۔ اس نے دوسری کو بتایا اور ڈرا سی دیر میں یہ بات سب کو معلوم ہو گئی ۔ جسے بی خواصیں اس کے قریب چنجیں اس کا حسن و جال دیکھ کر نمش کھا گئیں۔ شہزادی نے جب اسے دیکھا اور ان دولوں کی آلکھیں چار ہوئیں تو دولوں کو اپنے تن من کی سُمدہ لد رہی ۔ شہزادی بدر منیر دالان میں چلی گئی اور وزیر زادی تجم النسا کے کہتے سننے پر شہزادے کو بھی وہاں بلوا لیا ۔ دونوں نے بیالا بیا اور راز و اباز کی باتیں کرنے لگے ۔ یے تغلیر نے اپنی ساری بہتا سنائی ۔ اتنے میں پیر رات گزر گئی اور بے تظیر آج ہی کے وقت کل آنے کا وعدہ کرکے رغمت ہوگیا ۔ دونوں کو دن کاٹنا دوبھر ہو گیا ۔ دوسرے درے بدر منیر نے وزیر زادی نجم النسا کے کہنے سے خوب بناؤ سنگھار کیا ، گھر سجایا ، چھیر کھٹ کے یاس مسند بچھوائی اور التظار میں بے ترازی سے ٹہلنے اگل ۔ النے میں نے نظیر آ پہنچا ۔ دونوں خلوت میں بیٹھے ، صبائے کل کوں کے ساتھ عور کفتگو تھے ۔ غواصیں وہاں سے بے گئیں ۔ وصل کا منظر دیکھ کر لرگس کے دستوں نے بھی آلکھیں ڈھائپ لیں :

لبوں سے ملے لب دہن سے دہن دلوں سے ملے دل بدن سے بدن غم و درد داست نشیدہ ہوئے وہ کل تارسیدہ رسیدہ ہوئے

چانے سے جا جا کے سوئے لگل انہ کھاٹا اند پیٹا اند انب کھوانسا عبت میں زدن رات گلھٹسا اسے تو اٹھنا اسے کہد کے باں جی جلو یہ دن کی جو برجھی کمیں رات کی پنے ازاسدگانی سے ہوئے لگی اد اگلا سا پشکنا اد وہ بوانسا جہاں بیٹھٹا پھر اد اٹھٹا اسے ''کہا کر 'کسی نے'' نہ پی جلو ''کسی نے جو کچھ پات کی بات کی بات کی 'کٹا گر 'گسی نے' کی کچھ کھائے

کہا خیر بتر ہے منگوائیر کہا گر کسی نے کہ کوہ کھائے بدر منیر بے تغایر کی بے وفائی اور بے تاب تھی ۔ تجم النسا نے اسے سمجھایا کہ بیاں آئے پر غمیے میں اے کہیں بری نے کوہ قاف میں تبد نہ کر دیا ہو ۔ یہ سن ا کر بدر منیر رونے لکی اور رونے رونے سو گئی ۔ کیا دیکھٹی ہے کہ لق و دق صحرا میں آیک کنوان ہے جس بر کئی لاکھ من کی سل بڑی ہے اور وہاں سے آواز آ زیں ہے : ع امیں بھولا نہیں تبھ کو اے میری جان الے النے میں اس کی آلکھ کھل گئی ۔ اہم النسا نے جب یہ خواب سنا تو جوگن کا لباس پہن اور بین لے کر بے تظیر کی تلاش میں لکل گئی۔ ایک دن وہ صعرا میں بیٹھی تھی۔ چالدنی رات تھی اور بین بجا رہی تھی کہ جنوں کے بادشاہ کا بیٹا وہاں سے گزرا۔ این کی آواز سن کر تنت اثارا اور جوگن کو دیکھ کر عاشق ہوگیا . جوگن (نجم النسا) اسی طرح بین بجاتی رہی ۔ صبح ہوئی تو وہ چلنے لگی ۔ پریزاد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور تخت پر بٹھا کر پرستان لے آیا۔ سیدھا اپنے باپ کے پاسگیا اور جوگ کی بین کی تعریف کی ۔ بادشاہ نے کہا کہ رات کو ہم جوگ کی بین سنیں گے۔ جوگ نے بین بجائی تو ساری مفل کو سائپ سونگھ گیا۔ روز بادشاہ جوگ کی بین ستنا اور چر گئے وہ اپنے گھر واپس آ جاتی ۔ پربزلا: فیروڑ شاہ جو گن کے عشق میں دیوالہ ہو رہا تھا ۔ ایک دن اس نے جوگن سے گہا مجھے اپنی علامی . میں تبول کر لو۔ جوگن نے کہا ''اگر تو میرا متعد اورا کردے تو شاید ابنی مراد بائے "۔ جوگن نے سارا تصہ سنایا ۔ فیروڑ شاہ نے اپنی قوم کو بلایا اور بے نظیر کو تلاش کرنے کا حکم دیا ۔ دبو نے آ کر غبر دی کہ وہ مصیب بھرے گنویں میں ملد رخ کی قید میں ہے ۔ فیروز شاہ نے ماہ رخ کو پیغام بھیجا کہ تو نے بنی آدم سے عشق کرکے اسے چھیا رکھا ہے۔ اگر میں تیرے باپ گو لکھ بھیجوں تر آبیرا گیا مشر ہو ۔ ماہ رخ یہ سن گر بریشان ہوگئی اور بے تظیر کو آزاد کردیا ۔ فیروز شاہ بے تظیر کو لے کر گھر آیا ۔ فیم النما اس کے گلے سے لگ کر زار و تطار روئی ۔ دونوب نے اپنی سرگزشت سنائی اور دوسرے دوے شام کو تنت پر بیٹھ کر بدر سنبر کے باغ میں پہنچے ۔ باغ ویوان

ہو گیا تھا ۔ تیم النسا نے خاوت میں جا کر باہو متیں ہے کہا کہ میں تیرے عائض کو لے آئی ہوں ۔ یہ میں کر باہر متیر نے صوافوں کی بارش کر دی چ ''کہا گودکہ لائی 'کائیا اس طرح ۔ وہ سب کمہ دیا سال بعاجی طرح اور آئی افض چا کر جہتا لائی ہوں۔ اور اک اور بتعامو اِٹا لائی ہوں۔ اس کے بعد بدر میں حائظ رہے سائے آئی ۔ دولوں کی آلکھوں ہے آئس چاہی

تھے اور دولوں ایک دوسرے کے غم میں کھل گئے تھے : بہم دو خزان دیلہ کازار سے ملے جسے ایار اینار سے تجم النسا نے کھا العمیزادے نے نظیر کیں والے کا طاقت کہاں ہے ۔ وصل

تجم النما نے کہا انشہواڈے نے نظیر میں رونے کی طاقت کہاں ہے۔ وصل کے دارو سے اس کا علاج کرنا چاہیے ۔کبچہ خوشی کی باتیں کوو''۔ اس سے ماحول کا رنگ بدل کی اور شدمہ کہا کو : کا رنگ بدل کی اور شدمہ کہا کو :

بدر آمر کو در دو جداو گیر الک غوانی کارون می با در گئی سی کار غیار کار می بیش از اساس این می اور برون است در بیشا میده از این میرد می امر میرد کار این اساس این سال کارون است که بیشا که است کی میرد میرد است کی دور است کی و است کی میرد میرد است کی دور است کی و است کی اور بروز عام کو روزون مین این کی میرد است کی داد میرد است کی اور است کی دور است کی دور است کی دور میرد میرد میرد است کی داد است کی دور است کی دور است کی دور است کی در است کی میرد کی داد میرد است کی داد است کی داد میرد است کی در است

النون کے جہان ہونے صحیحات البرات کابلہ عوصہ نے حق دنیا۔
النون کے جہان میں کا میں لیے جس کے خطاف الکرے عضاف است السندالی یہ اس السندالی یہ ایک فاضل الکرے عضاف است کرنے عضاف است کرنے عضاف است کہالیاں میں یہ سب سنتے لئے یہ ، اس باکہ خالات اللہ علی اللہ علی

عاقل خان راژی کی فارسی مثنوی "مهر و ماه" میں بھی میں صورت ملتی ہے۔ بالى ديلوى كى انتوى "مير و ماد" (ه. ۱۹۹ م مرع) ۹ ميد يهي شاه بدخشان اسی لیے ملول رہتا ہے کہ اس کے کوئی بیٹا لہ تھا۔ نجومیون اور جوتشیوں کا حساب پھیلا کر یا گسی درویش کا بادشاء کو اولاد کی توید دیتا بھی کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ بری کا کسی شہزادے پر عاشق ہوا اور اسے سوتے ہوئے اٹھا کر پرستان لے جانا بھی اس دور کے قدموں میں عام سی یات ے عارف الدین غال عاجز کی منتوی ''لمل و گویر'' میں ، جو میر حسن کی متنوی سے برسوں چلے لکھی گئی ، پری عاشق ہو کر شہزادے کا بلنگ الھوا لبقی ہے۔ نصرتی کی مثنوی ''گشن عشق'' میں بھی جی صورت ملتی ہے ۔ گل پکاؤلی میں بھی پری السان پر عاشق ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کل کا گھوڑا (فلک سیر) الله علماني كا وه ليا روب ہے جو "الف ليا،" ميں ملتا ہے - شهزادے كا كل ع گهوڑے بر سوار ہو گر کوٹھے پر اترانا اور شہزادی پر عاشق ہوانا ایک ویسی می صورت ہے جو "الف لیلد" میں نظر آتی ہے . "سعر البیان" میں بری ماہ رخ کا غصے میں آگ بگولہ ہو گر شہزادے بے نظیر کو صعرائے لق و دق میں معبیت بھرے گنویں میں قید کرٹاگم و بیٹی ویسی می صورت ہے جو حضرت يوسف کو کنون ميں ڈالنے کے واقعے ميں لظر آتی ہے۔ قصہ چمہار درويش میں بھی ملکہ زیرباد اپنے عاشق کو جاہ سلیان میں قید کر دیتی ہے ۔ قرون وسطئی ے عام قصے کیانیوں کی طرح ، مثنوی "سعر البیان" میں بھی ، ما فوق النظرت عناصر سے قصمے محو آکے بڑھانے کا کام لیا گیا ہے ۔ اگر ید لد محیا جاتا تو زمین و أسان پر پھیلا ہوا یہ قصہ آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ہجر کے بعد وصل بھی اس دور کے قصوں میں عام بات ہے ۔ وصل وہ ڈرامائی ریلف ہے جو مصیتیں اٹھائے اور دکھ جھیلنے کے بعد تصے کی دلیسیں کے لیے ضروری ہے - ان ساری عائلتوں کے باوجود میر حسن نے ان مختلف و مقبول عام داستانی عناصر کو ایک ٹئی ارتیب اور اپنے کرد و بیش کے مامول سے ہم آبنگ کرکے اے ایک ٹئی داستان بنا دیا ہے۔ ''سحرافیان'' لکھتے وقت میر حسن کے سامنے لہ صرف فارسی مثنویاں تھیں

بلکه و آود مشویان آمهی تجها جو ان کے قرابی زمانے میں لکھی گئی تبھیں ۔ انس مشوون میں فردوس کے "الحال اللہ" انسٹ نمان علی کی مشوی " اسمین و مشتول"، ما اقال عالی ارازی کی مشوری" کے اثرات بھی جا بنا انقر آئے ہیں۔ ان اثرات کی فرعیت یہ ذہن ہے کہ میر حسین

مسین طرح ہیں۔ مسار مسرامیس و یہ عمر پرہ در ؟ خوشی کا جو عالم تھا مانم ہوا ورق کا ورق ہی وہ برہم ہوا

نظامی کا یہ شعر پڑھے 7 : اسب انساسہ دولت کیتساد ورق ہر ورق پر سوئے 'ہرد باد یا نردوسی کا یہ شعر پڑھ کی 77 :

کہا زیسر نے بم سے بہر شکول کہ دوں دوں غوشی کی غیر کیوں لہ دوں

ان حالون ہے ان اتراف کی توجہ واقع ہو جائے ہے ۔ حمرالیان میں بے تفکر سمبرہ شاکرہ کی اور میں کے تفکر سمبرہ شاکرہ کی اور کے اسلام ہوا تو ہم اور کے گر انگساری کے ساتھ یہ دھوتی میں دیتا ہے کہ اگر آیا ام ہوا تو ہم اور کے گر پچر آئیں کے ۔ روسی کے ''اشامہ انسانہ میں میں اماریوں میں میں اماریوں میں میں اماریوں میں کے اور کار انگریوں کے ساتھ اور کیوں کی تعدیمی اشا میں موجود تھے اور لاکموری طور پر سرائے اگریات اس دھور در آئے ہیں ۔ حرالے در ان کے بیٹا میں موجود تھے اور لاکموری طور پر سرائیان میں دور آئے ہیں ۔

سعرالبیان میں در آئے ہیں ۔ سعرالبیان پر نشائل علی خان کی منتوی "اغوان کرم" کا اثر بھی عسوس ہوتا ہے ۔ اس منتوی کی بحر وہی ہے جو سعرالبیان میں ملتی ہے ۔ اس میں

ہوتا ہے۔ اس مشتوی نی بحر وہی ہے جو معراتینان میں منبی ہے۔ اس میں بے ساخگی ، طرقر ادا کی روانی اور واقعات کو تہذیبی نضا کے مطابق ڈھال کر بیان کرنے کا وہی راک ملتا ہے جو سعرائیان میں لفار آتا ہے۔ میر حسن نے ائے تذکرے میں اس مشتوی کے وہ شعر فرج کونے ہیں اور لکھا ہے کیہ ''ااس کی افضائل علی خانی اعتدی میں جہ منسیوں ہے ۔ . ، اس میں جہ سے ''درایا کے معانی اورٹے گئے ہیں . . اس میں بالخ سر کے فریب انساما ہیں ۔''امام قرض کس میں حسن نے حسرالیان لکھتے وقت فارس کو اردو مشتوی کی والیان کو حس ضرورت لبول کوئے آئی مشتوی میں ایسا رنگ بھرا ہے جو آج لک لاؤہ ہے ۔

"دریائے لطافت" میں انشا نے سعرالبیان پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ مثنوی ، مثنوی کی مروجه سات محروں میں سے ایک ایسی محر (متقارب مثمن ستصور یا محذوف : فعوان فعوان فعول با فعل) میں لکھیگئی ہے جسے شاہنا۔ میں فردوسی نے اور سکندر نامد میں لظامی نے استعمال کیا ہے اور یہ بحر رزمید مثنوی کے لیے غصوص ہے ، لیکن 'امیر حسن مرحوم ریختہ گوئے قصہ کے لظیر و بدر منیر کو اس وزن میں موزوں کیا ہے ۔ ۱۵۳ انشا کے زمانے سے لے کر ہی اعتراض آج تک سعرالبیان بر کیا جاتا رہا ہے حالالکہ سعرالبیان کے لکھم جانے سے بہلے می یہ بحر عشقیہ مثنوبوں میں استعال ہو کر اُردو میں عام و مقبول ہو چکی تھی ۔ فضائل علی خان نے مثنوی "غوان کرم" اسی بحر میں لکھی ہے ۔ سراج اورنگ آبادی کی مثنوی ''ابوستان خیال'' اسی بحر میں ہے ۔ ان کے علاوہ قدیم ادب میں مایمی کی مثنوی "چندر بدن و سیمار" غواصی کی "میف الملوک بديم الجال" ، صنعتي كي مثنوي "قصه" بے تظیر" أملا" وجب كي "قطب مشترى" نصرتی کی "گشن عشق" ، فائز دکنی کی "رضوان و روح افزا" حتی که اُردو ک سب سے پہلی مثنوی ''کدم راؤ بدم راؤ'' جو آج سے تقریباً ساؤہ پانخ سو سال پہلے لکھی گئی تھی ، اسی خر میں ہے - یہ وہی بحر ہے جسے سعدی نے اپنے يند لاسه (كريما بد بنشائ بر حال ما) مين استعال كيا ہے ۔ أودو مين يد بحر عام طور پر عشقیہ و بزمیم مثنویوں میں استعمال ہوتی رہی ہے اور اثشاکا یہ اعتراض بے بنیاد تھا ۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ بارے اہل علم بغیر سویے سمجھے اس اعتراض کو آج تک دہرائے رہے ہیں۔ میر حسن نے اس بحر کو استعال کرکے پانی کردیا ہے۔

اب یہ سوال سامنے آنا ہے کہ میر حسن نے فارسی و اُردو منٹوی کی موجود روانت کا اگر قبول کرکے وہ کون سا ایسا کام کیا ہے جس نے سعرالییان کو اُردو منٹویوں میں منٹرد و تناز بنا دیا ہے ۔ میر حسن کے شوی کے اس ووافق تمنے کو نخشف عناصر کی مدد سے ایس طور پر گرفاہا ہے کہ یہ ایک ایک افسہ ملوم ہوتا ہے۔ اس فیصر کم ایسانے کے لے اسالان قباش د زنسیانی ہ بیسانے سے دان رات سویسا کرے لہ ہو جب کوئی تب وہ رویا کرے

جب خواصوں کو بے تقایر کے غائب ہو جانے کا بتنا چلتا ہے تو وہ بھی بھی گرتی بیں :

 ہے۔ بیان ملش بن او دو شدہ ہے جر گرکاری سے جرائے شرم آخران آخران ہے ۔ یہ بر میں کم بنا ہے ۔ یہ بر میں کم بنا ہے ۔ یہ بر میں کم بنا ہے ۔ یہ بنا ہے کہ بنا کہ بنا کہ بنا ہے کہ بنا کہ بنا ہے کہ بنا کہ

بجانی رہی بین وہ صبح تک یہ رویا کیا سامنے نے دھڑک نجہ النسا جب دیروز شاہ کے باپ کے دربار میں بین بجاتی ہے کو وہاں بھی بیمی اُن ہونا ہے :

ر ہوں سے اور دواں کر دما جان کو لوٹا پر اگ چئی و السان کو روزائل میں اس روزائل میں اس روزائل میں اس روزائل میں اس کی سوائل کا امار ہے۔ جس الیس کا بادر ہے۔ جس الیسان کی میں اس میں خداب کا دارے ہے اور میں میں اس کا میں کہ میں اس میں میں اس م

 سے خطرے کا اظہار کرکے رخعت ہوتے ہیں اور اسی سال بادشاہ کے ہاں چاند سأ لینا پیدا ہوتا ہے تو میر حسن ان تمام رسموں کو پیش کرنے ہیں جو اس زمانے میں مذہبی عثالد کا حصہ بن گئی تھیں ۔ بادشاہ دعا مانگتا ہے اور منت کے طور پر سجد میں دے جلاتا ہے ۔ شاہزادے کی پیدائش پر عواصی اور خواجد سرا لذربن گزرالتے ہیں۔ بادشاہ الهیں غلمت و ارسے لواڑتا ہے . رسم کے مطابق بادشاہ جانماز بچھا کر تمال شکرالہ ادا کرتا ہے ؟ جشن کا اپتام کرتا ہے اور خان سامان کو ایاری کا حکم دیتا ہے۔ الیب لفار غانے میں خوشی کی اورت بجائے یں ۔ میر حسن لٹیب ، لٹار خانے اور نوبت ، شہنا نواز کی واقعاتی تصویروں سے مثنوی میں رنگ بھرتے ہیں اور ان کام رسموں اور رونٹوں کو بیارے کرتے ہیں جو ولادت کے بعد انجام باتی تھیں ۔ اسیر و وزیر تذرانے لانے ہیں ، بادشاہ الھیں غلمت و العام دیتا ہے ۔ بیروں اور مشائخ کو گاؤں عطا کرتا ہے ۔ اسیروں کو جاگبریں دیتا ہے ۔ لشکریوں میں زر اور وزیروں میں الباس و لعل و گوپر تقسیم کرتا ہے۔ بیادوں کو گھوڑے اور خواصوں کو جوڑے دیتا ہے۔ بھاتلوں ، بهکتیوں ، کنچنیوں اور ڈوسنیوں وغیرہ کو ، جو خوشی کے گیت گانے آئے ہیں ، انعام و اکرام دیتا ہے . مبر حسن اس منظر کو پورے ولگ کے ساتھ اس طور بر ابھارے بین کہ ایک جینی جاگنی زائدہ تصویر انظروں کے سامنے آ جان ہے۔ چیٹی تہائے تک یہ جشن جاری رہتا ہے ۔ شہزادہ بڑا ہوتا ہے تو اس کا درہ بڑھایا جاتا ہے ۔ ہر موقع پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور میر حسن ان کو بـان الرے جاتے ہیں - شہزادے کے اس خانہ باغ تعمیر اکیا جاتا ہے - میر مسن خالہ باغ کی خوبصورت بھرچور الصوبر سامان آرائش کے بیان کے ماٹھ اس طرح پیش كرنے يين كد ايسا حقيق اور مثالي خاند باغ تظرون كے سامنے آ حاتا ہے جہاں : اسی اپنے عالم میں منہ چومنا گلول کا لب نمر پر جھومتا

ووں کہ سیا جو ہر جوجوں کے ساتھ میں شد ہوستا وہ چیک چیک کے گرانا کیاران اور لئے کا ما صافر گیاستان ہو چیت آفرز کل ہے دیکا ہوا ہسوا کے سب باغ میکا ہوا بیڈی دیکھ بھال کرنی ہوں اساتھ ، ادھر ادھر پھری ہوئی ددا دائیاں ، شاہریان، خلف کے لباس بنی ہوئی طواسی ، ادترانان اور گھریں :

ادر اور أدهر آلیات جآلیات نفر این مناظر کے ساتھ مائی اسٹ بھی چاں منحرک لفل آئا ہے۔ میر حسن نکار نے بہ یہ کہ وہ موقع و عمل کے مطابق مرتفے بنا کو ان میں داکشی اور شوخ و شک رائک بھر دینے ہیں۔ ان مرقوں کو دیکھ کر مفاق مصوری باد آ جاتی ہے ۔ میر حسن مفل مصوری ہی کی ٹکنیک استعال گرتے ہیں ۔ باغ کے بیان میں وہ ہر ممکن خوبی شامل کر دہتے ہیں اور بھوارں کے حسن کے ساتھ اس میں زلدہ و متحرک انسانوں کو شامل کرکے اے ایک حتیق آباد بالم بنا دیتے یں۔ اس طرح خواب کو عقیقت بنا کر وہ سعر البیان کو ایک ٹیا رنگ دے دیتے یں۔ ساری کہانی شہزادے ہے نظیر کے ارد گرد گھوسی ہے۔ جب وہ سکتب کی عمر کو پہنچتا ہے تو معلم ، اثالیق ، منشی ، ادیب اور ہر فن کے أستاد مقرر كي جاتے يين اور شهزاده چند سال مين علم معانى ، منطق ، ييان ، ادب، منقول و معقول، حکمت، بیئت، بندسد، نجوم، صرف و نحو، خوش لویسی، موسیقی، مصوری، تیر الدازی، بهکیتی اور تفتگ اندازی میں ماہر ہو جاتا ہے ۔ اس طرح میر حسن اس تہذیب میں تعلیم و تربیت کے پہلو کو بھی سیٹ لیتے ہیں ۔ بارہ سال کا ہوتا ہے تو نہلا دھلا کو تیار کیا جاتا ہے ۔ میر حسن حام میں شہزادے کو تہلانے کی تصویر کے ساٹھ ان کیفیات کی تصویر بھی بیش کرتے ہیں جن سے شہزادہ گزرتا ہے۔ یہ ایک نہایت غوبصورت اور دل آویز مرقع ہے۔ نہلانے کے بعد اسے لباس خسروالہ بہنایا جاتا ہے تو میر حسن لباس اور آرائش کی تقمیلی تصویر بناتے ہیں ۔ جب جلوس رواند ہوتا ہے تو اس کی سواریوں اور مماشائیوں کی بھرپور تصویر اُتارے ہیں ۔ میر حسن ان سب تفصیلات کو کہانی کے ساتھ پیوست کرکے اپنے تخیل و شاعری سے ایسا دلجسب بنا دیتے یوں کہ پڑھنے والا ایک لسعے کے لیے بھی نہیں اکتاتا ۔ توازن ان سب مرقعوں کی جان ہے ۔ جہاں تفصیل کی ضرورت ہے وہاں تفصیل آتی ہے اور جہاں اشارے کی ضرورت ہے وہاں اشارے سے کام فیا جاتا ہے ۔ جلوس سے واپسی کے بعد شہزادہ چاندنی وات کی سیر کرتا ہے اور بھر بانگ پر درار ہو جاتا ہے ۔ بیان پلنگ اور پلنگ سے متعلق سامان کی الصوبر سامنے آتی ہے ۔ میر حسن کی ایک ایک چیز او نظر رہتی ہے اور وہ تناسب ، ترتیب و ربط کے ساتھ انھیں مثنوی میں ایسے شامل کر دہتے ہیں کہ پڑھنے والا سعر میں آ جاتا ہے۔ وہ بما کات سے لہ صرف نمارجی مناظر کی ٹصویریں اُبھارتے ہیں بلکد جگہ جگہ هنتف کینیات کی تصویریں بھی اُجاگر کرتے جاتے ہیں۔ مٹلانیاتے ہوئے جھانویں سے گدگدی ہونے کی کیفیات : أمره کے لے ہاتھ میں سنگ یا

گیا خانموں نے جو آہنگ با اسیا کھینچ پاؤں کے بے اختیار اثر گیدگیڈی کا جیس پر ہوا

بنساکهلکهالا وه کل نسوبهار مجب عسالم اس الزلیس او بوا ہوئے جی سے قربان جھوٹے نارے مشا اس ادا سے کہ سب بنس بڑے اسی طرح وہ مناظر چپ خواصوں کو ، بادشاہ کو ، ملکہ کو ، ایل شہر '' شہزادے کے غائب ہونے کی اطلاع ملتی ہے با ماہ رخ نے اغار کو قید کر دبنی ہے اور بدر منیر اس کے قراق میں تؤلتی ہے ۔ میر حسن نے اس کرنیان کو خوبصورتی سے ادا کیا ہے لیکن ڈراسائی نقطہ تظر سے یہ جذبات کسی فرد کےجذبات معلوم نہیں ہوئے ۔ پنجر کی جو جو صورتین ممتن ہو سکتی ہیں میر حسن بدر منبر سے وابستہ کر دیتے ہیں ۔ ڈرامائی نفطہ' لظر سے بہارے مثنوی لکار اور مرثیہ کو دونوں یہ میں جائے تھے کہ جذبات پر فرد کو الک الک الداڑ سے متاثر کرتے ہیں اور ان کا اثر قبول کرنے میں ہر فرد کا رویہ انفرادی ہوتا ہے۔ میر حسن ایک فرد میں ان سب اثرات کو یکجا کرکے اسے مثانی شکل میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح مفل مصوری کا فن میر حسن کے باں لفظوں میں ڈھاتے لکتا ہے . میر حسن کا فن نختلف مناظر کو مثنوی کا حصہ بنانے کے لیے ٹیز روشنی ڈالنے كا فن سيم - نے افلير كاو بدر مدير كا خالد باغ لظر آتا ہے تو وہ اس خالد باغ كى ايسى تصوير أبهارت يين كه يؤهنے والا لمي تصوير مين عو يو كر ره جانا ہے۔ جب آگے بڑھتے ہیں تو پھر اس کے حسن و جال کو تمایاں کرنے کے لیے ہدر منیر پر ٹیز روشنی ڈالتے ہیں۔ بھر پڑھنے والے کو اس کے اور تریب لے جا حر اس کے لباس اور آرائش کی اقصیلات دعجها کر لباس کے ساتھ اس کے سرایا اور جسم کے ایک ایک حصے کو دکھاتے ہیں تاکہ یہ تصویر دلکش بن کر قہن پر اتش ہو جائے۔ سحر البيان كے يہ سارے مرقعے مفل تصويروں كي طرح حسين و جميل يين -

مر الباران کا اعد آبسہ آب آگے طفا سے اور اس کا روب ، نے کہ مر سرم برنا کے اعد آبسہ ان کے گا طفا سے اور اس کا روب ہو ان کے دی جو اسراء کی کو جسے میں میں طوال کی وجسے میں میں مورا سراء کی گئی ہے جو اسراء کی گئی ہے جو اسراء کی گئی ہے جو اسراء کی گئی ہے تھی کہ موروز میں موروز مو

پیر طرح بیش کرے دیا اف ہے دادی کے دورہ و رواج کی بوری تصویر ملنے آبائی ہے ۔ دادی بادی کہ سے حرابان بادی بدا دیا ہے کہ دادی بہ انک میں مثل د مائٹی ہے کے کر ہمر و رمال ٹک کی ساری تصویریں کہائی کے تمانی ہے اس طرح بیال بولی ہیں کا ساری مثنی ایک رحمت یں گئی ہے اور اس درمت میں اس حقوق کا مقدام کا رائز مصرح یہ ۔ مراد ان ایک مشرود سے ایک ہیں بلکہ اس مجانب کا مدور ہے جس عے طالب کے خدود ہے اپنی

مثنوی میں یوں تو چھوٹے بڑے ، با نام و بے نام متعدد کردار آتے ہیں لیکن اصل کردار چه یی -- بادشاه ، شهزاده مے نظیر ، شهزادی بدر منیر ، وژیر زادی تجم النساء ، پری ماہ رخ اور جنوں کے بادشاہ کا بیٹا فیروژ شاہ۔ ان میں سے نے تظیر ، بدر منیر ، نجم النسا اور نیروز شاہ وہ کردار میں جو کہاتی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ بادشاہ کا کردار ویسا ہی ایک کردار ہے جو ہر قصے کہاتی میں ملتا ہے ۔ وہ مثالی بادشاہ ہے جس سے رعیت بے پتاہ عبت کرتی ہے -بادشاه عيش پسند اور بے عمل ہے اور منجمد و سکوتی تہذیب کا مماثندہ ہے۔ جی صورت اس کمیاتی کے دوسرے بادشاہ مسعود شاہ کے ساتھ ہے ۔ بادشاہ کی بو تصویر السعر البیان، میں ابھرتی ب اس میں وہ بے حوصلہ اور کمزور مزاج ذكهائي دينا ہے ـ يے لظير غائب ہوتا ہے تو اس كا باب (بادشاء) عمل كے بيائے صبر و شکر کرکے کاروبار سلطنت سے غافل ہو کر بیٹھ رہتا ہے۔ اسی طرح مسعود شاہ کو جب بے لظیر شادی کا پیغام بھیجنا ہے اور انکار کی صورت میں حداد کرنے کا ذکر کرتا ہے او وہ اسے بی جاتا ہے اور پیغام شادی قبول کر لیتا ہے۔ بے عملی اور احساس کمزوری کی وجہ سے "سمجھوت،" ان بادشاہوں كا عام رويد ہے . ان دولوں بادشاہوں میں آسف الدولہ كے مزاج و دربار كى واضع جھلک نظر آتی ہے۔ اگر میر حسن سعرالبیان میں الایک بادشاہ کے بجائے آسف الدولد كا نام لكه ديتے تو بھى كوئى فرق لد پڑتا ليكن كهانى كى عموميت یتیناً مثاثر ہوتی ۔ شہزادہ بے نظیر حسن و جال کا پیکر ہے۔ خواصوب اور لوالديوں كى صحبت ميں باتا ہے . ہر قسم كى تعليم اسے دى جاتى ہے ليكن وہ بے حوصاء اور سے عمل لوجوان ہے جو قسمت کے جھکولے کھاٹا رہتا ہے اور جب مصيبتيں بڑتی ہيں تو وہ حوصلہ عمل کے بيائے رونے لگتا ہے۔ اس ميں اننا مقدر بدلنے کی جرأت نہیں ہے ۔ وہ مزاجاً عاشق نہیں معشوق ہے ۔ ماہ رخ ے اداس دیکھ کر کل کا گھوڑا دیتی ہے تو وہ سیر کرتے ہوئے اپنے گھر نہیں

جاتا بلکہ بے نظیر کے خانہ پاغ میں جا اثرتا ہے ۔ وہ نو عمر ہونے کے یاوجود عمل وصل سے واقف ہے اور ماہ رخ کے ماتھ داد عیش دیتا ہے ۔ بدر منیر سے وہ دوسری ملاقات ہی میں لیض یاب ہو جاتا ہے۔ عشق ، رومان اور وسل اسی دائرے میں اس کی زائدگی گزرتی ہے ۔ بدر منبر بھی حسن و جال کا بیکر ب - صبع سے شام لک سیر و الربح میں مصروف رہتی ہے ۔ بنسی ، کھیل کاشے ، موسیتی ، بناؤ سنگھار بھی اس کی زندگی ہے ۔ بے نظیر کی طرح اس پر بھی عشق اور احساس جسم حاوی ہے ۔ ناز و ادا اور عشوہ طرازیوں سے وہ ے نظیر کو لبھانے اور دام النت میں گرفتار کرنے کے لیے وہی کچھ کرتی ہے جو ایک طوائف کرتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ طوائف ہازار میں ہے اور بدر منیر عمل میں ہے - بجر و فراق کی اڑپ اسے بھی عمل کی طرف نہیں لے جاتی۔ وہ غم ڈدہ ہو کر رونے لگنی ہے اور عاموش چھپر کھٹ بر اڈ رہتی ہے یا عیشی بائی (طوائف) کو بلا کر ، غم غلط کرنے کے لیے ، کانا سننے لکتی ہے۔ وہ بے لظیر سے پہلی ہی ملاقات میں بے انگف ہو جاتی ہے۔ اسے شراب بلاتی ہے اور اس کے باتھ سے خود بھی پستی ہے۔ اگر پیرکا گھنٹہ نہ بجنا تو وہ پہلے ہی دن نے نظیر سے ایک جان ہو جاتی لیکن دوسرے دن ، وہ دایمن کی طرح ، حج بن کر تیار ہوتی ہے اور اپنا جسم سے نظیر کے سپرد کر دیتی ہے اور روز میں اس کا معمول رہنا ہے ۔ مذہب کے اخلاق تید و بند اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے ۔ شاید اس دور کی اعلیٰ سوسائٹی کی عورت کا یہی گردار ٹھا۔ بدر منبر کے کردار سے میر حسن اپنی کہائی کو سجاتے اور اس میں رنگ ضرور بھرتے ہیں لیکن گہانی کا عمل اس سے آگے نہیں بڑھتا ۔ یہ کردار چوکھٹے میں لگل ہوئی ایک تصویر کی طرح ہے ۔ ساری کہانی میں وزیر زادی مجم النساء کا کردار ہی ایک ایسا کردار ہے جس سے کہانی کا عمل آگے بڑھتا ہے۔ اگر وہ جوگ کا روپ دھار کر جنگل کی راہ ند لیتی تو اُدھر بے لللیر کنویں میں گھٹ کر می جاتا اور ادھر بدر منیر آبیں بھرتی اور بجر میں تڑیتی رہتی ۔ تجم النساء بھی بدر مثیر کی طرح حسین و جمیل ہے مکر اس میں شرارت ، شوخی اور ہمت و حوصلہ بہت ہے ۔ بدر منیر اور نجم النساء کے گردار میں بھی بنیادی فرق بے - سعرالبیان کی کہائی کا عمل نجم النساء می کا مربودے منت ہے - وہی بلنو منیر کو نے تغلیر سے ملاتی ہے - جب وہ غاموش بیٹھے لہتے ہیں تو انھیں پیالا پنے کی آرغیب دبتی ہے ۔ بدر منیر اسی کے کہنے سے دوسرے دن بناؤ سنگهار کرتی ہے ۔ وفاداری ، خلوص ، موصلہ ، متصد کی لکن اس کی فطرت کا حصہ ہیں ۔ اس کی (بان تینچی کی طرح جاتی ہے ۔ جب بدر مئیر بے لظایر کو دیکیکر ناز و ادا دکھلائی دالان میں جا چھپتی ہے تو نجم النساء وہاں جاتی ب اور بنستے ہوئے کہتی ہے

عمر جو جل تو عوش آئے نہی

ترے ناز ہے جا یہ بھاتے نہی مری طرف لک دیکھ نو بائے بائے مثل ہے کہ من بھائے منڈیا ہلائے وه شوخی و شرارت کے ساتھ چالاک اور سنجھ دار بھی ہے . و، جوگ بن کر انے متصد سے ایک لسحے کے لیے بھی عائل نین ہوتی - اپنے ناز و ادا سے نبروا شاہ کی آتش شوق کا اوڑکائی ہے اور جب لیروڑ شاہ اس کے قدموں پر گر اؤتا ب تو چترا کر اس سے بوجھی ہے کہ کیا ع "مرے بیٹھنے سے اذبت ہول" اور جب فیروز شاہ اسے اپنی غلامی میں قبول کرنے کے لیے کہتا ہے تو وہ فوراً اپنا منعبد اس كے سامنے ركھ دبتى ہے اور كيتى ہے كہ اگر تو ميرا سطلب بر لائے تو شاید تیری مراد بھی ہر آئے۔ بدر متیرکی طرح وہ بھی شادی ے بہلے ہی لیروز شاہ کے ساتھ سو جاتی ہے اور اس کا ضبر آواز نہیں دیتا ۔ بدر منیر اور بے نظیر کردار سے زیادہ مرقعے بیں لیکن تجم النساء کا کردار واقعی ایک زندہ کردار ہے ۔ انسانی فطرت و نفسیات کی طرف میر حسن کی توجہ ضرور ہے جو انھیں دوسرے مثنوی نگاروں سے ممتاز کرتی ہے ۔ اس مثنوی میں انھوں نے ڈرامائی سین ترقیب نہیں دیے ہیں اور انہ گرداروں کا مکبل تاثر یا عاکد ایش گرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کام مثنوی کی روایت کے دانرے میں نہیں آثا لیکن تیم النساء کے گردار میں وہ نن قصہ گوئی کے ناملہ نظر سے جدید دور ى طرف برهتے ہوئے دكھائى ديتے ہيں . نجم النساء كا كردار سعراليان كا سب سے متحرک و بنیادی کردار ہے اور جی اس مثنوی کی جان ہے ۔ ماہ رخ سوتے ہوئے شہزادے بے تقایر پر عاشق ہو گر اسے اڑا لے جاتی ہے اور کہانی میں حرکت پیدا کر دیتی ہے . اس پر بھی جسم کی لذت عاوی ہے اور اس کا عشق ابلی بے حوصلہ ہے۔ جلایا اس میں اتنا ہے کہ وہ یہ معلوم ہوتے ہی گاہ ب تفایر کسی اور پر عاشق ہوگیا ہے ، اسے الدے کنویں میں قید کر دیتی ہے اور الله حوصله التي يه كد فيروز شاه كے النا كينے پر كد وہ اس كے باب سے کبد دے گا کد وہ ایک آدم زاد پر عاشق ہے ، اسے آزاد کر دبنی ہے - فيروز شاء بھی عاسق مزاج شہزاد، ہے جو انسان میں پری زاد ہے ۔ وہ عبم النساء کے عشق میں گرفتار ہو کر نے تغایر کو آزاد کراٹا ہے اور کمانی کو ایک رخ دے کر اقبام تک جنواتا ہے۔

میر حسن نے سحرالیبان کی کمپانی میں انسانی جذبات ، تدرق مناشلہ ، حسین مرقعوں ، بزم نشاط اور عالم بجر کے اقشوں ، افریات اور رسوم و رواج کو توازن سے ملاکر اپنے غصوص انداز بیان میں سخن کا دریا بیابا ہے اور ایک ایسی تخلیق کو وجود بخشا ہے جو اُردو ادب میں اُس وقت بھی منفرد تھی اور آج بھی منفرد ہے ۔ "سعوالبیان" کا مجر اس کے بیان میں ہے ۔ جسے "باغ و بہار" افسانوی نثر کی مثال قائم کرتی ہے اسی طرح افسانوی نظم محرالبیان میں اپنے گال پر نظر آتی ہے ۔ افسانے کا مقصد قعبہ بیان کرنا ہوتا ہے اسی لیے اس میں ایسی زبان استعال نوں ہو سکتی جو قصے کے بجائے اپنی طرف توجہ مبذُّول کرا لے - میر حسن اس اصول ہر عمل کرتے ہوئے ایسی زبان استعبال کرتے ہیں جو لمسے کو لکھارے اور اس کا حصہ بن کر آئے۔ ان کے بیان میں تکاف و تمتع نہیں ہے۔ ان کی زبان عام ہول جال کی زبان ہے جو نظم میں استمال ہونے کے با وصف اللہ سے اربب ہے اور انر سے اربب ہوئے ہوئے بھی اس میں شاعری موجود ہے۔ میر حسن اپنی بات کو بیان کونے کے لیے ایسے الفاظ استمال کرنے ہیں جن سے لفظ و معنی کا ایسا ہی رشد فائم ہو جیسے روح اور قالب میں ہوتا ہے - الفاظ کی ترتیب ایسی ہو گہ جس سے روانی اور بے سانھنگی میں اضافہ بو اور ذہن براء راست معنی لک بہنج جائے ، الفاظ سے بان میں ایسے راک بھرے جائیں جو قطری بھی ہوں اور دلکش بھی ۔ اس کے لیے وہ موقع و عل ع مطابق زبان استعال کرتے ہیں ۔ ہر طبقے اور کردار کی زبان میں اس طبقے کا مخصوص لہجہ اور مزاج بھی موجود رہنا ہے ۔ رمال ، تجومی اور پنٹت کی زبان کا باریک فرق لک میر حسن کے پیش نظر رہتا ہے ۔ سادگی و پرکاری اس طرز کی جان ہے جس میں بہتے دریا کی روانی بھی ہے اور موجوں کا اٹار چڑھاؤ بھی۔ طرؤ غزل کی بنیادی صنت غنائت ہے اور مثنوی کی بالید ہے - میر حسن اپنے طرز میں عنائیہ اور بیانیہ کو سلا کر ایک کر دیتے ہیں ۔ وہ خارجی مناظر میں داخلی کیفیات اور داخلی گیفیات میں خارجی عناصر کو ملا کر شیر و شکر کر دیتے ہیں جس سے ایک ایسا طرز وجود میں آلا ہے جو سحرالببان کے ساتھ مخصوص ہے۔ وہ اپنے بیانیہ الداڑ میں تشبیبوات و استعارات کو بھی استعال کرنے میں ، صنائع بدائع کو بھی برائے ہیں لیکن تشہبات ، صنائع بدائع ، ابنام اور رعایت لفظی طرز بیان میں اس طور پر چھپ جاتے ہیں کہ مثنوی پڑھتے ہوئے محسوس نہیں ہوتا که به اثر آفرینی تشبید با کسی صنعت کی وجد سے ہے۔ نئی اثر پیدا کرنے ك ليے جهاں ضرورت بڑق ہے ، مير حسن كئى كئى اشعار ميں تشبيهات كا استمال کرتے ہیں۔ مثلاً وہ منظر جب شہزادہ بے تظیر کو تہلایا جا رہا ہے۔ یا کئی کئی اشعار میں حسن تعلیل ، تجنیس ، رعایت لفظی اور ایبام کا استمال کرتے ہیں ۔ مثار وہ سنظر جب عبر ماتی ہے کہ شاہزادہ نے نظیر عائب ہوگیا ہے۔

فارسی و اردو شاعری کا ادراک مبالغه آمیز ہے ۔ یہی ادراک بہاری روزمرہ کی عام گفتگو میں بھی شامل ہے ۔ میر حسن کے طرؤ میں بھی یہ مبالغہ آمیزی موجود ہے لیکن یہ روزمرہ کے بول چال کے مین مطابق ہے ۔ اسی لیر اس میں سادگی و روانی کا احساس رہتا ہے ۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو میر حسن نے مشكل اصطلاحات، فارسي الفاظ و تراكيب بهي استمال كي بين ليكن متنوى كو پڑھے ہوئے ان میں اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا اور یہ میر حسن کے عنسوس طرؤکا حصہ بن جاتی ہیں۔ طرؤکی اسی سادگی کی وجہ سے سحرالبیان کے بہت سے اشعار ضرب المثل بن کر ماری (بان کا حصہ بن گئے ہیں ۔ مثار یہ چند شعر ؛ يرس لتفوه يا كه سوله كا س

جوانی کی واتیں مرادوں کے دن سدا عيش دوراب دكهانا نهير گيا وقت بهر ساته آتا نهير مجھکے آپ سے اس سے جھک جائیر رکے جو کوئی اُس سے رک جائے کہاں کی رہاعی کہاں کی غزل کبھی سایہ ہے اور کبھی ٹور ہے سعر ہو گئی بات کی بات میں سدا لساؤ كاغدد كى يتى نبيب

کسی پاس دولت یسد رہتی نہیں۔ میر حسن کا یہ طرز بیان چولکہ عام بول چال کی ژبان اور لبجے سے قریب ہے اس لیے مکالموں نے بھی اس طرؤ کے اثر کو بڑھایا ہے ۔ طرؤ بیان کی ید بے ساختہ سادگی میر حسن نے شعوری طور پر کوشش و کاوش سے پیدا کی ہے جس میں اعتصار نے اثر کو گہرا کر دیا ہے۔

كيا ٻو جب اپنا چي جيوڙا لكل

دو رنگ زسانے کی مشہور ہے

کثی رات حرف و حکایسات میں

اوری مثنوی میں ہر حصہ توازن کے ماتھ ایک دوسرے سے پیوست ہے لیکن دو مقام ایسے آئے ہیں جہاں میر حسن کا قلم ایک جگہ" عاجز اور دوسری جگہ اور اللہ آتا ہے۔ ایک اُس وقت جب پہلی بار سے لظیر اور بدر منیر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور دولوں ایک دوسرے پر عاشق ہو جاتے ہیں - شہزادی اس کا اظہار نہیں گرتی اور بے نظیر کو ویں چھوڑ کر کمر اور چوٹی کا عالم دکھا کر ویاں سے دالان میں چلی جاتی ہے ۔ میر حسن جاتی ہوئی بدر منیر کی العبوير اور اس كے تاثرات بيش كرانا چاہتے ہيں اور تقريباً بيس شعر لكھتے ہيں لیکن وہ اس عالم کو بیان نہیں کر پاتے ۔ یہ اشعار لہ صرف مثنوی کے تناسب کو ہکاڑے یں بلکہ سٹنوی کی روانی کو بھی سٹائر کوئے ییں ۔ شود میر حسن کو بھی اس عجز بیان کا احساس ہے جس کا اعتراف وہ ان اشعار میں کرتے ہیں : دیا شعر کو گرچہ بر بار طول و لیکن یہ ہو عرض سیری قبول

دیا مشر ہو ترچہ پر ہار خول کی انتخا کی جائے کہ جائے استان میں بوری چت مونگائی جو کی دیں نے پان کی ایک نے کہ چائے استان استان کی دریاں اس اُولیز جو بوری کہ ایشان بنائی ہوئی ہے مری فکر بحو بر وہاں چوری چگہ اُس نام پر ان کا نائم لیا کہ ہوا انقار آتا ہے جہاں نے نظیر بھرمیٹر اور آمروز قبل اللہ ایک کا ادائی ہے ۔ بیان بوری عصوص

ہوتا ہے کہ وہ جلدی سے اس منتون کو غتم کر دیتا چاہتے ہیں -أج كى زبان كے اعتبار سے اس متنوى ميں بعض متروك الفاظ بھى ملتے ہيں جیسے "اقہائے کہیں اور کالیاں کہیں" ۔ بعض مصرعوں میں جسع بنانے کا وہ طریقہ بھی ملتا ہے جو میر و سودا کے ہاں بھی ہے اور داغ کے ہاں بھی جیسے "ادھر اور ادھر آئیاں جائیاں ۔'' میر و سوداکی طرح میر حسن نے بھی گئیں گئیں علاست فاعل " نے" کو ترک کر دیا ہے جیسے "رو دھو کے میں رات کائی تمام" یا "ان كے" كے بجائے "انھوں كے" استمال كيا جسے "الھوں كے جہاں ميں بھرے جسے دن'' لیکن میر حسن کے باں ایسے متروکات کا استمال میر و سودا کے مقابلے میں بہت کم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرحسن تک آئے آئے (بان سنجھ کر اور صاف ہوگئی ہے۔ عام طور پر اس منتوی کی زبان وہی ہے جو ہم آج بھی بولنے ہیں۔ لجھمی ٹرائن شفیق نے اپنی مثنوی ''توشد' آخرت''<sup>۱۸۱</sup> (۱۲۲۳م/ ۹۸ - ۱۷۹۵ع) میں سحرالبیان پر لفظی و معنوی اعتراضات کیے تھے لیکن یہ ویسے ہی اعتراض میں جیسے الشا نے سعرالبیان کی بحر پر اعتراض کیا تھا اور یس کا ذکر ہم پھلے صفحات میں کر چکے ہیں ۔ میر حسن کی زبان کا تعلق بول چال کی زبان سے ہے اس لیے جب میر حسن ع "محیشہ سے ہے اور رہے کا ميش" مين "إميش" كا لفظ استمال كرنے بين اور شفيق اس يو يد اعتراض كرتے ہیں کہ ہم نے سیش نیں سنا تو انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ شالی سند کی بول

چال کی زبان میں یہ انتقا آج ، ہی آسی طرح ہولا چانا ہے ۔ 'حسی انتقا کا عام رواج اس کے استمال کی مند ہے - میں نے بھی اس کو صعار دایا ہا ہے۔ انتقاب میں جال نے ، مدایل کے قسم بدی کو میں کے استمال کا کو اس تاتھی جانا ہے ۔ مدایل ہوتا ہے 'کہ انکر بزون کے انساط کے بعد بارے ملک کے افزیر دو انتقاد انتقال انتظامت عناصر نے شوف آزدہ ہوگئے تھے میں جاری آبادوں میں اور غود الکربزی میں دو پر بری کے اسے گاجی ناظرام انتزانی ئیں رہے، انسوان اور بیسری مدی موں دائون الشرت مامیر مترب کے ادب بر المائی ویڈ دیو چو چی کان ان کا احتراب ان طور پر والے چی کہ جس ہے بر المائی کے بالڈ کا ان برائیل کی انسوان کی برائیل کے در میں الم کے اس اس اس اس کر برائیل کی برائیل اندرون اور انسوان کی برائیل کی

میر حسن کی اس منتوی نے آنے والے دور کی شاعری کو متاثر کیا ۔ میر انیس کے مرثبوں پر سعرالبیان کا اثر تمایاں ہے۔ مثنوی گلزار نسیم ، مزاج و طرؤ کے اعتبار سے غناف ہونے کے باوجود ، سعرائبیان کے زیراثر ہی وحود میں آئی - سحرالیبان جیسے ہی سامنے آئی عوام و خواص میں متبول ہوگئی - جعفر علی حسرت نے . . ، ، ه اور ۱۲۰۳ (دمداع اور ۱۸۸ع) کے درمیان طوطی المه لکھا جس پر سعرالبیان کا اثر واضع ہے۔ اصغر علی مروث نے سعرالبیان کے جواب میں ایک مثنوی لکھی ۔ ٦٩ ولکین نے "منتوی دلیذیر" کے نام سے ١٣١٣ء (۹۹ - ۱۹۸۹ع) میں سعرالبیان کا جواب لکھا اور سیر حسن کی طرح مصحتی ہ انشا اور جرأت سے اپنی متنوی کی تاریخیں لکھوائیں۔ ان دونوں ستوہوں پر سعرالبیان کے اثرات واضع ہیں ۔ لچھمی ٹرائن نے بھی سعرالبیان کے جواب میں ایک مثنوی لکھی اور 'سبب ِ تظم' میں اس کے معنی و بیان پر اعتراض کیے ۔ شبر على انسوس نے آصف الدولہ کے ''جشن مولی'' پر جو منتوی لکھی اس پر حرالبیان کی بحر ، ٹکنیک اور الداز کا واضع اثر ہے ۔ میر حسن کے ایک اور معاصر سیدی علی عاشق نے "غاور الام" کے الم سے ١٠٠٥ (١٩٠ - ١١٨٥) میں ایک مثنوی لکھی جس پر سعرالبیان کا اثر نمایاں ہے ۔ اس مثنوی کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے کردار ذرا بدلے ہوئے ہلاث کے ساتھ (سعادت عال) رائعین کے قصہ دلیڈیر (۱۲۱۳ه/۹۹ - ۹۱ میں دکھائی دیتے ہیں اور اس کے بعد

جي گردار سهر طلعت ۽ انجين آرا ۽ شمه پال جادوگرڻي ، پير مدد ۽ شاء نيروڙ ینت وغیرہ رجب علی بیگ سرور کے ''فسانہ عجائب'' (۱۲۰،۱۰۵، ۲۵، ۱۸۳۰ مرور کے ''فسانہ عجائب'' میں لظر آئے ہیں۔ لیکن خاور نامہ میں وہ اعتضار و ایجاز، وہ تناسب و ترقیب نہیں ہے جو حرالیبان کا جوہر ہے۔ مرڈا مجد تنی ہوس (م 1781ھا ٣٩ - ١٨٣٥ع) نے مثنوی گل و صنوبر لکھی ۔ اس مثنوی پر بھی سحرالبیان اور گلزار ارم کے اثرات واضع بیں ۔ ا 4 "الذت عشق" کے نام سے مرزا دوق کے بھانم آتھا حسن نظم نے ایک مثنوی لکھی جو سحرائبیان کا چراہ ہے۔ میر الیس کے شاگرد سید ولایت علی قردوسی نے مثنوی 'باغ ِ فردوس' میں سعرالبیان اور کلزار نسم کی خصوصیات کو ملانے کی گوشش کی ہے ۔ اس کی "ہر گلزار نسم ک ، لکھنوی رعایت لفظی بھی وہی ، کہائی فسالہ عجائب سے مستعار ہے ۔ (بان اور مماکات حرالبیان کے بیں ۔ ۲۲۰ مومن نماں مومن کی مثنوی پر بھی سحرالبیان کا الر واضع ہے۔ گلکرالسٹ کی فرمائش پر میر بہادر علی حسینی نے حرالیان کو ۱۸۰۲ع میں ''لٹر بے لظیر'' کے لام سے اُودو لئر میں لکھا۔ الگریزی میں اس کا ترجمہ سی۔ ڈبلو ۔ باؤڈلربیل نے کیا جو ١٨٤١ع میں کاکت سے شائع ہوا ۔ " اس کے بعد ایم ۔ ایج کورٹ کا الگریزی ترجمہ ١٨٨٩ع ميں اور گرینکنگ کا ترجمہ ۱۹۰۱م میں کاکتہ سے شائع ہوئے ۔'' نسروان جی سہروان جی آرام نے ۱۸۵۳ م میں ، رونق بنارسی نے ۱۸۵۹ع میں ، منشی لقبر مد تبغ نے ١٨٨١ع ميں ، ظريف نے بھي اسي زمانے ميں اور حافظ مجد عبداللہ فتح ہوری نے ١٨٨٩ع ميں سعراليان كو قرامے كى شكل دى . ٥٠ ان سب سے يد يات وافع ہوتی ہے کہ مبر حسن نے متنوی کی ایک ایسی روایت کو جم دیا جس کے اثرات اُردو ادب پر گہرے پڑے۔ محرالبیان کے فن میں جادو کا سا اثر ہے۔ یہ رنگ اپنی آنانیت کی وجہ سے آج بھی جدید زمانے کے رجحالات و مذاق سے قریب تر ہے ۔ میر حسن و ، و و امار کی اس مندوی سے أردو ادب کی تاریخ میں ہمیث، زلدہ و باق ربیں کے ۔ اکنے باب میں ہم اس دور کے چند دوسرے قابل ذكر شعرا كا مطالعه كرين كے - الهاروين صدى اب اپنے العام كو پہنچ دمى ہے -

### حواشي

بـ تذكرة شعرانے أودو : مير حسن ، ص ب ، انجين ترق أودو (بند) دېلى
 ۱۹۳۰ - ۱۹۳۰ - ۱۹۳۰

ب. ايضاً : ص wo -

- ب سر دبياچه ديوان حسن ؛ مير حسن ، ص ۴ ۴ ، مخطوطه برثش ميوزيم ، لندن ـ پد مجموعه الفز : قدرت الله قاسم ، مرتبه محمود شیرانی ، ص چ. پ ، پنجاب
- يوليورشي ، لابور ١٩٣٣ ع -مثنوبات مير حسن : (ديباجه) شير ء ، انسوس ، ص ١٤ ، مطبع تولكشور
  - لكهنز دمورع -٨- تذكره شعرائ أردو : ص ٥٠ - ٥٠ -
- ۹- تذکرهٔ بندی : غلام بمدانی مصحفی ، ص ۹۹ ، انجمن ترق أردو ، اورنگ - 61957 34
- . ١- رام بابو سكميند نے تاريخ ادب أردو مين ، مرزا على حسن مرتب غزليات حسن ، عبدالباری آسی ، حسرت مویانی اور احمد اقد تادری مرتب رموز
- العارفين وغير، نے سال ولادت . ١١٨ ه ديا ہے . و ۔ محمود قاروق معنف میر حسن اور خالدان کے دوسرے شعرا نے یہی سال
- פצני נגן .... ۱۴- میر ضاحک دبلوی : مضمون از قاضی عبدالودود ، مطبوعه طنز و نشافت
- تمبر ، ص ۱۲۹ ، على گؤه ميگزين ، مسلم يوليورسي علي گؤه . وو. ملينه بندى : بهكوان داس بندى ، ص عبره ، مرتبه عطا كاكوى ، بشه ،
- 6190A Jb
- م. مير حسن أور أن كا زمانه : ڏاکڻر وحيد تريشي، ص ٢٠٠ تا م. ٢٠ لاپور
- ١٥- ١٦- كليات مير حسن : ديباچه مير حسن ، ص ٢٥٦ ٢٥٣ ، مخطوطه برأش ميوزيم لندن ، مكتوبه ١٩٥٩ هـ .
- 12- داد سخن : سراج الدين على خان آرزو ، مرتبه ڈاکٹر سيد بجد اکرم ، مقدمه ص ۱۸ ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۱۹۸۳ ع -
- ١٨- ابن اورينتلل بايوكريفيكل لأكشنرى : وليم ثاس بيل ، ص ٢٠٠١ ، ايثيشن - 21010
- ۱۹- چهار گذار شجامی : برچرن داس (قلمی) نیشنل لائیریری کلکند، دغیره جادو ناته سركار ، بحواله مير حسن -- حيات اور ادبي خدمات ، از ڈاکٹر
  - فضل حق ، ص ۹۵ ، دالي ۱۹۵۵ -
  - . ٣- مفتاح التوارغ : ص ٥٠٥ ، مطبع تولكشور ، كالهور ١٨٦٤ع -

٢١- أين اوريتئل بايو كريفيكل ذكشنري . ص ٢٠٠ -و و . تذكرة شعرائ أردو : ص وه -

٣٣- ديباچه ديوان مير حسن : ص ٣٣٠ ، مخطوطه برثش ميوزيم لندن ، مكتوبه -----

١٢٠٠ تذكرة مسرت افزا: مرتبه فاض عبدالودود ، ص ١٢٣ ، مطبوعه المعاصر"

دائرہ ادب پٹنہ ۔ ٢٥- مثنويات مير حسن : ديباچه شير على اقسوس ، ص ١٥ - ١٨ ، مطبع

لولكشور لكهنؤ همه وع -٣٩- تذكرة شعرائے بندى : سير حسن ، لسخه ١١٨٨ه ، مرتبہ ڈاكٹر اگهر

سيدري كاشميري ، ص ١٤١ ، أردو ببلشرز ، لكهنؤ ١٩٤٩ -

رجد كايات مير حسن عطوط براش ميوزيم ، ص جمع -٨ ٢- مثنويات مير حسن : ديباچه شير على انسوس ، ص ٢٠ -

وج- خوش معركه" زيبا : سعادت خان ناصر ، مرتبه مشفق خواجه ، جلد اول ،

ص وم ، مجلس ترق ادب ، لابور . ١٩٤ ع -. ج. کلیات میر حسن : تفطوطه برٹش میوزیم ، ص ج.

وجد جمد تذكرة بندى : ص وج -

٣- رياض الفصحاء : غلام بمداني مصحني ، ص ٢٠٠ ، انجمن ترقي أردو اورنگ آباد دکن ۱۹۳۰ ع -

سرم۔ خوش معرکہ ؑ زیبا ؛ (جلد اول) ؛ مرتبّبہ سٹنتی خواجہ ، ص . ہم ، مجلس ترق ادب ، لابور ١٩٤٠ · - - - ا

معد تذكره شعرائے أردو : ص ج ٥ -و من اے کیٹالاگ اوف عربیک ، پرشین اینڈ مندوستائی میدو سکریشں ، ص و ، و

- FIADE WIS

رج. كليات مير حسن : مقدمه ص جم م ، مخطوطه براش ميوزيم لندن ـ

رج. الذكرة شعرائ بندى : مير حسن ، مرتشبه داكثر اكبر حيدري كاشمري » أردو يبلشرز لكهنؤ ١٩٤٩ ء -

۹- تذکر\$ شعرائ أردو : مير حسن ، مرتبد حبيب الرحمين خان شروائي ،

انجمن ترق أردو (بند) ، ديلي . ١٩٣٠ ع -. ہے۔ پروایسر ممعود حسن رضوی ادیب کے مطالعے میں میر حسن کا جو الممی لسطد رہا اس میں دس شعر اس سرخی کے تحت درج ہیں سے افرد و اشعار

منفرقد که در آنش سوخته بودند ازان جمله بیاد آمد اوشته نمد<sup>اء</sup> ..... اسلاف میر الیس: مسعود حسن رضوی ادیب ، ص ۸۲ ا کتاب نگر ،

لکھٹڑ ، ہم وع ۔ وہ۔ تذکرہ شعرائے پندی : مقدمہ ص ، و ۔

ہم. اس بحث کے لیے دیکھیے دستور الفصاحت : مرتبد امتیاز علی خال عرشی ، ص مرد - وہ ، ہندوستان بریس رامیور جمہ وع -

سم تذكره شعرائ أردو: ص ١٣٨ - ١٣٨ -مر ايضاً: ص ١٩١٥ - عمد ايضاً: ص ١١٠ -

جب ایشا: ص به بر . پید ایشآ: ص بر ب

يب. لكات الشعرة : ص ؛ : نظامي يريس بدايون ١٩٣٠ع -هيم. غزن لكات : ص جه : بجلس ترق ادب ، لابور ١٩٩٩م .

وم- الذكره شعراك أردو : ص 144 - 144 -

. ه- ايضاً: ص ١٥٠ - ١٥٠ ايضاً: ص ١٥٨ -

٥٥- ايضاً : ص ١٠٠ - ٢٠٠ -٥٣- كليات مور حسن : ص سمح ، تنطوطه يرثش مبوزيم لندن .

س- دستور الانصاحت : ميد اهمد على يكتا ؛ مرتبه أمتياز على عان عرشي ؛ ص وه ، بدوستان پريس رامور جمه وج .

۵۵- منتوبات رحمن : جلد اول ، مراتبه ڈاکٹر وحید تریشی ، عبلس ترق ادب ، لاہور ۱۹۲۰ء - اس مجمومے میں سحرالبیان کے علاوہ باقی دوسری گیارہ

منتویان، شامل ہیں ۔ ۲- تذکرہ شعرانے اُردو : ص جج -

۵۵- أردو متنوى شائى بند سي : ڈاکٹر گیان چند ، ص ۲۰۰۵ ، انجين ترق أردو ( اُنت عني کڙھ ) ، ۱۹۹۹ع -

ه و سند و ساه : جالی دیلوی ، مرکتبه سید حسام الدین واشدی ، ص س ، . ، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ، ایران و باگستان سره و ، ع . . . میر حسن اور آن کا زماند : ڈاکٹر وحید قریشی ، ص ، وم .

١٦- ايدياً: ص ١٩٠٠ -

وو. أودو كى تين متنويان : ص و و و .

٣٠٠ ايضاً : ص ٣٠٠ -

سه- تذکره شعرائ أودو : ص ۱۹۸ - ۱۹۰ -ههد دریائ نظافت : الشاء الله غان اتشا : ص . ۱۳۰ الناظر پریس لکهنؤ ،

۱۹۱۳ع -۱۹۶۰ مشتویات میر حسن : ص ۹۱ - ۹۲ ، لولکشور پریس ، لکھنؤ سرم ۹۹ ع -

ع-- ایضاً : ص ۱۲۹ سـ ۱۴۱ -۱۳۵۸ شفیق اورنگ آبادی کی ایک الیاب مثنوی : افسر صدیتی امروبوی ،

ص مرم – ۱۲۰ ، مایناسد قومی زبان ، کراچی ، آگست ۱۹۹۸ع -۱۲۰ مجموعه گفز : قدرت الله قاسم (جلد دوم) ص ۱۸۰ ، پنجاب یونیورشی ،

لابور ۱۹۳۳ ع -. . - میر حسن اور آن کا زماله : ڈاکٹر وحید تریشی ، ص ۸۳۸ -

اے۔ اکھنٹر کے چند نامور شعرا : ڈاکٹر سید سلیان حسن ، ص ۱۹ اور ص ۳۳ – ۲۵ اکھنٹر ۱۹۲۳ع ۔

عد مير حسن اور ان كا زماله : ص ده د -

میرد میں در ان اوالہ میں ہوں۔ جے۔ اُردو مشویاں : ڈاکٹر گویی چند نارنگ ، ص ۲۱۹ ، مکتبہ جامعہ ،

ديل ١٩٦٢ع -

سے۔ میر حسن اور ان کا زمالہ: ص سہم ۔ دے۔ آرام کے ڈرامے : مراتبہ امتیاز علی تاج (جلد دوم) ، ص ے ۔ ہ ، مجلس ترق ادب ، لاہور 1999ء ۔

## اصل اقتباسات (فارسي)

ص ۱۹۹ "اصل ابن ابن مير غلام حسين ابن مير عزيزات ابن مير برات الق

این میر امامی موسوی از شاپیمیان آباد است ." ص ۸۱۹ "این عاجز سخن را سرزشته شاعری اجدادی است له امروزی ."

فارسی که شیخ صاحب اثرر الله مرتد، از زبان حضرت تباًد کهی ایند الله عاطنته شدید، بمتن این عاصی دعائے فرمود و شاید این تشجد دعائے آن بزرگ عالی تدر باشدک تولین سخن بالتم ـ'' "چهارم سير عد تني ، معشيره ؤادة شيخ مراج الدين على خان آرؤو AY I CP كه سراج عفل شعرا بود از صرصر زمالم خاموش كرديده الزر الله مراده ، که تغلص سر دارند ... "آرزو يد همراه سالار جنگ برادر نجم الدولد در سال ۱۹۹۸ به AT1 00

لكهنؤ رسيد و در ابي شهر از ثواب شجاع الدول حقوق دريافت "ثاريخ بيست و دوم ذي العجم سنه مذكور در بلدة لكهنة تعلقم AT 1 U

تواب صفدر جنگ رسید و در حویلی راجد لول رائے تیام ورژید ـ چون غیر بیاری تواب مفدر چنگ بهادر در راه مشیر، شده به د و از رسیدن لکهنو بعد از دو روز از بنگله فیض آباد که متصل اوده ست در لکهنؤ شائم شد که لواب صدر جنگ جادر از عالم

فانی یه عالم جاودانی رحلت کمود ۔"،

"وقتر كه غزل خود را بيش اوشان مي خوانم از راه شفقت كاه و ATT J يكاه اكر غلطي احياناً ميافند خبردار مي كند - حق تعالي بسيار سلامت دارد ۔"،

"طرز سخن ايشان كابي از من سرانجام له شد ." ATT UP "اقتر درین مدت قریب بفت بشت بزار ایت گفته باشد و یک 477.00

ترکیب بند و یک رموز العارفین گفته است که مقبول دلیها و مشهور

"احوال این بزرگوار در تذکرهٔ فارسی مسطور است ـ" AT 9 00 "احوال او در تذكره خان آرزو مسطور است " AT S UP

"عوش ہم عربانی ناموزون ست چرا کہ میم با را جناں جسیدہ ATI OF است که عین چوں چشم غزال از میاں رم کردہ است و اپس

سخت عیب است ۔" الدر قصيده و پنجو يد بيشا دارد ١٠٠٠

AT1 UP "از غزلیات که بسیار به الدار و طرؤ ازو می تراود بلکه گرم بازاری AF : 00

او پدیل است ـ" "الوجود این زور و قوت شاعری تمک در کلام نیافته بنابرین اشعارش AFI-FT OF

اشتبار ليافت -" A 27 . P

"ابوج و سنم معنى و تاموزون مي كويد ـ"

ض ۸۹۳ "الکرش سرسری است." ۳۵ ۱۳۶۲ "الکرچه واشد در دکان است چون ازالها یک شاعر مربوط بر انواسته البلنا شروع بنام آنها تکرده ." ۳۵ م ۸۳۲ "الرچند الکار الفاظ غیر ماتوس . . . ستمعل ایشان است لیکن

چون موافق ژبان دکهن راست درست است .<sup>۱۷</sup> س ۸۳۲ "بهون بنیاد روشد اول از زبان دکن است بنابرین صاحب حجان این بن و محق شناسانی مقرر سخن طرز زبان پر دبار را معروب نمی

دالند و پیروی معانی می کنند ." ااین له دالست کد در نظر صورت هناسان معنی متبی و فرزند بوشیده له می مالد ـ مثل بندی مشهور است ."

ه ۸۳۶ ''(موز العارفين گفته است که مقبول دلها گرديده ، مشهور شده است ۱۰۰

است ... \* "شتوی او (فضائل علی خان) بسیار مشهور است . . . بسے \* دریائے معانی درو مقتبی .. . قدیت نالصد بنت گفته است .''

الروائے معانی درو ستنہ . . . قریب پالصد بیت گفتہ است ۔'' امیر حسن مرحوم ریختہ کو قصہ کے تظیر و بدر منبر را در ہمیں وزن موزوں کردہ است یا

## دوسرے شعرا

دیل کے جن شاعروں نے لکھنؤ کی نئی ابھرتی ہوئی تہذیب کی ترجانی کے لیر ، أردو شاعرى كو ایک نیا طرؤ دے كر لكھنؤ كے لئے شعرا كو راسته دكھایا ان میں سر سرز کے علاوہ جعفر علی هسرت کا ثام محاص ایمیت رکھتا ہے۔ لکھنؤ میں ان کے شاگردوں کی کثرت کی وجہ بھی ہیں ٹھی۔ مبتلا نے لکھا ہے اللہ ''اس شہر کے اکثر لئے لکھنے والے اس کے شاگرد بیس ۔''ا حسوت کے کنیات میں دہلوی روایت ، اکھنوی بُذیب کے نئے رجعالات کے سامنے سپر ڈالٹی ہوئی محسوس ہوتی ہے ۔ آج کلام حسرت میں کوئی خاص بات قطر نہیں آئی لیکن اگر آئندہ دور کی لکھنوی شاعری کو ذہن سے نکال کر کلیات حسرت کا مطالعہ گریں تو ہمیں اس میں ایک نیا بن دکھائی دیتا ہے اور بون محسوس ہوتا ہے اللہ عسرت کے باں معر ، سودا اور درد کی روایت کا رنگ بدل رہا ہے۔ یہ رنگ ہورے طور پر حسرت کے ہاں بداتا نہیں ہے لیکن تبدیلی کا واضح أحساس دلاتا ہے۔ حسرت اور سوڑ اپنے رنگ معن سے معاملہ بندی کی شاعری کو ابھارتے ہیں جے حسرت کے شاگرد قلندر بخش جرأت آگے بڑھا کر اپنی انفرادیت کی مہر ثبت کر دیتر یوں ۔ جرأت کو لوگ باد رکھتے ہیں اور حسرت و سوز کو بھول جاتے ہیں۔ شاعری کے عام فاری کے لیے تو یہ بات اہم ہے کہ کون سا رنگ کس شاعر کے باں ابھرا اور اس کی ذات کے ساتھ عنصوص ہو کر رہ گیا لیکن ادب کے مؤرخ کے لیے ید بات بھی اہم ہے کد ید رنگ کن کن رنگوں سے مل کر بنا ہے اور کس طرح تکهرا ہوا کس شاعر کے ہاں مکمل ہوا ہے۔ سوز کا مطالعہ ہم بجهار صفعات میں کر چکے ہیں ۔ حسرت نے بھی جی کام کیا اور اسی لیے الهیں ایک رجعان بنانے والے کی حیثیت سے تاریخ ادب میں نظر انداز نمیں کیا جا سکتا ۔ ان کی شاعری کا "ست نئی لسل کے شعرا پی چکے ہیں لیکن بچے کو دودہ بلانے والی ساں یا دایہ کی اہمیت دودہ بینے والے کے لیے ہمیشہ رہتی ہے -

چعفر علی حسرت (م ۱۳۰۹ه/ ۹۳ - ۹۱،۱۹۱ دلی میں پیدا بوئے اور یہوں الى الره - ان كے والد أبوالخبر عطار تهے ـ؟ احدد شاه ابدالى ــ ، ابنى شكست كا بدلد لنے كے ليے ، ١١٤٠ه/١٥٤١ع ميں دلى ير عملہ كركے جب اسے ته وبالا کیا تو وہاں کے باشندے ایک بار پھر اپنا گھر در چھوڑ کر ہجرت کرنے لکے . "كليات حسرت" مين ايك غنس "در احوال شاء جهان آباد" مثنا ب جس مين ابدالی کے حملے اور دیلی کی تباہی کو موضوع سخن بنایا ہے۔ اس مخمس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسرت اس سانحہ کے عینی شاہد الھے ۔ مخمس میں ان کے دل کی آواز اور روح کا احرب شامل ہے ۔ اس زمانے میں وہ اپنے والد کے بسراء الکھنؤ منجے جہاں آکبری درواڑے کے متاصل ان کے والد نے عطار کی دوکان کھول لی ۔" اس وقت اوده ك دارالحكومت لكهنؤ تها اور شجاع الدولد كي وزارت قائم تهي . جعفر على حسرت كب بيدا بوت ، اس كا تعين مشكل ہے . كسى نے قرائن ہے • 110 / 41 - 2721ع ان كا سال ولادت مقرر كيا ي -" كسى ي 6 114 الم - ١١٢٦ع كو لك بهك طرركيا عده اور كسي في ١١١١ه/ ٢٥٠ - ١٢٢٣ مقرر کیا ہے ۔" عمروہ اس لیے (بادہ قرین قیاس ہے کہ احمد شاہ ابدالی کے حملے اور نخس "در احوال شاہ جہاں آباد" لکھتے وقت حسرت کی عمر تقریباً م و سال قیاس کی جا سکتی ہے .

 اس وقت تک مصرت شامی کی جینت ہے۔ شہور و مو کیے تھے اور عزت در اندازام کی قطر ہے۔ دیکھے بالے تھے ۔ کچھ مرحی بعد مصرت بھی تکھڑ ہے ایش آباد آگے اور اکباری انساز کا ایک تعییدہ ، ہو ان کے کیانت میں موجود ہے ، خیاج العوالہ کے عندت میں پیش کا جس میں ایش آباد آنڈ کی عوابش کا اظہار بھی کیا ہے :

#### دل میں حسرت مرے ایک عمر سے تھی سو بارے شکسر اللہ کلہ اب مجھ کو بہائے لایا فلک

اس وقت لک سودا فرخ آباد ہے فیض آباد نہیں پہنچے تھے ۔ شجاع الدوار ہے حسرت کے متوسل ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ اس زمانے میں حسن علی خال یاس ، جو نواب عالیہ کے متوسلان قربیہ میں سے تھے ، حسرت سے مشورۂ سخن کوتے تھے۔ ۱۳ شجاع الدولہ کی وقات کے بعد جب آصف الدولہ نے لکھنؤ کو ابنا مستخر بنا لیا تو حسرت بھی لکھنؤ آ گئے اور آصف الدولد کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ۔ جان بھی وہ آصف الدولد کے دربار سے وابستہ نہیں ہوئے بلکہ نواب عبت خان محبت ہی سے مجیئیت استاد متملک رہے ۔ آصف الدولہ کے باں سے ، پابندی کے ساته ، وظیفه له ملتے پر جب عبت خان عبت داد رسی کے لیے کلکندگئے تو حسرت ئے ایک قصیدہ لکھا جس میں عبت خال سے اپنی عقیدت و عبت اور دوری و سهجوری کو موضوع ِ سخن بنایا ۔ یہ قصیام بھی کلیات ِ حسرت میں موجود ہے ۔ ١٩٨٨ - ١٨٨٠ع مين مرزا جهالدار شاء لكهند آف اور ١٠٠٠هـ١٥٨٠ع ك آخر مين بناوس چلے گئے تو كچھ مدت حسرت جماندار شاہ كے بھى ملازم وہے۔ ۱۳ لیکن اسی اثناء میں حسرت کے والد کی ونات ہوگئی اور وہ مرزا جہاندار . شاہ کی ملازمت چھوڑ کر والد کی دوکان پر آ بیٹھے جہاں کسی بزرگ کی صعبت کا یہ اثر ہوا کہ انھوں نے لباس دلیا ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ۱۳ شاہ کال نے لکھا ہے کہ مرشد نے ان کا نام متصود علی رکھ دیا تھا اور درویشی اختیار کرنے کا واقعہ مرنے سے چان سال قبل پیش آیا ۔10 حسرت کی وقات ہے۔ ہرہ ( ہو ۔ 1921ع ) میں ہوئی ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ۲۰۲۰م | ٨٨ - ١٨٨٤ع مين الهول نے گوشد تشيئي اختيار كى ـ حسرت كى وفات پر ان کے شاگرد وشید قلندر بخش جرأت نے دو رہامیاں لکھیں جن سے سال ونات

ہ، جاء برآمد ہوتا ہے ۔ف

مداره ۱.۵ م. اعدارها کے اگا بعالا جو سرا از آنیا آدر میں افراد اور آنیا آدر میں افراد کیا در آنیا تھا ہوں کے مالوں وہ استعمال کے مالو کی مورد کیا در آنیا کہ میالا کی مالو کی مورد کیا تھا اور استعمال میں ان کی حدود کی داشری ان اور میڈورٹ کی ان میں ان میں میں ان کہ میں ان کا میں ان کہ میں ان کیا میں ان کہ کسین ان کیا میں ان کہ کسین ان کیا میں ان کہ کسین ان کیا میں نے ان کہ میں ان کیا میں ان کہ کسین کیا جا کہ میں ان کا کہ کسین کیا کہ کسین کی کسین کی کسین کی کسین کیا کہ کسین کیا کہ کسین کی کس

نور خورشید ہو شب گھر سے فلک کے زائل

لسور معنی ہے مری بیت کے ، ہے 'دور زوال حسرت نے یہ اعتراض کیا کہ 'الور خورفیہ کا شب کو زائل نہیں ہوتا ۔''14 جب بات بت اڑمی تو نواب تنشل حسین شاں علامہ تمکم بنے اور حسرت و سور نے اپنے اپنے دلائل آن کے سامنے بیش کیے ۔ تواب نے دلائل س کو فیصلہ سودا

دولون طلاب حد المثاني مدار آلد بريد اين الك علم يحل ابن مراس الم المراس مي المواد مي مواد المراس مي مواد المراس مي مواد المواد المواد

کے میں برد داد اس کس اک افزار خوردند کا الآل ہوتا انابرکی میں ہے ظاہر (زائن الد اور دورج کرکٹی اس پر حجت ہے "'' اس سے تفاقت میں اور کر پر آگی تو میں میں جہ ہے " السیاد میں میں اس کے دورانا ، اس میں ہے ہیں مردا کے دادر ادارات کی حریث امیں اس کے اس کے دورانا ، اس میں ہے میں مردا کے دادر ادارات افضار میں اس کے بعدی کے دادر کے اس کے اس کے دورانا ، اس میں اس کے مردو ہیں ، ا' مورانا کے خطر میال میں اور بیرو ہو اس کے اس کے بیری افراد میں اس کے مردو اس کے انداز میال میں اس کی دیرو ہو ہو اس کے اس کے میں کا دیرانا ہے گا۔ میں بردا کے دادر کے ادار میال میں اس کا دیرانا ہے کہ میں اس کا داکر ہو دار کے دادر اس کا دیرانا ہے ہیں میں کا داکر ہو دار کے دادر اس کا دیرانا ہے ہیں میں کا دیرانا ہے دادر کے داد

جوں برق کہ چمکے تری شمشیر ہوا پر

جوں ارق کہ چمکے دری شمشیر ہوا پر ۳۳ سب مرغ ہوا جسے ہوئے سیر ہوا پر ۳۳

ایک غزل کئی جن میں عطاری کی رعابت سے دواؤں کے لام اور مضمون بالد مے گئے تھے اور منتظ میں براء واست حسرت پر بون چوٹ کی تھی : حسرت سے لٹووا سا مرے سامنے سودا

حسرت ہے اللورا سا مرے سامنے سودا سیعرغ کو جب میں نے کیا ڈیر پوا پر

سیسرخ مو چب میں کے بن اوار بین اور ان میں سردا حسرت نے بھی طب کی رعایت سے دو پنجویہ رہامیاں ''' کمپیں اور ان میں سردا بر چوٹین کیں :

ہامی میسانے یہ چڑھ کے اب کہتا ہے خافت سے مشور راہد مرا بالا بے شاعر کمیتے ہیں خاہد پر ہے میسالہ جسا تعد کہلا بھڑوں تجھے مودا ہے

اس بنگے سب باجی جسو کبھی آ لئلے جتنے شاعر بھی اورن سے فوطا لئلے سودائی ہے بجسو کا دررے ایسنا چلاب جو کالسڈ کی راہ اوس کا سودا ٹنلسے

لیکن سودا تصیف اور بیو کے بادشاہ تھے ۔ آن کے ساننے حسون انہ گیمیر سکے اور دیکھنے ہی دیکھنے سودا اوردی اوبی انشا اور جیما گئے ۔ مصرت کی دو تصانیف ہیں ۔ ایک ''انجائے سے سرت" اور ووسری شتوی ''طوفی اندائ'' (کیاف حسرت'' کم و ویلی جیما استانی سفن پر مشتمیل ہے۔ اس

میں دو دیوان غزلیات کے ہیں ۔ بہلا دیوان ۱۹۹۰ه/۱۱۵۹ میں مکسل و مرتب ہوا۔ حسرت نے خود اس کی ٹاریخ لکھی جس کے آخری مصرع ''کل طے یہ ہوا مام باب صنعت" سے ۱۱۹۲ م برآمد ہوتے ہیں ۔ دوسرے دیوان میں ۱۹۲۸ ٨عماع سے وفات تک کا کلام شامل ہے لیکن اس بر کوئی قطعہ ا تاریخ درج نہیں ہے - کلیات میں ایک دیوان رباعیات بھی شامل ہے جسے نتھ فصلوں میں تقسيم كيا كيا ہے ـ ہر فصل ہر عنوان ديا كيا ہے اور ہر فصل ميں غناف عنوانات کے تحت رباعیاں کمی گئی ہیں ۔ اس میں ایک قصل "در شہرآلموب" ہے جس میں فارسی روایت کے مطابق مختف پیشہ ور طبقوں کے لڑکوں کو موضوع ِ سخن بنایا كا يه . ايك قصل مين عندف صنائم كو عندف وباعيات مين استعال كيا كيا ي ـ مشکل می سے کوئی صنعت ایسی ہوگی جو استمال میں اند آئی ہو ۔ ان شعر کے نقطه ٌ نظر سے بد فصل اہم ہے۔ ان کے علاوہ پر تصیدے ہیں جن میں بانخ حمد ، نعت و منقبت مين مين أور "ثين شجاع الدوله ، آمف الدوله أور نواب عبت غال عبت كي مدح مين لكهے كئے بين - ١١ غس ، ايك واسوز اور ايك غسن الدو احوال شاہ جہاں آباد" ہے۔ غس میں حسرت نے احد شاہ ابدالی کے مطلے کے بعد دیلی اور اہل دیلی کی حالت کو بیان کیا ہے . لکھا ہے کہ انفالوں کے ظلم سے دلی ایسی برباد ہوگئی ہے جسے باد غزاف سے چین کی حالت ہو جاتی ہے۔ باغ ویران اور تہریں خشک یوں ۔ چاروں طرف ٹوئے ستون اور عراب بڑے ہیں ۔ بربادی کی وجہ سے جگہوں کو پہچالنا مشکل ہو گیا ہے ۔ شہر اب اہل کہال اور اہل بتر سے خالی ہو گیا ہے ۔ وزیر المعالک عاد الملک نے دیوان خاص کی چیت کی چالدی اثروا کر ٹکسال بھیج دی ہے۔ عواجه سرا فاقع کر رہے ہیں ۔ شاعر ، ایر ، سوداگر ، سپاہی سب تباء حال ہیں۔ چور اچکٹوں کی بن آئی ہے ۔ سارا معاشرہ اخلاق گراوٹ کا شکار ہے . مسرت نے لکھا ہے کد ید تباہی معاشرے کی بداعالیوں کی وجد سے آئی ہے ع "الهارك آكے يہ آئے بهارے بي اعمال" - حاتم ، ناجي ، سودا ، مير اور فائم كے شهر الدويون كى طرح حسرت كا يه شهر الدوب بهى تاريخي ابديت كا حامل يهم . حسرت کے قصیدوں میں وہ علویت و شکوہ نہیں ہے جو سودا کے قصیدوں کی جان ہے۔ ان کے کلیات کو پڑہ کر محسوس ہوتا ہے گہ ان کی شاعری فنی اعتبار سے قابل ذکر ہوئے کے باوجود بے رس ہے۔ ان ساری امیناف سٹن میں جن امِناف پر لظر ٹھہرتی ہے وہ غزل اور مثنوی ہیں۔

مسرت کی دوسری قابل ذکر تعنیف مثنوی "طوطی قاسه" ہے . بعض

ایل علم کا تحیال ہے کہ یہ متنوی جعفر علی حسرت کی نہیں بلکہ سیر عد حیات (بببت قلی خان) مسرت عظم آبادی کی ہے ، لیکن ید خیال اس لیے درست نہیں ہے کہ یہ مثنوی حسرت عظیم آبادی کے دیوان میں شامل نہیں ہے ۔ اسپرنگر نے اپنی وضاحتی فیرست۲۰ میں اسے جعفر علی حسرت میں کی تصنیف بنایا ہے۔ گارساں دانسی نے "ااریخ ادب پندوستانی ۲۹۴ کے دوسرے ایڈیشن میں ابنی پیملی غلظی (کہ میر مجد حیات حسرت کی تعدیف ہے) کو خود دوست کرکے اسے جعفر على حسرت كى بهي تصنيف جايا ہے ۔ اگر يہ مثنوى كليات جعدر على حسرت كے اکٹر غطوطوں میں شامل نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مثنوی "سعر البيان" كى متبوليت كے فوراً بعد لكھى گئى ہے۔ سعر البيان 1199ه/ ٥٨ - ١٩٨١ع مين مكمل يوقى - عرم ١٠١١م/١٨م١ع مين مير حسن ف وقات ہائی ۔ ۔ . ١٦ ٨ / ٨٩ - ١٥٨٥ع ميں حسرت مرزا جہالدار شاء كے ملازم تھے۔ امر سال جہاندار شاہ لکھنؤ سے بنارس چلے گئے ۔ ان کے بنارس جانے سے پہلے جب حسرت کے والد کا اثنال ہوا تو الھوں نے جہالدار شاہ کی ملازمت چھوڑ دی اور اینے والد کی دوکان پر آ بیٹھے۔ مرنے سے چار سال پہلے یعنی ١٠٠١ه/ ٨٨ - ١٩٨٤ مين الهون نے ترک دليا كركے درويشي اختيار كو لى - كويا یہ امتنوی . . ۱۹ اور ۱۲۰۲ه/۸ - ۱۲۸۵ع کے درمیان لکھی گئی ۔ اس سال وہ گوشہ نشین ہوگئے اور یہ مثنوی ان کے کلیات میں شاسل لہ ہو سکی ۔ اس وقت حسرت اپنی شہرت و اُستادی کی اس سنزل پر تھے کہ حسرت سے فہن صرف جعفر على حسرت ہي كي طرف جا سكتا تھا ۔ فورٹ واچ كالج كے نسخے مكتوب و ربيم الثاني ١٠١٩ من بهي صرف حسرت تفلص ملنا هم - انجين ترقير أردو پاکستان کے تخطوطے میں بھی "سیال حسرت صاحب مغفور" کے الفاظ ارقیمے میں ملتے ہیں ۔٢٨ اس سلسلے میں مشفق خواجد کی دليل يہ ہے کہ حسرت کے قام کے ساتھ ''مہاں'' کا لفظ ، جو انجین کے نسخے میں ہے ، جعفر علی حسرت کے الم كے سالھ او ملتا ہے ليكن مير بد ميات مسرت كے الم كے ساتھ تيس ملتا . 17 ازے وجوہات کی بنا پر ''طوطی نامہ'' بلا عبد جعفر علی حسرت ہی کی تمنيف ـ ۾ -

طولمی ثابہ تیزیاً لحالی ہزار انتخار پر ششمل ایک طویل شنوی ہے جس میں راجہ انتد کے بیٹر طولمی اور پیماؤں کے راجہ دہلی کی ابنی تھکریاؤا کے ششق کی داختان بیان کی گئی ہے۔ طولمی تحک بلوا کی تصویر دیمکو کر اس بر عاشق پو جاتا ہے۔ طولمی کے حالت زار دیکھ کر آستاد رام بشد ، راجہ اقتد ہے سفارش کرتا ہے کہ شادی کا بیغام بھیجا جائے۔ برپسن انوپ ، جو شکرپارا ک تصویر بنا کر لایا تھا ، بینام لے کر جاتا ہے لیکن راجہ دھنی ناراض ہو کر جواب میں تیر کان بھجوا دیتا ہے ۔ الوب وہاں سے روالہ ہوتا ہے تو وزیر کی بیٹی امرت اے انے کھر لیے جان ہے اور شکربارا کو بھی وہیں بلوا لیتی ہے۔ شکرباوا بھی ، طوطی کی بائیں معلوم کرکے ، اس پر عاشق ہو جاتی ... - ادھ الوب اور امرت بھی ایک دوسرے پر عاشق ہو جائے ہیں - واپس آ کر انوب ، واجد الند کو سب کچھ بتاتا ہے۔ راجد الند فوج لے کر راجد دھنی پر حملہ حرتا ہے اور شکست دے کر بھر شادی کا بینام دیتا ہے - راجہ دھنی اس شرط ہر زانی ہوتا ہے کہ وہ طوطی کو گھر داماد رکھے گا۔ زاجہ آئند اس بات کو مان لیٹا ہے اور دونوں کی شادی ہو جاتی ہے۔ چند روز بعد کانا بھیل، راجہ دھنی كے كينے سے ، طوطى كو ہلاك كر ديتا ہے . غيزده شكربارا يد سوچ كر ك شاید طوطی کایا پلٹ کرے کسی اور جسم میں چلا گیا ہو ، اس کی لاش کو ایک صندوق میں چھیا دیتی ہے ۔ ایک دن باغ میں ایک طوطا درعت پر آ کر بیٹھتا ب اور اسے اپنی میناکی کہانی سناتا ہے جو دراصل شکرہاراکی آپ یتی تھی ۔ شکربارا طوطے کو بتاتی ہے کہ اس کے شوہر کی لاش مفوظ ہے۔ دوسرے دن طوطًا آبا تو شہزادی نے اسے وہ لاش دکھائی ۔ طوطے کی روح کابا بلٹ کے قریعے فوراً شہزادے کے جسم میں داغل ہو گئی ۔ طوطی زائد ہوگیا اور وہ دولوں وہان سے بھاگ لکلے - راستے میں جب وہ تھک کر نے غیر سو رہے تھے ، ایک شہزادہ شکرہارا کو چیکے سے اُٹھا کر طلسات کی سرزمین میں لے گیا ۔ طوطی کی آلکھ کھلی او وہ گھوڑوں کے صول کے نشانوں پر چلتا چلتا ایک دریا پر بہتھا۔ دریا چڑھا ہوا تھا اور اسے بار کرنا مشکل تھا۔ وہ وہیں جوگی بن کر پٹے گیا ۔ ایک دن ایک برن اور برنی وہاں آئے۔ کچھ دہر بعد برن جوگ بن گیا اور برنی بری بن گئی ۔ الھوں نے طوطی کو سمجھایا کہ علمند لوگ عورت کے پیچھے نہیں بھا گئے لیکن طولمی نے محمیا کا بانجوں انگلیاں ایک سی نہیں ہوتیں۔ انھوں نے بھر روپ بدلا اور اب طوطی کیا دیکھتا ہے کہ سامنر استاد رام چند اور امرت کھڑے ہیں ۔ انھوں نے بتایا کہ سیں طوطے نے عبر دی تھی کہ دریا بار کالورو دیس میں شکرپارا برمز کی قید میں ہے ۔ ہم انگرثھی کے زور سے واپس آئے ہیں - وہائے او براندہ بھی پر نییں مار سکتا اور برمز کی بین لال نے شکریارا کو بین بنا لیا ہے ۔ یہ کیہ کر رامچند نے اپنی الگولھی طوطی کو دی اور کہا کہ اس پر کوئی سعر اثر نہیں کرے گا۔ تو جا اس طلسم کی فتح قیرے مقدر میں ہے۔ سب گنج و مال تجھ کو ملے کا اور ارمز کی بین لال میں لوں گا ۔ شہزادہ روانہ ہوا اور انکوٹھی کے ذریعے سیات سر کرتا عل ك الدر يهنج كيا . لال ن اس غسل ديا اور ابني اداؤل سے اسے لبھا ليا . النے میں امرت وہاں چنج کئی اور کبا "نم لال کے چاؤ میں آگئے۔ جلدی سے انگوٹھی پر لگاہ کرو ورالہ تباہ ہو جاؤ گے ۔ شہزادے نے انگوٹھی کو دیکھا اور بدایت کے مطابق سرخ رنگ کے بیڑ کو جڑ سے اکھاڑ دیا ۔ جیسے ہی پیڈ اکھڑا ایک دیو برآمد ہوا اور منہ پھاڑ کر طوطی کی طرف بڑھا۔ طوطی نے انگولهی اس کے مند میں ڈال کر اسے جلا کر بھسم کر دیا ۔ ید دراصل برمز تھا ۔ برمز کے مرے ہی لال بری اکیل وہ گئی ۔ لال بری نے اپنے بھائی برمز کی موب ہر اور ایک اور میں کی ایک روشن کی اور طوطی کو مار کر ایک اوٹھی پر لٹا دیا ۔ شکریارا نے پوچھا کہ یہ کس کی لاش ہے تو اس نے کہا یہ طوطی کی لاش ہے جسے کسی نے مار دیا ہے۔ یہ سن کر وہ سی کے لیے تیار ہونے لگ ك النَّے ميں ايك جوكى آيا اور "باطل السحر" پڑھ كر اسے زند كر ديا . لال سنائے میں آگئی اور کہم دبر بعد جو کی سے کہا یہ بنر عملے بھی سکھا دو۔ جوگ نے (جو دراصل رام چند تھا) جواب دیا ہال ، جب تم میرے گیر آؤی . اس کے بعد جو کوچھ الکوٹھی پر لکھا آٹا رہا یہ لوگ وہی کرنے رہے۔ طلسم فتح ہو گیا اور سارا گنج و اسباب ان کے ہاتھ آ گیا۔ بت اور مورتیاں انسان بن گئیں اور رام چند کے برانی بن کر لال کو بیاپنے چلے ۔ اس کے بعد شکربازا طوطی کو لے کر راجہ الند کے شہر چنچی اور پر طرف خوشی کے شادیانے بینے لگے - اس کہانی میں گئی ذیلی نصے ہیں - کئی سیان ہیں اور لئی ئی بیجیدگیوں سے محیانی میں داچسی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

# محر البيان طوطى ثابه

یوں چمکتا تھا غسل سے وہ بدر۔ نہانے میں ہوں تھے ہدرے کی دسک جس طوح آئینر میں سے کی کروں برمر میں بیل ک جسر چنک بولدیں بانی کی بالوی میں کہے تو کمی سے ٹھا بالوں کا عالم عجب چمکے بدلی سی جس طرح جگتو له دیکھی کوئی خوب ٹر اس سے شب بسازو اور ساعد اور اس کا باتھ وه ساعد وه بازو به ہے کہل کہ ل گو معترر تو گهینج لایسا ساته برابر بو الاس کے جس کا مول وہ گھر بات بات میں بل کھائے کمر کو کہوں کیونکد میں اس کے بہر شکل ویم و خیال ک دکھلائے الد آوے لظر تسو ہے تسمت کا پیج بیٹھے ڈالو یہ غیر سے سر کو جھکا دوائی می پر طبرف بھرنے لگ کے نے کچھ جو ہوچھا تو نہ کہا درعتوں میں جا جا کے گرنے لگ آاسو آئے نسو یں گئی چیکسر خلا زادگان سے سونے لکی

بہانے سے جا جا کے سونے لگی

نیند آئی تو ہے رہی چیکے

کی فتح الیرے مقدر میں ہے ۔ سب گنج و مال تجھ کو ملے کا اور برمز کی بین لال سین لوں گا ۔ شہزادہ روانہ ہوا اور انکوٹھی کے ذریعے سیات سر کرنا عل ع الدر بنج كيا - لال ف اس غسل ديا اور ابني اداؤل سے اسے لبھا ليا - التے میں امرت وہاں چنچ گئی اور کہا "م لال کے چاؤ میں آگئے۔ جلدی سے انگوئهی او لگاه کرو وراه تباه ہو جاؤ کے - شہزادے نے انگوٹهی کو دیکھا اور پدایت کے مطابق سرخ راگ کے پیڑ کو جڑ سے اگھاڑ دیا ۔ جیسے می پیڑ اکھڑا ایک دیو برآمد ہوا اور منہ پھاڑ کر طوطی کی طرف بڑھا۔ طوطی نے انگوٹھی اس کے مند میں ڈال کر اسے جلا کر بہسم کر دیا ۔ ید دراصل برمز تھا ۔ برسز کے مرے میں لال بدی اکیلی رہ گئی ۔ لال بدی نے اپنے بھائی برمز کی موت کا بدالہ لینے کے لیے سحر کی آگ روشن کی اور طوطی کو مار کر ایک ارتھی پر لٹا دیا ۔ شکربارا نے پوچھا کہ یہ کس کی لاش ہے تو اس نے کہا یہ طوطی کی لاش ہے جسے کسی نے مار دیا ہے ۔ یہ سن کر وہ سی کے لیے تیار ہونے لکی كه النبي مين ايك جوكي آيا اور "ناطل السحر" بؤه كر ايم زنده كر ديا . لال سنانے میں آگئی اور کوچھ دیر بعد جوگی سے کہا یہ بغر بجھے بھی سکھا دو۔ جوگ نے (جو دراصل رام چند تھا) جواب دیا ہاں ، جب تم میرے گھر آؤگ -اس کے بعد جو کچھ انگوٹھی اور اکھا آٹا رہا یہ لوک وہی کرنے رہے۔ طلسم فنح بوكيا اور سارا كنج و اسياب ان كے باتھ آگيا ـ بت اور مورتياں السان بن گیں اور رام چند کے براتی بن کر لال کو بیاہنے چلے ۔ اس کے بعد شکربارا طوطی کو لے کر راجہ انند کے شہر پہنچی اور ہر طرف خوشی کے شادیان بینے لگے - اس کہائی میں کئی ذیلی تعمیر ہیں - کئی مسیات ہیں اور لئی ائی ایجیدگیوں سے محبانی میں دلچسبی کو برقرار رکھا گیا ہے -

 یہ سن فرق کہ انتخاب کے اللہ کو ایر مثال کے باللہ یہ جات کی اور بیٹر طلعے کے آواز کے اللہ یہ جات کی اور بیٹر طلعے کے آواز کر اللہ علی یہ اور معلی کے آواز کر اللہ علی یہ اور معلی اور معلی یہ اور معلی کے آواز کی اللہ علی میں اور معلی کے آواز کی اللہ علی میں اور معلی کے آواز کی اللہ ایک میں اور معلی کے آواز کی اللہ ایک میں اور مالے اللہ اور اللہ اللہ ایک اور معلی کے آواز کی اللہ ایک میں اور معلی کی اللہ ایک میں اور معلی کی اگر اللہ میں اور معلی کی اللہ ایک میں اور معلی کی اللہ ایک اور اللہ میں اور اللہ ایک اور اللہ کی اللہ کی

### محر البیان طوطی ثابت نیانے میں یوں ٹیمی بدن کی دمک یوں چمکتا ٹیما نصل سے وہ بدرے

جس طرح آئیتر میں سے کی کروں درنے میں بیل ک جسے چنک ممی سے تھا بالوں کا عالم عجب بولدیں پائی کی بالوی میں کمر تو نہ دیکھی کوئی خوب تر اس سے شب چمکے بدلی میں جس طرح جکتو بازو اور ساعد اور اس کا باته وہ ساعد وہ بازو بھرے کول کول گو معبور تو گهینج لایا جانه ارابر بسو الباس کے جس کا مول وہ گمر بات بات میں بل کھائے کمر کو کہوں گیولکہ میں اس کے میج شکل ویم و غیمال کی دگیلائے اہ آوے لظر السو ہے قسمت کا پہج بیٹھی زالو یہ عم سے سر کو جھکا دوائ می ہر طرف بھرنے لکی كسى نے كچھ جو يوچھا تو ته كيا درختوں میں جا جا کے کرنے لکی

خضا (الدگان سے ہسونے لگی ااسر آنے تسویں گئی جیکے بیانے سے جا جا کے مونے لگی ایند آئی تو پنٹر رہی جیکے بائی لائے تو ایک گھونٹ لیسا بایا کوشه کمین تو بهر اک بار رواسا فريساد كاسر يكار يكار کبه، منسل مبسا وه اله بهرتی کبھی نوارہ دیکھ اٹھ گےتی کہ بکتی تھی جیسے دیسوائے آپ ہی آپ کہتی السسانے المبلول سے کبھی تھا اس کا خطاب تعربول سے کبھی تھا غم کا جواب

كهالا لائے تسو اك نوالا ليسا

اكبل لكي رونے منہ ڈھالب ڈھالب الد اگلا ما بنسنما اد وه بولنما لد کهانا ند بینا ند لب کهرفتا جبائي يثهنا بهر نه اثهنا الم عبت میں دن رات گئیشا اسے کہا گرکسی نے کہ پہی چلو تو اٹھنا اسے کہ کے ہاں جی چلو کسی نے جو کچھ بات کی بات کی یہ دن کی جو ہوچھی کہی رات کی کہا گر کسی نے کہ کچھ کھائیر کہا غیر بہتر ہے منگوائے

نب غم کی شات سے بھو کالب کائب

عرق آیا تھا اس کے تثیں جو وہاں تو ہوا تھا عرق نشارے ٹیسارے ایک لر آئی چینی کا جهانوای ریشم کھیسا ایک لائی ویار گدگدی جھالویے کی ذرا جو لکی تو شکر پارا کھل کھلا کے بنے جب زياده مولى خراش ويب تب چڑھائی بھر اس نے چین جیس کبھی جھالوے سے ہاؤی کھینچ لیا کبھی سرکایا ہاتھ سے کھیسا

ہوا جب که داخل وہ مام میں عرق آ گیا اس کے اندام میں زمرد کے لے ہاتھ سی سنگ ہا کیا خادموں نے جو آپنگ پا بنما رکهل کهلا وه کل نوبهار لیا گھینچ ہاؤں کو بے اختیار عجب عالم اس تازلیس پر موا اثر گدگدی کا جیب در ہوا ہنسا اس ادا ہے کہ سب ہنس اڑے ونے جی سے قربان جھوٹے اوے

کھھ ملا مند سے مند بدن سے بدر. کچھ سلا اب سے لب دین سے دین كجه بأهر آگر جهائي بدركم بالم کجھ ہوا اور شوق اس کے ساتھ

لبوب سے مار لب دین سے دین داوی سے ملے دل بدن سے بدن لکی جاکے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ چلے فاز و غمزے کے آپس میں پاٹھ

غم کی حالت میں بدر منیر کو میر حسن کے شعر باد آنے ہیں و

تو بؤهتر يد اشعار مير حسن مه آ جائے کچھ ذکر شعر و خن ادر طویل کو امر ماهم می سرت کل هم راد ال یی:
کرد آب ام یی کسر کس کی کی مسات که
کر آبان ام یی کشش می می کشر مین:
میر سمن "محر البان کل کانے می کشتر مین:
امیم میں کا کمین کی کشتر مین:
امیم البان کی اس کلیستان میس مرف
ام البان یا دائل کی بست مول می حرف
جران میں میں جو ان باویل میں مین کا باویل میں بین
میرت "طویل البان کا یا کی مین کارکیزین:
حسرت "طویل البان کا کم کارکیزین کارکیزین:

میں بھی گھینچی ہے عنت اے حسرت کہتے ہیں شعر گئی گوسر عنت داستاری کے تیری گیسا موڑوں خوب اس میں جگر کیا ہے خوب

 $\chi_{\rm sup} \sim 10^{-10} {\rm cm}^{-10} {\rm cm}^{$ 

عمر صرف کی ۔ حسرت نے اس پر وہ محنت شین کی جو اس طویل لفلم کے لیے ضروری تھی ۔ ''طوطی ناسہ'' میں لکھنوی شاعری کا رٹگ کھلتا اور ابھرٹا ہوا محسوس ہوتا ہے آور بار بار ذین مثنوی ''گزار لسم'' کی طرف جاتا ہے۔ الطوطى نامه" مين زور قصر ير بي - المحر البيان" مين قصد اور معاشرت و تہذیبی سنظر کشی کے درمیان ایک توازن سوجود ہے۔ ''سحر البیان'' کی مقبولیت کا ایک سبب یہ تھا کہ اس میں آسان زبان استعال ہوئی تھی ۔ حسرت نے شعوری طور پر یہ کہ کر سیل زبان استعال کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس زمانے میں سہل سے شعر سننے سنانے میں آنے ہی اور اسی لیے انھوں نے بھی جیسا دیس ویسا بھیس کے مطابق بد مثنوی لکھی ہے ۔ طوطی تامہ میں سحرالبیان سے زیادہ عام زبان استعال ہوئی ہے۔ اس میں فارسیت بھی سحرالیبان کے مقابلے میں کم ب لیکن سحرالبیان میں فارسی الفاظ و تراکیب اس طور پر اظہار اور طرز کا حصد بن کر آئے یں کہ ان کی موجودگ کا احساس تک نہیں ہوتا ۔ سعرالبیان میں قافعے چست ، مصرعے برجسته اور اظهار بیان میں رچاوٹ ہے ۔ طوطی نامد میں اکثر اشعار سنت بین جن میں فنکارالہ عنت و کاوش کی کمی کا احساس ہوتا ب اور ہر پانخ سات شعر کے بعد سست قافیوں اور کمزور مصرعوں سے واسطہ بڑتا ہے۔ اس میں اظہار کا وہ یکساں معبار نہیں ہے جو سحرالیمان میں شروع سے آخر تک قائم رہتا ہے ۔ طوطی نامہ کے بہت سے حصے ایسے ہیں جنہیں سحرالبيان كے ساتھ ركھا جا سكتا ہے ليكن بحيثيت مجموعي جب اسے سحرالبيان کے اتھ رکھتے ہیں تو یہ دوسرے درجے کی تمنیف نظر آتی ہے ۔ اس میں ایک اچھی مثنوی بننے کے امکانات سوجود تھے لیکن جس محنت ، دقتت اور تنی کاوش کی ضرورت تھی اسے حسرت بروئے کار لہ لاسکے۔ یہ محنت میر حسن نے کی ہے۔ عنت و فنکاراله کاوش سے فن میں آمد و برجستگی کیسے پیدا ہو جاتی ہے ، سعرالبیان اس کی مثال ہے۔ اس فی کاوش کی وجد سے میر حسن نے اپنی آخری تعنیف سعرالبیان کو وه شاعرانه علویت عطاکی که وه خود أودو شاعری کی تاریخ میں منفرد ہوگئے ۔ حسرت نے یہ کام نہیں گیا اور مثنوی لکھنر کے فوراً بعد شعر و شاعری چھوڑ کر درویشی کی طرف چلے گئے لیکن اس کے باوجود "طوطی ااس" منتوی کی ااریخ میں اس لیر قابل ذکر ہے کہ اس نے داستانی شاعرانہ زبان کو ایک رخ دے کر منظوم قصد گوئی کی روایت کو آگے بؤهابا يه .

حسرت کی غزل میں دو رجحالات ملتے ہیں . ایک وہ رجحانے جس میں

سال جب خاک میں سب کوبرہ تر کیا ماصل کد وو آیا سنے ہیں تا میں اس کے بدائی بیدا ہوا سنے ہیں تا کہ دیکھنے باغ بیدا ہوا کسی دشمت کے بھی امید انہ ہو جب تجھ بیت کافی بیاری رات کسی دشمت کے بھی ایسا نہ اور جب تجھ بیت کافی بیاری رات کسی ہوئی انہ ہیں انسانہ زائد کافر ہو ہی ہیں۔ بیات انسہ ہوگی آخر رات انسہ ہوگی آخر

عقبئی کی بھی کچھ غبر نہیں ہے۔ دلیسنا سے تو نم بحبر گئے ہم کھوج ملتا ہے اگر لیجے کوئی اس کا سراغ

عمر آفتہ کا کیوں نام آنشان پو سو نہیں اگسر اے دل بیں ہے بے قسارات کو کامیہ کو رہے گی جان ٹن میں کس کس طرح ہے ہم نے کہا اپنا ہیں تناو لیکن گئیں امد دل ہے ترے بدگاراد ر

اس ایے میری چشم آبریم ہیں ہے درجے پیر اور سیکٹروں غیم ہیں بے عشق کا بالر سخت مشکل کب ارض و جا سیارے ہیں دشتن کو بھی غشا در کہارے میسر فراق چیزاں کی شہر وہ شب ہے کہ چیس کر فرق

کسی کا حال کوئی پوچھتا نہیں برگز وفا کا رسم اٹھا حسرت اس زمانے سے جان میں دل میں وہ ہی ہے بر آن کہیے کھوں کر اسے جدا گھیے (اسدو ! یست میام. حیرت به کس کو بنده کنے عندا کیسے

یت می دل کو مرے آج کے قراری ہے

2 کا الد بچے کا بد جی خدا جائے

کونے بیں الساست کی علامت ہے جدائی

کونے بین کے جدائی کی علامت ہے جدائی

بدن کے زام بوں کوئی بین سیاس لیا جون چین بین جی طرح اللہ میں سالس لیا جون چین بین جی طرح الا جیا ہے بھول کھتے ہیں

میں بین جی طرح الا جیا ہے بھول کھتے ہیں

مائی تلان کرچے جواب ہو الدی بول ہور دین میائی تلان ہو کیے جواب ہور بول ہوں ہوں ہوں

شعر میں احساس و جذبہ اور دل کی آواز شامل کرنے کا یہ رجعان ، جو ان اشعار میں عمایاں ہے ، لکھنؤ آنے کے بعد کم سے کم ہوٹا گیا اور ائے تہذیبی جزادے (لکھنؤ) کے معاشرتی و تہذیبی اثرات حسرت کی شاعری میں ممایاں ہونے لگے جس میں تئی اسل کے شعرا کے لیے ایسی دل فریب کشش تھی گد انھوں نے اسی رنگ سخن کو ابنایا اور اس روایت پر چل کر اپنی تغلیق خوابشات کو آسوده کیا ۔ اس نئی غزل میں لئے شعرا کے لیے اتنی کشش تھی کہ کثیر تعداد میں حسرت کے شاگرد لکھنڈ و فیض آباد میں پھیلے ہوئے تھے جنھیں پہواننا بھی ان کے لیے دشوار تھا۔ میر ، سودا ، درد ، حاتم ، قائم وغیرہ کی غزل کو بڑھ کر جب ہم جعفر علی حسرت کی غزل پڑھتے ہیں تو ہمیں حسرت کے ہاں ایک واضح تبدیلی کا احساس ہوتا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعری کا لہجہ بدل رہا ہے۔ عشق کے رنگ ڈھنگ اور اس کے الداز بدل رہے ہیں۔ دل کی آواز دب رہی ہے - جانب عشق میں وہ غلوص نہیں ہے جو اپنی ساری خارجیت کے باوجود سودا کی غزل میں نظر آتا ہے۔ حسرت کے پال عشق تجربہ نہیں بلکہ مض ایک معاملہ ہے ۔ سودا کے بان مضمون آفرینی ہے جس اور فارسی شاعری ک طویل روایت کا گہرا اثر ہے لیکن حسرت کے بال مضمون آفرینی کی نوعیت یہ ہے گدیاں گہرے معنی کا احساس تو ہوتا ہے لیکن جب غور کیا جائے تو کجھ ہاتھ نہیں آتا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اس تبذیب نے ، جس کی ترجانی حسرت ک غزل کر رہی ہے ، معنی کم کر دیے ہیں اور اب مضون آفرینی کی یہ صورت يو کئي ہے:

بین شلق میں غرق یکجا سام نو دو چار پاغ ایک کم دو لام کی زلفوں کو کاسل دیکھ گو ہم اہ ہے ہموار سب بست و بلند آرے آرے کرچیے آرے ہمدے گور میں بھی میں گفن ابنا کرون کا چاک مست بون بھاتا میں زبار بررامین بمبھے

 مزاج کے ملاق ، بس کا ڈکر ہم نے کیا ہے ، ان غصوصیات کا اتفاقہ کیا : (ر) حسرت کے بال غزل کے اتصار کی تعداد باغ سات ہے بڑھ کر آلیں اور اکبس تک بنج جاتی ہے - در غزلے اور س غزلے بھی عام ہیں ۔ کمیں ایک ہی زمین میں قافیہ بلن کر ایا چائج غزاین کمیتے ہیں اور بار بار اس استادات

سخدوری کی طرف ایلن عفل کو منوجہ کرتے ہیں : سوا ان سات شعروں کے غزل کہہ اور اے حسرت سعان کی تازگ میں کوئی نہیں ہے تمیم غزل خواں سا کمیم باغ غزل اس میں بدل فافید حسرت

گو تمہی <sup>س</sup>ا کسی کو کوئی استاد لکے تانیم انٹی نسل کے شعرا اس استادالہ میہارت کو اسٹن کی تاؤگی صنبھ کو قبول کر لینے بین اور یہ لکھنڈ کی لحزل کی ایک خصوصیت بن جاتی ہے ۔

() مسرت کے بات منگلاخ زمینوں اور مشکل تالیہ و رویف میں غزل محتیز کا مام روجان شاہ ہے ۔ مشکل زمینوں میں غزلیں میں سام ، میر سروا اور دونے کا بات میں ملی میں کیا تھی اور شخیر چرک بیاری وجر زمین کی طرف نی جائی ۔ حدرت کی خوان باتر ہے ہیں جو اور داد تغیر بیں دو میں استخداد سیارت کی طرف زداد رویتی ہے امر اور میں جو اور داد تغیر بین و میں استخداد سیارت ہے۔ آئند دورتی میز دائی میں جو اور داد تغیر بین و میں استخداد سیارت

(٣) حسرت اپني بات كے اظہار ميں التبائي سالفے سے كام لينے ہيں۔ يد

مبالغہ سوداکا ما شاعرالد مبالغہ نہیں ہے جس سے بات کا اثر بڑھ جاتا ہے بلکہ اس کی لوعیت آمان سے تارے توڑ لانے کے دعوے کی سی ہے - ماہ یہ شعر دیکھیے :

ہوا ہے دم بھی لینا بار مجھ کو جاں تک ہو گیا دل ناتواں اب السکانا جھڑی دو دو ہفت کی حسات

یہ سیکھا ہے آلکھوں نے برسات کا ڈھب

الاتوانی اور روخ کا ذکر میر و دو کے بان بھی ہے لیکن ان کے بان انشہار میں دو دو بننے کی جاؤی اگا نے افزاد ایالنہ ہیں ہے ۔ ان کے بان رونا ویسا ہی فطری ہے جس سے ایک عام السان کو زائدگی ہمر کرنے ہوئے واسطہ بڑال ہے۔ میں و دود کے رونک سٹ کے شامر بھی جب الاوانی یا روخ کی بات کرتے ہیں۔ نوبوں کرنے بھی :

ہزار گرچہ ہیں بیار تیری آلکھوں کے پر آن میں گوئی بھلا مجھ سا قاتوان دیکھا (بینار)

ے طالق سے عرض آنمٹا اسد کر سکا بھاں تک او ضف غم نے مجھے الاوان کیا (شاہ قدرت) باس الموس حیا تھی کہ اد روئے ہیسات

وراد آلکهون می باری بهی بهرا جیحون تها (بیدار)

حسرت کے بان بد الداز بیان بدل جاتا ہے ۔ (م) حسرت اپنی لحزل میں صنائع بدائم کا استعال اظہار استادی و شاعرانہ

سیارت کے طور پر افخر کے ساتھ کرتے ہیں ۔ مبنائے کا یہ استبال شعر میں اُس طور پر نمایاں رہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس صنعت کو استبال کرتے کے لیے عمر کہا گیا ہے - بیان صنائع اس طور پر شعر کا سعید نہیں بتے کہ وہ شعر

میں چھپ کر اثر کو بڑھانے میں مدد دیں : شاعری کی صنعتوں میں ہم سے حسرت ہو غزل

ورانہ ناجی کی طرح کہتے تہیں ایام ہم

شاید ہی کوئی صنعت ایسی ہو جسے حسرت نے استعال اندکیا ہو ۔ بھی رنگ روایت لکھنڈ کی شاعری میں شامل ہو جالا ہے ۔ (ہ) حسرت کے بال جذبہ و احساس کی صدائت اور خبرے کی سومائی کے

رو) مسرت کے پان جبیہ و احساس بی صداحت اور جریے ہی سہان کے بھائے ساوا ژور بناوٹی مضمون آفرینی پر ہے ۔ مضمون آفرینی میں وہ بال کی کھال لگانے ہیں اور وہ بھی اس مد تک 'انہ ان کے اکثر انسار بظاہر باہمنی معلوم بوریتے ہوئے ہیں ، عے معنی بورخ ہیں۔ ان کی اعلامی اور ان کے معالمین و معنیٰ کا وفتہ ارائک ہے امام جرب ہوتا ۔ ہی رجعان آئند دور کی شامری میں فالمخ کا غضوص رانگر معنیٰ ن کر ایا ہا چمکا ہے کہ سارے پر مظلم میں اس کی

(ر) صرت کی شاعری کا وصلہ عاربیت ہے لیکن اس عاربیت کا وصلہ کسی فاعرالہ تجربے سے بنوں ہے جان داخل راتک بالائل عالمانی ہو جاتا ہے اور صرت کے اساسط خالی کی دائل اور دائل ہے اور ان اللہ علم سے اللے ملے نین آئری۔ مثنی 'کسی محبات میں سہلا نین کرنا ایک عرب کے ظاہر اور اس کے آزائل جال تک عدود ہم اٹنے اور دائل محبر کا انداز کرنا ہے: کے آزائل جال کی عدود ہم اٹنے اور ان کا محمد جاند کاری

کسب کشری بی آنم ادار ور میسور آبا میر کو مد کے دن ور نے ہم آفوس کی سال بھر رفک ہے میں مورز کیگر اور کی کی بعد سرید کے مرحماً کر کا دو بروپینے بان چو رفان کا سان کا ایک بیان کی کورکل کلی ہے جوافل میں مان افور کے فوق سپ ربی غوب کلی ہے جوافل میں میں اور اسلام اور کی سرور و چھر و کسر اور مانس اور نے خدور جس اور اور جانس اور نے مدور جس اور اور جانس اور نے مدور جس اور اور جانس اور نے ابا ہو سے مدور جس اور اور جانس اور نے ابا ہو سے مردور جس اور اور جانس اور نے ابا ہو سے مردور جس کو اور کالی اور اس میں۔

سیدی کو لگا اس کے بافلہ ہے آنگ ہوگئی مشالہ جہائو نے کہا آگ اسکال ہے یہ رنگ حسرت کا غزل کا عام رنگ ہے اور پی رنگ کھرا ہو کر ، آئند دور کی تکھنری شامری کو ، ایک الگ رنگ دے دیا ہے ۔ (ر) عملیہ بدی حسرت کے کلام کی کابان مصوصت ہے جس ہے جرات ، (ان مائیہ بدی حسرت کے کلام کی کابان مصوصت ہے جس ہے جرات ،

ار مرے ادل کو ارے منھ کی ہے دشنام لڈیڈ

الشاء ولگین نے اپنی شاعری کا ولک لکھاوا ہے۔ اس کے ابھوٹے ہوئے تمنوعال معین میر حوز کے بال ملتے بین لیکن حسرت نے معاملہ بندی کو لکھنڈ کے تمامیں مزاج کے ساتھے میں ڈھال کر النا واضع کو دیا کھ جرات و الشا اور

## یا یہ غزل دیکھیے:

محیا میں اس ہے کہ م غفا ہو جایا گردن پلا کے اپنے کہا میں دوئد کو ناک ہوئی فرون پلا ما کے اپنے کہا میں دوئد کو کا بالمیت کو اپنے کو آغ کہ سب ما المدہ ایس طرف وابوری کے گوئٹ چشم سے العالم کا کا کہ اپنے کہا جہ اس کہ کی اپنے کہا جہ اس کہ کو اپنے کہا جہ اس کے توری ابد اپنا الاوری سے کالی فیصلہ بدل کے توری ابد اپنا الاوری سے کالی فیصلہ بوارگ ابدل

 $\Psi_{ij}$  and  $m_i = N_i P_i^2$  and  $\mu_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i = N_i = N_i$ . The  $N_i = N_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i = N_i = N_i$  and  $\mu_i = N_i = N_i$  with  $\mu_i =$ 

اس رنگ کی غزایں اور اشعار حسرت کے داوین میں عام طور پر ملتے ہیں۔ یمی وہ رنگ ہے جس سے جرات اور الشاکی شاعری اپنا وجود بناتی ہے۔

(a)  $-u_{ij} \circ S$  along 38 says,  $v_{ij} \circ S$ , and  $v_{ij} \circ S$ ,

نصور نے چو دور ہوتا ہے۔ یہ سب عاظمر مل کر جب مصریح کی طراب میں آٹھیرے ہیں تو ان کی سندری میں لکھنڈ کی شاہری کا چلا واضح الش ابھرنا بھی۔ ان کی غرل میں وہ طرق آوازی واضح طور پر سائل دیتی بھی جو آئفنہ دور میں جرات، الشاء راکبتی، مصحف، ناشخہ وغیرہ کے اوال ابنا اپنا عضوص دکتی بن کر ابھری ہیں۔ سبرت کے کلام میں متعدد ایسے افسانو میں کہ اگر ان فاصدوں کے کلام میں ملا ہے جالیں تو انھیں پہچاننا دشوار ہوگا ۔ حسرت کے بال رعابت لفالی ہے ، ایہام ب، بال کی کھال لکالنے والی مضمون آفرینی ب ، معاملہ بندی ب ، تماش بنی اور اس سے پیدا ہونے والے معاملات ہیں ، عیش بسند معاشرے کا ابتذال اور ہوالہوسی ہے ، منجیدگی میں مطحیت ہے ۔ ظاہرداری ، تکاف و تصنع ہے ۔ صنعت گری ہے لیکن دل کی آواز محمیں بھی شامل نہیں ہے ۔ یہ شاعری میر ، سودا و درد سے مختلف قسم کی شاعری ہے ۔ بہ وہ شاعری ہے جس پر لکھنوی معاشرت اور اس کی مقبول تدروں اور رجعانات کا ساید بڑ رہا ہے۔ اس میں وہ توانائی تمیں ہے جو ایک صحت مند معاشر سے کے صحت مند فرد اور اس کے ذہن میں ہوتی ہے ۔ اس میں مزا لیتے اور کھل کھیلتے والی لنت ہے ۔ اس میں و، لئے یا وہ راک نہیں ہے جو ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ یہ وہ نتش ہے جس میں لئی نسل کے شعرا نے شوخ و شنگ ونگ بھرے۔ تاریخ ادب میں حسرت کی جی اہمیت ہے کہ الھوں نے لکھنوی رجحانات کو اپنی شاعری میں ابھارا ۔ اے ایک نہید ، ایک آہنگ ، ایک طرز اور ایک صورت عطا کر کے نئی اسل کے شعرا کے لیے قابل ِ قبول بنا دیا ۔ آنے والوں نے جب اس رنگ کو اپنا کرگہرا کیا تو ان کے مقابلے میں حسرت کی شاعری پھیکی سیٹھی معلوم ہوئے کل ۔ زمانے کا بھی دستور ہے ۔ بوں ہی جراغ سے چراغ جلتا ہے اور آنے والے أس پہلے چراغ كو بھول جاتے ہيں جس سے الھور نے اپنے اپنے چراغ روشن کے تھے -

## (Y)

اس فور کے آگا کہ اور آئار کہ اس در جو بھی بداور میں۔ معمشیٰ ہے ۔
انہوں "سلیور مرائز کر شدہ "کانا ہے آئی جی بن بہاکری کے اور ان بہاکری کے ان برائز کی برائز کی برائز کی دوسرے اور وروائٹ ہے جو بری دوسرا کہ دور ان چاکا کے دوسرے کی دوسرے کی

شیخ عادالدین نام تھا ۔گھر میں جدی کے نام سے بکارے جائے تھے اور بیدار تخلص تها۔ شیخ عادالدین بحدی بیدار (م ذیالحجہ ، ١٣١ ه/جولائی ٩٩ ـ ١٩١ ع) کے میر بخدی بیدار بننے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ میر بخدی ما ٹیل اور میر بخدی بیدار دونوں ایک می زمانے میں موجود تھے اور دونوں مولانا الخرالدين صاحب کے مربه تھے ۔ وہ مجدی جن کا تخلص مائل ہے ، سید ہونے کے ٹانے سے سیر المهلات الهي جبكه بيدار شبخ فاروق بون كى وجه سے مير نہيں كهلائ جا سكتے . ان کے اام کے ساتھ اگٹر میاں یا شاہ کا لفظ آنا ہے لیکن زیادہ تر لذکرہ نویسوں نے انھیں میر بھی مائل (دیلی میں جن کی غائقہ میر بھی مشہور ہے اور چنلی قبر کو آئے ہوئے داہنی طرف کو ہڑتی ہے) ۳۳ کے الم اور لفظ شاہ کی مناسبت سے میر بدی بیدار لکھ دیا ہے۔ میر حسن ۳۵ اور مصحفی ۳۶ نے بیدار کا ٹام مج علی لکھا ہے جو اس لیے درست نہیں ہے کہ یہ ان کے خاندان کے ناموں کی روایت کے مطابق نہیں ہے۔ بیدار کے داداً کا نام شیخ رکن الدین تھا ، باپ کا نام شیخ عین الدین تبها اور چھوٹے بھائی کا ٹام امام آلدین تبھا ۔ اسی مناسبت سے ببدار کا نام ہد علی کے بجائے شیخ عاد الدین صحیح ہے۔ بد علی ، میر بدی ماثل کا نام ہو سکتا ہے ۔ ناموں کے النباس کی وجد سے بعضر لذکروں ۳ میں میر بدی مائل کا نام عاد الدین لکھا گیا ہے جو دراصل میال یا شاہ بدی پیدار کا نام ع - " ومنتان رحمت اللي ٣٨٠ ١٢٩٨ م١٢٨٩ واحد يار عان کی تصنیف ہے جس میں الهورے نے اپنے مرشد حضرت عبداللہ فاروق بے تاب کا ذكر خير ، أن كي وفات ٢٠ عرم الحرام ١٣٩٨ه (٢٠ دسمبر ١٨٨٠ع) كي فوراً بعد لکھا ہے ۔ اس میں جہاں عبداللہ نے ثاب کے والد اور دادا کا ذکر آیا ہے ویعی ان کے تایا شاہ بدی بیدار کے مالات بھی درج ہیں ۔ اس میں لکھا ہے کہ شاہ بدی بیدار بدایوں کے شیخ فاروق خالدان سے تھے ۔ اس خالدان کا ٹمٹن حضرت

فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے تیا جو صدیوں سے "بدایوں میں مستد ریاست و حکومت و ثروت و عزت پر متمکن تها اور اب تک شیخو پوره ، شیباز پور اور ابراہیم ہور وغیرہ میں ان کی ریاست تدیمی چلی آئی ہے ۔ " حضرت فربد الدین گنج شکر کی نسبت سے یہ خاندان آج بھی شیخ نریدی کیلاتا ہے - میر بدی بيدار كے والد كا نام شيخ عين الدين تھا جن كا سلسله " نسب جودہ واسطوں سے حضرت گیج شکر ہے جا سلتا ہے۔ شیخ عین الدین کی شادی فتحبور سیکری میں حضرت سلیم جشتی کی اولاد میں ہوئی تھی ۔ ان کے دو اپٹے تھے ۔ ایک شیخ عاد الدين شاه بجدى بيدار اور دوسرے شيخ امام الدين جن كي وقات ٢٠٢٦هـ (۱۸۱۱م) میں ہوئی ۔ شاہ بجدی بیدار کی پرورش نتھیال میں ہوئی اور دہنی میں علوم کی تحصیل کی - جس زمانے میں میر نے اپنا الذکرہ لکھا بیدار دہلی میں اٹھے -میر نے ان سے اپنی ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کد "اکثر مفلوں میں نظیر کے ساتھ کرم جوشی سے سلتا ہے ۔"۳۹ قائم نے بھی اپنے تذکرے میں ان ہے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے کہ ''فلیر کے جالنے والوں میں ہے ۔'' اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیدار الڑکیٹ میں ہی تعلیم کی غرض سے دیلی آگئے ٹھے اور چونکہ صوف گھرانے سے تعلق رکھتے ٹھے اس لیے ٹوجوائی میں ہی لباس درویشی اختیار کر لیا تھا ۔ بیدار مولانا فخرالدین کے مربد تھے اور ان سے اتنی عقیدت رکھتے تھے کد دیدار کے لیے روزانہ عرب سرائے سے ، جہاں وہ رہتر تهم ، مدرسه عازى الدين خال جايا كرتے تھے ۔ اس الچمنستان رحمت الليي میں لکھا ہے کہ اپنے مرشد کے ارشاد پر بیدار نے دیلی ہے اکبر آباد جا کو شیخ سلیم جشتی کے سجادۂ ارشاد کو زینت بخشی ۔ وبھی ۲٪ ڈیالحجہ ، ۱۲۱ھ/ م جولائي ١٤٩٦ع كو وفات يائي اور ويين مدفون بوئے - ان كا مزار اكبرى مسجد کے قریب زیارت کہ انام ہے اور پر سال ۲۰ - ۲۰ ذیالحجہ کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ بیدار کے مزار پر یہ قطعہ تاریخ وقات کندہ ہے :

رو به به به المراح عرفات الركه كد ازس سرائ فاق بكرشت تاج برائ رملتش باتف كلت "آل بادى آفاق بهن واصل كشت"

اس تقصیل ہے یہ بت بھی واضع ہوئی کہ بیدار کا اسل وطن بھائیوں تھا جس کی طرف فوت اللہ شوق کے ''بھی بیدار متوش بھائی'''''' کہہ ''کر آخارہ ''کیا ہے ۔ دوسرے یہ 'کہ شاہ بخدی بیدار اپنے مرشد مولانا فغر الدین کی وفات (۱٫۱۹م) (۱۸مدم) کے بیچ لائع ہور سیکری با' کر فیخ بلیج میشنی کی مستدر ارتجاد رستگل دیگر تھے تھے جرباتی النام معنیٰ کے اس بالات بنامی ہوتی ہے۔ اس کا میں اس کے اس ک الفقاد الاقع والی کی دید بدار کا سال والی اس کے اس معنی جرباتی بالی والی بیان کے اس کی اس کے اس کی اس کے اس کی اس کے اس کے اس کے اس کی اس کی اس کے اس کے

طبل کے رضون میں ہے ۔'''جہ بیٹ کلوموں کے کئی سال روایہ امار میرد) جو ان کے مطاب دیوان شامر ہے۔ بیٹ کلوموں کے کئی سال روایہ امار میرد) جو ان کے مطاب دیوان کا اگر کیا ہے ۔ '' کی ایدا کیا تھا ان اور امار میرد ہے ہے اس امار ہو ان المار کے میر جہ دیالا کو انہیں میں اس کے دیوان دیر امار میرد کی حضور ہوئے کی بیٹ میر دی کا کران میں '' ہو انہو کی میرد کی میرد کی میرد کی میرد کے دیالا کیا ہے۔ میر دور کے ناکر دینے دان میرد کے کران میرد کی میرد کے دیالا کیا ہے۔ میر دور کے ناکر دین کے دیالا کے انہو کی میرد کیا ہے۔ اس کا میرد کیا ہے کہ اس کی میرد کیا ہے۔ اس کی میرد کے دیالا کے د

دل خلق میں تمم احسان کے بولے ہی کشت دنیا کا حاصل رہے گا شاہ جدی بیدار اس دور کے قابل ذکر شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں اس مے و ساق ہے سب یک جا ابابایا ابابایا عجب عالم ہے سستی کا ابابایا ابابایا گرچہ داکش ہے دل 'رہان کی ادا کیل کمیل ہے تیری باتکی ادا گمسر جسل و سخا وال ہے چشت و دواخ حق میں زواز کے ہے دام و دوم آئنی و آب

ی ساز فراط کے جامل و دوم اتوان و آتی اس و آتی کہ تو کیا ہے جام اگر دور آتی کہ تو کیا ہے جام انگر کیا اور سرنہ ہے جال خالات ہے جال خالات کیا جائے کہ است جال خالات کہ است جال خالات کیا کہ است جال خالات کیا کہ اس میں بروے جائے کیا کہ کا خواند کیا کہ خالات کیا کہ خال

اس لب یسہ دیکھیسے مسی و پائٹ کی دھڑی شام و شنق ان آنکھوں میں گب خوش کما لگی

 $\sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{j} \sum_{i} \sum_{j} \sum_{j$ 

بورگیم کد تها ونشد و اوراد ره کیا تربا می ایک سام قسط بیداد ره کیا معرا می نصی کوی می در غیر و باداد ره کیا معرا می نصی کوی می در خیاد ره کیا می کام آمی دی بیداد کیا و از میدی خیا تها مرح می مین مو اظهار اما ویدی خیا تها مرح می مین مو اظهار اما ویدی خیا بادار در می آماد کے خیار می بوت خورد ان اما بادار در می آماد کے خیار می بوت خورد ان اما بادار در می آماد کے خیار می بوت خورد ان اما ما در احتی جانب دوران بیدا کر عشر شد به اس درخ کی خیار از بیدا معشر شد به اس درخ کی وال بید گذر این اما معشر شد به اس درخ کی وال بید گذر کی ماده معشر شد به اس درخ کی وال بید گذر کی ماده معشر شد به اس درخ کی وال بید گذر کی ماده معشر شد به بادار می می کارد کی ماده می جلا کے به بادار می کارد کی ماده می حبا کی بادی خیار اس کی می کارد کیا شده می حبا کی بادی خیار می کارد کی می کارد کی می کارد می حبا کی بادی خیار می کارد کی کارد می حبا کی بادی خیار می کارد کی کارد کی کارد می حبا کی خیار کی خیار کی کارد می حبا کی خیار کی خیار می حبا کی خیار کی کارد می حبا کی خیار کی خیار کی کارد می حبا کی خیار کی کارد می کارد کی خیار کی کارد می کارد کی کارد کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کرد کی کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کی کارد کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کی کارد کی کارد کی کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کی کارد کارد کی کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کی کارد کی کارد می کارد کارد کارد کی کارد می کارد کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد می کارد کارد کارد می کارد

تو جو بیدار یوں بھرے بے خراب پاس ناموس و نام بھی گوچھ ہے آ، جس دن ہے تجھ سے آلکھ لگ دل یہ پر روز اک لیا غم بے سب لٹا عشق کے میدان میں عربانی آیا رہ گیا پاس مرسے داست صحرا بساق ربط جو چہاہیے بیدار سو اس سے معلوم مگسر اٹنیا کد ملاقبات چلی جاتی ہے

اشری تدمر ویں ہے جس کے وابے دیں حصرت موابل نے آگیا ہے کہ ان اعلیٰ اللہ بھی کار گراپ در احداد دواری اس فرائل واقع جدنے بریک اس ویڈے میں کہ اس ویڈے در اللہ بھی کہ اس اور ان کہا کہ اس کہ ویرم نے شہد میں میں اس کہ اس اس کی اس مدار کرنے کی اس کہ چہرات کی کہ کرنے کہ بدائل میں کہ اس کہ مسرس مورت ہے ، بدار اس کہ اور اسک کے در اس کہ مسرس کہ اس کہ ا

تلاش ِ لنظ و معنی گو ہے اشعار خیالی میں پر اپل دردکو لذت ہے اور بی شعر حالی میں

کیم پیدار آن بورے دوری شامری کے رانگہ آباسک کا اطلا کرتا ہے۔ بنانر میں کے عامر بی اور فران کے عامری کم ان آن کا عامری کم کرتا ہے۔ ہے جس میں شان کے جاؤں ہے میں فران کرنے کی ان کا کہ فران کے لائے ہے ہی اس کہ میان میں اس کے بیان میں اس کی خوات کے بیان میں اس کے علاقہ کی اس کے مادی میں میں تشابت کری تجین ہے ۔ اس کو این کم دور میں گئی ہے۔ اس کی کہ رک بھری ہے ۔ اس کو این کم دور میں گئی ہے۔ اس کی کہ رک بھری ہے ۔ اس کو این کم دور میکھی۔

> ہر ذرمے میں وہ سہر دل افروز ہے رخشاب سچ کہتے ہیں بینار بیاں کیا ہے عیاب کا

حجاب غودی اٹھ گیا جب کد دل ہے تو پرده کوئی پهر له حاثل رہے گا آنکھوں میں چھا رہا ہے ازبسکہ لور تیرا برگل میں دیکھتا ہوں رنگ و ظہور تیر ا بیدار وه تو بر دم سو سو کرے ہے جلوہ اس پر بھی گر اہ دیکھے تو ہے قصور تیرا کارواں منزل متصود کو پیوایا کب کا ابتک اےوائے میں بان کوج کے سامان میں رہا کب دماغ اس کو کہ تفلیارہ فردوس کرے جو کوئی غنچہ صفت سیر گریباں میں رہا ہم تو ہر شکل میں یاں آئینہ خانے کی شال آبی آئے ہیں نظر سیر جدھر کرتے ہیں آئے جس کام کو تھے سو تو وہ ہم سے ان ہوا آہ کس مند سے ہم اب یاں سے اُدھر جاتے ہیں بے ٹبائیر جہاں دیکھ نسا آگاہاں چشم وا کرنے می الہ مثل شرر جانے ہیں بیدار وه نگار تو اینے ہی ہاس ہے جوگم ہوا ہو اس کے تئیں جستبو کریں گچھ ند ایدھر ہے لد اودھر ، تــو ہے جس طــرف كيجــے نظر ، اودھر تــو ــ یادمیں حق عے تو یاں دل کو رکھ اپنے بیدار ہے بہت سہد عدم میں ابھی سوٹا ہاتی

 قابل ڈگر ہو جاتے ہیں۔ ان کے یہ چند شعر اور دیکھیے : تیرے کو جو سے له یہ شیفتال جاتے ہیں۔ جھوٹ کھتے ہیں کہ جاتے ہیں، کہاں جاتے ہیں کر دیا عشق کو ظاہر مہت تو نے اے اشک وزام یہ واز میں رکھتا تھا داں وجارے میں جھیا

عسائش نہ اگسر وقب کوے گا پھر اور کہو تو کیا کرنے گا غم جدا ، درد جدا ، ثالہ جدا ، داغ جدا آہ کیا کیا اہ ترے عشق میں اے بار ہوا

یائے نہیں آپ کو گمیں بیاں حیران بین کس کے گھرگتے ہم کچھ غیر میری بھی رکھتے ہو تم اے بند نواز جانب جسال ہے ادھر آپ ادھر جساتے ہیں

دل ہے بیتاب چشم ہے بے خواب جان بیدار کیا کرون تجہ بوت کیا ترے گھر میں رات تھا بیدار اس کل الدام کی می 'بو ہے بیال آپ گھو آپ میں نہیں باتا جی میں بان تک مرے سائے ہو

ستم شعبار وفسا دشمن آشتا بیدار کہو تو ایسے سے کیوں حمر کوئی نیاد کرے

(٣)

ہر بڑے ادبی دور میں چند غمبوس خیالات اور آوازیں آئی عام و مقبول پو جاتی ہیں کہ دوسرے خیالات اور آوازیں ان کے سامنے دب کر رہ جاتی ہیں ہ

یہ آوازیں اس دور کی مقبول عام آوازوں سے مزاج ، لبہجے اور آہنگ میں اٹنی مختلف ہوتی ہیں کہ اس دور میں وہ بے وقت کی راگنی معلوم ہوتی ہیں لیکن تاریخی تنطه تظر سے ان آوازوں کی یہ اہمیت ہے کہ وہ آنے والے دور کی تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرکے ان کے لیے راستہ صاف کرتی ہیں ۔ ایک ایسے دور میں ایک اعالٰی صلاحیتوں کا شاعر بھی ، ان سنبول آوازوں سے الگ ہونے کی وجد سے ، گھٹ کر رہ جاتا ہے ۔ اس دور بر ، جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں ، میر ، درد اور سوداکی آوازیں چھائی ہوئی ہیں اور ان کے سامنے ساری دوسری آوازیں اتنی نمیف ہو جاتی ہیں کہ سنائی نہیں دیتیں ۔ اس دور میں قدرت اللہ قدرت کا بھی چی العید ہے اور اسی لیے وہ وہ اند بن سکے جو وہ بن سکتے تھے۔ قدرت اللہ تدرت مزاج اور الدار نظر میں میر و سودا سے مختف ٹھے اور درد سے قریب ہوتے ہوئے بھی قریب نہیں تھے ۔ اسی لیے جب وہ اس دور میں اپنے غصوص مزاج کا اظہار شاعری میں کرنے تو سننے یا پڑھنے والوں گو یہ طرز فکر و ادا فامالوس معلوم ہوتا اور یوں محسوس ہوتا کہ وہ جو گنچھ کہنا چاہتے ہیں کہہ نہیں یا رہے ہیں ، اسی لیے سیر نے شاہ قدرت کو ''عاجز سخن'' ء ہ لکھا ہے اور ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ ''دیوان گو اپنے دریا میں ڈال دو ۔'۸۴ قدرت اٹھ قدرت تخلیق سطح بر اسی گشمکش کا شکار رہے اور ان کی تخلیق صلاحیتیں اسی لیے اس دور میں بروان لہ چڑھ سکیں ورانہ ان کی آواز میں اس روایت و مزاج کا شعور ملتا ہے جو الیسویں صدی میں غالب کے پان جا کر صورت پذیر ہوا۔ شيخ قدرت الله قدرت ٥٩ (م ١٣٠٥ / ١٩٠ - ١٤١٩) ، جو عرف عام مين

مد الدورة با كما الدورة لك حراق الم سوم في الك المطاب ورح عرائل الدورة المستقبل الورج عرائل الدورة المستقبل الدورة عرائل حوال على الدورة الدو

ہے ۔"'' پہ بہات واضح ہوں ہے کہ فدوت ان ہے صعر میں کائی فرے تھے ۔ اگر مسر کے اس کے اس کے اس کے اس کے سر کے اس کی مسر کے اس کی واضح کو یا جائے کے وقدوں کا اسال والادت کم و وقیل میں اجازہ ہے جہ انجا ہے گئے ہے۔ اسال کے جس کا ایسال کے جس میں اس کے اسالات اور کیائے مال کے جہ انجا ہے گئے ہے۔ اسالات کی مسالات ور وزیار کی تلاقل میں کے اس کی اس کے مسالات کے دیا تھ تھ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ کہ ویڈ کہ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ کہ ویڈ کہ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ کہ ویڈ کہ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ کہ ویڈ کہ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ کہ ویڈ کہ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ ویڈ کہ فدوت بھی دیل ہے کہ کا کہ ویڈ کہ دو بڑے دیا ہے۔ کہ کہ کہ دو گئے کہ دو دیا گئے کہ دو گئے کہ دو انداز کی دو گئے کہ دو انداز کی دو گئے کہ دو انداز کی دو گئے کہ دو گئے کہ دو انداز کی دو گئے کہ دو انداز کی دو گئے کہ دو گئے ک

حدرت اے صبح چین ہم سے چین چھوٹے ہے مزدہ اے شام غربی کہ وطن چھوٹے ہے

دہلی سے نکل کر وہ لکھنا آئے اور وہاں سے عظیم آباد ہونے ہوئے مرشد آباد چلے گئے ۔ اس کا بنا عنتف تذکروں کے حوالوں سے ملتا ہے ۔ میر حسن نے لکھا ے کہ "بندے نے ان کو ایک بار لکھنؤ کے مشاعرے میں دیکھا ہے"۔ "" اور یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ قدرت اب مرشد آباد میں متم ہیں ۔ ٣٣ شورش نے لكها يه كد "الفاتاً عظم آباد تشريف لاخ" ٥٠٠ على ابرابيم عان عليل في لكها ہے کہ "امدت ہوئی کہ دہل سے مرشد آباد آ کر ساکن ہو گیا ہے ۔ اس وقت کہ ۱۱۹۹ه/۸۲ - ۸۱ معدع ہے ، اس شہر کے امرا کی امداد ہر بسر اوقات کر رہا ب" - " عد كا باق حصد شاء قدوت نے مرشد آباد میں گزارا جہاں كا ناظم ان کی سرپرستی و اسداد کرتا تھا ۲۰ اور وہیں مرزا علی لطف کے مطابق ''شاید ه. ١١ه ١٨٠ (١١ - ١٩١١ع) مين وفات يائي - ١٠١٠ (١٠ - ١٨١٤ع) لك شاہ قدرت کے زائدہ رہنے کا ثبوت ان کے دیوان دوم کے اس غطوط ٦٩ سے مثنا ہے جس کے بہلے صفحے پر خود قدرت کے باتھ کے لکھے ہوئے یہ الفاظ ملتے ہیں "كلام قدرت الله قدرت مو ، ١ ٩ ه ـ " جس سے اس بات كا ثبوت ملتا ہے كد قدرت کی وفات ہم. م م م کے بعد یا شاید ہ ، م ، م میں ہوئی ۔ سیر شمس الدین قلیر سے ان کی رشتے داری تھی ۔ \* ٤ ان کی اولاد میں صرف مبارک علی کا ذ اور آتا ہے جو شاعر تھے اور والہ تخلص کرتے تھے ۔اے

شاہ قدوت قارمی میں بھی شامری کرتے تھے آن لیکن بہنادی طور پر وہ آردو کے شامر تھے۔ علی الرابط خان خابل نے دور ادار بدر ۱۸۵۱ میں ان آئے کام کے مدون بورخ کی الحالات دی ہے "انہ مینالا نے "اکشش معنی" (۱۹۵۵ میل کرنا میں انکاما ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ انسار اس کی تلفر سے گزرے ہیں ۔ "کی گرنا موارد الحار ۱۸۵۱ میں جائے کے جائے قدرت کا داران مرتب ہو چکا تھا۔ اس کے دو انہ ملا پر وہ بے نشارے انہ ملا فکر میں اوس کی اک جہارے رہا

 حتر میں آورت کے زائد مےکشات براہر مثل میں میں سالرہ ایل میں شہدہ کا الاحد پر سپر بنائی مثل میں آئی تو پیسال کھیے عزب مثل کر شدن پر گیجے ہری رضار بین یاجے مثل کر مزار میں اے غاقل تو جیانے ہے لہ ہوگ مثل کر سورات کا بین ہوتے کے اللہ پورٹ ایک الاحد بیار قورت کو سائٹا ہے پر اک پارٹے میں راؤ کہ معاملے اسال میں کہ کہ بارٹے میں راؤ کہ معاملے اسال میں کہ اناس میں کو

اور جب حسن کا ذکر آنا بھی ہے او اس کی نوعیت بھی عشن کے حوالے سے بہ ہوتی ہے :

عشق نے جوہیں کیا دل میں تصور حسن کا اک جھائے صورت گری کا کارنماند ہوگیا

ما طرور مرش کر مراق میراد موسد یک این در این این در کرده می این در این در این می کرده می کند از در این می در این در این می در این می در این در این می در این در در در این در دا در در در این در دا در دار در دا در د

یں دو چکہ دود کا د قر بول کرتے ہیں : تقاش زردی رخ قدرت سے جاہیے دیوان خواجہ میر کی ہر فرد کا طلا بناہے قدرت رکھے وہ آ، سے چشم اثر

درد سا پیدا کرے جو پیر کامل دیکھ کر

لدرت کے پان ، تلاش منی میں وصل محبوب کا تصور سایہ و خورشید کا سا ہے۔

جب سورج لکاتا ہے تو سایہ دور ہو جاتا ہے ۔ یہ دونوں ایک ساٹھ کیسے رہ سکتے ہیں ؟ اس صورت میں آغاز و انجام کا پتا کیسے چل سکتا ہے ؟

نسبت ہے بہاری تری جوں سایہ و خورشید جس جا نجیں تو ہم بین ، جبان تو ہے نجیں ہم دل ہے کہا سان نے کہ سنے میں بھان رہوں ناوک یہ ہوجھتا ہے بھلا میں کہاں رہوں لے اوا صوق جنوں ریکر روال کے ہسرا لے کچھ آغاز ہی سوجھے ہے نہ الھام ہمیں

اس معلم او القرائع کا قرائم مردور مد میں مقتل ہے ، یہ وہ لے ہور اطرات اس میں الموری الموری مقتل ہے ، یہ وہ المرت اور انہوں رہانا میں الموری المحدود سراکتا ہو الموری المو

 $\eta$ 1 or  $\eta$ 1,  $\eta$ 2 or  $\eta$ 1,  $\eta$ 1,  $\eta$ 2 or  $\eta$ 3,  $\eta$ 3,  $\eta$ 4,  $\eta$ 5,  $\eta$ 5,  $\eta$ 6,  $\eta$ 7,  $\eta$ 7,  $\eta$ 7,  $\eta$ 7,  $\eta$ 7,  $\eta$ 8,  $\eta$ 8,  $\eta$ 9,  $\eta$ 9,

بے طاقنی سے عرض محنا الد کو سکا جاں تک تو ضف عم نے مھے ااتواں کیا کچھ دہر ہوئی اشک نہیں آلکھوں سے گرنے شاید ته مژگال کسوئی لغت جگر آیسا جاتے ہیں چلے آپ سے پر کیچھ نہیں معلوم قدرت ہمیں دربیش کدھر کا حقر آیا گھر سے جس وقت وو غارت گر ابماں نکلا کفر سے کبر گیا ، دیں سے مسال تکلا اکشته حبرت حسن اس کے جہاں ہیں مدفون لائد واں خاک سے جوں ٹرگس حیراں لکلا الب سيد" تقتيده بو مسكن دل بيتاب كا آٹش گادے میں رہ سکے مقدور کیا سیاب کا عنجه بكال نبيب كهانا نسيم صبع سے مندۂ دل گئے ہے ہر سو تلخت ِ تدبیر کا واشد ابل تعير اور ب عالم مير ديك ہے تبستم زیر لب اس غنجہ تصویر کا جس راہ سے کہ تو نے اک دم قدم کو رکھا جو سجدہ تھا جیس میں ہم دوش تنش یا تھا تیره بخون پر در عشرت ژ بس سندود تها جو چراغ اس ازم میں روشن کیا سو دود تھا يس يے صد چاک دل اور دبدة گريان بجه كو عشق میں اتنا ہی درکار ہے سامارے ممھ کو نيغ تو مونيد ند يهڙا عرصه جان بازور مين دیکھ ہنستا ہے ہر اک زخم تمایاں مجھ کو سدا دل کے داخون کو ہم دیکھتے ہیں بهار کل و لاله کم دیکھنے اس ہمیں کام ہے آسسانے سے دل کے جو ناداں ہیں دیر و حرم دیکھتے ہیں سر سجدہ کسو اپنے خم دیکھتے ہیں جیاں ایرا انٹور قدم دیکھتے ہیں . جہاں تیرا تش تدم دیکھتے ہیں خاباں خاباں اوم دیکھتے ہیں

ان اشعار کے انداز فکر میں ، ذخیرہ الفاظ میں ، اشارات و کتابات میں ، لہجے اور آمنگ میں ، طُرز و اللمهار میں وہ واضح انتوش موجود ہیں جو آلند، دور میں غالب کی شاعری میں صورت پذیر ہوئے ۔ ان اشعار میں ویسا ہی شعور و ادراک اور ویسی می فکر ہے جو غالب کو غالب بتاتی ہے ۔ یہ ویسی شاعری نہیں ہے جسی ہمیں میر و سودا کے بان لظر آتی ہے ۔ یہ اس دور کی ناملبول شاعری ہے ، جس میں شاعری کا ایک نبا اور وسیع اُسکان موجود ہے۔ قدرت کے یاں بھی غالب ک طرح فکر و جستجو ، شمور و ادراک جذمے کے ساتھ سلتے ہیں لیکن یہ جذبہ میر و سودا کے جذمے سے تنتف لوعیت کا ہے اور اس میں النا اشکال اور اتنی تهد داری ہے گا اسے روزمرہ کی عام زبان میں بیان گرنے ہوئے شاہ تدرت کو دشواری پیش آ رہی ہے اور اسی لیے ، اس دور کی روایت شاعری کے برخلاف ، ان کے باں فارسی تراگیب وسیلہ' اظہار بن رہی ہیں ۔ یہی صورت تحالب کو بھی بیش آئی تھی اور بھی قدرت کے کلام کا عام مزاج ہے ۔ وہ اپنی بات کو چراغے داغ بحروسی ، رفتار جان پرور ، سوج نفس ، لخت جگر آلود ، مژدهٔ الماسیدی ، مرگان اشک بار ، اشک کلکوں ، سزاوار تنس ، خورشید لب بام ، تاجر دکان عقیق جگری ، آزاده رو سلسله کبک دری ، نمارت گر پموش ، جنبش یاد صبا ، شب تاریک بجران ، جراغ داغ حرمان ، داغ سینه اپر اور ، جان دل تاشاد ، برنگ سیل خون ، ذوق تلخی سم ، دام تماشا ، ذوق بهم مغیران نفس ، للت الهل تفس ، ناك مرع كرهار ، ضبط واز عشق ، آوالش داست مركل ، زیب چشم کریان ، صد نم بسمل ، اشک سرمژگان ، کل شاداب آتش ، سرگرم هِم آغوشي ، خاله برانداز ، شكن زلف يار ، كنجيته "كوير ، كازار وصل ، بلبلان تصویر وغیرہ تراکیب کے ذریعے بیان کرتے ہیں ۔ شاہ تدرت اور مرزا غالب میں مزاج اور لمہجے کی ہم آہنگی صرف الفاظ و تراکب کی مناسبت سے بیدا شہیں ہوئی بلکہ یہ مناسبت دراصل اس ادراک و شعور سے پیدا ہوئی ہے جو ان دونوں میں مشترک ہے ۔ بہ وہ طرز خاص ہے جو اس دور کے کسی شاعر کے بال اس طور پر نظر نہیں آتا اور اس دور میں جب میر شاہ قدرت کو اپنا دیوان دریا میں قالنے کا مشورہ دے رہے تھے یا اپنے تذکرے میں ان کا ذکر، اپنے دوست عارف کے کہتے سے ، کرتے ہوئے الهیں 'عاجز سخن' لکھ رہے تھے تو الھیں گیا معلوم تھا گھ جی وہ اسکان ہے جو اکبی صدی میں اس زبان کے ایک علم شاعر کے بان ٹئی صورت میں جلوہ کر ہوگا ۔

ند امترت کور عبالی کے دامر ہی ۔ ان کی شامری کا طرح باسد الطبیقیاتی ہے۔ جس میں مصرور امراناتی کے دامر ہی ۔ ان کی شامل ہے۔ ان کی بالدین جس اور قالدین کے در ان کی دامل ہے۔ ان کی شامل ہوائی ہے۔ ان کی شامل ہوائی ہے۔ ان کی شامل ہوائی ہے۔ میں مسلوم ہوتا کے امراناتی میں مسلوم ہوتا کے ہوئی کی انسرا ہوائی ہوتی کا آئیں ہوری کا آئیں ہوئی کا انسرا ہوئی ہوئی ہوئی کی میں بعد مائی ہوئی کا آئی ہوئی کا آئیں ہوئی کا کہ ہوئی کا کہا گئی کا کہ کو مشرح کے انداز میں کا بائی کہا گئی کہا

اشک اور آلسو بھی آئش و سوز کی ایک صورت بیں : برنگ شمح دل سوزی میں تیری آگ بھالکوں ہوں

ستندر آسو نہیں پر دل بارا باب آئش ہے سندر کی طرح آئش استار دل ہے عبائق کو بدا اوس سے رہے بیشاب بن اسباب آئش ہے اسرا دانج عبت یہ دلار بے آساب رکھتا ہے

بلل میں اپنی کس آئش کو یہ سیاب رکھتا ہے جلایا مجھ کو دافر عشق نے لیکن خدا جانے

جرب عرمن کے لیے میرے کہاں سے به شرار آئ

یس کے اثبتے ہیں جگر سے شعلے مشتمل ہیں مرے گھر سے شعلے سینہ ' تقشمہ میں دل کی تبش کو کچھ نہ پوچھ وہ بمغنی آتش اور بدنی العشسل سیساب ہے

وہ بھی اس اور پہ ی الحص سیب ہے جس قدر ہے ہوں شرر، داغ دل اپنے بین تیز آپ و آتش سے مراکششن سدا شاداب ہے

عیت کی جس آلکھوں میں نمی ہے جوابر کی اوے پھر کیا گئی ہے پیر آگ جو شاء قدرت کے سنے میں روشن ہے ، وہ شمور و ادراک جوان کے الشر موجود ہے ، حیات و کافات کے جن قبریات ہے وہ دوجار پیں اس کا اطابار اتنا آسان خبر تھا کہ وہ نے عامان مصر کشینے چلے جلے اسی لیے ان کے دولوں دوران تحصر ہیں ، وہ بات کو فہر کو ادر این تجرب کو روز ان جربے کو پورٹ طور ہور بیان گرنے کے لیے ایک مختلف نوعیت کے غلیقی عمل سے گزرتے ہیں اور اسی لیے ان کا اینا طرز اور ابنا لمبچہ ہے جس میں الوائائی بھی ہے اور ویسی میں پہنستان بھی جو عالب کے بان لاکھرتی ہے ۔

عربت و نے لیان دور بھی شاہ قدرت کے پسندیدہ مرضوع ہیں۔ اس مفصول ''کو یارہ شعری ایک سلسل غزل میں اس 'اپر اثر الداز ہے۔ بائدہا ہے کہ اس 'پر اشوب دور میں یہ خان عام طور پر لوگری کی بانان پر آئیں ، میر حصن کے اس غزل کو ''مشہور عالم''کت' ''کہا ہے اور معمنی نے لکھا ہے کہ یہ غزل

چھوٹوں بڑوں کی اربان پر جاری ہے^^ ۔ اس کا مطلع یہ ہے : کس کی اپریکی یہ برقی غاطر مابوس ہے

جو شرر دُل سے اٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے شاہ تدرت کے گئی شعر ایسے بین جو اس دور مین ضرب المثل بن گئے ٹھے ۔ مثلاً تدرت تو دیکھ ٹوئی ہے جا کر گھند کھاں

جب بامر دوست پاتھ کے کچھ دور رہ گیا (دیوائد اول) نسرت کے دیوان دوم میں حاشے ہو یہ مقطع مطلع کی صورت میں ملتا ہے : انسوق کے کسسند بخت کا وہ زور رہ گیا

جب ہام ِ دوست ہاتھ سے گجھ دور رہ گیا

قائم کے دیوان میں بھی یہ شعر اس طرح ملتا ہے: اسمت تو دیکھ ٹوئی ہے جا کر گفتد کہاں کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بےام رہ گیسا شاہ ندرت کے دو تین ضرب المثل اشعار اور دیکھیے:

ھرت کے دو بن مرب انسان اشدہ اور دہاہیے : مینہ اس کا ہے دال اس کا ہے جگر اس کا ہے ابر یشار جدھر رخ کرے گھر اس کا ہے رکتے اہ آنسو سے وصل کی آئید کھارے پائی سے دال گائی تیں درازی شہیر غسم کی ست ہے۔وچھ قسدرت

 پر لعظه پدائی حیات و کالشات کو آویر الیم کو دیکھنے کا رخ موجود ہے۔ یہ آردو شاعری کو ایک تئی روایت سے روشناس کرائی ہے ۔ اس شائب کے ساتھ رکزی کو بڑھرے واس کی حقیق ایست واضح ہوتی ہے ۔ اس ولک ِ حضن میں شاہ تشرت شائل کے لیش رو بین ۔

جانے لگے تو الھوں نے یہ تطلبہ لکھا ؛ پدایت اپنا وطن کس کو خوش نہیں آتا ۔ پر آہ کیا کرے اب کوئی مرضی رب کو

پڑار میف کہ دلی سا شہر ویران کو کیا ہے باروں نے آباد ملک پورپ کو

کہ اوس کا دیوان تخصر تھا لیکن آف کے شاگرہ نشوت اند تاسم سے لکھا ہے۔ کہ ان کا دیوان تقریباً نو ہواز ایم اور مرشان تھا۔ دیوان کے ملاوہ گھویہ مشوبات بھی تھیں اور علم تصوف میں ایک رسالہ ''پروانج بنایات'' کے قام سے لکھا بیا کہ علمی کی نظر ہے یہ دیوان گزار تھا ہم کا طویل انتخاب انبوں نے اپنے تذکرتے میں دیا ہے ۔''کوئی وجہ نہیں ہے کہ میٹلا اور لطف کے مثالج میں تاسم

کی بات کو صعبہ اند مان جائے۔ ممکن ہے سبتلا و اعاف کی نظر سے جو دیوان گزوا ہو وہ بدایت کے ضخیم دبوان کا انتخاب ہو ۔ میر حسن نے ان کی ایک مثنوی " دو انعریف بناوس" کا بھر ذکر کیا ہے جو بدابت نے اس وقت لکھی تھی جب وہ خالصہ بادشاہی کے سش کار لائد سبدہ رائے یکدل کے سمراہ بتارس گئے نهر ١٨٠ نواب اعظم الدوله سرور نے مثنوی اور ديوان غزليات كے علاوه مراثي، سلام و تصائد کا بھی ذکر کیا ہے۔ ۹ ان سب سے یہ بات سامنے آنی ہے کہ ہدایت ایک 'سرگو اور فادرالکلام شاعر تھے ۔ آج بدایت کا دیوان تاپید ہے لیکن چونکد یہ وہ شاعر ہے جس نے اس دور میں اُردو شاعری کی روایت کو پھیلانے اور مقبول بنانے کا کام انجام دیا ہے اس لیے ہم نے غشف تذکروں سے ان کے گئی سو اشعار جمع کرکے ان کی شاعری کے بارے میں رائے قائم کی ہے۔ شیفتہ ن ا ان كا سال وقات ١٠١٥ه (١ - ١٨٠٠ع) ديا ب م خوب چند ذكا نے عيار الشعرا مين ٩٢ اور سرور نے عبدة منتخبه ٩٣ مين سال وفات ٩ ١ ٢ ١ ه (٥ - م . ١٨٥) دیا ہے ۔ قاسم نے صرف اثنا لکھا ہے کہ ''جند دن ہوئے جبان ِ فانیکو خبرباد كمه كر سرائ جاودانى مين تيام كيا ١١٠١ اچند دن بوع كا مفهوم سمجهنے كے لیے بہاری انظر عمدۂ منتخب میں سرور کے ایک بیان پر جاتی ہے جس میں لکھا ے کہ ۱۲۱۹ میں ناسم نے میرا انذکرہ دیکھا اور اسے دیکھ کر ناسم کے دل میں تذکرہ لکھنے کا خیال بیدا ہوا ۔ ٩٥ قاسم کے حالات ، جیساک سرور نے خود بنایا ہے ، ۱۰۱۹ء میں لکھے گئے ہیں۔ اگر قاسم نے ۱۱۹۹ء میں ، جو سرور کے مطابق ہدایت کا سال وفات ہے ، اپنے استاد ہدایت کے حالات تذکرے میں درج کیے تو اس "چند دن ہوئے" کا مطاب یہ ہے گھ ہدایت نے 1719ء (ہ - ۱۸۰۳ع) میں ونات ائی اور یہی سال وفات زیادہ قرین صحت ہے۔

پدارت کے کلام میں وہ ساری عالم خصوصیات ملتی ہیں جو اس دور کے دوسرے قابل ڈکر شعرا کے بان نظر آئی ہیں۔ ان کے بان اعلاق و صوف بھی ہے اور حصٰن و عشق کا اظہار ہیں۔ عشم آن کی عامری کا مرکزی لفائد ہے جس میں جذبہ و احساس شامل کرکے انھوں نے اپنی عامری کو لکھارا ہے۔ بچند شعر دیکھیے :

یہ جست سر میدیے: بھلا بناؤ مری جان کچھ پدایت نے مگر بھی لد کد کے اختیار ہو کے کبھو ۔ کچھ اور اس لد چلا ہوگا ور دیا ہوگا بہ اور جس کی مشق دل کے تو اب بار ہو چک

ہوانا جو کجھ کہ تھا ۔و مرے بار ہو چکا

کچھ (رد ہو گیا ہے ہدایت تو ان دنوں ایسا یہ کس کی چشم کا بیسار ہو گیسا کوئی بھرا لہ سلک عدم سے تو اب تلک بابا جیسا سے کسے کچھ آزام رہ گیا میرت میں بودی کا کریے ذین اےشپ رصال ظاہر میں دیکھا بھوں کہ عالم ہے خواب کا ظاہر میں دیکھا بھوں کہ عالم ہے خواب کا

چئے ہیں ہم بھی ٹیرے اتھ لیے ۔ رہ کے اس باغ میں کیا گرجے کا کشی میں نہیں نہ بچر کی صب بیار میں کیا آج مو گئی صبح روداد شب فسراق مت پوچھ بارے می می کے میں جا بولی۔ کیا کمیوں میں کہ ترے پچر میں کیوں کر گزری

ووہی جانے ہے مری جان کہ جس پر گزری انجام کار دل کا ہدایت میں کیا گھوں آنسوکی بوئسد ساتھ لمبو کے ٹیسک گئی

ان چند اشعار کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ بدایت کے کلام میں حلاوت اور دردسدی کے ساتھ لطاقت ِ احساس موجود ہے ۔ اس میں زبان و بیان کی رچاوٹ بھی ہے اور روزمرہ و محاورہ کو سلیتے سے استعال کرنے کی پٹرمندی بھی۔ ژبان کے اسی مزے کی وجہ سے ان کے کلام میں شکننگ و لطف پیدا ہو جاتا ہے اور شعر میں تازگ کا احساس ہوتا ہے۔ اُن کے کلام سے آج بھی اچھے اشعار غامی تعداد میں منتخب کیے جا سکتے ہیں ۔ ان کا کلام قد صرف صاف و شستہ ہے بنکہ غیر عشق میں ہونے والے تجربے بھی اس میں شامل ہیں ۔ انہیں زبان و بیارے پر ایسی قدرت حاصل ہے کہ وہ اپنی بات روزمرہ کی زبان میں بیارے کرنے پر پوری طرح حاوی ہیں۔ اُردو غزل نے عشقیہ جذبات کو اُس طور پر برتا کہ شاید می کوئی گوشہ ایسا ہو جس کا اظہار غزل میں انہ بوا ہو ۔ اب شاعر کا کال اس میں تھا کہ وہ عشق کو کس طرح آلاتی بٹا دے۔ میر وہ واحد شاعر ہیں جنھوں نے یہ کام بھی کر دکھایا ، اسی لیے وہ نہ صرف اس دور پر چھا گئے بلکہ ان کی آواز اس دور کے ہر شاعر کی آواز میں شامل ہو گئی ۔ اسی وجہ ہے ، ایسے شاعر چن میں اعلی درجے کی تخلیق صلاحیتیں موجود تھیں ، میر کے سامنے دوسرے درجے کے شاعر این کو رہ گئے ۔ یہی صورت قائم کے ساتھ ہوئی اور چی اس دور کے چند اور دوسرے شاعروں کی طرح ہدایت کے ساتھ بھی پیش آئی۔ ہدایت کی شاعری میں ایک لہجے اور طرز کا احساس ہوتا ہے۔ سبر

نے بھی ہدایت کے بارے میں بیں لکھا ہے کہ ''رضتہ ایک ڈاس الفاز ہے کہنا ہے۔''17 عود ہدایت بھی اپنی شاعری کو میر و مرزا کے برابر سمجھتے تھے : اے ہدایت جو سفن فہم میں اون کے لزدیک

1297ع) کی طرح ان کے شاگرد بھی۔ ان کے کلام اور ملازمت کی نوعیت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حسرت عظیم آبادی نے مروجہ تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ زندگی میں این درباروں سے واست، رہے ۔ پہلے نواب شوکت جنگ ، ناظم پورایہ کی رفاقت میں رہے ا ا لیکن یہ توسل زیادہ عرصے قائم نہیں رہا اس لیے کہ شو کت جنگ دو ساه بعد می رابع الاول ۱۹۹۹ه/دسمبر ۱۵۵۵ع میں کتل کر دے گئے۔ اس کے بعد حسرت نواب سراج الدولہ سے وابستہ ہو کر عدست دارونکی ۱۰۳ اور عرض بیکی مختار سوال و جواب۱۰۳ کے عبدے پر فائز ہوگئے جہاں انھوں نے یہ خدمت محنت و ٹوجہ سے انجام دی ۔ ان کے پیبت و دبدیہ کا یہ عالم تھا کہ کسی کو سرکشی کی مجال نہیں تھی ۔ ۱۰۰ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خدمات سے خوش ہو کر سراج الدولہ نے انھیں ہمبت قلی خان کا خطاب دیا تھا۔ ساری عمر وہ اسی نام سے پہچانے جا<u>تے رہے</u>۔ سراج الدولہ کا عرصه مكوست (و رجب ١١٦٩ه - ١٥ شوال ١١١٥٠، الديل ١٥٥١٩ -ہ جولائی ١٥٥١ع) بھی بہت مختصر تھا ۔ جنگ پلاسی سین شکست کے بعد وہ بھی ہے دردی کے ساتھ اتال کر دیے گئے ۔ سراج الدولہ کے بعد حسرت بےروزگار ہو گئے اور ان کی پریشائیوں کے دور کا آغاز ہوا - ۱۹۹۰ه/۱۱۵۸ع میں جب امر الله اله آبادي (صاحب لذكرة مسرت افزا) عظيم آباد كثے تو حسرت اس وقت مرشد آباد میں "محسرت مافات و مضیل" زلدگی گزار رہے تھے ۱۰۵ ماہ ۱۱۹م . مدرع میں مبتلا نے لکھا کد اس وقت لواب مبارک الدولد کے زمرہ متوسلین میں شاسل بین اور پریشانی مین زندگی گزار رے بین -۱۱۹۰ ۱۱۹۸ - ۱۲۸۳ عدد میں ابراہم خان خلیل نے لکھا کہ نواب سارک الدولہ سیر سارک علی خان بھادر ناظمے بنگالہ کے متوسل ہیں اور غربت و بریشانی میں زلدگی گزار رہے ہیں ے۔ ا لوجوان میارک الدولہ تو نام کے ناظم بنگالہ تھے ، اصل اختیار تو انگریزوں کے پاٹھ میں تھا ۔ اس طرح حسرت کی کم و بیش ساری عمر فارغ البالی کی حسرت میں گزرگئی اور وہ عمر بھر اپنے باپ دادا کی جائیداد بیچ کیج کر گھانے رہے جس کا الدازہ اس مفارشی خط سے بھی ہوتا ہے جو ابراہیم خال خلیل نے حسرت کے گاؤں کی فروغت اور ہمت سنگھ کی دھاندلیوں کے سلسلے میں احمد علی تيات كو لكها تها م١٠٠ الى عالم مين ١٠١٠ (١٩ - ١١٥٥ع) ميد ، جِب كد الهاروين صدى عيسوى كے ختم ہونے ميں پاغ سال باقى تھے ، الھوں نے مهد آباد۱۱۰ میں وفات بائی :

کافت ایام سے حسرت بہاں عمر میں کیا شاک بسر کر گیا

دولا سرت کا ایک پی اصف ہے ہر رفا لازمری رامری ربی عاطر ا پر دول کی اس کا ایک بروکا ہے اور اس کی اس کا سال کا اس کے بیا پر بے ۔ سال اگروں میں ان کا ایک کام شاہ ہے وہ اس دات طبح جن پر بے ۔ سال میں وقائے کی دارسرو کا اصفاد دولان سرت کا آئی نے اصفاد جن ایک کام خلط نورے ہیں دول میں کا کی اس دول سرت میڈائی کی جن ایک لائید عاصل کی دول کی دول کی دول کی دول کی دول بیان کی لائی دی میں کی کاملہ وجہ کے دول کی دول کی دول کی دول کی دول کی دول پر بی ہے ۔ علی ہے جسٹر میں کی مسرت کی دول کی

ہبیت قلی خان حسرت بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں ۔ حسرت ، جیسا کد ہم لکھ آئے ہیں ، بہار و بنگالہ کے شعراکی اس بہلی اسل سے تعلق رکھتے یں جو مرزا مظہر کے شاگرد حزیں اور دردبند کے زیراثر جاں ابھری ۔ حسرت کے کلام پر اسی لیے دہلوی شعرا کے رنگ سخن کا گہرا اثر ہے۔ ان کا کلام اٹھارویں صدی کے تہذیبی مزاج کے مطابق سر تا یا عشقیہ ہے۔ اس میں وہ گہرائی نہیں ہے جو میر کے ہاں ماتی ہے ، لد وہ تنوع ہے جو سودا کے ہاں سلتا ہے اور لہ تصوف کا وہ فکری عنصر جو درد کے پال نظر آٹا ہے۔ حسرت کے لیے حزیں کی شاعری ایک معیار تھی جس کی وہ بیروی کرتے ہیں ۔ اسی لیے وہ اسی روایت کی تکرار اور پیروی کرتے ہیں جو حزیب کے ڈریعے ان تک چنچی تھی۔ ان کے کلام میں جذبہ و احساس کی وہ گرسی بھی نہیں ہے جو ہمیں دوسرے درجے کے دہلوی عمرا میں نظر آتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دہلی نے الهارویں صدی میں جن القلابات کا سامنا کیا ، جن بربادیوں کی دوزخ میں یہ شہر جلاء عظیم الشان مقلم سلطنت جس طرح اس شہر کی الکھوں کے سامنے منہدم ہوئی ، اس کا تجربہ اہل دہلی کے علاوہ کسی دوسرے شہر نے نہیں کیا تھا۔ اس تجربے نے اہل دہلی کے دلوں میں وہ گداختگ ، سوز اور آگ پیدا کر دی جس کا اظهار ان کی شاعری میں ہوا ہے ۔ اسی لیے غم کی لئے دہلوی شاعری میں تیز ہے ۔ بے ثبائی و عبرت کے مضامین عام ہیں اور تصوف اسی لیے ان کو عبوب ہے۔ حسرت کا یہ تجربہ چولکہ براہ راست نہیں تھا اور وہ اس قسم کے مضامین عض روایت کی بیروی میں بالدہ رہے تھے اس لیے ان کے کلام میں وہ اثر نہیں ہے جو ہمیں دیلی کے دوسری صف کے شعرا مثافر قائم ، بیان ، ہدایت ، بدار وغیرہ کے بار افار آتا ہے . حسرت کی شاعری تکرار

روایت کی شاهری ہے ۔ ان کی شاهری کا مرکزی تصد بھی مشتی ہے لیکن اس مشتی دیر وہ مراوت نجر ہے جو گویکن ہے جوسا تجبر کھنول اور جوبوں کو مشتی محرا بھرائے ہے ان کا دیوان پڑھ کار بور معلوم پولٹے کہ یہ شریفات عشق کی شریفانہ شامری ہے۔ اس بات کو جوبی ہے کے یہ جدید تحمر دیکھیے :

اتسا نوبیت نہ ہو دل کو تون رکھے مسرت میر کو دیکہ تو کہا ہوتا ہے ہوئے ہوئے میران آب دکو ہم ہے جان کسا ہمواتا اس اضوں میں مرجائیں گے بان کیا ہموگا کا بی اس نے بہت بھے اکملے ہوں کہا آپ تو رسل ہموا ہے لیے دورا اسہ کی باور یہ مرا عشق کا خوارے کئی روز کمو کر رہے گا بلئے مری جان کسی روز ہو نہ ہو بھے علا ملی عین جان کسی دروز

خــود بخــود آج طبعت مری گهبراتی ہے ان اشعار سے ایک ایسے عاشق کی تصویر ابھرتی ہے جس میں حد درجہ الفعالیت ے؛ جو نے عمل ہونے کی وجہ سے بزدل بھی ہے اور نے حوصلہ بھی۔ اس بین حابات کا سامنا کرنے کی بست نہیں ہے ۔ بھی کیفیت حسرت کی شاعری پر چھائی ہوئی ہے - اسی لیے ہم نے ان کی شاعری کو شربفانہ عشق کی شریفانہ تاعری کہا ہے ۔ حسرت کی شاعری کا عاشق اپنے محبوب سے ایسا سہا ہوا ہے کہ وہ اپنے عشق کا پورا تجربہ بیان کارنے سے بھی قاصر ہے ۔ اسی لیے بھاں عشق انہ عشق کے اور تجربه الم تجربه کے اور اسی وجہ سے حسرت کی شاعری اس مطح پر بھی مُیں آباتی جس پر ہمیں فغال ، ہدایت ، بیدار اور خود حزیں کی شاعری نظر آتی ہے ۔ لیکن حسرت اپنے ان ادھورے جذبات کا اظہار جس سلاست اور سادگی سے کرتے ہیں وہ انھیں اس دور کے شعرا میں قابل ِ ٹوجہ ضرور بنا دیتی ہے۔ اس سادہ طرز کی وجہ سے ان کے باں ایک ایسا لہجہ بیدا ہوگیا ہے جو اس دور میں انہیں مقبولیت دیتا ہے ۔ اس لہجے کا مقابلہ میر ، سودا ، درد سے تو گیا ، قائم و بیدار سے بھی نہیں کیا جا سکنا ، لیکن اس کے پاوجود یہ حسرت کا اپنا لب و لہجہ ہے جو الفعالیت سے لظریں لیجی کرکے دھیمی آواز میں ، بات ا، کرنے کے انداز میں بات کرنے سے پیدا ہوا ہے اور جس میں اظہار کی سادگی و سائست نے ایک ہلکا سا راگ بھی بھر دیا ہے اور

 $\mu_{ij} = 4$ ,  $\mu_{ij} = 4$ ,

اس کے دل پر تھی تاؤہ اداق کی اے مضا اے کا تحق نور میں اس کے اور احد ادمیں اور تحق ادمی اس کے اس اس اس کا اس کی استان اور احد ادمیں افروز کر جسال اس کا اس کی استان کی استان کے دائم اس کے اس کی اس کے دائم اس کے دیا کے ساتھ کی کہا کہ میں آئی ہے کہ کی کہا کہ میں آئی ہے جس کی بہاری جو کو خیاب ان کی مسال میں اس کے اس کی اس کی کہا کہ بہاری جو کو خیاب ان کے مسال میں اس کے اس کی اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کے اس کی اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کے اس کی اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی اس کے مسال میں اس کی کہا ہم بھی کہا ہم بھی اس کے مسال میں کہا ہم بھی کہ بھی کہا ہم بھی کہا ہم بھی کہا ہم بھی کہ بھی کہا ہم بھی کہا

۔ معرفر کی افلار میں سی طرح اصوبر پھرٹ ہے۔ حسرت کے زبان دو بات کا در انجاز کر جو اندو پر برادی کے جد حیب وہاں کے دل کے زبان دو بات کا داخی آئر ہے۔ دل کی بربادی کے جد حیب وہاں کے ایران کان برطانے کے فی اسل کے خدا کے در اندوا اصاف میں تک دل کی آبان کہ برطانے کی فی اسل کے شعرا کے لیے سمار ابنی بوری - میں صوبات طرخ آباد داخی آباد اور تکیوا میں وہی دو رہی صوبات رسد آباد داخل آباد اور ميدرآد داكل من يوي خبرس كي بياشين رافق هزار جي زفان يها كان مي كان مي كان يها كان يها

ان غزلوں میں لکھنؤ کی لئی ابھرتی ہوتی شاعری کا مزاج ایسا رسا بسا ہے گ۔ دیوان حسرت بڑھتے ہوئے یہ غزلیں ان کے باق کلام سے الگ معلوم ہوتی ہیں ۔ لکھیوں شامری کے یہ الرات نہ سرف لکھنؤ کے لئے شعرا میں مقبول لیے بلکہ علی ادر برعظے کے فوسرے ملاوں میں بھی وقد وقد سرایت کو رہے تھے اور مو مورت اور بھی بھی جان کا مطالعہ ہم عملی طل حدرت کے ذیل بری کر آئے بین اور حسرت عظم آبادی کے ان جسے اشعار میں دکھائی دیتی ہے:

یہ کیا آبار سے تربے غم بیتی دوا میں کیا کروں آ پیش کے اور آن پینوا دیں ترا میں کیا کروں اور اور اور ایس کیا کیا کیا کیا کیا کی کیا کروں میرکا کروں گفتگو سیکھی ہے کیا اس یو اگر دورہ میرکا کروں کیا جس ہے تو اس ہو اگر میں میں استہدی رات ہو پیل سا ہو تو چلوںگر جس مم انسٹیوں رات ہو جل جا ہور ہے ہو دور اگر تربی خیر ہے۔

مسرت کی آوان دوی معیاری زبان ہے جو ادبی سطح ہر دالی ہے جوب لاک، سفری ہے مثری اگلہ اعظال ہو رہی ہے ، ان کے ایا رہ و انظام ہو اب شروک ہوگئے ہو، امل کی اعظال ہو رہی ہے ہے اس کو دوسرے شامری چرائی ہور ہے ہیں۔ امال ، طائر ، الآکیر و تالیت، انسانت و مشان دوبرہ کا امکال امی طرح ہے میں طرح سب کے ایا منظ ہے کہاں میم شائے کردہ صورت ایس مشی ہے دوسر فرائم کا اند ہوری کے بان مشی ہے ، دستر جیاں امل

طریقے سے جمع بنائے ہیں وہاں اس طرح بھی بنائے ہیں : دیکھو گیا مجھ کو بتاتی ہیں طفالیں آلکھیں مفائين خوبثين بزار خوبتین بیر تبه میں اور بهاں دو چشم كستاغين

ہر ایک سے گستاھیں ہم ہی سے ادب ہے خود کشتیں ع کیا خود کشتیں ہم نے کی وصل کی خواہش میں

ایک آدہ جگہ جم آلجم اس طرح بنائی ہے ۔ وقع کی جمع اوضاع ہے لیکن حسرت نے جم الجم اوضاعیں بنائی ہے : اوضائیں پسندیدہ تری دیکھیں جو کر غور

سودا کے بان بھی آیک جگہ اس سے ملتی جلتی یہ صورت ملتی ہے: ع شعراؤں میں ہیں جو صدر تشیں

اس فہرست میں چند اور شاعروں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے جو صوبہ بہار و بنکال اور سر زمین دکن میں اُردو شاعری کی روایت کو پھیلائے اور مقبول بنانے کا کام کر رہے ہیں ۔ اگلے باب میں ہم ایسے ہی چند قابل ذکر شاعروں کا مطالعہ کریں گے۔

## حواشي

و. كلشن سخن و مردان على خال مبتلا ، مرتبه مسعود حسن رضوى اديب ، ص ١١٦ ، انجين ترق أردو (بند) ، على گڙھ ١٩٦٥ -ہـ تذكرة شعرائ أردو : مير حسن ، ص من ، المبن ترق أردو (مند) ، ديل

- 8190. ہ۔ تذکرۂ ہندی ؛ غلام ہمدانی مصح*نی ، ص جے ، انجین ازق أردو ، اورنگ* 

- E1988 Stil بيد تعين زمانه : قاضي عبدالودود ، ص ١٥٨ ، حصد اول "معاصر" پاند ،

يد حسرت ۽ کامي علي خان قائن ۽ سد ماهي "ميحقد" شاره ۾م ۽ هن ۽ ۾ ۽ عبلس ترق ادب ، لاہور «. جعفر على حسرت : حالات و آنار، از مشفق خواجه، سد مامي <sup>9</sup>أردو للمه<sup>ا</sup>

شاره . ۵ ، ص ۱۱۵ ، ترق أردو يورد ، كراچي ۱۹۵۵ -ر سفید " بندی : بهگوان داس بندی ، مراشه عطا کاکوی ، ص ۲ ۲ ، پانده

- F190x 3 -

- 47 00 : Calin " miles ...

و. تین تذکرے (بجع الالتخاب) : مرتبہ لثار احمد فاروق ، ص و ، ، مکتبہ بربان ، دیلی ۱۹۹۸ع -

١١٠ تذكرة شعرائ أردو : ص ٥٥ -٠ ١٠ سفيند مندى : ص ١٠ -برور الشآء وربري

۱۳- دیوان جهان دار : مرتبه ڈاکٹر وحید ٹریشی ، ص ۳۵ و ۳۱ ، مجلس ترق ادب ، لابور ١٩٦٦ - -

س، تلاکرة بندى : سه - ١٥٠ لين الاكرے : ص وء -

١٦٠ تذكره شعرائ أردو و ص ٥٦ -

١٤- دستور الفصاحت: احمد على خان يكتا ، مراتب استياز على عرشي ، ص ٢٠ ، مندوستان پريس ، رامپور ۱۹۳۳ -

۱۸- ۱۹- ۳- خوش معركم أزيا و سعادت خال ناصر ، مرتبه مشقق خواجه (جلد اول) ، ص وجم ، مجلس ترقى ادب ، لابور ١٩٤٠ ع -

و ٣- كليات حسرت : مرتب ڈاكٹر نور الحسن پاشمى ، ص ج ١ - ١٥ ، ادارہ قروغ أردو لكهنؤ ١٩٩٩ع -

٣ - كليات سودا : مرتب داكار شمس الدين صديقي (جند دوم) ، ص ١٣١ ، عبلس ترق ادب ، لابور ١٩٤٦ - -

و بد كليات حسرت : ص ١٩٤٠

م. و. كايات حسرت : مخطوط، انجمن ترقى أردو باكستان ، كراجي.

ہ ہـ اے کیٹالاگ اوف عربیک ، پرشین ابنڈ مندوستانی مینوسکریٹس ، - 5100= 200 : 004 - 007 00

 ۲۹- تاریخ ادب مندوستانی : کارسان دتاسی (نرجس و حواشی لیلیان سکستن) غطوطه ، ص ٢ ع ، مملوك، داكثر ابوالليث صديقي ، كرايي .

ے۔ مثنوی طوطی نامد : مرتبہ ڈاکٹر لور الحسن پائسمی ، مقدمہ حاشیہ ص ۽ ،

مكتبه كابان ، لكهنؤ ١٩٦١ع -٣٨- فيرست يخطوطات انجين ترتى أردو : مرتبه افسر صديقي امرويوي (جلد

اول) ، ص هم ، ، الجين ترق أردو باكستان ، كراچي ١٩٦٥ -

٣٩- جعفر على حسرت ـــ احوال و آثار : مشفق خواجد ، أردو نامد ، شاره . ي ، ص ١٥٠ ، گراچي ١٩٠٥ -

. ج. عقد ِ ثريا : غلام بمداني مصحفي ۽ ص جم ۽ البين ترق أردو ۽ اورنگ آباد - سمام

وجد لكات الشعرا : بهد تقي مير ، ص . ج ، ، لظامي لديس ، بدايول ٢ ۽ ١٩٣٩ - - - - الكات الشعرا : بهد تفرير لكات : الأم جاند بورى ، ص ١٩٣٠ ، عيلس ترق ادب ، الامور ١٩٩٩ ع -

یه. تذکرهٔ بندی : ص ۲۰ . ۱۳۰ مزارات اولیائے دیلی : بد عالم شاہ فریدی دہلوی ، ص ۱۳۸ ، (بار دوم)

جيد ارق ارس ، دال ١٩٣٦ه -

هم. تذكره شعرائ أردو : ص ٢١ . ٢٩ . تذكرة بندى : ص ٢١ . - - - الذكرة بندى : ص ٢١ . - - مزارات اوليائ ديل : ص ٢١ .

٣٩٠ چمنستان رحمت النُّمي ; مصنف واحد يار خان ؛ ص ج ـ - ، ؛ مثلع جاعت تجارت منظم اسلاميد ، ميرانه لسيئل ١٨٨٣ع -

وج. لكات الشعرا: ص مه ، . . . . عنزن لكات : ص ١٩٠ -

وم. تذکرهٔ بندی: ص ۳۱ -برجه طبقات الشعرا: تدرت الله شوق ، مرتبه نثار احمد فاروقی ، ص ۱۱۵

عبلی ترق ادب ، لاہور ۱۹۸۸ وع -صیہ این اوریشنل بایوگرافیکل 3کشنری : تھاسی ولیے بیل ، س ۱۹۶ ، ایڈیشن

71413

سرم. تلاکرة بندی : ص ۳۱ -۲۵- کار رضا : سید عبدالحمی : ص ۲۰۰۶ ، مطبع معارف : اعظم گڑھ . ۲۵۰۵ م ۲۵- دو تلاکرے : مرتبہ کابر الدین احمد ، تلاکرة عشتی ، (جلد اول) ؛

ص ۹۲ ؛ پشته ۱۹۵۹ع -رسید گلشن مخن : مردان علی خان مبتلا ، مرتبد بسعود حسن راتبوی ادبی ،

يرب هشتير سطن ۽ مردان على خان مبتار ۽ مرديد يسعود حسن رسوي اديم س ۾ء ۽ انجين ترق أردو (بند) ۽ عليگڙھ 1978ع -

۸ مید ایضاً : ص ۵۵ - به می تذکرهٔ بندی : ص ۱۹ - . ۵ - عمومه تفز : قدرت الله قاسم ، مرتبه عمود شرائی ، جلد اول ، ص ۱۱۸ ،

. هـ عهوهم نفر : نفرت الله قاسم : مرابع عمود شعراق : جند اول: اس ۱۹۱۸ : پنجاب بولیورشی ۱۹۳۳ : بهـ دیوان بیدار (نارسی و آردو) : مرتبد نمد حسن نموی صدیتی ، مطبوعه

دیوال پداو (۱۹رسی و اردو) : مرتبه غد حسین بموی صدیعی ، مطبوعه مدراس ۱۹۳۵ع - دیران بدار (اردو) ، مراتبه جلیل قدوائی ، مطبوعه چنموستانی اگیلمی ۱۹۳۵ع سے پیم نے استفادہ کیا ہے ۔ وہ۔ بیدار نے شاہ عبدالستارکی وفات پر ایک قطعہ ٹاریج لکھا ہے جس کے اس مصرع سے "داو حق گلشن فردوس مقام اعلی" سے ١١١٠ مرآمد ہوتے

بین - دیکھیے دیوان پیدار ، مرتب عد حسین عبوی صدیقی ، ص ، ۱ ،

مدراس ۱۹۳۵ع -

سه. تذكرة شعرائ أردو : ص ٣١ -٣٥- غزن لكات ؛ ص ١٩٤ -ه ۵- عبوعه ً لغز : ص ۱۱۸ -

چھ۔ ماہنامہ اُردوئے معلی ؛ ایلیٹر حسرت سوہانی ، جلد ، ، تمبر یہ ، ص پ،

- e19.8 ....

ره. لكات الشعرا: ص ١٩٦ -

٨٥٠ خوش معر كه ويبا : (جلد اول) ، ص ١٥٣ -ه هـ الكات الشعرا: ص ١٩٩٦ اور تذكره رفخته گويان : منح على كرديزى ، ص ١٠٦٠ ، انجن ترق أردو ، اورنگ آباد ١٠٦٠م .

٠ ٩٠٠ منزال (كات : عن ١٩١١ -و بد الذكرة علمائ بند : رحان على ، ص جه و ، مطبع الولكشور ، لكهنؤ (بار دوم)

- اعزن (کات : ص ۱۶۱ -مرد مرد تذكرة شعرائ أردو : من ١٧٢ -

ه ۹۰۰ دو تذکرے : (جلد دوم) ، ص ۱۳۸ -

٩٠٠ كازار ابراهم: مرتبه كام الدين احمد، ص ٩٠٠، (معاصر شاره ٢٠٠ و شاره ۲۸ ، ۲۹) ، دائرة ادب ، يشم جه وع -

عهد كلشن سعفن : مبتلا لكهنوى ، ص ١٩٢ .

٨٦٠ كلشن يند : مرزا على لطف ، ص ٨٩١ ، دار الاشاعت ، لايور ٢٠١٩ ، وب غطوط ديوان شاه قدرت الله قدرت ، قوم عجائب خالد كراجي ، راقم الحروف نے انجین ترق أردو پاکستان کراچی ، بوڈلین لائبریری اور توسی عجائب

خالد کراچی کے مطوطات سے استفادہ کیا ہے۔ مشفق خواجد نے جائزة منطوطات أردو (جلد اول) میں تومی عجائب عانے کے تعطوطے کا تفصیلی تعارف کرائے ہوئے لکھا ہے کہ ''تورق ور ب سے یہ مخطوطہ خود معن نے لکھا ہے" ، ص ۱۹۳ ، مرکزی اُردو بورڈ ، لاہور ۱۹۱۹ -

مهد فازار ايرابيم : ص ٢٩٩ -و ... تذکرهٔ مسرت افزا : امراله اله آبادي ، مرتبه قاضي عبدالودود ، ص ٢٣٠ ، طبوعد معاصر ، پائند ـ

وره سي- گلزار ابرايم : ص ٥٥٩ - سي- كلشن سخن : ص ١٩٢٠ -هر. عظوطات العين ترق أودو (علد اول) ، ص مره و ، مرتب السر صديق ، الجمن ترق اردو پاکستان همه و . -

ورو شاه لدرت الله قدرت و مشنق خواجد و ص س و و مطبوعه عمله تحقيق و پتجاب بونيورسي ، لامور ١٩٤٩ -

ريد تذكرة شمرائ أردو : ١٣٣ -

مے۔ الذّ كرة بندى : ص عدا - ور عبوده الفز (جلد دوم) ص عواج -. ٨٠ لكات الشعرا : ص ١٩٥ و غزن لكات : ص ١١٨ -

٨٠٠ تذكرة شعرائ أردو : ص ١٩٩ - ٨٠٠ تذكرة بندى : ص ٢٥١ -

جه. عسوعه لقز : (جلد دوم) ، ص عاج -AA- ايضاً: ص ٢١٨ - ٥٨- تذكرة بندى: ص ٢١١ -

٩٨- كلشن سخن : ص ١٥٩ - ١٨- كلشن بند : ص ١٥٨ -٨٨- عبوعه لفز : ص ٢١٨ - ١٩٥٠ لذكرة شعرائ أردو : ص ١٩٥٠ -

. به. عمدة منتخبه : قواب اعظم الدول. مير تهد خان بهادو سروو ، مرتب \$اكثر خواجه احدد قاروق ، ص ۱۸۱ ، شعبه اردو دیلی یولیورسی ۱۹۹۱ع -

وه. گاشن بيخار : تواب مصطنى شان شيفتد ، ص سرم ، مطيع تولكشور ، - F191. 34D

٩٩٠ عيار الشعرا (عَكسي) : ممنزوله انجمن ثرق أردو پاكستان ، كراچي ـ وو. عمدة متتخبد : ص ١٩٥٨ - ١٩٠٠ مجموعه الفز : ص ١٩١٨ -

هود همدة متعجب و ص ١١٥ - ١٩٩٠ لكات الشعرا و ص ١٧٩٠ -

يه. دو تذ كرم (تذكرة شورش) : جلد اول ، ص ١٨٣ -ره. تذكرة مسرت الزاع مرتبد قاضي عبدالودود ، ص و ي .

وه. گازار ابراهم : مرتبه كليم الدين احمد ، ص ج. ب -

. . . . ديوان حضور: مرتبه غتار الدين احمد ، ص م، ، ديلي عـــه ، ٤ .

۱۰۱۰ ۱۰۳ کزار ابرایم : ص ۱۱ ۰ ٣٠٠٠ ١٠٠ و ١٠٠٥ لذكرة بسرت الدا ، ص

ورود کلشن سخن و ستلا لکهنوی و ص رو د

عدود گلزار ابراویم و ص و و -

١٠٠٨ د ديوان حسرت عظيم آبادي : مرتبه ڏا کئر اسم سعيدي ۽ ملتمه ص ١٠٠٩ ترق أردو بورگ ، دېلي هه ۱۹ خ -٠

## 9

و. و- گلشن بند : مرزا علی لطف : ص ۱۹۱ -۱۱۰ - دو تذکرے (جلد اول) : ص ۱۱۰ -۱۱۱ - دیوانر حسرت عظیم آبادی : مرتبد فاکٹر اسا سعیدی ، دہلی ۱۹۵۸ -

## اصل اقتباسات (فارسی) ۱۰۰۰ تنزه کرد او دند ، ۳

					كإل دائ				149 0°
متحرق	الحال	گرفتد ،	سنكه	سرب	از رائے	ح سخن	ے اصلا	((مال	A41 00
							"_	است	

ابنا بر طنطته شاغری و معلومات ِ فن له داشت با سلطان الشعرا	AALO
م مقابله می خواست ـ''	1
الزخوبان روزگار است ، فهمر تيز و تند دارد و از حندے تقم	A11 0

,, -		يسر "برد ـ"	لباس کردہ باستفنائے ممام	
پیپند گیروی بر	يعنى	آرات دارد	''خود را به لباس درویشی	4

سرائح می بندد .	
"اکثر در صحبتها بافتیر بگرمی بیش می آید ـ"	9-14
** called all bit	

	"ابا فقير آشناست ـ"	1.10
فروز است ۔''	''از چندے در اکبر آباد روئق ا	9.7 6

''بیدار از روسائے دیلی است ۔''	1.70
البر احوال فقعر شفقتها كند ـ "	1.40

"ابنده وے را یک بار در مشاعره به لکھنؤ دیده ام ."	1.10
Warren Billion and Tale 16 of Tale 16 19	4 4 10

''حسب ِ القاق به عظیم آباد تشریف آوردند ۔''	1.10
''الحال ک. سال یک پزار و یک صد و نود و شش باشد به امداد	9.9 0

اکابر آن دیار بسر میبرد ." ۱۱ و بندے دل از جہان فانی برگندہ بسرائے جاودانی رحل اللبت الکند ."

. ۹۲ ''ریخته بطرز می کوید ـ''

## چند اور شعرا

دئی کے اجڑنے اور اس کی سرکزیت کے ختم ہونے سے ، دلی کے فنون ، اہل ِ مَن کی ہجرت کے ۔انھ ، برعظیم کے مختلف صوبائی مراکز میں تیزی سے پھیئے لگے اور ایک طویل عرصے تک دلی کی روایت اور اس کے ڈیان و بیان ان نئے مراکز پر چھائے رہے ۔ عشق اٹھی شعرا میں سے ایک ہیں جو دلی سے ہجرت کرکے مہد آباد گئے اور وہاں سے عظیم آباد آ کر منم ہوگئے ۔ عین وكن الدين عشق ا (١١٢٥ - ١١٢٥ - ١٥/٥ - ١٤٢٥ - ١٤٨٩) ، جو مرزا گهسیا" کے نام سے مشہور تھے ، شیخ بد کریم فاروق کے بیٹے ، شاہ فرباد ابوالعلائي تتشبندي ديلوي كے لواسے" اور اپنے وقت كے برگزيد، ضوق اور سروف شاعر تھے ۔ شاہجہان آباد میں بیدا ہوئے ، وہیں پلے بڑھے اور تعلیم و اربیت حاصل کی ، الدر شاہ کے حطوں کے بعد جب احمد شاہ ابدالی کے حمار شروع ہوئے اور مرہٹوں کی بورش اور جاٹوں کی لوٹ مار نے اہل دہلی پر زندگی تنگ کر دی تو رکن الدین عشق بھی عالم جوانی میں دلی سے مرشد آباد آ گئر اور غواجه عد خان كي قوج مين كه لواب قاسم على خان عالى جاه كا رساله دار تها ، ملازم ہو گئے اور ہزار سواروں کا منصب بابا ۔ یہ زمالہ ایس کا چین آرام سے گزرا . خواجه عد خال ان کا بہت خیال کرنے سے . جب عمر چالیس کے قریب بوئی تو دئیا سے جی اچاف بوگیا اور درویشی ، جو ان کے عائدان کی تدیم روایت تھی ، اغتیار کرلی ۔ ملازمت جھوڑ کر بنگالہ سے دیار مغرب، جانے کے لیے عظیم آباد چنچے اور لباس درویشی پہنے کر چیں ٹھیر گئے ^ عظیم آباد میں حضرت غدوم منعم پاک کی صعبت سے ، جو عشق کے ۱۱۱ شاء فریاد کے صعبت بالتہ تھے ، فیض اٹھایا اور بھر ان کی اجازت سے حضرت بربان الدین خدا نما کی عدست میں خالص پور (مضافات لکھنؤ) جنور اور ان کے ہاتھ پر بعت کی ـ عظم آباد واپس آ کر غدوم منعم پاک کی خدمت میں حاضر رہے اور جب کامل ہو گئے تو مسند علاقت پر بیٹھے ۔ سلسلہ ابوالملائیہ فریادیہ جاری کیا اور عام

پشن کیات میں نکیدا مثن کی براہ قالی ہے ساملہ میں قلیمید سلطر کی وہر مؤلوبا اسر معلیہ و خواصد میروی کما اسرائیس میں انجیاب مجرائی ہے۔ اور مؤلوبا اسر معلیہ و خواصد میروی کما اسرائیس میں انجیاب مجرائی ہے۔ میروی خواص اس با بی فری مؤلو سکی کے خلال میں دوانا کو المائین مثنی اواقت ہے میں کرایا اور ایے دروں اور لوار میں آئیات کرتے میں ان کا میں کی حرب مثل کو حد ایروی میں ان کی خواص کے اس کے اعلان کے انجیاب کی میں اندر کا باتیا کی اسرائی معلی کر اس مسلم کر ایروی میں ان کی خواص کے بعد کے جائے الائل میں مسلم کر کے باتیا ہے۔ سرچین واقع بانی مائی کی اسرائی معلی کر اس مسلم کر کے

غور و واویلا کاد الدر جهانی چون ابل آمد سر بالین مشق گفته ندری سال تازیخ وفسات "بادی ما عام رکن الدین مشق" تکها شفق کے آئی حجرے میں ، جهان عشق زبانت و عادت میں مصروف رہتے تھی ، ملفون ہوئے

زان الدین مثل ایر زباط کار گرفته میل اتمارت جاسح اگل امر دریش به بطال ۱۱ شی . محضوی کی کنید مداد ان کم باط طاد روش تھی۔ ایرایم عال مثلی نے کاکم نے کہ استخدی کے بعور میں دویشن میں بھی دادیاتی کرنے ہیں آباد علق نے الدین مشہور کے بعور میں دوست ، دوسته ، جاسم بازات کا کہا ہے اور میں ان ان کا برائے میں ماہد بار ان کی دوسته ، جاسم بواجہ ، دور دائیں کہ آزی میں ہے اس میں کیا ہے ، دور ان کا والے بار ان میں جس کا المبار خور دائیں کے ایک میں ہے اس میں کیا ہے ،

عود عشق نے بڑی عبت سے اس شعر میں اب ہے : کیا یاس پھروں عشق لیے شعر کو اپنے

سودا جو الرا تها سو دور که ی ب لیکن ان کی شاعری کے مزاج پر سب سے زیادہ اثر خواجہ میر دود کا ہے :

اے عشق اس نزل کے تئیں کہم بطرز درد جو اس کے قانمے کے تئیت کو بدل سکے میر کی آواز بھی ، جن کی شاعری اس دور کی روح کی آواز کھی ، عشق کی آواز

میں بھا ہوا ہیں ، ہیں کا سرای میں سرای رہے کی خوا میں ، سبی کی خوا اور ابدیا جی شامل ہے ۔ معمد انگریٹ کا اسلامی کی میں میں انگریٹ کا مقالی

عشتی سے ایک ضخبر کلیات یادگار ہے جو مرتشب و شائع ہو چکا ہے۔ اور

یں میں بہرہ فارنامہ 'تین سوبال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رئی خانین سزار ، مثانی الدر اور سروری خانین سزار ، مثانی الدر اور سروری خانین کی کا وجود میں کے در سموے میں کے در سموے میں استخدال میں استخدال میں استخدال میں استخدال کی در اور وزیادات ، میں سامت مالیں میں استخدال میں کہا ہے جدید کے در اور وزیادات ، میں سامت میں مثانی میں استخدال میں کہا تھا کہ استخدال میں سامت کی سامت کر

بھی کیا ہے اور جایا ہے کہ یہ موجود ہیں ۔" ا

 $m_i$  or,  $m_i$  and j less j due of  $m_i$  and j and  $m_i$  a

ی دو این کے اپن انتقار بی چار سے چار صورت بد سامنے این کے : جستجو میں مری اند حیران ہو مثل عنقا میں گھر نہیں راکھتا

> اس کا آئینے ہودہ ہزار حسالسم ہے دوانے کیا کہوں تجہ سے کہاں کہاں دیکھا وہ دل جر بوملی کو بتاتا تھا دوس عشق شرح محاب عشق سے نساجسار ہوگیسا

کہنے کو ادھر اُدھر گئے ہم تھے ٹیری طرف جدھر گئے ہم بدت ہے ہی اپنی جستجو میں ہیں۔ آپ ہے اس قدر گئے ہم

مبرقی جوی مدم میں بوزل ایستی کرد دوگا انہ گیا آکہ نفی ہے دریا حماب میں علیجگی بیٹ ہے بعدوں کی وراد بین اپرے صوالے قم ہے طالب آگر آگوہ نہیں چرک یہ آزاد ہے آک کا کچھہ آؤوں چرک یہ آزاد ہے آکہ کا کچھہ آزود اسہ ہو شکت علم کی میر او کی آئی ہم نے مشنی نیک تیک کے آئے بھونے بین و گائی رہے ہے مکمی آئی میں نفر آئی رہے ہے مکمی آئی میں نفر آئی انہے ہے مکمی آئی میں نفر آئی انہے ہے مکمی آئی دور تو بات ہے کہانا نامور نم اسٹید انہ ہو تو براب ہم کہان رہے

روبال تجارت بابقی آخراہ میں فرد کے اتحار ہے عاباتہ کیجی تو دور کے بان روبال تجارت بابقی کابلات اور تالی واردات کے اظہار بین ایک امیر افزار اس میں میں کہ جو آفرد مامیری بین ایس عائز کرتے ہے ، دور انتی کمیٹ اور کمیٹ کے جو اسالات میں امیر اور اداماتا کی عضوری لنست و ترکیب کے ساتھ بانسے بین میں دور کے انتیاب کے فرور یہ یکی بورات کی میں میں موانا دور کی برجائے میں دور کے انتیاب کے فروری کیکی بورٹ میں میں میں میں میں مارچہ نے بورٹ بورٹ کر کی جو امیر کرگر گرگر کے سر کے میں کابی میں میں میں میں مارچہ نے بورٹ بورٹ کر دور کی کم حشن کی مادری کا کم رکزی تابید میں مارچہ نے والی کو دور کا کم حضن کی مادری کا کم رکزی تابید میں کہ ہے لکاری اس میں میں میں میں میں میں میں میں کہ

> تأثیر له ہو قول میں کس طور سے میرے کم جس کو اثر کھتے ہو میں اس کا بیان ہوں اگر الفاظ و منی میں سخن کو خوش نما لکلے قبول دل له ہووے جو له الداز و ادا لکلے

## تنزیر صاف گرنے پر مونوف گیا ہے عشق وہ چیز اور ہے کہ اثر ہو زبان میں

عشق کی شاعری کے سلسلے میں یہ رائے اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم درد یا مبرکی شاعری کے ساتھ ان کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ لیکن اگر درد و میں کو نظر انداز کر دیا جائے ٹو وہ پسیں اپنے دوسرے معاصرین کے ساتھ ایک تابل ذکر شاعر نظر آنے ہیں جن کے ہاں اس دور کی شعری روایت کے مطابق عشقیہ و الحلاق موضوعات بھی ہیں ، معرفت و سلوک بھی ہے ، شاعرائد سلیقہ بھی ہے اور زبان و بیان پر قدرت بھی اٹھیں حاصل ہے۔ عشق کی شاعری نے عظم آباد و بنگالہ کے شعرا کو شائر کیا ہے اور روایت تصوف کو اس طور پر قائم کیا ہے کہ آلندہ دور میں راسخ عظیم آبادی اسی روایت سے اپنی شاعری کا چراغ روشن کرتے ہیں ۔ عشق ان چند شعرا میں سے ایک ہیں جو اُردو شاعری کی روالت کی بنیادوں کو اس وسیع و عریض علاتے میں مستحکم کرتے ہیں۔ عشق دہلوی رلگ سخن کے مطابق ، عام بول چال کی ژبان میں شاعری کرتے ہیں جو سادہ ، رواں ، فصبح اور ثنل و اشکال سے پاک ہے ۔ تعقید لفظی بھی ان کے ہاں اسی لیے کم ہے۔ ان کی شاعری میں ایک ہلکا سا لمبجد موجود ہے جس کی لے میں ہلکی سی دردمندی ، پلکا سا حزن و غم اور بلکے بلکے سے جذبات بھی شامل ہیں ۔ ہم عشق کے شعر اور ما کر بے مزہ نہیں ہوئے لیکن یہ مزہ اور یہ لطف اس درجر کا نہیں ہے جو ہمیں درد یا میر کے ہاں ملتا ہے۔ سید سلیان ندوی نے کہا تھا گ اصوفیالہ مضامین کی آمد وہی ہے جو درد میں ہے مگر درد کا مختصر سا بیان عم یمنی ان کا دو جزو کا مختصر دیوان عشق کے پہاس جزو کی شرح الم یمنی ان کے کلیات کے ساتھ سندر اور اطرے کی اسبت رکھتا ہے۔ 141 آپ عشق کے یہ چند منتخب شعر پڑھیے تو آپ ان سے لطف الدوز تو ضرور ہوں گے لیکن ان میں لطف و اثر کی وہ کیفیت نہیں ملے گی جو عظیم شاعری کا جوار ہے اور جو پسیں درد و میر کے ہاں محسوس ہوتی ہے :

خداولدا اسے آبداد رحمینا جب ہوگیا وہ سامنے سابہ سا ڈھل گیا شاہد کوسہ وہ اپنے گھر تہ ہوگا بجھ سے گیا بوجھتا ہے گیا دیکھا ان کی زائبر ست ہسلائیے گا ہیا ہے دل میں آ وہ خانہ ویران دیکھا نہ آفتاب کمبھی تیرے روارو قسریساد سنی لسسہ عشق کی رات اپنی آنکھوں سے پوچھ اے خوش چشم حشر بسریسا کربریں گے دیسوانے ہر اک کی بیروی کو نہ کر دل قبول تو دنیا میں عشق قسافلہ سالار ہو گیا

یہ چند اشعار اور پڑھے :

عمر گزری ہے یہ ستے ہیں کہ آپ آلے ہیں ستا ہے کہ وہ آج آٹ کو ہے۔ غداجاتے ہے کہ افواہ ہے مرتے مرتے کی امہ انجسائل اے شہر وضعل غمریہ اور آئ معینہ گلے آگے اس طرح اپنی کہ جیسے ملے انتشا افضا ہے جس دور کے دلاج میں مرتے ہیں یہ طبیع

جس مرد عدج میں مرح دیں یہ صیب ہے عش کے ساو گول آزار اور بھی کیا شکایت گوور ِ زمانے سے کے کسی آن دل کے جانے سے کیا تائدہ جو اس سے سلالات ہی تہ ہو بالفرض مشال خضر اگرے عمر جا ہیں۔

عشق نے مشوباں بھی لکھی ہیں لیکن ان کی مشوبوں میں وہ ربط اور

جوش بیان نہیں ہے جو طویل نشم میں ہونا چاہیے ۔ مثنوی 'حکایت سنار' میں ایک مافوق الفطرت واقعے کو حضرت علی اخ سے منسوب کرکے بیان کیا ہے ۔ المثنوى عارفاله' میں ، جو ایک طویل مثنوی ہے ، عشق نے اپنے سلسلہ کمون کے حوالے سے عام فالدے کے لیے اپنے نقطہ الفرک وضاحت کی ہے۔ اس متنوی میں وہ شاعرالہ بیان بھی نہیں ہے جو مثنوی کو داچسپ و جاذب ٹوجہ بناتا ہے ۔ یہ وہ موضوع تھا جسے نثر میں زیادہ ببتر طور پر بیان کیا جا سکتا تھا۔ ان مثنوبوں میں عشق کے بان فنی لاہرواہی کا احساس ہوتا ہے۔عشق کا اسال ناسد دلچسپ ہے لیکن اس میں وہ والعالد کیفیت نہیں ہے جو دردمند کے اساتی نامد، میں ملتی ہے ۔ 'سوز وگداز' واسوخت ہے اور واسوخت کی روایت کے مطابق اس میں عشن کی سوختگی موجود ہے ۔ رہاعیات میں حمد ، امت ، سنتبت اور اخلاق و صوفیانہ موضوعات کو بیان کیا ہے ۔ مثنویوں اور دیگر اصناف سخن میں عشق اس مطع ير نيس آتے جس يو وہ بعين غزل مين دكھائل دينے ييں - غزل مي ان كا اصل میدان ہے جہاں وہ اس دور کے اُن شعرا میں متاز ہیں جنھوں نے تصوف آمیز غزل کی روایت کو بیار و بنگاند میں پھیلایا اور مقبول بنایا ۔ مرزا بھچو بیک ندوی عشق کے شاگردوں میں سب سے تمایاں ہیں ۔ مرزا بد على قدوى١٨ (م ١٣١٠/٩١٠ - ١٤١٥ع) جو عرف عام مين مرزا

بهجود 1 کا لم ہے موسوم تمیے ، شاہیجیان آباد کے واپنے والے قیے بان بین پیدا ویک ، بین امیر غرائے اور جب افغال کے سطون کے دایل کی سالت افغر کردی تو وہ بیمی اپنے اسامہ دیسک کی طرح ترکن ویک انکوکے کا فوجی امیر کے کا فوجی مان میں اکتبار و اپنی آباد جلے گئے اور وابان سے عظیم آباد ۲۰ آکر رکن افغین عشق کے شاگرد

یس اللہ چنے سے اور وہاں ہے شہم اللہ ۱۳۰ دو رفن اللہ اللہ تعلق کے کا فرد پوگٹے ۲۱ جس کا اعتراف فدوی نے اپنے دیوان میں بار بار کیا ہے : شہر ورق کل یسم کسر وقت فسادوی تیرے پر شعر میں ہے لکھتر عشق اس کو کچھ اور مند سمجھنا تو ہے سراسر ید فیطور حضون عشق ۲۲

فدوی کے اکثر اشعار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ رکن الدین عشق کے نہ صرف شاکرہ باند مرید بھی تھے ۔ شاکل بدشمر دیکھیے : مرشد مرے ارشاد ہو ، گاوچه کے بھی صاحب مرے ارشاد ہو ، گاوچہ بھو کو بھی

ت۔ اپنے ایک شعر میں اپنے وطن کی طرف یوں اشارہ گیا ہے : رشک ِ فردوس ہے دیلی قدوی گاڑیو بچھ کو وطن میں میرے

خالی نہ پھروں رونے سے یا حضرت عشق فیتاش ہو استساد ہو ، کچھ مجھ کو بھی

هری با ارس و مرسی ہے واقع آن فیل موسیقی ہے بھی ماست کرتھ ہے۔ آب ہے ہیں۔ ماست کرتھ ہے۔ آب ہے ہیں۔ ماست کرتھ ہے۔ آب ہے ہیں۔ امیر میں کہ بھر بہت کر ان ہے کہ اس میں میں میں ہے۔ بہت بھر ان اس کے ان میں اس کے اس کی اس کے اس کر اس کرتے ہیں کہ اس کرتے کی اس کرتے ہیں کہ اس کرتے کی اس کرتے کی اس کرتے کی در اس کرتے کی اس کرتے کی در اس کرت

پرکار کی روش ہے سرگشنگی میں قدوی ہے ایک پائوں باپر یاں ایک پائوں گھر میں وحشت ہے جیسی ، دے مجھے مقدور بھی غدا ہو صبح روم میں تو گوون شام شام میں

علم آباد میں نسوی سبزایہ گیان شکھ طائق (۱۹۰۵ – ۱۹۰۹ ۱۱ مده م – مورش نمج اور کا در ایک در کار کا در ایک در

I(x) 3 M (1) for ode, I(x) 2. (12% a.c. I(x) 4. (12% b.c. I(x) 4. (12% b.c.

سنتم آلادی کی شون " محتور مشق" می اینکه طول تعد، آلداد الاول کی است الاداد بین کے متحد بدلا بھری کے است الاداد بین کے متحد بدل بھری کے متحد بدل بھری ہوئی کہ متحد بدل کے متحد کے

مرزا بد علی قدوی سے ایک دبوان بادگار ہے جو ''کلیات ِ فدوی'' کے نام ے مراتب و شائع ہو چکا ہے ۔ ٣٣ یہ کلیات ٨٧٥ غزلیات ، ١١٩ متفرق اشعار ، ۳۲۸ زباعیات ، به مخمسات ، و واسوخت ، به ترجیع بند ، و ترکیب بند ، بر مقطمات پر مشتمل ہے ۔ فدوی نے اپنا پہلا دیوان ضائع کر دیا تھاہ اور موجودہ دیوان دوسرا دبوان ہے ۔ فدوی نے اپنے دبوان کا آیک انتخاب ابراہم خاں خلیل کو ابھی اہمجا ٹھا جس کا انتخاب تذکرہ گلزار ابراہم میں شامل ہے ۔٣٦ میر حسن چلے تذکرہ لگار ہیں جنہوں نے مرزا فدوی کو اپنے تذکرے میں شامل کیا ہے۔ لدوی ایک نادر الکلام اور اُہر گو شاعر تھے اور شاعری کی وہی روایت لے کو عظیم آباد پہنچے تھے جو ''رد عمل کی تعریک'' کے زیر اثر دلی میں متبول تھی اور جس کی ایک صورت شاہ حانم کی شاعری میں اور دوسری صورتیں میر ، درد ، سودا کے کلام میں ملتی ہیں ۔ فدوی میر حسن کے ہم عمر اور اس نسل سے تعلق رکھتے تھے جس نے میر ، سودا و درد کے دور پننگی میں اپنی شاعری کا آغاز کیا تھا ۔ اسی لیے ، میر حسن کی طرح ، فدوی کے کلام میں بھی کم و بیش وہ کمام رجعانات لظر آتے ہیں جو حاتم ، میر ، سودا اور درد کی شاعری کا طرة المتياز تھے اور يد وہ اثرات تھے جن سے بچ كر اس دور كا كوئ فيا شاعر حدود شاعری میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ میر حسن کی طرح فدوی نے بھی غزل میں اپنے دور کے مختف رنگ اور اثرات کو قبول آو کیا لیکن کوئی ایسی الفراديت پيدا أنه كر سكے جسے ہم دود ، مير باسودا كى طرح قدوى سے غموص کر سکیں ۔ ان کے کلام میں شاہ حائم ، سیر ، دود اور سودا وغیرہ کے رنگ و لهجه کے اشعار او ضرور ملتے ہیں لیکن ان اشعار میں بھی وہ ان شعرا سے آگے نہیں بڑھتے اور بوں مسوس ہوتا ہے کہ ندوی کی شاعری کے آئینر پر ان شاعروں ح رتکون کا حکی پڑ رہا ہے۔ ان کی خال میں دوستھی ابھی طقی ہے ، انسوات لیکن ہوسب کچھ پردی کی کرتے ہے آیا ہے۔ اس دور میں ندویو دہے لیکن ہوسب کچھ پردی کی کرتے ہے آیا ہے۔ اس دور میں ندوی کی ہیں بہت ہے کہ دو اپنے دور کے طرح صرا کی دوابات شامری کی بودی سے ان کے رتک میں کو اپنے دور کی طرح میں میں میٹول جائے کا کام کرتے بین ۔ فدوی کے ایک شعر میں ابنی تاسل کی کو اعظر میدوستاکیا ہے :

عطر عبوء ہے ہو شعر میں اس کے فدوی طرز محس کی نین فدوی مرے دیوان کے بیج

العلم بعدد الله مسلم كو كل في من من كل تسمية مطورات إليه بطوله الإنسان المسلم كو كل قد من خوشيان إليا في في طول الآخر الله من المسلم على خوشيان إليا كل في طول من أخليه كو يها اللي قد من من المسلم كل مورد و بديا الترقيق في الله من الله الله من الله الله من الله الله من الله من الله الله من الله من الله الله من الله من الله من الله من الله من الله الله من الله الله من الله الله من الله الله الله الله الله

فدوی مریغور هشق کو گیا ہوچھتا ہے تو مند دیکھنے سے بسار کے چیرہ بحسال ہے مکمت ہے میں طیع مکدر کو جام ہے باق بٹھا ہی دبوے ہے آخر غیسارکو

جب رونے یہ اپنے آئیں کے ہم اے ابر تجھے رلالیں کے ہم جان کہیے تو بھا ہے تجھے اے بردہ نشیں

محوق صورت نین صورت کے نظر آنے کی کرای زمین کے اور مزار میرا ہے غیار خاطر کردوس خیار میرا ہے کئی ہے ناز سے نظیہ کس سے بد ادائی میں بدن یہ شوخی سے مسکی ہوئی ہے چولی آج

چند شعر دیکھیے: ایسے محمود دہرے سے بے باری ۔ ور سخن میں ہے جس کے آند داری اینی اس عمر کے البسام کو مت رو قدوی

اتنی گزری بے جہاں یہ اپنی گزر جائے گ کیا یاد ہم گزری کے سلافات وات کی آیا بھرا چار انہ وہ بیٹھا انہ بات کی

(باں زد ہے انسانہ اورون کا جسے باری بھی چندے کہائی وہے گ جو دیکھتا ہے مجھ کو مند دیکھتا ہے تیرا

خالد خراب میرے اس رنگ ژرد کا ہو جاتا گھیاں ہے جا رہا ہوں بھول کو کہیں اشفتک ہے باؤرے گئیں ہے نظر گھیںے گئے گئے ہی کئی رات انھیں ناووں کو پھر ہوئی صح لاے کوچے کے آواروں کو گئی سے کونٹ لوی نے قرار گزرے ہے کہ جس کی آہ کابحے کے پسار گزرے ہے ندوی کو تیرے یار بنائے کوئی کہاں ومشی کا کیا مکان کبھی ہے کبھی نمیں

وحشی کا کیا مکان گبھی ہے گبھی نہیں نہیے روئے دیکھا ہے فدوی کہیں صبا ٹینڈی یوںے سائس بھرتی نہیں

اچھے ہو مری جان خسدا کام لہ ڈائے مصرعہ عاشالہ بیس ہم بھی یادگار زمانہ بیس ہم بھی ہوا کس لیے رنگ تغییر اے گل ترے کان میںکیا صبالے کہا ہے

س لیے رنگ تمیر اے گل ترے کانمین کیا مبائے کیا ہے۔ ظہور پستی، موہوم کیا بنائیں ہم اند بد حباب سے زیادہ اند یہ سراب سے کم

ان التعارك مطالع ہے وہ عنصا اثرات سامنے اجائے ہیں جن ہے ندوی کی غزل عبارت ہے۔ ندوی اپنے دور کے دیلوی رانگ سغن کے پیرو ہیں اور اپنی بازی اگے پر اس موجود ورانت کی پیروی کرتے اسے بڑھائے، پھیلانے میں اور بین کام کرتے کارنئے کی جوہول میں جا کرتے ہیں۔ غلام علی راسخ اتھی مرزا ندوی عمال کم عارکز شاکرد ہیں۔ شيخ علام على واسح (١١٤٠ - ١١٢٨ه أب عدد ١١٤٠ - ١١٤٥٩ - ١١٤٥٩) شیخ ﷺ فیض کے بیٹے ۳۰ اور اسی دہلوی روایت کے شاعر ہیں ۔ بزرگوں کا وطن دہلی تھا ۔ ۲۸ راسخ کے دادا دہلی سے عللیم آباد آ کر جیں آباد ہو گئے تھے ۔ ۳۹ راسخ عظم آباد میں پیدا ہوئے ۔ " یہیں تعلم و تربیت ہوئی اور یہیں ذوق شاعری بروان چڑھا۔ شاد عظیم آبادی نے راسخ کا سال ولادت ۱۱۹۳ لکھا ہے۔ اسم قاضی عبدالودود نے لکھا ہے کہ ریاض الافکار (عطوطہ عدا بخش لائبر بری پئنہ) میں عبرتی عظم آبادی نے وفات کے وقت راسخ کی عمر ساٹھ سال بتائی ہے ۔ ۳۳ راسخ کی وفات مجموره میں ہوئی ۔ اس حماب سے ان کا سال ولادت مجمور \_ . ٦ = ١ ١ ١ متعين موتا ب ليكن أمرالة الد أبادى ٣٣ ن لكها ب كد ١١٩٢هـ میں جب راسخ سے ان کی سلاقات ہوئی تو وہ نوجوان ٹھے اور ابھی گجه بنے نبين تھے۔ اگر ١١٤٨ مال ولادت تسليم كر ليا جائے تو ١١٩٢ ميں راسخ کی عمر ۱۳ سال ہوتی ہے جو لؤگون کی عمر تو ہے لیکن الوجوانی کی نہیں۔ اگر ۱۹۹۳ه میں لوجوان راسخ کی عمر ۲۰ سال قیاس کی جائے تو ان کا سال ولادت ماداء متعین ہوتا ہے ۔ قاضی عبدالودود نے بھی ۱۱۷۱ھ متعین کیا ہے ۔ ۳۳ اس طرح وفات کے وقت راسخ کی عمر ۱۲۷۸هـ ، ۱۱۵ مدم ۱۸ مال ہوتی ہے -راسخ کی قبر محلہ لودی کثارہ پٹنہ میں بتائی جاتی ہے ۔٣٥

واسخ مرزا بجد علی قدوی کے شاگرد ٹھے ۔ ۳٪ مطبوعہ کابات واسخ کے گئی شعر میں قدوی کی شاگردی کا حوالہ نجیں ماتا ایکن گئیب خالہ ششرقیہ پشد میں رامنح کے باته کا انکہا ہوا جو دیوان میں اس کے اس شعر ہے ، جو گئی اور لسنخے جن تجن ہے ، قدوی کا لندڈ ثابت ہوتا ہے :

ف۔ یاس آروی راسخ کے عاکرد تھے ۔ ان کے مطبوعہ دیوان میں یہ تطعہ الزيخ ا وقات مانا ہے :

به جنت رفت از دنیا جو راسخ به فن شعر ملجا و ملاذم نمسودم فکر تسازیخ وفاتش دلیرمن گفت "به به اوستاذم" محسودم فکر تسازیخ وفاتش

اسی دیوان کے ص . وو کے حاشیے پر یہ عبارت بھی ماتی ہے ''رملت اوسناڈی شیخ محافر علی استخاص یہ راستے پروز دوشتید بستم جادی الاول سنہ 'مان و لالائیت و مائٹینے و اللہ از بجرت علی صاحبا اللہ اللہ صائدۃ و سلام واقع تمدہ ''

شاگرد ہیں کے مغبرت قدوی کے بے شار واسخ ہوں ایک میں بھی ولے کس شار میں 20

یمش ایل علم کا خیال ہے کہ راسخ شاہ اور الحق تباق بھلواری کے شاگرد تھے لیکن تبان سے راسنے کی شاگردی ثابت نہیں ہوتی ۔ ٣٨ مرزا بد رابع سودا سے راست کی شاگردی کا اقسالہ بد حسین آزاد کے قبن کی اعتراع ہے ۔ اسط،" مکتوبد راسنے کے ایک شعرا" سے خود اس امرکی تردید ہو جاتی ہے :

راسخ ب ابنی طبع حو سودا سے احتراز

شاکرد میر ہوں عممے سودا سے کیا غرض

راسخ نے غالباً فدوی کی وفات کے بعد \* ۵ ، میر کی شاگردی اعتبار کی اور اس پر اتنا عفر کیا کہ اپنی غزلوں کے کم از کم یو شعروں میں میر کا ذکر کیا ہے جن میں سے ٹین 14 ایدا ا

راسخ کو ہے میر سے اللہ نہ ایش ہے ان کی تربیت کا شاکرد بی ہم میر سے اوستاد کے راسخ

اوستادور کا اوستاد ہے اوستاد ہارا

کروں کیوں کو لہ میں راسخ سبابات کد ہیں اوستاد میرے حضرت میر متعدد ہم طرح اور دوسری غزلوں میں باریا حوالہ میر سے اس بات کو تلویت بہتھتی ہے کہ شاگردی کا یہ سلسلہ طویل عرصے تک قائم رہا ۔ .

راسخ عظیم آبادی لیک دل اور خوش سیرت انسان لیم . فتر و درویشی ان کا مسلک تھا اور فنے شریف (شاعری) ان کی زندگی کی واحد دلیمسی تھی :

بهز قت شریف شعر راسخ نمین مرغوب گوٹی فن بارا وہ ایک طرف طبیعت رسا رکھتے تھے اور دوسری طرف اس فن پر شوق سے منت اکرتے تھے - 11 وقت فکر میں جب ان کی عمر + + سال تھی وہ ہر وقت فکر شعر میں ستفرق رہتے تھے اور اسی وجہ سے لاغر اور دیلے ہو گئے تھے ۔ا 6 جسانی لاغری

كى طرف خود اينے اشعار ميں بھى اشارے كيے يى : حیرانی ہے راسخ سے اوالہا ہمار محبت

تنكا ما تو ي لك يباؤ اون ن الهابا اتوال سا ہوں جلا بھی دے لے موز عشق بھولک دینا گیا ہے مشکل ایک برگ کام کا

داوهی معاش میں کاکت ، بنارس اور اکھنؤ کا سفر بھی کیا ، قصائد بھی لکھر لیکن ساری عمر تنگ دستی و مفلسی میں گزر کئی : ہم منت کشورے کے دن انہ بھرے گر وسلے کو اقلسان بن رہا یہ برخ عمری سہر خستہ تی ہے جوں قطر اندا پنا وطن نے وطنی ہے وہائی الاکھار بین بیر وزیر علی میزیانا کے ایک شط درج کیا ہے جس میں واضح کے النی پرشش السان کہا کا کاکار ساتا ہے ۔ راضح کے اس السان السان ہے یہ اللہ میں ماشنے آن ہے کہ دراضح نے صر بھر کھیں ملازست نہیں گی :

حسن والوں ہی کا راسخ رہا بھر عسر غلام

اساد اسام الرح وہ بنے محسب میشت کمیں جاگز اد ہوا اساد اسام الرح واست کے ہم مصر خواہد بند اند شیرت کے حوالے سے اتکا ہے گاہ ''مشفرت واست مرموع کینر طبعت اور تنز دوست ادبی تھے۔ اکثر فائد بائر کے لکتے اور افراد کراچنے تھے ۔ . . . ابان دولت سے کام ملتے تھے۔ معبت تقراب میں میشن وینے تھے۔ ''''84 عزد واسع نے تھی ابنی دووشنی و تقیری کا ڈکڑ

باز باز محیا ہے : کلپر اس واسطسے زاستے ہوئے ہم سمجنین تا لوگ ہم محو شاہ صاحب

امیران جہاں سے قطع آمیرش کرو راسخ قیروں سے ملو صاحب اگر شوق قیری ہے

قبیخ محلام ملی راسنے عظم آباد میں دہلوی روایت کے ایک ممتاز شاھر بین جنے کے کلام میں شاہ حاتم ، میر ، سودا اور دود سب کے راک و اثرات مثل روی اور این وجہ سے اور دو مو سال کی گور کہ الاورون کے سمیداً مقابری کا براکو کی میں اسال ہوا کہ ان کا کابار وجہ رہے ہیں میں معلیٰ پائیراً الدائر دی گور یا ہے۔ واسع کے سلطے میں ایک دائیس بات برے کہ دو بائیراً الدائر دی گور یا ہے۔ واسع کے سلطے میں ایک دائیس بات برے ہی کہ دو ماگر د مو برے کے بین ایکن ان کی مشعوری کی طرح ، جیئیہ و اسلس سے ایادہ مشمر آلوئی برا دور ہے ، مام میں اس کی دیات کی بائیر کہ جی میں کہ اس سے ایک د میں کہا گور کہ کے بائی مو کاری کی طوح کے بیات کا اس کے بائیر کے اس کے دور کے گور کہ دور مید بدتر آئی مو دور کی طبح الاست کا اگر کیا ہے۔ وہد کر کام کے اس کے دور کی کو ایک میں کے دیات میں میں اسال کی بائیر کے بائیر کہا ہے۔ وہد کی کو رکھ گورہ کی دور کہ گورہ کے دور کہ گورہ کی دور کہ گورہ کی دور کہ گورہ کی دور کہ گورہ کی دور کہ گورہ کے دور کہ گورہ کی دور کہ گورہ کے دور کہ گورہ کی دور کہ کو دیر میسے حدر میں کہ بائے دائر اور اور دیر میسے حدر میں کہ بائے دائر اور اور دیا کہ میں میں میں کاری کرنے کہ میں میں میں کاری کرنے کہ میں میں دور میسے حدر میں کہ بائے دائر اور اور دیر میسے حدر میں کہ بائے دائر اور اور دیا کہ میں میں میں میں کرنے کہ دور میں کہ میں میں میں کرنے کرنے کہ میں میں میں کرنے کرنے کہ دور میں کر دور میں کہ دور میں کر دور میں کر دور میں کر دور میں کر دور

مریّه کو فل کے وی مه ملم ہم آے راحظ نین من اے رواحل اور لاسا ہی شمار آب ہے ، میں کین بنی واقع کے ایک کی کہ رواؤن کا رواؤن کی کے رواؤن کی کے شمار ہے رواحل اور لاسا میں جی ایس کا شمار ہے بیسی تمریک آب مرد کے اکائی روز لابا ہے ہی ہے بیلی ہے میں اداؤن کی اگرے رواز کی مرح رواز کی مرح روے تاہد بیلن دور دور کہ کائیں کو رک کہ کین کو ایک کی مرح رواز کی مرح رواز کی مرح اور کائی کو روز کو کائیں آب کی مرح اور کائی کی مرح اور کائی مرح کائی مرح اور کائی مرح کائی م

 جسے نہیں ہیں جیسے تاہم چالدیوری کی غزل میں ملتے ہیں۔ ان کی شاعری میں جو راکہ اُھوٹا ہے وہ شاہ مانم کے مزاج شاعری سے ٹریب ہے جس میں مئی آفرینی اور خارجیت کے ساتھ داتمائیت تی موجود بے لیکن دل میں اگر جانے والا جذابہ موجود تریں ہے ۔

بدباہ موجود جیں ہے۔ واسخ کی غول کا مرکزی تفقہ عشق ہے جس کے دائرے میں زلدگ کے تجربات ، تصورات و واردات عشق کے حوالے سے ایال کمے گئے ہیں۔ عشق ان کے بان مذہقت کا بہلو لیے ہوئے ہے اور مجاز بھی حققت تک چنجنے کا ایک زینہ ہے:

ا استار اکتاب دار حسن السویر مایش به و موت کا و یک مورت کا و یک مورت کا انسان کی خوب وی کو ایسی دیکھتے راسخ

اس تنفی ہی کے عو ہو تم دھیاں کھور ہے۔ عبار کے حوالے ہے خدت کا الحلیو اور ابھر حقیت کے امیران کا بیان راسخ می مامری کا مام رومان ہے۔ اس میں اس کا تعریر عن میں ابور اللہ ہے مشق ، بدر وردوک نے اور اور اس دور کے مام لکری رجھان کے عین مطابق ، راسخ کے بان بھی زندگی کا سب ہے اور احراف ہے جس کے فواجح السان ، رانسکی اور کائنات کے رشون کو حصیح باتا ہے ۔ کے رشون کو حصیح باتا ہے :

کرچھ مدیت عشق ہی ہو دھیان یاں اکثر رہا کر دھان کا کر رہا کے ایسے تو آوبزہ چی گواسر رہا کہا کہ اور کے ایک ایک کرنے یوں مسلم الحال کرنے یوں مسلم اور چی نے تین اور وہ کے دور کے دور کے جوان کے دور کی کر دوران کی کو کریے کس طرح بیارے لندتہ رومانی کو

یہ مشق ایک کاف ہے۔ ایک ایسا ادراک ہے جے طل کے فراعے نہیں سجھا کامک اس کے آئے اوران اور افراق روانہ ہے۔ یہ دستی کاسی اکار در سوم کرکے الدائع کے افراد ہما آئی ایر دونا ہے کہ ارائی کی ماری درگرامان اس کے ادراکر کھوٹے الکی بوں۔ ہی مقصہ جات ہے جر الشان میں وفا ، ایارا ، نے لول اور افنی فات ہے افد آئی کرز آئٹ کے دیا جد میں متحد کر دفا ہے۔ رائٹ کے بال مشتر کا بھی تصور ہے۔ یہ جد مد دونکھے

عبارت بے فراق دوست دل کی بے حضوری سے وصال دوست کیا ہے درمیال سے الهذا غفلت کا عثل السان کو مقصد کے بٹائی اور مصلحون کی طرف نے بٹائی ہے لیکن مشن مرف افی منزل پر افلار کونیا ہے یہ اسی فیے عثل مشن کے دائرے سے خارج ہے۔ یہ تصور اس عضوص مابعد الطبیعات کا مصد ہے جس کے موالے سے مشنی اور عثل کے تصورات کو مسجوبا جا سکتا ہے :

عتل نے چاہا او تھا کیمیتوے بھیے اپنی طرف لیک جالب دار اپنیا عشق زورآور رہا اس قلم رو سے خرد کے لکاو سیاھی کور کب قلک شہری رہو گئے، جاؤ صحرائی ہو

مثن کا به انصور ، چو آبود و دائمی شامری بین بار چه ، "الزیبید" کے تصور کا مستبح نے اس استبح کے اس کے مستبح کے مستبح کے مستبح کے استبح نے جدا کے استبح کے جدا کے استبح کی استبح کے دائم نے استبح کی دائم نے دائمی کا مستبح کے استبح کے استبح کے دائمی کا مستبح کے استبح کے استبح کے استبح کے استبح کے دائمی کا مستبح کے اس کے استبح کے دائمی کا مستبح کے استبح کے دائمی کا مستبح کے استبح کے دائمی بعد ان کے دائمی کا مستبح کے استبح کے دائمی بعد کے اس کے دائمی بعد کے اس کے دائمی بعد کے اس کے دائمی بعد کے اس کے دائمی بعد کے دائمی بعد کے دائمی بعد کے اس کے دائمی بعد کی دائمی بعد کے دا

اد ژور دیا اور جدید مغرب نے عقل پر - اس تمویر عشق میں سارے علوم کی انباد وجی در ہے - راسخ بھی اس تصور عشق کے ترجان ہیں : جووے مسجود ماوتک کپ یہ رتبہ خاک کا

اسىين اكسر ب كيدل خون كن بهوه ادراككا اس بزم میں جو مست تھا پشیار وہی تھا تھی نے غیری جس کو غیردار وہی تھا لدامت عفلتوں کی اپنی وجد کشف ہوئی آخر رسه شرمناه بم جب تک ید پرده درمیان پایا پیدا ہے مدوث اس کا تغیر ہی سے اس کے کس طرح مخیشل چو قسدامت به زمساله ہستی نے عدم دل سے بھلا ہی دیا راسخ غربت میں رہے یوں کد وطن یاد نہ آیا ظہر منوبری سے تو نسبت درست حر اک درج ہے ہے گوہے سر عجیب کا معنی کے تئیں ہم نے تو صورت ہی میں پایا فتستاش ہمیں قلش کے الدر قطر آیا جول تخم میں ہو صورت اشجار لد ظاہر لھا علم میں صائع کے نہاں اب جو بنایا راتم سا میں اپنے ادراک عقبت میں رہا کون موں کیا موں لد سمجھا بند میرت میں رہا ہے عزم ترک پستی وجر دوام بستی جئے ہی جی انا ہو کر ہو بقاکی خواہش

بہادی طور رہے ہوئے کی فامری کا واقعہ ہے۔ اس الفائز لگرے ذات کی عامری بیاد کی موری ہے۔ یہ اس الفائز لگرے ذات کی عامری بین انگر موری ہوئے ہے۔ میں الفائز کی بھاری کی در سروز یا جارات کے ایک بھر ہیں۔ اس تصور عشق اور اس کی روز میں مورد میں اور اس کی ہمارہ کے در اس الموری میں اور اس کی مصرو عشق اس الموری میں اس الموری کے میاد ایک اس الموری کے اس الموری کے اس الموری کے اس الموری کے الموری کی میں الموری کی میں الموری کی دوران کی الموری کی دوران کی الموری کی الموری کی دوران کی دائی کی دوران کی دوران کی دوران کی دائی کی دوران کی دائی کی دوران کی دائی کی دوران کی دائی کی دوران کی دوران کی دوران کی دوران کی دوران کی دوران کی دائی کی دوران کی دائی کی دوران کی دوران کی دائی کی دوران کی دوران کی دوران کی دوران کی دائی کی دوران کی دوران

ے کہ بداید الشہبات اور اس کی گرکھ ہے بدارے نے الا اصدار طور ا اس کی حکومت کے سابق میں اس الا نے کہ المراح کے اطراح کی اس کی اعلیٰ میں اس وجہ ہے آ لیائی خورن عمرین می اوراد و ایائی میں میں اس میں کی ساتھ ہے اس میں اس میں کے ساتھ ہے اس میں اس میں

ر حر حصو المراقب إطاف ہیں ہے دان کی عامری ان بابشی بربات کی ا استرو نے میں علی الحراق اللہ بربات کے اگر دو اللہ بربات ہوئی ہے۔ ان کی طرف بحد صدر د منافی کی دیپلو جو بھرا ہوال دیشوں ، مشافی بدوں ، جسید کی الحد بالدی جیسید بربات کی المراقب کی تکھون کی اس عامری ہے تفاقہ اس کی استرو کی طور اللہ بربات کی المراقب کی المراق

آغوش میں انظوں کے ہیں گیا کیا منی تو نے تو بنایا ہے جمن سطح ہوا کا

نم و مزن راسخ کی شاهری پر غالب نین ہے لیکن پہ ان کے لیچے اور آواز بین شامل ضرور ہے اور اس سے وہ غموص لبجد بنتا ہے جو آئیں اپنے معامرین عبر گرفتا ہے۔ ان کے بان خوابشر وسل ہے زیادہ امساس پھر مائا ہے اور یہ امساس بھر ہی وجر حزن ہے اور پی مزن وجر سرور ہے: انڈ رے یہ تصرف عش عم ہے وجر سرور چا

رکے یہ تصرف کسی عم سے وجار طرور ابھا 'تحلمہ تو ہے جائے بود و باش اوبساب طرب وان کھاں عشق و عبت ، وان کوئی محزوں کہاں رو طرق کا ہم ڈھنگ ہی بھولے تم ران زندگی کرنے کا ہم ڈھنگ ہی بھولے تم ران ورنہ یہ سہلت کم کانسا دشوار لہ ٹھسا

وردہ بہ مباتر نہ دائے دفتوار مد بھے آنسو تالج کد ہو گیے اطوالات ہم برسون یہ دان گئے بر آن نے یوں بھی لہ کہا کہ تو کہاں تھا رات جی پائے بھر آیا تھا لہ جانا کیا تھا

رات میں پر کے بور میں اس میں

دیر ہے وہ گئین خرانہ کہ بان کل جو ٹھا شہر آج صحرا ہے عشــق آئیں ســزاج ہے لیکن ۔ الس ٹینڈی ٹنچہ اس کا ہے مال دان شکستہ کم بن یہ ہے کہ جیسے

سلال دیل محت کم بن به ہے کہ جب ہیں۔ پیٹ کیا گئی ہو اولیڈ کی کی کا سفر بجر بن ایا دوپھن وہ کے گئی کا سفر بجر بن ایا دوپھن وہ کیا گئی میں کہ کی دوسائی دخوار پائے بہ لاگ اور ہی گرکا ور ہے۔ اس اولے کی گئی کہ ہے۔ اس اولے کی گؤکٹ سے ہے داغ می مامل ہے کیا ہو آئی کر مجھی بھی اور دولیج یا نے بائے آئی کر مجھی بھی اور دولیج یا ساتھاں۔ اس کے خودی بیض کن فرا اعتقال ہے۔

روفت جواع جب که بودے حواج بنے کہ بودے حواج بنے اللہ اللہ و جاتم اللہ اللہ و جاتم اللہ اللہ و جاتم اللہ اللہ و جاتم کی خوات کی خوا

صح سے بے تاہی ہے دل کو آہ نین کوجہ بھاتا ہے دیکھیے کیا ہو شام تلک جی آج بیت گھبراتا ہے ہولئے ہیں سوکھے ، تر بین آنکھیں ، ارد ہے چیرہ واسخ آ، بندے سے صاحب حال کھارا اب نین دیکھا جاتا ہے

تو بھی وہ میر نہیں بن سکتے تھے ۔ راسنے کی اصل الفرادیت تو یہ ہے کہ وہ

کئی راگوں اور کئی آفازوں کو سلاکر ابنا الک راک بنانے بیں جس میں میر بھی شامل ہیں اور ساتھ ساتھ دوسرے بھی یہ دیں کام ہے جو راسنے کے بھی مصر معمنی نے بھی اپنی شاعری کے ایک مصے میں کیا ہے۔

راسخ کی غزل میں معار اور شاعرائه مزاج شروع سے آخر تک ایک سا رہتا ہے۔ اس میں لد صرف اظہار بیان پاکیزہ ہے بلکہ معیاری زبان لسانی رچاوٹ کے ساله استعال ہوئی ہے ۔ اظہار میں کمیں عجز بیان محسوس نہیں ہوتا ۔ روزمرہ و عاورہ بھی صحت کے ماتھ بندھا ہے ۔ راسنے کے بارے قارسی تراکیب بھی کثرت سے استمال ہوئی ہیں لیکن یہ بھی ان کے اظہار بیان کا حصہ بن کر آئی ہیں۔ ان کا کلام پڑھنے ہوئے فارسی تراکیب اور بندشیں ذہن کو الجھاتی نہیں ہیں بلکہ وہ فکر و احساس کی لطانتوں کو ہورے طور پر نیان کرنے کا کام کرتی ہیں۔ ان کی غزل میں ہمیں سہائے انتظار ، شایان رخ یار ، مدرہ دلدار ، رہ کردۂ بازار جهان ، زر قلب ، تعب گشان رہ مشق ، رفتگان تیز یا ، طلسم نے بتا ، پنجہ شور جنون ، لازی کف یا ، تکرار حرف عشق ، پریسته وفا ، حسرت دیدار جالال ، آتش تد يا ، حسرت بابوس ، باس دل شكسته ابل وفا ، سيائ قبول ، عكس روسط بار ، چراه ، تاريك عدم ، داه مشي دليران ، دامان فصل يار جیسی ترکیس اور ہندئیں ملی ہیں ۔ لیکن جیسے یہ اشعار سے الگ ہوکر بھاری بھاری سی معلوم ہوتی ہیں ، اشعار میں یہ سب یک جان ہو کر آئی ہیں ۔ فرق یہ ہے کد میر کے بال عام طور پر ید فارس تراکیب بسین اپنی طرف متوجد نہیں کرٹیں بلکہ پڑھنے والے کی ٹوجہ شعر کی طرف رہتی ہے۔ راسخ کے بال یہ بسیں شعر میں جڑی ہوئی لظر آتی ہیں ، اور اہم ان کو بھی دیکھتے ہیں ۔ اسی طرح راسخ ک زبان بھی اس دور کی جدید سیاری زبان ہے اور اس میں حیرتی ، اازکی ، تہتی ، کینی ، گوئیا ، وے ، کسو ، تلک ، انھوں میں ، بھر عمر ، ایسے ہی استعال ہوئے ہیں جیسے میر ، درد اور سودا کے ہاں ملتے ہیں لیکن ایک ، لیٹ ، کبھو وغیرہ الفاظ واسخ کے ہاں نہیں سلتے جس کے معنی یہ بیں کہ یہ الفاظ واسخ ع آغری دور تک متروک ہو چکے تھے جب که اتنیں اسی طرح مروج تھا۔ ان چند الفاظ کے علاوہ راسنے کی زبان وہی ہے جو آج بھی ہم بولتے ، لکھتے اور الأمتر ين -

اور پژمتے ہیں ۔ وہی تصور ہشق جو راسخ کی تحزل میں رمز و کتابہ میں ظاہر ہوا ہے، ان کی مثنویوں میں کھل کر سامنے آیا ہے ۔ یہی صورت میر کی تحزل اور مثنوی میں

کی مثنویوں میں کھل کر سائنے آیا ہے ۔ یہی صورت میں کی غزل اور مثنوی میں نظر آئی ہے ۔ غزل میں واسخ اپنے غصوص استراہی تنلیفی عمل کے باعث میر سے مشاه رو بیاند پس کای شواند بدن و بدر بیت فراند او با اثال بد راید با رسید می از براید بیش به رسید به بین بین به بین بین به بین بین به بین بین به بین بین به بین به

کو ایس باغ خالوں میں تقسیم کر سکتے ہیں : (الف) عشقہ : (۱) کشش عشق - (۷) لیرنگ عیت - (۷) جندی عشق -(۷) حسن و عشق - (۵) افز و آباز - (۹) اعجاز عشق -

(م) گنجينه مسن = (٨) مرأت الجال = (٩) مكتوب الشوق =
 (١) مكتوب الشوق ج =

ر ۱) محموب السوى ب ... : مثنوى در بيان انتلاب رمانه (شهر آشوب) ـ

(ب) معاشرتی

(ج) الحلاق : (۱) سبیل نجات (۳) نور الالفار (د) مقدید : (۱) شرح حال - (۲) مشوی در مدح چناب مولوی راشد

صاحب . (۴) مثنوی مدهید . : (۱) مثنوی عابد کد دو زوجه داشت. (۲) حکایت در بیان

 (ه) هجویه : (۱) متنوی عابد که دو ژوچه داشت - (۳) حکایت در بیان احوال تاجر - (۳) حکایت در بیان تاجر - (س) ایک اس

شہر میں اُچگا ہے ۔ عشیہ مشویوں میں راسخ کے تسے ، کردار اور الدار نظر میر جسے ہیں ۔ 'کشور مشق' میں مرکزی کردار ایک دوریش ہے جو بتارس میں دریائے گانا

۔ سخور میں جان مرکزی دوران کے ہو ایران بین طراح دوران کے ہو اوران بین داران کے دار بین باق ہوئی دفتر راہم اور مائٹ ہو کر آئر فراق میں جانے 13 کے ۔ یہ یائے کے لیے ، دفتر راہم دوران سے گئیٹی ہے کہ گئے ہے دائل جانائی ہوائی مائٹ سیاب دورا بین ڈوپ جا ، دوران یہ سن کر موجرت ہے ہائران ہو جانے ہے لکن اس کا اثر یہ ہوئا ہے کہ دہ بھی منتق کی آگ میں جائوز کے ایک دن اسی چکد دوب کر جان دے دینی ہے ۔ جب جال ڈلوائے جاتے ہیں تو لوگ دیکھتے ہیں کہ درویش اور راجہ کی بیٹی گلے میں بانہیں ڈالے ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں ۔ میر کی مثنوی الدربائے عشق" کا مرکزی قصہ بھی کم و بیش چی ہے۔ ''ایرنگ عبت'' میں ایک جوان دغتر ترسا پر عاشق ہو جاتا ہے ۔ ایک درویش جوان کا پیغام عبوبہ تک پہنچاتا ہے ۔ محبوبہ یہ جواب بھجواتی ہے گد ع "ممنا وصل کی بھر ڈلدگانی ؟" درویش آ گر یہ بتاتا ہے او اس جوان کی روح پرواز کر جاتی ہے اور جب درویش جوان کے مرنے کی خبر دنمتر ٹرسا کو دیتا ہے تو اس کا جی بھی ٹن سے نکل جاتا ہے۔ میر کی مثنوی "اعجاز عشق" میں بھی ایک جوان ہے ، ترسا لڑکی اور درویش ہے اور کم و ایش جی قصه ہے - راسخ کے بان "جذب عشق" میں ایک نوجوان کسی مہ بارہ کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر عاشق ہو جاتا ہے۔ میر کی مثنوی "دریائے عشق" میں ایک جوان غرفے میں گسی مہ بارہ کو دیکہ کر عاشق ہو جاتا ہے اور راسخ کے جوان کی طرح وہرے در اور بیٹھ جاتا ہے۔ دریائے عشق میں جوالت، دایہ کے طعنہ دینے پر، جوتی لکالنے کے لیے دریا میں کود جاتا ہے اور س جاتا ہے ۔ راسخ کی مثنوی جنب عشق میں مد پارہ کے گھر والے اس ٹوجوان کو صحرا میں لے جا کو اتل کرتے ویں دفن کو دیتے ہیں ۔ کچھ عرصے ہد یاد عاشق میں تڑائی ہوئی بمبولہ انھی کنوبن میں جھلانگ لگا کر جان دے دہتی ہے لیکن اس کی لاش کنویں کے بجائے اس جگہ سلتی ہے جہاں عاشق کو مار الر دن کیا گیا تھا ۔ دولوں اب سے لب پوستد ایک دوسرے سے ہم آغوش تھے۔ میر کی منتوی ''حکایت عشق'' میں لوجوان می جاتا ہے اور جب مجبوب اس کی تبر پر آئی ہے تو وہ شق ہو جاتی ہے اور اس میں سا جاتی ہے ۔ ہم آغوشی کی جی صورت راسخ کی مثنوی "اعجاز عشق" میں نظر آتی ہے۔ راسخ ک ''العجاز عشق'' کی محبوبہ شادی شدہ لڑکی ہے اور میر کی منتوی 'انفان پسر'' میں بھی محبوبہ شادی شدہ ہے ۔ راسخ کی مثنوی "حسن و عشنی"، میں ایک جوان ہندو لڑکی پر عاشق ہو جاتا ہے ۔ عشق کا راز فاش ہونے کے بعد وہ دریا پر جاتا ے ، سجاد کرتا ہے اور مر جاتا ہے ۔ محبوبہ کو معلوم ہوتا ہے تو وہ مفدوم و مضطرب وبال بهتجي م - جوان کا سر اين زالو اور مند مند ير رکه کر جان دے دیتی ہے ۔ "الاز و لیاز" میں اصمعی کی روابت کے حوالے سے راسخ نے ایک عشقیہ قصد بیان کیا ہے۔ یہاں بھی عاشق جان دے دیتا ہے۔ یہ سب مثنوبان میر کی متنوبوں سے مماثل ہیں لیکن دوسری جار مثنوباں ۔ گنجیتہ مسن ہ ران الماؤلة ، عضرت الخدق الدر تكويد الذكرة ، فقت بن ادر دابط مقدم شيران فيزيد و ، "كلومية سين مدرين هم ألم يع له كسي سيدوي بدر شاكل عدود عمر كل حما بها بها الآن جار به ، «رأت الطاق" من تكتف كى عمرات من المائل مدورين كا ير خال بها بها الحراب الأن جار المائل كان هم ، « دولان من من المائل كان عمر به دولان عن به سيد المائل مدورين كا يم دول كل المائل كل المائل كل المائل كل المائل كل من من بدولان عن به بر يه مائل مدورين كل سائل من عند عموماً وطبل كل المائل كل المائل كل من من عندوناً وطبل كل كل مدورين من عموماً وطبل كل كل من المائل كل ستوى

خاصائر "شتریائن خدا ، صفت یک عمل ، صفت روزاق روازق ، صفت استر مرحومه مجد مصطفیع و غیره کو الهین حکایات کے ذرایع واضح کیا ہے ۔ پر حصے کو منظر کا نام دیا گیا ہے ۔

. شعبہ متنویوں میں صورح مال'' کی اس نے شامل کیا ہے کہ اس میں واضح کم یہ دورکہ یہ در فرط کہ ہے دورکہ یہ اور دورکہ یہ اس نے ان کی تین مسلم اس اور دورکہ یہ امامل ہے۔ تبہ ہوئے کے واضح اور السامہ کی انصبل اس میں بین دی گئی ہے۔ مدال کا دورکہ کہ کو اصل نم ہوگئے ہے کہ اورکہ کہ کو اس کے بدا کہ واضح کہ اور دورکہ کے خالف میں دیا جہ بورکہ ہے کہ اور دورکہ اس کے بین دورکہ کا دارے میں بدا کہ اور دی اس کے دارکہ اس میں انہ بورکہ ہے اس کو دورکہ براہ کہا دے میں بدا بورکہ اس کے بین دورکہ اس میں اس کہ اس کے دورکہ اس میں اس کہ دورکہ اس میں اس کہ دورکہ اس کے بین دورکہ اس کی دورکہ اس کے دورکہ اس کے دورکہ اس کے دورکہ کی دورکہ اس کے دورکہ اس کے دورکہ اس کے دورکہ کی دورکہ کے دورکہ اس کے دورکہ کی دورکہ کے دورکہ کی دورکہ کی دورکہ کے دورکہ کی دورکہ کی دورکہ کی دورکہ کے دورکہ کی دورکہ کے دورکہ کی دی دورکہ کی دورکہ کی

راح کی افزار بوجی متورد دی حرص اسام که در زخی باشد.

به ایک امام می ام کا طب می کا در بیان در چرک کل ایک برای در بین از پر کل برای در بین از پر کل برای در بین از پر ایک برای در ایک برای در ایک در ایک برای در

مبشیت عبمومی راسخ ایک 'پرگو اور قادر الکلام شاعر ہیں جن کی پرواز تخیل لفظور میں رنگ بھر کر شعر کو لکھار دیتی ہے۔ میر کی طرح ان کی عشابه مثنویوں میں عاشق و معشوق ایک دوسرے پر ایسے جان نچھاور کر دیتر یں جیسے مرانا ایک کار ثواب ہے۔ در اصل اس غصوص تصور عشق کا بنیادی پہلو یہ ہے کہ عشق اور موت لازم و مازوم ہیں۔ موت کے بغیر وصل ممکن تمیں ہے اور وصل منزل عشق ہے۔ اس تصور میں حیات ، موت اور حیات بعد ممات کا مابعد الطبیعیاتی تصور موجود ہے . معرفت حق بھی موت سے حاصل ہوتی ہے اور یہی تصور ان مثنوبوں کے تصور عشق میں موجود ہے۔ ان متنویوں میں عشق بہلی نظر میں ہو جاتا ہے ۔ اس کا رمز یہ ہے کہ عالم ارواح میں روحیں متصل تھیں ۔ جب جدا ہوئیں اور دنیا میں آئیں تو بھاں بھی وہ بطی لظر میں میں ایک دوسرے کو چجان لیٹی ہیں اسی لیے عشق صادق مسئد چلی لظر میں ہوتا ہے۔ اس پیجان میں مسلسل رقاقت اور ملنے جلنے سے پیدا ہونے والے للسیائی عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا ۔ موت زندگ کا تسلسل ہے اسی لیے حیات ہمنے مات میں عاشق و معشوق ایک دوسرے سے ہم آغوش ہوئے لظر آنے ایں اور دوئی کو شا کر جسم و روح کی وحدت کا منظر پیش کرتے ہیں۔ یہ الصور عشق منصد کے سامنے موت کو ایک معمولی شے بنا دیتا ہے ۔ یہ عشق کا بحابدائد تصور بے اور وہی تصور ہے جو میر ، مولانا روم اور اقبال کے بال مانا ے۔ علل عشق کو منصد کے راستے سے ساتی ہے اسی لیے علل عشق کی دشمن ہے۔ راسخ کی عشقیہ مثنویوں کے سارے گردار ، سوائے "کشش عشق" میں دختر راجه کے ، عام آدمی ہیں ۔ ''کشش عشق'' میں درویش اور دایہ ہیں ۔

اليراك عبت مين لوجوان ، درويش ، دختر الرسا اور دايد يين - اجذب عشق

بین لوجوان اور ایک صبن و جمیل نژک ہے - اعجاز مثنی میں دوریش عاشق ہے اور مشون ایک شادی شدہ عورت ہے - مشوی احمن و عشق میں ایک جوان اور ایک جندو نژک ہے - عام کرداروں پر مشاید مشوی تکھنے کی روابت المهاروں صدی میں میر نے شروع کی تھی - راسخ امی روابت کی پیروی کرتے الم کے طوطے میں اور کے شروع کی تھی - راسخ امی روابت کی پیروی کرتے الم کے طوطے میں ا

ہیئت کے اعتبار سے راسخ کی مثنویاں فارسی مثنوبوں کی روایت کے مطابق ہیں ۔ یہ حمد و اعت ؛ مناجات و منقبت سے شروع ہوتی ہیں ۔ گسی مثنوی میں مفتر عشق یا ومف عشق کو بان کرکے داستان کا آغاز ہوتا ہے۔ کسی میں وصف حض اور شکوۂ فلک جفا شعار کو بیان کرکے اصل موضوع شروع ہوتا ہے - راسخ نے اپنی بعض مثنوبوں مثا؟ " کشش عشق" اور حسن و عشق میں آصف الدولہ اور غازی الدین حیدر کی مدح میں طویل تصدیم بھی شامل گیے ہیں اور یہ قصیدے بھی قصیدے کی بیثت کے مطابق ہیں۔ والح کے تخلیقی عمل کے جوہر وہاں زیادہ کھلتے ہیں جہاں وہ کسی عبرد خیال کو بان کرتے ہیں ، جسے مثنوی اعجاز عشق میں صفت عشق کو یا مثنوی حسن و عشق میں وصف معنیٰ کو بیان کیا ہے۔ جی صورت ان کی حمد و متاجات میں سلتی ہے - مثنوبات کے آغاز میں حمدیات اسی لیے ہر اثر اور "برسوز بين كه راسخ يهان غدا كے تصور كو ، جو عبرد ہے ، ما بعد الطبيعياتي تصور کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس میں ان کے مقیدے کی پختی اور ایمان کی حرارت شامل ہے۔ عشقیہ و معاشرتی حتلی کے الحلاقی و مدحید مثنویوں میں بھی راسخ کا قلم یکساں قدرت کے ساتھ چلتا ہے لیکن مجوید مثنویوں میں راسخ کا فلم أكهرًا أكهرًا سا وبنا ب اور كان كررنا ب كد شايد به مثنويان راسم ي نہیں ہیں - مجموعی حیثیت سے راسخ کا الدار بیان بختہ اور طرز ادا اثر الکیز ہے۔ انهیں سرایا ، مناظر قدرت ، جذبات و محسوسات کو بیان کرنے پر قدرت حاصل ہ اور اسی ایے ان کی مثنوباں ، مثنوی کی ٹاریخ میں ، قابل ذکر حیثیت رکھتی یں ۔ جوشش اور دل بھی راسخ کے زمالہ عبات میں داد ِ سطن دے رہے ہیں ۔

یں۔ اور اس موسط کا اور ابتدا وہ انداز میں کا استان میں میں میں عالم کے اپنے گئے۔ یمان اور جسوات رائے لاکا کر کے ایٹے وہے - جسوات رائے لاکر ء علی وردی شان کے عید کے ایک مخاز فوس سردار اور علقے آباد کے تاثیم والیا اور اوران کی اوچ میں تعامل تھے ۔ سراح الدام سے بھی انکا کا کاتو رہا ہے۔ جادری و شیطات کی وجہ سے جسوات رائے لاکر کا ڈکٹر معاصر تازیخوں میں اٹا ہے۔ میر جمعر کی مسند نشيتي شوال ١١٤٠ ه/جون ١٥٥١ع تک جسونت رائے زائدہ تھا۔ ٥٨ جسونت رائے کے تین بیٹوں ۔۔۔ بھگونت رائے ، بد عابد اور بد روشن کے لام تاریخ اور الا محروں میں آئے ہیں۔ مبتلا نے لکھا ہے کہ صاحب دیوان اہ بد روشن جوشش کے حالات اس نے بھکولت رائے پسر جسولت سنکھ سے معلوم کیے ہیں لیکن جو حالات اپنے تذکرے میں درج کیے ہیں ، ان سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جوشش بہین ہی سے اسلام کی طرف مائل تھے اور جب وہ عدر کمیز کو بہتجے تو سشرف یہ اسلام ہوگئے ۔ ۳ بعض حوالوں ۲۱ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسولت رائے ناگر کی دو بیوباں تھیں ۔ ایک مندو اور ایک سمال ۔ مندو یوی کے بطن سے بھگونت رائے ٹاگر ٹھا اور مسلمان یوی کے بطن سے بجد عابد اور ید روشن ۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں بھائیوں نے اپنی واللہ کے زیر سایہ پرورش ہائی اور اس لیے بین ہی سے اسلام کی طرف مائل ہوئے اور بڑے ہو کر بھی اسی پر قائم رہے۔ شیخ علی حزیں سے بھی جوشش کے خاص مراسم تھے جن کا پتا ان دو خطوط سے چلتا ہے جو حزبرے نے برخوردار کے القاب کے ساتھ جوشش کو لکھے تھے ٦٢ اور جن سیں سے ایک میں جوشش کی صحت و شفایابی کے لیے دعالیہ کابات بھی لکھے ہیں ۔ جوشش تیر الدازی ، دست کاری کا سلیقہ رکھتے تھے ٦٣ اور ستار نوازی کا بھی شوق تھا ۔٣٣ علم عروض سے بھی پوری طرح والله تهم ١٥٠ خوش طينت و ليک اعتقاد السان تهم ٢٦٠ درويشانه مذاق رکھے تھے اور اسی وجہ سے اثاثیت ، خود پرسٹی و تفسائیت ان کے مزاج میں نیں تھی ۔ ۳ خود بھی اپنے اشعار میں اس طرف اشارے کیے ہیں :

درویش ہوں جوشنر کوئی گیا جمھ سے خفا ہو یاں پر کس و ناکس کے مساوی ہے مدارا بجھے کب خواہش جساہ و حشم ہے کد ملک نشر کا میں بادشاہ ہوں

جوال میں سے خواری کا بھی شوق تھا۔'' لیکن بعد میں 'مرک 'کر دی تھی ۔'' ۔ یہ آرانہ معاشی بدسال کا زمانہ تھا ۔ جوشش بھی اس بریشان میں سبتلا رہے ۔ امراء کی سربرسنی پر گزر 'کرنے تھے لیکن عزت نفس کا مہیشہ باس رہتا تھا ۔ ایک قطعے میں دھا کی ہے کہ اے شدا ۔ خوالہ الوال تیاں ہے راتم اس کو عرص عرص عرص

دے اسے دست گر ماں ہی ہے یک پارڈ نان جوشش سے دو تصالیف بادگر ہیں ۔ ایک ان کا دیوان جسے سب سے پہلے لقس میدالرود در مرتب کا اور بعد برای که رو مشل استی کی مدد پیدالرود در مشل استی کی مدد پیدالرود مشل استی کی مدد پیدالرود که حرات در کارت دوران چیز که بی بی اس تی مطوره در این استی می مواند استی میشان می مواند استی می استی می در میدال می استی از این میشان در میشان در میشان در میشان در میشان در میشان در میشان کی میشان کی مشان در می در استی می در میران می در می در استی در می در استی در می در استی در می در استی در

جواشق آجادی طور آم نقل کے شامر ہوں اور ان عامووں بورے ہے ہی جو روانت کو دیرا کر آج بھیالاے کا اور اس مزار پر پہنچا دور ہی جہائی آب اس کے شعرا اس روانان کی موجود دکالی ہے انداز بیا کا آجادات کا ذرات اعتبارات کا درات اعتبارات کا درات اعتبارات کا درت کرنے بورے جواشق آباج دور کے کو و بھی سارے مرجود و مقبل اور کا وی در جغر کی حدید کے باان حوالاً اورکہ بھی ہے اور جرو و دور کا بھی ۔ وہ جغر کی حدید کی خرم سکتال تہذوں میں بھی غوابی کاجید بی بکتری ان کے

 $<sup>\</sup>int_{\mathbb{R}^{N}} \sum_{i} || \operatorname{Bu}_{i}||_{i} \int_{\mathbb{R}^{N}} \sum_{i} || \operatorname{Aid}_{i}||_{i} \int_{\mathbb{R}^{N}} \operatorname{A$ 

ہاں بد سب رنگ اُترے ہوئے اور پھیکے ہیں ۔ جوشش کے باں مختف آوازوں کی گویج سی تو سنائی دیتی ہے ایکن بہ آوازیں اس طرح ان کی شاعری میں سنائی ثبیں دیتیں جس طرح ہم میر ، درد اور سودا وغیرہ کے بال ستنے ہیں ۔ جوشش میں تخلیقی قوت اس پائے کی نہیں ہے کہ وہ ان آوازوں اور رنگوں کو سلا کر اپنی الگ آواز اور رلگ بیدا کر سکیں اسی لیے وہ ایسے بے رنگ شاعر ہیں جن كا ابنا كوئى رنگ نہيں ہے ۔ ان تے بان مضور الويني ملتي ہے ليكن اس مضون آفرینی میں بھی ان کا اپنا تجربہ یا جذبہ شامل نہیں ہے جو شعر کو شعر بنالا ہے۔ جوشش کا شعری عمل یہ ہے کہ وہ اُردو و فارسی کے غمرس مضامين ، موضوعات ، علامات ، اشارات ، تلميحات ، مروجه الحلاق تصورات اور عام صوفياله خيالات كو شعر كا جامه بهنا ديتے يوں ۔ وہ دوسروں کے اشعار ، دوسروں کی زمینوں اور دوسروں کے غموص راتک سخن سے متاثر ہو کر شعر کہتے ہیں ۔ ان کا دیوان پڑھ کو ہوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ انھی مضامین کو دہرا رہے ہیں جنہیں دوسرے شعرا پہلے ہی بہتر طور پر بالدہ چکے ہیں ۔ جوشش روابتی رسوڑ و کنایات کو وسعت نہیں دیتے ۔ ان میں غیال کا نیا رخ یا بات کا نیا پہلو پیدا نوں کوتے بلکہ مض ان کو دہراتے ہیں۔ شعر پڑھتے ہوئے اکثر مسوس ہوتا ہے کہ دراصل قانیر سے مضمون پیدا کیا گیا ہے اور خود قافیہ شعر تے دوسرے لفظوں کے ساتھ ایک جان ہونے کے بجائے اپنے الک وجود کا احساس دلا وہا ہے ۔ جوشش یہ تو جانتے ہیں کہ معبار مخن کیا ہے اور شعر کو کیسا وقا جارے :

ایی تناسب ساتم ہے اے جبوش جو تک واقد اور انکا کو دورے عموم ہے دے واقد از اور انکا کو دورے عموم ہے دے واقد انتاقا چین کے اس میں انتاقا چین گئی میں انتاقا چین گئی سبت ہے جو تا انتاقا رکھی اس میں ہے جو جس کی انتاقا چین کے سے اس تی دی گئی ہووے اس گزال آن میں جسے اس تی دین انتاقا چین ہی جسے میں تی دین گئی ہووے جو انتاقا کی جسے اس تی دین کے میں میں انتاقا کے جسے جسے ور پہنے ہو شکر میں انتاقا کے جسے جسے ور پہنے ہو شکر میں انتاقا کے جسے جستے ور پہنے انتاقا کے جسے انتقاق کے جستے ور پہنے انتقاق کے جستے ور پہنے انتقاق کے خوالد انتقاق کی انتقاق کے خوالد انتقاق کی انتقاق کے خوالد انتقاق کی انت

لیکن ان معیارات کو جالنے کے باوجود ان کی شاخری میں روبڈ ، منی ، رنگینی ، شوخمی ، ڈھب نہیں ہے اور اس کی وجد یہ ہے کہ چوشش شعر میں ڈاتی تیریے کو بیان کرنے کے پجائے دوسرے شعرا کے مضامین کی تکرار پر اکتفا کورتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ اے عدود کر دیتے ہیں - اسی لیے روایتی مضمون ان کی شاعری میں کشھٹنا جیں ہے بلکہ گیٹ کر رہ جاتا ہے - اس بات کی وضاحت کے لیے یہ دو مثالیں دیکھیے - درد کا شعر ہے :

سام کدة جهان میں جون ابر اپنے تئیں آپ رو کئے ہم

اس شعر کو پڑہ کر اب آپ جوشش کا یہ شعر پڑھیے : ماتم کردۂ جہاں میں جوں ابر روئے کے لیے ہوئی آفریدہ

رد اور جوشق کے بیلے مصرفے بکساں ہیں۔ دو کے بال دولوں مصرفے مربرط بی لکن جوشق کے بات صد دو الحقت ہے۔ دود دوسرے مصرع سے ایک اطبات بات بیدا کرنے تیں اور اپنے تصوص لیجے اور طرز کو جم داتے ہیں۔ جس میں العرادہ تجربے کی گرمی موجود ہے۔ جوشق صرف یہ کیک کر وہ جاتے ہیں۔ کم جو روئے کے لیے بھا ہوا ہوا دو بہ کیک کر چئے مصرحے سے الحقے دالے

مضون کو محدود کر دیتے ہیں ۔ اب سودا کا یہ شعر پڑھ کر :

سودا شراب عشق کو کہتے تھے ہم نہ پی آنسر مزہ السہ پسایسا اب اس کے خارکا

جوشش کا یہ شعر پڑھیے : بیٹا ہے گر تو بادۂ عشرت سمجھ کے پی

سی سے صبحت و طوبی ہے ہوجود ان کا مطار سہر ساہ بھی اس کا احساس تھا : یہ ابن قصاحت و خوبی جہاں میں اے جوشش

ہارے شعر نے بایا نہ اشتہار افسوس چوشق میں شاعرالہ سلامیت شرور تھی لیکن روایت کی ٹکرار اور دوسرے شاعروں کی بیروی نے انھیں ڈائی احساس و جذبہ اور انفرادی تجربے کے راستے سے بنا کر ان کی شامری کو ہے تکہ بنا دیا ۔ لیکن جن انتدار میں بلکا ساجذیہ یا خینی انفرندی تجربہ شامل ہو گیا ہے وہاں شعر میں ایک بلکل میں کولیت پیدا ہو گئی ہے ۔ ایسے انتدار کی تعداد بیننا جبت ٹھوڑی ہے جن میں سے چند ہم چان درج کرنے میں تاکاکہ جوشش کے تعلق سے شاعری میں انفرادی تجربے کی ایسیت افران جو سکر تج

ے: ہاری طرح جو دیکھے گا اک نظر تبھ کو خدا گسواہ ہے ہے اختیسار جساہے گا کیا تکر او کرتا ہے اس فکر سے کیسا ہوگا ہوئے گا وہی جرکچہ قسمت میں لکھا ہوگا ہوئے نہیں کسی کی دھا بچھ کو سودند

یا آرب مجھے یہ گئوت سا آزار ہوگیا وسل بین بھی بی خالی تھی منصر کا ہے اس جدالی پر گزار عبت سے ان بھولے نہ طبح مائٹر چارا اگ سے ابنی بی جلے ہم پر چند اس یہ ساوش ایر میں دیے سنے کی آگ و دے چجھی مقبطی لہ پو سنے کی آگ و دے چجھی مقبطی لہ پو

یے کی آگ در یے کوی مقسول اور ہو سے ترین سر اور بھی کی گل آخے اس کے کرمیے بسب مجوراً کر بھی کل بھرک بچوڑے پاس اس کی کو مطالبے بھرک بودک اس آگ کو مطالبے جھانی جو اور اگل نے کہ دوران نصر ہو جگا کی اس جھانی جو اور اگل نے کہ دوران نصر ہو جگا کی اس جھانی جو اور اگل نے کہ دوران نصر ہو جگا کی اس خورجی میں ترے بھے کہ کی کرچے خال کیے خال جب دی آدر جو لاز دور اسانے جرارات کو کھڑتے جب دی آدر دور لاز دور اسانے جرارات کو کھڑتے

ان اشعار میں دوسرے شعرا کی آواؤوں کی جھٹناز کے باوجود ڈوا سا جذبہ یا انفرادی تجربہ شامل ہونے کی وجہ سے یہ شعار بڑھنے والے کو اپنی طرف شوجہ گرف لگتے ہیں ۔ انگرار کی شاعری اور انفرادی تجربے کی شاعری میں چی جہاں تک زبان و بیان ، روزمرہ و عاورہ کا تعلق ہے وہ وہی ہے جو اس دور کی معباری شامری کا حصہ ہے۔ جوشش کے بان ایشوء ، وو، وہ وہی میں مرتبی چوٹے گئی ، کے خلاور شاید ہی کوئی لفظ آیا ہے وہ بلط کے تو دور میں مترکن چوٹ ہو۔ جوشش کم یک کیوں 'انان' آگا کا گر تیج طرائی سے جس بھی بالے پر جیسے دم کی جو مدان موٹی کی جم موتان اور شاعر کی جے شامران وغیرہ۔

ن عن در الدالية بالأقراب ... و الدور الدالية بالأقراب ... من من جه به من به به به من الدالية من مناسبة المن جه به به به من الدالية من مناسبة المن من الدورات المن الدورات الدور

ید ماید دارگی دشتری بهم اس دور کے دوسرے عمرا کی طرح مقدم علاوی جدید اور ملاوی الموسی میں دورا و دوانت الموسی الم

الم رہتے ہیں۔ اس کا احساس خود دل کو بھی ہے:

دل ایک طور پر نہیں کہتا ہے شعر تو تیرے سخن کے بیج پر ایک کا مذاق ہے

ہیں ڈل کی 'کنووری ہے ۔ وہ دوسروں کے ونگ میں شعر 'کینے کی 'کوشش'کوئے ہیں بیکن پوردی یا روایت کی ٹکراز ہولکہ انٹرائیٹ کا اہدا نہیں ہے اس لیے مقبول شعرا کے ونگ میں شعر 'کھنے کے باوجرد ادسے کی شاعری میں وہ ''لیشنے معنی'' پھا آئیں ہوتا جو خود شل کا عائی معارار معارت ہے :

لطف کیا تاکہ مخن میں نہ ہو لطف معنی جسم مئی کا برابر ہے۔ اگر جانے نہ ہو

میں نے جانا کہ ستارا کوئی ٹوٹا جو عرق ڈھل کے چہرے سے ترے تا بہ زننداں آبا سافت کی طرف لایا جمید منفن جاؤ آهر پرستگرالا تیم می کا می این با نظا انکار آمر راکی ای تریب سامی دربال پریا آمک آمر در جان بسب که دولی بریا گزشت به این این بالان انسان کو تحرار کر گزشت به این این بالان انسان کو تحرار کر شرف به بازشانی کم بریالان به مین چرب کارون به بین بالان ان بین چرب کارون این این بالان انسان بین پریاز کارون این از این از این از این از این از زائدگی مجرات کارون از این از این از این از این از زائدگی مجرات کارون از این از دور انام بین زائدگی مجرات کارون انام بین دور دا انام بین بین زائدگی مجرات کارون انام بین دور دا انام بین بین پریاز کارون این بین دور دور دا انام بین بین

مالکوں سے لہ پوچھو کفر اسلام ایک منزل ہے بہت رستے ہیں۔ کیا تری آلکھوں میں جادو ہی بھرا تھا کہ جسے

ایک دن دیکه کر اتے داوں بیار رہ

چیت عبوض دف دوسرے دوسرے کے تعامرین - ان کے بال کئے بال کئے عنصوص البیج اور منافرد طرز کا با تاہیں جائے دف الل موروز کے ان تعامروں ہیں ہے ایک بی جو آورد عامری کی دوات کو اپنے ملہ: آئر میں بھیلات اور ملاقی جوات کو شام کوسٹ کا کام کرتے ہیں - یہی ان کی کارش ایسیت ہے۔ یہی کام شیر جدشان

ایمان دکن میں انجام دیتے ہیں ۔ مد عد عادر اعاد د

 $\sum_{i} p_i = 0$ ,  $p_i = 0$ ,

مرشه آباد ، دْهَاكد ، اركات ، حيدرآباد دكن وغيره مين مستند و سيارى زبان تسلیم کر لی گئی - ابتدائی دور میں ، ان ائے صوبائی مراکز میں ، شاعری کے استاد بھی دہلوی شعرا تھے اور سب الھی سے زبان و عاورہ کی سند لیتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جب ان نئے مراکز سے خود بیاں کے شعرا ابھرے تو انھوں نے بھی وہی زبان استمال کی جو دہلوی شعرا اپنے کلام میں استمال کرتے تھے۔ اسی تحریک کے زیر اثر دکن کے شاعروں نے بھی تدیم دکنی الناظ و عاورات کو ترک حرے دہلی کی زبان کا بھی روب اختیار کر لیا ۔ شیر بد عاں ایمان چلے دکنی شاعر ہیں جو نہ صرف استاد وقت ہیں بلکہ دہلی کی جی زبان اعتباد کے ساتھ اپنی شاعری میں استعبال کرتے ہیں ۔ ایمان کی زبان کا مقابلہ اگر بد باقر آگاد (م . ١٣٢٠ م/ ٠ - ١٨٠٥ع) كى زبان سے كياجائے تو باتر آگاد كى دكنى أردو ، شال كى زبان كے اثر سے ، بدل ضرور گئى ہے ليكن اس كا لب و لہجہ ، ذخیرۂ الفاظ اور روزمرہ و محاورہ پر دکنی کی چھاپ اب بھی تمایاں ہے۔ لیکن ایمان کی زبان پر سوائے ایک آدہ لفظ شاکر الوپ انجن ، انملا اور من برن وغیرہ کے کوئی دکنی اثر محسوس نہیں ہوتا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دیلی کا کوئی قادر الكلام شاعر فصاحت كے دریا بها رہا ہے ۔ شير عبد نمان ايمان ، جن كا كليات اور دوسری تعبیقات اب تک غیر مطبوعہ ہیں ، بد عاقل خان ثابک کے اپنے اور آمِف جاه ثانی کے اعظم الامرا ارسطو جاہ کے معامب تھے ۔ سفر و حضر میں اکثر ان کے ساتھ رہتے تھے ۱^ اور اپنے والد کی طرح وقائم نگاری کی عدمت پر مامور اور سرکاری اخبار لویسوں کے سربراہ تھے ۔ ۸۲ شیر بد خان ایمان حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ بیں تعلم و ترابت پائی ۔ عربی و فارسی اور دوسرے علوم مروجه پر دستگاه حاصل کی ۸۳ اور ''تزک آمذیه'' کے مصف تجلی علی شاہ تجلیّ (م ۱۲۱۵ ۱۸۰۰ - ۱۸۰۱ع) کی شاگردی اختیار کی۔ ایمان دکن کی تاریخ پر اس درجه حاوی تھے کہ ہر واقعہ ، ہر بات ، ہر مقام اور ہر جنگ ان کے حافظر میں عفوظ تھی ۔ ایمان طبعاً رکھ رکھاؤ اور سائے کے انسان تھے ۔ جس عقل میں بیٹھتے اپنی خوش گفتاری اور بذالہ سنجی سے لو گوں کو اپنی طرف متوجد کر لیتر : لطیقہ ہے جاکت ہے ضلع کوئی شعر خوانی ہے

#### طیعہ ہے جدت ہے صلع دون شعر عواق ہے صفائی ویسی یارون میں مزا ہے ہم زبانی کا

ایمان سارے معاشرے میں عزت و احترام کی نظر ہے دیکھے جاتے اور استاد وقت سمجھے جاتے تھے ۔ ۸۵ میر اربد الدین آقاق (۱۲۵۳ء/۱۲۵۳ء) ۸۹ اور امیر بیش شہرت جب دیل ہے حیار آباد چنچے اور طرحی مشاعرے کی بنا ڈالی تو ابارر مثال میں وقت تک مشاهرے کا آغاز انہ کرنے جب تک آساد ایان تشریف ادر آجے آگے جہ ایان کو فواق کوئی اور بھی مدتس حاصل تھی۔ آمد کو جاتی کی کی واقعہ اور خطعہ تاقع این سے تکانا اس کے جوالیے سمع ہے دو بادا انتاز برائد بورے توں ، میں افضات الاخ شعرے کے دورائے یہ رمکہ سمجد میں کانے برائد بورے کے دائر دور میں بور نے کا مرائے کی رحاف کے دیکہ سمجد میں لیکن عمیم کے ایک کے دائر دور میں اور نواز کی طاح کے دورائے کہ دورائے کا دورائے کا دیکہ اس کے دورائے کہ دورائے کے دورائے کی دیکہ سمجد میں کشریف کے دورائے کہ دیکہ سمجد میں کے دورائے کہ دورائے کہ دورائے کی دورائے دورائے کی دورائے کی

آیاتی که طوح تصافیات میں دیوان آیاتی (آرو) کے علوہ ''آمروا للہ'' خطرج''' رفتہ ''مورفی و اللہ'' اور ''البخشہ' کا محافیات کے اس اور اللہ کی ور ''مرفز کے مورو کا مواج کے این دو ان کم کی ہیں۔ مراز اللہ الفرز میں ایک ایک فرز کے اور کا مواج کے این اندوان کم کی اندوان کم کی اندوان کم کی اندوان کم کی اندوان الکان مواج میں محافی اللہ کم اندوان کم اندوان کم اندوان کم کا مواج کے انداز مواج کی اندوان کم کم کی اندوان کم کی کی کم کی کی کم کی کم کی کی کی کم کی کی کی کم کی کی کی کی کی کم کی

" «دوال ایمان" کے دو تلمی است ایمان در آن اور واکستان کرامی میں عفر قان ، و سے اللی موافقات ہے اصاف کا اس - ان کے علاق الم اللہ ، ان اللہ ، اللہ الم اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ اللہ ، الل پی تعاق (زاما تھی ۔ ۱۹۸۰ ۳) اللہ اس آگارہ آپائی وی مرد ( تستین ہم جو ہیں ۔ اللہ وی آر السفید ہم جو ہیں ۔ اللہ وی آر اللہ اللہ اللہ وی آر اللہ اللہ وی اللہ وی آر اللہ وی اللہ وی اللہ وی آر اللہ وی ا

میر بهد خان ایمان کی طزابات ، ان کے تسالہ و مشورات کی دیکھ کر سب سے بھی بات یہ سامنے آئی ہے کہ لام بزائن کے اگرات عثم یو کئے ہیں اور اب والی کی وائن اس ایموں اور اس میں اس ایم میں اس ایم جائے بہت - ایمان اس وائن کے بطے دکئی آسناد و شامر ہیں - "اس وقت ان بیسا کئی شام اس مائج میں ہے ۔" دوسری بات یہ سامنے آئی ہے کہ ایمان کی شامری مجلس دراج کی شامری ہے :

> بیاض اشعار کی جس وقت انهائی میں دیکھوں ہوں تو ہواے ایمانے بیٹھا مجلس احیاب میں گویا

الجالب مثاني نظر مع مع معادين الدعم بدر سه الرابط المثاني مثلثات كا المؤاف من الدول من الدول

سجھ انہ جعمد کو زنہمار السو زمیں کا سالب اسم اپنی فیم میں ہے جنتر بوایس کا سالب کس کس طرح سے جاتی ہے ہاد بہار مسٹ زابد بھی دیکھ ہو گیا جوں بادہ خوار مست یوں سرایا رہوں یا رب قد جاناں سے لیے عشق پیجاں رہے جوں سرور گلستان سے لیٹ بار کے ابرو کی اے دل کیوں ان ہو تصویر کج جوہر بائرش ہے اوس میں جو بنی تصویر کیج سجھے ہے کب مناوین اوسے محر ہزار چار مجھ سے ہی جب ٹلک گد نہ ہوویں تثار چسار بهسرتا تها سایان اگس شاد بسوا پسر سر کھینچے ہے میرا ہی وہ شمشاد ہوا ہے کیوں تہ ایسا ہو وہ اب شوخ گلوگیر کہ یس رات کچھ مجھ سے ہوئی ایسی ہی تقصیر کی بس تها سمی وسم که بهال دیر و حرم می گویه بین بارے یہ سوچ بڑی آج کہ ہم بھی کچھیں وہ بدلے رشتہ جاں سے کہاں پوشاک کے ڈورے کہ ہیں موج گہر جس کی قبائے پاک کے ڈورے

تیرے تو شعر کے ایمال سنے سے گیوں ند ہو حیرال چے کد دعوی اوزاں ہوا ہے جسر کے السدر

ایان کی عامری کا مام راج یہ ہے کہ وہ مشکل زینوں کے کاغلبی پھول کائرے یں اور لنظوں کے رہا ہے وہاں سنی بدا کرتے ہیں جہاں سنی کا وس اثالت مال انڈر آتا ہے۔ ہی وہ وکٹر سنن ہے جو سنگل رہیں کے مشکل بین حصرہ کا جرات اور اشاد کیا لکتھیز میں اور شانہ تعرب کے بال دیلی میں مشول ہوا اور بھتے اسام کی عامری میں لئے مضامین بھا کرنے کا آبا وجھانے ہیں کو اس دور کی فئی شامری کا بستدید رنگ بن گیا۔ شیر بعد علی ایان کی شامری میں وہ ایانی کہ شدر کر کر کر اس اور سالس کے بیان مکمل ہو جاتا ہے۔ ایانی کہ شدر کر کر کر کر اس اور سالس و جانیہ کی ٹیٹر سے ماری ہے جان بعدی مشہول آفریقی ، سنگل زمینوں میں روان و مربوط عمر اور تفاول کے بعد میں کی کہال نکائے کا تا ہے ۔ میں وہ طرز ہے جے ایمانی ایا طرز کشتے ہیں :

طرز یہ نہیں آساں ، طبع ہے کہ ہے تیسان شعر کا تربے ایمان نفظ ہے پر ایک گوپر سیکھ لے ہم سے تو ایمان مضامین کی تراش بالدھتا کچھ نہیں اشکال زبان آلکھوں میں

بالدهتا کچھ نہیں اشکال زبان انگھوں میں اور شاعری کے بیاد رکھتے ہیں : اور شاعری کے بہی وہ معبارات بیں جن بر وہ اپنی شاعری کی بنیاد رکھتے ہیں : غور کر صحتر ترکیب کو بر مصرح میں

ستم رکھنے 'ہی نہیں اپنے تو انساز کی ٹبش شعر ہوتا ہے ''جہ ایاناکسر کے دل جب جب لکک متی شہریں لہ ہو تمریر میں بنان ایمان کی شاعری زبان و بنان کے انساز سے میان ہے ۔ قائر الکلامی کی وجہ سے

آتے ہم پختہ و میاف شاعری کے ذیل میں لا سکتے ہیں لیکن ان کی شاعری میں وہ لفلت و لہ داری نمیں ہے جس سے شعر سنے یا افریضے والے کے وہود ہر جھا جاتا ہے ۔ اس بات کا دیکھ کر لفلق میڈر آبادی نے ان کے کرا کے بارے میں لکھا انھا آت ''آن کے کانام میں کوئی جب ایند شعر نظر سے نہیں گزار کے ''اا

بی امد القائد بسائل دو شمل آوری که سائل ما تک که آماز که صداله کو قائد توجه با دینی به - باناتی اصدامی بعر و اصل کا آماز کی صداله آماز " اور "طیسات بینایی" واقع شدید بین بینا تامل اکاری در مؤل اور آماز" اور "طیسات بینایی" واقع شدید بین بینا تامل اکاری در مؤل اور کانگی به تلکه جانبات و اصداف بین به مینایی با مینایی و امان مینایی کانگی به تلکه جانبات و اصداف بینی مینایی در حدود بینایی بینایی بازی تامید بینایی تامل کرد شرق به جین بین بینایی خسره جین اور افزای چینان تصدر میتاییان مینایی بینایی امان یا آن اینان تامید اینان باشد، بینایی بینان مینان می زائات میں روائی کے ساتھ بیان کیما ہے۔ ان متدورین میں جذبات و احساسات کے امالات کی دومی صورت سے جو برین رابط عظم آبادی کی متدون کالکیموں الشوق کا میں مل متلی ہے جہتی جومی میں بہتی امالات اللہ الشوق کا میالات کے اس المالات ہوتا ہے۔ کہا امالات المسلم کی امالات کی وجہ یہ منا تمام ہر فرین آتے جس پر تمام تعربر امر السنم کاتھائے میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وور دائل، حضل میں کے الاش المالات کی ال الهریز چور یہ جلا ہی

ا آفاورین صدی کی آردو شامری کا سارا منظر پیم نے اپنی آنکھ ہے دیکھ لیا ، پکن الیسویں صدی میں داخل ہوئے ہے لیے الھارویں صدی کی آردور ٹٹر کا مطالعہ بھی کو لیا جائے ، جو اپنے تشکیل و دیوری دور ہے گزر کر ان میلالت د رحیاتات کو ابھار رہی ہے جس پر الیسویں صدی التی ادب کی تمیر کرتی ہے۔

#### حواشي

و- گلشن سخن : مردان علی نحان مبتلا ، مرتبه مسعود حسن رشوی ادیب ، ص ۱۷۲۳ ، انجین ترق آردو (بند) ، علی گڑھ ۱۹۸۵ وع -

جـ كيفيت العارفين : سيد شاه عطا حسين ، ص ١٤٤ ، مطبع متعمى ، پشته بهار ١٩٣٣ع -

٣- تذكرة عشقى (دو تذكرے) : مرتب كليم الدين احمد (جلد دوم) ، ص ٩٥ ، يئت جار ٩ ۽ ٩ و ٩ -

به تذکرهٔ مسرت افزا و امراشه الد آبادی ؛ مرتبه قاشی عبدالودود ؛ ص ۱۹۳۰ ؛ یثنه بیار -

ید. پادگار عشق : ثاقب عظیم آبادی ، ص ، ، اسلامی پریس صدر کلی ، پشد چار ۱۹۲۹ -

جاز 1979ع -- الذكرة مسرت افزأ : ص مودو - ع- كيفيت العارفين : ص 120 م

بر- گلشن سيخن : ص ۱۵۳ - ۱۵۳ -ور تذكرهٔ مسرت افزا : ص جهر - ههر .

و. لد تره مسرت افزا : على مهدا - ۱۳۵ -. ١ - مرزا مد على قدوى -- ان كا عصر ، حيات ، شاعرى اور كلام ؛ دُاكرُر مياد

به حسین ، ص ۱۳۶۰ اردو سوسالتی پشد ۱۹۵۹ع ـ به حسین ، ص ۱۳۶۰ اردو : میر حسن ، مرتبه جیب الرحسن خان شرواتی ،

ص ١١٠ ، الجين ترق أردو (يند) ، ديلي ١٩٣٠ع -

٦٢- گلزار افرایع : علی انراییم خان تحلیل ، مراب کایم الدین احمد ، ص ۱۳۳ ،
 دائرة ادب ، پائه .
 ۳۱- تذکرة عشقی : ص ۱۳- .

۳٫۰ ند مره عسمی : ص ۳٫۰ . ۳٫۰ مجموعه " لغز : ایوالقاسم میر قدرت الله قاسم ؛ مرتبد حافظ محمود شیرانی ،

ص ۳۸۳ ، پنجاب یونوورسی ، لابور ۱۹۳۳ ع -۱۹ کلیات حضرت رکن الدین عشق اور آن کی حیات و شاعری : مرتبد ڈاکٹر

د دوحو معرف و دو الدين معني اور ال عليه و معري و حربيد ما الدور الريشه حدين ، يشه بيار و يه و اع -

پ. بادگار عشق : أناقب عظم أبادى ، ص س. م. - م. ، اسلامي يريس ، پث:

۱۹۲۱ع -۱۱- یادگار عشق : ثاقب عظیم آبادی ، مقدمه سید سلیان قدوی : ص ۲۰ ، پثند

۱۹۲۹ ع -۱۹۵۸ - گذار ابرایج : علی ابرایج خان خلیل ، مرتبه کلیم الدین احمد ، ص ۱۹۳۸

١٥ گزار ابرايم : على ابرايم خال خليل ، مرتبه كايم الدين احمد ، ص ٨٩٠ ،
 دائرة ادب ، پثنه ١١هـ ١١هـ -

. بـ تذكرة مسرت افزا : ص جه: ـ

۽ - تذكرة شووش (دو تذكرے) : مرتبہ كايم الدين احمد ، جلد دوم ، ض ۾،، ، پشتہ ، بهار ٣٠٩ ، م -

۲۷- کلیات ندوی : مرتبه ڈاکٹر سید عد حسنین ، ص ۸۵ ، اُردو سوسائٹی ،

یشه ۱۹۵۳ ع -۲۳- کلزار آداییم : ص ۲۳۸ -

م بد تذکرهٔ شعرائے أردو : سير حسن ، ص ١٣١ -دمد انشآ ، ص ١٣١ - ٢٣٠ -

هـــ العما : ص ۱۲۱ - ۱۲۲ -۲۹- تذكرهٔ عشتي (دو تذكرے) : جلد دوم ؛ ص ۲۵ -

٣٩- لد تره عشى (دو دد ترے) ؛ جلد دوم ؛ ص ٦٥ ٢٢- تذكرة مسرت افزا ؛ ص ١٥٠ -

٨٧- تذكرة شعراك أردو : ص ١٢١ -

٩ ٧- لذكرة شورش : (دو لذكرے) ، ص ١١١٠ -

. ١٥٣ - تذكرة مسرت افزا: ص ١٥٣ -

۳۱ مرزا جد علی فدوی -- آن کا عصر ، حیات ، شاعری اور کلام : داآکثر سید
 بحد حستین ، ص ۹. ۲ ، أردو سوسائٹی ، پئند ۱۹۵۹ م -

وه مرزا قدوی و مقالد قاشی عبدالودود ، ص و ، باری زبان ، یکم دسمبر

وجد تذكرة عشتى : ص ١٢٥ -

سهر کلیات فدوی : مرتبد ڈاکٹر سید بجد حسنین ، پشد ۱۹۵۹ - -

ه- تذكرة شعرائ أزدو : سير حسن ، ص ١٣١ -

۲۳- گوار ابرایم : ص ۳۳۸ ۱۳۵۰ - ۳۵ -۲۳- تذکرهٔ عشق (دو تذکرے) : مرتبہ کیم الدین احمد ، جلد اول ، ص ۲۹۷ - ۵

برجہ خمطاله" جاوید : لاله سری رام (جلد سوم) ، ص ۲۳۵ دل پولٹنگ ووکس . دایل ۱۹۵۵ -

و- واسخ ؛ حديد عظيم آبادى ، ص ١٤ ، انجين لوبهار ادب پئند ، سند تدارد . -- قاضى عبدالودود نے لکھا ہے کہ "پہلے پھل ید بات کد راسخ موضع

''سائیں'' میں پیدا ہوئے ، بخد سہدی عظیم آبادی کے تلم سے لکائی تھی۔ بعد کے لوگ عض المال ہیں۔ لیکن بعد بات بغیر سند کے تھی اور خود ''سائیں'' کے لوگوں کو بھی اس کی خبر نوس تھی۔'' چار میں آردو زبان و ادب کا

کے تو ہوں ہو ابھی اس بی حبر ہوں تھی ۔" جار میں اردو زبان و ادب کیا ارتقا (۲) مطبوعہ لوائے ادب بمبئی ، ص ۱۵ - ۱۹ (جلد . ۱) شارہ ، ، بابت جنوری ۱۹۵۹ م –

و سـ لوائے وطن : شاد عظیم آبادی ۔

--- ببار میں آردو زبان و ادب کا ارتفا (پ) ؛ قانمی عبدالودود ، ص ۱۹ ، اوائے ادب ، بمبئی ، جنوری ۱۹۵۹ع -

۳۰۰ تذکرهٔ مسرت افزا: امراشه اله آبادی ، مرتبه قاضی عبدالودود، ص ۸۵-۸۱، وقت ما .

مهر- آزاد بعیثیت عنق : قاضی عبدالودود ، ص . ، ، توالے ادب بمبئی (جلد ع) ، شاوه ، ، الدیل ۱۹۵۹ع -

شاقه ۱ ، الدلنل ۱۹۵۹ع -۵م- تاریخ شعرائے بیار : فصبح الدین بلخی ، حاشیہ ص . ے ، قومی پریس لمینڈ، بالکی بور، بڑند ۱۹۳۱ع -

۱۹۹۰ تذکرهٔ مسرت افزا : ص ۸۵ م آذاد مداره متر متال مدال

ے ہے۔ آزاد بحبیت علق : قاشی عبدالودود ، ص . ۲ - ۲ ، د لوائے ادب ، بمبئی ، ابریل ۱۹۵۸ء -

الدین ۱۹۵۹ع -۱۸ م - بهار مین آردو زبان و ادب کا ارتقا (۲) : قاضی هیدالودود ، ص ۲۰ - ۲۰ م

توائے ادب ، بمبئی ، شارہ جنوری ۱۹۵۹ع -

- ه م. آزاد مجیت عقق : قاضی عبدالودود ، ص ، ب ، تواث ادب بمبئی ، اپریل ۱۹-۲۱ - ۰
  - ۔ ۵- اس موضوع پر ہم نے فدوی کے ذیل میں بحث کی ہے ۔ (ج ج) ۔ ۱۵- تذکرۂ مسرت افزا : ض ہم ۔ ۱۵- تدانات
- ٣٥- رياض الافكار : مير وزير على عبرتي (قلمي) ١٣٧٧ قصلي ، بمواله مثنويات
- راسخ : مرتبه ممتاز احمد ؛ ص ٥٥ ، ٥٩ ؛ بثنه ١٩٥٤ع -٣٥- كاشف العقائق : سيد امداد امام اثر ؛ (جلد دوم) ؛ ص ٥٥ ، مكتبه
  - معين الادب، لامور ١٩٥٦ع -٣٥- مثنويات راسخ : ممتاز العمد ، ص ٨٥ ، يشته جار ١٩٥٤ع -
  - ٥٥- كليات راسخ : خير العظام ، مغلبوره عظيم آباد و ١٩٥١ه -٢٥- منتويات راسخ : مرتبه تناز احمد ، پئند ١٩٥٥ ع -
- ہو۔ مسووسر راسع : مرابعہ مار احمد ، پہند 1962ع -عد- قاضی عبدالودود نے جوشش کا سال ولادت ، ہ ۱۱۵ قیاس کیا ہے اور ونات
- کے سلسلے میں لکھا ہے کہ دیوانر ہوشق میں بح قل مشتان کا قطعہ تاریخ وفات موجود ہے جس ہے ۱۲۱ہ ہرآملہ ہوتے ہیں اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ جوشش کی وفات ۲۲۱، ھ کے بعد ہوئی ۔ دیوان جوشش ، ص میں ،
- انجست ترق أودو (چند) دېلي ۱۹۹۱ع -۱۵۰ سبر المناخرين : غلام حسين طباطباق ، ص ۱۵۸۹ ، مطبع تونکشور ۱۸۹۵ع -
- وه ديواني جوشش : سرتيد ناشي عبدالودود ، ص ٢٠، انجين ترق أردو (پند) ديل ١٩٣١ع -
- . -- گشن مخن : مردان علی خان سبتلا لکهنوی ، ص مرد ، انجمن ترق أردو
- (بند) دېلی ۱۹۲۵ع -۲۱- بياض سيد جالب دېلوی (قلمي) : ص ۱۹، ، مملوکد ڈاکٹر چميل چالبي ،
- کراچی -۱۳۶۰ اید خط مجبوعه کاتیب رام ارائن میں شیخ حزیں کے اور عطوط کے ساتھ ۱۳۶۱ - دیدان حدیث میں تب اللہ عبدالدوں میں سے
- یں ۔ اوران جوشش ، مرتب ناشی عبدالودود ، ص . پ ۔
- چېد تذکرهٔ مسرت افزا ؛ مرتبه ناض عبدالودود ، ص ج.ه ـ چېد تذکرهٔ عشقی (دو تذکرے) : مرتبہ کلیم الدین احمد ، جلد اول ، ص ۱۹۸
  - ٥٥- كازار ابرابيم : ابرابيم غال غليل ، مرتبد كليم الدين احد ، ص ٩٨ -

ېېــ تذکرهٔ شعرائے اُردو : مير حسن ، ص ج،، انجمن ترق اُردو (پند) دېلي ؛ (طبح جدید) ، ۴، ۹ وع -

ے۔ تذکرہ شورش (دو تذکرے) : مرتبہ کام الدین احمد، جلد اول ، ص ۱۹۷ ۔ ۱۹۸۸ - اپنی دو رباعیوں کے عادرہ عزلوں کے اشعار میں بھی اس طرف اشارے

> عیش و عشرت ہی میں کوبھ ہے (لدگ مرگ ہے ہے ہار و مے مے (لدگ لوگ ہونے ہیں ہی کے مے بے ہوش مجھ کسو اپنے سے ہوش آتا ہے

 ۱۵ دوران بوشش' میں ایک رباعی میں واضح طور پر اس کا اظہار کیا ہے۔
 دیوانر جوشش ، مرتشبہ کلبرالدین احمد ، ص جوب ، (رباعی کمبر . ۲) بهار آردو (کہلس ، پشتہ ہے و بر و ، ع -

ے۔ دیوان جوشش : مرتشبہ قاضی عبدالودود ، ص ۾ ۽ انجين ترق اُودو (چند) ، دبلي ١٩٣١م -

اء- تذكرهٔ عشتى : (جلد اول) ، ص ۲۸۲ -

۲ ہے۔ تذکرہ گلزار ابراہیم : ص ۱۹۲ -۲ ہے۔ تذکرہ شورش : (جلد اول) ، ص ۲۸۱ -

ميه تذكرة مسرت افزا: ص ٨٠ -

ه . - دیوان چوشش : مرتب قانی عبدالودود ، س ۴۸ . ۲ . - دیوان دل : مرتب نه نقدرالحسن ، مکنیه مهر لیمروز ، گرلچی ۱۹۲۰ م -

عد- گذار ابرایم: ص ۱۹۲ -

ور لاها :

٨٥٠ تذكرة شورش: ص ٢٨١ -

وي عبر البيادي : شيخ بد هابد دل ، مرتبد سيد على حيدر ، ادارة تعقيقات عربي و قارسي بثنه بهار و ۱۹ و ع - عروض المبندي تاريخي لام يه جس عد ۱۹۲۹

برآمد ہوتے ہیں۔ . . . - تاریخ گذار آصفہ، : خواجہ غلام حسین نمانہ، ص ,مرسم ، مطبع عمدی حیدر آباد

۱۸۰ عربع محارز محمد، سومبد عدم حصین عدد، علی بردیم و مصبع بهدی عبد از دردی د ۱۸۱ محبوب الزمن تذکرهٔ شعرائے ذکن : هد عبدالجبار خان صوفی ملک پوری د

حصد اول ، ص ۱۹۲۸ ، مطبع وجانی ، حیدر آباد دکن ۱۹۲۹ه -

٨٠- ناويخ گلزار آصنيه : خواجه عملام حسين غان ، ص يرم .

۳٫۰ ایمانی سخن : سید اهمد ، س . ب ، حیدر آباد دکن ۱۳٫۵ م ۳٫۰ تذکره غطوطات ادارهٔ ادبیات أردو : مرتبد ڈاکٹر سمی الدین قادری زور ، (جلد سوم) ، ص ۱۳٫۰ ، حیدر آباد برج ۱۹٫۵ م

(جلد سوم) ، ص ۱۸۰ ، حیدر آباد ۱۹۵۰ع -۱۵۰ تاریخ گلزار آصفید : ص ۱۸۰ -

۱۳۸۰ - فهرست تفطوطات العبن ترق أودر پاكستان : مرتشيد انسر صديقي امروپوي ، (جلد افل) ، ص ۱۳۸۵ ، کراچي ۱۹۹۵ ع -

عدد الرخ كازار آصفید : ص عمه - . مدر محوب النامة الذكر و شعدارة ذكر . (حمد ادار) ، ص مدر

٨٨. محبوب الزمن تذكره شعرائے دكن : (حصد اول) ، ص وم ٣ ـ و٨. تاريخ كارار آصفيه : ص يرم ـ

۹٫۰ تارچ تارار اطلیه : ص رجم -. ۹. عمدة منتخبه : اعظم الدوله سرور ، ص برس .

### اصل اقتباسات (فارسي)

ص ۱۳۳ "از بجوم معتدان بعالم درویشی شامی می گند."

ص ۹۰۰ "بهره از علم موسیتی و ستار نوازی قدرے حامل فیز کردہ ۔''

ص ۹۳۰ ''در یکجا قرار نمی گند ـ گاہے در عظیم آباد و گاہے پمرشد آباد ، گاہے او فیض آباد می تماید ـ الحال شنیدہ ام کہ در بنگالہ پیشے

ص ۹۵۲ بالفعل شاعرے مثل او دران لواح لیست 2

ص ۱۷۴ "بسيار بلند که کلامش يېتر نظر له کڼي ."

# **فصل ششم** اٹھارویں صدی میں آردو نثر

## آردو نثر کے رجحانات

### اسالیب و ادبی خصوصیات

اٹھارویں صدی مغلیہ سلطنت کے زوال اور انگریزوں کے اقتدار کی صدی ہے ۔ بہی صدی قارسی کے عدم رواج اور اُردو کے عام رواج کی صدی ہے ۔ اسی صدی میں زبان کا دریا کوشش و کاوش کے جاڑوں اور استعال کے سیدائوں میں بہتے بہتے اور عنداف اثرات کے لدی نالوں کو اپنے اندر جنب کرتے ہوئے باٹ دار ہو گیا ہے ۔ اہل علم و ادب اپنے اپنے طور پر اس فکر میں غلطاں ہیں کد کھی طرح اپنے خیالات ، اثر آفرینی کے ساتھ ، اس زبان میں پیش کیے جائیں تاکہ یہ زبان بھی ، قارسی زبان کی طرح ، اہل ہفر کا کہال بن جائے ۔ اس صدی میں أردو زبارے ایک نئی قوت بن کر معاشرے کی ہر سطح پر استعال میں آ رہی ہے۔ عوام کو یہ پہلے بھی عزیز تھی ، اب خواس نے بھی اسے سپنے سے لگا لیا ہے اور یہ زبان بازار باٹ اور گلی کوچوں سے لکل کر دربار معلٰی میں بھی پہنچ گئی ہے - صوفیائے کرام عرفان ذات کے راز بائے سربستہ اسی زبان میں بیان کر رہے ہیں۔ علمائے دان تبلغ کا کام اسی زبان سے لے رہے ہیں۔ ابار علم و ادب اپنی تخلیق صلاحبتوں کا خون اسی زبان میں شامل کر رہے ہیں ۔ داستان گو اسی کے ذریعے دلچسپی و تفریح کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں ۔ اس دور میں اُردو ژبان کے عام رواج اور ادبی سطح پر ترق کا سبب یہ تھا کہ ساجی ، معاشی اور تہذیبی حالات کے بدلنے سے عوام کی اہمیت روز بروز بڑھ رہی ٹھی اور اسی رجحان کے ساتھ ان کی زبان کو بھی فروغ حاصل ہو رہا تھا۔ اس دور کی تصانیف میں یہ رجحان واضع طور پر نظر آتا ہے۔ فضل علی فضلی نے ''کربل التها" أردو مين اس لي لكهي كد قارسي "روف: الشهدا" ك معالى الساء و عورات کی سمجھ میں لد آئے تھے اور فقرات میر سوز و گداز اوس کتاب مذکورہ 
$$\begin{split} & = \sum_{i \in \mathcal{N}} \min_{i \in \mathcal{N}} \sum_{i \in \mathcal{N}} \sup_{i \in \mathcal{N}} \sum_{i \in \mathcal{N}} \sup_{i \in \mathcal{N}} \prod_{i \in \mathcal{N$$

اس رجعان نے قارسی سے اُردو انٹر میں ترجموں کو عام رواج دیا ۔ جیسے أردو شاعرون نے اس دور میں فارسی اسالیب ، محور و اوزان ، علامات ، مضامین، تراکیب و گنایات کو اُردو زبان کے سانھے میں ڈھالا اسی طرح ٹئر لگاروں نے اارس کے نشری اسالیب اور طرز بیان کو اُردو کا جامد جنایا ۔ یہ صدی ، اُردو زبان میں ، فارسی طرؤ احساس کے جذب ہونے کی صدی ہے . اس صدی میں ہر تصنیف بذات خود ایک تجربے کا دوجہ رکینی ہے ، اسی لیے پر نئر اگار یہ دعوی کو رہا ہے کہ اس سے پہلے یہ کام کسی نے انجام نہیں دیا۔ فضل علی فضلی نے لکیا کہ ''بہش ازیں کوئی اس صنعت کا نہیں ہوا مخترع اور اب لگ ترجمہ فارسی یہ عبارت بندی نہیں ہوئے مستم -١٠٠ مراد آلة الصاری نے "تفسیر مرادید" میں لکھا کد "کنیں بزرگ این ، کسی عالم فاضل نے ، بندی زبان میں کوئی کتاب دین کے علم میں ند لیکھی . . . اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کرم سیں اس عاجز بندے کے دل میں ڈالا ، توفیق بخشی سورۂ فاتحد اور عم کے سیارے کی تنسیر اس بندی زبان میں لکھنا شروع کیا ۔"، تحسین نے "او طرز مرصم" کے دیاہے میں لکھا کہ "مضمون اس داستان بہارستان کے تئیں بیج عبارت ِ رنگین زبان ِ ہندی کے لکھا جاہیے کیونکد آگے سلف میں کوئی شخص موجد اس ایجاد ثاره کا نہیں ہوا ۔ ۱۸ اس صدی میں شاعری کی ایان اور اس کے سانجے تو مارز ہو جانے ہیں لیکن نثر ابھی "بیروں چلنا سیکھ رہی ہے اسی لیے ایک نثر اگار کے بال ایک ہی تصنف میں کئی اللہ کی اسالیب کی جھلکاں تظر آئی () ایکس ن آسلوب جس بر الاس تائی کا شول و مرفح اسلوب حلوی پاک جو جس بین استدارات ، اداس درگیجی تا اندام اور شامراند النظام الدائم اور شامراند الدائم الدائم الدائم کی بیا کی گلے جہ اس اصادب بدی جسل کی سات میں قارمی جسلے کا گیرا اگر ہے ۔ ایسا معادم ہوتا ہے کہ اداری جسلے آرد میں لکھا اور میں جائے اور اکامو کی کے کہ وہ حدوث کی افران وائن میں سو رائے ہے ۔ توامراز مرجم اور کرمی کیا کہ وائن کی تائم کی ان کی تائم کی ان کے کہ کی چھو حدوث کی افران کی نازم کی آران کی ان کی تائم کیا تھا کہ

 کے خاطب بھی وہی تھے اسی لیے اس دور کی تصانیف کی زبان بھی عام ہول جال ک زبان سے قریب تر ہے۔

ان سب لٹری تمانیف کو دیکھ کر اندازہ ہونا ہے کہ اُردو لٹر میں بہ صلاحیت بیدا ہو چکی ہے گد طویل تحریرین اور قسے بیان کر سکے . عجائب القصص كى الله فورث وليم كالج كے بيشتر مستفول سے بہتر ہے . نوطرز مرصع يا سودا کے اُردو دیباجے کو دیکھ کر یہ کینا کہ اس دور کی ساری اُردو تش عبارت آرائی کا شکار ہے ، کسی طرح درست نہیں ہے ۔ اگر اس دور کی تصانیف ، نورٹ ولیم کالج کی تصانیف کی طرح ، چھب کر سائع ہو جائیں تو اس دورکی أردو نئر کے بارے میں رائے مختلف ہوتی ۔ "نکرسٹ ، سوائے لوطرؤ مرصع کے ، اس دور کی کسی تصنیف سے واقف نہیں تھا ۔ اس نے اپنی رپورٹ سیں ایک جگہ لکھا ہے که "ابهی پندوستائی نثر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں ہے جو قدرو قیمت یا صحت کے اعتبار سے اس تاہل ہو کہ میں اپنے شاگردوں کو پڑھنے کے لیے دے سکوں ۔ کسی ایسی جگہ سے شہد لکالنا میرے بس کی بات نہیں ہے جہاں مکھیوں کا کوئی چھتہ ہی نہ ہو ۔"'1 حالانکہ وہ تصانیف ، جن کا مطالعہ ہم نے آئندہ صفحات میں کیا ہے اور جن کا حوالہ اُوہر آ چکا ہے ، نورٹ ولیم کالج کے وجود میں آنے سے بهلے ہی لکھی جا چکی ٹھیں . "نوآئین ہندی" اور "قصہ و احوال روہید" کو چھوڑ کر ایک عی تصنیف ایسی نہیں ہے جو کسی نصابی ضرورت کے لیے لکھی گئی ہو۔ "الوطرز مرصع" چولکہ لواب شجاع الدولہ کی غدست میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی اس لیے اس میں عبارت آرائی و الشا بردازی کا وہ کال دکھانے کی کوشش کی گئی ہے جو نصیدے میں سودا نے دکھانا تھا۔ درباروں میں جی ونک بسند خاطر تھا۔ اگر تحسین ''الوطرز مرصے'' میں ونکیٹی۔ عبارت کے ساتھ الشا بردازی کے جوہر نہ دکھائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ توطرز مرصم كا غاطب طبقه خواص تها جبكه تفسير مراديه اور سهر اقروز و دلمر وغيره كا بخاطب عام آدمي تها ـ

المهاروين مدتی جن قارس کا دواج تیزی ہے کام شرور وو روا تھا لیکن فارس زبان دائیہ البار شام ہے کہ آپ اس میں امیر کے اس میں ہے اس دور میں زبانہ تر علمی و ادبی کامیری فارسی زبان میں میں کھی گئی ۔ جدر دیا تھی جاری کی گرا مسئولی شام فاردات ، علم الکتاب ، اللہ تود اور شیمر عمل و شام ہے میں لکتوب جد تھی جد نے اپنے صواح الاکمر ہو "کا کام تعالی میں دیل لکھے ۔ اس دور میں۔ آباد و تعراع کے سارے معافر للاکرے شام کا کان النظامی گردېزې کا تذکرهٔ ریخته گویان، نائم کا غزن. لکان ، حمید اورنگ آبادي کا كشن كفتار ، قانشال كا تحدد الشعرا ، شفيق كا جنستان، شعرا ، قاسم كا طبقات الشعراً ؛ أمر الله اله آبادي كا تذكرهٔ مسرت افزا ؛ ابرابيم خال خليل كا كلزار ابراہیم ، میر حسن کا تذکرہ شعرائے أردو وغیرہ فارسی زبان ہی میں لکھے گئے ۔ ان کے برخلاف وہ تصالیف ، جن کے مخاطب عوام ہیں ، اُردو لٹر میں لکھی گئی یں اور ان سب کا اسلوب بیان سادہ و عام فہم ہے ۔ یہی وہ اسلوب ہے جو الهاروين صدى كا بنيادى اسلوب ب جسے عوام لك ابنى بات بينجائے كى غوابش نے جام دیا۔ اس اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں رنگینی عبارت ، استعارات ، مشکل فارسی و عربی الفاظ ، پیجیده تراکیب سے بچ کر عام بول چال کی زبان میں اپنی بات کہنے پر توجہ دی گئی ہے . اسی وجہ سے اس میں جملے کی ساعت پیچیدہ نہیں ہے ۔ فاعل ، مفعول اور قعل ایک دوسرے سے قریب وہتے ہیں ۔ کثرت صفات یا جملہ معترضہ کے استعال سے جملے طویل نہیں ہوتے بلکہ چہاں کہیں جملہ طویل ہونا بھی ہے تو اس کی وجد یہ ہے کہ لکھنے والا این بوری بات کو ایک ہی سائس میں کہد دینا چاہتا ہے ، اسی لیے اس دور کی تشر میں ہمیں النے طویل جملے نہیں ملتے جتنے قارسی نشر میں یا قارسی نشر ك زير اثر "الو طرز مرصع" يا "كريل كتها" ك بعض حصول مين نظر آتے بين -اس دور کی عام نثر میں اُردو بن تمایاں ہے لیکن اس اُردو بن کے باوجود نارسی چعلے کی ساخت کا اثر ، واضع یا غیر واضح طور پر ، موجود ضرور ہے ۔ مناؤ پہ دو جملے دیکھیے جن سے قارسی اسلوب اور آردو اسلوب کا فرق واضع ہو سکر گا :

(الف) "مرشد زادہ شجاع الشمس کے لئیں تعشق غواب میں ساتھ سلکہ لگار کے کہ بیٹی شاہ روم کی ہے ، پیدا ہوا ہے ۔"

(عجائب القمس ، ص ۹۰) (ب) ''اغتر سید خ بجرا کیا اور عرض کی کد پیر و مرشد عملہ قملہ سواری کا تیار ہے ، تشریف فرما ہوجبر ۔''

(عجائب القصص ، ص عد)

پہلے جعلے پر فارسی جملے کی ساخت کا اثر کمایاں ہے۔ یوں معلوم ہورتا ہے کہ لکھنے والے کے فین میں جلس پہلے فارس میں آبا اور اس نے اے اُردو میں لکھ دیا ۔ اس لیے جملے کی ساخت اُردو زبان کے مزاج سے قراب لہ ہولے کی وجہ سے پیچلد اور غیر سالوں ہے ۔ یہ ویسا ہی جدامہ ہے جباہ جا کا کی کائر ہیں ، انگریزی جبلے کی ساخت کے اور آزار ، پیچلد اور غیرمالوں جیلے نظر موضوع کے اعتبار سے اس دور کی اثر کو پہر چار حصول میں تقمیم کر مکتے ہیں :

۱- تنقیدی و علمی تار . ۱- تاریخی تار . ، انسالوی تار .

ربین و طبق آخر کا قبل می و آرود بنایر آلگ و برو کافرون عا آنیز منظور بمانی با دواردی آلمانی برای کی در به مواحد کی آراود دیوان کا دیوایی میرود آرای اور افزار آلمانی است بیشت به بالثوب و بن بالای به این المجاوری کی المواجه کی المجاوری کی المواجه کی کافر حقق امرود دیوان آراود برای با آثار دیوان کی عالمی برای و آراود منظار کافر و امانی المواجه کی آراود دیوان امرود برای المواجه کی المواجه کی آراود دیوان امرود کی المواجه کی المواجه کی المواجه کی المواجه کی المواجه کی المواجه کی آراود دیوان امرود می درود با امرود می المواجه کی فاعل و فعل کے درسوری زیادہ دوری نہیں ہے۔ مجہ ابنی اقصاف نے اپنا دیباچیہ 1114 مرا - 1271ع میں کھا ، صریح ضور ر دورے طور اور فارسی طرؤ احساس حاوی ہے اس لیے اس میں دنری فارسی و سرنی الناظ و تراکیب کے علاوہ قاعل و قعل میں فاصلہ بڑھ جاتا ہے اور جملہ پیجیدہ اور اُردو زبارے کے مزاج سے دور ہو جاتا ہے . سودا کے دیباجے میں بھی میں صورت ماتی ہے . سودا نے فارسی الشا کے الدار پر اُردو میں انشا پردازی کی کوشش کی ہے ۔ بحد باقر آگھ نے عام بول جال ک زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ایک نئے رنگ و بیان کی طرح ڈالی ہے۔ آگاه نے اپنے دیباہوں میں ، جو ۱۸۵ م/ ۲۵ - ۱عداع اور ۱۲۱۰م/ ۹۱ - ۱۹۱۹ع ع درمیان لکھے گئے ، ایک طرف انتہدی و تنابق تنطبه انظر سے اپنے ماغذ پر روشتی ڈالی ہے اور دوسری طرف عام و سادہ تاثر میں اپنے تقطیہ نظر کی اس طور پر وضاحت کی ہے کہ بات براہ راست بڑھنے والے تک پہنچ جاتی ہے۔ بد باقر آگہ کی اثر میں عبارت آرائی کے بجائے عام بات چیت کی سطح پر سلاست بیان قائم رہتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ تثر کا زور تقطعہ لظر کی وضاحت پر ہے ۔ اُردو میں تنقیدی ناثر کی روایت کے یہ وہ اولین کھونے ہیں جن کا رشتہ سر سید احمد تحال اور حالی کی اشر سے ہوتا ہوا بہارے دور کی انقیدی نثر سے آ ملتا ہے ۔ آگا، کے برخلاف ''پدماوت'' کے دیباچے کی نثر میں قارسی اسلوب کا اثر گہرا ہے اور اسے اڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ گسی فارسی عبارت کا لفظی ترجمہ ہے۔

سعجه سکیں اور "ارونے کے ثواب سے بے نصیب ند رہیں ۔" کربل کتھا کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ الگ الگ ٹکڑوں کا عبوعہ نہیں ہے بلکہ ایک متے کا دوسرے حصے سے ، ارتقا کے لحاظ سے ، گیرا رشتہ قائم ہے ۔ کریل کتھا کی یہ ثالیتی غصوصیت فارس روند الشهداء سے آئی ہے۔ اس کی نثر میں جوش بیان بھی ہے اور شدت جذبات بھی ، لیکن اظہار میں ایک ایسا توازن ہے جس نے کربل کتها کی اثر کو اس دور کی معیاری اثر کا قابل تدر مولد بنا دیا ہے۔ گربل گتها کا مونوع تو واندات کربلا بین لیکن بوری گتاب کا عمومی ماحول ، میر الیس کے مرتبوں کی طرح ، خالص بندوستانی ہے ۔ شادی بیاء اور دوسرے رسم و رواج اس طور پر کربل کتھا میں بیان کیے گئے ہیں جیسے یہ واقعہ کربلا میں نہیں بلکہ دئی میں ہوا تھا ۔ کربل کتھا میں دو اسالیب ملتے ہیں ۔ دیبایر ، مقدمے اور پر مجلس کے ابتدائی حصوں میں قارسی طرز احساس کے زیر اثر راکین فارسی اسلوب کا راک تمایاں ہے ۔ صفات اور جسلہ معترف کی وجہ سے جلے بھی طویل ہیں لیکن جیسے جیسے عبارت آئے بڑھتی ہے عام فہم زبان کا استعال بھی بڑھتا جاتا ہے اور اس سے وہ رواں ، سلیس اور عام فہم اسلوب سامنے آلا ہے جو آج بہارے لیے اہمیت رکھتا ہے . دولوں اسالیب میں اختصار کے ساتھ عبارت کی خطیبانہ پختگی موجود ہے۔ ۱۱۲۳ه/۲۰ - ۲۱۲۹ یں معین الدین حسین علی نے تسوف کی فارسی کتاب "جام جہاں نما" کو اپنے الفاظ میں أودو تار میں لکھا جس میں تصوف کے دلیق نکات کو آسان زبان میں سجھانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس میں فکری سنجیدگی کے ساتھ بات چیت کا انداز موجود ہے ۔ اس نثر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُردو نثر میں خشک صوفیالد مسائل کو بیان کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ ۱۱۸۵ م / ۲۱ - ۱۱۲۱ع میں شاء مراد اللہ الصاری ستبھلی نے "اغدائی قعمت" کے نام سے ''ایازۂ عم'' کی مفصل للسیر لکھی جو ''تفسیر مرادید'' کے لام سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ شاہ مراد اللہ نے یہ تفسیر چونکہ ان ''لاکھوں محروڑوں مسائلوں" کے لیے لکھی تھی ، جو عربی قارسی زبان سے واقف میں قیے ، اس لیے اس میں وہ زبان استعمال کی گئی ہے جو بازار باٹ اور کلی کوجوں میں اول جا رہی تھی ۔ تفسیر مرادیہ میں ایک طرف اس دور کی عام ہول جال ک زبان اور اس کے کئی لہجے مفوظ ہو گئے ہیں اور دوسری طرف اس کتاب میں اُردو زبان کے جتنے الفاظ استمال ہوئے ہیں شاید ہی اس دور کی کسی اور تمنیف میں استمال ہوئے ہوں ۔ جاں أردو نثر میں لئی لئی باتوں اور راگا رلگ شاہ رئیم الدین نے ، جو شاہ ولی اللہ کے تیسرے بیٹے ، اپنے وقت کے جيد عالم ، مشهور امتاد اور صاهب لصاليف بزرگ تھے، سب سے پہلے قرآن پاک كا قعت لفظى ترجمه أردو مين كيا اور سورة بلركى نفسير عام بول چال كي إبان میں لکھی جو ''تنسیر رفیعی'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے ۔ قرآن پاک کا ارجدہ لفظی ہے اس لیے اس میں عبارت مربوط نہیں ہے لیکن اس ترجمے سے اُردو زبان کے ذمیرۂ الفاظ اور اس ثوت کا بنا چلتا ہے جو ترجمے میں لظر آتی ہے۔ شاہ رقیع الدین نے قرآن پاک کا پہلا اُردو ترجید کرکے قرآن کے ترجیوں کے لیے رات بموار کردیا اور اس کے بعد قرآن پاک کے اُردو ترجموں اور تقمیر کی ايك بالاعد، روايت تائم بوكني - "نفسير وفيعي" كا الدار بيان ساده ، عام فهم اور خطیباند ہے جس میں گہری سنجیدگی اور اعتصار نے نثر کو اور اثر بنا دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ کے چوالھے بیٹے شاہ عبدالفادر نے اسی زمانے میں قرآن پاک کا وضاحتی ترجمہ کیا جس میں عربی جللے کی ساعت کو اُردو جللے کے اُسانی مزاج کے مطابق ڈھالا گیا ہے۔ شاہ عبدالنادر نے ترجمہ کوتے وقت ہر عربی لفظ کے لیے مترادف أردو لفظ لائے كا النزام كيا ہے ، اسى ليے اس ميں بے شار ايسے الفاظ الے بین جنہیں ہم عربی فارسی الناظ کے بجائے آج بھی استعال کر سکتے ہیں۔ اس ترجمے میں وہی (بان استعال کی کئی ہے جو عوام میں رامج تھی ۔ ان کا مقصد بھی جی تھا کہ قرآن مید کو عوام تک چنوائے کے لیے ایسی زبان میں ترجمہ کیا جائے تاکد وہ اوآن کے مطالب کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ شاہ عبدالتادو نے عام الفاظ کو ترجمے میں استدال کرتے انہیں لد صرف انی زندگی دی ہے بلکہ اُردو زبان کو بھی نئی اوت سے آشنا کیا ہے۔ بھی صورت اور زیادہ کھل کر ان تفسیری حواشی میں لفلر آنی ہے جو ترجمہ کرتے وقت ، مطالب کی وضاحت کے لیے ، شاہ عبدالنادر نے اکھے ۔ بہاں اس أردو اسلوب کا اولین نشقی واضع طور پر ابھرتا ہے جو آئندہ دور میں مذہبی تحریروں کا معیاری اسلوب بن جالا ہے ۔ اس نئر میں اُردو پن کی سادکی ، عنلی دلائل کی قوت اور بات کو کھول کر بیان کے مزاج نے اسے دلنشیں بنا دیا ہے۔ اس عمل سے متعدد قرآنی عاورات ، امثال اور انداز ببان أردو زبان كا حصد بن كنے . اسى روايت كو شاہ حقائی نے اپنی تنسیر میں اور حکیم مجد شریف خان کے ترجمہ و تقسیر نے آگے بڑھایا ۔

یہ وہ دور ہے کہ انگریزوں کا اقتدار تیزی کے ساتھ برسفیر میں پھیل رہا

ہے۔ الگریز اور دوسری مغربی اقوام کے مبلئین برعظیم کی اس عام زبان کو اپنے منهب کی تبلغ کے لیے استمال کررہے ہیں۔ اٹھارویں صدی میں نہ صرف بائبل کو أردو مين ترجمه كرنے كى كوشش كى گئى بلكہ أردو زبان كے تواعد و لغات بھى ص تب ہوئے ۔ ان میں جون جوشیا کیٹلر اور شارے کے نام ممتاز ہیں ۔ انگر بزوں نے اُردو زبان سیکھنے کے لیے منشی سلازم رکھے اور ان سے آسان زبان میں کتابیں بھی لکھوائیں ۔ اس دور میں لکھی جانے والی قواعد ، لغات اور بائبل کے تواجم ہر ہم آئندہ صفحات میں بحث کریں گے۔ ١١٩٥ه مريد عري مول رام نے ، جو سيمون ضام دادو سنده كا

رہنے والا تھا ، بھکوت گیتا کی دانش و مکمت کی باتیں اُردو زبان میں لکھیں ـ اس زبان پر سنسکرتی الفاظ کا اسی طرح غلبہ ہے جس طرح قرآن کی تفسیر میں عربی و فارسی الفاظ کثرت سے استدال میں آنے ہیں . اُردو نثر کی یہ روایت ، جس کی بنیاد اس صدی میں پڑتی ہے ، اگلی صدیوں میں ہندو مت کی تبلیز اور مذہبی کتابوں کے تراجم کے سلسلے میں عام ہو جاتی ہے -

أردو الله كے سلسلے ميں البدارويں صدى كى اہميت يه ہے كد اس ميں اظہار بیان کے مختلف اسالیب وجود میں آتے ہیں اور انیسویں صدی میں پختہ ہو کر مستحکم ہو جاتے ہیں ۔ اٹھارویں صدی کے آخری حصے میں رستم علی بجنوری نے ایک طبع زاد تاریخ اینے ایک انگریز شاگرد کی فرمائش پر "قصه و احوال وبیلد" ك قام م أودو الر مير تصنيف كى جس ميد ١١٣٧ه/١٠١٥ م لے كر شجاع الدوله كي وفات (١١٨٨ه/١١٨٥ع) لك كر واقعات قلمبند كير \_ رسم على نے اس میں روپہلوں کی تاریخ اور ان کی فتوحات کو موضوع بنایا ہے۔ ٹاریخی تقطه ٌ نظر سے اس کی اہمیت یہ ہے گد یہ روپیلوں کی معاصر تاریخ ہے . اس کا اسلوب نہ صرف عام فہم ، سادہ اور بول چال کی زبان سے قریب سے بلکہ تاریخ نویسی کے لیے بھی موزوں اسلوب ہے - رستم علی نے واقعات کو اختصار کے ساتھ 'پر اثر انداز میں بیان کیا ہے۔ اس تعینف کو بڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے الله معینف کا ساوا زور اپنی بات کو عام قبهم زبان میں بیان کرنے پر ہے۔ یہ پہلی آثری تصنیف ہے جس میں دو چار انگریزی الفاظ مثلاً پلائن اور ابجنٹو وغیرہ استعمال ہوئے ہیں ۔ ''تمہ و احوال روپیلہ'' موضوع اور اسلوب دونوں کے اعتبار سے اس دور کی ایک اہم تصنیف ہے۔

أردو زبان كى بېلى داستان مكبم عد على نے ، جن كا خطاب معموم على خاں تھا ، کسی تقریب کے موقعہ پر مجد شاہ بادشاہ کو سنائی ۔ بادشاہ نے اسے پسند کیا اور حکم دیا کہ اسے اُردو عبارت سے فارسی زبان میں ٹرجمہ کیا جائے۔ أردو داستان اب ناپید ہے لیکن قارسی داستان موجود ہے جس کے دیباچے میں حکم عد علی نے اس بات کی صراحت کی ہے:

اایک موقع بر درویشان داریش او ر قاندران سر گشته ی ایک سر گزشت ، جو زبان مندی میں تھی ، غدمت مبارک میں عرض کی ۔ وہ حکابت مرغوب بادشاء فبروز مند كي طبيعت مشكل يسند كو يسند آلي . بجه الهبر يعني حكم عد على المخاطب بد معصوم على خان كے نام فرمانروائے دل و جاں کا فرمان صادر ہوا کہ ہندی زبان سے اس کا ترجمہ فارسی (بان مين كرين ، البدا فرمان واجب الاذعان كى تكميل مين اس مكايت کو قارسی ژبان میں سطر یہ سطر تحریر کیا ۔۱۱۴ میر مد حسین کلیم نے ، جو مد تنی میر کے جنوثی ۱۳ اور خان آرزو سے قرابت

قریبه ۱۳ رکھتے تھے ، ہندی نثر میں ایک اقسہ رنگین ۱۳۴ لکھا تھا۔ اثناق سے اس داستان کا صرف ید نقرہ عقوظ رہ گیا ہے . . . "کل کے دن تھے بادشاہ اور وزير ، آج كے دن ہو يشمے ييں الدے ہو بصير ، ايسي دولت سے زيتبار زيتبار فاعتبروا یا اولی الابصار ١٥٠٠ صرف اس ایک ففرے سے اس داستان کے الداؤ بیان کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ اثنا ضرور معلوم ہوتا ہے

کہ کلیم نے عبارت میں وزن و فافید کا التزام کیا تھا۔

السهر افروز و دابراً أردو كي قديم ترين معلوم داستان ہے جو بحد شاہ يا احد شاہ کے دور میں کسی وقت لکھی گئی ۔ اس کے مصنف ٹواب عیسوی خال ہندی کے ادیب تھے جنھوں نے "باری ست سی" کی ایک شرح ہندی ژبان میں اوس چندر کا" کے نام سے ١٥٥١ع ميں لکھي تھي۔ سهر افروز و دابر کے تعمير یر ہندو دیومالا کا گہرا اثر ہے۔ عیسوی خان نے قصے کو اس طور پر بیان کیا ہے کہ سنتر والا دلچسپ بیان اور اس کی مجموعی فضا سے متاثر ہوتا ہے۔ اس کی ایک مصومیت یہ ہے کہ اس میں عام بول چال کی زبان کو سنانے کے اللّا بیما شیخال کیا گیا ہے۔ اس میں ہوں و آئیں النظا بھرت کہ اور مسکرت و راکورٹ کے النظا کراٹ ہے استہال ہوئے ہیں۔ اس داعلن کے ہمارت کی ساخت اور اللی، سیطر کی ساخت کا اگر موجود خودر ہے اکان یہ اتنا کہ ہے کہ گئے اور طوح ہوئے عمرت ہوتا ہے کہ آواد جبلہ المارت جبلے کی اسامت ہے آزاد ہو والے میں میں الفواق کہ اللہ کے استمار کے اللہ ہے جس کم اور الکو جائے تھے ۔ منڈ عمل کی چکہ معاہدات انوری کی بحکہ ارمائی وغیرہ معہر افروز و دیٹر اور نئے کر اتنا کی الکہ ہم کائے ہے۔

الو طرز مرصع" جن كا اصل اام "انشاخ أو طرز مرصع" ب ، مبر .. مد حسین عطا خال تحسین کی وہ تصنیف ہے جس میں انشا پردازی کے فن کو داستان اویسی میں استمال کیا گیا ہے ۔ یہ اپنی نوعیت کی اُردو میں پہلی تصنیف اور "فسانہ" عجائب" کی تثری روایت کی پیش رو ہے ۔ تحسین نے اس داستان کے چند ابتدائی جملے ۲۹۱ ع میں لکھے اور ۱۱۸۸ م/مدرع میں اسے مکسل کر کے نواب شجاع الدوله کی غدمت میں پیش کرنے ہی والے تھےکہ شجاع الدولہ وفات یا گئے ۔ قسین نے او طرز مرمتے کو ، جس میں جہار درویق کا قصہ بیان کیا گیا ہے ، فارسی نثر کے انداز پر لکھا تھا۔ اس دور میں ، قصیدے کی طرح ، ابل علم و ادب کا یه پسندید، اساوب تها . ید اسلوب ، ملا وجهی کی "سب رس" کے بعد ، جس کی زبان دکنی اُردو ہے ، اُردوئے معنٰی میں پہلی بار استعال ہوا تها اور اپنی جک منفرد تها . میر امن کی "باغ و جار" کا ماغذ بھی تحسین کی تصنیف لو طرز مرصّع ہے ۔ حکیم مجد بخش سہجور لکھنوی نے . ۱۹۰۰ھ/ہ.۱۹۵ میں جب اپنی داستان "گلشن لوبیار" لکھی تو اعتراف کیا کہ الھوں نے اسے اله طرار أو طرز مرصم" لكها ب - آج نو طرز مرصم كى عباوت ير يد اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کی زبان رانگین ، طرز ادا سعنوعی و 'پرتکاف ہے لیکن یہ بات کہتے وقت اس بات کو بھلا دیا جاتا ہے کہ جیسے باغ و بہار، فورٹ ولیم کالج کے باص ضرورت کے پیش نظر لکھی گئی آبھی ، اس طرح نو طرز مرصّع اواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لکھیگئی تھی ، اس لیے میر امن نے وہ اسلوب انحتیار کیا جو ''باغ و بھار'' میں للمر آتا ہے اور تحسین نے وہ اسلوب جو او طرز مرجع میں ملتا ہے ۔ تحسین کا کال یہ ہے کہ اس نے قارسی ع الشا پردازالد اسلوب کو أردو كا اسلوب بنا كر اس طور پر بيش كياكد أردو زبان كے پاتھ ايك نيا اسلوب آ كيا \_ يہ اسلوب اس دور كا اتنا متبول اسلوب تھا کہ میر بھادر علی حسبتی نے "الثر بے تظیر" کو دو بار لکھا ۔ ایک بار قورٹ وایم کالج کی ضرورت کے مطابق عام و سادہ اسلوب میں اور ایک بار الوطرة مرصع كے الشا يردازالد اسلوب مين - توطرة مرصع كا اسلوب ايك غموس طرز احساس کا ترجان ہے اور یہ وہ طرز احساس ہے جو آج ہارا طرز احساس نہیں ہے۔ جب کسی زبان کے بولنے والوں کا طرز احساس بدلتا ہے تو اسی کے ساته اس زبان کا اسلوب بھی بدل جاتا ہے۔ او طرز مرصع ہمیں یہ بات یاد دلاتی ے کد کبھی ہاوا یہ طرز احساس تھا ۔ اسی طرز احساس کی وجد سے شادری بارے خون میں شامل تھی اور اسی وجد سے نو طرز مرصّع کا اسلوب دلکش و جادو اثر معلوم بوتا تها . "تو طرز مرصع" مين يسين تين اساليب ملتے يين . ایک وہ جو بارے روایتی طرز احساس سے مطابقت رکھتا ہے جس میں استعاروں کے ذریعے بات کی جاتی ہے اور مسجع و متنائی عبارت سے تخیال میں رنگ بھرے جاتے ہیں ۔ اس پر فارسی جملے کی ساخت کا اثر غالب ہے ۔ ید اسلوب پہلے درویش کی داستان میں تمایاں ہے ۔ دوسرا وہ اسلوب ہے جہاں یہ اسلوب سادہ و عام عبارت کے ملتے سے پھیکا پڑنے لکتا ہے ۔ تیسرا وہ اسلوب ہے جو داستان میں فرنگل کرداروں کے آنے کے بعد ، سادہ و عام فہم ہو جاتا ہے اور جس کے اكثر حصر مير امن كى "باغ و ببار" اور شاه عالم ثاني كى "عجائب اللمص" ک اثر سے مائل یں ۔ او طرز مرمع ، جہاں اپنے عصوص طرز کی وجہ سے الرینی اہمیت کی حامل ہے وہاں اس کے دوسرے اسالیب ، بدلتے ہوئے معاشرتی و ساسی حالات کے ڈیر اثر ، بہارے بدلتے ہوئے طرز احساس کا پتا دیتے ہیں۔

شاہ عالم ثانی نے ''عجالب القصص'' کے نام سے 'ایک طویل داستان۔ ۱۰-۱۳/۵۱۳ - ۱۹۱۲ء میں ایسی اثر میں لکھی جو ''عام فہم اور خاص پسند''

تھی ۔ جی وہ معیار تھا جسے شاعری میں بحد تنی میر نے اپنایا تھا ہ شعر میرے ہیں کو غواص پسند ہر بجھے گفتگو عوام ہے ہے یمی معیار أردو تئر میں شاء عالم قانی نے اپنے پیش نظر رکھا ۔ "عجائب القصص " كا اسلوب اس ليم اس دور كى التر مين ايك ليا أور معيارى اسلوب يه .. اس فٹر کا ایک طرف عام ہول چال کی زبان سے گہرا رشتہ قائم ہے اور ساتھ ساتھ اس میں رچاوٹ ، پنتگی ، سلاست و روانی بھی ہے . عجائب اللممسكو ديكھ كر الدازه بوتا ہے کہ اُردو لئر میں اتنی صلاحیت بیدا ہو چکی ہے کہ وہ طویل داستان کو یکساں معیاری اسلوب میں بیان کر سکے ۔ بہاں تار شاعری سے الگ اپنا وجود قائم کر لیتی ہے جس کا اپنا مزاج ، اپنے تنافے اور الفرادیت ہے ۔ أردو بن اس اسلوب کا کابان وصف ہے۔ اُردو جملہ فارسی جملے کی ساخت سے بڑی حد تک آزاد ہو گیا ہے۔ عجالب القصص کی نثر میں قامه معلیٰ کی زبان کی تہذیبی و اسانی رچاوٹ موجود ہے جس میں قلعہ معلیٰ میں بولی جانے والی عام زبان کو ادبی سطع پر بیالد الداؤ میں داستان کوئی کے لیے استبال کیا گیا ہے ۔ آج اس میں بہت سے قامانوس الفاظ نظر آتے ہیں لیکن ید وہ الفاظ ہیں جو اُس زمانے میں عام و مروج تھے اور اب ٹکسال باہر ہوگئے ہیں ۔ اس داستان کی نثر میں بہتے دریا کی روانی بھی ہے اور سادکی و سلاست بھی ۔ اس داستان کی ایک تمایاں خصوصیت یہ ہے گ اس مین اس دور کی معاشرت ، تهذیب ، رسوم و رواج ، آداب و اطوار اس طور

یلی اس کے طر مستقبل کا فرا میں کردن ا پیلی کا اس کہ میں کہ اس کا میں کہ اس کہ اس کہ در در در در اس کا اس کے ہے آور میں مقابل کی میں بھی ایک مقابد والے کو دجو در در اس کہ اس کے ہما تھی میں بھی آئی میں کہ بات کی بات کی بات میں انگلی میں انگلی میں اس کے مالتی میں بہت لیک اس کی میں کی دبارہ آئی کی در اس کی بات کی در اس کی بین ہے ہے اسٹان میر اس میں میں کی بین ہے اور اس کی مالان میں در در دکھی میں بہت ہے ہو میں میں کہ بین میں میں کہ اس کہ اس کے اس میں اس کی دور دور میں کہ میں میں کہ کے المواج میں کو ان المرابع اس کی میں کہ اس کے در میں کہ اس میں میں کہ اس کے در دور میں کہ اس کے میں میں کہ کے المواج میں کو ان المرابع کی میں کہ ہی میں کا ان کے در کے در کی کہ میں کہ میں کہ اس میں کہ اس کے در دی کی کھیلی کے در اس کی کہ اس کی در اس کے در اس کی کھیلی کے در اس کی کہ کی در اس کی کہ کیا تھی کہ کے در اس کی کہ کیا ہم کی کے در اس کی کہ کیا تھی کہ کے در اس کی کہ کیا تھی کہ کے در اس کی کہا تھی کہ کے در اس کی کہا تھی کہ کے در اس کی کہا تھی کہا تھی کہ کے در اس کی کہا تھی کہا تھی کہا تھی کہا ہم کی کہا تھی میں کہا تھی کہ کہا تھی کہا تھی کہا تھی کہا

پر تفصیل سے بیان ہوئے ہیں گہ یہ اس دور کی "کتاب الہذیب'' بن جاتی ہے۔ عجالب القمص أردو نائر کی تاریخ کی وہ کڑی ہے جس نے فورٹ وایم کالج سے

یه وه دور یه که سارا برعظیم خلفشار ، بد اسی ، ثوث بهوث اور النشار سے دو چار ہے ۔ انگریزوں کے قدم جم گئے ہیں اور لئی سیاسی ، ساجی ، معاشی و تہذیبی تبدیلیاں تیزی سے آ رہی ہیں ۔ رواہتی معاشرے کی اکائی ٹوٹ گئی ہے اور جمے جائے تہذیبی رشنے بکھر گئے ہیں ۔ سارا معاشرہ جو بدایت و رہنائی کے لیے مغلبہ سلطنت کی طرف دیکھتا تھا اب الگریزوں کی طرف دیکھ رہا ہے ۔ پسند و ناپسند کے معیار بدل رہے ہیں ۔ مذاق سخت تبدیل ہو رہا ہے ۔ اکلی صدی اسی بدلی ہوئی صورت حال کی صدی ہے جس میں وہ رجحالات و میلانات پروان چڑھتے ہیں جن کی جڑیں اس صدی میں پیوست ہیں ۔ لیکن اس سے جلے کہ سے اکلی صدی میں داخل ہوں اس دور کی ٹائری تصانیف کا مطالعہ کرتے چلیں ۔ پچھلے ابواب میں ہم جعفر زِثْلی کی تشر ، سراج الدین علی خان آرزو کی اُردو لفت االوادر الانفاظ" اور شاہ حاتم كى تثر كا مطالعہ كر چكے ييں . اكلے ابواب ميں ہم اس دور کی دوسری تابل ذکر تصالیف کا مطالعہ کریں کے تاکہ اٹھارویں

#### حواشي

- کریل کتها : فضل علی فضلی ، مرتبه مالک رام و مختار الدین احمد ، ص ٢٠ - ٨٨ ، ادارة تحقيقات أردو، بلنه ١٩٨٥ ع -
- ہ۔ محبوب القلوب : عبد باقر آگاہ (قلمی) ، مخزونہ انجمن ٹرقی اُردو پاکستان - 15
- س. ریاض الجنان : عد باقر آگاه (قلمی) ، مخزوله انجمن ترتی أردو ، پاکستان کراچی -
  - ہ۔ تفسیر مرادیہ : (دیباچہ) نمطوطہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ۔
- ه- ديباچه موضح القرآن : مرتبه شيخ بهد اساعيل باني يتي ، ص ١ مبم ، لقوش شاره ۱۰۴ ، لابور سي ۱۹۳۵ -
  - الكربل كتها : ص م n -

مدی کی اُردو نثر کی پوری تعبویر سامنر آ جائے۔

- ے۔ تفسیر مرادیہ : (دبیاچہ) مخطوطہ پنجاب یولیووسٹی لاہور ۔
- بر او طرق مرصم : عد حسين عطا شان تحسين ، مراتبه ڈاگٹر تورالحسن باشمی ، ص ۾ڻ ۽ ڇندوستاني اکيٽسيءِ الد آباد ۾ڻ ۽ ۽ ۽ ـ

۽- کنکرسٽ اور اس کا عميد ۽ عنين صديني . ص . 18 ، انجين ٽرق اُردو (پند) علي گؤه ، 1912ع -

1- ذا گفر سلیم حاصد وضوی سے اپنی تختاب "آورو انب میں بھویال کا حصد" میں عے ، مطبوعہ بھویال 1910ع میں لکھا ہے گف انھیں "تفصیر پندی" کا قلبی اسخد اورااحس مرحوم کے کتب شائے میں ملا تھا جو ۱۹۳۳م کا شکریہ تھا۔

(بار اول) لابور ۱۹۰۸ - -۱۳ عدة منتخد : لواب اعظم الدواء سرور ، مرتبد خواجد احدد فاروق ، ص ۱۳۵ ، شعبه أردو ، دیلی یوا،ورسی دیلی ۱۳۰۱ - -

۱۳۵ - تذکرهٔ شعرائ أردو : میر حسن ، مرتبه ۴: حبیب الرحمین خان شرواتی ، ص ۱۳۸ ، انجین ترق أردو (بند) دیلی ۱۳۸ ع .

ص ۱۳۸ ، انجمن ترقی اردو (بند) دیلی ۱۹۰۰ ع . ۱۲۰ عمدهٔ منتخبہ : ص ۱۶۵ ـ

١٥- تذكره شعرائے أردو : ص ١٣٨ -

198 U

### اصل اقتباسات (فارسی)

"العراقيين خلالية إلى المنافق ويشان در كراديتين لا سركريتين المنافق ا

### تنقیدی نثر اور اسالیب

دنیا کے ساومے ادبیات کی طرح اُودو ناتر بھی نظم کے زیر سایہ پروان چڑھی ۔ ابتدا میں وہ شاعری سے تریب تر رہی اور پھر رفتہ رفتہ اس سے الگ اپنا وجود قائم کر لیا۔ اسی لیے دلیا کی دوسری زبانوں کی طرح أردو کی اجدائی اللہ بھی ساعرالد الداؤ رکھتی ہے جس میں مرحاع و مسجے اسلوب سے نار س تناعراله راکبنی پداک کئی ہے۔ آج اس نبر کو دیکھ کے ہم اظہار حیرت کرتے ہیں لیکن اگر بیارے اسلاف اپنے زمانے میں یہ تغر نہ لکھتے تو ہم بھی آج ایسی نثر لد لکھ سکے جسے لکھ کر ہم المعینان کا سانس لیتے ہیں۔ ادبی و علمي سطح پر اب بھي فارسي قدر استعال کي جا رہي تھي ۔ مير ، گرديزي ، قائم اور میر حسن نے اپنے تذکرے فارسی میر لکھے۔ اس دور کی بیشتر تاریخی فارسی ہی میں اکھی گئیں ۔ وفائع اور روزنامیے بھی فارسی ہی میں لکھے گئے ۔ علمی مباحث بھی فارسی زبان میں بیان کیے گئے ۔ جعفر زُٹلی نے جو فارسی آئر لکھی اس پر آردو مزاج حاوی ضرور ہے اور کثرت سے اس میں آردو کہاوتیں بھی استمال کی گئی ہیں ، لیکن جعفر زالمی کے پاں بنیادی طور پر ڈریعہ اظہار فارسی ڈبان ہے ۔ جعفر کی وفات ۱۱۲۵ھ ۱۲۲ء میں ہوئی ۔ جعفر زئلی نے أردو كمهاوتون كو اپنے نمصوص بجويد و مضحك انداؤ ميں استمال كيا تھا لیکن سید برکت اللہ عشقی (م ۱۵۲۱ء/۱۵۲۹ع) النے أردو کیاوٹوں کو معرف و حقیقت کے رموز و نکات بیان کرنے کے لیے آستمال کیا ۔ سید برگت اللہ عشقی، جن كا لقب صاحب البركات ثها اور جو بالكرام كے مشہور خاندان سے تعلق رکھتے تھے ، صاحب دیوان شاعر اور اپنے وقت کے برگزبدہ صوفی تھے ۔ ان کے دادا مبر عبدالجلیل کا مزار ماریرہ س تھا۔ یہ بھی بلکرام سے ماریرہ آگئے اور ویں وفات پائی ۔ عشقی قارسی کے صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ انھوں نے قارسی "دیوارے عشق" کے علاوہ فارسی اثر می دو رسالے "جواب و سوال" اور الموارق بینته" میں لکھی ۔ بدتورف انسانی "کایان مشارق" کے الم بے اللہ ویک کا اس کے الم بے اللہ ویک کا اس کے اللہ بے اللہ ویک کا اس کے اللہ بین اللہ کی اللہ بین مثلی کے متعد الرواد المثال اللہ اللہ بین مثلی کے متعد الرواد المثال اللہ اللہ بین مثلی کے متعد الرواد المثال اللہ بینته کی ہے اللہ بینتہ کی اللہ بینتہ مثل طرور المثال بینتہ کا اللہ اللہ بینتہ کا اللہ بینتہ کیا ہے کہ بینتہ کی دیا ہے۔ اللہ بینتہ کی دیا ہے کہ بینتہ کی دوران کی دوران کی دیا ہے کہ بینتہ کے دیا ہے کہ بینتہ کی دیا ہے کہ بینتہ کی دیا ہے کہ بینتہ کی دوران کی

انجی جادر گراکت الله اوایس حسنی واساطی باکارانی مقیم بازور اکنیا ہے کہ یدندی کی اکار کمپاولین موام کی زبان نے سین اور ان کے معنی و مشہوم مجھنے کی کوشش میں مصروف رہا ۔ جب دیکھا کہ روز میرانی موارات عطابی ان کے تخالی وسیڈ ان امتال کی شرح وجدان و مال کے عطابی اس تصنیف خصر میں لکھ دیں اور ان چید حلور ہے یہ کوشش کی کہ سنتے والے غاط راشے پر امد جادی بھائی ایک اس

"عوارف بندی" میں جو امثال استعال ہوئی ہیں ان میں سے جند یہ بیں ہ : (۱) کھھٹری کھائے دن جلائے - 1 - - 1

(y) نیا 'دهنیا مونج کی ثالث ... (y) نئی چکنیان الڈی کا پھیلی ... (م) دلی کی دل والی مند چکیان پیٹ خانی ... (a) 'کوئیٹ پھائے 'کیا دیکھو گھر دلی آئے''۔ انداز مار کالیادا نیں آلدا در اس کالیاد

(٦) مارے کھوٹ المے خبرآباد ۔ (۵) مارے بھٹیاری روئے کوتوال ۔

رہ) اور است جمہوں اور کے طوعوں ۔ (م) اور است است کی کسائی کے کھوئٹے ۔ (و) تاج ام جانوں آلکن ٹیڑھا۔

(۹) ناج اہ جانوں آنکن ٹیڑھا۔
 (۱۰) جوئی ناج نجاوے سوئی ناچوں ناج ۔

(۱۱) جوں عج مہوتے ہوں مہوں ناج ۔ (۱۱) جوئی کاچھ کاچھٹے سوئی ناج ناچئے ۔ (۱۲) من چنکا تو کنچوئی میں گنگا۔

(۱۲) من چنکا تو کنہوئی میں گنگا۔ (۱۳) بیل نہ کئےودا کودی گوں ۔

(۱۲۰) الدهلا 'سلان پھوٹی مسیت ۔ (۱۵) دهوبی کا کتا گیر کا تہ گھاٹ کا ۔

(۱۹) کنٹا چوک چڑھائے جاتی جالن جائے۔ (۱۵) نامن چوٹ جولایا کھائے گرگھا چھوڑ تماشے جائے۔

(۱۸) اندهلی کو سرجھے کندیری کا گھر۔ (۱۹) گرگٹ کی دیرٹر باز تالیں۔

(۱۹) ترت کی دور بار الین -(۲۰) بهوئین ازا آمان جائے -

(۲۱) بھیک کے آکڑے بازار میں ڈکار ۔ (۲۲) تالی دونوں باتھ باجے ۔

(۲۳) الدھلا مونے سڑک چڑہ مجھ کوئی لہ دیکھے۔ (۲۰) بھاگتے چور کچھوٹا لابھ۔

(۲۵) بالدر کے ہاتھ تاریل۔ (۲۹) مند سوئیں پیٹ کوئیں ۔

(ع+) ٹیلی کے بیل کوں گھر میں کوس بھاس -(+۲) ہاتھ کنگن کو آرسی -

(ہ y) مورکھ کی دس رات چھیل کی ایک گھڑی ۔ (. v) لنگ نہائے تو کیا بچوڑے ۔

(٣٠) تعلق مهاتے تو تيا عبورہے۔ (٣١) آم کھانے کا پيٹر گنتر۔

1 - - 1 و و ا م ك آم كنهل ك دام -(٢٠) كه مين كهان كو قاله تيسرے يهر كا ياه -(سم) ناؤں نہ جانوں نیرا توں چیڈا میرا ۔ (۲۵) درزی کا کیا کوچ کیا مقام . (۲۹) کددی ک کون میں نو پنسیری کا چولا ۔ ا رج ا باؤ سر کی لو کھڑی تین باؤں کی ہونجہ -(۸م) دوده بو دهولا جهاجه بو دهولي . (وج) دودہ کا جلا جہاچھ بھولک بھولک ہے۔ (. m ) مكنا كهڙا ـ (١١) ثهالا بنيان بهر بهر تولي ثهالا .. (mr) بل کے نخوں جھینکا ٹر ٹا ۔ رجم) ابنا دام کهوٹا تو پر کھانوں کیا دوس، ا سم) مرے ہوت کی بڑی بڑی آنکھیں ۔ (هم) شركت كي بالذي بزار مين بهوئي . (٣٦) حايت كي كدمي عراق كو لات مارے آرے -

(م) الدهلي كل إينا كهر سو كوس مين سوجه ... (مد) الا تفوتها بهلكيم أؤ الأجاف ... (مد) أب بي بالما مالكي دوار كهؤت دوويق ... (مد) كمان كر سو دور... (مد) كلياف كلو الذك لات كو مرغى ... (در) كلير نو كسان كا سيكهر نو الأل كا ... ۹۳۱) میرے میان کی النی ربت سانوں مائس اٹھاوے بھینٹ ۔ (۹۳) ددھار کائے کی دو لائیں سیٹیں ۔

(٦٣) اوچھی لڑائی کا کالا منہ ۔ (٦٥) آگ کھائے سو انگار اُکار ۔

(۱۵) اگ کھائے سو انگار اگلے ۔ (۱۹) دیس چوری بردیس بھیکھ ۔

(ع.د) راجاً چھوڑے لگری جس بھاوے تس سیو۔ (ع.د) من مانی گھر جاتی ۔

(۱۹۸) من مالی تھر جالی ۔ (۱۹۹) کنٹےکو پنڈول ہے سبنھا ۔

(۹۹) سے دو ہندوں ہی جاتا ۔ (۵) تیر تہ کان اللہ کی امان۔

(21) اوبو نہوے گیوں توکری کا کیہوں ۔

(22) دناں جار کی جاندتی پھر اندھیارا باکھ ۔ (27) گھر آئے حانب ند نوجے بانسی بوجن جائے ۔

(۱۳٪) عمر الے عامل فد توجیح باسی ہوجن جائے۔ (سء) کودکی جنوؤی نیٹ کے آس۔ جیسے سید برکت اللہ عشق نے امثال کی تشرع کے لیے قارسی ٹائر اسمال

كى ، اسى طرح مرزا عد استعيل عرف صرزا جان طيني ديلوى ام وجهدا ١٢ - ١٨١٣ع)" ن اپنے مربی امير الملک شمس الدولد بواب سيد احمد على عال کی فرمائش پر "اصطلاحات دیار دیلی و روزمر، نصحانے اردو معلی" کو ارمنگ کی صورت میں مرالب کر کے معنی و مفہوم کی تشریح فارسی اثر میں گ اور مند کے طور پر زیادہ تر اُردو اشعار اور کم تر فارسی اشعار درج کیے ۔ اس كتاب كا قام "شمس البيان في مصطلحات المهدوستان" ركها جو جو عرم الحرام ١٠/٥١٠ ستمبر ١٠/١١ع كو مرشد آباد مين سكمل يوني ـ- يه وه زماند تها کہ دلّی ویران ہو چک تھی اور وبان کے اہل علم و فن برعظیم کے نخنف علاقوں میں پجرت کر جکے امے ۔ طبق بھی دلّی چھوڑ کر مرزا جواں بنت جہاندار شاہ كر ساته لكهنؤ آث اور وبان سے بنارس آ گئے۔ شمبان ١٣٠١م جون عدماج میں جہاندار شاہ کی وفات کے بعد مرشد آباد ہونے ہوئے دھاکد آ گئے اور ثواب نسس الدولم کے متوسل ہو گئے ۔ بیری در تصبف مکمل کی ۔ اس وقت دلی کا محاورہ و زبان مستند سانے جانے تھے اور سارے برعظیم کے شاعر و ادیب اسی کی بیروی کرتے تھے ۔ اسی وجد سے نئے صوبائی مراکز میں اس زبان و عاورہ کو چالنے اور سمجھنے کی عام خواہش تھی۔ اکھنڈ و فیض آباد میں اہل ذرق سودا ، سیر ، سوز اور جعفر علی حسرت وغبرہ سے رسوع کرتے تھے۔ مرشد آباد و ڈھاکد میں قدرت اللہ قدرت ، خد فتیمہ دردمند اور مرزا جان طبق وغمرہ سے رجوع كيا جاتا تها ـ حيدر آباد دكن مين احسن الدين خان بيان اور عظيم آباد میں اشرف علی خال فغال اور میر باقر حزبی وغیرہ موجود تھے۔ دلی کی زبان کو جانے کے لیے نواب سعادت علی خان نے الشاءات عال انشا سے "دریائے لطافت" . لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ اس زبان کو جالنے کی خواہش اس وقت سارے برعظم میں موجود تھی . طیش کی یہ فرہنگ بھی ''دریائے لطافت'' کی طرح وقت کی اسی ضرورت کو پورا کرتی ہے ۔ طبق جو شاعری میں خواجہ میر درد^ اور بدایت الله بدایت ا کے تربیت باقت الهے ، خالدائی سہاہی الهے - علم عروض اور ان خوش لویسی پر قدرت رکھتے تھے ۔ ۱ شمس الامرا کو جب انگریزوں نے آصف الدولہ کے جالشین لواب وزیر علی خال کی حابت کرنے پر کاکتہ میں تید كرديا تو طبش بهي قيد يوفي ا ا اور تو سال بعد ١٣٠١ (١ - ١٨٠٦ ع) مين رہائی یا کر راجہ لب کشور کے نتوسل ہو کر کاکتہ میں متم ہو گئے اور بین ١٢٢٩ ١ - ١٨١٢ ع مين وفات يائي - "شمس البيان في مصطلحات الهندوستان" ع علاوه مثنوی بار دانش (۱۲۱۵ه/۱۸۰۹ع) اور کلیات طبق ان کی تصالیف یں۔ بیاض طبق بھی ان کی ٹالیف ہے جو طبق اور اس دور کے حالات کے سلسلے میں ایک قابل ذکر ماخذ ہے - مثنوی بیار دائش کے ابتدائی مصے میں طیش نے لارڈ منٹو ، مارلکٹن اور کینان ٹیلر کی شان میں مدحید اشعار کے علاوہ ودر تعریف افادات کالج" کے تحت بھی اشعار قلمبند کیے ہیں جن سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ طبش کا تعلق کسی فہ کسی حیثیت میں فورٹ وابع کالج سے تھا ۔ ١٨١١ع مين طيش كا كليات بھي فورٹ وليم كالج سے شائع ہوا تھا ۔

جو انہلی میں اپنی - جو کچھ اس کے مطابق ہے صحیح ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ نماظ و قبیع ہے۔ مختصر یہ کہ چند الفاظ تمریر کیے گئے 1711

آگ لینے کو آئے تھے : در مملے گویند کہ دوستے بدیدن دوستے آید و یے مکٹ و توقف آود مراجت گند۔ بدائی معر گدد .

جلد بجم سوخت کے پاس سے جاتا کیا تھا آگ لینے مگر آئے تھے یہ آٹا کیا تھا و از شعر سیدای اشرف منضاد شد کہ در اہل ولایت ہم این اصطلاح مستعمل است ۔ اشرف کرید : کرید کے

دل راز سبد آل بدرسر کش گرفت و رفت در خانه من آمد و آتش گرفت و رفت و اگر گریند که در شعر سعیدا رعابتی عبدت غایر نیست تا باصطلاح بسندی مطابقت یاد : گرایم واو عشد کد در گرفت و رفت واقع شد مفید این معنی است و بر منامل ظاهر .

طرح دادن در جواب سوال است - آبرو گوید :
 سخن آورون کا تشنه ہو کے سننا اور سپ گمینا
 مگر جب آبرو کی بات کو سننا تو پی جانا

ائی کی اوٹ میں شکار کھیلتا : در برد، کار کردن ۔ حاد گوید : مزگان کی صف میں چھپ کے لکہ یوں کرے ہے چوٹ

بی جانا بات کا

مرکان فی صف میں چھپ نے لاد یوں لارے ہے چوت صِیاد جواب شکار کی ٹئی کی بیٹھے اوٹ رقو چكر مين أ جالا : حيران مالدن بمشايدة امر عجيب و عوام بازار استمال كنند ـ سراج الدين سراج كويد :

راوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹالکے اگر دیکھے مرا سینہ راو چکٹر میں آ جاوے

ساون برے نہ بھادوں سوکھے: مدام بیک حال ماندن . بدایت گوید :

جوب سرو ہم اس باغ میں کرتے ہیں معاش ساون کہ برے ہیں اور نہ بھادوں سو کھر

ساون آد برے بی اور اد بھادوں سو کھے جاند کا کھیت کرانا : کتابد از طلوع شب سہتاب و بحود ہالد روشی .

میر حسن در تعریف سبز ہوشی نے تظیر گوید : وہ حسن اور وہ پوشاک اور وہ شباب زمرد میں جول جلوڈ آلتاب

رمرہ میں جوں جوہ اتاب کمیے تو کہ شب چاند نے آن کے انگلا تھا منہ کھیت سے دھان کے

رو الى سدى و همس التيال قسم ك وجرى المالة سه بيان و داهل على جائل المناح و وقال على حائل المناطق و وقال على حائل على حائل المناطق و وقال على حائل على حائل المناطق و المناطق و

سه مطالبي مؤلف (در ۱۵ – ۱۵ داور ۱۰ – ۱۹ داور ۱۰ – ۱۹ در ۱۵) در کام یک تاریخ که برخی سالد می گورکی می برخی سالد می گورکی می برخی سالد می گورکی می برخی سالد بر این برخی از این از می کام یک برایخ از این این از این

بنائم که به دولون پربتان اس این جمع کر دعیون تا کہ انورین پانی برا چینان آمریون کا باکار چرد بات محمد برای کا محمد برای کا برای برای این کا از مورد اس محمد نظام کا استان برای جرد جباری کا محمد برای بیونی چیل کا از مورد کا جو بات کا برو بات کا برای برای کا برای برای کا برای بروی کا برای بروی کا برای بروی کا عادی آگا بو بات کا برای برای کا ب

الله عندار کے کرنباو ! سب خوبیان ازل ہے ابد الذین بھیے ایسی آپ یہ آپ لبات نیمی کہ جاری زیان فاصر بیان ہے تیری بازال کی علی ادا ہو حکا ہو ۔ اوالہ کو جبکہ کے ایک کرنازہ نیمی انتیز دات و جنائیز دات کے جائیز اس کے اسا دور بائیز دون سے ایسٹر زیان کی رکبتا ہو دو روبیا ہے جیا کچھ اپنی کو آپ سراء چا ہے ۔ زیادہ ادر کا میں نمر نراوں کو کیا کے بنا ہے ۔ ایک داد ادر کا میں نمر اور کو کیا کے بیانا ہے ۔ ایک داد ادر کا میں نمر اور کو کیا کے بنا ہے ۔ ایک داد ادر کا میں نمر اور کو کیا کے بیانا ہے۔ ایک داد ادر کا میں نمر اور کو کیا کے بیانا ہے۔ ایک داد ادر کا میں نمر اور کو کیا کے بنا ہے۔ ایک داد ادر کا میں نماز دوں کو کیا کے بیان ہے۔ ایک داد ادر کا میں نماز دوں کو کیا کے بیان ہے۔ ایک دیا ہے۔

بیان جسلے مختصر بین - لہجہ ، اسلوب اور ساخت پر آودو مزاج کنایاں ہے۔ فارس النائظ کے جائے ہے۔ واقعیرہ احتال ہوئے بین - بدائر دکان و کجرات کی آردو کا بھی ہے اور عالم طور پر بولی جائے وال زبان کا بھی - لیکن اس سے آگے کی جارت بیں استعاروں کی کمٹر اور جائے وال زبان کا خلاص فتر کے مزاح کو جاری کو دوی کے د

''انچر' سبد میدالول مراث زنان ہے جوری سے مرض کونا ہے کہ رہ 'کرنے چور دور آمر آما انہ موارد کا مورٹ کا بی سے ہے اٹ کا کو اردوری کا بالاگرا ایل میں جس کے میں ادا مورٹ ان اس جم چاک ار الروی کا بالاگرا رہے اور اس کے سب مصرح حوظی منظمین ہے دور سنوی کی تھے کم رہے اور اس کی اور اعتبار اس کی کے جون دیں مسموری کے دو یات ہے گوران اور اس کی اور اعتبار اس طرف کا دورال منصوری کے دو یات ہے گوران اور میں اور اور سرف ایک دورال منصوری چوں کو ہے گوران اور سے اور اس طرف کی دورال منصوری کے اور کارور ہے۔

پہلے اقتباس میں جار جملے ہیں ۔ دوسرے اقتباس میں صوف ایک طویل جملہ ہے جس میں استعاروں کی کافرت اور اس سے پیدا ہوئے والی رنگنی عبارت نے بات کو پھیلا دیا ہے ۔ بات فرا سی ہے جسے اس عبارت آرائی میں تلاش کریا پڑتا مرا علم آخر کا من العالم سینترآنان (۱٫ و ۱۰ (۱۰ / ۱۰ / ۱۰ ۱۰ (۱۰ مرد ۱۰ / ۱۰ مرد ۱۰ ۱۰ از ۱۰ مرد ۱۰ (۱۰ مرد ۱۰ / ۱۰ مرد ۱۰ ۱۰ از اور راتال المدال کا بیما اور راتال المدال کا بیما اور راتال کا بیما این اور الاین المدال کا کرد دارات اکا بیما میداد این کرد بیما لازی و بیما کرد این المدال کا بیما لازی و بیما کرد این و بیما کرد این و بیما کرد این و بیما کرد این این المدال کا بیما کرد این این المدال کا بیما کرد این این المدال کا بیما کرد این کیما کرد المدال کا بیما کرد المدال کرد المدال کا بیما کرد المدال کرد المدال کا بیما کرد المدال کرد

"القصد قد كد عے لكايف تزكيد لفي يتزاولت رياضيات أو بلدون تكاف تصفيد طلب بتصحيح ليان بحض التخداع زبان و مكان تدوين يد اوراق يكد بلا شائبه ، اطراق مثم نهي ان طال ميلكد و الخراف طلمده عي كلد بسبب شفف اسلام و قدت شفاق و لدون ايان و شيوع تلاق سلاماين

دین دار روزگار از بسکه متوجد میں ۔''

العان کے دیبارم کی آردو ٹٹر کا بین رنگ ہے ۔ اس پر فارسی اسلوب پروی طرح طالب ہے ۔ عزات کا دیبایہ آردو ٹٹر کے ٹیٹینی اسلوب کا اورای تقلی ہے لیکن چہ ٹئی انساف کا دیبایہ فارسی اسلوب کی ایسی تکارار ہے جس سے بیان گرچک اور انظار العرب کیا ہے ۔ اس کے برخلاف سردا کے دیبایم کی نٹر ، کسری اسلوب کے اثر کے باوبود ، انساف کی ٹئر سے مزاجاً فنصف ہے ۔

مرزا بخد رفع مودا کی مشوی "سیل بدایت" کا مطالعہ ہم سودا کے باب بین محر آئے ہیں۔ سودا نے اس مشوی پر آودو اثر بین ایک دیباچہ لکھا جس بین مرتبے اور شامزی کے تعالیٰ ہے آئے تلفہ اشراکی وضاحت کی ہے۔ سودا نے یہ آودو تار اس وقت لکھی جب الدین شامری کرنے چوئے جالیں سال ہو مجمع کے لئے سے "امنیٹی اند رہے کہ عرصہ جالیں سال کا اسر جوا ہے کتہ گواہر

یس سوری کی اس اولو در دین به و دو پور یچ سمر : --- الازم یه که تحویل سخن سامعه سنجان روزگار کردن تا زبانی ان اشخاص کی پمیشد مورد تحسین و آذرین رپیوند"

- ''پس لاؤم ہے کہ مراتبہ دو نظر رکھ کر مراثیہ کہرے نہ کہ اوائے گریہ' عوام اپنے تئیں ماخوذ کرے ۔''

 محردے تا وہال فیشان ناطقہ اپنی گردن پر ته لے ."

البقائس كلو فقر كر في بال سليق ألى جد كد المتارات الوز فقرائد الدلال بين مالي موسكي حيث كل حيث و كان مين مالي من مين الحرك في كان كو مين الموسكية المين في كان في مين المركز في كان مين مين المركز في كان مين مين المركز في كان مين مين المركز في مين مين المين المين مين المين مين المين مين المين الم

اس دور میں بد باقر آگا، ایلوری (۱۱۲۰ - ۱۱۵۸ ۱۱۵۸ - ۱۷۳۸ ٣ - ١٨٠٥ع) ٢ ن ابني كئي تصاليف بر أردو تثر مين ديباج لكهي . بد باتر آگاہ ۱۵۸ م میں ایلور (مدراس) میں پیدا ہوئے۔ والدکا نام بعد مرتضیٰ تھا جو بد ماحب کے نام سے مشہور ٹھے ۔ بد مرتضی اصلا بیجابوری ٹھے ۔ آگاہ نے سید ابوالحسن قربی بیجابوری ایلوری (۱۱۱۵ سـ ۱۱۸۲ه/۲ - ۲۵۰۵ س 91 - 1214ع) سے تعمیل علم کیا اور الهی کے پاتھ پر بیعت کی۔ عربی فارسی و أردو كے صاحب ديوان شاعر تھے اور اپنے إمانے كے بؤے بزرگوں ميں ان كا شار ہوتا تھا ۔ سید تربی سے تعلیم حاصل کورکے باقر آگاہ ٹرچنایلی گیر اور وہاں کچھ علوم ولی اللہ سے بھی حاصل کیے اور بھر تمنیف و تالیف میں منہمک ہو گئے ۔ پندرہ سال کی عمر سے شاعری کا آغاز ہوا جیسا کد "اریاض الجنان" کے ديباجي مين لکھا ہے کد "ايد عاصي پندرهوين مال سے شعر كے ساتھ الفت و ارتباط رکھتا ہے ۔'' جب ان کی شہرت پھیلی ٹو نواب بحد علی والا جاہ بہادر نے انھیں ابنے دربار سی بلا لیا اور اپنے دو بیٹوں امیر الامراء اور عدد الامراء کا اتالیق مقرر گردیا ۔ کچھ عرصے کے بعد "دوہری" کا عبدہ بھی ان کے سپرد کر دیا ۔ آگاہ متبحر عالم اور عربی ، فارسی اور أردو پر ندرت وكهتے تھے ۔ ان تينوں (بالوں میں الهوں نے شاعری کی ہے ۔ بد قدرت اللہ خال گوپاموی نے اکہا ہے که اعتمان گرفانکه مین آن جسا سرو پیداخین بوا اور گستان مداراس مین آن عمالغ کا (این طور تو کیم توجه (۱۳۰۰ ته شون بال اعلام در کاتیا ہے که "انام فورته عربی مین انسان بودندی کی باس باز جه سر ایت ان کا مختر نمایش کارگر بودید (۱۳۰۱ تین میده می بحل به ایش نمایش نمازی کار بودید نمایش به استان بیشت کا بیشتان باز ساز مینان مینان کیم افزی کار بود به این نمایش استان کا اور جه ۱۱ میده با مینان مینان مینان مینان کم کار تو به این نمایش استان کا اور جه ۱۱ میده با مینان مینان مینان کمینان کمینان

أردو لظم و تثر پر انهیں یکسان قدرت حاصل تھی۔ تمند النساء ریاض الجنان ، روضه الاسلام ، صبح ثوبهار عشق ، فرائد در قوائد ، عنائد آگا، ، محبوب الغلوب ، ہشت بہشت ، تدرت عشق اور گلزار عشق ؟ کے علاوہ دیوان ہندی ، احسن النبيين ، رياش السير ، تمقد الاحباب ، مثنوى ادب سنگار اور كرامات قادریہ وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ آگاہ نے 'دیوان پندی' میں جملہ اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے اور ایک مفصل دیباچہ اُردو میں لکھا ہے ۔ اس دور میں جب أردو تش فارسي کے زبر اثر استعاروں ، فارسی تراکیب اور فارسی انشا پردازی کے تصنّع و تکاف سے بوجھل تھی ، مجد باقر آگاہ نے بول چال کی عام زبان میں اپنے غیالات کا اظہار کرعے اُردو لئر نویسی کی روایت میں ایک لئے رنگ بیان کی طرح اس دور میں ڈالی جب شال کی اردو نئر فارسی عبارت آرائی کے ولگ میں رائل ہوئی تھی۔ باتر آگاہ نے اپنی اثر کو دکئی کہا ہے لیکن اس ذَّكْنَى لَثْرَ مِينَ سُواۓ چند تفصوص الفاظ ؛ جمع بنائے كے طریقے ؛ علامت فاعل اے کو مفوف کرکے قمل کو براہ راست فاعل کا تابع بنانے کے ، وہی معباری زبان استعال ہوئی ہے جو یکساں طور پر شال اور دکن میں بولی جا رہی تھی۔ اپئی تصانیف کو اُردو میں لکھنے کی وجد باتر آگاہ نے یہ بنائی ہے کہ ''بعضے علمائے متاخرین خلاصہ عربی کتابوں کا لکال <sup>ج</sup>ر فارسی میں لکھتے ہیں تا وہ لوگ جو عربی پڑھ نہیں سکتے ہیں ، ان سے فایدہ ہاویں ۔ لیکن اگر عورتاں اور تمام امیان قارسی سے بھی آشنا نہیں ہیں اس لیے یہ عاصی مطلب قسم اول کا جت اختمار کے سات لے کر دکھنی رسالوں میں بولا ہے ۔ ۲۳۳ باقر آگا، نے یوں تو عتف تصالیف پر دبیاجے لکھے ہیں ، مثا؟ فرائد در فوائد پر بھی دبیاچہ لکھا ے لیکن ادبی و سوائمی اور أردو نثر کے لعاظ سے ان کے باغ دیباھے تابیل ذکر بیں ۔۔۔ (۱) دیباچہ ہشت بشت ۔ (۲) دیباچہ محبوب التلوب ۔ (۷) دیباچہ کلزار عشق ۔ (م) دیباچہ رباض الجان ۔ (۵) دیباچہ دیوان بندی (أردو) ۔

"", as  $\mu = \mu^{-1}$  is axis,  $\mu = \mu^{-1}$ ,  $\mu = \mu^{-1}$ ,

یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کتاب انہوں نے دکئی آبی لکھی ہے : "
"ان سب رسالوں میں شامری نہیں گیا ہوں باتک سال و ساد، کہا ہوں
اور آودو کے بھاکے مین نہیں گھا ، کیا واسلے کہ رہنے والے بیان کے
اس بھاکے سے واقعہ نہیں تھے ، کے بھائی یہ رسالے دکھٹی زبان

میں ہیں ۔"

''آئے بھائی اگر تجمعے ان رسالوں میں کمیں شہبہ پوئے تو اپنے وہم و کمان سے اعتراض لہ کر بائد ان سب کتابوں میں کہ ان رسالوں کے اصل اور ماغذ بین نظر کر ۔ کی اواسلے کک میں بہت تحمیتی و تداوی کر کو کہا ہوں۔ ان کتابوں سے بھی مثلدان کی مائند تہیں لیا ہوں بلکد آن میں جو اصحح تھا سو انفذکیا چوں اور آن سب 'رسانوں کے قارا حصر کرنے کا یہ سب ہے کہ تا پر صاحب تولیق تنا یا اوکوں کو جمع کرتے روم الاول کے ماہ جارک میں بارا دن تلک بڑھے اور صاحبے۔ آگر پڑھنا نیم آثال ہے اور پڑھتے والے ہے سفیے ۔''

ستاهد ما او فرها تین ال چا و فراخی الی حاصر "" الا المحتمد المرافع الله عن سال " " المحتمد الله" به المحتمد المرافع الكلي " " " المحتمد الله" المحتمد المحتمد عبد الله و فراغت الله و فراغ

''جب شاہائی بند اس گلشن جنت نظیر (دکن) کو السخیر کئے ، طرز روزمرہ دکنی نمج محاورۂ بند بے تبدیل پانے لگل تا آنگد رفتہ رفتہ اس بات سے لوگوں کو شرم آنے لگی ۔ دکنی اوس سبب سے کہ آگے مرقوم ہوا اس عصر میں رائخ نہیں ہے اوسے چھوڑ دیا اور ماورۃ صاف و

شستہ کو کہ قریب روزمرتہ آردو ہے، المتبار کیا ۔'' باقر آکہ نے اپنے اس دبیاچے میں تجد حسین آزاد سے سو سال پہلے برج بھاشا کو آردو کی اصل جایا ہے اور رہتنہ و آردو کی روایت پر ان اللفاظ میں روشتی اللہ

"مینفوستان میں مدت لک قران بندی کہ اوسے برج بھاتا کمیتے ہیں رواج رکھتی تھی - اگرچہ لفت سنسکرت اون کی اصل امول اور خزن تعون تورج و اصول ہے ، پیچھے عادرۃ برج میں انتاظ عربی و تارمی بندرچ داتل بوج لکے اور اسلوب خاص کو اوس کی کھورے

 $\mathbb{R}_{p}$  , we will not  $\mathbb{R}_{p}$  , which  $\mathbb{R}_{p}$  , we will give  $\mathbb{R}_{p}$  , which  $\mathbb{R}_{p}$  , which

یٹرٹی ہے : ''تذکیر و ثالبت نعلی ازدیک ابار دکن کے تابع قاعل ہے ۔ اگر یہ مذکر ہے تو وہ بھی مذکر ہے اور اگر موات ہے تو موات ۔ یہ قاعدہ موافق قاعلہ عربی کے کہ سیار السند ہے اور قباس صعیح بھی اوسی کی تالیہ کرتا ہے ، برخبلاف عاورۂ آردو کے کہ اس میں لیست نعل کی مفعول کی طرف کو کر مذکر کو مولٹ اور مولٹ کو مذکر

حالانکہ دولوں نفظ زاہر سے سم و یا کی لفت تصبح ہے ۔"، اس دبیاجے میں بائر آگاہ نے اپنے سعاصر شعرا ۔۔۔ مثالہ درد، مظہر ، قفارے ، دردمند ، يقين ، سوؤ ، آبرو ، آزرده ، سودا ، ثابان ، شاه تديم الله نديم ، شيخ عمود بمری وغیرہ کا ذکر کیا ہے لیکن دلجسپ بات یہ ہے کہ میر کا ذکر نہیں ہے۔ اس دیباجے سے اس بات کی بھی تصدیق ہوتی ہے گد سودا کی شہرت سارے برعظم میں بھیل جی تھی ۔ باقر آگاہ نے لکھا ہے کد "عنی اس رہے ک تمام رہنت گوبوں میں سودا اعتبار ممایاں بایا ہے ۔ درد اوس کے سودا کا اکثر سرون میں پیچ کھایا ہے - جدھر دیکھ اودھر اوس کی ہواداری . . . ہے لے گر گرنالک لگ اوس کی خریداری ہے ۔ وجہیں اس شہرت و الفت کی بہت ملیں کی ۔'' غرش کہ یہ اور اس ٹسم کی کئی دلچسپ و مفید ذاتی و علمی باتیں اس دیباجے سے سامنے آئی ہیں ۔ باقر آگاہ کے دوسرے دیباچوں کی طرح اس دیباجے کے زبان و بیان صاف اور عام بول جال کی زبان کے مطابق ہیں ۔ آگہ کے دبیاچوں کی بنیادی خصوصیت ید ہے کہ ان میں زور عبارت آرائی پر نہیں بلکہ اپنی بات کو بیان گرنے پر ہے۔ ائر کا بنیادی مقصد بھی ہی ہے۔ ان دیباچوں گو پڑھنے وقت معاوم ہوتا ہے کہ اُردو نثر کی روایت دگن میں اتنی قدیم اور ستحكم ہو چكى ہے كہ باتر آگہ كو اپنے نيالات كے اظہار ميں گئس قسم كى دانت محسوس نہیں ہو رہی ہے ۔ ان کی انر اد مفترس و معترب ہے اور انہ جملوں کی ساخت مفلن و پیچروہ ہے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بات چیت کے الفاز میں

روانی کے ساتھ اپنی بات بیان کی جا رہی ہے ۔ بات چیت کا الداڑ شروع ہی سے

دکئی نثر کی بنیادی خصوصیت رہا ہے جب کد ہال میں نثر کا یہ الفاؤ چت بعد کی پیاوار ہے ۔ یہ انٹری دیاچی اس دور میں لکھی گئے ہیں جب آردو نثر کا رواج بیت کام تھا اور خصوصاً حادہ و صاف نثر تو بیت کم تھی ۔ بی صورت بدی بائر آگاہ کی عشوق 'آرافش البخان' کے دیناچے میں نشل آئی ہے ۔

"رباض الجدان"" باقر آگا، حج آخری دور کی اصفیات ہے جس کا بنا درباچے کے اس میط ہے جانے کہ "اے بھال اس کتاب کو دو میں ہے عضر کا باور دالی فضہ لینیت و اور دورتی براخ کہ این بوس سے مسلسات برائی افتادان میں الراز بیت اور اللہ المبارا کو موضوعے منان بتایا ہے۔ سیب تالیف اس کا امد ایا ہے کہ

"سفير ها في السال المؤدل كو فارس كناون هي جر كى دوج كلير ين ليكن كول كان حسول اس يال بين باب لك دكوني من ديكون من نجو الكي بين تصنيف بوقا اس كا يضدي زيان مي معلم نجي مكر به كم دو لي بالورن ديمالل مباراإلان كانيون يان بين دو المستمد منظوم لكم ين دام أن كا و وقد المسلمية الم ورفقة الأطبارة سالمب مكن المجاز كم أن دولو مين من كم ين دو العامت هيادت كم كوم للمسلم كلي الاحكام بنان أن دولان كاني فرو بالموات في المسلم

ات دیناچی میں بھی افرا آگھ نے اپنے ساتھ نے پین آور ریاض البجان کو باہد روشوں اور کئی روشوں کے دایالوں میں انسے کرنے تلام کا دانام امیسر کے ہے۔ اے ادادو میں اکانے کی دو مید بھائی ہے کہ ''انا اور گرج دور می دو البنی پارٹ میں سکتے جون اس فسٹے ہے ہیں، بادری اور نابدہ آنیادوں '' اس دیاچے میں افرائٹ کے ''انواچ'' کے انواج کی برائی اور کابدہ آنیادوں '' کہ ''اے جان آن ایک شخور کے کہ لواج کی کر اواج کر احتمال کی ساتھ کی ہے۔ یہ ہشر

اس میں ادارہ ادارہ ادارہ بندے بود دارہ جوا ہے۔
اس یہ کہ لازی جائے۔
اس یہ کہ لازی جائے۔
دانی کا میں کہ ان جائے۔
دانی کہ حکم الذی و منسوع کا اور دوسرے اشکام عبادات و مطابلات
درائیلے کہ حکم الذی و منسوع کا اور موسرے اشکام عبادات و مطابلات
درائیل کہ جائی ہم بنی میں کے اور مید السرطیات کے اور مطابلہ مشابلہ کا اللہ میں لازی کے بین درائیلہ مشابلہ کا اللہ کا اللہ کا اللہ کا اللہ کا اللہ کیا ہے۔
اس میں مسئول نہ ہو او لوری ان بیورن کا گھیات ہے ہوگا۔
اگٹر ایال اس اس کے خات کے ادارہ میں ان میران کا گھیات ہے ہوگا۔
اگٹر ایال اس اس کے خات کے ادارہ میں انکار کے اس کیو ہوا کہ الاگھارات میں انکار کے اس کیورہ ان کا گھیات کیورہ ان کا گھیات

اولیج کا گفتی برہ ضبا و انقیل نہیں گئے ۔ روط یا ہورک ہے کھ گئے ۔ اس چیٹ کے گئی گئی ہیں مل فلا ایری فار ہے اس روف السیدیا اسٹری جان اس دی جیٹ کے اس کے اس کا در اس اسٹری نے اسٹری اسٹری اسٹری اسٹری شعد یہ ہے کہ و ان آئی اف درسروں کے پہاؤٹوں کی اس کے ان گر اگر کے طبقہ نے شعد یہ ہمارت ان الی جیٹ رس کے ایک مال مال ہے کہ و ان گر کی جورائد یہ بن جیت کے نام انظر جد یکھ نے رہی اس کے ان کی بال اندازی کے اس کے اس کے اس کے بیٹ کے در اندازی کیس کی ہیں جیت کے نام انظر جد یکھ نے رہی اس کا دران ہے کہ و اندازی کے اس کی بدائے ہے ۔ میلا یہ ہے ۔ میلا یہ جدیاتی بھر یکھی کے دیاتی جیت کر چلے کا رجانان ملل ہے ۔ میلا یہ جدیاتی بھر یکھی کے میلا کے اس اندازی ہے جو کر چلے کا رجانان ملل ہے ۔ میلا یہ جائے جے میلا جے جدیاتی بھر یکھی جائے کہ جائے کے کہ جائے کہ جائ

- "ابعضے ملا ان ساقب اشرف کو فارسی کتابوں میں سیر کی درج کیر ہیں ۔"

\_\_ "واقعات شہادت کے کوبھ تفصیل کیے ۔" \_\_ "اکثر ایل اس فن کے ۔"

شال کے نثر نگار ان جملوں کو استعاروں اور فارسی طرز اخافت سے لاد کو پیچیدہ بنا دیتے مگر باقر آگاہ نے عام بات چیت کے لمبجے سے سلاست کو قائم رکھا ہے۔ یہی صورت اس مقدمے میں نظر آئی ہے جو انھوں نے اپنے ''اُردو دیوان ۱۱٬۳ پر لکھا ہے ۔ اس دیباجے سے معلوم ہوتا ہے کہ فن شاعری پر ہائر آگاہ کی گہری لظر تھی۔ وہ عربی و فارسی کے فن ِ شعر کے علاوہ فن ِ رہنتہ سے بھی پوری طرح واف تھے ۔ ریخنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''ریخنہ بجز مماورہ ہندی کے سب امور میں فارسی کا ٹابع ہے سائند قوانین عروض و ٹافیہ و صنائع ہدیمہ پر حال میں قدم پر اس کے قدم دھرے اور پر گز بیروی سے اس کی عدول نہ کرہے ۔'' یہ لکھ کر انھوں نے قارسی اصناف سخن کی وضاحت کی ہے اور اس کی او قسیس بتاتی بین \_\_ (۱) قصیده . (۲) تشبیب یا اسیب . (۴) مسط جو این مصرعوں سے دس مصرعوں تک ہوتا ہے - اول کو مثلث ، دوسرے کو مریع ، ٹیسرے کو غنس ، چوتھے کو مسدس ، پانیویں کو مسیع ، چھٹے کو مثمن ، ساتویں کو متسع اور آلھویں کو معشر کئیتے ہیں۔ (م) ترجیع ، جس کی دو صورتین ترجع بند و ترکیب بند بین ـ (۵) مثنوی ـ (۲) غزل ، اگر بارا یت سے تجاوز کرے تو قصیدہ بن جاتی ہے۔ بہتر بد ہے کہ ے بہت سے زیادہ اور ہ سے کم لہ ہو ۔ ہ اور ۱۱ میں بھی مضائنہ نہیں ۔ (م) فرد ۔ (۸) رباعی ۔ ر (٩) قطعہ ۔ یہ بھی بتایا ہے کہ بعض اہل فن مستزاد ، معمد و نفز کو بھی اصافی سخن میں شار کرنے ہیں لیکن یہ تیون شعر کی السام میں شدال نہیں ہیں ادران کی وجہ یہ ہے کہ ''اگر آلسام سنٹل پرچے تو آلسام دیکل ہیں داخل اللہ وصدے ، یہ انوانسدہ وکیل وزیادہ منظل پرچے کے یہ '' سمی لکانیا ہے کہ اگر گفتاد اور بعدی میں الشرک کہ کچھ دورہ چت دیکھنے میں آلے ہیں ۔ السام سفان پر مت کورنے کے بعد بائر آگا ہے تکہا ہے کہ ورزی گورون کر ورزی کر اور ان اللہ بیت کہ نے '' (ا) تعدیدہ خاران و مشوی میں اللگ عرب کے لک تا میں میں میں میں میں میں میں اس

(۱) قسیده فرال و مشتری بین الفاظ عرب و لفات غیر مشهور مربی و فارسی کمه بندیان اس سے چندان مالوس نمین بین ، که لاوے اور ترکیب میں وضع بندی کو ترتیب نمیج فارسی بر طالب کر دیوے (۲) قامقتور قرکیب شوخ و جست بالدار درست اعتبار کردے ۔ ایل

) الملفور تر توسید شرخ و چنت بالدار فرصت اختیار کارے ۔ ابل صناع بدیدہ اے انسجام کہنے ہیں ۔ السجام کے مشی مینیہ برسے کے بین اس طور ہے کہ پر قطرہ کلال اس کا علیجت بڑے اور قطرہ دیگر ہے اختلام کہ کرے اور اصطلاح میں اس کے مدی ید ہیں کہ کار اس بندوبست ہے ہو کہ بر کامہ باوجود فصاحت کے برعل واقم ہو

اور اس میں تکلف لہ پایا جائے۔ (۳) ناظم رشتہ اور لازم ہےکہ واو علف کو دو حرف صحیح کے درسیان اس مج سے لائے کہ حرکت کو اس کی ظاہر کرتا انہ بڑے اور

ان جہا ہے ۔ ماہ عرف ان کو اس کی عالم دران انہ بڑے اور دوسرے حرف محبح میں پیوند اس طرح نہ دیوے کہ اظہار حرکت سے ان کا وزن الوداع کیے ۔ بان اگر دو حرف علت ہوں تو مضافہ نہیں۔

(م) لفظ فارسی یا پندی کو دوسرے کامہ" بندی کے مالند مضاف انہ کوئے کہ چکر ہے، مگر در صورت شدت ضرورت، لیکن وہ بھی بطریق لدوت ۔ یہ بات شاید اسلامی میں کمیس ملے لیکن حال کی شاعری میں نہوں ہے۔

 (۵) لفظ کو اس طور پر استهال نه کرے که حرف یا تقطیع میں حافظ ہو جائے ، البتہ دو ساکن کا اجناع روا ہے - اللہ وصل کا ساتھ ہوتا ہے -(۳) تا مقدور تلائق مضامین ثاؤہ و لکات بائڈ آلوزہ کوے کہ مضمون

تازه دل گشا جان تالب سخن رسا ہے۔

(a) چولکہ رہند فارسی کا تاہم ہے اس لیے واجب ہے کہ الواع معنیٰ میں قوالین قواق فارس سے عنول لہ کرے نکہ تتبع پر اس کے من دھرے ۔  (A) گف فارسی (گ) کو گف عربی (ک) سے اور رائے پندی (ؤ) کو ساتھ رائے عربی (ز) کے اور اسی قبیل کے اور حرفون کو قالیہ اللہ
 بنا ڈ

ار کرتا کسی خاصر نے این آرود دیوان پر آپ کک اس قسم کا مقصد آرود آراف دونیا کا گلا بنا بہا ہے اس کے افغیات نصور امران اور زمان کل کا دفاعت برائی ہو اس اور ان کی کا اس کا دونیا کی بدار دیدی کی روابت کل آراف افغیات دیدیا میں دونیا کی اس کا دونیا کی باتیا کی دونیا کی دونیا کے دائیا میں میں اس کا دونیا کی باتیا کی دونیا کی باتیا کی دونیا کی باتیا کی دونیا کی دونیا کے دائیا کے دائیا کی دونیا کی د

التراكب لا ترك الرئيس الموادي كل و المجال من مراح مل متراه المراكب ( المراكب))))))))))

"النصد اوس روز بعد غزل خواتی کے مولوی صاحب (قدرت اللہ شوق) ايض رسان سلمه الرحسن بكال اشفاق مشفقائه و بسيار اخلاق اوستاداله طرف اس غریب کے کہ شاگردی اون کے تلمیذان کراست بیان کی فخر اپنا جالتا ہے متوجہ ہوگر فرمانے لگے کہ ایک فرمائش ہاری ہے ، اگر تم خوشی خاطر باری کو تکلف اپنی پر مندم رکه کر اتبال اوس کا کرو تو عین سلوک و احسان ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ پرچند یہ پیچ مدان اس لائق تو نہیں کہ کچھ کام آپ کا اوس پر موثوف ہو لیکن . . . که قدوی قرمایش عالی موجب سعادت دارین کا جان کر بیان و دل مصروف ہو۔ بازے مولوی صاحب موصوف نے طوطی زبان شکر نشاں کے بیچ گلستان بیان کے یوں متر نم کیا اور شاہد مانی الضمیر مجت پذیر اپنے کو حجاہ ٔ سینہ ٔ سہر گنجینہ سے لکال کر باصد زپور تقریر . . . آميز و بابزاران لباس تحرير بلاغت انكيز اوير تخت مرصع كلام عشق النیام کے اس طور پر جلوہ تمایش کا دیا۔ ایک عزیز پر ممیز جوان رعنا بوسف مصر فصاحت و بلاغت کا ماه کنمان . . . و مثالت بازبور علوم دینی آراسته و بالباس قابلیت و فنون دنیوی بیراسته نمال بند کلستان رنگیرے چاشی افزائے شکرستان لنظ و معنی شیریں اختر برج سیادت گویر درج سعادت میر ضیاء الدین نام متخلص بعبرت متوطئ شاہجہان آباد خوش باش قصبہ رامیور بہارے آشنا تھے۔ از یسکہ علم الزه اور طبع بلند آوازہ زود رس معانی فیم رکھتے تھے ۔ گاہ گاہ مشق شعر کی بھی فرمائے تھے . . . بغرمائش اوس خلاصہ دودمان حشبت و اجلال و مسند نشین چار بالس فضل وکال کے (نجو خان مرسوم) اوٹھوں نے قصہ راجہ رائن سین اور پنماوت کا کہ پوربی میں تصنیف مولانا سلک مجد جائسی علیہ الرحمۃ کا ہے ، زبان ریختہ میں تصنیف کرنا شروع کیا . . . كه مير ضياء الدين عبرت كو مرض الموت بوا اور ساته حسرت و غم تاکمامی اس داستان تدرت بیان کے دارالفنا سے دارالبقا کے قدم رغیہ فرمایا . اب عرصه سات آله سال کا گزرا کد کوئی موزوں طبع کچھ کچھ اپنے جی میں سعجھ کر واسطے تمام کرنے اس کلام دود التہام کے دست انداز اله بوا . . . سهربان من اب استدعا اور آرزو بم مشتاتون کی یہ ہے گا بسبب فکر تمهاری کے یہ قصد عجیب و غریب باقی ماقدہ سلک نظم آبدار کے آب و تاب انتظام کی یاوے ۔''۲۲

عشرت کی اس نثر کا بائر آگاہ کی نشر سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ باقر آگا، اس طرح لکھ رہے ہیں جس طرح وہ بولتے ہیں۔ عشرت کے اسلوب میں بات چیت کا انداز فارسی ٹراکیب و صفات میں چھپ گیا ہے ۔ عشرت کی عبارت فارسی تثر کا لفظی اُردو ترجید معلوم ہوتی ہے ۔ وہ بات جو پار پاغ جملوں میں ادا ہو سکتی تھی پھیل کر عبارت آرائی اور رنگین بیانی میں چھپ گئی ہے ۔ اس دور میں عبارت کی یہ رلکینی اُردو نثر کا معیار تھی ۔ اس یر قارسی کے مسج و مرمع اسلوب کی گیری چھاپ ہے جس میں اشعار بھی اکثرت سے استمال کیے جاتے ہیں . قافیے کا التزام اور وزن کا احساس بھی مزاج لٹر اور حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا سائیہ تھا جس میں پر قسم کا اظہار ڈھالا جاتا تھا۔ جبلے طویل ہیں لیکن یہ اس لیے طویل نہیں ہیں کہ بات یا عبال تد دار ب بلکه معمولی سی بات کو پیچیده و پر استعاره اسلوب میں کمپنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ بیان زور بات پر نہیں بلکہ اسلوب کے لچھے دار بنانے پر ہے تاکہ رنگینی عبارت اور شاعرائد اندائر بیان سے دلچسی پیدا کی جا سکے ۔ شال میں ادبی و علمی نثر کا یہ منبول اسلوب تھا جس پر لکھنے والے کو محنت ِ شاقہ کرنی پڑتی تھی ۔ اِس نثر کو پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ خواص کی اُس تہذیب کے پاس اب کہنے کے لیے کچھ نہیں رہا ۔ خیال کا ارتقا رک گیا ہے اور یہ تہذیب مرصم سازی کی تہذیب بن کر رہ گئی ہے ۔ لیکن وہ اصالیف ، جن کے عالحب عوام تھے ، رنگین اسلوب کے بجائے سادہ اور براہ ِ راست اسلوب میں لکھی گئی ہیں ۔ مذہبی تصالیف عام طور پر اس اسلوب میں ملتی ہیں جن کا مطالعہ ہم اگلے باب میں کریں گے ۔

## حواشي

و. سرو آزاد : غلام على آزاد بلكراس ، مرتبه عبدالله نمان ، ص وجم ، وفارعام اديس ، لايور ١٩١٧ع -ب. کلیات عشتی : مرتبه سید علی احسن ماربروی ، مطبوع، مرقع عالم پریس ،

پ۔ سرو آزاد ; ص مہہ ہ – ۲۹۰ -

ج. عوارف مندي : کلیات عشتی ، ص ۱۲۳ ·

ہ۔ عوارف بندی : ص ۱۲۰ - ۱۸۰ -۱- جرال خدا بخش لاتبریری : شارہ ، بیش گفتار دیباچہ کلیات طیش : مرتبہ

عابد رضا بیدار ، س ۱۹۲۸ ، پشته ۱۹۷۵ -یه شمس البیان فی مصطلحات الجندوستان : مرزا جادب طبش دبلوی ، مرتبه

شس البیان فی مصطلحات المهندوستان : مرزا جازے طبش دیلوی ، مرتبہ عاید رضا بیدار ، ص ۱۳۱ ، مطبوعہ جرال تحدا بخش لالپریری ، شهارہ ہ ،

اشته ۱۵ م ۹ بر- تذکرهٔ بندی : غلام پمدان مصنفی ، س بهم ، المبن ترق أردو اورلگ آباد ۱۹۳۲ و ۲ - "محطلعات الهندوستان" مین مرد طبش نے "الودمیژنا بننا" کے ذایل مین دور کن رائع، دی ہے اور لکھا کے تہ "استادی و سولای مضرت درد

فرماید'' (ض ۱۹۳۰) جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ طیش دود کے شاکرد تھے ۔ یہ بجموعہ لفز : قدرت اللہ قاسم (جلد اول) ، ص ۹۹۰ ، پنجاب بولیورسی ،

لابوور ۱۹۳۳ع -. ۱ - دو تذکرے (تذکرۂ عشق) : مرتبد کلیم الدین احمد ، (جلد دوم) ص ۵۵ ،

المناع من مه -المناع من مه -

11- ايضا : ص 20 -17- يباض مرزا جان طيش : مضمون ڏاکڻي نجيم الاسلام ، ص ٢٦ ، تقوش شهاره

۱۱۸ الا و و ستبر ۱۹۸۸ و - "طیش از لید الم یافت ریائی بنوشت" کے ابتدائی چھ ننظوں ہے ۱۹۷۱ ارآمد و حق یہ - بیاض طیش میں میں جا المالم کا قطعہ تاریخ رہائی موجود ہے جس کا یہ آخری مصرح ہے -

و برلل خدا بنش لاتبریری : تعبر ۳ ، س ۱۹۲۰ و شد عمه ۱ و و -۱۰ دیران عرفت : مرتبه عبدالرزاق فریشی ، تبش ۱۹۳۳ و -۱۰ دیران عرفت : مرتبه عبدالرزاق فریشی ، س ۱ ، ادبی پیشرز بیشی ۱۹۹۳ ع -۱۲ و ۱ اینا : ص ۲ -

12- صبح گشن : لواب على حسن خان ، ص بهم ، مطبع شابجباني بهويال ۱۲۹۵ - ۱۲۹۵

گش راج ، سدراس ۱۲۵۹ ...

و يو. ايضاً : ص جه .

۲۲- تذکرهٔ صبح وطن : عد نموت خان اعظم ، ص په ، مطبح کش راج مدراس
 ۲۳-۱۸۴۲ - مدراخ - المدراخ المدراخ - المدراخ ال

۳۰ یه سب تصانیف غطوطات کی شکل میں البعن ترق أردو کراچی پاکستان
 کتب غائے میں موجود ہیں اور باق کا ذکر یہ عبدالغادر سروری نے
 النے مضمون الجہ باقر آگاہ ۔۔۔ ان کی حیات ، تصنیفات اور دیوان مطبوعہ

سسابي أردو اوراک آباد دكن ، ايريل ١٩٢٩ع سي كيا ب - ديوان بندى

کا اُردو دیباچہ بھی اسی مضمون میں شامل ہے ۔ ۱۳۰۰ دیباچہ بشت بیشت بحد باتر آگاء ، مخطوطہ انجین ٹرق اُردو پاکستان کراہے .

۳۳۰ - دباچه پست پهست : چه بادر ۱ ۵۰ د محفوظه انجين تری اردو پا لاستان اثراچي . ۲۵ تر ۲۹- ايضاً ـ

۲۵ تا ۲۹ - ایضا -۱۲۵ د بیاچه ریاض الجنان (قلمی) : انجمن ترق أردو پاگستان كراچی .

٢٨- ديباءِد محبوب القلوب (قلمي) : الحبن ترق أردو ياكستان كواچي .

9 -۔ اس کی تاریخ ِ تصنیف بائر آگاہ نے اس شعر کے دوسرے مصوع سے ظاہر کی ہے :

ہوا پانف دما سے زمزمہ سنج گلشن راز حسن و عشق آباہ

ا تنطوطه البمن ترق أردو باكستان كراچي .

. ۳- ریاض الجنان ; (قلمی) ، انجن ترق أردو پاکستان کراچی. ۲۶- مطبوعه رساله سدمایی ''أردر''، ، م ۲۹۸ ــ ۲۰۹ ، اورنگ آباد ، ایریل

- 21979

وہ۔ ''بائے میر عشرت'' مادہ تاریخ ہے جو عبدالملک ممتاز پریلوی نے لکالا تھا۔ . . . تذکرہ کاملان راسور : مرتبہ احمد علی خان شوق ، س ، ب ، مطبوعہ بسارد براس دایل ۱۹۰۹ء -

یسدرد بریس دیل ۱۹۲۹ ع -۱۳۳۰ پنساوت : مؤلفه دو شاعر عشرت و عیرت ؛ ص ج ، مطبع منشی تولکشور

كالهور ١٨٨٥ع -

## اصل اقتباسات (فارسي)

1 . . . 0

"می گوید نیز خبر برکت اند اویسی حسینی الواسفی البگرامی که از دیگر دو در دارد. احتاجت دارد داکتر ابنال چدی از زبان عوام می شنید و درج معاقبی آن می دوید - یون دید که درواز معارف و اشارات مطابی از اینا می شوید می حرح آن اشال در افزان وجدان و مال کرده دون شخیسر گویالد و این چند سطر در افزان وجدان و مال کرده دون شخیسر گویالد و این چند سطر فرانگریشتر کشمه مستخدان بر مطابر افزاد این راه ره چند مید

س و ۱۰۰۰ "الوضات الله كل اصلاحات مرابسه الى نصف متنام تداور دورم، غاسات و دو لع ء انوبر و را بحلواء و ماورة التصاف و نوبر آخر زورم، غاسات الدائح دور منال الله بعد و ماورة أن دوار سنطان است ارائح دور منال سنت و آف بدو روزيرة كى دور دريج است مرازان بهيد واحد . به حديث مرازات إن الله مناخ دورائح الله منا و الله منا و الله مناخ دورائح الله مناخ و الله مناخ دورائح الله مناخ دوليات و بالجملة مرائح أن الله نام مناح دوائم دوائع الله الله و ليناح ، بالجملة مرائح بعد مرازات ورائح الله مناخ دوليات و بالجملة

ص ۱۰۱۱ (کثرت تصافیت عربی و فارسی و بندی قریب پنجاه پزار و شش صد بیت دو فنون شنی موابیر شهادت است . . . از فیضتی بسیار مردم این دیار بکال وسیداند."

ادر بال دور باران رسيد

## مذبهبي تصانيف اور اساليب

اٹھارویں صدی کے حوصلہ شکن حالات نے مذہب کے احیاء کے لیر راستہ ہموار کیا اور اُردو ائر میں ایسی تصالیف سامنے آئیں جن میں علم دین کو عوام تک پہنچا کر ان میں اصلاح اور زندگی کا نیا حوصلہ بیدا کرنے کی گوششوں کا شعور ملتا ہے۔ یہ کام اس دور میں مسلمان علاء نے بھی کیا اور یورپ کے ان عیمائی مبلّغوں نے بھی جو برعظیم کے التشار سے فائدہ اٹھا کر عیمائی مذہب ک تبلیغ میں مصروف تھے اور اُردو زبان کو اپنے اس متعد کے لیے استعال کر رہے تھے ۔ مسلان علاء کی زیادہ تر کتابی ترجمہ و تنسیر قرآن ، تصوف اور عرم کی مجالس کی ضرورت کے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں جب کہ عیسائی مبلفوں کی تالیفات اُردو زبان کی تواعد و لفت اور بائبل سے متعلق میں ۔ جیسر قرآن بجید کا پہلا ترجمہ اس صدی میں ہوا اسی طرح بائبل اور بھگوت گیتا کے

تراجم کی پیلی کوششیں بھی اسی صدی میں ہوئیں ۔

عهد فرخ سیر میں بھویال کے قاضی عد معظم سنبھلی کی "تفسیر مندی" کا ذکر آٹا ہے جس کا قلمی نسخہ مکنوبہ ۲٫۱۳۴ اورالحسن مرحوم کے کئے خالے میں تھا! لیکن یہ اب تاباب ہے۔ مولوی عبدالحق نے دکن کے سید بابا قادری کی افسیر قرآن کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ عمراء/20 - 12/4 میں مكمل يوقى - ؟ ليكن يه تنسير ١١٦٠ مين مين بلكه ١١٣٥ م/٢١ - ١٨٣١ع مين مکمل ہوئی اور انیسویں صدی سے تعلق رکھتی ہے ۔ اس تقسیر کی جلد اول ادارۂ ادبیات ِ اُردو حیدرآباد دکن میں ہے جو پہلے پندرہ پاروں پر مشتمل ہے ۔ اس کا مادة ثارع "تفسير تنزيل" ب جس سے ١٢٥٥ برآمد ہونے ہيں۔ ٢ بعد ٢ پندوہ پاروں کی لفسیر انجین ترق اُردو پاکستان کراچی کے ذخیرے میں موجود ے" اور اس کے ترقیع میں کاتب کی غلطی سے ١١٣٥ کے بائے ١١١٥ لکھا كيا يه - ليكن اس عد بهلي كه بهم تفاسير و تراجم كا ذكر كرين ، فضل على فضل کی <sup>(و</sup>کوبل کشها<sup>رو</sup> کا مظالعہ کر لیا جائے جو ۱۱۳۵ه – ۱۲۳۰ میں لکھی گئی اور جس از ۱۱۲۱ه/۲۰۰ – ۱۲۵۰ میں فغلی نے لئلر ثانی کی ۔

ind  $\Delta = A(rz, Rz)$  and rz = A(rz, Rz) and rz = A(rz) and

فطعے کے لفظ "مظہر" سے لکالا ہے:

یہ جو لسخد ہوا ہے اب تمنیف ہرر گسر ثواب و لینں ہشر چاہا تسارع اوس کی بولا سروش شیمورے کی مجسات کا "طاهر" شیمورے کی المجسات کا "طاهر" (۵) (۵)

اور لظر ثانی کی یہ تاریخ کسمی :

بر کس از من گند ، لیکی یاد بجیاب نامش بم ً به لیکی باد

مطیعہ استخ میں عفوقے کے مطابق اور وارامہ ، صدوع کھا ہوا ہے مسلم کی اور اور استخبار استخبار کی اور اور استخبار استخبار کی اور اور استخبار استخبار کی اور استخبار کی استخبار کرد استخبار کی استخبار کرد

اليه ثالث الى جودها معوده كا اور باعث تستيف أمن لمنطق عموده كا ... موضوع به كريان كمها اسم حوالت في الله تقلق الور كمية المنظم الور كمية المنظم في حوالت المنظم ال

اس مبارت ہے جس میں نواب شرف علی خان کو ''لینہ' منیتی ، گھیہ' تفقیق بایا ام'' اور ''سر پر سلاحت رکھے'' کے اللاظ ہے یادکیا ہے ، معلوم ہوٹا ہے گھ اواب شرف علی خان لفظ علی نفطی کے دائلہ عترم تھے ، اس میارت ہے یہ بھی معلوم ہوٹا ہے کہ دہ تعزیہ داری 'چھپ کر کرنے تھے ۔ 'چھپ کر پرید داری کرنے کا میب یہ ہو سکتا ہے کہ بھد تاہ بادشہ کے عبدائش خان

(م ١١٣٥ م/١٢٦٩ع) اور سيد حسين على خال (١١٣٦ه/ . ٢١٤ع) سے نجات حاصل کرکے ان کے افراد خاندان پر جلسہ جلوس اور ایک جگہ جمع ہونے پر ہابندیاں لكا دى بون تا كه سادات باريد دوباره سر لد الها سكين - اسى ليے اس غالدان ع افراد تعزیہ داوی بھی مجھب کر کرتے تھے ۔ غالب گان یہ ہے ک، لواب شرف على خان كا تعلق بھى سادات باربع سے تھا ۔ ڈاكٹر قبم الاسلام نے اكها ے که الفظل نے الکربل اکتها" میں حرف الاحو" کے ساتھ نون غند کا \*دم چھلا بہت ہی کثرت سے لگایا ہے۔ یہ خصوصیت بقول انشا اس زمانے کے سادات باربع کی تھی جیسا کہ دریائے لطافت میں مذکور ہے ۔ ۸۲۰ شاید اسی وجہ عه ١١٣٥ ع ١١٦١ (٢٣٤ع - ١١٣٨ع) لك نفيل في "كريل كتها" كو عام نبین کیا اور ۱۱۹۱ه/۸۱م، ۱ع مین جب بد شاه کی وقات بوش تو تظر ثانی اور احمد شاہ کی منح میں اشعار کا اضافہ کرکے اسے شائع کیا ۔ اس بحث سے یہ معلوم هوا کد فضل علی فضلی ۱۱۲۰ - ۱۱۳۰ ۱۱۴ - ۱۱،۱۰ میں بیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام نواب شرف علی خاں تھا جو سادات ہاریہ سے تعلق رکھتے نهے - ه ۱۱۳۵ میں فضلی نے "کربل کتها" کا پہلا تشق تیار کیا اور ۱۱۹۱ م میں اظرائاتی کے بعد اسے شائع کیا ۔ فضلی ، بحد شاہ اور احد شاہ کے دور میں موجود تھے ۔ " کرول کتھا" کی وجہ تالیف میں فضل نے لکھا ہے کہ : بالغام کے ... بؤا ٹواب با صواب لیجے ... پہیر دل میں یہ گزرا کتھ ایسے کام گزام کوں عقل جاسے کامل اور مدد کسر طرف کی ہووے شامل ... و لہذا ایش اؤں کوئی اس صنعت کا نہیر ہوا غامی اور اب لگ ترجمہ فارسی بہ عبارت ہندی نہیں ہوئے مستعے ۔''

(ص ۱۳۸۰ م.۳) اس اتجاب جارت کن طل تعدل نے "کرون کتھا" جلسوں کے اس اتجاب ہے اس کا خطاب کے اس کا خوال کے اس اتجاب ان کا خیال کے خوال کے اس کے اس کا خیال کی خوال کی خیال کی خوال کیا ہے کہ کہ کہا کہ کا خیال کی کی خیال کی خیال کی خیال کی خیال کی خیال کی خیال

ملاکاتر آمیراتکر کے باس اس کتاب کا گفتی مصف ہے ہو دیل ہے۔ روزم علی ملک بول ہو اگلہ ۔ ماہرت بالا کشمیات کرے الاس کے فراج مطابل ہولی ہو ۔ ان کا عابل ہے کہ اس کتاب کو دور بعد اس کی کاتواری کا مصاب میں مکنہ تین مل میکن تحویک اس مور کی کاتوان کا العالم بیان فاقعہ ملکہ اس میں میں ہے۔ معالمی فضلی کا کاتبات کو بہ فوایت مردو سامنے ہے۔ میہ ووجہ الشیخا کا کا ادار میں میں ہے چلا توصیل ہے۔ اس کا کا داورہ میں میں جاتے کہ ووجہ الشیخا کا کا دورہ میں میں ہے چلا توصیلے ۔ ان کا کا دورہ میں سے بھی اور موسی ہے۔ اس کا کا دورہ میں سے بھی اور موسی ہے۔ ان استخدا ۱۹۵۳ع میں ڈاکٹر مختار الدین احمد یورپ گئے تو قاشی عبدالودود نے ان سے " كريل كتها" كو تلاش كرن كے لير كيا - ١٩٥٦ وع ميں جب وه واپس آئے تو کرول کنھا کی مکسی نقل اپنے ساتھ لائے جو انھیں ٹلاش و جستجو کے بعد ٹوبنگن (جرمنی) میں ذخیرۂ اسپرلگر سے دستیاب ہوئی تھی جس کی دلیسب داستان الهول نے کریل کتھا کے مندمے میں سنائی ہے۔ اس کے کہم عرصے بعد کربل کتھا کی ایک قتل ڈاکٹر خواجہ احمد فاروق نے ٹوبنگن سے حاصل کی اور ۱۹۲۱ع میں اسے طبع کرکے یکم ایریل ۱۹۳۱ع کے ایک جلسے میں عمدة منتخبہ کے ساتھ بنٹت جواہر لال نہروکو پیش کی ا کیکن طباعت کے باوجود کربل التها شائع نوی کی گئی . ۱۱ اکتوبر ۲۵ و ۱۹ میں مالک رام و مختار الدین احمد کی سلفے سے مرتبہ کربل کتھا شائع ہو کر شائلین ادب تک پہنچی لیکن یہ بھی کربل گنها کی بہلی اشاعت نہیں تھی بلکہ ، جیسا کہ کریم الدین نے گارساں دلاسی کو بتایا اور جس کا حوالہ او پر آ چکا ہے ، کہ ''ڈاکٹر اسپرلگر کے پاس اس کتاب کا ایک ظمی لسطہ ہے جو دیلی سے . ۱۸۵۵ع میں شائع ہوا تھا۔" اس كے معنى يد تھے كد حويل كتها . ١٨٥ع ميں الهي ديل سے شائع ہوئي تھي -اس بات کی تصدیق "اصوب شالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات" ۱ اسے بھی ہوتی ے جس میں بتایا گیا ہے کہ "دہ عبلس" مطبع العلوم دیلی ہے . . ، کی تعداد میں چھیں تھی ۔ ایک کتاب کی قیمت آٹھ آنے تھی اور جب یہ رپورٹ . ١٨٥٠ع میں رائیں ہوئی ، اس کی سو کابیاں فروخت ہو چکی تھیں ۔ کریم الدین کے ان الفاظ سے کہ "اس گتاب کو ممام میں نے دیکھا۔ وہ میرے یاس موجود تھی"١٣ اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ انھوں نے اس مطبوعہ نسخے سے اپنے تذکرے میں طویل افتباسات درج کیے تھے اور اس مطبوعہ نسخے کے حوالے سے ، جس کی بنیاد اسپرلگر کے نسخے پر رکھی گئی تھی، انھوں نے گارساں دناسی کو بھی معلومات فراہم کی تھیں۔ اگر کریم الدیرے نے کریل کتھا کا یہ استخد ، جيسا که ڈاکٹر مختار الديرے احمد نے لکھاہے ، اسپرنکر کو دیا ہوتا تو وہ گارسان دانسی کو یہ بھی لکھنے کہ اسپرلگر والا نسخہ میرا ہی دیا ہوا ہے اور اگر ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور نسخہ ہوتا تو وہ گارساں دتاسی کو اس كے بارے ميں بھى معلومات فراہم كرنے ، ليكن الهوں نے ايسا نہيں كيا . اس سے بد بات صاف ہو جاتی ہے کہ کریم الدین کے پاس کریل کتھا کا کوئی اور اسخہ میں تھا ۔ کریم الدیرے نے اپنے تذکرے میں شاید مطبوعہ اسعاد ١٨٥٠ع سے می النباسات درج کیے تھے اور یہ مطبوعہ نسخہ اسپرلکر کے

السخے پر مبنی تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب . ١٨٥٠ع کے مطبوعہ لسخے کا متن اسپرلگر کے قلمی نسخے پر مبنی لھا تو بھر ١٩٦٥ع کی مطبوعہ کربل کتھا ، جو اسپرنگر کے قلمی نسخے پر مبنی ہے ، اور ان طویل اثنباسات میں ، جو کریم الدین نے اپنے تذکرے طبقات الشعرائے بند میں دیے ہیں ، کیوں فرق ہے ؟ ہم نے ان دونوں کا مقابلہ کیا اور اس نتیجے پر چنچے کہ ان دونوں میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے . ١٨٥٥ کے مطبوعہ اسلحے (دہ مجلس) میں ، جس سے کریم الدین نے اقتبالات دیے ہیں ، مرتب نے چاو کام کیر بھی ۔ ایک ید ک اس کا اسلا مروجہ اسلا کے مطابق کر دیا ہے ، مثلاً سوناتا کو اسناتا ، سونتر ہی کو اُستے ہی، کوپ کو کہی وغیرہ کر دیا ہے (انیسویں صدی کے اسلا میں واو کے بجائے بیش کا استعال معیاری سمجھا جانے لگا ٹھا)۔ دوسرا یہ کہ بہت سے قدیم الفاظ کی جگد مروجہ زبان کے الفاظ رکھ دیے ہیں۔ مثارً علمس کی جگه غلاصه ، لساء و عورات کی جگه عورتین ، کون ، مون کی جگه کو اور مین ، پھیر کی جگہ بھر اور حسب/مخواہش کی جگہ حسیر خواہش وغیرہ کر دیا ہے۔ تيسرے يد كد جهال اضلى نے عبارت آرائى كى تھى وبال سے ايسے جملے يا تقرے نکال دیے ہیں جن سے مفہوم متاثر لہ ہو ۔ اسی طرح صفات و اسامے صفات بھی مجہدں کہیں اکال دیے ہیں مثال اسطاء اسپرنگر مطبوعہ 1978ع کے صفحہ p ک عبارت سے "قبله" حقیقی اور کعبه" تحقیقی میرے تواب مستطاب معلی القاب" کے بعد دو سطریں نثر کی اور ہ اشعار قارسی کے چھوڑ کر اس کا سرا ''اعنی تواب بابا ام نواب شرف على خان سلمه الله الملك المتان، عن ملا كر چار پانخ الفاظ ، ایک شعر اور ڈھائی سطریں اثر کی چھوڑ اگر پھر اس کا سرا "اہر سال تعزید حضرت ابا عبدات الحسين . . . " سے جوڑ دیا ہے ۔ چوتھا کام یہ کیا ہے کہ بعض چىلوں كو اس دور كے روزمرہ و محاورہ كے مطابق بدل ديا ؛ مثال اسپرنگر كے السخ كا يد جملد "ايك شخص ميرے بي سالھ آ كيا" كريم الدين كے اقتباس میں "ایک شخص میرے ہی ساتھ کا آیا ، اوس نے "کہا" کی صورت میں ملتا ہے ۔ اسی طرح "اوس روفد" منورہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مانند عارت حضرت قدم شریف ہے" کے بجائے کریم الدین کے اقتباس میں "اوس روضہ" منورہ میں گیا۔ دیکھتا ہوں کد مالند عارت حضرت الدم شریف کے ، کی ہے" کی صورت میں نظر آتا ہے۔ مرتب تسخہ مطبوعہ ، ١٨٥٥ع نے يہ سب كام اس ليے كہے کہ یہ گتاب اس دور کے پڑھنے والوں کے زبان و بیان کے مطابق ہو جائے۔ ان ماری تبدیلیوں کے باوجود کریم الدین نے گارساں دانس کو یہ لکھا کہ واعظ کانٹی کے روف: الشہدا میں دس باب ہیں اور ایک خاتمہ ہے لیکن کربل کتھا میں فضلی کے دیباچے اور مقدمے کے علاوہ قاتمات بھی شامل ہیں جو اردو لظم میں بیں ۔ دیباچہ اور مقدمہ تو خود فضلی کا ہے لیکن فاتحات کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ بھی اس فارسی خلاصے میں شامل تھے جس سے فضلی نے ترجمہ کیا ہے با یہ خود فضلی کا اضافہ ہیں۔ قاتمات کے بعد بارہ مجلسين يين . ان كے بعد "عاكمه" كے عنوان كے تحت يانخ فصلين يين - بهل مجلس میں ئیں کریم ع کے وصال کا بیان ہے ۔ اس میں مضرت "مسین ، مسین ، علی و قاطعہ ک قربت اور آنمضرت کم ان سے غیرمعمولی عبت کے بیان سے اپنے خاص موضوع کے لیے سننے والوں کے ڈپن کو تیار کیا گیا ہے۔ دوسری مجلس میں حضرت فاطمه کے وصال کی تفصیلات دی یہ - یہاں بھی اس عبت کو ، جو حضرت فاطمه کو حضرت علی اور حضرت حسن و حسین سے تھی ، نمایاں کر کے شعوری طور پر حضرت مسن اور مسين كردارون كو ابهاراگيا ہے - تيسرى عبلس ميں حضرت على كے وصال 'پرملال کا بیان ہے ۔ چوتھی مجلس میں حضرت حسن کے وصال کا بیان ہے اور ایسونیہ دلالہ کے بکانے پر اساء کا حضرت حسن کو زہر دینے کی تفصیلات اپر اثر پیرائے میں دی گئی ہیں ۔ ہانیویں عبلس میں امام "حسین کے ایما پر "مسلم ین عقبل کے کونے جانے اور شہید ہونے کی تفصیلات درج کی گئی ہیں ۔ چھٹی علس میں ، جو اظہار بیان کے اعتبار سے "کربل کتھا" کا سب سے موثر معمد سے حضرت اسلم کے دو بیٹوں بد اور ابراہم کی شہادت کا بیان ہے جن کے سر کاف اور دریائے فرات میں ہا دیے گئے تھے ۔ ساتویں عجلس میں حضرت اُسر کی جادری و شجاعت کا بیان ہے جو میدان جنگ میں سب سے پہلے تسپید ہوئے۔ آٹھویں مجلس میں حضرت فاسم کا بیان ہے ۔ میدان جنگ میں جانے سے پہلے امام حسین اقی بیش سد آن کی شادی گرد: چی اور شادی کر فروآ بسد و، بھی دار شیطات الله و بیشان کر است. پر بھی دار شیطات کی سیاست و پر محکمیت بر حرف اس کرد برخت کی برخت کی

ساری کتاب میں جہاں شدت ِ جذبات کے اظہار کا موقع آتا ہے ، وہاں نظم ے کام لیا گیا ہے۔ مدح اثمہ ، مناقب اور خصوصیت کے ساتھ مرثیوں سے بھی یمی کام لیا گیا ہے - مرآبوں کے ارتقاکی تاریخ میں فضل کے ان مراثی کا مطالعہ یعی دلیسی سے خالی نہیں ہے ۔ اس میں مربع مرثبے بھی بیں اور غس مرقبے بھی ۔ "کربل کتھا" کی ایک غصوصیت یہ ہے کد یہ کتاب الگ الگ لکاوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایک مجلس کا دوسری مجلس سے گہرا رشتہ قائم رہتا ہے اور پڑھنے یا سننے والا ایک مجلس سن کر دوسری مجلس کے لیے ذہنی طور پر تبار رہتا ہے ۔ واقعات کو اس طور پر ٹرٹیب دیا گیا ہے اور اس ترتیب سے ایک ایسا تسلسل پیدا کیا گیا ہے کہ "کربل کتھا" کی ساری علمیں اور عامم ک پانیوں فصلیں ایک وحدت بن جاتی ہیں ۔ "کربل کتھا" میں ایک اچھی تصنیف كي طرح وحدت فكر ، وحدت بيان اور وحدت اثر كي خصوصيات موجود ين . یہ سب خصوصیات املا کاشفی کی روفۃ الشہدا ہی سے قضلی کی "کریل کتھا" میں آئی ہیں ۔ جزئیات لگاری روضة الشهدا کی خصوصیت ہے لیکن "مالا کاشنی نے جزئیات میں اغتصار کو اس درجہ ملحوظ رکھا ہے کہ سنتے یا بڑھنے والا اکتا اله جائے ۔ اس کے لیے کاشنی نے جزایات کو اختصار کے ساتھ بیان کر کے واقعات کی رفتار اس طرح تیز کر دی ہے جیسے فلم دیکھتے ہوئے بہت سے سائلر الیزی کے سالم ہاری آنکھوں کے سامنے آئے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں لیکن ان کے اثرات اس واقع كو انهارة اور ذبن نشين كرخ مين مدد كرية ين - بي محموصیت کر بل کتایا میں موجود ہے۔ اس بات کو سنجھنے کے لیے یہ چند جیلے دیکھیے ۔ حشرت کم میدائن جنگ میں صدو مند کو انگاریتے ہیں ۔ بیان سنوٹیات موجود بھی لیکن اعتصار نے واقعات کی رفتار کو تیز کر دیا ہے اور ہم حاری تصویر ایک بل میں دیکھ لیتے ہیں :

اللهي هر آتي آ ، کيما الآري صرف هذا حسين مال فار عرف (۱۳ کيم) الرائم الله و سده احسين مال فار عرف (۱۳ کيم) الرائم الله و الله الله و بيما تي کون کتبه الله على الله و الل

یہ کتاب چونکہ مورتوں کی مجلسوں میں سائے کے لیے لکھی کئی تھی اس لیے فضل نے ان کی ایان ادر ان کے عاوروں کو بھی اپنے اسارب میں مصلال کرنے کی مصوری کروشن کی ہے ۔ لکھنے والے مقصد علیت مددول کے مصمومی تفائد اللہ اور جہانت کو ایمارا تھا اسی لیے اس میں مفتش روایات آسودہ شیال واقعات کو اس طور پر گوادھا گیا ہے کہ عقیدت سندوں کے جذابی آسودہ وہ جائیں۔ کس بروان کے قدرے بروان میں نامیس کا براک بروان کے اس میں اور اگل بھرہ اس کی تحق ہو ۔ گہرہ علی آو آز اور میں اس کی گئی ہے۔ اس میں اور آز اور اس میں اس کی تحق ہو ۔ گہرہ علی آز اور اس کے اس کی تحق ہو ۔ گہر کی اس کی تحق ہو ۔ گئی ہو ۔ گ

مبتلا ین اور بعد میرے سوز بینی میں گرفتار ہوئیں گے ۔ پھیر کمچے اے حاضران ا سلام بریا شانیوں کون پولایائیو اور یہ سٹائیو کہ جب میرے بچوں کون شہید کریں اور کمیں شمیر پولائے ان کی مصیت پر ووٹیوکٹ روٹا کمیارا واصلے میری اولاد کے شائم لہ ہوگا ۔'' (س ۲۸) کیارمویں بجلس میں ایک چگد کامتے ہیں :

"اور میرے بیچھے سر اور بال تہ کھولیو اور مونیہ پر طانحے تہ مارہ ، چبر، اور جند تہ لوجھ اور کرایان و جامہ جاک تہ کریو کہ عادت جالوں کی ہے لیکن ووخ کوں منے نہیں کوٹا کہ تم بیکس و مظلوم ہو . . . '' (ش ۱۸۸)

ے کہ والدہ "کوبلا بھی برعظم کے کسی علاج میں ہوا آبا۔ عمر اوٹی کے لیے فوات ہو تھیاں اس کا سیان کرنے ہیں: "نسب نام و (دور اور بیوس) کے سرونے جائزے، خبون کو آگ دیا اور جر کیم کہ خبون میں ایا ارف آبا۔ حتی کہ گوبلوارے اوٹا کون کے کانے صاور کرجریان بیدوں کے اوال سے ایسے ہے ۔ آدکاور کے کان ہے اس طرح کر لیمول ایسوں کے اوال سے ایسے ہے ۔ آدکاور کے کان ہے اس طرح کر لیمول ایسوں کے نام بھٹ کا اور ادور جا

آس منظر میں برعظیر کا ماحول موجود ہے۔ ساری کتاب کے ماحول اور فضا میں بی بی ٹیڈیی رنگ سرایت کیے ہوئے ہے۔ اگر فضلی ''کربل کتھا'' میں یہ ماحول پیدا انہ کرے تو اس مجلسی مقصد کر ہورا نہ کر بائے جس کے لیے یہ کتاب ترتیب دی گئی تھی۔

(اکورن کتباا<sup>یہ</sup> بین واضح طور بر دو اسالیب بیان مانے بین . دیبایہ ، مقدم اور بر علمی کے ابتدائی معمون بر فلوس انٹر کا اسلوب کابان ہے ۔ جان عبارت میں استدارات ، مغذت اور اسائے مغات ہے راکشی پیدا کی ہے اور سحج و ملقی الدار انٹر کو بائن رکھا گا ہے۔ میں آیات و افرات ہے ستے والوں پر علم و فضل کا اعتبار تاکم کیا گیا ہے۔ یہ اس دور کا وہ ممیاری اسوب

تھا جس کی بیروی عام طور پر کی جائی تھی ۔ مناکز یہ اقتباس دیکھیے : ''لیکن عمران اغبار اور ناتلان مائم گزار وات مید کالنات کون دفائر مصاتب میں بوں لکھتے ہیں ۔'' (س و د)

الموقع ا

لمبعد أبهر أنا ہے ۔ عادرہ اور روزمرہ ہے عبارت میں دلیجس پیدا ہو جائی ہے۔ اس اسلوب میں انسانوی رکٹ بھی ہے اور مگادوں کا الدائر بھی ۔ بنائیہ طرخ بھی ہے اور غطیالہ آیٹک بھی۔ اس میں تسنع اور کاف ، بنارٹ اور تمسوری کوکوشش کا نجین بلکہ نظری بن کا احساس ہوٹا ہے ۔ بیان افضل کا فلم بیان پر تکوشش کا نجین بلکہ نظری بن کا حساس ہوٹا ہے ۔ بیان قبلی کا فلم بیان پر تمکری رہتا ہے اور اسلوب کی یہ مورت پیدا ہو جائی ہے :

المیں دیکھتے ہی اوس جال یا کال کوں تصدق ہو، قدموں پر گر کو یہ التاس کیا کہ یا حضرت حق تعالیٰ نے میری بدمراد دی جو پیشانی ان تدمان مبارک پر ملی لیکن باعث رونے کا کیا اور مجھ سے الد بولنر كا كيا ـ يد كينا ثها اور تصدق يو ألكهين اپني مبارك تلوون مين ملتا تھا کہ یک مرتبہ ایک شخص میرے می ساتھ کا ، آگہا ، بھائی اور آشنا تمهارے سب حوار ہوگئے اور تم آب لگ یہی بیٹھے رہے بلکہ تمهاری سواری کا گھوڑا بھی گیا ۔ جو سیں نے سواا کہ گھوڑا گیا خوش ہو اوسے جواب دیا کہ بھلا ہوا گیا ، لیکن میں تو بیاں سے لہ گیا ہوں لہ جاؤں گا ۔ غلامی اس جناب کی قبول کی ۔ یہیں گاؤں گا ۔ تب آپ زبان اعجاز بیان سے فرمائے۔ اب تو توں جا۔ پھیر آئیو ۔ میں نے بھالہ کیا کہ یا حضرت اب تو سواری میری کا گھوڑا بھی گیا اور میں تو یہ قدم چھوڑ لہ جاؤں گا۔ پھر زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ باہر ایک پالکی سبز دھری ہے ، اوس پر سوار ہو کر جا۔ پھر عدول حكم له كر سكا اور عرض كيا كه يا حضرت اگر پهمر آؤن تو تمند شہر سے واسطے لباز کے کیا لاؤں۔ حکم ہوا کہ گئی ایک روپے اور ایک کیڑا جھالردار اور ایک کوی ٹیل کی اور ایک پوڑی مسی کی ۔ تصدق ہو آداب رخصت مجا لایا ۔ باہر گیا اور اسی پالکی پر سوار ہو چلا۔" (دیباچہ ص ، س)

دیران کتا<sup>10</sup> کی می اندازیت یه جرایدی بوا با آرد اندازی به یسی بر یسی می این از در اندازی بی می بر یسی اندازی کی بیات آرد اندازی بیات آرد بیان کی بیات آرد بی بیات آرد بیان که با یک بیات آرد بیان که بیان که

دکھاتے ہیں ویاں روزمرہ و عادرہ ہے اسلوب میں جان ڈال دیتے ہیں۔ جہاں عقبات کی فرورت بڑتی ہے ویاں بائنہ آینگ الناظ کو اس طور پر ترتیب دیجے ہیں کہ از بڑھ جان اور غطبانہ روائی بائی رہتی ہے۔ امام حسین مبدان جنگ میں جا کر غطاب کرتے ہیں: میں جا کر غطاب کرتے ہیں:

''آلے قوم ڈرو ڈرو آوس عدا ہے کہ دن ہے رات کرتا ہے اور رات ہے دن ۔ مارتا اور جلاتا ، روزی دینا اور جانا لیا ۔ اگر اوس عدا پر افراز رکھتے ہو اور اوس کے رسول بجہ معاشیٰ پر کہ دادا میرا ہے ، ایمان لائے ہو ، بس مجھ پر ست نہ کرو اور ظالم روا امر رکھو اور ڈر لرڈرائے قیاست ہے کہ جب دادا اور اپام ماں میرے تم ہے دششی کربوں

وجہ کراں کتھیا کی اثر میں فضاہ برلیوں کے اثرات ، ایک جان انہ بوخ کی وجہ ہے ۔ یہ سے اہل علم وجہ کے ابھی الکہ اللہ دیکھی اور پوچائے جا سکتے ہیں ۔ جب سے اہل علم نے اکریل کائیں انہوں کے اساس کو اس کا میں انہوں کے انہوں کا کہا ہے اس کے اس کا انہوں کی کا کہا ہے اس کے اس کا نے اور بیان لک قباس آزائی کی ہے کہ نفش کا جبری دکتری کے اس کا وقت پرزانی ہے اور کسی کے اس کا وقت پرزانی ۔ کسی کھرائی اور دیر چھانا ہے جوالے جہائی کی کے اس کا کہائی کے زور کا کسی کے اس کا وقت پرزانی ہے۔ شمیں ہے ۔ اس دور میں اُردو زبان ایک نئے تشکیلی دور سے گزر کر غنظ اثرات کو اپنے وجود میں جنب کر رہی تھی ۔ کربل کتھا کی زبان وہی (بان ہے جو سبیں آبرو و تاجی کی شاعری سیں نظر آتی ہے اور جس کا الفصيلي مطالعه بمم پجهلے صفحات میں اگر چکے ہیں ۔ اس میں جسم بنائے کے وہی طریتے ہیں جو پسیں آبرو و تاجی کے بان ملتے ہیں اور جن کے اثرات میر و سودا کی شاعری میں بھی ملتے ہیں ۔ اسی طرح بہت سے الفاظ جو فضل کے ہاں مذکر یا مؤنث استعال ہوئے ہیں ، اور آج اس طرح نہیں بولے جائے ، اس دور میں اسی طرح ہولے جاتے تھے اور آبرو و تاجی کے بان بھی اسی طرح ملتے ہیں ۔ مثارہ جان ، سوگند، راه ، وحى ، اذان جو آج مؤلت يى اوركربل كتها مين مذكر استعال ہوئے ہیں ، آبرو و ٹاجی کے ہاں بھی مذکر ملتے ہیں ۔ لسی طرح ساکن حرف کو متحرک اور متحرک کو ساکن استمال کرنے کا عمل صرف دکنی سے غصوص نہیں ہے بلکد شال میں اسی اسی طرح ہو رہا ہے جس کی مثالیں آبرو و تاجی کے بال موجود یں ۔ فضل کی ژبان میں کوئی لسانی عمل ایسا نہیں ہے جو صرف دکنی سے عصوص ہو اور شال کی زبان میں موجود نہ ہو ۔ علامت فاعلی ''نے'' موجود اور ''نے'' صنوف کی مثالیں آبرو و تاجی سے لے گز میر وسوداً تک سب کے ہاں منتی ہیں ۔ اسی طرح سول ، سیں ، سیتی ، ستی ، کول ، وو ، لک ، کبھو ، کسو وغیرہ دکان اور شمال دولوں زبانوں میں موجود ہیں ۔ جی صورت ہندی الفاظ کے ساتھ ہے ۔ سیں ، بسرام ، بهسم ، پلجنا ، من موین ، سنگات ، اچرج ، سنگت ، جبو ، جگ ، لت ، ثلمان وغیرہ وہ الفاظ ہیں جو گربل گتھا کے علاوہ آبرو و ٹاجی کے دورکی شاعری میں بھی یکسان طور پر استعال ہو رہے ہیں اور میر و سودا کے کلام میں بھی ملتے ہیں ۔ بینی صورت پنجابی الفاظ تال ، سٹ ، چنگا ، سار وغیرہ کے ساتھ ہے ۔ وہ گئتی جو آج گیارانہ (۱۱) ، بارانہ (۱۲) ، ٹیرانہ (۱۳) کی صورت میں پنجابی میں ملتی ہے دکنی اور اس زمانے کی دلی اور اس کے گرد و اواح کی زبانوں میں بھی اسی طرح ملتی ہے۔ دیوان ولی کے دہلی چنچنے کے بعد جب اس کے اثرات بھیلے تو جاں کے شعرا نے ولی کے زبان و بیان کو بھی قبول کیا۔ ایہام گو عمراً کے زبان و بیان پر بدائرات بت تمایاں ہیں لیکن جب ابیام گوئی کا زور ٹوٹا تو "ردعمل کی قریک" کے زیر اثر شاہجیان آباد کی زبان نے دگنی زبان کے اثرات کی جگہ لے لی ۔ اس دور کی زبان کی خصوصیت یہ ہے کہ غنف زبالوں کے حرف ، فعل اور الفاظ ایک ساتھ استعال ہو رہے ہیں جو آلندہ دور میں چھن کر صاف ہو جانے ہیں ۔ واؤ عطف سے بندی اور عربی و قارسی کو جوڑنے یا ہندی اور عربی فارس کے الفاظ کو علامت اضافت سے سلانے کا عمل اس دور سیں دگن اور شال میں یکساں طور پر ہو رہا ہے۔ نضلی کے باں بھی عبت و ڈر ، غیر و دوکھ ، صاحب بهيد ، ارادة از الى ملتے يى - يهي صورت آبرو ، تاجي اور مير و سودا کے بال بھی ساتی ہے - جی صورت اسلا کے ساتھ ہے ۔ اس دور میں زبر ، زبر ، ایش کے بجائے ''دی، الف، و'' کا استمال کیا جاتا تھا۔ مثلاً پھرکو پھیر اور اتوار کو ایتوار لکھا جاتا تھا ، لگ لاکی لکھا جاتا تھا ، برائی بورائی لکھا جاتا تھا۔ یہ حرف اعراب کے بجائے استعمال ہوتے تھے ۔ بھی صورت فضلی کے باں سلتی ہے ۔ اسي طرح "ه" كا استعال بهي اس زمان مين عام تها جيسے لغل كے بال سناها ، جهونثها آیا ہے اس طرح آبرو و ناجی ، سودا و میر کے باں ملتا ہے۔ یمی صورت شائر و افعال کے ساتھ ہے ۔ فضلی کے بان ضعیر یا فعل یا فعل کی کوئی صورت ایسی نہیں ہے جو اس دور کی شاعری میں موجود لہ ہو۔ اسی طرح فارسی روزمره و عاوره اور مرکب مصادر کے ترجمے ، قضلی کی طرح ، اس دور کی شاعری میں بھی عام ہیں ۔ فارسی میں ،وصوف پہلے اور صفت بعد میں آئی ے - فضلی نے اردو میں بھی اکثر میں صورت باق رکھی ہے - مثا؟ قدموں مبارک بهائے مبارک قدموں ۔ یہ صورت اس دور میں رائع تھی اور رستم علی بجنوری کی تعدیف "قصد و احوال روپیلد" میں بھی منتی ہے ۔ گنتی میں فضلی نے گیارند ، باراته؛ تيرانه كي ساته ساته "سات سے زخم" "چار سے ملعولوں" بھی لكها ہے - جاں 'سے' سو ( . . . ) کے معنی میں آیا ہے ۔ قصہ سپر افروز و دلبر میں المی اسے اسو ( . . ) کے معنی میں آیا ہے . مثار "دو سے پریال کد سکھی اس کی تھیں" (ص ۲۸) یا "باغبان نے کہا تین سے درم" (ص ۲۵۵) - "سے" سو (...) کے معنی میں کھڑی ہولی کے علائے سہاراپور ؛ مظفر لگر اور البالد میں آج بھی اسی طرح بولا جاتا ہے۔ میر حسن کی مثنوی سحرالبیان میں بھی اسی طرح المتا ہے : ع كه اك دن دوشالي ديے سات سے

"كربل كنها" ميں "لد" كا استبال طرح طرح سے ہوا ہے ـ چند صورتين

يه ين ; (من ٨١ من دل يس دل يس" (من ٨١)

"جیسے حال آلکوہ اپنی مراد گوں لہ لہ چنجے"
(ص ۸۳)
"اسے یارو لہ جائیو گھ میں مرگ سے ڈرٹا ہوں لہ لہ بلکہ بیش آرژومند

(AF UP) "- HET IS UP.

الشہزادوں نے عرض کی یا امیر گیوں زیادہ تناول لد فرسانے ۔'' (ص ح.۸)

"پس چاہتا ہوں کہ جوں حکم حق تعالی پہوئیے آلودہ لد ربوں ۔"

الے عبر آج قوق اپنے کھوڑے کون پانی ہلایا یا لیا" (ص مور) ارال التهاكى زبان مين الولى ايسى الك لساني غصوصيت نبين بي جو اس دور کی ژباون میں عام و مروج لہ ہو ۔ یہ ساری شصوصیسات چونگہ اس دور ک شاعری میں ہم دکھا چکے ہیں اس لیے ہم نے کریل کتھا کا تنصبی اسائی تجزیه نہیں کیا ۔ وہ عصوصیات جو گریل گتھا کی زبان میں بتائی جاتی ہیں انہیں اس دور کی زبان میں دکھا کر ہم نے یہ شرور واضع کر دیا ہے کہ بہ زبان نہ دکنی ہے ، قد بریانی بلکہ خالص اردو زبان ہے جس میں مختف زبانوں کے الفاظ اور لمجمع جذب ہونے سے پہلے انگ الگ نظر آ رہے ہیں ۔ بہاں دکنی ، پنجابی اور بریانی بھی ویسے می آزادی سے کلے سل رہی ہیں جسے برجی اور کھڑی ۔ قارسی عربی لہجے اور اسلوب بھی اردو لہجے اور اسلوب کے ساتھ لظر آ رے یں اور یہ سب اثرات اردو جلے کی ساخت و مزاج پر اثر انداز ہوگر ایک ایسے بھے کو جنم دے رہے ہیں جس کی شکل و صورت میں سارے خاندالیان کی شبابتین دیکھی جا حکمی ہیں۔ کربان کھنا کی تار کو دیکھ کر یہ کہا جا سکا ہے کہ اردو زبان شاعری سے نثر کی زبان تک پہنچ گئی ہے ۔ وہ ٹرقی کی ایک منزل طے کر چک ہے اور اب مستقبل کے دروازے اس پر کھلے ہیں ، اس لیے آلندہ بچاس سال میں زبان النی تیزی سے بدلی کد ایک نسل اور دوسری نسل کے معیار زبان میں اثنا تمایان فرق آگیا کہ شاہ حاتم کو اپنے ادیوان قدیم ا کو جدید عاورہ زبان کے مطابق بدلنا پڑا اور زبان کے اس لئے معیار کی اپنے ''دبوان زادہ'' کے دبیاجے میں وضاحت کرنا پڑی ۔ گربل کتھا اردو نئر کے ارت کی ایک بنیادی کڑی اور اپنے دور کی کائندہ زبان کی ممتاز تصنیف ہے جس نے اودو اثر کو غنصر عرصے میں ایک لمبی مسافت طے گرادی .

شاہ میں الفین حسین علی (م 1114ء ۱۵۰۸ م ۱۵۸۰ م) نے اس دور بین تصوف کے ایک فارس روالے ''جہام جہاں ''اکا کارو اللہ بین توضی الرجه ''الاوح المدی'' کے ٹام ہے کہا ۔ مین الدین حسین علی للشدور شہودی بھٹی شاہ ٹراپ کی الاحرار کے بہنچے اور اپنے وقت کے اس کا موصول کے ''الاجِ المدین'' آردد لئر میں ہے لیکن اس کا دیاچہ فارس میں ہے جی میں

1.07 انھوں نے لکھا ہے کہ رجب المرجب مرد 1 مکی چودھوین تاریخ کو (. ، فروری ١٦١ع) وه درگه پنجه مبارک حيدر آباد مين بيشيم تهم که ان كر أيش خ محمیا کا الاکتاب جام جہاں نما کے الفاظ کا مطلب واضح طور پر سمجھ میں نہیں آتا اور اہل بند کے اصطلاحات بھی معلوم نہیں ہوتے . امید ہے کہ مندوستانی زبان میں ایک رسالم مرتب فرمائیں ۔"۱۸ شاہ معین الدین نے بیٹے کی فرمایش پر "جام جهان نما" کا پندوستانی زبان (اُردو) میں آزاد ترجمہ کیا اور اس میں اُردو اصطلاحات تصوف استمال کیں جس سے اُردو ٹٹر کی یہ صورت پیدا ہوئی : "فكر كرو الله كي صفات مين اور فكر تا كرو الله كي ذات مين يعني ا ع عزیز مرتبه احدیت که ذات الذات کا مرتبه بے ویاں دریانت کا فکر كرنا كنر بي - آيه كلام الله "مدأ المنتين الذين يومنون بالنيب" يعني بدایت کرتا ہے حق سبحالہ تعالیٰی اوس متقبوں کو گھ جو کوئی ایمان لائے ہیں غیب کے اوپر ۔ اے عزیز احدیت کی بہوت اصطلاح ہیں ۔ احدیت کے مرتبد میں حمد اور اعت کے اشارات ازل الازال بعثی ابتدا کا ابتدا یعنی ابتدا کا مرتبہ وحدت ہے اور احدیت وحدیت سے بھی آگے ہے، لا تعین یعنی المدیت کے مراتبہ میں کچھ مقرر نہیں کیا جاتا ہے کہ المدیت

. . . مقرر ہے ۔ احدیت وہ ہے کہ تمام اشارات حبسی اُور عقلی اور وہمی سوں پاک ہے اور تمام اشارات وہاں ٹیست ہیں۔ وہ اپنی ذات تدیم قدیم سوں قائم ہے اور احدیت ہے اور کمام اشارات صفاتی وہاں لیست ہونے ہیں اور وہ لیسی و ہستی کے اشارات سوں پاک ذات مطلق بعنی وہ پستی اللہ کی جو پستی کی تید سے نے تید ہے اور حمد و نعت کے مراتبہ اور صفات کے مراتبہ سے نے قید ہے۔ غیب الہویت یمنی ہویت وحدت ہے اور احدیت کے مراتبہ میں وحدت کم ہے ۔ لیب النيب يعني غيب كا مرتبه تو وحدت ہے اور غيب كا مرتبه بي احديث ع مرتبه میں غیب ہے یعنی اے عزیز اول سے اول کا مرتبہ احدیت ہے کہ اوسے ذات اللمي کمتے ہيں . اوس مرتبد ميں حق تعالى كو ابنے "انیں بنے" پر توجہ نہیں ہے اور اپنی کوئی صفات پر متوجہ نہیں۔ سو اونے امدیت کہتے ہیں جنی امد کہے تو ایک کا ایک یعنی ایک پنے کا مرتبہ ومدت ہے اور احدیث کے غیب میں یہ وحدث کا ایک پنا یہے کم ہے اس واسطر احدیث کو ایک ہی لد کیا جائے یعنی اگر احد کو ایک بولے تو ایک بنے کا لید اور لشاوہ ہوئے اور احدیت اپنے مرتبہ میں بے قید ہے تو اوسے ایک ہی تہ گہا جائے کہ ایک پنے کا اشارت وحدت کی طرف بولنا درست ہے اور احدیث کو ایک ہے

نا بولنا کہ قید ہوتا ہے اور احدیت تو یے قید ہے ۔ ۱۹۴۰ اس لار میں سمجھانے کا الدار ہے۔ "اے عزیز" سے تفاطب کے ذین میں موجود ہونے کا پتا چلتا ہے جس کا اثر تثر کے لہجے ہر بڑا ہے ۔ اس لٹری رسالے میں چولکہ فلسفہ تصوف کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اس لیے صوفیائد اصطلاحات كثرت سے استمال ہوئی ہیں ۔ "انتح المعین" كو پڑھنے سے یہ بات واضع ہو جاتی ہے کہ لکھنے والے کو چولکہ اپنے موضوع پر قدرت ہے اس لیے مشکل بات کو کھول کر آسائی کے ساتھ بیان کرنے پر بھی قدرت حاصل ہے۔ "یعنی" کا استعبال کئی بار ہوا ہے لیکن یہ وضاحت کو اور واضح کرنے کی صورت ہے۔ جملے چھوٹے چھوٹے میں لیکن ان کی ساخت میں ایک ہاٹاعدگ ہے۔ فارسی اسلوب کا آثر جملے کی ساخت پر نہیں ہے اور مبتدا و خبر ، فاعل و فعل کا رشتہ براہ راست قائم ہے۔ صفات و اسائے صفات کا استعال بھی کم ہے۔ عبارت میں انہ راکینی ہے اور انہ حاشیہ آرائی۔ اثر لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ابنی بات اس طور پر کہد دی جائے کہ دوسرا اسے سنجھ لے ۔ اس نثر میں مثالت اور گہری سنجیدگی موجود ہے۔ اس لٹر میں ، ذکن میں لکھے جانے کے باوجود ، دکنی اثرات نہیں ہیں اور جو بظاہر تظر آنے ہیں وہ شال کی زبان میں بھی موجود ہیں۔ اس اعتبار سے ''فتح المعین'' أردو اثر كا ایک ٹابل ذكر نمونہ ہے جس میں مشكل و دئیق موضوع کو آسان زبان میں بیان گرنے کی شموری کوشش کی گئی ہے۔

 کی ٹست'' لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ تنسیمر مرادید سے پہلے کوئی ایسی مفصل اُردو نفسیر نہیں لکھی گئی تھی اس لیے اسے قرآن مجید کی پہلی اُردو نفسیر کامینا چاہیے ۔

شاہ مراد اللہ کو اس بات کا احساس تھا کہ جب تک قرآن کو سمجھانے کا کام عام مروجہ زبان میں نیوں ہوگا ، دین کی قرق اور فرد و معاشرہ کی ملاح مکن نہیں ۔ ان کا اوادہ تھا کہ باوۂ عم کی قلمبیر لکھنے کے بعد وہ اور سیاروں کی این التدیر الفای د دوانی می الفان بی که از الدین کے دوانش و میں الفان الدین کے دوانش و میں الفان الدین کے دوانش و میں کے الدین الدین الدین کے دوانش دائیں۔ الدین کے دوانش دائیں۔ الدین کی جبت قسیری مرحمی الدین الدین سبط المراس زائل میں الدین کی میں الدین الدین الدین کی میں دائی الدین الدین کی دائیں الدین میں دائی تھے میں دائی تھے کہ الدین الدین کے الدین کی میں دائی تھے کہ الدین کے الدین کے الم الدین کے الم

بیان طبایل طبیعتران کی مانت از قارص الدول کا آرئی ہے ، بلک طوان بیل محت انہم سرح یا الایک و آلے کہ انہ اور دس کے اضار کے بادیرہ ا انسلسل در والم کا استان روبا ہے ، اس بین نہ میں انہوں کے مثال انسان آلامی اندر کیا میں انسان کے انسان انسان انسان انسان انسان کی اس انسان انسان انسان کی دائشتی انسان انسان کی جہا کہ جائے ہے انسان بیان میں جہا کہ انسان انسان کی دائشتی انسان بین بچاو دی جائے ۔ اس المداری بدین و بطائع کا الدیاب اور دائم کا انسان بین بچاو دی جائے ۔ اس المداری بان کا لیامہ میں کو خارج میں کے عائف انسان میں انسان کی دائشتی انسان بین بچاو دیا ہے دائم براد آلی ایک تو طرح طرح ے عائف انظوان میں براگر والان کی دیا میں اداد آئی ایک تو طرح طرح ے عائف انظوان میں براگر والان کر جن کا کاکم روبات کی جائے اندر دوروں تک چاہد بیا کہ ان اداری بیان کیکان طور ارد ماری کتاب میں مثال ہے ۔ یہ چند متالی

"نب حکم فرمایا کل تم غشل کو بدایت کرو ، گدرایون کو را، بناؤ ، جابلون کو عالم کرو اور تا غیردادون کو غیردار کرو ، غالملون کو پوشیار کرو ، سوتون کو جکاؤ ، الدهون کو سیدهی را، جاؤ ی<sup>ید</sup> (دیاچه: س م)<sup>نب</sup>

''اسی طرح سے وے احمن لادان سب اپنی اپنی لادانی کے سبب ایسی ایسی باتیں آبس میں کمیتے تھے ، اختلاف کرنے تھے ، کچھ کا کچھ بکتے تھے ۔'' (ص ۸)<sup>ن</sup>

سیے طبح - (س) "اس واسلے اللہ تعالیٰی نے جوڑا جوڑا طرح بہ طرح خوب صورت بد صورت نوی ضیف زروارور ٹاٹوان بھاری بلکے موٹے دیلے غنی تقبر پیدا کرے بنائے ۔" (س . ز)<sup>نہ</sup>

اس العنبف میں سمجھائے کا ممل چولکد لکھنے والے کے پیش نظر ہے اس اپنے اس میں بات جیت کا ابدہ جن واقعہ ہے۔ اس میں عبارت آزائی تیری ہے لیکن ایسی دلکشی شرور ہے کہ بڑھنے یا سنے اللہ دلاسیسے میں با بھر گھر کے ۔ ایک کو تعمل سے کہ سول کر کے کا عمل اس السادی کا عصد ہے ۔ یہ اسلاب آج بھی عظیوں ، میشون اور واعلان کی تغریروں اور تحریروں

ف دیباجی کے اقتباسات ''انتسیر مرادیہ'' غطوط، پنجاب بولیورسٹی لاہور سے دیم کئے بین اور باق اقتباسات تشمیر مرادیہ ، مطبوعہ مطبع میمانندی کاکتمہ ۱۳۹۹/۱۳۹۹ سے دیم کئے ہیں - میں نظر آتا ہے۔ اس میں روزمرہ کی وہ ازبان استمال ہوئی ہے جو کئی کوچوں میں بولی جائی تھی اور جو اس سے چلے اس طور پر استمال میں نہیں آئی تھی ۔ اس زفد زبان نے دوسو سال سے زیادہ عرصہ گزر جائے کے باوجود اس تشہر کو لہ صرف زفدہ رکھا ہے بلکہ آردو لڑے کی تاریخ کا حصمہ بنا دیا ہے ۔

المراقب فراقب فی الدول کا الله تم المواد کی الدول کا الله بر چه و بود و بود و با الله بر چه و بود و با الله بر خال الله بر چه و بود و با الله بر خال الله بر خال ب

ا پے بڑہ کر اب یہ اقباس پڑھیے جس میں دوزخ کا بیان ہے:

''دووزخ کو بزار برس مذاب کے ارشتوں نے دہکایا - تمام سرخ ہوگئی۔ بھر ہزار برس دہکایا جلاہا ، زرد ہوگئی ۔ بھر ہزار برس میں دھوتگیا دہکایا ، سیاہ کالی ہو گئی ۔ بھر ہسشہ دہکاہے ہیں۔ رات دن کالی ہوتی جاتی ہے ۔ ایسی بلا آگ میں پڑیں کے ، جلیں کے ، کلیں گے ۔''

(1700) ان دونوں افتیاسات میں بنیادی اسلوب ایک ہے لیکن موضوع کی مناسبت سے طرز ادا کی سطح پر لہجے میں ایک ایسی تبدیلی آ جاتی ہے کہ پہلے میں انسالوی رنگ در آنا ہے اور دوسرے میں دواخ کی ڈراؤئی تصویر خوف کا اثر پیدا کر دیتی ہے اور نئر نگار کا مقعد پورا ہو جاتا ہے۔ یہی تنوع اس تنسیر کی اثر کو اہم بنا دیتا ہے ۔ اس رنگ کی سادہ نثر اب ٹک نیوں لکھی گئی تھی جس میں صفائی بیان کے ساتھ خطبیالہ جائشی موجود ہے۔ اس میں سجانے بنائے سنوارنے کا کوئی معمنوعی عمل نہیں ہے ۔ انہ استعارے ہیں ، انہ قافیہ و وژن کا النزام بے لیکن اس کے باوجود اس میں اثر انگیزی موجود ہے ۔ یہاں اسلوب پر تہیں بلکہ بات اور مقصد پر زور ہے ، جو نثر کا جدید تصور ہے ۔ اس نثر میں بہتے دریا کی سی روانی بھی ہے ۔ جملے مختصر بھی ہیں اور طویل بھی لیکن طویل جَمَّلِ مِیں بھی ، فعل ٹک چنج کر فاعل کو تلاش نہیں کرٹا پڑتا بلکہ طویل جملہ جسے جسے آگے بڑھتا ہے مفہوم کو ساتھ لے کر 'ابڑھتا ہے ۔ بہاں جملہ اس لیے طویل ہے کہ بات کو ایک سائس میں پھیلا کر بیان کیا جا رہا ہے تاكد وہ اورى طرح دل اشيں ہو جائے - بورى كتاب كا موضوع مذہبى ہے ليكن . اس میں فارسی و عربی کے وہی الفاظ استعال ہوئے ہیں جو عام فیم ہیں ۔ فارسی تراکیب کا استعال بھی بہت کم ہے۔ اضافت کا استعال بھی غال نمال ہے ۔ اسی ليے "تنسير مراديد" اس دور ميں غالص أردو نثر كا ايك قابل قدر مولد ہے . ا، مراد اللہ کے ذہن میں اثر کے وہی اصول ہیں جنہیں آئندہ دور میں سرسید نے اپنایا ۔ ۔اہ مراد اللہ اسی اسلوب کے پیش رو ہیں ۔ یہ بات ڈین ٹشیں رہے کہ فورث ولیم کالج کی پیدائش میں ابھی پندرہ سال کا عرصہ باق ہے ۔

ا بنا '' راقد که با دان که با در این این رای کان راه کس (همی) آند و (ه) اعتمال پر دی این است (همی) آند و (ه) اعتمال پر دی ' دی معدار می آن از به بازی معیوان این دان میشود این است (می از کار کار دی این معرف میشود این است (می از دی کار دی از دی است (می از دی کار دی کار دی این میشود (می امی امیرای این میشود (می امیرای این میشود (می امیرای این میشود (می امیرای این میشود (می امیرای امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای امیرای امیرای (می امیرای امیرای (میرای امیرای امیرای (میرای امیرای امیرای (میرای امیرای (میرای امیرای (میرای امیرای (میرای امیرای (میرای امیرای (میرای (میرای امیرای (میرای (میر

کی زبان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شاہ مراد اننہ نے جد تنی میر کی طرح الفاظ امل طرح اشتال کئے بین جس طرح وہ اولے جاتے تھے۔ مند؟ : "مضرت بود نے مونون کو لے کو ایک طرف "بدیت جکہ میں نے گئے اور حس کو ایک جگہ بیٹھال کر نمام کے گردا گرد آس پاس ایک خطاکر دیا !!" (س دی)

اس مین مهیدی بر بیمال کور کردا کرد بند کر دیا در الناظ بین جو عام زان مین استان بویت کی اور اگر بی بین - فیلان دو را نال دو اج بهی جم بولتج بین اور لکتے وقت بنها دو بالا ور الاعتج بین - ایک جبکه شام سراد الله در "گاؤی کی لاؤل"، به بیات "گاؤی بول لاؤل"، استان کیا ہے - "گئی" کا اس طور پر استان گزشته بندر سال ہے اردو اتر بین بزشنا جا را بیت اور

کا اس طور پر استمال گردیت پونید سال ہے گروں تار میں بڑھتا ہوا ہے اور اکٹر اخباروں ، رسالوں میں اسس موٹے پر ان کئی تصویرہ "یا ''بیٹان کی کمان'' یا ''جمہورہ بالا کا اطافت دیج کی گئی بدائیاں کے مطابق وزائد آپ کرے کی مورت میں ۔ ۔ " قسم کے جلم نے لائز آنے تین ۔ شام مراد اند کے اس استال ہے معلوم پرا کہ ''ٹری'' کا بدائمال اس زمانے کی مام زبان کا حصہ تھا۔ شاہ قد والے انسان (۱۹۰۷ – ۱۹۰۳ مارے) ہے۔ ۱۳ مدام انجاث جن کا اور انام

الله فهر الما الدين (۱۹۰۶ - ۱۹۰۳ م) (مد ا – ۱۹۰۸ م) آخر کا ادراً آمر المراتب (۱۹۰۸ م) آخر کا ادراً آمر المراتب من مسرت ملح ملح المراتب (دار علی المراتب المراتب من مسرت ملح ملح المراتب المرا

ے لگا کا دورہ بقد ہے ۔ بالک اسان ہ آؤٹ نے اور مالگر السان ہے ۔ بالک بالم کا رسان ہے ہے۔ ان کر بطور کے اس کے در بطور کے اس کی مام شہرت کے در انداز و اس کی انام جو بیدان کے آئی اس کے آزاد فراجی کے درجہ ہے جو بر انداز کے اس کے آزاد فراجی کی درجہ ہے جو بر انداز کے اس کے آزاد فراجی کی آزاد فراجی کی انداز کے دائی آزاد میں انداز کے دائی انداز کے دائی آزاد کی دائی آزاد کے دائی آزاد کے دائی آزاد کے دائی آزاد کے دائی آزاد کی دائی آزاد کے دائی آزاد کے دائی آزاد کی دائی آزاد کی

"مجياً هي عاليكساً بر مبدالراق بن مبدأ يقد على ناس المبدول به "مجياً هي على المدول به براهم كان والدائم والدائم كان والدائم مقول در عشل بيناب عالى و العرب على بالسرة بالمبدول من المبدول على المبدول

"القسير رفعی" شاہ وليم الذين كى وہ أردو لفسير ہے جس كا ذكر جت "كم بول ہے ، اس مين سورة قرى تفسير بول چال كى عام زبان ميں لكمى گئى ہے۔ اس كا طرز بيان عظيات ہے ۔ اند وليم الذين كے سارى تفسير ميں يہ الدالم الدعار كا ہے كم چلے لك آپ كا ترجمہ ددنے بين جو لفائى كے چاہا كے وضاعہ بوتا ہے اور بھو اس ايت كے مطالب و ممائى كل تشريح كرتے ہيں ۔ ہدہ:

لرجہ، : "جس نے کیا واسلے کمھارے ارسن کو بجھوٹا اور آبان کو چھت اور اثارا آبان سے پائی۔ پس کالا ساتھ اس کے چھلوں سے برق واسلے کمھارے ۔ پس مت مقرر کرو واسلے اللہ کے شریک It is a july, up. "

If it is  $J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij}$ If it is  $J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij}$ If it is  $J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij}$ If  $J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij} = J_{ij}$ If  $J_{ij} = J_{ij} = J_{ij}$ 

شاہ رفیع الدین کی ٹائر اور اس کے طرز بیائے میں زوز ہے۔ وہ اپنی بات ، شاہ مرادات کے برعلاق ، اعتمار کے ساتھ بیاوے کرنے پر قادر ہیں۔ ان کی نثر میں بھی عبارت آرائی اور رنگینی نہیں ہے۔ دوٹوں کے اسالیب سادہ ، روانے ، عام بول چال کی زبان میں اور عطیبالد ہیں لیکن شاہ رفیع الدین کے اظمار بیان کی ذبني سطح شاه مراد الله سے باند ہے۔ ان دونوں تنسيروں "كو پڑھ "كر دو دبنوں کے علم اور انداز نکر کا فرق سامنے آتا ہے اور اسی سے ان دونوں کے اسالیب كا فرق إيدا بوتا بي - شاه مراد الله كي يان مين كبرال نيين بي - شاه رفيم الدين کے ہاں سادگی اور روزمرہ کی زبان کے استمال کے باوجود تد داری اور معنوبت ہے ۔ اس بات کو سجھنے کے لیے اوپر کے انتباس سے ایک نختف اکتباس دیکھیے: المن تعالیٰ نے حضرت آدم کو مکے کے پاس نمان ایک میدان ہے اوس میں پیدا کیا اور کئی دن زمین پر رکھا اور رزق بہشت سے بھیجا ۔ یہ ہر جانوروں میں جوڑی دیکھتے تھے اور آپ ٹنہائی سے گھبرانے تھے۔ ایک بار جو سوئے ، دیکھا کہ ایک عورت میری قسم کی میرے باس بیٹھی ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ جب آلکھ کھلی کوچھ لد یایا۔ وحشت ان کو زیادہ ہوئی۔ حق تعالمٰی نے جبر ٹیل کو بھیجا اور اوتھوں نے اون کی بالیں پسلی کے نیچے چاک کیا اور اوس میں سے حضرت حوا اون کے علی ادائی کی تدرت سے پیدا ہو گئی تھیں ، اکال کر اون کے پاس بٹھا دیا اور حتی تعالیٰ نے مضرت حوا کا لکاح حضرت آدم سے بالده دیا ۔ بھر فرشتوں کو مکم کیا کہ ایک تنت پر دولوں کو بٹھا

کو پہند میں جا اداران . جب بہت میں کی حل تعالیٰ نے شاک میں کا کا تاکہ دوران کے کا خالمائے دوران کو سے ہی زون میں نور میں میں نور میں کا برائی میں اس مور کے خوالم کی اس کر کرنے کی اس کے دوران کے اس کی خوالم کی اس کے دوران کے جانے کہ کر فون کا کری میں کی اس کا کی کرنے کی کہا ہے جہ سے کر فون کا کہا ہے جہ سے کرد کی اس کی کہا ہے جہ سے کرد کیا ہے جہ سے کرد کیا ہے جہ سے کرد کیا ہے جہ کرد کیا ہے جہ سے کہ دیا تھا ہے کہ سہب مزت خلاقت کے دورا خطال کیا گرد کی جہ سے خلاق کیا گرد کیا ہے گرد کی جہت کیا ہے جہ سی خلاق کیا گرد کیا ہے گرد کیا ہے گرد کی جہت خلاق کیا گرد کیا ہے گرد کی جہت کیا ہے گرد کیا ہے گرد کیا ہے گرد کی جہت کیا ہے گرد کیا ہے گرد کیا ہے گرد کیا ہے گرد کیا گرد کر گرد کر گرد کر گرد کیا گرد کر گرد کیا گرد کیا گرد کر گرد کر گرد کر گرد کیا گرد کر گرد ک

شاء رقيع الدين كي لئر مين يهي حسب ضرورت جهوے اور بڑے جملے ساتھ ساتھ آئے بیں لیکن ان میں عطیبانہ الداز کے باوجود وہ تکرار بیان نہیں ہے جو شاہ مراد اللہ کی نثر میں ملتی ہے۔ فارسی عربی کے وہ الفاظ استعال ہوئے یں جو عام زبان کا حصد بن چکے ہیں ۔ اس اثر میں فاعل مقعول فعل کی تراثیب میں زیادہ باتاعدگی ہے۔ شاہ مراد اللہ کے ہاں زبان کی عواسی سطح ، عواسی اسجہ اور موامی تلفظ موجود ہے ۔ شاہ رفیمالدین کے بال ، عام الفاظ اور سادگی کے باوجود ، ایک ایسی سطح ہے جو عوام و خواص دونوں کے باں یکساں ہے ، اسی لیے شاہ رفیم الدین کے بیان میں ژیادہ رچاوٹ ہے۔ اسلوب بیان کا یہ وہی ڈھنگ ہے جو آج تک خطیوں کے بال اسی الداز میں مروج ہے۔ شاہ رفیع الدین کی نثر بین محاورے بھی بین اور روزمرہ بھی ۔ وضاحت کے لیے وہ تشبیعیں بھی استعال کرتے ہیں ۔ ایسے الفاظ بھی استبال کرتے ہیں جنہیں عوام بوانے تھے لیکن اظہار ی مثالت اور فکر کی رچاوٹ کی وجہ سے ان الفاظ میں عامیالہ بن باتی نہیں رہنا ۔ شاہ رفیع الدین نے قرآن کے گہرے مطالب کو عام بول چال کی زبان میں بیان کرکے اُردو تثر کو لہ صرف وقار جشا بلکہ مذہبی و علمی الکار کو بیان کرنے ک روایت کو بھی آگے بڑھایا ، لیکن ان کے ترجد ا قرآن کی توعیت اس سے مختلف ہے۔ اس ترجیر کی مابیت او شاہ عبدالنادر کے ترجیر کے ماتھ ہی جاتر طور اور سجها جا حکتا ہے ۔

شاہ رفع الدین ، شاہ فیلماللہ ہے مد میں بالغ سال بؤے تھے اس لیے تیاس کہا جاتا ہے کہ دائن بچہ کا ترجیہ بلخ شاہ رفع الدین کے کیا ہوائ دلیل اس سلسلے میں یہ بھی دی جائے ہے کہ ادار وہ الدین کے الیج ترجیہ آئے آئ کے دیبارچ میں اپنے والد کے فارس ترجیہ ٹران کا ذکر تو کیا ہے ایکن شاہ ''الب گئی بالیں معلوم رکھتے ۔ اول یہ کد اس جگہ ترجمہ لفظ بلنظ ضرور نہیں گئیولکہ ترکیب بلندی عربی سے جب بعید سے ۔ اگر بعید وہ ترکیب رہے تو معنی مضہوم لہ ہوں ۔ دوسرے یہ گلہ اس میں وہانے رضتہ نہیں بولی بلکہ پنندی متعاول ، تا عوام کو بے نکابف وہانے ہو''آ۔''

شاہ رفع الدین کا ترجید چونکہ لنظ یہ لنظ ہے اور اس سے دینی و مقدم و اوقے۔ یکی وریش اس نے شاہ میالانور کے والے میالان شاہ رفع الدین کا امار نے لنزہ کا اس ترجیح کی افراد الداری کیا ہے دیں اندالو و برائ کے شاہ رفع الدار کا ترجید شاہ میداللار کے ترجید سے مقام ہے الدور چونکہ شاہ میداللار کی ترجید سے چند شاہ ہے اس میں مکمل ہوا اس نے شاہ فروا اس نے شاہ فروا الدین کا ترجید اس سے چند شاہ ہے ۔ میں مراکدری کا سے حکوم کے مکمل ہوا ہوگا ہے۔

 کلیم اقد کا آورو لفات کے لیے ایک وائیں صف یہ اور مولوں والع النسان ماسب ماسب کے اورچے کی افزائی ایسین یہ ہے کہ یہ اورو ڈوال میں دائل جم یہ اگر انج النسان ماسب کے اورچے کی افزائی ایسین یہ ہے کہ یہ اورو ڈوال میں دائل جم یہ کا مولا اورچہ یہ والے کی کہ یہ ملسل کا کہ جاری ہے۔ اس کا رحمیہ برائے کہ ایسی دوران میں دورجہ ہے جو قرائی کاروزی اس کرنائے کے مطابق اور قرب اوران مداخل کا کرنا کے اس کا کہ دید آلاک انداز کا کہ اس کا کہ دید کا کہ اندازی کے استان کا دور قرب اوران مداخل کا دورجہ کا کہ اس کا کہ اس کا کہ اس کا کہ دید کیا کہ دید کا کہ دید کہ کہ دید کی کہ دید کہ دید کہ دید کو کہ دید کیا کہ دید کا کہ دید کہ دید کہ دید کید کید کہ دید کیا کہ دید کیا کہ دید کید کہ دید کہ دید کیا کہ دید کہ دید کیا کہ دید کی کہ دید کیا کہ دید کیا کہ دید کہ دید کہ دید کہ دید کیا کہ دید کیا کہ دید کہ کہ دید کہ د

کا نام موفح. قرآن ہے اور بھی اس کی مفت ہے اور بیں اس کی ناخ ہے۔ ''ک'' (ان ترجید بین انفون کے نان امرز کو بھی نافر رکا ہے : (ان ''افرید لفظ بلفظ خروری ٹین کورکٹہ ترکیب پیندی ترکیب عربی سے بہت بھی ہے ۔ اگر ایمیدو تو ترکیب رہے نے (۲) ''اس بین زائد وقت تمین بول لگتہ بعشی متعارف نا عربہ کو

میں مکمل ہوا ۔ انھوں نے موضع قرآن کے دیباچے میں لکھا ہے کہ "اس کتاب

ہے تکلیف دریافت ہو ۔44 اور یہ بھی جایا کہ :

(الف) ''ہرچند ہندوستالیوں کو معنی قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی استاد سے سند کرتا لازم ہے ۔'' (ب) "اول فنظ ٹرجمہ قرآن ہوا تھا ، بعد اس کے لوگوں نے خواہوں کی تو بعضے فواید زاید بھی متملق تفسیر داخل کیے ۔ اوس فایدہ کے استہاؤ "کو حرف ف فشان رکھا ۔"

ساہ عبدالقادر کا ترجمہ اسی لیے لفظی نہیں بلکد وضاحتی ہے۔ اس کے جملے کی ساخت پر ، شاہ رفیع الدین کے ترجمے کے برخلاف ، اُردو جملے کا مزاج حاوی ہے۔ اس میں روزمرہ و محاورہ کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور ساتھ ساتھ عربی لفظ کے لیے منتخب و موزوں اُردو لفظ استعال کرنے کا التزام کیا ہے ؛ مثالاً شیا کے لیے چمک ، لور کے لیے اجالا ، حور کے لیے گوری ، عذاب عظیم کے لیے اڑی مار وغیرہ . مروجہ فارسی الفاظ کے لیے بھی اُردو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ؟ مثلا برسل کے بیائے 'بوجہ ، بعد کے بیائے بیجھے ، صحت باب کے بیائے جنگا وغیرہ۔ قرآن عبد کا یہ ترجمہ اردو بندی لفت کا ایک بڑا خزالہ ہے۔ اس ارجمے کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالنادر عام لنظوں کو لئے معنی دے کو انھیں تی زندگی دے رہے ہیں ۔ اس میں کثرت سے ایسے عام الناظ استمال ہوئے ہیں جنھیں ہم آج بھی عربی و قارسی الفاظ کے بجائے استعال کرکے اپنے اظہار کو ایک لیا رنگ دے سکتے ہیں ۔ اس میں وہی زبان استعال ہوئی ہے جو عوام میں رام تھی اور شاہ صاحب نے اس عوامی زبان و محاورہ کو قرآن جیسی کتاب کے ترجیے کے لیے استعال کرکے ایک نئی رفعت عطاکی ہے ۔ اس ترجع میں "کہنے لگیاں" یا "جی طرف مجمے بلاتیاں ہیں" جسے جلے أس دور کی مروجہ زبان ہی کی ترجانی کرتے ہیں ۔ جسم فاعل کے مطابق جسم فعل کا استعال جهان قديم أردو مين ملتا ہے وہاں آبرو ، ناجی ، مير ، سودا اور قائم كے یاں بھی اسی طرح ملتا ہے۔ شاہ عبدالفادر نے قرآن مجید کا اس التزام کے ساتھ ر می کا اس میں مروجہ أردو زبان کے الناظ ، مترادفات و مرکبات استمال ہوں ، ایک ایسا کام کیا ہے جس سے ایک طرف ان کے دینی مناصد کو تقویت پینچی اور دوسری طرف اُردو زبان میں اظہار کی غیر معمولی قوت پیدا ہوگئی ۔ یہ ترجمہ لسانی تنظم ً لفر سے بھی ایک اہم کارتامہ ہے ۔ شاہ عبدالتادر اور شاہ رقیع الدین کے ترجمے مزاج اور اسالیب کے اعتبار سے ایک دوسرے سے منتف یں ۔ ید فرق أس وقت واضع ہوتا ہے جب ہم ان دولوں ترجموں کے ایک پارے کی ایک ہی سورت کو ساتھ رکھ کر بڑھتے ہیں۔ مثار یہ دو سورتیب ترجمه شاه عبدالقادو سورة يوسف پاره : ۲۰

را کے غواب بیس اور ہم کو آمیر کے خواب بیس اور بولا کے خواب میں اور بولا اور امال میں جو باتا تھا اور بیاد اور امال کا امال کے خواب میں اور امال کا کہ سرح نم میں کو امال کے خواب میں سات کے جواب کے خواب کی خواب کی جواب کی امال کی سات بالی بری اور وصوری سرکھی کہ میں کے جالال کو گون باس ، شاید

ے ہم کو اس اورات سے وہ محمل م حضوب مرق اس کو کھاویں سات دیل اور خان ایاب کا رووری رسکوں کہ جس نے باؤل انرگزی باس ، شاید کرور کے سان میں کا کہ کر کے موسی گزار کے سان میں کا کہ کر ہے ہو کا فراس کا کو جواز دان اس کی بال میں میں میں جو رکھا کم نے ان ان کے کے ان بچھر سات برس ستی کے ، کم کو اورا جو رکھا کم نے ان ان کے واضلے مگر تھواز اوران میں سے کے ان کے واضلے مگر تھواز اوران کہ اس بات اس بھی ایک برس ستی کے ،

میں رس نھوڑیں کے ، اور کہا بادشاہ

ترجمه شاه رفيع الدين سورة يوسف باره: ۲۳ «اور کها بادشاه خ تمتيق مع

پاٹی تھی ان دولوں میں سے اور یاد کیا ہد مدت کے ، میں غبر دوں گا تم کو ساتھ تعبیر اس کی کے ، اس بهیجو بجه کو - اے بوسف ، اے بڑے حجر ا جوال الے اللہ اللہ الل سات بیل موثوں کے کھاتے ہیں ان گو سات دیلے اور سات بالیں سبز اور سات خشک ، تو که بهر جاؤں میں طرف لوگوں کی ، توگہ وہ جائیں۔ کہا کہ کہتی گرو کے تم سات برس محنت ہے ، اس جو کچھ کالو تم اس چهوؤ دو اس کو پیج بالوں اس کے کے مگر تھوڑا اس میں سے جو کھاؤ تم ۔ بھر آویں کے پیچھے اس کے سات برس سخت ۔ کھا جاویں کے جو کچھ یلے واکھا تم نے واسطے ان کے مگر تهوڙا سا جو گچه بھا رکھو تم واسطے

ایج کے ۔ بھر آوے کا اس کے برس کہ بیج اس کے سینے برسائے جاویں کے ، لوک اور نہج اس کے نہوڑیں کے اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ میرے ہاس اس کو ۔ ہیں جب آیا اس کے ہاس ایلیمی کمیا کہ بھر جا طرق خاوند النے کی ، اس بوجہ اس سے کیا حال ہے ان عورتوں کا ، جنھوں نے کانے تھے ہاتھ اپنے ، تعتبق پروردگار میرا مكر أن كے گو جالتا ہے۔ كہا كيا حال ہے ممھارا جس وقت بہلایا تم نے یون کو جان اس کی ہے ۔ کہا الهول نے پاکی ہے واسطے ات کے ، نیں جانی ہم نے اور اس کے کھ برائی ، کہا عورت عزیز کی نے ، اب کھل گیا میں۔ میں نے بہلایا تھا اس کو جان اس کی سے اور تعقیق وہ البتہ سجوں سے ہے۔ ۲۸۱۱ (کل الفاظ ۱۲۲)

## اب ایک سورة اور دیکھیے :

ترجيد شاء عبدالقادر ۽ سور۽ ليب

''لوف کیے ہاتھ اپ لھب کے اور ٹوف گیا وہ آپ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور لہ جو کایا ۔ آپ پیٹیم کا ڈیک ماری آگ میں ۔ اور اس کی جورو سر پر لیے بھرتی ایندھ ۔ اس کی گردن میں رسے موغ کے "انا کی الانظ ہے) . ترجمه شاه رفيع النبن : سورة ليب

"پلاک پوجیو پاتھ ایں لیب کے اور پلاک ہو وہ ۔ لہ گفارت گیا اس محو مال اس کے نے اور جو کچھ کاپا تھا ۔ شتاب داخل ہوگا آگ مصلمہ ایا ہے۔ والی لکڑیوں کی بچگردن اس کی اقواد رسٹے ہے ہوست کھجورک سے ۔''۔''

(كل الفاظ وم)

ان ترجموں کے تقابلی مطالعے سے یہ بات امتے آتی ہے کہ شاہ عبدالقادر ك ترجع سے معنى و مفهوم واضح ہو جاتے ہيں ۔ شاء عبدالقادر نے قارسي عربي کے الفاظ بھی کم استمال کیے ہیں جب کہ شاہ رفیع الدین کے بال یہ النزام نہیں ملتا \_ شاہ رفیح الدین کے بال ، ترجمہ لنظی ہونے کے باوجود ، الناظ کی تعداد شاہ عبدالنادر کے مقابلے میں ڈیادہ ہے ۔ ان دونوں ترجموں کو دیکھ کر یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ترجمہ کارتے وقت شاہ رابع الدین اور شاہ ولی اللہ کے ترجمے شاہ عبدالقادر کے سامنے تھے اور اسی لیے ان کا ترجمہ قرآن ترجمے اور زبان کی روایت کو آگے بڑھاتا ہے۔ زبان کے لفطہ انظر سے شاہ عبدالقادر کے اں ہمیں ایک قوت محسوس ہوتی ہے۔ بھی خصوصیات ان کی تنسیر میں ملتی ے۔ بہاں زبان زیادہ مربوط ، گہری منجدگی اور اعالٰی ذہنی معیار کی حامل اس لیے جہ کد ترجمے کی بندش سے آزاد ہو کر شاہ صاحب اپنی بات ، اپنا نقطه الظر آزادي كے ساتھ اپنے الفاظ میں بیان كر رہے ہیں ۔ يہ اللہ ويسى نہيں ہ جسی ہمیں "او پارز مرصع" میں ملتی ہے الکہ یہ وہ عام زبان ہے جس کے ذریعے لکھنے والا اپنی بات کم سے کم لفظوں میں عوام اور غواص دولوں تک بہنجائے کی کوشش کر رہا ہے - جاں اُردو اٹر کا وہ الش ابھراتا ہے جو آئند، دور میں مذہبی تحریروں کا معیاری اسلوب بن جاتا ہے۔ اس نثر میں اُردو بن کے ساتھ ساتھ سادگی ، عللی دلیل کی قوت اور وضاحت کا مزاج بھی موجود ہے۔ روایت ، تاریخ ، فلسفہ منہب اور عملی زلدگی کے دینی مقاصد نے اس میں ایک ایسی تہ داری ، گہرائی اور زور بیان پیدا کر دیا ہے جو اس تنسیر کو ایک علمی وقار عطا کرتا ہے ۔ اس کی تفصیل میں اختصار ہے اور اختصار میں تقصیل ۔ اس ڈہنی و فکری عمل سے اسلوب کی جو صورت بنٹی ہے وہ یہ ہے :

استخار دین بر کمل بیز با ایس جبر کو کتبا جسے پیشر مختر کیا ہے۔
اور تئی پایدوں یا دکھیا دورہ کو حد تعوان سا اور باتھ کی الکتابی کا الکتابی کا الکتابی کی الکتابی کی الکتابی کیا کہ اور باتھ کی جبر باتھ کی سعید کا کتابی کا جبرات اور ایک بیٹ اور کمینا کی اور باتھ کیا کہ جبرات کی اور ایک میں اس کر اور کمینا کے دورہ کی اور ایک میں میں کہ اور ایک میں کہ اور ایک موروز سے اور در ایک میں میں کہا در موروز سے اور در ایک موروز سے اور در ایک موروز سے کار در ایک میں میں کہا در موروز سے اور در ایک در ایک موروز سے ایک در ایک دیگر ایک در ای

لک اور اینا علام بھی مرم ہے ۔ جب طبابہ گر اوریک اور ایان کی محمول میں مرم ہے ۔ جب طبابہ گر اوریک اور ایان کی محمول میں موری ہے ۔ ویکورو اور اوریک کایا میں امان افراد آرے کا درجان اور اوریک کی این براہ ہے ۔ اس امان اوریک کی این براہ ہے ۔ اس امان امان کی ہے منصوبی ترب ہے کہتے درجان میں امان کی ہے منصوبی ترب ہے کہتے درجان میں امان امان کی امان کی ہے منصوبی کی میں امان کی کی امان کی

"دلوں پر سہر ، آلکھوں پر پردہ ، صم" بکم" ، تخلید کولا ، علل کا الدها ، كالون مين الكليان دينا ، عهد توژنا (نقص عهد . قرآن) ، قطع كرنا (قطع كيج له تعلق بم سے) ، ميدان كالنا ، ميدان طح كرانا ، عون ببانا ، ، خون کی تدیاں ہا دینا ، پس ہشت ڈالنا ، رعایت گرانا ، نظر رکھنا ، مند کران ، مند پهيران ، والک چڙهاڻا ، قدم په قدم چلتا ، عذاب مول لينا ، أك كهالا ، او رُهنا جِهولا، بالأكت مين دَّالنا ، ياؤ. يهير دينا ، سر پر سوار پولا، سر پر کهڑا رہنا، رو سیاہ پولا، قلب سیاہ پولا، سیاه کار مولا ، بیٹھ دینا ، بیٹھ داکھانا ، انگلیاں کاٹنا ، دل بھیر تا ، ياته بؤهانا ، باته اثهانا ، باته بند يبونا ، باته كهلا يبونا ، يرده يؤن (مقل پر ، دل پر ، آلکھوں پر) دل جھکتا ، موت آلا ، موت کی طرف جالا ، بوا جاتی رہنا ، راستہ چھوڑنا ، سیدھے سیدھے رہنا ، زمین تنگ پو چانا، ژمین پر بوجه پونا، بات کا لیجا پونا، مثهی بند رکهتا، آلکھوں کا پھوٹ جناء آلکھیں سفید ہوانا ، تندیر کا لکھا ، ہرباد کر دینا ، دل ہوا ہوتا ، بات لیے اڑتا ، بلک جھپکنا ، کلے کا تعوید بننا ، گلے کا ہار ہو جاتا ، کلے بندھنا ، سلام او (فلان بات بوں ہے تو ہارا سلام لو) ، آسان نوث پڑتا ، آسان پھٹ پڑتا ، 'بازو سنبوط کرنا ، آلکھ اٹھا کر ته دیکهنا ، آنکهوں دیکھے ، طومار بائدهنا ، طومار کھولنا ، دل کا

وہ روایت جو شاہ مراد اللہ ، شاہ رقیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے ترجموں اور تفسیروں سے تائم ہوئی ، زمانے کے ساتھ پھیلتی اور بڑھتی گئی اور آنے والر دور میں ہر لسل نے اپنے دبئی ، سیاسی ، معاشرتی ، اصلاحی و اخلاقی مقاصد کی نشر و اشاعت قرآن کے ترجم و تفسیر کے ذریعے کی ۔ اگر اس لفطہ لظر سے قرآن کے قرجموں اور تقسیروں کا مطالعہ کیا جائے تو ہر اسل کی تہذیبی و فکری روح ، اپنے غصوص ژاویوں کے ساتھ ، ارب میں تفار آئے گی ۔ شاہ حقائی (جو سید برکت اللہ عشقی کے لبیرہ تھر) اور حکیم عد شریف خان کے ترجم اور تقسير اسي روايت کو مستحكم کرتے ہيں۔ يہ دونوں ترجمے اب تک غير مطبوعہ یں - شاہ حالی کی تنسیر قرآن (۲. ۱۲ه/۱۲ - ۹۱ مرع) کا ایک اقتباس احسن مار پروی مرحوم نے "کنولہ مشورات" اور میا ہے اور حکیم عد شریف خان کے ترجمہ و تقسیر کے اقتباسات مولوی عبدالحق نے اپنے مضمون "پراتی اُردو میں قرآن مجید کے ترجمے اور انسیریں ۵۰۰ میں دیے ہیں ۔ شاہ مثانی کے ترجمر میں توضیحی وجعان بڑھ گیا ہے ۔ ان کا متصد بھی یہ تھا کہ ترآن کے معنی و مفهوم اور تعلیم کو عام آدمی تک پہنچایا جائے۔ "احرف حرف کے معنیوں کو اور شان لزول بر ایک کلمے اور آیت اور سورت کا دریافت کرکے اور سب احوال پیفمبروں کا سجھ کر موانق ونوف اور علل اپنی کے پر ایک کامے اور آیت اور حورت کے ساتھ بختمبر کرکے لکھا ، داخل کیا تاکہ اُن پڑھوں کے جالا سمجھتے میں آوے ۔ اس اس لیے اس میں بھی روزمرہ کی عام زبان استمال کی كى ب اور الدار بالن بهى ساده و سهل ب ـ يد تفسير شاه مراد الله ك انداز بیان سے قریب اور اس روایت کی اکھری ہوئی صورت ہے ۔

حکیم مجد شریف خاق (م ۱۹۰۱-۱۰/۱۰ - ۱۰۸۱۹) ۳ کے بالی ترجید و تفسیر کی صورت توضیحی ہے - حکیم مجد شریف خان شاہ عالم کے داور مین شاہی طبیب

تھے اور اشرف العکما کا عطاب تھا ۔ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں كاشف المشكلوة ، آثار قبوت ، تائيف شريقي ، علاج إمراش ، دستور الفصد ، عجالہ نافعہ وغیرہ عربی و قارسی میں ہیں اور قرآن پاک کا تشریعی ترجمہ ، جو شاہ عالم کی قرمائش پر لکھا گیا ، اُردو میں ہے ۔ مولوی عبدالحق کی رائے ، جن کی نظر سے یہ ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد کی وساطت سے گزرا تھا ، یہ ہے کہ اس کی زبان شاہ عیدالفادر مرحوم کے ترجعے کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے اور لفظی پابندی میں اثنی سختی نہیں کی گئی ہے ۔ اُردو زبان کی ترکیب کا اسبتاً زیادہ غیال رکھا گیا ہے۔ نیز شاہ صاحب کی طرح بندی میں نہیں بلکہ رہنتے میں ترجمہ کیا ہے ۔٣٨ اس دور میں مختلف سورٹوں کے اُردو ترجمے بھی ہوئے اور ان کی تنسیر بن بھی لکھی گئیں جن میں سے جت سے آج بھی شال سے جنوب تک عنق کتب خانوں میں مفوظ ہیں اور جن سے اس دور میں اُردو زبان

کے عام رواج کا بتا چلتا ہے۔

اس صدی میں آردو ایک معیاری ادبی و علمی زبان بن کر فارسی کی جگہ لینے لگتی ہے اور سارے ہر عظیم میں اظہار کا ذریعہ بن جاتی ہے اسی لیے جب سات سددر ہار سے آئی ہوئی توسوں نے اپنے قدم اس سرامین پر جائے تو الهب کلی کوچوں ، بازار پاٹ اور مقر حضر میں قدم قدم بر اسی زبان سے واسطہ یڑا۔ بھی وہ واحد مشترک زبان تھی جس کے ڈریسے سارے ہر عظیم کے پر علاقے کے عوام و خواص سے رابطہ قائم کہا جا سکتا تھا۔ آنے والی قوموں نے جن میں برتکالی ، ولندیزی ، فرانسیسی اور الگریز شامل تھے ، اس <sup>ح</sup>و بڑھنے اور سیکھنے کی ضرورت محسوس کی ۔ عیسائی مبلّنوں نے اپنے منہب کی تبلیز کے لے اس کا سہارا لیا اور اد صرف بائیل کو اُردو میں ترجمہ کرنے کی کوشش ی بلکہ اپنی اپنی زبانوں میں اُردو زبان کے قواعد بھی مرتب کیے۔ بنجس النے نے اپنی کتاب "بندوستانی گرائمر" میں لکھا ہے کد "اب میں اس الل کے لیے آمادہ ہوں کیونکہ زبان پندوستان (اُردو) مفل اعظم کی ہوری مملکت کی عام زبان ہے ۔'' ۴۳ اور اپنے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ یاں کے:

الہاشندوں کی اکثریت گمراہ ہے اور چونکہ ان بے چاروں کی تجات کا مضرت عیسلی علی وسیلے سے وعدہ کیا گیا ہے اور عبد تامہ جدید ان کی روحوں کی قلب ِ ماہیت کا جترین ڈریعہ ہے اور چولکہ داؤد کے گیت اور دائیال کی پیش گوئیاں ، تبن بھوں کے گیت اور ٹاریخ سراوتا ، د بروگرد کی اور بدل ازدر کی اور اس کے ساتھ کتاب پیدائی کے پہلے وار ابواب کا پہلے ہی اس زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے ، میں نے لازم جاتا کا اے مشاریوں کی دمنرس تک پہنچائے کے لیے ، تاکہ وہ بغیر کسی تردست کے اس میں سپارٹ عاصل کر این ، حتی المندور پوری کوشش کروں اور انے لیے کرلاؤں۔''۔۔

اردو سے مغربی اقوام کی غیر معمولی دلجسی کا سبب تبلیغ عیسالیت کے علاوہ تجارتی وسیاسی بھی تھا۔ اس زبان کے ذریعے ، جو سارے برعظیم میں لنگوافرینکا کا درجه راکهتی تهی ، وه اس معاشرے سے تجارتی ، معاشرتی ، سیاسی و تبلینی رابطہ قائم کر سکتے تھے ۔ اسی لیے ان اقوام کے ڈیین افراد نے ، یہاں کی بعض علامائی زبالوں کے علاوہ ، أردو سكمي جسے وہ مندوستاني ، مور ، مندى وغيرہ ع نام سے موسوم کرتے تھے اور پھر دوسرور کو سکھانے کے لیے اس کے لفات و قواعد مرتب کیے ۔ یہ سلسلہ سترعویں صدی کے اوائل سے شروع ہوتا ہے ۔ لفظ پندوستانی کا (زبان کے معنی میں) سب سے پہلا حوالہ ٹیری (Terry) ک کتاب "اے وائمج 'لو ایسٹ اللیا" (۱۳۵۵) (A Voyage to East India) میں ملتا ہے جس میں اس نے ۱۹۱۹ع کے ذیل میں لکھا ہے کہ 'ٹام کوریے'' (Tom Coryate) ہندوستانی زبان سے واقف ہے۔ فریٹر (۲۵، دع) نے لکھا ہے که ادربار سرکار کی زبان فارسی بے لیکن وہ زبان ، جو عام طور پر بولی جاتی ہے ، مندوستانی ہے ۔ ۱۴ ہ گربرسن نے چار زبانوں فارسی ، مندوستاتی ، الکربیزی اور پرنگالی کی ایک مشترک 'للت کا بھی ڈکر کیا ہے جو غالباً . ١٦٣ع میں سورت میں الکریزی فیکٹری میں استمال کے لیے مرتب کیا گیا تھا ۔ ۲ میسر جیسے مغربی انوام کے قلم جال جستے گئے ، زبان سیکھنے سکھانے کی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور اٹھارویں صدی میں یہ عمل اور ٹیز ہوگیا ۔ ہ. ١٤ع میں ایک گهوسین مبلغ (Capuchin Monk) فرانسسکو ماریا تورونینسس (Franciscus Lexicon Linguae) "نان بندوستان (M. Turonensis Indostanicae) کے قام سے سورت میں ایک لفت دو جلدوں میں مرتب کیا جس کی پر جلد کم و بیش چار پاچ سو صفحات پر مشتمل تھی اور پر صفحے میں دو كالم تهي يف ١٤٦١ع مين كيبوسين ميلغ كاسيانو يبل كاني (Cassiano Beligatti)

ف. اس کی ایک نقل تاسیونال بیرس میں مفوظ ہے ۔ دیکھیے مخطوطات پیرس : آغا التخار حسین ، ص "د"، ترق أردو بورڈ ، گراچی عام ۱۹۲۵ - کیا کت کان "Alphabrean Brammanis Se Indonizarus" یا تا بر روز کے قابل آنے والی جو آب دو اس ایس کیا اور کان کی تا بر کے اس کے اس کے اس کیا ہے کا دوائی دیں موری بیک بین برطول کو دکھیے دی تھی۔ اس کتاب کا دوائی دیں بینوستانی آزادوں کے باور میں دور کہ کے مکمان دور کان دی کی مکمی کہ یہ دور کہ اس کی مکمی دی دور کان کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کان کی مکمی کرتے ہوئے دیں دور کان کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کہ کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کہ کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کہ کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کان کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کے مکمی کرتے ہوئے دیں دور کی کے بعد دور کی دور کی دور کی کے بعد دور کی دور کی کے بعد دور کی دور کی

میں موسوع موسوع میں موسع ہے ہوں۔ اس طرق ارتبار کے ایک وابدوری میشده مدد سر کامیر فوائل کی طرح بو موافق الم افراد کی اطراح میں امراح المراکز کے دور سکارت اس موسوع کی حیثیت پر رستم آیا گیا ان امراکز بدوستان (Cyangua) کے دور سکرت میں موسوع کی افراد کے انکام کی امراکز کی میشدہ میں مراکز کی جمع کی امراکز کی

## مضرت میسی" کی دعا

"برات باب " کل و آمان بید به ایک بورند تیرت ابار از که به کو سکل توار برید فرا و گیرا براید ایک فارت بدو بدو از درای بید ، وقد بابر به تنوی به گرف نورت او درسال کا کل تعدیر آن به کو « برون مسلی کرید آیات (ایک به کلی کر کام و کار کل ایک و ایک به الا ایک به المال ایک به داد به مداد می ایک به داد به مداد به در امال ایک به در امال ای

میں دیے گئے ہیں۔ اس میں ناگری رسم النخف کی بھی تشریح کی گئی ہے۔ اب یہ کتاب ''ہندوستانی گرام'' کے نام سے اُردو میں ترجسہو کر شائم ہو چک ہے ۔ شارے نے ، جو ڈینش عیسائی مبلغ تھا ، مدراس میں پہلا تبلیقی مرکز قائم کیا۔ ڈممارک کے بادشاہ نے اسے کرفاٹک کے دربار میں مقرر کیا تھا ۔ اس نے مالا باری زبان میں اس ترجیے کو مکسل کیا جسے بادری زیگ لبلاک پورا نہیں کر سکا تھا ۔ وہ تلکو زبان سے بھی واقف ٹھا اور اس کے مبادیات پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا ۔ شلزے نے اپنی گرام میں اُردو تواعد کے اصولوں کو واضح کرنے کے لیے اُردو نثر کے بہت سے جملے بھی مثالوں میں دے ہیں اور ضمیمے میں عقائد پیفسر ، حضرت عیسیٰ کی دعا ، مکالمد ، بہتم وغیرہ ك ترجيع بهى أودو التر مين ديم ين - ان الثرى ترجيون ير قديم أودو (دكني) كا كهرا اثر ب - اس ميں ج تاكيدى (لهي ك معنى مير) باربار استمال بوا ب -اسی طرح جمع بھی دکنی طریقے سے بنائی گئی ہے ۔ خائر اور حروف کے استدبال کی صورت بھی دکنی ہے ۔ فارسی اصول قواعد کے مطابق ، محترم بستی کے لیے ، ضمیر واحد کے ساتھ فعل جمع لاتے ہیں ۔ یعی صورت اس ترجمے میں ملتی ہے ؛ مثار اللو . . . . پیدا کیے ہیں" یا ااون کا ایک فرزند ہیں ۔" شلزے نے چولکہ یہ ترجمہ الجيل مقدس كا كيا ہے اور ترجمہ كرنے والا مبلغ يادرى ہے اس ليے اس ، نے متن سے تربیب تر رہنے کی کوشش کی ہے۔ اس عمل میں وہی جذبہ علیدت کارفرما ہے جو قرآن پاک کے مترجموں و مفسروں کے پاں نظر آتا ہے۔ اسی لیے یہ ترجمے بھی ، وضاحتی ہوئے کے واوجود ، وڑی حد تک لفظی ہیں ۔ ان ترجموں کی توعیت کے لیے "عقائد پینمبر" کا یہ ترجمہ دیکھیے:

## اعتباری کا دعا ابح

 یھی سرگیٹو، الوگوں بھی گورال ہو کو اوے کا، روح قدس کے اویر اعتبار کرتا ہوں، پاک مندان کی جامت بھی، عجت بھی مگاپان کا معالی بھی، انک اقبنا بھی میشہ رہے کا، جبو بھی ہے کیہ کو اعتبار کرتا ہوں۔ آبین ۔ ''مدہ

[ $\mathbf{y} = \mathbf{y}_{0}$  )  $\mathbf{i} = \mathbf{y}_{0}$  )  $\mathbf{v}_{0} = \mathbf{v}_{0}$  )  $\mathbf{v}_{0} = \mathbf{y}_{0}$  )  $\mathbf{v}_{0} = \mathbf{v}_{0}$  )  $\mathbf{v}_{0} = \mathbf{v}_{0}$  (points pillate  $\mathbf{v}_{0}$ )  $\mathbf{v}_{0}$  )  $\mathbf{v}_{0}$  ( $\mathbf{v}_{0}$ )  $\mathbf$ 

of Saint) ، الگ = جسم ، جيو = زلدگي] -

ہیٹانے کی گرامر کا چلا ایڈیشن . ١ ١ م میں اور دوسرا ١١١١ع مين شائع ہوا ۔ اسی سال وارن بیسٹنگز بنکال کا گورنر مقرر ہوا ۔ بیڈانے ۱۲۳ء م میں بنگال آرمی میں داغل ہوا اور ایک حمیثی کی تیادت اس کے سپرد ہوئی ۔ اس نے اپنے ارائض منصبی کو انجام دینے کے لیے ہندوستانی سیکھی اور ۱۵۹۵ع میں ، جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے ، اپنے سیابیوں کے لیے اس زبان کے قواعد مرتب کیے جے لندن کے ایک تاجر کتب نے ، ، ، ، ع میں شائع کیا ۔ اس کے بعد اس کے كئى ايديشن شائع بوئ اور وه بر ايديشن مين ترميم و تنسيخ كرا ا ويا ٨٠ بيدل کی گرامر کے بعد اس قسم کی کتابیں ثالیف کرنے کا عمل تیز ہو گیا ۔ گریرس نے ان تالیفات کے نام دیے ہیں ۔ فرگوسن کی متدوستانی ڈکشٹری ہے۔ء اور پرتگالی زبان میں ہندوستانی گرامی ۵٫۱ و (Gramatica Indostana) ، ایبل کی استفونا سعفونا ۲۵۸۲ اور کل کرائسٹ کے علاوہ ، جس کا تالینی و تصینی کام عدداع سے شروع ہوا تھا ، لیے ڈیف (Lebe Deff) کی گراس 10.01 ہیرس کی ڈکشتری اوف انگلش ایسنڈ ہندوستائی . 121ع ، رابرٹ کی ہندوستانی قربنگ (Indian Glossary) فرہنگ (J. C. Adelung) فرہنگ كى گرامر ، جو الهاروين صدى كے آخر مين اليف ہوئى ، قديم اور جديد علم السان کی درمیانی کڑی کی حیثیت رکھنی ہے ۔ اُردو کے بارے میں اس نے جلد اول میں (ص ۱۸۳ اور اس سے آگے تک) لکھا ہے اور اس زبان کو برعظم کی لنگوافرینکا کہد کر دیوناگری کو بھی اس میں شامل کیا ہے ۔٩٩

آلهاروین صدی کو دیکھیے تو اس دور الشار میں زبان کی سطح بر غیر معمولی سرگرمیاں نظر آن بین جن میں مسابان ، بندو ، عیسائی وغیرہ سب شامل ہیں ۔ اس وقت تک بر عالم میں ہندو مسلم تفرقہ و تعصب بیدا نہیں ہوا تھا جس نے الیسیین صدی بین سر الها کر برعظیم کی ڈیئی ترق کو ایک تنگ دائرے بعی مدود کر دیا - آورد بندی تفاق بھی کئی صدی بین الکریزوں کی محمدت عملی نے پیدا کیا اور اس سے برعظیم کے فینی ، تکری اور ورمائی اتحاد کو یارہ یارہ کرکے اپنے اتحاد کو طول دینے کا کام ایا ، جس کا اظہار گلوسائے۔ دئامی (مجامع – ۱۲۸۸هم) نے ان انقلاع جب کیا ہے :

مارد واور بندی کے اعتلاف کو الکراز حکم ابنی بالیسی کو کلمیاب مارک کے لئے استیال کروں کے افراد میں طرح جند و مسابان آمرکار بائل عام مدید ہو جائیں کے کودک نومون میں کونی جزا اس تدر اعتلاف پیدا نمیں کرتی جیا یہ کام ان کوابایی غلف بوں اور کوئی جزا اشد اشاد و پکائٹ بیدا نمیں کرتی جنبی کہ ایک مشترک زبان ۔ یہ خیفت

اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لیے کسی مثال کی ضرورت نہیں ہا''' پھر میں ہوا ، آپر مشاقی دو بڑی تومین ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں اور ان کی ور سالومیٹرن نہر مل کر دلیا کے مشاقی آئیں ایک دوسرے سے جنگ کرنے ، نفرت کرنے اور ہندو سلم اسادات کی شکل میں ظاہر ہوئے لکیں اور مشہب جو آئیر میں بور کہنا نہیں سکھانا ، آج لک میں سکھا وار ہے ،

الهاروین مدی میں أردو میں ہری بالبل کا ترجہ میں ہوا ، موف اس کے منٹری مصوری کے ترجیم ہوئے ، البل کو ترجہ گوئے کا کام کل کو السد کے ایک شاکر دیئری ماران کے ، مراز اطراح کی مدد ہے ، السوری مدی کے ادال یعنی ، ۱۸۰۸ میں کاما<sup>14</sup> یہ آرین جو الهاروین صدی میں تار ہوئی اس کی تعلق السویلی مدی کے گئی ۔

برسر طرح مسائلوں نے افائل کے گرچے (اُولا میں کیے اس می طرح پھر حتی کی فقش کاتفوں کے گرچے اور اُفاقا کی اہلی میں میں جوا۔ شاہد اورائیا اورائٹلل کالی متصورہ منظے میں آباد شدہ میں ایک عطوات موجود ہے۔ میں میں بیٹیورڈ کیا کہ اورائی ویسے کے اسالہ اُنسٹ میں اورائی کی دائل و مکمت کی امین آورو میں انکہا کی ہی ۔ یہ استحد میل اورائی اس بہت برمہرم مطابق اور در مراجع میں مکان کے اس کا اگر پر انسٹ اورائی میں میں میں میں میں میں اورائی کی کہ افسالا کا ویسا میں آرے جیسا آران یاک کے ارتباد افسار میں میں دائل میں اور افسار میں اور افسار میں اور افسار میں اور افسار میں اور فائل میں اور افسار میں اور اورائی دورائی دائل کے اور امین افسار میں اور فائل میں اور افسار میں اورائی دورائی میں آ جائے ہیں ۔ ''بھکوت گیتا'' میں اُردو ترجمے کی یہ صورت ملتی ہے :

"جب باللون اور کیرون سہابھارتیہ کے جدہ کون کور کیپتر کون پلے تب راجہ دھراشٹ گلبو "بون بھی جدہ کا کر لک دیکھن کون چلون بول ء"جب لیم بات دھراشٹ کمیں تب اس کون سری بیاس جی کیبو "جو می راجہ لیتر الماین لیٹر بنا گیا دیکھیں گا ۔" تب دھراشٹ کمپو "جو ہون دیکھوں گا ، الماین تو سرون دوارکر سرکون گا "۲۰۲۲ ''جو ہون دیکھوں گا ، الماین تو سرون دوارکر سرکون گا "۲۰۲۲

ایک اور جگه :

الرجوز واپم" ہے جادو انسیون پکھی سرشت سری کرنٹن پھگوائی گرپایاانمٹن ہیو اپیم نائٹ میٹی منگھ منجھتے ہیں۔ جو اپان کچے تین دوکھ بائے جے جے کہ کہ کانے تین پرانے کا اماس ہوتا ہے جے یہ پاپ کرم این دوکھ بائے ہے۔ ایمہ بات سنجہ کر ہے۔ ایدہ جو این منگھوں کون پاپ بال کرتے کون کراہے ہے۔ سو مجھ کون کریا کو کچو "کان

[سپابهارتیه = سپا بهارت ؛ "جسده = چنگ ، "کورگدیش = "کور کشیتر » کلی کیر هاکمی اینگی ، درشی ، ارجد این به کردگد هستان ، ان سی ارائه ، جود جی ، این ایش = آلکه ، درشی ، ارجد ایامه این می کنها ، کرپالدفان = کرپا کا خزانه ، میکنگره بیشنی ، آدمی ، پاپ = گاه ، در که = دائم ، بران = ورم ، مشکورن = مشکل کی جم ، آدمیون ا

اس ترجیح کی ماردن کو دیگام کا النازوی با یک به مدخوبی نا النازوین مدت کے انگام الوال کی لائے ہے۔ اس کے جیشون کی ساخت پر اور ایسے انقلاق کے انسٹان ہے ، جو النازوین میٹ میں نامرکو کہ وہ کے کی ہم ' اس کے تمام کی بوریخ کا گان ہوتا ہے۔ مدالا ''بروزی'' ' میٹی' میٹی میٹان اور کا تمام کی میٹان میٹان کے اس کے اس کے اس کے اس کا باتر ہے کہ کیدو میڈی کیا تھا ہے۔ یہ ایک فاضح ہے یہ یہ ایک فاضح ہے۔ مدتی میں بوران کے انسٹان کا تاریخ کے طرح کے کا کا آغاز میں اس

اگلے باب میں ہم کتب ِ تاریخ کی نثر کا مطالعہ کریں گے۔

## حو اشي

- 4. أردو ادب مين بهويال كا حصد : قا كثر سليم حامد رضوى : ص مد ، بهويال
- ب. برانی اُردو میں قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیریں : عبدالحق ، مطبوعہ
- سه مایی "أردو" ، (جلد مو) ، اورنگ آباد ، جنوری ۱۹۳۸ م - تذكرة غطوطات ادارة ادبيات أردو : (جلد سوم) ، ص م م ، أدارة ادبيات أردو ، ميدرآباد دكن عده ١٩ ع -
- ب. غطوطات الجين ترق أردو : (جلد دوم) ، مرتبه السر صديق امروبوي ، ص . ٣ - ٣٠ ، انجين ثرق أردو ، پاكستان كراچي ١٩٦٠ -
- هـ كريل كتها : فضل على فضل ، مرتب مالك رام و غنار الدين المهد ، ص ٢٠٠ ، مطبوعه ادارة تعقيقات أردو ، يشد ، اكتوبر ١٩٦٥ م -
- و. اينياً و
- قضل كي كريل كتها ؛ \$اكثر نجير الاسلام ، ص و ۾ ، مطبوعه تقوش ، A(+ 111 ) جولائی ۲۵۹۱ع -٨- ايضاً -
- باریخ ادبیات مندوستانی و گارسان دانسی ، اُردو الرجم از لیلیان سکستن ، ص ۱۹۳۰ ، کراچی یوٹیورشی . ۹۹ ، ع ، عکس عطوط، مملوک، ڈاکٹر ابوائلیٹ مدیق کراچی -
- . و. اس تتریب کی رونداد "ماری زبان" علی گڑھ بابت یکم می ۱۹۹۱ میں
- شائم ہو چکی ہے۔ و و. قضل كى كريل كتها : قاكثر كيان چند جين ، ص ٢٠٥ ، فقوش شارا ٢٠٠ ،
- Yrec = 1113 -و ١٠ صوبه شالي و مغربي کے اخبارات و مطبوعات مرتب عد عتبق صديقي ،
- ص ۱۸۹ ، مطبوعه انجين ثرق أردو (پند) على گڑھ ۱۹۹۲ م -ب.. طبقات الشعرائے بند : گريم الدين و قبلن ، ص ، ب ، مطبع العلوم مدرسہ - EINFA des
- سرور طبقات الشعرآئ أردو : ص و ٩ -10- كريل كنها كا زماله : قاكاتر عد العبار الله ، ص س ، ، "افومي زيان" ،

- ١٠ اينياً ، ص ٢٨ -

ے۔ بحد علی خان شوق حیدر آبادی مصنف چہار درویش نے اپنر استاد شاہ معین کی وفات پر قطعہ تاریخ وفات لکھا جس کے چھٹے مصرعے ''مہویدا تد معین در بہشت" سے ۱۱۹۹ عدد برآمد ہوتے ہیں ۔۔ تذکرہ غطوطات ادارة ادبیات أردو (جلد اول) ، مرتبه ڈاکٹر می الدین قادری زور ، ص ۲۰، ،

عيدر آباد دكن ١٩٣٣ع -١٨- قنح المعين : معين الدين حسين على (غطوطه) انجمن ترقى أردو باكستان

حرابي -

و ١- ايشاً ١ ص ٥ - ١ -

. ۲- ۲۱- تنسير مراديه: شاه مراد الله المبارى سنبهلي ، ص ۳۲۹ ، مطبع سهالندی ، کاکته ۱۲۹۹ ه/۱۸۹۹ -

وجد واستبهل ایک پراتا شہر ہے ۔ اس میں تواب امین الدولہ کا خالدان اور دوسرے الماری لوگ میال سرائے میں متاز ہیں ۔" وقائم عبدالقادر محالی : ترجيد از معين الدين الفيل گؤهي ، علم و عمل ؛ (جلد اول) ، ص ١٠٥ ، ٠ . ، ، اكياسي اوف ايبوكيشنل ريسرج ، كواچي ١٩٦٠ ع -

- ب- تقسير مراديد (ديباچه) ؛ غطوطه ذخيرة شيراني ، پنجاب يوليورستي لامور -سب ابضاً ۔

ه ۲ ـ دائرة معارف ِ اسلاميد : (جلد . ۱) ، ص ۲۱۸ ، دانش كه پنجاب ، لاپمور - F1947

٣ - لزهة الخواطر : عبدالحي ، الجزالسابع (جلد ٤) ص ١٨٢ ، حيدر آباد ذكن

ے ہ۔ مافوظات عزیزی وس س ، مطبع مجتبائی میرٹھ۔

٨٦٠ تذكرة ايل ديلي و سرسيد احمد خان ، مرتبه قاضي احمد ميان اختر جونا گڑھی ، ص ۲؍ ، انجمن ترق أردو پاکستان ۱۹۵۵ ء -

و -- حيات جاويد و الطاف حسين حالى ، حصه دوم ، ص ع٣٨ ، قامي إديس - 819 - 1 2015

. ٣- تنسير رفيعي : شاه رفيع الدين ، ص ٧ ، مطبع تقشيندي ١٢٤٢هـ

٠ ١٠ ص ١٠ ٠ - ١٠ ص

٠٠٠ تقسير رفيعي : ص ١٥ - ١٨ -

س. ديباچه موضح النرآن: مرتبد شيخ بمد اساعبل يانی يتی ، ص ١٣٦ ، مطبوعه لقوش ٢٠١٠ لامور شي ١٩٦٥ع -

سهر. مثالات سرسيد : مرتبد شيخ بهد آساعيل باني بتي ، (جلد بنتم) ، ص ٢٥٥ ، بجلس ترق ادب ، لابور ١٩٦٦ع -

ه ١٠ أردو دائرة معارف اسلاميه : (جلد ١٠) ، ص ١٩٥٥ ، دائش كاه پنجاب ،

لابور ۱۹۲۳ ع -۱۳۹۰ تذکرهٔ ایل دیلی : سرسید احمد خان ، ص ۲۵ ، انجمن ترقی أردو پاکستان ،

گراچی ۱۹۵۵ م -۱۳۰ دبیاچه موضع قرآن : مرتبه شیخ بد اساعیل یانی یتی ، ص ۱۳۰ ، مطبوعه

نتوش شاره ۱۰،۳ لا لاوور شی ۱۹۲۵ ع -۱۲ قرآن عمید مع ترجمه شاه رفیم الدین و مولانا اشرف علی تهالوی ، ص ۲۷،۰ -

۱۵٫۱ ، تاج کمبنی لمینڈ کراچی ، پاکستان ۔ ۱۹۰ القرآن الحکیم شاہ عبدالنادر صاحب ، س ۱۹۰۵ – ۱۹۰ ، تاج کمپنی لمبنڈ

گولچی پاکستان . . ج. قرآن مجید ترجمه شاه رفیع الدین و سولانا اشرف علی تهانوی ، ص ۹۸۹ ـ

وسد القرآن الحكيم : ص ١٠١١ :

الم الرق الحكم : ص ه٨٥ -

۳۰- أردو مين قرآن عاورات : ڈاکٹر علام معطنی خان ، ص ۲۰۸ - ۱۳۵۰ ، معلومه سدماجی "تیا دور" ، شاره ۲۰ - ۱۰۰ ، کراچی . المنظ آرد دار کارش کرا کارش استان استان استان در ایا کہ استان کرائے ۔

سبه. تاریخ لئر اُردو بنام تاریخی تموند منتورات (حصد اول) احسن مارپروی ؛ ص ۸۱ - ۸۱ ، مسلم یوتیورشی پریس ، علی گؤہ . ۱۹۳۰ م

ه ... مخمون مولوی عبدالحق ، مطبوعه سه مایمی آردو ، (جلد ۱٫۷) ، اورنگ آباد دگزن ، جنوری ۱۳۶ م -

وجه تاریخ لئر أردو : (جلد اول) احسن ماربروی ، ص ۸۱ - ۸۲ -

رجہ کتبہ 'طراز بر جی سال وفات کافدہ ہے۔ مباللغادر رامپوری نے جو فقطہ' قائی وفات دیا ہے (علم و عمل' آردو ترجمہ ، ۱۹۹ م ، ۱۹۹ م معلومہ اکبائس اوف ایموکیشنل (برسر بع ، کرابی ، ۱۹۹۸ ) اس کے آخری مصرح ''اسد السوس مراز ایم شریف'' ہے ، ۱۹۳۱ م ضرور ارتاد ہوئے ہیں لیکن یہ سال وفات کسی مراز ابد ترواب کا جہ اس کہ مشکم بھر شون ملک سے ۸٫۷ قدیم آودو : عبدالحق دس ۱۹۷۰ افیمن ترق آودو پاکستان کراچی ۱۹۹۱ -۱۹۹ - ۵۰ آودو گرانمر: بنجمن شازهه، ترجمه ڈاکٹر ابوائلیٹ مبدیق ، س . ۵۰ عبلس ترق ادب ، لاہور ۲٫۵۵ م

وہ۔ اے لنگوشک سروے اوق انڈیا : گریرس، (چلد نہم)، ص ۔ ، سوتی لال بنارسی داس ، دیلی (لفش آنی) ۱۹۸۸ م -

ادها : ص ب م م عدم عدم الشآ : ص ۱۰ - ۱۰ -

چه ایسا: در چه چه مه ایشآ: (جلانیم) ، ص ۸ ـ

مود ، بھت : رجسہ میں ) اس ۸ - . دہ- بندوستان گرام از شارے کے الگریز مترجم نے اس کی تاریخ تکمیل ، ب جون ۱۳۵۱ م دی ہے - دیکھیے اُردو ترجمہ از ڈاکٹر ابوالیت صدیتی ، ص ۲۹ ، عیس ترق اندب ، الابور عہور ع

۱۹۵۰ أودو گرائمر : شلزے ، أودو ترجمہ از ڈاكٹر ايوالليث صديقي ، ص ۲، ، بچلس ترق ادب ، لايوو ، ١٩٤٥ -

ے۔ اُردو گرائمر : بنجمن شلزے (اُردو ترجمہ) ، ص . ہ ، ۔ م ہد ایشا : بقدمہ ص بر ۔ ہ ۔

برچہ ایشاً : مقدمہ ص بر ۔ ہ ۔ پہچہ اے انکوسٹک سروے اوف اللیا : گرورسن ، (جلد نہم) ، ص . ر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

... أردو كى بابت نر السيسيول كى چند تحريرين : أغا التخار حسين ، سد مايى "أورو النه" ؛ غاره كبر ه ، ، كراجي .. اس مضمون مين يد حواله كارسان د تاس كي كتاب "Origine Et Diffusion De L' Hindustant" ، س ، ٣٣ س د با گا بر سر د با

و - دی اُردو لیو آبسٹامنٹ (The Urdu New Testament) ایچ - یو . وسیت بریجٹ، ص . و ، برائن اینڈ نورن بائیبل سوسائٹی لندن . . و و ع -

بهد بهد سنده مین آودو کا دو سو سال پرانا غطوطد: پروتیسر غد سلم ، ص ۱۸۸ ، مطبوعه قومی (بال ، کراچی ، دسیس ۱۹۲۶ ع -

μ, when M is size M is μ (size μ, μ) and μ is μ is μ, μ in μ, μ, μ is μ, μ in μ, μ in μ, μ in μ in μ, μ in μ in μ, μ in μ i

عام تیما ، بیروی بیت ہے ۔ ، ، ، ، ، ، ، فکاف ان کا خ اول ان الخ کا کی ایما کی اگر ان الخ کا ایما کی ا

"المويد بتأثيد الله المستعان والمؤيد من الساء و المنافر علىالاعداء ، امين المملكت والولايت ، معين السلطنت والخلافة ، شايسته مسند سلطانی ، زینت رتبه گورگانی ، شرف دودمان تیمور ابو المظافر و المنصور السلطان ابن السلطان والخانان ابن الخانان ، شابنشاه سيهر بارگه، جم جاه ، سكندر سهاه ، روشن اغتر ، ثريا لشكر ، دارا شوكت ، فریدوں قر ، غرة قاصیم سرفرازی ، غد شاه بادشاء غازی ادام اقبالہ ، و دوام اجلاله ، اللهم متع المسلمين يطول بقائد و حياته . . ، (سطبوعه كربل كتها ، ص وج ، مرتبه مالك رام و عنارالدين اسد) . الظم" میں الاکسی" نے احمد شاہ کو کاٹ کر اللہ شاہ کیا ہے لیکن نٹر کی عبارت وہی ہے جو اصل میں ہے۔ اس میں کسی قسم کی کانٹ جهالت یا تصحیح نہیں کی گئی ہے بلکد ''ادام انبالد و دام اجلالد'' وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت لکھتے وقت بد شاہ زندہ تھے ۔ بد شاہ کا التقال عم رايع الثاني و و و و و و و ا - اس كا بيثا احمد شاه ب جادى الاول ہے۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ فضلی نے "افاعات" کے دو مثام پر دو شمروں میں خود "احمد شاہ" کر دیا اور "کسی" نے یا کاتب نے یہ دیکھ کو کر کا، اللہ کی عبارت میں "بحد شاہ" کا الم آیا ہے ، "فاقیات" ع دونوں شعروں میں (مطبوعہ کربل کتھا ، ص ، ، و ص ، ، "بهد شاد" کے دونوں سوروں الناظ الهد شاء" میں لفظ بد کو اسم سد" پڑھنے سے وزن درست ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کد اصل شعر میں "احمد شاہ"، ہی تھا اور "بد ماء" بدد میں "کسی" اور کی اصلاح ہے۔ بروفیس

معود النبي صاحب نے ديباجر كى عول بالا عبارت ميں ، جهال بدشاء كا نام آیا ہے ، لفظ ''ابو المظفر'' دیکھ کر یہ ثنیجہ انمذ کیا ہے کہ یہ بجد شاہ کی کنیت ہے ، حالالکہ عبولہ بالا عبارت کو دیکھ کر یہ پرگز غيب كمها جا سكتاك الشرف دودمان تيمور ابو العظفر و المنصور السلطان ابن السلطاري والخافان ابن الخافان . . " مين "ابو المظفر" مجد شاہ کی کنیت کے طور پر آیا ہے۔ ساری غلطی کی بنیاد جی ہے۔ جب ابو المظفر کو گئیت فرض کر لیا تو بتا چلا کد بد شاه کی کئیت ''ابو المظفر'' نہیں تھی بلکہ ''ابو الفتح'' تھی اور چولکہ نطعہ و اشعار سال تمنيف مين كچه فئي سقم الها (حالانكه مندسون مين سال تمينف اور سال ِ نظرتانی کی موجودگی میں کسی الجهاؤ کی گنجائش نہیں تھی) اس لیے يه معلوم كرك كه "ابوالمظفر" شاه عالم ثاني كي كنيت تهي ، يد تتيجه لكالا كديهلا مسوده احد شاه (١٩١١ه - ١١٩٥ه) ك زمان مين مرتب ہوا ، جس پر فضلی نے ، ١ ١ م ميں نظراناني کي اور پھر يد بھي لکھا کو. ''تعویق کی وجہ جو بھی رہی ہو گتاب کی تکمیل شاہ عالم کے زمانے میں پوئی'' (مضمون ''کربل گتها'' ; عمود البّٰہی ، دو ماہی اکادمی لکھنڈ ، جلد ۽ شاره ۽ ، ص ١٠٠ جولائي ١٩٨١ع) اور يہ لتيجہ لکالا کھ "تراثن كمنت يين كه "كوبل كتها"كى لكميل ١١٨٩ ع بيلي نين بوقي-" (ایضاً ص ١٠٠) سوال یه ہے که اس ساری عث میں هم ١١٥ کا سال گیوں اور کیسے غائب ہو گیا ؟ بھر مندسوں میں لکھے ہوئے ۱۱۳۵ھ اور ۱۱۹۱ م کو کیوں اور کیسے نظرالداز کیا جا سکتا ہے؟ خود منشی کریم الدین نے ، جنھوں نے سب سے پہلے اس کتاب کو متعارف کرایا ، هم١١٠ اور ١١١١ مي ك سال دي ين - بيان "قرائن" كي كيااور كيون ضرورت پڑی ؟ اس ساری بحث سے یہ بات واضع ہوجاتی ہے کہ''کر بل کتھا'' كا سال تمنيف ١١٦٥ه اور سال نظرتاني ١١٦١ه ١٠ - (ج - ج)

## اصل اقتباس (فارسي)

ص ۱۰٬۰۰۰ "میمارت الفاظ کتاب جام جهان کما واضع بخاطر ممی رسد و اصطلاحات ایل پند چم معلوم نمی شود ـ امیدکد بزبان پندوستانی رسالد ترتیب فرمایند ."

. .

## تاریخی نثر ، اس کا اسلوب اب تک ہم انهارویں مدی ک آودو نثر ک ان عناف کتابوں اور ان ع

''افسہ و احوال روبہاء'' سبد رستم علی جنوری کی تعنیف ہے ۔ رستم علی جنوری کا ذکر ان کے لیے میڈ منیف علی عرفت کے حوالے سے انگروں میں آیا ہے ۔ اعظم الدواد سرور نے اکھیا ہے 'کہ وہ صاحب تصاباتی آئے ہے ۔! پاڈگار معارباتی لکھا ہے کہ وہ خوال اواس کی حیات سے نصیرت رکھتے تھے۔ ہے چگر نے لکھا ہے 'کہ ان کے بزرگوں کا وطن باریہ تھا ۔ ان کے ایٹے میٹ

اف اقده و اطوال روبیاء کا سب ہے ہلا تعارف الاکار ایم الدائر دیا ہے۔ د. از الدائر دیا دیا ہے کہ کارانا تھا۔ اس کا ایک مطرف اس کے بائر اور ایک الدائر دیا ہے۔ الدائر دیا تھا ہے۔ الدائر کا مطاوف ہاڑے دیا علی شوکت نے بناوس میں گسی انگریز کے زیر اثر عیمائی مذہب اختیار کر لیا الھا۔ میرٹھ میں نمیراتی لعل بے جکر سے جب شوکت کی ملاقات ہوئی او وہ کسی بادری کے بیوں کو بڑھائے تھے اور منیف مسیح کہلائے تھے ۔ " شیفتہ نے شوکت کے دو شعر دیے ہیں اور لکھا ہے کد "بید اشعار اس ستبع دجال کے یں ۔" اس زمانے میں برعظم میں آنے والے انگریز عام طور پر منشی لگا کو اُردو پڑھتے تھے ۔ رسم علی بھی انکریزی فوج کی چھاؤئی دارانکر میں جان بارس اورڈ کو ، جو اسٹ صاحب کے اام سے معروف تھے ، اُردو پڑمائے تھے - مساس اسپٹے نے ایک دن سید رہتم علی سے اس موضوع پر کہ کس طرح علی ہد خان روبیلہ نے ملک کٹھیر میں شاہجہان ہور سے لے کر بردوار تک قبضہ کر لیا ، اُردو میں کتاب لکھنے کی فرمائش کی تاکہ اُردو سیکھنے والوں کو اس کے بڑھنے سے قائدہ ہو ۔ رستم علی نے لکھا ہے کہ ''ابندہ اگرچہ خوب ہوش جسع کرنے اس احوال کا له رکھے تھا قاماً حاکم صاحب والا مناقب سے عذر مناسب اله جانا ۔ پس جو گنچھ سنا تھا اور جانتا?تھا لکھا ہے ۔''ہ ''قمہ و احوال روپیلہ'' كا تخطوطه و و دىالعجد ٩٩ و و ١ م ١٨ ووبر ١٨٤ ع كا مكتوبه ب - اس كے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے گد اس وقت انگریز فوج دارانگر کی چھاؤنی میں پڑی ہوئی تھی ۔ "تاریخ اودہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رمضان ۱۱۹۵/اگست ا ١٤٨١ مين الواب آصف الدول كي اور الكريز سهاه كے ساتھ قواب سيد فيض اللہ غال کے آدمیوں کی لڑائی ہوئی ۔ الکریزی و آصنی (آصف الدولہ) سیاء کو ہزےت ہوئی۔ پٹھانوں نے ان پلٹنوں کا اسباب لوٹ لیا ۔ اس فساد کے بعد سے سیاء کی العیناتی دارالگر کے مقام سے موقوف ہو گئی ۔ "7 رستم علی چولک دارالکر کی چھاؤٹی میں پڑھاتے تھے اس لیے 'قصہ و احوال روپیلہ' ۱۱۹۵ھ میں چھاؤٹی کے ختم بوئے سے پہلے تمنیف ہوئی ۔ یہ کتاب شجاع الدولہ کی وفات اور آصف الدولہ کی تخت اشینی پر ختم ہوتی ہے اس ایے گلها جا سکتا ہے کد یہ ۱۱۸۸ اور ه۱۱۹۵ (۱۱۱۳ مدا - ۱۱۸۱) کے درسیان لکھی گئی -

"العسد اسرال روبید" کا آغاز "آفیان فارد شان کا ولایت ہے" ہے ہوتا بد داؤد شان کا فاکر گرکر کے رسم مل ہے کہا ہے کہ اس بر حشکی گاؤں گر رئیستار کو میں الدین کے لیے اس بر اسکانی الاروب سے اوران کو لاہ کر لیا اس الیمی فدیوں میں "ایک لڑکا مدر برس دس کمار، نمایت خوبضورت ، ولک سخ میشی ایشی زبان میاری بیاری الزن ، امو جائے کا برم جسکانا الو فیصل میں مارڈ دینا میں الارش کو دیکھا ۔ وائیس کا اوران جائیس ہے کے انتخار میں گو ''نصہ و احوال روہیلہ'' کا مرکزی کردار علی جد خان ہے ۔ رستم علی نے علی بد خان کی زلدگی کے حوالے سے اس دور کی تاریخ لکھی ہے جس میں اس کی مختلف جنکوں اور حسن انتظام کو بیان کیا گیا ہے ۔ علی عد نماں اپنی اعلٰی صلاحیت کی بنا پر مختلف واجاؤں اور زمینداروں کو شکست دے کر اس علاتے کا سب سے طاقتور حکمران بن جاتا ہے ، جاں تک کہ عد شاہ بادشاہ بنفس انہیں اس كى سركوبي كے ليے آتے ہيں ۔ الند وام مخلص نے اپنے "اسفر ناسد" میں بد شاہ بادشاہ اور علی بد خان کی اس جنگ کا حال بیان کیا ہے۔ بد شاہ کی د أغرى فوج اكشى تهى جس ميں وہ خود ميدان جنگ ميں كيا تھا ۔ اس جنگ ميں على بد خال نے صلح كر لى اور بد شاہ نے سربند كى غدمت فوجدارى سے اسے سرفراز کیا ۔ رستم علی نے احمد شاہ ابدالی کے حملوں کو بھی اس تصنیف میں بیان کیا ہے اور بحد شاہ کے بعد احمد شاہ کی تخت نشینی کا بیان بھی کیا ہے۔ اس میں علی بد خان کی والت کا بیان کرکے رستم علی نے ان واتعات . کو بھی بیان کیا ہے جو اس کے بعد پیش آئے جن میں تواب سعید اللہ نمال غلف على بجد خان كي فتح بابي ، قائم غان ينكش كا ماراً جانا ، تواب ابو المتصور کی شکست ، احمد خان بنگش کی انتح ، ابو المنصور خان کا شکست کها کر شاپیجهان آباد آنا ، قنوج و مارپره پر پشهالوں کا قبضہ ، بادشاہ دیلی کی قاراضی سے ابو المنصور (صفدر جنگ) کا اودہ جانا ، احمد شاہ درانی کا نجیب الدولہ کو امير الامراق كا منصب دينا ، شاه عالمكير اللي كي شهادت ، جنگ باني بت سوم میں احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں مرہٹوں کی شکست قاش ، سورج مل جات پو نجیب الدولد کی فتح ، شاہ عالم ثانی کا مرہٹوں کے ساتھ دیلی آنا اور نواب ضابطہ خال کی شکست وغیرہ کے واقعات شامل ہیں ۔ نواب شجاع الدولد کی وفات اور آمف الدول کی تخت لشبنی پر یہ کتاب ختم ہو جاتی ہے ۔ اس کتاب میں ہنڈوستان کی تقریباً بھاس سالہ تاریخ ، روپیلوں اور پالھالوں کے حوالے سے ، بیان ہوئی ہے اور اس اعتبار سے بھی یہ اس دور کی تاریخ کا ایک اہم ماغذ ہے ۔ اُردو زبان میں یہ تاریخ کی چلی گاتاب ہے جو گسی فارسی گاتاب کا فرجنہ یا المخیص نمیں ہے بلکد مصنف نے ، اپنی معاومات کی بتا ہر ، اسے سادہ و عام فہم زبان میں لکھا ہے ۔

\*\*قصد و احوال رومبله\*\* كى اثر طبع ۋاد بېم جس ميں اظهار بيان كا تتوع اہی ہے۔ موقع و محل کے مطابق جیسے تاریخی منظر بدلتا جاتا ہے اس کا اسلوب بھی اسی کے مطابق اپنا لہجہ اور رخ بدلتا جاتا ہے۔ اس میں جنگی مناظر بھی ہیں اور سازشوں کا احوال بھی درج ہے ۔ فوجی حکمت عملی بھی بیان کی گئی ہے اور عندف مراسلے اور داسہ و بینام بھی لکھے گئے ہیں۔ تاریخ نویسی اور الر تکاری دولوں لحاظ سے بد اس دور کی ایک اہم تصنیف ہے۔ السیر مرادید : محربل کتها ، شاہ رفع الدین و شاہ عبدالنادر کے تراجم و تفاسیر ِ ترآن کی طرح اس کتاب میں بھی اُردو ناتر آعے بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ''تعمد و احوال روبیلہ" کی اثر کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اسلوب بیان میں معیار کی یکسالیت ہے۔ وسم علی کو اپنی بات اُپر اثر طریقے سے بیان کرنے اور واقعات کو اختصار کے ساتھ لکھنے کا ڈھنگ آنا ہے۔ رسم علی کی ٹئر بیائیہ ہے۔ اس میں رنگینی و عبارت آرائی نہیں ہے بلکہ وہی زبان اور وہی الداز اختیار کیا گیا ہے جو عام طور پر بول چال کی زبان میں استمال ہوتا ہے۔ بہاں تشر الشاہر دازی کے لیے نہیں بلکہ اپنا مقصد بیان کرنے کے لیے استعال کی گئی ہے اسی لیے اس میں سلاست و روانی بھی ہے اور اپنی بات کو گھنے کی قوت بھی۔ اس دور میں جب أردو الله میں تاریخی کتابیں لکھنے کی کوئی روایت نہیں تھی رستم علی کی یہ تمنیف اُردو اللہ کی ایک لئی روایت کو جنم دیتی ہے ۔ احمد شاہ ابدائی پندوستان پر فوج کشی کرتا ہے ۔ یہ وہ مشہور جنگ ہے جس میں مغل اوجوں کو آخری بار قدم تصیب ہوئی تھی۔ رستم علی ایک مؤرخ اور ثار لکار ى ميثيت سے اسے يوں بيان كرتے ييں :

 شاہ درائی دریا اٹک تک گوبیلا مار او ترا ۔ مقابلہ معین الملک ہے ہوا ۔ جنگ عظیم واقع ہوئی ۔ طرفین سے ہزاریا عالم مارا گیا ۔ آخرش نواب معین الملک نے ند جان کا اثار کام غداوند امت کے کیا ۔ اوسی ضن میں علی بد خان نے عبداللہ خان ، فیض اللہ خان دونوں بیٹوں اپنو کورے حضور احمد شاہ درانی کے بھیجا تھا۔ سرداروں ولابنی سے تعلد تحایف اس ضلع کے بھیج کر ساسلہ دوستی کا مربوط کیا تھا ۔ بعد کئی روز کے لشکر کے شاہ دران کا اور لشکر پندوستان کا مقابل ہوا۔ چند روز جنگ توپ ریخان کی رہی۔ تضا کار گولا توپ کا نواب وزیر قسرالدین خان بهادر کے لگا۔ اوسی وقت ثقد جان کا تصدق خداوند عالم کے ہوا ۔ تن خاکی نے اوپر خاک کے اسٹر احت کی ۔ وقوع اس واقعہ کی سے ممام لشكر پندوستان كا نے ہواس ہوا ۔ شاہزادہ عالم و عالمیان احمد شاہ بہادر مسلحہ گھوڑے پر سوار ، کئی ہزار سوار چوکی ہوئی سے مقابلہ شاہ دران کا فرمایا ۔ طرفین سے توپ ریکلا ، گجنال ، شتر نال ، قینچی بان وغيره چهواتے تھے ۔ عالم طرفين ميں كوئى مركيا ، كوئى تؤہمے ، كوئى سمكر تها . شاہ زادہ عالم نے مائند شير ار كے اور ياتھى مست كے لعره مارا کی "اے جوالیوں ہندوستان کے ، وقت تن دہی اور مردسی اور دلاوری بهادری کا ہے۔ بنام خدا عز و جل دل نوی رکھو ۔ جرأت کرو و دیکھو غول درانی کا بھاگا جاتا ہے - ستے ہی اس آوازہ کے جوالوں مندوستان کے نے کھوڑے چلائے۔ درانبوں میں سلگتے۔ تلوار پر تلوار مائند بھلی کے چانے لاگ ۔ کرد غبار سم کھوڑوں سے اس قدر بلند ہوئے ، آسان اور اقتاب لظر آنے سے جھے گیا ۔ گویا کمونا قیامت کا تھا ۔ الوار پر الوار لگنی تھی ۔ شور چھاجھنی تلوار اور شیاشیں نیزہ کی سے آسان چاہتا تھا کہ پھٹ جا اور زمین زرہ ررہ ہو کر مائند خاک کے اوڈ جا ۔ اوس ميدان مين شاه زاده عالميان جس طرف گهوڙا ديث جانا تھا جس طرح باز اویر گبوتر کے تیز بے دریع مالند گھاس کاٹنا تھا۔ تنک کے تنک ، غول کے غول درائیوں کے مائند رہوڑ بھینڈوں کے بھاگے۔ ہزار یا عالم طرفین کا قتل میں آیا : ع "کوئی تڑاھے کوئی رسسکے، کوئی ہوہے ہے جان ۔" فتح لشكر پندوستان كى بوئى . طنبور فتح كا بجايا . احمد شاه دراتي شکست یا کے متوجہ طرف تندھار کے ہوا ۔" ا

ساری کتاب میں تاری اسلوب کا یہی دلچسپ بیائید الداز ہے۔ اس تاثر

(۱) ''دونو بیٹوں اپنو کوں حضور احمد شاہ درانی کے بھیجا تھا ۔''
 (۲) ''سنتے ہی اس آوازہ کے جوانوں پندوستان نے گھوڑے چلائے ۔''

(٣) ''سرداروں ولایتی سے تمند تمایف بھیج کر سلسلہ دوستی کا مربوط 'کیا تھا ۔''

(س) "احمد شاہ درانی شکست پا کے متوجہ طرف تندھار کی ہوا ۔" لر میں "دونوں بیٹوں اپنو 'کوں'' کی ساخت وہی ہے جو قارسی

پر پیرا می " (دولان بیان آیا کرد)" ما ساعت وی به جر فراص بین ایر دو بهاران فیزار " آیا کرد) این اس در در در بیان بین بین اس از در ایران بین بین اس از در ایران بین بین اس از در " رواان در در " رواان در " رواان در " رواان در " رواان در ایران که خی آرم در بین بین می مرحول در ایران که خی آرم در بین بین می مرحول می شده می مرحول می است می ا الأودي (بان التي أور التي ليرس والوائد كو دولان كرنا كي كونوان بين المؤلون التي ما دولون التي فرون موسل المؤلون التي موسول التي فرون كونوان بين المؤلون المؤل

رخ مل کی اس صیحات میں بیان بال کی رہی مام زائل اصلان ہوئی ہے۔
ہو لکھنے والے آورگو دوران کے اگرائی دوران کے اگرائی اور دوران کے اگرائی دوران کے برائے کے استاح کے اوران کیا اگرائی دوران کے برائے کے استاح کے اس میں میں دوران کی دوران کے برائے کے برائے کے اس میں دوران کی دوران

''طرابان کے بیات کو روکالا ، کھنال ، شرائل ، ٹینچی بان وغیرہ جھوٹتے تھے۔'' ''طرابان سے تو روکالا ، کھنال ، شرائل ، ٹینچی بان وغیرہ جھوٹتے تھے۔'' ''اانتصہ اس لوع کے سوال جواب ہوتے تھے۔''' (س ۲۲)

(ص ۸۳) ان دور میں 'ژاول ہوتی تھی ۔'' اس دور میں 'ژا' کے عیائے 'ژا' کا استعال عام تھا ۔ مناؤ اوائی تھی (اُڈُق ٹھی) ، بھینڈوں (بھیڑوں) گذھی (گڑھی) پڈھنے (بڑھنے) ، بھی صورت رستم علی کی لٹر میں نئی ہے ۔ ٹائم جاند بوری کے بان بھی آلا کا استمال امی طرح مطا ہے ۔ خائی آروز کی آفت ''الوار الانطاقا' میں بھی متعدد انظاما 'الاِس کے بیائے 'اوا ہے لکھے گئے یہ - رضم علی کے بان اس دور کے عام رجعان کے مطابق فارس روزمرے، مرکب مصادر اور ان کی مختلف صورتوں کو آرود میں ترجہ ''کرکے کا وجعان مشا ہے - مثلاً رخصت فرمالا ، مربوط کرفا ، استراحت کوفا ، قال میں آلا ،

ثاب له آنا ، امره بولنا ، الرائي كهانا وغيره .. بحيثيت بجموعي "قصه و احوال رويبلد"، أردو للر كح اس تتر اسلوب كل

بے جینیت جیوری حصہ و دور بن اروز اورید اس کے اس تیے اس نے اسواب کی مشکل اور چہ چو آئند دور بن اروز انرکا کا امام اسابوں بن آپ آپ ہے ۔ آلیاروزس میں تقرآ آپ ہے اور ایک و اسابوب جو ''اقسہ او حوال روبیلٹ'' اور بالا آگا کے دنیاوں میں مثل ہے۔ آگے بات ہر ہم ان اثاری تصالیف کا مطالعہ کریں گے کے دنیاوں میں مثل ہے۔ آگے بات ہر ہم ان اثاری تصالیف کا مطالعہ کریں گے بڑا کا نشل قسم کیارائوں اور دانتازین ہے ہے۔

حواشي

مدة منتخبر: اعظم الدواء سرور، مرتب خواجد احمد فاروق ، ص ۲۸۹ ،
 دپلی بونبورستی ۱۹۹۱ ع بدیادگار شعرا: مترجم طفیل احمد ، ص ۱۹۶۰ میندوستانی اکیدیمی الدآباد

۱۹۳۳ء ع -۱۳ تذکرہ ہے جگر : (فلمی) خیرانی لعل بے جگر ، الڈیا آفس لائبریری ، لندن ۔

ہ۔ گلشن بے نحار : لواب مصطنیٰ خان شیفند ، ص ۱۱۳ ، مطبع نولکشور الکھنڈ . ۱۹۱۹ ء -

۵- قمد و احوال روبیله: سید رستم علی ، ص ی ، مخطوطه الهبن ترق أردو
 پاکستان کراچی -

ي- تاريخ اوده : نجم النني خان (جلد سوم) ، ص به بن ، مطبع لولكشور
 لكهنؤ ١٩١٩ ع -

ے۔ قصہ و احوال روپیلہ : (غطوط») ص p -

٨- ايضاً : ص ١٠ - ١١ -

 ب ستر ثابت علمن : آنند وام علمن ، مرتب ڈاکٹر سید اظہر علی ، بندوستان برایس رامبور ۱۹۳۹ ع -

. ١- قصه و احوال روبياه : (مخطوطه) ص ٥٢ - ٥٨ -

## افسانوی تصانیف اور اسالیب

مجد شاہی دور میں برعظم کی تہذیب کا مرکزی دھارا خشک ہوگیا تھا اور وه بند یانی کی تهذیب بن کر ره گئی تھی ۔ اس دور میں دو چیزیں متبول ٹھیں : ایک چہتی اور دوسری داستان اور دواوں کا مقصد سوئے کے عمل کو آسان بنالا تھا ۔ داستانیں ، جن کی بنیاد عشق و عاشقی کے سہاتی قصوں پر قائم تھی ، اس تہذہب کے مزاج سے بوری مناسبت رکھتی تھیں اور اسی لیے یہ معاشرے کے ہر طبقے میں یکساں طور پر مقبول تھیں ۔ بوستان خیال اور قصہ عاتم طائی جیسی داستالیں بھی قارسی زبان میں اسی زمانے میں لکھی گئیں ۔ ان سب داستالوں کے کردار بادشاه ، شاہزادے ، شہزادیاں ، وزیر و سوداگر تیر اور ان میں تنیل کی پرواز اتنی تیز تھی کہ پلک جھپکتر میں دور دراز سلکوں میں چنوا دیتی تھی ۔ وه خوابشات ، جنهی عملی زلدگی میں به معاشره حاصل ند کر سکتا تها ، ان داستانوں کی خیالی ممهات کے ذریعے آسود، کر رہا تھا ۔ ایک شہزادہ کسی شہزادی پر عاشق ہو کر اسے حاصل کرنے کے لیے نکاتا ہے . راستر میں طرح طرح کے مصالب سے دو چار ہوتا ہے ۔ جنون اور دیووں سے مقابلہ گراتا ہے ۔ طلبات میں بہنس کر مردالہ وار مقابلہ کرنے ہوئے انتح یاتا ہے اور پھر شہزادی کو لے کر اپنے ملک واپس آتا ہے ۔ اس کے پاس کوئ ایسا توڑ ہوتا ہے جو اے کسی فقیر ، ہمدرد ، ہری یا دیو زاد نے دیا ہے اور جس سے وہ پر مشکل پر قابو پالیتا ہے ۔ وہ ٹوڑ کوئی الکوٹھی یا سپرہ ہو سکتا ہے یا قصہ ؑ سہر افروز و دلبر کی طرح کوئی چکٹر ہو سکتا ہے جو سہرے کی ایک نئی شکل ب . ان داستالوں میں طلسم و سحر سے ایک ایسی دلیا آباد کی جاتی ہے جس سے خواب کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے - جی مزاج ہمیں تواب ہیسوی محان کی داستان 'قصہ منہر افروز و دلبر' میں ملتا ہے۔ یہ آردو کی قدیم ترین معلوم داستان ہے جو بحد شاہ یا احمد شاہ کے دور میں کسی وقت لکھی گئی اور تقریباً ا الهائي سو سال بعد اب پهلي بار سامنے آئي ہے۔ اس داستانے کا تخطوطہ جو آغا حيدر حسن كو گواليار مين حضرت جي كي درگاه كے سجاده نشين بد غني حضرت جي سے 1979ع میں ملا تھا ، پروفیسر مسعود حسین خان نے اپنے مقدمے کے ساتھ مرتب کرکے ٩٩٦ وع میں پہلی بار شائع کیا ۔ منطوطے پر لد مصنف کا نام تھا اور لہ کوئی ترلیمہ ، البتہ شروع میں کسی اور شخص کے قلم سے اعسوی خان بہادر' اور اقعد سیر افروز و دایر اکها ہوا تھا ۔ سعود حسین عال نے عیسوی خان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی اور مرازا قرمت اللہ بیگ اور آب حیات کے حوالے سے اس تنہیے پر چنومے کہ "بہ عیسوی خان غالباً حافظ عبدالرحمش غال احسان کے چچا ہوں کے کیوں ک احسان کے والد حافظ غلام رسول خاں کا خطاب موسٹی خارے بحب الدولہ خان بهادر تها اور بدشاه (٨٣٨،ع - ١١٠،٩ع) اور احمد شاه (١٥٥،ع - ٨٣١،٩ع) کے زمانے میں شاہزادوں اور شاہزادیوں کو کلام مجید پڑھانے پر مامور تھے ۔"ا فرحت اللہ بیگ اور مجد حسیرے آزاد نے جو کچھ لکھا تھا وہ عیسوی نمال کے بارے میں نہیں بلکہ دوسوی خاں کے بارے میں تھا۔ اٹھارویں صدی اور اس سے پہلے کی تاریخوں میں عیسی خان مو لی خان کے قام کے کئی آدمی ملتے ہیں ۔ موسوی غان مرزا سعز و قطرت کا نام بھی لڈگروں اور ٹاریخوں میں آنا ہے۔ داؤد اوراک آبادی کے ایک شعر میں موسوی خان کا نام اس طرح آیا ہے :

## موسوی خان اگر طور معانی کا کلیم شعر داؤد ہے سب فرس اگر ہے داکئی آ

لکی چہری شرک تا اور کمیں افر یکی آبا ، مسئی مان کو مجری علی بابد کے پہار کو فروی علی بابد کے پہار کو فروی کا استفادہ کے بابد کرنے اس ملحے جی مردی ادار کی بابد کرنے ہوئی استفادہ کے بابد کی استفادہ کے ایک برون استفادہ کا تجری مردی استفادہ کے بابد کی بیانی کے بیان افرید اس کے بیانی کی برون کے بیان کی در اس کی بیانی کی برون کے بہت کرنے کی بیانی کی برون کے بہت کرنے کی بیانی کی برون کی بریانہ کرنے کی برون کے بہت کرنے کی بریانہ کی بریانہ کی بریانہ کرنے کی بریانہ کی بریانہ کی بریانہ کی بریانہ کی بریانہ کی بریانہ کرنے کی بریانہ کی بریانہ

عیسٹی عاں کے بارے میں شاہ کہال کے تذکرے 'مجمع الانتخاب' کے حوالے سے لکھا ہے کہ شہرت کے والد عیسیٰ خان شاہ نظام الدین صوبیدار دہلی کے نائب تھے ۔ جب جنرل لیک کی فوجوں نے ١٨٠٧ع ميں دہلي كو فتح كيا تو شاہ نظام الدين ديلي سے گوالیار چلے گئے۔ میر سید علی عمکین دہلوی ، جن کے اام عالب کے بہت سے خطوط دریافت ہو چکے ہیں ، انھی شاہ نظام الدین کے بھتجے تھے اور گوالیار میں مضرت جی کی درگاہ بھی الھی کی ہے جن کے کتب خانے میں قصہ سہر افروز و دلیر کا تخطوطہ رہا ہے۔ چولکہ اس مخطوطے کے شروع میں کسی کے تلم سے محلط سابط رومن رسم الخط میں "مالک اس کتاب کا ثائب صاحب ۔ جو کوئی دعوی کرے سو جھوٹا ہے ۔" لکھا ہوا ہے اس لیے فاروق صاحب کا خیال ہے کہ نائب صاحب سے بہاں عیسیٰ خان مراد ہے۔ یہ کتاب ان کی ملکیت رہی ہے ۔ کسی نے بعد میں اس پر قعبہ عیسوی خان بہادر لکھ دیا ہے اور سہوا عیسی خان کے بجائے عیسوی خان قلم سے لکلا ہے ، یا عرفاً یہ اسی طرح پکارے جاتے ہوں کے ۔ یہاں یہ بحث بے ضرورت ہے کہ مسعود حسین خان اور نثار احمد فاروق کی تحقیق اور منطق میں کرسی کمیسی غلطیاں ہیں اور کس طرح حامدکی ٹوپی محمود کے سر منڈھ دی گئی ہے ، لیکن ''قصہ'' سہر افروز و داہر'' کی دریافت و اشاعت بذات خود ایک اہم واقعہ ہے ۔

 کے متوسل آئے آور ووں سبب ۱۸۰۹ کرمی بدئی ۲۵۰۰ میں انھوں نے چاری ست سی کی ٹیکا لفار و ٹر میں کائی۔ اس ٹیکا کے گئی غطرطات موجود یعنی- جندی ساہندہ سیان انہ آباد کے غطرط کے آخری بند کے یہ تین دوریے کتاب اور مصف کے وارے میں اہم سطوعاتی چین چار

کے برائے کے اور معلومات پیم پہلوک ویں ؟ کے ارسکاک اور اور این چیئر سرکھ پھروبان بڑھت بہاری سے سیا سب جگ کرت پرمان تب سب کوھت کو کہکم بھائنا وچن ولاس ادت عسوی خالے کیووس چنز کا پرکاس لند ، گنل ، بسر ، بھوس کئی کیچے برس چار رون چنز کا پرکاس کے مدھو شیعی پر س چار کا وار

ان دوہوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عیسوی نماں نے ٹرور کے راجا چھتر سنگھ کی سرپرستی میں رس چندرکا لکھی ۔ آخری دوہے میرے تعمیف کا سال ، معهدند اور دن دیا گیا ہے ۔ ہندی میں صغر سے لے کر . ۹ تک کے اعداد میں سے ہر ایک کے لیے کچھ مخصوص الفاظ مقرر ہیں۔ سال تصنیف میں آنے والے اعداد کے حوازی الفاظ لظم کر دیے جاتے ہیں ۔ ان الفاظ کے اعداد دائیں سے بالیں لکھنے سے جو ہندے برآمد ہوتا ہے وہی سال ِ تصنیف ہوتا ہے ۔ آخری دویے میں لند ، ککن ، بسو اور بھومی کے اعداد بالٹرٹیب ہ ۔ . ۔ ۸ ۔ ، یہ ۔ ان سے و ۱۸٫ سمبت بنتا ہے ۔ دوسری مطر میں مدھو اور شیجی سے چیت کا مہینہ اور پوراما سے جمعرات مراد ہے۔ عیسوی خان ارور کے راجہ چھٹر سنگھ کے متوسل تھے ۔ فرور ہاڑوں کی ریاست گوالیار کے راجہ کے مالحت تھی ۔ اس کے راجه چهتر سنگه جنوری . ۱۵۰۶ میں گدی پر ایٹھے - وہ کم از کم ۱۵۵۰ م تک ضرور حکمران رہے کہولکہ پیشوا راگھوبا داداکی ڈاٹری میں ان کے ساتھ ایک معاہدے کا ذکر ملتا ہے جو جون سرہ ، اع میں ہوا تھا ۔ ڈاکٹر پرکاش موٹس نے قصہ میر افروز و داہر اور رس چندرکا کی اثروں کا مقابلہ کرکے بتایا ہے کہ ید ایک ہی مصنف کے قلم سے لکلی ہیں ۔ عیسوی خان نے رس چندرکا کے علاوہ ست سئى كى ايك أردو شرح بھى لكھى تھى جس كا مخطوط، ليكم گڑھ (مدھيد برديش) کے ممارلیا دیویندرسنگھ جودیو کی لائبریری میں مفوظ ہے جس میں ہر ورق پر ایک طرق اُردو رسم الخط میں اور دوسری طرف ہندی خط میں شرح لکھی ہے . اس منطوطے کے چلے ورق پر الواب عیسوی خان کرت رس چندرکا' لکھا ہوا ہے۔ بندی منطوطات کے قبرست لگاروں نے ہر جگہ عیسوی خان کے الم کے آگے

1 4 6 3 قوسین میں "الواب" لکھا ہے ۔ "قصہ معیر افروز و دلبر" میں ان کا نام عیسوی عال بهادر دیا گیا ہے . نام کے ساتھ بهادر کا لفظ کسی عام آدمی کے لیے استمال نہیں ہوتا ۔ بھر عیسوی غاں خود کوئی عام لام نہیں ہے ۔ ایسے الوکھے لام کا کوئی اور شخص یعی پو جو لواب بهادر بهی پو اور ساته ساته معنف بهی د مکن نہیں ہے ۔ نرور راج کو دولت راؤ سندھیا نے اٹھارویں صدی کے آخر میں فتح كركے گواليار ميں شامل كو ليا تھا . قصه مهر افروز و دلير كا غطوط، بھى كواليار سے ملا ب - اس ليے يد قصد الهارويں صدى عيسوى كے وسط ميں يا اس سے گجھ اور پہلے لکھا گیا ہوگا جس کی تصدیق خود اس قصے کی زبان سے بھی ہوتی ہے اور جس کا ذکر خود مسعود حسین خان نے اپنے متنسے میں کیا ہے كد "و، بيهو ديومالا سے بھى بنوبى والف ہے - و، ابنى اكثر تشيييں ، جنهيں وہ ایمان کہتا ہے ، بلا لکاف ہندی شاعری سے لیتا ہے ۔ اس کے اکثر فنروں پر سور داس ، میرا بائی یا رہیم کے دوبوں کی چھاپ نظر آتی ہے . . . اس کے پیش نظر یا تو فارسی داستانیں ہیں یا بھگنی اور رہتی کال کی شاعری کے وہ ' ممونے جو زبان اور خلائق ہو چکے تھے ۔''7 اس بحث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قصد مہر افروز و دلبر کے مصنف بھی لواب عیسوی خان جادر ہیں اور یہ قعبہ بد شاہ یا اسد شاہ کے دور میں لکھا گیا ۔ جیسے قعبہ سپر افروز و دلیر کو دریافت کرنے کا سیرا سعود حسین بال کے سر ہے اسی طرح عیسوی عال کو دویافت کرنے کا سہرا ڈاکٹر پرکاش مونس کے سر ہے ۔ عیسوی خال کی شخصیت اور زمائے کے تعین کے بعد یہ اُردو زبان کی قدیم ترین داستان قرار باني ۽ •

قصہ میر افروز و دلبر دو حصوں میں تنسیم ہے ۔ پہلے حصے میں داستان ے جو کل کتاب کے دو تمائی صفحات پر سٹنسل ہے اور ایک تمائی حصہ لمبحث نامے پر مشتمل ہے ۔ داستانوں کے عام مزاج اور تبذیبی تناضوں کے مطابق اس داستان میں بھی ایک بادشاہ ک کہائی سنائی گئی ہے جس کی اولاد زندہ نہیں ریتی تھی اور اسی لیے وہ اداس رہتا تھا ۔ ایک فتیر کی دعا سے اس کے بال تهایت حسین و جمیل لؤکا بیدا ہوا جس کا نام سہر افروز رگھا گیا ۔ دستور زمانہ کے مطابق چار برس کی عمر میں اسے پڑھنے بٹھایا گیا۔ مہر افروز ایسا صاحب طبیعت تها که جو "کوئی برسون میں سیکھے تو ید دنوں میں سیکھے۔" جلد ہی علوم و انون کی تمصیل سے فارغ ہوگیا ۔ جب چودہ سال کا ہوا تو باپ ع اجازت لے کر شکار کو گیا ۔ وزیر کا بیٹا لیک الدیش ساتھ تھا ۔ یہ دونوں ایک پرلدے کا پیچھا گرنے رات، بھول گئے اور بربونے کے دیس میں آگئے ۔ بہارے سہر افروز نے بربورے کے بادشاہ کی بیٹی داہر کو دیکھا اور عاشق ہو گیا۔ لیکرے خود محبوب کو اس کی خبر بھی ند ہوئی۔ عشق کی آگ میرے جاتے ہوئے وہ دیوالہ وار تلاش مجوب میں لکل کھڑا ہوا ۔ چاتے چلتے ایک فقیر سے ملاقات ہوئی۔ فقیر نے میر افروز کی راہنائی کی اور اسے ایک ''چکٹر'' دیا جس کی خصوصیت یہ ہے گد اس کے پھینکنے سے دیو کا سر کٹ کر گر جاتا ہے۔ سہر الروز اور لیک الدیش مختلف مرحلوں سے گزرتے ، مصبتیں جھیاتے ، طلسات میں گرفتار ہوتے ، دیو اور دیولیوں سے لڑتے آغر کار سنزل مراد کو چنج گئے ۔ مہر افروز کی شادی دلبر سے اور لیک الدیش کی شادی دیووں کے بادشاہ فریاد رس کی بیٹی گل رخ سے ہو گئی۔ جب یہ قافلہ اپنے ملک کو واپس ہوا تو راستے میں بھر نئی مشکلات میں بھنس گیا لیکن اغرکار ان سب آفات و بلیات سے مقابلہ کرتا کامیاب و بامراد اپنے وطن واپس چنیج گیا اور سارے ملک میں خوشی کا جشن منایا گیا ۔ مہر افروز و دلبر اس داستان کے مرکزی کردار بیں لیکن داستالوں کے عام ڈھانھے کے مطابق ایک قصے میں سے دوسرا قصد لکاتا ہے اور اس طرح کئی اور کردار سامنے آتے ہیں . یہ ذَبلی قصہ یا تو اسی داستان کا کوئی کردار سہر افروز کو سنانا ہے یا پھر منزلیں "سر کرنے کوئی اور شخص راستے میں مل جاتا ہے جو خود تلاش صبوب میں سرگردان ہے اور وہ اپنی داستان شہزادے کو سنالا ہے ، یا کوئی طوطا مل جاتا ہے جو دراصل شہزادہ ہے جسے کسی دیونی نے طوطا بنا دیا ہے۔ العب سهر افروز و دلبر میں روم کے بادشاہزادہ لور عالم اور ملک غطا کی شہزادی داریا کی داستان عشق آرزو بخش نامی فقیر سناٹا ہے جس سے گلشن آباد للسي جنگل مين سهر افروز کي سلاقات بوتي ہے۔ ديووں کے بادشاء فرياد رس کی ایش کل رخ بلنع کے بادشاہ کی کمیانی سناتی ہے جس بر الباس بالو بری اتنا ظلم ڈھائی ہے کہ وہ جان دے دیتا ہے ۔ اسی طرح اس میں ایک اور ڈیلی کہانی مقبول شاہ اور عشاق بانو بری کی ملتی ہے ۔ ایک روپ سے دوسرمے روپ میں آ جانے والے بادشاہوں کی کہانی کے علاوہ ایک کہانی چکور کی اور ایک کیانی گھسیارے کی بھی ملتی ہے ۔ آخر میں ایک نصیحت المد دیا گیا ہے جس میں ہر قسم کی نصبحتوں اور علل و دائش کی بالوں سے ایک جہان آباد کیا گیا ہے . اس أسبحت نامے كا بنيادى ماغذ علم الاغلاق كى وہ عبد ِ آفريں كتاب ہے چسے ہم "اعلاق مسنی" کے نام سے جالتے ہیں اور جس کا معنف صاحب ''روف: الشهدا'' ملا حدین وانظ کائنی ہے۔ اس ''لممیحت نامہ'' کے دوسرے مآغذ ''انملاق جلالی'' اور ''الملاق ِ ناصری'' بین ۔

سہر افروز و دلیر کی داستان طبع زاد ضرور ہے لیکن اس میں داستان کا عام ڈھانیا وہی ہے جو اس دور کی فارسی داستالوں اور اُردو مثنوبوں میں ملتا ہے۔ قصہ سہر افروز و دلبر کو بڑھتے ہوئے ذہن بار بار سیر حسن کی مثنوی "سعراليبان" كى طرف جانا ہے ۔ "سعراليبان" كا بادشاء بھى ييٹے كى دوات سے محروم ہے۔ مہر افروز و دلبر کا بادشاہ عادل شاہ بھی اولاد سے محروم ہے۔ دولوں داستانوں کے بادشاہ اسی غم میں ترک دلیا کرکے فتیری اغتیار کرانا چاہتے ہیں . دولوں کے بال تغیروں اور نجومیوں کی دعا سے چاند سا شہزاد، پیدا ہوتا ہے ۔ چار برس کی عمر میں تعلیم شروع کی جاتی ہے ۔ دونوں شاہزادے بلا کے حسین اور ذہبن ہیں ۔ دولوں داستانوں میں پربال ، دیو ، طلسیات اور سخر ہیں ۔ معائب اور تکالیف کا بیارے ہے اور بھر آخرکار وصل اور جشن کے متظر ہیں۔ بیرونی ڈھائیا کم و بیش ایک سا ہے لیکن ٹفصیلات میں فرق ہے جن سے کہائی کا مزاج مختلف ہو جاتا ہے ۔ ''سحر البیان'' کی بنیادی خصوصیت جزایات انگاری ہے اور جی خصوصیت ''قصہ' مہر افروز و دلبر'' کی ہے۔ خالہ باغ کا جو قلشہ عیسوی خال نے ایش کیا ہے اس سے ملتا جلتا نقشہ ''سعر البیان'' میں موجود ہے ۔ اس طرح سرایا کی جو تفصیلات اس قصے میں ہیں اس سے ملتی جاتی الفصيلات ''سحر البيان'' ميں ملتي ييں ۔ ''سحر البيان'' لظم ميں ہے اور يد قصد لٹر میں ہے۔ اسی طرح جب شاہزادہ ٹور عالم حوض میں الرانا ہے تو کیا دیکھتا ہے کد الفیشے می کی زمین ہے ، شیشے نی کا آسان ہے" (س مد - 10) اور اس طلساتی حوض کے الدر کا جو منظر دکھایا گیا ہے وہ کم و بیش وہی ہے جو جعفر علی حسرت کے ''طوطی نامہ'' میں راجہ الدر کے حوض کا ہے ۔ اسی طرح مروارید کا گنبد ویسا ہی ہے جیسا قصہ حاتم طائی میں ''مام بادگرد'' میں ملتا ہے۔ غرض کہ صبر افروز و دلبر کی داستان کا مقابلہ اٹھارویں صدی کی دوسری داستانوں سے کیا جائے تو معاشرتی فضا ، ذہنی روبوں ، انداز نکر ، تہذیبی اندار ، داستان کے بیرونی ڈھانھے ، جزئیات اور تکنیک میں گمیری مماثلت کا احساس ہوتا ہے . ان داستانوں میں واقعات و سیات (تفصیلات کے علاوہ) یکساں ہیں ، صرف کرداروں کے نام غناف ہیں ۔ ان سب میں عشق بنیادی جذبہ ہے جو کہانی کو متحرک کرتا ہے اور مرکزی کردار کو علوں کی ٹرم گرم فضا سے نکال کو معائب کی آلدھیوں اور سیات کی لکایقوں سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ قصائیم افراز دارک تصور شدن بھی آمو دولے مصور مثل ہے بالل ہے۔ قائل ہے آزار خورد ہے لکان ہے دھل کا بھی دور اللہ ہے ہے میں ہتجائے جوجیہ در انجالا اور امیان میں اطار کے حوصلہ بھا ''ارکی ایے ۔ بھی اور اور برائز میں میں امار اس میں امار کی اما

(20 - 69 - 17) قدء سہر افروز و داہر میں اس دور کی داستان گوئی کی روایت کے مطابق الردارون ك نام سام طور بر علامي ين . شهر كا نام عشق آباد ب . بادشاء کا قام عادل شاہ ہے۔ جنگل کا قام لیضسنارے یا گلشن آباد ہے۔ قلیر کا قام آرزو بحس ہے ۔ ایٹا مہر افروز اور ملک پری جہرہ ہے ۔ وزیر جہان دائش اور وزیر زادہ لیک اندیس ہے۔ بری خورشید بالو ہے۔ برستان کے شہر کا نام حَسَنَ آباد ، بادشاء كا لام جهال بخش ، يشي كا نام دلبر ، باغ كا نام محبت انزا ، مرز کا نام کوء گلستان ہے ۔ اس طرح اور دوسرے الم منور شاہ ، نوار عالم ، كل رنگ وغيره ملتے ييں - بھر اس ميں عبدا و حتى ، بلخ و روم اور كو، تات کے لام بھی اسی طرح آئے ہیں جس طرح أس دور کی دوسری ڈاسٹالموں میں بائیر یں ۔ عیسوی خان نے اس داستان میں اس دور کے کام مقبول اور پسندیدہ ذہبی روبوں کو سیٹ کو سنے والے کے لیے راکا راک دلجسپیوں کا سامان فراہم کر دیا ہے ۔ اُس دور کا ذہن تفصیلات و جزئیات کو بسند گرٹا تھا ۔ چنانچہ بھی خصوصیت اس داستان میں بھی موجود ہے ۔ سرایا لگاری ، خانہ باغ کی تصویر ، عل کے الدرونی حصوں کے سامان آوائش اور جشن و جلوس کی تفصیلات اس میں بھی موجود ہیں۔ جس تہذیب نے اس دور کے فرد کی تربیت کی تھی اور جس خمير سے ان كا مذاق فن ألها تها اس ميں ان اوازمات كے بغير داستان كا تصور بھی بیں کیا جا سکتا تھا۔ اس اعتبار سے بھی یہ داستان اپنے دور کی مماثندہ داستان ہے ۔ وہ زبان جو اس میں استعال ہوئی ہے عام بول چال کی زبان ہے اور سنسكرت و يواكرت الفاظ كے باوجود اپنے دور كى كائندہ زبان ہے . اس داستان کو پڑھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جع ہیں اور داستان کو انھیں جراخ کی مدهم روشنی میں داستان سنا رہا ہے ۔ یہ سنانے کے انداز میں لکھی گئی ہے يا سناتے ہوئے کس نے اسے تلمبند کیا ہے ۔ اس نصے کو الرمتے ہوئے یہ بات ساستے آتی ہے کہ داستان کو کھڑی بولی کے علاقے کا رہنے والا ہے۔ اس کی آبان پر سیارٹیور ، مظفر لکر ، میرٹھ ، مراد آباد اور بہنور کے لیجے اور روزمرہ و عاورہ كا گهرا الر ب - اس كے مطالعے سے يد بات بھى سامنے آئى ہے كد أردو زبان عنق بولیوں کے اثرات قبول کرکے اپنے ارتقا کی کس منزل پر بہنچ چک نھی اور اس کے رنگ روپ کی کیا صورت تھی ؟ اس پر بریانی ، پنجابی ، برج بھاشا ، کھڑی اور بندیلی وغیرہ کے اثرات موجود ہیں ، لیکن اب یہ سب اثرات جنب ہو کر نظروں سے اوجھل ہو رہے ہیں اور کھڑی ہولی کی چھاپ گہری ہو رہی ہے ۔ اس داستان کے اسلوب ، ذغیرۂ الفاظ ، تشبیبات و استعارات اور تلمیحات و اساطیر بر مندی کا اثر کمایاں ہے ۔ یہ اثر اس دور میں دہلی کی عام بول چال کی زبان پر اثنا نہیں تھا جتنا دیلی کے قرب و جوار اور یو پی کے علاقوں کی زبان پر تھا ۔ اس میں قارسی کے وہی الفاظ استعال میں آئے ہیں جو عام بول چال کی زبان پر چڑھے ہوئے تھے۔ اس کے اسلوب پر ، ہندی زبان و ادب سے عود عیسوی غان کی گہری وابستگل کا بھی اثر ہے اور اسی لیے جب وہ کسی چیز کو بیان کرنے ہیں تو ان کا ذہن پندو اسلور کے ذریعر اس کا اظہار کرتا ہے ۔ ید عیسوی خال کے لیے قطری طرز اظہار ہے - سرایا کا ید ایک مختصر سا اقتیاس دیکھیے :

ااور آنکهیں اوس کی کوں لرگس کی مناسبت دیجے تو لرگس تو چشم حیران رکھتا ہے اور اس کی آنکھیں تو رسیلی ہیں اور گھنجن میں کی جو مناسبت دمير چنچلاين کي ٿو اس سي چنچلا ين نهيں ہے۔ وہ تلهيتر یں اس واسطے کہ کوئی ہارے ٹائیں ان آلکھوں کی مناسبت دے اور ان کا چنچلا این جو ہے سو اپٹیتی اور ایکیٹی کا ہے کہ اپنے کٹاچھ کے نے سے اور نے کے باتک سے اوروں محو مارتیں ہیں . . . اور مرگ کو جویا کی ایمان دھے تو مرگ نے ایسی سفیدی اور سیاہی اور لال ڈورے

اور متوار بنا کمان مے پایا ۔" (س ۲۵ - ۲۹)

اس اقباس میں ج. ۽ الفاظ استمال ہوئے بین جن میں سے قارسی و عربی الفاظ کی تعداد کل دس ہے اور ان دس میں سے بھی لفظ مناسبت تین بار ، لفظ نرگس دو بار استمال ہوا ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو بول چال کی زبان میں عام لهے . یمی اس نثر کا بنیادی مزاج ہے ۔ اس اقباس میں ہندی الفاظ کی گئرت نے اہل اُردو کے لیے اسے مشکل بنا دیا ہے لیکن سرایا کے علاوہ ، جہاں تشبیهات کے استمال اور جسم کے مختلف مصول کی ٹصویر کشی کی وجہ سے اثر کی where  $(w_i, w_i)$  is  $(w_i,$ 

"سو و آگ گایی گرف بعثری بن از آم ... "گفتنی بد .. گفتنی بد .. گول و قال ده حد کرد (ایل به ... گول به بود ... گول به ... گول به ... گول .

ین یا فائش ہے "کہ گیا میں 'کوششی ہے "دار "می د ر ۔ ر ) ''العدا میں الروز و ادرار" کی ٹر کا یہ مام رفک ہے جس میں بیان کیا کیا ماؤنال مصالب وقتی ہے دور کے دور بعد اطراق میں جس میں اس میں ایک تائیل طر کرنے ہے ۔ وہ لوگ مور بعد اطراق میں جس کے اس میں ادور در خاند میں ایک اطراق میں ادرائیز کی افزائی ہے ۔ کے ماورات ، روزمی ، اشال ، استارات ، اشتہات ، تصورات میں یہ مسب گوچہ ہے ، اور اوراق در کاروزی کا کہ استارات ، اشتہات ، تصورات میں یہ مسب گوچہ میں آیا ہے۔ اس میں مختلف و متخاد عنادر جذب پو کر (وال کا حصہ نے بین اور جنری آج میں تبریہ کرکے درنافت کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس زوان میں ، بندی کے مائلے میں ، فوت الخبار زوادہ جان دار ، رفکا رنگ اور عام نہم ہے۔ اور کوابات مغبری کے علتے ہے۔ ایک اکال بن کی ہے ۔

"تقصم" سهر الروز و دلبر "کی نامر کی ایک اہمیت یہ ہے کہ یہاں جملوں کی ٹرکیب ، فارسی جللے کے اثر سے آزاد ہو رہی ہے۔ اس کی ٹرکیب میں ، جملے کی ساعت میں دیسی لہجہ اور اس کا آہنگ تمایاں ہے ۔ قارسی جملے کا جو اثر آیا بھی ہے وہ اثنا دب کر آیا ہے کہ اس میں اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا ۔ یہ اثر داستان کے ابتدائی حصے پر زیادہ ممایاں ہے لیکن جسے جیسے قصد آگے بڑھتا ہے یہ اثر کم ہوتا جاتا ہے۔ وہ بے لرتبی ، جو بسین اس کے اکثر جملوں میں لظر آتی ہے ، اس وجہ سے ہے کد یہ داستان شاید بول کر لکھوائی گئی ہے ۔ "كريل كتها" كى نثر مين اس ليے ترتيب و وبط زيادہ ہے كہ وہ پہلے لكھي گئي ہے اور بھر ستائی گئی ہے ۔ یہی صورت تفسیر مرادید کے ساتھ ہے ۔ قصہ مہر الروز و دلير مين 'ااور ، اور'' جو بار بار استمال ہوا ہے اس كى وجہ بھى ہے، ہے کہ یہ بول کر لکھوائی گئی ہے یا سنانے ہوئے لکھی گئی ہے۔ اس میں کثرت سے الفاظ اس املا کے سانھ لکھے گئے ہیں جس طرح وہ بولے جاتے تھے -فارسی عربی کے الفاظ کو بھی عام بول چال کی زبان کے مطابق استعال کیا گیا ہے ؛ معادى عددى ع جائ عدايث ، نواكت ك جائ لزكائى ، نوس ك جائ لومائى . زیان و بیان کا یمی وہ مزاج ہے جر اس قصے کی ساری عبارت میں جاری و ساری ہے۔ اس کی زبان میں کم و ایسر وہ ساری چیزیں موجود ہیں جو کربل گتھا میں نظر آئی ہیں اور جو آبرو و ناجی کی شاعری کی زبان میں موجود ہیں۔ یہاں۔ بھی فارسی عربی الفاظ کو پندی الفاظ کے ساتھ واؤ عطف سے ملایا گیا ہے۔ نون غنہ كا أستمال بهى كويل كتها كى طرح اسم ، فعل ، حرف ير جكد ملتا يه ! مثا الك (ناک) ؛ نامج (نامج) میرین (میرے) ؛ تیرین (تیرے) ، اونچین (اونچی) ، کرانان (کرلا) ، جالنان (جالنا) ، کون (کو) ، تون (تو) ـ برخلاف اس کے جن الفاظ میں ہم آج لون کا استعال کرتے ہیں جاں لفظوں سے خائب سے مثار الهو (الهول) ، چچ (پہنچ) ، میمه (سمیند) ، نہی (نہیں) ، جارو (چاروں) - یہی صورت ، ، ، کے ساله ہے۔ آج ہم جہاں ء/ھ استعال نہیں کرتے وہاں سپر افروز و دلیر میں استعال ہوئی ہے ؛ مثار بھو کھے (اہوکے) ، چیلمیں (چیلیں) ، ساکھنے (سامنے)

جھوٹھ (جھوٹ) اور جمال آج استمال کرتے یں وہاں استمال میں ہوئی ؛ شٹاؤ وہائیں (وہان میں) بھی (بد میں)، 'کیسائی ('گیسا میں) وغیر، ۔ الھارویل صدی کے وسط میں انفاظ کے تلفظ و اسلاکی بھی صورت تھی ۔

"قصه" سهر الروز و دلبر" كي زبان پر غناف بوليوں كے اثرات ايك ساتھ نظر آتے ہیں جو جمع بنانے کے مختلف طریقوں ، اسائے ضمیر کی مختلف صورتوں . حروف اور اقدال میں ملتے ہیں جن کی تفصیل مسعود حسین خاں نے اپنے مقدمے میں دی ہے ؛ مثار عیسوی خان "بھوں کی جمع قدیم أردو کے طریقے سے بھوان بنانے ہیں ، قدم کی جسم پنجابی طریقے سے قلمیں یا کھڑی ہولی کے طریقے سے بری کی جسے پرس ، لکڑی کی جسے لکڑیں بنانے بین اور آلکھ کی جسے برج بھاشا کے طریتے سے آنکھن بنانے ہیں ۔ اسی طرح عیسوی خان کی اس داستان میں اسائے ضيركى بہت سى شكايى ملتى يى ، مثار وس ، وسے (أس ، أسے) ، نے (تو) ، تي (تو) ، توں (تو) ، نے (یہ کی جسم) ، وے (وہ کی جسم) - اسی طرح تن (اس) تس ، جے ، نے ، اٹھو ، اٹھے ، کسو ، ٹنہوں (الھوں) ، یا ی (اس کی) ، کیتک ، آلکوں ، آنکو ، آگوں ، کبتی ، پیھیں ، ایسیں ، ایتا ، ایتی ، کد ، جد ، تد ، کتیوں (کئی ایک) وغیرہ ۔ اسی طرح "مروف" میں تائیں ، لوب ، کوں ، کے (کو) ، سر (ہے) ، کین (کے) ، سے (ساتھ) ، بلک (بلکم) ، سوائے (سوا) ، سو ، بین (بی) ، سیتی ، سین ، پھیر وغیرہ استعال میں آئے ہیں ـ بھی صورت افعال کے ساتھ ہے ۔ عیسوی خان ایسے مصادر استعال محربے ہیں جو قدیم أردو میں ملتے ہیں لیکن پندی میں آج بھی مستعمل ہیں ؛ مثلا سالنا ، تلبهنا ، اپراجنا وغیرہ . افعال میں ''و'' کا استعال عام ہے جیسے آوانا ، سمجھاوانا ، لوثاونا ، گاونا ، روونا وغیرہ ، ٤ یہ صورتیب آبرو و ناجی کے پان بھی ملتی ہیں ۔ وہ کھڑی ہولی کے طریقے سے "کان جا" کہاں جاتا ہے یا کہاں جا رہا ہے کے معنی میں استعال کرتا ہے۔

''الو طرز مرصّع'' اس دور کی ایک اور نابل ذکر تمثیف ہے جس میں نارس انشا پردازی کی روایت کو داستان لویسی میں استمال کیا گیا ہے ۔ اس کے روزی میں جد حسین عطا عال تعسین ، مراحظ رقم شال میں کا شطاب تھا ٨ نہام اناوہ کے ایک اجھے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ۔ ؟ ان کے والد بحد باقرشوق نارسی کے صاحب دیوان شاعر ، خوش نویسی میں بے مثال اور استعلیق آمیز شكستد كے سوجد تھے ۔ ١ تحمير نے اعجاز رقم خال كى تعليم و توليت سے نن خوش نویسی و انشاپردازی میں کال ماصل کیا ۔ ١١ امرات الد آبادی نے لکھا ہے کہ یہ کردیزی سید تھے اور ان کے بزرگ باہر بادشاہ کے زمانے میں گردیز ہے بندوستان آئے اور کڑہ مالک ہور میں قیام کیا لیکن تحسین کے والد بجپن ہے میں دیلی آ گئر اور اورنگ زیب کے زمالہ مکومت میں سہ بزاری منصب و جاگیر سے سرفراز ہوئے ۔ تحسین الفلاب زماله کے باعث دیلی سے نکل کر مدت تک ناظان بنگال کی غدست میں رہے اور انگریزی حکومت کے ابتدائی دور میں کمبھی کے پندوسانی ملازمین میں شامل ہو گئے ۔ تحسین کو فارسی زبان پر پوری قدرت حاصل تھی ۔ سوانخ قاممی ، الشائے تحسین اور ضوابط الگریزی ان کی قارسی تمالیف ہیں ۔ ۱۳ تیمین نے غود لکھا ہے کہ انہیں شروع ہی سے تعم اور افسانوں کا شوق تھا اور ''مزاج اپنے کے تئیں اور شوق مطالعہ قعمہ بائے رنگین اور لکھنے افسالہ بائے شیریں کے اڑ بس مصروف رکھتا تھا ۔ ۱۳۴ لطیفہ گوئی اور داخر جوا بی میں بھی بے مثال تھے ۔ ۱۳ ملازمت کے سلسلے میں وہ کا کنند میں رہے لیکن جب جنرل استه ۱۹۲۹ع میں الکاستان جانے لگا10 تو تحسین کو "بعضے عدمات عدد اور غناری مندمات اظامت ۱۹۳۰ پر صوبه عظیرآباد میں متعین کر دیا ، لیکن ''غنار معاملہ'' سے اختلافات کی وجہ سے وہ ملازمت چھوڑ کر فیض آباد آ گئر۔ "عاد السعادت" کے مطابق تیسین وے ۔ ، عدوع میں فیض آباد میں سوجود تھر اور شجاع الدولہ کا خریطہ کبیٹن پارپر کو پڑھ کر سنایا تھا ۔۔! اس لحاظ سے وہ کم و بیش ڈیڑھ سال عظیم آباد میں رہے ۔

''الو طرز مرمع'' لکھنے کا خیال ، جس کا اصل نام ''الشائے نو طرز مرمع'' ہے ، تحسین کو اُس وقت آیا جب وہ جنرل استھ 'کے ساتھ کششی کے ذریعے کلکتہ جا رہے تھے ۔ تحسین نے اپنے دیاجے میں خود لکھا ہے کہ مقر طویل نها اس لے ایک "موزور سراہی" بنیا "اسا حیوان عدیب و غربی ہے دل بہائے ہے ۔ ل بہائے ہے ۔ ل بہائے ہے ۔ ل بہائے ہے ۔ ل بہائے ہے ۔ الموروز اس غیبی ہے ۔ الموروز اس غیبی ہے ۔ الموروز اس غیبی کے حالم اوروز آبار اس خیبی ہے ۔ اس میران موروز اس خیبی کی میران کے اس خیبی ہے ۔ الموروز اس خیبی کی میران کے اس خیبی ہے ۔ الموروز اس خیبی کی میران کے اس خیبی ہے ۔ الموروز اس خیبی کی میران کے اس خیبی کی اس خیبی ہے ۔ اس خیبی کی میران کے اس خیبی کی اس خیبی کیبی کی اس خیبی کی کی کہ کی خیبی کی خیبی کی خیبی کیبی کی خیبی کی خیبی کی کہ کی خیبی کی خیبی کی کہ کی خیبی کی کہ کی ک

االو طرز مربع " کے لسنے علوگہ شعبہ" فارس لکھنڈ یولیورسٹی کے دیباجے
 میں اس الانونو حرایا کہنو" کا نام میں تاج الدین آیا ہے۔ "الو طرز مربع"
 مرتبہ ڈاکٹر فور العضن پائسی ، دیباچہ س ، ، ، ، بغدوستانی اگذاہی ،
 انہ آباد ، مرہ ، م

فور جب اس مباترت ہے الکہ بورخی دیش آباد آغا تو اس داستان کو دکھنے کا بخیل بیار اور ادارات کی دربان برقی آباد دیگر نیا جائے دیگر اندوا برقی الدول کو انداز کی برقی اور اندوا برقی الدول کو اندوا برقی برقی الدول کو اندوا برقی کے اندوا برقی کے اندوا برقی کے اندوا برقی کے اندوا برقی میں الدول کو اندوا برقی میں بیان میں میں الدول کو اندوا برقی میں بیان میں الدول کے اندوا دول کے اندوا کی اندوا کے اندوا کے

نواب اصف الدولہ کی تحدیث میں پیش کیا ۔ اس طرح پہ وفات سے کرچھ عرصہ پہلے ۲۰۲۲ء میں مکمل ہوئی ۔

(اانه) ''دوسرے صاحب کا رفیق یشی رام اور صاحب کا منشی مشرف علی خان بسر عطا حسین خان اثاوہ کا باشندہ تھا۔ ''قصہ'' چہار دروپھی''

اسی زمانے کی عطا حسین خان کی تعنیف ہے۔ ۲۳۴

(ب) ''اور على الدين خان ، حاجي رقيع الدين خان كا يهتيجا بهرگه عطا حسين

کی ''جیار دوبردا'' بعد ستری کور سب اسی کا بید ، ''دن کور سب سی کا بید ، ''دن کا ایسان الله بید بدانتور نظر بید بید انتخار بید بید بیدان کو سه سیحی دادن کی است بیدان دوبرد کرد سال بیدان بیدان کی خدور کلام کور الله بیدان بی

خود تسین کی تخلیق نہیں ہے بلکہ اس نے ''عزیز سرایا نمیز'' سے دوران مفر سن کر اے اپنے غصوص الدار میں أردو میں لکھا ہے ۔ یہ وہی کہانی ہے جسے حکیم تید علی المتخاطب یہ معصوم عل خارے نے کسی تقریب کے موقع پیر مجد شاہ بادشاہ کو ہندی عبارت میں ستائی اور بادشاہ نے اتنا پسند کیا کہ اسے فارسی میں لکھنے کا حکم دیا ۔ قصہ چہار درویش کے فارسی ترجمے کے دیباچے میں حکیم عد علی نے خود اس بات کی صراحت کی ہے ۔ف یمی داستان ''انو طرز مرجع" كا ماعذ ي - جب "او طرؤ مرجع" سائے آئی تو يه اپنے الداز كى ايك نئی چیز تھی جس سیں اُردو زبان کو قارسی کے ساتھ ملا کر مرصع بنایا گیا تھا۔ لکھنؤ کی تہذیب بھی مرمع سازی کی تہذیب تھی اسی لیے یہ داستان اپنے زمانے میں اتنی مقبول ہوئی کہ بہت سے لکھنے والوں نے اس کی بیروی کی ۔ سہر جند سہر کھتری نے اماک عد وگئی افروز کے قصے کو ۱۲۰۳ م ۱۲۰۸ ع مين جب أردو مين لكها تو اپني كتاب كا نام "الو أثين بندى" ركها . نو أثين اور لو طرز ایک طرح سے مترادف ہیں اور دیباہے میں اعتراف گیا کہ "عطا حسین خاں چار درویش کا قصد فارسی سے پندی زبان میں تضمین کرکے او طرز مرصع نام رکھا ، سو العلى لو طرؤ مرصع ہے ۔٢٦٠٠ بعد ميں سير ابن نے بھى لو طرؤ مرامع می کو سامنے رکھ کر اپنی مشہور زمانہ تصنیف "باغ و بیار" لکھی جس کے ابتدائی ایڈیشنوں میں یہ عبارت ملتی ہے : "باغ و بہار اللف کیا ہوا

ف یہ اقتباس اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۹۰ ہر درج ہے۔

 $A_{ij}$  (i.e.  $C_{ij}$   $C_{i$ 

اس نصفیات کا ام اسوفرار مربی" رکونے کا دو درمین بو حتی بود یک کو قسید نے اور عاملی کی کارورو کی کارورو کی ایک بیا بنا او طرز مرمی کرای درمین به اگل مربی درم نے آورد اللہ کا ایک بیا بیا مربی با سی میں مربی کروری، "کو پسیدی ایک بیا کیا ہے کہ بیا کہ موجد بین کی دو مورد دومیار تھے کہ "آگے ملا میں کری عظمی مرجد اس باعد گاگی کا جید بیا "کہ ایک بار اقرام کا امار مربی میں اس طرز مرمی" کی ایسے مصلف کے اگم اور کارہ اس کی عظمیت اور ایماد کا

الله من جار دوران بالووان مدی جوری کا تقانی ہے اور چیر اللہ لیا۔
کا کوئی ایک مصف نیوں ہے باتھ ہوری تہذیہ نے انی تقانی توان ہے ان نم والا ہے اس من اس اس جیار دوران بھی کئی ارسان سازل ہے کرز کر ایک این اس مورت کا اس جیار ہے ، یہ اسد اس بینٹی ارسان سے اور اس اداری الاسل ایک ان اس مورت کا اس کے حاصر کے میں اس کا بین اس اس کی اس کے اس کے اس کے اس ایک مدام کاران کیا جی اس وی سے کہ اس کاری کا اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کا بھی کا برد اس مدام کاری کیا ہے اس کے کہ اس کی کا اس کا کہ اس کی کا اس کی کا اس کی کا اس کا کی بھیائے کے فارمود اسک کروا کے راہ اشام اس میکا انتخار کر کے اس کال کا ویجائے کے فارمود اسک کروا

کیبان کا ثمانیا به یہ کہ آغاز میں ولایت روم کے بادشاہ ترخند میر کا قصم بیان کہا گیا ہے جم کے گوئی اولاؤ رئیسترین تھی۔ ابنی طبقی معرکز دیکھ کرو وہ چت شکیفی اور ادامی انجاب آئی اگریز و دیا لرک گرکتے ہیں گرکتے میں جا بنظا ہے خردمند تامی وارپر کے سیجیا نے میمانے پر وہ دوبارہ دی چی امور مشخت پر آئیجہ دینے کا لیکن وات میانت اور مثار کی آؤان میں گزارتاء ایک دان و خلافی معمول آخرین رات کے وقت کے کالا ہے کالا ہے اوالا

جھکٹڑ چل رہے تھے۔ کیا دیکھتا ہے کہ دور ایک چراغ ٹمٹا رہا ہے۔ اسے خیال ہوا کہ یہ تجلی کسی مرد خدا کے مکان پر متجلی ہے۔ یہ سوچ کر وہ ادهر روائد ہوا کہ شاید اس کی آرزو کا چراغ بھی منور ہو ۔ وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ چار درویش بیٹھے آیس میں سرگرم سخن ہیں۔ بادشاہ جھپ کر کھڑا ہوگیا اور ان کی ہاتبی ستنے لگا ۔ پہلے ایک درویش نے اپنا قصہ سنایا جو ملکہ دمشق کی سرگزشت پر مشتمل تھا ۔ پھر دوسرے درویش نے حاتم طائی کی سرگزشت اور اسی سے متعلق ملکہ بصرہ اور شہزادہ قیمروز کا قصہ ستایا ۔ جب تیسرے درویس نے اپنی داستان عتم کی تو صبح ہوگئی۔ بادشاء محل میں واپس آ گیا اور دوسرے دن درویشوں کو دربار میں بلوایا ـ درویش آئے تو سب درباریوں کو رخعت کرکے بادشاہ ان سے غاطب ہوا کہ تین درویشوں کی سرگزشت اس نے کل رات سٹی ۔ اب چاہیے کہ چوٹھا دروینر بھی اپنی سرگزشت سے استفادہ بخشے لیکن درمیان سے حجاب کا بردہ اُٹھانے کے لیے چلے خود بادشاہ نے فرخ سیر کا قصہ بیان کیا ۔ خواجہ سک پرست کا قصہ بھی اسی سرگزشت کا ایک حصہ ہے ۔ اس کے بعد چوتھا درویئر اپنی سرگزشت سناتا ہے اور جسے ہی یہ سرگزشت ختم ہوتی ہے ، اندر عمل سے غلغلہ شادی کا بلند ہوتا ہے اور خبر ملتی ہے کہ فرخندہ سیر کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے ۔ لیکن یہ خوشی جلد ہی غسى مين بدل جاتى ہے ـ كالے بادل كا ايك لكڑا آثا ہے اور شہزادے كو لے جانا ہے۔ دو دن بعد شہزادہ اس طرح واپس آنا ہے۔ اس کے بعد پر سپینے اہر تیرہ آتا اور شہزادے کو لے جاتا ۔ جب اسی طرح کافی عرصہ گزر کیا تو ایک دن ، چاروں درویشوں سے مشورہ کرتے ، بادشاء نے ایک غط شہزادے کے گہوارے میں ڈال دیا ۔ اس بار شہزادہ واپس آیا تو خط کا جواب سوجود **تھا اور بادشاء کو شاء جنات ملک شہبال بن شاء رخ نے اپنے باں آنے کی دعوت** دی تھی ۔ بادشاء درویشوں کی رفاقت میں روانہ ہوا اور ملک شبہال کی مدد سے ہر درویش اپنی مراد کو پینچا ۔ اس جملے پر قصہ مختم ہو جاتا ہے کہ ''الہٰی جس طرح یه چاروں درویش مع بادشاہ فرغندہ سپر و شہزادہ لیمروز و جزاد خان فرنگ پر ایک اپنی مراد کو چنہے اس طرح پر ایک کی مراد اور مقصد پر آوے ۔" کہائی کے اس ٹھانچے میں چاروں تصوں کو بادشاہ روم فرخندہ سیر اور دوسرے ضمی تصوں کے ساتھ ملا کر ایسا باہمی ربط بیدا کیا گیا ہے کہ یہ

دوسرے ضمی تصون کے ساتھ ماہ عرا در آبنا پانجی رید ہیں، عوالی جاتے تھا۔ الک الگ داشانیں مل کر ایک بڑی وسنت بن جانی ہیں ۔ ''انو طرز مرمع'' کے اس قصے کو بالول کی تکنیک اور معبار سے دیکھنا ایسا ہی ہے جسے گیڑے کو

ناپنے کے بجائے تولا جائے۔ ناول اور داستان میں مصے کی دلیسمبی اور تجسس ضرور مشترک ہے لیکن داستان کی دئیا الگ ہے۔ اس کا الگ مزاج اور تقاضر یں ۔ داستان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دلجسب و حیرت الکیز قصے سے سننے والور کا دل بهلایا جائے اور انہیں ایسی دور دراز کی دنیاؤں اور فضاؤں میں بہتجا دیا جائے ، جو ان کی حقیقی زلدگی سے تفتاف ہوں۔ عشق اس دور کا تهذیبی مزاج تھا اسی لیے بنیادی طور پر داستانیں عشق و رومان کی ایسی گہالیاں پیش کرتی ہیں جن کو سن کر افسردہ دل بھی افسردہ نہیں رہتے ۔ جاں ذہن کو سکون اور ٹھنڈک ہم بہنچانے کا عمل ملتا ہے۔ ہجر اور راستے کی دشواریاں عارضی ہوتی ہیں اور ہر کردار دلیا کے عیش و آرام کو جھوڑ کر اسی لیے ہفت اظام سر کرنے پر آمادہ ہے کہ اسے یقین ہے ایک نہ ایک دن وہ اپنے منصد میں کامیاب ہوگا۔ ان کرداروں کا مزاج اُس اسلامی عقیدے سے بنا ہے جہاں مایوسی کفر ہے ۔ کسی بھی کردار میں عزم کی کمزوری اس لیے محسوس نہیں ہوتی کہ وہ اللہ کی ذات سے ، جو کار کشا و کارساز ہے ، ذرا بھی ما ہوس نہیں ہوٹا۔ وہ لوگ جو ذہن انسانی پر اس مابعد الطبعیات کے اثر کو بھلا دیتے ہیں ، اس امید برستی کو اژمنه وسطی کی امید پرستی کا نام دیتے ہیں۔ ان داستانوں کے مطالعے سے اس تہذیب کا الداز نظر ، طرز فکر و احساس ، عقائد اور زلدگی کے الل تواثین کا سراغ ملتا ہے ۔ بھال زندگی کا سارا تضاد کھلا سلا ایک ساتھ تظر آتا ہے ۔ درویش تماز بھی پڑھتا ہے اور شراب کل فام سے اپنے دماغ کو گرم بھی کر لیتا ہے ۔ وہ ایک طرف فرنگن سے شراب وصل پی رہا ہے اور دوسری طرف خدائے بے ہمتا کی عبادت بھی کر رہا ہے ۔ اس سطح پر وہ کسی قسم کی مصالحت نہیں کرتا بلکہ اپنے عقیدے کی گرمی سے کافر فرنگن کو بھی مسلان کر لیتا ہے ۔ اس دور کی داستانوں میں ایک قابل توجه بات یہ ہے کہ اور دوسرے کرداروں کے ساتھ فرائل کردار بھی لفار آنے لگتا ہے اور دوسرے گرداروں کے مقابلے میں یہ گردار ایک مناز حیثیت رکھتا ہے ۔ یہی صورت ہمیں ''الو طرز مرصع'' میں بھی نظر آتی ہے۔ ''تو طرز مرصع'' اور ''باغ و بیار'' میں ، کہانی کے جزوی اختلاف کے

باوجود ، بنیادی فرق زبان و بیان اور طرق ادا کا ہے۔ "او طرق مرمم" ایک تعموس طرق امسین کل برنان ہے اور "اناغ و بہار" اس بدلتے ہوئے طرق احساس کی انریان ہے جو الکند دور بین دانے طور در سائے تا ہے۔ جسین بخادی طور پر اشنا پرداز تھے " الھوں نے "انو طرق مرمم" بین اینی اشنا پرداؤی کا "کال دکھایتا ہے اور وں کام ، جو اب تک فارس میں 'کرنے رہے تھے ، اے أردو میں کیا ہے ، اس اپر ''انو طرق مرے'' کا اساوب منتقی و مسجح ہے اور اس بیں امان کی رکٹنی اور عہدارت آرائی موجود ہے ۔ رجب علی ایک سرور کا ''اسانہ عبدائیہ'' نو طرز مرحم کے اس اسلوب کی ایک ارتفاق گڑی ہے۔

"انو طرز مرصم"، كے اسلوب كے بارے ميں يہ رائے عام ہے ك، اس كى زيان رنگین . دقیق اور طَرَز ادا مصنوعی و 'پراکاف ہے ۲۰۰ عربی و نارسی الفاظ و اراکیب ، تشبیات و استعارات کی اتنی کائرت ہے کہ اکثر فقرمے دشوار قہم ہونے کے علاوہ مذافی سلم کے لیے تبایت علیل و مکروہ ہیں^ \* اور اسلوب پر سطعی و مصنوعی مرصع کاری جہائی ہوئی ہے ۔ ۲۹ یبی بات گل کرائسٹ نے الباغ و جار'' کے دیباہے میں لکھی ہے کہ کثرت تراکیب و محاورۂ فارسی و عربی کی وجد سے چونکد اس کی عبارت تایل اعتراض تھی اس لیے اس نقص حو دور کرنے کے لیے میر امن دہلوی نے اس کا یہ متن تبار کیا ہے۔ " بہ وہ آراہ ہیں جن میں اُن ٹیڈیسی عوامل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو کسی تعمیف کا مزاج بنانے ہیں ۔ جیسے آج ''نو طرز مرصع'' کی سی تار نہیں لکھی جا سکتی اسی طرح شجاع الدولد کے دور میں ایسی سادہ نئر لکھتا ، جو طبقہ خواص کو بھی پسند ہو ، ممکن نہیں تھا اور اس کی وجد یہ ہے کہ 'انوطرز مرصع'' ، جس تجربے کی کمائندگی کرتی ہے وہ دراصل آج بہارا تجربہ نہیں ہے۔ جسے "باغ وبہار" ایک خاص ضرورت اور مقصد کے تحت لکھی گئی تھی اسی طرح ''تو طرز مرصے'' بھی خاص ماحول ، معاشرہے اور ضرورت کے تحت لکھیگئی تھی ۔ ''باغ و بھارا الصاحبان او آموزاً "كو أردو سكهائے كے ليے لكھى كئى تھى اور اانو طرز مرضم" نواب شجاع الدولہ کے حضور میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی ۔ اس لیے تحسین نے آیک ایسا اسلوب اختبار کیا جو اس دور کے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں اور طبقه خواص کا دل بسند و سبومیه اسلوب تها . تحسین کا کیال ید ہے کہ اس نے فارسی اسلوب کو اُردو کا اسلوب بنا کر اس طور پر بیش کیا کہ اہل علم کے ہاتھ اُردو کا ایک نیا معیاری اسلوب آ گیا ۔ اسی وجہ سے یہ اتنا مقبول ہوا کہ اس دور کے ادبیوں اور الشا پردازوں نے اس کی طرف انجائی ہوئی لظروں سے دیکھا ۔ اس دور میں اس اسلوب میں سحر کرنے کی بوری قوت تھی ۔ رجب علی بیگ سرور ، جیساکہ ہم نے ابھی کہا ہے ، فسائنہ عجائب میں اسی اسلوب کو مکمل کرتے ہیں۔ اس دور میں اس اسلوب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی اگایا جا سکتا ہے گد قورٹ ولیم کالج کے میر جادر علی حسینی نے اپنی تالیف "الثر نے اللیر" دو بار لکھی ۔ ایک بار عام زبان میں اورث ولیم کی ضرورت کے مطابق اور دوسری بار ایسی نثر میں که "اہر ایک زبان دال و شاعر اس کو سن کر عش عش کرے اور بہیج مدان کی ایک یادگاری اس دلیا میں رہے ۔۳۱۳ اس دور میں او طرز مرمع کا یمی وہ معباری اسلوب تھا جسکو اعتبار کرے اس دنیا میں بادگاری وہ سکتی تھی۔ فضلی نے جب کوبل کتھا لکھی تو اس میں معذرت کا لہجہ اغتیار کیا اور کہا کہ یہ عورتوں کے لیے لکھی گئی ہے اس لیے اس میں ایسی زبان استمال کی گئی ہے جو ان کی سمجھ میں آ سکے ۔ میر امن نے "باغ و بہار" لکھی تو اس میں بھی معذرت کا لہجد موجود ہے۔ اُردو میں تحسین اس خاص طرز و اسلوب کے باتی ہیں ۔ یہ ایک ایسا اسلوب تھا جو اس تہذیب کے تصور حقیقت اور طرق احساس سے پوری مطابقت ر کہنا تھا ۔ ''انو طرز مرمع'' کے اسلوب کی اولیت و اہمیت کی داد اسی وقت دی جا سکتی ہے جب اس تصور حقیقت کو پیش لظر رکھا جائے جس نے اس متفرد اسلوب کو جم دیا تھا۔ ہد حسن عسکری نے لکھا ہے کد "ہر طرز احساس حقيقت كے ایک عاص تصور سے پيدا ہوتا ہے اور جب تصور بدلنا بے تو طرز احساس بھی بدل جاتا ہے ، بلکد ایسے چیکے سے بدلتا ہے کہ ہم مدت لک جی سجهتے رہتے ہیں کہ ہم جیسے تھے آب بھی ویسے ہیں۔ مارے باب جب الگریزوں کا اثر پھیلا تو ہمیں اپنے ادب میں تبدیلیاں کرنے کی خرورت تو عسوس ہونے ہی لگی مگر اس سے بھی بڑی بات یہ ہوئی کہ ہم اپنی زبان کے عمالل کو سجھنے کی صلاحیت آہستہ آہستہ کھونے لکے اور اُردو زبان کے قاعدے الكريزى اصولوں كے مطابق ترتيب دينے لكے - يوانے طريقے سے لفظ كى تين قسمیں ہوتی تھیں ۔۔۔ اسم ، اسل ، حرف ۔ اب الگریزی دستور کے مطابق لفظ کی آثه قسمیں بتائی گئیں اور الھیں آسان کا نام دیا گیا ۔ لیکن اصل بات یہ تھی گ الكريزون كے اثر سے بہارے ليے حقيقت كا روابتى تصور مشكل چيز بنتا جا رہا تھا اور ہم غیر شعوری طور پر انگریزوں کا تصور تبول کرتے جا رہے تھے اور حثینت کا تصور بھی بدل رہے تھے ۔"۲۲ اسی بدلے ہوئے تصور حثیتت کی وجہ عد ہم "نو طرز مراجع" کے اسلوب اور آج مکروہ ، ثنیل ، ممنوعی اور سطحی ہونے کا الزام لگانے ہیں اور اس طرح اپنے ماضی کو اپنے وجود سے کاٹ کو الگہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حسن عسکری نے لکھا ہے کہ "مانی کو لبول گئے بغیر اد تو ہم اس سے تغلیق طور پر اللدہ اٹھا سکتے ہیں ، اد اس سے چھٹکارا یا سکتے ہیں ۔ اس طرح تو ماضی کا بھوت بیارا گلا دبائے رکھے کا اور

يسين سائس تک ثبين لينے دے گ . . . آج كل لكھنے والے او يہ بات اپنے آپ ہے اوجهتے بھی نہیں کہ ماضی سے ہارا علاقہ کس قسم کا ب اور بارے طرز احساس میں ماضی کے اجتاءی تجربے کو کیا دخل ہے ۔ اس بات سے واقف ہوئے بغیر أردو كے اساليب ميں معنى خيز ترميات اور اضافع كيسے كر سكيں كے ١٣٢١ ماضی کو سجھے بدیر رد کرکے ہم ماضی سے اپنا بیچھا نہیں چھڑا سکتے ، شاک جس تصور حلیقت کے زار اثر 'الو طرز مرسع'' لکھی گئی اس کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صفات کا استعمال کم اور اسم کا استعمال زیادہ ہوتا ے - "الوطرز مرصع" ، "اطلسم بوشریا" یا کسی بھی داستان میں آپ باغ ، غاله باغ ، دعوت با ميلي كا بيان بڑہ ليجيے ۔ آپ كو يهي صورت ملے گی ۔ بقول حسن عسكرى ايسے موقع پر مغرب كے اديب صفات كا استمال كثرت سے كرتے ابین لیکن بیارے بان صرف چیزوں کے ناموں کی فہرست ملے کی اور اس کی وجہ یہ ہے کد اساء کے ساتھ صفات لگانے کی ضرورت اس لیے محسوس نہیں کی گئی گ پر چیز صفت تحاصہ رکھتی ہے اور خود چیز کا نام آس صفت پر دلالت کرتا ے یا نام کے ساتھ اس صفت کا خیال بھی خود ہی آ جاتا ہے ۔ ۳ اسی طرح ہارے ادب میں بلکہ سارے مشرق کے ادب میں تشبیمہ و استعاره کا استعال کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کی وجد وہ تصور حقیقت ہے جو بہاری اور سارے مشرق کی محصوص ماہمدالطعبات سے پیدا ہوا ہے اور یہ جدید مغرب کی طبعیات سے مختف ہے ۔ اس دور میں بہاری تہذیب زوال آمادہ ہو کر مفلوب ہو رہی تھی لیکن اپنے مخصوص طرز احساس کا شعور ابھی باق تھا اسی لیے "ابو طرز مرصم" اس طرز میں لکھی گئی جس طرز میں وہ ہمیں آج مصنوعی اور سطحی معلوم ہوتی ہے ، حالاتکہ اگر اس پس منظر میں دیکھیے تو وہ بارے ایک مفصوص طرز احساس کی منفرد تصنیف ہے . "انو طرز مرصم" میں عیلس ضیافت کا بیان بڑھیر ، آپ کو اس طرز احساس کے بہت سے پہلو لظر آئیں گے :

مرتبہ اس کے سننے سے داؤد بھی وجد میں آ جاوے اور جو آواز اس کی بیج سرزمین بند کے چنجے تو سے شائبہ ٹکاف اودھو ٹاٹک اور ٹان مین

سال (دوات کا بھی منطق بھی کے باہیں ، اس میں میں ہے ہے ہے اس اس میں اس میں میں ہے ہے ہے ہے اس میں میں اس میں میں اس میں ہی اس میں اس کی ہو اس کی ہو گرا ہے اس میں اس کی کر کر اس میں اس میں اس کی میں اس کی کر اس میں اس میں اس کی میں اس میں اس میں اس میں اس کی میں اس میں

"به بطائر (زن بال العالمي كد فر فا بهم المنا الدوم عرب عربي الورد في المنا المدوم على المنا المدوم في المنا الدوم على المنا والمنا المنا المنا

مصرون گیا ۔ جس وقت زلف خاتون نسب کی کمر تک چنجی اور چشم خلائق کی نمار نشہ' عنودگ کے بے سرست بموام نفلت کے پوٹی ، یکایک میدوق چوبوں نواز دیوار مصار کے بے مانند خورشید کے

ري حال کے جاتم فقر دفاقاني و دارا '(س م) . (ر) ورور ادسلوب ميں دو داکان اکان اساب اداد سالي بول په پې د ايک اس تعدير خاند کا اسلوب مي ک مثال و و پخي ادارت کے در ايک در کاني اور در ايک در ادارت کا اسلوب مي ک مثال و و پخي ادارت کے ساليمان دو پنجي ازادت الادوری طور و ، اس تصور حقت کو مثال کرکے ساليمان دو پنجي ازادت الادوری طور و ، اس تصور حقت کو مثال کرکے ميں ديکھي ، اس چي ولا اطاب بھي شامل ہے اور وہ بھي چي کا ذکر تسرت ميں ديکھي ، اس چي ولا اطاب بھي شامل ہے اور وہ بھي چي کا ذکر تسرت

"ابی فون اور مسئل مراجی بری کے آون گرکے کامی چند اس آخر و الآخری ہے کہ دالہ السیم لیا کا بھی پرنسم میں ایان کے کہ کیا کہ کی ہے کہ کہ دالہ السیم لیا کا بھی پرنسم میں ایان کے کہ کیا کہ کیجہ الحل کی ہے ، سرگردان نے بورے ایک برائی دو اللیہ ان دو اللیہ ان دو اللیہ اس کے کہ بین کے دائل مراجیہ سم کو رکام ہے کہ فون بھی مرکان اور مکانی کہ کہ بین کے اوال مراجیہ سم کار کرنا ہے کہ فون بھی مرکان اور مکانی بات کامیا کیا افغان میں ہے ، فیر نے بہتے بہتے ملکھے کہا کہ جوری بات کامیا کیا افغان میں ان بیان کیا کہ بری سے ملکہ اس فیری بیان کامیان میں اس کیا گرائی ان ریان ان پر اس کی میں مسئلہ اس کے جار کار اور بین آفر کار کار کان کی اور اس میں علاق سے کہا ہے کہا ۔

ہے۔" (س) ابدرا و استوب ہو (مثان میں فراق گرداروں کے اپنے ہیں ہدی کری گرداروں کے اپنے ہیں (ر) ابدرا و استوب ہو (مثان میں ایک ہوئی کرداروں کے اپنے آپ کے بعد کا ابدر سالہ کا یہ اور استان کے اور استان کیا ہے وابد کا بیان ہے استان کے المان ہوئے کا بیان ہے اور دورے میں بین مارہ کاری جو بریا کہا ہوئے کہا ہے وابد کیا ہے وابد کردیے میں بید کہا گرداری جو اور دورے میں اس ایل استان کے اور دورے میں اس ایل استان کیا ہوئے کہا ہے استان کیا ہوئے کہا ہے وہا کہا ہوئے کہ اور جانا ہوئے کہا ہوئے کہا ہوئے کہا ہے جان وہ استان کا استوب کا تھا ہے۔

اور جسے ذیل کے اقتباس میں دیکھا جا سکتا ہے :

اللكن ورز التقام موسم بيار مين كد سكان مين طويسب نها اور اير بين وقد طرح سد ورد با قيا اور بيز سي ردن گوف ورد وين مين هرخ پينځي پيوانکا بر كانون مين موس مي موالي پينځي پيوانکي اور د اير مين که د اور د اير کانونکي د موب بروا کور رکها پيرا اور نيام مين موني كالويان د امراني اوراني د بيري ويزي اين پيرا اور د يري کانون كار بيان د ايرا مين کار د ايرا مين د ديري ويزي اين ايرا شرخ اور چاسك - چاپي ويزي کاک چا ام ايرا د ايران سي مورد ي

کہ یکایک ایک شعر بے اغتیار زبان میری پر گزوا : چمن بے اور بے عیش و طرب بے جام و صهبیا ہے در اگر مائن ہے مہر کے بائن گالمہ کر شدادہ ''

پين ئے اور ئے قبيل و طرف ہے بنام و طبیع ہے ور اک باق ہے مجھ کو ساتی گفام کی خوابش'' (ص-۱۳۲ - ۱۲۳)

ان تینوں اقتباسات سے "انو صرز مرمع" کے غشاف اسالیب کے مزاج کا فرق واضع ہو جاتا ہے۔ یہ فرق لہ صرف بندشوں ، تراکیب ، لہجوں میں محسوس ہوتا ہے بلکہ جملے کی ساخت بھی بدلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے ۔ چلے اکتبس میں جو عبارت آرائی ، استعارات کا استعال و رنگینی ہے یہ اثرات دو۔ ہے اقدیاس میں ہلکے پڑ جاتے ہیں۔ خصوصاً دوسرے اقتباس کے شروع کے جملے ملے اقتباس سے اور آخری یاغ سات جملے تیسرے اسلوب کے مزاج ، رنگ و آپنک اور لہجے سے بڑی مد لک مطابقت رکھنے ہیں۔ تیسرے اقتباس میں پلے اسلوب کا طرز احساس یسیا ہو جاتا ہے اور لیا طرز احساس لاعدری طور پر ابھر آنا ے ۔ ایسرے درویش کی داستان کے بعد پیچیدہ جملے سادہ ہوئے اگنے ہیں ۔ طویل جُمْلِ عَالَب ہو کر مختصر جماوں میں بدل جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ اسلوب کا مزاج ، جملے کی ماخت اور لہجہ ، افظوں کی ترثیب ، ٹراکیب و بندش ، فاعل فعل مفعول کی ترتیب بھی بدل جاتی ہے ۔ ان تینوں اقتباسات کو ایک سالہ پڑھ کر ہوں عسوس ہوتا ہے کہ ۱۵۹۸ع سے لے کر ۱۵۵۸ع لک خود نحسین کے اندر زبردست تبدیلیاں آئی ہیں ۔ یہ وہ دور ہے کہ برعظم پر الکریزوں کی حکمرانی کم و بیش قائم ہو چکی ہے ۔ بادشاہ نام کا بادشاہ وہ گیا ہے اور اس کی بادشاہت کمیں بیادر کی عتاج ہے۔ بارا روابق طرز احساس اس نئے الصور حقیقت کے بھیلتے کے ساتھ دم توڑ رہا ہے ۔ تمسین اس روایتی اسلوب کا دامن تھامنے كى كوشش كوت يين مكر "لو طرز مرص" كواه سه كد يد دامن ان كے ہاتھ

الگیارهوالی مسائل آخری حد غیر حصول میاسی قبلیلون کا دور تها . تین اگلوز محکوالون کا تصور خیفت ان او کول دے بالک غفاف ایم جو اس به انعیکی سیروستی محرک آخرے تی و . اس فرورٹ کے ایسی ان کو رواج دیا ہو اسان زیان میں باتھی کی جو روز اسامیارتی او اموزائ میں بسند کران . سیر چھ میر میں خیل وحیث فراخ کے تعدادی عدمی اس کا دو اور میں میں امران کے بعد کران . بعد یا یک داخان کامی جی کے دیاجے میں مسین کو داد دی اور اس کے

سبرح ہوئے کی وجہ یہ بدی صد: ''سکر البھ دلوں مطا حسین نمال نے چار درویق کا قمیہ فارسی سے پدندی زبان میں تضمین کورکے ''الو طرز مربح'' الم رکھا ۔ سوالحق نو طرز مربعہ بے لیکن جو روختہ زبان میں یا لنظر دلیق اور عبارت راکین

ورود کا بیا جہ اس بیسطیوع الکرورود کے نیز ہوا ، کہ ہم و اس ایلے وضد عظر بن اپنی ایک لگروز دائروں آسان ہے راؤہ مکوں ، پہ سامہ والد برجے 'میں پیاٹر کے الکروز دائروں آسان ہے راؤہ مکوں ، پہ معام ادھوا افراد کے فور کا میار نیز بات ہے ۔ سہر چند سیر نے جس والے بی اس فرود کے فور کے اس کا میں ایک میں ایک میں کہ ان کے افراد کے اس کا اس کا ایک کی افراد پیلے کے اس اس فرود کے فور کے اس کے اس کا بیان کی افراد کے اس کا بیان کے دائری شروع کی چو کی کا کہ اسازی سے کے گر ایس کیا ہم کی والی کی سام دو سرک کی ہی ہی ہو ہو ہو گئے کما کہ اس کی کی کی ایس کیا تم ان فور اس کا بیان کہ کی میں دور رائع کی ہو گئے ہو کہ اس فور میں کی ہو گئے ہو دور اگر کی کہ دائری ہے کہ اس فور میں کی گئے۔

''الو آئین پندی'' کی نئر سادہ اور عام نہم ہے۔ ڈاگٹر گیان چند نے یہ معاومات بہم پہنوائی بیں کہ اس داستان کو فارسی و اُردو میں کئی ارباب قلم نے لکھا۔ فارسی کا قدیم ترین نسخہ کاکتہ مدرسہ میں ''قصہ الجواہر'' کے لام سے ملتا ہے جو . . م ع کے لگ بھگ اکھا گیا ہے ۔ فارسی داستان کا دوسرا نسخہ اللہا الس لانبريرى مين "تممه ملك يد وكنى الروز" كے نام سے ١١٥١م/١٠١ع کا لکھا ہوا ہے۔ ایک اور فارسی مخطوطہ ایشیائیک سوسائٹی بنگال میں ہے ۔ 'ملا" فیروز لالبریری بمبئی کا تسخه ۱۱۹۳ میں سورت میں لکھا گیا۔ آزادی سے بہلے خط اسخ میں لکھا ہوا ایک قدیم دکئی نسخہ انجین ٹرق اُردو دئی کے کتاب خانے میں تھا۔ عنوان میں اس کا الم "سمن رخ و آذر شاہ" اور ترقیعے میں ملک بجد درج تھا ۔ ایک اور اُردو اُسخے کا مترجم بجد لصیر قلی قطب ہے جس نے تواب ناصر الدولد کے عہد میں ١٣٦٨هم - ١١٥٨ع ميں اسے فارسى سے اُردو میں لکھا۔ اس کا نام بھی "تصم" آذر شاہ سن رخ" ہے - کیمیر ج يوليورسي مين بهي ايک أردو نسخه "قمم" آذر شاه و سمن رخ" بانو كے لام سے ہے ۔ اسی قصے کو رجب علی بیگ سرور نے بھی 'اننگوفد' عبت'' کے لام سے ١٠٤٠ / ١٢٥٠ ع بين النے انداز سي لکها اور اعتراف کيا که "ابد على رئيس سندیلہ ملیح آباد کی نظر سے ایک قصہ سہر چند کھتری کا لکھا ہوا گزرا۔ اس كا يسند خاطر بوا ليكن وه بيان اور زبان گزشته يعني تقويم پارينه ہے ۔ اب جو بندی کی چندی ہوتی ہے اس سے سراسر خالی ہے۔ روزمرہ محاورہ لا أبالي تھا۔"۵ مود اپنی اس تصنف کو سہر چند سپر نے کوئی ایسیت نہیں دی اور نہ دوسرے تذکرہ نکاروں نے اسے قابل ذکر سمجھا اسی لیے جن تذکروں ہیں سہر کا ذکر آیا ہے ان میں اس نثری تصنیف کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ وہ حالات ، جنھیں غیراتی لعل بے جگر نے اپنے لذکرہ بے جگر ۲۳ (۱۹۲۵ -عـ ١٨١٩ مروند ع ١٨١١ مي شامل كيا ہے ، غود ميرجند نے لكه كر بھیجے تھے اس لیے سہر کے سلسلے میں یہ ماخذ سب سے زیادہ مستند ہے۔

ے دشتی صبح بعد کمیتری دوراتر لاہورائی ۱۹٫۱ دارہ ۱۹۰۰ مدع میں افتوار کے دن کوراز جیاں آباد (آمیسل کنجوا طبح تصویل میں بدا ہوئے ۔ عمر کا زیاد محد اگر اداد اور تطویل میں اور دارا دورات میں میں اور فارس میں نام نقص کرنے تھے ۔ میسر کے والد کا امام دام چند تھا ۔ ان کے جہ المعلق مکھوارات انہے دن لاہور ہے جد شاہ کے صحبہ میں دیل آئے تھے افراد شامی ملازمین میں متملی مور کاتے ہیں حاد مادم بادشاء کے زیاد نے میں مراز عداد تیک مجلد دار کی سائل سر حالي كتاب "الو آلين بندى" قسين كى "لو طرز مرمه" مهر چند مهر خ ايني "كتاب "الو آلين بندى" قسين كى "لو طرز مرمه" كے تقریباً چوده بندو پرس بعد م. ١٦ هاره م. م. ١٥ ماره مين لکھي - اس شعر كے آغرى مصرع ہے اس كا سال تعنیف لکانا ہے ;

کہا مجھ سے ہاتف نے تاریخ اس کی بیارے کر تو آ سہر قصہ کو جلدی

(+11.7)

''اازلین باغ کی تازی اور چمن کی طراوت دیکھ گور بہت مخطوظ ہوئی ۔ چمن کے درسیان ایک بارہ دری سوئے اور جواہر سے آراستہ تھی ۔ اس بین غنمل کا فرش اور گلمخواب کا چیت اس خمری سے لگا تھا گہ جس

چلر معظو دو رون کی را "۴۵" اس اثار کی مطابق و حاکی دیگر کار گزارت پوتا ہے کد مطبودہ کتاب میں اندر کی ارسائی کے کسے نے ایان او والے کی جو جداد رون دے دو ہے اور متروک 201 انداز کار کار امام کا احاد بھی جیادہ کر دوا ہے۔ لکن اس کے ایادوں "اس آئین 201 اندر کی اداری ایست کی جو بدائے کا دوا ہے۔ لکن اس کے اندر اس کر آئیز دو لائی اس روانت کا حدم جو الے قبل ال البودی معلی میں اندری عملی کی اثاثی ہے۔ اس روانت کا حدم دی شرق شرق اساس کے جیئے کا بھیٹے اور میڈول بورے کی معنی ہے۔

بادشامی کا اعلان کر دیا ۔ شاہ عالم ثانی ساری عمر اپنے مقدر سے لڑتے رہے -پہلے بنگال فتح کرنے کی کوشسر کی لیکن جنگ یکسر (۱۱۵۸ه/۱۹۵۸ع) میں شكست كے بعد الكريزوں كى تيد ميں آ كئے اور س مفر ١٠/١١م/١١ اكست ٥٠ ١ ع کو بنگل ، بهار ، اڑیسہ کی دیوانی کی سند الکریزوں کو دے دی . لارڈ کلایو نے بادشاہ کی نگرانی کے اسے جنرل است کو الد آباد میں متعین کر دیا ۔ اب بادشاء الكريزون كي نيد مين تهم - استه نام مين متم تها اور بادشاه الدرون شہر رہتے تھے - جنرل استھ کو شاہی نوبت کی آواز گراں گزرتی تھی - اس نے نوبت كا بجانا بند كراديا - ١١٨٥ه/١٤٤ع مين شاه عالم مريثون كي ساته دیلی آ گئے۔ اب بھی شاہ عالم ثانی نام کے بادشاء اور مرہنوں کی نگرانی میں تھے۔ ٠٠٠ ١٤٨٨/١٠٠ مين غلام قادر خان روبيلد نے قلس مائي پر قبضد كر ليا ـ بادشاء کی بے عزتی کی اور جو گچھ بھی کھچی دولت تھی وہ اوٹ لی ۔ اس کے ہد دیوان عام میں بلا کر بادشاہ سے اور روپیہ طلب کیا ۔ بادشاہ کے پاس کیا تھا جو دیتا ۔ اس پر غلام قادر روبیلہ نے بادشاہ کو زمین پر کرا کر پیش قبض سے دونوں آلکھیں لکال لیں ۔ جوابی کاوروائی میں مرہشوں کے غلام قادر روپہلہ کو پکڑ کر اس کی لکا ہوئی کردی اور الدھ شاہ عالم ثانی کو دوبارہ تخت پر بٹھا کر سارے الحتیارات لے لیے اور بادشاہ کا معمولی سا وظیفہ مقرر کر دیا ۔ ٣.٨١ع سين جب جغرل ليک کي فوجين ديلي کے قلعه معالمي سين داخل ہوئين تو الدها بادشاہ پھٹے ہوئے شامیانے کے لیچے بیٹھا فاغ جٹرل کا استقبال کر رہا تھا۔ انگریزوں نے بادشاء کا معمولی سا وظیفہ مغرر کرکے قامہ معلیٰ میں رہنے کی اجازت دے دی اور چیں ے رمضان ۱۹/۵۱۳۱ فومیر ۱۸،۹ کو ۸، سال کی ممر سی شاہ عالم ثانی آفتاب نے وفات دائی ۔

شاہ عالم ثانی کو شعر و شاعری اور علم و ادب کا بجین ہی سے شوق ٹھا جس کا ذکر ''عجائب القمعی'' میں ان الفاظ میں گیا ہے کہ ''ایام ملٹولیت سے

 لیے رہ بھی کیا گیا تھا۔ دربار میں شاعروں کا جمگھٹا رہتا۔ منشی وکاتب ملازم تھے ۔ جو وقت تھا اس میں صرف کرنے تھے ۔ مصحف نے لکھا ہے کھ ''افرآن شریف کی ماروہ تلاوت و نیربر سے فارغ ہو کر شعر بندی و گلبت و دویرہ وغیرہ کے میدان میں طبیعت کی جولانی دکھانے ہیں ۔ ۱4 اور اس عرصے میں جيساك قدرت الله قاسم نے لكھا ہے كد الابنے قلم جوابر رقم سے اس شمهسوار میدان شاعری نے نارسی و ریختہ کے مکمل و مردف دیوان ، جن میں غزلیات قمائد اور دیگر امناف سخن بن اور اثر وغند مین قصد شجام الشمس ۲۲۳ مرتب و تعریر کیے گئے . شاہ عالم ثانی کے قارسی دیوان کا قلمی نسخہ (سکتوبہ ١٠٠٦ه/، ١٤٠٩ع) بهار ريسرچ سوسائثي پشته مين محفوظ ہے جس ميں غزلوں اور تطعول کی تعداد ۲۲۱ ہے۔ ۳۳ اس کے علاوہ ایک استخد مکتوبہ و ۲۰۱۰ ہ و درق پر شاہ عالم ثانی کی بہت عدد تصویر ہے ۔ " میونغ لائیریری اور اوسلے کے دُغیرے میں بھی اس دیوان کا ایک ایک نسخہ موجود ہے ۔٣٥ اسپرنگر نے اپنی وضاحتی فہرست میں ایک دیوان اُردو کا بھی ذکر کیا ہے جو جہہ صفحات پر مشتمل موتی عمل کے ذخیرے میں انها ۔ " یہ دیوان اب ثاباب ہے۔ "امتظوم اقدس" کے نام سے ایک طویل مثنوی بھی شاہ عالم ثانی نے لکھی تھی جس میں مظافر شاہ ، شاہ چین کے قصے کو موضوع سطن بنایا گیا تھا ۔ اسپرائٹر نے لکھا ہے کہ ''منظوم اقدس'' تاریخی نام ہے جس سے ۱۰۲۱ھ برآمد ہوتے ہیں ہے۔ یہ مثنوی بھی ثابلب ہے۔ الدرات شاہی کا مخطوطہ جو أردو ، قارسی ، پندی ، پنجابی اشعار کا مجموعہ ہے ، رضا لائبریری رامبور میں محفوظ ہے ، جسے استیاز علی خان عرشی نے اپنے میسوط مقدمے کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ "نادرات شاہی" ۱۲۱۴ ۱۸۹ - ۱2۹دع میں مرتب ہوئی۔ ^ ان کے علاوہ اللہ رینتہ میں قصد شاہ شجاع الشمس بھی تمنیف کیا جس كا ذكر قدرت الله قاسم نے اپنے تذكرے " میں كيا ہے . منشى ذكاء اللہ بے بھی شاہ عالم کے اس "قصے" کا ذکر کیا ہے کہ "جار جلدوں میں ایک تصد لکھا ہے جس سے ہر زمانے کے آدمی ادنئی ، متوسط ، اعلیٰ کی طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے . . . زبان اوس کی فصاحت اور سلاست میں میر امن کے چار درویش سے كم نين ہے ۔" ٥٠ أردو اثر ميں شاہ شجاع الشمس كا بھي وہ قصہ ہے جس كا اصل الم "عجالب القصم" به اور جسے شاہ عالم نے ١٤٩٢ - ١٤٩٢ع میں تالیف کیا اور "سبب تالیف" کے ذیل میں لکھا کہ ،

''جب چند دیوان به زبان قارسی اور به زبان ریخته ارشاد حضور والا

اس کی دو جلس بجاب بریورس لاتبریری می دوجود وی، داری تنظیم پر پیل بند، ۲۰٫۰ مندات پر آدر دوسری جلد ۱۹۳۱ کا ۱۹۳۸ مندات پر مشتب ہے ، 'اہ دوسری بلد کے آخری مندر کم کیال کے واسلی ہے تم ہو جل شہد پر ہے معلم ہوتا ہے کہ اس کی چمد دو جلس اور تھی من کا ذکر مشتی گاکہ انہ شان کے گا ہے ۔ ہی چل دو جلس انجاب اللمصن'' کے تا ہم ہے شائع ہوگئی تھ ۔

"سجائب العمل" كل ميلو أو دلاسان كل الدار الان الدار الذا في سافر ميلا" ميك المنافل كل الدار الذا في سافر ميلا أو الدار الذا في سيان كل ميلو أما الدار الدارة على الدارة كل ميلو المنافل كل الدارة من من المنافل أن الدارة والدارة الدارة الدارة الدارة الدارة والدارة والدارة الدارة الد

داستان ''صاحبان لو آموز'' کے لیے نہیں لکھی بلکہ از خود ایسی نثر میں لکھی

(الف) کوئی لفظ غیر مانوس اور خلاف روزمره و محاوره ند پو .

(ب) اور یہ تار عام فہم اور خاص پسند ہو۔

ہیں وہ معبار شاہری تھا جو 'ور عمل کی تمریک' کے زیر اثر مقبول ہوا تھا ۔ تقاء مائم کے دیوان زادہ کے دیاجے میں اپنے دور کی آئی شامری کا ہو ممار بتایا تھا کہ ''دمون دو روزمرہ اختار کیا ہو عام قہم اور خاص پسند تھا '''کہ لمی معبار شامری کو بدائن میں سے اختیار کیا تھا :

شعر میرے ہیں کو خواص ہسند ہر بجھے گفتگو عوام ہے ہے اور بھی معیار "عجائب الفصص" کی اردو اثر میں شاہ عالم نے اغتیار کیا ۔۔۔''ایسا قصد زبان پندی میں یہ عبارت اثر کہے (جو) عام فہم اور غاص پسند ہو ۔ ۱<sup>۵۳</sup> اُردو لگر کے اسی انتے معیار ؑ کی وجد سے ا<sup>ر</sup>عجائب القصص ۖ اُ میں ایک ایسا اسلوب نثر ابھرانا ہے جو لیک وقت عوام اور خواص دونوں کے لہے ہے۔ یہی وہ معیار تھا جو پسیس شاہ رفیع الدین کی تفسیر رفیعی اور "موضع القرآن" (حصه تنسير) كى نثر ميت بھى نظر آنا ہے ـ اس اسلوب میں ایک طرف روزمرہ کی عام بول چال کی زبان سے لکھنے والے کا گہرا رشته فائم ہے اور دوسری طرف وہ رہاوٹ ، سلاست و روائی بھی ہے جو اس دور میں نثر کا ایک ٹیا معار قائم گرتی ہے۔ "عجائب التصص" کی تثر دیکھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر فورٹ ولیم کالج کا دبستان ٹٹر قائم ند ہوتا تو بھی بدلے ہوئے تہذیبی و سیاسی پس منظر میں اُردو اثر کا ارتقا "عجالب اللمص" کے الداز پر جاری رہتا ۔ نٹری اسلوب میں مزاج کی یہ البديلي كوئي ايسا معمولي واقعد نمين ہے جسے نظر الداز كيا جا سكر ۔ يد اسلوب بدلی ہوئی تہذیبی ، معاشرتی و سیاسی ہوا اور بدلے ہوئے طرز احساس کے عین مطابق تھا۔ یہ وہ تمنیف ہے جس کے ماتھ اُردو اٹر پورے طور سے جدید دور میں داخل ہو جاتی ہے ۔

یں داخل ہو جات ہے ۔ تم کے اعتبار ہے ۔ تمصہ "سہبر انبرز و دابر" اور "انو طرز مسم" کے قسوس کا بروق ڈائیا "سیائی اقدمی" ہے ۔ متا جاتا ہے ۔ "میجائی اقدمی" بین اشخدہ کے مقابل غالہ کے جائے خطا و خری کا بادشاہ باشد شد ہے جو اول الذکر وادشاہران

علان شاہ کے بھائے عطا و عمین تا بادشاہ ملفعر شاہ ہے جو اول الد کر بادشاہوں کی طرح اولاد سے محروم ہے ۔ تھے کی بیمی صورت ہمیں مبر حسن کی مشوی

المحر البيان'' اور جعفر على حسرت كے الطوطي نامہ'' ميں منتي ہے۔ مقافر شاہ اپنی داڑھی میں سفید بال دیکھ کر آب دیدہ ہو جاتا ہے اور ''سحرالبیان'' کے بادشاہ کی طرح فقیری اشتیار کونے کا فیصلہ کرتا ہے لیکن وزیر یا تدبیر کے سجهان جهانے سے (تو طرز مرصع میں وزیر کا نام خردمند ب، "عجالب القصص" میں اس کا نام دانا دل ہے) دن سلطنت کے کاسوں میں اور رات عبادت میں گزارثا ہے۔ ایک فتیر کی دما سے پادشاء اور وزیر دولوں کے بارے (اور یہ اتفاقات داستانوں میں عام طور پر ہونے رہتے ہیں) ایک ہی دن حمل قرار باتا ہے اور ایک ہی دن دولوں کے بان صاحبزادے پیدا ہوتے ہیں - بادشاہزادے کا نام نجاع الشمس اور وزیر زادے کا نام اختر سعید تجویز کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ پلتے بڑمتے ہیں اور بارہ سال کی عمر تک سارے علوم و فتون میں سہارت حاصل کر لیتے ہیں ۔ ان میں وہ ساری صلاحیتیں موجود ہیں جو ایک غير معمولي السان مين هوئي بين ـ بادشاپزاده شجاع الشمس بادشاه روم قتلغ خان کی بیٹی ملکد لگار کو خواب میں دیکھتا ہے اور عاشق ہو جاتا ہے۔ عشق میں دیوانہ وار سوداگروں کا بھیس بدل کر نکل کھڑا ہوتا ہے۔ وزیر زادہ اختر سعید بھی ساتھ ہے ۔ اس داستان کے یہ دونوں کردار مختلف سنزلوں سے گزرہے ، سیات اسر کرنے ، طلبات فتح کرنے ، جنوں کے ملکوں سے بوتے ، جنّن و الس کی ایک کثیر فوج کے ساتھ ملک روم چنچتے ہیں اور ساری مشکلات پر قابو پا کر شاہ روم کی بیٹی سلکہ لگار کو شادی پر آمادہ کر لیتے یں ۔ شادی کی ابتدائی تیاریوں تک کی داستان "عجائب القمع" میں موجود ہے اور اس کے بعد کا حسم ، جو آئندہ دو جلدوں میں تھا ، نایاب ہے ۔ گہائی کے اعتبار سے یہ داستان بھی اس دور کی دوسری داستانوں کی طرح ہے۔ ہاتی سب تقصیلات ہیں جن میں ساغلر اور رزم و ہزم کے مرقعے بیش کیے گئے ہیں۔ جی لفصیلات اور مرقعے اسے دوسری داستانوں سے ممناز گرتے ہیں ۔

' سوماتی الفصر ''کے قدر میں آب دور پر راگزارگی آور انتصابی بھی نہیں۔ یہ و جو بین '' طرفز حمی'' اس خوار دورانی کی سے اس کے اللہ جو ان کا بھی اس کے اس کے اس کے اس کے دوران کا دوران ورنے کا بروں سابق ہوں ان ہے کہ معنفی کی سابق کی اس کے اس کے اس کے اس کے دوران کا بھی کی اس کے دوران کی انتخاب در سابق میں استان کی کی اس کی اس کے دوران کی سابق کی سابق کی اس کے دوران کی اس کے دوران کیا ہے۔ ایک انکور کی اس کے کہ دوران کا دوران کی سابق کے اس کے دوران کیا ہے۔ ایک واقع کے کہ دوران کا اس کا دوران کیا ہے۔ لیکن سننے والوں کو شجاء الشمس اور ملکہ لگار کی شادی کا یقین رہتا ہے : ارخلاف اس کے "او طرز مرصع" کی داستانِ میں سننے والے میں یقین کی یہ نوعیت ہے کہ جب وصل محبوب ہوتا ہے تو حیرت و استعجاب کے ساتھ اچانک يدا ہونے والى خوشى محسوس ہوتى ہے ۔ "عجائب القسمس" ميں نو طرز مرصع کے مقابلے میں اپتزاز و تبسس کا عمل کمزور ہے۔

اس دور کی اور داستانوں کی طرح "عجائب النصص" میں بھی زمان و سکان كا كوئى تسور نهيى ب - سيلوں كے فاصلے بلك جهيكتے ميں ملے ہو جاتے ہيں -ایک جگہ تو منجم وقت ہی کو ٹھیرا لیتا ہے۔ منجم بادشاہ کو ایک گنبد میں لے جاتا ہے جس کے چار دروازے یوں - باری باری وہ ہر دروازے کو کھولتا اور داخل ہوتا ہے اور وہاں اتنے عرصے رہنا ہے کہ بادشاہزادی کے ہاں مجاء الشس سے اڑکا پیدا ہوتا ہے ۔ یہ عمل چار بار ہوتا ہے اور پر بار جب متجم کے کہنر سے وہ باہر آتا ہے تو منجم گھڑی لکال کر اسے دکھاتا ہے اور کہنا ہے اپیر یر گھڑی ابھی نہیں گزری کہ تم بیاں سے داخل قصر کے ہوئے اور سیر سے الفراغ حاصل کرکے بچھ تلک آئے ۔" اسی طرح شہروں اور ملکوں کے تام بھی صرف تاصلوں کا تصور پیدا کرنے کے لیے استعال کیر گئے ہیں اور ایسر الم لائے گئے ہیں جن سے سننے والا بہلے سے واق ہو۔

بادشاء اور پری زاد سب مسلمان بین اور غدا و رسول کے احکام کے تاہم

یں ۔ بادشاہ روم اپنی بیٹی ملکہ لگار کو مجبور کرکے شجاع الشمس سے شادی محرنے یر اس لیے آمادہ نہیں ہے کہ بد "تغلاف غدا اور رسول غدا ہے ." اور چونگ یہ سب کردار مسلمان ہیں اس لیے ان میں سے کوئی بھی ات کی ذات سے مابوس نہیں ہے ۔ بادشاپزادہ شجاع الشمس جب مایوس ہوتا ہے تو وزیر زادہ اختر معید کیتا ہے :

"اے بادشاہزادے جو گوئی اس دئیا میں محنت کرتا ہے ، یقین کامل ہے کہ راست کو جنجنا ہے۔ یس تا امیدیوں سے اپنے تئیں باز رکھ اور امیدوار فضل اللہی سے رہ ۔ ایک دریے مقرر تو کامیاب ہوگا ۔ "

ایک جگد آسان بری سے بالف غیبی کینا ہے:

''خبر دار اے آمان ہری آ بے تامل اپنے تئیں ہلاک گرٹا عقل سے دور ہے اور لا أميدى مرتبه گفر كا ركھتى ہے -" (ص ١٩١١)

اعجائب القمص" میں ، اس دور کی دوسری داستالوں کی طرح ، عشق و

دریدان آزای کا بسید می اداره بر اندازی ادارت کی اجاره دارا این در بالد چک اس داد این از این جگ اس در اندازی در سرح سال بود. به می در در است می حال بود بر بی می درد متن کی و اصدان می طور بی می درد متن کی و اصدان می طور بی درد متن کی و اصدان می در درد متن کی در است می در بی درد متن کی در می در بی در بی درد متن کی در است می داد است می در است می داد است می در است می داد است می در است می در است می داد است می در است م

''بادشاہزادے نے خاصہ لوش جان فرمایا . . . متوجہ خواب گاہ کا ہوا ۔ لعمہ خوان آن کر حاضر ہوا اور قصہ شروع کیا ۔ بادشاہزادہ بلنگ خواب پر آکر قصہ سامت فرمانے لگا کد اتنے میں بعد ایک ساعت کے آکھ بادشارزادے کی لگی ''' (ص م م)

ایک اور جگہ : ''اپلنگ بر دراز ہوئے اور انسالہ بری کو یاد فرمایا ۔ اس نے قصہ

کمینا شروع کیا اور عواصیر، مشغول چیش کے پوٹین تا آن کد بادشاہزادی اور بادشاہزادہ کے تئین عالم عواب غالب آیا ، (س ۱۲٫۰) چی داستانوں کا ایک متصد تھا اور اس لیے اس میں عواب آور، مالمبائی ، رومان

 سیاف نوازی کا کا محدار آن ، این جرا او را به بیت کرید کا گر المراد می سال کرتا کا بید می کرد کا گر المراد می معنوان کرد و این کا کا مار و حالات برخانه ایا و کرد چاکر کا کرد تی در این می می به میان بیر کا کا مار و حالات برخانه ایا و کرد چاکر کا کرد تی در این می می در این می در

"عجائب التصم" كي نتركي ايك بنيادي خصوصيت بد ہے كد جان ثنر شاعری سے الک اپنا وجود قائم کر لیٹی ہے۔ 'اُردو بن' اس لٹر کے اسلوب کا تمایان وصف ہے ۔ اس نثر کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اب اُردو جملہ ، فارسی جملے کی ساخت سے بڑی حد تک آزاد ہو گیا ہے ۔ شاعری اس معاشرے کا تہذیبی مزاج ہے۔ جابل و عالم ، عام و خاص سب بات بات میں شعر پڑھتر ہیں۔ "عجالب القصص" میں بھی أردو ، قارسی ، مندی اشعار ، دوبرے اور كيت ہے داستان کی اثر میں دلکشی کا اضاف کیا گیا ہے ۔ ان اشعار کی بھاں وہی حیثیت ہے جو مٹھالی کے خوان پر جاندی سونے کے ورق کی ہوتی ہےکہ ان سے خوان کی رونتی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ اشعار جو داستان میں آئے ہیں ان سے شاہ عالم کے شعری ذوق کا بھی پتا چلتا ہے ۔ شاہ عالم کی لٹر میں سادگی و سلاست کے ساتھ ایک ایسی روانی ہے جسے کوئی بختہ مشق قصہ گو بھری محفل میں مزمے لے لے کر داستان ایان کر رہا ہو ۔ اگر کا الغاز بیانیہ اور لہجہ بات چیت کا ہے۔ اس اثر میں اللمه ملکی کی زبان کی تهذیبی رجاوث موجود ہے۔ اس میں بہت سے ایسے الفاظ، محاورے اور روزمرہ استمال ہوئے ہیں جو آج سنتے میں نہیں آنے لیکن اُس رُمانے میں یہ الفاظ اور محاورے قامہ معالی میں رائج تھے ۔ لفات کے اعتبار سے يهي اس لثر ميں بہت مواد موجود ہے ۔ "عجائب الفصص" کی نثر سے عسوس ہوٹا ہے کہ غیر ماٹوس فارسی عربی الفاظ سے گریز کیا جا رہا ہے۔ اگر اثر پیدا کونے کے لیے گئیس عبارت رانگین اور فارسی آمیز ہو جاتی ہے تو مصف فورآ اس کی تشریح کر دیتا ہے ۔ اس نسم کے جملے "عجائب النصص" میں بار بار

مائے یں۔ مثار : "اتنے میں بادشاہ مشرق یعنی سورج مند پر تقاب لے کر سیر کرنے والا

نواح عرب كا بوا يعنى شام بوئى -" (س عه) "عجائب القمص" کی نثر میں آنے والے دور کے کئی اسالیب اور لہجے تنار

الے بیں ۔ یہ نثر سادہ بھی ہے اور با محاورہ بھی ۔ سیر اس کی نثر کی جھنگ يهي مدي "عجالب القصم" مي دكهائي دبتي ب - سار يه اقتباس ديكهي : "ابادشاه نے موافق مرالب کے سبھوں کو خامت گران بھا مرحت فرمائے اور ہزاروں گنج سربستہ مع صندوق پائے نمل و گوہر و ڈمرد و الماس بر ایک مسکین و محتاج و گوشه نشین و مستحق و گذا کو بنشیر

کہ وے پر ایک اس انعام و اکرام بادشاہی سے میری عاصل کرکے صاحب دولت اور صاحب جاء كهلاك لكي ـ" (ص ٩٩)

اس لنرکو اگر میر امن کی باغ و بهار میں سلا دیا جائے "تو شناخت دشوار ہوگی ليكن اس التركو قصه مهر افروز و داير ، لو آلين بندى يا نو طرز مرسم مين ئيس ملایا جا سکتا۔ وہاں یہ دور سے پہچان کی جائے گی۔ جسے ''لو طرز مرمع'' اُردُو اسلوب کا ایک امکان ہے اسی طرح ''عجائب القمعی'' اُردو تتر کا دوسرا اسکان ے جو آئندہ دور میں ہروان چڑہ کر "باغ و بہار" سے ہوتا "عطوط غالب" اور سرسید کی انٹر سے جا ملتا ہے ۔ ''لو طرز قرمع'' کی انٹر میں ڈوہتے سورج کا اور "عجالب القصص" كي نثر مين چڙهتے سورج كا "مسن ہے۔ مثال يد اقتباس ديكھيے القميد غتصر وه سب ديو اچهلتے ، پهاندے ، شلنگر بهرتے ، بفلع بجائے ، خوشیاں کرتے داخل لواح روم کے ہوئے۔ ایک جنگل آدمی زادوں کا اور مویشی کا ان دیروں کے ٹئیں نظر آیا ۔ بے اختیار منہ میں بائی بھر لائے اور وہیں شکایں سہیب بنا کر اور آنکھیں لال لال ، دانت سفید تکال کر ، کنچکچیان بانده کر ، غار سا مند پهیلا کر ، چنگهاؤین مار کر طرف ان آدمی زادوں کے دوڑے . جتنے آدم زاد روم کے رہنے والے الهے یہ الیوہ دیووں کا اور یہ شکایں سپیب دیکھ کر ہے اعتبار بے حواس ہو کر ، جونے پکڑیاں جدوڑ جدوڑ کر بھاگے ، لیکن کانے دیکھتے ہی خوف سے آ کر جان من ہوئے اور کتنے ہی ہے ہوش ہو کر کرے اور کتنے ہی کرنے بڑتے بھاگنے کائیتے ہائینے داخل شہر بناہ کے ہوئے اور سے ہوش ہو کر رستوں میں ، دوکانوں میں ،گلیوں میں ،گھروں ع دروازے میں آ کر گرے۔ یہ احوال ان سبھوں کا دیکھ کر ابلے شہر

 $μ_{\rm eff} = 3.5$  Li (c)  $μ_{\rm eff} = 2.0$  Li (d)  $k_{\rm eff} = 4.0$  li  $k_{\rm eff} = 4.0$  li

الایکن بادشاہ بہ سیب افراط میت کے ہر روز علی العبیات کاؤ اور وفائق ہے الفراط حاصل فرمی کمان میکا وور جا اوار بین شدری کہ کام میبواند لونیال اینڈ ایال معام النصری کے دوبیات فرمت کان میں میں والے اور میں مامل گئرتے ددا اور دائیاں اور دائیاں اور الکاؤں کے تئیں جب خاص ہے گویہ وصلح اور الشرابان یہ خواصی کام مرست اساع کے والی افزاد دوبارت۔ خاص کے وکر کیف اوا اسریاس المی اور وحق تھے ''(اس میا)

لسائی نظمہ طلہ اللہ سے اس میں ضمیر ، فعل ، تذکیر و تالیت ، جسم و واحد ، عطف و اضافت ، فارسی مرکمپ العال اور عاورات کے لفظی اردو ترجموں کی وہی توعیت ہے جو کرول کتابیا ، تو طرز مرجم کی نثر اور اس دور کی شاعری کی ''کربلکتھا'' اور ''نو طرز مرصم'' میں ملتی ہے اور یہی اس دور کی میار نھی ۔ لیکن ''جنب ہشق'' میں زبان و بیان کی یہ صورت ثہیں ہے ۔

"جذب عشق" سيد حسين شاه حليقت٥٥ خ، جو شاه حسين حليقت (۱۲۱ مـ ٢٥ ١٩١١ معمر / ٢٠ - ١٢٠ ع ع معروف الله ١٢١١٠ (١٩ - ١٩١١م) مين لكهي - "ليه جنب عشق آها ١٨٥ سے سال تعنيف برآمد ہوتا ہے۔ شاہ حسین حقیقت اردو کے ایک معروف شاعر ، نارسی و اردو کی گئی کتابوں کے مصنف اور حضرت اسیر کلال (م ۲۵۵ه/۱۱ - ۱۳۵۰م ۵۹ ک اولاد میں سے تھے۔ ان کے دادا مید میرک شاہ فرخ سیر کے زمانے میں ترکستان سے لاہور آئے اور جب پنجاب میں سکھوں نے شورش برپاکی تو مقینت کے والد سید عرب شاہ لاہور سے آلولہ (بربلی) آگئے۔ بہیں حکیم میر مجد تواؤکی لڑکی سے شادی ہوئی اور بین ۱۱۸۱ ۵ (۲۵ - ۲۵۵۱ع) میں متبت پیدا ہوئے - ۱۱۹۸ مدرع میں اپنے والد کی وقات کے بعد مقیقت اپنے ناانا کے پاس آ گئے اور جب ان کے قانا کاارور آئے تو مقیتت بھی ان کے ساتھ ہی آ گئے۔ سن تمیز کو بینچے تو لکھنؤ آ گئے اور اپنے بڑے بھائی سید حسن شاہ ضبط کی طرح جرآت کے شاگرد ہو گئے۔ مصحٰی نے لکھا ہے کد "او بسری و نوشتی کے زمانے میں اکثر اپنے استاد کی غزلوں کی کتابت میں ، جو قابینا ہونے کی وجد سے لکھنے سے معذور ہیں ، مصروف رہتے تھے ۔ ۲۰۴ لکھنؤ میں وہ سواروں میں ملازم رہے ، سبزی سنڈی میں بھی ملازست کی اور بھوں کو بھی پڑھایا ٦١ لیکن معاشی طور پر بریشان رہے۔ کچھ عرصے کے بعد حقیقت کاکتہ جا کر ریڈیڈلٹ کے دفتر میں سنشی ہوگئے اور چند سال بعد کرنل کڈ کی حفارش پر چنیابٹن (مدراس) میں میر منشی ہوگئے ۔ مثنوی ''بشت گلزار'' سے معلوم ہوتا ہے گا، وہ اواب کراالک سے بھی وابستہ رہے اور مدواس ہی میں وفات ہائی ۔

شاہ حسین حقبت نے قارسی و اردو لظم و اثر میں آٹھ گتابیں لکھیں (١)

صنم الله عين (١٠٠٩ - ١٤١٥ - ١٤١٩ ع) - يد بيت بازي كي طرح كا ايك تعليمي كهيل ب جے جوں کی ڈینی ٹر بیت کے لیے آسان فارسی سیں حقیقت نے لکھا۔ (م) جنب عشق (۱۲۱۱ه/۱۰۱-۱۷۹۹ع) اردو اثر میں ید ایک نصب ہے جس کی تفعيل آكے آئے كى - (م) تعقت العجم (عرم الحرام ٢٠١٠ه/جون ١٩١١م) - اس مين فارسي قواعد پر بحث کي گئي ہے۔ (س) خزينۃ الامثال (١٣١٥/١٠ - ١٨٠٠) -اس میں عربی ، فارسی اور اردو ضرب الامثال کو حروف تبجی کے لعاظ سے جمع کیا گیا ہے ۔ (۵) منتوی ہشت گلزار (۱۲۵ه/۱۱۱ - ۱۸۱۰) . حقیقت نے اسیر خسرو کی مثنوی "بشت چشت" کے قصے گو اردو سیں نظم کیا ہے۔ 10-اشعار ہر مشتمل اس مثنوی کو مثبقت نے نواب عبدالقادر خان ثابت جنگ والی کرانالک کی خدمت میں بیش کیا تھا ۔ (-) ہیرا من طوطا ۔ ید دراصل ہشت کازار می کا ایک مصد بے جو اشعار میں رد و بدل کے بعد ۱۲۹۸ه/۱۵۰ ۱۸۵۱-میں الگ کتابی صورت میں لکھنڈ سے شائع ہوا۔ (م) دیوان حقیقت ، اردو ۔ بہ دیوان بھی آج تک غیر مطبوعہ ہے ۔ (٨) تذکرۂ احباء ۔ یہ تذکرہ ناپید ہے لیکن اس کے حوالے حلیفت کے بیٹے میر محسن لکھنوی کے تذکرے "سرایا سخن" میں اور سعادت عاں ناصر کے تذکرے "اخوش معرکہ" زیبا" میں ملتر ہیں ۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ وہی تذکرہ ہے جو امام بخس کشمیری کے لیے شاہ سلیفت نے لکھا تھا اور جس میں مصحف کے تذکرے سے احوال و اشعار لفل کرنے کی وجہ سے معیخی نے یہ کلمہ کر کہ الذکرہ یہ جو حقیات نے لکھا ، بے حقیات مصحفی کا چور ہے "ان بر چوری کا الزام لگایا تھا ۔"٦٢

دہ سری مذات کے "میشر مشن" کیا ہے رادو اگر دیں وہ دامتاری اس رو اگر دی وہ دامتاری اس رو اگر دی ہو دامتاری میں مقدمی اس رو اگر ہی ہو ہو "میشر الرو سے بوال استمر اللہ بوالی میں موالے استمر اللہ بوالی میں موالے استمر اللہ بوالی میں دائم فیصلہ اللہ بوالی میں دور الموادی الموادی الموادی الموادی الموادی الموادی الموادی الموادی کے دور بوادی دوران میں دوران الموادی کے دوران الاستمر آخر الموادی الموادی کے دوران الاستمر آخر الموادی کے دوران الاستمر آخر الموادی کے دوران الاستمر کے دوران الاستمر کے دوران الاستمر کے دوران الموادی کے دوران الاستمر کے دوران الاستم

المُجِلُبِ عَشَقِ اللهِ مِن ابك عام ما عشقه قصد اس طرح بيان كيا كيا ہے كه

مریشوں کے نشکر میں ایک جوان رعنا تھا۔ جہاں نشکر بڑاؤ ڈالٹا وہ اس علاقے کی سیر کو نکل جاتا۔ ایک بار جب اس کے لشکر نے قصبہ چھاتا کے قریب پڑاؤ ڈالا تو اے اطلاع ملی کد وہ جادی الثانی کو سیری گاؤی کے باغ میں بھوانی کا میلد ہو رہا ہے ۔ دو کوس کا ناصلہ تھا ، وہ وغنیت لے گر دو ایک دوستوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا ۔ سیر کونے کرتے باغ میں آیا اور جب تالاب کے قریب پہنچا او بھوائی کے نہایت رفیع و بلند دیبرہ کے یاس لوگوں کا بعجوم تھا ۔ اٹنے میں اس کی تلفر ایک سرسبز و شاداب درغت کے لہجے بیٹھی ہوئی چار عورتوں پر پڑی ۔ ان میں سے ایک پر اس کی نظر جم گئی ۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور فریات، ہو گئے . آنکھوں آلکھوں میں ہائیں ہوئیں اور جب ان کے گھر والے انھیں لینے آئے ، یہ جوان بھی ان کے پیچھے بیچھے ہو لیا . گھر دیکھ کر واپس ہوا تو محبوبہ بھی کوٹنے پر چڑھی عالم بے قراری میں اسے دور جاتے ہوئے دیکھنی رہی ۔ دوسرے دن وہ جوان رعتا بھر سیلے سین آیا ۔ اس کی محبوبد بھی وہاں ،وجود تھی ۔ واپسی پر وہ پھر اپنی محبوبد کو گھر تک چھوڑنے آیا لیکن راستے میں ایک بڑھیا نے الھیں ملتے ہوئے دیکھ ليا اور آ كرگهر والوں كو بتا ديا ـ تيسرے اور چوتھے دن وہ جوان ميلے ميں لد اً سكا ليكن جب مجبوبه مايوس ہو كر گھر لوٹ رہى تھى تو وہ راستے ميں اسے ملا اور دوبہر کے وقت تالاب پر ملاقات طے ہوگئی ۔ مقررہ وقت پر جب وہ آئی تو سیدھی لوجوان کے باس آگئی۔ ابھی وہ ایک دوسرے سے بحو گفتگو تھے کہ مجبوبہ کے گھر والے مسلح افراد کے ساتھ وہاں چنج گئے ۔ جوان نے عبویہ کو رخمت کیا اور تلوار سولت کر مقابلے کے لیے آگیا اور وہ بادری دکھائی کہ سب حیران وہ گئے۔ اتنے میں ایک ''جفا کار سیاہ باطن نے تمایت المردى سے إرجهر آ كر ايك اله سركو تاك كر مارا" ليكن اتفاق سے وہ نوجوان ک تلوار پر ازا اور تلوار دو تکڑے ہوگئی۔ جسے ہی نلوار کری اوجوان جھٹ سے ایک آدمی سے چمٹ گیا تا کہ اس کی تلوار چھین لے ۔ وہ آدمی بھاگ کر تالاب میں کود گیا ۔ اوجوان بھی جوش میں تھا ۔ وہ بھی تالاب میں کود گیا ۔ لیکن اسے تیرنا نہیں آنا تھا ۔ ڈوب گیا ۔ یہ دیکھ کر محبوبہ کی حالت غیر ہوگئی ۔ گھر والے اسے لے گئے ۔ چار بالخ دن بعد وہ ٹالاب پر آئی اور کود کر جان دے دی ۔ کوب دیر بعد لوگوں نے دیکھا کہ دو لائیں ایک دوسرے سے پیوست ، سطح آب پر آئبر . دام داروں نے انھیں لکالنا چاہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی ۔ کجه دير سد الوه دونوں گوبر مِمَّا آگي صدف عشق کي ته کو بيٹه گئے ۔ پهر

برچند کوشش اور سعی کی گلجیہ فائدہ تہ ہوا اور بھر کسی نے کبھو اون کا گلچھ اشان تبد دیکھا ہے۔\*\*\*

''جنب عشی'' کی آفر میں وجعالات کے دو دھارے ساتھ ساتھ بہتے ہیں ۔ اس یات کی وضاحت کے لیے پہلے ''جنب عشق'' کا یہ افتہاس پڑھنے : ''کنارے پر اوس تالاب کے ایک دیرہ بھوائی کا نہایت رفیم اور بلند

اور بہت وسم اور دل پسند : بیت ممانا یہ تھے اوس کے دیوار و در

سائل یہ جس کے لا تھیرے نظر کے اور کی رسیات اللہ ہو کر دربات القدہ ایک فلط طراح کی کے اس در دربان کا انداز کا رس کے این مور کو دربات اور میرا اور مغیر و کیور لیام اللہ اور دربات کا انگیزہ روک روز دربات کا انگیزہ روک روز میرا میرا و میرا میرا کے اس کے اس اللہ میرا کی اور میرا کے اور دربات اور کیا جس مقدول تھے (اس کے بعد و عمر کی متون آل رہی ، صوالے کہا جس مقدول تھے (اس کے بعد و عمر کی متون آل رہی ، صوالے کے اس میں انکا میرا ، جوان کا تاکہ است اللہ، این الکی میرا کے محال اور ال قبل دوران سرق ان س کتا کے جا افلا (ایک متر) جا یہ بیک ویکن کیو ایک کسٹ در سال کے باور بروی کسٹ در بیان کے گئی در باور اللہ باور بین کلسٹان رطاق اور باور کرک سر زیبان کے گئیں ، جاور اللہ لائے دائم اور باوری میں مقدم سے اور کرکسہ شار کیں کا کہی در یہ پیکر اون بی برا افراق میں مقدم سے اور کرکسہ شار کیلی کیا دو باہے پیکر اون بیر باور الموری کیا گئی در ایک بیک میں اس کیا مورش کے آئیں ، بر اور ان دوران میں ایک رفت میں ہے بی امامی میں اس مورش کے آئیں ، بر اور ان دوران میں ایک رفت میں ہے بی امامی میں اس مورش کے دوران در اس کر گئی امن اور انسان کے مارے مطابق روز میں میں مورش کے اور میں در اس کر ویک میں اس کا میں مورش کے اس کا دوران میں اس کیا مورش کے اس کے سے بران اور میں کے اس کا دوران میں اس کیا اس کیا میں کہا اس کے میں مورش کے میں اس کیا ہے اس کیا در موارش کے میں ۔

بلا مُجوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے

غضب چنوں، سے مکھڑا ، بدن سانحے میں ڈھالا ہے اگرچہ جوہر تعریف اور توصیف اوس حسن تحداداد کے حد بیان کرنے بئر سے دور ہے ، کس واسلے : شعر

جــوير ذات او از مدحت ستفنى ست دمت شساط چه با حسن خداداد كند

مطبوعہ تسخے کی ان چوبیس بجیس سطروں میں ج. ، اشعار آئے ہیں ۔ اس

نفر میں دو مختلف رجعانات ایک ساتھ چل رہے ہیں۔ ایک وہ رجعان جس کی 'مالندگی "الو طرز مرصع" کرت ب اور دوسرا وه رجعان جس کی مماثندگی "عجائب القصص" كرق ب - اس الد ير فارسى جملے كى ساخت كا اثر ممايات ے۔ اثر میں اکثر قافے کا النزام ملتا ہے۔ تراکیب کچھ فارسی انداز کی ہیں اور محجه میں افاقت کے بائے اُردو انداز میں کا ، کی ، کے لگائے گئے ہیں۔ استعارات کے استعال سے عبارت میں ولکینی پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس اثر کی مرصع کاری میں ، مسج و ملفیل انداز میں وہ رولق نہیں ب جو "الو طرز مرمع" مين نظر آتي ہے ۔ اس طرح جمال عبارت صاف اور سادہ ہے وہاں بھی جلے کی بناوٹ میں ، لہجہ و آہنگ میں ، انداز بیان میں وہ سلامت و روانی اور وه رونق نهیں ہے جو "عجانب القسمر" میں دکھائی دیتی ے۔ رنگیں و سادگی کے ان دولوں رجعانات کے ایک ساتھ چانے سے "مینب عشق" ک اثر میں کوئ انفرادیت پیدا نہیں ہوتی ، حالالکہ سال تصنیف کے اعتبار سے یہ "مجائب النمس" کے یانج سال بعد لکھی کئی لیکن مزاج کے اعتبار سے اسے "لو طرز مرصع" كے بعد اور "عجالب القصم" سے پہلے لكها جانا چاہيے تھا تا کہ یہ عبوری دور کی ٹٹر شار ہو سکتی ۔ چولکہ ایسا نہیں ہے اس ایر "بنب عشق" صرف اس لیے قابل ذکر ہے کد یہ اس دور کی چند اثری کتابوں یں ہے ایک ہے۔

یہ اُردو اُتُر ، جس کا مطالعہ ہم نے بچھلے صفحات میں گیا ہے . فورٹ ولیہ کالج کے وجود میں آنے سے بہلے لکھی گئی ہے ۔ مہلے اُردو ٹٹر کا عام رجعان مرصع و مسجع الشا پردازی کی طرف تھا ، بھر رات، رات، سادگی کی طرف ہو گیا ۔ الوطرز مرمع" كے عاطب خواص تھے ليكن القسير مراديد" كے عاطب عوام تهي . "اموضح الترآن" اور "عجائب القمص" كي مخاطب عوام و خواص دونون تھے اسی لیے ان کی اثر عام ضہم ، سادہ اور بول چال کی زبان سے قریب ہے .. عام زبان میں اثر لکھنے کا یہ رجعان اٹھارویں صدی میں آہستہ آہستہ بروان چڑھتا ہے اور الیسویں صدی میں عام رجعان بن جاتا ہے۔ اٹھارویں صدی برائے رجعالات کے دم ٹوڑنے اور لئے رجعالات کی پیدائش کی صدی ہے ۔ جو گجم اس صدى ميں ہوا اس كى واضح صورت اليسويں صدى ميں نظر آتى ہے۔ حال كا ماضى سے اور مستقبل کا حال سے جی رشتہ ہے اور اس رشتے سے زندگی کا تسلسل تائم ہے ۔

الظرين ! اب ہم ائيسويں صدى كى دېليز پر گھڑے ہيں۔

. . قصر میر افروز و دایر : عیسوی خان بهادر ، مرتثبه ڈاکٹر مسعود حسین

خان ، ص . ۱ ، عنمالید یولیووسی حیدرآباد ۲۹۹ ع -ب. دیوان داؤد اورنگ آبادی : مرکتب خالد، یکم ، ص . به ، ادارهٔ ادیات

أردو ، مجر ۱۹۹۸ مدر آباد دكن ۱۹۵۸ ع -ب. دراسات : تئار احدد قاروق ، ص ۱۹۳۴ ، مكتبه جامد ليند ، نئي ديل

۱۹۵۸ ع -ح. اُردو ادب پر بندی کا اثر : ڈاکٹر پرکاش موٹس ، س ۱۳۲۰ ، لاشر حود

مصنف ، الد آباد مرود = -مصنف ، الد آباد مرود = -د- "تصد سهر افروز و دلير كے مسنف عيسوى خان چادر كى شخصيت" ڈاكٹر

برکاش مونس ، مطبوعه بهاری زبان دیلی ، ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ ع -

ہ۔ اعب سمر افروز و دلیں ؛ مقدمہ می م ہ ۔ یہ قدم سیر افروز و دلیں ؛ مقدمہ می ہ ہسیوں ۔

م تشيد ڈاکٹر نور العسن باشمی ، ص 😽 ، بندوستانی اکبلسی الد آباد

هـ عددة متخد : اعظم الدولد سرور ، مرتبّب خواجد احمد فاروق ، ص ١٩٩ ، ديلي بوليورسني ١٩٩١ م -

مهمی موجورسی ۱۹۱۱ ع -۱۰ مسرت افزا : امراته اله آبادی ، مرتشبه قانمی عبدالودود ، ص ، م ، بم ، معاصر پشد بهار -

١١- لوطردُ مرصع : ص ٥٣ -

۲ - مسرت افزا : ص ۲ اور او نارز مرمع ، ص ۵ و ده . ۲- دو طرز مرمع : ص ۵ - ۱۰ مر- مسرت افزا : ص ۲ مرد

A Comparative Study of the Nau Tarz-i-Murassa : -18 Syed Sajjad Husain M.S., p. 44, London, June 1933.

١٩- او طوز مرمع إص ٥٥ -

ء . . سيد سجاد حسين كا محوله بالا مقاله : ص هم ـ

۱۹۰۱۸ و طرؤ مرضع : ص ۱۵۰۰ . ۱۳۰ عدله بالا انگریزی مقالد : (مسدد

. ٣- عوله بالا الكريزي مقاله : (سوده) ڈاگائر سيد سجاد حمين ؛ ص ۽ مهسهم -

۲۶ دیباید تحسین او طرز مرحع : ص ۵۸ - ۵۹ -۲۲- او طرز مرحم : دیباید" مراتب ، ص ۲۶ -

- به جائزة مخطوطات أردو : مشفق خواجه ، ص ۲۵۹ – ۱۹۵۰ مركزى أردو بورڈ ، لابور ۹ ۱۹۵۵ –

بورد " « بجور ۱۹۵۹ ع – ۱۳۶۰ وقائع عبدالقادر خانی: ترجید بعنوان " علم و عمل" (جلد اول) ، ص ۸۹ ه اکیاسی اوف ایموکیشنل ریسرج ، کراچی ، ۱۹۹۰ع –

۲-۹ أردوكى تثرى داستالين ; ناكثر كيان چند ، ص ، ۱۵ ، انجين ترقى أردو پاكستان ، كراچى ۱۹۹۹ م -

ع-- آودوکی نثری داستانیں ؛ ص جم، ۔ ۱۳۸۸ داستانی تاریخ آودو : حامد حسن نادری ، ص عه، ، آودو ا کینسی سندہ ،

محراض ۱۹۹۹<u>-</u> -

۲۹- او طرز مرجع : متدمد نور الحسن باشمی ، ص جم -۳۰- اغ و جمار : از سیر امن دیلوی ، دیبامد ذاکتر کل کرائسٹ ، ص پ ،

(جمعة ایڈیشن) ملبوعہ سمیسن او ، مارسن اینڈ کمنی لمینڈ، النفن یو ۱۸۹۵ -۱۳- آثر بے نظیر : (قلمی) میر جادر علی حسینی ، تملوکد میر غالام علی ، کراچر. ۔

مو پهي -ډېمد ادب مين صفات که استمال : مغسون مجد حسن عسکری ، س ٦٩ – ٣٠ ، ١ مطبوعه مايمنامد سات رنگ ، کراچي ، جولاتي ، ۹۹ ، م

سوسه دابسته دان ( اسالیب نثر اور بهارے ادیب) بجد نسن عسکری ہ موجہ متازہ یا یادبان : (اسالیب نثر اور بهارے ادیب) بجد نسن عسکری ہ ص ۱۸۳ م ۱۸۳ د کتبہ سات رنگ د کراچی مهمه برم

عم ۱۸۹۰ - ۱۸۹۰ : محتبه شات ولک از تراچی ۱۹۹۳ -مهد افت میں صفات کا استمال ، ص . <sub>۵ -</sub>

هجه تحوادان : خاكثر كيان چند، ص عرب مربر ، ادارة فروغ أردو ، لكهنؤ،

۱۹۹۳ ع -۲۹ تذکرہ نے جگر ؛ خیراتی امل نے جگر ، غطوطہ اللیا آفس لائیریوی ، لندن ۔

ع۳- تحريران : ص ۸۵ - ۸۹ -

رج. عجالب القميس ۽ شاه عالم آتان ۽ مرتبد راست افزا بخاري ۽ ص ۾ ۽ محلس ترق ادب ۽ لايور ۾ ۽ ۽ ع - وج. مجموعه" نفز : تدرت الله قاسم ، عمود شيراني ، جلد اول ، ص ۱۹۸ ، پنجاب پوليورستي لاپور ۱۹۳۳ و ح -. ج. نادرات شايي : مرتب استياز على خان حرشي ، ص و . . و ، بندوستان پريس

رامبور سه وع -ذکر د بندی ، غلام سدان مصحف ، ص م ، انسن ترق أرده اورنگ آباد

و بـ تذکرهٔ بندی : تحلام بمدانی مصحی ، ص م و ، انجمن ترق أردو اورنگ آباد

٢ به عبوعه الفر : ص ١٨ - ١٩ -

۳۳ ، ۳۳ ، هم - الدرات شایی : ص ۳۳ - ۳۰ -

وجہ اے کیٹالاگ اوف عربیک ، اورشین اینڈ پندوستانی مینوسکریش ؛ اسپرنکر ہ ص ع36 ، کلکت ۱۹۵۳ع -رحہ ایضا ، ص 190 م

مبد نادرات شابی: قطعه الراع تالیف ، ص p . q .

وب. مجموعة لغز : ص و و . . ه. تارخ بندوستان : منشى ذكاء الله خال ، (جلد تهم) ص و و ، ، ، شمس المطابع

الله ۱۸۹۸ع -۱۵- عجالب اکتبس : (مطبوعه) ص ۲٫۹ ـ

وه. عجالب المعيض : (مطبوعه) ص ۲۹ ـ وه. عجالب المعيض : (مطبوعه) مقديد ص ۱٫۰ ـ

مهد عجائب القمص : ص ٢٦-

: 4 573

ہے۔ ''لجنس عشل'' کے دیباہے میں خود شاہ حقیقت نے یہی تام لکھا ہے۔ دیکھیے جنس عشق ، ص م ، مطح بھدی کانیور 1779ء۔

و هـ ميرحسين شاه مقيقت و از قاكار لطيف حسين اديب ، ص مه ، مطبوعد معارف ، کمبر و ، عبلد م . بر ، اعظم گڑھ ، جولائل ۱۹۸۸ وج ۔

ہے۔ دیباچہ مثم کند چین : مطبع عدی لکھنؤ ہے۔ ہے۔ جنس عشق مطبع عدی کانیور ۱۹۹۹ء کے صفحہ یہ پر ید قطعہ تاریخ

> حفیف نے جو کی تساریخ کی فکسر کروں خوبی کا اوس کی تم سے گیا ڈگار

کیا ہاتف نے اس سفی سے آگاہ حقیت کو کہ یہ یہ جندی عشق آدا معادا فکری سے یہ جندی ماداد کا میں کردا

و ہے۔ سفینۃ الاولیا ؛ دارا شکوہ ، ص یے ، مطبع کولکشور لکھنٹو ہے۔ رہ ے ۔ . ہہ۔ ٹلاکرۂ بندی : غلام ہمدائی مصحف ، ص ہم ، انجمن ٹرق آردو اورلک آباد

۱۹۳۳ء - م ۱۶- ایضاً : ص ۲۸ - ۱۸ - ۱۲- ایضاً : ص ۱۸ -

وہ۔ ایشآ: ص ہم۔ یم۔ بہدایشآ: ص یم۔ بہد جذب عشق: ص ہم۔ سہدایشآ: ص ہ۔ ہ۔

## اصل اقتباسات (فارسی)

ص ۱۰۹۹ "میر بد حسین عطا شان یک قسد کفته بودلد که، وفات یافتند... سه باقی مالفه بهی قدر دیگر بودلد..." ص س ب "سراز داغت معید تلاوت قرآن و فدکتن آن افسیب تک را

که میدان شعر پندی و قارسی و کبت و دویره وغیره لیز جولان می دیند ."

ص ۱۹۱۳ "ااز کاک جوابر ملک آن شیسوار عرصه شینشینی دیوانی فارسی و ریخته مکمل و مردف مشتمل بر قمالد و غزلیات و دیگر الواعر سخن و تصدشاه شجاع الشمن در تار ریخد."

ص دورو و العشق ووزمره كه عام قديم و شاص يسته بود اغتيار تحوده ..."

ص ۱۱۲۶ "در آن روؤپائے امردی و نومشق اکتر به کتابتهاے غزلهائے

ص ۱۱۳۰ "در آن روزیاح امردی و نومشی ا فتر به خابشهای عزبیاح استاد خویش که به سبب کوری از نوشتن معفور است ، مصروف در مالد ـ" اشاريه

ابن حسن قيصر

آئسہ لالہ اُرخ

## كتب و منظومات

### ī

۱۰۸۳ -آتش کند آذر : ۲۰۸ - ۲۰۸ -آثار اکبری (تاریخ فتح پور سیکری) :

ہم ، سم ۔ آثار الصنادید (چلا روپ) : ۱۱،۸ -آثار ثبوت : ۲۰٫۱ -آرام دل (منظوم فراسه) : ۲۰٫۱ -آرام کے قرابے (جلد دوم) : ۲۰۸ -

ایطال ضرورت : ۱۹۰۹ -احوال و آثار حضرت شاه نممت الله ولی کومانی : ۱۹۱۵ -اخبار رنگین : ۱۹۱۱ -اخلاقی جلالی : ۱۰۸۸ -اخلاقی عسنی : ۲۰۰۰ ، ۱۰۳۹ ؛

آئین اگیری : - 2 -

اعلاق لامری : . ۴ ، ۱۰۸۸ م ادیات فارسی میں جادوؤں کا حصہ : ۱۸۰ ٬ ۱۸۰ -اردو ادب پر ہندی کا اثر : ۱۰۸۳ ،

۱۱۲۸ -اردو ادب میں بهریال کا حصد: ۱۹۶۸ مددد -

اردو ٹیسٹ منٹ : دیکھیے انجیل (مندس) -اردو دائرۃ معارف اسلامید : جلد اول : عال ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۲ ۲ ۰۰۰ ، ۱ دے ؛

اردو تصیده لگاری کا تنقیدی جائزه: ۰ ۲۰ -اردو کی تین مثنویان : ۲۰۸۰ -اردو کی دو قدیم شنویان : ۲۰٫۵ -اردو کی دو قدیم شنویان : ۲۰٫۵ -

۳۵ -(دوکی کثری داستانی : ۱۹۲۹ -(دو گرانمر : ۱۰۵۱ -(دو ستنری ثبانی بند چین : ۱۳۳۵ ) ۸۲۱ / ۳۸۵ ) ۱۳۵۵ -(دو تعلومات گلب عالد آصنید )

غیدر آباد ، جلد اول : ف ریر ، . اردوئے قدیم (دکن اور پنجاب میں) : ۲۸ -ارسطو سے ایلیٹ تک : ۲۸ ، ۲۰٫۷

روسور عد المنت المناز ۱۹۸۰ - ۱۹۰۰ - ۱۳۱ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱ - ۱۳ - ۱۳۱ - ۱۳ - ۱۳۱ - ۱۳۱ - ۱۳۱ - ۱۳ - ۱

عيسني عليد السلام کي دعا ؛ ١٠٦٢ ) ١٠٦٣ ، كتاب يبدائش و - 1 . 7 " milks : 1 . 7 -ىسان اور آدسى : . . د ، د - . -الذين كلوسرى : ١٠٦٥ -اشائے تحسین (فارسی) ۱۰۹۰ -انفلوثنس اوق عريبك پوثنري اون دی بدشین بوئٹری : ۲۰۰ انوار سهيلي : ۲۰ ، ۲۰ ۲ ۱۰۲۳ -ارايسي : ٢١ -اورممن ات ڈنیوزن دی لا مندوستانی : اورینتلل بایوگرینکل ڈکشنری: نے TAIL CALL CALL CAL -1.98 0 1979 1 ALT 1 ALT ايدوالسد مسترى اوف الديا : ١٠ -ايليك كے مضامين : ١٩٦٥ ، ١٩٦٩ -ايليا: ٢٥٠ ايمان سخن : ف ۹۸۰ ، ۹۸۰ -

باره ماسد الفضل پائی بھی: ۱۳۳۹ -بازه ماسد عزلت: ۱۳۹۵ -باغ معائی: ۱۳۵۲ / ۱۹۵۱ - ۱۹۵۵ ا باغ و بهار: ۱۳۵۷ / ۱۹۵۹ - ۱۹۵۵ ا ۱۹۵۱ - ۱۹۵۲ - ۱۵۲ - ۱۵

> ہائیبل : دیکھیے المبیل (مقدس) ۔ صر الفصاحت : . . ه -

برعظیم پاک و چند کی ملت اسلامید : ۱۹ : ۲۰ - ۲۰ -بزم تبدوره : ۲۰ -یک کهالی : ۲۰ - ۱ پوستان سدی : ۲۰ -

پوستان غیال (قارسی) : ۱.۸۰ -بیار بوستان : ۱۹۹ -بیار مجم : ۱۹۶ - ۱۹۸ - ۱۹۹ -بیاری ست شی : ۱۹۹ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۱۹۸ - ۱۹

لیام شوق : ۱۵۳ -ت تاویخ ادب اردو ، جالی ، جند اول :

- ۲۲. : بالمال

۱۹۹ -پنج رامد (فارسی) : ۱۰۰۹ -

يتجاب سي اردو : ١١٤ -

بند تابم (سعدی) : ۱۵۸ -

۲۳۰ - ۸۹ ت ۲۳۱ کی ۲۳۰ تاریخ ۲۳۰ - ۲۳۰ تاریخ ادب اردو ، سکمیند : ۸۷۲ -

پری غالب (مراتم خطاطی و مصوری) ۰

تارخ ادب اردو ، سکمیند : ۲۰۸۰ نارخ ادبیات بناستانی : ۲۰۸۰ ، ۲۰۸۰ ۱۲۸۰ ، ۲۸۸ ، ۲۸۸ ، ۲۸۸ ، ۲۸۸ ، ۲۸۸ ،

تاریخ اوده ، جلد دوم : ۱۰۵ ، جلد سوم : ۱۰۸۱ -تاریخ جیان کشائے نادری : ۱۹

تاریخ جهان دشامے نادری : ۱۹ -تاریخ تعرفر نے بهار : ۱۹۵۵ -تاریخ تعرفر تشایس : ۱۹۵۵ -تاریخ کلزار آصفید : ۱۹۵۹ - ۱۹۵۹ -

تانیخ بدی: ف ۱۹۲۱ مه ۱ ۱۳۰۰ مه ۱ مه ۱ مه ۱ دوم ۱ ۱ مه ۲ : مه ۱ مه

حصد ۲: ۵۵۰-تاریخ مظفری (اسطنهٔ کراچی): ف ۲۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۳ ، ۲۸۳ ، ۲۸۳

ےہ ہ -تاریخ سیلاد : ۱۲۰ -تاریخ تثر اردو بنام تاریخی کوانہ ۱۰۸۵-بهکوت گیتا : ۱۹۲۳ ، ۲۰۲۵ ،

بیاض ابوطالب : ۲۹۸ ، ۲۵۳ -بیاض جامعہ مسجد ، پمبئی : ف ۲۹۵ -بیاض مید جالب دیلوی : ۲۵۸ -بیاض مید حالب : ۲۵۹ -بیاض طیش : ۲۰۰۰ - ۲۲ ، ۲۰۰۱ - ۲۰۰۱ - ۲۰۰۱ - ۲۰۰۱ - ۲۰۰۱ -

بیاش طیش : ۱۰۰۳ ، ۱۰۲۳ -بیاش عزلت : ۲۲۳ ، ۲۳۲ ، ۲۲۸ ، ۲۵۳ -

بیاض مراثی ء علوکه ادیب ، مکتوبه ۱۹۱۵ - ۲۸ -بیاض مراثی ، انسر، مکتوبه ۱۱۱۵: ۲۲ ، ۲۲ ، ۵۵ -پیاض مولانا علام کبریا عان انفانی ؛

.

پلاماوت اردو : ۱۰۱۹ ، ۱۰۲۹ . بدراوت برهائس د در د

پدماوت ، جائسی : ۱۲۵ -پدماوت دکنی : ۱۰۱۹ - متورات (حمم اول) : ۱۰۰۰ تاریخ پندوستان ، چند نیم : ۲۰۸۳ ۱۹۱۳ -تالیف ترینی : ۱۰۱۱ -تالیف تیرین : ۱۰۱۱ -

ليسرة الناظرين : ١٣٦ -أمريزان : ١٩٢٩ -أمان الشعرا : ١٩٢٨ -

۱۹۸۵ <sup>۱</sup>۸۲۹ <sup>۱</sup>۵۳۱ - ۱۹۸۳ ما ۱۹۳۳ -المنت العجم <sup>۱</sup>۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ منت ۱۳۳۰ - ۲۳۳

نة الكرام: ١٩٦٩، ٣٣٠ ع٣٠، جلد دوم: ٣٣٠، جلد «وم: ١٣٦٠-١٣١١، ١٠٠١

نفد النبا : ۱۰۱۱ -فتيتي لوادر : ۲۰۱۳ -نذكره آثار الشمرائح بنود : حصد دوم : ۱۸۰ -

دوم : ۱۸۰ -تذكرهٔ آزرده : ۱۸۰ -تذكرهٔ احباء (لاابید) : ۱۱۲۳ -

ٹذکرۂ امباء (ناپید) : ۱۹۲۳ -ٹذکرۂ ابل دایل ، ۱۰۲۹ ، ۱۰۵۰ -ٹذکرۂ بہار بے خزاں : ۲۵۵ -

الأكرة به جكر (اسخه الثان) : اهما المما المعاد الم

(MID ( THE - TER ( TER

تذکرہ خان آرزو : دیکھیے مجمع النفائس -

الثانلي - الثانلي - التركيبي عبد الثانلي - الثانلي - التركيبي الت

الدعة المنافعة المنا

from ford today form

f 95 - 1 A10 1 414 1 414 ورو ، (دو تذکرے جلد اول) : CELL CELL CHEE CALL وجه ، (دو تذكرے جلد دوم) : - 147 " #14 " #84

تذكرة صبح وطن : ١٠٢٣ -تذكرة عروس الاذكار : ٩٨٠ -

لذكره عشتى: ٣٦٣ ، ف ٢٢٩١ 1964 1966 1016 1896 ورو الذكرے): TAP :

وربر ، (دو تذکرے جلد اول) : ورو ادو الذكرے علد دوم) : 1 147 1 140 1 077 1 min

لذكره علمائ بند: ١٣٠٠ -تذكره كاملان رام بود: ۱۰۲۳ -

تذکرہ گردیزی (دیکھے ٹذکرۂ ریخت کو ہاں) ۔ للاكره كل رعنا : ف ١٣١ ، ١٣٢ ،

السخم" كراچى : ٢٥٠٠ : اسخم" Yes: On1 ' A12 ' A62 -(این الذاکرے): ۲۰۹ ( سے ۱۹۲۳ -لذكره مختصر (لايد): ٢٠١٩ -

ثذكره مخطوطات ادبيات اردو حبدرآباد دكن جلد اول : ف ١٠٦٩ ، ١٠٦٩ ،

جلد سوم: ف ۱۵۱، ۹۸۰، ( 201 : 124 - 1.70

- 114 : peri die

تذكره مسرت افزا: ۲۵۴ مم۲ ، UPIA (PIE TAD ( FAR

134 - 214 - mgz - mt. 1-16 1 409 1 4T+ 1 419 - 171 ( 17. - 171 ( Acr 1949 1946 1967 1940 - 11TA / 140

تذكره معشوق چيل ساله خود - 6+4: (440)

تذكره سير حسن : (ديكھير تذكره فعرائے اردو) ۔ لذكره لتاخ الافكار : ١٠٢٢ -الذكره بندى گويال: ۲۸ ، ۳۸ ،

FRE GITOL TAT I TE. COTA CI COT. COTA COTA . min fest fest fert . Ter. ( 674 1 505 ( 644 1 414 1 414 1 787 1 784 . 464 ' 478 ' 47. ' 415 " ASS FASE - ASE FASE \* 474 \* \* \* \* \* AZT \* AZT · 1.77 · 937 4 · 971 / 975

ثلاكرة يوسف على خان : جوم م لا کس بند سوش و خروش و مدس ، ترکیب بند سوز و گداؤ : ۵۰۰۹ .

- 1171 - 1170

ترک آصلیم ؛ . . و -المنيف شريف : ١٢٣ -تعلیقات بر حواشی میر ژاپد : ۲۳۶ ه

تعلم العققاء : ووو ...
كملت الشعرا : ووو ...
عدل جارت : وو ...
غدل جارت : وو ...
وروت : وو الواح تورات : وو ...
وروت : وو الواح تورات : وو ...
وروت : وو ...

- AIF ' AIF ' 414

ے جام جہاں تما ، شوق : ۸۵۵ -جام جہان تما ، معین الدین : ۹۹ ،

چاوید تامد : ۱۹۵۹ چاژوغطوطات اردو، جلد اول : ۲۰۰۹ ۱۹۳۰ - ۱۹۳۹ - ۲۰۱۹ حذب عشق : ۱۹۳۹ - ۲۰۱۹

> ۱۸۰۰ جنگ ثامهٔ نجد حنیف ؛ ۲۵۰ جوابر الترکیب : ۱۹۱۰ جهوانے : ۲۰۰۰

> > Œ

چراغ پدایت : ۱۵۲ ، ۱۵۷ ، ۱۸۵ ، ۱۹۰۰ - ۱۵۰ ، چراغ پدایت ، پدایت اند : ۱۹۵ -

جندتان : 198 - - 198 - - 198 - - 198 - - 198 - 198 - 198 - 198 - - 198

(113 (4) ) John Disc.

(Tr. (129 (10. (114

(Tr. (127 (10. (114

(Tr. (127 (10. (127

(Tr. (127 (10. (127

(Tr. (127 (10. (127

(Tr. (127

(Tr.

۲

حبيب السير : ١٠١٤ -حيات باويد ، حصد قوم : ١٠١٩ -حيات جليل ، حصد قوم : ١١٨٠ ،

Ċ

غدائی نعمت : دیکھیے لقسیر مرادید -غریشہ جواہر : ۳۶۸ : ۳۶۵ -۲۶۹ -خزالہ عامرہ : ۱۲۵ -

خزيند الامثال : ۱۱۳۰ -خطوط غالب : ۱۱۳۰ -خبر خالد حاويد ، جلد سوم : عرو -

.

داستان تاریخ اردو : ۱۱۲۹ -دانش افروز : ۱۰۸۳ -

دراسات : ۱۱۲۸ -دریائے عشق ، اثر (فارسی) : ۲۵۵ -۲۸۵ - ۲۳۸ ، ۲۲۸ -

دریائے لطافت : ۱۹۳۹ ، ۱۹۵۸ ،

درينكنگ: ديكهي درينكنگ . دستور القماحت: ١١٤١، ف ٢٥٨، دستور القماحت: ١١٤١، ف ٢٥٨،

' - 2 ' ' TOZ ' TAG ' TA

دستور الفصد : ۲۰۰۱ -دو ارتمهان/دو سخنے : ۳۳۰ -دو تذکرے : ۱۳۳۰ - جلد اول :

دوپرے و ۱۳۰۰ -ده علی و ۱۳۰۰ - ۱۳۰۰ - ۱ دیک پشک و ۱۰۰۹ - ۱ دیاچہ پنداوت اردوز ۱۸۸۶ ، ۱۹۸۹ ، ۱۳۰۱ - ۱

+ 45. 6 415

دیباوس دیوان آگاه : ۱۹۹۸ ، ۱۹۹۹ و ۱۹۹۹ ۱۹۱۹ -دیباوس دیوان عزلت : ۱۹۸۹ -دیباوس سودا : ۱۹۸۹ - ۱۹۸۹ -دیباوس متنوی ویاش الجناس : ۱۹۸۹ ،

دییاچه ٔ مشوی سبیل بدایت : ۱۹۳۳ ، ۱۹۸۸ ، ۱۹۸۸ تا ۱۰۱۰ -دیاچه مشتوی عبرت الفاقین : ۱۹۳۳ -دیباچه مشتوی گلزار هشتن : ۱۹۸۳ ، ۱۹۱۲ ، ۱۹۲۲ ، ۱۹۱۲ -

دیباچه متنوی گزار هشق : ۸۸۸ ه ۱۰۱۲ (۱۰۱۲ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۱ -دیباچه متنوی محبوب القلوم : ۸۸۸ ۰ ۱۰۲۲ (۱۰۱۲ - ۱۰۲۳ - ۸۸۸ ) دیباچه متنوی بشت چشت : ۸۸۸ )

دیباچه مثنوی بشت بیشت ! ۹۸۸ › ۲۰۱۳ -دیباچه مجموعه ٔ رسائل : ۹۸۸ -دیباچه مراند در تواند : ۹۱۸ - ۲۰۱۰ -دیباچه فراند در تواند : ۱۰۱۱ - ۲۰۱۵ او ۲۰۱۹ - ۲۰۱۹ - ۲۰۹ ، ۲۰۹ - ۲۰۹ ، ۲۰۹

۱۳۱۰ (۲۳۰ (۲۱۰ (۲۱۰ ) ۲۸۰ - ۲۸۰ - ۲۸۰ (۲۰۰ ) ۲۸۰ - دیران آرژو : ۱۵۱ - ۲۸۰ (۲۰۰ ) ۲۸۰ (۲۰۰ ) ۲۸۰ (۲۰۰ )

سین : ۱۵۱ -دیوائر آرزو ــ دیوائر فغانی کے جواب مین : ۱۵۱ -دیوائر آرزو ــ دیوائر کبال خجندی کے جواب میں : ۱۵۲ -دیوائر آزاد بالگرامی (فارسی) : ۱۵۵ -دیوائر آزاد بالگرامی (فارسی) : ۱۵۵ -

دیوان آزاد بلکرامی (فارسی): ۱۵۵ دیوان (باقر) آگاه: ۱۰۱۱ ۰ دیوان آلتاب (نایاب) : ۱۱۱۳ -دیوان میر اثر: ۲۳۹۸ ۱۵۱۸ ۰

چېب اسراف : ۲۹۱ - ۲۹۱ ديوان ايان : ف ۱۹۶ ، ۲۹۳ -ديوان يان : ۲۸۵ ، ۲۰۸ ، ۲۱۱ ، ۲۸۵ ۲۸۵ - ۲۸۵

ديوان بيار: ٥.٥ / ٢٩٩ / ٢٠٠٠ - ديوان بيار: ٥.٥ / ٢٩٠ - ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٥٠ / ٢٠٠ / ٢٠٠٠ / ٢٠٠ / ٢٠٠ / ٢٠٠٠ / ٢٠٠٠ / ٢

ديون درمې : ۲۹۲، ۲۹۲ - سمحه کراچی ف ، ۲۱ - ق ۲۸۵ -دیوان جوش : ۲۵۸ - ۲۵۹ -دیوان جهان دار : ۲۲۸ -

دیوانی حاتم : ۱۳۵۵ مرم ۱۳۵۱ مرم ۱۳۵۱ کا ۱۳۳۱ کا ۱۳۲ کا ۱۳ کا ۱۳۲ کا ۱۳۲ کا ۱۳۲ کا ۱۳۲ کا ۱۳۲ کا ۱۳ کا ۱۳

اسخه على گڑه : سرم ، دسم . ديوان حاتم قديم : هم ، سره ، وم

THE CONTROL OF THE CO

ديوان زاده ، شاه حائم : ١٥٠ ، ١٥٠ و ديوان f TAT | TA. . TTL | TET fore francisco francisco ( pre ( pr. d ( pra ( pra term term term term term term term term 1 47m 1 41m 1 mes 1 mes (117. (1110 (1-F) (A-4 1 TAY . Tr. 4 T.A : #24 CI CHIT ! PIL ! TOL ! TAN ( mar ( may ( mag ( mra . ١٥ ، ٢٥ ، متعدد قلمي لسخر : جسم ، همم ، لمخد دام بور : ( err = err ( rar ( r.r . ATL . FOO . FFT . FFT نسخه على كڙه ۽ سيم ۽ السخم کراچی: ۲۰۸ ، ف ۱۳۹ ، ف · say "went s and s are 1 --- 1 --- 4 1 --- 1 ---

" Late 1 660 1 276 1 Late נוני: אזה׳ זהה י חחק ו اسخه محمود آباد : سبب ديوان زاده (قارسي) : هسم -ديوان حسرت ، جعفر (رباعيات) :

ديوان حمرت (عظم آبادي) : ۲۹ م ۱۹۳۱ ، ۹۳۲ ، دیوانی اول : وعم ، قاريخ تكميل : ٢٨٨ ، ١٩٨١

ديوان حافظ شيرازي : ٢٠٦ -ديوان مسن ، خواجه حسن :

- 1114 4

دیوان حسن (میر حسن ، غلام حدين): ٢٦٨ . تراتيب: ١٨٢٨. رنگ تنزل : ۱۳۸ - ۸۳۸

وزاج میر سے مماثلت : ۸۳۵ – عهم ، ثقليد سودا : ١٩٣٥ - ١٨٠٨ -سوز کا راگ : ۲۷۹ ، کلام اد

- Art - Art : 26 ديوان حسن شوق : ٣٣٩ -ديوان حقيقت : ١١٥٧ -

دیوان داؤد اورنگ آبادی: ۱۱۲۸-ديوان درد : ۲۰۱۱ وه ۱ ۱ ۸۱۰ د ۱۸۱۰ لسيخم لندن : ١٠٠٠ ، قارسي ديوان :

٣٠٠ ، شاعرى كا آغاز : ٢٥٥ -دېوان دردمند ؛ ه ۲۹۰ ، قارسي ؛ - 790 - 790

ديوان دل أ عجه ١ ٩٥٩ -

ديوان رك : ١٥١ ، ٢٩١ -ديوان ريتني ، آفاق و شيرت : ١٠٨٣ ،

ديواني مجاد : ٢٤٥ ، ٢٤١ ، - TA. U ديوان سلم : (قارسي) : ١٥١ -

ديوان سودا : سمه ، تاريخ ترتيب : : (m) 1 497 1 407 1 779 - 335 - 336 ( 330 ديوان سوز : جو ۽ ١٥١٥ -ديوان شفيمائي شيرازي ، (فارسي) :

ديوان عزلت : ف ٢٠٦٠ ٣٠٦٠ \* 1. TT \* TOT \* TT | FT 4 قارسي : ۲۲۹ ، ۱۹۹۹ -ديوان قائز ۽ ٣٠٠ ، ٣٠٥ - ٣٨٠ -

ديوان فغان (اتنخاب) : ١٠٠٠ ، ۹۰۰، ۱ . ۲ م ا فارسی : ۱ . ۳ . ۱ ديوان فغاني (فارسي) : ١٥٠ -ديوان قائم: ١٨٠-ديوان غاه قدرت: ١٩١٠ اول : ٩١١ ،

. دوم څيلوطه : ۹،۹ ، ۹۱۱ ؟ السخه کراچی : ۹۳۰ -ديوان كال مجندي (قارسي) : ١٥٠ -ديوان مبتلا: ٢٦٢ ، ٢٦٨ ، ٢٠٠ ، امرائيه لعيم احمد : ف ٣٠٩٠ رسم ، مرتبع عبادت بریلوی ،

- 7.70 ديوان يخلص(قارس)؛ ١٦٥ - ١٦٦ -ديوان مظهر (فارسي): ف ١٥٩٠ · \*\*\* · \*\*\* · \*\*\* · \*\*\* وهم ، دمم ، و شريطه ٔ جواير : - -14 " -10

ديوان للمي: ١٠٥٠ ١ مم٢ ١ مم٢ ١ درد ) مرتبع نشل الحق ٠ ف 

ديوان السخ ، دوم : ١٥٥ -ديوان مير : ٣٨٠ ، مرتبه اكبر 1 077 1 000 1 000 : 45 the مهره ، عمره ، المعجد حيدر آباد ' TET ' TET ' DOM . 153 رسه ، السخم الأبور : ١٥٥٠ 1311 13.A 1 aam : del ' 110 ' 110 ' 110 ' 110 ' 110 1 314 1 31A 1314 1 313 . ٢- ، تسخب عبود آباد ، ١٠ ٥ ، ١٠ ٠ 1 004 1 000 - 000 1 133 1 AAA 1 600 1 314 1 31A ( TIE ! TIE ! TIL ! 044 fala fale fala fala ישורו : מים י ושם י ודם י " " " TIF 1 717 1 000 عمود آياد: ۳. ۵ ، ۳. ۵ ، ۵ ۵ ه ه ه · 715 ' 665 ' 67. : 1 717 1 711 1 71A : mid ( ale ( ala ( ale ( ale ورد ، ديواليم : بده م (لاباب) ، ديوان زاده: ف چېې ، (ټاپلپ) .

יסס י (טורים): מדם י מדם י

. ده تا سهم ، غنف غطوطات . ، ۵۵ ، قارسی شاعری کی ابتدا .

۱۵۵ ، قارسی و اردو کلام میں

ماثلت: ۱۵۰ - ۱۵۰ کلام پر آس کی دائے: ۳۵۵ -ديوان وحشي يزدي (فارسي): ٥٨٥ -

cura cra cra : de dicu 1 T.T 1 1AS 1 1AA 1 1A6 \* TOT \* T.7 . T.0 \* T.T الرات: ٨٨٦ - ٢٨٩ ؛ ٢٩١ ، ووب ، ورب ، مضامين كا تنوع ، . F.A . F.3 . F.A - F.C ( 1. F1 ' CT] ( TA. ( TT) مرتبه باشمى: ١٣٨ : ١٣٨ ، مطبع حیدری : ف ۱۳۰۳ ، مطبع

لولكشورو ف جهج، غطوطه، م و م ، السحاد" يتجاب و . . . م . ديوان معدم : ٢١٠ -ديوان يتين : ٨١٠ ، ٢٨٢ ، ٢٨٦ ، 

دیوان یک رو : ۲۲۹ ، ۲۲۰ ، ې يې ، ې ، اسځو<sup>د</sup> لندن : ۵ . ې .

# **لرینکنگ : ۱۵۸** -

لأكشنري آف الكلق ايناله بندوستاتي . -1.75

ذ کر میں : ۱۵۵ ، ۱۸۵ ، ۲۸۵ ، ف جره ، ف ه ه ، د ه ، ( 011 ( 0.1 ( 0.4 ( 0.4 ( ALA | ALA | ALT | ALT . ac. ( ATA ( ATE ( AT

ی در ایک تاریخی ماشد: ۱۳۰۰ سال آمدیت اثاره: اثاره: اثاره: ۱۳۰۰ سال آمدیت اثاره: ۱۳۰۰ سال آمدیت اثاره: ۱۳۰۰ سال آمدیت اثاره: ۱۳۰۰ سال آمدیت المستفد آلاور: ۱۳۰۰ سال آلور: ۱

الداز بیان : ۱۳۸۸ ، گویه لطینے : ۱۳۹۵ - ۵۰۰ -

0

راسخ : ۱۵.۵ -راک مالا (قلمی) : ۳۳۳ -رامالن : ۸۵۵ -رباعیات در تعریف ایل حراف : ۳۸۱ -

رواعیات در تعریف اول حرات : ۳۸۱ -راتن پلام : ۱۰۱۹ -رس چندرکا : ۱۰۸۳ - ۱۰۸۳ که ۱۰۵ - ۱۰۸۸ -

رساله آه سرد (قارسی): ۳۱، ۱ ۳۳۰ عدد ۲ ۸۵۰ ۲ ۲۰۰۰

رسالد اربعد (فارسی) : ۱۳۳۳ ، ۲۳۵ س رسالد اسرار الصائموة (فارسی) : ۲۳۵ ، ۲۳۱ ، فرائض نماز پر محث: ۲۳۱ ، فارسی شاعری کا آغاز : ۲۳۱ ،

۱۵۳ - استانه کراچی : ۱۵۸ ۲ ۱۵۵ - ۲۵۵ - ۲۵۵ استان کا : ۱۹۹۱ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۱٬۰۰۳ - ۲۰۰

وساله جام جهان کا : ۱۹۹۰ ۱۳۰۱ : ۱ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ - ورساله دو سوال : ۱۹۹۹ - وساله حرمتر غنا (فارسی) اثابات : ۲۳۱ - ۲۳۱ - ۲۳۱ - ۲۳۱ ۲۳۱ ۲۳۱ ۲۳۱ ۲۳۱ ۲

رسانه دادر سفتان : ۲۳ م ۱۳۲۲ ۱۵۸۱ ) ۱۵۸ - ۱۵۸ ۱۵۸ - ۱۵۸۱ ۱۵۸۱ (۱۵۸ – ۱۵۸ – ۱۵۸ ۱۵۸ (۱۸۳۸ – ۱۸۳۸ – ۱۸۳۸ – ۱۸۳۸ – ۱۸۳۸ (۱۸۳۸ – ۱۸۳۸ – ۱۸۳۸ (۱۸۳۸ ) ۱۸۳۵ (۱۸۳۸ )

رساله سوژ دان (فارسی): ۲۰۱۱، ۲۰۵۰ رساله شمع عقفل (فارسی): ۲۰۱۱، ۲۰۲۱، ۲۰۰۱، ۲۰۱۰، (۸۱۵)

رسالہ عبرت الفاظین : ۱۹۹۹ ، ۱۹۹۹ مندرجات : ۱۹۹۵ ، ۱۹۹۹ مندرجات : ۱۹۹۹ ، ۱۹۹۹ مندری کے افادری کے افادری کے افادری کے دائل دروش و قائید : ۱۹۶۹ - ۱۹۹۹ میلام عروش و قائید : ۱۹۶۹ -

وسالمه عروض المهندى : ۱۹۵۵ و ۹۵ ه

رسالم عوارق بندي (قارسي) : ١١٥٠ رساله فتوح المعين ، تسخه گراچي : -1-11 \* FET \* FET . F1.

وساله تافيم : ١٩٦٢ -رسالم من جيون (منظوم) : ١٠١٧ -رساله من درين (منظوم) : ١٠١٣ -رساله من دبیک (منظوم) : ۱۰۱۲ -رسالم من موون (منظوم) : ١٠١٧ -رساله من برن (منظوم) : ۱۰۱۳ -

اسالم الله درد (فارسي) : ۲۲۱ ا - 447 ( 4 - + 647 - 1 464 رساله قاله عندليب : ١٢١ ؛ ٢٢١ -

رسالد واردات (فارسی) : ۲۱ ؛ " 447 " 477 " 470 " 477 - 505 ' A-T ' A--رسالم واقمات درد: دیکھیے رسالم

نالب درد ـ culto med, thit ; turks" knot . - A+T ' 604 ' 4TF

رقعات بيدل : ١٢٥ -رقعات کرامات سعادت ...: ۲۲۹ -رقعات غلص : ١٦٥ -روم يدل : ف ١٧٨ -

- 101 1 114 1 91 : 101 - 101 روضة الاسلام (منظوم) . . . . . روضة الاطمار (منظوم) : ١٠١٦ -روضة الشهدا (قارسي) ؛ ١٦٨ ، ١٩٨٧ ،

روضة الشهدا (منظوم صابر) : ٢٧٠ -

روش: الشيدا : ٥٨٥ - ١٠٠٠ د - 1. Y 9 ( 1. YA روضة الشيدا (منظوم ولي اللوري) .

روضة السفان عاده -رياش الافكار ، نسخه يشه ؛ هـ و . - 140 - 154 رياض الجناح : ٩٨٣ -

رياش القصحا : ١٠٠٥ ، ١٨٠٧ -

رُثُل المه (ديوان جِعفر زَالِي) : p . 1 . 9 ال جعاري : 11 / 11 "

اق لاس مے دل میں سرو ، ان

ساقى ناسى : شاه سائم : ۲۹۳ ، ۲۹۳ ، منم تعبئيف : ١٣٠٧ -ساق لامه : حزين : ٢٩٠ -

ساقى لامد: دودمند: ١٣٧٨ ، ٣٢٨ ، - 171 ساق لامه : عزلت : مندرجات : ٢٠٠٠ -- F4F 1 TTA

ساق لاس : عشق : ۱۲۹ ، ۹۲۹ -ساق لاسه : ظيوري : ١٥٧ -ساقى ئامد : مير : ١٩٣٠ - ١٩٣١ -- ۹ ۹۳ : ۳۰ ۲ - ۱

السيعة السيارة : ١٠٥ -ميل بدايت : ١٦٨ -

ستاره یا بادیان : ۱۳۶۹ -سخنر شعرا : ۱۳٫۷ ، ۱۳۸۳ ، ۱۹۰۹ -۱۳۳۱ -سرایا سخن : ۱۹۲۳ -

سراج الفقات : ۱۵۳ -سراج سنير : ۱۵۳ -سراج وباج : ۱۵۳ -سردار ناسم : شطرخ : ۱۵۳ -سرگزشت حاتم : ۱۳۳ ، ۲۳۳ ،

- mm

di : 11A : 112 - q m : 3|||

f 1mm : 1mm : 1mm = 4: 1 tA

f 127 : 120 : 127 : 10
f mm : 7mm : 7mA : 124

f mib : mim : 7mm = 4: 7m.

- ۱۰۲۱ (۵۳۰ ) ۲۳۲ (۱۳۱۸ ) ۱۳۱۸ - ۱۰۲۱ (۵۳۰ ) ۲۳۹ (۱۳۱۸ ) ۱۳۱۸ (۱۳۱۸ ) ۲۳۹ (۱۳۱۸ ) ۲۳۹ (۱۳۱۸ ) ۲۳۹ (۱۳۱۸ ) ۲۳۹ (۱۳۳۸ ) ۲۳۹ (۱۳۳۸ ) ۲۳۹ (۱۳۳۸ ) ۲۳۹ (۱۳۳۸ ) ۲۳۹ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ ) ۲۳۸ (۱۳۳۸ )

۱۳۵٬ ۹۲۰٬ ۹۲۰٬ ۹۲۰ سکهیان : دیکهیے کب، مکرلیان ـ سمپوزیم : ۲۰۰۰ -میقولا سنونا : ۲۰۰۵ -

سوانخ قاسمی : ف م م ، ، ، -سوانحات ِ سلاطین ِ اودہ ، جاند اول :

رود: ۱۳۷۱ - ۱۲۵ - ۱۳۵۱ ایس ۱۳۷۵ - ۱۳۷ - ۱۳۷۵ - ۱۳۵ - ۱۳۷ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۷ - ۱۳۵ - ۱۳۷

+ TOZ ( T.Z

غله المد فودسي: ١٩٠ د يه ١٩٠ د يه ١٩٠ هـ علمه ما يودسي: ١٩٠ د قص ي. ١٠٠ علم يودسي المسيد و يودسي المسيد و يودسي معالم يودسي المسيد و يودسيد و يودسيد المسيد و يودسيد المسيد و يودسيد المسيد و يودسيد المسيد و الم

- 108: أار: 108 -

فكرفر عبت ووروره

شوق افزا ، نسخه ميدر آباد سنده ٠ . ۲۲، ولى دكني كے اثرات: ۲۲، شو منگه سروج : ۱۰۸۳ -

- 1 . TT ( DTY : 1 mg صبح لوبيار : ١٠١١ -محف ابراهم ، تسخم برلن : ۱۳۳۰ -منم كدة چين (قارسي) : ۱۱۲۳ ، - 117.

منت الامناف : ٢٨٣ -صوبہ شال و مفریں کے اخبارات و مطبوعات : ١٠٣٠ : ١٠٨٨ -

ضوابط الگریزی (فارسی) : ۱۰۹۳ -

طبقات سخن : عوم ، دعه -طيقات الشعرا : ١٣٧ ، ١٣٥ ، ' 710 ' 70¢ ' TEP ' T.F 1 mg , 1 mg = 4 mg 1 mg 1 1440 1404 1874 1881 - 1 - 19 5 9 7 9 5 A 10 5 A 17 طبقات الشعرائ بند : ١٣٠١ - ١٥١ 

- 1 - - 7 - 1 - 70 - 1 - 71 طريع غداولدي : ۱۵۵ ، ۹۰ ، ۳۹۰ طلسم بوش ريا: ۱۱۰۳ -

ع عجالي" قافعي : ١٠٦١ -عجائب القمص : ۲۱ ، ۹۸۵ ، 1997 1990 1904 1907 ١١١٣ ، سبب تاليف : ١١١٣ -" 1111 : India ' Yeet : " 1111 > اسلوب: ١١١٠، يلاث : ١١١٥ تا ۱۹۱۸ ، اس دور کی سعاشرت کا اظهاد : ۱۹۱۹ : ۱۹۱۹ ، تار که غمبومیت : ۱۱۱۹ - ۱۱۲۱ )

( 1174 ( 1177 - 1171 : Ob) عطيه كبرى : ١٥٣ -علاج الامراض: ١٠٦١ -علم الكتاب : (فارسي) : ٢٣٤ ، ماغذ و بور ، ستد تصنف و وجر ، توليب : ١٣٠ - ١٣٠ ، موضوع : ۳۳ ، بنیادی بانین :

1479 1474 1470 - 477 1 404 1 407 1 400 1 401 CALT CALL COAS COAS - 447 - 414 علم و عمل ، جلد اول ؛ وه ، ، ، - 1171 - 1 - 4 -على لقوش : ١١٨ ، ١٣٠ -

- 1 - 11 : d51 dia عقد ثریا: ۱۸۰ م ۱۸۰ م ۱۸۰ م 'ATT ' AA1 ' FTT ' FTT '

- 474 6 - 1 -عاد السعادت : ١٠٩٠ -عمدة منتخب : ١٠٠ - ١٠٠ - ١٠٠ -AND STEE STEELS 5 1:AL 1 1:Fr 5 94A

عيارستان : ۲۰۰۹ ته ۲۰۰۰ عارستان عيار الشعرا : ١٨٥ / ١١٨ / ١٣١ -

غرایب النفات ، نسخه گراچی : 1 107 - 100 1 10F 1 10T - 14A

قارسی شاعری کا اثر اردو شاعری پر : قائز دہلوی اور دیوان قائز : ۸ ، ۲ ۰

قاۋست : ۲۸۵ مه د -فتح لامد" نظام شاه ۽ سم -

- 279 : 072 قرائد در فوائد : ١٠١١ -قربنگ اردو : ۸۸۸ -فسائم عجائب : ١٨٠٠ ٨٣٠ . \* 11.4 \* 11.1 \* 44#

فصل در شیر آشوب ؛ ۲۸۱ -فصوص الحكم : ٢٣٨ -

فن علم زبان ؛ ف ١٩٥ -

فيرست عطوطات البين ترق اردو پاکستان ، کراچی ؛ ۲۰۹ ، جلد 1 to 1 to 1 to 1 معود و معدد ومود خلد دوم:

لىهرست. غطوطات شقيع ؛ ٢٠٠٠ tarr - are tara tara وجعر تصنیف : . سن ، مندرجات : · · ه - ۲ م ه ، الدار تعرير : ٣٠٥ ، مير حسن كي رائے : ٢٠٠٥ ، - 237 ( 237 ( 277 ( 277

فهرست تقطوطات أكسفورة بونيورسي

قاموس المشايير ؛ جلد اول ؛ ١٠١٠ - - - - - -نديم اردو : ١٠٤١ -

قديم قلمي بياض : ١١٤ -لرآن شریف : ۳۸۹ ، ۳۸۹ ، ۳۸۸ ، 1 289 1 487 1 4TA 1 218 5 1+07 1 1+70 1 117 5 111 11-01-1-00-1-FF-11-FF

11-04-1-00-1-05-1-05 ١٠٠٠ ١٠٠٦ ١٠٠٨ ١١٠٨٠ القرآن الحكيم مع ترجمه شاه عبدالقادر : . . . و ، قرآن عيد مع ترجمه شاه رفيع الدين و مولاقاً اشرف على تهالوي : ١٠٤٠ ، ترآني امثال : ۱۹۹۳ ، ترآنی انداز بیان : ۱۹۹۳

قرآئی علورات بیهه ، بارهٔ عم ب \$100 C \$1.00 C \$40 C \$40 · 1 · 5 · ( 111 · 101 : 3 سورة فاقس : ١٩٨٨ - ١٩٨٩ - ١٩٨٩ -سورة قل يا الما الكافرون ؛ ١٠٠٨ . وسه . اردو تشریحی ترجمه حکیم يد شريف : ١٠٠١ )؛ اردو ترجيه شاه رقيم الدين: ٩٩١ / ١٠٥٠ / جلا اردو ترجمه: ١٠٥٢ - ١٥٠٢ ، سند لكميل و سروره لنظ بد لنظ ارجمه : ۱۰۵۳ مرسید کی رائے : ۱۰۵۳ ) تاریخی است : ۱۰۵۳ ١٠٤٤ ، ترجمه قرآن از شاه عبدالقادر موسوم به موضح القرآن : - 1:07 1 111 1 100 1 105 ٠١٠١٠ ايش نظر اسور : ١٠٥٠ -هه . . . و فاحتى ترجه : هه . . ، 11174111101144114411444 فارسی ترجمه از شاه ولی اشع ١٠٠٠ ، ١٠٥٢ ، ترحمه سورة ليب : عن ، ، ترجمه سورة يوسف - ١٠٥٠ - ١٠٥٠ ، تتسير حسيني جوابر التفسير فارسى واعظ كاشنى و و و و و القسع شاء حقاق و ۱۱۰۹۰ تفسیر رفیعی: ۹۹۱ . ه. و ، تفسير سورة بقر : . ه . و ، الداز: ۵۰ - ۱۰ و ۱۰ و ۲۰ تقسیر مرادید اور تفسیر رفیعی کا قرق : 11.49/1.79-1.01-1.01

ه۱۱۱ ، تفسير قرآن سيد بابا

قصه" رضوان شاه روح افزا : (دیکھیے مثنوی گذار ہوئے) -قصه" رلگین : ۱۹۹۹ -تصه" نے نظیر و بدر منیر : (دیکھیے مثنوی محبر البیان) -تشوی محبر البیان) -تصه" جہار درویش : ۱۹۰۵ / ۱۹۰۵ -

۱۰۹۸ - -قصهٔ حاتم طاقی: ۱۰۸۳ ، ۱۰۸۸ -قصهٔ ملک به و گیمی افروز (دیکهیے تو آئین بندی) -قصهٔ سهرالووز و دل بر : ۵۵ ،

۱۹۸۵ (۱۰۳۰ ۱۹۸۳) ۱۰۸۲ کفید:
۱۹۸۱ (۱۰۸۳ ۱۹۸۳) کفید:
۱۹۸۱ (۱۰۸۳ ۱۹۸۳) کفید:
۱۹۸۱ (۱۰۸۳) کفید:
۱۱یان اور دوسری داستاول سعر
۱۱یان اور دوسری داستاول سعر

۱۰۸۹ ، گردارون کے تام : ۱۰۸۹ ، زبان : ۱۰۸۹ - ۱۰۸۹ : بیان : ۱۰۹۱ - ۱۰۹۱ ، ایمیت : ۱۹۲۱ - ۱۰۹۳ : شخف بولیون کے اثرات : ۱۰۹۳ ، ۱۱۱۵ :

قصه واحوالي روبيات : ۱۹۸۹ ، ۱۹۸۹ ، ۱۹۸۳ و ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ ، ۱۹۸۳ و دیان : ۱۳۵۳ و دیان :

الرخ : ٢٠.٠ ، زبان و بيان : ١٠٠٤ : بنيادى خصوصيت : ١٠٠١ : ١٠٨١ -تعبيده در مدح آصف الدولد . سودا :

۳۹۲ ؛ قائم : ۲۸۵ -قصیده در مدح اسیر الامراه ؛ قائم : ۲۸۵ -

۵۸۵ -قصیده در مدح بسنت خان خواجه سرا از سودا : ۲۹۲ -

او صوده : ۱۹۹۳ قصیده تضجیک ورژگار (شهر آشوب) سوده : ۱۹۵۹ ۱۳۴۸ ۱۳۸۲ ۲۸۲۱

94.2 \* 2.4 \* 2.5 \* 4.2 \* 4.2 \* 4.2 \* 5.2

۱۹۸۹ -قصیله در مدح سیف الدولد ، سودا : ۱۹۹۱ - ۲۹۱ -قصیله در مدح شاه زاده سلیانِ شکوه ،

قائم : ۵۵ -قمید، در شکایت نفاقی یاران ، میر :

قصیده شهر آشوب ، سودا : (دیکھیے تعیدہ تضحیک روزگار) ۔ قصیدہ در ملح۔ عاد الدلک ، سودا :

صوداً : ۱۸۹۹ - المعدد مثلث مرتشوى ؛ المعدد در مثلث جناب مرتشوى ؛ المعدد در مثلث المام على موسيل رضاً المعدد در مثلث مشرت مهدى الهادى ؛ صوداً : ۱۹۱۱ - صوداً تائم : معدن سودو كانتان و كانتان و

نطعات تاریخ اسخه کراچی : ۵۵ :

- 614 فطعه تعریف اسپ ، میں : ۲۰۰۶ -قطعم ديوان سودا : ١٩٥٠ -نظمه پنجو خواجه سرا ، میر : ۲۰۹۲ . قطعه پنجو "مريد شيخ پنوا" . سودا :

- 4.5

5

كارقامه مير : ٢٦ -

كاشف الحقائق ، جلد دوم : ٢٠٠٠

كاشف المشكلوه : ١٠٦١ -

- \*\* . : - 5 الديل كتها : ٥٠ ١ م ١ م ١ م ٢ ١ م ١ م ١ م 1 44 - 1 444 | 1 44 - 1 44A عووه عند تعنف : ١٠٢٦ وجع تاليف و ١٠٢٥ - ١٠٠٩ ١ لسخه اسيرلگر : و ۳۰ و ۲ ، ۱۰۳۰ و عالي : ۱۰۰۰ - ۲۰۰۰ ؛ زبان و

ايان : سرم ، و - ه سر ، ماحول : ٥ ٣ . ١ - ٣٦ . ١ . دو واضع اساليب بيان - ١٠٣٨ - ١٠٣٦ - فتلف بولیوں کے اثرات : ۱۰۲۸ -(1+95 (1+45 (1+41 (1+36

> - 1171 - 11-7 اكرت رس چندركا : ه١٠٨٥ -كلام الله : ديكهيم قرآن شريف ـ كلام عيد : ديكهي قرآن شريف ـ

كلام سودا : ف . ١ . -كلات الشعرا : ١٣٩ ، ١٣٠ ، ١٢٩ ،

كال طيبات و درو د مرود د مرود د كايات جرأت ، جلد دوم : ١٨١٢

- 441 4 6 415 - 117 ( 114 ; 010

كايات جعفر زالي : ٩٢ . ٩٢ . نسطنا FART FARA FRAD FRAI

کلیات حسرت ، جدار علی . . .. ، CANT CART CART CAR ديوان رباعيات حسرت و ١٨٨٠ ، اصل در شهر آشوب: ۸۸۳ ا نسخه گراچی : ۹۲۸ -

كليات حضرت ركن الدين عشق اور ٠ . . . شاعری : ١٤٦ -کلیات راسخ : ۵۰۰۹ ، ۱۹۰۸ ، ۹۵۸ ۰ كليات سودا : ١٨٨٠ ، ١٨٨٠ ، ١٨١٠ مراتبه أسى : ١٠٠٠ الحالي كلام : ، ع ما الله الراب : ١٠٠٠ جمح ، جلد اول ؛ مدر ، جلد 1 411 1 417 1 784 1 PM ٠ ٢ ٤ ١ ٠ ٢ ١ . ١ . ١ . ١ . ١ ١ الأبشر مرتبد آسى : ١٠٠٠ العالق كلام : ٠ ١٣٠٠ ، جلد دوم : ١٦٨ ، -- مرتبه صديقي ، شمس الدين -. ١٠٠٠ جلد اول : ١١٥ ، ٢٠١

٩١٨ ، جلد دوم : ٢٠٠ ، ١٩٥٠ ، ه٩٨ -- كليات سودا به خط سودا : قد وجم ، نسخم الذيا أفس (دچرڈ جائسن) ، وہ یہ ی

۰-۰ ۱۹۹۰ م. ۱۹۹۰ م. ۱۹۹۰ ۱۹۹۰ استد اسخم مییب کنج: ۱۹۹۰ اسخم کراچی: ۲۰۰۰ کلیات طبق: ۱۰۰۹

هيات عشقي : ١٠٢١ -كايات عشقي : ١٠.٠ -كايات قائز ، السغد أج : ٢٠.٠ ، نسخد ديلي ، ٣. ٦ ، السغد كراجي .

الماه (دور من الماه) (د

على گڙھ : ۽ ٥٥ -کليات ِ مير حسن : . ٢٠ هـ ٢٠ ، ٥٠٥

۱۸۲۸ - ۱۸۲۸ - ۱۳۲۸ ست شخرجات : ۲۸۲۸ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۱ شخن : ۲۸۲۱ - ۲۸۲۱ - ۲۸۲۱ ۱۸۲۲ - ۲۸۲۱ - ۲۸۲۱

مهد : ۱۸۵۳ م. ۱۸۵۸ م. ۱۸۵۵ ۱۳۰۲ م. ۱۸۵۸ وقت نو طرو مرسم : ۱۸۲۸ -کیم مکرتیان : ۲۳۰ -کیملاک اوف دی مربیک ، برخین اینذ

۱۱۳۰۰۹۳۸ - کینیت العارفین : ۲۵۵ - گرینیت العارفین : ۲۵۵ - گسیرج چستری اوف انتیاء جلد جهارم : ۲۱۱ - ۱۱۵ - ۵

گریمائیکا الدوستانا : ۱۹۰۵ و ـ . گل رفتا : ۱۳۳۱ - ۲۳۱ (۵۵۰ د

1981 198. 1A10

1 1/4 ( 1/4 + 1/4 ر دو . اسخبا رام پور د و رس ـ کاستان سعدی : ۲۹ ، ۲۰ -كاستان (متظوم اردو) : ١٠٨٣ -

الشن ع خار : ١٠٠٠ ١ ١٥٠٠ م ١٠٠٠ - 1 - 61 - 137

1 TAM 1 TO B 1 100 1 100 1 100 101- 100F 1014 1PT.

1481 148, 1414 14V

- 160 - 160 كاشن گفتار : ۲۳۹ . ۲۳۰ ، ۲۳۳ .

1 496 1 -17 4 - - 17 - - 3 - 444 5 41 5 1 42 1 1 25

ناشن توبهار . ۱۰۹۸۰۹۹۳ -كلشن وحدث : ۱۲۳ ، ۱۳۱ -

كشن بند . حيدرى : ١٩٩٩ ، ١٩٩٩ -كلشن يتد ، تطف : ١٣٩ ، ١٣٩ ، 1 104 1 160 1 150 1 155

direction from the f abd . bl . b.1 . rsr

1011 1211 1214 1300 

كلشن بند : يوسف على خال : ٥٧ -ککر ائسٹ اور اس کا عبد · موو -

لازم المبتدى : ٢٨٩ -الثريري بسترى اوف يرشيا، حلد

- 14 : Jel لفت زبان مندوستاني . ٧٠ . ٠ . اکھنڈ کے چند نامور شعرا : ۵۵۸ -لنگوسٹک سروے اوق اٹڈیا ، جلد

- 1.41 1 of لنگوا مندوستانی کا (گرامی اور لفت) . - 1 - 20

ليسنز اول بسترى د ير ـ ليثر "مغلز : و ٨ -

ماكرالامراء: ١٤٥ عدد ١٠٠٠ ٣٠٥٠ : جلد دوم : ١٥٥ -مآثرالكرام: ١٤٥ ، ١٣١٠ مآثر عالمكبرى ، جلد دوم : عدى -مائڈو : مے ۔ مياحث : ١٤٨ : ٥٠٠٠

بشير، لسخب لايور: ١٧٠ ١٧٠ 1 107 - 107 - 107 - 101 \* 1 6 A

مثنوی آبروئے سخن : ۱۵۳ -مثنوي آشوب ثامه مندوستان : ۲۸۳ -مئنوی اچگر/اژدر قامد: ۲۵۹،۹۵۳ - ---مثنوى اشتياق السه : ١٩٥٠ -

متنوی اعجاز عشق ، راسخ : ۸۹۱ ، - 411 5 402 مثنوی اعجاز عشق . بدر . بدره و

נקדק נקדה באן נקד. - 104 - 15.

مئتوى ترشدا آخرت : ١٩٩٩ -منتوی تهنیت عید ؛ رجم -مثنوی جنب عشق : ۲۵۹ ، پلاك : - 95. - 904

منتوی چنن بولی : ۹۳۱ - ۱۵۰ -مثنوی جشن پولی و گاتخدائی . . . . مثنوی منگ لاده ، ۱۳۰۰ و ۱۰۰۰ مثنوی جنگ فاسد حیدر . ب . . مثنوی جنگ قامدا اعظم = خار · 19 · 11 - 44 : 634 مثنوی جنگ ثامه عد جنف . بر و

مثنوی جوان و عروس : ۲۲۰ -مثنوی جوش عشق : ۱۹۲۰ متن موضوع : ١٢٢ -مثنوی جوش و خروش : ۱۵۲ -مئتوی جندر بدن و سیار : رو ر

بثنوي حسن وعشق ال حساسي ، نسخه کراچی: ۱-۱، نصه: . ۱۵۰ کالب : قد ۱۵۱ م ۱۵۰ م مثنوی حسن و عشق اؤ میر : ۲۵۹ . · 971 · 904 : 474 . مثنوي حكايت احوال الجر : ١٥٥ .

- 47. - 404 : col منتوی حکایت استار : ۵۳۹ و ۹۳۹ مناوى حكابت عشق : ٢٥،٠٠٠ . - 904 . 75 . 1759 . CON

مثه ی غاورتاسی می در در در م ماتوی غسرو و شیرین : ۱۵۳ -

مثنوی افغان پسر : . - به ، ده و -مثنوى انقلاب إمالي بروو .. مثنوی "ایک اس شہر میں أیكا ہے" . - 97. : - 19.

مثنوی باغ فردوس : ۱ ۸ ۸ -مننوى بحرالمحبث : ١٢٨ -مئنوی برق ثاب : ۱۹۵۰ • مثنوي بوستان خيال : ٨٥٨ -مثنوی جار دائش ، جری د منتوی بهار عشق : ۹ . ۹ -مننوی نے ثاب قامہ : ج ہے ہے ۔

مثنوی ہے استی شاہ جہاں آباد : وو - -متنوی بیان سلم حتم . د . س ـ مسوى ايان واقد : ۱۸۰۱ ، ۸۰۱ مشوی تراب و مدجیس و املا کی داستان : ۱۱۰ - ۲۱۵ - ۱۲۱۵ منتوی تصویر هبت : ۱۹۳۳ -

بثنوي تعريف آغا وشيد وطواط: ٣٠٠٠ بشری تعریف این در روید مثنوی تعریف بنارس - روی -مثنوی ٹعریف ینگھٹ · ہے۔ مثنوی تعریف دیوان . . . رند ؛ - 4-4 1 701 مثنوی تمریف ک و گربد : . ۲۰ م

مثنوی در تعریف شکار آصف الدولیہ . مثنوی تعریف بولی : ۲۰۵ -

مثنوي تنبيد الجهال : ٢٠ a tra . confinal land scate

متوی غواب و غیال ، اگر و میه م معر ۱۹۸۸ - ۱۹۸۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹۹ - ۱۹۹ -

- 100 - 01.

مثنوی خوانب و خیال ، میر : ۱۹۰۹ مثنوی دو ان ۱۹۳۰ متر : ۱۹۳۰ مارث : ۱۹۳۰ متر : ۱۹۳۰ متر : ۱۹۳۰ مثنوی خوان کرم : ۱۹۳۰ متروی خوان کرم : ۱۹۳۰ متروی خوان کمتر : ۱۹۳۰ متروی خوان کمتروی کمتروی خوان کمتروی کمتروی کمتروی خوان کمتروی کمتروی

مشوی در بیان انقلاب ارمانه (شهر آشوب) : ۱۵۱ -مشوی در ایان خروس : ۱۳۵ -

متوی در بیان کنجادائی لواب آصف الدوله: ۱۵، ۲۰۰۰ متوی در بیان کلب: ۲۰۰۹، ۲۰۰۰

مثنوی در بیان مرغ بازان : ۹۳۰ -۹۳۰ -مثنوی در بیان مولی : ۹۳۰ -مثنوی دریائے عشم : ۱۹۳۰ - ۱۳۳۰ -

- 313 : 60% - 317 - 31.

ریم، ماغذ زیم، بدنیه عشق کا اظهار زیم، ۱۹۵۰ ۱۹۵۰ ۱۹۵۰ ۱۹۵۰ ۱۱۳۰ منتری دارک ملال ۱۳۵۰ مشمولات: ۱۳۵۰ ۱۳۵۰ امس الدین خال سنزی در ایراد امس الدین خال ایان زیم، سواد زیم سواد ز

منتوی رفوان و روح افزا: ۸۵۸ -منتوی رمزالصلواة: ۱۵۵ - ۵۵۱ -۸۵۰ - ۸۸۵ -منتوی رموزالمارلین: ۲۳۸ - ۸۳۱ اسید امینید اصول تصوف و معرفت: ۳۳۸ - ۳۳۳ - ۲۵۸ - ۸۳۲ - ۸۳۲ -

- 14-

سنوی اور الاحسد: ۱۹۸۱ - ۱۹۸۹ - ۱۹۸ - ۱۹۸ - ۱۹۸ - ۱۹۸۹ - ۱۹۸ - ۱

مهم ، القراديت ، مهم - روم ، زبان و بیان: عدم - ۱۲۹۰ متروكات و و ۸ ، شفيق اور حالي ک اعتراض · وجد - ، ، د ؛ اثرات مابعد و مهم و مهم ، تراجم اور ماخوذ ارامے: ١٥٨١ ١٨٨١ 

مثنوي سكندر نامم . مهم -مثنوی سوز و گداز ، شوق : ۱۲۳ -مثنوی سوز و گداز، واسوخت عشق : - 171

متنوى سيف الملوك بديع الجال: - ...

مثنوی سیل سجنوں : ۲۸۹ -منتوى شادى آصف الدوله : ١٠٨٠ - AFT - AFT

مثنوی شرح حال : ۱۹۵۹ ، خاکد : - 101 منتوى شعله شوق و جرج و مرد

جوب والمقذ و جوب والاث . ar. (ara (ara - are - 107 ( 411 ( 774 : 777

شوی شکارناسه همه ۱ ۹۲۰ ' ner - ner : diant : ner

مثنوی شور عشق معروف به سوز و ساز ۔ مئنوي طلسم حيرت : ١٢٥

مثنوى طور معرفت ، المعجم" لامور . - 1 - 4 ( 1 - - -مثنوی طوطی قامه : ۲۵۰ مرد ۵ ۵ 700 700 WE: 200 -۸۸۰ مزاج اور موضوعات پر حرالبيان كا الر: ٨٩٠ - ٨٩٠ 

مثنوی ظیور کی : ۲۱۳ ، ۲۱۳ -مثنوی عابد کم دو زوجه داشت ب - 97 . 1 909 ; mai 1 907 مثنوی عارفاند : ۲۵ ، ۹۳۹ -

مئتوی عاشورقامه : ۵۰۰ ه ۲۰۰ ه زبان: ۵۰۰ بلاث ، ۸۰ - ۱۵۰ غصوصيت . ده - ۳۵ د فارسي المال و حروف - جوء لسائي تجزيه : ٣٥ - ٥٥ . اوقات تاسيه اور 'معجزة الار" سے تقابلی مطالع :

1 779 148 147 178 - 71 - 101 مثنوی عاقل خان : ۲۸۹ -مثنوی عالم آب : ۱۵۲ -متنوى عرفان : ١٢٥ -

مثنوی عشق درویش : دیکھیر شنوی قميم شاء لندها ۔ بثنوى على للمج وجرم و ورء مثنوی فتح قامہ نظام شاہ : وے -مثنوى قراق ئامه : ١٩٠٠ -بثنوى قميم" ابوشجمد : جم م مانوی قصر کے تقاہر : ۸۵۸ -

منتوی تعید مسیقی : سه -منتوی تعید شاه الدها مسعی بدعشق دروایش : ۱۳۵۳ - ۵۵ - ۲۸۵ –

۹۱ - -متنوی قصه ٔ طفل شیشه گر : ۵.۵ -متنوی قصه ٔ ثث مسمی به حیرت انزا :

ما وی قصید نگ مسمی به خبرت انزا: ۲ م ۳ قصا: ۸۸۱ - ۸۹۹ -مثنوی تضا و قدر: ۲۰۱۲ - ۲۲۱ -

مثنوی قطب مشتری : ۸۵۸ -مثنوی قبوه و حقم : ۵۵۸ -مثنوی کارتامهٔ عشق : ۵۳۵ -

مثنوی کارتامهٔ عشق : ۱۹۵ -مثنوی گیم کا بجه : ۱۹۲۰ - ۹۳۵ -مثنوی کتخدانی آصف الدولد : ۹۳۱ -

متنوی کنخدائی بشن سنگه : ۱۹۰۰ مثنوی کتخدائی مرزا جعفر : ۹۱، ۱۳۰۱ -مثنوی کدم راؤ بدم راؤ : ۱۹۵۰

۸۵۸ ۰ ۸۵۸ - مناوری ۱۵۵ - مناوی کشش عشق : ۱ مه ، بلاث :

مثنوی کشترر عشق : ۱ مه ، پلات : ۱۹۵ - ۱۹۵ - ۱۹۱۰ ۹۱۱ -شنوی کل و سنوایر : ۱۸۷

مشوی گذار ازم: ۸۳۵ ، ۸۳۵ ، ۱۳۸۱ ، شاه مدارکی چهژیان: ۵۳۸ ، ۱۳۸۱ ، مذمت لکهنؤ: ۲۳۸ ، تمریف نیش آباد و لال باغ: ۲۳۸ ،

۸۳۸ ، ایمیت : ۸۳۸ -مثنوی گذار خیال : ۱۵۳ -مثنوی گذار عشق : ۱۸۱۳ -

مثنوی گلزار لسیم : ۲۰۰۸ مده ۲۰۸۰

1

مثنوی کنزاور وحلت : ۱۳۱۰ -مثنوی کاشن عشق : ۱۵۰ : ۸۰۵ : ۲۸۵ - ۸۵۸ -مثنوی گنج الاسراز : ۱۳۱۰ -

۸۵۰ مهر م مئتوی گنج الاسرار : ۱۳۱۳ -مئتوی گنجیند ٔ حسن : ۱۹۵ موضوع : ۱۹۵۸ -مئتوی گنجیند ٔ عشق : ۱۹۵۹ -

۱۹۸ -بشوی گنجیند" عشق : ۱۵۹ -مثنوی گیان سروپ ، تسخیه کراچی : ند ۲۱۱ ت ۲۱۱ تراک ۲۲۱ است مثنوی لذت عشق : ۲۵۱ -

متنوی لذت عشق : ۲۵۱ - ۱۳۶۱ مت متنوی لعلق و گویر : ۲۵۹ -متنوی لعلق عبنون . احمد گجراتی : ۲۸۱ -مثنوی لهلهل عبنون ، احمد گجراتی : مثنوی لهلهل عبنون ، اعان : جرو -

ستوی بینی مجرود ) اینان : جمیه -ستوی مبارکدادی کنخدانی بشن سنگه پسر خورد راجه تا گرمل : ۳۰ -ستوی محمود و ایاز : ۲۶ -متوی محمود و ایاز : ۲۶ مینی میط اعظم : دیکهیے ساق نامه\* بیغل -مشوی مدح آصف الدوله : ۲۰ -مشوی مدح آصف الدوله : ۲۰ -

مشتوی مدم اصف الدوله: برد. -مشتوی مدم مولوی راشد: برده -مشتوی مدمت آلیند دار: ۲۰ -مشتوی مدمت آلیند دار: ۲۰ -مشتوی مدمت الاست از ۲۰ -مشتوی مدمت دلیا: ۲۰ - ۲۰ -مشتوی مدمت گوزی: برد. ۲۰ -مشتوی مدمت گوزی: برد. ۲۰ -مشتوی مرات الجهال: ۲۵۰ ، موضوع:

۱۵۸ -بثنوی مرأت الحشر : ۲۵ م مثنوی مرأت خروس : ۲۳۰ م

مثنوی معاملات عشق : ۲۸٫۸ م مرم م ۱۵۱۸ مه ۱۹۲۸ ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ ۱۹۳۱ بلات : ۱۹۳۳ ۱۹۳۹ مثنوی مثنوی معجزه الار : ۲۸٫۵ مرزان :

مثنوی معجزہ قاطمت<sup>اء</sup> : بہہ ۔ مثنوی معراج تاسہ : بہہ ۔ مثنوی مکتوب الشوق : ۲۵۹ ؛

موضوع : ۱۵۸ - ۱۹۵ - ۱۹۵ - مثنوی مکتوب شوق : ۱۹۵ - ۱۹۵ - ۱۹۵ مثنوی من سمجهاون/اسرار امینید ،
السخد گراچی : ۲۱۵ - ۲۱۵ -

۳۳۱ -مثنوی من لکن : ۱۱۱۳ -مثنوی منشورات تمنا عظم آبادی :

مسوى منطورات به علم ابدى: استخبرُ پائده : ۲۹ ـ مثنوى منطق الطير : ۲۰ ـ

متوی منطق الطیر : ۱۰۳۰ مثنوی منطق الطیر : منظوم ترجمه :

مثنوی منظوم اقدس : ۱۱۱۳ -مثنوی مور قامد : ۲۵،۹ ، ۲۳،

پلاٹ : ۱۲۸ -مثنوئی موش قاسم : ۲۰۱۹ -مثنوی موشلم آرائش معشوق : ۱۹۸ ۲

۲۱۸ - ۲۱۵ مثنوی مولانا روم: ۲۵۹ ، ۱۹۵۳ ، ۲۰۰۰ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۵ ، ۲۹۳۸ ، مثندی مولود زامه ، فشاخی: ۲۳۳

۱۱ -متنوی بولود المدء مختار : مُم،

۲۱ -مثنوی مومن خان مومن : ۸۱۰ -مثنوی مومنی الی : ۲۲۰ اف مهم -مثنوی سهر و ماه : ۲۱۵۲ - ۲۸۵۹

ستدوی میبر و داده : ۱۹۵۳ مه ۱۹۵۳ مه ۱۹۵۳ متدود متدود میتو در ۱۹۵۳ میتود و ۱۹۵۳ میتود از ۱۹۵۳ میتود از ۱۹۳۳ متدوی از ۱۹۳۳ متدود از ۱۹۳۳ متدود از ۱۹۳۳ متدود از ۱۹۳۳ متدود از ۱۹۳۳ میتود از ۱۹۳ میتود از ۱۹۳

۱۹۳۰ - مثتوی اقتل آویونی : ۹۹۳ -مثتوی قتل (پرمرد : ۹۹۰ -مثتوی قتل (زن قامشه : ۹۰۰ -مثتوی قتل (زن عدله : ۹۰۰ -مثتوی تقل قصائی : ۹۸۳ - ۸۳۳ ،

. ۹۰۰ -مشتوی نقل کجوتر باز : ۹۰۳ -مشتوی نقل کلاولت : ۹۰۰ - ۹۰۰ -مشتوی نور الانظار ؛ خاکم : ۹۵۸ -۱۵۹ -

مثنوی نهان لگهبود : ۳۰۵ -مثنوی لیرنگ عبت : ۹۵۹ ، بلاث : ۱۹۵۰ - ۹۵۰ - ۹۵ مثنوی وصال العاشتین : ۲۵۰ - ۹۱۰ -نشدی، وصف بهنگان : ۲۵۰ - ۹۰ -

مثنوی وصال العاشقین: ۵۰، ۱۱۰ -مثنوی وصف بهنگژان: ۲۰۰ -مثنوی وصف پنگهث: ۲۰۳۱ -مثنوی وصف کاکو و حدد: ۲۳۳۱،

- 012 .

متنوی وصف تجوان : ۲۰۵۰ -متنوی وصف جوآن : ۲۰۵۰ - ۲۰۱۵ -متنوی وصف قصر جوابر : ۲۰۸۱ -منترجات : ۲۰۸۹ - ۲۰۵۰ -

منفرجات : ۲۸۸ - ۸۵۰ منفری وصف قبوه : ۲۸۹ ، ۲۸۵۵ ۲۸۹۳ -۲۸۹۳ -منفوی وصف کاچن : ۲۸۵ -

مثنوی وصف کاچن : ۲۰۵۰ -مثنوی وصف گوچری : ۲۰۵۱ -مثنوی وصف بولی : ۲۰۵۱ -مثنوی وقات ثامه ، اولیا : ۲۱ -

متنوی وقات ثابه بر محب : ۱۹۰۰ مینی متنوی وقات ثابه بینی فاطنداخ : ۱۹۰۵ مینی فاطنداخ : ۱۹۰۵ مینی در ۱۹۰۵ مینی وقات ثابه حضرت فاطنداخ :

ہ ۔۔ ستوی وقائع ثنا : موضوع : ۸۱ ۔ ۸۲ ؛ پلاٹ : ۸۳ ۔ ۸۰ اسلوب :

۵۰ - ۸۸ : زبان : ۸۸ - ۸۹ : ترتیمه : ف ۸۸ -مثنوی پچو اکول : ۲۰۰۰ -

مثنوی پیچو اکول : .... -مثنوی پیچو لکاری : ۹۹۳ -مثنوی پیچو حجاًام : ۲۵۵ -

مثنوی چچو خانه خود : ۱۹۲۰ و ۱۹۳۰ -مثنوی چچو شخصے چیچ مذان : ۱۹۲۰ و

۰۳۰ -متنوی پنجو شدت سرما : ۱۹۵۹ ،

۰ ۵۵ ٬ ۵۸۵ -مثنوی مجو عاقل غان ۰ ٫۰۰۰ ـ

مشوی پنجو افرق : ۱۳۰ -مشوی پنجو کذب : ۱۳۳ -مشوی پنجو بد بقا : ۱۳۳ -مشوی پنجو اثا اپل - - - : ۱۳۳ ۱ ۱۳۳ -

متنوی چجو تا ایل - - - : . ۱۹۳۰ ۱۹۰۹ -متنوی پشت پیشت : ۱۱۱۹ ۱۱۱۹ - ۱۱۱۳

دری پیشت پیشت از ۱۹۶۱ - ۱۹۳۰ ۱۳۰۰ - کاران ۱۹۳۲ - ۱۹۳۲ - ۱۹۳۳ -مشوی پنگامهٔ عشق ۱۹۳۱ -مشوی بیرا من طوطاً : ۱۹۳۳ -مشوی بیره من طوطاً : ۱۹۳۳ -

مثنوی یوسف زایطا ، احمد کجران : ۲۸۹ -مثنوی یوسف زایطا ، جامی : ۸۰۵ -مثنویات حسن ، جلد اول : ق ۲۹۳ -۲۰۲۸ / ۲۸۲۲ - ۸۵۳ -مثنویات راسخ : ۲۸۵۰ - ۲۵۳ -

متنوائت رام : ۱۳۵ - ۱۳۵ - ۱۳۵۰ مردونات مر بر : ۱۳۵۰ - ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ - ۱۳۵ - ۱۳۵ - ۱۳۵ - ۱۳۵ - ۱۳۵ - ۱۳۵ - ۱۳

مجموعه" اسعار مظهر : ان ۱۳۹۰ -مجموعه" اتصاف ، استخه" کراچی : ۱۰۲۲ -

- 1.77 - A10 ( 20 A ) Equal 5 | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A | 5 A

۱۸۱۲ - ۱۸۱۳ مده ۱۸۱۳ ما ۱۸۱۰ عبوب الزبن تذکرهٔ شعرائ دکن : جلد اول : ۱۹۸۹ مه بدلد دوم : ف ۲۲۵ -عبوب القلوب ، نسخهٔ کراچی : ۱۹۸۰

۱۰۱۲ ، ۱۰۱۱ ، سند تعینف : ۱۰۱۳ ، موضوع : ۱۰۱۳ -غذن الدائب ، ۲۹ ـ

(110 (1) (40 (40 ) (20 0)))

(107 (170 ) 110 (110 )

(177 (144 (100 (107 )

(170 ) 170 (170 (170 )

(170 (170 (170 )

(170 (170 (170 )

(170 (170 (170 )

(170 (170 (170 )

(170 (170 (170 )

(170 (170 )

(170 (170 )

(170 (170 )

(170 )

(170 (170 )

(170 )

(170 )

(170 )

'ort (ort (eds (ers (os) (os) (os) (ers (os) (os) (os) (es)

10. AFF PFF FEST TISTED AFF PFS AFF PF

۹۳۱ '۹۳۰ '۹۳۱ '۸۲۹ '۹۳۱ '۹۳۱ ' ۱۹۸۰ -غطوطات پیرس نی ۱۹۹۰ ، غطوطات کیلانی لائبریری، ایج :

٠٠٠٠ - عنس أحوال شأه جهان آباد : ٢٨٣ ، ١ ٢٠٨٢ - ٨٨٣ - ٨٨٣ - عنس حال اشكر . . . . . . .

خس حال لشكر: ٣٨٣ -غس شكوه و شكايت: ٢٥٥ ، ٣٨٩ -غس شهر أغوب ، حاتم: ٢ ، ٢ ، ١٠٠٠ ، ١٩٣١ -غس شهر أغوب ، سودا: - ، ١٩٩٤ ، غس شهر أغوب ، سودا: - ، ١٩٩٤ ،

سعن سير اسوب ۽ سوداز ۾ اوڄو ۽ ٢٠٠ -خمس شير آشوب ۽ قائم ۽ ورم ۽ ٢٠١٦ - ٢٨٦ -عنس شير آشوب ۽ قاض ۽ ٻيرو -

غمس شهر كامان حسب حال خود : ١٣٤ - ١٣٢ - ١٣٣ -

غس پنجو بلاس رائے : ۲۳۷ ، ۱۹۳۰ نخس پنجو دستخطی فرد : ۲۳۷ ، نغس پنجو ''شیخ جی/ایناہ رجائے ہیں''

--: 6،2 -غيس هجو سكتمر شاعر : ۸۲۵ -غيس هجو الأسى : ۲۸۵ -غيس هجو الكر : ۲۸۵ - ۲۳۵ / ۲۳۵ / ۲۸۲ / ۲۳۱ - ۲۸۱ - ۲۸۱ - ۱۲۵ - ۱۲۵ -

مرأة الأصلاح: ١٦٥ / ١٦٥ / ١٤١ - مرأة الأصلاح: ١٦٥ -مراقي مير: ١٦٥ -مردم ديده: ١٦٠ / ٢٦ / ١٣١ / ١٥٨ /

عدا ۱ ۱۵۸ مرزا بد رابع سودا : ۱۵۸ مرزا بد رابع سودا : ۱۵۸ مرزا بد رابع مرزا بد على قدوى سد ان كا عصر اور

مزاوات اولياث ديل : ٩٣٩ -مزامير ، حصد اول : ٣٣٩ -المزهر : ١٥٣ -

حاتبروپ : ج.ے ۔ مسدس حالی : ۹۹۹ ۔ مشکارة النبوت : ف ۲۹۵ ۔

شكاوة النبوت : ف ٢٣٥ -مصحفي ــ حيات و كلام : ٣٣٠ -معمولات مظهريد : ف ٢٥٩ ، ٣٦٠

ستاج التواريخ: ١١٥، ١٣١، ١٣٥، ١٠٥،

۸۵۲ -مثلات الشعراء حيرت : قد ۱۳۳۱ ، قد ١٣٠٤ - ۲۳۱ ، ۲۳۱ - ۸۱۳ ، ۲۳۳ ، ۱۳۳۱ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۱ ، ۲۳۳ ،

۳۳۱ -مقالات مالفظ محمود شیرانی ، جاد دوم : ۵۵۰ -مقالات شیرانی : ۹۹۸ -مقامات مظهری : ۳۶۹ -

ما تعدد - ما تعدد - ما تعدد - ما تعدد - ما تعدد الماري المراد - ما تعدد بدوان المراد - المراد المرا

سپابهارت : ۲۵ -مجر افروز و دلبر : ۲۳۸ / ۹۹۳ -میر افر میر سمیات اور شاعری : ۱۳۵۵ -میر و میریات : ف ۵۵۵ / ۵۵۱ -۱۳۵۱ - ۲۵۵ -

مير حسن ... حيات اور ادبي خدمات : ٨٤٢ -مير حسن اور ان كا زماند : ف ٨١٩ -أن ٨٢٩ - ١٠٨ - ١٠٨ - ٨٨٨ - ٨٨٨

میر حسن اور خاندان کے دوسرے شعرا : ۸۷۲ -میخالد : ۲۹۳ ، ۸۲۸ -

لادرات شاہی : ۲۰۰ تثريب لظير: ١١٠٠ ١٩٩٠ ٢١٩٠٠

لدرت عشق : 1 · 1 · 1 -نزيت الخواطر : ١٠٦٩ -

اسخه مفرح الشحك و بهم ، ومم ، - 644 1 666

نشتر عشق : ۱۹۳ ، ۱۵۹ ، ۱۳۳ ، - 414 1 009 1 071 1 077 لمن الكلات : ٢١١ - ١

لقد معر : ١٩٨٠ -نظم ابیات تامہ ہے بہرہ داری : ۹۲ -

لظم احوال اوكرى: ١٠٤ -تظم اختلاف زماله : ١٠٠٠ - ١٠٠٠ نظم اوڈ ٹو میلن کلی ، کیشس : ۵۸۹ -تظم بھوسری قامت : ۲.۹ -

نظم مے ثباتی دور : ۱۰۱ ، ۲۰۱ -نظم بند و نصحت مجوب : ١٠٠٠ -

لظم تعریض به میر : ۲۹۰۰ تظم تمريف إقادات كالج : ١٠٠٠ -لظم جواب شكوه : ١٩٩٠ -

تظم جول ثامد : ١٠٦ -اللم حسب خود گفته شد و ۹ م تظم دمتور العمل - - : ١٠٨٠ -

نظیم دور نامه گوید : ۲۰۰۰ م. ۲۰۰۰ لظم رب يسر : ١٠١ / ٢٠١ -نظم رفتگان کی باد میں ، گوٹٹر :

لظير سرايات معشوق : ١٣١١ -نظم شری مناجع شلوک ، مربش اظم :

- -10

نظم شکوه : ۱۹۹ -تظم صفت بیری : ۱۰۱ -

- 647

نظم صفت تنزل حسن و جوين : ١٠١ -نظم ظفر المه بادشاه عالم گير غازي : - 1+0

نظم عالم گیر اورنک ژیب کردی: - 1 - 0

نظم عرض داشت : ۹۶ -انبلم قالنامے : ١٠٦ -

الظم كاميرٌ المه در بيان ضعيفي : ١٠١ ء - 1 - 7

نظم کند مروا : ۱۰۹ -تظم مسجد قرطبه : ١٥٥٥ -لظم مطلعها در مثل : ۲۵ -لظم وفات اورنگ ژیب عالم گیر

بادشاه غازی : ۱۰۰۰ -لكات الشعرا : ١٣٤ (٩) ١١٦ ا

(100 (10) 4 (10) (10) fire fire fire fire \* TPT \* TTT \* 1A. \* 144

TAP TAT TA. STAR FTE FTTT FTAT FTAG " TTO " TOG " TOT " TOT

FAT 1 TET 1 TED 1 TER feta feta feta feta

fera fer. 'eld 'ela

علات و واست کا الدراج : ۲۰۰۰ مه ه کلام از اسلاح : ۲۰۰۰ مه ه ۲۰۰۱ کالرانی نفوش : ۲۰۰۱ مه مه ۲۰۰۱ نظریه شمر : ۲۰۰۱ مه ۲۰۰۱ که ۲۰۰۱ مه ۲۰۱ مه ۲۰ مه ۲۰ مه ۲۰ مه ۲۰ مه ۲۰ مه ۲۰ م

1304 130. 1377 183F

'414 '779 '77, '700 '477 '479 '474 '419

1 497 1 447 1 447 1 447 1 414 1 417 1 417 1 417

1 A44 1 A47 1 AT4

۱۹۳۱ (۹۳۰ (۹۳۰ (۹۰۰ لسخت پرس: ۵۵۹ – نگارشات ادیب: ۵۰۰

نو آلین بندی: ۹۸۵ ، ۹۸۹ ، ۹۹۵ ، ۹۹۵ ، ۹۹۵ ، ۹۹۵ ، ۹۹۵ ، ۹۹۵ ، ۹۹۵ ، ۹۸۵ ، سال تصنیف :

- ۱۱۲۰ ٬ ۱۱۱۰ لوادر الالفاظ: ۱۵۲ ۲ ۱۵۳ ۵ ۵۲ ۵

معنی کی تشریخ: ۱۵۵ - ۱۵۹ ) اسلا اور اصول لفت: ۱۵۵ - ۱۵۹ ) دوسری زبانون کے الفاظ: ۱۹۹ ) دوسری زبانون کے الفاظ: ۱۹۹ ) ۱۵۹ - ۱۹۰ )

لوادر الكمالا : م. 6 ، 2 . 6 -توادر المصادر : ١٩٩ -لوائح وطن : ٢١٩ -

نوائف وطن : عـ9 -نوائض الروائش : ١٣٣ -نوسر بار : ٢٨٩ -

کوسر باز : ۲۸۹ -نوطوز مرصت : ۹۸۳ ، ۹۸۵ ، ۹۸۳ ، ۵۸۲ ، ۹۸۳ ، تین اسالیپ، بیان :

واحد باری : ۲۸۹ -

وامِحْ أو ايستْ اللَّهَا : ١٠٦٧ -وقائع بدائع إ ١٦ ، ١٣٣ ، ١٦٣ ، وقائم عبدالقادر غائي ؛ ١٠٦٩ ٢

- 1174 - 1-40

بجو جوکی تویس : ۱۰۳ -

يجو خان جهان بهادر : ١٠٩ -يجو دائم خان ۽ ١٠٦ -يجو دهرم داس ۽ ١٠٦ -محو رائے رایاں : ۱۰۹ -

يجو رهبت بألو : ١٠٦ -يجو سبها جند ديوان ۽ ۽ ۽ ۽ ۽ پنجو شاکر خان فوج دار ظالم : ١٠٦ -

بجو عصمت بيكم تواسى معمور خان: \* 1 \* 6 1 1 \* 3

يجو قتم خان ۽ ۽ . ۽ -محد گولد ال شمر ٠ ١٠ ١ ع ٠ ١ -يجد مرزا غدا بار غان ٠ ٢٠٠٠ -مسترى اوف قريلم موومنت أن اللها : جلد اول : ما -

سياري اوف لادر غاه : ١٦٠ -ملت کاشا و دو و دو و ملك ؛ سء -

بىيشە بار: مەر -مندوستانی د کشتری ۱۰ مه ۱۰ ۰

مندوستانی گرائمر ؛ ۱۰۹۱ ، ۱۰۹۳ ا اردو ترجعه : ١٠٦٥ -

یادگار دوستان روزگار : دیکھیے تذكرة شورش -یادگر شعرا: ف ۱۳۵۸ سیدا ا

- 1 - 61 بادكار عشق : ۱۵۹ ، ۱۵۳ -يادكار وطن : ٦٢٥ -يورپ سين دکھني تفطوطات ۽ ف ٢٩٠٠

مقالات

آزاد محيثيت على : ١٩٤٨ ، ١٩٠٨ -آزاد بلگرامی : ۱۸۰ آنند رام علم کے اردو شعر : 144 -

احسن الله خال بيان : ووم -ادب معم صفات کا استعال ۰ و ۰ ، ، ۰ اردو شاعری میں لیام گوئی . . . . . اردو کی بایت قرانسسیوں کی جند - 1 - 4 1 : 1 - 4 1 -

اردو میں قرآنی محاورات : ۵ ۵ ۰ ۱ ۰ الدن كجراني ٠ ٩٣٩ -- 100 : 641 بهار مین اردو زبان و ادب کا ارتقاء :

بياض مرزا جال عَبش ١٠٠٠ -

یرائی اردو میں قرآن مجید کے ترجمے اور تنسیریں : ۱۰۹۰ / ۲۰۹۸ -بیش گفتار ، دبباجه کلیات طبیق :

ترحان الاشواق ميه م تعين زمالم : ١٣٠٠ ١ ١٣٠ -تين لتري نوادر ۽ جوج ۽ ان جي و - ا

جعفر على مسرت ... حالات و افكار : - 4 PA ( 4 PA

صرت (حضر عل غان) ٠٠٠٠٠ -

دیوان ولی کا ایک نادر نسطه و

ساق تاسهٔ دردسند : ۱۹۹ ، ۲۳۰ -ساق نامه عزلت : ٣٣٧ -سنده مین اردو کا دو سو سال پرانا - 1 · 4 : 1 · 1 - 1 سوالخ مين تقي مين و ١٠٠٠ -

سودا و سکن : ۲۲ .

شاه حائم کا قارسی دیوان : ۲۹۴ -شاه قدرت الله ، قدرت : ۹۳۱ -شنیق اورنگ آبادی کی ایک نایاب - A. A . Cotte

سه شاه حمال کا ایک ادی مناقشه اور غالب : ٢٦ -

لفلی کی گربل کتھا (گیان چند جن) : فضل كى كربل كتها (نجم الاسلام) و

قائم چاند پورې : ۸۹۳ -

قائم جالد روری ادر ان کا کلام :

### . .

کوچه سودا کے بارے میں : ۱۵ -کوچه میں کے بارسے میں : ۵۵ -۸۵۵ ' ۵۹۳ -کوبل کنها : ۲ - ۱ -کوبل کنها کا ومالہ : ۲۰۱۸ -

کلام ایان : ۲۰۰۰ کلیات سوداکا پهلا مطوی است. ۱ ۲۲۰ ، ۲۰ ، ۲۰ ، ۲۰ م کلیات میرکی اولین اشاعت : ۱۳۵۰ کلیات میرکی اولین اشاعت : ۱۳۵۰

## .

مالل دیلوی کا ایک ایم تاریخی قشع : ۱۳۱ - به بالر آگی . . . ارو دیوان : ۱۳۳ - مرزا عبدالغی یک تبول : ۱۳۳ - مرزا عبدالغی یک تبول : ۱۳۳ - مرزا به قزلیاتی خان امید : ف ۱۳۳ - مارفه " طرفه" طرف و آزار : ۲۳ - مارفه" طرفه " طرفه " طرفه " طرفه " طرفه " طرفه " طرف از ارزو : ۲۳ -

معارضیا سودا و سکین پر کنجه نئی روشنی : ۲۲ -میر حسن شاه حقیقت : ۲۹ -

میر ضاحک دیلوی : ۲۸۰ -میر کا فارسی کلام : ۲۳۵ -

نواب اشرف على خان فغان : . جم ـ

## 0

وفائع بدائع : ف ۱۳۷ - ۱۳۷ -وقائع بدائع اقتباس : ۱۲۹ -ول کا حال وفات : ۱۲۰ -

# رسائل و جرائد

## تمایی تحریر ، دیلی : جلد ه ، شاره ه ، ، ، ، ، ، ، ، ؛ قت ۱۳۰۹ ، ، ۳۳۰ شاره ۱۹ : ۳۵۰

تملهی پندوستانی ، الد آباد ؛ جلد ہ ، شمارہ م ، اکتربر م-۱۹ دع : ف ۸۳ -

3

دو ماهی اکادمی ، لکهنؤ : جلد ، ، شاره ۱ ، جولائی ۱۹۹۱ع : ۱۵۰۳ -دایی کالج سکزان ، سر کبر ، ۱۹۹۱ع : ۱۳۵۳ - شده ، ۱۵۵۵ ، ۱۳۵۵ -۱۳۲۵ ، ۱۳۲۵ - ۱۵۵۲ -

ں

سویرا ، لاپور : شاره ۱۹۰۹ ه. ۱۵ م. م. سه مامی اردو ، اورنگ آباد ، دکن : جندری ۱۹۳۴ م : ۱۳۳۱ ، ۱۹۳۲ -۱۳۴۹ م : ۱۹۳۵ - ادرال ۱۹۲۹ م. ۱۹۳۹ م. ۱۹۳۹ م. ۱۹۳۹

۰۲۰- جنوری ۱۹۲۵ع: ۱۰۹۸ ۱۰۷۰ سه ماهی اردو ، دیل : جنوری

۱۹۳۰ع: ۳۳۹ -سه مایی اردو ، گراچی: شاره س

۱۹۹۹ : ۱۹۳۱ -سد مایی اردو قامه ، کراچی : غیاره ۱۱:۱۵-۱-غیاره ۱۲:۱۳ مهه ۱۵: ۱۳۵۱ - شیاره ۱۵: ف ۱۸۸۱ مهه ۱

۹۲۸ -سه ماړی صحیفت د لاپور ژ شاره ۱۹۹ د جولاق ۱۹۹ ع : ۲۳۰ ، ۵۰ -شاره ۲۳ : ۲۲۵ -

جودی ۱۹۹۹ ع: ۳۳۰ ، ۵۰۰ ماره ۳۸۰ عام ۱۹۰۰ ماره ایران ایران ۱۹۰۰ ماره ایران ایران

۱۹۳۰ -سه ماهی کیا دور ، گراچی : شاره ۲۹ - ۲۰ : ۲۰ - ۱۰۲۰

ع علی گزه میکزین ، طنز و نلرافت ممبر ،

على تره بهترين ا طرو و طراحت عبر ع ١٩٥٢ - ١٩٥١ - ١٩٥٠ - ١٠ - ١٩١١ ع ١

ف فتونیت ، لاپیور ; غاره ۱٫۰۰۰ دسمبر ۱۹۶۲ع : ۱۳۱۱ -

٩

۱۹۹۰ع : مایناسد طاقی د کراچی د میر کمبر : ۱۹۵۸ع : ۲۵۵

ماینامه سب رس ، حیدر آباد (دکن) : قومبر ۱۹۲۰ع : ۱۸ -ماینامه قومی وبان ، کواچی : ۱۹۹۱ع : ۲۰ - اگست ۱۹۲۸ع :

ما بناس معارف ، 1 عالم گره بردا در استاس معارف ، اعظم گره برداند ره استاس معارف ، 1 م

1 ، جولائی ۱۹۹۸ع : ۱۳۰ : -عبله تمقیق، پنجاب بوليورسگي، لابور :

معاصر پائند ، بهار : محمد اول : ۱۰۰ معاصر بائند ، ۱۰۰ معاصر ۱۰ معاصر ۱

- 47- ; 74

.

تلوش : لابور : شاره ۵۰ - ۲۳۰ : ۱۹۵۳ : ۱۹۵۸ : ۱۹۵۸ : ۱۹۵۸ : ۱۹۵۸ : شاره ۱۹۰۸ : جولائی ۱۹۳۸ : ۱۸۱۸ - شاره ۱۰٫۰۰ شی ۱۹۲۵ :

وه ۱ عداد شاره در ۱ موجوع در ۱ م

.

بهاری زبان : علی گراه : تومید ۱۹۵۸ ع : ۱۳۱۹ - یکم دستیر ۱۹۵۸ ع : ۱۳۵۵ - یکم مثی ۱۳۹۱ ع : ۱۳۹۸ - ۲۲ مارچ ۱۹۵۹ ع :

## موضوعات

ادایدی: ۱۳۰۹ - ۱ اثرات: ادر ادر ۱۳۰۱ اثرات: در ادر ۱۳۰۱ اثرات: ۱۳۰۱ - ۱

ادبی روایت : دہلوی : عمی و -ادبی روایت : عربی : ۲۹ : ۵۸۸ -ادبی روایت : لکھنوی : ۸۹۸ -ادبی روایت : فارسی : ۲۵ ، ۲۵ ، ۲۵ ا ۲۰ : ۲۵ - ۲۵ - ۲۵ ، ۲۵ ، ۲۵ ، ۲۵ ، ۲۵ ،

۰۸۰ -اردو بندی تفاق : ۲۰٫۱ -امرد برستی : ۱۰٫۰ ۲۰ ۲۰ ۸ ۲۰

۱۹۱ - ۲۰۱ ، ایران میں : | ۱۹۱ - ۱۹۱ ، ارعظیم میں : ا ۱۹۱ - ۱۹۸ ، وجوبات : ۱۹۸ -

- 194 - 194 - 194 - 194 - 194 - - 194 - - 194 - - 194 - - 194 - 19

السائی زندگی کے تین چلو : ۱۸۰۰ ۱۸۵۰

ایام ، صنعت : ۱۵ ، ایبام کوئی : ۲۹ ، ۸۸ ، (اردو شاعری کی پیلی ادبی غریک) ، اسیاب ستیوالت : ۱۸۹۱ - ۱۹۱۱ ، الوعیت : ۱۹۱ ۱۹۲۱ ، به برون ادب مین : ۱۹۲۲ ، شکل قن : ۱۹۲۷ ، خوابان :

سرور سنطان سے عقیدت ؛ وو ، بابا فرید ؓ کا ہوڑہ ؛ ب ، شادی

خلفائے وائددین : برم -ذات پات کا تصور اور معیار شرافت : ۱۰ - ۱۱ -

THE STATE OF THE S

رزم للمن كيا جاء كه درم للمن

اور رؤسه کا فرد : ۱۵ -رنگر سخن : دیلوی : ۲۵ ه ، تین کایان خصوصیات : ۲۹۵ ه ، ۲۹۵ م ۲۹۵ م ، ککونوی : ۲۹۵ م ، ۲۹۵ م رمایت لفانی : ۲۹۵ م ، ۲۵۵ م ، ۲۵۵ م ۲۵۵ م ، ککونوی : ۲۵۵ م ، ۲۵۵ م ، ۲۵۵ م

۱۵۸ -ساق لامه : اردو میں چلا : ۲۹۳ -

۱۳۹۳ فارسی مین و ۱۳۹۷ مقبولیت کے اسباب و ۱۳۹۵ -سبک امرانی و ۱۹۵۱ -سبک پشدی و ۱۹۵۱ -سودا اور مکین کا معارضہ و سی -

ده - ده ایک : ۱۳۵۳ : بهاگا : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۹ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۱ : ۱۱٬۸۹۹ :

( man ( man ( mar ( mar ( Ant ( Ant

دیل : ۱۹۳۱ (۱۹۳۱ (۱۹۳۱) ۱۹۳۱ (۱۹۳۱ (۱۹۳۱) ۱۹۳۱ (۱۹۳۱ (۱۹۳۱) (۱۹۳۱)

شهر انموب : ۲۰۰۸ محویف : ۳۸۲ -هالی پندوستان اور داکنی زبالوں کا قرق : ۳۱ – ۳۰ -ضع 'میک : ۱۵ – ۳۰ -

افرق: ۲۱ – ۲۵ -ضلع 'بیکت : ۱۵ -طوائق : معاشرے میں : ۱۹ -عشق : بحد شاہی دور میں : ۱۹۰ -

الرحي المساليون عبر، ، بحر، ؛ الشار به الشاري : الشار به به ، بر، ، ؛ داستالين : ٢٠٠١ ١٠٠٠ غزل : ٢٠٠١ ١٠٠٠ غزل : ٢٠٠١ ١٠٠٠ ١٠٠٠ غزل : ٢٠٠١ ١٠٠٠ ١٠٠٠ ١٠٠٠ من ترجمت : ٢٠٠١ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣٠٠ - ٣٠٠ أردو السار عن ترجمت : ٣٠٠ - ٣

را به سرم زبائر شاه سن رخ بالار ۱۹۰۸ نسب زائر شاه سن رخ بالار ۱۹۰۸ نسبه الجوابر ز ۱۹۰۸ را به المناب الله بالله بالله بالله بالله بالابريري ۱۹۰۹ را به المناب أن المناب رفت رفتي الورز را ۱۹۰۱ به المناب المناب أن المناب المنا

شكونه عبت ١٩٠٩ -تسم چيار درويش : ١٠٩٥ - ١٠٩٨ ١ ١١٠٦ - ١١٠٦ -قصد ران سين اور پشاوت : ١٣٠ -تسم كام روب و كام لتا ، ١١٠ -

رائے ( ۱۹۹ ) اوازم : ۱۹۵ ) در اللہ : ۱۹۵ ) در ۱۹۵ ) در ۱۹۵ )

. - بر ، معاشرت : ۱۹۹۹ -معانل مراخت : ۱۹۳ -مرآبه : دکن میں : ۱۹۳ ، ۱۹۳۳ ، دکن اور شال کے مرابوں کا لسانی

مطالعہ: وہ سبن کے مربیوں 6 نسانی مطالعہ: وہ سب ہے۔ معارضہ آزرو و حزیں: ۲۱ - ۲۲ -معاملہ بندی: ۸۵۸ ۲ ۸۹۹ ۲ ۸۹۹

۱۹۳۵ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۸ - ۱۳۳۸ - ۱

فارسی التر : ۱۹۹۹ ، پسر ، په واسوخت : کیا ہے ؟ ۱۹۸۳ - ۱۹۸۵ -۱۹۸۹ -پیدو مسلم کلچر : ۱۹۸۸ -

پندو مسلم کلچر : ۱۰۹۸ - ۱۰ پنجو : ایک فن : ۲۰۰۳ - ادبیات بورپ میں : ۲۰۱۱ - ۲۰۱۳ -پرانانی معاشرہ : ۱۹۹۹ ، ۲۰۱۰

# لسانيات

اپ بهرتش : ۲۰۰۰ میه و . آردو شعر و ادب کی تمریک : هیر ... ۲۰۰۱ مشاعری ؛ ۲۰۰۱ مشعراً ۲۰۰۱ 1 TAG 1 TAT 1 TAT 1 TA + T91 + T49 + T44 + T74 1 117 1 440 1 0TO 1 0TT

1 - 1 - 1 : 100

اطالوی: ۱۵۵ ، ۱۹۰ -

. T.T COPT COTT CATT 1 ATT 14.0 1 TA. 017.0 1 1-A- 11-37 19A6 1 A61 و و و و الفاظ و و و و و و و و

جدر کی ساخت : ۲۲ -

ارج لهاشا : ١٥١ / ١١٨ / ١٢١ --1-4- - 1 - TA - 1-10

- 1 - 61 : 073 - 1 - 9 - : 44-44

- 1117 ( PPF ( PF 1 ( 1 / - - - 8 Tax

يراكرت و ٨٠٠ ، الفاظ و ١٩٥٠ ،

الرتكالى: ١٠٠١ : ١٥٠١-- 19:5

1 107 1 101 1 TO 1 TT : Ules · Bill + 1. PA + 41. + TP+ 9 1 1 1 7 5 1 - A - 5 1 - F 6

1 100 1 1. 2 1 mm · Obi . 53 1 Ear 1 103 1 103 1 103 1

- 313 133 100 101 - 1 . 7 . 7 . 7 . 1 - 1 . . . .

- 1 . r . f 1 . . . ; Obl and

- and to an it did not

17.101.0A.07.1TO: . 653 \* TET . 44. 70 ( 71 ( 7) \* TIA : TIE \* TAR : TET

1 317 1 004 - 003 1 FT f 1.17 f 110 f 1c. f 111 \$1.71(1.7A(1.13(1.17 رم روسور و د کنی اور شال که (بان كا فرق : وو ، مو ، الفاظ .

ديو تا گری : ۱۰۶۵ -

- 1-3F : ES

راجستهاني : ۱۵۹ : ۲۳۲ -رومن رسم الخط : ١٠٨٠ -دوميل كهندي و ١٠٨٠ - 1

ز زبان ِ اکبر آباد : ۱۵۹ -زبان ِ شاء جهان آباد : ۱۵۹ -

. .

سليل : 191 -سندهى : 192 -سنسكرت : 101 : 104 : 106 : 1 101 : 111

.

(100 (104 (TA (TT ) 426 (T)A (120 (126 (134 (T0) (T) (TT0) (TF0 (ATA (ATO (417 (100 (101) (101) (101) (101) (101) (101) (101) (101)

. 1.09 ().07 ().79 (1.70 . a. : EMI ())) (1.7) (A4 (37 (0A ()) (07 (07 (07

- 787 ( 788 ( 188 ( 1.A - 787 ( 784 ( 787

1 314 (313 (313 ( 61) ( 414 ( 413 ( 414 ( 61)

1 441 1 401 1 404

( 991 ( 909 ( 904 ( 0.9) ( 1.10 ( ).10 ( 990 ( 991 ( 1.00 ( ).00 ( ).01 ( ).00

۱۹۰۹ - ۱

C 184 C 189 C 188 C 184 C 184 C 185 C 186 C 187 C 187

# p.q ( p.) \* TQT ( TAA \* ppg ( ppq ( m)T ( m.) \* mAT ( mg) ( mAA ( maa \* mqT ( mq) ( mq. ( maa \* ar) ( ar) ( ar) ( ar) \* ar) ( ar) ( ar) ( ar)

. 100 - 10- . 100 - 1.0 1 474 1 41F 1 34F 1 333 1 45 . . 4A7 . 4A# 1 4AF · 1 · 7 7 5 1 • 16 5 1 • 17 5 1 • 17 (1. ~4 - 1 - #2 - 1 - ~ (1 - ~ ) ( 1 - A1 - 1 - 43 - 1 - 37 - 1 - 31 · 11 · A · 1 · 1 ~ f 1 · 1 · 1 · A ~ · ar · ar · as : " lill . 710 . 1 . . . A4 . 33 . DA . 07 . FAT : F"A . TAT . TAG : 1 . A " TAL " TAT " TAT . TAT · art · a.. · ra. · rra . 361 ( 314 : 313 : 3:3 . 407 4 417 4 410 414 1 111 1 1A1 1 1A4 1 A+1 · 1 - 10 · 1 - 10 · 15 - 1 45 · 11 - 1 · 1 · 17 · 1 - 4 · · 1 · 77 1 7 . A 1 A14 1 M17 1 14T ٥ ء ۽ ١ ، ١ ، ١ ، ١ ، ١ ، ١ ، ثليجات -وح ، رسم الخط : ١٠٦٠ ، صنائم بدائم : ۲- مقمل و حرف : چھ ، حرف : سرے ، عاورات :

ووس د مرم ، عاود ے : ۲۲ -

( q, ~ ( you ( ) a);

کشیری : ۱۵۹ ۴۲۹ -کیمٹری اولی: ۲۹۲ ۲۹۲ - ۲۹۳۸ ۶ کیمٹری اولی: ۲۹۲ ۲۹۳۸ ۲۰۰۸ ۲۰۰۸ ۲۰۰۸ ۲۰۰۸ ۲۰۰۸

5

گرالیاری : پ

لاطبني : د .

مالاباری : ۱۰۹۰

مراشی : ۲۹ / ۲۲ / ۲۲ / ۱۹۵ مراشی : ۲۳۲ -مود (أودو) : ۲۰۱۲ -

> الله الكرى رسم الخط: ١٠٠٠ -

لاگری رسم الخط : ه

الرفاق: ( ۱۵۱ ) ۱۳۳۱ ( ۱۵۳۱ ) ۱۰۳۱ ( ۱۰۳۱ ) ۱۰۳۱ ( ۱۰۳۱ ) ۱۰۳۱ ( ۱۰۳۱ ) ۱۰۳۱ ( ۱۰۳۱ ) ۱۳۳۱ ( ۱۳۳۱ ) ۱۳۳۱ ( ۱۳۳۱ )

- 187 ( " bull ( 1.76 )

( 187 ( 12 ( 12 ( 12 ( 12 ) )

( 187 ( 187 ( 12 ( 12 ( 12 ) )

( 188 ( 187 ( 187 ( 18 ( 18 ) )

( 188 ( 188 ( 18 ) )

רקאר ( זהף ) מבר ז אר וויד וויד וויד אורף באר וויד אורף בארץ

(1) 11 ( 137 ( 147 ( 2))

(1) 207 ( 1) 23 ( 1) 23 ( 1) 23 ( 1)

(1) 20 ( 1) 20 ( 1) 20 ( 1)

(1) 20 ( 1) 20 ( 1) 20 ( 1)

(1) 20 ( 1) 20 ( 1) 20 ( 1)

(2) 20 ( 1) 20 ( 1)

(3) 20 ( 1) 20 ( 1)

(4) 20 ( 1) 20 ( 1)

(5) 20 ( 1) 20 ( 1)

(6) 20 ( 1) 20 ( 1)

(7) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8) 20 ( 1)

(8)

ے ۽ ، سابقے : ۱۵ء ، محساوليں : ۱۰۰۰ -

بوناني: دعا ۱ دعه - "

علمی ، ادبی ادارے اور پریس وغیرہ

" اکسلورڈ یوٹی ورسٹی پریس: ۲۷،

> ۱۳۱ -آئیند' ادب ، لاہور : ۲۳۳ -

> > الف

احمد المطابع كالبور : ١٨٠ -ادارة ادبيات اردو ، حيدر آباد ذكن : ١١١٤ - ١٩٣٢ ، ١٩٣٩ ، ١٩٣٩

ادارهٔ اروع اردو ، لکهنژ : ۱۳۱۹ -ادارهٔ عبده » گرامی : ۱۳۰۱ -ادبی بیلیشرژ ، کبتی : قد ۱۳۵۵ ادبی قد ۱۳۷۵ - ۲۳۳۱

اردو اکادی ، یاداور : ۲۰۰۸ -اردو اکیڈسی سندہ ''گراچی: ۱۳۶۰ ۱۱۲۹ -اردو بیشترز ، اکامنز : ۲۰۰۸ - ۲۵۰ اردو سومالی ، یشم : ۲۵۵ - ۲۵۶

اردو بیوسرز ، احت ، ۱۵۳ م. ۱۵۳ م. اردو سوسالتی ، پشته : ۱۵۵ ، بدیه -اسلامی پریس صدر کلی . پشته چار : ۱۵۵ -اعلیٰ کتب خاله ، کراچی پیلیشرژ :

۲۰۱۸ - ۲۰۰۱ - ۲

انڈیا آفس لائبریری ، لندن : ۱۱۵ ؛ Fren Fren ( 133 f 185 100.01.0991-09.71.0 \$11.9 \$1.90 \$1.01 \$45

انجمن ترق اردو ، اورنگ آباد دکن : 1 169 1 166 1 189 1 188 TTT FT.A FT.A FIA I THE STATE STATE STATE FRAM FRAT CAT. FRIA 1004 10PT 10.7 d 10.1 1 345 1 ATT . ATT 1 AT. FAT: 1414 1304 1303 1 474 0 1 404 1 40A 1 411 COTE CAST CAST CAIR 11. TT 1 997 4 697. 1979 - 1171 - 117.

الميمن ترق اردو چند ، ديلي : ٢٠ ، CHIAFFAR CIMP : 114 '45 "ALA ! ALA ! ALA ! ALA ! 1440 1474 1 NET 1 NAT - 11-1 ( 110 ) 141 ( 140 العمن ترق اردو (بند) على كره: 1 mr. 1 mm. 1 mag 1 m. a 1 . . . d . are . aar 1 aa. 1 A17 1 479 0 1 470 1 410 1 140 1 171 1 174 1 ALP

1146

- 113A 5 33A البيمن قرق اردو باكستان ، كر احر ، COMP COPPED CAN FAM CH. S. 1.14A C.18A C.188 FFFF FFF, WITAB TAT

( PAQ 4 . PAT 4 : FAT ( PAT fara fara di per i per CARA FALL CAME CAME 110. 1141 digri 110 Chen of Chen Class

انجنن اردو پریس اورنگ آباد ، دکن ب - 44 - 5 444 انحمن محافظ اردو ، لكهنة • رسو . انجين توبهار ادب ، پثنه : هـــه -ابموكيشنل پيليشنگ باؤس ، ديل ؛ - 343 ( 346 ایشیالک سوسائشی، بنگال : ۱۳۰۰ م

برثش اینڈ فورن بائیبل سوسائش ، + 1141: 044 برلش ميوزيم ، لندن : ١٣٦ ، ٢٦٨ ، - 1115 ' ATT - 17.7 'TAA بوڈلین لائبریری : ۹۳۰ -بهار اردو اکیڈسی ، پشنہ : ۹۵۹ -بيار ريسرج سوسائش، يشد: ١١١٧ - - 944

- 14:40 پتجاب بوئی ورسٹی . لاہور : ۱۱۵ ' CTAT CT-. C161 - 164

CALL CALL CAIR CAIR

CI.TY C 994 C 948 C 975

' DOF ' D. 1 ' FTY ' TI " 404 " 40A " 404 " 414

دارالاشاعت پنجاب ، لامور : سمر ؛ \* 454 ' D. 1 ' TAF \$ 14A + 95. C + 14 دارالمستقين ، اعظم گڙھ : ٢٠٠٠ -

عدا بنو. لاثبريري ، بنه : ۲۹ -

خابان ادب ، لابور . جرم ۲ ۲۳۳ -

غير المطايم ، مغل يوره عظم آباد :

دانش عل ، لکهنؤ : سے come could collect at alla

دائرة ادب ، چائد : د ... ، ده . 1-7-17-14-14-14-1 دلل برنشک ورکس ، دیلی : عهد -

1 . A . . 250 - 277 - 5 . 200

دهوسی مل دهرم داس ، دول : ۳۳۳ -

ذعيرة اسپرلگر : ٢٠٧٠ -دُغيرة اوسلر : ١١١٣ -

دُعَد ، حادو ثاله سركار : ٢٨٠٠ دْخىرة كتب موتى محل ; ١١١٣ - پنجاب یونی ورسی لالبربری ، لابور : 

تاج السلام ، رام بور : ۲۰۸ -تام گمبی . کرایی: ۱۰۵۰ -ترق اردو درق دیل - سر ، برد .

\* 1 - 77 \* 57 \* 1 57 4

- ----

حامعو الد آباد : ۱۳۰۶ ه ۱۳۰۱ ۲۰۰۰ ماسم عثاليم ، حيدر آباد دكن : ك

جيند برق بريس ، دبلي : ١٢٩ -

,

رضا لائبریری ، رام بور : ۱۹۳۰ ، ۱۹۳۰ ، ۱۹۳۰ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳ ، ۱۹۳ ، ۱۹۳ ، ۱۹۳ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۹

رفاد عام بديس ، لابور : أن ١٣٣٠ ، ١٣٦ - ١٣٦ ، ١٣٦ -رام لرائن لال ، السآباد : ١١٨ ،

۱۸۰ -راثٹرؤ بک کلب ، گراچی : ۲۰۰۹ -

. .

۱۳۹۰ - ۱۳۹۰ - ۱۳۸۰ المهور ۱۳۸۰ - ۱۳۸۰ -

۵

٤

عطر چند کهور اینڈ سنز، لاهور : ۱۸ م م مثالید بونی ورشی . حیدر آباد دکن :

۱۱۳۸ -علم عبلس کتب خاند ، دیل : ۱۳۵ -علمی عبلس ، دیلی : ف ۱۳۹ ، ۱۹۹ -

على على ، ديل : ف اجو ، ١٩٩١ م ، ١٩٩٠ م ، ١٩٩١ م ، ١٩٩١

. . . . . .

أرفع اردو، تكهن : ۱۳۶۸ ادرت ولم كالم ، ككت: ۱۳۵۵ ادرت ولم كالم ، ككت: ۱۳۵۵ ۱۳۵۱ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۱ ۱۳۱۱ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۱ - ۱۳۱۵

ن

قومی بریض ، بالگی برود ، پشد : عمه -قومی عجانب ممالد ، گراچی : ع۲ ، ۱۳۳ / ۱۵۰ / ۱۵۰ / ۱۵۰ ، ۱۵۰ ، ۱۸۰ / ۱۵۰ / ۲۳۹ ) ماه ،

ک

کتاب منزل ، لایمور : ۹۹۸ -گتاب نگر ، لکهنژ : . . ه ، ک ۱۸۳۸ ، محمد -

کتاب دنیا ، دیلی : ۲۰۹۳ -کتب غاله ٔ آمنید، حیدر آباد دکن : ۲۰۹۰ ، نه ۲۰۹۱ -

کتب خاله ٔ انجمن ترق اردو پاکستان ، کراچی: ۲۰۲۳ -

کتب خاله درگاه مضرت جی ، گوالیار : ۱۰۸۳ -

۱۰۸۳ -کتب غاله راجه عمود آباد : ۱۳۳۰ ، ۱۹۵۰ مهم -

کتب خاله ولزی ، طهران : ۱۱۵ ،

کتب خاله شاه غمکین ، گوالیار : ۵۰۰ -

کتب خاله شاپان اوده : ۱۹۸۸ -کتب خاله مسعود حسن رضوی ادیب : ۵۵۰ -

کتب خاله مسلم یونی ورسٹی ، علی گڑھ (ذخیرۂ سبحال اللہ) : ۵۵ -

کتب غالد مشرق برٹش میوزیم: ۱۳۲۳ -کتب خالد مشرقید، بٹند: ۱۳۹۰

سب عاده بسراید ، پند : ۱۳۵ ۱۳۵ -کتب خاند تور الحسن مرحوم : ۹۸۸ و ،

کراچی یونی ورسٹی ، کراچی : ۱۹ ، ۲۰ - ۲۰ -

- 1-10

کلکت منزسه : ۱۱۰۹ -کلیه پنجاب ، لابوو : ۱۳۱ -کلیه پنجاب ؛ لابوو : ۱۳۱ -

- Tr. ( 114

گ گرووانک ۽ نيويارک : ۸. ۲ -

رو ده ، يوور د : ۸.

لائبر بری سهاراجا دیویندرسنگه جود یو شکر گره (مدهیه پردیش): ۱۰۸۵ -لکهنؤ یونی ورسی شعبه قارسی: ق

لكهنۇ يونى ورسنى شعب قارسى : قت ۱۰۹۵ -

مرتع عالم پریس ، پردوئی : ۱۰۲۱ -مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان : ۲۰ ، ۲۰۱ ، ۱۰۱ ،

۲۸۲ مرکزی اردو بورڈ ، لاہور : ۲۰۹ ، مرکزی اردو بورڈ ، لاہور : ۲۰۹ ، ۲۳۰ ، ۲۵۵ ، ۹۳۰ ، ۹۳۰ ، ۲۸۰ ، ۲۸۰ ، ۲۸۰ ،

۰۳۰۰ - ۱۹۳۰ - ۹۳۰ و ۱۹۳۰ مجلس اشاهت ادب د دیلی : ۲۸۵ ۱۳۶۱ -مجلس ترق ادب ، لاپور : ۲۸۰ - ۲۸ ۲

find for faction of the first first

1 284 1 284 1 27. 1 219 1 417 1 417 1 279 1 1 289

'APP WEATT W' ATT 'ATP STE SACE SACE SACE (1.4. (97P - (979 : 97A - 117 1 4 1 - 41

مدرسه عاليد دها که ، عميه مخيق و اشاعت : ۲۲ -مسلم يوق ورشي و پريس ، علي گڙه : " ALT " ALD " PEF " TE.

فغيره منير عالم : همم ، شعيه " الراخ : ١٥٥ ، شعبه الساليات :

مشتاق یک ڈیو ، کراچی: ۲۳۹

مطبع الاخبار ، كول : ٣٩٩ -مطبع الالصارى ، ديلي : عدد ، وهد ، - A10 . 41.

مطبع جاعت تجازت متفقد اسلاميه لمثاثه و ميرله: ١٢٩ -

مطبع حسنی ، وزیر گنج لکهنو :

مطبع سیدری ، یمبی : ۱۹ -مطبع رحاني ، حيدر آباد دكن : ع ٩ ٩ -مطبع رضوی ۽ ديلي : ١٨٠ -مطيع رفام عام ، لايوز : ١١٨ ، ١١٨ -

مطيم دعائي رقاه عام ، لايور : ١١٠ ،

مطبع سراجی اید سعادت علی خان : - 174 4 مطبع شاه جهانی ، بهویال : ۱۵۵ :

- 1 - TT - A14

مطبع شمس الدوله ۽ حيدر آباد داکن : مطع شینشایی ، سیارن بور : ۱۹ - ۰

مطبع العلوم ، مدرسه ديلي : ٥٦٠ ، - 1 - 7A - 1 - F. - - 1 - 7 - - -مطبع محبیری ، سیسرام : ۲۰۸ -

مطبع کشن راج ، مدراس : ۱۰۲۳ ، مطبع مجتباتی ، دیلی : ۱۵ - - -مطبع مجتبائي ، سيرڻه : ١٠٩٩ -مطبع عدى ، حيدر آباد دكن : ٩٠٩ -مطبع بدى ، كاليور : ١١٣٠ -مطبع مصطفائی ۽ ديلي : ١٤٠٠ -مطبع مصطفاق ، کائیور : ک ۲۵۹ ،

مطبع مطلع العلوم ، مراد آباد : و : م. مطبع معارف ، اعظم گڑھ : عدم ، مطبع مليد عام ، آگره : ١٣٠١ -مطبع متعمى ، پئته بهار : ۵۵۹ – مطيم منهالندي ۽ کلکتم : ف ۽ ۾ ۽ ۽ ۽

مطبع کاصری ، دلهائی : ۲۰۰۱ -مطبع لظامي، كاليور : أن ٢٥٩ ، ١٥ - ٣ -مطبع تشييدى : ١٠٦٩ -مطبع لوز الاتوار ، آره : ۱۸۰ ، ۱۸۰ -مطبع لولكشور: ١٠٠، ٣٠٠ ، ١٥٠ ، مطيع لولكشور ، كالبور : ١٣٠ ، ١٣٥ ،

- 1 - TF " ALT " BOA " BOL

۱۰۸۱ / ۱۱۳۱ -مطبوعات امیر کلیمز : ۲۰۸ -معارف بریس ، اعظم گڑھ : ۲۸ ، ۲۰۰۰ -

معاصر ، پلتہ : ۱۹۱۹ ، ۱۹۹۵ ، ۲۸۳ ، ۱۱۵ ، ۱۹۵۹ ، ۱۹۳۹ ، ۱۱۲۸ – مغید عام ابریس ، آگرہ : ۲۵ –

مثید عام ابریس ، آگرہ : مے ۔ مکتبہ ابراہیمیہ ، حیدرآباد دکن : ۵۱ ۲۳۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۵ ۲۳۵ ۲۱۳۰

۱۳۵۰ مکتبه ادبستان ، سری نگر : ۱۳۳۳ -مکتبه بریان ، اردو بازار ، دبلی : ۱۳۵ ن ۱۳۱۱ - ۱۳۳۲ - ۲۸۵ ، ۲۸۵ ، ۲۸۵ ، ۲۸۵ ، ۲۸۵ ، ۲۸۵ ، ۲۸۵ ،

۱۸۱۳ (۱۳۵ عدد ۱۵۲۳) ۱۸۱۳ - ۱۸۱۳ ۱۳۸۰ - ۱۹۲۸ افن دیلی: ۱۵۲۸ - ۲۵۲۳ - ۱۸۲۸

مکتبه سات رنگ ، گراچی : ۱۱۲۹ -مکتبه کلیان ، لکهنؤ : ۹۲۸ -

مکتبه معین الادب ، لاپور ( ۱۱۵ ف ۲۰ م / ۱۵۸ -مکتبه سیر ایم روز ، کواچی ( ۱۵۹ -مکتبه ایا دور ، کواچی ( ۱۳۳ -اسلام بروز لاتبریری ، بیشی ( ۱۱۵ -ملک چنن دین ، لابور ( ۱۱۵ -سوتی لال بخارسی داس (بایشرز) ،

معت لان بنارسی داس (ببلیشرز)، دایل : ۱۱۰۱ میکمان اینڈ کمینی، لیویارک : ۱۱ میکمان اینڈ کمینی ، لیویارک : ۱۱

.

السيوال ، پيرس : ك ١٠٠٠ - ١ الناظر بريس ، لكهنۇ : ١٣٣٠ - ١٥٥٥ -ناگرق برچارق سيما : ١٠٨٠ -نامى بريس ، كاليوز : ١٠٠٩ -

ئسيم بک ڈپو ، لکھٹۇ : 170 - " نظامی پریس ، بدابوں : 27 ، 111 ، 211 / 101 / 101 ، 101 ، 101 ، 110 / 221 ، 104 ، 107 ،

لیشنل اکادمی ، دیلی : ۵۵۸ -لیشنل 'یک فاؤنلیشن ، کراچی: ۱۸۰ ،

۲۰۵ ، ۲۰۹ -لیشنل لائبریری ، کلکته : ۲۰۸ -

معدرد پريس ، دېلي : ۲۰۲۳ -

پندوستان پریس ، رام پور : ف ۱۳۱ ، FET. FEIL F TOE 1 161 1031 1004 10:1 183F 141. 141A 17F4 17F7 1 1-A1 19TA 1 AGE 1601

يونيورسل أيكس ، لايور : ٨٩ -

مندی ساہتیہ سمیان ، الد آباد : ۵۰۸۵ -

sitemais, Plata, alle file . eve a 11.10 d ( 1.01 ( 1%

## اشخاص ، الهوام و ملل ، افسانوی کردار

آيرو ، نجم الدين شاه مبارک : ۱،۰ 1137 1165 116A 133 filt file fiat fian 1 144 1 143 1 144 1 144 ITLE ITER ITER ITER مالات زلدگی: ۲۱۰ – ۲۱۳ ا ماحول: ۲۱۲ - ۲۱۲ ، تصور Crea Cres Cattle Cattle لمام كوفي : ١١٨ - ١٢١ ، كلام معي مندي اثرات . و د و و د د د د د مائب کے اثرات ، ۱۹۹۰ کلام w ( tra - trr : 41) دور کا کائندہ شامر : هجو -۳۲۰ : تصبور شاعری : ۲۳۰ -و و و ، کلام مين معاصرين ؛ ووو ، ---- · ibie --- · 254 1 tet | teh | ter | ter 

\* \*\*\* \* \*\*\* \* \*\*\* \* \*\*\*

(TAL | TAL | TTS | TTA \* TAT ! TAT ! TAT ! TAT CTTS CTTS CTAT CTAL frie fr. 6 fr. 1 fran \* F4. \* T74 \* T87 \* TAT 1 WAL | THE | THEY ! TA! \* \*\*\* \* \*\*\* \* \*\* \* \*\*\* " "AA ' "B. ' "FT ' "FF ' ATA ' ATT ' FTA ' FAT .... ... . ... . ... 14. " 14. " 1AT 141" f 1. F 4 f 4 . 1 A f 1 . . A f 474 - 1 - 47 ( 1 - AA ( 1 - F -- 1 my ( 1mr : All آڻو ليکس ۽ ٢٠٠٠

انو ليخس : . - : -أدم عليد السلام : ١٠٥١ -آذر، لطف علي ينك : ٢٠٨ -آذر، تتراش : ١٨٥ -آزام، نسروان جي سيروان جي : امام -

آرزو ، سراج الدين على خان ؛ جب ، نظريه ونان: جب - جب ، ير ، يو ،

(181 (184 (188 (188 ( 188 ( 188 CIES CIES CIEC CIEC (100 135 la 1 100 1 101 غالدان: ومر : علير و قضل • دور ، تمالف : دور - مور اؤليات ؛ جور ۽ لقت لويس. • مدر - جدر ، توانق البائي و ۱۵۹ - عدا ۽ معالي کي تشري : 10 - 10 1 lok leg loel لفع : ۱۹۱ - ۱۹۱ ، الناظ كي لشرع اور معائی : وهر - . ۱۹۰ ·

اردو فاعرى: ١٦٠ - ١٦٢ -( 174 ( 176 - 176 ; Think \* 144 - 143 \* 14F \* 136 1 TF4 1 T1 - 1 T-A 1 155 . F15 ! F85 ! F.1 ! TAA 

fart fare farm fala fact fact fare far. ( SAC | STT | STT | 53-4

(333 (338 (381 (388 14PA 14TA 14TE 1747 . ATL . ATL . A.F. . ...

> FARA FATE FATE FATE - 1 - 61 - 1 - 14

آزاد ، ايوالكلام : ١٠٦١ -آزاد ، قدر الله • مدر ه أزاد ، يد حين : ميم ، جوم ،

tore tone tone then - 1:07 ( 1:15

آزاد بلکرامی ، میر غلام علی ، به ، CITT CITA CITA CITA ead cor fine fire ديوان ۽ سهر ۽ تماليف ۽ سهر ۽ d : 177 1 144 1 147 1 148 1 PRY 1 PAG 1 PR. 1 PRS CAP. CAPI CATE COLD . . . . .

آزرده ، مغتى صدر الدين : ٢ م ه -آسائض بانو : ١٦٥ -

آس ۽ صدالباري ۽ جوم ۽ ف جوم ۽ \* 845

- ATT : 498 آمِف الدولد ، نواب : ١٠٥٠ ، ك

( med | f mad | f max | f ted ' AT. ' A18 ' FT1 ' FAT CAPE CAPE CAPE CAPE 1 350 1 304 1 304 1 301 1 ATE 1 ATE 1490 1474 FARA FARE FARE FATA 1 A4 . 1 A3F 1 A8 . 1 AFS 

(1+47(1+40 ( 1++F ( 17) . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

آصف جاء اول : ديكهيم آصف جاء

لظام الملك . أصف جاه تظام الملك . ٢ ، ٢ ، ٤ ، ٤ ، - 071 أصف جاء ثاني : ف ١٠٠٠ ١٠٠١

- 141 ( 14. ( #1. آفاق، مير فريد الدين: ١٠٨٣، ١٠٨٠ -التاب : ديكهي شاء عالم ثاني .

آفرين على عان : ٢٥٠ -آفرين لاپورى ، قتبر الله : ١٦٥ -

آگاه ویلوری ، پد باتر ؛ . . و ؛ 1 101 1 100 1 100 1 10F ٠ ١ . ١ ، حالات . ١ . ١ . تصالف . ١٠٠١ اردو تثر : ١٠١١ )

١٠٠٥ تاريخ كا تقطم تقر ؛ ١٠١٦ - ١٠١٤ قاربي امناف ( 1.T) ( 1.15 - 1.14 : 00mm - 1 - 4 | 5 | - 4 - 5 | - 5 |

آلمضرت ع: ديكهم حضرت للد صلى الله عليد و آلد وسلم -

- 930 : ol آير ، مير عبدالرحشن : ١٤٠-

100

ابا عبدالله الحسن : ديكهم امام

ابدائی ، احمد شاہے ہے ، ہے ، م 1 7 . 7 1 1 1 7 1 A4 1 A7 1 AM ' A. T ' CAT ' CTS ' CTA

fair fair fait fait fait

" 444 " 470 " 707 " BF4 1 114 1 144 1 ANT 1 AAS 1 1.3F 1 1.74 1 1F1 1 1FF -1 -49 11 - 4 A 11 - 44 1 - 47 ابرايم عليم السلام : ٣٨٣ -ابراهم بن مسلم بن عقبل ٠ و٠٠٠٠ . ایراہم خال بن علی مردان غال و

- +0. ابراہم غال گاردی : ۵۸ -ايرابيم لور الله ، بير : ٨٢٢ -FARL FARL FRAGE : MAKE ! HE -40.1471

ابن رسول الله : ديكھيے اسام حسين -ابنائي داس : ۲۹۱ -ابوالحسن شاه : ٢٣١ -ابوالخبر: ٢٥٩ -ابوالفضل: ۲۲ ؛ سم ، ۱۹۸ -ابوالمعالى: سيد: ٢٩١ ، ٢٤٤ -- 009 : Jensel

ابو حنيفو ، امام : ١٩٣٠ -ابو طالب: ١٥٠ ؛ ١٥١ -ابو طالب ، صلا: ١٦٥ -أبو لصر ، شيخ : 11 م م الهي چند : ١٩٤ - ١ الله ، مير عبدالجليل حديثي واسطى يلكراسي: ١١٥ -

اثل لارلولي : 110 4 117 -الر ، امداد امام : ١٦٨٦ ، ٢٥٠٠

- 14A 1 184 1 74 A 4 744 ; 24 A 4 1 4 1 1 1 1 FATE SATE FRE FRAN

- - - 12 ( 472 ( 477 ( 471 ١٨١١ كام . . . ، تصاليف : (A. . : 01943 (A.T - A.1 مندرجات و ۱۸۰۷ غزلبات -۸۱۰ - ۸۱۱ ؛ مثنوی خواب و ( AL - ALT ( ALL : ULE 

- 1 - - 5 اثر وام یوری ، بد علی شان : ۱۸۰۰

اثر لکهنوی : ۱۳۳ -- 1 77 : 01-01 المسان ، ما الله عدال حسن خان -

احسن احسن القرير ومري موجري كره يد راغ: ١١٥ - ٢١١٠ - ----

احسن ، مرزا احسن على : ١٩١١ -احسن ماربروی : ۱۰۲۱ ، ۱۰۹۰ ،

- - - - -

المعد (مرثيه كو) : ٠٠٠ احدیگ : ف ه.ه -احدیک ، مذا ، وروء المحد غال ۽ غواجي . . . . . احبد غان ۽ لواپ ۽ هو ۽ -

احمد غال ، لواب معر : ٢٣٠ -أهد سريندي ۽ شيخ (مضرت عبدد الف ثاني) ۲۲۲ ، ۲۲۹ ، ۲۲۹ ،

- 170 4 401

1 mg . 1 ag 1 mg 1 a ; sla san . AL. . ... . T19 . T14 1 418 1 414 1 410 1 ATT floor | 1163 floor floor -1-41/1-47/1-47/1-44 احمد شاه درانی : دیکهیر ابدائی ، احمد

احمد على غان : جرجو -احيد گجراني . و م ۽ ٠ احمد یار غال ، ٹواپ : ۱۹۵ -اختر حوثا گڑھی ، قاضی احمد میاں :

\* 1. 24 ( 224 ( 24. اغلاص ، گشن چند : ۲۸۵ -ادیب ، پرولیسر مسعود حسن و شوی ه 

' 01. ' 0FF . A.. ' FT. 'ATE - 100 ' ATE : ATE : ATE - 9-4

اديب ، ڏاگڻر لطيف حسن ۽ . در ۽ -اديم بائي : ٢١ -- A. D . DAM . FOR . short ارشاد ۽ سيد لقي احمد ۽ . ۽ ۾ -ارون ، ولم : عد ، ٩٠ -اسراکر، اے : عدم ، ۲۰۸ ، ۲۹۲ ، tran transfer di cons

\* max \* mmm \* mxa \* mis

- AIA - AIT - 44P - 477 1 1-71 1 1-7- 1 AAR 1 ATS -117. - 1117 - 1 - 0 : 1-0

اسد خان اورنگ آبادی : ۱۵۱ -اسد ديوانه ۽ . ۾ ۽ -اسد بار خان (بخشی لواب بیادر) :

- 001 - 1 . \* \* : + |-|

اساه سعیدی ۽ ڏاکٽر : ١٩٢١ ، ١٩٢٠ -اسلمل امروبوی : هم ، شجره ؛ ف - 71 0 1 7.

استه ، جارل : ۵ ، ۱۰ ، ۱۰ ، ۵ ، ۱۰ ----

اشتیاتی بشاہ واں اشت بہہ بنت مود ، ف جود ، عالات : وود ، زبان و بیان : عود ، جود ،

- 447 4 877 4 797 4 797 اشرف : ۲۵۲ ، ۲۲۱ ؛ ۲۲۱ ، ۲۲۲ ، - 1 - - 4 ( 773

الشرف (د کنی مرایه کو) بر ر اشرف درایاتی ، سید شاه : ۱۸۹ -

اشرف غان : ١٠٠٠ -افرف غان ۽ افغان پسر : ۲۹۱ -

اشرف على غال ، اشرف الدوليه -- 131 ( 130 اشرف على غال ۽ تواپ ۽ ١٠٧٨ -

اشرف گجراتی ، بد اشرف الموسوی : · was 1 sas 1 sas 1 33

- 791 : 641 - 791 - 709

٣٠٠٠ الرات ولي: ٢٩٠ - ١٩٠٠ لصور عشق : ۲۹۳ - ۲۹۳ ؛ غزلیات : 1 TAR 1 TOT 1 7 .. - TIN

اصغر على و يوسو . اصمى: عوو -اظبرالدين ، شيخ : ٢٠٦ -

اللير على ۽ ڏاکٽر سيد ۽ ق ۽ ۾ ۽ - 1-A1 1 141

اعتباد الدولم فمر الديرب خاب وزير الممالك : من ا مور ا مور ا - ---------اعتاد الدولم يد ابين عال جادر تصرت

جنگ : ۱۶۳ -اعجاز رقم غان : ١٠٩٠ -امظم ، عد غوث عال : ١٠١١ ، ٢٠٠١ -

اعظم الامرا ارسطو جاء : ٩٤٠-اعظم عال ۽ لواب ۽ ۱۳۰ ۽ ۱۹۸ ۽ - 55. 4 750 امظم عال کلال : ١٠٠٠ -امظم شاه : بره -

اعلى ، امين الدين : ٣١٦ ، ٣١٦ ، التخار ، عبدالوياب : ف جمر ، ف ( mis ' Tet ' TTT ' TTS

الصفار حسين، آلها: أن ١٠٦٢ ، \*1+41

افسرالدولد قياش الدين عيدر ٠ . ٠ .. السر صديقي امرويوي : ۲۹ ۲ ۳۸ ۶

C TH. C T.S. C.S. C.A. 1 374 1 448 1 F3T 1 FFT -1.70 . 10. . 171 افسوس ۽ سير شير علي : ١٩٤٠ ۽ ١٩١٩ ،

ATD ATE ATT ATT - ALT ! ALT ! AL

- 1 - 2 - 1 - 1 - ٢٠١ : ١٠١ -

f are f are f are f bet 1 48+ 1 409 1 484 1 3F1

- 93. العدا حسن ، ڈاکٹر : ہے ، ۱۱۸ ،

1 144 1 100 1 10T 1 10T 4 88A 4 PT 1 4 P14 4 PAA 1 47A 1 40A 1 4T . 1 4 13

L PER' TIN'TIN' TIN' - 441 4

اللسي مشيدي : ۲۹۳ -اکبر (دکئی مرثبہ کو): . . -

1 ATT 1 WAT 1 191 1 1A - 394 / 395

اکبر الد آبادی : ۱۱۰ ه ۲۰۳ -اکبر حدری کاشیری ، ڈاکٹر :

f ass f son f par f int - 447 4 414

اكسعر (استاد مرؤا فاغر مكين): ٩٩٠ -الطاف حيدر آبادي ۽ عد تق ٠ مدو -

الف ابدال: ومه -

الم ، ميان صاحبيه : ٣٠٠٠ -امام دين : . . و ۽ و . و . امام منص كشميرى : ١١٢٣ -

اسامی موسوی ، میر : ۸۱۹ -امان الله ؛ ف م. و وقات ؛ ف و. و ، - 654 ( 615 الماني ۽ خان زمان : هم -امة الزهرا : ديكهيم بهو بيكم ، تواب .

اعد على : 11.9 -أمراقة الد آبادي، ابوالعسن اميرالدين: \* \*\*\* \* TAE \* TAP \* 1P8

1 419 1 707 1 P94 1 P14 1 300 1 30. 1 483 1 4T3 1 144 1 144 1 146 1 100

-11TA 11-30 امید بمداق ، مرزا عد رضا قزلباش : ברו דרו ושלים: שדו - חדו تاریخ پیدائش و وفات : ت ۱۳۱ -1 134 ( 100 ( 10 . f 157 d \* ATA \* F.T \* F.1 \* 14:

-001 اميدوار ۽ شيخ ٽاڻم علي ۽ ڄڄڄ -امير ، لواب عد يار خال ٠ ٠ ٨٠٠ ۽

اسرالامرا خاف والاحداد مادر . أمير الأمر اصمعام الدولم وبيهوب اميرالدين : ۲۹۱ -

> امبرالهالک ۽ لواب ۽ ٢٧٦ ـ امير ليمور : ٢٣ ـ -

امیر مینائی ، منشی امیر احمد : ۱۹۹ -امین الدوله ، تواب : ۱۹۹ - ۱ امین نمان : ۱۹۹ -امین کودهری : ۲۹ -

المام ، لواب عدد البلک ابیر عان : ۱۳ ، ۱۳۲ ، غالدان روس : ۱۳۸ - ۱۳۸ ، کتا : ۱۳۸ ،

۳۱۱ / ۲۰۱۵ / ۲۰۱۹ -الدرس: ف ۱۹۱۸ -السان ، اسد الدولم اسد یار خان -

- 41. (177 (11) (16) (16) (16) (177 (11) (16) (16) (177 (177 (178 (177 (18)

الصاف حیدر آبادی ، مرزا علی تقی خان : ۱۰۰۹ ، ۱۰۰۹ ، دیباچد مجموعه رسائل : ۱۰۰۸ -الوپ بائی : ۲۱ -

الوپ بائی : ۲۱ -الور ، سنور سهائے : ۲۵ -الودی : ۲۸ : ۲۹ : ۲۳۱ : ۲۳۱ : ۲۳۵

امير کلال ، مضرت: ۲۲۳ ، ۱۱۳۳ -

اودمولالیک : میرود ... اوراک زایب عالم کرر : و ۲۰ به ۲۰ به ۱۰ در ۲۰ به ۲۰ در ۲۰ در

ایسولید: ۱۳۷۰ -ایشرها مسیحا: دیکهیے مغیرت عیستی علیه السلام -ایازترنه : ملکد: ۱۹۳ -ایازترنه : نام : جده : ۵۹۱ ،

۳۰۳ -ایما ، میر میٹی خاطب یہ عاشق علی خان : ۱۳۰۳ -ایمان ، شیر جد خان : ۱۳۹۹ ، حالات : میلا - ۱ میر ، تصانف ، ۱٫۰۰۱ ،

ديوان: ١١١ ، كلام يو رائي: ١١١ - ١٤٢ -

بابا فرید شکر گنج ۳: ۲۵۸ : ۲۰۱ بابا تادری ، سید : ۱۰۲۵ -- 1.40 ( 03 : 39 بادل على ، سيد : هسم -

باز جادر ، سلطان : يم ، سي -باق بالله ، خواجه : ۲۸ ـ -باؤڈار يېل ، ڈېليو : ١٥٨ -بائرن: ١٣٠٦٠٠٠

مری ، قانی صود : ۵۰ ، ۱۵ فت سنكو ، واجد : و ، د -برات اشه ، مير : ۱۹۹ -يراؤن ، ايڏورڏ ، جي : ١٥ -

K3 KD: 177 -يركت الله اويسي : ١٠٠٠ -بربان الدين غدا كا : ١٠٠٠ -

ير بان الملک ، سعادت غال ، الواب . - 130 ( 174 ( # ( # - 930 \* Jan بسنت على خال ، خواجه سرا : ١٥٦ -

بشاش ، منشی دیبی برشاد : ۱۹۸ ، - 10-بعد سکه ، رائے : عمد -بشير الدين . مولوي : ٣٣٥ -بشر مسن ، 4: ۱۲۵ -

بتا، بتاء أنه خال: ١٣٠٠ ٢٣١٠ - 1 - . 0 ( 019 ( mag 4 ( mar بكرم ، راجه : ۵۵۸ -يتكنى ، احدد عان : ١٥٢ ، ١٥٢

بو على قلندر ، شاه : ١٩٦٩ -عاء الدين تقشيد ، حضرت ، جور . بادر سنكه ، رائے: ١٥١٥ ، ١٥٠٠

- 000 بادر شاء اول : ۲ ، ۲ ، ۲ ، ۱۲ ، ۵ ، ۱ CTAL CAPE CAPE CALL \* 1 . 75 6 . . . مادر على جهر اموأن · ف . ۸۸ -

سكور، قائم خان . ١٠٤٦ -بودلين : ١٨٥ ، ١٠٠٠ -

- + + + : . 1= +1

مار، ليک چند ٠ سم ، مه ، ۱۳۳ W- (197 (197 (184 ولادت و وفات : ١٦٨ ، تصاليف : ١١٠٠ ، اردو کلام: ١٦٩ - ١١٠٠ - 000 ' 000 ماری لال (بندی شاعر) ۰ ۱۳۰۰ مرد

بهاؤ ویس واس راؤ: ۸۸، ۵۸، - 011

- - - : 31 -- 477 · 211 - 150 يو يكم ، لواب : ٢٠٨ ، ٢٠٨ -تهد ، بعر معراق ٠ جرر -- 1 - 74 : 10 00 10 يان ۽ غواجہ احسن الدين خال ۽ عدي عبير : اصل الم: ال ( m1 . - m . i : - Wha 1 m . a

كلام لد دائے: ١٠٥٠ - ١١٥٠

1 ATE 1 AT. 1 ATA 1 MLA - 151 : 45 4 مے ثاب ، عدائ فاروق : . . و -ع جگر ، غیراتی لال : TIT ،

-1174 C 111 C 11-5 ماد جد د روبر<sup>2</sup> : ۱ -

يدار ، ساله حكه : ۱۵۳ ، ۲۱۱ ، 140A 14TO 107. 1TITU

بيدار ، شيخ مإد الدين بدى : 1410 14TT 1FT0 1FT1 المداه وم ، نام اور خالدان ؛ . . و ، تعلم و تربیت : ۹.۱ -

۹۰۰ کلام میں مختقہ رلگ ، ۹۰۲ - ۵۰۹ ، شاعری کا مرکزی تنظر: ۵۰۰، زبان و بیان: ۱۹۰۹ ، غزلیات پر رائے: ۱۹۰۸ (4r. (114 : 111 (1)

- 17- 1 177 1 177 بيدار، عايد رضا : ١١٥ ، ١٠٢٠ يدل ، مرزا عبدالنادر : ۲۵ ۱۹۲ مه ، ۱۲۲ مطرق فکر: ١٣٠ ، دو مثنويان : ف ١٣٠ ، الداز بيان: ١٢٥ / تماليف: ه١١٠ ، اردو کلام : ١٦٥ - ١٠١٠ CIP. CIPS CIPS 1174 \*\*\*\* \*\*\*\* \*\*\*\* \*\*\*\*

CAN. CARS CAPE CTA.

11-A1 11-40 11-4F 100.

1 mm | 1 mm | 1 mm | 1 mm 1 979 1 AGT TAIT 1 AAA - 1.10 J ييل. کائی ، کاسیالو : ۲۰۹۳ . ينوا: ۲۰، ۱۱، ۱۱، ۱۲۱ م ۲۰۰ - 1 . 97 : 613 . 64

بيل ، طامس ولم : ١٠٥ ، ١٠٥ ،

(313 (334 (333 (338

- 100

يكم جان: ٥٠١ -

بیکم (ایک طوالف) : ۱۳ -

يكم فخر الذين : ١٠٥٠ -

بيكات اوده: ١١٥ -

باكباز ، مير مكهن : ۲۱۱ ، ۲۲۱ ،

ادومي تهيش : ١٨٥٠ -پروائد مراد آبادی ، پروائد علی شاه : \* 477

بريم سنگه : ديکهيم علي بد عان ـ - TT1 ' T1A : LE بيام اكبر آبادى ، شرف الدين على عان: ۲۰ ، ۱۲۰ ، تاریخ والت : ف (۲۸٦ ( ۱٦٥ ) ١٣١ ك

- 44T ( 111 f 61 . يثرارك: ۵۸۵ -پير بابا شاه حسيني : ۲۱۲ ، ۲۲۳ ،

اور روسی : دیکھیے مولانا روم . يهاسبر عليه السلام: ديكهير عدام.

\_

فايل د مير مبدائشي : قد يوم : و د دوم : و دوم : و دوم : و دوم : و دول : و دم : و دول : و دم : دول : دول : و دم : دول :

تاج ، سید استیاز علی : ۵٫۵ -تاج الدین ، میر : ف ۱٫۹ -تارا جند ، ڈاکٹر : ۲٫۵ -

تان مین : ۱۱۰۰ تیان پهلواری ، شاه لور الحق :

تیان پهلواری، شاه نور الحق: ۱۳۹۳ -نیترد، میر هبداقه: ۱۳۹۱ ۲۵۰ - ۲۵۰

ايل دائيل على شاه ز بره -ايل د يحد حسن على ( ۱۹۰۵ ۱۹۵۵ -ايل د حين الدين على ( ۱۳۹۰ ۱۳۱۱ -

فسين على خان : ١١٥ -

تراب على ز چه و به است. حلى ز چه و به دارت من دولان ز ۱۳۰۰ مند و است ما است حالات و ۱۳۰۰ مند و است مند و است منتظم است منت منان به است منت منان به است منان به است منت منان به است.

تنی (دگلی مرثیہ گو) : ۲۰ ؛ ۱۹۹۹ ۵۰۰ : ۲۰۰۵ تمکین ، میان صلاح الدین : ۲۰۰۵ ،

۳۵۵ -کنا اورنگ آبادی ، اسد علی خان : آما ۱ ۳۵۱ / ۱۸۰ ۱ ماره -

تبورخان : 24-ليغ ، منشى فتير بد : 24-

ثورو لينسس ، فرالسسكو ماويا : 1.97 -ثيبو سلطان : ه ، 1.99 - 2.00 -ثيبك : 1.97 - -ثيبك : رئيز علام ، راجه : 2.20 -

ئىلر ، گىتان : man -

\_

ثابت الدآبادی ، سر بد افضل : ۱۳۳ ثانب : ۱۳۳۰ - ۲۳۰ -ثانب رضوی : ۱۳۰۵ - ۲۳۳ -ثانب ، میان شهاب الدین : ۲۳۳ ، ۲۳۰ - ۲۳۰ -

- 1.16 (477 ( F17 ) db

بایی ( ۱۹۹۳ ) ۱۹۹۳ ( ۱۹۹۳ ) ۱۹۸۳ - ۱۹۸۳ ( ۱۹۹۳ ) ۱۹۸۳ - ۱۹۸۳ - ۱۹۸۳ - ۱۹۸۳ - ۱۹۸۳ ( ۱۹۸۳ )

۱۹۳۸ (۱۹۵۰ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳۳

چیل بالی : ڈاکٹر: ہم ، یہ ، اور ، ا

جوار هل سان ، فواسا : ۱۸۳۵ ۱۹۳۹ - بودش : حالات روه - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - الماليات : ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹ ۱۹۳۹ - ۱۹۳۹

· 177 · 17 · A7 · T1 · A

· AAF · AA · · #11 · \* · 4 -1-35 11-65 ميانگير ٠ . ۽ ۽ ۽ ۽ ۽ ۽ ۽ ۽ م جهنكو داؤ : حد ؛ حد ؛ مد ؛ مد

> Ε چفتائی ، پد اکرام : ۱۳۱ -- 177 : نحات

وندا ؛ ماه لنا ؛ ١٩٤١ -- 7.0 ( 700 ( 140 : 750 مهتر سنگه ، راجد : ۱۰۸۰ ، ۱۰۸۵ م

حائم ، ظيور الدين : A ، ه ٢ ، ٢٦ ، 1 114 1 1.4 1 33 1 4 4 f AF " 100 " 104 " 170 " 173

. T.A . T.F . T.F . 149 F THE F THE F TTA F T-4 ' TTI ' TOO ' THE ! THT F ... . TAT . TAT . TAT ' ror ' ros ' ro. ' rrr ' TAT ' TA. ' TOO ' TOP لاو ال وجهر ، أن رجم ، حالات . ( mes : 35td ( mes - mes تاريخ وقات : ١٠٠٠ - ١٠٠٠ تصاليف : ووج سد وجرم ، ابتدائی رلگ سخن : وجم سروم ، اوليات : وجم -

وجم ۽ اردو ائر : وجم - وجم ؛

قارس الأراء والمسارعات القلاي

شعور : روم - عوم عشاعری کے 1 ma . 1 mar - man : 1101 FRAT FRAT FRAT FER . ... . ... . ... . .... . .... f are f are f are f are 1 371 1 310 1 074 1 078 1 410 1 704 1 700 1 7F. " AA . " AAA " AAA " ATE

" AAT " AT. " A.4 " 4A0 " ASE " ASE " ASE " ASE \* 101 \* 113 \* 110 \* 1-F 1 4mg 1 4ma 1 4ma 1 4mm ( 1 1 10 ( 1 1 1 m ( 1 14 ( 10m

حاظ شعرازی ؛ جوء ۽ جوء ۽ رجوء ۽ 1 344 1 31F 1 DAN 1 DAG - AFT ' 455 حاکم لاهوري ، حکم بيگ خان وج ، \* 1 PP \* 4 TO \* 1 PP \* FR \* TO 1 144 1 145 1 135 1 15A - 40A ' 4TE ' TEE ' TET مالي ، الطاف حسين : ج. يه ، يه ويه ، " AAT " APT " 799 " 79A

-1-31 ( 341 ( 439 حييب الله : معر : ١٩٩١ ، ٢٨٨ -حجام ، عنایت الله عران کُلُو : . ۳۰ -- 1. Fe ( 1. FT ( A. ' F' مؤلی ، شیخ الاعل - برو و برو و 1 333 1 140 1 1AT 1 1T3

مزدر (طهود ) ۱۹۰۰ مید ۱۳۰۰ مردر (طهود ) میر بلد بالر : ۱۹۰۱ مید سرد بر افزان : ۱۹۰۱ مید الات ، ۱۹۰۱ الات ، ۱۹۰۱ (بالات ) ۱۹۰۱ (بالات ) ۱۹۰۱ (بالات ) ۱۹۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ ) ۱۳۰۱ (۱۳۰۱ )

۱۳۳ – ۱۳۳ - ۱۹۵۰ و ایال زیده و ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳ -

الدور الدور

1 AAA 1 AAT 1 AAT 1 AAT

1 4-4 1 4++ 1 A1+ 1 AA

۸۱۹ -مسن خان : ۱۳۰۹ -مسن شان : ۱۳۰۹ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۱

حسن شوقی: ۱۳۱۱ می ۱۳۱۱ ۱۳۸۹ ۱ ۱۳۱۵ -حسن علی ، مغیرت آماد: ۲۸۸ -

حسن علی ۽ حضرت امام ۽ ٢٠٠٥ – حسن گِلد مِلقي ۽ ميال ڙ ۽ ٢٠٠ – حسيب ڙ ۾ ٢٣٠ ۽ ٢٥٥ – حسين ۽ حضرت امام ۽ ٨ج، ۽ ڇج ۽ ۾ ۾ اِ

حسين قوق : دم ۱۹۰۰ -حسين على خال : ۲۰ ۱۸ -حسين على خال : ۲۰ ۱۸ ۱۸ - ۱۵۰ -حسين على خال : ۲۵۱ ، ۲۵۱ -حسيني ، شجاعت على : ۲۱۵ -

سینی دست کی زیرو سینی د میر چادر علی : ۱۸۱ ۱۹۹۳ - ۱۱۰۱ سینی جرجان د پوت علی : ۱۸۲

حشت ، عد علی : ۲۸۵ / ۲۸۹ ا ۱۹۳۰ -حشت ، میر عشم علی خان : ۲٫۵ -مغور عظم آبادی ، شیخ غلام جیل :

- ٩٢٠ مقيط ۽ شيخ حفيظ الدين ۽ ١٩٤١ -

منیقاتیل د قاتانی و جهید دوج ته ۱۳۵۰ -منیت ماه حسین روجه و خاندان و حالات و ۱۹۲۰ - تصالیف و ۱۳۳۰ - ۱۹۳۲ - ۱۹۳۲ -

1714 - ١٩٢٢ - ١٩٠٠ - ١

۱۹۵۱ - ۱۹۵۱ - ۱۹۵۱ - ۱۹۵۱ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸ - ۱

ميدري ، شيخ لطف على أو جود -حيرت الكبر آبادي ، قيام الفين : أف 191 م أف 200 ، ١٣٠٠ أخ 191 م أف

غادم (سرثیه کو) : ۲۸ تا ۲۹ م غاقانی : ۲۹۹ تا ۲۵۵ تا ۲۹۹ تا ۲۸۵ تا ۲۰۰۰ میر مجد یار خان : ۲۴۳ تا

غان جهان جادر گوکاتاش: ۹۳ ا

غان جهان لودهي : ٢٦٢ -غان دوران ۽ ٿواب - ۾ ۽ رس ۽ -خان وشهد ، ڈاکٹر : ۱۹۵۰ -عدا أما : ديكهم بربان الدين عدا الا غرد ، خواجد مجد بحيثي خان : ١٩٣ -غسروء المعر ٠٠٠٠ صوء ووء ٠٠٠٠ 1 104 1 100 1 1TA 1 1.4 " FIA " FRE " 197 " 10A

1047 1047 1079 1077 - 1177 444 4777 . Far \* Cyda ( " , ba غلق ۽ مير احسن ۽ ديم -

غليق ، مير مستحسن : ۲۵ م على الحم ، 15 كثر . ووج ، ورس ، 1 4T+ 1 4 1A 1 301 1 614 . . . . . .

غليل ، ابراهيم خال : ١٩٥٥ ، ١٠٠١ ( AST | APR | FRE | FRE CATE CATE CA-9 CAN 1 144 1 167 1 174 1 1ms

- 104 غواجد المديري إغواجه معين الدين حشق ا: ١٠٠٥ -- 44T 1 810 : 07 1 724 -

خواجه بنده تواز گيسو دراز : ۲۰۱ : - n · col si

خورشيد الاسلام ۽ ڏاکڻر ۽ ق . ۽ . ۽ - 416

غوش حال غان ، م ۸ - - - -

خوشتر ، اللا فرج الله : . ۵۵ -خوشگو ، بندرا بن داس : ۲۰ ، ۲۰ ، tion time time time 1 144 1 147 1 177 1 17F CT14 6 T. 2 6 T. 2 6 14A - 617 ( 777 ( 711

دالا گنج بخش": ۲۰۱۱ -دارا شکوه : ۱۱۳۱ ، ۱۱۳۱ -17.8 17.7 1 mer 1 TAC : \$13 - 439 ( 411 ( 411 ( 414 دالا ، فضل على : ١٣٥ ، ١٦٢ -دالتر ؛ همد ، . وس ، س بد ، و . و . و . دانش ، میر رضی : ۹۳ ؛ ۱۹۳ ،

- 333 داؤد" ، مضرت ؛ ج. ۱۱ -داؤد اورنگ آبادی ، مرزا داؤد بیگ . 1 TET | TAT | 144 | 146 - 1.AT | TAA | TTT | TT

داؤد پوته ، يو ـ ايم ، ڏا گڻر . ١٠ ـ داؤد غان : معدد -12.A ( 778 ( PA . : 13,00 ) 718 -411 64.1 دتاسی ، کارسان ، مید ، وهم ،

1 1.T. 1 1.T1 AAF AAF -1-41'1-70'1-77'1-71 cira tra e na nala cita

1 ASA 1 ASE 1 AST 1 AST 1 137 1 169 1 164 1 173 " TAL " TAT " 167 " 197 frea fret f rel frit 6 4. A . 6 4. A . 6 4. B . C . C . C 1414 1 113 1 117 1 111 TAT TAT TOT TOT ' FIF ' FII ' F. & ' F.T . ... . ... . ... . ... : 17. : 177 : 170 : 17F ' F3. ' F01 ' F0A ' F0C 1 404 1 407 1 401 1 4TA - 10" - 101 - 101 - 10" 1 130 1 13F 1 13F 1 100 fair fran frav frau ( 1 . . A . 1 . . F ( 1A3 ( 13A - 1 - 77 5 1 - 10 174. 'ATL 'AT. 'ATT غائدان: ۲۰ - ۲۰ ، تعلم و درديند ، چد ظيم : ١٩٦٦ ، ١٥٣١ ۲۵۲ ، ۱۹۳ ، ماق نامد : ۲۹۳ ، مشاعل: ٢٠٥ - ٢١٤ ، شاعري كا آغاز: ۲۱ ، قارسی شاعری: د جر ۽ تصاليف ۽ جي سر رسي ۽ لعداد اشعار : ووج ، مشمولات ، - 197 : - 187 - 194 - 194 -تعبور شاعری: ۲۰۰۰ - ۲۰۰۳ : شاعری کے دو تقطیر بائے انظ . ٣٠٠ - ٢٠٠٠ ، تعبور عشق : ٢٠٠٥ -اردو و غارسي : جويد - ١٠٠٨ ے ہے ، صوفیانہ تعبورات ؛ ہے ہے ۔۔ . ... . AT. . ATT . TIA - 1 - 10 f 1 - - F f 4FF f 4F. . هـ ، عشق كا عبازي بيلو : درگه تلی خان نواب ذوالند، ده، - عهد ، کلام يو دالے : سالار جنگ : ۱۱ ، ۲۲ ، اردو - 407 : UN: 407 - 407 شاعرى: ١١١ - ١٢١ ؛ ١٨٠ 1 474 1 484 1 484 1 484 - TAP 4 TP3 ( T-A 1447 1441 1474 1476 دشرته ، واجب ، هده ... 1 497 1 6A6 1 4AB 1 444 دتيق : ١٩٩ -\* A.T \* A.1 \* A.. \* 413

. ALA . ALA . AL. . A.S

ATE SAFE SAFE SAFE

1 A A 1 APA 1 APA 1 APA

دل بهد عابد: ۱۹۹۱ مهه ، ۱۹۳۹ مهه ، ۱۹۳۵ تا ۱۳۳۵ تا ۱۳۳ تا ۱۳۳۵ تا ۱۳۳۵ تا ۱۳۳ تا ۱۳ تا

دليل غان : وم -دوغاره بالو (دعتر مرزا دوالنقار - 114 - (5

دهراشك ، واحم ؛ يروي و -ديوالد ، رائے سرب سنگھ : ٢٥٨ -

قرالت ، ول اور ايريش : ١٠ -ارائيلن : ۲۰۱۰ (۲۰۲ : ۲۵۱) دوم ا

ليف الي : ١٠٦٥ -

نوء : دیکھے سیر کھٹری ۔

دُور ، سر بهجاو : ۲۶۳ -\* TAO \* TTT : 44 496 " 653

- 117. 1 flie

دکا بلکرامی ، عد عال : ۱۵۱ : ذه اللها: ، داکثر علام مسبن : ۱۲۰۸ 1 mls 1 mls 1 mas 1 mm; 1 63 . 1 MAY 1 MM 1 MTA C

دوالفار عال جادر لصرت جنگ : ITT CHID CAT CAT CIT

1 7AF ( 7PF ( 7. F + FAL : 43) - 499 6 4 . .

دادك: ١٠٦٥ -راحت افزا بخاری : ۱۱۲۹ -راز : ١٠ على : ١٠٨٠ -

رازی . عاقل غان : ۲۸۹ ، ۲۵۹ -عان مادق) • مدم ، ۱ مه -

واسخ ؛ عنابت خان (خلف لطف الله راسخ عظم آبادی ، شلام علی: ۵۸۹ ، Cays and and elect

و وفات : همه ، تلتد : ومه ، تسالف . بده ، کلات ، بده ، مندرهات . ميره ، مثنوبات و همه - , وه ، موضوعي للسم : همو ، عشقیه مثنویوں میں میر سے عاثلت : عهو ، ديكر متنويان : · 2 11 2 04 att ( 47 . - 44. - 1 - 4 / 134 / 131 - 13. راشدی ، سید حسام الدین : ۱۳۳۱

( ar. ( ary ; page ) of - 11 . 9 : 44 - 11 رام داس (مروش شاعر) : ۲۱۸ -

رام لرائن ، ديوان : ٥٨٩ -رام لرائن ، راجه : ۹۶۱ -- 1 . a. - lame + lala | 1 a. . . وتناك ، جكن لاته : ١٠٨٣ -رحان على : ١٠٥٠ -رست غال ، حافظ : ه ، وهم ،

رحم، عبدالرحم خان غالان: ١٠٨٦ -وسم على محورى : ١٩٨٠ ، ١٩١٢ ، -1-41-1-45 1 1-5. رسوا ، آفتاب رائے : ١٩٨ ، ٢٨٩ ،

رشكي بمداني : عود -رشید حسن شان : ۱۹۲۱ و ۲۳۱ - 47 . 1 410 1 707 1 94 .

وضا (مرثيد كو) : ٧٠ -رضوی ، ڈاکٹر سلم حامد : ۹۹۸ ،

وشوی ۽ سيد سفارش حسين ۽ جے -رشی ء کا رشی: ۲۹۹ ، ۲۰۰۰

- 611 وض كجراتي : ١٥٨ -

وعايت غال ۽ ووم ۽ جريءَ ۽ وريءَ - 404 ( 411 ( 410

وقع الدرجات : - -رقيع الدين خال ۽ حاجي : ١٠٩٤ -

رقيم الدين ، عبدالوياب شاه : ٩٩١ ، م. . ، ، على استعداد : وم. . .

1 1.30 1 1.00 1 1.0. 1 1-71 1 1-7- 1 1-8A

ركن الدين ، شيخ : . . و -

راكر: ه٠٨ -ومزى . ديكهر شاه حائم -

رمضائي (معشوق لاجي و آيرو) :

رقد ، مجربان خان : ۸ . م ، ۱ وم ،

1 104 1 107 | 167 1 101 - 440 1 495 1 419

رنگین ، سعادت یار خان : ۱۱۱ ، 1 Ac. 1 694 ( PT) 1 110 روب متى : ١٠٥٠ -روح الله غال : ١٧ -روسي (دميني مرايه کو) : 1 4 -

- 841 : 3-37 روشن ، روشن على : ۳۳ ۵ ۵۳ ۱ مذہب اور سکولت ؛ ہم ؛ وہ ؛ - 701 1779 148 147 178 روشن الدولد ظفر خال رستم جنگ ، - . - . - 410

روشن رائے: ۲۸۹ -- A41 : witer - Arr : Can chi

والر ، سيد عد مير : ١٥٥ -إيردست خال : ٣٠٠٠ وبري ، بلال احد . . . . . وُكُلُ و مير جعفر : ۲۵ : ۸۹ : ۸۹ ، ۹۰

مالات: وو - وو ، کلام: عو -٠ ١٠٠ (بان و يان: ١٠٠٠ عدا ، ۱۰۱ - ۱۰۱ : شاعری کے جار معبر : ۱۰۱ - ۱۰۱ ، عبرت اور اخلاق الدار: ١٠١ - ١٠٠٠ ، مالات اور والعات عصرى: ٠ ١ - ١ - ١ ، ١ ، بجوبات : ١٠٥ -

. . . . .

سيحان : ٢٣٢ -

- 01. سيها چند ۽ ميازاجد : جو ۽ ۾ ۽ ۽ و. ر، ع طنز و مزاح : ١٠٦ -مرور ، شخصيت كا اظهار : ١٠٩٠ لثر : ١٠٠ - ١٠١ ، عنوالات : ١١٠ ، وقائم دربار معلى : ١١٠ -١١٢ ، عرض داشت : ١١٢ --مان ۽ رقمات ۽ جو ۽ ۽ شرح ۽ ١١٥ : وقائم جمره : ١١٥٠ 1 m. 4 1 mm. 1 mm3 1 tmb

1 387 1 374 1 830 1 80T - 1 - - - - - 1 1 1 - 1 - - - - 1 111 زرين ، پد غوث : ۱۰۹۸ -زکی : حدقر علی خان ۰ وج و و و و و و

- 07 / 1 073 - \* . . . 0441

- 10 F : 107 : 701 + 701 -اور ، ڈاکٹر سید می الدین تادری : CALA CHAP CHAP CHAP

زولواس - مسرو -- "4 : 41

- 1 - 7 2 1 2 4 . إين المايدين ۽ حضرت امام ۾ ي ۽ - 300 ( 41

ساق خان : ١٥٥ - ٠ سالار جنگ ، لواب ، وس ، ، ، وس ، 'ATT '010 '01F '01.

سجاد حسين ۽ منشي ۽ ۾ ۽ ۽ ۽ سحر ، احدد حسين : ١٠٠٥ ، ١٥٥ -سخارت سرزا ٠ و و ١٠ -سراج الدوله ، تواب بنگال : ه ، - 151 ( 171 ( AFF سراج اورتک آبادی : چم ، ۲۹ ،

CATA CATA CATE CATE

سقت ۽ مرزا مغار عان - سور ۽

سجاد اکبر آبادی ۽ معر عد سعاد -

ONL I TOU I TEA I TET

راگ اجام: و ، بدو ، برد شاعری

کا بنیادی جذبه : ۲۸۰ - ۲۸۰

3Ky to clis; 1A7 , TA7 ;

سعاد حسين ۽ ڏاکٽر سد . هه. ۽ ۽

سجاد ، لواز على : ف ٢٥٥ -

1 T ST 1 TAS 1 1 AA 1 1A4 - 1 - - 7 ( AGA ( AY3 ( T 10 سابلند خارى نواب ، ــ ب سرغوش ، غد اقضل ؛ ١٠٠٥ ، ٣٠٠ ، -----سرفراز الدولير ، سوب

سركار ، جادو لاله ٠ و ٨ -

- 194 : dan 36 : days سرور ، رجب علی یک : ۱۸۵۱ - 11-1 C11-A C11-1 سرور ، ثواب اعظم الدولم سر عد

خال بيادر ٠ يرو ١ مرد ٨ ١ مرد ١ 1 1 AT W 1 8 A. 1 9 T. 1 9 1 A -1170 1 1 1 1 1 1 4 7 1 1 1 4

سرور كالنات : ديكھے بدع ۔ سروری ، عبدالثادر : ۱۰۲۷ m(2) (14 ) Klm . 128 -

سمادت خال بربان الملک : . و و -سعادت على امروپوى: ١٣٦٠ \* TTA - TT4 : CX

سمادت على غان ۽ لواب : ١٠٠٠ -سعداقه ، سيد : ۲۲۹ -

سعداقه خان ؛ ۳۰ -' AAA ' 117 ' 174 : Clas 1 777 1 77. 1 7.E 1 Ate.

- 934 ' 484 ' 455 ' 334 سعدی دکنی : ۱۹۵ ، ۲۹۸ -سعيد (مرثيه کو) : ۲۸ -

سعید اللہ خال ، لواب (خاف علی عد -1.47: (014 - T. 9 : bl Ja-

سكستن ، ليلان : ۱۰۶۸ ، ۱۰۶۸ -مكستد ، ڈاکٹر رام بابو ؛ ٢٠٠٢ ،

\* A4T سكندر جاه ، اواب : ١٠٠٠ - ١٠٠ سكيت بنت امام حسين : ٢٠ -

سلام ، مير تعيم الدين على : ١٥١٠

سلطان الشعرا : ديكهبر سودا .. سلطان المشالخ : ديكهي تظام الدين اولياء ـ

سابان ساۋجى: ٢٠٦ ، ٢٢٦ -- T40 ' 10T : mlm سلم چشی ۱۰۱ -

سلم غان: وء: سليان حسن ، سيد : ١٩٠٥

سایان شکوه، مرزا مد، شهزاده: - 474 ' F11 ' FT1

سندها ، دولت رائے (مرہشہ سردار) : - 1 - 47 - 617 منكرام عرف رانا مالكا . يسم ستيكر ، شوسنگه : ۱۰۸۳ -

سوداً ، مرزا عد رفيع : ۲،۱۱،۸ (110 - 1.4 . 04 . AL . L. CINT '181 '184 '187 1144 1147 1147 1177 " TET " TOO " TEL " TES Fre fre fre fre fra

FAT FED FEET FEET CESS CEAS CEAS CEAS 1 P. 6 1 P. P 1 P. T 1 790 feer feer feet fert 1 mas 1 man 1 mas 1 mas

1 -41 1 -4. 1 -31 1 -3. 1 740 1 PEF 1 PET 1 PET " PA. " PET " PEE " PET FRAT FRAT FRAT FRAT

AND I WHAT I AND I TAKE نغيب: ١٨٠ ، ١٩٢ ، كلد: 1 49# 1 Ed 1 49# - 49# غائمه : ه و و ، سودا کی میوری : عدد معوات : ۲۰۱ - ۲۰۱ د داني بجويات : ١٠٤٠ تقسم : ج. یے : افراد کی ہجویات - ہم. ہے -ه. ي ، علاماتي مجويات ﴿ ه : ي ) بری عادات و غصائل : ۵۰۵ -1 2.7 3 W T lage 1 2.7 معويات : ١٠٠ - ١٠٠ أ منف ملتوى كا استمال : و . ي - ي . ي ، مال : عدي - وني ، اوليات : ، تالمات ، تالمات ، تالمات ، نطع بند غزليات : ١٠٩ - ١٠١٠ ، شاعرى بر دائے: ١٠٠ - ١١٠ ، ژبان و بیان: ۱۲-۱۱-۱۱، ۲۰۰۱ 1 47F : 404 : 407 : 4F5 1439 1434 1434 1433 " 449 / 444 | 444 | 447 " -AA 1 -AT 1 -AA1 " -A-1 491 1 490 1 4A4 1 4A7 1497 '49F '49F 149T FATEL ATTLE ASAU 313 AT. / ATA ' ATA ' ATA ---- - ATA + ATE -- ATE ALA LATT CAPT CAPA ANT ANT CANTE AN

1 ASACT AST 1 AST 1 AST

1 -9 - 1 MAA 1 FAT 4 FAD + pag 's page . + pag times FRE FREA FREE FREE 1 AFA " AFA . 1 ATT 1 ATT 1 7 - FT - 1 - - - 1 0 9 - 1 0 AA ' 3FT - 3F1 - 3F. - 13CA יירן אחר ו מחר ו בנותי معاش زاوجه والله وجه -٠ ٥٠ ٠٠ اولاد : ١ ١٠٠٠ تاريخ پدائش : ۱ مه - ۱ مامری كا أغاز: مه - مهه ي خطاب ملك النعراكي مقيات : ١٥٥ -۱۵۰ ، مشاغل : ۱۹۵۹ دربارون ש פושול : דמר - אמר י تذكره لكارون كي آراه : ١٥١ ، افاد طبع: ۲۵۹ - ۲۹۳ ، تصالف: ۱۹۲ - ۱۹۲ م شاعری کی عام عموميات : ١٩٤١ غزل مين سودا و مير كا منايله ۽ ١٤٠٠ – ۱۵۳ ، ديوان کي بيلي غزل: مهر - ههر ، شاعري كا لقطه نظر هده - عده ، قارسي اشعار كا ترجمه : عدد - ١٤٨٠ غزلات: ١٠٨٨ - ١٨٨ ، عشليد واردات: ۲۸۲ - ۲۸۲ : کال ان : ۱۹۸۳ - ۱۹۸۳ عزلیات میں المدے کی زبان عمد - همد ، قصالد : همر - ۱۹۹ - امداد : ٠ ١٨٦ ، مونوعي السم ؟ ١٨٦ -

- ga . : and an 11.ma ( 9.9 \* m : 40 4 4 4 4 4 4 4 4

f1.73().05().05(1.05) - 117. (11.A. 1.4. سد الميد شييد يريلوي - سم ، د س سيد احمد ماريروي : سي -سيد المرسلين : ديكهير عدا .

we are coeb at any and - T11 ( T-A سيد حسين بلكرامي ، لواب عاد الملك ، سيد حسين على شان : ١٠٢٨ -سيد سليان تدوي . رجو ، و ، و ، و .

سيد كائنات : ديكهي بدا . - 071 Frer : # 4-سيد عد ابن عبدالجليل بلكرامي : - 173

سید پد حسیتی قادری ، میر : ۱۳۰ ، - A-1 1 4TF سيدم جعفر ، ڈاکٹر : ١٠٠٠ -سيدى احمد ۽ ٢٨٦ -

سيدى قاسم : ٢٠ -سیدی کافور (کوتوال دبلی) : ۲. ۵ -

سيف الدوله ، احمد على خان يهادر : - 740 - 707 سيف الله ، مجر : ١٩٥٥ -

سف الله خان ، لواب ٠ و ٠ ٠ ١ - -- 1 5 ---

سوطى ، علال اللين : ١٥٢ -

1 4+2 1 4 +# 15 4+F 1 A44 ( 41 × 4 417 ( 41# 6 4.4

. 440 . 444 - 444 . 44. 1 177 1 170 1 17F 1 177 - 402 - 407 - 407 - 401

1 117 1 100 1 10F 1 1FA - 104 - 114 - 110 - 11F 6 1 - - 7 6 1 - - 0 & 1 - - T 

Ciema ( 1-79 ( 1-10

سورج مل ، جاڭ : ١١٥ ، ١٥٦ -سور داس: ۱۰۸٦ -

- 1 . 10 f m. - ale . ale 1 . c . c . c come come to the city 134 - 130T 1301 1 AIR Juli : 277 : 270 : 404

ليديل : ١٩٠ ، شاعل : ٢٩٠ -مور به تليد : مور يا حالات : مروي - دوي ، ألتاد طبع : دوي ex 1 497 : 100 0143 4 497 اد دائے: ۱۹۱ - ۱۹۱ ، تکهنوی ولك معن كا يانى: عام ، طرز سوز ع مور - موم و غالص زبان کی شاعری : وور ، سحم ،

ATT FAAT FALA FAFE 1 101 - 170 | 111 - 1014 . S. S. S. + 1 & S. L. + 0 C 1 + + T

سام النها و ۱۳۶ م

ه .

عاد منام آبادی: رمره بر عرف - اعتداد منام آبادی: - میراوید بوند (لا بر ۱۰۰۰ - میراوید و لا بر ۱۰۰۰ - میراوید و لا بر ۱۰۰۰ - میراوید و بازی منام این در میراوید و بر ۱۰۰۰ - میراوید و بر ۱۰۰۰ - بر ۱۰۰۰ - میراوید و بر ۱۰۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰ - بر ۱۰۰ - بر

روم : برا القر الدول) : به المجمد القر الدول الدول) : به الدول ال

1 447 1 440 1 4A0 1 A+1

۱۹۸۰ مثل الله تغدر ۱۹٫۰ و مناه مثل الله تغدر ۱۹٫۱ و ۱۹۰۰ مثل الله تغدر ۱۹٫۱ و ۱۹۰۰ مثل مدین ۱۹۰۰ و ۱۹۰۰ مثل تغییری در ۱۹۸۰ مثل تغییری الله ۱۹۸۰ مثل ۱۹۸۱ و ۱۹۸۱ می ۱۹۸۱ ایستان ۱۹۸۱ می ۱۹۸۱ می ۱۹۸۱ ایستان ۱۹۸۱ می ۱۹۸۱ ایستان ۱۹۸۱ می ۱۹۸۱ ایستان ۱۹۸۱ می از ۱۹۸۱ می از ۱۹۸۱ می از ۱۹۸۱ می از ۱۹۸ می

۳۵۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ ) ۱۹۸۰ ( ۱۹۸۰ )

شاء وحدت : ١٢٢ -شاء ولايت ۽ سيد شرف الدين . ف - 71 4 - 7. شاه بدایت : دیکهیر بدایت ، بنایت اقد

شاہی ، علی عادل شاہ ثانی ، رہ ، - 47 1 74

شاہیہ ، شاہ عالم خاری : . و - tora treater tre tre : Ja

- 001 شتاب رائے ، راجہ : ۲۹۹ -شجام الدوله ، لواب : ٥ ، ٨٠ ،

( ala d ( al ( al . ( eq) 1 104 1 70F 1 70T 1 701 'AFT 'ATA 'ATI ' 415

' AAL ' AA- ' AGT ' AFA 199 1997 19A7 1AAF J ( 1.95 ( 1.43 ( 1.44 Class Class Class

شجاء خان : يم-شجاعت ، بالكر جارى : ١٩٤ -هرف عل خان ۽ (يسر عطا حسن

- 1 - 17 : (04 شرف على غان ، لواب ، ١٠٢٠ ،

-1.51 شرواني ، حبيب الرحملين غال : ١٠٠٠ \* 144 \* 107 \* 107 \* 115

1 -1 - 1 AT. 1 ABS 1 TAB

CATA CALAS CALECTA - 940 1 645

- AFT ( 777 : diam شفیق اورنگ آبادی ، لجهمی تراثن . (10) 6 (117 (10 (11 1 130 1 10. 1 100 1 10T fre. fr.1 (r.3 (141 

fret free fret fret 1 -19 1 -1A 1 - . 9 1 F . 2 d fest fear (est fer) 1 707 1 701 1071 1071 f . 1 A - f . 1 7 f 779 f 70A " ATT " 40A " 4TT " 4T.

- 104 1 04 1 شکر اللہ غال ۽ لراب ، ١٠٠٠ -شكسيل و ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۰ مده ه فلزے، بنجن : ۱۹۹۳ (۱۰۹۱) -1-41 1-75 1-75 شمين الأمراء جادر لواب - سي روء

-1.45 شمس النساء بيكم : جرو -شمسر بعدائي ملا: ١٩٠ -شورش عظم آبادی ، میر غلام حسین : \* F#4 \* Y#F \* 1F1 \* 4# \* 41 \* rat fram frat fra. 1 1-1 1-TT 1 100 1 mg. - 10 - 1 17 -شوق ۽ احمد علي خان ۽ جو ۽ ۽ ۽

فوق ۽ قدرت اشد . سرء ۽ ڄمر ۽

( TOT' ( TOTA (

. ۱۰۳ -شوق ، بد باتر : ۱۰۹ -شوق ، نواب مرزا : ۱۰۹ - ۱۸۵ -شوق حبدر آبادی ، بد علی غان :

۱۰۹۹ -شوق رام بوری : ۸۵۵ -شوق لیموی : ۱۰٫۳ -

شوكت: ۱۰۲-شوكت: سيد سنيف على : ۲۰۷۳ ۱۰۷۵-

۱۰۷۵ - ۱۰۷۵ شوکت جنگ، لواب: ۱۸۲۵ ۱۹۲۱ -

شوکتی ، مجد ابراہیم : ۱۹۵ م شماست جنگ ، لوازش مجد عاں :

۲۹۳ -شهرت ، امير بخش : ۱۲۸۰ ، ۱۲۸۳ ،

۱۰۸۳ -شیرت ؛ غواجه کد شاه پ ۱۹۶۷ -شیرد ؛ اسحاق غان ؛ ف ۱۵ ۵ -شیش اگیر : وی -

شيخ چالد : ۱۹۵۵ ماد ، ۱۹۵۰ ماد ، ۱۹۵ ماد ، ۱۹۵۰ ماد ، ۱۹۵۰ ماد ، ۱۹۵۰ ماد ، ۱۹۵ ماد ، ۱۹۵۰ ماد ، ۱

شیخ صاحب : دیکھیے آرزو : سراج الدین علی خان ۔

شیخ عبدالامد : دیکھے گل ، شاہ وملت ۔ شیدائی میٹر آبادی : ۱۹۹ م ۱ شیرائی ، مائظ عمود ؟ ۲۱ ، ۱۱۵ ،

غيال حبار آبادي : ۱۹۰۹ -غيرال ، عاقل عبود ( ۲۶ ) عرو ، ۱۹۰۱ - ۱۹۰۹ - عما / ۱۹۰۹ ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ ۱۹۰۹ -

111 / 120 694 1041 111 711 024 1041 1141 121 1141 040 746 246 246

صابر ، میر عمود : ۱۸۸۸ ، حالات : ۱۳۹۱ - ۲۳۰ ، دیوانی، اردو : ۱۳۳۰ ، کلام ایر رائے : ۲۳۱ -

صاحب رائے: دیکھیے غلام حسین ۔ صادق (مرثیہ کوشال) ہو، ہو، ۔ صالع بلگرامی، نظام الدین: ۱۹۹۰ مائب: ۱۹۹۱ ، ۱۹۹۱ ، ۲۳۲۰ ۱۳۵۰ ، ۱۳۵۹ ، ۲۹۹۱ ، ۲۹۹۱ ، ۲۹۹۱ ، ۲۹۹۱

ساء عد مطلق حسن ، مرد ، دور ،

مياح الدين عبدالرحمين ، سيد ، ٢٠٠٠ - #1 . 6 # . 1 6 4# صيم المالم ، ملى : ١٠٢٢ -صدر الدين ، شيخ : ٨٠٠٥ -خدیتی ، ڈاکٹر ابوائیٹ : ۳۵۰

-1-41 (1-74 صديق ۽ ڏاکٽر جد شمس الدين : A18 1484 1414 17AT-

صديق ، بد اکبر الدين : ف ٢٠٠٠ ،

مديق ، عد عتيق ! ١٠٩٨ -

سندر آه: ف ه ه ، و ۲۹ ه ، سم ، - ATT 1 AAS

مقد جنگ و د ۱ وجم ۱ و د ما f 1445 f AT 1 ( 430 f 61 -

صلاح (صرثيم كو شال) : ١٦٠ ، ٢٦ ،

- 441 صلاح الدين : ٢٠٠٠ -

صغیر بلکرامی : ۱۵۳ -صدائی ۽ سيد مقبول : ١١٨ ۽ ١١٨ ۽ - 10 - 1 148

صمصام الدولم، شاه لو از خال ، نواب ؛

. a.a . a. y d . Tr. : 140 - 404 1 0.7 4

صولت جنگ ۽ تواب ۽ . وج -

نابطه عال : ۲۸۳ : ۱۵ ماده ، سبود

- 1.43 ( 483 ( 433 ( 381 ضاحک ، میر غلام حسین : ویرم ، ( A 10 4 ( ... ( 3 3 F ( 33 F - ATT ' ATT ' AT.

خبط ۽ سيد حسين شاه ۽ ١٩٧٧ -فيط ، سيد عد حسن شاه : ١١٢٣ -ضاء ٠ محم -شهاء ، عطا بيگ : وهه -ضاء ، معر ضاء الدين - معرد -فياء ، مبر فياء الدين حسن : ٢٣٨ -

ضاء الدين غاري ، سيد : جو ر -خياء الدين يک ، مرزا : همر -

طالب آملي : ١٥٣ : ١٢٢ -طاير وحيد ، مرزا : ١٣٠٠ -طباطبائی ، غلام حسین : ۱۳۰۸

- 944 1 704 طبق دبلوی ، مرزا بد اساعیل عرف مرزا جان: ۲۱۰۰۳ مرزا جان - 1 - 77

- 1.A1 : Jan dail ظاير ، خواجد مجد ظاير عاله : ١٠٠٥ -

غلويف: ١٥٨ -ظفر ، جادر شاه ؛ ۲۱ -

ناتراهسن ، نجد : وه و - - افتراقسن ، نجد : وه و - - افتراقس ، نواب : ۱۹۰۹ - - افتراقس ، نواب : ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۹۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱ - ۱۱۰ - ۱۱۰ - ۱۱۰ - ۱۱۰ - ۱۱ - ۱۱ - ۱۱۰ - ۱۱ - ۱۱۰ - ۱۱ - ۱۱۰ - ۱۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ - ۱ -

ظيم قارياني : ١٩٦٠ -

ماید ، حضرت : دیکھیے امام زین العابدین .. عاجز : عارف الدین شان : ۲۰٫۱ ، ۲۰۰۱ - ۲۰۰۲ - ۲۰۰۲ ، ۲۰۰۲ ، عارف : ۲۰۰۲ - عارف : ۲۰۰۲ . عارف : ۲۰۰۲ ، داجد کاران تاکی : ۲۰۰۲ ،

۰۹۰۰ عاشق ، سهدی طل : ۸۵۰۰ عاشق ، حسین قل خان : ۱۹۳۰ ۲۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۰ ، ۲۹۹۰ عاشق ، گذن چند : ۱۱۱۰

عاقل : ۱۹۵۸ -عالم علی خان (صوبیدار دکن) : ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۸۰ -

عالی گوہر ، شہزادہ : دیکھیے شاہ عالہ آتا ہے۔

میادت بربلوی ، ڈاکٹر : ف ۲۰۰۹ م میاس علم دار ، حضرت : ۳۳، ، ، -میدالجلیل ، میر : ۹۶۹ -میدالجبار خان ، ملکد بوری ، بد : ف ۲۳۵ - ۹۷۹ -

Amble during the Age, as a particular of the Age of the

عبدالرجم : ۲۰۰ -عبدالرژان ؛ میر : ۵۰۰ -عبدالستار ؛ شاء : ۲۰۰ ؛ ۹۳۰ -عبدالسلام لدوی : ۵۵۵ -عبدالصد غال ؛ تواب : ۲۰۵ -

عبدالمزيز ۽ شاء : ١٠٥٠ ، ١٠٥٠ -عبدالعزيز شكربار ، شيخ : ٩٠٨ -عبدالغني ، ڈاکٹر : ف سرم -عبدالقتاح سنبهلي ، قاضي : 37 -

- 1-71 ( 1-7- - 1-AF عيدالتادر حيلاني ، حضرت ٠ ٠٠٠٠

عيدالنادر غال : ١٠٩٠ -عبدالنادر غال ، ثابت جنگ : ۱۹۳۳ -عبدالتادر رام بوری : ۱۰۵۰ -

عبدالرزاق مير : ١٠٥٠ -عبدالتي فخرالزمائي قزويش : ١٨٠ -

عبدالواسم بالسوى : ۱۵۳ ، ۱۵۳ ،

عبدالودود ، قاضي : وج ، يرم ، همر ، FIRE THA FIRE THA fram fram fram fram 10.0 d ( PTF ( PIA ( PIA

' ore ' ore ' ore ' ala " TEL " TEF " DTE " DDT ( 339 W ( 387 ( 381 ( 374

fare fait fair . 74. ' ALT ' AT. ' A10 ' 401 fore fore fore face f 135 ( 150 ( 151 ) ( 15.

1 144 1 16A 1 164 1 168

عبدالتادر ، شاه : ۱۹۸۳ ، ۱۹۹۱ 11.07 (1.07 (1.07 (1.07

F144 1144 (144 (194 - 400 1757 10 .. 110. عبداته یک ، مرزا: ۱۱۰۹ -عبدالله خان : ۲۱ ، ۵۹ ، ۲۱ تا ۲۱ - 1.44 1 1.TA عبدالله خال ، سولاتا . سور .

عبداله قطب شاه : ۹۳ ؛ ۱۹۶ - ۱۹۵ -ميرت، حكم مير ضياه الدين: ١٠١٩ . . . . . . . . . . . . .

معرتي عظيم آبادي ، سير وزير علي : - - - 9 : - ---

عتيق صديق : ١٩٨٠ -- - + + + de عرب شاه ، سيد : ١١٣٣ -عرشيء استياز على خان : وو و ، و م و ،

\* FF. \* TAF \* TAB \* TAA W 1 man 1 mt . 1 mts 1 mts . DOC . DOI . DET . DIC ' TET ' OTT ' OTT ' OT! 1 409 1 400 1 4T. 1410 FREN FACE FATA FACE

عرق شيرازي : ۲۲ ، ۱۵۳ ، ۲۹۳ ، - 3A4 ' DT1 ' T1A عتزالدين : ٩٣ -عزلت ، سيد عبدالولى : ٢٠ ، ١٨٤ ، ۳۴۲، ۲۲۳، تاریخ ولادت و وفات:

- 115. 5 1115

ف مرب ، مقات : ورب ، دواوين أردو و نارسي : ٢٧٠ ، ديكر

الماليك : ٢٠٠١ - ٢٠٠٠ كلام إلا العدد : ٢٠٠١ - ٢٠٠١ : ٢٠٨١ - ٢٠٠١ (عدد : ٢٠٨١ - ٢٠٨١ - ٢٠٨١ - ٢٠٨١ - ٢٠٠١ (عدد : ٢٠٠١ - ٢٠٠١ - ٢٠٠١ - ٢٠٠١ - ٢٠٠١ - ٢٠٠١ - ٢٠٠١ - ٢٠٠١

مزيز احدد : ٢٠ : ١٩٠٠ -مزيز الله : مر : ١٩١٥ -مسكرى : څد حسن : ١٠٠٠ - ٢٥٥ -١٩٠٠ - ١٩٢٩ - ١٩٠٠ - ١١٠٢ -

۱۱۰۳ - ۱۹۳۹ - . هشاق : ۱۳۵۵ -عشرت بریلوی ، میر تحلام علی : ۱۸۸۱ - ۲۰۰۱ (۱۰۹۱ ) ۱۰۲۱ (۱۰۲۱

۱۰۳۳ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۹ ۱۰۳۹ مصری ۱۰۳۳ - مصری مسید که یا ۱۰۱۹ -مشق ، شیخ رکان الدین معروف بد مرز کهسیاز حالات : معروف بد

مرزا کیسیتا : حالات : ۱۳۳۰ -۱۳۳۰ کلیات : ۱۳۳۰ ، منفریات : ۱۳۳۰ - ۱۳۳۰ ، دیگر تصالیف : ۱۳۳۰ کلام اد رائے : ۱۳۳۰ -۱۳۳۰ ، زبال د ایال : ۱۳۳۰ ،

۱۹۰۳ -مشق الله تلتدر ۱۹۱۰ -مشق و مبتلا ، غلام عمی الدین

عشل و میتلا : علام عی الدین میرانی : ۱۹۵ : ۱۹۵ -۱۳۵ : ۲۹۷ : ۲۹۱ : ۱۹۵ : ۱۹۰ : ۲۹۳ : ۱۹۰ : ۱۹۰ : ۱۹۸ : ۱۹۸ :

ر) ا ميدار من اله : ۱۱۵ ، ۱۸۸ ،

عشى عظم آبادى: عدم : ١٥٦٠ ١٣٠٢ - ١١٠ - ١٢١ - ١٩٢١ سا ١٩٦٢ - ١١١ - ١٩٦١ - ١٢١١ ١١٠٢ - ١٩١١ - ١٩١١ - ١٢٠٢ ١٩٦٢ - ١٩٥١ - ١٢١ - ١٩٢١

من المدان علان : 179 - من المدان علان : 179 - من المراز : 779 - من المرز : 779 - من - من المرز : 779 - من ا

علی متنی : ۱۳۰۵ -علی غد شان بهادر ۱۰ سید : ۱۳۳۹ -علی غد شان روبیلد : ۲۰۵۵ ؛ ۱۳۵۹ -۲۰۵۸ -علی مردان شان : ۲۰۳۹ - ۱۳۳۹ -

علی مردان خان : ۲۰۰۹ مردان علی مصطفیل ، سید ، خاف سید

الور البدئ : سرو -على موسيل رشا ، حضرت امام : ، . . -علی وردی خان ، تواب : ۲۲۹ ، - 131 1 790

ملم الله: ٥٠٥ -- - 4: 34

عاد الملك غازى الدين خان : ن ، CAL CAT CAP CAP CIT ford fout from from from

1704 1707 1011 101. 1 AAT 1 ATT 1 430 1 330

عيده ، سيتا رام : ٥٣٠ -

عمدة الأمرا خاف والأجاه بهادر: - 1 - 1 -

عبر غال : و ۽ -عبر ياقعي ۽ مرحوم : ف وءِ ۽ -

عمرو سعد ؛ برج، و -عندلیب ، خواجہ عد ناصر : ۲۲۳ ، ' 474 ' 471 ' 470 ' 47F

" 404 " 4MT " 4T4 " 4TA . A-T 'A-1 'A-- '48A - TAA . TAC : COMME

عوض على خال ، سيد : ١١٠ -مسوع خان جادر : رعام دان وحسد 11.03(1.00 - 1.0Ff1.0F - 117A - 1-17 - 1-A4

عيسهار عليم السلام ، حضرت : . ج ء ، Close Close Car. Cras

عيسل خان: ١٠٨٠ ، ١٠٨٠ -عين الدين شيخ : ١٠٩٠٠ - ٩٠١٠

الله : ١٠٠٠ ، ١٠٠٠ ، ١٠٠٠ ا TAL FEET TEEN TOO I AAF I WIT I WIT I WAT f 1.c f 1.t f 41c f 41.

" TAT " TAL " T-1 " T-0 Care 1411 1335 1300 1 4 4 1 4 AT 1 40 1 4 FT CALS CAIR CAIR CAIR CAIR -1 -AP - 907 - Mer - 914

غالب غال : وء -- ATA: -2.4 غزالي ۽ امام ۽ هم ۽ ۽ غطيظر حسين: عه ١ ٨٠ ١ ٨٠ 140 - A1 4 A1 فنران على يك مراا الماكم ١٨٥ ، سيد علام : وجود ، ١٩٧٠ -

غلام مسين خاک ۽ عوامد تعالم يه - 1A-غلام حصين خال ، لواب : م هم -غلام رسول خان ، حافظ : ١٠٨٣ -غلام سرود (مرثبه كو، شال) : . . . غلام سروز ، ڈاکٹر : ۲۰۸ -علام على: ١٠١٩ : ١٠١٩ -غلاء قادر روبيلد : ۱ ۲ ۳ ۳ ۵ ۲ ۳ ۳ ۵ ۲

- 1111 6 000

علام مرتضیل : ۱۳۱۳ -غلام مصطفلے خان ، پروفیسر ڈاکٹر : ۱۳۱۱ / ۲۱۸ ، ۱۳۳۲ ، ۱۵۰۰ -غلام لین : ۲۳۱ -

علام یزدانی : ۱۰۰ -غنگین (مرثبه گو) : ۱۵۱ -غنگین دېلوی ، سید علی : ۱۵۰۳ -غنی ، مجد طالبر : ۲۹۵ ، ۲۹۵ -

سي ۳۰ - ۱۹۵۰ - ۲۹۸۰ - ۵۵۸ - ۵۶۸ - ۵

.

فاخر خال ، ثور الدولہ : ۲۹ م . فارغ بریفوی ، لالہ مکند لال : ف ۱۳۵۱ - ۲۳۱ / ۲۳۹ / ۱۳۵۹ موم ، ۱۳۵۵ -

ومب . ناروق ، خواجد اصد : همید ، یمید ، ۱۹۳۱ ، آت ۲۳۹۱ ، ۱۹۳۱ ، ۱۹۳۱ ،

الروق ، شيخ مج كريم : ۱۰۸۰ قاوق ، قتار احمد: قد ۱۰۹۱ ، ۱۰۹۲ ، ۱۳۵۰ ، ۱۳۸۱ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ، ۱۳۸ ،

ره ۱ محمد ۱ محم

الزديلوي ، صدر الدين ايد : ۲۰۰۵

(۲۰۰۱ - ۲۰۰۱ -

مقامی رنگ : ۵.۳ - ۲۰۰۹ : ۲۰۰۱ (۲۰۰۰ ) ۲۰۰۱ (۲۰۰۰ ) ۲۰۰۱ (۲۰۰۰ ) ۲۰۰۱ (۲۰۰۰ ) ۲۰۰۱ (۲۰۰۰ ) ۲۰۰۱ (۲۰۰۰ ) ۲۰۰۱ (۲۰۰۱ ) ۲۰۰۱

لدوی، مرزا تهد علی عرفت پهجو بیک : ۱۹۹۰ مالات : ۱۹۹۹ ۱۹۹۱ وفات ،۱۹۰۰ و ۱۹۹۱

کیات: وجه ؛ مندرجات: ۱-۹ ؛ شاعری: ۱۳۹ – ۱۳۹۳ ، ۱۳۹۵ ۱۳۹۳ : ۱۳۹۸ ۱۳۹۸ - ۱۳۸۹ هدی لاووری: ۱۳۹۹ ۱۳۸۸

ري-اوراق ، حكيم ثناء الله خان : ٩١٤ ،

۱۰۸۳ -اراق ، مید ناصر نذیر: ۲۰٫۰.

فراق ، میرؤا مرتضی فلی خان : ۹۰۲٬۹۹۱ -

ا ۳۰۱ ، ۲۰۱۰ -فراقی : ۵۰ -فرانگ : ۵۰۸ -

قرائل: ۵۰۸ -قرمت الله یک: ۲۰۰۱ ۱۳۰۰ ۱۳۱۸ - ۲۰۰۲ - ۲۰۱۲

نردوسی، سید ولایت علی: ۱۸۵۱ فرزند احمد بلکرامی، سید ز ۱۸۳۱ فطرحدر: دیکهیے سوسوی، میرزا معتر الدین بجد۔

- 865

فرعون : ۱۳۳۰ -اترگوسن : ۱۳۹۵ -د مان علی (سرئیهگر ، شال) : ۱۳۶۵

ا م د دال ) : ۱۸۰

أرازز ، جيمس : ١٠ ، ١٦ ، ١٦ ، ١٥ - ١٥ فضح الدين ياضي : ٢٠ - ١٥ -فضال على خال : ١٥٥ - ١٥٥ -فضل الحق : ١٤ كالآل : ٢١١ ، ٢٠١ ، ١٨٠٢ - ٢٨٣

فضل الحق ، ڈاکٹر : ن ۲۱۹ ، ۱۳۸۳ : ۱۳۸۳ - ۱۳۸۸ فضل حق غیر آبادی : "دو. ۱ فضل اورنگ آبادی : اسم ـ

نفيل اورتک آبادی: ١٠٠٠ -نفيل ، فندل على: ٢٥، ٣٠، ٣٠٠ ١٩٨١ - ١٩٨٢ - ١٩٨٢ ، ١٩٨٩ ، ١٩٠١ ، تاريخ ولادت: ١٠٦٨ ،

نفان ، اشرف على غان ز ۱۲ مرد ، ۱۳۹۰ مرد ، ۱۳۹ مرد ،

110 - 110 1 170 1 170 1 100 1

CUSE CARS CAPA CAPE

قیر دیلوی ، میر شمس الدین : ک ۱۹۲۱ - ۱۳۰۰ / ۱۹۲۹ - ۲۰۹۱ ۱۹۲۹ -

فوج دار خان : دیکھیے عبدالرزاق ،

۱۹۵۵ مید ۱۹۵۵ میده کاوه ۱ ۱۹۵۸ میده ۱۹۳۸ میده ۱۹۵۸ ۱۹۵۸ میده ۱۹۵۲ میده ۱ ۱۹۵۸ میده استان میل زیمه ۱ ۱۳۵۸ میده ۱۳۲۰ میده ۱۳۳۷

۳۵۸-تاسم على غان ، نواب مرزا (فرزاد سالار جنگ): ۱۳۰ م ۲۰ ۵۲۰ ۱۳۳-تانشال ، غوش حال غان: ۱۳۳-

الشال ، مرزا انشل یک خان: ۱۳۲ - ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۸ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ - ۱۳۳ ، ۱۳ ، ۱۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ،

fort (mis (The (The fold (os)) for A (mic all frat (ma) (mis fold frat (ma) (mis fold frat (ma) (mis fold frat (mis fold (mis fold frat (mis fold (mis fold

. ATT . ATT . ATT . ATT

1 80. 1 8m1 1 7F0 1 00A

قورة ، جان بارس (لسبت صاحب) : هـده -فيروز خال ، ميان : ۲۰۹ -ليض اقد خال ، سيد : ۵۵، د ، ۸۵-۱۰ -ليض على : ۲۰۵ ، ۲۰۵ -

ئيشى: (۲۲ ۲۲ ۲۲ ۲۳۰ ۱۱۹۰) ۱۵۲۱ ۱۵۲۵ ۱۸۰۰ ليان: اياف: (۲۵۵ ۱۸۳۰) ۱۹۲۰ -

## J

قادر (دکتی مرثیه گو) : ۱۵ -قادری ، اهمد آف : ۱۵۲۹ -قادری ، هد اورسه : ۱۹۳۹ -قادری ، هد اورسه : ۱۹۳۰ - ۵۵۵ -قائم ، عضرت (ن امام حسن) : ۱۹۳۹ ۱۵۰۰ - ۲۵۲ - ۱۹۳۲ - ۱۹۳۲ - ۱۹۳۲ -

١٩٠٠ - ١٩٠١ - ١

(101 - 107

عد ، الخافر طح : [ اعد ) المدائد : [ اعد ] المدائد : [ اعد ] الخافر المدائد : [ اعد ] الخافر المدائد المدائد : [ اعد ] المدائد : [ اعد ]

 $\Delta A_{A}^{-1}$  existing  $\Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1}$  or include:  $\Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1}$  or include:  $\Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1}$  or include:  $\Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1}$  or include:  $\Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1}$  or  $\Delta A_{A}^{-1} = \Delta A_{A}^{-1}$ 

۱۹۸۵٬۹۳۹٬۹۲۲٬۹۲۲ ۱۹۱۰٬۱۰۵۵٬۱۰۰۵٬۹۹۹ بول گشیری ، میرزا عبدالتی بیگ : ۱۹۲۱ ۱۹۳۵٬۲۲۵٬۲۲۵٬

۱۹۱۱ - ۲۵۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۳ -قتیل ، مرزاغد حسن : ۱۲ ، ۱۲ ، ۲۱ - ۲۵ - ۲۵ - ۵۲۵ - ۵۲۵ - ۵۲۵ - ۵۲۵ -

لفر: ۱۳۳۰ م ۲۰۵۰ قدرت اشا: ۱۳۹۰ م ۲۰۱۰ م ۲۰۵۰ ۱۵۲۰ ۱۳۵۰ م ۲۰۵۰ م ۲۰۵۰ مالات به ۱۹۰۸ میرون مشقی : ۱۹ - ۱۹۰۷ میلون شاهی شاهی به ۱۹۰۵ ماشقی :

910 - 910 -

قرة الدين طاوره : ۱۹۵۵ -قريشه حسين + قامختر : ۱۹۵۹ -تريشي + قامختر المتياق حسين : ۱۹۹۹ -۲۹۱ -تريش + عدال ذاق - ۱۹۵۰ - ۲۹۵ ۱۹۵۹ -

د ۱۳۳۰ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۰ قد ۱۳۳۰ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳ و ۱۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳۳ و ۱۳ و ۱۳ و ۱۳

قرين ۽ شيخ لوگت علي ۽ سريو ۽ فزويني ، أملا عبدالفني : ۲۹۳ -ازوینی ، استرا آبادی ؛ ۱۹۳۰ قطب شاه صد خان : ۵۸ -

نطب عالم گجرائی ، حضرت : ٩٣ ٥ -قلي تطب شاه : وم ، وم ، عدم - عدم -

تمرالدين خان ، ثواب معين الملك : - 1 . 6A - 1 . 66 تميء ملک عد ٠ - ٢٩٠ د ١٠٠٠ -

انبر على ، مرزا : ١٠٠٠ -نيامت ، احمد على : ٩٣١ -- 941 : mg

کاشی ، میر سنجر : ۲۶۹ -كالياس: ٢٠٠٠ -

کام بخش: ۵ : ۹۹ -كامل قريشي ، ڏاکٽر : ١٥٥ ، ١٥٠ -كبير سنبهلي . حكم كبير على : ١٩٥٠ ،

- 477 - 1 - 17 : 00-98

- 1177 : Jis : 187 - 187 حريم الدين ، منشي : ٢٩ ٥ ، ٥٠٠ ، 1 1 . 7 2 1 27 1 AT . 1 440

(1+47 (1-7A (1-7) (1-7.

كريم الله ، مير : ١١٣ -

کرشن گانهها : ۲۱۱ -کرشن بهگران ، رو . ر . كلائيو ، لارد : ف هه ، ١ ، ١٠١٠ -- 974 + Tob . 194 + 197 : 65

کلیم (مرثیہ کو) : ۱۸ -ر من عد حسين : ١٥٦٦ ( مرد ) مرد عد د مرد ا - 197 - AFT - AFE

كليم الدين احمد : ١١٦ ، ١٣٣٠) FIR FROE TAF TAF fere fer. . e14 fetA 1 414 ' ATT ' BOA ' O.F 1919 1 A10 1 ATT 1 409 ( 140 ( 977 ( 971 ( 97.

1949 1944 1944 1947 کلیم اللہ اکبر آبادی ، شاہ : ۲.۵ -كال الدين ، شيخ : ١٣٩ -

کم ترین ، پیر خان : ۱۹۲۱ و ۵۱۹ - 787: كتكسل : 787 -

كورث ، ايم - ايج : ١٥٨ -- 1 - 77 : 2015 كولرج: ١٩٠٠ ، ١٠٠ -- 7.0 : 007: 105

کیٹلر ؛ جون جوشیا : ۲۹۰ ، ۲۳۰ و کینی ، برج موین دانا تریه : ۲۳۳ -- 11.0 : 455

ک

گردیزی، سید تنے علی حسینی: جمور ، ۱۹۲۱ - ۲۰۵۱ - ۲۰۱۵ - ۲۹۱ ۲۹۲۱ - ۲۰۹۵ - ۲۹۲۱ - ۲۵۵۲ - ۲۵۵۲ - ۲۵۵۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۵۲۲ - ۲۵۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۲

گریرسن: ۱۰۹۳ ، ۱۰۹۳ ، ۱۰۹۵ -کل شاه وحدت (عبدالاحد): ۱۲۳ ، ۲۷۳ ، ۲۷۳ -

۲۳٬۲۲۸ -گشن، شیخ معداشت: ۲۹، ۱۹۲۱ ۱۹۲۱ سال وقات: ف ۲۹۱۱ مالات (لدگی: ۲۹۱ - ۲۳۰

ولی سے ملاقات: ۱۳۶۰ ۲۵۱۰ ۱۳۹۲ ۲۵۱۰ ۱۳۵۵ ۲۳۵۱ ۱۳۵۱ ۲۵۱۰ ۲۵۵ ۲۵۵۱ ۲۵۵۱

- ۱۱۲۹ (۱۱۰۵) ۱۱۰۹ (۱۱۰۹ - ۱۱۲۹ کیت دائے : ۱۱۲۹ -

كونشي: ٨٥٠ عمد ، ١٥٠٠

گیان چند، ڈاکٹر : ۲۰۰۰، ۱۹۳۰

(11-9 (1-9A (A4P (A19

ل لال کنور : ۲ : ۲ : ۲۵ - ۲۵ -لال میان : دیکھیے شاہ عالم گائی ۔ لائق ، سید کھ بیادی : ت - ۲۵ -

د استون (داخش شده عام دانی ...
الاتن ، سند قد بالادی : تن جه... ...
السال کشور د رازسه : ۱۳۰۵ : ۱۳۰۹ : ۱۳۰۸ : ۱۳۰۹ : ۱۳۰

۱۹۰۰ - ۱۹۳۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۳۰ - ۱۳۰ - ۱۳۰ - ۱۳۰ - ۱۳۰ - ۱۳۰ - ۱۳۰ -

. مارئن ، بغری : ۲۰۹۹ ـ مارنگان : ۲۰۰۹ ـ

مارتگان : ۱۰۰۳ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۳ ، ۱۰۰۳ ، ۱۰۰۳ ، ۱۰۰۳ - ۱۰۰۳ ، ۱۰۰۳ - ۱۰۳ - ۱۰۳ - ۱۰۰۳ - ۱۰۳ -

ساير ؛ مير الشين : ۸۵۰ ؛ ۸۵۰ مالل ديلوى ؛ مير غلان : ۲۹۵ ؛ ۲۹۵ ، ۸۵۰

مبارک الدولد ، لواب : ۹۳۱ -مبتلا عبدالله خان : ۹۳۱ مرد ، ۹۳۱ ۱۳۰۹ ۲۸۵ ۲۲۲ ۲۲۸ ، (این ماه) ۱۹۰۹ (۱۹۰۰ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰ - ۱۹۰ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۱ - ۱۹

عداد المراقب و و و - عداد - عداد المراقب و و و - عداد - عداد المراقب و و و - عداد المراقب و الم

عد اکوم ، قاکش سید : ۱۹۹ ، ۱۹۸۰ – عد اکوم سید : ۱۹۵ – عد اکوم خان : ۱۹۵۳ – عد باسط ، خواجد : ف ۲.۵ ، ۵ ، ۵ ، ۵ ، ۱۹۵ –

عه -چد باتر . گاکار : ۲۸ -چد بنرس میرنا : ۲۸ -چد این رسم میرنا : ۲۸ - ۱۵۵ -چد این خان : ۵۵ - ۲۸ -

جد حسنین ، قاترش سید ز ... وه ه (۱۹۵۰ - ۱۹۵۱ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵۱ - ۱۵۵ - ۱۵ - ۱۵ - ۱۵۵ - ۱۵ -

يد سليم ، پروفيسې : ۱۵۰۱ -

مثلی نمان : ۱۹ -مجدالدولد عبدالاحد خان : ۲۹۳ -مجدد الف گانی : دیکھیے احمد سربندی : شبخ -مجنوب : مرزا علام حیدر : ۲۵۰ -

چيداره ، آر - سي : ١٥ -عبب قريشي : ١٥٥ -عب ، شيخ ول آلله : ١٥٥ -١٩٠١ -عبت ، لواب عبت غان : ١٨٥ - ١٨٥ -

-1114

ېد شاه رنگيلا : چ، چ، په، چ، ټ، 1 133 1 13F 1 1F4 1 1F4 (190 (190 : 197 (141 1 TPF 1 T-3 1 T-0 1 T-7

. \*4. . \* \*\*\* . \*\*\* · \*\*\* FAT ! TPL ! T. 1 ! T. FATE - TOT - OT - 1 DT4 11.00 (1.TA (1.TA ( 11T (1-AT(1-43(1-4T(1-4)

- 11 -1 \* 1-A3 \* 1-AT پد شجام : pp -عد شریف شال ، حکم : ۱۰۹۰ ، ۹۰۹ -

-1-4-11-31 ید شفیم ، پرولیسر مولوی : ۱۵۹ - 000 1 014

عد شفيم ، مرزا : ١٩٠٩ -پد مادق ، ڈاکٹر : ف و ۱۸ -عد صالح . خواجه : ١٠٦٠ -هد طاهر تنش بند ، خواجه : ٣٠٠ -

پد عاقل شال تایک : . . p -عد عالم شاه قریدی دیلوی : وجو -عد عبدالله فتح هوري ، حافظ : ١٨٨ -

- 9 . . : . . 4 . 4 غد على ، حكم معصوم على شا*ن* :

\* 1 - 14 1 11F عد على شال : ۱۹۹۰ و ۱۹۹۰ -

غد على ، على مثقى : ♦ أنه · ∾ ، ه · تاريخ وفات ال ٥٠٥ -

عد عبر . داکار : ١١ / ٢٠ -يد غني ، مضرت جي : ١٠٨٣ -يد ليض ۽ شيخ : ١٩٣٥ -يد قاسم : ٢٧٧ -

عد عسن ، زين الدين احمد : ١٠٠٠ -عِد عفوظ ، مير : ٣٠٠ -

مجد مرتضیٰ ، مجد صاحب : ١٠١٠ -عد معظم سنبهلی ، قاضی : ۹۸۹ ،

غد موسیار بدقی ۽ شيخ ٠ . و ۽ .. مد سیدی استرآبادی : ۱۹ بد سیدی عظیم آبادی : ۹۵۷ -بد لعيم جزائي : ف ٢٥٩ -عد لعبم ريخته كو : 121 -عد لواز ، حکم میر : ۱۹۷۰ -

غد وسيد ۽ مير ۽ . وج ۽ بروج -- 170: 14 4 عد یار یک ، مرزا : ۲۱ -ود بار خال جادر ۽ لراب ۾ روس ۽

مچد پیشوب ، حواجد : ۱۳۸۰ ـ عدى يک : ١٠٠٠

يدى غان : ۲۱۱ -عبود النبي ، ڏا گئي : ١٨٥٠ ، ٥٣٠ ١ " 4T+ " TAA " TAT " 6T1

عمود شيراتي : ديكهير شيراني ، عاقظ - soce

عدود تاروق : ۲۵۸ -محوی صدیتی د غد حسین : ۲۹۹ ، ۲۳۰ -

فتار: سم ، ۱۱ -فتار الدین احد: ص. ، ۱۹ م ، ۵ مم ، ۲۳ م ۲ م ۲ م ۲ ، ۲۰۱ ،

۱۹۳ – ۱۹۹ ، شخصیت و آن : ۱۹۳۱ - آودو کلام : ۱۹۱ – ۱۹۹۱ ، ۱۹۳۱ - ۱۹۱۵ ، ۲۵۵ ، ۲۹۵ ،

۱۹۹۱ - ۱۹۵۰ - ۲۵۵ ۱۹۲۹ - ۱۹۵۱ ۱۹۵۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۱ - ۱۸۹۱ غلس کاشانی : ۱۹۳۰

غلوق ؛ سيد احسن : ۲۵۵ -مراد الله شاه العباری سنبهلی : ۱۹۸۳ ؛ ۱۹۸۹ ، ۱۹۹۰ ۲۰۰۱ ؛ سند تالیف تفسیر یارهٔ عم : ۲۰۰۳ ؛ سکولت :

مرد (ملی مرحه دی : ۱۱ -مرد علی : ۲۹ -مرد علی : ۲۹ -مرد گراس : ۲۲ - ۵۲۵ (۵۲۵ - ۵۳۳ -

مرزا منتق : ۱۳۰ / ۵۳۵ / ۵۳۵ -مرزا منتق : ۱۳ / ۱۹۸ -مرزا میڈھو : دیکھیے بحد بار خان

چادر ، لواب ۔ مرشد قلی خان : ۳۵۰ ۔ مرقت : ۲۵۰ ۔ مربدی (دکنی مرثبہ کو) : ۲۵ ۔

مرقت : ۸۵۰ -مریدی (دنخنی مرثیہ گو) : ۲۵ -مریم ؛ حضرت : ۱۰٫۰۰ -مسعود حسین خال ؛ ڈانخش : ۲٫۰۰ ؛ ۲۵ - ۲۰۸۲ ؛ ۲۰۸۲ ؛ ۲۰۸۲ ؛ ۲۰۸۲ ؛

۲۳۰ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۲۰۸۳ (۱۰۰۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (۱۰۸۳ (

مسكين (مرثيد كو) : 1.1 و -مسلم اين عقيل ، مغرت : ٢٠٠ و -مسيح ، مغرت : ديكوير سفيرت غيسوا المهاد السلام . مسيح الزمان ، سيد : ١٠٦ -مستح الزمان ، سيد : ١٠٦ -در الرمان ، عبد : ١٠٦ -

مشاق غواجد: ق ۱۹۹۲ ، ۱۹۹۲ ، ۱۹۹۲ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۹۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۹۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ، ۱۳۳۳ ،

- 74; 67A (PA 677 (PT 100000 61am (100 6101 6174 67A (100 6101 6174 67A (100 6107 6174 67A (100 6174 6174)

THE THE THAT THAT THAT 1 001 1 019 10 .F 10.1 1 1.T ' 01F ' 000 ' 00F 1 78. ( TEL | TTA | 7.8

\* 100 1 101 1 100 1 101 1414 ' 3AB ' 3AT ' 33A 1 477 1 48A 1 4TO 1 4T. 141 144 1441 1441 1414 FATE FAT. FAIT FA-T FACT FACT FACE FAD. CALL CALL CASS CASA

1900 1919 1974 1917 ()||TT()||TT().TT() - 1171 ( 117 - 6 1177 مضمون ، شيخ شرف الدين ؛ برب ، CAAL TAT CIEA CET CT CT. CT. - C197 C189 ATT : TOT : TOT : FOT : حالات ؛ يره ، ــ وه ۲ ، سند وقات ؛ ف ۸۵۲ ، کلام س لیام : ۱۵۹ -٠٠٠، کلام پر رائے: ٢٦٠-ووج ، تخلص كل استعال . وجع ، \* \*\*\* \* \*\*\* \* \*\*\* \* \*\*\*

> FRAT FF.S FRAT FEAT 1 777 ' ATA ' ATT ' ATA - 447 مظلوم ، سيد امام الدين خان : ٢٠٧٩ -مظفر جنگ ، رئيس فرخ آباد : ١٥ -

منلفو عال ، برادر اميرالامرا : ١٣٤ -مظهر ، جان جانان : ٣٠٠ ٢٠٠ ٥ fire fire fire tire 6 719 6 711 6 71. 6 19T

fred from from fred FERS FERS FRA FIAT FRAT FRAT FRAI TO. all eken : . . . . . . . . . شيادت : چوچ - چوچ ؛ معامير يې

کی نظر میں: ۱۳۶۳ - ۲۳۵ تمالف و موجود ووجوء اثرات و ٢٠٦٠ - ١٢٠٠ اردو كلام: ١٠٠٠ -1840 (848 1841 : 04) (84) FRAT FRAM FREE FRET from from from from from 1 ml . 1 m. A 1 m. T 1 730 \* ea. ' eel ' ett ' ele ' DTA " DTT ' FDT ' FDT FARE FARE FARE FARE fart fant fant fat. 1 1.T 1 440 1 404 1 481 ( 939 | farr ( 97. | fa.m.

- 1-10 معاويد ۽ امير : ٨٨ -محمد الدولد ، لواب : هجم -معين الدين افضل گڙهي : ١٠٩٩ -

معين الدين حسن : ٢٣١ -معن الدين حسين على : . وو ،

-1.09 ( 1.01 معین بدایوتی ، شیخ غد معین الدین : - AFI ' AT.

مقل اعظم : ١٠٦١ -مفتوح ، حكم ابوالحسن : ... -مغنى دولت : ٢٦ -

متيول ، متبول لبي خان : ٣٦٧ -مقصود على : ديكهير حسرت ، جطر

- ABA ( 6 11 ) LONG مكهن لال: ١١٠٩ -مكين ، مبرزا فاغر : ١٦٦ ، ٢٦٦ ، " A44 " 441 " 4.0 " TIT

- 445 - 1 - 74 : \$345 : 1 - 1 -ملا دو بیازه : ۱۲۵ -\*ملا مايو : ١١٣ -

- ۱۵۲ : ۲۲ : ۱۵۲ -" ال وجين : ١٥٨ ، ١٩٠٠ -ملک پد جائسی: ۱۹۵، ۱۰۱۹

> ملو خان (نادر شاه) : ٦- ، ٢- -مليار راق : ١٨٠ مم ، ١٨٠ - ٨٦ - 94A : And 3life

عتاز بربلوي : ۱۰۲۳ -- 747 : 247 -- TTI ' TIA : You

منت ، قبرالدين : ٣٦٣ -منثو ، لارڈ : ج. . . -منصبر (برادر تائم چالد بوری) : ۲۰۰۲ ،

. منعم ، پاک حضرت مخدوم : ۲۰۰۰ و ـ منصور علاج : ۲۸۸ ، ۲۰۰ -منير لاپوري ، ابوالبركات : ۲۲ ،

منهف مسيح : ديكهبر شوكت ، سيد منیف عل ـ متوجيری: ۲۸ -

موتمن الدولم اسحاق خان شوستري ب - AFT - 184 - 1FT - 1FT

موزوں ، راجہ رام تراثن : ۲۸۳۰ - 434 موسوی ، میرژا معزالدین بجد : ۱۲۴ ،

- 1 - AF ( ATS ( ATF موسوی خان : ۲۰۸۳ -موسیل اشعری : ۴۸ -مول رام ولد مهتم آلند رام : جهه .

e ( 10 ( 19 ) 19 ) 207 ) 207 ) 1777 ' 044 ' 04A ' 0FA - 93+ ' APF ' 400

موسن ، موسن خان : ۵۰ ۰ ۰ مه ۰ CAL - 1A-1 CAT CAN - 907 ( 907 ( Ac)

مونس ، ڈاکٹر ایرکاش : ۱۹۸۳ ؛ - 1170 ( 1-03 ( 1-00 سهالرالن ، ديوان : ١٥٠ ، عـ٥٠ -سهجور لکهتوی ، حکیم بهد بخش : - 1.1A - 15F

سېدى على خان : ۱۵۸ -

سیر ، سیر جند گهتری : ۱۹۹۸ -11.9: -11.4/1.4/1.94

سير خال : و ١ -بال چگن : ۳۰۰ -میاں معید : ۵۰۰ م

٠ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ ١ 'T4 'FF 'FF 'FF 'F. 1 18 \*17-\*177\*117\*1.A \* 04 fire fire fire fire CASE CAME CAME CAME ( ) ca ( ) ca ( ) cr ( ) ar CTIC CTIO CIRC CIAL fore fore fore fore from from from from free 477 ' 467 ' 467 ' 767 ' 1740 1747 177A 1774 CTAP CTAL CTAL CTAR Cris Cris Cres Cres ( 221 fre. tree tres free free free free free

1 703 1 700 - 707 1 70T

CTAR CTAR . TOT CTAL FRAT FRAT FRAL FRAN fres frag frag fram . Cree fren . ren fren ferta feat tour feat ' FIR ' FIR ' FIR ' FIR ' frat frat tra, tree d

can trad trak trak FRET FREE FREE FREE FRAT FRAT FAT CHAI CHA. CHAI CHAN FAR FAR FAT FAT 1 74 1 75 1 FAA 1 FAG 1 man | man | man | 1 mar 1 5 .. 1 M99 1 M9A 1 M94 غالدان ٠٠٠ م ، ولادت و وقات ٠

۲.۵، تعلم و تربيت: ۲.۵ --· itel to could sail cana مره - وره ؛ حالات ٠ وره -وروه د شخصیت اور سعرت ، ورو - ۵۷۵ ، تمالف : ۵۷۵ - ۱۵۵ -مطالعه شاعری: ۲۵۵ - ۵۳۵ ا غزلیات و مهم ، بلندی و بستم و ٣ ـ ٥ ، تغليقي عمل كي الوعيت : face - aid for cace - acr Kan 1 A19 - A11 . 1800 لمبور: ويه - بيه، عشق Side . DAT - DA. : Wile کينيت : ۱۸۵ - ۱۸۵ ، غو و الم : مره -- عره ، غنائي شاعری : ممم - ممم ، غزل کے چند اور جلو : وره - . وه ، دو بنیادی علامتین . و و ، اتا پرسی: . وه - روم ۽ تخلص اور مقطم -، وه - ۱ وه ، ديگر خموصيات : · ilu + illi + agr - agr

ههه ، ۱۹۰ - ۱۹۵ : عاورات حنائع بدائع وغيره : ٥٩٥ – ٩٩٥٠ tangle . Apa - ppa : dept. سودا: . . . . . . . . . . شعرا کا اعتراف کال: ۲۰۲ - ۲۰۲۰ الفرادي رنگ : ٦٠٣ - ٦٠٣ ١ مشرق اور مغربی شعرا کے ساتھ : س. د ، زبان و ببان : ه. د -و رو ۽ مثنويات ۽ موضوعي تقسيم ۽ . ۲۰ ، عشقید مثنویوں کی اسبت : - 35. . 1125 ( 35. - 359 وجود ، واقعاتي مثنويان : وجو for - are chieve for. بجو كي اقاديت : ١٣٠ ، ذات اور باحول بر: ۱۳۸ - ۱۳۸۱ میر اور ہجویات سودا : ۱۹۰۰ - ۱۹۳۰ فمالد ٠ و د و ... . . . . قمالد د والح : عمر - ممر ، مرتبر اور Why: myp - amp : pmp : 1 303 1 300 1 300 1 30. FARK FRRE 1981 . 944 1747 1747 1741 1771 ( 3A4 | 3AT | 3A1

" AIT " AIT " AIT " 4-8 fore fore fall fall

1 409 1 400 1 407 1 477

1 434 1 430 1 430 1 404

1 car 1 car 1 car 1 car

1 407 1 407 1 401

( 1 - - 0 ( ) - - W ( 111 ( 111 f1.m4f1.m.f1.w4f1.10 - 11T0 - 1110 - 1-00 میں الیر ، کھے خواجہ میں درد ؛ 1 1 + A + 1 9 9 A + 1 9 9 1 1 1 1 1 1 1 fil. rf 11. 1 f1. 40 f1.40

-----مير جعفر : ١٩٩١ -

1 44A 1 444 1 447 1 448

FIAT FIAL FIAL FILE 1 491 1 409 1 400 1 40F

1299 1299 1298 1298

CALL CALL CALA CALE

CATA CATE CATE CAIA

CATA CATE CATE CATE

'AFA 'AFI 'AFA 'AFR

AAF AAF AAF AAA AA

CASA FAST CASE FAST

(1-A (1-4 (1-F - 1-F

CALL CALL CALL CALL

fara fare fare far.

4 4ra 4 4rm + 1r4 4 4ra

1 400 1 400 1 400 1 400 1100 110F 1101 11F1

COOK ( 044 | 1974 | 1976

۲۰۳ - ۲۰۰۰ ، ایک غلط قیمی کا ازاله : دسم ، کلام مین ایام : www. . , the page ( www. - wwa ... و ۱ اعلاق مضامین اور مضمون یایی : ۲۵۰ - ۲۵۳ ، کلام میں آبرو کا ذکر . مده -ده، ؛ قصائد ، موء ؛ مراثر ٠ وه و و و الله الله الله الله و و الله f tte frtt frat frat free free free free 1 TLA 1 TTL W 1 TOT 1 TO 1 tour torn torn tre. CATS COAT COAT COA 17:A 17:0 10T4 10T6 1 979 1 AST 1 AAP 1 47A f 1 - 44 f 1 - F - f 1 - F 1 f 1 - - 4 - 1 - 4 1

- 1-47

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

- 1-27

۱۹۳۳ -تارنگ ، ۱۹۳۶ر گویی چند : ۵۵۸ -تاسخ : ۱۹۵ م م ۱۹۳۹ م ۱۹۸۸ تاسخ : ۱۹۵ م م ۱۹۸۹ م ۱۹۸۸ میر جداد : ۱۹۰۳ میریمت الله میر چذاه عیدالله عال ، شریمت الله خان : ۲۰۰۵ میر میر جسن : دیکھیے حسن ، میر عالام حسن - حسن : دیکھیے حسن ، میر عالام حسن -

بر شار ۱۹۷۰ مر می در شار ۱۹۷۶ مر شار ۱۹۷۶ مر شار شار می در شار می در شار می در شار ۱۹۷۰ می در شار شار ۱۹۷۰ می در شار ۱۹۷۰ می در شار ۱۹۷۰ می در شار می د

اللهن د مير و شاگر بر بر تو الله د الله د بر بر تو الله د الله د

there there there their

لاصر سعادت غال : ١٩٥ ، ٢٠٨ ؛ 10.2 10.0 1 TOT 1 TH 141F 13F1 1981 1884

ATA CATE CALE CAS - 1177 - 970 - 441 - 4.5

ناص حنگ ۲۰۱۰ م السرعل : ٥٠ ، ٥٠ ، أردو غزليات : . ۲ ، أردو شاعرى : ۲۵ ، ۱۹۳ ،

- 330 - 00. - 70. - 7.4 ناگر حسولت رائے: ۱۹۹۱ معود ۱

- - - - - -1011 ( mg 1 + m . . . mal , la 51)

FOTA FAIR FAIR FAIR 1 AA1 1 Am. 1 Ama 1 Amm - 754 6 750

نالان د معر وارث على : ۱۹۹۸ م ۹۹۸ -ئائا لرلويس : a ، ٨٨ -

تانيا . جير ، جير -تاليفي ۽ ملا طاير : ١٩٤ -لىلاک ، زیکی : ۱۰۹۰ -لبي كريم ۽ ديكھير حضرت عد صلي اللہ

علم و آلم وسلم -لثار شيم عد امان : ١٠٠١ م ٢٠٠٠

- A14 6 m/4 فياب تبال : مد -

فف عان اصفیائی : ۲۹۰ د ۲۹۰ -

نيف عان ۽ ذوالفتار الدولد ۽ ه . ه -تيف على خان ۽ سيدن . ۾ . ۽ ٢٠ هـ .

المير الاسلام ، ڈاکٹر ، سون مور ، - 1 - 4 - 4 ( 1 - 7A ( 1 - TA

نعم الدولير ، ١٠٠٠ تجم الفئي خال ، حكم عد ي مرم ، - 1 - 41 ( 6 - 1 ( 6 - -

ایو خان و دیکهبر عبرت ، سر میبا الدين -غيب خان : ۲۸۳ م لدرت کاشمبری : وے م د دے -لدع وشاء لدع القريري . لديم ، مرزا زي : ١٠٠٠ -

لديء مرزا على فلي خان : جرء - - - -لريت سنگه د واهم . ه . . .

ارگن : دیکهیر عزات ، عبدالولی . تساخ ، عبدالفقور : ٣٨٣ ، ٣٨٧ ، - - 1 - - - -لسبق تهالیسری ۱ ۱۳۹۱ هید ۱ - 441

لمبرت یار خان (صوبه دار اگر آباد) : 123 Jen 151 154 " Long 1300 1300 1714 1790 تمير، بد تمير الدين عرف كاه ٠

- 4 - 4 - 4 - -تصير الدين چراخ ديلي": ١٠٠١

tilla likes a color a color

حضرت لظام الدين اوليات ; ٢٠٠٠٠ لظام الملک آمف جاد ؛ ٨٥٠ ١٥١ · IDA ( IFF ( IFA ( IFF ( A. - 071 1 161 لظامي ۽ فيخر ديڻ ۽ ١٤٨ -

نظامي بدايوني : ١١٨ -لظامی کتجوی : ۱۸۵۰ م ۵۸ م ۸۵۸ -اللم ، آغا حسن : ١٥٨ -اللبر اكبر آبادي: ۱۱۵ ، ۱۸۳ ،

لظيرى: ۲۲۱۹۱۱۹۱۲ میده دید - 170 لمست الله خان دیلوی ، لواب : ۵۲۵ ،

- 450 لعنت غال مدا رلگ : ۱۲۸ ، ۲۱۸ ، - 100 1 100 1 171

لعم ، إلا لعم : ٢٦٦ -نعم ؛ لعم الله : ٢٧٨ -لهم احمد، ڈاکٹر ب ف ہے ہے ، ہے ،

تشق حيدر آبادي ۽ تصير الدين : - 10. ( 145.

تتفر على: ١٨٢ ١٨١٠ -تتوی ۽ لاڙيد حسين ۽ آٺ ۽ ۽ ۽ جي -لكر سيله : ١٣٠٠ -

لواب حان - دره -لوازش على عال ، مرزا : ده ٢ ، ٢٨٠٠

لور الدين حسين صديقي السهروردى ،

- r . . ; 4 UY, . نور الله - ١٠٠٨ -نور بائي ڏومني: ١٣٦ -- 197 : 200 نهرو ، ينلت جوابر لال : ١٠٣٠ -

واحد يار خان : ٠٠٠ ، ١٩٠٩ -وارث على بن شيخ بهادر على : ٣٠٠٠ -واعظ كاشني ، "ملا حسين : ١٠٢٦ ، - 1 - ^ 1 - 7 - 1 - 7 - 1 - 77 - 1 - 77 واقف ، شاء تور العين ؛ ٢٦٦ -والاتبار ٠ - ١٠ و ـ

والا جاء يهادر، لواب عد على : ١٠١٠ -والد ، مبارک على : ٩٠٩ -والد داغمتاني : برد ، ۱۳۶ ، ۱۳۶ -وجيه الدين خان : ١٠ ه -وحدت : ديكهيم كل خواجه عبدالاحد . وحشى بزدى: ۲۹۲ ، ۲۸۳ ، ۲۸۸ -وحيد اختر ، ڈاکٹر ۽ . ٢٠ . وحيد قريشي ، ڈاکٹر : ۲-۹ ، ۲۰۱۵ f A T # 4 6 A T . ( A 1 9 4 ( T A A · ALF · ALF · AFF - 1 · ATT -

- 110 1040 ورجل: ۲۰۰۰ -ورڈ مورٹھ : ۱۲۵ ، مرد ، ۱۲۲ -وڙير علي خان ۽ تواب ۽ س. ١٠ -ولا سمرقندي ، محر څد : ٢٠٠٠ -

منبرت شاء ولي الله عدث ديلوي و f . F. f Fat f + an ( a . C .

- 1-05

ولی ایلوری : ۲۰۱۰ -ولی دکنی : ۲۲،۲۲، ۲۰۰۰ ۲۳،

۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳۳ - ۱۳ - ۱۳۳ - ۱۳ -

استادی کا اعتراف: ۱۸۸ - ۱۸۹

17.A 17.2 17.8 17.7

( ee | ( ee | ( ee | ( ee |

'TO1 'TT1 'TT1 'TT0

( FIF ( \$4. . FAA . FAA

( ma. ( mmt ( mmt ) mmt

1 ma. 1 mmt 1 mm1 1 mm1

1 ' 074 ' 075 ' 07A ' 077

1247 1447 1744 1748 1437 1447 1447 1468

۵۰۰۱ ٬ ۱۰۱۳ ما ۱۰۱۳ ولی گرمانی ، حضرت شاه لعمت اند :

۱۳۹ - ۱۳۹ دلی میان از ۲۳۱ -

دی میان : ۲۳۱ -دیس واس راؤ ، پیشوا : ۸۷ -

یاتف ، مرزا بو علی : ۲۰۰۹ -باتنی : ۲۰۱۳ -بازیر ، کیپٹن : ۱۰٫۰ -

بالالر، الانتخار : ۱۹۰۰ -بالنمى، المعير الدين : ف . ۲۹ -بالنمى، اذاكار لور الحسن : ۱۳۸۰ -۱۹۲۸ - ۱۳۸۱ - ۱۹۲۸ - ۱۳۸۰ -

۱۹۲۰ م ۹۹ ، ف ۱۹۵۰ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ،

٢٧٠ : ٥٠٦ : ٣٠٠ -بدايت (مرثيد گو ، شال) : . . -بدايت ، بدايت اشان دېنوى :

مایت ، بدایت اشد مان دیلوی : ۲۰۰۰ ۲۰۰۰ ۵۲۰ ۵۲۰ ۵۲۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۰ مالات : ۱۹۰۰ تاریخ دیوان : ۱۹۰۸ – ۱۹۱۰ تاریخ وفات : ۱۹۰۸ کلام کی خصوصیات :

۱۹۰۸ - ۱۹۰۰ ۱۹۰۰ - ۱۰۰۹ ۱۰۰۰ - ۱۰۰۹ ۱۹۰۰ - ۱۰۰۹ پذایت کیش : ۱۹۰۰ - ۱۹۰۹ پذال : میان عشرت : ۱۹۰۹ -

برچرن داس : ۱۸۷۳ -بردے رام ، راجہ : ۱۹۳۸ -یکسل ، آلڈس : ۱۹۳۷ -

يم دم ، گلاب چند : ف ٢ . ٥٠ . ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م ، ١ م

یابون (مجبوب <sup>م</sup>لا شمسی همدانی) : ۱۹۰ -بادن مترین

وايون بخت ; ۱۰۰۰ -ومت بيادر ) راجه ; ۱۰۸۱ -ومت منگل ; ۲۰۱۱ -

بمشيره - ميد الدين خال : - - و -بشخ ، مورثن ايم : ٨ - ٦ -بندو ، منشى گوكل چند : ١١١٠ -بندوستاني سيكوليثر ، (قلمي للم) : ١١١ -

یات بهگوان داس : ۱۳۳۲ میرد ، ۱۳۳۵ به ۱۳۳۵ به ۱۳۳۵ به ۱۳۵۰ میرد ، ۱۳۳۵ به ۱۳۳۰ میرد . ۱۳۳۰ میرد . ۱۳۳۵ به ۱۳۳۸ به ۱۳۳۸ به ۱۳۳۵ به ۱۳۳۵ به ۱۳۳۵ به ۱۳۳۵ به ۱۳۳۵ به ۱۳۳۸ به ۱۳۲۸ به ۱۳۲۸

بود عليه السلام : ٢٠٠١ -- بوداس : ١٥٥ -- بوس ، مراأ غد الى : ١٨٠ -- بوالليرث : ٢٨٥ / ١٨٥ - ٣٠ -- بولگر (مريث سردار) : ٥ -

بولکر (مریشه سردار) : ۵ -وم : ۲۵ ۱۹۹ - ۱۹۸ -بیبت جنگ ، لواب (بن الدین احده غان : ۲۰۰ -

غان : ۳۱۰ -پیسشگز ، وارن : ۱۰۵ ، ۹۵ ، ۱ -

بیرس: ۱۰۹۵ -بیڈلے: ۱۰۹۵ -پیبائن ، کوئل ولیم جارج: ۲۰۱۰ ک

3

- 413

- 7. - 20

emps empt that all plaint ages even from the control that empt tha

يكتا ، حكم حيد احمد على خان : 6 p. 2 Li . 921 6 78 - 6129 4 3 8 3 1 AAC 1 CA1 4 C14 1 410 1 441 1 401 1 40A - 1TA + AAI + A4F + 414 یک دل ، لاله سیده رائے : ۱۱۸ -یک رنگ ، غلام معطنے خان : مر ، FIAA FIRE IMA FEEFT F TTT - TTT - T-2 - T-5 arai tall continue traction ووره منه وقات ؛ ال ۱۳۹۳ كلم ير رائ: ١٩١٢ - ١٩٢١ ، 1 mb. 1 mag 1 max 1 max - 1 . . 4 \* 477 \* 474 \* 477 یک رو ، عبدالویاب : ۱۳۱ م ۱۳۳۱ : · 446 : --- ( +44 ( +++ مدد ، دیوان : ورد ، کول کلام

اور داغ: ١٠٠٠ - ١٠٠٠ ١٠٠٠ - ATA - ATC بكائم منكناي و مرور يوسف عليد السلام : ٥٥٠ ، ٥٥٨ -يوسف على خان : ۵٠ -بوسف گهٹکهٹر ، مولوی ؛ ف ۱۹۸ -- ans + wra : .... ييش ۽ ڏيلو ۽ ن ۽ ان مور -

## اقوام و ملل

اتاليم : ١٠٠ -- 114 ' AAF ; DUI (AT 174 1717 1717 A 1717 A) 1 ALT | A.W | CTST | FAT f AT. | AD. | TTT | FATA 1117 11AF 11T1 1AT1 11.44 & 11.48 11.77 111.4 111.0 111.F 111.T

- 1111 ( 1114 ( 1144 كامر : همه ، شعرا ، به . - 1 . : ( ) "كشيرى : 1 . :

وارس : ١٠١ -باللون : ١٠٦٤ -بنهان : ف مم ، هم ، ۱ ، ۲ م ، ۱ ، ۲ م ، ۱

يرتكل : ١٠٦١ -

ئيند. - - - - د د

- 1 - 40 ( 988 ( 014 جادو بنسي : ١٠٦٤ -داكيني: ديكيبر مريثر -

رام ، برت : ١٠٠ CASE FAIR FRAS FRAS سادات باربعه وروء عروري والم

- 1177 ( 189 ( 1.1 1 6 : 45 عجمى: ديكهر ايراني -. . . . . . . . . . . . . . . . عيساقي . و و و و و و ه د و و (1.71 (1.70; 4.77 - 1 - 60 ( 1 - 70 : 4-4)

فرالسيسي: ۵ : ۱ - ۱ -ارائل : ديكهير الكريز -- + + ( 1 . · aimel / airl --1.45 -1.76: 02.5

گورے : دیکھیر الکریز ۔ 1 AT ' AT ' AT 1 41 ( 6 ) PA'

" \* OF " | FT " | FA " | FL " AL fal. frat frat fra CALL CALF CALF CALL fast fare fare fart 1 . 42 1 . . . 1 422 1 420 £1511 £1.43 £1.38 £188 ۱۱۲۰ - ۱۱۲۰ - مثریا مثریا افوام : ۱۲۳۰ - مثل : ۲۳۲۹ میم عمد ۱۳۳۹ مثل : ۲۳۲۹ - ۲۳۶۹ میم عمد ۱۳۳۹ عمد ۲۳۶۹ - ۲۳۶۹ متر ۱۳۹۱

منگول: ۵۰۰ -فيس: ۱۰ -ولنديزې: ۱۰ ، ۲۰ ، ۳

۱۹۰۱ ، تصوف: هم ، ديو بالا : ۱۹۲۹ ، ۱۹۸۹ ، کاتور: ۱۹۵۵ ، ست/ملهب : ۱۹۹۵ ، ۱۹۹۵ ، ۱۹۹۲ ، ۱۹۹۱ ، ۱۹۲۱ ، مسلم تقرقه : ۱۹۹۵ ،

عودو) مسلم تعرفه : هودو مسلم فسادات : ۱۰۹۹ -

افسانوی کردار

آوژد بخش : ۱۰۸۵ : ۱۰۸۹ -آمیان بری : ۱۱۱۵ -اشتر صعید : ۱۱۱۹ -افسالد بری : ۱۱۱۸ -افیاس بالو : ۱۰۸۵ -

أصرت: همه ۱۳۸۰ عدد -الجين آوا: ۱ عد -بلور متيو: ۸۳۸ ۲۰۸۳ ۱۳۸۰ هدد ۱۳۹۸ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۲

> اريس الرب : همه ٢ عمه -يلاس : عمم -

....

پراد خال ، ارائل : ۱۹۰۹ ، ۱۹۰۹ - ۱۹۰

الان ۱۹۳۰ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۰ - ۱۹۰ - ۱

عواجه کا برست : ۱۹۹۱ - غواجه کا برست : ۱۹۹۱ - غواجه بالا بردی : ۱۸۹۱ - دالا دل : ۱۹۹۱ - ۱۸۹۱ دل : ۱۹۹۱ - ۱۹۹۱ دل : ۱۹۹۱ - ۱۹۹۱ دل : ۱۹۹۱ - ۱۹۹ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹ - ۱۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹

راجه الفري ۱۰۸۸ -راجه دهنی تر ۱۸۸۰ ۱۸۸۰ ۱۸۸۸ -رام چند تر ۱۹۲۳ ۱۸۸۸ ۱۸۸۸ ۱۸۸۸ ۱۸۸۰ - ۱۸۸۳ - ۱۸۳۸ دالها تر ۱

شاء بدغشان : ۲۵۸ -شاء فریلون : ۱۵۵ -

شاه سد و م

هاه یکن: ۱۵۵ م شجاع الشنس: ١٠٠٠ ع ١٠١٠ - 1171

فكر بارا: جمم ، ممم ، دمم ، - 001 1 004

- Ac : Ul .... طوطي: ٣٨٨ ، ٨٨٨ ، ٢٨٨ ، ٢٨٨ -

عادل شاه ٠ وم ١ و ه ١ ٠ -شاه بالو پری : ۱۰۸۵ -عرش بائي : ١٨٠٠ ١٥٥٨ عمد -

قرغ مير : 1 - 1 - 1 -ارغنده سير: ۱۰۱۸ ۱ ۱۰۱۹ - 1110

- 494 : 70. - 34,5 قریاد رس د عمید - -

فيروز شاه : ١٥٨ ، ١٥٨ ، ١٩٨ ، ( 428 | 422 | 428 | 424

> تتلز خان: ۲۰۰۹ - AAA : Jose UK - 977 ' A7. : UF . 58

- 1 - A4 : +1 JE - AA - ' AAA ' AAA : 2AA -لوسي حرك : 287 -

LAST : NOW 'NOT 'NOT : ED AL fare fare fare fare fact

- A4+ ( A33 ( A34 - 117 ' A1A . 77 . : USE - ATE : AGA : all TEA -مظافر شاه : ۱۱۱۵ ، ۱۱۱۹ مظافر متبول شاه : ۱۰۸۵ -ملک شمیال بن شاه رخ : ۱۰۹۹ -

ملكم بصره: ١٠١١ -ملكه دمشق : ۱،۹۹ -ملکه زير باد : ۱ ۵۸ -ملكم لكار : ١١١٩ / ١١١٠ -- 1 - 69 : 60 : 97 مه رخ ادی: ۱۸۸ -مبير أفروق ٨٠١٠٨٦ ك ١٠٨٥ ٢ ٢ ٨٥٤ ٣ -مبر طاعت : 200 -

- 777 : 674 han ! han : nor : asa ? \* ATP \* ATE \* AT- \* AD1

- 664 ( 644 ( 671 ( 677 تور عالم: ١٠٨٨ / ١٠٨١ - ١٠٨١ -ليک الديش: ١٠٨٦ ؛ ١٠٨٤ ، - 1 - 45

نيم روز ، شيزاده : ١٠٩٩ -- 20. 1 344 \* AAC 1 AAT 1 AAB 1 3AA \*

## مقامات

آگرہ : دیکھیے آئیر آ.اد ۔ آئولہ (بربلی) : ۲۵\_ ' ۱۱۲۳ -الف

\_

الرابع لاد: ١٠٠ -الأف : ١٣٢ ، ١٠٩٠ ، ١٩٠١ -الك : ١١١ -

اللي: ١٤٥ -اجبير: ١٠٥ -اجن: ير. -

اركاك: مهه -الريسة: ه ، ۹ ، ۱۱۲ ، ۹۳۹ ، ۱۵۲۲ ،

۱۰۹۵ -استرآباد : ۲۹۹ -اصفیان : ۲۹۳ -اعظم گڑھ : ۲۶۳ -افغالستان : ۲۶۳ -

اگیر آباد: ۱۹۹۶ ک ۱۵۱۰ ک ۱۵۱۱ ۱۵۲۱ ۲۳۳۱ ۱۹۳۳ ۱۹۵۳ ۲۵۳

( 371 ( 31A ( 017 ( 0.7 C CO. P. LOUIS CAST COTA ( 799 ( 100 ( 17A ( a : 3)) L 1 004 1 017 1 070 1 079 - 1174 | 1117 | 1.4A امرويد : ۲۰ ، ۲۵ -- 1.m. ( 189 - Hill الكلمتان - رود ؛ وود ؛ وود ؛ - 1 - 10 - 1 - 1 - 1 - CAT اودگير ښام ييدر : ۱۹۳ -1 799 1 10 - 1 AP 1 & : 435 (A). ( #4) ( #AT ( #3) FATT FATT F 787 F 781 1914 FAST FACT FATT - 1 - 47 6 9-9 6 9ro اورنگ آباد . صد ، بعد ، عدد ، \* 184 \* 187 \* 177 \* 177 CT.1 ( 197 ( 148 ( 178

1 A19 - 1 178 1 7 . F 1 PAC

4 0 . 0 . 0 . F . 6 . F . F . T . F .

باغيت : ٨٠٠ -- 1 - 40 - 600 - 100 - 1 - 4 - 1 354 - 417 : 1,10

پدایون: ۰۰۰ ، ۱۰۱ -برسائم: 110 ty to twirty ty ty ty

1 11 1 TA 1 TA 1 TA 1 TH 1 TH 1 TE ( TA ( TE ( PT ( PP ( TT ) T

1 97 19. 1 A4 1 AF 1 AF 1 AT £ 111 £ 1 + £ £ 1 + 1 + £ 1 + 6 \* 174 \* 170 \* 171 \* 110 \* 100 \* 101 \* 170 \* 177 1 107 1 104 1 10F 1 1mt

\* 184 \* 147 \* 137 \* 104 4 Y . T . 4 T . 1 194 4 1A5 CTAS CTTT CTTS CTIT

FFA FF-7 FT91 FT9-

COTA CRAT CTAA CTA ( ent ( eat ( eet ( ert

CHES CHES CHAR CHES 1 510 1 5.0 1 011 1 CAL

CATE CATE CASA CAIR

1 10A 1 015 1 0T4 1 0T4 CAPA CATE CASA CASE

1 ASS 1 ALS 1 4AA 1 4FT

CAPP ( 913 ( 918 ( 9.5 CAR. CARY CAND CARE (1.1A(1.18(1..8(1..F \$1.00 \$1.77 \$1.77 \$1.70 (1.7F (1.7F (1.71 (1.0. \$1.47\$1.48 61.77 \$1.78 \$ 1.AT \$ 1.A \$ \$ 4.6 A \$ 1.66

- 11-4(11-7(11-01)-90 - 179 ; 151 - 179 - ---

بسولى: ١٩٢١ هد ، ١٩٠٠ - 1 - 49 1 1 - 44 : 64 بالكرام : 199 -- 1.00 " TA : 180C.

- 177: 45 0 FAAT FAA - FATT FAT - 1 UT - 1 - + + + 407 ( 907 ( 414 - 1177 : 2177 -

197 194 19 10 17: 154 f mas ( FSA ( FST ( F1) CAYS CATS CALL CALL

( 9F4 | 9FF | 974 | 4FF ( 1.40 ( 1.40 ( 40. ( 4re - 1117 - 1-10

( 194 ( 191 ( 74 ( 9 ( 8 ; ) ) f tre f trr f our f mit - 1117 ( 1.98 4 ( 979 جاری ہور ، متصل سرسا ؛ ف سم -

> لهرت بور ، رباست ، و.. . - 1111 : 18/34

نهویال : یم ، ۱۹۸۹ مه و يجابور: ٣٣ -يكم آباد : مرب -

- 11.9: JOY - 14: 4 34

الشميار ، مرو ، ف ۱۲۸ ، ۱۳۲ ، 144 144 1em 1em TAP TAP TES TES 1 001 1 00A 1 TIA 1 TO. 1411 1304 13TE 143T ' A40 ' A10 ' A1T ' 401 - 1.14 ( 1.TT ( A.A. ( A.. (AA (Ar ( \$4 ( 11 ( r : + let)

" PTS " TTA " TT4 " 1A4 - 1177 - 44. - 44. يتياوس بيلاط: ١٠٦٠ ، ١٠٦٥ -

- 911 4 79 ; 1933

قرچنا بلي : ١٠١٠ -الركستان: ۲۳ ؛ ۱۱۲۲ -- 1.177 : 53

- TI. : Jally - T . 4 ' 19T ' TF . Olad

> - 477 ' 787 ; AUG -- -- 194 : watal

جاج مئوء أكبر أباد : ١٥٨ -چنوبه : دیکھے دکن -TIA: WEST

مياتكن لكر: ديكهير لماكد -

چاند بور (تعلم چنور) : ۱۲۵، ۲۵۵،

حث يك (اركاث) : ۲۱٠٠ چنیایش ، (مدواس) ، ۱۹۲۰ -- 117F ( 1177 : Ule

- 6 - 7 5 سنن بور د برگه در ف سه -

------------سدر آباد دکن: ۲، ۱۹۰ ف ۲۳۱ CANA CALL CREE CREE 

شالص بور: ۳۳۴ -

غالوال/غالوه : ٦٠ -1 1 - A1 ' AST ' 184 : OF - 1114 غرامان - جرر -

CLEASELEAN CARE CLASSIBLE e e114

CHEL CHEN THIS ۵ FRES FREA FREE - 10a0 : Ale - 10a CARS CARS CARE 1 TAL 1 TAT 1 TAP ( 14 ( 17 ( 7F ( 7. ( 64 ( 6F CTS. CTAT CTAB CTAR CAR CAPTAL CAACATICA Cres Cren Cree Cree Cles Cir. Cirs Clis . FT4 ( F) . ( F-A ( F .. (141 (104 (10. 0 (189 FFF FFF FFF FFF FFFA CTTT CTTT CTTT C IAL 1 FAL 1 FAT - FAT 1 FA. FTTS FFIF FT-A FTS 1 may 1 ma. 1 mag 1 may 6 0.7 60.0 1 FTT 1 FTL FRA FTER FTTE FTT 299 1 PF9 1 PF9 1 PF9 1 f 811 f 81 . f 8 . 4 f 8 . 4 1 701 1 0F4 1 0F0 1 0-T FAIR FAIR FAIT FAIT CATT CAT1 CAT. CA19 'ATT ' CAP ' 447 ' 77A 1 34. 1 335 1 374 1 APT CATT CATT CAT. CATT (1.TA (1.10 (1.17 (1.11 fore fore fore fare -1-76 ( 1-07 ( 1-0-1 000 1 000 1 00. 10FA دلى: دېكىر دىلى -: At. ( ATE ( AT) ( AT. دوآب گنگ و جنن : س ـ \* 3FF \* 3TO \* 3T1 \* 31T che creired a checks Char - and Ches Chrs 'AF 'AF '74 'F4 'T4 'T7 1 ATA 1 33A 1331 1364 \* 174 \* 176 \* 97 \* 91 \* AT 1 1TA - 1 PA - 1TF - 17. 1 47F 1471 1470 1474 1 447 1 474 1 477 1 478 1 109 1 104 1 10# 1 1F9 1 498 1 498 1 491 1 49. 1 1A4 1 141 1 13F 1 13F fret ( 130 f 19. ( 100 FAIR FAIR FALL FAST \* TPT \* T1. \* T.& \* T.T LACS CATE CATE CATE 4 TOA 4 TOP 4 TEP 4 TOT \* TOA \* TOO \* TOB \* TOB ( STY | ST . | 514 | 54.A 1 7 . 4 1 7 . 7 1 7 . 1 5 TAT care care care care

( 100 ) ( 100

- 1117 ( 1111

1

راج محل : ۱۳۵ -راجبولاله : ۱۵۵ -راس کاری : ۱ -

ديک : ه-۸-

-444(477(707(#48

سارن: ۱۹۳۰ -

شکرتال : ۱۳۸۳ میر ۱۳۸۸ ۱۳۳۰ مهوه ۱ ۱۳۵۰ ۱۳۳۰ -سازت ۱۳۲۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۲ ۱ ستری : ۱۳۲۳ -ستیمل ، خاتر مراد آباد : ۱۳۶۵ میراد ا

۳ (۱۰۳) ۱۰۰۹ - ۱۰۹۹ - ۱۹۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ - ۱۹۹ -

ش

شاہ جیاں آباد : دیکھیے دیلی ۔ شاہ جیاں بور : ۲۰۵۵ -

- 1. re ( ama ( ma : ald - 77F ( 77F ( A7 : 77F -شال ؛ دیکهبر بند ، شالی -- 9 - 1 : 1 × 5 imm - 9.1 - 4141 --

- 7.7 ( 777 ( 167 : 476 عظم آباد : ٢٠٠ ، ٣٠٠ ، ١٣٠٠ AIT 1 mgs 1 mes 1 mgs '4.4 'ATA 'ATT 'TTE - 4ra - 4re - 4rt - 4r. car. Cars Carr Care form fort for fore -1-10 ( 1-15 ( 1-15

- A1- 1 45. le

غازی آباد : ۱۳۳ -

اتم اور سکری : ۲۹ ، ۹ ، ۱ ، ۹ -فارس : دیکھے ایران -غرالس: ١٩٢ ، ٣٠٤ · ٣٠٠ -قرم آباد: ۲۳۹ ، ۱۹۵ ، ۱۹۵ ،

" TOC | TOT | TOT | TOT fata fate ( 331 ( 331

- 45 F C AA+

فوخ لگو : ۲۹ -

فرنگستان : دیکھیر انگلستان ۔ trav tras tras ; sar tras 1 - 10 1 - 10 1 330 1 330

1331 1384 1383 138T CATA CATE CATE CATE "AFT "AFF "ATT "ATT

FARE FAME FAME FAME 'ATT 'AAT 'AAT 'AAT ( 1 . . F ( 9F. ( 9F9 ( 9FF - 1 - 42 / 1 - 40

d

قرقال : ديكهم كرقال . فندهاره ويرس ويربي ويواري والمراري - 1 - 27 : 10

- 104 1 - 1 2 : 415 - ora ( otr ( otr ( ott : old - 1177 1 1.00 ; TO NO \* 1 - 40 : 2425

( 100 Clas : 110 " 110 Clas - 44+ گراری (اله آباد) : ۱۸ -1 119 1 414 1 414 : XIS

2,38 (1,11 ( mg) : 1,18 ) - 1177 ( 1177

محرنال : ۲۳ ، ۱۳۳ -محرا ف ۱۳۹ -

گور کیش : ۱۰۶۵ -

محورًا جهان آباد : ۱۱۰۹ -محوله : ۱۳۹ - ۱۲۲۱ -کوم این : ۱۵۵ -

گهجوا (ضلع فتح يور) : ۱۱۰۹ -گهجور : ۱۱۵ / ۱۲۵ - ۱۳۵ -

5

گردیز : ۱۰۹۰ -گزگاوال : ۱۱۵ -

گلبرگد : ۲۳۱ -گنج اوزه : ۸۸ -

سج اوره : ۱۸۰ مرد ، ۲۱۳ ۲۱۳ ۲۱۳ ۲۱۳

۱۰۵۳ مرد ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ - ۱۰۵۳ گولتی : ف ۱۰۵ -

گورگه بور : ۱۱۱۰ <sup>د</sup> گوننده : ۳۰ -گوننده : ۱۱۱۰ -گویانده : ۸۰ -

J

- SITT (114)

Copy for copy for (exp )

Copy for copy for (exp )

Copy for copy for

farm - 1976 (1-18 (17 (0))

- 1

مارواژ: ۱۹۰۹ -مارود: ۱۹۹۹ - ۱۰۰۱ تا ۱۹۵۰ -مالود: ۲۵۱ - ۲۵۱ - ۲۵۱ -ماللو: ۲۵۱ - ۲۵۱ -

مالک پور : ف چہ ۔ ماوراہ الٹیر : ۱۲۳ -متهرا : ۱۲۵ -عما شدر (مدار بدر) : ۲۰۰۰

مچهالی شمیر (جون بهور) : ۱۹۳۳ -مدایا : ۱۹۰۹ -مدراس : ۲۰ ۱۹۰۹ ، ۲۰۱۱

- 1177 (1.17 (1.17 ) AMERICAN - 1177 (1.17 )

مراد آباد : ۲۹۵ ، ۱۰۹۰ -مراد آباد : ۲۹۵ ، ۲۹۰ -مرشد آباد : ۲۲۹ ، ۲۹۰ ، ۲۹۰

19.4 (#9) (#1A (#99)

( ۱۹۳۰ ) ۱۹۳۳ ( ۱۹۳۹ ) ۱۹۳۰ -۱۹۳۲ ) ۱۹۳۰ - ۱۹۳۰ - ۱۹۳۰ ) ۱۹۳۰ ( ۱۹۳۰ ) ۱۹۳۰ ( ۱۹۳۰ )

> مکن پور : ۱۱ -مکتہ : ۳۹ : ۱۰۵۱ -مکن اور : ۳۸۵ -ملک فرنگ : دیکھیے انگلستان -ملتان : ۳۰ -

> > ميلو بالهرس : ١١١٠ -

(1:48 (988 (189 (1894) -1:4: -0:1 (2)

بيسور : ۲۹۹ -ميوات : ۲۸ -ن

لاولول : ۲۱، ۴۹، ۴۸۰ -لروز (گواليار) : ۲۱، ۴۹، ۱۰۸۵ -

الآک: ۱۰۸۵ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۵ الله ۱۰۸۵ - ۱۰۸۵ الله ۱۰۸۵ - ۱۰۸۵ الله ۱۰۸۵ - ۱۰۸۵ الله ۱۸۸۵ اله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸ اله ۱۸۸۵ الله الله ۱۸۸ اله ۱۸۸۵ الله ۱۸۸ اله الله ۱۸۸ اله ۱۸۸ اله اله ۱۸۸ اله اله الله ۱۸۸ اله اله اله اله اله اله اله الل

امهان : ۱۰۵۱ -نوانکن (جرسی) : ۱۰۲۹ -نیبلز (اطالیه) : ۱۰۲۲ / ۸۱۳ - ۸۸۱ -

1

وجیالگر : ۸۹ -ولایت : دیکھیے ایران ۔

> بالمي : ۲۹۸ -برات : ۲۹۸ -برددار : ۵۵ - ۱ -بردال : ۲۹۸ -

178 17. 1 17 1 18 : Ulfarita 178 17. 181 187 188 187 111 192 19. 188 178 178

. T.A . F. T.A . F. T. . . F. S . FOR \$ FEE . FEE ! FTA " ATT " 011 - 717 " 743 1 44T 1 3AD 1 3FF 1 3T1 1 ATS 1 ALS 1 CAB 1 CAB flate flatt flatt flat (1.pr(1.p. (1.rq(1.r) -1-91-1-74-1-71-1-6

هند ، وسطى : ٢٠ ، ٩ <del>٩ ٩ - -</del>

1 1 mm 1 1 mm 1 M - \*\*\* 101 174 14 - 35 CARESTAN FOR CARES - 1.m. : 1.r. : 1.ra 

محلر ، عبارات ، باغات ، دريا اور بهاڙ وغيره

اعدی پوره ، دېلي : ۱۳۸ ، آټ ۱۳۸ -اردوث معلمان سرو -اكبرى دروازه (لكهنة) : و ١٨٠٠ ا كرى سعد (اكبر آباد) : ٩٠١ -اكرى مسجد (ديل) : مه . ١ -اساء باأه آغا باقر : ١٥٥ -

باون برج ، عظیم آباد :

باغ نواب قاسم على خان (الكهنؤ) : - 414 4 4 415 بنشي گهاٿ ، عظيم آباد : ج ۽ ۽ ۽

تاج عل: ١٠١١ - ١٩٩٠ لكيه عشق ، عظم آباد : موه -تكيه شاه باقر ۽ عظم آباد ۽ يم ۽ -لكيم" شاء تسلم ، دبل - وجوء ، جوي -

بادم مسجد ، دېلي : ۱۹۸۸ و ۲۵۶ - 4.0

جاندني جوک ۽ ديل ٠ سريو -جتل تعر ، ديل : . . و -جورايا آغا حسينا ۽ لکهڻؤ ۽ . . ۾ ـ

حوض قاضي ۽ ديلي ۽ ۽ ه ه -جويل امعر خال الجام ، ديل : ١٥٠ -مويل راجه نول رائع ، لكهنؤ : ٨٣١ مويل غد تاصر ۽ ديلي : فت ١٣٨ -

درگله پنجد مبارک ، حیشر آیاد : ۲۰۰۲ -دريائے الک : ۲۸۱ مه ۱۰۵۸ دريائ جينا: ه ، عم

- 907 1 P. 7 1 AT 3 - KE 2413 دریائے سندھ - سے

دريائے قرات : ١٠٣٠ -

دربائے البدائیں۔ درگه حضرت جي ۽ گواليار : ١٠٨٣ -

دهون پوره ، عظم آباد : . . م a gay + Jake pleas

ديوان خاص ، ديل : ١٣٨ ، ١٣٨ ،

ديوان عام ۽ ديلي : ١٩١٢ -دچره يهوائي ۽ قميد ڇهاڻا ۽ ١١٢٥ -

راج گهاٹ ، دیلی : ۲۱ -روضه رضویه ، غراسان ؛ ۱۹. -

زينت المساجد ، دېلي : دېلي : ۸۵ -

سېزى منڈى ، لکهنۇ : ۱۱۲۲ -سائن، الكهنان ، ٥٠٠٠ . سيد واژه ، دېلي : ۱۹۹ -

صدر بازار ، دیل : ف ۱۲۸ -

عرب سرائے ، دہل و ورو -عارت حضرت قدم شریف ۽ دیل :

قبرستان ، اكهاؤه بهيم سين ، لكهنؤ : قلعه معلی ، دیل : ۲۱ ، ۱۳۳ ، · pri ' r.) ' rr. ' ris - 111# f 111F f 744 f ars

- MAA : 445 كولك قيروز شاه ، ديلي - 177 f A7 كوه بهاليه : ١ -

گلاب باژی ، لکهنؤ ؛ ۱۳۸۰ -

لال باغ ، فيض آباد : ٢٠٨ ، ١٩٨ -لال قند و ديكهي قلعه معلى -لوری کثره ، پشم : همه -

يد باغ ، دکن : عد ، ده ، مدرس غازی الدین خان ، دېلی:

سجد شير شاه ، عظم آباد : . . م -منتي گنج ، لکهنؤ : ۸۲۳ -مكم سيعد ، حيدر آباد ذكن : ١ع٩ -موتى محل ، لكهنؤ : ١٢٥ -ميان -رائ سنهل: ١٠٦٩ -

- 1m9 : cho . sed . 570

افسانوي مقامات وغبره

باطل السحر: ٨٨٩ -

يرستان : ۱۰۸۹ -

تنت سلياتي : ١٩٥٠ -

117 1 A1 1 . A7 . : ME 234

چاه سلیان : ۱۵۸ -

حسن آباد - و م ، و -

- 1 . AA : مام باد کرد : AA . 1 -

عشق آباد : ١٠٨٩ -

120 mg: TOA : FOA : 9FA -فيضمتان : ١٠٨٩ -

- AAS : 336 - DAT : 100 -- 1 - A9 + AD7 : LIE . J

کوه کلستان : ۱ · ۸۹ -

کشن آباد : ۱۰۸۹ ، ۱۰۸۹ - ۱۰۸۹ -

صبت افزاء باغ : ١٠٨٩ -

## متفرقات

دیگل آلون: (۱۳۰۵ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰۵ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰۰ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰۰ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰ بخرات ماه استان را ۱۳۰۶ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰۱ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰۱ - ۱۳۰۵ ایروان در ۱۳۰۱ -

جنگس

نبان لكمبود : ١٠٠٠ -

وبدانت ، قلبقم : ١٠٠٠ -

جنگ وکسر: فی ۱۱۹۶ - ۱۱۱۳ -جنگ وانی بت (تبسری): ۱۱۵ - ۱۸۱ ۲۰ - ۲۵ - ۱۲۵ - ۱۲۹۳ - ۲۱ - ۲۹۹۱ مکنر الاس ۲۵۵۱۵: ۲۵ - ۲۹۱۹

جگ الکوٹ : مم ا می

جنگ کولاک (نسری): ه مرکباً سکرتال: ۵۳۰ ۵۳۰ ۵۵۰ ۲۵۲ ۲۲۱ ۲۲۱

۳۷۰ -معرکما میران کائمرہ : ۲۳۵ -سپانهارائید جدد : ۲۰۹۲ -

## سیاسی ادارے

فرور واج : ۱۰۸۱ -اظامت و نگانه : ۲۱۵

